إِنَّ هٰذِهِ تَذْكِرَةٌ فَمَن شَاءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا

ارجح المطالب فی عد مناقب اسد اللہ الغالب علی المشارق والمغارب

سوانح عمری

حضرت علی ابن ابی طالب

مؤلفہ و مترجمہ

سند المحققین علامہ فطین فاضل عدیم السہیم مقتدائے اہل السنت جناب

مولانا مولوی عبید اللہ صاحب بسمل امرتسری سابق

[illegible] از کتب خانہ سرکار رامپور دامت اقبالہ

جسکو بعد [illegible] تصنیف [illegible] ہجری

شیخ جان محمد الہ بخش گنگانی تاجران کتب لاہور بیرون [illegible] شاہ

مالم [illegible]

نے

محرم الحرام سنہ ۱۳۳۳ ہجری المقدس میں

فیروز ترقی مطبع گوہر لاہور میں باہتمام [illegible] امیر بخش منیجر چھپوایا

عکسی تعویذی حمائل شریف

یہ نادر الوجود تحفہ ایک انچہ لمبا اور پون انچہ چوڑا ہے۔ وزن پانچ تولہ ہے۔ باہر چاروں طرف سواسیر کے طلائی کام ہے۔ ایک نفیس ڈبیہ میں محفوظ ہے۔ خواہ تعویذ بنا کر بچوں کے گلے میں ڈالو یا بازو میں یا گھڑی کی زنجیر سے آویزاں رکھو قابل دید ہے روزانہ تلاوت کے لئے آنکھیں کی عینک ہمراہ ہے قیمت ...

تعلیم قرآن فلسفیانہ رنگ میں حصہ اول

... میں دکھایا گیا ہے کہ آیات کے حقیقی معنی کیا ہیں؟ مفسرین ... تھے۔ اور عہد رسالت میں ... کو مطالب و معانی ... تھے۔ قیمت ...

حصہ دوم علم الحدیث ... فلسفہ علم حدیث کی انتہائی تحقیق کی گئی ہے اور ... بتایا گیا ہے کہ یورپ کو جس فلسفہ تاریخ پر ناز ہے اسلام ... قیمت فی جلد

دُر البیان ترجمہ دیوان حضرت علی

کرم اللہ وجہہ مترجم قیمت ...

کتاب علی المرتضیٰ علیہ السلام

کی ایک بے نظیر تحریر ... کتاب موسوم غرر الحکم و درر الکلم مرتبہ علامہ عبد الواحد ... کا بامحاورہ اردو ترجمہ ... پر اثر نصائح ... لطائف نکات ... آداب ...

گراں بہا خزانہ جو دنیا و عاقبت میں انسان کی عاقبت و فلاح و مغفرت کے لئے ازحد ضروری ... ہیں۔ قیمت فی جلد ...

خمسہ احمدیہ مشتملبر مناجات حضرت علی

کرم اللہ وجہہ معہ ترجمہ اردو و جنتری برائے دریافت ماہ قمری و صنعت استخراج نام اللہ جل شانہ از ہر شے و صنعت استخراج نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم از ہر شے و صنعت استخراج نام حضرت علی کرم اللہ وجہہ از ہر شے قیمت ...

مظہر العجائب یعنی خطبہ بے الف جناب امیر علیہ السلام

جس کی عبارت میں حرف الف نہیں اسی ... اور صنعت کی پابندی کے ساتھ نظم کیا گیا ہے قیمت ...

مراۃ العارفین ترجمہ اردو مصنفہ حضرت ...

امام حسین علیہ السلام ... عربی کے ساتھ ... قیمت ...

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اقوال و فلسفہ

مشہور فاضل ... کی ایک مشہور کتاب کا اردو ترجمہ از خواجہ حسن نظامی صاحب قیمت ...

یزید نامہ

... محرم میں پڑھنے کے لئے بالکل نئی ... خواجہ حسن نظامی صاحب قیمت فی جلد ...

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مولانا شبلی نعمانی مرحوم ... قیمت ہر دو جلد ...

علامات قیامت اردو ترجمہ ...

از شاہ رفیع الدین صاحب محدث رحمۃ اللہ علیہ قیمت ۵

فہرست مضامین کتاب ارجح المطالب فی عدد مناقب اسد اللہ الغالب یعنی سوانح عمری امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب

تمت

تاریخ کتاب مستطاب ارجح المطالب فی مناقب علی ابن ابی طالب علیہ السلام از مولوی ابو محمد عبد الرشید صاحب

حضرت بسمل کہ باد ناصر او کردگار — آنکہ بایوان علم یافتہ خوش برتری

بر سر کلک سخن ریزہ خور خوان او — رودکی و عنصری عسجدی و انوری

بند نقابی کشود کشف غوامض نمود — گوئے حقیقت ربود از سر این داوری

ہیچ شبہ لافتیٰ کرد بدان سان رقم — گز صدق و صفا مہر شد شق مشتری

ساختہ از محکمات خانۂ محکم اساس — ہم ز معایب مصون ہم ز نقائص بری

آیت منصوص بیت نقش بری مراد — از خبر و از اثر کرد چہ صورت گری

از پی تاریخ او قطعہ چو سلک درر — خامہ رعنا کشید در نظر جوہری

ہمہ سر و پاش حسود طلب منافق شکست — وہ چہ برآمد ز طبع منقبت صفدری

تقریظ وحید العصر فرید الدہر سرکار شریعتمدار علامہ شیخ عبد العلی الہروی الطہرانی مد ظلہ

کتاب مستطاب ارجح المطالب فی عد مناقب علی ابن ابی طالب از تالیف مرجع عالیجناب کمالات اکتساب عالم محقق و فاضل مدقق متبحر در فن جمع و تالیف و متبحر در صنعت توفیق و تصنیف مولوی عبید اللہ بسمل امرتسری عفا عنہ اللہ اجرہ و عاملہ بما ہو بہ حری۔ کہ در فضائل مولا الثقلین مجمع البحرین و در مناقب امام الکونین مطلع نیرین یعنی مجموعہ ما نزل و ورد بہ الکتاب المبین صلے اللہ علیہ و علی آلہ الطاہرین والحق کم کتابے بہ ایں نہج از کتب اہل سنت و جماعت تاحال تالیف شدہ بتحقیق بان یکتب من مداد النور علی صفحات خدود الحور و برسوم اہالئے اسلام و بخصوص بر کسانیکہ طالب منہج قویم و سالک صراط مستقیم ہستند۔ نعم الدلیل و خیر السبیل و ملاحظہ ایں کتاب کرامت مآب را از موکدات وظائف دینیہ باید دانست ان فی ذلک لعبرۃ لاولی الالباب ◆

حررہ الاحقر الجانی عبد العلی الہروی الطہرانی فی السلخ

من جمادی الاولی من شہور سنہ ۱۳۰۹ھ

ضروری گذارش

صاحبان! سیرت المحمدی کی خوبی فہرست مضامین سے ظاہر ہے۔ اب تیسری مرتبہ نہایت آب وتاب کیساتھ شائع کیگئی ہے پہلی دفعہ اسکا صفحہ ۲۵ سطور کا تھا۔ دوسری مرتبہ ۲۳ سطور کا کر دیا گیا تھا۔ مگر اب تیسری مرتبہ کاغذ لکھائی چھپوائی کی عمدگی کے باعث ۲۹ سطور کا کر دیا گیا ہے۔ اس لئے یہ حجم قدرے کم ہوگیا ہے۔ مضمون حرف بحرف وہی ہے۔ اس میں کوئی کمی بیشی نہیں کیگئی۔ ہاں البتہ پہلی دفعہ لکھائی چھپوائی اور تصحیح میں جو کسر رہ گئی تھی۔ وہ حتی الوسع اسدفعہ نکالدی گئی ہے اگر اسپر بھی ناظرین کوئی نقص یا غلطی پائیں تو ہمیں عند اللہ معذور سمجھیں اور دعائے خیر سے یاد فرمائیں آئیندہ انشاء اللہ اسکی لکھائی چھپوائی کاغذ و تصحیح کی طرف اور زیادہ خیال رکھا جائیگا۔ اور موجودہ ہی بھی کسر بھی نکالدی جائیگی باوجہ گرانی لکھائی چھپوائی۔ کاغذ اسدفعہ اسکی قیمت للعہ روپے علاوہ محصولڈاک مقرر کیگئی ہے۔ علاوہ ازیں ہمارے پاس ہر ایک قسم کی اسلامی کتب۔ قرآن شریف معرا و مترجم۔ حدیث شریف۔ فقہ حنفیہ تصوف۔ تاریخ۔ سوانحعمری۔ کتب ادبی۔ عروضی کا ذخیرہ زیادہ تر اردو زبان میں برائے فروخت موجود ہے ناظرین ایک پیسہ کا کارڈ بھیجکر فہرست کتب موجودہ کتب خانہ مفت طلب کریں اور بعد ملاحظہ فہرست اپنی اپنی فرمائش بھیجکر اپنے قدیمی نیازمندان کی حوصلہ افزائی فرمائیں بفضلہ تعالیٰ یہ کتب خانہ سنہ ۱۸۸۲ء سے جاری ہے اور آجتک اسکا جاری رہنا دیانتداری اور سچائی معاملہ کی بین دلیل ہے۔ اللہم زد فزد ◆

آپکے قدیمی نیازمندان { شیخ جان محمد اللہ بخش کنبائی۔ تاجران کتب و مالکان کتب خانہ صوفیہ۔ بنگلہ ایوب شاہ۔ لاہور

الباب الاول فی الاسماء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وآلہ الطیبین الطاہرین و ازواجہ ھن امہات المومنین واصحابا ھم مصابیح الیقین سیما علی خاتم الوصیین مولی المومنین قائد الغر المحجلین سید الصادقین یعسوب المسلمین امام البررۃ قاتل الفجرۃ مظہر العجائب والغرائب امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ وعلی اھل بیتہ السلام الی یوم القیام اما بعد الراجی الی رحمۃ ربہ المتعال اصغر العباد عبید اللہ بن مظہر جمال المتخلص بہ بسمل امرتسری محبان اہل بیت کی خدمت میں عرض پرداز ہے کہ جن زمانہ میں میں ریاست رامپور کے کتب خانہ کی خدمت رجسٹراری پر مامور تھا مجھ سے ایک میرے ہمخیال مہربان نے ارشاد کیا کہ متقدمین نے جناب امیر علیہ السلام کے مناقب کو نہایت شرح وبسط کے ساتھ لکھا ہے جس سے عربی زبان کے جاننے والے ہی پورے فوائد حاصل کر سکتے ہیں۔ نہ یہ کتابیں عام طور پر دستیاب ہو سکتی ہیں اور نہ عوام ان سے مستفید ہو سکتے ہیں ماسوا اسکے ان کتابوں میں ہر ایک حدیث کا سلسلہ سند جو اس حدیث کی صحت اور سقیم کا معیار ہے اسقدر طول طویل ہے کہ ناآشنائے فن کی طبیعت اسکو پڑھکر اکثر الجھتی ہے۔ اگر اسناد کو حذف کر کے صرف متون احادیث کا اردو زبان میں ترجمہ کیا جائے تو زمانہ حال کے عوام لوگ اس سے بہت کچھ اپنی الجھے ہوئے عقائد کو سلجھا سکتے ہیں۔

مجھے اسوقت کتب خانہ کی آئے دن کی پیچیدگیوں سے دم بھر کی مہلت نہیں ملتی تھی تاہم میں نے اپنے ہم مشرب مہربان کے ارشاد سے سرتابی کی مجال نہ دیکھی۔ گو چھوٹا منہ اور بڑی بات تھی لیکن بسم اللہ مجریہا ومرسٰہا کہکر اپنی ٹوٹی پھوٹی کشتی کو اس بحر مواج کی منجدھار میں چھوڑ دیا۔ اگرچہ کار سرکار کے سوا اور بہت سے موانع پیش آئے اور اس کار خیر میں مزاحمت کرنیوالوں نے اپنی طینت کی خوبی کو ظاہر کیا۔ مگر میں لگاتار اپنے کام میں مصروف

رہ بیجائے اسلئے کہ کوئی محب اہل بیت شریک ہوکر میرا ہاتھ بٹاتا اور داخل حسنات ہوتا از دست اپنی اپنی الفت دیکھ دیکھ کر دل کو دکھاتا تھا۔ مگر مجھے اپنے کام سے کام تھا نہ کسی کی مخالفت کی پروا تھی اور نہ اپنی کم استعدادی کا مطلق خیال تھا حیثیت کا اپنی فرض منصبی کو انجام دیئے چلتا اس گورکھ دھندے کو اپنی سلجھانے لے بیٹھتا انہیں دنوں میں مجھے عظیم آباد پٹنہ کا سفر پیش آیا اور محمد اخش خانصاحب کیل کے کتب خانہ کو دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ پھر لکھنؤ آگرہ دہلی وغیرہ کتب خانوں کی سیر کرتا پھرا۔ غرضکہ جس دروازہ سے جو کچھ کہ بھیک کا ٹکڑا ملا اس سے اپنے کشکول گدائی کو بھر لیا نہ اسمیں متکلمین کے پیچیدہ استدلال ہیں اور نہ فلسفانہ نازک خیال ہیں نہ کسی مذہب پر کوئی اعتراض کیا ہے اور نہ کسی اعتراض کا جواب دیا ہے۔ اگر فے الجملہ کچھ ہے تو خدائے بے نیاز کی مقدس کتاب کی چند آیتیں یا پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی چند حدیثیں یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار یا ائمہ حدیث رحمۃ اللہ علیہم کے اقوال یا سچے تاریخی واقعات یا مظہر العجائب علیہ السلام کے حالات ہیں احادیث کی سند بنظر اختصار حذف کیا گیا ہے تاکہ کتاب کا حجم نہ بڑھ جائے اور پڑھنے والے کی طبیعت بھی بہلی رہے۔ ہر ایک حدیث کے ابتدا میں صحابہ یا تابعین میں سے حدیث کے راوی اول کے نام پر اور اختتام حدیث میں اسکے تخریج کرنیوالی محدث کے نام پر اقتصار کیا گیا ہے۔ اور اردو زبان میں اسکا عام فہم ترجمہ کر دیا ہے۔ جہانتک ہوسکا ہے حدیث کے نقل کرنے میں صحت کے خیال کو مدنظر رکھا ہے۔ لیکن اکثر کتابیں قلمی تھیں جنکے حروف بہت جگہ سے مشکوک اور محکوک تھے اسوجہ سے اگر نقل کرنے میں غلطی واقعہ ہوگئی ہو تو میں خدا سے اسکی معافی کا خواستگار ہوں اور ناظرین سے تصحیح کی استدعا کرتا ہوں +

مولف کی غرض اس تالیف سے مصنفین کی قطار میں شمار ہونیکی نہیں۔ صرف اہل بیت علیہم السلام کی جناب میں اپنے عقیدت کا اظہار ہے نہ کسی سے صلہ کی توقع ہے نہ انعام کی آرزو ہے رب العزت کی جناب سے عفو تقصیرات کا صلہ چاہتا ہوں اور اہل بیت کی درگاہ سے اپنے گناہوں کی شفاعت کا انعام مانگتا ہوں۔ ہاں اگر احباب میری لغزشوں سے قطع نظر کر کے دعائے خیر سے یاد فرماویں تو انکی قدردانی ہے ؎ اعینونی اذا احسنت امرا ۔ فان اخطات اینونی صلاحا ۔ خواہ مجھے کوئی شیعہ کہے یا سنی میرا مذہب تو یہ ہے ؎ پاس او ہم بہر جہا رست ۔ لیکن بعلی ہزار کار رست ۔ میں اپنے مولی کی محبت میں مست ہوں شیعہ سنی کی رد و قدح کا موازنہ نہیں کرسکتا +

میں نے سوانح عمری کے پیرایہ میں جناب امیرؑ کے فضائل و مناقب کو جمع کیا ہے اور لوگوں کو اس مظہر العجائب کے روحانی اور جسمانی اور اخلاقی اوصاف کا مرقع کھینچکر دکھایا ہے +

اگر حسن عقیدت سے قطع نظر کر کے تھوڑی دیر کے لئے نظر انصاف سے بھی دیکھا جائے تو ناظرین کو رائے قایم کرنے کا بخوبی موقع مل سکتا ہے کہ جس جلیل الشان اسلامی ہیرو کا یہ نمونہ لیا گیا ہے وہ صرف مذہبی پیشوا ہی نہیں۔ بلکہ سلطنت کے تاریخی آسمان کا آفتاب ہے۔ دنیا میں جتنے مشاہیر گذرے ہیں اور جن کی سوانح عمریاں آبِ زر سے لکھی گئی ہیں اُنمیں سے

جناب امیر علیہ السلام ایسے فرد الافراد ہیں۔ کہ ہر طبقہ کے مشاہیر میں سرآمد نظر آتے ہیں +
مجمع سلاطین میں آپ جلال الٰہی کا تاج سر پر رکھے ہوئے ایک عظیم الشان سلطان ہیں۔ کہ جن کے دربار قیصر و کسریٰ کے سفیر دست بستہ نہایت ادب سے سر نیچے کئے ہوئے نیاز مندانہ استادہ ہیں +
معرکہ کارزار میں آپ ایسے یکتا شہسوار ہیں کہ آستین چڑھا کر عمرو و مرحب جیسے عرب کے رستم نژادوں کو پچھاڑ کر ان کے سینہ پر چڑھے ہوئے نظر آتے ہیں +
منبر پر آپ ایک شیوہ زبان اسپیکر ہیں کہ فصحائے عراق و بلغائے عرب آپ کے خطبہ کی فصاحت سے جوش میں آ کر کچھ پوچھنے کے لئے اٹھتے ہیں۔ اور پھر محو حیرت بنکر کھڑے کے کھڑے رہجاتے ہیں +
علم و فضل کی درسگاہ میں آپ ایک طلیق اللسان پروفیسر ہیں کہ انبیائے بنی اسرائیل کی شریعت کے رموز کو یونانی فلسفہ کے ساتھ بنی اسرائیل کی زبان میں بیان فرما رہے ہیں +
غرضکہ مسند فقر پر آپ ایک منکسر المزاج فقیر ہیں اور چار بالش امارت پر آپ ایک ذی شوکت امیر ہیں۔ اگر عدالت میں آپ نوشیروان ہیں تو شجاعت میں رستم دستان ہیں۔ اگر سخاوت میں آپ حاتم نوال ہیں تو شہامت میں کیخسرو مثال ہیں +
ایسے صفات متضادہ کا بشر ابو البشر کی اولاد میں پیدا نہیں ہوا اور ایسے اوصاف متقابل کا آدمی جناب آدمؑ کی ذریت میں ہویدا نہیں ہوا +
انہیں صفات متضادہ اور اوصاف متقابلہ کو دیکھکر نصیریہ نے آپکو خدا جانا اور صوفیہ نے خدا جانے کیا جانا۔ مگر سچ تو یہ ہے ؎ ذات حیدر کو کوئی کیا جانے بد یا تیں جانے یا خدا جانے +
میری بساط ہی کیا تھی کہ میں ایسے اہم مطالب کا بیڑا اٹھاتا مگر شوق نے دل کو ایسا گدگدایا کہ بیتاب کر دیا۔ ہر چند کہ میں اس دریا میں تیرنے کے لائق نہیں تھا۔ مگر امید نے سہارا دیا اور اس سہارے سے ہاتھ پاؤں مارنے لگا +
میں اپنے امامیہ احباب سے نہایت شرمسار ہوں کہ میں ان تالیف میں انکی کتابوں سے اخذ مطالب میں قاصر رہا ہوں اور حضرت اہل سنت و جماعت کی کتب حدیث پر ہی اس کتاب کی تدوین کا مدار رکھا ہے +
اس لئے اہل سنت و جماعت کے ائمہ حدیث رحمۃ اللہ علیہم کے اسماء مبارک کی ایک فہرست مع ان کے سنہ وفات کے دیباچہ میں درج کر دی ہے +

وفیات ائمہ حدیث رحمۃ اللہ علیہم

اسماء محدثین	سنہ وفات
ابن شہاب الزہریؒ امام مالکؒ کے اُستاد انہوں نے سب سے اول اس فن کو مدون کیا ہے ۔	سنہ ۱۲۵ھ
ابن اسحاقؒ صاحب السیرۃ آپ نے آنحضرت صلعم کی سیرت اور مغازی کو جمع کیا ہے زہری کہا کرتے تھے من اراد المغازی فعلیہ بابن اسحٰق رحمہ ۔	سنہ ۱۵۱ھ
الکلبی صاحب التفسیر عالم النسب استاد سفیان ثوری رحمہ	سنہ ۱۴۶ھ
امام مالک رحمہ صاحب کتاب موطا رحمۃ اللہ علیہ ۔	سنہ ۱۷۹ھ
عبد اللہ بن مبارک شاگرد امام مالک رحمہ	سنہ ۱۸۱ھ
وکیع بن الجراح رحمہ آپ نے قرآن مجید کی تفسیر لکھی ہے ۔	سنہ ۱۹۷ھ
عبد اللہ بن الوہبؒ آپ نے بھی کتاب موطا لکھی ہے مگر مشہور نہیں ہوئی ۔	سنہ ۱۹۷ھ
سفیان بن عیینہ رحمہ آپ نے قرآن مجید کی تفسیر لکھی ہے ۔	سنہ ۱۹۸ھ
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۲۰۴ھ
ابو داؤد الطیالسی رحمہ صاحب کتاب مسند	سنہ ۲۰۳ھ
الواقدیؒ صاحب المغازی	سنہ ۲۰۷ھ
عبد الرزاق رحمہ استاد امام احمد ابن حنبلؒ صاحب التفسیر و المصنف ۔	سنہ ۲۱۱ھ
الفریابی رحمہ صاحب التفسیر	سنہ ۲۱۳ھ
الحمیدی رحمہ صاحب المسند ۔	سنہ ۲۱۹ھ
آدم بن ابی ایاس رحمہ صاحب التفسیر ۔	سنہ ۲۲۳ھ
ابو عبیدہ رحمہ صاحب غریب الحدیث و شواہد ۔	سنہ ۲۲۴ھ
سعید بن منصور رحمہ صاحب التفسیر ۔	سنہ ۲۲۷ھ

اسماء محدثین	سنہ وفات
ابن سعد رحمہ صاحب الطبقات ۔	سنہ ۲۳۰ھ
ابن ابی شیبہ رحمہ اُستاد امام بخاری صاحب کتاب و مصنف مسند و تفسیر ۔	سنہ ۲۳۵ھ
اسحٰق بن راہویہ رحمہ صاحب مسند و تفسیر	سنہ ۲۳۸ھ
امام احمد رحمۃ اللہ بن حنبل صاحب مسند و زہد و المناقب ۔	سنہ ۲۴۱ھ
ابن ابی عمر العدنی رحمہ صاحب مسند ۔	سنہ ۲۴۳ھ
ابن منیعؒ صاحب مسند ۔	سنہ ۲۴۴ھ
الدارمی رحمہ صاحب مسند	سنہ ۲۵۵ھ
امام المحدثین بخاری رحمہ صاحب جامع الصحیح والتاریخ والادب ۔	سنہ ۲۵۶ھ
الزبیر بن بکار صاحب اخبار المدینہ و الموفقیات	سنہ ۲۵۶ھ
امام مسلم رحمۃ اللہ صاحب جامع الصحیح	سنہ ۲۶۱ھ
ابو داؤد رحمہ صاحب السنن والناسخ والمنسوخ	سنہ ۲۷۵ھ
ابو عیسیٰ الترمذی صاحب الجامع والشمائل	سنہ ۲۷۹ھ
ابن ماجہ صاحب السنن ۔	سنہ ۲۷۵ھ
ابن ابی الدنیا رحمہ صاحب کتاب مصنف	سنہ ۲۸۱ھ
الحارث ابن ابی اسامہ صاحب المسند	سنہ ۲۸۲ھ
القاضی اسمٰعیل صاحب کتاب فضل الصلوٰۃ علی النبی صلے اللہ علیہ وسلم ۔	سنہ ۲۸۲ھ
ابن ابی عاصم رحمہ صاحب مسند	سنہ ۲۸۷ھ
الحکیم الترمذی صاحب نوادر الاصول	سنہ ۲۸۵ھ
عبد اللہ بن امام احمد بن حنبل صاحب زوائد فی المسند ۔	سنہ ۲۹۰ھ

اسماء محدثین	سنہ وفات
البزار شاگرد امام بخاری صاحب مسند	سنہ ۲۹۲ھ
النسائی صاحب السنن و الخصائص	سنہ ۳۰۳ھ
ابو یعلی صاحب المسند و المعجم	سنہ ۳۰۷ھ
ابن جریر الطبری رحمۃ اللہ صاحب التفسیر والتاریخ۔	سنہ ۳۱۰ھ / سنہ ۳۱۰ھ
ابو بشر الدولابی رح صاحب الکنی	سنہ ۳۱۰ھ
ابن خزیمہ رح صاحب الصحیح	سنہ ۳۱۱ھ
ابو القاسم البغوی رح صاحب معجم الصحابہ	سنہ ۳۱۷ھ
ابن المنذر رح صاحب التفسیر و الاوسط	سنہ ۳۱۸ھ
الطحاوی رح صاحب مشکل الآثار	سنہ ۳۲۱ھ
العقیلی صاحب الضعفاء	سنہ ۳۲۲ھ
ابن قتیبہ الدینوری رحمۃ اللہ صاحب کتاب المعارف۔	۳۲۲ھ
ابو بکر الانباری رح	سنہ ۳۲۸ھ
ابن ابی حاتم رح صاحب التفسیر	سنہ ۳۲۷ھ
المحاملی رح صاحب الامالی	سنہ ۳۳۵ھ
ابن قانع صاحب معجم	سنہ ۳۴۶ھ
ابو بکر الشافعی رح صاحب غیلانیات	سنہ ۳۵۴ھ
ابن حبان رحمۃ اللہ صاحب الصحیح و الثقات والضعفا	سنہ ۳۵۴ھ
ابن السکن رح صاحب معرفۃ الصحابہ	سنہ ۳۵۳ھ
الطبرانی صاحب معاجم ثلاثہ	۳۶۰
الآجری رح صاحب الشریفہ و الاربعین	سنہ ۳۵۹ھ
ابن السنی شاگرد نسائی صاحب عمل الیوم واللیلہ والطب النبوی	سنہ ۳۶۴ھ
ابن عدی صاحب الکامل	سنہ ۳۶۵ھ
ابو الشیخ صاحب التفسیر و العظمۃ و الوصایا	سنہ ۳۶۹ھ

اسماء محدثین	سنہ وفات
ابو بکر الاسماعیلی رح صاحب الصحیح و المعجم	سنہ ۳۷۱ھ
ابن شاہین رح صاحب السنن و الترغیب	سنہ ۳۸۵
الدارقطنی رح صاحب السنن وغیرہ	سنہ ۳۸۵ھ
الخطابی رح صاحب غریب الحدیث	سنہ ۳۸۸ھ
ابن مندہ رح صاحب معرفۃ الصحابہ	سنہ ۳۹۵
الحاکم صاحب المستدرک و التاریخ	سنہ ۴۰۵ھ
ابن مردویہ المشہور بطراز المحدثین رح صاحب التفسیر و المناقب المستخرج علی البخاری۔	سنہ ۴۱۰ھ
تمام رح صاحب الفوائد	سنہ ۴۱۴ھ
الکائی رح صاحب السنہ	سنہ ۴۱۸ھ
ابو نعیم استاد خطیب بغدادی صاحب الحلیہ و معرفۃ الصحابہ وغیرہ	سنہ ۴۳۰ھ
الثعلبی رح صاحب التفسیر	سنہ ۴۲۷ھ
البیہقی صاحب السنن و شعب الایمان وغیرہ	سنہ ۴۵۸ھ
الخطیب البغدادی صاحب التاریخ و الجامع	سنہ ۴۶۳ھ
ابن عبد البر رح صاحب کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب	سنہ ۴۶۳ھ
الواحدی رح تلمیذ الثعلبی صاحب التفاسیر المشہورہ	سنہ ۴۶۸ھ
البغوی صاحب معالم التنزیل و شرح السنہ	سنہ ۵۱۶ھ
الدیلمی رح صاحب الفردوس الاخبار	سنہ ۵۰۹
السلفی صاحب التاریخ	سنہ ۵۷۶ھ
ابن عساکر رح صاحب التاریخ	سنہ ۵۷۱ھ
ابن الاثیر الجزری صاحب کامل التاریخ و اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ	سنہ ۶۳۰ھ
الخوارزمی و ہو ابن اخت ابی جعفر محمد بن جریر الطبری صاحب المناقب	

اس کتاب کی تالیف میں کتب مشہور حدیث مثل صحاح ستہ وغیرہ کے سوا جن کتابوں سے خصوصیت کے ساتھ اخذ مطالب کیا ہے انکے نام درج ذیل ہیں

نام کتاب	نام مؤلف	نام کتاب	نام مؤلف
المناقب	للامام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ	ینابیع المودہ	للعلامہ سلیمان الحنفی البلخی
الخصائص	للامام النسائی رحمۃ اللہ علیہ	جزو فضائل اہل البیت	للحافظ البزار رح
منقبۃ المطہرین	للحافظ ابی نعیم الاصبہانی رحمۃ اللہ علیہ	المناقب	للقاضی شہاب الدین الدولت آبادی
المناقب المسمی بمسند فاطمہ	للحافظ الدارقطنی رحمۃ اللہ علیہ	شرف النبوۃ	للعلامہ ابو سعید رح
المناقب	لطراز المحدثین ابی بکر ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ	اسعاف الراغبین فی سیرۃ المصطفےٰ وفضائل اہل بیتہ الطاہرین	للعلامہ محمد بن علی صبان رح
جواہر العقدین فی فضل الشرفین شرف العلم والنسب العلی	للسید نور الدین ابی الحسن علی ابن عبد اللہ السمہودی الشافعی رح	تذکرہ خواص الامۃ فی احوال الائمہ	للعلامہ یوسف سبط ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ
کتاب الآل	لابن خالویہ	ما نزل من القرآن فی علی	للحافظ ابی نعیم الاصبہانی رح
معالم العترۃ	للحافظ ابی محمد الجنابذی رح	الروضۃ الندیہ شرح التحفۃ العلویہ	للمحمد اسمٰعیل بن صلاح الامیر الیمانی الصنعانی
ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ	للعلامہ محب الطبری صاحب الریاض النضرۃ فی فضائل العشرہ	مناقب ائمہ اثنا عشر	للشیخ عبد الحق محدث دہلوی رح
فرائد السمطین فی فضائل المرتضےٰ والبتول والسبطین	للعلامہ ابراہیم الحموینی رح	اسنی المطالب فی مناقب علی ابن ابی طالب	للعلامہ شمس الدین محمد بن محمد الجزری صاحب حصن حصین رح
المناقب	للاخطب خطباء خوارزم شاہی	فضائل فاطمۃ الزہرا علیہا السلام	للحافظ ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الحاکم النیساپوری صاحب المستدرک
مطالب السئول	للعلامہ کمال الدین محمد ابن طلحہ الشافعی	نور العین فی مشہد الحسین	للامام ابی اسحٰق الاسفرائنی رحمۃ اللہ علیہ
فصول المہمہ فی معرفۃ الائمہ	للعلامہ نور الدین علی بن محمد المعروف بابن صباغ المالکی المکی رحمۃ اللہ علیہ	نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار	للشیخ الشبلنجی المومن الشافعی رح
مودۃ القربیٰ	السید علی الہمدانی رح	الثغور الباسمہ فی مناقب سیدۃ النساء الفاطمہ رہ	للعلامہ جلال الدین السیوطی رہ
مفتاح النجا فی مناقب ذوی القربیٰ	للعلامہ میرزا محمد خاں بدخشانی رح	سر الشہادتین	لخاتم المحدثین شاہ عبد العزیز المحدث دہلوی رح
المناقب	للفقیہ ابن المغازلی المالکی رح		

نام کتاب	نام مؤلف	نام کتاب	نام مؤلف
کفایۃ الطالب فی مناقب ابن ابی طالب	للعلامہ محمد ابن یوسف الگنجی الشافعی رح	احیاء المیت بفضل اہل بیت ع	للعلامہ جلال الدین السیوطی رح
نزال الابرار	للعلامہ بدخشی	المناقب	للحافظ الدین محمد بن احمد العجمی رح
معارج الوصول الی معرفۃ فضل آل الرسول	للعلامہ محمد بن یوسف الزرندی المدنی	رسالہ فضائل اہل بیت	للسید عبدالرحمن الاجہوری الشافعی رح
صراط السوی فی مناقب آل النبی ص	للعلامہ محمود بن محمد بن علی الشیخانی القادری	عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب	لجمال الدین احمد المعروف بابن عنبہ رح
معارج العلی فی مناقب المرتضے	محمد صدر عالم	ریاض الفضائل	للشیخ محمد الواعظ الہروی
توضیح الدلائل علی ترجیح الفضائل	شہاب الدین احمد	وسیلۃ المآل فی عد مناقب الآل	للشیخ احمد بن الفضل بن محمد باکثیر المکی الشافعی
الخصائص العلویہ علی سائر البریہ	لابی الفتح محمد بن علی بن ابراہیم النطنزی	کتاب الصفوہ بمناقب بیت آل النبوہ	لعبدالرؤف المناوی رح
فتح المطالب فی مناقب علی ابن ابی طالب	للحافظ شمس الدین محمد بن احمد الذہبی	الفتح المبین فی فضائل اہل بیت سید المرسلین	للعلامہ رشید الدین خان الدہلوی
قرۃ المومنین فی مناقب اہل بیت سید المرسلین	للمولوی ولی اللہ لکھنوی	ذخیرۃ المآل فی شرح عقد جواہر اللآل	للشیخ احمد بن عبدالقادر العجیلی الشافعی رح
در السمطین فی فضل المصطفے والمرتضے والسبطین	لجمال الدین محمد یوسف الزرندی	سعادۃ الکونین	لم اقف علی اسم مولفہ
عرف الوردی فی اخبار المہدی	للسیوطی رح	تنقیح الحقوق السنیہ بتہذیب الرجال الحسینیہ	لرضی الدین محمد بن علی بن حیدر
مناقب حیدریہ	للشیخ احمد بن علی ابن ابراہیم الانصاری الیمنی الشعانی رح	القول الجلی فی فضائل علی	للسیوطی رح
		دعاء الہداۃ الی اداء حق الموالات	لعبیداللہ بن عبداللہ الحسکانی
عقد اللآل فی فضائل الآل	للشیخ عبداللہ العیدروس رح	اسنی المطالب فی فضائل علی بن ابی طالب	للشیخ ابراہیم بن عبداللہ الوصابی الیمنی الشافعی رح

ناظرین کو کتاب کے مطالعہ سے آپ خود ظاہر ہو جائیگا کہ احقر نے کس قدر جانکاہی سے اسکے ابواب کو ترتیب دیا ہے ٭

پہلے باب میں جناب امیر کے اسماء اور القاب درج کرکے کفایۃ المہمہ بہ برکت اسماء ابی الائمہ اس کا نام رکھا ہے ٭

دوسرے باب میں - آپ کے شان کے متعلق قرآن شریف کی آیتیں جمع کی ہیں اور اس کا نام النص الجلی مما نزل من کتاب اللہ فی علی قرار دیا ہے ٭

تیسرے باب میں جناب کے افضل الناس ہونیکا ثبوت ہے اس کا نام ملہم غیبی نے الکواکب المضیئہ فی فضائل العلویہ پکارا ہے ٭

چوتھے باب میں - آپ کی خصوصیات کا ذکر ہے سروش آسمانی نے العروۃ الوثقی فی خصائص المرتضی کا خطاب اس کو عطا کیا ہے اور بحیثیت مجموعی اس تالیف کو ارجح المطالب فی مناقب اسد اللہ الغالب امیر المومنین علی ابن ابیطالب کے لقب سے نامزد کیا ہے ٭

کوئی صاحب یہ خیال نہ کرے کہ اس کتاب کو صرف کتب مناقب ہی سے تالیف کیا ہے نہیں بلکہ کتب صحاح میں جامع بخاری اور مسلم اور ترمذی اور مستدرک حاکم اور مسند اہل البیت جناب امام رضا علیہ السلام اور کنز العمال اور سنن ابی شیبہ اور حلیۃ الاولیا اور جامع عبد الرزاق اور مسند بزار اور معاجم ثلاثہ طبرانی وغیرہ ٭

اور کتب رجال میں الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب اور اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ اور اصابہ فی تمیز الصحابہ اور الریاض النضرہ فی فضائل العشرہ وغیرہ ٭

اور تفاسیر میں تفسیر معالم التنزیل اور الدر المنثور فی التفسیر بالماثور اور تفسیر کشاف اور بیضاوی وغیرہ سے - اور تواریخ میں تاریخ طبری - اور کامل التواریخ - اور مروج الذہب مسعودی مرات الجنان یافعی اور تاریخ ابن عساکر وغیرہ سے اور سیر میں سیرت ابن اسحق - اور واقدی اور مدارج النبوۃ سے بہت کچھ مدد لی گئی ہے جس کتاب سے کوئی مطلب اخذ کیا ہے اس کتاب کا نام اس کی عبارت کے ذیل میں درج کر دیا ہے ٭

اب میں اپنے اور ناظرین کتاب کے لئے دعاء خیر مانگتا ہوں - اور اصل کتاب کی طرف رجوع کرتا ہوں ٭

واللہ تعالی یعصمنا عن الخطاء والخطل و ثبت اقدامنا فی مواضع الزلل انہ المرجو فی الاولی والاخری وعلیہ التوکل والاعتماد فی الدنیا والعقبی

باب اوّل

در جناب امیر علیہ السّلام کے اسماء مبارک میں

موسوم

بکفایت المہمہ ببرکت اسماء ابی الائمہ

اسد

قال ابن الاعرابی کانت فاطمۃ بنت اسدٍ علی حاملاً بعلیٍ ابوطالب غائب فوضعتہ فسمتہ اسد التحیی بہ ذکر ابیہا فلما قدم ابوطالب سماہ علیاً (الیواقیت لابی عمر الزاہدی)

ابن اعرابی کا قول ہے کہ جناب امیرؑ کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت اسد حمل سے تھیں اور اُنکے وضع حمل کے وقت ابوطالب کہیں گئے ہوئے تھے اور جناب امیر علیہ السلام تولد ہوئے جناب فاطمہ بنت اسد نے اپنے والد کے نام پر اُنکا نام اسد رکھا تاکہ اُنکے والد کا نام اُنکے ذریعہ سے زندہ رہے جب ابوطالب تشریف لائے تو اُنکا نام علیؑ رکھا ؛

حیدرہ

قال عطاء انما سمتہ امہ حیدرۃ بدلیل قولہ یوم خیبر ؎ انا الذی سمتنی امی حیدرہ (تذکرہ خواص الائمہ) عطا کہتے ہیں جناب امیرؑ کی والدہ ماجدہ نے آپکا نام حیدر رکھا تھا۔ اسکی دلیل یہ ہے کہ خیبر کے روز آپ نے اپنے رجز میں فرمایا ہے۔ میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر یعنے شیر رکھا ہے ؛

وقال علی بن برہان الدین الحلبی الشافعی فی سیرۃ الحلبیۃ ویقال ان ذلک کان کشفا من علیٍ فان مرحبا کان رای فی تلک اللیلۃ فی المنام اسداً افترسہ فذکرہ علی لیخوفہ حافظ علی بن برہان الدین الحلبی الشافعی سیرۃ حلبیہ میں لکھتے ہیں کہ جناب امیر کا اپنی رجز میں اپنے آپ کو حیدر کہنا یہ ایک کشفی امر تھا کہ اسی رات مرحب نے خواب میں دیکھا تھا کہ اسکو ایک شیر نے پھاڑ ڈالا ہے پس جناب امیر نے اسکو خوف دلانے کے لئے اُسکا ذکر کیا کہ میں وہ شیر ہوں جسے تو نے خواب میں دیکھا ہے ؛

وقال بعضہم لان اباطالب کان غائبا حین ولد فسمتہ اُمہ حیدرۃ وقیل فی حکایت انما سمتہ حیدرۃ لان علیاً کان رضیعا وھو فی لبیت وحدہ وکانت امہ خارجۃ فی بعض الحاجات وکان منزلہم بجنب جبل مکۃ فنزلت حیۃ وھمت لتقتل علیاً فمد یدہ واخذ الحیۃ وامسکہا فماتت فی یدہ فدخلت امہ ورأت الحیۃ مقتولۃ فی یدہ فقالت حیاک اللہ یا حیدرۃ لذلک سمی حیدرۃ ونقلہ نجم الدین فخر الاسلام ابوبکر بن محمد بن الحسین السنلانی المرزکی فی مناقب الاصحاب بعض کہتے ہیں کہ جب جناب امیرؑ تولد ہوئے اسوقت ابوطالب گھر میں نہیں تھے آپکی والدہ نے آپکا نام حیدر رکھا ایک حکایت میں بیان کیا گیا ہے کہ جناب امیر ابھی دودھ پیتے بچہ ہی تھے اور گھر میں تنہا تھے آپکی والدہ گھر سے باہر کسی کام کو گئی ہوئی تھیں اور اُنکا گھر مکہ میں ایک پہاڑ کے پہلو میں تھا ایک سانپ پہاڑ پر سے اترا اُس نے جناب امیر کو قتل کرنا چاہا۔ جناب امیرؑ نے ہاتھ بڑھا کر اُسکو مضبوط پکڑ لیا وہ جناب کے ہاتھ ہی میں مرگیا اتنے میں آپکی والدہ ماجدہ باہر سے تشریف لائیں اور سانپ کو اُنکے ہاتھ میں مرا ہوا دیکھکر کہنے لگیں ای میرے شیر خدا تجھے خدا زندہ رکھے اسلئے آپکا

نام حیدر مشہور ہو گیا ✤

علی جناب امیر کے علی نام ہونیکی وجہ تسمیہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ھو اسم سمتہ بہ اُمہ عند ولادتہ (تذکرہ خواص الامۃ) یعنی انکی والدہ ماجدہ نے انکی ولادت کے وقت ہی انکا نام علی رکھا تھا۔

وقیل فلما علا علی علیے کتفی رسول صلے اللہ علیہ وسلم لکسر الاصنام سمی علیا من العلو والرفعۃ والشرف (تذکرہ خواص الامۃ) یعنی بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ جب جناب امیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوش اقدس پر کعبہ کے بُت توڑنیکے لئے چڑھے اُسوقت سے شرف اور علو اور رفعت کی وجہ سے آپکا نام علی پکارا گیا ✤

عن ابن عباس قال کانت امہ اذا دخلت علی ھبل اسجدتہ وھی حاملہ بہ علا علے بطنھا فیمنعھا من السجود فسمی علیا (تذکرہ خواص الامۃ) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب امیر کی والدہ اپنے ایام حمل میں جس وقت کہ ہبل کے پوجنے کے لئے جاتیں اور سجدہ کا ارادہ کرتیں تو جناب امیر انکے پہلو کی طرف چڑھ جاتے اور سجدہ کرنیسے اُن کو روک رکھتے اس وجہ سے آپکا نام علی رکھا گیا ✤

بعض کے نزدیک خود ابوطالب نے جناب امیر کا نام علی رکھا تھا چنانچہ علامہ ابن یوسف گنجی بھی اسی بات کے قائل ہیں اور اپنی کتاب کفایۃ الطالب میں اسکی تائید میں جناب ابوطالب کا ایک شعر پیش کرتے ہیں ؎ سمیتہ بعلی کی یدوم لہ بعز العلو فخر العز ادومہ یعنی میں نے انکا نام علی اسلئے رکھا ہے تاکہ سربلندی کی عزت اُنکے لئے ہمیشہ رہے اور عزت کا فخر ان کو ہمیشہ اپنے ساتھ لئے رہے ✤

عن ابی سلمان راعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لیلۃ اسری بی الی السماء قال لی الجلیل جل جلالہ یا محمد من خلفت فی امتک قلت خیرہا قال علی بن ابی طالب قلت نعم یارب قال یا محمد اطلعت الی اہل الارض اطلاعۃ فاخترتک منہا فشققت لک اسما من اسمائی فانا المحمود فانت محمد ثم اطلعت الثانیۃ فاخترت منہا علیا وشققت لہ اسما من اسمائی فانا الاعلی وھو علی یا محمد انی خلقتک وعلیا من نور من نوری وعرضت ولایتکما علی اہل السموات والارض فمن قبلہا کان عندی من المؤمنین ومن جحدھا کان من الکافرین (اخرجہ الحموازی) جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے گلہ بان ابی سلیمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مینے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ شب معراج میں پروردگار جل جلالہ نے مجھے سے ارشاد کیا یا محمد تم اپنی امت میں اپنی جگہ پر کس کو چھوڑ آئے ہو مینے عرض کیا انکے بہتر اور برتر کو۔ فرمایا کیا علی بن ابی طالب کو مینے عرض کیا ہاں اسی کو پروردگار نے فرمایا یا محمد مینے زمین والوں کو اچھی طرح سے دیکھکر تمکو برگزیدہ کیا۔ اور اپنے ناموں میں سے ایک نام تمہارے لئے مشتق کیا پس میں محمود ہوں اور آپ محمد ہیں پھر مینے دوبارہ زمین کے لوگوں کو دیکھا اور علی بن ابی طالب کو انتخاب کیا اور اسکے لئے بھی ایک نام اپنے ناموں سے مشتق کیا۔ پس میں اعلے ہوں اور وہ علی ہے یا محمد مینے تمکو اور علی کو اپنے اصلی نور سے مخلوق کیا ہے اور تم دونوں کی ولایت کو آسمان اور زمین والوں کے سامنے پیش کیا پس جس نے اسکو قبول کیا وہ میرے نزدیک مومن ٹھہرا۔ اور جس نے اس سے انکار کیا کفار کے گروہ میں سے بن گیا ✤

روضۃ الشہداء میں ملا حسین واعظ کاشفی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ جب جناب امیر تولد ہوئے ابوطالب کے پاس دیکھنے کو

تشریف لائے جناب امیرؑ تب ٹھہر ٹھہر کر آپ کے چہرہ کو چراشیدہ کیا۔ انہوں نے اپنی بی بی صاحبہ سے پوچھا کہ تم نے انکا کیا نام رکھا ہے انہوں نے جواب دیا میں نے انکا نام اپنے والد کے نام پر اسد رکھا ہے۔ ابوطالبؑ نے کہا ان کا نام ہمارے جد اعلےٰ جامع قبائل عرب قصے کے نام پر زید رکھنا چاہیئے اسی اثنا میں سرور دین پناہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور پوچھا کہ اس لڑکے کا کیا نام رکھا ہے عرض کیا گیا کہ والد نے اسد اور والدہ نے زید رکھا ہے آپ نے ارشاد کیا کہ علی نام رکھنا چاہیئے۔ جناب امیرؑ کی والدہ ماجدہ نے عرض کیا بخدا میں نے ایک ہاتف سے یہی نام سنا تھا دوسری روایت میں ہے کہ جناب امیرؑ کے نام رکھنے کی نسبت جناب ابوطالب اور فاطمہ بنت اسد میں باہم تکرار ہوئی تو آخر کار دونوں فیصلہ کیلئے کعبہ میں گئے۔ جناب فاطمہ بنت اسد نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر یہ شعر کہا سے یبین لنا الحکم المرضیٰ ماذا تری من اسم ذالصبی۔ یعنی اے پروردگار اس لڑکے کے نام کی نسبت جو کچھ تیری رضا ہو مجھے اس سے آگاہ کر اتنے میں غیب سے ندا آئی سے واسمہ من شامخ العلی علی اشتق من العلی۔ یعنی اسکا نام علی ہے علی مشتق ہے العلی سے جو خدا پاک کے اسماء الحسنیٰ میں سے ہے ❊

قیل لما قربت ولادۃ علیؓ احضر ابوہ ابوطالب الکعبۃ وتعلق باستارھا وقال سے ادعوک یارب العسق الدجی والقمر المبتلج المضی بین لنا عن حکمک المرضی۔ ماذا تری اسم ذا الصبی۔ فھتف بہ ھاتف سے خاطبتنا یا ولی الکرم الطیب المھذب المرضی۔ ان اسمہ من شامخ العلی۔ علی اشتق من العلی (ذکرہ نجم الدین فخر الاسلام ابوبکر بن محمد بن الحسین السیلانی المرتدی فی مناقب الصحابۃ) روایت ہے کہ جب جناب امیرؑ تولد ہوئے ابوطالبؓ نے کعبہ کا پردہ پکڑکر یہ شعر پڑھا میں تجھے پکارتا ہوں اے صاحب اندھیری رات اور ماہ صبح روشن کے مجھے اپنی رضا کا حکم کر جو نام کہ تو اس لڑکے کا مناسب سمجھے ناگاہ ہاتف نے پکارا تو نے مجھے اس پاک اور مہذب اور ستودہ لڑکے کی نسبت پوچھا ہے۔ اسکا نام آسمان کی بلندیوں میں علی ہے اور وہ مشتق ہے العلی سے جو خدائے پاک کے اسماء الحسنیٰ میں سے ہے ❊

کنیت

ابوالحسن

عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کان البحر مداداً والاسحار اقلاماً والانس کتاباً والجن حساباً ما احصوا فضائلک یا ابا الحسن (اخرجہ الدیلمی)

ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے اگر تمام دریا سیاہی اور درخت قلم اور انسان کاتب اور جن محاسب بنجائیں تاہم اے ابوالحسن تیرے فضائل کو شمار نہ کر سکیں گے ❊

ابوالحسین

عن علی قال کان الحسن یدعونی فی الحیوٰۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابا حسین والحسین یدعونی باحسن وکانا یدعوان ابا الا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما مات دعونی اباھما (اخرجہ الخوارزمی فی المناقب) جناب امیر روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات بابرکات میں حسنؑ مجھکو ابا حسین اور حسینؑ ابا حسن کہا کرتے تھے۔ اور مجھکو اپنا باپ نہیں سمجھتے تھے بلکہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنا باپ جانتے تھے جب حضرتؐ رحلت فرما گئے تو مجھے ان دونوں نے ابا حسن اور ابا حسین کہنا چھوڑ دیا ❊

ابومحمدؐ خوارزمی کہتا ہے کہ جناب امیرؑ اس کنیت سے بھی پکارے جاتے تھے کیونکہ ابن حنفیہ کا نام محمد تھا۔ جنکے پیدا

ہونے کی بشارت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب امیرؑ کو بیان فرمائی تھی۔

ابو الریحانتین عن جابر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لعلی قبل موتہ بثلاث سلام علیک یا ابا الریحانتین اوصیک بریحانتی فی الدنیا فعن قلیل یذہب رکناک واللہ خلیفتی علیک فلما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال علی ہذا احد الرکنین الذی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما ماتت فاطمۃ قال ہذا الرکن الاخر (اخرجہ احمد وابو بکر بن مردویہ) جابر سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات سے تین روز پہلے حضرت امیرؑ سے ارشاد فرماتے ہوئے سُنا تھا کہ اے ابا الریحانتین تجھ پر سلام ہو میں تجھے اپنے دونو پھول کے پودوں کیلئے دنیا میں وصیت کرتا ہوں عنقریب تیرے دونو رکن جاتے رہینگے اور پروردگار میرا خلیفہ اور نگہبان تجھ پر رہیگا۔ جب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا۔ جناب امیرؑ فرمانے لگے یہ ان دونو رکنوں میں سے پہلا رکن تھا۔ جن کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا جب جناب فاطمہؓ رحلت فرما گئیں جناب امیرؑ نے فرمایا یہ دوسرا رکن تھا۔

ابو تراب (۱) عن سہل بن سعد قال استعمل علی المدینۃ رجل من آل مروان قال فدعا سہل بن سعد فامرہ ان یشتم علیاً قال فابی سہل فقال اما اذ ابیت فقل لعن اللہ ابا تراب فقال سہل ما کان لعلی اسم احب الیہ وان کان لیفرح اذا ادعی بہ فقال لہ اخبرنا عن قصتہ لم سمی ابا تراب فقال جاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت فاطمۃ فلم یجد علیاً فقال این ابن عمک فقالت کان بینی وبینہ شئی فغاضبنی فخرج ولم یقل عندی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لانسان انظر این ہو فقال رسول اللہ ہو فی المسجد راقد فجاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو مضطجع قد سقط رداءہ عن شقہ فاصابہ تراب فجعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمسحہ عنہ و یقول قم یا ابا تراب (اخرجہ البخاری والمسلم) سہل بن سعد کہتے ہیں ایک مرتبہ آل مروان کا ایک آدمی مدینہ میں عامل ہو کر آیا اور سہل بن سعد کو بلا کر کہنے لگا تو جناب علی علیہ السلام کو گالیاں دے سہل نے انکار کیا عامل نے کہا اگر تو اس سے انکار کرتا ہی ہے تو صرف اتنا ہی کہدے کہ نعوذ باللہ جناب ابو تراب پر ہو سہل نے کہا جناب امیر کی نزدیک اس نام سے کوئی نام زیادہ پیارا نہ تھا جب آپ اس نام سے پکارے جاتے تو نہایت خوش ہوتے عامل نے کہا ہمیں یہ بتا کہ جناب امیرؑ کا نام ابو تراب کیوں رکھا گیا سہل نے کہا ایک دفعہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدہؓ کے گھر میں تشریف لیگئے علی علیہ السلام کو وہاں موجود نہ پاکر جناب سیدہؓ سے پوچھا تیرا چچا زاد بھائی کہاں ہے۔ جناب سیدہؓ نے عرض کیا ہم دونوں میں باہم شکر رنجی ہو گئی تھی وہ غصہ ہو کر چلے گئے ہیں اور آج گھر میں قیلولہ نہیں کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے ارشاد فرمایا کہ جا کر دیکھو کہ وہ اسوقت کہاں پر تشریف رکھتے ہیں اس شخص نے عرض کیا کہ مسجد میں سو رہے ہیں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لیگئے اور ان کو سوتا ہوا پایا اور دیکھا کہ کندھے سے ردا اتری ہوئی ہے اور پہلو مٹی سے آلودہ ہو رہا ہے جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم ان کے بدن سے مٹی پونچھنے لگے اور فرمانے لگے اُٹھ اے ابو تراب اُٹھ اے ابو تراب۔

(۲) عن ابن عباس قال لما اخی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من المہاجرین والانصار دھوا نہ صلی اللہ

علیہ وسلم اخی بین ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما و بین عثمان رض و عبد الرحمٰن رض بن عوف و اخی بین طلحہ رض والزبیر رض
و اخی بین ابی ذر الغفاری رض والمقداد رضوان اللہ علیہم اجمعین ولم یواخ بین علی بن ابی طالب و بین
احد منہم فخرج علی مغضبا حتی اتی جدولا من الارض و توسد ذراعیہ و نام فیہما فسفی علیہ الریح
التراب فطلبہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوجدہ علی تلک الصفۃ فوکزہ برجلہ وقال لہ قم فما صلحت الا
ان تکون ابا تراب اغضبت حین اخیت بین المہاجرین والانصار ولم اواخ بینک و بین احد
منہم - اما ترضیٰ ان تکون منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی - الا من احبک فقد
حف بالامن والایمان ومن ابغضک اماتہ اللہ میتۃ جاہلیۃ (اخرجہ ابو بکر الخوارزمی) ابن عباس رض
کہتے ہیں جبکہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کے درمیان اخوت کا رشتہ قائم کیا اور اسکی
یہ صورت قرار دی کہ جناب ابوبکر رض کو حضرت عمر رض کا اور حضرت عثمان رض کو عبد الرحمٰن بن عوف کا اور طلحہ کو زبیر
کا اور ابوذر غفاری کو مقداد کا بھائی بنایا - اور علی ابن ابیطالب باقی رہگئے اُن سے کسیکا رشتہ اخوت نہ ملایا
جناب امیر بنہایت غصہ میں جاکر زمین پر لیٹ گئے اور اپنے بازو کا تکیہ بناکر زمین پر سوگئے - ہوا نے مٹی اُڑا کر انکے
بدن مبارک کو گرد آلود کردیا - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم انکو ڈھونڈنے لگے اور انکو اس حالت میں پایا اور اپنے پاؤں
سے ٹھکرا کر فرمایا - تو ئے ابو تراب بننے میں اپنے لئے کیا اچھی مصلحت دیکھی ہے - جب مینے مہاجرین اور انصار
کے درمیان بھائی بندی کا رشتہ جوڑا اور تجھے کسیکا بھائی نہ بنایا تو تو خفا ہوگیا کیا تو راضی نہیں کہ تو مجھ سے ایسا
ہو جیسے کہ ہارون موسیٰ سے تھے لیکن میرے بعد نبی نہیں ہوگا - جو کوئی کہ تجھ سے محبت کریگا وہ امن اور ایمان
میں چھپا رہیگا اور جو شخص کہ تجھ سے بغض رکھیگا خدا اسکو کافروں کی موت سے ماریگا ۔

(۳) عن عمار بن یاسر قال کنت انا و علی رفیقین فی غزاۃ العشیرۃ فلما نزلہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وقام بہا اتینا ناسا من بنی مدلج یعملون فی عین لہم فی نخل قال علی یا ابا الیقظان ہل لک ان تأتی
ہؤلاء فننظر کیف یعملون فجئناہم فنظرنا الی عملہم ساعۃ ثم غشینا النوم فانطلقت انا و علی فی صور
من النخل فی دقعاء من التراب فنمنا فواللہ ما نبہنا الا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحرکنا برجلہ وقد
تترّبنا من تلک الدقعاء فیومئذ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ابا تراب لما رای علیہ من التراب قال
الا احدثکما باشقی الناس فقلنا بلی یا رسول اللہ قال احیمر ثمود الذی عقر الناقۃ والذی یضربک
فی ہذہ یعنی قرنہ حتی یبل منہ ہذہ یعنی لحیتہ (اخرجہ احمد فی المناقب والنسائی فی الخصائص)
والحاکم بسند صحیح عمار بن یاسر رض روایت کرتے ہیں کہ میں اور جناب امیر غزوہ ذی العشیرہ میں باہم رفیق تھے جب
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وہاں پر فروکش ہوئے ہمنے بنی مدلج کے چند آدمیوں کو نخلستان میں ایک چشمہ پر کام کرتے
ہوئے دیکھا - جناب امیر نے مجھ سے کہا یا ابا الیقظان - اگر تیرا منشا ہو تو ہم چلکر دیکھیں کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں
ہم دونوں انکے قریب گئے اور ایک گھنٹہ تک اُنکے کام کو دیکھتے رہے - پھر ہمپر نیند نے غلبہ کیا اور ہم نخلستان
میں جاکر زمین پر سوگئے واللہ کسی نے ہمکو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا بیدار نہ کیا - حضرت ہمنے
ہمکو پاؤں سے ٹھکرا کر جگایا ہم بالکل گرد میں اَٹے ہوئے تھے - پس اسی روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

جناب امیر کو گرد آلود دیکھکر ابا تراب کا خطاب دیا اور ارشاد کیا کہ میں تمکو دو سخت بدبختوں کی خبر دوں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہاں فرمائیے۔ فرمایا ایک تو ثمود کی قوم کا احیمر نام رکھنے والا جسنے ناقہ صالح کے پاؤں کاٹ ڈالے تھے اور ایک شخص ہے جو یا علی تیرے مقام یعنی سر پر ضرب لگائیگا اور اسکے خون سے یعنی تیری ریش مبارک تر کریگا۔

ابو السبطین

عن ابن عباس قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صعد المنبر فخطب الناس فحمد اللہ واثنی علیہ ووعظ وخوف وحذر ثم بکا وقال این علی ابن ابی طالب فوثب الیہ علی قدمیہ فقال ہا انا یا رسول اللہ فقال ادن منی فدنا منہ وضمہ الی صدرہ وقبل بین عینیہ ثم بکا حتی سالت دموعہ علی خدہ فقال یا علی صوتہ یا معشر المسلمین ہذا علی بن ابی طالب ہذا شیخ المہاجرین والانصار ہذا اخی وابن عمی وختنی ولحمی ودمی۔ ہذا ابو السبطین الحسن والحسین سیدا شباب اہل الجنۃ ہذا مفرج الکرب عنی ہذا اسد اللہ فی ارضہ وسیفہ المسلول علی اعدائہ فعلی مبغضیہ لعنۃ اللہ ولعنۃ اللاعنین واللہ منہ بری وانا منہ بری فمن احب ان یبرأ من اللہ ومنی فلیبرأ من علی ولیبلغ الشاہد منکم الغائب (اخرجہ ابو سعد عبد الملک بن ابی عثمان محمد الواعظ الخرکوشی فی شرف النبوۃ)

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر چڑھکر خطبہ ارشاد کیا اور خدا کی حمد و ثنا کے بعد وعظ بیان فرمایا اور لوگوں کو آخرت کا خوف دلایا اور وعید الٰہی سے ڈرایا اور پھر رونے لگے اور فرمایا علی ابن ابی طالب کہاں ہیں جناب امیر جلدی سے اچھلکر اپنے دونوں پاؤں پر کھڑے ہوکر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ میں حاضر ہوں۔ حضرت نے انکو اپنے نزدیک بلایا جب وہ نزدیک گئے تو آپنے انکو اپنے سینہ مبارک سے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور رونے لگے یہاں تک کہ رخسار مبارک پر اشک جاری ہوگئے پھر آواز بلند ارشاد کیا اے گروہ اہل اسلام یہ علی ابن ابی طالب شیخ المہاجرین و الانصار ہے یہ میرا بھائی اور میرا ابن عم اور میرا داماد اور میرا گوشت اور میرا خون ہے یہ ابو السبطین یعنی امام حسن اور حسین کا باپ ہے جو اہل جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں یہ مجھسے تکلیف کو دور کرنیوالا ہے یہ خدا کی زمین پر خدا کا شیر ہے اور اسکے دشمنوں کیلئے اسکی برہنہ شمشیر ہے اسکے دشمنوں پر خدا اور خدا کے فرشتے لعنت کرتے ہیں اللہ انسے بیزار ہے میں انسے بیزار ہوں پس اگر کوئی خدا کی اور میری بیزاری کو چاہتا ہو وہ اس سے بیزاری اختیار کرے تم حاضرین میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ غائبوں کو اس سے آگاہ کرے۔

القاب

امیر المومنین

(۱) عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی صحن الدار نائما واذا راسہ فی حجر دحیۃ الکلبی فدخل علی فقال السلام علیک کیف اصبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال بخیر قال دحیۃ انی لاحبک وان لک مدحۃ ازفہا الیک انت امیر المومنین وقائد الغر المحجلین انت سید ولد آدم ما خلا النبیین والمرسلین لواء الحمد بیدک یوم القیامۃ تزف انت وحزبک مع محمد صلی اللہ علیہ وسلم وحزبہ الی الجنان زفا قد افلح من تولاک وخسر من تخلاک محبو محمد صلی اللہ علیہ وسلم محبوک ومبغضوک لن ینالہم شفاعۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ادن منی یا صفوۃ اللہ

فلصق رأس النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوضعہ فی حجرہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما ھذہ الھمھمۃ فاخبرہ الحدیث قال لم یکن دحیۃ الکلبی کان جبرئیل سماک باسم سماک اللہ بہ وھو الذی القی محبتک فی صدور المؤمنین ورھبتک فی صدور الکافرین (اخرجہ ابوبکر ابن مردویہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم دحیہ کلبی کے آغوش میں سر رکھے سوتے اپنے دولتخانہ کے صحن میں استراحت فرما ہے تھے کہ جناب امیر علیہ السلام تشریف لائے اور سلام علیک کہکر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حال پوچھا۔ دحیہ نے جواب دیا ہے خیریت ہے اور کہا کہ میں تم سے محبت رکھتا ہوں آپکے چند مناقب مجھ معلوم ہیں جنکو میں آپ سے بیان کرنا چاہتا ہوں آپ تمام مومنوں کے امیر اور تمام سفیدہ ہاتھ اور پاؤں اور منہ والوں کے پیشوا ہیں آپ سوا انبیا اور مرسلین کے تمام بنی آدم کے سردار ہیں قیامت کے روز لواء الحمد آپکے ہاتھ میں ہوگا اور آپ کا گروہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتھ اور انکے گروہ کی ساتھ جنت میں سیر کرتا ہوگا بہ تحقیق رستگار ہوا وہ شخص جس نے آپ سے تولا رکھا اور نقصان اٹھایا اس نے جو آپ سے علیحدہ ہوگیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے محب آپکے محب ہیں اور انکے دشمن آپکے دشمن ہیں وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے ہرگز بہرہ یاب نہونگے ای برگزیدہ خدا میرے پاس تشریف لا۔ جب جناب امیر اسکے قریب گئے تو اس نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سر اقدس اپنی آغوش سے لیکر ان کے آغوش میں رکھدیا اتنے میں سرکار نے خواب سے بیدار ہوکر پوچھا یہ کیا شور تھا۔ جناب امیر نے دحیہ کا تمام ماجرا عرض کیا حضور نے فرمایا یہ دحیہ نہیں تھے بلکہ جبرئیل تشریف لائے تھے تاکہ جن القاب سے پروردگار نے تمہیں ممتاز کیا ہے ان سے تمہیں آگاہ کریں خدا تعالی نے تمہاری محبت کو مومنین کے سینہ میں القا کیا ہے اور تمہاری خوف کو کافروں کے دل میں ڈالدیا ہے ۞

(۲) عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا انس اسکب لی وضوء وماء فتوضا وصلی ثم انصرف فقال یا انس اول من یدخل علی الیوم فھو امیر المومنین وسید المسلمین وخاتم الوصیین وامام الغر المحجلین فجاء علی وضرب الباب فقال من ھذا یا انس قلت علی قال افتح لہ فدخل (اخرجہ ابن مردویہ) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز مجھکو فرمایا کہ ای انس پانی لاکر مجھے وضو کرا میں پانی لایا اور حضرت نے وضو کیا اور نماز پڑھی نماز سے فارغ ہوکر مجھے ارشاد کیا ای انس جو شخص آج سب سے پہلے میرے پاس آیگا وہ مومنوں کا امیر اور مسلمانوں کا سردار اور وصیوں کا خاتم اور سفید ہاتھ اور منہ والوں کا پیشوا ہوگا۔ ناگاہ جناب امیر تشریف لائے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ حضرت نے پوچھا ای انس یہ کون ہے میں نے عرض کیا علی ہیں آپ نے فرمایا دروازہ کھولدو میں نے دروازہ کھولدیا۔ جناب امیر علیہ السلام حضرت کے پاس تشریف لائے ۞

(۳) عن بریدۃ قال امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نسلم علی علی بیا امیر المومنین (اخرجہ ابن مردویہ) بریدہ رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو حکم دیا ہوا تھا کہ ہم علی علیہ السلام کو یا امیر المومنین کہکر سلام کیا کریں ۞

(۴) عن سالم مولی علی قال کنت مع علی فی ارض لہ وھو یحرثھا حتی جاء ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما

فقالا السلام علیک یا امیر المومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ فقیل کنتم تقولون فی حیوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ذٰلک فقال عمرؓ ھو امرنا (اخرجہ ابن مردویہ) جناب امیر علیہ السلام کا غلام سالم رضی اللہ عنہ بیان کرتا ہے کہ میں
جناب امیر کے ساتھ اُنکی زمین میں تھا اور وہ اُسکی کاشتکاری کر رہے تھے کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما اُنکے ملنے کو آئے
اور السلام علیک یا امیر المومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہکر سنت اسلام ادا کی کسی نے اُنسے پوچھا کہ آپ جناب رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بھی اسی طرح سے کہا کرتے تھے حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ حضرتؐ ہی نے ہمکو یہ حکم دیا تھا
(۵) عن حذیفۃ بن الیمان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو علم الناس متی سمی علی امیر المومنین
ما انکروا فضلہ سمی امیر المومنین وآدم بین الروح والجسد وقال اللہ تبارک وتعالیٰ الست بربکم ومحمد نبیکم و
علی امیرکم (اخرجہ الدیلمی فی فردوس الاخبار) حذیفہ بن الیمان سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ
علیہ وسلم فرماتے تھے اگر لوگوں کو یہ معلوم ہوتا کہ کب سے علی کا نام امیر المومنین رکھا گیا ہے تو ہرگز اُسکے فضائل سے انکار نہ کرتے علی کا
نام اُسوقت سے امیر المومنین ہوا ہے کہ ابھی آدم روح اور جسد کے درمیان تھی اسوقت پروردگار نے ارواح کو خطاب
کیا کہ میں تمہارا خدا ہوں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارا نبی اور علی تمہارا امیر ہے۔
(۶) عن ابن عباس قال دخل علی علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وعندہ ام المومنین عائشۃ رضی اللہ
عنہا فجلس بین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبین عائشۃؓ فقالت ما کان لک ان تجلس بین فخذی فضرب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ظھرھا وقال مہ لا تؤذینی فی اخی فانہ امیر المومنین وسید المسلمین وقائد الغر
المحجلین یوم القیمۃ یقعد علی الصراط فیدخل اولیاءہ فی الجنۃ ویدخل اعداءہ فی النار (اخرجہ ابن مردویہ)
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی
عنہا کے پاس تشریف رکھتے تھے اتنے میں جناب امیر تشریف لائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ام المومنین کے درمیان
میں بیٹھ گئے بی بی عائشہ جھنجلا کر بولیں کیا میری ران پر بیٹھنے کے سوا آپکے لئے کوئی اور جگہ نہیں تھی۔ سرورِ عالم صلے اللہ
علیہ وسلم نے بی بی عائشہ صدیقہ کی پشت پر ہاتھ مارکر کہا کہ چھوڑ میرے بھائی کے بارے میں تو مجھے ایذا نہ دے
مومنوں کا امیر اور مسلمانوں کا سردار اور سفید ہاتھ اور منہ والوں کا پیشوا ہے۔ قیامت کے روز یہ پلصراط پر بیٹھیگا اور اپنے
دوستوں کو جنت میں اور دشمنوں کو دوزخ میں داخل کریگا۔
(۷) عن انس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بیت ام حبیبۃ بنت ابی سفیان فقال یا ام حبیبۃ
اعتزلینا فانا علی حاجۃ ثم دعا بوضوء فاحسن الوضوء ثم قال ان اول من یدخل ھذا الباب امیر
المومنین وسید العرب وخیر الوصیین واولی الناس بالناس قال انس فجعلت اقول اللھم اجعلہ رجلا من الانصار
ھو علی ابن ابی طالب (اخرجہ ابوبکر ابن مردویہ) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ام حبیبہ بنت ابی سفیان کے گھر میں رونق افروز تھے۔ ام حبیبہ سے ارشاد کیا اے ام حبیبہ تم ہم سے تھوڑی دیر کیلئے علیحدہ
ہو جاؤ کیونکہ ہمیں ایک ضروری امر درپیش ہے پھر آپنے خوب طرح سے وضو کیا اور فرمایا جو شخص کہ سب سے اول اس دروازہ
سے گھسیگا وہ مومنوں کا امیر اور عرب کا سردار اور تمام اوصیا سے بہتر اور سب لوگوں سے برتر ہوگا۔ انس رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں اپنے دل میں دعا کرنے لگا یا الٰہی وہ شخص جس کے لئے حضرت نے یہ کچھ فرمایا ہے وہ انصاری

ہوتا ناگہاں۔ جناب امیر علیہ السلام دروازہ سے گھس آئے۔

(۸) **عن** انس قال بینما انا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ قال الآن یدخل سید المسلمین وامیر المؤمنین وخیر الوصیین اذ اطلع علی فقال صلی اللہ علیہ وسلم اللھم ادنی والی فجلس بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجعل یمسح العرق من جبہتہ ووجہہ ویمسح بہ وجہ علی ویمسح العرق من وجہ علی ویمسح بہ وجہہ فقال لہ علی یا رسول اللہ انزل فی شیء قال اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی انت اخی ووزیری وخیر من اخلف بعدی تقضی دینی وتنجز موعدی وتبین لھم ما اختلفوا فیہ من بعدی وتعلمھم تاویل القرآن ما لم یعلموا وتجاھدھم علی التاویل کما جاھدتھم علی التنزیل۔ (اخرجہ [illegible] الخلعی وابن مردویہ)

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا آنحضرت نے فرمایا کہ ابھی اسی وقت مسلمانوں کے سردار اور مومنوں کے امیر اور اوصیا کا بہتر یہاں آئیگا۔ ناگہاں جناب امیر تشریف لائے حضرت نے فرمایا ای میرے پروردگار میرے قربان انس کہتے ہیں کہ جناب امیر حضرت کے سامنے بیٹھ گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چہرہ مبارک اور جبین مبین کا عرق انکے چہرہ پر اور انکے چہرے کا عرق اپنے چہرہ اقدس پر ملنے لگے جناب امیر نے عرض کیا یا رسول اللہ آیا میرے حق میں کوئی آیت نازل ہوئی ہے آپ نے ارشاد کیا کیا تو راضی نہیں کہ تیری منزلت مجھ سے ایسی ہے جیسے کہ موسیٰ سے ہارون کی لیکن نبی میرے بعد نہیں ہونیوالا۔ تو میرا بھائی اور وزیر ہے جنکو کہ میں اپنے بعد میں چھوڑ جاؤنگا ان سب سے تو افضل ہے میرے قرض کا ادا کرنیوالا اور میرے وعدہ کو پورا کرنیوالا۔ جن امور میں کہ لوگ میرے بعد اختلاف کرینگے تو اس کو رفع کرنیوالا ہے تو ان سے قرآن کے معنے بیان کریگا اور لوگوں کیساتھ قرآن کی تاویل پر جہاد کریگا جیسے کہ میں نے قرآن کی تنزیل پر جہاد کیا ہے۔

(۹) **عن** رافع مولی عائشۃ قال کنت غلاما اخدمھا فکنت اذا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عندھا اکون قریبا اعاطیھا شیئا قال فبینما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عندھا ذات یوم اذ جاء جاء فدق الباب قال فخرجت الیہ فاذا جاریۃ معھا اناء مغطی قال فرجعت الی عائشۃ فاخبرتھا فقالت ادخلھا فدخلت فوضعت بین یدی عائشۃ فوضعتہ بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجعل یاکل وخرجت الجاریۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیت امیر المؤمنین وسید المسلمین وامام المتقین عندی یاکل معی فجاء جاء فدق الباب فخرجت الیہ فاذا ھو علی قال فرجعت فقلت ھذا علی فقال صلی اللہ علیہ وسلم ادخلہ فلما دخل قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم مرحبا واھلا لقد تمنیتک مرتین حتی لو ابطات علی لسالت اللہ عز وجل ان یاتی بک اجلس فکل (اخرجہ ابن مردویہ) جناب ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا غلام رافع روایت کرتا ہے کہ میں ام المومنین کے پاس رہا کرتا تھا اور انکی خدمت کیا کرتا تھا جبوقت جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم انکے گھر میں رونق افروز ہوتے تو میں قریب رہتا اور جس چیز کی ضرورت ہوتی تو میں حاضر کیا کرتا۔ ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین کے گھر میں تشریف رکھتے تھے کہ ناگاہ ایک آنیوالے نے دروازہ کھٹکھٹایا میں چیز لینے باہر نکلا ایک لونڈی کو دیکھا کہ ڈھکا ہوا خوان لیے ہوئے ہے میں نے لوٹ کر ام المومنین سے بیان کیا۔ انہوں نے اسکو گھر میں بلا لیا۔ اس لونڈی نے خوان انکے سامنے رکھدیا جسے اٹھا کر سرور کائنات

صلے اللہ علیہ وسلم کے روبرو رکھدیا آپ اس میں سے تناول فرمانے لگے اور وہ لونڈی چلی گئی آپ نے فرمایا
کاش اسوقت امیر المومنین سید المسلمین امام المتقین بھی یہاں ہوتے تو ہمارے ساتھ کھانے میں شرکت کرتے
اتنے میں ایک شخص نے دروازہ کھٹکھٹایا میں دیکھنے کو نکلا اور جناب امیر کو دروازہ پر کھڑے ہوئے دیکھا
لوٹ کر میں نے عرض کیا کہ جناب امیر دروازہ پر تشریف رکھتے ہیں حضور نے انکو گھر میں بلالیا۔ جب جناب
امیر حاضر خدمت ہوئے سرکار نے مرحبا اور اہلاً کے الفاظ سے ممتاز فرمایا اور ارشاد کیا کہ میں نے دو دفعہ تمہارے
آنے کی آرزو کی تھی اگر تم دیر کرتے تو میں تمہارے لئے پھر خدا سے دعا کرتا کہ یا الٰہی انہیں بھیجو اور ہمارے ساتھ کھانا نوش کرو

(۱۰) **عن** معاویۃ بن ثعلبۃ اللیثی قال مرض ابوذر الغفاری مرضاً شدیداً حتیٰ اشرف علی الموت فوصی الیٰ علی بن ابی طالب فقیل لو اوصیت الیٰ امیر المومنین عمر بن الخطاب رض کان احمل لوصیتک من علی قال ابوذر اوصیت واللہ الیٰ امیر المومنین حقاً حقاً (اخرجہ ابن مردویہ) معاویہ بن ثعلبہ اللیثی بیان کرتے ہیں کہ جب ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سخت بیمار ہو کر انتقال کے قریب ہوگئے تو جناب امیر سے اپنی وصیت بیان کی۔ لوگوں نے کہا اگر تم اپنی وصیت امیر المومنین عمر بن الخطاب رض سے بیان کرتے تو تمہارے لئے یہ بہتر ہوتا۔ ابوذر کہنے لگے میں نے اپنی وصیت کو سچے امیر المومنین سے بیان کیا ہے۔

امام المتقین

(۱) **عن** جابر بن عبداللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عز وجل اوحی الیّ فی علی انہ امام المتقین (اخرجہ الدیلمی فی فردوس الاخبار)
جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے پروردگار نے مجھ کو علی رض کی نسبت وحی بھیجی ہے کہ وہ تمام متقیوں کا امام ہے۔

(۲) **عن** انس بن مالک والنواس بن سمعان قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی مرحباً بسید المسلمین وامام المتقین (اخرجہ البیہقی وابوبکر بن مردویہ) انس بن مالک اور نواس بن سمعان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سے فرمایا شاباش اے مسلمانوں کے سردار اور متقیوں کے امام۔

(۳) **عن** علی قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا علی انت سید المسلمین ویعسوب المومنین و امام المتقین وقائد الغر المحجلین (اخرجہ الدیلمی) جناب امیر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے علی تم مسلمانوں کے سردار اور مومنوں کے بادشاہ اور سفید دست و پا اور منور چہرہ والوں کے پیشوا ہو۔

(۴) **عن** عبداللہ بن اسعد بن زرارہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ اسری بی انتہیت الیٰ ربی عزوجل فاوحی الیّ فی علی بثلاث انہ سید المسلمین وامام المتقین وقائد الغر المحجلین (اخرجہ الحاکم وابونعیم وابن مردویہ وابن قانع) عبداللہ بن اسعد بن زرارہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے شب معراج میں جب ہم اپنے پروردگار کے پاس پہنچے تو پروردگار نے مجھے علی رض کے تین القاب بتلائے (یہ مسلمانوں کا سردار اور متقیوں کا امام اور سفید دست و پا اور منور چہرہ والوں کا پیشوا ہے۔

ولی المتقین

عن علی قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انک سید المسلمین

ولی المتقین وقائد الغر المحجلین (اخرجہ الامام علی ابن موسیٰ الرضا علیہ التحیۃ والثنا فی مسند) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تو مسلمانوں کا سردار اور متقیوں کا دوست اور سفید ہاتھ اور منہ والوں کا پیشوا ہے ✦

سید الصادقین

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی سید الصادقین (تذکرہ خواص الامۃ فی احوال الائمہ لسبط ابن جوزی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی سچوں کا سردار ہے ✦

سید المسلمین

(۱) عن النواس بن سمعان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی مرحبا بسید المسلمین حین جاءہ علی بن ابی طالب (اخرجہ الدیلمی) نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب جناب امیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تو حضرت آنکو مرحبا اے مسلمانوں کے سردار کہکر پکارتے ✦

(۲) عن انس قال بینما انا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الآن ید خل سید المسلمین فاذا طلع علی (اخرجہ ابوبکر ابن مردویہ) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک روز میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضرت نے فرمایا ابھی ابھی سید المسلمین یہاں آئیگا اتنے میں جناب امیر حاضر خدمت ہوگئے ✦

(۳) عن عبد اللہ بن اسعد بن زرارۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ اسری بی انتہیت الی ربی عزوجل فاوحی الی فی علی بثلاث انہ سید المسلمین وولی المتقین وقائد الغر المحجلین (اخرجہ ابن مردویہ) عبداللہ بن سعد بن زرارہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے شب معراج میں جب میں اپنے پروردگار سے ملاقات کی پروردگار نے علی کے تین لقب مجھکو الہام کئے کہ وہ مسلمانوں کا سردار اور متقیوں کا دوست اور سفید ہاتھ اور منہ والوں کا پیشوا ہے ✦

سید المومنین

عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ اوحی الی فی علی ثلاثۃ اشیاء لیلۃ اسری بی انہ سید المومنین وامام المتقین وقائد الغر المحجلین (اخرجہ الدیلمی) جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بتحقیق شب معراج میں پروردگار نے مجھکو علی کے تین لقب القاء فرمائے کہ وہ مومنوں کا سردار اور متقیوں کا امام اور سفید ہاتھ اور منہ والوں کا پیشوا ہے ✦

سید العرب

(۱) عن الحسن بن علی علیہ السلام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادعوا الی سید العرب یعنی علیا فقالت عائشۃ الست سید العرب قال انا سید ولد آدم وعلی سید العرب فلما جاءہ ارسل الی الانصار فاتوہ فقال ھذا سید العرب فاحبوہ بحبی واکرموہ لکرامتی فان جبرئیل اخبرنی بالذی قلت لکم عن اللہ عزوجل (قال ابونعیم فی حلیۃ الابرار رواہ ایضا ابو البشر عن سعید بن جبیر) واخرجہ محب الطبری فی الریاض النضرۃ والطبرانی فی الکبیر عن ابی لیلی عن حسن قال قال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا انس انطلق فادع سید العرب الی اخر الحدیث جناب امام حسن علیہ السلام فرماتے ہیں ایک روز سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عرب کے سردار کو میرے پاس بلا لاؤ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں کیا آپ عرب کے سردار نہیں آپنے فرمایا میں آدم کی تمام اولاد کا سردار ہوں علی عرب کے سردار ہیں جب علی تشریف لائے حضرت نے انصار کو بلا بھیجا جب تمام انصار حاضر ہوئے آپنے ارشاد فرمایا یہ ہیں جناب علی تمام عرب کے سردار ہیں میری دوستی کی وجہ سے انکو دوست رکھو اور میری عزت کی وجہ سے ان کی عزت کرو مجھکو ابھی جبریل علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کا یہ پیغام مجھکو دیا ہے جو میں نے تم سے بیان کیا ۔

(۲) **عن** ام المومنین عائشۃ قالت کنت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذ دخل علی فقال ھذا سید العرب فقلت بابی وامی انت سید العرب فقال انا سید العالمین وھو سید العرب (اخرجہ المحلی والحاکم) ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھی ہوئی تھی کہ جناب امیر تشریف لائے حضرت نے فرمایا یہ عرب کا سردار ہے میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ عرب کے سردار ہیں فرمایا میں تمام عالم کا سردار ہوں یہ عرب کا سردار ہے ۔

(۳) **عن** مسلمۃ بن کہیل مرسلا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعائشۃ یا عائشۃ ان اسرک ان تنظری سید العرب فانظری الی علی قالت الست سید العرب قال انا امام المسلمین وسید العالمین وھذا سید العرب (اخرجہ المخلص فی تاریخہ) مسلمہ بن کہیل سے مرسلاً روایت ہے کہ تحقیق جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اے عائشہ اگر تو عرب کے سردار کو دیکھنا چاہتی ہے تو علی کو دیکھ لے ام المومنین نے عرض کیا کیا آپ عرب کے سردار نہیں فرمایا میں تمام مسلمانوں کا امام اور تمام جہان کا سردار ہوں اور یہ عرب کا سردار ہے ۔

(۴) اخرجہ الدارقطنی عن ابن عباس والحاکم عنہ وعن جابر قالا قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انا سید ولد آدم وعلی سید العرب دارقطنی ابن عباس سے اور حاکم ابن عباس اور جابر رضی اللہ عنہما سے حدیث لائے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں آدم کی تمام اولاد کا سردار ہوں اور علی عرب کا سردار ہے ۔

سید فی الدنیا والآخرہ

عن ابن عباس قال نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی علی فقال انت سید فی الدنیا والآخرۃ (اخرجہ ابو عمر والحاکم والخطیب وزاد فیہ الدیلمی من احبک فقد احبنی وحبیبک حبیب اللہ ومن ابغضک فقد ابغضنی وبغیضک بغیض اللہ الویل لمن ابغضک من بعدی) ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کی طرف نظر کرکے فرمایا تو دنیا اور آخرت کا سردار ہے۔ ابو عمر اور حاکم اور خطیب بغدادی نے اس حدیث کو اسی قدر لفظوں سے روایت کیا ہے۔ لیکن [illegible] دیلمی فردوس الاخبار میں [illegible] اور روایت کرتے ہیں کہ یا علی جس نے تجھ سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور تیرا دوست خدا کا دوست ہے اور جس نے تجھ سے بغض کیا مجھ سے بغض کیا اور تیرا دشمن خدا کا دشمن ہے اسپر افسوس ہے جو میرے بعد تجھ سے بغض رکھے ۔

قائد الغر المحجلین

عن عبد اللہ بن حکیم الجہنی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تبارک وتعالی اوحی الی فی علی ثلاثة اشیاء لیلة اسری بی انه سید المؤمنین وامام المتقین وقائد الغر المحجلین (اخرجه الطبرانی) عبد اللہ بن حکیم الجہنی سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ شب معراج میں جناب ایزدی نے ہم کو علی کے تین خطاب عطا فرمائے ہیں وہ مومنوں کے سردار اور متقیوں کے امام اور جن کے منہ اور ہاتھ اور پاؤں سفید اور نورانی ہیں انکے پیشوا ہیں یعنے ان کو بہشت کی طرف لیجانیوالے ہیں ۔

یعسوب المومنین

(١) عن علی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال علی یعسوب المؤمنین والمال یعسوب المنافقین (اخرجه ابن عدی نقلت عن صواعق محرقه) جناب امیر فرماتے ہیں کہ بالتحقیق جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے علی مومنوں کا بادشاہ ہے اور مال منافقوں کا بادشاہ ہے ۔

(٢) عن سلمان الفارسی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی هذا اول من آمن بی وهذا یعسوب المؤمنین (اخرجه الدیلمی) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیر کی نسبت ارشاد کرتے تھے کہ یہ وہ شخص ہے جو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا ہے اور یہ مومنوں کا سردار ہے ۔

صدیق الاکبر

(١) عن معاذة العدویة قالت سمعت علیا علی المنبر منبر البصرة یقول انا الصدیق الاکبر (الریاض النضرة فی فضائل العشرة للمحب الطبری) معاذہ عدویہ سے روایت ہے کہ میں نے بصرے کے منبر پر جناب امیر کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں صدیق اکبر ہوں ۔

(٢) عن ابی ذر الغفاری قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لعلی انت اول من آمن بی وصدق وانت الصدیق الاکبر (اخرجه الحاکم نقلت من الریاض النضرة) ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ علی کو فرماتے تھے تو وہ شخص ہے جو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا ہے اور میری تصدیق کی ہے اور تو صدیق اکبر ہے ۔

(٣) عن سلمان الفارسی وابی ذر الغفاری قالا اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بید علی فقال ان هذا اول من آمن بی وهذا فاروق هذه الامة وهذا یعسوب المؤمنین وهذا من یصافحنی یوم القیمة وهذا الصدیق الاکبر (اخرجه الطبری والدیلمی والطبرانی فی الکبیر فی مسند سلمان) سلمان فارسی اور ابی ذر غفاری رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا تحقیق یہ وہ ہے جو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا ہے اور یہ اس امت میں حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے والا ہے اور یہ مومنوں کا یعسوب (یعنے امیر) ہے اور یہ وہ ہے جو قیامت کے روز سب سے پہلے مجھ سے ملاقات کریگا اور یہ صدیق اکبر ہے ۔

(٤) عن عباد بن عبد اللہ قال علی انا عبد اللہ واخو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا الصدیق

الاکبر لا یقولہا ذلک غیری الا کاذب صلیت قبل الناس سبع سنین (اخرجہ احمد فی المناقب والنسائی فی الخصائص والحاکم فی المستدرک وحافظ ابو بکر عثمان ابن ابی شیبۃ فی سننہ وابن عاصم فی السنۃ وحافظ ابو نعیم فی الحلیۃ والعقیلی) عباد بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ جناب امیرؑ فرماتے تھے میں خدا کا بندہ اور خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی ہوں اور میں صدیق اکبر یہ بات میرے سوا کوئی نہیں کہہ سکتا مگر جھوٹ بولنے والا میں نے سات برس سب سے پہلے نماز پڑھی ہے۔

(۵) **عن** معاذۃ العدویۃ قالت سمعت علیاً یقول علی المنبر منبر البصرۃ انا الصدیق الاکبر آمنت قبل ان یؤمن ابو بکر واسلمت قبل ان یسلم ابو بکر (نقلہ ابن قتیبۃ فی المعارف) معاذۃ العدویہ کہتی ہے میں نے بصرہ کی منبر پر جناب امیرؑ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں صدیق اکبر ہوں قبل اسکے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ایمان لاتے میں ایمان لایا ہوں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے پہلے اسلام لایا ہوں۔

(۶) **عن** ابن عباسؓ وابی لیلیٰ قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصدیقون ثلاثۃ حبیب النجار مومن آل یاسین الذی قال یا قوم اتبعوا المرسلین وحزقیل مومن آل فرعون الذی قال اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ وعلی بن ابی طالب وھو افضلھم (اخرجہ البخاری عن ابن عباس واحمد عن ابی لیلی) ابن عباس اور ابو لیلی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ صدیق تین ہیں اول حبیب النجار الیاسین یعنی جناب عیسیٰ علیہ السلام کے حواریین پر ایمان لانیوالا جس نے کہ یہ کہا تھا اے میری قوم کے لوگو نبیوں کی متابعت کرو۔ اور فرعون کے گروہ سے ایمان لانیوالا حزقیل جس نے یہ کہا تھا اے لوگو تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا پالنے والا خدا ہے۔ اور علی بن ابی طالب کہ انسے افضل ہے۔

(۷) **عن** ابن عباسؓ فی قولہ تعالیٰ من یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم قال علی یا رسول اللہ ھل نقدر علی ان نزورک فی الجنۃ قال یا علی ان لکل نبی رفیقا اول من اسلم من امتہ فنزلت ھذہ الآیۃ اولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصلحین وحسن اولئک رفیقا فدعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا فقال ان اللہ تعالیٰ قد انزل بیان ما سئلت فجعلک رفیقی لانک اول من اسلم وانت صدیق الاکبر (تفسیر ابن الحجام) ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں جسکا ترجمہ یہ ہے (جن لوگوں نے خدا اور خدا کے رسول کی اطاعت کی ہے۔ پس وہ لوگ انکے ساتھ ہیں جنپر خدا نے اپنی نعمت اتاری ہے) روایت کرتے ہیں کہ جناب امیرؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ ہم حضور کو جنت میں بھی دیکھ سکیں گے سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ ہر نبی کا ایک رفیق ہوتا ہے جو اسپر سب سے پہلے اسلام لاتا ہے پس آیت نازل ہوئی (کہ وہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہیں جنپر خدا نے اپنی نعمت نازل کی ہے یعنی نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں اور نیک لوگوں کے ساتھ ہونگے اور یہ لوگ انکے اچھے رفیق ہونگے جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب امیرؑ کو بلایا اور فرمایا یا علی خدا تعالیٰ نے تیرے سوال کا بیان نازل فرمایا ہے اور تجھے میرا رفیق بنایا ہے۔ کیونکہ تو سب سے پہلے مجھپر اسلام لایا ہے اور تو صدیق اکبر ہے۔

(۸) **عن** علی قال قال لی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لبس فی القباء غیرنا ارکنہ فقام رجل من الارفقا الی

فقال ابی و اُمّی من هم یا رسول اللہ قال انا علی البراق واخی صالح علیٰ ناقۃ اللہ التی عقرت وعمی حمزۃ علیٰ ناقتی العضباء واخی علی علیٰ ناقۃ من نوق الجنۃ بیدہ لواء الحمد ینادی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ فیقول الآدمیون ما هذا الا ملک مقرب او نبی مرسل او حامل العرش فیجیبهم ملک من بطنان العرش یا معشر الآدمیین لیس هذا ملکا مقربا ولا نبیا مرسلا ولا حامل عرش هذا الصدیق الاکبر علی ابن ابی طالب (اخرجہ ابو جعفر العقیلی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا کہ قیامت میں ہم چار شخصوں کے سوا پانچواں شخص سوار نہ ہوگا انصار میں سے ایک شخص اُٹھ کر عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں وہ چار شخص کون ہیں حضرت نے فرمایا ایک تو میں ہوں کہ براق پر سوار ہونگا اور میرا بھائی صالح نبی اُس ناقۃ اللہ پر سوار ہوگا جس کے پاؤں کاٹے گئے تھے اور میرا چچا حمزہ ناقہ عضباء پر سوار ہوگا اور میرا بھائی علی جنت کی اونٹنیوں میں سے ایک اونٹنی پر سوار ہوگا اور اُسکے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اور وہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پکارتا ہوگا تمام آدمی کہینگے یہ کوئی مقرب فرشتہ یا نبی مرسل یا حامل عرش ہے عرش کے اندر سے ایک فرشتہ جواب دیگا کہ اے لوگو نہ یہ مقرب فرشتہ ہے اور نہ نبی مرسل اور نہ حامل عرش ہے یہ صدیق اکبر علی بن ابی طالب ہیں ؁

فاروق الاعظم

(۱) عن ابی ذر الغفاری قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لعلی انت صدیق الاکبر والفاروق الاعظم الذی یفرق بین الحق والباطل (الریاض النضرۃ فی فضائل العشرۃ لمحب الطبری) ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ جناب امیر سے فرماتے تھے کہ تم صدیق اکبر اور فاروق اعظم ہو کہ تم حق اور باطل میں فرق کروگے ؁

(۲) عن سلمان الفارسی قال قال رسول اللہ صلی اللہ [illegible] من بی وهذا اول من یصافحنی یوم القیامۃ وهذا الصدیق الاکبر وهذا [illegible] الاعظم یفرق بین الحق والباطل وهذا یعسوب المؤمنین والمال یعسوب المنافقین (اخرجہ الدیلمی والطبرانی) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیر کی نسبت فرماتے تھے یہ وہ شخص ہے جو مجھ پر سب سے پہلے ایمان لایا ہے اور یہ وہ ہے کہ سب سے پہلے قیامت کے روز مجھ سے ملیگا اور یہ صدیق اکبر اور فاروق اعظم اور مومنوں کا یعسوب (یعنی امیر ہے) اور مال منافقوں کا امیر ہوتا ہے ؁

(۳) عن ابی لیلیٰ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ستکون من بعدی فتنۃ فاذا کان ذالک فالزموا علیا فانہ الفاروق بین الحق والباطل (اخرجہ الخوارزمی والدیلمی) وابن عبد البر فی الاستیعاب ابو لیلیٰ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے عنقریب میرے بعد فتنہ برپا ہوگا جب ایسا ہو تو ملازمت علی کی اختیار کرو بتحقیق وہ حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے ؁

خاتم الوصیین

عن انس قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا انس اسکب لی وضوء فتوضی وصلیٰ ثم انصرف فقال یا انس اول من یدخل علی الیوم امیر المؤمنین

وسید المسلمین وخاتم الوصیین وامام الغر المحجلین فجاء علی حتی ضرب الباب فقال من هذا یا انس فقلت علی قال افتح له فدخل (اخرجه ابوبکر ابن مردویه) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انس پانی لا کہ میں وضو کروں پس حضرت نے وضو کیا اور نماز پڑھی پھر آپ لوٹ بیٹھے اور ارشاد کیا آج جو شخص کہ سب سے پہلے میرے پاس آئیگا وہ امیر المومنین اور خاتم الوصیین اور سید المسلمین اور سفید ہاتھ پاؤں اور منہ والوں کا امام ہے۔ اتنے میں جناب امیر علیہ السلام تشریف لائے دروازہ کھٹکھٹایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد کیا اے انس دروازہ پر کون ہے میں نے عرض کیا کہ جناب امیر ہیں حضرت نے فرمایا دروازہ کھول دو میں نے دروازہ کھول دیا جناب امیر اندر تشریف لے آئے۔

خیر الوصیین

عن انس قال بینما انا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ قال رسول اللہ صلعم الآن یدخل سید المسلمین وامیر المومنین وخیر الوصیین اذ طلع علی ابن ابی طالب (اخرجه الدیلمی وابوبکر بن مردویه) انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ نے فرمایا ابھی اسی وقت سید المسلمین اور امیر المومنین اور خیر الوصیین آئیگا اتنے میں جناب امیر تشریف لائے۔

الوصی

(۱) عن ابی سعید الخدری عن سلمان الفارسی قال قلت یا رسول اللہ لکل نبی وصی فمن وصیک فقال هل تعلم من وصی موسی قلت نعم یوشع بن نون قال لم قلت لانه کان اعلمهم قال فان وصیی وموضع سری وخیر من اترک بعدی وینجز عدتی ویقضی دینی علی بن ابی طالب (اخرجه ابوبکر ابن مردویه - الطبرانی فی الکبیر فی مسند سلمان الفارسی) ابوسعید خدری سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ ہر ایک نبی کے لئے وصی ہوتا ہے حضور کا وصی کون ہے فرمایا تو جانتا ہے کہ موسی کا وصی کون تھا میں نے عرض کیا یوشع بن نون حضرت نے فرمایا کیوں میں نے گذارش کیا اسلئے کہ وہ حضرت موسی علیہ السلام کی امت میں سب سے زیادہ عالم تھے تب آپ نے فرمایا پس میرا وصی اور میرا رازدار اور جن لوگوں کو کہ میں اپنے بعد چھوڑتا ہوں ان سب سے بہتر اور میرے وعدوں کو پورا کرنیوالا اور میرے قرضوں کا ادا کرنیوالا علی بن ابی طالب ہی ہے۔

(۲) عن انس بن مالک قال حدثنی سلمان انه سمع رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول اخی ووزیری ووصیی وخیر من اخلف بعدی علی بن ابی طالب (اخرجه ابن مردویه) انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھ سے سلمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرا بھائی اور میرا وزیر اور میرا وصی اور میرے پیچھے رہنے والوں میں سب سے افضل علی بن ابی طالب ہیں۔

(۳) عن سلمان قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم هل تدری من کان وصی موسی قلت یوشع بن نون فقال وصیی فی اهلی وخیر من اخلفه بعدی علی بن ابی طالب (اخرجه ابن مردویه) سلمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے کیا تجھے معلوم ہے کہ موسیٰ کا وصی کون تھا میں نے عرض کیا یوشع بن نون حضرت نے فرمایا میرا وصی میرے اہل میں اور جنکو کہ میں اپنے بعد میں چھوڑتا ہوں

(واخرجہ ابو بکر الخوارزمی) جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا فرماتے تھے بالتحقیق ہر ایک امت سے خدا تعالی نے ایک نبی منتخب کیا ہے اور ہر ایک نبی کے لئے اسکی امت سے ایک وصی انتخاب فرمایا ہے میں اس امت کا نبی ہوں اور میرے بعد میری امت اور میری عترت اور میرے اہل بیت میں میرا وصی علی ہے۔

(١١) عن ابی ایوب الانصاری ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مرض مرضۃ فاتتہ فاطمۃ تعودہ فلما رأت ما برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الجہد والضعف استعبرت فبکت حتی سال الدموع علی خدیہا فقال لہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا فاطمۃ ان لکرامۃ اللہ ایاک زوجتک من اقدمہم سلما واکثرہم علما واعظمہم حلما ان اللہ تعالی اطلع الی اہل الارض اطلاعۃ فاختارنی منہم فبعثنی نبیا مرسلا ثم اطلع اطلاعۃ فاختار منہم بعلک فاوحی اللہ الی ان ازوجہ ایاک واتخذہ وصیا (اخرجہ دار قطنی)

واخرج الطبرانی والخطیب عن ابن عباس والحاکم عنہ وعن ابی ہریرۃ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب جناب سرور انبیا علیہ الصلوۃ والسلام بیمار ہوئے جناب فاطمہ علیہا السلام عیادت کے لئے تشریف لائیں حضور پر ضعف اور تکلیف کو دیکھکر رونے لگیں یہاں تک کہ دونوں رخسار مبارک پر اشک جاری ہو گئے۔ یہ دیکھکر سرکار نے ارشاد کیا اے فاطمہ اللہ کی قسم مہربانی تھی تیرے حق میں کہ میں نے تیرا نکاح ایسے کے ساتھ کیا ہے کہ وہ اسلام لانے میں سب سے مقدم اور سب سے زیادہ علم رکھنے والا اور حلم میں سب سے بڑا ہے۔ خدا تعالی نے زمین کے رہنے والوں کو خوب دیکھکر انمیں سے مجھے انتخاب کیا اور مجھے نبی مرسل بنایا۔ پھر دوبارہ اچھی طرح سے دیکھا اور تیرے شوہر کو انتخاب کیا اور مجھے وحی بھیجی کہ میں اسکے ساتھ تیرا نکاح کروں اور اسکو اپنا وصی بناؤں۔

(١٢) عن ابی ہارون العبدی قال اتیت ابا سعید الخدری فقلت لہ ہل شہدت بدرا فقال نعم فقلت الا تحدثنی بشیء مما سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی علی فقال یا بنی اخبرک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرض مرضۃ نفہ منہا فدخلت علیہ فاطمۃ تعودہ وانا جالس عن یمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما رأت ما برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الضعف خنقتہا العبرۃ حتی بدت دموعہا علی خدہا فقال لہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما یبکیک یا فاطمۃ قالت اخشی الضیعۃ یا رسول اللہ فقال یا فاطمۃ ان اللہ اطلع الی اہل الارض اطلاعۃ فاختار منہم اباک ثم اطلع ثانیۃ فاختار منہم بعلک فاوحی الی فانکحتہ واتخذتہ وصیا وما علمت انک بکرامۃ اللہ ایاک زوجک اعلمہم علما واکثرہم حلما واقدمہم سلما فضحکت واستبشرت فاراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یزیدہا مزید الخیر کلہ الذی قسمہ اللہ تعالی لمحمد وآل محمد صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہا یا فاطمۃ لعلی ثمانیۃ اضراس یعنی مناقب ایمان باللہ ورسولہ وحکمتہ وزوجتہ وسبطاہ الحسن والحسین وامرہ بالمعروف ونہیہ عن المنکر یا فاطمۃ انا اہل البیت اعطینا ست خصال لم یعطہا احد من الاولین ولا یدرکہا احد من الآخرین نبینا خیر الانبیاء وہو ابوک ووصینا خیر الاوصیاء وہو بعلک وشہیدنا خیر الشہداء وہو حمزۃ عم ابیک ومنا سبطا ہذہ الامۃ وہما ابناک ومنا مہدی ہذہ الامۃ الذی یصلی عیسی خلفہ ثم ضرب علی منکب الحسین فقال من ہذا مہدی الامۃ (اخرجہ الدار قطنی)

ان سب سے بہتر علی بن ابی طالب ہیں۔

(۴) عن بریدة قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکل نبی وصی و وارث وان علیا وصیی ووارثی (اخرجه البغوی فی معجمہ والدیلمی فی فردوس الاخبار) بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ہر ایک نبی کا ایک وصی اور وارث ہوتا ہے میرا وصی اور وارث علی ہے۔

(۵) عن انس قال قلنا لسلمان سل النبی صلی اللہ علیہ وسلم من وصیہ فقال سلمان من وصیک یا رسول اللہ فقال یا سلمان من کان وصی موسی قال قلت یوشع بن نون قال فان وصیی ووارثی ویقضی دینی وینجز موعدی علی ابن ابی طالب (اخرجه احمد فی مناقبہ) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نے سلمان رضی اللہ عنہ سے کہا تم جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھو کہ حضور کا وصی کون تھا سلمان نے عرض کیا پیغمبر خدا نے جناب نے ارشاد کیا میرا وصی اور وارث اور میرے قرض کا ادا کرنیوالا اور میرے وعدوں کا پورا کرنیوالا علی بن ابی طالب ہے۔

(۶) عن علی قال قال لی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انت اخی ووارثی ووصیی قلت وما ارث منک یا نبی اللہ قال ما ورث الانبیاء من قبلی قلت وما ورث الانبیاء من قبلک قال کتاب ربہم وسنة نبیہم (اخرجه ابن المحضرمی) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھ سے سردار انبیا علیہ الصلوة والسلام نے ارشاد کیا تو میرا بھائی اور وارث اور وصی ہے میں نے عرض کیا یا نبی اللہ مجھے حضور سے کیا ورثہ ملیگا فرمایا جو ورثہ کہ مجھ سے پہلے انبیاء نے پایا ہے میں نے عرض کیا حضور سے پہلے انبیاء نے کیا ورثہ چھوڑا ہے فرمایا کتاب اور پہلے نبی کی سنت۔

(۷) عن معاذ بن جبل قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لعلی انت اخی ووارثی ووصیی قال علی ما ارث منک قال ما ورث النبیون بعضہم بعضا قال اللہ ورسولہ اعلم فقال کتاب اللہ وسنة نبیہ (اخرجه ابن الحضرمی) معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جناب خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سے ارشاد کیا تو میرا بھائی اور وارث اور وصی ہے جناب امیر نے گذارش کیا حضور کا کیا ورثہ مجھے ملیگا فرمایا اگلے نبیوں نے ایک دوسرے سے کیا ورثہ پایا ہے جناب امیر نے عرض کیا کہ خدا اور اسکا رسول ہی جانتا ہوگا پس سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کتاب اللہ اور نبی کی سنت۔

(۸) عن حبة العرنی عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی اوصیک بالعرب خیرا (اخرجه ابن السراج) حبہ العرنی جناب امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے علی علیہ السلام میں تمکو عرب کے ساتھ نیکی کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔

(۹) عن حبیش بن زرین قال رأیت علیا یضحی بکبشین فقلت لہ ما ھذا فقال اوصانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اضحی عنہ (اخرجه احمد) حبیش بن رزین کہتے ہیں میں نے جناب امیر علیہ السلام کو ایک مینڈھے کی قربانی کرتے ہوئے دیکھا میں نے گذارش کیا یہ کیا ہے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی تھی کہ میں انکی طرف سے قربانی کیا کروں۔

(۱۰) عن ام المومنین ام سلمة قالت قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالی اختار من کل امة نبیا واختار لکل نبی وصیا وانا نبی ہذہ الامة وعلی وصیی فی عترتی واہل بیتی وامتی من بعدی

الٰی ہارون العبدی کہتے ہیں یعنے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر پوچھا آیا تم جنگ بدر میں حاضر تھے کہنے لگے کہ ہاں
پھر کہا کیا تم مجھے نہیں بتا سکتے جو کچھ کہ تم نے علی کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو کہنے لگے اچھا میں تجھے
میں تجھے سناتا ہوں کہ جب جناب سرور انبیاء صلے اللہ علیہ وسلم بیمار ہو کر ضعیف ہو گئے جناب فاطمہ علیہا السلام عیادت کیلئے
حضور کی خدمت میں حاضر ہوئیں میں سرکار کے اپنے طرف بیٹھا ہوا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ضعف اور ناتوانی کا غلبہ
دیکھکر رونے لگیں یہانتک کہ رونے سے انکا دم گھٹ گیا اور رخسار ان پر آنسو نکل آئے سرکار نے فرمایا فاطمہ تم کیوں
روتی ہو گذارش کیا کہ حضور کے بعد میں اپنے ہلاک ہونے سے ڈرتی ہوں آپنے ارشاد کیا بالتحقیق پروردگار عالم نے
زمین کے باشندوں کو اچھی طرح سے دیکھا اور تیرے باپ کو انہیں سے منتخب کیا پھر دوبارہ دیکھا اور تیرے شوہر کو انتخاب
فرمایا میں مجھے الہام کیا اور میں نے تیرا نکاح اس سے کر دیا اور اسکو اپنا وصی بنایا تم نہیں جانتے ہو کہ خداتعالیٰ نے خاص تمہارا عزت
خوشی میں کیا مہربانی کی ہے کہ تیرا شوہر سب سے زیادہ علم والا اور سب سے زیادہ حلم والا اور اسلام لانے میں سب سے زیادہ پیش قدم
ہے جناب سیدہ یہ سنکر تبسم فرمانے لگیں اور خوش ہوگئیں جناب سرور نے چاہا کہ ان کو اور زیادہ خیر سے حصہ دیا جائیگا
جس کا کہ پروردگار نے محمد اور آل محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو حصہ دیا ہے پس حضرت نے فرمایا فاطمہ علی کے آٹھ ہیں جو دانت ہیں
یعنے آٹھ مناقب ہیں - اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لانا - اور اسکی حکمت اور اسکی زوجہ مطہرہ - اور اسکی اولاد
یعنے حسن حسین کہ وہ دونوں تیرے بیٹے ہیں - اور اسکا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یعنے اچھی باتوں کا کرنا
اور بری باتوں سے بچنا یا فاطمہ ہم اہل بیت کو چھ باتیں ایسی عطا ہوئی ہیں کہ ہم سے سوا ہم سے پہلے لوگوں کو بھی نہیں دیگئیں
اور ہمسے پیچھے آنیوالے بھی نہیں حاصل کر سکینگے ہمارا نبی تمام نبیوں سے بہتر ہے اور وہ تیرا باپ ہے اور ہمارا وصی
سب وصیوں سے افضل ہے اور وہ تیرا شوہر ہے ہمارا شہید سب شہیدوں سے بڑا ہے یعنے حمزہ وہ تیرے باپ کا چچا ہے
اور اس امت کے سبطین وہ دونوں تیرے بیٹے ہیں اور اس امت کا مہدی بھی ہم ہی سے ہوگا جسکے پیچھے حضرت عیسیٰ
علیہ السلام نماز پڑھینگے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب حسین علیہ السلام کے دوش مبارک پر ہاتھ دہر کر
فرمایا مہدی امت اسی سے پیدا ہونگے ❊

(۱۳) عن الاسود بن یزید قال ذکروا عند ام المؤمنین عائشۃ ان علیا کان وصیا وفی روایۃ
اللہ لا خرانہم قالوا انہ وصی فلم تکذبہم بل ذکرت انہا قد سمعت ذلک من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
حین وفاتہ (الجمع بین الصحیحین للحمیدی) اسود بن یزید سے روایت ہے کہ لوگوں نے ام المؤمنین حضرت
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا کر ذکر کیا کہ علی وصی تھے دوسری روایت میں ہے کہ ان لوگوں نے روبرو
کہا کہ وہ وصی ہیں پس ام المؤمنین نے انکی تکذیب نہ کی بلکہ ذکر کیا کہ میں نے خود اس بات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے وفات کیوقت سنا تھا ❊

(۱۴) عن ابی برزۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ عہد الی فی علی عہدا فقلت یا رب
بینہ لی فقال اسمع فقلت سمعت فقال ان علیا رایۃ الہدی وامام اولیائی ونور من اطاعنی وھو
الکلمۃ التی الزمتہا المتقین من احبہ احبنی ومن ابغضہ ابغضنی فبشرہ بذلک فجاء علی فبشرتہ فقال
یا رسول اللہ انا عبد اللہ وفی قبضتہ فان یعذبنی فبذنبی وان یتم لی الذی بشرتنی بہ فاللہ اولی بی

قال قلت اللهم اجل قلبه واجعل ربيعه الايمان فقال الله تعالى قد فعلت به ذلك ثم انه رفع الى انه سيخصه من البلاء بشيء لم يخص به احدا من اصحابي فقلت يا رب اخي وصاحبي فقال تعالى ان هذا شيء قد سبق انه مبتلى ومبتلى به (اخرجه ابو نعيم في الحلية) ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق اللہ تعالیٰ نے علی کے باب میں مجھ سے ایک عہد کیا پس میں نے کہا اے میرے پروردگار مجھ سے اس عہد کو بیان فرما اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ علی ہدایت کا اور میرے دوستوں کا امام ہے اور نور ہے اسکے لئے جو میری اطاعت کرے اور وہ ایسا کلمہ ہے کہ پرہیزگاروں نے اسکو لازم کر لیا ہے جس نے اس سے محبت کی مجھ سے محبت کی اور جس نے اس سے دشمنی کی مجھ سے دشمنی کی پس تو اسکو بشارت دے بعد اسکے علی آئے میں نے انکو بشارت دی وہ کہنے لگے کہ میں خدا کا بندہ ہوں اور اسکے اختیار میں ہوں اگر مجھے عذاب دے تو میرے گناہ کے سبب ہے اور اگر اس بات کو پورا کرے جسکی کہ حضور نے مجھے بشارت دی ہے تو اللہ میرے واسطے زیادہ مہربان ہے جناب رسول اللہ فرماتے ہیں میں نے دعا کی کہ یا اللہ اس کے دل کو روشن کر اور اسکو ایمان کی بہار بنا پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا تحقیق میں نے اسے ایسا کر دیا ہے پھر میری طرف یہ حکم کیا اللہ تعالیٰ علی کو ایسی بلا سے آزمایش کریگا کہ میرے اصحاب میں سے کسی کو نہیں کیا پس میں نے عرض کیا اے پروردگار یہ میرا بھائی اور وصی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ بات پہلے ہو چکی ہے اور وہ ضرور اس میں مبتلا ہوگا اور اسکے ساتھ لوگوں کی آزمایش کیجاویگی ✣

امام البررہ

عن جابر ان النبي صلى الله عليه وسلم قال علي امام البررة وقاتل الفجرة منصور من نصره مخذول من خذله (اخرجه الحاكم) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بالتحقیق جناب رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کی نسبت ارشاد کیا ہے کہ علی نکوکاروں کا امام اور بدکاروں کا قاتل ہے فتحمند ہوا جس نے کہ اسکی مدد کی اور چھوڑا گیا جس نے کہ اسکو چھوڑا ✣

قاتل الفجرہ

نقل ابو اسحاق الثعلبي في تفسيره يرفعه بسنده الى ابن عباس قال بينما عبد الله ابن عباس جالسا قريبا من بئر الزمزم يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذ قال الرجل قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ابن عباس سألتك بالله من انت فقال ايها الناس من عرفني فقد عرفني ومن لم يعرفني فانا ابوذر الغفاري سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم بهاتين والا فصمتا يقول لعلي بن ابي طالب قائد البررة قاتل الفجرة منصور من نصره مخذول من خذله امام ابو اسحاق ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں نقل کرتے ہیں اور اس حدیث کی اسناد کو جناب عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ تک پہنچاتے ہیں کہ ایک روز ابن عباس زمزم کے کنوئیں کے پاس بیٹھے ہوئے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بیان کر رہے تھے کہ یہاں ایک شخص نے آکر کہا کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم بیان فرماتے تھے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے قسم دیکر کہا تم کون ہو وہ کہنے لگا اے لوگو جس نے کہ مجھ کو پہچانا سو پہچانا اور جس نے کہ نہیں پہچانا ہو اب پہچان لے کہ میں ابوذر غفاری ہوں میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے اپنے ان دونوں کانوں سے سنا ہے ورنہ یہ دونوں بہرے ہو جائیں کہ جناب امیر کی نسبت ارشاد فرماتے تھے کہ علی بن ابی طالب نکوکاروں کا پیشوا ہے اور بدکاروں کا قاتل ہے

مختصر ہوا۔ وہ شخص جس نے کہا اُس کی مدد کی اور چھوڑا گیا وہ شخص جس نے کہ اُسے چھوڑ دیا ۔

صاحب الرایہ

عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لابی برزۃ وانا اسمع یا ابا برزۃ ان اللہ عز وجل عہد الی فی علی بن ابی طالب انہ رایۃ الہدیٰ ومنار الایمان وامام الاولیاء ونور جمیع من اطاعنی یا ابا برزۃ علی بن ابی طالب امینی غدا فی القیامۃ وصاحب رایتی ومفاتیح خزائن ربی وھو الکلمۃ التی الزمتھا المتقین (اخرجہ ابن مردویہ)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم ابی برزہ سے فرما رہے تھے اور میں سن رہا تھا کہ اے ابا برزہ خداتعالیٰ نے علی بن ابی طالب کی نسبت مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ہدایت کا علم اور ایمان کا نشان اور اولیا کا امام ہے اور جس قدر کہ میری اطاعت کرنیوالے لوگ ہیں ان سب کا نور ہے ۔ اے ابا برزہ علی کل قیامت کے دن میرا امین اور علمبردار ہے ۔ علی میرے پروردگار کے خزانوں کی کنجی ہے اور وہ ایک پاک کلمہ ہے جس کو متقیوں کے واسطے لازم کر دیا ہے ۔

مقیم الحجۃ

عن عبد اللہ بن مسعود قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما خلق اللہ تعالیٰ ادم ونفخ فیہ من روحہ عطس ادم فقال الحمد للہ فاوحی اللہ الیہ حمدنی عبدی وعزتی وجلالی لولا عبدان ارید ان اخلقہما فی دار الدنیا ما خلقتک قال الٰہی یکونان منی قال نعم یا ادم ارفع راسک وانظر فرفع راسہ فاذا مکتوب علی العرش لا الہ الا اللہ محمد نبی الرحمۃ وعلی مقیم الحجۃ (اخرجہ الخطیب فی المناقب)

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب پروردگار نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور انمیں اپنی روح پھونکی تو آدم ؑ نے چھینک لی اور الحمد للہ پڑھا پروردگار نے فرمایا میرے بندے نے میرا شکر لیا ہے مجھے اپنی عزت اور بزرگی کی قسم ہے اگر میں اپنے دو بندوں کو دنیا میں پیدا کرنیکا ارادہ نہ کرتا تو تجھے ہرگز پیدا نکیا ہوتا ۔ حضرت آدم ؑ نے عرض کیا یا الٰہی وہ دونوں مجھ سے پیدا ہونگے ارشاد ہوا کہ ہاں اے آدم اپنے سر کو اٹھا کر دیکھ ۔ حضرت آدم ؑ نے دیکھا کہ عرش پر لکھا ہوا ہے لا الہ الا اللہ محمد رحمت کا نبی ہے علی حجت کا قائم کرنیوالا ہے ۔

اسد اللہ

عن ابن عباس قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صعد المنبر فخطب الناس فحمد اللہ واثنی علیہ فوعظ وخوف وحذر ثم بکی فقال این علی بن ابی طالب فوثب علی قائما علی قدمیہ وقال ھا انا یا رسول اللہ فقال ادن منی فدنی عنہ فضمہ الی صدرہ وقبل بین عینیہ وبکی حتی سالت دموعہ علی خدیہ وقال یا علی ... یا معشر المسلمین ھذا علی بن ابی طالب ھذا شیخ المہاجرین والانصار ھذا اخی وابن عمی وختنی ولحمی ودمی ھذا ابو السبطین الحسن والحسین سیدی شباب اہل الجنۃ ھذا مفرج الکرب عنی ھذا اسد اللہ فی ارضہ وسیفہ المسلول علی اعدائہ فعلی مبغضیہ لعنۃ اللہ ولعنۃ اللاعنین واللہ منہ بری وانا منہ بری فمن احب ان یبرأ من اللہ ومنی فلیبرأ منہ فلیبلغ الشاہد منکم الغائب (اخرجہ ابو سعد فی شرف النبوۃ)

ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک روز جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے اور خطبہ پڑھا حمد و ثنا

کے یہ وعظ بیان فرمایا اور خوف دلایا اور ڈرایا پھر اشکبار ہوئے اور کہا علی بن ابی طالب کہاں ہیں جناب امیرؑ جست کرکے اپنے دونوں پاؤں پر کھڑے ہوکر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ میں یہاں حاضر ہوں حضرتؐ نے فرمایا میرے نزدیک آجاؤ جناب امیرؑ سرکارؐ کے پاس گئے حضرتؐ نے انکو سینہ سے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور رونے لگے یہاں تک کہ رخسار مبارک پر اشک جاری ہوگئے پھر بلند آواز سے فرمایا اے مسلمانوں یہ علی بن ابی طالب ہیں مہاجرین اور انصار کا شیخ یہ میرا بھائی اور میرے چچا کا بیٹا ہے اور میرا داماد اور میرا گوشت اور میرا خون ہے یہ سبطین حسن اور حسین جو جوانان اہل جنت کے سردار ہیں انکا باپ ہے یہ مجھ سے تکلیف کو دور کرنیوالا ہے یہ خدا کی زمین پر اسکا شیر ہے یہ خدا کے دشمنوں کے لیے خدا کی برہنہ شمشیر ہے اسکے دشمنوں پر خدا اور اسکے فرشتوں کی لعنت اور اسکے دشمن سے خدا بیزار ہے میں بھی اس سے بیزار ہوں پس جو شخص کہ خدا اور اسکے رسول کی بیزاری کو چاہتا ہو وہ اس سے بیزار ہو چاہیے کہ تم حاضرین غائبین کو یہ اطلاع دیدو ۔

حجۃ اللہ

(۱) عن انس بن مالک رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا و علی حجۃ اللہ علی عبادہ (اربعین للحافظ ابی بکر محمد بن ابی نصر بن ابی بکر الفتوانی) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میں اور علی خدا کے بندوں پر خدا کی حجت ہیں ۔

(۲) عن انس قال کنت جالسا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذ اقبل علی بن ابی طالب فقال یا انس ھذا حجۃ اللہ علی خلقہ (اخرجہ الدیلمی) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر تھا کہ علی بن ابی طالب تشریف لائے حضرتؐ نے فرمایا اے انس یہ خدا کی مخلوق پر خدا کی حجت ہے ۔

(۳) عن انس بن مالک رض قال کنت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرای علیا مقبلا فقال یا انس قلت لبیک قال ھذا المقبل حجتی علی امتی یوم القیامۃ (اخرجہ النقاش) انس بن مالک کہتے ہیں کہ میں جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ نے جناب امیرؑ کو آتے ہوئے دیکھا مجھے ارشاد کیا اے انس میں نے عرض کیا میں حاضر ہوں فرمایا یہ آنیوالا قیامت کے روز میری امت پر میری حجت ہے ۔

رایۃ الہدی

عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لابی برزۃ وانا اسمع ان اللہ عزوجل عھد الی فی علی انہ رایۃ الھدی ومنار الایمان (اخرجہ ابن مردویہ) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم ابی برزہ سے فرماتے تھے اور میں سن رہا تھا کہ اے ابا برزہ پروردگار نے مجھ سے علی کے حق میں عہد کیا ہے کہ وہ ہدایت کا علم اور ایمان کا نشان ہے ۔

ولی اللہ

(۱) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اسری بی رایت علی باب الجنۃ مکتوبا بالذھب لا الہ الا اللہ محمد حبیب اللہ علی ولی اللہ وفاطمۃ امۃ اللہ والحسن والحسین صفوۃ اللہ علی باغضیھم لعنۃ اللہ (اخرجہ الدیلمی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ شب معراج میں میں نے جنت کے دروازہ پر لکھا ہوا دیکھا کہ محمد خدا کا حبیب ہے علی خدا کا دوست ہے فاطمہ پروردگار کی خادمہ ہے اور حسنین خدا کے برگزیدہ ہیں انکے دشمنوں پر خدا کی لعنت ہو ۔

(۲) عن ابی ذر قال کنت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو فی البقیع الغرقد قال والذی نفسی بیدہ

[1] الغرقد بقیع الغرقد مدینہ منورہ کے گورستان کا نام ہے جہاں غرقد کے درخت کثرت سے ہیں ۔

ان فیکم رجلا یقاتل الناس بعدی علی تاویل القرآن کما قاتلت المشرکین علی تنزیله وهم یشهدون لا اله الا الله فیکبر قتلهم علی الناس حتی یطعنوا علی ولی الله ویسخطوا عمله کما سخط موسی امر السفینة وقتل الغلام وامر الجدار وکان خرق السفینة وقتل الغلام واقامة الجدار لله رضی (اخرجه الحموینی) ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بقیع الغرقد میں تشریف فرما تھے اور میں خدمت اقدس میں حاضر تھا آپ نے ارشاد کیا قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ تم میں ایک ایسا شخص ہے کہ جو قرآن کی تاویل پر لوگوں سے لڑیگا جس طرح سے میں نے قرآن کی تنزیل پر مشرکوں سے جہاد کیا ہے وہ لوگ لا الہ الا اللہ کہنے والے ہونگے اسلئے ان سے جہاد کرنا لوگوں پر شاق گذریگا۔ یہانتک کہ لوگ اس خدا کے ولی پر طعنہ زن ہونگے اور اسکے کام سے ناراض ہو جائینگے جیسا کہ حضرت موسی علیہ السلام کشتی کے امر میں اور لڑکے کے قتل کرنے میں اور دیوار کے بنانے میں حضرت خضر علیہ السلام پر ناراض ہوئے تھے حالانکہ کشتی کا توڑنا اور لڑکے کا قتل کرنا اور دیوار کا بنانا محض خدا کی رضا کیلئے تھا ۞

صفوة اللہ

عن ابن عباس قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم فی صحن الدار نائما واذا راسه فی حجر دحیة الکلبی فدخل علی فقال السلام علیک کیف اصبح رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال بخیر قال له دحیة انی لاحبک وان لک مدحة ازفها الیک انت امیر المومنین وقائد الغر المحجلین انت سید ولد آدم ما خلا النبیین والمرسلین لواء الحمد بیدک یوم القیمة تزف انت وحزبک مع محمد صلی الله علیه وسلم وحزبه الی الجنان زفا وقد افلح من تولاک وخسر من تخلاک محبوا محمد صلی الله علیه وسلم محبوک ومبغضوا محمد مبغضوک لن ینالهم شفاعة محمد صلی الله علیه وسلم ادن منی یا صفوة الله فاخذ راس النبی صلی الله علیه وسلم فوضعه فی حجره فاستیقظ رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال ما هذه الهمهمة فاخبره الحدیث قال لم یکن دحیة کان جبریل سماک باسم سماک الله به وهو الذی القی محبتک فی صدور المومنین ورهبتک فی صدور الکافرین (اخرجه ابوبکر بن مردویه) ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دولتخانہ کی صحن میں استراحت فرما رہے تھے اور سر اقدس دحیہ کلبی کے آغوش میں تھا کہ جناب امیر علیہ السلام تشریف لائے سلام کے بعد حضرت کا مزاج پوچھا دحیہ نے جواب دیا کہ خیریت ہے۔ اور کہا کہ میں تجھے دوست رکھتا ہوں اور میری پاس تمہاری تعریف ہے کہ میں تم سے بیان کرتا ہوں آپ امیر المومنین اور قائد الغر المحجلین اور انبیا اور مرسلین کے سوا تمام اولاد آدم کے سردار ہیں قیامت کے روز لواء الحمد تمہارے ہاتھ میں ہوگا اور تمہارا گروہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے گروہ کے ساتھ جنت کی طرف اترانا ہوا جائیگا بتحقیق رستگار ہوا جس نے کہ تمہاری محبت اختیار کی اور نقصان اٹھایا اس نے جس نے کہ تمکو چھوڑ دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست تمہارے دوست ہیں اور انکے دشمن تمہارے دشمن ہیں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت انہیں ہرگز نصیب نہ ہوگی۔ اے برگزیدہ خدا میرے پاس تشریف لایئے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سر اقدس اپنی آغوش سے اٹھا کر انکی آغوش میں رکھدیا اتنے میں سرکار بیدار ہو گئے اور فرمایا کیا شور ہے جناب امیر نے تمام سرگذشت بیان کی۔ فرمایا

دحیہ کلبی نہیں تھے یہ جبرئیل تھے تمہارا نام ہم سے بیان کرنے کو آئے تھے جو کچھ خدا تعالیٰ نے تمہارا رتبہ
وہ خدا جس نے تمہاری محبت کو مومنوں کے سینہ میں اور تمہارے رعب کو کافروں کے دلوں میں ڈالا ہے ۞

شیخ المہاجرین و الانصار

عن ابن عباس قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صعد المنبر فحمد اللہ واثنی علیہ فقال این علی فقام ابن علی فوثب علی قائما علیہ السلام فقال ها انا ذا رسول اللہ فقال ادن منی فدنا منہ فضمہ الی صدرہ وقال یا علی صوتہ یا معشر المسلمین هذا علی بن ابی طالب هذا شیخ المہاجرین والانصار (الیقین لابی سعد) ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر چڑھ کر خطبہ ارشاد کیا اور خدا کی حمد و ثنا کے بعد حضرت نے کہا کہ یا علی کہاں ہیں جناب امیر یہ سنتے ہی اپنے ... کھڑے ہو گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں حاضر ہوں حضرت نے فرمایا میرے پاس آؤ جب جناب امیر حضرت کے پاس گئے حضرت نے انکو اپنی چھاتی سے لگا کر با آواز بلند فرمایا اے مسلمانو یہ علی بن ابی طالب مہاجرین و انصار کا شیخ ہے ۞

قسیم النار والجنۃ

(۱) عن حذیفۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت قسیم النار والجنۃ وانت تقرع باب الجنۃ وتدخلها احبائک بغیر حساب (اخرجہ الدیلمی وابن المغازلی وقاضی عیاض فی الشفاء) حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے علی تم جنت اور دوزخ کے تقسیم کرنیوالے ہو اور تم جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤ گے اور اس میں اپنے دوستوں کو بغیر حساب کے داخل کرو گے ۞

(۲) عن ابی الطفیل عامر بن واثلۃ الکنانی ان علیا قال للستۃ الذین جعل عمر رضی اللہ عنہ الامر شوری بینہم کلاما طویلا من جملتہ انشدکم اللہ هل فیکم احد قال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت قسیم النار والجنۃ یوم القیمۃ غیری قالوا اللہم لا (اخرجہ الدارقطنی نقلت من صواعق محرقہ و جواہر العقدین) ابوطفیل عامر بن واثلہ الکنانی نقل کرتے ہیں کہ جناب امیر نے ان چھ صحابیوں سے جنکو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد مشورت کیلئے مقرر کیا تھا ایک طویل گفتگو کی منجملہ اسکے یہ بھی کہا کہ میں تمکو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں آیا تم میرے سوا کوئی ایسا شخص جانتے ہو کہ جسکی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہو کہ یا علی تم دوزخ اور جنت کے تقسیم کرنیوالے ہو سب نے متفق ہو کر کہا خدا گواہ ہے آپکے سوا کوئی نہیں ۞

وارث رسول اللہ صلعم

(۱) عن ابی اسحاق قال سالت قثم ابن عباس کیف ورث علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونکم قال لانہ کان اولنا بہ لحوقا واشدنا بہ لزوقا (اخرجہ الحاکم) ابو اسحاق سے روایت ہے کہ میں نے قثم بن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم لوگوں کے سوا علی کیونکر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث قرار دیئے گئے قثم نے جواب دیا اسلئے کہ وہ ہم سے پہلے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور ہم سب سے زیادہ حضرت صلعم کی ملاقات میں رہے ۞

(۲) عن علی بن الحسین عن جدہ علی بن ابی طالب علیہ وعلی آبائہ السلام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم خندق اللہم انک اخذت منی عبیدۃ بن الحارث یوم بدر وحمزۃ

بن عبد المطلب یوم احد وهذا علی فلو تفردنی فرداً فانت خیر الوارثین (اخرجه الخوارزمی) جناب علی ابن الحسین جناب حسین کے اور وہ اپنے والد ماجد جناب امیر علیہ و علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ خندق کے روز جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے پروردگار سے التجا کی کہ اے میرے پروردگار تو نے بدر کے روز عبیدہ بن الحارث کو مجھ سے لے لیا اور احد کے روز حمزہ بن عبد المطلب کو لے لیا اب یہ علی باقی رہ گیا ہے پس تو مجھے اب اکیلا مت چھوڑ۔ تو سب وارثوں سے بہتر ہے ﴿

(۳) عن ابن عباس ان علیا کان یقول فی حیوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عزوجل یقول افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم واللہ لا ننقلب علی اعقابنا بعد اذ هدانا اللہ و لئن مات او قتل لاقاتلن علی ما قاتل علیہ حتی اموت واللہ انی لاخوہ و ولیہ وابن عمہ ووارثه ومن احق بہ منی (اخرجه احمد والنسائی) ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ جناب امیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات بابرکات میں فرمایا کرتے تھے کہ پروردگار فرماتا ہے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما جائیں یا قتل ہو جائیں تو تم اپنی ایڑیوں کے بل لوٹ جاؤ گے خدا کی قسم ہے ہم ہرگز اپنی ایڑیوں کے بل نہیں لوٹینگے جبکہ خدا تعالیٰ نے ہمکو ہدایت فرمائی ہے اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحلت فرما جائیں یا قتل ہو جائیں ہم انکے جس گروہ سے لڑتے رہے یہانتک کہ ہم بھی مر جائیں خدا کی قسم ہے میں انکا بھائی اور چچا کا بیٹا اور وارث ہوں مجھ سے کون زیادہ حقدار ہے ﴿

(۴) عن بریدۃ الاسلمی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکل نبی وصی ووارث وان علیا وصیی و وارثی (اخرجه البغوی فی معجمه والدیلمی فی فردوس الاخبار) بریدہ الاسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ہر ایک نبی کا وصی اور وارث ہوتا ہے میرا وصی اور وارث علی ہے ﴿

(۵) عن ربیعۃ بن ماجد ان رجلا قال لعلی یا امیر المومنین کیف ورثت ابن عمک دون عمک فقال جمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی عبد المطلب فصنع لهم مدا من طعام فاکلوا یعنی شبعوا وبقی الطعام کانہ لم یمس ثم دعا بالغمر فشربوا حتی (رووا) وبقی الشراب کانہ لم یمس فقال یا بنی عبد المطلب انی بعثت الیکم خاصۃ والی الناس عامۃ وقد رایتم من هذه الآیۃ ما قد رایتم فایکم یبایعنی علی ان یکون اخی وصاحبی ووارثی ووزیری فلم یقم الیہ احد فقمت الیہ وکنت اصغر القوم سنا فقال اجلس ثم قال ثلث مرات کل ذلک اقوم الیہ فیقول اجلس حتی کان فی الثالثۃ فضرب بیدہ علی یدی ثم قال انت اخی وصاحبی ووزیری فبذلک ورثت ابن عمی دون عمی (اخرجه احمد فی المسند والنسائی فی الخصائص وابن جریر فی تهذیب الآثار والضیاء فی المختارۃ) ربیعہ ابن ماجد کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے جناب امیر سے پوچھا اے امیر المومنین آپ نے اپنے چچا کو چھوڑ کر اپنے ابن عم کا ترکہ کیوں پایا ہے جناب امیر نے فرمایا ایک دفعہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عبد المطلب کو جمع کیا اور انکے لئے کھانا ایک پیمانے میں پکایا وہ کھانے کو آئے اور کھانے لگے یہانتک کہ سیر ہو گئے اور کھانا جوں کا توں پڑا رہا پھر حضرت نے شربت کا ظرف منگوایا لوگ شربت پینے لگے یہانتک کہ سب سیراب ہو گئے اور شربت بچ رہا۔ گویا کسی نے چھوا تک نہ تھا۔ پھر حضرت نے فرمایا اے بنی عبد المطلب میں تمہارے لئے خاص کر مبعوث ہوا ہوں اور تمام طرح اور سب لوگوں کی طرف تم نے اس معجزہ کو دیکھا ہے پس تم میں کوئی ہے کہ میری بیعت کرے اور میرا بھائی

اور دوست اور وارث اور وزیر بنے انہیں سے کوئی نہ اٹھا۔ میں کھڑا ہو گیا میں اس وقت سب سے چھوٹا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹھ جا بیٹھ گیا پھر دوبارہ حضرتؐ نے وہی کلمات ارشاد کئے میں ہی ہر دفعہ اٹھتا تھا اور حضرت فرماتے تھے بیٹھ جا تیسری بار حضرتؐ نے میرے ہاتھ پر ہاتھ مار کر فرمایا تو میرا بھائی اور وزیر اور دوست وارث ہے اسلئے اپنے چچا کے سوا آپؐ ابن عم کا ورثہ پایا ہے۔

خلیفہ رسول اللہ

(۱) **عن** ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا وعلی من نور واحد قبل ان خلق اللہ آدم باربعۃ آلاف عام فلما خلق اللہ تعالیٰ الخلق ... ذلک النور فی صلبہ فلم یزل فی شیء واحد حتی افترقنا فی صلب عبد المطلب ففی النبوۃ وفی علی الخلافۃ (اخرجہ الدیلمی) ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور علی چار ہزار برس آدم سے پہلے ایک نور تھے جب اللہ تعالیٰ نے خلقت کو پیدا کیا اس نور کو آدم کی پشت میں ڈالا پس وہ نور ہمیشہ ایک ہی شے میں رہتا چلا آیا یہاں تک کہ عبد المطلب کی صلب میں جدا ہو گیا پس مجھ میں نبوت ہے اور علی رضی اللہ عنہ میں خلافت ہے۔

(۲) **عن** علی قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین خلفنی علی المدینۃ خلفتک لتکون خلیفتی قلت کیف اتخلف عنک یا رسول اللہ قال الا ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی (اخرجہ الطبرانی فی الاوسط) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب غزوہ تبوک پر حضرتؐ مجھے اپنے پیچھے چھوڑ کر تشریف لیجانے لگے تو فرمایا ہم تجھے اسلئے اپنے پیچھے چھوڑتے ہیں تاکہ ہمارا خلیفہ ہو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپکے پیچھے کس طرح رہ سکتا ہوں فرمایا کیا تو راضی نہیں کہ بنے تو مجھ سے ہارون کی جگہ موسیٰ سے مگر میرے بعد نبی نہیں ہے۔

(۳) **عن** ابی ذر الغفاری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قاتل علیا علی الخلافۃ فاقتلوہ کائنا من کان (اخرجہ الدیلمی) ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص علی کے ساتھ خلافت پر لڑے اسکو قتل کر دو جو کوئی کہ ہو۔

منار الایمان

عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لابی برزۃ یا ابا برزۃ ان اللہ عز وجل عہد الی فی علی انہ رایۃ الہدیٰ ومنار الایمان (اخرجہ ابن مردویہ) انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبرزہ سے فرماتے تھے اے ابا برزہ تحقیق اللہ عز وجل نے علی کے بارہ میں مجھ سے عہد کر لیا ہے کہ وہ ہدایت کا جھنڈا ہے اور ایمان کی نشانی ہے۔

امام الاولیا

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لابی برزۃ ان اللہ عز وجل عہد الی فی علی انہ رایۃ الہدیٰ ومنار الایمان وامام الاولیاء (اخرجہ ابن مردویہ) انس روایت کرتے ہیں کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم ابوبرزہ سے فرماتے تھے کہ تحقیق اللہ عز وجل نے مجھ سے علی کی نسبت عہد کیا ہے کہ وہ ہدایت کا علم اور ایمان کا نشان اور اولیا کا امام ہے۔

الہادی

(۱) عن ابن عباسؓ قال لما نزل قولہ تعالی انما انت منذر ولکل قوم ہاد فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا المنذر وعلی الہاد (اخرجہ ابو نعیم فیما نزل فی القرآن فی علی) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب یہ آیت کریمہ (کہ تو ڈرانیوالا ہے اور ہر ایک قوم کیلئے ایک ہادی ہے) نازل ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں منذر ہوں اور علی ہادی ہے ٭

(۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا المنذر وعلی الہادی بک یا علی یہتدی المہتدون (اخرجہ الدیلمی) عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میں منذر ہوں اور علی ہادی ہے اے علی تجھ سے ہدایت پانے والے ہدایت پائینگے ٭

صاحب اللواء

(۱) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت تغسل جثتی وتؤدی دینی وتواریني فی حفرتی وتفی بذمتی وانت صاحب لوائی فی الدنیا والآخرۃ (اخرجہ الدیلمی) ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یا علی تم میرے جثہ کو غسل دو گے اور میرے قرض کو ادا کرو گے اور مجھ کو میری قبر میں دفن کرو گے اور جو کچھ کہ میرے ذمہ ہوگا پورا کرو گے اور تم دنیا و آخرت میں میرے صاحب لواء ہو ٭

ناصر رسول اللہ

عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ وبلال بن الحارث وابی الحمراء قالوا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اسری بی الی السماء رأیت علی ساق العرش مکتوبا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ وایدتہ ونصرتہ بعلی (اخرجہ الدیلمی) ابن عباس اور بلال بن الحارث اور ابی الحمراء رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے معراج میں میں نے عرش کی ساق پر لکھا ہوا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں نے اسکی تائید اور نصرت علی سے کی ٭

صالح المؤمنین

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ فی قولہ تعالی وصالح المؤمنین قال ہو علی بن ابی طالب (اخرجہ ابن عساکر وابن مردویہ والسیوطی فی الدر المنثور) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پروردگار تعالی کے اس قول میں کہ ہو مولاہ وجبریل وصالح المؤمنین صالح المؤمنین سے علی بن ابی طالب مراد ہیں ٭

(۲) عن اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول وصالح المؤمنین ہو علی (الدر المنثور للسیوطی) اخرجہ ابو نعیم وابن ابی حاتم والمتقی فی کنز العمال اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ خدا کے پاک کی کلام میں صالح المؤمنین سے علی مراد ہیں۔ **تنبیہ** امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ اربعین میں لکھتے ہیں قالوا المراد بصالح المؤمنین علی والمراد من المولی ہو الناصر لان المفہوم المشترک للمولی بین اللہ وبین جبریل وبین صالح المؤمنین لیس الا ہذا المعنی مفسرین کہتے ہیں کہ صالح المؤمنین سے مراد جناب علی بن ابی طالب ہیں اور مولی کے معنے ناصر کے ہیں کیونکہ اللہ اور جبریل اور صالح المؤمنین کے درمیان لفظ مولی کا مفہوم مشترک ناصر کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا ٭

مولی المومنین

قال صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم من کنت مولاہ فعلی مولاہ الخ یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روز غدیر خم کے روز جسکا میں مولا ہوں اسکا علی مولا ہے ۔

صواعق محرقہ میں علامہ ابن حجر اس حدیث کی بحث میں لکھتے ہیں رواہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثلثون صحابیا وان کثیرا من طرقہ صحیح او حسن یعنی اس حدیث کو جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے تیس صحابیوں نے روایت کیا ہے ان میں اکثر روایتیں صحیح اور حسن ہیں اسکی مفصل بحث آگے باب میں لکھی جاویگی ۔

منجز الوعد

عن ابن عباس و ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ابن ابیطالب ینجز عداتی و یقضی دینی (اخرجہ الدیلمی) ابن عباس و ابن عمر رضی اللہ عنہم روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی بن ابی طالب میرے وعدوں کو پورا کریگا اور میرے قرضوں کو ادا کریگا ۔

قاتل الناکثین و القاسطین و المارقین

عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قولہ تعالی فاما نذھبن بک فانا منہم منتقمون نزلت فی علی انہ ینتقم من الناکثین والقاسطین والمارقین جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ پاک کی اس آیت کے شان نزول میں فرماتے تھے جسکا ترجمہ یہ ہے کہ اگر ہم تجھکو لیجاوینگے تو بھی ہم ان سے انتقام لینے والے ہیں) یہ آیت علی کے حق میں نازل ہوئی ہے کیونکہ وہ بعد عہد توڑنیوالوں اور ظالموں اور دین سے نکلنے والوں کے ساتھ لڑیگا ۔

المرتضیٰ

عن علی قال خرجت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم نمشی فی طرقات المدینۃ اذ مررنا بنخل من نخلہا فصاحت نخلۃ باخری ھذا النبی المصطفی وھذا علی المرتضی ثم جزنا ھا فصاحت ثانیۃ بثالثۃ ھذا موسی و اخوہ ھارون (اخرجہ المعرازی وابن یوسف الکنجی فی کفایۃ الطالب) جناب امیر سے روایت ہے کہ ایک دن میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ کے بعض راستوں میں جارہا تھا تو ہم ایک نخلستان میں ہوکر گذرے ایک نخل دوسرے کو پکار کر کہنے لگا یہ نبی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ علی المرتضیٰ ہیں پھر ہم آگے نکل گئے پھر ایک دوسرا نخل تیسرے سے کہنے لگا یہ موسیٰ ہیں اور انکا بھائی ہارون ہے ۔

الشاھد

عن حاد بن عبد اللہ الاسدی قال سمعت علیا یقول ھو علی المنبر ما من قریش رجل الا وقد نزلت فیہ آیۃ او آیتان فقال رجل فما نزل فیک فغضب ثم قال اما انک لو لم تسالنی علی رؤس القوم ما حدثتک ویحک ھل تقرا سورۃ ھود ثم قرء افمن کان علی بینۃ من ربہ ویتلوہ شاھد منہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بینۃ من ربہ وانا شاھد منہ (اخرجہ ابن مردویہ) وعقیلی ثعلبی وابن ابی حاتم و ابن عساکر و السیوطی فی الدر المنثور) حماد بن عبد اللہ الاسدی کہتے ہیں میں نے جناب امیر کو منبر پر یہ فرماتے سنا ہے کہ قریش میں سے کوئی آدمی ایسا نہیں جس کی شان میں ایک یا دو آیتیں نازل نہوئی ہوں ایک شخص نے پوچھا آپکی شان میں کون سی آیت نازل ہوئی ہے جناب امیر غصہ ہوکر فرمانے لگے اگر تو سب کے سامنے نہ پوچھتا تو میں ہرگز تجھے نہ بتاتا ۔ افسوس ہے تونے سورہ ہود نہیں پڑھی

الشہید عن ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم التزم علیاً وقبلہ وھو یقول بابی الوحید الشہید (اخرجہ ابو یعلیٰ فی مسندہ و ابن حجر فی الصواعق) ام المومنین بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ علی کو بغل میں لئے ہوئے ہیں اور انکو چوم رہے ہیں اور فرماتے ہیں میرا باپ قربان ہو یہ وحید ہے اور شہید ہے ۔

الراکع عن مجاہد عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ وارکعوا مع الراکعین نزلت فی علی خاصة لانہ اول من رکع مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجہ الطبرانی فی الخصائص وابو نعیم وفقیہ ابن المغازلی فی المناقب وتذکرہ خواص الامة) مجاہد ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وارکعوا مع الراکعین میں خاص کر جناب امیر مراد ہیں کیونکہ وہی سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رکوع میں شریک ہوئے ہیں ۔

الساجد عن موسیٰ بن جعفر عن ابائہ علیہم السلام فی قولہ تعالیٰ تراھم رکعا سجدا انزلت فی علی (اخرجہ ابو الحسن بن المغازلی) جناب امام موسیٰ کاظم اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آیہ تراھم رکعا سجدا جناب امیر کی شان میں نازل ہوئی ہے ۔

الصفی عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت صفیی وامینی (اخرجہ النسائی) جناب امیر علیہ السلام روایت فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے فرماتے تھے یا علی تم میرے برگزیدہ اور امین ہو ۔

الامین عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لابی برزة وانا اسمع یا ابا برزة علی امینی غدا یوم القیمة (اخرجہ ابو بکر بن مردویہ) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے فرما رہے تھے اور میں سن رہا تھا کہ اے ابو برزہ کل قیامت کے روز علی میرا امانت دار ہوگا ۔

باب حطہ عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال علی باب حطة[1] من دخلہ کان مومنا ومن خرج منہ کان کافرا (اخرجہ الدارقطنی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی توبہ کا دروازہ ہے جو شخص کہ اس میں داخل ہو وہ مومن ہے اور جو شخص اس سے نکل گیا وہ کافر ہے ۔

مثیل ہارون قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انت منی بمنزلة ہارون من موسیٰ (اخرجہ المسلم وغیرہ) جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سے ارشاد فرمایا کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے ۔

نفس الرسول (۱) عن سعد بن ابی وقاص قال لما نزلت ھذہ الآیة فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم الخ دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا وفاطمة وحسنا وحسینا فقال اللھم ھؤلاء اھل بیتی (اخرجہ احمد والمسلم والترمذی والنسائی وغیرھم) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے

[1] صراح میں ہے کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا وقولوا حطة ای حط عنا اوزارنا وھی کلمة امر بھا بنو اسرائیل لو قالوھا لحطت اوزارھم یعنی خدا نے [illegible] حکم حطہ کہنے کا [illegible] کہ یہ کلمہ کہیں [illegible] اگر وہ [illegible] تو انکے گناہ کم ہو جاتا ۔

روایت ہے کہ جب یہ آیت کریمہ کہ پس کہہ آؤ بلاویں ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں
اور اپنی جان اور تمہاری جان کو پھر گڑگڑا کر پڑھیں کہ لعنت اللہ کی جھوٹوں پر نازل ہوئی تو حضرت نے جناب علی اور سیدہ اور
حسنین علیہم السلام کو بلا کر کہا کہ اے میرے پروردگار یہ ہیں میرے اہل بیت ۔

(۲) **عن** جابر بن عبد اللہ قال انفسنا محمد وعلی وابنائنا الحسن والحسین ونسائنا فاطمة (اخرجه الحاکم)
جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انفسنا سے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب علی اور ابنائنا سے حسنین
علیہم السلام اور نسائنا سے جناب سیدہ مراد ہیں ۔

(۳) **عن** عمرو بن العاص قال قدمت من غزوة ذات السلاسل وکنت اظن ان لیس احد احب الی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم منی فقلت یا رسول اللہ ای الناس احب الیک قال عائشة فقلت انی لست اسالک عن النساء
قال ابوها۔ قلت ای الناس احب الیک بعد ابی بکر قال حفصة قلت لست اسالک عن النساء فقال ابوها۔ قلت
یا رسول اللہ فاین علی فالتفت الی اصحابه فقال ان هذا یسالنی عن النفس (اخرجه ابن النجار) عمرو
ابن العاص ناقل ہیں کہ جب میں غزوہ ذات السلاسل کی فتح سے واپس آیا میرا گمان تھا کہ حضرت کو مجھ سے زیادہ کوئی محبوب
ہوگا میں اسی غرض سے حضرت سے پوچھنے لگا یا رسول اللہ سب سے کون زیادہ آپ کو محبوب ہے حضرت نے فرمایا عائشہ ۔ میں نے
عرض کیا میں عورتوں کی نسبت نہیں عرض کرتا آپ نے فرمایا اسکا باپ میں نے عرض کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد حضور کو کون
زیادہ محبوب ہے فرمایا حفصہ میں نے عرض کیا میں عورتوں کی نسبت تو پوچھتا ہی نہیں آپ نے فرمایا اسکا باپ عمر رضی اللہ عنہ
میں نے عرض کیا یا رسول اللہ علی کہاں گئے حضرت اپنے صحابہ کی طرف ملتفت ہو کر فرمانے لگے اس شخص کو دیکھو کہ میری
جان کی نسبت مجھ سے پوچھتا ہے ۔

(۴) اخرج الدار قطنی ان علیا یوم الشوری احتج علی اهلها فقال انشدکم باللہ هل منکم احد اقرب الی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الرحم ومن جعله صلی اللہ علیہ وسلم نفسه نفسه وابناءه ابناءه غیری فقالوا اللهم لا
دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ شوری کے روز جناب امیر علیہ السلام نے بغرض اتمام حجت اہل شوری سے فرمایا میں
تمہیں خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ میرے سوا تم میں کوئی ایسا شخص موجود ہے جو رشتہ میں حضرت کا قریبی ہو اور کسی
شخص کی جان کو آپ نے اپنی جان قرار دیا ہو اور کسی کے بیٹوں کو اپنے بیٹے بنایا ہو سب نے کہا بخدا آپ کے سوا
کوئی نہیں ۔

سیف اللہ

(۱) **عن** ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هذا علی بن ابی طالب هذا
سیف اللہ المسلول علی اعدائه (اخرجه ابو سعد فی شرف النبوة) ابن عباس رضی اللہ عنہ
سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ یہ علی بن ابی طالب خدا کی برہنہ شمشیر ہے خدا کے دشمنوں پر ۔

(۲) **عن** جابر قال کنت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی بعض حیطان المدینة وید علی فی یده فمررنا بنخل فصاح
النخل هذا محمد سید الانبیاء وهذا علی سید الاولیاء ابو الائمة الطاهرین ثم مررنا بنخل فصاح النخل
هذا محمد رسول اللہ وهذا علی سیف اللہ فالتفت النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی علی فقال له سمه الصیحانی فسمی الی
الصیحانی فکان هذا سبب تسمیته هذا النوع بذلک (اخرجه السمهودی فی خلاصة الوفا باخبار دار المصطفی

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رکاب سعادت میں مدینہ کی ایک دیوار کے نیچے گذر رہا تھا اور حضرتؐ نے علی کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا ناگاہ ایک نخل کے پاس ہوکر گذرے تو وہ نخل چلا کر کہنے لگا یہ محمد ہیں نبیوں کے سردار اور یہ علی ہیں وصیوں کے سردار اور ائمہ کے باپ پھر ہم وہاں سے آگے بڑھے تو ایک اور نخل چلا کر کہنے لگا یہ محمد ہیں خدا کے رسول اور یہ علی ہیں خدا کی شمشیر پس حضرت جناب امیرؓ کی طرف متوجہ ہوکر فرمانے لگے ان کا نام صیحانی رکھو اس لئے اس قسم کی کھجور کا نام صیحانی رکھا گیا ۔

ذو الاذن الواعی

(۱) عن مکحول عن علی فی قوله تعالیٰ وتعیها اذن واعیة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سألت اللہ ان یجعلها اذنک یا علی (اخرجه الدیلمی) مکحول اس آیت کی تفسیر میں جناب امیرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ یاد رکھیگا اسکو یاد رکھنے والا کان تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا یا علی میں نے خدا سے التجا کی ہے کہ وہ یاد رکھنے والا کان تیرا کان بنا دے ۔

(۲) عن بریدة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی ان اللہ عز وجل امرنی ان اعلمک لتعی فانزلت وتعیها اذن واعیة (اخرجه الدیلمی) بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی مجھے پروردگار نے حکم دیا ہے کہ میں تجھے تعلیم کروں تاکہ تو یاد رکھے پس خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ یاد رکھیگا اسکو یاد رکھنے والا کان ۔

قاضی دین رسول اللہ

(۱) عن علی قال بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الیمن قاضیا وانا حدیث السن فقلت یا رسول اللہ تبعثنی الی قوم یکون بینهم احداث ولا علم لی بالقضاء قال ان اللہ عز وجل سیهدی لسانک ویثبت قلبک قال فما شککت فی قضاء بین اثنین (اخرجه احمد والنسائی والحاکم) جناب امیر فرماتے ہیں مجھکو جناب سرور انبیاء علیہ التحیۃ والثناء نے یمن کی طرف قاضی کرکے بھیجا میرا سن ابھی بہت چھوٹا تھا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور مجھے ایسی قوم میں قاضی بنا کر بھیجتے ہیں جنہیں اکثر جھگڑے ہوا کرینگے اور مجھے قضا کا علم نہیں ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پروردگار تیری زبان کو ہدایت کریگا اور تیرے دل کو ثابت رکھیگا جناب امیر فرماتے ہیں اسکے بعد مجھے کبھی دو شخصوں کے جھگڑا فیصل کرنے میں شک پیدا نہیں ہوا ۔

(۲) عن حمید بن عبد اللہ بن یزید المدنی قال ذکر عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم قضاء قضی به علی فاعجب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال الحمد للہ الذی جعل فینا الحکمة اهل البیت (اخرجه احمد) حمید بن عبد اللہ ابن یزید المدنی سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں جناب امیرؓ کے ایک فیصلہ کا ذکر کیا گیا حضرتؐ نے تعجب فرماکر کہا خدا کا شکر ہے جس نے ہم اہل بیت میں حکمت عطا فرمائی ہے ۔

(۳) عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت تبین لامتی ما اختلفوا فیه من بعدی (اخرجه احمد) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یا علی تم میرے بعد ان باتوں کو بیان کرنیوالے ہو جس میں کہ انکو اختلاف پیش آئیگا ۔

(۴) **عن** ابی ذر الغفاری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی باب علمی ومبین لامتی ما ارسلت بہ من بعدی (اخرجہ الدیلمی) ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے علی میرے علم کا دروازہ ہے اور میرے بعد میری امت کیلئے بیان کرنیوالا ہے جس کے لئے کہ میں بھیجا گیا ہوں ۔

وزیر رسول اللہ

(۱) **عن** سلمان الفارسی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اخی ووزیری وخیر من اخلف بعدی علی بن ابی طالب (اخرجہ الخوارزمی فی المناقب) سلمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تحقیق میرا بھائی اور میرا وزیر اور جسکو کہ میں اپنے پیچھے چھوڑتا ہوں ان سب سے بہتر علی بن ابی طالب ہے ۔

(۲) قال ابو اسحاق احمد بن محمد بن الثعلبی رحمۃ اللہ علیہ فی تفسیرہ یرفعہ بسندہ الی ابن عباس قال بینا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جالس علی شفیر زمزم یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ اقبل رجل متعمم بعمامۃ فجعل ابن عباس لا یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا قال الرجل قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابن عباس سالتک باللہ من انت فکشف العمامۃ عن وجہہ فقال یا ایہا الناس من عرفنی فقد عرفنی ومن لم یعرفنی فانا ابوذر الغفاری سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہاتین والا فصمتا ورأیتہ بہاتین والا فعمیتا یقول عن علی انہ قائد البررۃ وقاتل الکفرۃ منصور من نصرہ مخذول من خذلہ اما انی صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما من الایام الظہر فسال سائل فی المسجد فلم یعطہ احد شیئا فرفع السائل یدہ الی السماء وقال اللہم اشہد انی سالت فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم یعطنی احد شیئا وکان علی فی الصلوۃ راکعا فاومی الیہ بخنصرہ الیمنی وکان متختما فیہا فاقبل السائل فاخذ الخاتم من خنصرہ وذلک بمرای النبی صلی اللہ علیہ وسلم وہو یصلی فلما فرغ النبی صلی اللہ علیہ وسلم من صلوتہ رفع یدیہ الی السماء وقال اللہم ان اخی موسی سالک فقال رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقہوا قولی واجعل لی وزیرا من اہلی ہارون اخی اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری فانزلت علیہ قرآنا ناطقا سنشد عضدک باخیک ونجعل لکما سلطانا فلا یصلون الیکما بآیاتنا اللہم وانا محمد نبیک وصفیک اللہم فاشرح لی صدری ویسر لی امری واجعل لی وزیرا من اہلی علیا اشدد بہ ظہری ۔ ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں اور اس حدیث کی اسناد کو ابن عباس رضی اللہ عنہ تک پہونچاتے ہیں کہ ایک دفعہ ابن عباس رضی اللہ عنہ چاہ زمزم کے کنارے پر بیٹھے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بیان کر رہے تھے کہ اسی اثنا میں ایک آدمی عمامہ پوش نکلا ابن عباس نے احادیث کے بیان میں توقف کیا ۔ وہ شخص حضرتؐ کی حدیث بیان کرنے لگا ابن عباس کہنے لگے اے شخص میں تجھے خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں سچ بتا تو کون ہے اس نے اپنا چہرہ کھول دیا اور کہا اے لوگو جس نے مجھے پہچانا ہے سو اور جس نے نہ پہچانا ہو وہ پہچان لے کہ میں ابوذر غفاری ہوں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان دونوں کانوں سے سنا ہے ورنہ یہ دونوں بہرے ہو جائیں اگر ان دونوں آنکھوں سے دیکھا ہے ورنہ یہ دونوں چشم ہو جائیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علی کی شان میں فرماتے تھے وہ نیکوکاروں کا پیشوا ہے اور بدکاروں کا قاتل ہے منصور ہوا وہ شخص کہ جس نے اسکی مدد کی اور چھوڑا گیا وہ جس نے اسکو چھوڑا ایک دن میں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں ظہر کی نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک سائل نے

مسجد میں سوال کیا کسی نے اسے کچھ نہ دیا سائل نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا اے خدا گواہ رہیو کہ تیرے رسول کی مسجد میں سوال کیا تھا مجھ کو کسی نے کچھ نہیں دیا جناب امیر کو جو رکوع میں تھے سائل کی طرف داہنے ہاتھ کی چھنگلی سے اشارہ کیا امیر نقش والی انگوٹھی پڑی تھی سائل نے انگوٹھی انکی انگلی سے اتار لی یہ تمام ماجرا حضرت دیکھ رہے تھے جب حضرت نماز سے فارغ ہوئے آپ نے دونوں ہاتھ آسمان کی جانب اٹھا کر کہا الٰہی میرے بھائی موسیٰ نے تجھ سے استدعا کی تھی کہ اے میرے پروردگار میرے سینہ کو کشادہ کر اور میرے کام کو آسان کر میری زبان کی گرہ کھول ڈال تاکہ میری بات کو لوگ سمجھ سکیں اور میرے گھر کے لوگوں میں سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنا اور اسکی وجہ سے میری پشت کو قوی کر اور اسکو میرے کام میں شریک بنا لیں کہ میرے پروردگار تو نے اپنا بولتا ہوا قرآن اس پر نازل کیا کہ ہم تیرے بھائی کی وجہ سے تیرے بازو کو قوی کرینگے اور تم دونوں کو غالب بنائینگے اور وہ لوگ ہماری نشانیوں کی وجہ سے تکلیف نہ دے سکیں گے۔ الٰہی میں محمد تیرا نبی اور تیرا برگزیدہ رسول ہوں میرے بھی سینہ کو کھول اور میرے کام کو آسان کر اور میرے گھر والوں میں سے علی کو میرا وزیر بنا اور اسکی وجہ سے میری پشت قوی کر۔

خیر البشر

(۱) عن عقبہ بن سعد العوفی قال دخلنا علی جابر بن عبد اللہ وقد سقط حاجباہ علی عینیہ فسالناہ عن علی فرفع حاجبیہ فقال ذاک من خیر البشر (اخرجہ احمد فی مناقبہ) عقبہ بن سعد العوفی سے روایت ہے کہ ہم جابر بن عبد اللہ کے پاس گئے اور انکو ایسا پایا کہ بالوں کی بھویں آنکھوں پر نیچے ڈھلکے ہوئے تھے ہم نے جناب امیر کی نسبت دریافت کیا وہ اپنی آنکھوں پر سے بالوں کو اٹھا کر کہنے لگے وہ تو خیر البشر ہے

(۲) عن حذیفہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علی خیر البشر من ابی فقد کفر (اخرجہ ابن مردویہ) حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے علی علیہ السلام خیر البشر ہیں جس نے کہ انکار کیا وہ کافر ہوا۔

ذو القرنین

(۱) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی ان لک فی الجنۃ کنزا وانک ذو قرنیہا (اخرجہ احمد فی المناقب وابن ابی شیبہ والحکیم الترمذی والحاکم فی المستدرک وابو نعیم فی المعجم وسبط ابن الجوزی فی تذکرۃ خواص الامۃ) جناب امیر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی تیرے لئے بہشت میں ایک خزانہ ہے اور تو اسکا ذو القرنین ہے یعنی دو نو طرف کا مالک ہے قال الھروی فی تفسیرہ ذو قرنیہا ای طرفیہا یعنی الجنۃ ہروی ذو القرنین کی تفسیر میں لکھتا ہے کہ قرنین سے یہاں جنت کے دونوں طرف مراد ہیں۔

قال ابو عبیدہ ذو قرنی ھذہ الامۃ ابو عبیدہ کہتا ہے ذو قرنیہا میں ضمیر مونث غائب امت کی طرف راجع ہے یعنے یا علی تم اس امت کے ذو القرنین ہو۔

(۲) عن المطلب بن عبد اللہ بن حنطب عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوصیکم بحب ذی قرنیہا اخی وابن عمی علی بن ابی طالب فانہ لا یحبہ الا مؤمن ولا یبغضہ الا منافق من احبہ فقد احبنی ومن ابغضہ فقد ابغضنی (اخرجہ احمد فی المناقب) مطلب بن عبد اللہ بن حنطب رضی اللہ عنہم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میں تمہیں اس امت کے ذو القرنین کی محبت کی وصیت

کرتا ہوں بتحقیق اس سے محبت نہیں کریگا مگر مومن اور بغض نہیں رکھیگا مگر منافق جس شخص نے کہ اس سے محبت کی مجھ سے محبت کی جس نے اس سے بغض کیا مجھ سے بغض کیا ◆

(۳) **عن** ابی الطفیل ان ابن الکوی سال علی بن ابی طالب عن ذی القرنین انبیا کان ام ملکا قال لم یکن نبیا ولا ملکا ولکن کان عبدا صالحا احب اللہ فاحبہ ونصح اللہ فنصحہ بعثہ اللہ الی قومہ فضربوہ علی قرنہ فمات ثم احیاہ اللہ لجہادہم ثم بعثہ اللہ الی قومہ فضربوہ علی قرنہ الآخر فمات فاحیاہ اللہ لجہادہم فلذلک سمی ذو القرنین وقال ان فیکم مثلہ (اخرجہ ابن عاصم فی سنتہ وابن بالمنذر وابن مردویہ وابن الانباری وابن عبد الحکم نقلت من کنز الاعمال) ابو الطفیل کہتے ہیں کہ خوارج کے پیشوا ابن الکوی نے جناب امیر سے پوچھا کہ ذو القرنین نبی تھا یا بادشاہ آپ نے فرمایا نہ نبی تھا نہ بادشاہ ایک نیک بندہ تھا خدا سے اس نے محبت کی اور اسکو صاحب محبت بنا دیا اور خدا نے اسے نصیحت کی اور اسکو نصیحت والا کر دیا پھر اسکو خدا نے اسکی قوم کی طرف بھیجا ان لوگوں نے اسکی کنپٹی پر چوٹ لگائی جس سے کہ اسکا انتقال ہو گیا۔ پھر خدا تعالی نے اسکو انکے جہاد کیلئے زندہ کرکے اس قوم کی طرف بھیجا انہوں نے اسکی دوسری کنپٹی پر مارا وہ مر گیا خدا نے اسکو پھر انکے جہاد کیواسطے زندہ کیا اسلئے اسکا نام ذو القرنین ہوا۔ اسکے بعد جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا بتحقیق تم میں اسکی مثال موجود ہے ◆

(۴) **عن** سالم بن ابی الجعد قال سئل علی عن ذی القرنین انبی ہو فقال سمعت نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم یقول ہو عبد ناصح اللہ فنصحہ ان فیکم لشبیہہ (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) سالم بن ابی الجعد سے روایت ہے کہ جناب امیر سے پوچھا گیا کہ ذی القرنین آیا نبی تھا آپ نے فرمایا میں نے تمہارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ وہ ایک بندہ تھا خدا نے اسے نصیحت کی وہ نصیحت پذیر ہو گیا۔ بیشک تم لوگوں میں اسکی نظیر موجود ہے ◆

(۵) **عن** مجاہد قال قیل لابن عباس ما تقول فی شان علی بن ابی طالب فقال ذاک واللہ ہو احد الثقلین سبق بالشہادتین وصلی القبلتین وبایع البیعتین وہو ابو السبطین الحسن والحسین وہو مولای ومولی الثقلین ومثلہ فی الامۃ مثل ذی القرنین وردت علیہ الشمس مرتین (اخرجہ اخطب الخوارزمی) مجاہد رحمۃ اللہ علیہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے کسی نے پوچھا کہ تم علی کے شان میں کیا کہتے ہو جواب دیا واللہ وہ ثقلین یعنی دو بزرگ چیزوں میں سے ایک ہیں (یعنی قرآن اور اہل بیت) اور وہ سب سے اول شہادتین (یعنی اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا رسول اللہ) کے ادا کرنیوالے ہیں انہوں نے دو قبلوں (یعنی بیت المقدس اور کعبہ) کی طرف نماز پڑھی ہے اور انہوں نے دو بیعتیں کیں ہیں (یعنی بیعت اول بیعت عقبہ جو ہجرت سے قبل مکہ معظمہ میں ہوئی اور ثانی بیعت رضوان جو درخت کے نیچے حدیبیہ میں ہوئی) اور وہ باپ ہیں سبطین کے جو حسن اور حسین ہیں اور وہ پیر اور تمام جن وانس کے مولا ہیں اور اس امت میں وہ مثل ذو القرنین کے ہیں اور انکے لئے آفتاب کو دو دفعہ رجعت ہوئی ہے۔ **تنبیہ** قال مجد الدین الفیروزآبادی فی القاموس ذو القرنین اسکندر دعی لانہ دعاہم الی اللہ عز وجل فضربوہ علی قرنہ فمات فاحیاہ اللہ تعالی ثم دعاہم فضربوا علی قرنہ الآخر فمات فاحیاہ اللہ تعالی او لانہ بلغ قطری الارض او لضفیرتین لہ والمنذر بن ماء السماء لضفیرتین کانتا لہ

قرنیہا ذا صہ علی بن ابی طالب لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی ان لک فی الجنۃ بیتا ویروی کنزا وانک لذو
قرنیہا ای طرفی الجنۃ وملکہ الاعظم تسلک ملک جمیع الجنۃ کما سلک ذو القرنین جمیع الارض
او ذو قرنی الامۃ فاضمر وان لم یتقدم ذکرہا او ذو قرنیہا الحسن والحسین او ذو شجتین فی قرنی
راسہ احدہما من عمرو بن ود والثانیۃ من ابن ملجم لعنہما اللہ ذو القرنین سکندر رومی کو کہتے ہیں
اسوجہ کہ جب سکندر نے لوگوں کو اللہ تعالی کی طرف دعوت کی تو انہوں نے اسکے سر پر ایک طرف تلوار ماری کہ وہ
شہید ہوگئے پس اللہ تعالی نے انکو زندہ کیا بعد اسکے پھر وہ انکو دعوت کرنے لگے تو ان لوگوں نے سر کے دوسری طرف
تلوار ماری کہ وہ شہید ہوگئے بعد اسکے دوبارہ اللہ تعالی نے انکو زندہ کیا پس ذو القرنین اسوجہ سے کہتے ہیں کہ وہ
زمین کے دونوں طرف پہونچے تھے یا اس سبب سے کہ انکے سر پر مثل سینگ کے تھے یا اس سبب سے کہ السماء کو بھی قرن
کہتے ہیں جو نشانات عراق میں ہیں یا اس سبب سے کہ انکے سر کے دونوں طرف گیسو تھے اور جناب امیر علیہ السلام
کو بھی ذو القرنین کہتے ہیں اس سبب سے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اگلے باب میں فرمایا ہے کہ یا علی تیرے
لئے بہشت میں ایک گھر چھپا ہوا ہے اور تو اسکا ذو القرنین ہے یعنی بہشت اعلی کے ملک عظیم کے دونوں طرف
کا مالک ہے اور تو کل بہشت کی سیر کریگا جس طرح سے کہ ذو القرنین نے کل زمین کی سیر کی تھی یا یہ کہ آپ اس امت کے
ذو القرنین ہیں پس ضمیر ہا کی اس حدیث میں امت کی طرف راجع ہے اگرچہ اسکا ذکر پہلے نہیں آیا۔ یا اس سبب سے
کہ آپ اس امت کے دو بزرگوں کے والد ہیں یعنی امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کے یا اس سبب سے کہ آپکے سر مبارک
کے دونوں طرف زخم لگے ہیں پہلا عمرو بن عبدود سے دوسرا ابن ملجم لعین سے ۔

خاصف النعل

(۲۶) عن علی قال لما کان یوم الحدیبیۃ خرج الینا اناس من المشرکین من
رؤسائہم فقالوا یا محمد خرج الیکم من ابنائنا وارقائنا وانما خرجوا من خدمتنا
فارددہم الینا۔ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا معشر قریش لتنتہن عن مخالفۃ امر اللہ او لیبعثن
علیکم من یضرب رقابکم الذین قد امتحن اللہ قلوبہم للتقوی قال بعض اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم من اولئک یا رسول اللہ قال منہم خاصف النعل وکان اعطی علیا نعلہ یخصفہا (اخرجہ الترمذی
وابو داؤد) علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیبیہ کے روز ہمارے پاس مشرکین کے چند رئیس آئے اور کہنے لگے ہمارے
لونڈے اور غلام تمہارے پاس چلے آئے ہیں اور وہ ہماری خدمت کرنے سے بھاگے ہیں تم انکو الٹا پھیر دو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای قریش کے لوگو تم خدا کے حکم کی مخالفت کرنے سے باز آجاؤ ورنہ تم پر ایسے لوگ بھیجے جائینگے
جو تمہاری گردن مارینگے خدا نے تقوی کیلئے انکے دلوں کا امتحان کرلیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض
صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں فرمایا ایک انہیں سے جوتا سینے والا ہے حضور نے اپنا جوتا
جناب امیر کو سینے کے لئے دیا ہوا تھا ۔

(۲۷) عن علی قال ان سہیل بن عمرو اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا محمد ان قوما منا لحقوا بک فارددہم
الینا فغضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی رؤی الغضب فی وجہہ ثم قال لتنتہن یا معشر قریش او
لیبعثن علیکم رجلا منکم امتحن اللہ قلبہ للایمان یضرب رقابکم علی الدین قیل یا رسول اللہ ابو بکر قال

لا قال عمر قال لا ولکن خاصف النعل ثم قال علی اما انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تکذبوا
علی فمن کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ فی النار (اخرجہ احمد) جناب امیر علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ
سہیل ابن عمرو نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا محمد ہماری قوم کے لوگ آپ کے ساتھ مل گئے ہیں آپ انکو
ہمیں واپس دیجئے حضرت یہاں تک غصہ ہوئے کہ غضب کے آثار چہرہ اقدس پر نمایاں ہونے لگے پھر آپ نے فرمایا
اے قریش کے لوگو تم متنبہ ہو جاؤ ورنہ خدا تعالیٰ تم پر ایک ایسا آدمی بھیجیگا کہ جس کے دل کو خدا نے ایمان کے ساتھ پرکھ
لیا ہے وہ دین پر تمہاری گردن ماریگا حضرت سے پوچھا گیا کہ وہ شخص ابوبکر ہیں فرمایا نہیں پھر پوچھا گیا کیا عمر
ہیں آپ نے فرمایا نہیں لیکن وہ جوتا سینے والا ہے اور اس حدیث کو روایت کرکے جناب امیر نے فرمایا کیا میں نے جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا کہ جھوٹ مت بولو اور جو دانستہ مجھ پر جھوٹ بولتا ہے وہ آگ میں دھکیلا
جائے گا۔

(۳) عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لتنتھن بنو ولیعۃ او لیبعثن علیھم رجلا کنفسی
ینفذ فیھم امری فیقتل المقاتلۃ ویسبی الذریۃ فما راعنی الا برد کف عمر فی حجزتی من خلفی قال فمن تعنی
قال خاصف النعل وعلی یخصف نعلا (اخرجہ احمد والنسائی) ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے بنی ولیعہ (یا بنی ولیعہ) متنبہ ہو جائیں ورنہ ان پر مجھ سا ایک آدمی بھیجا جائیگا جو ان سے
جنگ کریگا اور انکی اولاد کو لونڈی اور غلام بنا لیگا ابوذر کہتے ہیں کہ ناگاہ میں نے اپنے پیچھے سے حضرت عمر کے ہاتھ
کی سردی اپنے ازار کے تہ بند پر محسوس کی وہ حضرت سے عرض کرنے لگے یا رسول اللہ آپ کس سے مراد رکھتے ہیں
فرمایا جوتا سینے والے سے اور جناب امیر جوتا سی رہے تھے۔

(۴) عن ابی سعید الخدری قال کنا جلوسا ننتظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخرج الینا قد انقطع
شسع نعلہ فرمی بھا الی علی فقال ان منکم رجلا یقاتل علی تاویل القرآن کما قاتلت علی تنزیلہ فقال ابو بکر
انا ھو یا رسول اللہ فقال لا فقال عمر انا ھو یا رسول اللہ فقال لا ولکن خاصف النعل (اخرجہ النسائی) ابو سعید
رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے باہر برآمد ہونے کے منتظر بیٹھے ہوئے تھے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے کفش مبارک کا تسمہ ٹوٹا ہوا تھا جناب امیر کی طرف اتار کر پھینک دیا
اور فرمایا تم میں ایک ایسا آدمی ہے کہ قرآن کی تاویل پر جہاد کریگا جس طرح سے کہ میں نے اسکی تنزیل پر جہاد
کیا ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے یا رسول اللہ میں ہوں آپ نے فرمایا نہیں عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے یا رسول اللہ
میں ہوں آپ نے فرمایا نہیں لیکن وہ جوتا سینے والا ہے۔

الطاہر

(۵) عن ابی سعید الخدری فی قولہ تعالیٰ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس
اھل البیت ویطھرکم تطھیرا قال نزلت ھذہ الآیۃ فی خمسۃ فی النبی وعلی والحسن والحسین و
فاطمۃ علیھم السلام (اخرجہ احمد والطبرانی وابن جریر فی تفسیرھم) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آیت
(ترجمہ) بس اللہ یہ چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے نجاست کو اے گھر والو اور پاک کرے تمکو خوب پاک کرنا صرف پانچ
شخصوں کی شان میں نازل ہوئی ہے یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور علی اور حسن اور حسین اور جناب سیدہ علیہم السلام کے حق میں۔

(تنبیہ) نزول آیۃ بر عمیں علامہ بدخشی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں وعد الحدیث بحسن علی رای اکثر العلماء وقد صححہ بعضہم یعنی بموجب اکثر علما کی رائے کے یہ حدیث حسن ہے اور بیشک بعض نے اسکی تصحیح کی ہے ؛

الصادق

عن عبد اللہ بن عباس فی قولہ تعالی یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین قال مع علی بن ابی طالب سید الصادقین (اخرجہ الثعلبی فی تفسیرہ وابو نعیم فی حلیۃ الاولیاء والسیوطی فی تفسیرہ الدر المنثور وسبط ابن الجوزی فی تذکرۃ خواص الامۃ) وابوبکر بن مردویہ وابن عساکر عن ابی جعفر) عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت جسکا ترجمہ یہ ہے کہ اے وہ لوگو کہ تم ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ یعنی جناب علی علیہ السلام کے ساتھ ہو جاؤ کیونکہ وہ تمام صادقوں کے سردار ہیں ؛

المؤمن

عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت اول المسلمین اسلاما وانت اول المؤمنین ایمانا (اخرجہ ابن مردویہ) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی تو سب مسلمانوں سے اسلام لانے کے لحاظ سے پہلا ہے اور تو سب مومنوں سے ایمان لانے کے رو سے مقدم ہے ؛

الانزع البطین

عن ابی ایوب الانصاری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی ان اللہ تعالی قد غفر لک ولولدک ولاہلک ولشیعتک فابشر فانک الانزع البطین (اخرجہ الدیلمی فی فردوس الاخبار) ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی تحقیق خدا تعالیٰ نے تجھ کو بخشدیا ہے اور تیری اولاد اور تیرے اہل اور تیرے شیعوں کو پس تو خوش ہو اسکی خوشخبری بیان کر تحقیق تو انزع اور بطین ہے ؛

(تنبیہ) عن ابی سعید التیمی قال کنا نبیع الثیاب علی عواتقنا ونحن غلمان فی السوق فاذا رأینا علیا قلنا بزرگ اشکم قال علی ما تقولون قال نقول عظیم البطن قال اجل اعلاہ علم واسفلہ طعام (الریاض النضرۃ فی فضائل العشرۃ لمحب الدین الطبری) ابوسعید تیمی بیان کرتا ہے کہ ہم بازار میں کپڑے کا گٹھا اپنے کندھے پر اٹھائے بیچتے پھرتے تھے اور اسی وقت ہم لڑکے تھے کہ ناگاہ ہم نے جناب امیر علیہ السلام کو تشریف لاتے ہوئے دیکھا۔ ہم آپس میں کہنے لگے کہ جناب امیر بزرگ اشکم ہیں جناب امیر نے کہا تم کیا کہتے ہو ہم نے عرض کیا ہم نے حضور کو عظیم البطن کہا ہے آپ نے فرمایا ہاں ایسا ہی ہے اوپر اسکے علم ہے اور نیچے اسکے طعام ہے ؛

العابد

عن حارثۃ بن سعد بن ابی وقاص عن ابیہ قال کان لعلی بیت فی المسجد یتعبد فیہ کما کان لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجہ الخوارزمی) حارثہ بن سعد بن ابی وقاص اپنے والد ماجد سے روایت کرتا ہے کہ جناب امیر کیلئے مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مسجد میں حجرہ بنا ہوا تھا جس میں عبادت کیا کرتے تھے

الزاہد

عن قبیصۃ قال ما رأیت ازہد الناس من علی بن ابی طالب (مجمع الاحباب فی مناقب الاصحاب) قبیصہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے جناب امیر سے زیادہ کسی شخص کو زاہد نہیں دیکھا ؛

کاسر الاصنام

عن علی قال انطلقت انا والنبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی اتینا الکعبۃ فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجلس وصعد علی منکبی فنہضت لاحمل بہ فرای منی ضعفا

[1] انزع اسکو کہتے ہیں جسکے دونوں جانب پیشانی اور رستہ بال نہ ہوں دفی المحیط عظیم البطن کذا فی المنتخب ۱۲

وحمل لی نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اصعد علی منکبی فصعدت علی منکبیہ فنهض بی فخیل الی انی لو شئت لنلت افق السماء حتی صعدت علی البیت وعلیہ تمثال صفر او نحاس فجعلت ازاولہ عن یمینہ وعن شمالہ وبین یدیہ ومن خلفہ حتی اذا استمکنت منہ قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقذف بہ فقذفت بہ فتکسر کما تتکسر القواریر ثم نزلت فانطلقت انا ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نستبق حتی توارینا بالبیوت خشیۃ ان یلقانا احد من الناس (اخرجہ احمد فی المناقب والحاکم فی المستدرک) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں آئے حضرت نے مجھے فرمایا بیٹھ جاؤ اور آپ میرے کندھے پر سوار ہونا چاہا تو میں اٹھا حضرت نے میرا ضعف دیکھ کر اتر پڑے اور مجھے اپنے کندھے پر سوار ہونے کا حکم دیا تو میں آپ کے کندھوں پر سوار ہوا اٹھ کر مجھے یہ خیال ہوتا تھا کہ اگر میں چاہوں تو آسمان کے کنارہ تک پہنچ جاؤں یہانتک کہ میں خانہ کعبہ کی چھت پر پہنچ گیا چھت پر ایک پیتل یا لوہے کی مورتی تھی میں اسے آگے پیچھے دائیں بائیں سے ہلانے لگا یہانتک کہ میں نے اسے اکھاڑ لیا حضرت نے مجھے فرمایا اسے نیچے پھینک دو میں نے پھینکا وہ مورت شیشہ کی طرح چور چور ہو گیا پھر میں اتر آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور میں بسرعت گھروں میں چھپ گئے تاکہ ہم کو کوئی نہ دیکھے ٭

الساقی عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی علی خمس ما هن احب الی من الدنیا وما فیها اما واحدۃ فهو تکأتی بین یدی اللہ عز وجل حتی یفرغ من الحساب واما الثانیۃ فلواء الحمد بیدہ وآدم ومن ولدہ تحتہ واما الثالثۃ فواقف علی عقر حوضی یسقی من عرف من امتی واما الرابعۃ فساتر عورتی ومسلمی الی ربی عز وجل واما الخامسۃ فلست اخشی علیہ ان یرجع زانیا بعد احصان ولا کافرا بعد ایمان (اخرجہ احمد) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے علی میں ایسی پانچ باتیں ہیں کہ ہمارے نزدیک دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں اول یہ کہ وہ خدا کے سامنے میرا تکیہ لگائے رہیگا یہانتک کہ وہ حساب سے فارغ ہو جائیگا دوم یہ کہ لواء الحمد اسکے ہاتھ میں ہوگا آدم اور آدم کی اولاد سب اسکے نیچے ہوگی سوم یہ کہ میرے حوض کے پیچھے کھڑا رہیگا اور جسکو میری امت سے پہچانتا ہوگا اسے پلائیگا چہارم یہ کہ وہ میرے ستر کا ڈھانپنے والا اور مجھکو میرے خدا کی طرف سپرد کرنے والا ہے پنجم یہ کہ مجھے اسکی نسبت ہرگز خائف نہیں کہ وہ اپنی عفت کے بعد زنا کر سکے یا ایمان کے بعد کافر ہو سکے ٭

الحبیب (۱) عن حذیفۃ رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ اتخذنی خلیلا کما اتخذ ابراہیم خلیلا وان قصری فی الجنۃ وقصر ابراہیم فی الجنۃ متقابلان وقصر علی بین قصری وقصر ابراہیم فیا لہ من حبیب بین خلیلین (اخرجہ الحاکم والدیلمی) حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ خدا نے مجھے اپنا خلیل بنایا ہے جیسے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تھا میرا اور ابراہیم کا قصر جنت میں آمنے سامنے ہوگا اور علی کا قصر ہمارے قصروں کے درمیان میں ہوگا پس مبارک ہو اسکے لئے جس کا حبیب دو خلیلوں کے درمیان میں ہو ٭

(۲) عن سلمان الفارسی رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان یوم القیامۃ ضرب لی قبۃ من یاقوتۃ حمراء عن یمین العرش وضرب لابراہیم قبۃ من یاقوتۃ خضراء عن یسار العرش وضرب فیما بینهما لعلی بن ابی طالب قبۃ من لؤلؤۃ بیضاء فما ظنکم بحبیب بین الخلیلین (اخرجہ الحاکم) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ

جب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قیامت کے روز میرے لئے سرخ یاقوت کا خیمہ لگایا جائیگا عرش کے داہنی طرف اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کیلئے سبز یاقوت کا قبہ عرش کے بائیں جانب لگایا جائیگا اور ان دونوں کے درمیان علی کیلئے سفید موتی کا خیمہ بنایا جائیگا پس حبیب کی نسبت تمہارا کیا گمان ہے جو کہ دو خلیلوں کے درمیان ہوگا ❊

القاری

قال ابو عمر المطرز القاری ما رأیت اقرأ من علی جمع القرآن فی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم (اخرجه فی مناقب الاصحاب) قاری ابو عمر المطرز لکھتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام سے زیادہ کوئی قاری نہیں دیکھا انہوں نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں قرآن جمع کر لیا تھا

بیضۃ البلد

عن ابی الحسن المدائنی قال لما قتل علی بن ابی طالب عمرو بن عبد ود نعی الی اخته فقالت من ذا الذی اجترأ علیه فقالوا علی بن ابی طالب فقالت کانت منیته علی ید کفو کریم ما سمعت بافخر من هذا یا بنی عامر ثم انشأت تقول لو کان قاتل عمرو غیر قاتله لکنت ابکی علیه آخر الابد لکن قاتله من لا یعاب به من کان یدعی قدیما بیضة البلد (مطالب السؤول) ابوالحسن مدائنی سے روایت ہے کہ جب جناب علی بن ابی طالب نے عمرو بن عبدود کو قتل کیا اور اسکی ہمشیرہ عمرہ کو اسکے قتل کی خبر لگی وہ پوچھنے لگی کہ اسپر کسنے اقدام کیا لوگوں نے کہا علی بن ابی طالب نے کہنے لگی اسکی موت کفو کریم کے ہاتھ سے واقع ہوئی ہے میں نے اس سے کوئی زیادہ فخر والا زمانہ میں نہیں سنا پھر یہ شعر کہا کہ اگر عمرو کا قاتل اسکے سوا کوئی اور ہوتا تو میں ابد تک اسپر روتی رہتی لیکن اسکا قاتل وہ ہے کہ جس کا مثل کوئی دوسرا نہیں وہ ہمیشہ سے بیضۃ البلد پکارا جاتا ہے ❊

تنبیہ بیضۃ البلد کے معنے لغت میں ہیں (الواحد الذی یجتمع الیه ویقبل قوله) یعنے وہ فرد الافراد کہ جسکے پاس لوگ آکر جمع ہوں اور اسکے کہنے کو ہر شخص سے مانیں ❊

المهدی

عن حذیفة رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ان ولوا علیا تجدوه هادیا مهدیا (اخرجه ابن عبد البر فی الاستیعاب) حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر تم علی کو خلیفہ بناؤگے تو تم اسے ہادی اور مہدی پاؤگے ❊

طود النهی

عن ربعی بن خراش قال استأذن عبد اللہ بن عباس علی معاویة وقد تحلقت عنده بطون قریش وسعید بن العاص جالس عن یمینه فلما نظر الیه معاویة قال یا سعید لالقین علی ابن عباس مسائل یعیی بجوابها قال له سعید لیس مثل ابن عباس یعیی بمسائلك فلما جلس قال معاویة ما تقول فی علی قال رحم اللہ ابا الحسن کان واللہ علم الهدی وکهف التقی وطود النهی ومحل الحجی وینبوع الندی ومنتهی العلم للوری ونورا اسفر فی ظلم الدجی وداعیا الی المحجة العظمی مستمسکا بالعروة الوثقی واکرم من شهد النجوی بعد محمد المصطفی صلی اللہ علیه وسلم وکان صاحب القبلتین وابو السبطین وزوجته خیر النساء فما یفوقه احد لم ترعینای مثله ولا اسمع سمعی بمثله فعلی من ابغضه فعلیه لعنة رب العباد الی یوم التناد (ذخائر العقبی وینابیع) واخرجه الطبرانی فی الکبیر فی مسند عبد اللہ بن عباس ربعی بن خراش سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عباس معاویہ کے ملنے کو گئے اور داخل ہونیکا اذن مانگا معاویہ کے پاس قریش کے قبائل کے لوگ بیٹھے ہوئے تھے سعید بن العاص بھی اسکے داہنی طرف بیٹھا

پیدا ہوا اسکی طرف متوجہ ہوکر کہنے لگا میں ابن عباسؓ سے ایسی باتیں پوچھونگا کہ جنکے جواب میں وہ عاجز
رہجائینگے سعید کہنے لگا ابن عباسؓ تیرے جیسے شخص کے سوالات سے عاجز نہیں ہوسکتے جب ابن عباسؓ
معاویہ کی محفل میں پہونچکر بیٹھ گئے معاویہ نے اُن سے پوچھا تم علیؓ کے حق میں کیا کہتے ہو ابن عباسؓ نے کہا خدا
ابوالحسن پر رحم کرے وہ ہدایت کے نشان تھے اور خلافت کے پشت و پناہ تھے۔ اور عقل کے پہاڑ تھے
اور دانائی کے محل تھے اور بخشش کے خزانہ تھے اور انتہائی علم کی جگہ تھے جو خدا کی قربت کے لئے ہیں اور وہ ایک نور
تھے جو رات کی تاریکی میں چمکتا تھا۔ اور وہ بزرگ جنت کیطرف بلانیوالے تھے اور دین مستحکم کے ساتھ چنگل
مارنیوالے تھے اور بعد محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر مشورہ دینے والے سے زیادہ بزرگ تھے۔ اور وہ دونوں
قبلوں کے صاحب تھے۔ اور وہ سبطین کے باپ تھے۔ انکی زوجہ خیر النسا تھیں پس کوئی شخص ان پر فوق نہیں لیجا سکتا
میری دونوں آنکھوں نے انکی مثل نہیں دیکھا اور میرے دونوں کانوں نے انکی مثل نہیں سنا پس جو شخص اُن سے
دشمنی رکھے اسپر بندوں کی اور خدا کی پھٹکار ہو قیامت تک ۔

دابة الجنة

عن عمر بن جرح ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعمر ابن الخطاب ھل لیہ
دابة الجنة تاكل الطعام وتشرب الشراب وتمشي في الاسواق قال هذا دابة
الجنة واشار الى علي اخرجه الطبراني في الكبير عمر بن جرح سے روایت ہے کہ تحقیق جناب رسالتمآب
صلے اللہ علیہ وسلم نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے فرمایا تمہیں جنت کا چارپایہ جو کھانا کھاتا ہے اور پانی پیتا ہے
اور بازاروں میں چلتا ہے پھر فرمایا یہ ہے جنت کا چارپایہ اور جناب علیؓ کی طرف اشارہ کیا ۔

ایلیاء

عن علی قال لما اخذت الراية يوم خيبر قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم امض بها
فجبريل معك والنصر امامك والرعب مبثوث في صدور القوم واعلم يا علي انهم يجدون
في كتبهم ان الذي يدمر عليهم اسمه ايليا فاذا لقيتهم فقل انا علي فانهم يخذلون ان شاء الله تعالى فقال علي
فمضيت بها حتى اتيت الحصن فقال لي حبر من احبارهم من انت فقلت انا علي ابن ابي طالب فقال
قد علوتم وما انزل على موسى او كما اخرجه ابن مردويه في المناقب جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب خیبر کے
روز میں نے علم کو ہاتھ میں لیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا جاؤ جبرئیل تمہارے ساتھ ہیں اور فتح تمہارے آگے ہے اور
تمہارا رعب قوم کے دلوں میں بھرا ہوا ہے اے علی یاد رکھو یہود اپنی کتابوں میں لکھا ہوا دیکھتے ہیں کہ جو شخص انکو
ہلاک کریگا اسکا نام ایلیا ہوگا جب تو انسے ملے تو کہیو کہ میں علی ہوں ۔ خدا نے چاہا تو وہ شکست کھا جاینگے
جناب امیر کہتے ہیں کہ جب میں قلعہ کے قریب پہنچا تو ایک یہودی عالم نے مجھ سے پوچھا تمہارا کیا نام ہے
میں نے کہا علی ابن ابیطالب وہ یہودی عالم کہنے لگا بیشک تم غالب ہوگئے موسیٰ علیہ السلام پر جو نازل کیا گیا ۔

فقأت عين الفتنة

(۱) عن زر بن حبيش انه سمع عليا يقول انا فقأت عين الفتنة
ولولا انا ما قوتل اهل النهروان ولا اهل الجمل ولولا اني اخشى ان تتركوا العمل لانبأتكم بالذي
قضى الله عز وجل على لسان نبيكم لمن قاتلهم مبصرا لضلالتهم عارفا بالهدى الذي نحن عليه اخرجه المناقبي
زر بن حبیش سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں فتنہ کی آنکھ کا پھوڑنیوالا ہوں اگر میں نہ ہوتا تو نہروالوں سے اور جمل والوں سے

اگر تمکو اسکا خوف نہو کہ تم کام چھوڑ بیٹھو گے البتہ میں تمکو اس سے خبردار کرتا جو کچھ اللہ عز وجل نے تمہارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر جاری کیا ہے اس شخص کی نسبت جو انکی نماز کو دیکھے والا ہے اور اس روایت کا مخرج ہے کہ صحیح مسلم میں ٭

امیر النحل

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی انت یعسوب المؤمنین والمال یعسوب المنافقین ومن ههنا قیل له امیر النحل (حیوة الحیوان للدمیری فی ترجمة یعسوب) تحقیق نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سے ارشاد فرمایا کہ تم مومنوں کے یعسوب ہو اور مال و دولت منافقوں کا یعسوب یعنے بادشاہ ہے دمیری حیوة الحیوان میں لکھتا ہے کہ اسی وجہ سے حضرت امیر کو امیر النحل کہا جاتا ہے ٭

ذو البرقہ

ذو البرقة علی بن ابی طالب لقبه به العباس یوم حنین (من قاموس اللغة فی البرق) مجد الدین فیروزآبادی علیہ الرحمة قاموس میں لکھتا ہے کہ ذو البرقہ جناب علی بن ابی طالب کا خطاب ہے کیونکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حنین کے روز آپ کو یہ لقب دیا تھا ٭

وفی المنتخب البرقة بالفتح و ہشت و لقب علی بن ابی طالب کہ در روز حنین عباس رضی اللہ عنہ ایشاں را بدان آواز کردہ

مثیل عیسی

عن علی قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان فیک مثلاً من عیسی احبه قوم فهلکوا فیه وابغضه قوم فهلکوا فیه فقال صلی اللہ علیہ وسلم المنافقون اما یرضون الا مثلاً من عیسی فنزلت هذه الآیة ولما ضرب ابن مریم مثلا اذا قومک منه یصدون (اخرجه البزار وابو یعلی والحاکم والنظری)

جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا کہ یا علی تو عیسی کی مانند ہے کہ ایک قوم نے اُنسے یہانتک محبت کی کہ وہ اس میں ہلاک ہوگئے۔ اور ایک قوم نے انسے بغض رکھا یہانتک کہ وہ اُسمیں ہلاک ہوئے پھر آپ نے ارشاد کیا۔ کیا منافق راضی نہیں کہ وہ عیسی کی مانند ہے پس یہ آیت نازل ہوئی اور جب کہاوت لائے مریم کے بیٹے کو تب ہی تیری قوم لگتی ہے اس سے چلانے ٭

القرم[1]

عن عبد المطلب بن ربیعة بن الحارث قال اجتمع ربیعة بن الحارث والعباس بن عبد المطلب قالا للمطلب بن ربیعة والفضل بن عباس ائتیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقولا یا رسول اللہ قد بلغنا ما تری من السن فاحببنا ان نتزوج وانت یا رسول اللہ ابر الناس واوصلهم ولیس عند ابوینا ما یصدقان عنا فاستعملنا علی الصدقة فلنؤدی الیک ما یؤدی العمال ونصیب ما کان فیها من مرفق[2] فبینا هما فی ذلک اذ جاء علی بن ابی طالب فقال لنا لا تفعلا واللہ لا یستعمل منکما احدا علی الصدقات فقال له ربیعة هذا من حسدک وقد نلت صهر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم نحسدک علیه فالقی علی رداءه ثم اضطجع ثم قال انا ابو الحسن القرم واللہ لا ابرح مقامی هذا حتی یرجع الیکما ابناکما بجواب ما بعثتما به الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما رجعنا ذهبنا الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلنا یا رسول اللہ انت ابر الناس واوصل الناس وقد بلغنا النکاح فجئنا لتؤمرنا علی بعض هذه الصدقات فنؤدی الیک ما یؤدی الناس ونصیب کما یصیبون فسکت صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال ان الصدقة لا ینبغی لآل محمد انما هی اوساخ الناس — اخرجه ابو داؤد والنسائی والطبرانی فی المعجم الکبیر فی مسند ربیعة بن الحارث) عبد المطلب بن ربیعہ بن حارث ناقل ہیں کہ ایک دفعہ میرا والد ربیعہ اور عباس بن عبد المطلب سے اور فضل بن عباس سے کہنے لگے تم دونو آنحضرت صلی اللہ

[1] القرم سید ۱۲ [2] المرفق کاری کہ ازاں فائدہ حاصل شود ۱۲

علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر عرض کرو کہ یا رسول اللہ ہم جوان ہو گئے ہیں ہم نکاح کرنا چاہتے ہیں آپ سب لوگوں سے زیادہ سخی اور قرابت والوں کے ساتھ صلہ رحم عمل میں لانیوالے ہیں ہمارے والد ہماری طرف سے مہر ادا کرنے کی مقدرت نہیں رکھتے حضور ہمکو عامل مقرر فرماویں تاکہ جس طرح سے دوسرے عامل ادا کرتے ہیں ہم بھی ادا کیا کریں اور ہمیں بھی اس سے فائدہ حاصل ہو جایا کرے ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ جناب امیر تشریف لے آئے اور فرمانے لگے تم حضرت کے پاس مت جاؤ واللہ حضرت تم میں سے ایک کو بھی زکوٰۃ پر عامل نہیں مقرر فرماوینگے ربیعہ یہ سنکر کہا آپ ہمارے حسد کی وجہ سے کہتے ہیں آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی سے مشرف ہو گئے تو ہمنے حسد نہ کیا۔ جناب امیر نے یہ سنکر اپنی ردا مبارک زمین پر بچھا دی اور لیٹ گئے اور کہنے لگے میں ابوالحسن سید ہوں واللہ میں اس مقام سے اسوقت تک نہیں ہلونگا جب تک کہ تمہارے دونوں لڑکے حضرت کے پاس سے تمہاری بات کا جواب لیکر واپس نہ آئیں۔ جب واپس آئے تو بیان کرنے لگے کہ ہمنے حضرت کی خدمت میں جا کر عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ آپ سب لوگوں سے زیادہ سخی اور رشتہ داروں کے ساتھ سب سے صلہ رحم عمل میں لانیوالے ہیں ہم جوان ہو گئے ہیں اور نکاح کرنا چاہتے ہیں ہم حضور کی خدمت میں اسلئے حاضر ہوئے ہیں کہ حضور ہم کو صدقات پر عامل مقرر فرماویں تاکہ جس طرح اور لوگ ادا کرتے ہیں ہم بھی ادا کریں اور جو فائدہ انکو ملتا ہے ہم کو بھی ملے حضرت تھوڑی دیر تک خاموش ہو گئے پھر فرمانے لگے آل محمد کو صدقات کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ لوگوں کے ہاتھ کی میل ہے ❊

تمت

قد تم الباب الاول من ارجح المطالب فی عد مناقب اسد اللہ الغالب امیر المومنین علی بن ابی طالب

ویلیہ الباب الثانی ان شاء اللہ تعالیٰ

باب دوم

جناب امیر کی شان کے متعلق قرآن مجید کی آیتیں

موسوم بہ

النص الجلی مما نزل من کتاب اللہ فی علی

[illegible]

(۱) **عن** ابن عباس قال ما انزل اللہ یا ایہا الذین آمنوا الا علی امیرہا وشریفہا ولقد عاتب اللہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی غیر مکان وما ذکر علیا الا بخیر (اخرجہ احمد والطبرانی وابن ابی حاتم وابن عبد البر فی الاستیعاب وعلامہ ابن حجر فی الصواعق) ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس آیت میں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو یا ایہا الذین آمنوا کے خطاب سے مخاطب فرمایا ہے علی اس خطاب کے امیر اور شریف ہیں۔ خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر بعض مقام میں عتاب کیا ہے مگر علی کا ذکر خیر کے ساتھ ہی کیا ہے ۔

(۲) **عن** حذیفہ رضی اللہ عنہ قال ما نزلت یا ایہا الذین آمنوا الا کان علی لبابہا ولبابہا (اخرجہ ابو بکر بن مردویہ) حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کی کسی آیت میں یا ایہا الذین آمنوا نازل نہیں ہوا مگر علیؑ اس کے لب لباب تھے ۔

(۳) **عن** ابن عباس قال ما نزل فی احد من کتاب اللہ ما نزل فی علی (اخرجہ ابن عساکر وابن مردویہ وابن حجر فی الصواعق المحرقہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ خدا کی کتاب میں جس قدر آیتیں جناب علی کی شان میں نازل ہوئی ہیں اس قدر کسی کی شان میں نازل نہیں ہوئیں ۔

(۴) **عن** علی قال نزل القرآن ارباعا ربع فینا وربع فی عدونا وربع سیر وامثال وربع فرائض واحکام ولنا کرائم القرآن (اخرجہ ابو بکر بن مردویہ) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ قرآن مجید چار حصوں میں نازل ہوا ہے جس کا ایک ربع ہماری شان میں اور ایک ربع ہمارے دشمنوں کے حق میں ہے۔ اور ایک ربع میں قصص اور امثال ہیں۔ اور ایک ربع میں فرائض اور احکام ہیں اور ہماری شان میں قرآن مجید کی بزرگ آیتیں ہیں ۔

(۵) **عن** ابن عباس رضی اللہ عنہ قال نزلت فی علی ثلثمائۃ آیۃ (اخرجہ ابن عساکر) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کی شان میں تین سو آیتیں نازل ہوئی ہیں ۔

(۶) **عن** مجاهد رضی الله عنه قال نزلت فی علی سبعون آیة اخرجه ابوبکر بن مردویه) مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کے حق میں ستر آیتیں اتری ہیں *

آیات

(۱) انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا (سورہ احزاب) **ترجمہ** نہیں چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ دور کرے تم سے نجاست کو اے گھر والو اور پاک کرے تمکو خوب پاک کرنا *

(۱) **عن** عائشة قالت خرج رسول الله صلی الله علیه وسلم غداة وعلیه مرط مرحل من شعر اسود فجاء الحسن بن علی فادخله ثم جاء الحسین فادخل معه ثم جاءت فاطمة فادخلها ثم جاء علی فادخله ثم قال انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا (اخرجه احمد والمسلم والترمذی وابن شیبة وابن جریر وابن ابی حاتم والحاکم والسیوطی فی الدر المنثور) جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ ایک روز جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو ایک سیاہ بالونکی کملی منقش اوڑھے ہوئے باہر تشریف لائے پس جناب امام حسن بن علی آئے حضرت نے انکو اسمیں داخل کر لیا پھر جناب امام حسین آئے انکو بھی آپ نے داخل کر لیا پھر جناب فاطمہ تشریف لائیں حضرتؐ نے انکو بھی لے لیا پھر جناب علی تشریف لائے آپنے ان کو بھی اسمیں لے لیا پھر آپنے یہ آیت پڑھی نہیں چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ دور لیجائے تم سے نجاست کو اے گھر والو اور پاک کرے تم کو خوب پاک کرنا *

(۲) **عن** ام المومنین ام سلمة قالت ان هذه الایة انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا نزلت فی بیتی وانا جالسة عند الباب وفی البیت رسول الله صلی الله علیه وسلم وعلی وفاطمة وحسن وحسین فجللهم بکساء وقال اللهم هولاء اهل بیتی وخاصتی اذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهیرا قالت وانا معهم یا رسول الله قال انک علی الخیر (اخرجه المسلم والترمذی وصححه والطبرانی والبیهقی وابن جریر وابن المنذر والحاکم وصححه وابن مردویه والسیوطی فی الدر المنثور) * ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بتحقیق یہ آیت کہ نہیں چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ دور لیجائے تم سے نجاست کو اے گھر والو اور پاک کرے تمکو خوب پاک کرنا میرے گھر میں نازل ہوئی ہے میں دروازے کے قریب بیٹھی ہوئی تھی اور گھر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و علی و فاطمہ و حسنین علیہم السلام تھے حضرت نے انکو چادر میں ڈھکا کر فرمایا اے میرے پروردگار یہ میرے اہل بیت اور میرے خاص ہیں ان سے نجاست کو دور کر اور انکو پاک کر خوب پاک کرنا پس میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں بھی انکے ساتھ ہوں فرمایا تم بہتری پر ہو *

(۳) **عن** عمر بن ابی سلمة قال نزلت هذه الایة علی النبی صلی الله علیه وسلم انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا فی بیت ام سلمة وانا فی بیت ام سلمة فدعا النبی صلی الله علیه وسلم فاطمة وعلیا وحسنا وحسینا وجللهم بکساء ثم قال اللهم هولاء اهل بیتی فاذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهیرا وقالت ام سلمة انا معهم یا رسول الله قال انت علی مکانک انت علی الخیر (اخرجه احمد والترمذی وابن جریر

والطبرانی وابن مردویہ والسیوطی فی الدر المنثور) عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ ناقل ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت کہ نہیں چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ دور کرے تم سے نجاست کو اے گھر والو اور پاک کرے تمہیں خوب پاک کرنا ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں نازل ہوئی اور میں بھی انہیں کے گھر میں تھا۔ حضرت نے جناب فاطمہؑ اور علیؑ اور حسنین علیہم السلام کو بلوا کر ان پر چادر اڑھا دی پھر فرمایا اے میرے پروردگار یہ میرے اہلبیت ہیں ان سے نجاست کو دور کر دے اور پاک کر انکو خوب پاک کرنا۔ ام سلمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں بھی انہیں کے ساتھ ہوں فرمایا تو بھی اپنی جگہ پر ہے اور بہتری پر ہے

(۴) عن واثلة بن الاسقع قال اتيت فاطمة اسالها عن علي فقالت توجه الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فجلست انتظره اذا رسول الله صلى الله عليه وسلم قد اقبل ومعه علي والحسن والحسين فاخذ بيد كل واحد منهم حتى دخل الحجرة فاجلس الحسن على فخذه اليسرى واجلس عليا وفاطمة بين يديه ثم لف عليهم كساءه ثم قرأ انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت ويطهركم تطهيرا (اخرجه احمد وابو داود والحكيم والبيهقي والديلمي وابن ابی شيبة وابن جرير وابن المنذر والسيوطی فی الدر المنثور) واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں جناب امیر علیہ السلام کی تلاش میں جناب فاطمہ علیہا السلام کی خدمت میں گیا۔ وہ فرمانے لگیں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں تشریف لے گئے ہیں میں انکے انتظار میں وہیں بیٹھ گیا۔ ناگہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جناب امیر اور حسنین علیہم السلام کا ہاتھ پکڑے ہوئے تشریف لائے اور حجرے میں داخل ہوگئے۔ اور بیٹھ گئے حسن علیہ السلام کو داہنے زانو پر اور حسین علیہ السلام کو بائیں زانو پر اور جناب امیر اور حضرت سیدہ کو اپنے سامنے بٹھالیا۔ ان پر چادر ڈالکر اس آیت کو پڑھا کہ نہیں چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ لیجائے تم سے نجاست کو اے گھر والو اور پاک کرے تمکو خوب پاک کرنا ؂

(۵) عن سعد قال لما نزل على رسول الله صلى الله عليه وسلم هذه الآية ادخل عليا وفاطمة و ابنيهما تحت ثوبه ثم قال اللهم هؤلاء اهلی واهل بيتی (اخرجه ابن جرير وابن مردويه والحاكم والسيوطی فی الدر المنثور) سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جب یہ آیت نازل ہوئی حضرت نے علی اور فاطمہ اور انکے دونوں بیٹوں کو اپنی چادر اڑھا کر فرمایا۔ اے میرے پروردگار یہی میرے اہل اور میرے گھر کے لوگ ہیں ؂

(۶) عن ابی سعيد الخدری رضی الله عنه قال لما دخل علی بفاطمة جاء النبی صلى الله عليه وسلم اربعين صباحا الى بابها يقول السلام عليكم ورحمة الله وبركاته الصلوٰة رحمكم الله انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت ويطهركم تطهيرا انا حرب لمن حاربكم وسلم لمن سالمكم (اخرجه ابن مردويه والسيوطی فی الدر المنثور) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جناب امیر کا نکاح جناب سیدہ سے ہوگیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چالیس روز تک برابر صبح کو جناب سیدہ کے دروازے پر تشریف لاکر فرماتے رہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ نماز کا وقت ہے خدا تم پر رحم کرے نہیں چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ لیجائے تم سے نجاست کو اے گھر والو اور پاک کرے تمکو خوب پاک کرنا۔ میں جنگ کرنے والا ہوں اس سے جو تم سے جنگ کرے اور صلح کرنے والا ہوں اس سے جو تم سے صلح کرے ؂

(۷) عن انس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یمر بباب فاطمۃ ستۃ اشھر اذا خرج الی صلوٰۃ الفجر یقول الصلوٰۃ یا اھل البیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا اخرجہ احمد والترمذی وابن ابی شیبۃ وحسنہ ابن المنذر وصححہ الحاکم وابن مردویہ والسیوطی فی الدر المنثور) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق چھ مہینے تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب فاطمہ علیہا السلام کے دروازے پر صبح کی نماز کے وقت گذرتے رہے اور فرماتے رہے کہ اے اہل بیت نماز کا وقت ہے نہیں چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ لیجاوے تمسے نجاست کو اے گھر والو اور پاک کرے تمکو خوب پاک کرنا ؎

(۸) عن ابی الحمراء قال صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تسعۃ اشھر فکان اذا اصبح اتی علی باب فاطمۃ وھو یقول اھل البیت یرحمکم اللہ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا اخرجہ الطبرانی و فی روایۃ ابن جریر و ابن مردویہ ثمانیۃ اشھر ھکذا اخرجہ السیوطی فی الدر المنثور) ابو الحمراء رضی اللہ عنہ ناقل ہیں کہ میں نو مہینے تک جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں رہا جب صبح ہوتی تو حضرت جناب فاطمہ علیہا السلام کے دروازے پر تشریف لیجاکر فرماتے ای اہل البیت خدا تمپر رحم کرے نہیں چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ لیجاوے تمسے نجاست کو اے گھر والو اور پاک کرے تمکو اور خوب پاک کرنا ؎

(۹) عن ابن عباس قال شھدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تسعۃ اشھر یاتی کل یوم باب علی ابن ابی طالب عند وقت کل صلوٰۃ فیقول السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اھل البیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا اخرجہ ابن مردویہ والسیوطی فی الدر المنثور) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نو مہینے تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے رہے کہ آپ ہر روز ہر ایک نماز کیوقت جناب امیر کے دروازے پر تشریف لاکر فرماتے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ای اہل البیت نہیں چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ لیجائے تمسے نجاست کو ای گھر والو اور پاک کرے تمکو خوب پاک کرنا ؎

(۱۰) عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالی عنہ فی قولہ تعالی انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا قال نزلت فی خمسۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلی وفاطمۃ والحسن والحسین علیہم السلام اخرجہ احمد والطبرانی والطبری وعند ابن جریر مرفوعا الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بلفظ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھذہ الایۃ انزلت فی خمسۃ فی و فی علی والحسن والحسین وفاطمۃ کذا فی الصواعق المحرقۃ وھذا الحدیث حسن علی رای اکثر العلماء قال البدخشی فی نزل الابرار وایضا اخرجہ السیوطی فی تفسیرہ الدر المنثور) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آیت تطہیر پنج تن پاک یعنی جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب علی اور حضرت سیدہ اور حسنین علیہم السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ ابن جریر نے اس حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعا روایت کیا ہے جسکے الفاظ یہ ہیں کہ ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ جناب سید انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ آیت پانچ شخصوں کے حق میں نازل ہوئی ہے یعنی میرے اور

علی و فاطمہ اور حسنین کے (یہ حدیث اکثر علما کے نزدیک حسن ہے) ۔

(۱۱) **عن** الحسن بن علی قال نحن اهل البیت الذی قال الله تعالی انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا (اخرجه ابن سعد وابن ابی حاتم والطبرانی وابن مردویه والسیوطی فی الدر المنثور) جناب حسن بن علی علیه السلام سے منقول ہے کہ وہ اہلبیت ہم لوگ ہیں جنکے حق میں آیۃ تطہیر نازل ہوئی ہے ۔

(۲) فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتهل فنجعل لعنة الله علی الکاذبین ۔ ترجمہ ای محمد کہہ جھگڑنے والوں سے آؤ بلاویں ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جان اور تمہاری جان کو پھر دعا کریں اسکی پس لعنت ڈالیں جھوٹوں پر ۔

(۱) **عن** سعد بن ابی وقاص قال لما انزلت هذه الآیة فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتهل فنجعل لعنة الله علی الکاذبین دعا رسول الله صلی الله علیه وسلم علیا وفاطمة وحسنا وحسینا فقال اللهم هؤلاء اهل بیتی (اخرجه احمد ومسلم والترمذی والنسائی فی الخصائص) سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب یہ آیت کہ (ای محمد کہہ جھگڑنے والوں سے آؤ بلاویں ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جان اور تمہاری جان کو پھر دعا کریں اللہ کی پس لعنت ڈالیں جھوٹوں پر) نازل ہوئی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی اور فاطمہ اور حسنین علیہم السلام کو بلا کر کہا ای میرے پروردگار یہ میرے اہل بیت ہیں ۔

(۲) **عن** جابر بن عبد الله قال انفسنا محمد صلی الله علیه وسلم وعلی وابناءنا الحسن والحسین ونساءنا فاطمة (اخرجه الحاکم) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انفسنا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب علی اور ابناءنا سے جناب حسن اور حسین اور نساءنا سے جناب سیدہ مراد ہیں ۔

(۳) **عن** ابن عباس قال ان رهطا من نجران قدموا علی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقالوا ما شأنك تذکر صاحبنا قال من هو قالوا عیسی تزعم انه عبد الله قال اجل قالوا فهل رأیت مثل عیسی وانبئت به ثم خرجوا من عنده فجاءه جبریل فقال قل لهم اذا اتوك ان مثل عیسی عند الله کمثل آدم الی آخر ان احدا منهم قال له المسیح ابن الله لا اب له وقال الآخر هو الله لانه احیا الموتی واخبر عن الغیوب وابرأ الاکمه والابرص وخلق من طین طیرا وتزعم انه عبد الله فقال صلی الله علیه وسلم هو عبد الله وکلمته القاها الی مریم فغضبوا فقالوا انما لا ترضی ان تقول هو الله وقالوا ان کنت صادقا فارنا عبد الله یحیی الموتی ویشفی الاکمه والابرص ویخلق من الطین طیرا فینفخ فیه فیطیر فسکت عنهم فنزل الوحی بقوله تعالی لقد کفر الذین قالوا ان الله هو المسیح ابن مریم الی قوله تعالی فمن حاجك فیه من بعد ما جاءك من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتهل فنجعل لعنة الله علی الکاذبین ثم قال لهم ان الله امرنی ان لم تنقادوا للاسلام اباهلکم ثم انهم وعدوا الی الغد واما اصبح رسول الله صلی الله علیه وسلم اقبل معه علی والحسن والحسین وفاطمة وعنده ذلك قال اللهم هؤلاء اهلی وحسبوها

لوسال اللہ ان اللہ ان یزیل لہم الجبل لازالہ فلا تباہلوا انہم لکوا ولا یبقی علی وجہ الارض نصرانی
فقال صلی اللہ علیہ وسلم لا ابتہالات (اخرجہ ابو حاتم) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نصاریٰ نجران کے چند
آدمی جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر کہنے لگے۔ آپ ہمارے صاحب کو کیا کہتے ہیں آپ نے فرمایا
وہ کون ہیں وہ بولے عیسیٰ جنکی نسبت آپ یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ خدا کا بندہ ہے حضرت نے ارشاد کیا میرا
گمان بجا ہے وہ کہنے لگے آپ عیسیٰ جیسا کوئی خدا کا بندہ دکھا سکتے ہیں یا آپکو انکے جیسے کی خبر لگی ہے تو آپ ہمکو بتائیں
یہ کہکر وہ لوگ حضرت کے پاس سے چلے گئے۔ پس جبرئیل علیہ السلام حضرت کے پاس تشریف لا کر کہنے لگے جب
وہ لوگ آئیں آپ ان سے کہدیں کہ خدا کے نزدیک عیسیٰ بعینہ حضرت آدم کی طرح سے ہیں (ایک روایت میں
اس طرح پر ہے) کہ نجران کے لوگوں میں سے ایک شخص نے حضرت کی جناب میں عرض کیا مسیح خدا کا بیٹا ہے انکا
کوئی باپ نہیں ہے اس کہنے والے کو دوسرے نے کہا بلکہ وہ خود خدا تھے۔ مُردے زندہ کیا کرتے تھے اور غیب کی باتیں
بیان کرتے تھے اور اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتے تھے اور مٹی سے جانور بناتے تھے آپ انکو خدا کا بندہ کہتے ہیں
حضرت نے فرمایا وہ خدا کا بندہ اور اسکا پاک کلمہ تھے جو مریم کی طرف القا کیا گیا تھا وہ لوگ خفا ہوکر کہنے لگے ہم نہیں
راضی ہونگے جب تک کہ آپ یہ نہ کہیں کہ وہ خدا تھے۔ اگر آپ صادق ہیں تو آپ ہمیں کوئی خدا کا بندہ
ایسا دکھا دیں جو مردہ کو زندہ کرے اور اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرے اور مٹی سے جانور بنائے اور پھر اس میں
روح پھونکے اور وہ اڑ جائیں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہوگئے پس وحی نازل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ ارشاد
فرماتا ہے کہ تحقیق کافر ہوگئے ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ مسیح ابن مریم خدا ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے پس جو شخص کہ
تجھ سے جھگڑے اسکے بعد کہ تجھے اسکا علم آگیا ہے پس کہدے آؤ بلاویں ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں
اور تمہاری عورتیں اور اپنی جان اور تمہاری جان کو پھر دعا کریں اور اللہ کی لعنت ڈالیں جھوٹوں پر پھر آپ نے
نصاریٰ کے گروہ سے ارشاد کیا اگر تم اسلام کے منقاد نہیں ہوگے تو خدا تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم سے مباہلہ
کروں۔ پھر ان لوگوں نے دوسرے روز کا وعدہ کیا۔ جب صبح ہوئی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی و حسنین
اور جناب سیدہ علیہم السلام کو ساتھ لیکر تشریف لائے۔ اسقف نے ان سے کہا واللہ میں ایسے چہرے دیکھتا
ہوں کہ اگر خدا سے یہ دعا مانگیں کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائے تو خدا تعالیٰ اسکو اسکی جگہ سے ٹلا دیگا تم ان سے مباہلہ
مت کرو ورنہ زمین پر کوئی نصرانی باقی نہ رہیگا۔ پس انکا اسقف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر عرض کرنے لگا
ہم مباہلہ نہیں کرتے ۔

(۲۴) عن اخرج الدارقطنی ان علیا یوم الشوریٰ احتج علی اہلہا فقال لہم انشدکم باللہ
ہل منکم احد اقرب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الرحم منی ومن جعلہ صلی اللہ علیہ وسلم نفسہ وابناءہ
ابناءہ غیری قالوا اللہم لا۔ دارقطنی جناب امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ مشورت کے روز اہل شوریٰ سے
آپ نے تکرار کرتے وقت فرمایا کہ میں تمکو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ کوئی تم میں میرے سوا ایسا شخص موجود ہے کہ جناب
رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مجھ سے زیادہ قرابت رکھتا ہو اور کس کی جان کو حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے اپنی جان اور کس کے بیٹوں کو آپ نے اپنے بیٹے قرار دیا ہے۔ سب نے کہا خدا کی قسم ہے کوئی نہیں ۔

(۳) قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ (حمٓ) ترجمہ اپنی قوم سے کہہ دے تو اے محمد کہ میں تم سے اس ہدایت کے بدلے کچھ اجرت نہیں طلب کرتا ہوں مگر قرابت والوں کی محبت۔

(۱) عن ابن عباس قال لما نزلت ھذہ الآیۃ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ قالوا یا رسول اللہ من ھؤلاء الذی امر اللہ تعالیٰ بمودتھم قال علی وفاطمۃ وابناھما (اخرجہ احمد وابن ابی حاتم والطبرانی والسعدی عن مقاتل والکلبی والحاکم والدیلمی والطبرانی)۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اپنی قوم سے کہہ دو اے محمد کہ میں تم سے اس ہدایت کے بدلے کچھ اجرت نہیں طلب کرتا ہوں مگر قرابت والوں کی محبت۔ لوگوں نے عرض کیا کہ جن لوگوں کی محبت کے لئے خدا نے ہمیں حکم کیا ہے وہ کون ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی اور فاطمہ اور ان دونوں کے بیٹے۔

(۲) عن زاذان عن علی قال فینا اھل البیت فی حمٓ آیۃ لا یحفظ مودتنا الا کل مؤمن ثم قرأ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ (اخرجہ ابو الشیخ) زاذان جناب امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ ہم اہل بیت کی شان کے متعلق سورۃ حم میں ایک آیت ہے نہیں نگاہ رکھیگا ہماری دوستی کو مگر ہر ایک مومن۔ پھر آپ نے اس آیت کو پڑھا کہہ اپنی قوم سے اے محمد کہ میں تم سے اس ہدایت کے بدلے کچھ اجرت نہیں طلب کرتا ہوں مگر قرابت والوں کی محبت۔

(۴) وقفوھم انھم مسئولون (سورۃ والصّٰفّٰت) ترجمہ اور کھڑا کرو انکو تحقیق ان سے پوچھا جائے گا۔

(۱) عن ابی سعید وابن عباس رضی اللہ عنہما فی قولہ تعالیٰ وقفوھم انھم مسئولون یوم القیامۃ عن ولایۃ علی (اخرجہ الامام الواحدی فی تفسیرہ۔ وابو بکر بن مردویہ۔ والدیلمی فی فردوس الاخبار) ابو سعید اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کریمہ کے متعلق کہ اور کھڑا کرو ان کو تحقیق ان سے پوچھا جائے قیامت کے دن علی کی ولایت سے۔

(۵) انما انت منذر ولکل قوم ھاد (سورۃ رعد) ترجمہ اسکے سوا نہیں کہ تو اے محمد ڈرانیوالا ہے اور ہر قوم کے لئے ایک راہ دکھانیوالا ہے۔

(۱) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا المنذر وعلی الھاد واشار بیدہ الی علی فقال بک یھتدی المھتدون (اخرجہ الثعلبی فی تفسیرہ والحافظ ابو نعیم فی کتابہ ما نزل من القرآن فی علی وابو بکر بن مردویہ) عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ میں ڈرانیوالا ہوں اور علی ہادی ہیں اور آپ نے جناب علی کی طرف دست مبارک سے اشارہ فرمایا اور کہا یا علی ہدایت پانے والے تجھ سے ہدایت پاوینگے۔

(۲) عن ابی برزۃ الاسلمی قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول انما انا منذر ووضع یدہ علی صدر نفسہ ثم وضعھا علی صدر علی ویقول ولکل قوم ھاد (اخرجہ ابن مردویہ والسیوطی فی الدر المنثور) ابو برزہ الاسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں ڈرانیوالا ہوں اور اپنے سینہ مبارک پر ہاتھ رکھا۔ پھر جناب علی کے سینہ پر ہاتھ رکھکر فرمایا ہر ایک قوم کے لئے ہادی ہوتا ہے۔

(۴) عن جابر قال لما نزلت انما انت منذر ولکل قوم ھاد وضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدہ علی صدرہ فقال انا المنذر واومی بیدہ الی منکب علی فقال انت الھادی یا علی بک یھتدی المھتدون من بعدی (اخرجہ ابن جریر وابن مردویہ وابو نعیم فی المعرفۃ والدیلمی وابن عساکر وابن النجار والسیوطی فی الدر المنثور)

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اسکے سوا نہیں کہ تو ڈرانیوالا ہے اور ہر ایک قوم کیلئے ایک راہ بتانیوالا ہے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینہ مبارک پر ہاتھ رکھکر فرمایا میں ڈرانیوالا ہوں اور ہر ایک قوم کیلئے ایک راہ بتانیوالا ہے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینہ مبارک پر ہاتھ رکھکر فرمایا میں ڈرانیوالا ہوں اور علی کے کندھے کی طرف اشارہ کرکے فرمایا تو راہ بتانیوالا ہے اور تجھ سے ہدایت پانیوالے ہدایت پائینگے۔

(۶) ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما واسیرا (سورۃ الدھر) ترجمہ اور کھلاتے ہیں کھانا اپنی محبت پر فقیروں کو اور یتیموں کو اور قیدیوں کو۔

(۱) عن ابن عباس قال اجر علی نفسہ لیسقی نخلا بشیء من شعیر لیلۃ حتی اصبح فلما قبض الشعیر طحن ثلثہ فجعلوا منہ شیئا لیاکلوہ یقال لہ الحریرۃ دقیق بلا دھن فلما تم انضاجہ اتی مسکین فسال فاطعموہ ایاہ ثم صنعوا الثلث الثانی فلما تم انضاجہ اتی یتیم فسال فاطعموہ ایاہ ثم صنعوا الثلث الباقی فلما تم انضاجہ اتی اسیر من المشرکین فاطعموہ ایاہ فنزلت ھذہ الایۃ ھذا قول الحسن والقتادہ وقال سعید بن جبیر محبوس من اھل القبلۃ (اخرجہ الواحدی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر نے ایک دفعہ رات بھر کی محنت اپنی قوت کیلئے کی جب صبح ہوئی تو انکو اجرت میں جو دستیاب ہوئے آپ نے انکو پیسا اور ایک تہائی کا پتلا سا حریرہ گھی کے بغیر پکوایا جب پک چکا۔ ایک مسکین نے سوال کیا جناب امیر نے وہ سارا اسکو کھلا دیا۔ پھر دوسری تہائی کو پکوایا جب وہ بھی تیار ہوا ایک یتیم نے آکر سوال کیا آپ نے وہ سارا بھی اسکو کھلا دیا پھر تیسری تہائی کو پکوایا اسکے پختہ ہونے پر مشرکوں میں سے ایک قیدی نے آکر سوال کیا آپ نے وہ سارا اسکو بھی کھلا دیا پس یہ آیت نازل ہوئی یہ قول حسن اور قتادہ کا ہے سعید بن جبیر کہتے ہیں وہ قیدی اہل قبلہ میں سے تھا۔

(۲) عن ابن عباس ان الحسن والحسین مرضا فعادھما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعمر ابو بکر وعمر فقالوا یا ابا الحسن لو نذرت علی ولدک فنذر علی وفاطمۃ وفضۃ جاریۃ لھما ان برئا مما بھما ان یصوموا ثلثۃ ایام فشفیا وما معھم شیء فاستقرض علی من شمعون الیھودی الخیبری ثلثۃ اصوع من شعیر فطحنت فاطمۃ صاعا واختبزت خمسۃ اقراص علی عددھم ووضعوھا بین ایدیھم لیفطروا فوقف علیھم سائل فقال السلام علیکم اھل بیت محمد مسکین من مساکین المسلمین اطعمونی اطعمکم اللہ من موائد الجنۃ فاثروہ وباتوا لم یذوقوا الا الماء واصبحوا صیاما فلما امسوا ووضعوا الطعام بین ایدیھم وقف علیھم یتیم فاثروہ ووقف علیھم اسیر فی الثالثۃ ففعلوا مثل ذالک فلما اصبحوا اخذ علی بید الحسن والحسین واقبلوا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما ابصرھم وھم یرتعشون کالفراخ من شدۃ الجوع قال ما اشد ما یسوءنی ما اری بکم فقام فانطلق معھم فرای فاطمۃ فی محرابھا قد التصق ظھرھا ببطنھا وغارت عیناھا فساءہ ذالک فنزل جبرئیل فقال خذھا یا محمد ھناک اللہ فی اھل بیتک فاقراہ ھذہ الایۃ ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما واسیرا

(اخرجہ الزمخشری فی الکشاف) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک دفعہ حسنین علیہما السلام بیمار ہو گئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ لیکر انکی عیادت کے لئے تشریف لائے صحابہ نے عرض کیا یا ابا الحسن اگر آپ ان اپنے دونوں بچوں کے لئے نذر مانتے تو بہتر تھا پس جناب امیر اور جناب سیدہ اور فضہ انکی لونڈی نے انکی تندرستی پر تین تین روزے رکھنے کی نذر مانی۔ پس جب وہ دونوں صاحبزادے صحت یاب ہو گئے سب نے ملکر روزے رکھے انکے پاس اسوقت کچھ بھی نہیں تھا جو افطار کے لئے کام آتا جناب امیر نے شمعون خیبری یہودی سے جو کے تین پیمانے قرض لئے اسمیں سے ایک پیمانے کو جناب سیدہ علیہا السلام نے پیسکر پانچ روٹیاں انکی تعداد کے موافق پکائیں جب افطار کیلئے انکے آگے رکھیں ایک سائل نے آکر صدا کی۔ السلام علیکم اے اہل بیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں مسلمان مساکین میں سے ایک مسکین ہوں مجھے کچھ کھانا دو خدا تمکو جنت کی نعمتوں سے سیر کرے۔ سب نے کھانا اسے بخشدیا اور پانی سے افطار کر کے سو رہے اور پھر دن بھر روزہ رکھا جب رات ہوئی اور افطار کے لئے کھانا پکایا گیا ایک سائل نے آکر آواز دی میں یتیم ہوں سب نے اپنا کھانا اسے اٹھا دیا اور پانی سے افطار کر کے سو رہے پس اسی طرح سے تیسرے روز کی افطاری ایک قیدی کو بخشدی صبح کو جناب امیر حسنین کا ہاتھ پکڑ کر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں لیگئے وہ دونوں شاہزادے مرغ کے چوزہ کی طرح کانپ رہے تھے حضرت نے انکو دیکھکر فرمایا۔ انکی یہ کیا حالت ہے جس سے مجھے رنج پیدا ہو رہا ہے پھر آپ جناب سیدہ کے گھر میں تشریف لیگئے جناب سیدہ علیہا السلام کو محراب میں دیکھا کہ انکا پیٹ کمر سے لگا ہوا ہے اور آنکھیں آنکھوں میں ضعف سے حلقے پڑے ہوئے ہیں حضرت کو یہ دیکھکر بہت ملال ہوا۔ اتنے میں جناب جبرائیل تشریف لائے اور کہنے لگے یا محمد یہ لیجئے خدا تعالیٰ آپکو آپکے اہل بیت کی نسبت تہنیت دیتا ہے اور یہ آیت کریمہ پڑھی اور کھلاتے ہیں کھانا اپنی محبت پر فقیروں اور یتیموں اور قیدیوں کو۔

(آیت) من یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا (سورۃ النساء) ترجمہ جو لوگ کہ اللہ و رسول کی اطاعت کرتے ہیں پس وہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہیں جنپر کہ اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے وہ نبی اور صدیق اور شہید اور نیک بخت ہیں اور انکی رفاقت اچھی ہے۔

(۱) عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ من یطع اللہ والرسول الخ قال علیؑ یا رسول اللہ علی وقد دان زورک فی الجنۃ کہ اردناک قال رسول اللہ ان لکل نبی رفیقا اول من اسلم من امتہ فنزلت ہذہ الآیۃ فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم الخ فدعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا فقال ان اللہ قد انزل بیان ما سالت فجعلک رفیقی لانک اول من اسلم وانت الصدیق الاکبر (تفسیر ابن الحجام) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت من یطع اللہ والرسول کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہو سکتا ہے کہ ہم جنت میں بھی آپکی زیارت سے مشرف ہوں جس طرح سے کہ دنیا میں مشرف ہوتے ہیں۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ایک نبی کے لئے اسکا ایک رفیق ہوتا ہے جو اس نبی کی امت میں سب سے پہلے اسپر ایمان لاتا ہے پس یہ آیت شریفہ نازل ہوئی کہ وہ لوگ

ان لوگوں کے ساتھ ہیں جن پر کہ خدا تعالیٰ نے انعام کیا ہے پس جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیرؑ کو بلا کر فرمایا۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے یا علی تیرے سوال کا جواب نازل کیا ہے اور تجھے میرا رفیق بنایا ہے کیونکہ تو سب سے پہلے اسلام لایا ہے اور تصدیق اکبر ہے ۔

(۸)۔ وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ (سورۂ زمر) ترجمہ اور وہ شخص کہ آیا ساتھ سچ کے اور وہ جس نے کہ تصدیق کی اسکی یہی لوگ پرہیزگار ہیں ۔

(۱) عن مجاهد في قوله والذي جاء بالصدق قال رسول الله صلى الله عليه وسلم وصدق به قال علي (اخرجه ابن عساكر والحافظ ابو نعيم في حليته وابن المغازلي في المناقب) مجاہد رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ وہ شخص کہ آیا ساتھ سچ کے وہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور جس نے کہ تصدیق کی اسکی وہ جناب امیرؑ ہیں ۔

(۲) عن ابي هريرة والذي جاء بالصدق قال رسول الله صلى الله عليه وسلم وصدق به قال علي ابن ابيطالب (اخرجه ابن مردويه والسيوطي في الدر المنثور) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ والذی جاء بالصدق سے جناب رسالت مآب و صدق بہ سے جناب علی علیہ السلام مراد ہیں ۔

(۹) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ (سورۃ التوبہ) ترجمہ اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ ۔

(۱) عن ابن عباس قال مع علي لانه سيد الصادقين (اخرجه الثعلبي في تفسيره والحافظ ابو نعيم في حلية الاولياء وسبط ابن الجوزي والسيوطي في الدر المنثور) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہ ہو جاؤ ساتھ صادقوں کے، کہتے ہیں یہ ساتھ علیؑ کے کیونکہ وہ صادقوں کے سردار ہیں ۔

(۲) عن ابي جعفر في قوله تعالى يا ايها الذين آمنوا اتقوا الله وكونوا مع الصادقين قال مع علي (اخرجه ابن عساكر و... ابن مردويه) جناب ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کہ اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ کی تفسیر میں روایت ہے کہ علیؑ کے ساتھ ہو جاؤ ۔

(۱۰) وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصِّدِّيقُونَ وَالشُّهَدَاءُ عِندَ رَبِّهِمْ لَهُمْ أَجْرُهُمْ وَنُورُهُمْ (سورۂ الحدید) ترجمہ اور وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں اللہ اور اُسکے رسول پر پس یہی لوگ صدیق اور شہید ہیں اُنکے لئے اُنکے رب کے پاس اُنکا اجر اور اُنکا نور ہے ۔

عن ابن عباس قال انها نزلت في علي (اخرجه احمد في المسند والثعلبي في تفسيره وابن المغازلي في المناقب) ترجمہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ آیت جناب امیرؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے ۔

(۱۱) مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُم مَّن قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُم مَّن يَنتَظِرُ (سورۂ احزاب) ترجمہ اور بعض مومنوں سے وہ مرد ہیں کہ سچ کر دکھایا جو عہد کہ خدا سے اُنہوں نے باندھا تھا پس ایک اُن میں سے وہ ہے کہ پورا کر چکا کام اپنا اور ایک اُنہیں سے وہ ہے کہ انتظار کرتا ہے ۔

عن عكرمة قال سئل علي وهو على المنبر ... عن قوله تعالى ومن المؤمنين رجال صدقوا ما عاهدوا

اللہ علیہ فقال اللھم اغفر لھذہ الآیۃ نزلت فی و فی عمی حمزۃ و فی ابن عمی عبیدۃ بن الحارث فاما عبیدۃ فقضی نحبہ یوم بدر و اما عمی حمزۃ فقضی نحبہ یوم احد و اما انا فانتظر اشقاھا یخضب ھذہ من ھذہ و اشار الی لحیتہ و راسہ و قال عہد عھدہ الی ابو القاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجہ ابن مردویہ وسبط ابن الجوزی و ابن حجر فی صواعق محرقہ)

روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام ایک مرتبہ کوفہ کے منبر پر تشریف رکھتے تھے کہ ان سے اس آیت کہ اور بعض مومن ایسے مرد ہیں کہ سچ کر دکھایا انہوں نے جو عہد کہ خدا سے باندھا تھا) کی تفسیر میں پوچھا گیا کہ یہ آیت کسکی شان میں نازل ہوئی ہے جناب امیر نے فرمایا ای خدا بخشیو یہ آیت میرے اور میرے چچا حمزہ اور میرے چچیرے بھائی عبیدہ بن الحارث کے حق میں نازل ہوئی ہے پس میرا چچیرا بھائی عبیدہ بن الحارث بدر کے روز اپنا کام پورا کر گئے اب میں اس امت کے بدبخت کی انتظار میں ہوں پھر آپ نے اپنے سر اور ڈاڑھی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ وہ اسکو اسکے خون سے رنگین کریگا میرے پیارے ابو القاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پختہ عہد کیا ہے ۞

(۱۲) ۲- ھذان خصمان اختصموا فی ربھم فالذین کفروا قطعت لھم ثیاب من النار یصب من فوق رؤسھم الحمیم یصھر بہ ما فی بطونھم والجلود ولھم مقامع من حدید کلما ارادوا ان یخرجوا منھا من غم اعیدوا فیھا وذوقوا عذاب الحریق - ان اللہ یدخل الذین آمنوا وعملوا الصلحت جنت تجری من تحتھا الانھر یحلون فیھا من اساور من ذھب ولؤلؤا ولباسھم فیھا حریر (سورۃ الحج) ترجمہ یہ دو مدعی جھگڑے ہیں اپنے رب پر - سو جو منکر ہوئے انکے واسطے بیونت ہیں آگ کے کپڑے ڈالتے ہیں انکے سر پر کھولتا پانی - نکل جاتا ہے اس سے جو انکے پیٹ میں ہے اور کھال بھی انکے واسطے مونگریاں ہیں لوہے کی جب وہ چاہیں کہ نکل پڑیں اس میں سے گھٹنے کے مارے پھر ڈالے گئے وہ اندر اور چکھتے جلن کی مار - بیشک اللہ داخل کریگا انکو جو لائے ایمان اور کی بھلائیاں - باغوں میں بہتی ہیں انکے نیچے نہریں گہنا پہناوینگے انکو وہاں کنگن سونے کے اور موتی - انکی پوشاک ہے وہاں ریشم کی ۞

(۱) عن قیس بن عبادۃ قال قال علی انا اول من یجثوا بین یدی الرحمن للخصومۃ یوم القیمۃ قال قیس فیھم نزلت - ھذان خصمان اختصموا فی ربھم قال ھم الذین بارزوا یوم بدر حمزۃ وعلی وعبیدۃ بن الحارث وعتبۃ وشیبۃ والولید بن عتبہ (اخرجہ البخاری) قیس بن عبادہ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام فرماتے تھے کہ میں سب سے اول خدا کے سامنے اپنا جھگڑا پیش کرونگا قیس کہتے ہیں کہ یہ آیت کہ ای دو مدعی جھگڑے ہیں اپنے رب پر ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے جو بدر کے روز جنگ کی ہے وہ جناب حمزہ اور علی اور عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہم اور عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ ہیں ۞

(۲) عن علی قال فینا نزلت ھذہ الآیۃ وفی مبارزتنا یوم بدر ھذان خصمان اختصموا فی ربھم (اخرجہ البخاری) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ یہ آیت ہمارے اور بدر کے روز ہمارے مقابلہ کرنیوالوں کے حق میں نازل ہوئی یعنی یہ دو مدعی جھگڑے ہیں اپنے رب پر ۞

(۳) عن ابی ذر انہ کان یقسم لنزلت ھذہ الآیۃ فی حمزۃ وعلی وعبیدۃ بن الحارث وعتبۃ بن ربیعۃ وشیبۃ بن ربیعۃ والولید بن عتبۃ (اخرجہ النسائی) ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ قسم کھا کر

کہا کرتے تھے کہ یہ آیت جناب حمزہ اور علی اور عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہم اور عتبہ و شیبہ پسران ربیعہ اور ولید بن عتبہ کے حق میں نازل ہوئی ہے ۔

(۱۳) ام حسب الذین اجترحوا السیئات ان نجعلہم کالذین آمنوا وعملوا الصلحت سواء (سورۂ جاثیہ) ترجمہ کیا گمان کرتے ہیں وہ لوگ کہ کرتے ہیں برائیاں کہ کر دیں ہم انکو مانند ان لوگوں کے کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے

عن ابن عباس قال نزلت فی علی و حمزۃ و عبیدۃ بن الحارث فالذین اجترحوا السیئات عتبۃ وشیبۃ والولید والذین آمنوا وعملوا الصلحت علی و حمزۃ و عبیدۃ (اخرجہ السبط ابن الجوزی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت جناب علی اور حمزہ اور عبیدہ بن الحارث کے حق میں نازل ہوئی ہے پس جو لوگ ہیں وہ لوگ کہ کرتے ہیں برائیاں وہ عتبہ اور شیبہ اور ولید ہیں اور وہ لوگ کہ ایمان لائے اور اچھے کام کرتے ہیں وہ جناب علی اور حمزہ اور عبیدہ ہیں ۔

(۱۴) افمن کان علی بینۃ من ربہ ویتلوہ شاہد منہ (سورۂ ہود) ترجمہ آیا جو شخص کہ اپنے پروردگار کی جانب سے دلیل روشن پر ہو اور اسکے متصل ایک گواہ آوے اسی کی طرف سے ۔

(۱) عن عباد بن عبد اللہ قال سمعت علیا یقول وہو علی المنبر ما من رجل من قریش الا وقد نزلت فیہ آیۃ او آیتان فقال لہ رجل فانت فای شیء نزل فیک فقال علی اما تقرأ الآیۃ التی فی ہود افمن کان علی بینۃ من ربہ ویتلوہ شاہد منہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بینۃ من ربہ وانا شاہد منہ (اخرجہ ابن ابی حاتم وابن ... وابن مردویہ والسیوطی فی الدر المنثور والثعلبی وابو اسحاق فی تفسیرہما وابن جریر والطبری والطبرانی ... وابن سعد وابو الشیخ وابو نعیم والمتقی فی کنز العمال وصاحب تفسیر معالم التنزیل ...) عباد بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو منبر پر فرماتے سنا کہ قریش میں کوئی ایسا آدمی نہیں ہے کہ جسکے حق میں ایک یا دو آیتیں نازل نہ ہوئی ہوں ایک شخص کہنے لگا آپکے حق میں کونسی آیت نازل ہوئی ہے جناب امیر نے کہا اگر تو لوگوں کے سامنے مجھ سے نہ پوچھتا تو میں تجھ سے بیان نہ کرتا افسوس ہے تجھ پر کیا تو نے سورۂ ہود کو کبھی نہیں پڑھا ہے پھر جناب امیر نے اس آیت کو پڑھا کہ آیا جو شخص کہ اپنے پروردگار کی جانب سے دلیل روشن پر ہو اور اسکے متصل ایک گواہ آوے اسی کی طرف سے پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بینۃ من ربہ یعنی اپنے رب کے دلیل روشن پر ہیں اور میں شاہد منہ (یعنی اسکی طرف سے گواہ) ہوں ۔

(۲) عن ابن عباس افمن کان علی بینۃ من ربہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وشاہد منہ علی بن ابی طالب خاصۃ (اخرجہ الثعلبی فی تفسیرہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ افمن کان علی بینۃ من ربہ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور شاہد منہ سے خاص کر علی بن ابی طالب علیہ السلام مراد ہیں ۔

(۱۵) فان اللہ ہو مولاہ وجبریل وصالح المومنین (سورۂ التحریم) ترجمہ پس بیشک کہ اللہ ہی رفیق ہے اپنے نبی کا اور جبریل اور مومنوں کا نیک ۔

(۱) عن اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول صالح المومنین

علی بن ابی طالب (اخرجہ الثعلبی فی تفسیرہ والحافظ ابونعیم وابن ابی حاتم والسیوطی فی الدر المنثور والمتقی فی کنز العمال) اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ صالح المومنین علی بن ابی طالب ہیں ۔

(۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ فی قولہ تعالیٰ وصالح المومنین قال ھو علی بن ابی طالب (اخرجہ الحافظ ابونعیم فی کتابہ ما نزل من القرآن فی علی وابن عساکر وابن مردویہ ومحب الطبری فی الاربعین) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں مروی ہے کہ صالح المومنین علی بن ابی طالب ہیں ۔

(۱۶) وتعیہا اذن واعیۃ (سورۃ الحاقہ) ترجمہ اور یاد رکھے اسکو کان سننے والا ۔

(۱) عن بریدۃ الاسلمی رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لعلی ان اللہ امرنی ان ادنیک ولا اقصیک وان اعلمک وان تعی وحق علی اللہ ان تعی فنزلت وتعیہا اذن واعیۃ (اخرجہ الثعلبی فی تفسیرہ والامام الواحدی فی اسباب النزول والحافظ ابونعیم فی ما نزل من القرآن فی علی وابن جریر وابن ابی حاتم والدیلمی فی فردوس الاخبار) بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جناب امیر سے فرماتے سنا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھکو حکم دیا ہے کہ اے علی ہم تمہیں تعلیم کریں تاکہ تم یاد رکھو اور خدا پر حق ہے کہ تمہیں یاد رکھائے پس یہ آیت نازل ہوئی کہ یاد رکھے اسکو سننے والا کان ۔

(۲) عن مکحول عن علی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سألت اللہ ان یجعل اذنک واعیۃ یا علی ففعل فکان علی یقول ما سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلاما الا وعیتہ وحفظتہ ولم انسہ (اخرجہ الدیلمی) مکحول جناب امیر سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خدا سے پاک سے مانگا ہے وہ سننے والا کان تیرے کانوں کو بنا دے پس خدا نے ایسا ہی کر دیا جناب امیر کہا کرتے تھے پس میں نے اس روز سے کوئی کلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا کہ مجھے یاد نہ رہا ہو ۔

(۳) عن ابن عباس قال لما نزلت ھذہ الایۃ وتعیہا اذن واعیۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سألت اللہ ان یجعلہا اذنک یا علی وقال علی فما نسیت شیئا بعد ذلک (اخرجہ ابونعیم فی حلیۃ الاولیاء وابن المغازلی فی المناقب والثعلبی فی تفسیرہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اور یاد رکھے اسکو کان سننے والا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خدا سے سوال کیا ہے کہ یا علی وہ آپ تیرے کان بنائے جناب امیر فرمایا کرتے تھے اسکے بعد مجھے کوئی بات نہیں بھولی ۔

(۱۷) افمن کان مومنا کمن کان فاسقا لا یستوون (سورۂ سجدہ) ترجمہ آیا وہ شخص کہ مومن ہو سکتا ہے مثل اسکی کہ فاسق ہے ۔

(تنبیہہ) اخرجہ الواحدی وابن عساکر من طریق سعید بن جبیر عن ابن عباس واخرجہ ابن جریر والحافظ السافی عن عطاء بن یسار واخرجہ ابن عدی والخطیب فی تاریخہ من طریق الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس قال نزلت فی علی والولید بن عقبۃ ابن ابی معیط واخرجہ الخطیب وابن عساکر من طریق بکر بن محمد بن دینار عن ابن عباس قال انہا نزلت فی علی وعقبۃ ابن ابی معیط لا الولید (لباب النقول)

فی اسباب النزول السیوطی) امام واحدی اور ابن عساکر نے سعید بن جبیر کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور علامہ ابن جریر اور حافظ السلفی نے عطا ابن یسار سے روایت کیا ہے اور ابن عدی اور خطیب نے اپنی تاریخ میں کلبی کے طریق سے ابی صالح سے کہ انہوں نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت جناب امیر اور ولید ابن عقبہ بن ابی معیط کے حق میں نازل ہوئی ہے اور دوسری روایت میں خطیب اور ابن عساکر نے ابن لہیعہ کے طریق سے عمرو بن دینار سے اور اس نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت جناب امیر اور ولید بن عقبہ کے حق میں نہیں بلکہ اسکے باپ عقبہ بن ابی معیط کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

(۱) عن ابن عباس قال ان الولید قال لعلی انا احد منک سنانا وابسط لسانا واملا للکتیبہ فقال لہ علی اسکت انما انت فاسق فانزل اللہ تعالی تصدیقا لعلی افمن کان مومنا کمن کان فاسقا قال قتادہ ما استووا فی الدنیا ولا عند اللہ ولا فی الآخرۃ ثم اخبر منازل الفریقین فقال تعالی اما الذین امنوا (اخرجہ الواحدی) (ک. فی الکشاف) ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ ولید جناب امیر سے کہنے لگا میں تم سے تیز نیزہ والا ہوں اور تیز زبان ہوں اور بھاری تلوار والا ہوں جناب امیر نے اس سے فرمایا خاموش رہ تو تو فاسق ہے پس خدا تعالی نے جناب امیر کی تصدیق کے لئے یہ آیت نازل فرمائی۔ آیا ہو سکتا ہے وہ شخص کہ مومن ہے مثل اس شخص کے جو کہ فاسق ہے؟ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں وہ دو تو ہرگز نہ دنیا میں نہ خدا کے پاس نہ آخرت میں برابر ہو سکتے ہیں پھر خدا نے فریقین کے مرتبہ سے خبردار کیا ہے اور فرمایا ہے پر وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں۔

(۲) قال حسان ابن ثابت رضی اللہ عنہ انزل اللہ الکتاب العزیز فی علی وفی الولید قرانا فتبوء الولید من ذاک فسقا وعلی متبوء ایمانا لیس من کان مومنا عرف اللہ کمن کان فاسقا خوانا سوف یجزی الولید خزیا ونارا وعلی لاشک یجزی جنانا فعلی یلقی لدی اللہ عزا والولید یلقی ہناک ہوانا خدا نے عزت والی کتاب کو علی اور ولید کے حق میں نازل فرمایا۔ اور ولید کا فسق ٹھکانا جتایا اور علی کا ایمان ٹھکانا بتایا نہیں ہے وہ شخص جو کہ ایمان والا ہے اور جس نے خدا کو پہچانا مثل اس شخص کے جو فاسق اور خائن ہے عنقریب دوزخ میں ولید رسوا کیا جاویگا اور علی کو بیشک جنت میں جزا ملیگی پس علی خدا سے عزت کے ساتھ ملینگے اور ولید وہاں رسوا ہوگا۔

(۱۸) - اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام کمن امن باللہ والیوم الآخر وجاھد فی سبیل اللہ لا یستوون عند اللہ (سورۃ توبہ) ترجمہ کیا گردانتے ہو تم حاجیوں کا پانی پلانا اور مسجد حرام کی تعمیر اس شخص کی مانند جو اللہ اور قیامت پر ایمان لایا اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا نہیں ہیں وہ لوگ برابر اللہ کے نزدیک۔

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ قال نزلت ھذہ الآیۃ فی علی والعباس (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت جناب علی اور عباس کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

(۲) عن اخرجہ ابو حاتم والامام الشیخ عبدالرزاق وابن ابی شیبۃ وابن جریر وابن منذر والثعلبی فی تفسیرہ والواحدی فی کتابہ المسمی باسباب النزول والقرطبی وابن اثیر فی جامع الاصول والنسائی فی سننہ والسیوطی فی الدر المنثور والحافظ ابونعیم فی فضائل الصحابۃ قالوا ان علیا والعباس وطلحۃ ابن ابی شیبۃ افتخروا فقال طلحۃ انا صاحب البیت مفتاحہ بیدی ولو شئت کنت فیہ فقال العباس انا صاحب السقایۃ والقائم علیہا فقال

علی لا احدی لعد صلیت ستۃ اشہر قبل الناس وانا صاحب الجہاد فی سبیل اللہ فانزل اللہ تعالےٰ
اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام کمن اٰمن باللہ والیوم الاٰخر وجاھد وا فی سبیل اللہ لا یستون
عند اللہ ابو حاتم اور ابو الشیخ اور عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ اور ابن جریر اور ابن مندہ اور ثعلبی اپنی تفسیر میں اور
واحدی اسباب النزول میں اور قرطبی اور ابن اثیر جامع الاصول میں اور نسائی سنن میں اور سیوطی اور منثور میں اور
حافظ ابو نعیم فضائل صحابہ میں روایت کرتے ہیں کہ جناب امیر اور عباس اور طلحہ ابن ابی شیبہ رضی اللہ عنہم باہم
مفاخرت کرنے لگے طلحہ نے کہا میں خانہ کعبہ کا متولی ہوں اور اگر میں چاہوں تو اسی میں رہا کروں عباس رضی اللہ عنہ
نے کہا میں زمزم کا متولی ہوں اور اسکا نگہبان ہوں پس جناب امیر نے کہا میں نہیں جانتا میں نے چھ مہینے پیشتر
لوگوں سے نماز پڑھی ہے اور میں خدا کی راستہ میں جہاد کرنیوالا ہوں پس خدا تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا کیا گردانتے ہو تم
حاجیوں کا پانی پلانا اور مسجد حرام کی تعمیر الخ۔

(۱۹) الذین ینفقون اموالھم باللیل والنھار سرا وعلانیۃ فلھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم
ولا ھم یحزنون (سورۃ بقرہ) ترجمہ جو لوگ اپنا مال کو اسکی راہ میں خرچ کرتے ہیں رات کو اور دن کو اور پوشیدہ
اور ظاہر پس انکے لئے انکا اجر ہے انکے رب کے پاس اور انکو ڈر نہیں اور نہ وہ غم کھائینگے۔

عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ الذین ینفقون اموالھم الخ قال نزلت فی علی کانت معہ اربعۃ
دراھم فانفق فی اللیل درھما وفی النھار درھما وفی السر درھما وفی العلانیۃ درھما فانزل اللہ تعالیٰ ھذہ
الاٰیۃ اخرجہ الواحدی وابو بکر بن مردویہ) والطبرانی فی الکبیر فی مسند ابن عباس) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہ یہ آیت جناب امیر کے حق میں نازل ہوئی ہے انکے پاس چار درہم تھے ایک درہم رات کو انہوں نے خدا کی راہ میں
دیا اور ایک درہم دن کو اور ایک درہم پوشیدہ اور ایک درہم ظاہر طور پر پس اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

(۲۰) سأل سائل بعذاب واقع للکافرین لیس لہ دافع من اللہ ذی المعارج (سورۃ المعارج) ترجمہ
مانگا ایک مانگنے والے نے عذاب کو کہ ہونیوالا ہے کافروں کے لیے نہیں کوئی اسکا دفع کرنیوالا۔ عذاب اللہ کیطرف
سے ہے جو سیڑھیوں والا ہے۔

نقل الامام ابو اسحاق الثعلبی فی تفسیرہ ان سفیان بن عیینۃ سئل عن قولہ تعالیٰ سأل سائل بعذاب
واقع الخ فیمن نزلت فقال للسائل لقد سألتنی عن مسئلۃ ما سألنی احد عنھا قبلک حدثنی الامام
ابو جعفر محمد عن اٰبائہ علیہم السلام ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما کان بغدیر خم نادی الناس فاجتمعوا
فاخذ بید علی وقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ فشاع ذلک فطار فی البلاد وبلغ ذلک الحارث بن نعمان الفہری
فاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاناخ راحلتہ فنزل عنھا فقال یا محمد امرتنا عن اللہ عزوجل ان نشھد ان
لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ فقبلناہ منک وامرتنا ان نصلی خمسا فقبلناہ منک وامرتنا بالزکوٰۃ
فقبلناہ منک وامرتنا ان نصوم رمضان فقبلناہ منک وامرتنا بالحج فقبلناہ منک ثم لم ترض بھذا
حتی رفعت بضبعی ابن عمک تفضلہ علینا فقلت من کنت مولاہ فعلی مولاہ فھذا شیء منک ام من اللہ
عزوجل فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم والذی لا الہ الا ھو ان ھذا من اللہ عزوجل فولی الحارث بن نعمان الفہری

یرید راحلتہ وھو یقول اللھم ان کان ما یقول محمد صلی اللہ علیہ وسلم حقا فامطر علینا حجارۃ من السماء او ائتنا بعذاب الیم فما وصل راحلتہ حتی رماہ اللہ عزوجل بحجر سقط علی ھامتہ فخرج من دبرہ فقتلہ فانزل اللہ عزوجل سال سائل بعذاب واقع للکافرین لیس لہ دافع من اللہ ذی المعارج ۔ امام ابو اسحاق ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے آیت سال سائل کے بارے میں پوچھا کہ یہ آیت کس کے حق میں نازل ہوئی ہے وہ سائل سے کہنے لگے تو نے مجھ سے ایسا مسئلہ پوچھا ہے کہ تجھ سے پہلے کسی نے نہیں پوچھا امام جعفر محمد باقر علیہ وعلی آبائہ السلام اپنے آباء کرام سے روایت فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم پر لوگوں کو جمع کرکے من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی حدیث کو ارشاد فرمایا اور یہ حدیث سب کہیں پہنچ گئی حارث بن نعمان الفہری یہ سنکر حضرت کی خدمت میں دوڑتا ہوا آیا اور اپنی اونٹنی کو بٹھا کر حضور سے عرض کرنے لگا یا محمد آپ نے ہمیں لا الہ الا اللہ کی گواہی دینے کیلئے حکم دیا ہم نے اس بات کو بھی آپ سے مان لیا پھر آپ نے ہمیں پانچ نمازوں کا حکم دیا وہ بھی ہم نے آپ سے مان لیا پھر آپ نے ہمکو زکوۃ دینے کیلئے کہا ہم نے وہ بھی آپکا کہنا قبول کیا پھر آپ نے ہمکو حج کرنیکا حکم دیا ہم نے وہ بھی مان لیا پھر آپ نے رمضان کے روزوں کیلئے کہا ہم نے وہ بھی قبول کرلیا اسپر بھی آپ راضی نہ ہوئے اور آپ نے اپنے ابن عم کے بازو پکڑ کر اٹھایا اور انکو ہم پر آپ نے فضیلت دی اور من کنت مولاہ فعلی مولاہ ارشاد فرمایا آیا یہ حکم آپکی طرف سے ہے یا خدا نے حکم دیا ہے حضرت نے فرمایا قسم ہے اسکی جس کے سوا کوئی خدا نہیں یہ خدا کا حکم ہے ۔ حارث بن نعمان یہ کہتا ہوا اپنی اونٹنی کی طرف لوٹ آیا ۔ اے خدا اگر جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں سچ ہے تو معاذ اللہ ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا ہمیں دردناک عذاب پہنچا جب وہ اونٹنی کے پاس پہنچا خدا تعالیٰ نے اسپر ایک آسمانی پتھر پھینکا جو اسکے سر پر لگا اور دبر کی راہ سے نکل گیا پس خدا تعالیٰ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی ۔ مانگا ایک مانگنے والے نے عذاب کو کہ وہ کافروں کیلئے ہونیوالا ہے اسکو کوئی دفع کرنیوالا نہیں عذاب اللہ کی طرف سے ہے جو سیڑھیوں والا ہے ۔

(۳) یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک (سورۃ مائدہ) ترجمہ اے رسول پہنچا دے اس چیز کو جو نازل ہوئی ہے تیری طرف تیرے رب سے ۔

(۱) عن ابی سعید الخدری قال نزلت ھذہ الآیۃ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک یوم غدیر خم اخرجہ الامام ابو الحسن الواحدی فی کتابہ المسمی باسباب النزول وقال الحافظ ابو عبد اللہ محمد بن یوسف الکنجی الشافعی فی کتابہ المسمی بکفایۃ الطالب ھکذا ذکرہ الشیخ محی الدین نووی وقال ابو بکر النقاش انھا نزلت فی بیان الولایۃ لعلی اخرجہ ابن ابی حاتم وابو نعیم فی کتاب ما نزل من القرآن فی علی ۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت کہ اے رسول پہنچا دے اس چیز کو جو نازل ہوئی ہے تیری طرف تیرے رب سے غدیر خم کے دن نازل ہوئی ہے امام ابو الحسن واحدی نے کتاب اسباب النزول میں اسکو روایت کیا ہے اور حافظ ابو عبد اللہ محمد بن یوسف الکنجی شافعی اپنی کتاب مسمی بکفایۃ الطالب میں لکھتے ہیں کہ شیخ محی الدین نووی علیہ الرحمۃ نے بھی ایسا ہی ذکر کیا ہے اور ابو بکر بن مردویہ لکھتے ہیں کہ یہ آیت جناب امیر علیہ السلام کی ولایت کے بیان میں نازل ہوئی ہے ۔

(۲) عن عبد اللہ بن مسعود قال کنا نقرء علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المومنین فان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس اخرجہ

فی تفسیرہ والرازی فی التفسیر الکبیر ونظام الاعرج فی تفسیر النیسابوری والحافظ ابن الکثیر وابونعیم فی الحلیۃ وابن مردویہ وعینی فی شرح البخاری والسیوطی فی الدر المنثور عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ ہم جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد فرخ مہد میں اس آیت کو اس طرح پر پڑھتے تھے اے رسول پہنچا دے اس چیز کو کہ تیری طرف تیرے رب سے اتاری گئی ہے یہ کہ علی مومنوں کا مولیٰ ہے اور اگر تو نے نہ کیا تو تو نے اسکی رسالت کو نہیں پہنچایا اور اللہ تجھے لوگوں سے بچا رکھیگا۔

(۳) عن ابن عباس قال نزلت ہذہ الآیۃ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک یوم غدیر خم فی علی بن ابی طالب (اخرجہ الواحدی فی اسباب النزول والثعلبی فی تفسیرہ) ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ آیت یا ایہا الرسول بلغ غدیر خم کے روز نازل ہوئی ہے۔

(۴) عن البراء بن عازب قال فی قولہ تعالیٰ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ای بلغ من فضائل علی نزلت فی غدیر خم فخطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقال عمر بخ بخ یا علی اصبحت مولائی ومولیٰ کل مومن ومومنۃ (اخرجہ ابونعیم والثعلبی) براء بن عازب سے یا ایہا الرسول بلغ کی آیت کی متعلق روایت ہے کہ اے رسول علی کے فضائل کو پہنچا دے یہ آیت غدیر خم کے روز نازل ہوئی حضرتؐ نے خطبہ پڑھا اور فرمایا جس کا کہ میں مولیٰ ہوں پس اسکا علی مولیٰ ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے مبارک ہو تجھے یا علی تو میرا اور ہر ایک مومن اور مومنہ کا مولیٰ ہے۔

(۳) الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی (سورۃ مائدہ) ترجمہ آج میں نے کامل کیا ہے تمہارے لئے تمہارا دین اور میں نے پوری کی ہے تم پر نعمت۔

(۱) عن ابی سعید الخدریؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعی الناس فی غدیر خم وامر بما تحت الشجرۃ من شوک فقم کان ذلک یوم الخمیس فدعا علیا فاخذ بضبعیہ فرفعہما حتی نظر الناس بیاض ابطی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ ثم لم یتفرقوا حتی نزلت ہذہ الآیۃ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اکبر علی کمال الدین واتمام النعمۃ ورضاء الرب برسالتی وبالولایۃ لعلی بن ابی طالب (اخرجہ ابونعیم وابوبکر بن مردویہ عنہ وعن ابی ہریرۃ والسیوطی فی الدر المنثور والدیلمی وابونعیم ما نزل من القرآن فی علی) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بہ تحقیق غدیر خم کے روز جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بلا کر درخت کے نیچے جھاڑو دینے کا حکم کیا وہاں سے کانٹوں کو جھاڑ کر دور کیا گیا پھر آپ نے علی کو بلا کر انکے دونو بازو پکڑ کر اٹھائے یہانتک کہ لوگوں نے حضرتؐ کی بغل کی سفیدی کو ملاحظہ کیا پھر آپ نے فرمایا جس کا کہ میں مولیٰ ہوں پس اسکا علی مولیٰ ہے پھر ابھی لوگ متفرق نہیں ہوئے تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی کہ آج کے روز میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کیا ہے اور میں نے اپنی نعمت کو تم پر پورا کیا ہے۔ پس جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اکبر دین کے کامل ہو جانے اور نعمت کے پورا ہونے اور میری رسالت اور علیؑ کی ولایت پر خدا کے راضی ہونے پر۔

(۲) عن ابی ہریرۃ قال من صام ثمانیۃ عشر من ذی الحجۃ وہو یوم غدیر خم لما اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بید علی فقال الست اولیٰ بالمومنین من انفسہم قالوا نعم یا رسول اللہ قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقال عمر بن الخطاب بخ بخ یا ابن ابی طالب اصبحت مولائی ومولیٰ کل مومن فانزل اللہ الیوم اکملت لکم

دینکم واتممت علیکم نعمتی کتب لہ صیام ستین شہرًا (اخرجہ ابن المغازلی وابو الشیخ محمد بن علی بن ابراہیم النطیزی) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس شخص نے ذی الحجہ کی اٹھارہویں تاریخ کو کہ وہ غدیر خم کا روز ہے جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد کیا کہ کیا میں سب مومنوں کی جان سے اولی نہیں اور لوگوں نے عرض کیا کہ بیشک یا رسول اللہ آپ ہماری جان سے اولی ہیں پھر حضرتؐ نے فرمایا جس کا کہ میں مولی ہوں اسکا علی مولی ہے اور عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ کہنے لگے مبارک ہو تجھے ای ابن ابیطالب کہ تو میرا اور ہر ایک مومن کا مولا بنگیا ہے اور خدا نے یہ آیت نازل کی کہ آج میں نے کامل کیا ہے تمہارے لئے تمہارے دین کو اور میں نے پوری کی ہے تمپر اپنی نعمت روزہ رکھے اسکے لئے ساٹھ مہینے کے روزوں کا ثواب لکھا جائیگا ❊

(۳) عن مجاهد قال نزلت هذه الاٰية بغدير خم (اخرجه الامام الصالحانی) مجاہد سے منقول ہے کہ یہ آیت غدیر خم کے دن نازل ہوئی ❊

(۲۳) ان الذین اٰمنوا وعملوا الصلحت اولئک هم خیر البریه (سورۃ البینه) ترجمہ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے ہیں وہی لوگ سب خلقت سے بہتر ہیں ❊

(۱) عن جابر بن عبد الله قال کنا عند النبی صلی الله علیه وسلم فاقبل علی فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم قد اتاکم اخی ثم التفت الی الکعبة فضربها بیده ثم قال والذی نفسی بیده ان هذا وشیعته هم الفائزون یوم القیامة ثم قال انه اولکم ایمانا معی واوفاکم بعهد الله واقومکم بامر الله واعدلکم فی الرعیة واقسمکم بالسویة واعظمکم عند الله مزیة قال ونزلت هذه الاٰیة ان الذین اٰمنوا وعملوا الصلحت اولئک هم خیر البریة قال فکان اصحاب محمد صلی الله علیه وسلم اذا اقبل علی قالوا قد جاء خیر البریة (اخرجه الخوارزمی فی المناقب وابن عساکر والسیوطی فی الدر المنثور) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ ایکدفعہ ہم جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بیٹھے ہوئے تھے کہ جناب امیر علیہ السلام تشریف لائے حضرت نے ہمسے ارشاد کیا تمہارے پاس میرا بھائی آرہا ہے پھر آپ نے کعبہ کی طرف متوجہ ہوکر اسپر ہاتھ مارا اور کہا قسم ہے اس ذات کی جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں اور یہ اور اسکے شیعہ قیامت کے روز بس یہی لوگ جنت تک پہنچنے والے ہیں پھر آپ نے فرمایا یہ تحقیق یہ تم سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا ہے اور تم سب سے زیادہ اللہ کے عہد کو پورا کرنیوالا ہے اور خدا کے حکم پر تم سب سے زیادہ رعیت کے حق میں عدل کرنیوالا ہے اور تم سب سے اللہ کے نزدیک زیادتی والا ہے اور تم سب سے زیادہ پورا تقسیم کرنیوالا ہے پھر یہ آیت نازل ہوئی کہ بیشک جو لوگ ایمان لائے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں وہی لوگ سب خلقت سے بہتر ہیں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر جبکہ جناب امیر علیہ السلام تشریف لاتے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کہتے کہ جو سب خلقت سے بہتر ہے وہ تشریف لا رہے ہیں ❊

(۲) عن ابن عباسؓ قال لما نزلت هذه الاٰیة ان الذین اٰمنوا وعملوا الصلحت اولئک هم خیر البریة قال النبی صلی الله علیه وسلم لعلی انت وشیعتک تاتی یوم القیمة وهم راضیین ومرضیین ویاتی عدوک غضبانا مقمحین (اخرجه الحافظ ابو نعیم فی حلیة الاولیاء والدیلمی فی فردوس الاخبار) عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے ہیں وہی لوگ سب خلقت

سے بہتر ہیں نازل ہوئی جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام سے ارشاد کیا تو اور تیرا گروہ قیامت میں آئینگے خوش اور خوش کئے گئے اور تیرے دشمن آئینگے غصہ کی میں گردن اٹھائے ہوئے ؁

(۳) عن زید بن شراحیل الانصاری کاتب علی قال سمعت علیا یقول حدثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا مسندہ الی صدری فقال ای علی الم تسمع قول اللہ تعالی الذین اٰمنوا وعملوا الصلحت اولئک ھم خیر البریۃ انت وشیعتک وموعدی وموعدک الحوض اذا جثت الامم للحساب یدعون غرا محجلین (اخرجہ الخوارزمی فی المناقب وابوبکر ابن مردویہ والسیوطی فی الدر المنثور) زید بن شراحیل انصاری جناب امیر علیہ السلام کے کاتب ناقل ہیں کہ میں نے جناب امیر کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ میرے سینہ پر تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے آپ نے مجھ سے ارشاد کیا یا علی تو نے خدا تعالیٰ کے فرمانے کو نہیں سنا ہے کہ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے ہیں وہ لوگ سب خلقت سے بہتر ہیں پس وہ ہیں اور تو اور تیرا گروہ ہیں۔ میرے اور تیرے وعدہ کی جگہ حوض ہے جبکہ قیامت کو امتیں حساب دینے کے لئے آئینگی تو وہ لوگ سفید منہ اور سفید ہاتھ پاؤں والے پکارے جائینگے ؁

(۴) عن ابی سعید الخدری مرفوعاً علی خیر البریۃ (اخرجہ ابن عدی) ابو سعید خدری سے مرفوعاً روایت ہے کہ جناب امیر خیر البریہ ہیں ؁

(۲۴) ان الذین اٰمنوا وعملوا الصلحت سیجعل لھم الرحمن ودا (سورہ مریم) ترجمہ تحقیق وہ لوگ کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے البتہ کریگا رحمن انکے لئے محبت ؁

(۱) عن البراء بن عازب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی قل اللھم اجعل لی من عندک عھداً واجعل لی فی صدور المؤمنین مودۃ فانزل اللہ تعالی ان الذین اٰمنوا وعملوا الصلحت سیجعل لھم الرحمن ودا (اخرجہ احمد والبخاری وابوداؤد فی السنن والحمیدی فی جمع بین الصحیحین وعبدی فی کتابہ جمع بین الصحاح الستۃ وصاحب المشکوۃ عن الصحیح الترمذی والحافظ ابو نعیم فیما نزل من القراٰن فی علی والثعلبی فی تفسیرہ وابن مردویہ وسبط ابن الجوزی فی تذکرۃ خواص الامۃ والحافظ ابن حجر فی الصواعق) براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی سے ارشاد فرمایا یا علی دعا کرو اور کہو کہ اے میرے پروردگار اپنے پاس سے مجھے ایک عہد عطا فرما۔ اور مومنوں کے دلوں میں میری محبت ڈالدے پس خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی تحقیق وہ لوگ کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے البتہ کریگا رحمن انکے لئے محبت ؁

(۲) عن محمد بن الحنفیۃ فی قولہ تعالی ان الذین اٰمنوا وعملوا الصلحت سیجعل لھم الرحمن ودا انہ قال لا یبقی مومن الا وفی قلبہ ود لعلی واھل بیتہ وذکر النقاش انھا نزلت فی علی (اخرجہ الحافظ السلفی) جناب محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے متعلق (کہ بیشک لوگ کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے البتہ کریگا رحمن انکی محبت) روایت کرتے ہیں کہ کوئی مومن ایسا باقی نہیں رہیگا جسکے دل میں علی کی اور علی کے اہل بیت کی محبت نہ ہو نقاش رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ آیت جناب امیر علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی ہے ؁

(۳) عن ابن عباس قال اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدی علی فصلی اربع رکعات ثم رفع یدہ الی السماء

فقال اللهم سالك موسى بن عمران وانا محمد سالك ان تشرح لي صدري وتيسر لي امري وتحلل عقدة من لساني يفقهوا قولي واجعل لي وزيرا من اهلي عليا اخي اشدد به ازري واشركه في امري قال ابن عباس سمعت منادیا ینادی یا احمد قد اوتیت ما سالتك فقال النبي صلى الله عليه وسلم يا ابا الحسن ارفع يديك الى السماء وادع ربك واساله يعطيك فرفع يده الى السماء وهو يقول اللهم اجعل لي من عندك عهدا واجعل لي عندك ودا فانزل الله على نبيه صلى الله عليه وسلم ان الذين امنوا وعملوا الصلحت سيجعل لهم الرحمن ودا (اخرجه ابن المغازلی فی المناقب) ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت نے علی کا ہاتھ پکڑ کر چار رکعتیں نماز کی پڑھیں پھر آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر فرمایا اے میرے پروردگار موسیٰ بن عمران نے تجھ سے دعا کی تھی اور میں محمد بھی اور تجھ سے دعا کرتا ہوں میرے سینہ کو کشادہ کر اور میرے کام کو آسان بنا اور میری زبان کی گرہ کھولدے تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں اور میری اہل سے میرے بھائی علی کو میرا وزیر بنا اور اس سے میری پشت کو قوی کر اور میرے امر میں اسکو میرا شریک کر دے۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں میں نے ایک پکارنے والے کو پکارتے ہوئے سنا کہ اے احمد ہم نے تجھے دیدیا ہے جو کچھ کہ تو مانگ رہا ہے پس حضرتؐ نے جناب امیرؑ سے فرمایا اے ابوالحسن تو اپنے ہاتھ کو آسمان کی طرف اٹھا کر خدا سے دعا کر اور میں بھی تیرے لئے دعا کرتا ہوں وہ تجھے ضرور عطا کریگا جناب امیرؑ نے دعا کی اے میرے پروردگار مجھے اپنے پاس سے ایک عہد عطا کر اور اپنی طرف سے محبت عطا فرما پس خدا تعالیٰ نے اپنے نبی پر اس آیت کو نازل فرمایا۔ الخ

(۲۵) من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ واللہ رؤف بالعباد (سورۃ البقرہ) ترجمہ اور بعض لوگ ایسے وہ ہے کہ بیچتا ہے اپنی جان کو خدا کی رضامندی کے لئے اور اللہ شفقت کرنیوالا ہے بندوں پر۔

نقل الامام حجۃ الاسلام محمد الغزالی فی احیاء علوم الدین ان لیلۃ بات علی علی فراش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوحی اللہ تعالی الی جبریل ومیکائیل انی اخیت بینکما وجعلت عمر احدکما اطول من الاخر فایکما یؤثر صاحبہ بالحیوۃ فاختار کلواحد منہما الحیوۃ فاوحی الیہما افلا کنتما مثل علی اخیت بینہ وبین محمد صلی اللہ علیہ وسلم فبات علی علی فراشہ ویؤثرہ بالحیوۃ فاہبطا الی الارض فاحفظاہ من عدوہ فکان جبریل عند راسہ ومیکائیل عند رجلیہ ینادی بخ بخ لك یا ابن ابی طالب یباہی اللہ بك والملائکۃ فانزل اللہ عز وجل ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ واللہ رؤف بالعباد (اخرجہ الثعلبی فی تفسیرہ والحافظ ابونعیم فی الحلیۃ) امام حجۃ الاسلام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں لکھتے ہیں کہ جب شب ہجرت میں جناب امیر علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر مبارک پر سو رہے تو پروردگار نے جبریل اور میکائیل علیہما السلام کی جانب وحی کی کہ میں نے تم دونوں کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا ہے اور تم دونوں میں کسی ایک کی عمر دوسرے سے زیادہ بنائی ہے تم دونوں میں سے کوئی ہے کہ اپنی عمر کا حصہ اپنے دوسرے بھائی کو دیدے دونوں نے اپنی عمر کی کمی کو گوارا نہ کیا خدا تعالیٰ کا حکم ہوا کہ تم دونوں علی رضؓ کی مثل ہرگز نہیں ہوئے اسکو اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی بنایا ہے دیکھو وہ اپنے بھائی کے بستر پر سو رہے ہیں اور اپنی جان کو میرے رسول پر قربان کرتے ہیں اور اپنی زندگی کو ایثار کر رہے ہیں تم دونوں زمین پر جا کر اسکو اسکے دشمنوں سے بچاؤ جبریل جناب امیر کے سر مبارک کی طرف اور میکائیل پاؤں کی طرف اترے اور تمام رات انکی حفاظت کرتے رہے اور

پکارتے ہیے۔ شاباش ای ابن ابی طالب خدا اور اسکے فرشتے تیرے ساتھ فخر کرتے ہیں پس خدا تعالی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل فرمائی کون ہے جو بیچے اپنی جان خدا کی خوشی کے لئے اور اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہی۔

(۲۶) ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ (سورۃ واللیل) ترجمہ اور البتہ عنقریب دیگا رب تیرا تجھے پس راضی ہوگا تو یا محمدؐ ✤

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ فی تفسیر ھذہ الآیۃ انہ قال رضی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان لا یدخل احد من اھل بیتہ فی النار (اخرجہ القرطبی وابن المغازلی فی المناقب وابن جریر فی تفسیرہ والسیوطی فی احیاء المیت) ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہو گئے بکہ انکی اہل بیت میں سے کوئی دوزخ میں نہیں ڈالا جائیگا ✤

(۲۷) مرج البحرین یلتقیان (سورہ الرحمان) ترجمہ چلائے دو دریا ملکر چلتے ✤

عن انس بن مالک فی قولہ تعالی مرج البحرین یلتقیان قال ھو علی وفاطمۃ ویخرج منھما اللؤلؤ والمرجان قال الحسن والحسین (رواہ صاحب کتاب الدرر) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں کہ ملتے ہیں دو دریا آپس میں روایت ہی کہ دو دریا جناب امیر اور فاطمہ علیہا السلام ہیں اور نکلے ان سے موتی اور مونگا یہ جناب حسنینؓ ہیں ✤

(۲۸) واجعل لی لسان صدق فی الاخرین (سورۃ الشعراء) ترجمہ اور بنا میرے لئے ایک سچ کی زبان پچھلوں میں ✤

عن ابی عبد اللہ جعفر بن محمد الباقرؑ قال لسان صدق ھو علی ابن ابی طالب لما عرضت ولایتہ علی ابراھیم علیہ السلام فقال اللھم اجعل من ذریتی ففعل ذلک (اخرجہ ابو بکر بن مردویہ) جناب امام ابو عبد اللہ جعفر صادق ابن امام محمد باقر علیہ وعلی آبائہ السلام سے مروی ہے کہ سچ کی زبان جناب علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں جب انکی ولایت کو جناب ابراہیم علیہ السلام کے سامنے پیش کیا گیا انہوں نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ ای پروردگار انکو میری ذریت سے بنا۔ پس خدا تعالی نے ایسا ہی کیا ✤

(۲۹) والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین آمنوا (سورۃ والعصر) ترجمہ قسم ہے اترنے دن کی بیشک انسان نقصان میں ہے مگر جو ایمان لائے ✤

عن ابن عباس قال ان الانسان لفی خسر ابو جہل ولا الذین آمنوا علی وسلمان (اخرجہ ابو نعیم وابن مردویہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ بیشک انسان نقصان میں ہے سے مراد ابو جہل ہی مگر جو ایمان لائے ان سے مراد علیؓ اور سلمانؓ ہیں ✤

(۳۰) والنجم اذا ھوی ما ضل صاحبکم وما غوی (سورۃ النجم) ترجمہ قسم ہے ستارے کی جبکہ وہ ٹوٹا نہیں گمراہ ہوا صاحب تمہارا اور نہ بھٹکا ✤

(۱) عن ابی الحمراء حبشا الحرقیؓ قال لما امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسد الابواب التی فی المسجد شق علیھم قال حبۃ انی لانظر الی حمزۃ بن عبد المطلبؓ وھو تحت قطیفۃ حمراء وعیناہ تذرفان ویقول اخرجت

عمك وابا بكر وعمر والعباس واسكنت ابن عمك فتكلم رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قد شق عليهم من عامة الصلوٰة حاء فخر فصعد المنبر فلم يسمع من رسول الله صلى الله عليه وسلم خطبة كان ابلغ منها تمجيداً وتوحيداً فلما فرغ قال يا ايها الناس والله ما انا سددتها ولا انا فتحتها ولا انا اخرجتكم واسكنته فقرأ والنجم اذا هوى ما ضل صاحبكم وما غوى (اخرجه ابن مردويه والسيوطي في الدر المنثور في سورة النجم) ابو الحمراء حبه عرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دروازوں کے بند کرنیکا حکم دیا جو کہ مسجد میں تھے لوگوں پر نہایت شاق گذرا حبہ کہتے ہیں کہ اتک میری آنکھوں کے سامنے وہ سماں پھر رہا ہے کہ حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سرخ لنگی اوڑھے بیٹھے ہیں اور انکی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کر رہے ہیں آپ نے اپنے چچا اور ابوبکر و عمر اور عباس رضی اللہ عنہم کو مسجد سے نکال دیا ہے اور اپنے چچیرے بھائی کو رکھ لیا ہے جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ ان لوگوں پر دروازوں کا بند کیا جانا شاق گذرا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جماعت کی منادی کرائی اور منبر پر چڑھکر ایسا فصیح اور بلیغ خطبہ ارشاد کیا کہ تمجید اور توحید میں ایسا خطبہ کبھی نہیں سنا گیا تھا پھر فرمایا ہے لوگو میں نے ان دروازوں کو بند کیا ہے قسم ہے ستارہ کی جبکہ وہ گرا نہیں گمراہ ہوا تمہارا صاحب اور نہیں بھٹکا اور نہیں بولتا اپنی خواہش سے مگر یہ بات اسکی طرف وحی بھیجی جاتی ہے سخت قوتوں والا اسکو سکھاتا ہے ✤

(۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال كنا جلوساً مع طائفة من شبان قريش وفينا رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا انقض نجم فقال عليه السلام من انقض هذا النجم في منزله فهو وصي من بعدي فقاموا ونظروا وجدنا انقض في منزل علي فقالوا اضلت بعلي منزلت والنجم اذا هوى ما ضل صاحبكم وما غوى (اخرجه ابن المغازلي وصاحب ينابيع ودخائر العقبیٰ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ مکہ میں جوانان قریش کے ایک گروہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہم میں تشریف رکھتے تھے ناگاہ ایک ستارہ ٹوٹا پس حضرت نے ارشاد کیا کہ یہ ستارہ جس شخص کے گھر میں گریگا وہ میرے بعد میرا وصی ہے یہ سنکر لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور دیکھنے لگے وہ ستارہ جناب امیر علیہ السلام کے گھر میں گرا پس لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا (اللہ یاد باہمہ) آپ بسبب علی کی محبت کے دھوکا کہ بہکتے ہیں پس یہ آیت نازل ہوئی قسم ہے ستارے کی جبکہ وہ گرا نہیں گمراہ ہوا تمہارا صاحب اور نہ بھٹکا ✤

(۳) وهو الذي خلق من الماء بشراً فجعله نسباً وصهراً (سورة الفرقان) ترجمہ اور وہ اللہ وہ ہے کہ جس نے پیدا کیا پانی سے آدمی کو پھر بنایا اسکے لئے جد اور سسرال کو ✤

عن محمد بن سيرين رحمة الله عليه في قوله تعالىٰ هو الذي خلق من الماء بشراً فجعله نسباً وصهراً قال انها نزلت في النبي صلى الله عليه وسلم وعلي بن ابي طالب عليه السلام هو ابن عم النبي صلى الله عليه وسلم وزوج فاطمة عليها السلام فكان له نسباً وصهراً (كفاية الطالب لابي عبد الله محمد ابن يوسف الكنجي الشافعي) محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کریمہ کے شان نزول میں کہ وہ وہ ہے کہ جس نے پانی سے آدمی پیدا کیا اور بنایا اسکے لئے نسب اور سسرالیکا رشتہ) کہتے ہیں کہ یہ آیت جناب

رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم اور علی بن ابی طالب علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی ہے کہ وہ نسب کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابن عم ہیں اور جناب فاطمہ علیہا السلام کے شوہر ہونیکی وجہ سے حضرتؐ اُنکے لیے سسرالیکا رشتہ ہیں ⁂

(۳۲) سلام علیٰ آل یاسین (سورۃ والصّٰفّٰت) ترجمہ آل یاسین پر سلام ہو ⁂

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال فی قولہ تعالیٰ السلام علیٰ آل یاسین ای علیٰ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجہ الکلبی والامام فخر الدین الرازی فی الاربعین والسمہودی ایضاً فی فضل الشرفین وابن ابی حاتم والطبرانی وابن مردویہ والسیوطی فی الدر المنثور) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیۂ کریمہ (کہ سلام آل یاسین پر) کی تفسیر میں منقول ہے کہ یعنی آل محمدؐ پر سلام ہو ⁂

تنبیہ فقد نقل جماعۃ من المفسرین عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان المراد بذلک سلام علیٰ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم (صواعق محرقہ) مفسرین کی ایک جماعت نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آل یاسین سے آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہے ⁂

(۳۳) اخواناً علیٰ سرر متقابلین (سورۃ الحجر) ترجمہ بھائی برابر کے تختوں پر آمنے سامنے ہونگے ⁂

(۱) عن زید بن ابی اوفیٰ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی انت معی فی قصری فی الجنۃ مع فاطمۃ ابنتی وانت اخی ورفیقی ثم تلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخواناً علیٰ سرر متقابلین (اخرجہ احمد) زید بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام سے ارشاد کیا کہ تو میرے ساتھ میرے گھر میں قیامت کے روز جنت میں میری بیٹی فاطمہ کے ساتھ ہوگا اور تو میرا بھائی اور رفیق ہے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو پڑھا (بھائی برابر کے تختوں پر آمنے سامنے ہونگے ⁂

(۲) عن ابی ہریرۃؓ قال قال علی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایما احب الیک انا ام فاطمۃ قال فاطمۃ احب الی منک وانت اعز علی منہا وکانی بک وانت علیٰ حوضی تذود عنہ الناس وان علیہ لاباریق مثل عدد نجوم السماء وانت والحسن والحسین وفاطمۃ وعقیل وجعفر اخواناً علیٰ سرر متقابلین (اخرجہ ابن مردویہ) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم دونوں میں سے کون حضور کو زیادہ پیارا ہے۔ یا فاطمہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا فاطمہؓ تم سے زیادہ پیاری ہیں اور تم ان سے زیادہ عزیز ہو اور تم حوض پر اٹھے ہونگے تم لوگوں کو اس سے ہٹاؤ گے اور اس پر آسمان کے ستاروں کی تعداد کے موافق پیالے ہونگے اور تو اور حسن اور حسین اور فاطمہ اور عقیل اور جعفر بھائی برابر کے تختوں پر آمنے سامنے ہونگے ⁂

(۳۴) ھو الذی ایدک بنصرہ وبالمؤمنین (سورۃ انفال) ترجمہ وہ وہ خدا ہے کہ جس نے تیری تائید کی اپنی مدد سے اور مومنوں سے ⁂

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ فی قولہ تعالیٰ ھو الذی ایدک بنصرہ وبالمؤمنین قال [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم مکتوب علی العرش لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ محمد عبدی ورسولی ایدتہ [illegible] بعلی بن ابی طالب [illegible]

جناب علی اور فاطمہ کا انہیں کھجوریں دینا دیکھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ ان کے بہتر ہیں ہے ❊

(۴۲) یا ایہا الذین امنوا لا تحرموا الطیبات ما احل اللہ لکم (سورۃ مائدہ) ترجمہ اے وہ لوگو کہ تم ایمان لائے ہو مت حرام کرو پاک چیزوں کو کہ خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے حلال کی ہیں ❊

عن قتادۃ عن ابن عباس قال انہا نزلت فی علی واصحابہ وقال ان علیا وجماعۃ من اصحابہ منہم عثمان بن مظعون ارادوا ان یتخلوا عن الدنیا ویترکوا النساء ویترہبوا فنزلت ہذہ الآیۃ (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) قتادہ رحمۃ اللہ علیہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت جناب امیر اور انکے بعض دوستوں کے حق میں نازل ہوئی ہے جناب امیر اور انکے بعض دوستوں نے کہ جنہیں سے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ بھی تھے یہ ارادہ کیا تھا کہ دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر لینی چاہیے اور عورتوں کو چھوڑ کر راہب بنجانا چاہیے پس یہ آیت نازل ہوئی

(۴۳) ام یحسدون الناس علی ما اتاہم اللہ من فضلہ (سورۃ النساء) ترجمہ کیا لوگ حسد کرتے ہیں اس شخص پر کہ جسکو دیا ہے اللہ نے اپنے فضل سے ❊

عن محمد الباقر فی قولہ ام یحسدون الناس الخ انہ قال واللہ نحن اہل البیت ہم الناس اخرجہ ابوالحسن المغازلی فی المناقب والعلامہ ابن حجر فی الصواعق) جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں روایت ہے کہ وہ لوگ ہم اہل بیت ہیں ❊

(۴۴) واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا (سورۃ آل عمران) ترجمہ اور مضبوط پکڑو اللہ کی رسی کو سب ملکر اور پھوٹ نہ ڈالو ❊

عن جعفر الصادق فی تفسیر ہذہ الآیۃ انہ قال نحن حبل اللہ اخرجہ الثعلبی فی تفسیرہ والعلامہ ابن حجر فی الصواعق) جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں روایت ہے کہ وہ خدا کی رسی ہم ہیں ❊

(۴۵) کمشکوۃ فیہا مصباح (سورۃ النور) ترجمہ مانند چراغدان کے ہے جس میں چراغ ہو ❊

عن ابی جعفر قال سالت الحسن عن قول اللہ تعالیٰ کمشکوۃ فیہا مصباح قال المشکوۃ فاطمۃ والشجرۃ مبارکۃ ابراہیم لا شرقیۃ ولا غربیۃ لا یہودیۃ ولا نصرانیۃ نور علی نور منہا امام بعد امام یہدی اللہ لنورہ من یشاء یہدی اللہ لولایتنا من یشاء (اخرجہ ابن المغازلی) جناب امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ میں نے جناب حسن سے اس آیت کی تفسیر کو پوچھا وہ فرمانے لگے کہ چراغدان سے مراد جناب فاطمہ ہیں اور شجرہ مبارکہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور لا شرقیہ ولا غربیہ سے یہ مراد ہے کہ جناب فاطمۃ نہ یہودیہ تھیں اور نہ نصرانیہ اور نور علی نور سے یہ مراد ہے کہ ان سے امام کے بعد امام پیدا ہوتا رہیگا اور اللہ ہدایت کرتا ہے اپنے نور سے جسے چاہے اس سے یہ مراد ہے کہ اللہ ہماری ولایت سے جسے چاہے ہدایت کر سکتا ہے ❊

(۴۶) ومن یقترف حسنۃ نزد لہ فیہا حسنا (سورۃ الشوریٰ) ترجمہ جس نے کہ نیکی کا کسب کیا ہم اسکے لئے نیکی زیادہ کرتے ہیں ❊

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال ومن یقترف حسنۃ قال المودۃ لآل محمد صلی اللہ علیہ وسلم

(اخرجہ الثعلبی فی تفسیرہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جس نے کہ نیکی کا کسب کیا یعنی جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کے ساتھ دوستی کی ٭

(۷۷) افمن وعدناہ وعدا حسنا فھو لاقیہ (سورۃ القصص) ترجمہ پس جس کے ساتھ کہ ہمنے نیک وعدہ کیا ہے پس وہ اسکو ملیگا ٭

عن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ قال نزلت ھذہ الآیۃ فی علی وحمزۃ رضی اللہ عنہما (اخرجہ المحب الطبری فی الریاض) مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ یہ آیت جناب امیر اور حمزہ رضی اللہ عنہما کی شان میں نازل ہوئی ٭

(۷۸) افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ (سورۃ الزمر) ترجمہ پس جسکا کہ سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھولدیا سو وہ اُجالے میں ہے اپنے رب کے ٭

قال الواحدی فی کتابہ المسمے باسباب نزول القرآن نزلت ھذہ الآیۃ فی علی وحمزۃ وقست قلوبھم ابولہب واولادہ وھکذا ذکرہ ابوالفرج ابن الجوزی امام واحدی کتاب اسباب نزول القرآن میں لکھتے ہیں کہ یہ آیت جناب علی اور حمزہ کی شان میں نازل ہوئی ہے اور جسکا کہ دل سخت ہوگیا وہ ابولہب اور اوسکی اولاد ہے علامہ ابوالفرج ابن جوزی نے بھی اسکا ذکر کیا ہے ٭

(۷۹) انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا یقیمون الصلوۃ ویؤتون الزکوۃ وھم راکعون (سورۃ مائدہ) ترجمہ بجز اسکے نہیں کہ تمہارا رفیق اللہ اور اسکا رسول ہے اور وہ لوگ کہ ایمان لائے نماز پڑھتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں درآں حالیکہ وہ رکوع کئے ہوئے ہیں ٭

عن ابن عباس کان جالسا علی شفیر زمزم یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ اقبل رجل متعمم بعمامۃ فجعل ابن عباس لا یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا قال الرجل قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابن عباس سألتک باللہ من انت فکشف العمامۃ عن وجہہ وقال یا ایھا الناس من عرفنی فقد عرفنی ومن لم یعرفنی فانا ابوذر الغفاری سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھاتین والا فصمتا ورأیتہ بھاتین والا فعمیتا یقول عن علی انہ قائد البررۃ وقاتل الکفرۃ منصور من نصرہ مخذول من خذلہ اما انی صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما من الایام الظہر فسأل سائل فی المسجد فلم یعطہ احد شیئا فرفع السائل یدہ الی السماء وقال اللھم اشہد انی سألت فی مسجد نبیک ولا یعطنی احد شیئا وکان علی فی الصلاۃ راکعا فاومی الیہ بخنصرہ الیمنی وفیھا خاتم فاقبل السائل واخذ الخاتم من خنصرہ فرفع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طرفہ الی السماء فقال اللھم ان اخی موسی سألک فقال رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی واجعل لی وزیرا من اھلی ھارون اخی اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری فانزلت علیہ قرآنا سنشد عضدک باخیک ونجعل لکما سلطانا اللھم انی محمد نبیک وصفیک اللھم فاشرح لی صدری ویسر لی امری واجعل لی وزیرا من اھلی علیا اشدد بہ ازری قال ابوذر فما استتم دعاءہ حتی اتی جبریل من عند اللہ وقال یا محمد اقرأ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین یقیمون الصلوۃ ویؤتون الزکوۃ وھم راکعون (اخرجہ الواحدی والثعلبی فی تفسیرہ) ایک وقت ابن عباس رضی اللہ عنہ چاہ زمزم کے کنارے بیٹھے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں

بیان کر رہے تھے کہ اتنے میں ایک عمامہ پوش آدمی آنکلا۔ ابن عباسؓ جس حدیث کو بیان کر رہے تھے توقف کیا وہ شخص
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرنے لگا ابن عباسؓ کہنے لگے اے شخص تو کون ہے تجھے خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں
سچ بتا تو کون ہے اُس نے اپنا چہرہ کھول دیا اور کہا اے لوگو جس نے مجھے پہچانا ہوا ہے جس نے نہ پہچانا ہو وہ پہچان لے کہ میں ابوذر
غفاری ہوں میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ان دونوں کانوں سے سنا ہے ورنہ یہ دونوں بہرے ہو جائیں اور ان
دونوں آنکھوں سے دیکھا ہے ورنہ یہ دونوں اندھی ہو جائیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؓ کی شان میں فرماتے تھے۔ وہ
نیکوکاروں کا پیشوا ہے اور بدکاروں کا قاتل ہے منصور ہوا وہ شخص جس نے اسکی مدد کی۔ اور چھوڑا گیا وہ شخص کہ جس نے اسکو
چھوڑا میں ایک روز جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں ظہر کی نماز پڑھ رہا تھا ایک سائل
نے آ کر سوال کیا کسی نے اسے کچھ نہ دیا۔ سائل آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہنے لگا کہ اے خدا گواہ رہیو میں نے تیرے
رسول کی مسجد میں سوال کیا تھا کسی نے مجھے کچھ نہیں دیا۔ جناب امیرؑ رکوع میں تھے سائل کی طرف اپنے داہنے
ہاتھ کی چھنگلی سے اشارہ کیا اس میں انگوٹھی تھی سائل نے آ کر انگوٹھی اتار لی جب حضرتؐ نماز سے فارغ ہوئے تو یہ دیکھ کر جناب الٰہی میں
دعا کی الٰہی میرے بھائی موسیٰ نے تجھ سے التجا کی تھی کہ اے پروردگار میرے سینہ کو کھول اور میرے
کام کو آسان کر اور میری زبان کی گرہ کھول تاکہ میری بات لوگ سمجھیں اور میرے گھر کے لوگوں سے میرے بھائی
ہارون کو میرا وزیر بنا اسکی وجہ سے میری پشت کو قوی کر اور اسکو میرے کام میں میرا شریک بنا۔ پس الٰہی تو نے
اپنا قرآن اس پر نازل کیا کہ ہم تیرے بھائی کی وجہ سے تیرے بازو قوی کریں گے اور تم دونوں کو غلبہ دیں گے پس الٰہی میں محمد
تیرا نبی اور برگزیدہ ہوں پس میرے سینہ کو بھی کھول اور میرے کام کو آسان کر اور میرے گھر والوں سے علی کو
میرا وزیر بنا اور اسکی وجہ سے میری پشت کو قوی کر۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے دعا کو ختم نہیں کیا تھا کہ جبرئیل خدا کی طرف سے تشریف لائے اور کہنے لگے یا محمد پڑھئے آپ نے کہا کیا پڑھوں کہا تمہارا
ولی اللہ اور اسکا رسول ہے اور وہ لوگ کہ ایمان لائے اور نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اس حالت میں کہ رکوع کئے ہوئے ہیں

(۲) عن ابن عباس قال اقبل عبد اللہ بن سلام ومعہ نفر من قومہ ممن قد آمنوا بالنبی صلی اللہ علیہ
وسلم فقالوا یا رسول اللہ ان منازلنا بعیدۃ ولیس لنا مجلس ولا متحدث دون ھذا المجلس وان قومنا لما راونا آمنا باللہ و
رسولہ وصدقناہ رفضونا والوا علی انفسہم ان لا یجالسونا ولا یناکحونا ولا یکلمونا فشق ذلک علینا فقال لہم
النبی انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا الآیۃ ثم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خرج الی المسجد والناس بین قائم
وراکع فبصر بسائل فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھل اعطاک احد شیئا قال نعم خاتم من ذھب فقال صلی اللہ علیہ وسلم من
اعطاکہ قال ذلک القائم واومی بیدہ الی علی فقال صلی اللہ علیہ وسلم علی ای حال اعطاک قال اعطانی وھو راکع فکبر
النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم قرأ ومن یتول اللہ ورسولہ والذین آمنوا فان حزب اللہ ھم الغالبون فانشأ حسان بن
ثابت یقول۔ ابا حسن تفدیک نفسی ومہجتی ۔ وکل بطیء فی الھدی ومسارع ۔ افانت الذی اعطیت اذ کنت
راکعا فدتک نفوس الخلق یا خیر راکع ۔ بخاتمک المیمون یا خیر سید ۔ ویا خیر شار ثم یا خیر بائع ۔ فانزل
فیک اللہ خیر ولایۃ ۔ وبینہا فی محکمات الشرائع ۔ وایضا قال ۔ من ذا بخاتمہ تصدق راکعا ۔ واسرہ فی
نفسہ اسرارا ۔ من کان بات علی فراش محمد ۔ ومحمد اسری یؤم الغارا ۔ ومن کان فی القرآن سمی مؤمنا ۔

و نسخ ابا شاملین عبد الرحمن ابو بکر بن مردویہ والخوارزمی فی المناقب وسبط ابن الجوزی فی تذکرۃ خواص الامۃ) ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک دفعہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے چند مسلمان ہمراہ لیکر ساتھ آکر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ہمارے گھر بہت دور ہیں اور سوا اس مجلس کے کوئی ہماری مجلس نہیں کہ جس میں ہم بیٹھ سکیں جب ہماری قوم نے دیکھا ہے کہ ہم خدا اور خدا کے رسول پر ایمان لائے ہیں اور ہم نے اسکی تصدیق کی ہے تو انہوں نے ہمسے ملاقات چھوڑ دی ہے اور عہد کر لیا ہے کہ وہ نہ ہمارے پاس بیٹھتے ہیں اور نہ ہمسے نکاح کرتے ہیں اور نہ ہمسے بات چیت کرتے ہیں یہ بات ہمپر نہایت شاق گذر رہی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوا اسکے نہیں کہ تمہارا رفیق اللہ اور اسکا رسول اور وہ لوگ ہیں جو کہ ایمان لائے ہیں یہ فرما کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے باہر تشریف لیگئے اور لوگ ابھی نماز میں قیام اور رکوع میں تھے پس حضرت نے ایک سائل کو دیکھا اور اس سے پوچھا تجھے کسی نے کچھ دیا ہے وہ عرض کرنے لگا ہاں مجھے انگوٹھی دی ہے آپ نے فرمایا کسنے دی ہے اُسنے جناب علیؑ کی طرف ہاتھ کا اشارہ کرکے کہا اس کھڑے ہوئے شخص نے آپ نے پوچھا کس حالت میں دی وہ کہنے لگا رکوع کی حالت میں حضرت نے تکبیر پڑھکر پھر اس آیت کو پڑھا جو شخص کہ اللہ اور اسکے رسول اور ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائے ہیں دوستی رکھتا ہے پس خدا کا گروہ ہی غالب ہونیوالا ہے پھر حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار پڑھے سے اے ابوالحسن تجھ پر میری روح اور جان قربان ہو اور ہر ایک شخص کہ ہدایت میں کندی اور تیزی کرنیوالا ہے پس تو وہ ہے کہ رکوع کی حالت میں بخشا ہے سو اے لوگوں کی جان تجھ پر فدا ہو اے سب رکوع کرنیوالوں سے بہتر بخشی تو نے اپنی انگوٹھی اے بہتر اس سوار قوم کے اے سب سے بہتر سجدہ کرنے اور رکوع کرنیوالوں سے بہتر پس خدا نے تیری ولایت میں نص کو نازل کیا اور اسکو شریعت کے محکمات سے بیان فرمایا اسکے بعد انہوں نے ان اشعار کو بھی پڑھا سے کون اس سے پہلے کر سکتا ہے جسنے رکوع کی حالت میں بخشش کی ہے - اور خدا نے اُسکے نفس میں اپنے اسرار کو ودیعت رکھا ہے اسکے سوا کون شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر مبارک پر سویا ہے جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو غار کی طرف تشریف لیجا رہے تھے اسکے سوا خدا نے کسکو قرآن مجید کی دس آیتوں میں مومن کہا ہے اور پڑھتا ہے تو انکو رکوع اور سجود میں ۰

(۳) عن عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ قال اذن بلال فقام الناس یصلون فمن بین راکع وساجد و سائل یسأل فاعطاہ علی خاتمہ وھو راکع فاخبر السائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقرء علینا انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوۃ ویؤتون الزکوۃ وھم راکعون (اخرجہ الواحدی فی کتابہ المسمی باسباب نزول القرآن- والحافظ ابن الاثیر فی کتابہ جامع الاصول عن صحیح النسائی وابن الجوزی) عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی اور لوگ نماز کے لئے کھڑے ہو گئے ابھی لوگ رکوع اور سجود ہی میں تھے کہ ایک سائل سوال کرنے لگا جناب امیر رکوع کر رہے تھے اسی حالت میں آپ نے اپنی انگوٹھی سائل کو عطا کی سائل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکی اطلاع دی حضرت نے ہمکو یہ آیت پڑھکر سنائی سوا اسکے نہیں کہ تمہارا رفیق اللہ اور اسکا رسول اور وہ ایمان والے ہیں جو نماز پڑھتے ہیں اور رکوع کی حالت میں زکوۃ دیتے ہیں ۰

تنبیہ - وفی الکشاف فان قلت کیف صح ان یکون لعلی واللفظ لفظ جماعۃ قلت جیئ بہ علی لفظ الجمع وان کان السبب فیہ رجلا واحدا لیرغب الناس فی مثل فعلہ فینالوا مثل ثوابہ ولینبہ علی ان سجیۃ المؤمنین

یجب ان تکون علی ہذہ الغایۃ من الحرص علی البر والاحسان وتفقد الفقراء حتی ان الذمہم امرلا یفصل الا تاخیرہم فی الصلوٰۃ لم یؤخروہ انتہی کلامہ علامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کشاف میں لکھتے ہیں اگر تو یہ کہے کہ یہ بات جناب علی علیہ السلام کیلئے کیونکر صحیح ہوسکتی ہے کیونکہ اس آیت میں تو لفظ جمع کا استعمال ہوا ہے میں کہتا ہوں کہ لفظ جمع کا اسلئے مستعمل ہوا ہے اگرچہ اصل سبب اسمیں ایک ہی آدمی ہے یعنی جناب امیر تاکہ لوگ انہیں کے ثواب کے موافق ثواب حاصل کریں کیونکہ مومنین کی خصلت اسی صورت پر چاہیئے اور انکو احسان کرنے پر اور فقراء کی حال کی غمخواری پر اسی قدر حرص چاہیئے کہ انکو نماز سے بھی اس میں تاخیر نہ ہو ۔

(۵۰) یایہا الذین اٰمنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجوٰکم صدقۃ ذٰلک خیر لکم (سورہ مجادلہ) ترجمہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو جسوقت کہ تم لوگ رسول سے راز کہو تو راز کہنے سے پہلے صدقہ دو تمہارے لئے یہ بہتر ہے ۔

(۱) عن علی قال لما نزلت یایہا الذین اٰمنوا اذا ناجیتم الرسول الخ قال صلی اللہ علیہ وسلم لعلی مرہم ان یتصدقوا قال بکم یارسول اللہ قال بدینار قال لا یطیقونہ قال فنصف دینار قال لا یطیقونہ قال فبکم قال بشعیرۃ قال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انک لزہید فانزل اللہ تعالیٰ ءاشفقتم ان تقدموا بین یدی نجوٰکم صدقات الایۃ وکان یقول بی خفف عن ہذہ الامۃ (اخرجہ النسائی والثعلبی والواحدی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب آیت نجویٰ نازل ہوئی جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھسے ارشاد کیا کہ لوگوں کو جاکر کہو کہ صدقہ دیا کریں میں نے عرض کیا یارسول کسقدر فرمایا ایک دینار میں نے عرض کیا لوگوں میں اسقدر طاقت نہیں ہے فرمایا نصف دینار میں نے عرض کیا انکو اسکی دینے کی بھی طاقت نہیں فرمایا پھر کسقدر میں نے عرض کیا صرف جو بھر سونا حضرت نے مجھے ارشاد فرمایا تو بہت تھوڑا دینے والا ہے پس خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ ڈر گئے تم راز کہنے سے پیشتر صدقہ دینے سے پس جناب امیر فرمایا کرتے تھے کہ میری وجہ سے اس امت پر تخفیف ہوئی ہے ۔

(۲) عن علی قال ان ہذہ الایۃ من کتاب اللہ ما عمل بہا احد قبلی ولا یعمل بہا احد بعدی کان عندی دینار فصرفتہ فکنت اذا ناجیتہ تصدقت بدرہم رسالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشر مسائل فاجابنی عنہا فقلت یا رسول اللہ ما الوفاء قال التوحید والشہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ قلت ما الفساد قال الکفر والشرک باللہ قلت ما الحق قال الاسلام والقراٰن والولایۃ اذا انتہت الیک فقلت ما الحیلۃ قال ترک الحیلۃ قلت ما علی قال طاعۃ اللہ وطاعۃ رسولہ قلت وکیف ادعو اللہ تعالیٰ قال بالصدق والیقین قلت ماذا اسأل اللہ قال العافیۃ قلت وما اصنع لنجاۃ نفسی قال کل حلالا وقل صدقا قلت وما السرور قال الجنۃ قلت وما الراحۃ قال لقاء اللہ حین فرغت منہا (اخرجہ الجوزی فی اسباب النزول وتفسیرہ الاٰلم)

جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ قرآن مجید کی اس آیت کیساتھ مجھسے پہلے کسی نے عمل کیا ہے اور نہ کوئی بعد میں کریگا میرے پاس ایک دینار تھا میں نے اسکو خرچ کیا اور جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے میں کوئی بھید کی بات پوچھتا تو ایک درہم صدقہ کردیتا اسی طرح سے میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دس مسئلے پوچھے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے انکا جواب دیا۔ پس میں نے عرض کیا یارسول اللہ وفا کسے کہتے ہیں آپ نے فرمایا توحید اور

لا الہ الا اللہ پر گواہی دینے کو۔ میں نے عرض کیا فساد کیا چیز ہے فرمایا کفر اور خدا کے ساتھ شرک کرنا۔ میں نے کہا حق کیا ہے۔ فرمایا اسلام اور قرآن اور ولایت جبکہ تجھ تک پہونچے پھر میں نے عرض کیا حیلہ کیا ہے فرمایا حیلہ کا ترک کرنا میں نے کہا مجھپر کیا چیز فرض ہے فرمایا خدا کی بندگی اور اُسکے رسول کی اطاعت میں نے کہا کہ میں خدا کو کس طرح پکاروں فرمایا صدق سے اور یقین سے۔ میں نے کہا میں خدا سے کیا مانگوں فرمایا عافیت میں نے کہا اپنی جان کی خلاصی کے لیے کیا کروں فرمایا حلال کھا اور سچ بول میں نے کہا خوشی کیا ہے۔ فرمایا جنت۔ میں نے کہا آرام کیا ہے۔ فرمایا خدا کا دیدار جبکہ تو حساب و کتاب سے فارغ ہو جائے ✤

(۳) عن ابن عمرؓ قال ثلث کن لعلیؓ اوکان لی واحدۃ منھن احب الی من حمر النعم تزویجہ فاطمہ واعطاہ الرایۃ وایۃ النجوی (اخرجہ ابن مردویہ) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر میں تین ایسی باتیں تھیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی مجھے حاصل ہوتی تو مجھے سُرخ پشم والے اونٹ سے بھی زیادہ محبوب ہوتی۔ جناب سیدہ علیہا السلام سے انکا نکاح ہونا اور انکو علم کا دیا جانا اور آیت نجویٰ کے ساتھ انکا عمل کرنا ✤

(۵۱) ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبیؐ یا ایھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما (سورۃ احزاب) ترجمہ بتحقیق اللہ اور اُسکے فرشتے درود پڑھتے ہیں نبی پر اے وہ لوگو کہ تم ایمان لائے درود پڑھو اس پر اور سلام بھیجو سلام بھیجنا ✤

(۱) عن کعبؓ بن عجرۃ قال لما نزلت ھذہ الاٰیۃ قلنا یا رسول اللہ کیف نصلی وکیف نسلم علیک قال قولوا اللھم صل علی محمد وعلی اٰل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی اٰل ابراھیم انک حمید مجید (اخرجہ البخاری والمسلم) کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ ہم حضور پر کس طریق سے درود اور سلام بھیجا کریں فرمایا کہا کرو اے ہمارے پروردگار درود بھیج محمدؐ اور آل محمدؐ پر جیسے کہ تو نے درود بھیجا ہے ابراہیم اور آل ابراہیم پر بہ تحقیق تو ستودہ اور بزرگ ہے اور اے ہمارے پروردگار برکت کر محمدؐ اور آل محمدؐ پر جیسے کہ تو نے برکت کی ہے ابراہیم اور آل ابراہیم پر بہ تحقیق تو ستودہ اور بزرگ ہے ✤

(۵۲) والسابقون السابقون اولٰئک المقربون فی جنات النعیم (سورۃ الواقعہ) ترجمہ اگاڑی والے سو اگاڑی والے وہی ہیں نزدیکی نعمتوں کے باغوں میں ✤

عن ابن عباسؓ قال سالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن قولہ تعالیٰ والسابقون السابقون فقال قال لی جبرائیل ذالک علی (اخرجہ ابن مردویہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت والسابقون السابقون کی تفسیر پوچھی آپنے فرمایا کہ مجھے جبرائیل نے کہا کہ یہ علی ہیں ✤

(۵۳) واذا لقوا الذین اٰمنوا قالوا اٰمنا واذا خلوا الی شیٰطینھم قالوا انا معکم انما نحن مستھزءون (سورۃ البقرہ) ترجمہ جب ملتے ہیں ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں کہتے ہیں ہم ایمان لائے ہیں اور جب اپنے شیطانوں سے جا ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو ٹھٹھا کرنیوالے ہیں ✤

عن ابن عباس رضی اللہ ان عبد اللہ بن ابی واصحابہ خرجوا فاستقبلھم نفر من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال عبد اللہ بن ابی لاصحابہ انظروا کیف ارد ھؤلاء السفھاء عنکم فاخذ بید علی فقال مرحبا بابن عم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وختنہ وسید بنی ہاشم ما خلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال علی یا عبد اللہ اتق اللہ
ولا تنافق انتم رضی اللہ فقال مرحبا یا ابا الحسن ان ایماننا کایمانکم ثم تفرقوا فقال ابن ابی لاصحابہ کیف رأیتموما
فعلت فاثنوا علیہ خیرا فنزل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واذا لقوا الذین امنوا الخ (اخرجہ ابن مردویہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ
سے روایت ہو کہ عبد اللہ بن ابی اپنے دوستوں کے ساتھ آرہا تھا راستہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند اصحاب
کو آتے ہوئے دیکھکر اپنے دوستوں سے کہنے لگا دیکھو میں ان بیوقوفوں کو کس طرح سے ٹالتا ہوں یہ کہکر جناب امیر کا ہاتھ پکڑ کے
کہنے لگا شاباش اے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابن عم اور داماد اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا تمام
بنی ہاشم کے سردار جناب امیر نے اس سے فرمایا اے عبد اللہ خدا سے خوف کر اور منافقت مت کر بیشک منافق تمام
کا شریر ہوتا ہے کہنے لگا ای ابو الحسن چھوڑو ہمارا ایمان تو تمہارے ایمان کی طرح سے ہے یہ کہکر جناب امیر کے پاس سے چلا گیا
اور اپنے دوستوں سے کہنے لگا تم نے دیکھا میں نے اُنکے ساتھ کیا کیا ہے سب نے اسکی تعریف کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر
آیت نازل ہوئی ...... الخ ✣

(۵۴) والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بہتانا واثما مبینا۔
(سورۃ الاحزاب) ترجمہ جو لوگ کہ اذیت دیتے ہیں مومنین اور مومنات کو بغیر کسی قصور کے پس وہ لوگ اٹھاتے ہیں
بہتان اور گناہ ظاہر ✣

عن مقاتل بن سلیمان قال انہ نزلت فی علی وذکر ان نفرا من المنافقین کان یؤذونہ ویکذبون
علیہ (اخرجہ ابن مردویہ) مقاتل بن سلیمان سے روایت ہو کہ یہ آیت جناب امیر کی شان میں نازل ہوئی چند لوگ
منافقوں میں سے انکو ایذا دیا کرتے تھے اور انکو جھٹلایا کرتے تھے ✣

(۵۵) فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر (سورۃ القمر) ترجمہ میٹھے سچی بیٹھک میں نزدیک
بادشاہ کے جس کا سب پر قبضہ ہے ✣

عن ابی دجانۃ قال قلت یا رسول اللہ اخبرنا ان الجنۃ محرمۃ علی الانبیاء حتی تدخلہا وعلی الامم
حتی یدخلہا امتک قال بلی یا ابا دجانۃ اما علمت ان اللہ لواء من نور وعمودہا من یاقوت مکتوب علی ذلک النور
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ آل محمد خیر البریۃ وصاحب اللواء امام یوم القیامۃ وضرب بیدہ علی علی قال فسر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بذلک سلیا فقال الحمد للہ الذی کرمنا وشرفنا ملک فقال لہ ابشر یا علی ما من
عبد ینتحل مودتک الا بعثہ اللہ معنا یوم القیامۃ ثم قرء فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر
(اخرجہ ابن مردویہ) ابو دجانہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے ہمیں خبر دی ہے
کہ جب تک آپ جنت میں تشریف نہیں لیجائینگے تب تک جنت دوسرے انبیاء پر حرام ہوگی اور جب تک کہ آپکی امت
اس میں داخل ہو سبقت تک دوسری امتیں اسمیں نہیں جائینگی آپنے فرمایا ٹھیک ہے اے ابا دجانہ کیا تو نہیں جانتا کہ
خدا تعالیٰ کا ایک علم نور سے ہے اور یاقوت کا ایک عمود ہے اسپر لکھا ہوا ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ آل محمد خیر البریۃ وصاحب علم قیامت کے
دن امام ہے پھر آپنے جناب امیر کے کندھے پر ہاتھ مارکر اسکی تفسیر کی اور فرمایا خدا کا شکر ہے کہ جسنے ہمیں بزرگی وعزت عطا
کرامت اور شرف دیا ہے پھر ارشاد کیا خوش ہو یا علی جو بندہ کہ تیری محبت کو رکھیگا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ہمارے ساتھ

تُلہا ہے پھر حضرتؑ نے اس آیت کو پڑھا ..... الخ +

(۵۶) ومن خلقنا امة یهدون بالحق وبه یعدلون (سورۂ اعراف) ترجمہ اور ہماری خلقت میں سے ایک گروہ ہے جو حق کے ساتھ ہدایت پاتے ہیں اور اسی کی طرف پھرتے ہیں +

عن زاذان عن علیؑ قال ستفترق هذه الامة علی ثلث وسبعین فرقة اثنتان وسبعون فی النار وواحدة فی الجنة وهم الذین قال الله تعالی ومن خلقنا امة الخ وهم انا وشیعتی (اخرجه ابن مردویه) زاذان جناب امیر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ فرماتے تھے کہ یہ اُمت عنقریب تہتّر فرقوں میں منقسم ہوگی۔ بہتّر دوزخ میں جائینگے اور ایک جنت میں جائیگا اور وہ وہی لوگ ہیں جنکے حق میں خداتعالیٰ نے فرمایا ہے اور ہماری خلقت میں سے ایک گروہ ہے جو حق کے ساتھ ہدایت پاتا ہے اور اسی کی طرف پھرتا ہے۔ پھر جناب امیرؑ نے فرمایا وہ میں ہوں اور میرا گروہ ہے +

(۵۷) طوبی لهم وحسن مآب (سورۂ الرعد) ترجمہ خوشی ہے اُنکے لئے اور بازگشت کا اچھاپن +

عن محمد بن سیرین قال هی شجرة فی الجنة اصلها فی حجرة علی ولیس فی الجنة حجرة الا وفیها غصن من اغصانها (اخرجه ابن مردویه) محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ طوبیٰ ایک درخت ہے جنت میں جس کی جڑ جناب امیر کے گھر میں ہے اور جنت کا کوئی ایسا گھر نہیں کہ اُسمیں اسکی شاخ نہ ہو +

(۵۸) اطیعوا الله واطیعوا الرسول واولی الامر منکم (سورۂ النساء) ترجمہ اطاعت کرو تم اللہ کی اور اطاعت کرو تم رسول کی اور اُس کی جو کہ تم میں صاحب امر ہو +

عن عبد الغفار بن القاسم قال سألت جعفر بن محمد عن اولی الامر فقال کان علی والله منهم (اخرجه الجوازمی) عبد الغفار بن القاسم سے منقول ہے کہ میں نے امام جعفر صادق ابن محمد باقر علیہ السلام سے اولی الامر کی نسبت پوچھا فرمانے لگے علیؑ انہیں میں سے تھے +

(۵۹) واولوا الارحام بعضهم اولی ببعض فی کتاب الله من المؤمنین والمهاجرین (سورۂ احزاب) ترجمہ اور قرابت والے بعض بعض سے نزدیک ہیں خدا کی کتاب میں مومنین اور مہاجرین میں سے +

عن ابن عباس رضی الله عنه قال ذلك علی لانه کان مؤمنا مهاجرا ذا رحم (اخرجه ابوبکر ابن مردویه) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس آیت میں جس کا ذکر ہے وہ جناب امیرؑ ہیں کیونکہ وہ مومن اور مہاجر اور صاحب قرابت تھے +

(۶۰) وبشر الذین آمنوا ان لهم قدم صدق عند ربهم (سورۂ یونس) ترجمہ اور بشارت دے اُن لوگوں کو جو کہ ایمان لائے ہیں بتحقیق انکے لئے ہے قدم سچائی کا اپنے رب کے پاس +

عن جابر بن عبد الله قال نزلت هذه الآیة فی ولایة علی بن ابی طالب (اخرجه ابن مردویه) جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت جناب علی بن ابی طالب کی نسبت نازل ہوئی ہے۔

(۶۱) من جاء بالحسنة فله خیر منها وهم من فزع یومئذ آمنون ومن جاء بالسیئة فکبت وجوههم فی النار (سورۂ النمل) ترجمہ جو کوئی لاوے نیکی پس اسکے لئے ہے بہتری اس سے اور وہ ڈر سے اس دن امن میں ہے اور جو کوئی لائے بُرائی پس اوندھا گرایا جائیگا آگ میں +

عن علی قال الحسنۃ حبنا والسیئۃ بغضنا (اخرجہ ابن مردویہ) جناب امیر علیہ السلام سے اس آیت کے متعلق روایت ہے کہ نیکی ہماری محبت ہے اور برائی ہمارا بغض ہے ✦

(۶۲) وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم (سورہ انفال) ترجمہ اور نہیں ہے اللہ کہ انکو عذاب دے حالانکہ تو انکے درمیان ہے ✦

اشار صلی اللہ علیہ وسلم الی وجود ذلک المعنی فی اہل بیتہ وانہم امان لاہل الارض کما کان ہو صلی اللہ علیہ وسلم امان لہم ومنہا النجوم امان لاہل السمٰوٰت واہل بیتی امان لامتی (صواعق محرقہ) اسکے معنے کے وجود کی طرف جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل بیت میں اشارہ کیا ہے کیونکہ وہ اہل زمین کے لئے امان ہیں جس طرح سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکے لئے امان تھے چنانچہ ان احادیث میں سے ایک حدیث یہ ہے کہ ستارے آسمان والوں کے لئے امان ہیں اور میرے اہل بیت میری امت کے لئے امان ہیں ✦

(۶۳) وعلی الاعراف رجال یعرفون کلا بسیماہم (سورۂ اعراف) ترجمہ اور اعراف پر ایسے لوگ ہونگے کہ ہر شخص کو اسکی علامت سے پہچانینگے ✦

(۱) **عن** علی قال نحن اصحاب الاعراف من عرفناہ بسیماہ ادخلناہ الجنۃ (اخرجہ ابن مردویہ) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ہم ہیں اصحاب اعراف جس شخص کو ہم اسکی علامت سے پہچانینگے اسکو ہم جنت میں داخل کرینگے ✦

(۲) **عن** ابن عباس قال الاعراف موضع عال من الصراط علیہ العباس والحمزۃ وعلی وجعفر ذو الجناحین یعرفون محبیہم ببیاض الوجوہ ومبغضیہم بسواد الوجوہ (اخرجہ الثعلبی فی تفسیرہ) ابن عباس سے روایت ہے کہ اعراف ایک بلند جگہ ہے صراط پر اسپر عباس اور حمزہ اور علی اور جعفر ذوالجناحین ہونگے یہ اپنے محبوں کو انکے منہ کے گورا پن اور اپنے دشمنوں کو انکے منہ کی کالک سے پہچانینگے ✦

(۶۴) ولما ضرب ابن مریم مثلا اذا قومک منہ یصدون (سورۂ الزخرف) ترجمہ جب پیش کیگئی مریم کے بیٹے کی مثال تب ہی تیری قوم لگی چلانے ✦

عن علی قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان فیک مثلا من عیسیٰ ابغضتہ یہود حتی بہتوا امہ واحبتہ النصاریٰ حتی انزلوہ بالمنزلۃ التی لیس بہ فقال المنافقون ... فنزلت ولما ضرب ابن مریم مثلا الآیۃ (اخرجہ البزار وابو یعلی والحاکم والطبری) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا اے علی تجھمیں عیسیٰ علیہ السلام کی مثال موجود ہے کہ ایک قوم نے محبت کی یہانتک کہ اسمیں ہلاک ہوگئی اور ایک قوم نے انسے بغض رکھا یہانتک کہ وہ اس میں ہلاک ہوگئی پس یہ بات فرمایا کیا منافق راضی نہیں کہ اسکے لئے عیسیٰ کی مثال موجود ہے پس یہ آیت نازل ہوئی ✦

(۶۵) ولتعرفنہم فی لحن القول (سورۂ محمد) ترجمہ اور البتہ پہچان لیگا تو انکو بات کے ڈھب سے ✦

عن ابی سعید الخدری فی قولہ تعالیٰ ولتعرفنہم فی لحن القول ببغضہم علی بن ابی طالب (اخرجہ ابو بکر بن مردویہ وابن عساکر والسیوطی فی الدر المنثور فی سورۂ انفال) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے اس

اس آیت کے متعلق کہ البتہ پہچان لیگا تو انکو بات کے پھیرنے میں علی بن ابی طالب کے بغض کے ساتھ ❊

(۶۶) ان الذین سبقت لھم منا الحسنیٰ اولئک عنہا مبعدون (سورۂ انبیاء) ترجمہ جنکو آگے ٹھہر چکی ہماری طرف سے نیکی اور وہ اس سے دور رہینگے ❊

عن النعمان بن بشیر ان علیا تلاھا وقال انا منہم (اخرجہ ابن مردویہ) نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے اس آیت کو پڑھکر فرمایا میں انہیں میں سے ہوں ❊

(۶۷) فاما من اوتی کتابہ بیمینہ (سورۂ الحاقہ) ترجمہ پس جسکو ملا اسکا لکھا داہنے ہاتھ میں ❊

عن ابن عباس قال فی قولہ تعالیٰ واما من اوتی کتابہ بیمینہ ھو علی ابن ابی طالب (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس آیت کے متعلق کہا کہ لیکن وہ شخص کہ اسکا نامہ اعمال اسکے داہنے ہاتھ میں دیا جائیگا وہ علی بن ابی طالب ہیں ❊

قال الواحدی نزلت ھذہ الآیۃ فی علی وحمزۃ یعنی امام واحدی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ یہ آیت جناب علی اور حمزہ رضی اللہ عنہما کی شان میں نازل ہوئی ہے ❊

(۶۸) فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون (سورۂ النحل) ترجمہ پس پوچھو تم اہل ذکر سے اگر نہیں جانتے ہو ❊

عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال قال علی بن ابی طالب نحن اھل الذکر (اخرجہ الثعلبی فی تفسیرہ) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیرؑ نے فرمایا ہے کہ ہم اہل ذکر ہیں ❊

(۶۹) اھدنا الصراط المستقیم (سورہ فاتحہ) ترجمہ دکھا ہمکو راہ سیدھی ❊

عن مسلم بن حیان قال سمعت ابا بریدۃ رضی اللہ عنہ یقول صراط محمد وآلہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اخرجہ الثعلبی فی تفسیرہ وصاحب معالم التنزیل) مسلم بن حیانؒ کہتے ہیں کہ میں نے ابو بریدہ رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ صراط مستقیم سے جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل کا طریقہ مراد ہے ❊

(۷۰) واذان من اللہ ورسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر (سورہ توبہ) ترجمہ اور پکارا اللہ اور اسکے رسول کی طرف سے لوگوں کو بڑے حج کے دن ❊

ھو علی حین اذان وذکرھا احمد بن حنبل فی مسند حین ارسل ابابکر مع البراۃ ثم اتبعہ بعلی وقد امرت ان لا یبلغھا الا انا او رجل منی اس آیت میں جسکا ذکر ہے وہ جناب امیر ہیں جب انہوں نے لوگوں کو مکہ میں جاکر پکارا چنانچہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے مسند میں اسکا ذکر کیا ہے جبکہ حضرتؐ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سورۂ برأت دیکر بھیجا پھر انکے بعد میں جناب امیر کو روانہ کیا اور انہوں نے سورۂ برات ان سے لے لی اور مکہ والوں کو حج میں جاکر حضرتؐ کیطرف سے سنائی اور حضرتؐ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس سورہ کو یا تو میں لیجا سکتا تھا یا وہ آدمی جو میرا ہو ❊

(۷۱) ومن شاقوا الرسول من بعد ما تبین لھم الھدیٰ (سورۂ محمدؐ) ترجمہ اور جو کوئی مخالفت کرے رسول سے جب کھل چکی راہ کی بات ❊

عن ابی جعفر قال فی امر علی (اخرجہ ابن مردویہ) جناب امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے جو حضرتؐ سے علیؑ کے امر میں تنازع کرتے تھے ❊

(۲) ویؤت کل ذی فضل فضلہ (سورۂ یونس) ترجمہ اور وہی جا بخشے ہر ایک زیادتی والے کو اسکی زیادتی ❖

عن ابی جعفر قال ھو علی (اخرجہ ابن مردویہ) جناب امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ اس آیت میں ذی فضل سے مراد جناب امیر علیہ السلام ہیں ❖

(۳) ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا (سورۂ فاطر) ترجمہ پھر ورثہ میں دی ہمنے کتاب اُن لوگوں کو جنکو کہ ہم نے اپنے بندوں میں سے برگزیدہ کیا ❖

عن علی قال نحن اولئک (اخرجہ ابن مردویہ) جناب امیرؑ سے روایت ہے کہ وہ لوگ ہم ہیں ❖

(۴) احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون ترجمہ کیا یہ سمجھتے ہیں وہ لوگ کہ کہتے ہیں ایمان لائے ہیں ہم کہ یوں ہی چھوٹ جائینگے اور وہ آزمائے نہیں جائینگے ❖

عن علی قال قلت یا رسول اللہ ما ھذہ الفتنۃ قال یا علی بک فانک مخاصم فاعد للخصومۃ (اخرجہ ابن مردویہ) جناب امیرؑ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کیسی آزمایش ہے حضرتؐ نے فرمایا لوگ تیری جہت سے آزمائے جائینگے اور تو انکے ساتھ جھگڑیگا پس جھگڑے کے لئے تیار رہو جا ❖

(۵) وتواصوا بالصبر (سورۂ والعصر) ترجمہ اور آپس میں وصیت کرتے ہیں سہار کی ❖

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال ہا نزلت فی علی بن ابی طالب (اخرجہ ابن مردویہ) ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ یہ آیت جناب امیر کی شان میں نازل ہوئی ہے ❖

(۶) محمد رسول اللہ والذین معہ اشدا علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود ذالک مثلھم فی التورات ومثلھم فی الانجیل (سورۂ فتح) ترجمہ محمد خدا کے رسول ہیں اور وہ لوگ کہ اُنکے ساتھ ہیں سخت ہیں کافروں پر اور آپس میں نرم دل ہیں دیکھے تو اُنکو رکوع کرتے اور سجدہ کرتے چاہتے ہیں اللہ کا فضل اور اسکی خوشی اُنکی نشانی اُنکے منہ پر ہے سجدہ کے نشان سے یہ کہاوت ہے اُنکی توراۃ میں اور کہاوت ہے اُنکی انجیل میں ❖

عن موسی بن جعفر عن ابائہ علیہ وعلیہم السلام انہا نزلت فی علی (اخرجہ ابن مردویہ) جناب امام موسی الکاظم بن امام جعفر الصادق علیہ وعلی آباءہ السلام اپنے آباء الکرام سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت جناب امیر کی شان میں نازل ہوئی ❖

(۷) وانہ لعلم للساعۃ (سورۂ الزخرف) ترجمہ اور وہ نشان ہے اُس گھڑی کا ❖

قال مقاتل بن سلیمان ومن تبعہ من المفسرین ان ھذہ الآیۃ نزلت فی مہدی (صواعق محرقہ) مقاتل بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ اور انکی اتباع کرنیوالے مفسرین کہتے ہیں کہ یہ آیت جناب مہدی موعود کے حق میں نازل ہوئی ہے ❖

(۸) کفی باللہ شہیدا بینی وبینکم ومن عندہ علم الکتاب (سورۂ رعد) ترجمہ کافی ہے اللہ تعالی میرے اور تمہارے درمیان اور جس کو خبر ہے کتاب کی ❖

عن محمد بن حنفیہ انہ قال ومن عندہ علم الکتاب علی بن ابی طالب (اخرجہ الحافظ ابو نعیم والثعلبی والنطنزی) محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس آیت میں ومن عندہ علم الکتاب جناب امیر مراد ہیں ❖

(۹) حتی تاتیھم البینۃ (سورۂ البینۃ) ترجمہ جب تک کہ پہنچے انکو کھلی بات ❖

عن ابن جریج فی قولہ تعالیٰ حتی تاتیہم البینۃ قال محمد وفی قولہ تعالیٰ من بعد ما جاءتہم البینۃ قال محمد (اخرجہ ابن المنذر والسیوطی فی الدر المنثور) ابن جریج حتی تاتیہم البینۃ کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ کھلی بات سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور من بعد ما جاءتہم البینۃ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل مراد ہے ✣

(۸۰) ان اللہ اصطفیٰ آدم ونوحاً وآل ابراہیم وآل عمران علی العالمین (سورۂ عمران) ترجمہ اللہ نے پسند کیا آدمؑ کو اور نوحؑ کو اور ابراہیم کی آل کو اور عمران کی آل کو سارے جہان پر ✣

عن الاعمش عن ابی وائل قال قرأت مصحف عبد اللہ بن مسعود ان اللہ اصطفیٰ آدم ونوحاً وآل ابراہیم وآل عمران وآل محمد علی العالمین (اخرجہ الثعلبی فی تفسیرہ) اعمش ابی وائل سے ناقل ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے قرآن شریف میں اس آیت کو اس طرح پر پڑھا تھا اللہ نے پسند کیا آدمؑ کو اور نوحؑ کو اور ابراہیمؑ کی آل کو اور عمران کی آل کو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کو سارے جہان پر ✣

(۸۱) الا بذکر اللہ تطمئن القلوب (سورۃ الرعد) ترجمہ اللہ ہی کی یاد سے چین پاتے ہیں دل ✣

عن علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما نزلت ہذہ الآیۃ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب قال ذاک من احب اللہ ورسولہ واحب اہل بیتی صادقاً غیر کاذب (اخرجہ ابن مردویہ والسیوطی فی الدر المنثور) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اللہ ہی کی یاد سے چین پاتے ہیں دل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ یہ وہ دل ہیں جو اللہ اور اسکے رسول اور میرے اہل بیت سے سچی محبت رکھتے ہیں بغیر کسی جھوٹ کے ✣

(۸۲) ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ (سورۂ احزاب) ترجمہ جو لوگ ستاتے ہیں اللہ کو اور اسکے رسول کو انکو پھٹکارا اللہ نے دنیا اور آخرت میں ✣

عن ارطاۃ بن حبیب قال حدثنی ابو خالد الواسطی وہو آخذ بشعرہ قال حدثنی زید بن خالد وہو آخذ بشعرہ قال حدثنی الحسین بن علی وہو آخذ بشعرہ قال حدثنی ابی علی بن ابی طالب وہو آخذ بشعرہ قال حدثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو آخذ بشعرہ قال من اذی شعرۃ منک فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ فعلیہ لعنۃ اللہ ثم قرء ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ (اخرجہ الشیخ الحافظ الزرندی فی الدر السمطین) ارطاۃ بن حبیب روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے ابو خالد واسطی اپنی داڑھی کا بال پکڑ کر بیان کرتے تھے کہ مجھ سے زید بن خالد نے اپنی داڑھی کا بال پکڑ کر نقل کیا کہ مجھ سے جناب حسین علیہ السلام اپنی ریش مبارک کا بال پکڑ کر روایت فرماتے تھے کہ مجھ سے میرے والد ماجد جناب علی بن ابی طالب علیہ السلام اپنی ریش مبارک کا بال پکڑ کر ارشاد کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ریش اقدس کے بال کو پکڑ کر فرمایا کہ یا علی اگر کوئی شخص تجھے بال بھر کی تکلیف دیگا اور وہ مجھے تکلیف دیگا وہ خدا کو تکلیف دیگا اللہ اسپر اپنی پھٹکار ڈالیگا۔ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو پڑھا جو لوگ ستاتے ہیں اللہ اور اسکے رسول کو انکو پھٹکارا اللہ نے دنیا اور آخرت میں ✣

(۸۳) یا ایہا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المؤمنین (سورۃ الانفال) ترجمہ اے نبی کافی ہے تجھکو اللہ اور جو تیرے ساتھ ہوا ہے مومنوں سے ✣

عن محمد بن علی بن الحسین فی قولہ تعالیٰ یا ایہا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المؤمنین

قال نزلت فی علی علیہ السلام (اخرجہ النطنزی فی خصائص العلویہ) جناب محمد باقر بن علی زین العابدین بن حسین علیہم السلام اس آیت کی تفسیر میں کہ وہی کافی ہے تجھکو اللہ اور جو تیری شاہدی موصوف ہے) ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ آیت جناب علی بن ابیطالب کی حق میں نازل ہوئی ہے ۰

(۸۴) فاستوی علی سوقہ (سورۃ الفتح) ترجمہ پھر کھڑا ہوا اپنی نال پر ۰

عن الحسن علیہ السلام فی قولہ تعالیٰ فاستوی علی سوقہ قال استوی الاسلام بسیف علی بن ابیطالب (اخرجہ النطنزی فی خصائص العلویہ) جناب امام حسن علیہ السلام اس آیت کی شان نزول میں فرماتے ہیں کہ پھر کھڑا ہوا اپنی نال پر یعنی اسلام کھڑا ہوا جناب امیر علیہ السلام کی تلوار سے ۰

(۸۵) والشفع والوتر (سورۃ الفجر) ترجمہ قسم ہے جفت اور طاق کی ۰

عن الحسین بن علی علیہ السلام فی قولہ تعالیٰ والشفع والوتر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الشفع الحسن والحسین والوتر علی بن ابیطالب (اخرجہ النطنزی) جناب حسین علیہ السلام والشفع والوتر کی تفسیر میں روایت فرماتے ہیں کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ شفع یعنی جفت سے حسنین اور وتر (یعنی طاق) سے علی مراد ہیں ۰

(۸۶) ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم (سورۃ التکاثر) ترجمہ پھر پوچھے جاؤگے تم سے نعیم کی نسبت ۰

عن جعفر بن محمد فی قولہ تعالیٰ ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم قال نحن من النعیم (اخرجہ النطنزی) جناب جعفر صادق علیہ السلام سے ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم کے متعلق روایت ہے کہ آپنے فرمایا وہ نعیم ہم ہیں ۰

(۸۷) ام نجعل الذین امنوا وعملوا الصلحت کالمفسدین فی الارض (سورہ ص) ترجمہ کیا ہم کرینگے ایمان والوں کو جو کرتے ہیں نیکیاں برابر ان کے جو خرابی ڈالیں زمین میں ۰

عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ ام نجعل الذین امنوا وعملوا الصلحت علی وحمزۃ وعبیدۃ بن الحارث والمفسدون فی الارض عتبہ وشیبہ والولید وھم الذین بارزوا یوم بدر (اخرجہ ابن عساکر والسیوطی فی الدر المنثور) ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر کیا ہم کرینگے ایمان والوں کو جو کرتے ہیں نیکیاں برابر انکے جو خرابی ڈالتے ہیں زمین میں ایمان والے جو نیکیاں کرتے ہیں ان سے علیؑ اور حمزہ اور عبیدہ بن الحارث مراد ہیں اور زمین میں خرابی ڈالنے والوں سے عتبہ اور شیبہ ولید مراد ہیں جنہوں نے بدر کے روز مقابلہ کیا تھا ۰

عن سلمان قال کلما اطلعت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا ضرب بین کتفی علیؑ وقال ھذا وحزبہ المفلحون (اخرجہ النطنزی فی خصائص العلویہ) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کبھی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور میں حاضر ہوتا حضرت جناب امیر کے کندھوں پر ہاتھ مارکر فرماتے یہ اور اسکا گروہ رستگار ہونیوالا ہے ۰

قد تم الباب الثانی من ارجح المطالب فی عد مناقب اسد اللہ الغالب امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ویلیہ الباب الثالث انشاء اللہ تعالیٰ

تیسرا باب جناب امیر علیہ السلام کے فضائل میں

الموسوم

بالکواکب المضیئہ

فی

فضائل العلویۃ

مقدمہ فضیلت کی بحث میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فضیلت کے معنے ہیں ترجیح ایک شخص کی دوسرے پر باعتبار کسی خاص صفت کے یا بوجہ مجموعہ صفات مختلفہ کے کیونکہ جب یہ کہا جاتا ہے کہ زید افضل ہے عمرو سے تو اس سے کبھی یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ زید کو ہر طرح سے ہر قسم کے صفات میں عمرو پر رجحان حاصل ہے یعنے جس صفت میں کہ زید و عمرو کا موازنہ کیا گیا ہے زید ہی کا پلہ بھاری نکلا ہے۔ اسی لئے بعض نے افضل کی یہ تعریف کی ہے الاجمع لمزایا الفضل والخلال الحسنہ یعنے افضل وہی ہے جو ہر طرح کی فضیلت اور ہر قسم کے اوصاف حمیدہ کی فردیت کا جامع ہے تمام قسم کے علوم سے اسکی جان آراستہ اور ہر طرح کے عبادات اور اخلاق فاضلہ اور شرافت حسب و نسب سے اسکا وجود پیراستہ ہو + اور کبھی کل صفات کے ہم موازنہ کا خیال نہیں پیدا ہوتا بلکہ کسی خاص صفت میں افضل ہونا مراد ہوتا ہے یعنی اگرچہ اور صفات میں عمرو کو ترجیح ہو لیکن ایک خاص صفت میں زید ہی کو رجحان حاصل ہے اسلئے بعض نے افضل کی تعریف اکثر ثوابا من عند اللہ بما کسب من خیر سے نقل کی ہے یعنے زیادہ ثواب حاصل کرنیوالا خدا کے نزدیک بعد حاصل کرنے نیکی کے یعنے جسکو خدا کے نزدیک زیادہ ثواب حاصل ہو وہی افضل ہے اگرچہ وہ کسی امور میں دوسروں سے کمتر ہو +

(۱) اب جاننا چاہیے کہ فضیلت دو قسم پر ہے ایک اختصاصی دوسری جزئی فضیلت اختصاصی وہ ہے کہ حضرت حق سبحانہ وتعالی محض اپنے کرم عمیم سے کسی شخص کو یا کسی چیز کو بغیر سابقہ کسی عمل یا کسی عبادت کے عطا فرمائے اور اسکو اسکے ہم جنسوں پر ترجیح بخشے جیسا ناقہ حضرت صالح کو تمام اونٹوں پر اور کعبۃ اللہ کو تمام روئے زمین کی مساجد پر

فضیلت عطائی ہے ؎

کبھی اس فضیلت کی وجہ انسان کی عقل میں آسکتی ہے اور کبھی نہیں آتی چنانچہ دوسرے مقامات پر مسجد کی زمین کی وجہ فضیلت اسکا محل عبادت ہونا خیال کیا جاتا ہے اور کبھی اسکی وجہ محض عنایت الٰہی ہی معلوم ہوتی ہے جیسے کہ حجر الاسود کی فضیلت دوسرے پتھروں پر اسکی وجہ دریافت کرنے سے عقل انسانی قاصر ہے۔ اس فضیلت خصوصی کی بھی دو قسمیں ہیں ایک اصلی جیسے حجر الاسود کی فضیلت دوسری طفیلی چنانچہ وہ مینڈھا جو جناب اسمٰعیل علیہ السلام کا فدیہ ہوا ہے حضرت اسمٰعیل کے فدیہ ہونے کی طفیل سے اور مینڈھوں سے افضل ہے ؎

لیکن اس خصوصیت کی وجہ کہ وہ مینڈھا بہ نسبت اور مینڈھوں کے کیوں اس فضل سے مخصوص ہوا ہے محض عنایت الٰہی کے سوا اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا اس فضیلت میں بحث کی گنجایش نہیں اسکے ثبوت کیواسطے محض نص شارع ہی کافی ہے

(۲) فضیلت جزئی وہ ہے کہ عمل کے مقابلہ پر کسی کو خدا کی جانب سے عطا ہو ؎

اس کی کئی قسمیں ہیں اور یہ فضیلت ہمیشہ عمل تابع ہوا کرتی ہے لیکن کسی کو فضیلت دینے میں اسکے تمام تمام اقسام پر نظر غائر ڈالنا چاہئے۔ اور جو جانب کہ متنازعین میں حق اور اولی ہو اسکو افضل سمجھنا چاہئے ؎

(تنبیہ) نہایت غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی شخص کو اسکے عمل کی وجہ سے اسکے ہمجنسوں پر سات وجہ سے فضیلت حاصل ہو سکتی ہے اور یہی سات وجہیں معیار فضیلت سمجھی جاتی ہیں

(الف) ماہیت عمل یعنے ایک شخص کے عمل کی ذات دوسرے شخص کی عمل کی ذات سے افضل ہو جیسے فرائض کے ادا کرنیوالے

(ب) کمیت عمل یعنے دو شخصوں کا عمل ایک ہی ہو لیکن دونوں کے باہم اغراض مختلفہ ہوں چنانچہ ایک شخص محض بغرض رضائے الٰہی عبادت کرتا ہو اور دوسرا لوگوں کے دکھلانے کے لئے ۔

(ج) کیفیت عمل یعنے ایک شخص ایک عمل کو اسکے پورے آداب کے ساتھ بجا لاے اور دوسرا شخص اسکے بجالانیمیں کسی قدر بے پرواہی کرے گویہ دونوں شخص ایک ہی عمل میں شریک ہیں لیکن پہلے شخص کو فضیلت حاصل ہے ؎

(د) کمیت عمل یعنے ایک ہی عمل کی کمی بیشی۔ چنانچہ ایک شخص نے بہت سی حج کئے ہوں اور دوسرے نے صرف ایک ہی حج کیا ہو ؎

(ہ) کبھی فضیلت باعث تقدیم و تاخیر زمان کے ہوتی ہے چنانچہ ایک شخص نے ابتدائی اسلام میں یا ایام قحط سالی میں مسلمانوں کی دستگیری کی ہو بہرحال اس شخص سے افضل سمجھا جاتا ہے جس نے بعد حاصل ہونے قوت اسلام کے یا بعد گذرنے قحط کے کوئی ویسا ہی عمل کیا ہو بکلام مجید میں خود پروردگار نے اسکا فیصلہ کر دیا ہے لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا ؎

اس وجہ سے سابقین اسلام کو تمام امت پر فضیلت حاصل ہے والسابقون ؎

(و) کبھی مکان عمل کی وجہ سے فضیلت ہوا کرتی ہے چنانچہ ایک نماز حرم کعبہ یا مسجد نبوی میں پڑھنا بہتر ہے ہزار نماز سے جو دوسری مسجدوں میں پڑھی جائیں ؎

(ز) کبھی مصاحبت کی اضافت سے فضیلت ہوتی ہے جیسے ایک رکعت نماز کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھنا بہتر ہے ہزار رکعت اکیلے نماز پڑھنے سے اسی وجہ سے جو عمل نیک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو

حضرات صحابہ سے وقوع میں آیا ہے۔ وہ دوسری افعالات کے اعمال سے بمراتب افضل و بہتر ہے ❊

(۳) خواہ فضیلت اختصاصی ہو یا فضیلت جزئی نتیجہ ان دونوں کا دو حال سے خالی نہیں ❊

(الف) فاضل کی تعظیم کا مفضول پر واجب ہونا ❊

(ب) فاضل کے درجہ کا دنیا و آخرت میں بہ نسبت مفضول کے درجہ کے بلند ہونا ❊

(تنبیہ) اگر فضیلت سے یہ دونوں نتیجہ پیدا نہ ہوں تو فضل محض لفظ ہی ہوگا جس کے کچھ معنے نہ ہوں ❊

(اعتراض) یہاں پر ایک اعتراض وارد ہو سکتا ہے کہ جب افضل کی تعظیم مفضول پر واجب ہوئی تو ہر واجب التعظیم افضل ہوگا اور کفار والدین بھی واجب التعظیم ہیں اس وجہ سے وہ بھی افضل سمجھے جانے چاہییں اور یہ برخلاف شریعت ہے کہ کافر کو افضل سمجھا جائے ❊

(جواب) کفار والدین کی تعظیم عرف شرع میں تعظیم نہیں کہلاتی الیسی تعظیم کو شرع کی اصطلاح میں برّ اور احسان کہا جاتا ہے اور کفار والدین کی تعظیم شرع میں جائز نہیں بلکہ ان سے برأت واجب ہے تعظیم شرعی وہ ہے کہ محبت پر مبنی ہے ❊

(۴) چونکہ فضیلت کے معنے ہیں ایک شخص کی خصوصیت دوسرے سے باعتبار کثرت ثواب کے پس یہ دو قسم پر ہے ❊

(الف) فضیلت اصلی یعنے ایک شخص میں جو فضیلت پائی جائے اور دوسرا اس سے بے بہرہ ہو جیسے کہ ایک عالم ہو اور ایک جاہل ❊

(ب) فضیلت زائدہ یعنے ایک شخص بہ نسبت دوسرے کے وجہ فضیلت زائد رکھتا ہو مثلاً ایک عالم ہو اور دوسرا اعلم اس دوسری قسم کی فضیلت کو مفاضلہ بھی کہتے ہیں ❊

(۵) مفاضلہ اس وقت متحقق ہوتا ہے جبکہ دو چیزیں ایک ہی امر میں ایک ہی وجہ سے شریک ہوں اور اگر وجہیں مختلف ہوں تو مفاضلہ متحقق نہیں ہوتا ہے غرضیکہ مفاضلہ میں شرکت وجہ ضروری ہے کیونکہ جب یہ کہا جاتا ہے کہ زید عمر سے افضل ہے تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ یہ دونوں شریک ہیں ان میں سے کون فضیلت سوا رکھتا ہے پس جہاں وجہیں مختلف ہوں وہاں مفاضلہ متحقق نہیں ہوتا اس لئے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ناقہ صالح افضل ہے یا رمضان کیونکہ وجہ مفاضلہ متحد نہیں ❊

بلکہ یوں کہا جاتا ہے کہ حضرت علیؓ افضل ہیں یا حضرت ابی بکرؓ کیونکہ وجہ مفاضلہ میں دونوں شریک ہیں اگر وجہ مفاضلہ میں شریک نہ ہوتے تو اتنا جھگڑا کیوں ہوتا ❊

(۶) جب وجوہات کا مفاضلت میں تعارض واقع ہو تو ازروئے آیات قرآنی اور احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم احق اور اولیٰ باعتبار کے فضیلت پر یقین کرنا چاہیے ❊

یہ امر شریعت سے ثابت ہے کہ عمل کی کمیت کا کیفیت کے مقابلہ میں چنداں اعتبار نہیں اور زمان عمل کے سامنے ان دونوں کی وقعت نہیں لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولٰئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا اور یہ امر بھی قرآن شریف سے ثابت ہے کہ صحابہ نے جو عمل کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں کیا ہے وہ بوجہ حضور کی معیت کی نہایت افضل اور اعلیٰ ہے ان اعمال سے جو انہوں نے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے کئے ہیں اسی وجہ سے انس بن مالک اور ابو امامہ باہلی عبداللہ بن بشر و عبداللہ بن الحارث سہل بن سعد

ا فضیلت یعنی اسلام ایمان وغیرہ کی [illegible]

انصاری جابر بن عبداللہ انصاری جیسے صحابہ اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد عمر طویل پانے کے باعث مدت مدید تک زندہ رہکر اعمال صالحہ میں مشغول رہے لیکن خلفاء راشدین کے اعمال کے ہم پلہ نہیں ہو سکتے اسی وجہ سے یہ امر بھی قطعاً ثابت ہے کہ جو ذوات مقدسہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کے وقت افضل و اعلیٰ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد بھی ویسے ہی افضل اور اعلیٰ تھے ✤

صحابہ کرام کے درمیان مشرف باسلام ہونیکی تقدیم و تاخیر کی وجہ سے فضیلت سمجھی جاتی ہے۔ چنانچہ السابقون الاولون من المھاجرین والانصار اور السابقون السابقون اولئک المقربون فی جنات النعیم اسپر شاہد ہیں پس اس اعتبار سے جو بزرگوار سب سے پہلے اسلام لائے ہیں وہ سب سے افضل اور اعلیٰ ہیں وہ چار نفوس متبرک ہیں حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ۔ حضرت علی مرتضےٰ۔ حضرت ابوبکر الصدیق۔ حضرت زید بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کے بعد وہ جلیل القدر اصحاب جو ہجرت سے پہلے اسلام لائے ہیں انکے بعد اہل عقبہ انکے بعد اہل بدر۔ ان کے بعد شاہد احد سے صلح حدیبیہ تک کے لوگ جنکے لئے انزال سکینہ ہوا ہے۔ انکے بعد بالقطع کوئی مشہد نہیں جو سدار فضل سمجھا جائے کیونکہ پھر اکثر منافق اور مولفۃ القلوب بھی شریک اسلام ہوگئے تھے چنانچہ قرآن مجید اس امر پر ناطق ہے ومن حولکم من الاعراب منافقون ومن اھل المدینۃ مردوا علی النفاق ✤

(تنبیہ) ان پچھلے لوگونکی فضیلت قابل بحث نہیں اگر گفتگو ہے تو خلفاء اربعہ کی باہمی فضیلت میں ہے کیونکہ یہی لوگ بالاتفاق سابق الاسلام تھے ✤

(۹) فضیلت کا ثبوت دو قسم سے ہو سکتا ہے عقل سے یا نقل سے لیکن فضیلت کا عقلی کوئی کافی ثبوت نہیں جو قطع حجت کر سکے اور جس سے خصم کو مجال تکلم نہ رہے۔ اب رہی فضیلت نقلی تو اسکے جانچنے کے دو طریق ہیں اول نص شارع دوم تتبع احوال ✤

(الف) اس امر میں کہ فضیلت منصوص ہے یا نہیں باہم علمائے اہل سنت جماعت کا اتفاق ہے کہ انہ ثبت بالاجماع ولم یتعین الافضل ولم یوجد النص بعض کہتے ہیں کہ تفضیل قطعی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ظنی ہے امام ابو الحسن اشعری اسکے قائل ہیں کہ قطعی ہے اور ابوبکر باقلانی اور امام الحرمین کہتے ہیں کہ ظنی ہے (دیکھو شرح جوہر اللقانی سعد الدین تفتازانی) شرح مقاصد میں لکھتے ہیں التفضیل من الاجتہادیات لا قاطع فیھا یعنے تفضیل ایک امر اجتہادی ہے کوئی قطعی دلیل اسکے لئے موجود نہیں امام غزالی بھی اسی بات کے قائل ہیں کہ حقیقۃ الفضل ما ھو عند اللہ وذلک مما لا یطلع علیہ الا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنے فضل کی حقیقت خدا کو معلوم ہے اور سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسپر کوئی مطلع نہیں ✤

شارح مواقف لکھتا ہے واعلم ان مسئلۃ الافضلیۃ لا مطمع فیھا فی الجزم والیقین اذ لا دلالۃ للعقل بطریق الاستقلال علی الافضلیۃ بمعنی الاکثریۃ فی الثواب بل مستندھا النقل ولیست ھذہ المسئلۃ مسئلۃ متعلق بھا عمل فیکتفی بھا بالظن ھو کاف فی الاحکام العملیۃ بل ھی مسئلۃ علمیۃ یطلب فیھا الیقین والنصوص المذکورۃ من الطرفین بعد تعارضھا لا یفید القطع علی ما لا یخفی علی منصف لانھا باسرھا احاد وظنیۃ الدلالۃ مع کونھا متعارضۃ ایضاً ولیس الاختصاص بکثرۃ اسباب الثواب موجباً لزیادتہ قطعاً بل

ظناً لان الثواب تفضل من الله تعالى كما عرفته فيما سلف فله ان لا يثيب المطيع ويثيب غيره وثبوت الامامة وان كان قطعياً لا يفيد القطع بالافضلية بل غايته الظن كيف ولا قطع بان امامة المفضول لا تصح مع وجود الفاضل لكنا وجدنا السلف قالوا بان الافضل ابوبكرؓ ثم عمرؓ ثم عثمانؓ ثم علیؓ وحسن ظننا بهم لو لم يعرفوا ذلك لما اطبقوا عليه فوجب علينا اتباعهم في ذلك القول وتفويض ما هو الحق فيه الى الله تعالى قال الآمدي وقد يراد بالتفضيل اختصاص احد الشخصين عن الآخر اما باصل فضيلة لا وجود لها في الآخر كالعالم والجاهل واما بزيادة فيها ككونه اعلم مثلاً وذلك غير مقطوع فيما بين الصحابة اذ ما من فضيلة تبين اختصاصها بواحد منهم الا ويمكن بيان مشاركة غيره له فيها وبتقدير عدم المشاركة فقد يمكن بيان اختصاص الآخر بفضيلة اخرى ولا سبيل الى الترجيح بكثرة الفضائل لاحتمال ان تكون الفضيلة الواحدة ارجح من فضائل كثيرة

یعنے فضیلت کا مسئلہ ایسا نہیں کہ اس سے جزم اور یقین کا طمع کیا جائے ۔ افضل کی افضلیت بمعنی کثرت ثواب پر طریق استدلال حاصل نہیں بلکہ یہ مسئلہ نقل سے مستند ہے ۔ اور یہ مسئلہ وہ مسئلہ نہیں کہ جس کے ساتھ عمل کا لگاؤ ہو تاکہ مجرد ظن ہی اسکے لئے کافی سمجھا جائے ۔ کیونکہ احکام عملیہ کے لئے ظن ہی کفایت کرتا ہے بلکہ یہ مسئلہ علمی ہے (یعنے اعتقادی ہے) جس میں جزم اور یقین مطلوب ہے لیکن طرفین کے نصوص باہم متعارض ہونے کی وجہ سے قطعیت کا فائدہ نہیں بخشتیں قطع نظر متعارض ہونیکے وہ نصوص احاد اور ظنی الدلالۃ ہیں ۔

نہایت امر یہ ہے کہ وہ نصوص اسباب کثرت ثواب کی اختصاص پر دلالت کرتے ہیں لیکن کثرت ثواب کے اسباب کا مرتب ہونا قطعاً ثواب کا موجب نہیں ہوسکتا ۔ صرف ظن کا فایدہ دیتا ہے کیونکہ جزا اور ثواب خدا کی مہربانی پر موقوف ہے کسی خاص سبب پر منحصر نہیں خدا چاہے تو ایک غیر مطیع کو ثواب عطا فرمائے اور مطیع کو محروم رکھے اور امامت کا ثبوت اگرچہ قطعی ہے لیکن وہ قطعی ثبوت افضلیت کا نہیں ہوسکتا کیونکہ امامت مفضول کی افضل ہوتی ہی ہمارے اہل سنت وجماعت کے نزدیک جائز ہے اور ناجائز ہونا اسکا قطعی نہیں ہے ہمنے سلف کو یہی کہتے ہوئے سنا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ افضل ہیں پھر حضرت عمرؓ پھر حضرت عثمانؓ پھر حضرت علیؓ ہمارا سلف کے حق میں گمان نیک ہے اور اس امر کا مقتضی ہے کہ اگر انکے پاس دلیل نہ ہوتی تو اس اعتقاد کا حکم نہ دیتے ہم انکے پیرو ہیں پھر اس امر میں انکا اتباع واجب ہے اور ہم اسکی اصل حقیقت کو خدا کے سپرد کرتے ہیں ۔

آمدی کہتا ہے کہ تفضیل سے مراد ایک شخص کی خصوصیت ہے دوسرے سے کسی خاص صفت میں خواہ وہ اصلی فضیلت ہو (یعنے ایک میں تو وہ صفت موجود ہو اور دوسرے میں مطلق پائی نہ جائے) جیسے کہ صفت علم کی ہے جو عالم جاہل سے افضل ہے کیونکہ صفت علم تو عالم میں موجود ہے اور جاہل میں موجود نہیں یا بسبب زیادہ ہونے کسی خاص سبب کے فضیلت ہو (یعنے ایک ہی صفت میں دونوں شریک ہوں لیکن ایک میں وہ صفت زائد ہو اور دوسرے میں کم ہو) جیسے اعلم افضل ہے عالم سے بسبب زیادہ ہونے صفت علم کے پس اس وجہ سے صحابہ کرام کے درمیان کسی کی فضیلت کے بارہ میں قطعی حکم نہیں لگایا جاتا ۔ کیونکہ جو فضیلت کہ کسی صحابی کے واسطے ثابت کی جاتی ہے اکثر ایسا ہی ہے کہ اس میں دوسرا بھی شریک پایا جاتا ہے ۔ اور اگر بالفرض شریک نہیں پایا جاتا تو کسی اور ایسی فضیلت سے ممتاز نظر آتا ہے کہ یہ اسکی فضیلت اس دوسرے کی فضیلت کے مقابل ٹھہرتی ہے اور کثرت فضیلت سے ترجیح نہیں دی جاسکتی کیونکہ ممکن ہے کہ ایک ہی فضیلت باعث شرف کے بہت سی فضیلتوں پر ہو ۔

راجح ہو اور ایک فضیلت والے کو بہت سی فضیلتوں والے سے ثواب شدید ہو زیادہ حاصل ہوا ہو پس افضلیت پر قطعیت کا حکم نہیں لگایا جاسکتا اسلئے سلف میں خلفاء اربعہ کی افضلیت کی نسبت متقدمین اہل سنت وجماعت مختلف مذاہب تھے۔

(۱) اکثر لوگ تفضیلہم علی ترتیب الخلافت کے قائل تھے اور ترتیب خلافت کے مطابق سب سے حضرت ابوبکر صدیق کو افضل سمجھتے ہیں اور ان کے بعد حضرت عمرؓ کو اور ان کے بعد حضرت عثمانؓ اور ان کے بعد حضرت مرتضٰی علیؓ کو۔

(۲) بعض لوگ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو تو افضل سمجھتے تھے اور حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ کو برابر جانتے تھے امام مالک کا بھی یہی عقیدہ تھا محقق دوانی شرح عقائد میں لکھتا ہے الافضلیۃ بھذا الترتیب عند الجمہور ونقل عن مالک التوقف بین عثمان وعلی وقال امام الحرمین الغالب علی الظن ان ابابکر افضل من عمر ثم یتعارض الظنون فی عثمان وعلی یعنی جمہور کے نزدیک افضلیت ترتیب خلافت پر ہے اور امام مالک سے نقل کیا گیا ہے توقف درمیان علیؓ اور عثمانؓ کے امام الحرمین کہتا ہے کہ ظن غالب یہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ افضل ہیں حضرت عمرؓ سے اور پھر حضرت عمرؓ افضل ہیں اور پھر ظنون باہم متعارض ہیں درمیان حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے حجۃ الاسلام بزدوی کہتے ہیں کہ بعض اہل سنت والجماعت ان دونوں صاحبوں کو برابر سمجھتے تھے اور حضرت عثمانؓ کو حضرت علیؓ پر تفضیل نہیں دیتے تھے چنانچہ امام ابوحنیفہ سے روایت ہے [illegible] حضرت عثمانؓ کو حضرت علیؓ پر فضیلت نہیں دیتے تھے علامہ ابن عبدالبر استیعاب میں لکھتے ہیں قال ابو عمر وقف من اہل السنۃ فی علی وعثمان فلم یفضلوا واحدا منہما علی صاحبہ منہم مالک بن انس ویحیی بن سعید القطان۔

(۳) کوفہ کے اہل سنت وجماعت مثل سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے حضرت علیؓ کو حضرت عثمانؓ پر فضیلت دیتے تھے۔ چنانچہ تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی میں سیوطی لکھتے ہیں وجمہور الکوفیون ومنہم سفیان الثوری بتفضیل علی علی عثمان یعنی کوفہ کے اکثر لوگ ان میں سے سفیان ثوری بھی ہیں یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ سے افضل ہیں اور شرح عقائد جلالی میں لکھا ہے کہ اکثر محدثین بھی حضرت علیؓ کی فضیلت کے قائل تھے ابن ابی بکر خزیمہ تفضیل علی علی عثمان شرح کبیر ابن الشافعی سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتداءً امام مالک کا بھی یہی عقیدہ تھا پھر توقف کی طرف مائل ہوگئے تھے۔ وقال [illegible] الاول [illegible] تقدیم علی علی عثمان وبہ قال مالک اولاً ثم توقف امام عبداللہ یافعی [illegible] فی الاکمال فی تفضیل علی علی عثمان میں لکھتے ہیں [illegible] معتمدی [illegible] (مرآۃ الجنان للیافعی) الترمذی [illegible] حاکم وغیرہ بھی اسی کے قائل تھے (بستان المحدثین شاہ عبدالعزیز الدہلوی) اس سے بھی زیادہ ایک اور ثبوت ملتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا بھی یہی مسلک تھا۔ چنانچہ الخصائص میں امام نسائی لکھتے ہیں عن سعد بن عبیدۃ قال سألت ابن عمر رضی اللہ عنہما وھو فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن علیؓ وعثمانؓ فقال اما علی فلا تسألنی عنہ انظر الی منزلہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما فی المسجد بیت غیر بیتہ فاما عثمانؓ فانہ اذنب ذنبا عظیما تولی یوم التقی الجمعان فعفی اللہ عنہ وغفر لہ واذنب فیکم دون ذلک فقتلتموہ۔

(۴) علامہ عبدالبر استیعاب میں لکھتا ہے کہ حضرت علیؓ اور حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت میں بھی سلف کا مذہب

مختلف تھا چنانچہ ان کا قول ہے واختلف السلف الصالح فی تفضیل علیؓ وابی بکرؓ پھر اسی کے ذیل میں لکھتے ہیں عن سلمانؓ وابی ذرؓ والمقدادؓ وعمارؓ وخبابؓ وجابرؓ وحذیفہؓ وابی سعیدؓ الخدری وزیدؓ بن ارقم رضی اللہ عنہم ان علیؓ بن ابی طالب اول من اسلم وفضلہ ہولاء غیرہ یعنے سلمان فارسی اور ابی ذر غفاری اور مقداد و عمار بن یاسر و خباب و جابر و حذیفہ و ابی سعید خدری اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ بن ابی طالب وہ شخص ہیں جو سب سے پہلے اسلام لائے تھے اور یہ اصحاب حضرت علیؓ کو انکے غیر پر تفضیل دیتے ہیں

علامہ عبد البر استیعاب میں عبد الرزاق سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص عمرؓ کو ابوبکرؓ پر فضیلت دے تو میں اسکو منع نہیں کرتا اور اگر علیؓ کو ابوبکرؓ سے افضل سمجھے تو بھی میں اسکو منع نہیں کرتا اگر وہ ان دونوں سے محبت رکھے پس عبد الرزاق کہتا ہے کہ معمر نے اس بات کو مجھ سے بیان کیا اس کو یہ بات بہت پسند آئی ❊

(۵) امام تاج الدین سبکی کہ ہمارے علماء شافعیہ میں بڑے مستند شمار کیے جاتے ہیں طبقات الکبری میں نقل کرتے ہیں کہ بعض متاخرین کا یہ مسلک تھا کہ حضرت حسنین علیہما السلام کو بباعث جزئیت بضعۃ الرسول کے خلفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر فضیلت دیتے تھے چنانچہ جلال الدین سیوطی الخصائص میں امام علم الدین عراقی سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت سیدہ اور انکے بھائی ابراہیم باتفاق سب صحابہ سے افضل ہیں امام مالک کا قول ہے ما نفضل علی بضعۃ من النبی صلی اللہ علیہ وسلم احدا۔

(۶) تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی میں علامہ جلال الدین سیوطی تحریر فرماتے ہیں حکی الخطابی عن بعض مشائخہ انہ قال ابوبکرؓ خیر۔ و علیؓ افضل غرضیکہ ان سب تقریروں کا ماحصل یہ ہے کہ تفضیل ظنی ہے اور اس کے ظنی ہونے پر سلف نے اتفاق کیا ہے تفضیلھم علی ترتیب الخلافۃ قطعی نہیں اور ہمارے اہل سنت وجماعت اسکے برخلاف عقیدہ رکھنے والے کو بدعتی وغیرہ سے تعبیر نہیں کر سکتے ورنہ سلف صالحین تک اس کا اثر پہنچ سکتا ہے ❊

بعض لوگوں نے اس جگہ ایک اعتراض کیا ہے کہ فضیلت کے ظنی سمجھنے سے مخالفت اجماع کی لازم آتی ہے یہ روایات جو فضیلت کے ظنی ہونے کے بارہ میں نقل ہوئے ہیں شاذ ہیں انکی طرف چنداں التفات نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت پر اجماع ہو چکا ہے اور اجماع دلائل قطعیہ میں سے ہے پس افضلیت کو بھی قطعی سمجھنا چاہیئے ❊

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ سچ ہے کہ اجماع دلیل قطعی ہے لیکن اجماع کے تمام اقسام قطعی نہیں چنانچہ کتب اصول فقہ میں اسکی مفصل بحث ہے جو قطعی اسکو کہا جاتا ہے کہ جس میں اصلا اختلاف نہ ہوا اور جس میں اختلاف ہوا اگرچہ وہ اختلاف شاذ ہی ہو ظنی ہے اور قطعیت کی حد سے نکل جاتا ہے اگرچہ شاذ ہونیکی وجہ سے خلاف چنداں قابل اعتماد بھی نہ ہو لیکن اس اجماع کا درجہ قطعیت سے گھٹ جاتا ہے ❊

علاوہ بریں اگر اجماع ہوا بھی ہے تو یہی افضلیت ظنی پر ہوا ہے اور صاحبان اجماع نے اس کی قطعیت پر حکم نہیں لگایا چنانچہ ہم سابقا ائمہ کلام مثل ابوبکر باقلانی۔ اور امام الحرمین اور حجۃ الاسلام غزالی وغیرہ کے اقوال نقل کر چکے ہیں انکی بیان سے واضح ہوتا ہے کہ اس مسئلہ میں افضلیت اسکے نزدیک صفت ظنیت سے متکلم ہے نہ عارض حکم بعد از اجماع نہایت الامر یہ ہے کہ اجماع سے ترتیب خلافت کا ثبوت ملتا ہے نہ تفضیلھم علی ترتیب الخلافۃ کا چنانچہ پیشتر ثابت ہو چکا ہے کہ سلف کا حضرت عثمانؓ کے احق بالخلافت ہونے پر اجماع اور نزل ہونے پر اختلاف ہے پس ثابت ہوا کہ قطعیت خلافت سے

افضلیت ہرگز لازم نہیں آتی ✦
طالوت ایک مومن بادشاہ اور خلیفہ وقت تھا۔ داؤد اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام اسکے عہد میں موجود تھے اور اسکے تابع حکم تھے۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ طالوت ان انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل تھا ✦
خلاصہ کلام یہ ہے کہ محققین اہل سنت وجماعت کے نزدیک فضیلت کی اصلیت خدا کو معلوم ہے کسی کو اسپر پوری اطلاع نہیں ✦
خلفاء اربعہ کی مدح وثنا میں حدیثیں وارد ہیں اور باہم متعارض ہیں اور سلف کا افضلیت کے بارہ میں اختلاف ہے اور ایک بات پر اجماع قطعی نہیں ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کون افضل اور اعلیٰ ہے ✦
چونکہ افضلیت سے اکثریت ثواب مراد ہے۔ اکثریت ثواب کا ثبوت صرف مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے مل سکتا ہے اور احادیث میں تعارض واقع ہے پس جبکہ تعارض واقع ہو تو جانب اولیٰ کو ترجیح دینا چاہیئے اور احادیث قوی اور ضعیف کا خیال رکھنا چاہیئے ✦
جناب امیر علیہ السلام کے فضائل میں جو احادیث کہ وارد ہوئی ہیں انکی نسبت علامہ ابن عبد البر الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب میں بذیل ترجمہ جناب امیر علیہ السلام لکھتے ہیں قال احمد بن حنبل واسمعیل بن اسحاق القاضی واحمد بن علی بن شعیب النسائی وابو علی النیشاپوری لم یرد فی فضائل احد من الصحابۃ بالاسانید الجیاد ما روی فی فضائل علی بن ابی طالب۔ یعنے امام احمد بن حنبل اور قاضی اسمعیل بن اسحاق اور امام احمد بن علی بن شعیب النسائی اور ابو علی نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہم کہتے ہیں کہ جسقدر جید سندوں کے ساتھ حدیثیں جناب علی بن ابی طالب علیہ السلام کے حق میں ثابت ہوئی ہیں ویسے کسی ایک صحابی کے حق میں نہیں ہوئیں ✦
اسکے ماسوا اگر جناب امیر کے خصوصیات کو دیکھا جائے اور آپکے امور کثرت ثواب کے اسباب پر غور کیجائے تو جناب امیر ہی افضل الناس بعد خیر البشر نظر آتے ہیں ✦
لیکن اگر یہ خیال کیا جائے کہ کثرت ثواب کی وجہ سے افضل ہونا تو امر ظنی ہے تو اس خیال کے دور کرنے کے لئے ہم آپکے الاجمع نمایاں الفضل والخلال الحمیدہ کی طرف ایک نظر ڈالتے ہیں جس سے ہمارا ظن بالکل رفع ہو جاتا ہے اور آپکی فضیلت کا آفتاب یقین کی آنکھوں میں چمکتا ہوا دکھائی دیتا ہے ✦
(ب) اب تتبع احوال جناب امیر علیہ السلام سے پیشتر ہم افضلیت کے اقسام بیان کرتے ہیں ظاہر ہے کہ افضلیت باعتبار اپنے اقسام کے تین قسموں میں منحصر ہے۔ فضیلت نفسانی اور فضیلت جسمانی اور فضیلت خارجی ✦
ہم اس تیسرے باب میں اقسام ثلثہ فضیلت میں جناب امیر کی افضلیت لوگونکو دکھائینگے پھر چوتھے باب میں ہم آپکے خصوصیات اور اسباب کثرت ثواب کو لوگوں کی تشفی کے لئے نقل کرینگے ✦
اس باب میں ہم چند امور یعنی جناب امیر کا ذکر جمل عبادت ہونا اور انکی شان میں جسقدر حدیثیں وارد ہوئی ہیں انکی نسبت محدثین کی رائے۔ اور جناب امیر کی مثل کسی نے اکتساب فضائل نہیں کیا اور جناب امیر کے فضائل کا ناقابل الاحصی ہونا اور جناب امیر کا روحانی حلیہ اور جناب امیر کا جامع مدارج فضل ہونا بطور تمہید کے لکھکر پھر ہم آپ کے فضائل نفسانی اور جسمانی اور خارجی کو تفصیل وار لکھینگے ✦

جناب امیرؑ کا ذکر داخل عبادت ہونا

(۱) عن ام المؤمنین عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر اخوانی علی وخیر اعمامی حمزۃ وذکر علی عبادۃ (اخرجہ الدیلمی فی فردوس الاخبار وا لمتقی فی کنز العمال) جناب ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ میرے تمام بھائیوں میں سب سے بہتر علیؑ ہیں اور تمام چچوں سے بہتر حمزہؓ ہیں اور علیؑ کا ذکر عبادت ہے۔

(۲) عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر علی عبادۃ (اخرجہ الدیلمی) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علیؑ کا ذکر عبادت ہے۔

جناب امیرؑ کی شان میں جو احادیث کہ وارد ہوئی ہیں اُنکی نسبت مجتہدین کی رائے

اخرج الحاکم عن احمد بن حنبل قال ما ورد من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الفضائل ما ورد لعلی و کذلک قال اسمٰعیل بن اسحاق القاضی وابو علی النیسابوری واحمد بن شعیب النسائی لم یرد فی حق احد من الصحابۃ بالاسانید الجیاد اکثر مما جاء فی علی (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب للعلامۃ ابن عبد البر وصواعق محرقہ للعلامۃ ابن حجر والخوارزمی ومحمد بن یوسف الکنجی الشافعی فی کفایۃ الطالب والشبلنجی فی تفسیرہ وابن طلحہ الشافعی فی مطالب السئول) حاکم امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کسی کے لئے اسقدر فضائل نہیں آئے ہیں جسقدر کہ جناب امیر علیہ السلام کے لئے وارد ہوئے ہیں اسمٰعیل بن اسحاق القاضی اور ابو علی نیشاپوری بھی یہی کہتے ہیں اور امام احمد بن شعیب النسائی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ صحابہ میں سے کسی کی شان میں جناب امیرؑ کی شان سے زیادہ حدیثیں جید اسنادوں کے ساتھ روایت نہیں ہوئیں۔

قال عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ فی کتاب الامامۃ والسیاسۃ ان رجلا من ہمدان یقال لہ برد قدم علی معاویۃ فسمع عمرو بن العاص یقع فی علی فقال لہ یا عمرو ان اشیاخنا سمعوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ الحق ذلک ام باطل قال عمرو حق وانا ازیدک انہ لیس احد من صحابۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لہ مناقب مثل مناقب علی الا انہ شارک فی قتل عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبد اللہ بن قتیبہ کتاب الامامۃ والسیاسۃ میں لکھتے ہیں کہ ہمدان کا ایک باشندہ جس کا نام برد تھا معاویہ کے پاس کسی کام کو گیا اُسنے سُنا کہ عمرو بن العاص جناب امیر علیہ السلام کو بُرا بھلا کہہ رہے ہیں۔ وہ کہنے لگا اے عمرو ہمارے بزرگوں نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس کا میں مولا ہوں اُسکا علیؑ مولا ہے آیا یہ بات سچ ہے یا جھوٹ عمرو نے کہا سچ ہے اور میں تجھے اس سے بھی بڑھکر سناؤں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی کے مناقب ایسے نہیں ہیں جیسے کہ جناب امیر کے مناقب ہیں مگر کیا کریں وہ حضرت عثمان رضؓ کے قتل میں شریک تھے۔

جناب امیرؑ کی مانند کسی نے اکتساب فضائل نہیں کیا

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اکتسب مکتسب مثل فضل علی یہدی صاحبہ الی الہدیٰ ویردہ عن الردیٰ (اخرجہ الطبرانی) عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہتے ہیں کہ جناب سرور کائنات علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ کسی شخص نے علی کی مثل فضل کا اکتساب نہیں کیا وہ اپنے دوست کو ہدایت کی راہ دکھاتا ہے اور برائی سے بچاتا ہے ۔

جناب امیر کے فضائل میں نہ پہلے لوگ سبقت لیگئے ہیں نہ پچھلے لوگ انکو پہنچ سکینگے

عن الحسن ابن علی قال حین قتل علی لقد فارقکم رجل ما سبقہ الاولون ولا یدرکہ الآخرون (اخرجہ احمد والنسائی والدولابی والطبرانی فی الکبیر وابن جریر الطبری فی تاریخہ) جبکہ جناب امیر علیہ السلام شہادت پاگئے حضرت امام حسن علیہ السلام خطبہ میں کھڑے ہو کر فرمانے لگے اے لوگو تم سے آج ایک ایسا آدمی جدا ہو گیا ہے کہ پہلے لوگ اُس سے سبقت میں بڑھے ہوئے نہیں تھے اور پچھلے اُن تک نہ پہنچ سکینگے ۔

جناب امیر کے فضائل کا لاتحصیٰ ہونا

عن مجاہد سأل رجل ابن عباس سبحان اللہ ما اکثر فضائل علی وانی لاظنہا ثلثۃ آلاف فقال لہ ابن عباس ہی الی ثلاثین الف اقرب من ثلاثۃ آلاف ثم قال ابن عباس لو کان الشجر اقلام والبحر مداد والانس کتاب والجن حساب ما احصوا فضائل علی بن ابی طالب (اخرجہ سبط ابن الجوزی) مجاہد کہتے ہیں ابن عباس سے ایک شخص نے کہا سبحان اللہ جناب امیر کے فضائل کتنے بہت ہیں میرا خیال ہے کہ تین ہزار ہونگے ابن عباس نے کہا تیس ہزار کے قریب ہونگے پھر ابن عباس فرمانے لگے اگر دنیا کے تمام درخت قلم بن جائیں اور سمندر سیاہی ہو جائیں اور انسان لکھنے والے اور جن حساب کرنے والے ہوں تو بھی علی کے فضائل کو احصے نہیں کر سکینگے ۔

(۲) عن علی بن الحسین عن ابیہ عن جدہ امیر المؤمنین علی بن ابی طالب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ جعل لاخی علی فضائل لاتحصی کثرۃ فمن ذکر فضیلۃ من فضائلہ مقراً بہا غفر اللہ لہ ما تقدم من ذنبہ وما تأخر ومن کتب فضیلۃ من فضائلہ لم تزل الملائکۃ تستغفر لہ ما بقی لتلک الکتابۃ رسم ومن استمع الی فضیلۃ من فضائلہ غفر اللہ لہ الذنوب التی اکتسبہا بالاستماع ومن نظر الی فضیلۃ من فضائلہ غفر اللہ لہ الذنوب التی اکتسبہا بالنظر ثم قال النظر الی علی بن ابی طالب عبادۃ وذکرہ عبادۃ ولا یقبل اللہ ایمان عبد الا بولایتہ والبراءۃ عن اعدائہ (اخرجہ الخوارزمی ومحمد بن یوسف الکنجی الشافعی والحافظ الہمدانی فی مناقب) جناب زین العابدین اپنے والد ماجد جناب امام حسین سے اور انکے جد امجد امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ پروردگار عالم نے میرے بھائی علی کے فضائل اسقدر بنائے ہیں جنکی کثرت کا احصے نہیں ہو سکتا ہیں جو شخص انکے فضائل میں سے کسی ایک فضیلت کو اقراری ہو کر لکھے اسکے اگلے پچھلے گناہ بخش دیگا اور جو شخص اسکے فضائل میں سے کسی ایک فضیلت کو لکھتا ہے جبتک کہ وہ لکھا رہتا ہے فرشتے اسکے گناہوں کے لئے خدا سے مغفرت طلب کرتے رہتے ہیں اور جو شخص اسکے فضائل میں سے کسی ایک فضیلت کو سنتا ہے خدا تعالیٰ اُسکے وہ گناہ جو کان سے

اپنے کانوں سے بذریعہ نا جائز کلام سننے کے کئے ہیں بخشدیتا ہے اور جو شخص کہ اسکے فضائل میں سے کسی ایک فضیلت
کی طرف نگاہ کرے تو خدا تعالیٰ اسکے وہ گناہ جو اس نے آنکھوں کے ذریعہ سے کئے ہیں بخشدیتا ہے
پھر ارشاد کیا کہ علی ابن ابیطالب کی طرف دیکھنا عبادت ہے اور انکا ذکر کرنا بھی عبادت ہے خدا کسی بندہ کے ایمان کو
قبول نہیں کرتا مگر علی کی دوستی اور اسکے دشمنوں سے بیزار ہونے کی وجہ سے ۔

(تنبیہ) معلوم ہو کہ فضائل تین قسم پر ہیں فضائل نفسانی۔ فضائل جسمانی۔ فضائل خارجی۔ فضائل نفسانی سے وہ
فضائل مراد ہیں جنکا تعلق نفس ناطقہ انسانی سے ہو مثلاً جنکو اخلاق حسنہ سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اصل اصول فضائل
یہی ہیں جنکی وجہ سے انسان رتبہ بہیمی سے درجہ ملکوتی حاصل کرلیتا ہے۔ فضائل جسمانی سے وہ فضائل مراد ہیں
جنکا تعلق انسان کے جسم کیساتھ ہوتا ہے جیسے جسم کا سڈول ہونا جس کو حسن یا خوبصورتی سے تعبیر کیا جاتا ہے اور قوت بدنی
فضائل خارجی سے وہ فضائل مراد ہیں جنکا تعلق نہ انسان کے روح سے ہو نہ جسم سے بلکہ انسان کے جسم و جان سے
الگ ایسے اسباب انسان کے لئے فراہم ہوجاتے ہیں جنکی وجہ سے وہ اپنے ہمجنسوں سے افضل سمجھا جاتا ہے جیسے حسب و نسب کا
عمدہ ہونا قرابت کا اچھا ہونا اولاد کا صالح ہونا بیوی کا نیک ملنا۔

قبل اسکے کہ ہم جناب امیر علیہ السلام کے فضائل نفسانیہ کے لکھنے کو شروع کریں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم آپکی روحانی
تصویر جسکو روحانی حلیہ بھی کہا جاسکتا ہے ناظرین کی نگاہوں میں جلوہ گر کریں آپکا جسمانی حلیہ فضائل جسمانیہ میں لکھا جائیگا۔

جناب امیر علیہ السلام کا روحانی حلیہ

(۱) قیل ان معاویۃ قال لضرار الصدائی یا ضرار صف لی علیاً فقال اعفنی یا امیر المؤمنین قال لتصفنہ قال اما
اذا لابد من وصفہ فکان واللہ بعید المدی شدید القوی یقول فصلاً ویحکم عدلاً یتفجر العلم من جوانبہ وتنطق
الحکمۃ عن لسانہ یستوحش من الدنیا وزہرتہا ویأنس باللیل ووحشتہ وکان غزیر العبرۃ طویل الفکرۃ یعجبہ
من اللباس ما قصر ومن الطعام ما خشن۔ کان فینا کاحدنا یجیبنا اذا سألناہ۔ ویأتینا اذا دعوناہ۔ ونحن
واللہ مع تقریبہ ایانا وقربہ منا۔ لا نکاد نکلمہ ہیبۃ لہ۔ یعظم اہل الدین۔ ویقرب المساکین۔ لا یطمع القوی
فی باطلہ ولا ییأس الضعیف من عدلہ ولقد رأیتہ فی بعض مواقفہ۔ وقد ارخی اللیل سدولہ وغارت نجومہ
قابضاً علی لحیتہ یتململ تململ السلیم ویبکی بکاء الحزین۔ ویقول یا دنیا غری غیری۔ الی تعرضت۔ ام الی تشوقت
ہیہات ہیہات قد باینتک ثلاثاً لا رجعۃ فیہا فعمرک قصیر وخطرک کبیر۔ آہ آہ۔ من قلۃ الزاد۔ وبعد السفر
فبکی معاویۃ فقال رحم اللہ ابا حسن کان واللہ کذلک فکیف حزنک علیہ یا ضرار قال حزن من ذبح ولدہا فی
حجرہا اخرجہ الدیلمی وابو عمر ابن عبد البر فی الاستیعاب والمتقی فی کنز العمال وابن حجر فی صواعق محرقہ)

کہتے ہیں کہ امیر معاویہ نے ضرار صدائی سے کہا کہ اے ضرار مجھ سے علی علیہ السلام کے اوصاف بیان کر ضرار نے کہا اے امیر مجھے اس
سے معاف رکھ معاویہ نے کہا مجھے ضرور انکے اوصاف بیان کرنا ہونگے ضرار نے کہا جبکہ مجھے ان کے اوصاف بیان کرنے
پر مجبور ہی کیا جاتا ہے تو وہ بلند حوصلے کے کام والے اور بڑی قوتوں والے تھے بزرگی سے بات کرتے تھے اور عدل سے
حکم دیتے تھے علم کا دریا ان کے ہر طرف سے موجزن تھا حکمت انکی زبان سے بولتی تھی دنیا اور دنیا کی خوبیوں سے گریز کرتے تھے

وہ اندھیری رات اور اسکی وحشت سے مانوس تھے۔ وہ رونے کو پسند کرتے تھے اور ہر وقت فکر میں ڈوبے رہتے تھے۔ انکو کپڑا موٹا اچھا لگتا تھا۔ اور انکو کھانے میں کرخت چیز بھلی معلوم ہوتی تھی۔ وہ ہم میں ہمارے جیسے تھے۔ وہ ہمکو جواب دیتے تھے جب ہم انسے پوچھتے تھے وہ ہمارے پاس آتے تھے جب ہم انکو بلاتے تھے خدا کی قسم ہے کہ باوجود ان کے قرب کے ہیبت کی وجہ سے ان سے کلام نہیں کر سکتے تھے اور اہل دین کی تعظیم کرتے تھے مسکینوں کو اپنے پاس بٹھلاتے تھے ان سے قوت سے کوئی [illegible] باطل کی خواہش نہیں کر سکتا تھا ضعیف ان کے عدل سے ناامیدی کا منہ نہیں دیکھتا تھا۔ میں نے انکو [illegible] دیکھا ایک رات کہ گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا ہوا تھا اور ستارے سیاہی میں ڈوبے ہوئے تھے وہ اپنی ریش مبارک کو پکڑے ہوئے آہستہ آہستہ ہل رہے تھے اور غم آلود آنسو بہا رہے تھے اور فرما رہے تھے۔ اے دنیا میرے سوا کسی اور کو فریب دے میرے کیوں سامنے آتی ہے یا مجھ سے شوق رکھتی ہے افسوس افسوس میں نے تجھے تین طلاقیں دی ہیں جنمیں ہرگز رجعت کی گنجائش نہیں ہے تیری عمر بہت تھوڑی ہے اور تیرے دکھ بہت بڑے ہیں آہ آہ۔ تھوڑا زاد ہے۔ اور دور کا سفر ہے۔ امیر معاویہ یہ سنکر رونے لگے اور کہنے لگے خدا ابوالحسن پر رحم کرے واللہ وہ ایسے ہی تھے۔ اے ضرار ان کے مرنے سے تجھے کیسا رنج ہوا ہے۔ ضرار کہنے لگا ایسا رنج ہے کہ جس طرح سے کسی عورت کی گود میں اسکا بیٹا ذبح کیا جائے۔

(۲) عن سعید بن العاص قال قلت لعبد الله بن عیاش بن ابی ربیعة الا تخبرنی عن ابوبکرؓ وعلیؓ فان ابابکرؓ کان له السن والسابقة مع النبی صلی الله علیه وسلم ثم ان الناس صاغیة الی علی فقال ای ابن اخی کان له والله ما شئت من ضرس قاطع والبسطة فی النسب وقرابته من رسول الله صلی الله علیه وسلم ومصاهرته والسابقة فی الاسلام والعلم والفقه فی السنة والنجدة فی الحرب والجود بالماعون (اخرجه احمد والذهبی) سعید بن العاص سے نقل ہے کہ میں نے عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ سے پوچھا مجھ سے علیؓ اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا حال بیان کرو باوجود اسکے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ معمر بھی تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے میں سبقت بھی رکھتے تھے پھر لوگ جناب علیؓ کے کیوں زیادہ مشتاق تھے عبداللہ بن عیاش کہنے لگے اے میرے بھتیجے جو بات کہ تجھے پسند آتی ہو سب ہی علیؓ کے بدولت تھی نسب کا کھرا پن جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قرابت حضرت کی دامادی سے مشرف ہونا اسلام میں سبقت۔ قرآن کا علم سنت میں تفقہ حرب میں بہادری بخشش میں جود۔

(۳) عن ابن عباس رضی الله تعالی عنه وقد ساله الناس ای رجل کان علیا قال کان قد ملا جوفه علما وحکما وباسا ونجدة مع قرابته من رسول الله صلی الله علیه وسلم (اخرجه احمد ومحب الطبری فی الریاض النضرة) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے ان سے پوچھا کہ جناب علیؑ کیسے تھے۔ فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قرابت کیساتھ انکا پیٹ علم اور حکمت اور ہیبت اور شجاعت سے بھرا ہوا تھا۔

(۴) عن ابن عباس فی علی بن ابی طالب کان والله یشبه القمر الباهر والاسد الخادر والفرات الزاخر والربیع الماطر الباکر (ربیع الابرار من الباب التاسع والسبعین) ابن عباسؓ سے جناب امیرؑ کی شان کے متعلق روایت ہے کہ وہ حضرت علی علیہ السلام چودھویں رات کی چاندنی اور بن کے شیر اور موجیں مارتے دریا اور صبح کے برستے ہوئے ابر کے مشابہ تھے۔

جناب امیر علیہ السلام کا جامع مدارج فضل ہونا

مدارج فضل کے متعین کرنے میں لوگوں نے بہت کچھ طبع آزمائی کی ہے لیکن خداتعالیٰ نے قرآن مجید میں جنکا ذکر کیا ہے حقیقۃً وہی مدارج فضل میں انسانی قیاس سے ایسے مدارج کا مقرر کرنا صرف امر اعتباری ہے ؂

جب ہم خدائے واحد ذوالجلال کے کلام پاک کو پڑھتے ہیں تو یہ آیہ آتی ہے اولٰئک الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین ہماری سرگشتہ عقل کو یہ پتہ ملتا ہے کہ حقیقۃً مدارج فضل چار ہیں اور بس مرتبۂ انبیا علیہم السلام ۔ مرتبۂ صدیقین ۔ مرتبۂ شہداء ۔ مرتبۂ صالحین ؂

اسبات پر تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ اس آیت میں صدیقین اور شہدا اور صالحین انبیا سے مغایر ہیں لیکن ان صفات ثلثہ میں مفسرین کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک ان تینوں اوصاف سے موصوف واحد مراد ہے ۔ اور بعض کے نزدیک ہر صفت سے موصوف جداگانہ مراد ہے یعنے صدیق اور ہیں اور شہید اور ہیں اور صالحین اور ہیں ؂

اگر خداوند تعالیٰ اپنے کرم عمیم سے کسی اپنے خاص بندے کو یہ تینوں اوصاف عطا فرمائے تو کیا کہنا ہے ؂

جناب امیرؑ کی ذات مستجمع صفات میں بجز منصب نبوت کے یہ تینوں اوصاف بتمامہا نور علیٰ نور موجود تھے ؂

(اول) صدیق یعنے جس کی عادت پر صدق غالب ہو ۔ صدق ہونا بھی صفات فاضلہ میں سے ایک ممتاز صفت ہے کیونکہ ایمان کی تکمیل تصدیق بالقلب کے سوا نہیں ہو سکتی ؂

بعض مفسرین کا قول ہے کہ صدیق سے وہ شخص مراد ہے کہ تمام امور دین کی تصدیق کرے اور دین کے کسی امر میں شک نہ لائے چنانچہ آیہ والذین اٰمنوا باللہ ورسلہ اولٰئک ہم الصدیقون سے یہی معنے ثابت ہوتے ہیں ؂ مفسرین نے صدیقین سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے افاضل اصحاب مراد لئے ہیں ؂ بعض کے نزدیک صدیق اسکو کہتے ہیں جو اسلام لانے میں سب پر سبقت رکھتا ہو اور سب سے پہلے رسول کی تصدیق کرے ؂

جناب امیر علیہ السلام کیا بوجہ سبقت اسلام اور کیا باعتبار تصدیق امور دین سرگروہ افاضل اصحاب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر اور تمام صدیقوں سے افضل اور سید الصادقین تھے ؂

(۱) **عن** عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی قولہ تعالیٰ یایہا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصٰدقین قال مع علی کاللہ سید الصادقین (اخرجہ الثعلبی فی تفسیرہ وابونعیم فی الحلیۃ الاولیاء وابن عساکر وابوبکر بن مردویہ والسیوطی فی تفسیر الدر المنثور وسبط ابن الجوزی فی تذکرۃ خواص الائمۃ) عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس آیت میں کہ (اے وہ لوگو تم ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ) یعنے جناب علی رضہ کے ساتھ ہو جاؤ کیونکہ وہ تمام سچوں کے سردار تھے ؂

(۲) **عن** سلمان الفارسی وابی ذر الغفاری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انت اول من اٰمن بی وصدق وانت صدیق الاکبر (اخرجہ الحاکم والدیلمی والطبرانی فی ریاض النضرۃ) سلمان فارسی اور ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب امیرؑ سے فرمایا کہ تو وہ شخص ہے جو سب سے پہلے مجھپر ایمان لایا ہے اور میری تصدیق کی ہے اور تو صدیق اکبر ہے ؂

(۳) **عن** عباد بن عبد اللہ قال علیؑ انا عبد اللہ واخو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا الصدیق الاکبر لا یقولہا ذالک غیری الا کاذب صلیت قبل الناس سبع سنین (اخرجہ احمد فی المناقب والنسائی فی الخصائص والحاکم فی المستدرک والحافظ ابو زید عثمان بن ابی شیبۃ فی سندہ وابن عاصم فی السنۃ والحافظ ابو نعیم فی الحلیۃ والعقیلی) عباد بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ جناب امیرؑ فرماتے تھے میں خدا کا بندہ اور خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی ہوں اور میں صدیق اکبر ہوں یہ بات میرے سوا کوئی نہیں کہہ سکتا مگر جھوٹ بولنے والا میں نے سب سے پہلے سات برس نماز پڑھی ہے ۔

(۴) **عن** ابن عباسؓ وابی لیلیٰ وا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصدیقون ثلثۃ حبیب النجار مومن آل یاسین وحزقیل مومن آل فرعون وعلی ابن ابی طالب وھو افضلہم (اخرجہ البخاری عن ابن عباس واحمد عن ابی لیلیٰ) صواعق محرقہ) ابن عباس وابی لیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدیق تین ہیں حبیب النجار جو ابن مسیح پر ایمان لائے تھے اور حزقیل آل فرعون میں جناب موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والا اور علی بن ابی طالب اور وہ ان سب سے افضل ہے ۔

(دوم) شہید اسکے معنے میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ شہید کے معنے اور شاہد کے ہیں یعنی رسالت پر شہادت دینے والا اور بعض نے کہا مقتول فی سبیل اللہ مراد ہے یہ دونوں جناب امیرؑ بذات اقدس پر لازم آتے ہیں ۔

شہید بمعنے شاہد ۔

(۱) **عن** عباد بن عبد اللہ الاسدی قال سمعت علیاًؑ یقول وھو علی المنبر ما من قریش رجل الا وقد نزلت فیہ آیۃ او آیتان فقال رجل فما نزل فیک فغضب ثم قال اما انک لو لم تسالنی علی رؤس القوم ما حدثتک ویحک ھل تقرء سورۃ ھود ثم قرأ افمن کان علی بینۃ من ربہ ویتلوہ شاھد منہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیٰ بینۃ من ربہ وانا شاھد منہ (اخرجہ ابن مردویہ والفقیہ ابن مغازلی وابن ابی حاتم وابن عساکر والسیوطی فی الدر المنثور والثعلبی فی تفسیرہ والواحدی فی اسباب النزول وابن جریر الطبری وابن مندہ وابو الشیخ وابن مردویہ وصاحب تفسیر معالم التنزیل) عباد بن عبد اللہ الاسدی کہتے ہیں میں نے جناب امیر علیہ السلام کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا کہ قریش میں سے کوئی آدمی ایسا نہیں ہے جس کے حق میں ایک یا دو آیتیں نازل ہوئی ہوں ایک شخص نے پوچھا آپ کی شان میں کونسی آیت نازل ہوئی ہے جناب امیرؑ نے غصے ہو کر فرمایا اگر تو نے سب کے سامنے نہ پوچھا ہوتا تو میں ہرگز تجھے نہ بتاتا افسوس ہے کہ تو نے سورہ ہود کو نہیں پڑھا افمن کان علی بینۃ من ربہ ویتلوہ شاھد منہ یعنی آیا جو شخص کہ اپنے رب کے دلیل روشن پر ہو اور اسکے متصل ایک گواہ آئے اسی کی طرف سے پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو علی بینۃ من ربہ ہیں اور یتلوہ شاہد منہ میں ہوں ۔

(۲) **عن** ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ افمن کان علی بینۃ من ربہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویتلوہ شاھد منہ علی بن ابی طالب خاصۃ (اخرجہ الثعلبی فی تفسیرہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جو شخص اپنے رب کے دلیل روشن پر ہو وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اسی کے متصل ایک گواہ آئے اسی کی طرف سے وہ علیؑ بن ابی طالب ہیں خاصۃ ۔

شہید بمعنے مقتول فی سبیل اللہ ۔

عن ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا قالت رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التزم علیاً وقبلہ وھو یقول بابی الوحید الشہید (اخرجہ ابو یعلی) جناب ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جناب امیرؑ کو گلے سے لگائے ہوئے ہیں اور انہیں چومتے ہیں اور فرماتے ہیں میرا باپ قربان ہو اکیلا ہے اور شہید ہونیوالا ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کی شہادت کی نسبت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی پیشگوئیاں فرمائی ہیں وہ سب حدیثیں اپنے مقام پر درج ہیں۔

(سوم) مرتبہ صالحین کا ہے جس کی تعریف یہ ہے الصالح ھو الذی یکون صالحا فی اعتقادہ وفی عملہ یعنی صالح وہ ہے جو اپنے اعتقاد و اعمال میں صالح ہو۔ کیونکہ جہل سے فساد فی الاعتقاد ہے اور معصیت سے فساد فی العمل پیدا ہوتا ہے جناب امیر علیہ السلام باب حکمت تھے اسلئے فساد فی الاعتقاد سے محفوظ تھے اور دونوں معصیت سے ظاہر تھے اسلئے فساد فی العمل سے معصوم تھے کیوں نہ ہو جسکو خدائے پاک اپنے کلام مجید میں صالح المومنین کا لقب عطا فرمائے اس سے فساد فی الاعتقاد اور فساد فی العمل کسطرح سے ظاہر ہو سکتا ہے صدق اللہ وصدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن ابی سعید الخدری قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعطیت فی علی خمسا ھو احب الی من الدنیا وما فیہا فاما الخامستہ فلست اخشی علیہ ان یرجع زانیا بعد احصان ولا کافرا بعد ایمان (اخرجہ احمد فی المناقب) یعنی ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت آب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علیؑ کو پانچ باتیں ایسی عطا ہوئی ہیں کہ وہ تمام دنیا و ما فیہا سے مجھے محبوب ہیں چنانچہ پانچویں انمیں سے یہ ہے کہ مجھے اسپر ہرگز خوف نہیں کہ وہ پارسا ہونے کے بعد زنا کی طرف رجوع کرے اور ایمان لانے کے بعد کفر کی طرف لوٹ جائے۔

(۱) **عن** ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ فی قولہ تعالی ھو مولاہ وجبریل وصالح المؤمنین قال ھو علی بن ابی طالب (اخرجہ ابن مردویہ وابن عساکر) ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں (کہ وہ اللہ اسکا مددگار ہے اور جبریلؑ اور مومنوں کا نیکوکار) مومنوں کے نکوکار سے علی ابن ابی طالب مراد ہیں۔

(۲) **عن** اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالی عنہا قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول وصالح المؤمنین علی بن ابی طالب (اخرجہ ابو نعیم وابن ابی حاتم والمتقی فی کنز العمال) اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صالح المومنین علی ابن ابیطالب ہیں پس ثابت ہوا کہ جناب امیر علیہ السلام جامع صفات ثلثہ تھے جنکا خدا نے اپنی کلام پاک میں ذکر کیا ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کے فضائل نفسانی کا بیان

جناب امیرؑ کے فضائل علمیہ کا بیان

ظاہر ہے کہ جناب مرتضے علیہ التحیۃ والثنا کو حسب ارشاد حضرت باری عز اسمہ (قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون) یعنی کہدے اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آیا برابر ہو سکتے ہیں وہ لوگ جو جانتے ہیں اور وہ لوگ کہ نہیں جانتے اور

مجھوائے یرفع اللہ الذین امنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات یعنے خداوند تعالیٰ و تقدس بلند کرتا ہے ان لوگونکو جو ایمان لائے ہیں تم سے اور وہ لوگ کہ انکو علم دیا گیا ہے سب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر فضیلت حاصل ہے اسکا مجمل ذکر یہ ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام اصل فطرت میں ذکی الطبع پیدا ہوئی تھی جس کی وجہ سے پروردگار نے انکو استعداد علمی اور قابلیت نہایت اعلیٰ درجہ کی عطا کی تھی۔ اور جناب سرور کائنات مفخر موجودات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام حکما و عقلا اور انبیاء کرام کی سرآمد تھی اور حضرت علیؑ نے ابتدائے سن تمیز بلکہ روز ولادت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کنار عاطفت میں تربیت پائی تھی۔ اور حصول علم میں ہمیشہ سے ان کی طبیعت راغب تھی۔ کبھی مثل دوسرے اطفال کے لہو و لعب کیطرف مائل نہیں ہوتی۔ اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بھی انکی تعلیم و تربیت میں ہمیشہ کوشش بلیغ فرماتے تھے اس وجہ سے جناب امیر علیہ السلام کو وہ تعلیم حاصل ہوگئی کہ جس میں تمام عقلاء زمانہ حیران رہ گئے۔ بلکہ جناب امیر علیہ السلام کو علم و فضل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ خیال کرنا چاہیئے کہ جس علم کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا یا اسے حضرت امیر علیہ السلام کو اسمیں دستگاہ تام معلوم ہوتی ہے یہ مرتبہ دوسرے اصحاب کبار کو حاصل نہیں ہوا اول تو تمام صحابی آنحضرت صلی اللہ کی صحبت بابرکت میں بعد بلوغ مشرف ہوئے ہیں۔ اور جناب امیر پانچ برس کے سن سے حضور میں رہے ہیں۔ دوم حضرت امیر کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مصاحبت شبانہ روز حاصل تھی اور دوسرے اصحاب اس شرف دائمی سے معذور تھے کبھی انکو حضور نبوی میں باریابی نصیب ہوتی تھی اور کبھی اس سعادت سے محروم رہتے تھے اور حضرت علی ہر وقت حاضر ہو سکتے تھے۔

اب ہم جناب امیر علیہ السلام کے فضائل علمی کا حال کسیقدر شرح و بسط کے ساتھ لکھتے ہیں اول ہم احادیث اور اقوال صحابہ کو پیش کرتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام تمام صحابہ کرام سے اعلم تھے۔ اور بمجھوائے آیہ وافی ہدایہ ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیراً کثیراً سب صحابہ پر فضیلت رکھتے ہیں۔

جناب امیر علیہ السلام کا سب صحابہ سے اعلم ہونا

(۱) اخرج البزار عن جابر بن عبد اللہ والعقیلی و ابن عدی عن ابن عمر و الطبرانی عن کلیہما والحاکم عن علی و ابن عمر و البغوی و ابونعیم عن علی قالوا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا مدینۃ العلم و علی بابہا و زاد البغوی فی روایۃ ابن عباس مرفوعاً فمن اراد العلم فلیأت من بابہا و صححہ الحاکم و رواہ الجماعۃ و حسنہ الحافظان العلائی و ابن حجر العسقلانی بزار نے جابر بن عبد اللہ سے اور عقیلی اور ابن عدی نے ابن عمر سے اور طبرانی نے دونوں سے اور حاکم نے جناب علیؑ سے اور ابن عمر سے اور امام بغوی نے اور ابونعیم نے جناب علیؑ سے روایت کیا ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں علم کا شہر ہوں علیؑ اس کا دروازہ ہے امام بغوی نے جو روایت جناب علیؑ سے کی ہے اور طبرانی نے عبد اللہ بن عباسؓ کی روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مرفوع کر کے یہ الفاظ اور زیادہ روایت کئے ہیں کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ جو شخص علم تک پہنچنا چاہتا ہو اس کو چاہیئے کہ اس کے دروازہ سے داخل ہو حاکم نے اس حدیث کو صحیح لکھا ہے اور ایک جماعت نے اسکی روایت کی ہے اور علائی اور ابن حجر عسقلانی دونوں حافظان حدیث نے اس حدیث کے حسن ہونے کی بابت کہا ہے۔

(۲) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا دار الحکمۃ و علیؑ بابہا اخرجہ الترمذی۔ جناب امیر سے روایت ہے کہ سرور دین پناہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں حکمت کا گھر ہوں علیؑ اُس کا دروازہ ہے۔

(۳) عن سلمان الفارسی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعلم امتی بعدی علی بن ابی طالب (اخرجہ الدیلمی) سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری اُمت میں میرے بعد سب سے زیادہ علم والا علیؑ بن ابی طالب ہے ۔

(۴) عن ابن عباس قال واللہ لقد اعطے علی تسعۃ اعشار العلم وایم اللہ لقد شارکم فی العشر العاشر (استیعاب ابن عبد البر) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خدا کی قسم ہے کہ علیؑ کو علم کی دسویں حصہ دی گئی ہیں اور خدا کی قسم ہے کہ تمکو دسویں حصہ میں شریک کیا ہے ۔

(۵) عن ابن عباس قسم علی الناس خمسۃ اجزاء فکان لعلی اربعۃ اجزاء ولسائر الناس جزء شارکہم علی فیہ فکان اعلمہم (اخرجہ البزار) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ لوگوں کا علم پانچ حصوں پر منقسم کیا گیا اور چار حصے جناب علیؑ کو دیے گئے اور تمام لوگوں کو ایک حصہ دیا گیا۔ اور اس میں بھی جناب علیؑ کو شریک کیا گیا پس وہ ان سے اس حصہ میں بھی زیادہ علم والے تھے ۔

(۶) عن الحسن بن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابی طالب اعلم الناس باللہ واعظم الناس حبا لاھل لا الہ الا اللہ (اخرجہ ابو نعیم فی فضائل الصحابہ) جناب حسن علیہ السلام سے منقول ہے کہ خواجہ ہر دو سرا صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ علیؑ بن ابی طالب تمام لوگوں سے خدا کے ساتھ زیادہ تر علم رکھنے والے ہیں اور سب لا الہ الا اللہ کہنے والوں سے زیادہ تعظیم اور محبت کے لائق ہیں ۔

(۷) عن عبد اللہ بن مسعود قال کنت عند النبی صلے اللہ علیہ وسلم فسئل عن علیؑ فقال قسمت الحکمۃ عشرۃ اجزاء فاعطی علی بن ابی طالب تسعۃ اجزاء والناس جزء واحد (اخرجہ الدیلمی) عبد اللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بیٹھا ہوا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جناب علیؑ کی نسبت پوچھا گیا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ حکمت دس حصوں پر منقسم کیگئی ہے پس علیؑ کو نو حصے اُسکے دیئے گئے اور ایک حصہ سب لوگوں کو دیا گیا ۔

(۸) عن عبد الملک بن ابی سلیمان قال قلت لعطاء اکان فی اصحاب محمد اعلم من علی بن ابی طالب قال واللہ ما اعلم (استیعاب) عبد الملک بن ابی سلیمان کہتا ہے کہ میں نے عطا سے پوچھا کہ آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں کیا کوئی شخص علی بن ابیطالب سے زیادہ تر علم والا تھا عطا نے جواب دیا خدا کی قسم ہے میں نہیں جانتا ۔

(۹) عن مسروق قال شاممت اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوجدت علمہم انتہی الی عمر وعبد اللہ ابن مسعودؓ وابی الدرداء ومعاذ بن جبل وزید بن ثابت وعلیؑ بن ابی طالب ثم شاممت ھولاء فوجدت علمہم انتہی الی الرجلین علی وعبد اللہ بن مسعود ثم شاممت الاثنین فوجدت بفضل علیؑ علی عبد اللہ (اخرجہ الخوارزمی فی المناقب) مسروقؓ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو سونگھا پس مجھے معلوم ہوا کہ انکا علم عمر رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن مسعودؓ اور ابو الدرداء اور معاذ بن جبلؓ اور زید بن ثابتؓ

اور جناب علی کی طرف منتہی ہوتا ہے پھر میں نے ان سب بزرگواروں کو سونگھا پس مجھے معلوم ہوا کہ ان کا علم دو آدمیوں کی طرف یعنی جناب امیرؑ اور عبداللہ بن مسعودؓ کی طرف منتہی ہوتا ہے۔ پھر میں نے ان دونوں صاحبوں کو سونگھا پس مجھے معلوم ہوا کہ عبداللہ بن مسعودؓ پر جناب امیرؑ فضیلت رکھتے ہیں ✤

(۱۰) **عن** عبد الله بن مسعود قال علماء الارض ثلاثة عالم بالشام وعالم بالحجاز وعالم بالعراق فاما عالم اهل الشام فهو ابو الدرداء واما عالم اهل الحجاز فعلي ابن ابي طالب واما عالم اهل العراق فاخ لكم وعالم اهل الشام وعالم اهل العراق محتاجان الى عالم الحجاز وعالم الحجاز لا يحتاج اليهما (اخرجه الحضرمي) نقل ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ روئے زمین پر تین عالم ہیں ایک عالم شام میں ہے اور ایک عالم حجاز میں اور ایک عالم عراق میں پس اہل شام کا عالم ابو درداء رضی اللہ عنہ ہیں اور اہل حجاز کے عالم جناب امیرؑ ہیں اور اہل عراق کا عالم تمہارا ایک بھائی ہے (یعنی اپنی ذات بابرکت سے مراد لی ہے) اور عالم اہل شام اور اہل عراق دونوں حجاز کے عالم کی طرف محتاج ہیں اور اہل حجاز کا عالم ان دونوں کی طرف احتیاج نہیں رکھتا ✤

(۱۱) **عن** ابی الدرداء قال العلماء ثلاثة رجل بالشام يعني نفسه ورجل بالكوفة يريد عبد الله بن مسعود ورجل بالمدينة وهو علي بن ابي طالب وهو اعلم بالسنة منا (اخرجه الحضرمي) ابی درداءؓ سے نقل ہے کہ تین عالم ہیں ایک آدمی شام میں ہے (یعنی اپنی ذات سے مراد لی ہے) اور ایک آدمی کوفہ میں ہے اور وہ عبداللہ بن مسعودؓ ہے اور ایک آدمی مدینہ میں ہے اور وہ علی بن ابی طالبؑ ہے اور یہ ہم سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو زیادہ تر جاننے والا ہے ✤

(۱۲) **عن** علی قال علمنی رسول الله صلی الله علیه وسلم الف باب من العلم تفتح لی من کل باب الف باب (اربعین الرازی) جناب علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کے ہزار باب تعلیم کئے ہیں پس ہر باب سے ہزار ہزار باب میرے لئے کھل گئے ✤

(۱۳) **عن** علی قال قلت یا رسول الله اوصنی فقال قل ربی الله ثم استقم فقلتها وزدت وما توفیقی الا بالله علیه توکلت والیه انیب فقال لیهنک العلم یا ابا الحسن لقد شربت شربا ونهلته نهلا (اخرجه احمد) جناب علیؓ کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھ کو کوئی وصیت فرما دیں حضورؐ نے ارشاد کیا کہ یہ کہو کہ میرا رب اللہ ہے پھر اسی پر استقامت کرو میں نے جناب کے فرمانے کے موافق یہ کہا اور ان الفاظ کو اور بڑھایا کہ نہیں مجھ میں توفیق مگر خدا کے ساتھ اسی پر توکل کرتا ہوں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں حضرتؐ نے فرمایا کہ اے ابوالحسن تجھے علم گوارا ہو تو نے علم کو پی لیا ہے جو حق کہ اس کے پینے کا تھا اور نوش کیا تو نے اسے جو کہ حق اس کے نوش کرنے کا تھا ✤

(۱۴) **عن** ابن عباس وقد سأله الناس فقالوا ای رجل كان علیا قال كان ملئ جوفه حكما وعلما وباسا ونجدة مع قرابته من رسول الله صلی الله علیه وسلم (اخرجه احمد فی المناقب) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے پوچھا کہ علی کیسے آدمی تھے ابن عباسؓ نے کہا ان کا پیٹ علم اور حکمت اور خوف خدا اور بہادری سے بھرا ہوا تھا مع ذلک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرابت قریبہ رکھتے تھے ✤

(۱۵) **عن** ابی حازم قال جاء رجل الی معاویة فسأله عن مسألة فقال سل عنها علی بن ابی طالب فهو اعلم فقال یا امیر المؤمنین جوابك فیها احب الی من جواب علی قال بئس ما قلت لقد کرهت رجلا کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یغره بالعلم غرا ولقد قال له انت منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لا نبی بعدی وکان عمر اذا اشکل علیه شیء اخذ منه (اخرجه احمد فی المناقب) ابی حازم کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے معاویہ کے پاس آکر ایک مسئلہ پوچھا معاویہ نے کہا یہ مسئلہ جناب امیر علیہ السلام سے جاکر پوچھ کیونکہ وہ زیادہ علم والے ہیں اس نے کہا کہ اے امیر مجھے تمہارا جواب اُن کے جواب سے بہتر ہے معاویہ نے کہا کہ بری بات تیرے منہ سے نکلی ہے تو نے ایسے شخص سے کراہت کی ہے جس کو جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے علم کے ساتھ اُن کے پالنے کو پر کیا ہے اور بیشک اُن کے لئے کہا ہے کہ تو میرے سے ہارون کے مرتبہ پر ہے موسیٰ سے لیکن نبوت میرے بعد نہیں ہے۔ اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کوئی مشکل پیش آیا کرتی تھی تو اُن سے پوچھا کرتے تھے ۔

(۱۶) **عن** سعید بن المسیب قال لم یکن احد من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول سلونی الا علی (اخرجه احمد) سعید بن مسیب سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کبار میں کوئی صاحب سوا جناب علیؓ کے نہیں تھا جو یہ کہتا مجھ سے پوچھو ۔

(۱۷) **عن** ابی عمر قال ما کان احد من الناس یقول سلونی غیر علی ابن ابی طالب (اخرجه البغوی) ابی عمر کہتے ہیں کہ سوا علی بن ابی طالب کے کوئی آدمی ایسا نہیں تھا جو یہ کہہ سکتا کہ مجھ سے پوچھو ۔

(۱۸) **عن** معقل بن یسار قال وضأت النبی صلی اللہ علیه وسلم ذات یوم فقال هل لك فی فاطمة تعودها قلت نعم فقام متوکئا علی حتی دخلنا علی فاطمة فقال کیف تجدینك قالت واللہ طال حزنی واشتدت فاقتی حدثنا عبد اللہ بن احمد وجدت فی کتاب ابی بخط یده فی هذا الحدیث قال او ما ترضین انی زوجتك اقدم امتی سلما واکثرهم علما واعظمهم حلما (اخرجه احمد فی المناقب والطبرانی فی الکبیر) معقل بن یسار روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایک روز جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو وضو کرایا آپ نے مجھے ارشاد کیا کہ کیا تو چاہتا ہے کہ ہمارے ساتھ فاطمہ علیہا السلام کی عیادت کو چلے میں نے عرض کیا ہاں میں حضور کی معیت میں چلتا ہوں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مجھ پر تکیہ لگا کر اُٹھے جب ہم جناب سیدہ علیہا السلام کے پاس پہنچے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا فاطمہ ہم تجھے ایسا کمزور کیوں دیکھتے ہیں حضرت سیدہ نے عرض کیا میرے غم طولانی فاقوں سے مجھ پر شدت ہے عبد اللہ بن احمد بن حنبل روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد کی کتاب میں انہی کے دستخطی اس حدیث میں یہ بھی لکھا ہوا دیکھا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم راضی نہیں ہوتیں کہ ہم نے تمہیں ایسے شخص کی زوجہ بنایا ہے جو از روئے اسلام سب میری اُمت سے سبقت رکھنے والا ہے اور سب سے زیادہ علم والا ہے اور سب سے زیادہ حلم والا ہے ۔

(۱۹) **عن** بریدة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فرتنا یا بریدة نعود فاطمة فلما ان دخلنا علیها ابصرت اباها دمعت عیناها قال ما یبکیك یا بنتی قالت قلة الطعم وکثرة الهم وشدة السقم قال لها اما واللہ ما عند اللہ خیر مما ترغبین الیه یا فاطمة اما ترضین انی زوجتك خیر امتی اقدمهم سلما واکثرهم علما وافضلهم حلما واللہ ان ابنیك لسیدا شباب اهل الجنة (اخرجه الخوارزمی) بریدہ رضی اللہ عنہ سے • منقول ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

مجھ سے ارشاد فرمانے لگے اسے بریدہ اٹھو ہمارے ساتھ چلو کہ جناب سیدہ علیہا السلام کی بیمار پرسی کریں جب ہم ان کے پاس گئے اور انہوں نے ہم کو دیکھا تو بے اختیار رونے لگیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میری بیٹی تم کو کس بات نے رولایا ہے عرض کیا کہ کھانے کے نہ ہونے اور غم کی کثرت نے اور بیماری کی شدت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا واللہ جو خدا کے پاس ہے کیا وہ بہتر نہیں اس چیز سے کہ جس کی تم یا فاطمہ رغبت کرتی ہو تم راضی نہیں ہوتیں کہ میں نے تمہارا ایسے شخص کی زوجہ بنایا ہے جو میری تمام امت سے بہتر ہے اور اسلام لانے میں ان سب سے مقدم ہے اور ان سب سے زیادہ عالم ہے اور ان سب سے حلم میں افضل ہے واللہ بیشک تیرے دونوں بیٹے جوانان جنت کے سردار ہیں ٭

(۲۰) **عن** ابی هارون العبدی قال اتیت ابا سعید الخدری فقلت له هل شهدت بدرا فقال نعم فقلت الا تحدثنی بشیء مما سمعته من رسول الله صلی الله علیه وسلم فی علی و فضله فقال بلی اخبرک ان رسول الله صلی الله علیه وسلم مرض مرضة نقه منها فدخلت علیه فاطمة تعوده وانا جالس عن یمین رسول الله صلی الله علیه وسلم فلما رأت ما برسول الله صلی الله علیه وسلم من الضعف خنقتها العبرة حتی بدت دموعها علی خدها فقال لها رسول الله صلی الله علیه وسلم ما یبکیک یا فاطمة قالت اخشی الضیعة بعدک یا رسول الله فقال یا فاطمة ان الله اطلع علی اهل الارض اطلاعة فاختار منهم اباک ثم اطلع ثانیة فاختار منهم بعلک فاوحی الی فانکحته واتخذته وصیا اما علمت انک بکرامة الله ایاک زوجک اعلمهم علما واکثرهم حلما واقدمهم سلما (اخرجه الدارقطنی) ابو ہارون العبدی کہتے ہیں کہ ایک روز میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے ملنے کو گیا میں نے ان سے کہا آپ جنگ بدر میں شریک ہوئے ہیں وہ کہنے لگے ہاں میں شریک تھا میں نے کہا آپ مجھ کو کوئی ایسی بات سنائیں جو آپ نے جناب علیؓ کی شان میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو وہ کہنے لگے اچھی خبر ہے میں تجھے سناتا ہوں کہ جب جناب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور مرض نے آپ کو ناتواں کر دیا حضرت سیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیمار پرسی کو تشریف لائیں میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی داہنی طرف بیٹھا ہوا تھا جب جناب سیدہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ضعف کی شدت کو دیکھا تو رونے سے انکا گلا گھٹ گیا یہانتک کہ آنسو رخسار مبارک پر ظاہر ہو گئے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے فاطمہ تمکو کس بات نے رلایا ہے جناب سیدہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپکے بعد ضائع ہو جانے سے ڈرتی ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فاطمہ خدا تعالی نے اہل زمین کو دیکھکر تیرے والد کو اول انمیں سے برگزیدہ کیا پھر دوبارہ دیکھکر انمیں سے تیرے خاوند کو چن لیا پس میری طرف وحی بھیجی اور میں نے تیرے ساتھ اسکا نکاح کر دیا اور میں نے اسکو اپنا وصی بنایا آیا تم خدا کی مہربانی کو نہیں جانتی ہو کہ تمہارا خاوند تمام اہل میں سے زیادہ علم والا ہے اور ان سے زیادہ حلم والا ہے اور ان سب سے اسلام لانے میں مقدم ہے ٭

(۲۱) **عن** جابر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم علی عیبة علمی (اخرجه ابن عدی والمتقی فی کنز العمال) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علی میرے علم کا خزانہ ہے ٭

(۲۲) **عن** ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم هذا علی بن ابی طالب لحمه لحمی ودمه دمی وهو منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لا نبی بعدی وقال یا ام سلمة اشهدی واسمعی هذا علی امیر المؤمنین وسید المسلمین وعیبة علمی وبابی الذی اوتی منه والوصی علی الاموات من اهل بیتی وهو اخی فی الدنیا وقرینی فی الاخرة ومعی فی السنام

الا علی (اخرجہ ابو نعیم فی معجم المطہرین والخوارزمی فی المناقب والشیرازی فی الالقاب) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے یہ علی بن ابی طالب ہے۔ اس کا گوشت میرا گوشت ہے اور اسکا خون میرا خون ہے۔ اور یہ مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے مگر نبی میرے بعد نہیں ہے۔ اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا اے ام سلمہؓ گواہ رہیو اور سن کہ یہ علی مومنوں کا امیر اور مسلمانوں کا سردار اور میرے علم کا خزانہ ہے اور میرے علم کا ایسا دروازہ ہے کہ جس سے لوگ داخل ہوسکتے ہیں اور میرے اہل بیت کے مردوں کا وصی ہے۔ اور دنیا میں میرا بھائی اور آخرت میں میرا ہم صحبت ہے اور میرے ساتھ جنت کی اونچی جگہ میں ہوگا۔

جناب امیر علیہ السلام کا علم بالقرآن

جناب امیر علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پورا قرآن شریف حفظ کر لیا تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا دیا تھا اور سب سے پہلے حضرت امیر ہی نے قرآن شریف کو جمع کیا ہے۔ جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں ان علیاً اول من جمع القرآن وعرضہ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی علی وہ شخص ہیں کہ جمع کیا قرآن کو اور آنحضرتؐ کی جناب میں پیش کیا۔

(۱) روی محمد بن سیرین عن عکرمہ قال لما کان بیعۃ ابی بکر قعد علی فی بیتہ فقیل لابی بکر قد کرہ بیعتک فارسل الیہ فقال اکرھت بیعتی قال لا قال ما اقعدک عنی قال رأیت کتاب اللہ تزاد فیہ فحدثت نفسی ان لا البس ردائی الا لصلوۃ حتی اجمعہ قال ابوبکر فانک نعم ما رأیت قال محمد بن سیرین لعکرمۃ الفوہ کما انزل الاول فالاول قال لو اجتمعت الانس والجن ان یولفوا ھذا التالیف ما استطاعوا (رواہ ابو داؤد) محمد بن سیرین نے عکرمہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ سے لوگوں نے بیعت کی اور علی اپنے گھر میں بیٹھ رہے تو لوگوں نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ علی نے آپکی بیعت سے کراہت کی ہے پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جناب علی سے کہلا بھیجا کہ کیا آپ نے میری بیعت سے کراہت کی ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ نہیں پھر پوچھا کہ پھر آپکے گھر میں بیٹھ رہنے کی کیا وجہ ہے فرمایا کہ میری یہ رائے ہوئی ہے کہ کتاب اللہ میں کچھ نہ کچھ ضرور زیادتی کی جاویگی لہذا میرے دل میں آیا کہ میں اپنی ردا سوا نماز کے اور وقت نہ اوڑھوں جب تک کہ قرآن کو جمع کرلوں حضرت ابوبکرؓ نے کہا آپکی رائے بہت مناسب ہے۔ محمد بن سیرین نے عکرمہ سے پوچھا کہ کیا صحابہ نے قرآن اسی طرح سے تالیف کیا ہے جیسے کہ اول مرتبہ نازل ہوا تھا۔ عکرمہ نے کہا کہ اگر تمام انس وجن جمع ہوکر ویسے کرنا چاہیں۔ تو ہرگز نہیں کرسکینگے۔

(۲) عن محمد بن سیرین قال لما توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابطأ علی عن بیعۃ ابی بکر فلقیہ ابوبکر فقال اکرھت امارتی فقال لا ولکن آلیت ان لا ارتدی بردائی الا الی الصلوۃ حتی اجمع القرآن فزعموا انہ کتبہ علی تنزیلہ فقال محمد لو اصبت ذلک الکتاب لکان فیہ العلم (تاریخ الخلفاء للسیوطی) تاریخ الخلفاء میں سیوطی لکھتے ہیں کہ محمد بن سیرین بیان کرتے ہیں کہ جب جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم انتقال فرماگئے اور جناب علی علیہ السلام نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت سے تامل فرمایا جناب ابابکرؓ حضرت امیر سے ملے اور کہا کہ کیا آپ میری امارت سے کراہت

کر فرمیں جناب امیر نے جواب دیا نہیں لیکن میں نے عہد کیا ہے کہ اپنی ردا کو سوا نماز کے نہ اوڑھونگا یہانتک کہ قرآن شریف کو جمع کر لوں۔ پس لوگونکا خیال ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے قرآن شریف کو ترتیب تنزیل کے موافق جمع کیا تھا تو اس سے بہت کچھ علم حاصل ہو سکتا ہے ❊

روی ان مصحف امیر المومنین علی کان اولہ اقرأ ثم المدثر ثم ن ثم المزمل ثم تبت ثم التکویر وھکذا الی اخر المکی ثم المدنی (نقلہ ابو عمرو عثمان الدانی) روایت ہے کہ جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کی قرآن میں سب سے پہلے سورہ اقرأ پھر مدثر پھر سورہ مزمل پھر تبت پھر تکویر اسی طرح سے تمام مکی سورتیں پہلے تھیں بعد میں مدنی سورتیں تھیں ❊

(۳) **عن** عبد خیر عن علی قال لما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقسمت ان لا اضع ردائی عن ظہری حتی اجمع القرآن ما بین اللوحین فما وضعت عن ظہری حتی جمعت القرآن (اخرجہ الخوارزمی) عبد خیر جناب امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب جناب رسالت آب صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرماگئے میں نے قسم کھائی کہ اپنی پشت سے ردا نہیں اُتارونگا یعنی آرام سے نہیں سوؤنگا جب تک کہ قرآن کو جمع کر لوں جو کچھ کہ دونوں لوحوں میں ہے پس میں نے اپنی پشت سے ردا نہ اُتاری جب تک کہ تمام قرآن کو جمع کر لیا ❊

(۴) **عن** ام سلمۃ قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول علی مع القرآن والقرآن مع علی لا یتفرقان حتی یردا علی الحوض (اخرجہ الطبرانی فی الاوسط) جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علی کے ساتھ ہے اور یہ دونو ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگے جب تک کہ حوض پر دونوں نہ وارد ہوں ❊

(۵) **عن** زاذان عن عبد اللہ بن مسعود قال قرأت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبعین سورۃ و ختمت القرآن علی خیر الناس علی بن ابی طالب (اخرجہ الخوارزمی فی المناقب والطبرانی فی الکبیر فی مسند عبد اللہ بن مسعود) زاذان عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ستر سورتیں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھیں اور پورا قرآن شریف تمام آدمیوں کے بہترین جناب علی سے ختم کیا ❊

(۶) **عن** عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی انت اول المومنین معی ایمانا واعلمہم بایات اللہ واوفاہم بعہد اللہ وارؤفہم بالرعیۃ واقسمہم بالسویۃ واعظمہم عند اللہ منزلۃ (اخرجہ احمد) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بتحقیق جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی سے فرماتے تھے کہ تم سب مومنوں سے پہلے میرے ساتھ ایمان لانے والے ہو اور تم ان سب سے خدا کی آیتوں کے ساتھ زیادہ تر علم رکھنے والے ہو اور تم ان سب سے خدا کے عہد کو زیادہ تر پورا کرنیوالے ہو اور ان سب سے رعیت کے ساتھ زیادہ مہربانی کرنیوالے اور ان سب سے اللہ کے نزدیک بڑے مرتبے والے ہو ❊

(۷) **عن** سعید بن عمرو بن سعید بن العاص قال قلت لعبد اللہ بن عیاش بن ابی ربیعۃ الا تخبرنی عن ابی بکر وعلی رضی اللہ تعالی عنہما فان ابا بکر کان لہ السن وانسابقۃ مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم ان الناس صاغیۃ الی علی فقال ای ابن اخی کان لہ ما شئت من ضرس قاطع البسطۃ بالنسب والقرابۃ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

والہ ابعد فی الاسلام والعلم بالقرآن والسنۃ والمحدث فی الحرب والجود بالماعون (اخرجہ الذہبی) سعید بن عمرو بن سعید العاص کہتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ سے کہا کہ آپ مجھے ابوبکرؓ اور عثمانؓ کے عہد سے بے خبر رکھ کر دیکھو نگا باوجود حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عمر رسیدہ ہونے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سابق الاسلام ہونیکے پھر لوگ جناب علی کی طرف کیوں زیادہ میلان رکھتے تھے عبد اللہ بن عیاش نے کہا اے بھتیجے ان کے پاس یعنی علی کے پاس جو کچھ کاٹنے والے دانت چاہئے تھے موجود تھے نسب کی نزدیکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرابت قریبہ اور علم القرآن اور جنگ میں شجاعت اور بخشش عطا کے تھے ❊

(۸) عن عبد اللہ بن عیاش الزرقی وسئل من لہ اخبرنا عن ہذا الرجل یعنی علی بن ابی طالب فقال ان لنا اخطارا واحسابا ونحن نکرہ ان نقول فیہ مانقول بنو عمنا قال کان علی تلعابہ یعنی مزاحا وکان اذا فزع فزع الی ضرس من حدید قلت وما ضرس من حدید قال قرأۃ القرآن وفقہ فی الدین وشجاعۃ وسماحۃ (اخرجہ احمد فی المناقب) عبد اللہ بن عیاش الزرقی سے روایت ہے کہ ان سے کہا گیا کہ اس آدمی یعنے علی سے ہمیں خبر دو عبد اللہ نے کہا ہم کو مخافت اور راز ہیں ہم اور ہم برا جانتے ہیں کہ وہ بات کہیں جو ہمارے بنی عم کہہ رہے ہیں علی ایسے آدمی تھے جو مزاح بھی کرتے تھے اور جب ڈرتے تھے تو لوہے کے دانتوں سے ڈراتے تھے میں نے کہا کہ لوہے کے دانتوں سے کیا مراد ہے عبد اللہ نے کہا قرآن کی قرأت اور دین میں فقہ اور انکی شجاعت اور ان کی جوانمردی ❊

(۹) عن محمد بن حنفیہ انہ قال من عندہ علم الکتاب علی بن ابی طالب (اخرجہ ابونعیم والثعلبی) محمد بن حنفیہ کہتے ہیں کہ قرآن شریف میں جو یہ آیت نازل ہوئی من عندہ علم الکتاب معنے ہیں کہ جس کے پاس کتاب کا علم ہے وہ علی بن ابی طالب ہیں ❊

جناب امیر علیہ السلام کا علم بالتورات والانجیل

(۱) عن علی قال لو ثنیت لی الوسادۃ وجلست علیہا لحکمت بین اہل التورات بتوراتہم وبین اہل الانجیل بانجیلہم وبین اہل الزبور بزبورہم وبین اہل القرآن بقرآنہم (اربعین امام فخر الدین رازی) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر میرے لئے مسند بچھائی جائے اور میں اس پر بیٹھوں تو اہل تورات کے لئے انکی تورات سے اور اہل انجیل کیلئے انکی انجیل سے اور اہل زبور کے درمیان ان کی زبور سے اور اہل قرآن کے درمیان ان کے قرآن سے حکم کروں اسپر ابو ہاشم نے اعتراض کیا ہے کہ تورات منسوخ ہو چکی ہے پس اسکے موافق حکم کیونکر جاری ہو سکتا ہے اور اس کے احکام پر کیونکر عمل کیا جا سکتا ہے۔ اسکا جواب کئی وجوہ سے دیا جا سکتا ہے

(۱) شاید جناب امیر علیہ السلام کا مقصود الحکمت بین اہل التورات سے یہ ہے واما بنعمۃ ربک فحدث اپنی کمال علمی کی شہرت ہے ❊

(۲) یا یہ کہ اس جملے کے فرمانے سے یہ مراد ہے کہ جس قدر احکام منسوخ جو تورات میں ہیں اور احکام ناسخ جو قرآن شریف میں ہیں ان سب پر علی وجہ التفصیل مجھ کو علم حاصل ہے ❊

(۳) یا یہ کہ ذمی یہود و نصاریٰ کی قضا اور انفصال مقدمات سے مراد ہے جو جزیہ دیکر تابع فرمان اسلام ہوتے ہیں کیونکہ دارالاسلام کے یہود و نصاریٰ پر اجراء احکام ان کے دین کے موافق ہوتے ہیں اور مسلمان قاضی کو انہیں کے کتب سماویہ کے مطابق اُن کی قضا یا فیصل کرنے پڑتے ہیں ۔

(۴) یا یہ مراد ہے کہ میں توریت و انجیل کی اُن نصوص سے واقف ہوں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت پر دال ہیں اور توریت ہی کے ذریعہ سے توریت والوں پر حجت قائم کر سکتا ہوں اور انجیل والوں پر انجیل ہی سے برہان لا سکتا ہوں ۔

(۳) عن الاصبغ بن نباتہ قال کنا جلوسا عند علی بن ابی طالب فاتاہ یہودی فقال یا امیر المومنین متی کان ربنا فقمنا الیہ فلھزناہ حتی فدنا نانی علی نفسہ فقال علی خلوا عنہ ثم قال علی یا اخا الیہود ما اقول لک باذنک واحفظہ بقلبک فانما احدثک عن کتاب الذی جاء بہ موسی ابن عمران فان کنت قد قرأت کتابک وحفظتہ فانک ستجدہ کما اقول انما یقال متی کان ربنا لمن لم یکن ثم کان فامامن لم یزل بلا کیف یکون بلا کینونۃ کائن کان لم یزل قبل القبل وبعد البعد لایزال بلا کیف ولا غایۃ ولا تنتہی الیہ انقطعت دونہ الغایات ھو غایۃ کل غایۃ فبکی الیہودی وقال واللہ یا امیر المومنین انھا لفی التوراۃ ھکذا حرفا حرفا وانی اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ (اخرجہ ابن عساکر والمتقی فی کنز العمال وکتاب البہجۃ للامام صبہانی) اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ ہم جناب امیر علیہ السلام کی خدمت اقدس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ناگاہ ایک یہودی نے آکر پوچھا یا امیر المومنین ہمارا رب کب سے تھا ہم اٹھ کھڑے ہوئے تاکہ اُسکو ماریں جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا اس کو چھوڑ دو پھر ارشاد کیا ای یہودی بھائی جو کچھ کہ میں تیرے کان میں کہوں تو اُسکو اپنے دل میں رکھ کیونکہ میں تجھکو تیری کتاب سے جیسے موسیٰ بن عمران علیہ السلام لائے ہیں بیان کرونگا اور جب تو اپنی کتاب کو پڑھیگا اور تو اُسکو یاد رکھیگا تو جس طرح سے میں کہتا ہوں ویسا ہی پائیگا۔ یہ بات جو کہی جاتی ہے کہ ہمارا رب کب سے تھا کیا وہ نہیں تھا پھر ہو گیا وہ ہمیشہ سے تھا وہ تھا بغیر کیفیت کے وہ تھا اور ہونا نہیں تھا۔ وہ ہمیشہ سے تھا پہلے سے پہلا اور بعد سے بعد ہمیشہ سے بلا کیفیت اور اُسکی انتہا نہیں اور نہیں ہے انتہا اسکی طرف اُسکے سوا نہایات کا انقطاع ہوتا ہے۔ اور وہی ہر نہایت کی نہایت ہے۔ یہ سنکر یہودی رونے لگا اور کہا واللہ یا امیر المومنین بتحقیق توراۃ میں حرف بحرف اسی طرح سے ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود خدا کے سوا اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُسکے رسول اور اُسکے بندے ہیں ۔

(۴) روی ان نصرانیا جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال انکم تقرؤن فی کتابکم ثلثمائۃ سنین وازدادوا تسعا ونحن نقرأ فی کتابنا ثلثمائۃ سنین فخالف کتابنا کتابکم فقال علی لا مخالفۃ لان ثلثمائۃ فی کتابکم علی حساب الیونانین وھو یکون علی حساب العرب ثلثمائۃ سنین وتسعا فتعجب النصرانی ولھذا قیل ان علیا کان معجزۃ من معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم لانہ مع تبحرہ فی العلوم وشجاعتہ فی الحروب کان منقادا ومقرا لنبوتہ ولذا عد من معجزاتہ (طبقات الکبری فی ترجمۃ امیر المومنین) روایت ہے کہ ایک نصرانی نے جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آکر عرض کیا کہ آپ اپنی کتاب میں تین سو برس پڑھتے ہیں اور ہماری کتاب

ہیں پورے تین سو برس ہوئے پس ہماری کتاب تمہاری کتاب سے مخالف ہے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا کچھ مخالفت نہیں ہے تمہاری کتاب میں پورے تین سو برس یونانیوں کے حساب کے مطابق ہیں جو عرب کے حساب کے مطابق تین سو نو ہوتے ہیں یہ سنکر نصرانی متعجب ہو گیا اسی واسطے کہا گیا ہے کہ جناب امیر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ایک معجزہ تھے کیونکہ باوجود علم میں انکے اسقدر تبحر کے اور لڑائی میں آپکی شجاعت کے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانبردار اور حضور کی نبوت کے مقر تھے اسی جہت سے وہ حضرتؐ کے معجزات میں سے شمار کئے جاتے تھے۔

جناب امیر علیہ السلام کا علم تفسیر

اہل التفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ رئیس المفسرین اور ترجمان القرآن شمار کئے جاتے ہیں اور یہ جناب امیر علیہ السلام کے شاگرد تھے۔ ان سے آگے سعید بن جبیر روایت کرتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب ہمکو علی علیہ السلام سے کوئی بات ثابت ہو جاتی ہے تو پھر کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہیں رہتی۔

(۱) عن ابن عباسؓ قال اذا ثبت لنا الشیٔ عن علی لم نعدل الی غیرہ (استیعاب۔ علامہ عبد البر) ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ جب ہمکو کوئی بات علیؓ سے ثابت ہو جاتی ہے تو ہم انکے غیر کی طرف نہیں رجوع کرتے۔

(۲) عن ابن عباسؓ قال شرح لنا علی نقطۃ الباء من بسم اللہ الرحمن الرحیم لیلۃ فانفلق عمود الصبح فرأیت نفسی فی جنبہ کالفوارۃ فی جنب البحر المتبحر (اخرجہ فقیہ ابن المغازلی) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک رات جناب علیؑ باء بسم اللہ الرحمن الرحیم کے نقطے کی شرح فرمانے لگے تو صبح ہو گئی مگر وہ تفسیر پوری نہ ہوئی مجھے اپنی جان انکے پاس قلیل ایک فوارے سے معلوم ہوتی تھی بحر زخار کے مقابلہ میں۔

(۳) عن ابی الطفیل قال شہدت علیا یقول سلونی واللہ لا تسئلونی الا اخبرکم وسلونی عن کتاب اللہ فواللہ ما من ایۃ الا وانا اعلم بلیل نزلت ام بنہار ام فی سہل ام فی جبل (اخرجہ ابو عمر) ابو الطفیل کہتے ہیں کہ میں جناب علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا وہ فرما رہے تھے کہ مجھ سے پوچھو خدا کی قسم ہے کہ تم مجھکو کوئی بات نہیں پوچھو گے کہ میں تمکو اس سے خبر نہیں دونگا۔ مجھ سے کتاب اللہ کی نسبت پوچھو خدا کی قسم ہے کوئی آیت ایسی نہیں کہ میں اسکو جانتا ہوں کہ رات میں نازل ہوئی ہے یا دن میں یا زمین ہموار میں یا پہاڑ پر۔

(۴) عن ابن سعد سمعت علیا یقول واللہ ما نزلت ایۃ الا وقد علمت فیما نزلت واین نزلت وعلی من نزلت ان ربی وہب لی قلبا عقولا ولسانا ناطقا (تاریخ الخلفاء) ابن سعد کہتے ہیں کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کوئی ایسی آیت نہیں کہ میں اسکو جانتا ہوں کہ کس امر میں نازل ہوئی ہے اور کہاں پر نازل ہوئی اور کس پر نازل ہوئی ہے بتحقیق خدائے مجھکو دل دانا اور زبان ناطق عطا کی ہے۔

(۵) عن ابن مسعود انہ قال ان القرآن انزل علی سبعۃ احرف ما منہا حرف الا ولہ ظہر وبطن وان علیا عندہ من الظاہر والباطن (حلیت من کشف الظنون) ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہتے تھے تحقیق قرآن سات حرفوں پر نازل ہوا ہے کوئی حرف اسکا ایسا نہیں جس کے لئے ظاہر و باطن نہ ہو اور تحقیق علیؑ کے پاس اسکا ظاہر و باطن ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کا علم القرأت

اس امر پر تمام اہل سیر کا اتفاق ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں تمام قرآن شریف حفظ کر کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو سنا دیا تھا *

تمام ائمہ قرأت مثل ابو عمر ابن العلاء اور عاصم ابن ابی النجود وغیرہ ابو عبد الرحمن السلمی القاری کے شاگرد ہیں اور انہیں سے سند حاصل کرتے ہیں اور ابو عبد الرحمن السلمی جناب امیر علیہ السلام کے شاگرد ہیں *

وعن ابی عبد الرحمن السلمی قال ما رأیت احدا اقرأ من علی صلینا خلفہ فقرأ برزخا فاسقط حرفا ثم رجع ثم عاد الی مقامہ ... [illegible] ما بین الموضع الذی یقرأ فیہ وبین الموضع الذی کان اسقط منہ الحرف ... [illegible] والبرزخ ما بین الشیئین (استیعاب) قاری ابو عبد الرحمن السلمی رضی اللہ عنہ جو سبعہ قرأ کے استاد مانے گئے ہیں کہتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام سے زیادہ کوئی قاری نہیں دیکھا ہمنے انکے پیچھے ایک دفعہ نماز پڑھی انکو ایک تشابہ پڑ گیا اور ایک حرف چھوڑ گئے ... قرآن ... وہ ... تو وہاں سے پھر اس تشابہ کے مقام پر لوٹے اور اسکو پڑھا اور پھر اپنے مقام پر لوٹ گئے اور یہ ... کا ... اہل لغت نے برزخ کے معنے میں لکھا ہے کہ یہاں برزخ سے مراد یہی کہ وہ جو مقام کہ پڑھ رہے تھے اور اس مقام سے کہ جہاں انکو حرف کے ساقط ہونیکا تشابہ پڑا تھا اور انہوں نے رجوع کیا تھا قرآن شریف کا ایک بڑا حصہ تھا اور برزخ شک اور یقین کے درمیان کو کہا جاتا ہے کیونکہ برزخ درحقیقت دو شے کے درمیان کے معنوں میں آیا ہے *

جناب امیر علیہ السلام کا علم الحدیث

اکثر یہ کہا گیا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کی مرویات بہ نسبت دیگر صحابہ خصوصاً خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے کم ہیں جنکی تعداد پانچسو چھیاسی حدیثوں کے قریب ہی جنمیں سے بیس حدیثوں پر بخاری اور مسلم نے اتفاق کیا ہے اور نو حدیثیں بخاری نے علیحدہ لایا ہے اور پندرہ مسلم علیحدہ لایا ہے یہ بات ہرگز خیال میں نہیں آتی کہ تیس برس کے قریب جناب امیر علیہ السلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد زندہ رہے ہیں اور اسقدر قلیل حدیثیں روایت کی ہوں جو تعداد میں چھ سو سے بھی کم ہوں *

حدثنا الثوری عن ابی القیس الازدی قال ادرکت الناس وھم ثلث فرقات اھل دین یحبون علیا واھل دنیا یحبون معاویۃ وخوارج (استیعاب) ابن عبد البر ثوری سے اور وہ ابو القیس ازدی سے نقل ہے کہ میں نے لوگوں کو تین گروہ پر منقسم پایا۔ ایک اہل دین جو کہ حضرت علی علیہ السلام کے دوست تھے دوسرے دنیا دار جو معاویہ کو دوست رکھتے تھے تیسرے خوارج *

اس ... سے ظاہر ہوتا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کے عہد خلافت میں مسلمانوں کی جماعت چار گروہ میں منقسم ہو گئی تھی۔ اول گروہ بنی امیہ کا تھا جو ابتداء خلافت حضرت کا مخالف ہو گیا تھا جس کی ... جماعت

شام میں تھی۔ یہ گروہ بوجہ خصومت کے جناب امیر علیہ السلام سے بالکل روایت نہیں کرتا تھا بلکہ برسر محراب منبر اسی گروہ کی بدولت ایک سو برس سے زیادہ تک جناب امیرؑ کے نام پر سب و شتم ہوتا رہا اور اسی گروہ کو حضرت امیرؑ کی شہادت کے بعد خلافت نصیب ہوئی ✣

دوسرا وہ گروہ تھا جو حضرت امیرؑ کے برخلاف تو نہیں تھا لیکن بظاہر طرفدار بھی نہیں تھا یہ بنی امیہ کے رعب کی وجہ سے جناب امیرؑ کے نام کو زبان پر نہیں لا سکتا تھا۔ چہ جائیکہ حضرت امیرؑ سے علی الاعلان احادیث کی روایت

تیسرا گروہ خود جناب امیرؑ کے شیعین سے تھا۔ لیکن جنگ صفین میں اس گروہ کے دو فریق ہو گئے تھے ایک گروہ بالکل جناب امیرؑ کے برخلاف ہو گیا جو خوارج کے نام سے مشہور ہوا یہ گروہ بہ نسبت پہلے گروہ کے بھی زیادہ تر خصومت جناب امیرؑ کے ساتھ رکھنے لگا اور جنگ نہروان کے بعد تو یہی گروہ حضرت امیرؑ کے خون کا پیاسا ہو گیا۔ چنانچہ اسی گروہ کے ہاتھ سے حضرت شہید بھی ہو گئے۔ یہ لوگ بوجہ خصومت حضرت سے حدیث روایت نہیں کرتے تھے ✣

چوتھا گروہ تھا جو دل و جان سے حضرت کی محبت پر ثابت قدم تھا۔ اول تو اسکی تعداد نہایت قلیل تھی دوم یہ گروہ بھی بخوف بنی امیہ مخفی طور سے حضرت امیرؑ سے روایت کو بیان کرتے تھے اور ظاہر طور سے حضرت امیرؑ کا نام زبان پر نہیں لاتے تھے۔ چنانچہ علامہ جلال الدین السیوطی رسالہ فی اثبات سماع الحسن البصری عن علیؓ میں لکھتے ہیں انکر جماعة من الحفاظ سماع الحسن البصری عن علی وتمسك بهذا بعض المتاخرين من المحدثين في خدش به في طريق لبس الخرقة واثبته جماعة وهو الراجح عندي وقد رجحه الحافظ ضياء الدين المقدسي في المختارة فانه قال سمع الحسن البصري عن علي وقيل لم يسمع منه وتبعه على هذه العبارة الحافظ ابن حجر في اطراف المختارة الوجه الاول ان العلماء ذكروا في الاصول في وجوه الترجيح ان المثبت مقدم على النافي لان معه زيادة علم الوجه الثاني ان الحسن ولد لسنتين بقيتا من خلافة عمر باتفاق وكانت امه خيرة مولاة ام سلمة فكانت ام سلمة تخرجه الى الصحابة يباركون عليه واخرجته الى عمرؓ فدعا له اللهم فقهه الدين وحببه الى الناس ذكره الحافظ جمال المزي في التهذيب واخرجه العسكري في كتاب المواعظ بسنده وذكر المزي انه حضر يوم الدار وله اربع عشرة ومن المعلوم انه من ميز وبلغ سبع سنين امر بالصلوة فكان يحضر الجماعة ويصلي خلف عثمان الى ان قتل عثمانؓ وعليؓ اذ ذاك بالمدينة فانه لم يخرج منها الى الكوفة الا بعد قتل عثمان فكيف يستنكر سماعه منه وهو كل يوم يجتمع به في المسجد حين ميز الى ان بلغ اربعة عشر سنة وزيادة على ذلك ان عليا كان يزور امهات المؤمنين ومنهن ام سلمة والحسن في بيتها هو وامه الوجه الثالث انه ورد عن الحسن ما يدل على سماعه منه اورده المزي في التهذيب من طريق ابي نعيم قال ثنا ابو القاسم عبد الرحمن بن العباس بن عبد الرحمن بن زكريا ثنا ابو حنيفة محمد بن حنيفة الواسطي ثنا محمد بن موسى الحرشي ثنا ثمامة بن عبيدة ثنا عطية بن محارب عن يونس بن عبيد قال سالت الحسن قلت يا ابا سعيد انك تقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم وانك لم تدركه قال يا ابن اخي لقد سالتني عن شيء ما سالني عنه احد قبلك ولولا منزلتك مني ما اخبرتك اني في زمان كما ترى وكان في عمل الحجاج كل شيء سمعتني اقول قال رسول الله

صلی اللہ علیہ وسلم وھو عن علی غیر انی فی زمان لا استطیع ان اذکر علیا وذکر ما وفیہ انا من روایۃ الحسن عن علی قال احمد فی مسندہ حدثنا ھشیم اخبرنا یونس عن الحسن البصری عن علی قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول رفع القلم عن ثلث عن الصغیر حتی یبلغ وعن النائم حتی یستیقظ وعن المصاب حتی یکشف عنہ ای یزول عنہ اخرجہ الترمذی وحسنہ النسائی وصححہ الحاکم والضیاء المقدسی فی المختارۃ قال الحافظ زین الدین العراقی فی شرح الترمذی فی الکلام علی ھذا الحدیث عن علی المدینی الحسن رای علیا بالمدینۃ وھو غلام۔ وقال ابو زرعۃ کان الحسن البصری یوم بویع لعلی ابن اربع عشرۃ ورای علیا بالمدینۃ ثم خرج الی الکوفۃ والبصرۃ ولم یلقہ الحسن بعد ذلک وقال الحسن رأیت الزبیر یبایع علیا انتہی وھذا القدر کفایۃ ویحمل قول الناس علی ما بعد خروج علیؑ مدینۃ یعنی ایک جماعت نے جناب امیرؑ سے حسن بصری کی سماعت حدیث کی نسبت انکار کیا ہے اور بعض متاخرین نے اسی کے ساتھ تمسک کر کے خرقہ پوشی کے طریق میں خدشہ نکالا ہے اور ایک جماعت نے اسکو ثابت کیا ہے اور میرے نزدیک بھی یہی راجح ہے۔ اور حافظ ضیاء الدین مقدسی نے بھی مختارۃ میں اسی کا رجحان بیان کیا ہے وہ کہتا ہے کہ حسن بن ابی الحسن البصری نے جناب امیرؑ سے حدیث کو سنا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ نہیں سُنا ہے اور حافظ ابن حجر نے مختارۃ کے حاشیہ میں اسی کا اتباع کیا ہے۔ وجہ اول یہ ہے کہ علماء فن اُصول نے جس جگہ ترجیح کی وجوہات کا ذکر کیا ہے۔ وہاں لکھا ہے کہ مثبت کو نافی کی بات پر تقدم ہوتا ہے کیونکہ مثبت کا علم بہ نسبت نافی کے زیادہ ہوتا ہے ۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ سب کا اتفاق ہے کہ ابھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں دو برس باقی تھے ۔ کہ حسن بصری کا تولد ہوا۔ اُن کی والدہ خیرہ جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمتگار تھیں اور جناب ام سلمہ حسن بصری کو باہر صحابہ کے پاس بھیجا کرتی تھیں تا کہ اُنکے حق میں صحابہ کرام برکت کی دعا کریں حضرت ام سلمہؓ نے حسن بصری کو حضرت عمرؓ کی خدمت میں بھی بھیجا تھا اور حضرت عمرؓ نے ان کے حق میں دعا فرمائی تھی کہ الٰہی خدا اسکو دین سکھا اور لوگوں میں محبوب کر۔ حافظ جمال الدین مزی نے اس حدیث کو تہذیب میں روایت کیا ہے اور عسکری نے بھی کتاب المواعظ میں اس کی سند کو بیان کیا ہے۔ حافظ مزی لکھتے ہیں کہ حسن جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا لوگوں نے محاصرہ کیا تھا حسن بصری بھی وہاں موجود تھے اسوقت انکا سن چودہ برس کا تھا۔ اور یہ بات بخوبی معلوم ہوتی ہے کہ حسن بصری ان اشخاص میں سے تھے جو سات برس کے سن میں صاحب تمیز اور بالغ ہو گئے تھے اور نماز کا حکم انپر جاری ہو گیا تھا۔ اور وہ جماعت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز ادا کرتے تھے اور حضرت عثمانؓ کی شہادت تک حضرت علی مدینہ سے باہر تشریف نہیں لیگئے اور انکی شہادت کے بعد کوفہ کو تشریف لیگئے تھے پس کس طرح سے کہا جا سکتا ہے کہ حسن بصری نے جناب امیرؑ سے حدیث کو نہیں سُنا ہے حالانکہ بالغ ہونے کے وقت تک ہر روز وہ جناب امیرؑ کے ساتھ مسجد میں حاضر ہوا کرتے تھے بلکہ اُنکا سن چودہ برس سے بھی تجاوز کر گیا تھا۔ جناب امیر علیہ السلام ہمیشہ امہات المومنینؓ کے پاس جایا کرتے تھے اور جناب ام سلمہؓ بھی انہیں میں رہا کرتی تھیں حسن بصری اپنی ماں کے ساتھ ام سلمہؓ کے بیت الشرف میں رہا کرتے تھے ۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ جو حدیثیں حسن بصری سے منقول ہیں وہ دلالت کرتی ہیں اُنکی سماعت پر۔ حافظ مزی نے تہذیب میں

ابونعیم کے طریق سے اسکو روایت کیا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ ابوالقاسم عبدالرحمن بن العباس ابن ذکریا کہتے ہیں
کہ ہم سے ابوجعفر بن الحنیفہ واسطی نے ذکر کیا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ہم سے موسیٰ البحرشی نے بیان کیا ہے اور وہ کہتے ہیں
کہ ہم سے ثمامہ بن عبیدہ نے کہا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ہم سے عطیہ بن محارب نے نقل کیا ہے کہ یوسف بن عبید کہتے تھے
کہ میں نے حسن بصری سے کہا کہ اے ابا سعید تم ہمیشہ یہی کہتے ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے حالانکہ تم نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا حسن بصری نے کہا اے میرے بھتیجے تو نے مجھ سے ایسی بات پوچھی ہے جو اس سے پہلے
مجھ سے کسی نے نہیں پوچھی اگر تیری منزلت میرے پاس ہوتی تو میں ہرگز تجھ سے بیان نہ کرتا تو دیکھتا ہے کہ میں جس زمانہ
میں ہوں (اور یہ وہ وقت تھا کہ سب باتوں پر حجاج کا عملدرآمد تھا) تو نے جو مجھ سے قال رسول اللہ سنا ہے اس سے
میری مراد یہ ہے کہ اس حدیث کو میں نے جناب علیؑ سے سنا ہے چونکہ میں ایسے وقت میں ہوں کہ جناب علی کا ذکر نہیں
کر سکتا اس لیے قال رسول اللہ کہتا ہوں اور جو حدیث کہ حسن بصری نے جناب امیر علیہ السلام سے روایت کی ہے
امام احمد بن حنبل نے اسکا ذکر مسند میں کیا ہے وہ یہ کہ ہشیم نے ہم سے بیان کیا ہے کہ یوسف حسن بصری سے روایت کرتے
ہیں کہ حضرت امیرؑ فرماتے تھے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تین آدمیوں سے قلم اٹھایا
گیا ہے لڑکے سے جبتک کہ وہ بالغ ہو سوتے ہوئے سے جبتک نیند سے بیدار نہو اور دیوانہ سے جبتک کہ اسکا جنون
جاتا نرہے ترمذی نے اسکو روایت کیا ہے اور نسائی نے اس حدیث کی حسن ہونے کی بابت لکھا ہے۔ حاکم اور ضیاء
مقدسی نے مختارہ میں اسکی تصحیح کی ہے۔ اور حافظ زین الدین عراقی ترمذی کی شرح میں اس حدیث کی شرح میں
یہ بات لکھتے ہیں کہ حسن بصری نے جناب امیر علیہ السلام کو مدینہ منورہ میں دیکھا تھا اور اسوقت حسن بصری لڑکے تھے
اور ابوزرعہ کہتے ہیں جس دن کہ امیر علیہ السلام سے لوگوں نے بیعت کی تھی اسدن حسن بصری کی عمر چودہ برس کی تھی
اور انہوں نے جناب امیر علیہ السلام کو مدینہ منورہ میں دیکھا تھا۔ بعد ازاں جناب امیرؑ کوفہ اور بصرہ کی طرف تشریف لیگئے
اس وقت سے حسن نے جناب امیرؑ سے ملاقات نہیں کی اور حسن بصری کہتے ہیں کہ میں نے زبیر رضی اللہ عنہ کو جناب امیرؑ
سے بیعت کرتے ہوئے دیکھا ہے پس اسی قدر اس مقام میں کافی ہے اور ثانی کے قول سے یہ مراد ہوسکتی ہے کہ جناب امیرؑ کو
حسن بصری نے مدینہ طیبہ سے تشریف لے جانے کے بعد نہیں دیکھا +

عبارت مرقومہ صدر سے صاف ظاہر ہے کہ حسن بصری رضی اللہ عنہ حجاج کے خوف سے جناب امیر علیہ السلام کی مرویات
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مرفوع کر کے بیان کرتے تھے اور حضرت علیؑ کا نام نہیں لیتے تھے۔ پس اس سے
خیال کر لینا چاہئے کہ دوسرے راویوں کو بھی اسی قسم کا خوف تھا جس کے سبب سے وہ علی الاعلان جناب امیر علیہ السلام کی
مرویات کو نہیں بیان کر سکتے تھے +

ابن سعد کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب امیرؑ سے جسقدر احادیث روایت ہوئی ہیں کسی صحابی سے نہیں ہوئیں
چنانچہ علامہ ابن حجر صواعق محرقہ میں اور علامہ حسام الدین علی المتقی کنز العمال میں لکھتے ہیں:- اخرج ابن سعد عن
علی انہ قیل لہ مالک اکثر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیثا قال انی کنت اذا سألتہ انبانی فاذا سکت
ابتدانی یعنی امیرؑ سے لوگوں نے سوال کیا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ بہ نسبت دیگر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ
تر حدیث روایت کرتے ہیں جناب علیؑ نے فرمایا کہ میرا یہ حال تھا کہ میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کرتا تھا

تو مجھ سے بیان فرمایا کرتے تھے اور جب میں چپ رہتا تھا تو حضرت ابتدا فرماتے تھے ⁂

جناب امیر علیہ السلام سے صحابہ اور تابعین کی جماعت کثیر نے حدیث کو روایت کیا ہے چنانچہ علامہ بدخشی نزل الابرار میں اور سیوطی تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں وروی عنہ من الصحابۃ عبد اللہ بن مسعود و عبد اللہ بن جعفر و عبد اللہ بن الزبیر و جابر بن عبد اللہ و جابر بن سمرۃ و جریر عبد اللہ البجلی و عبد الرحمن بن ابیہم و صہیب بن سنان والبراء بن عازب و زید بن ارقم و حذیفۃ بن اسید و طارق بن اشیم و عمارۃ بن رویبۃ و بشیر بن سحیم و عمر بن حریث و سفینۃ وابو رافع مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابو جحیفۃ وابو ہریرۃ وابو امامۃ وابو لیلی وابو سعید وابو الطفیل و بناہ الحسن والحسین وغیرہم ⁂

ومن التابعین ابناہ محمد بن الحنفیۃ وابنتہ فاطمۃ و کاتبہ عبید اللہ بن ابی رافع و قیس بن ابی حازم و مالک بن اوس والاحنف بن قیس و زید بن وہب و زر بن حبیش و عبیدۃ بن عمیر والحارث بن سوید و سعید بن مسیب و عبد الرحمان بن ابی لیلی و عبد اللہ بن شداد بن الہاد و مطرف بن عبد اللہ بن الشخیر و کمیل بن زیاد و شریح بن ہانی و شریح القاضی و عبیدۃ السلمانی والحارث الاعور و مسروق والشعبی والحسن البصری وابو وائل و سفیان بن سلمۃ الاسدی وابو عبد الرحمان السلمی القاری وابو الاسود الدوئلی وابو عمر والشیبانی وابو رجاء العطاردی وغیرہم ⁂

جناب امیر علیہ السلام کا علم الفقہ

آئمہ اربعہ رحمہم اللہ میں سے دو شخصوں کی طرف فقہ کا استناد کیا جاتا ہے اوّل امام ابو حنیفہ دوم امام مالک امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے علم فقہ جناب محمد باقر علیہ السلام اور صادق علیہ السلام سے حاصل کیا ہے چنانچہ حافظ ذہبی طبقات میں لکھتے ہیں روی عنہ ابنہ جعفر الصادق والاوزاعی والزہری وابو حنیفۃ یعنے جناب محمد باقر سے اُن کے بیٹے امام جعفر صادق اور امام اوزاعی اور امام ابو حنیفہ نے روایت کی ہے اور خود انکا قول ہے لولا السنتان لہلک النعمان یعنے اگر میں دو سال حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں نہ رہتا تو ہلاک ہو جاتا ⁂

امام شافعی کی فقہ میں دو سلسلہ ہیں ایک سلسلہ سے تو وہ امام ابو حنیفہؒ کے شاگردوں میں سے شمار ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ امام محمد بن حسن شیبانیؒ کے شاگرد تھے اور امام نے امام ابو حنیفہؒ سے تلمذ حاصل کیا ہے اس وجہ سے امام شافعیؒ کا یہ سلسلہ حضرت امام باقر اور جعفر صادق علیہما السلام کی طرف منتہی ہوتا ہے ⁂

دوسرا سلسلہ امام شافعیؒ کا امام مالک بن انس کی طرف منتہی ہوتا ہے اور امام مالک ربیعۃ الرائی کے شاگرد تھے اور ربیعۃ الرائی نے فقہ اور حدیث عکرمہ سے حاصل کیا ہے اور عکرمہ نے جناب عبد اللہ بن عباسؓ سے تلمذ پایا ہے اور عبد اللہ بن عباسؓ حضرت امیر علیہ السلام کے تلامذہ میں سے ہیں امام احمد بن حنبل امام شافعی کے شاگرد ہیں اسلئے انکا سلسلہ تلمذ بھی حضرت علی ہی کی طرف منتہی ہوتا ہے ⁂

اب رہا سلسلہ فقہ صحابہ اسکے بارہ میں مسروق روایت کرتے ہیں قال شاممت اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوجدت علمہم انتہی الی عمر و عبد اللہ بن مسعود وابی الدرداء و معاذ بن جبل و زید بن ثابت و علیؓ بن

ابی طالب ثم شاممت هؤلاء الخمسة فوجدت علمهم انتهى الى رجلين علی و عبد الله بن مسعود ثم شاممت الاثنين فوجدت علیا فضل علی عبد الله (اخرجه الخوارزمی فی المناقب) یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو سونگھا پس مجھے معلوم ہوا کہ انکا علم حضرت عمر اور عبد اللہ بن مسعود اور ابو الدرداء اور معاذ بن جبل اور زید بن ثابت اور علی بن ابی طالب کی طرف منتہی ہوتا ہے پھر میں نے ان پانچوں کو سونگھا پس مجھے معلوم ہوا کہ انکا علم دو آدمیوں کی طرف منتہی ہوتا ہے یعنی علی اور عبد اللہ بن مسعود کی طرف پھر میں نے ان دونوں کو سونگھا تو معلوم ہوا کہ علی عبد اللہ پر فضیلت رکھتے ہیں *

حضرت امیر علیہ السلام کی زیادہ تر تفقہ کا یہ باعث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں بھی منصب قضا جناب امیر علیہ السلام کی ذات بابرکات کے ساتھ تعلق رکھتا تھا *

(۱) **عن** حمید بن عبد الله بن یزید المدنی قال ذکر عند النبی صلی الله علیه وسلم عن قضاء قضاه علی فاعجب النبی صلی الله علیه وسلم فقال الحمد لله الذی جعل فینا الحکمة اهل البیت (اخرجه احمد) حمید بن عبد اللہ بن یزید مدنی سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جناب علی کے ایک فیصلہ کا ذکر کیا گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنکر تعجب کیا اور فرمایا شکر ہے خدا کا جس نے ہم اہل بیت کو حکمت عطا کی ہے *

(۲) **عن** انس بن مالک عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال اقضی امتی علی بن ابی طالب (المصابیح) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میری امت میں زیادہ قضا والا علی بن ابی طالب ہے *

(۳) **عن** ابی سعید الخدری قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اقضی امتی بعدی علی بن ابی طالب (اخرجه الخوارزمی فی المناقب) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ میرے بعد میری امت میں علی بن ابی طالب زیادہ قضا والا ہے *

(۴) **عن** علی قال بعثنی رسول الله صلی الله علیه وسلم الی الیمن قاضیا وانا حدیث السن فقلت یا رسول الله تبعثنی الی قوم یکون بینهم احداث ولا علم لی بالقضاء قال ان الله سیهدی قلبک ویثبت لسانک قال فما شککت فی قضاء بین اثنین بعد ذلک (اخرجه احمد والترمذی والنسائی وابن ماجه والبزار وابو یعلی وابن حبان والحاکم باختلاف یسیر) جناب علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قاضی مقرر کرکے یمن کی طرف روانہ فرمایا اسوقت میرا سن نہایت چھوٹا تھا میں نے عرض کیا آپ مجھکو قاضی کرکے ایک قوم کی طرف بھیجتے ہیں ان میں جھگڑے بھی ہونگے اور مجھے قضا کا علم حاصل نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تحقیق اللہ تعالی تیرے دل کو ہدایت کریگا۔ اور تیری زبان کو ثابت رکھیگا جناب امیر کہتے ہیں کہ اسکے بعد مجھے کبھی دو آدمیوں کے فیصلہ کرنے میں شک نہیں ہوا

(۵) **عن** معاذ بن جبل قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا علی تخصم الناس بسبع ولا یحاجک احد من قریش انت اولهم ایمانا بالله واوفاهم بعهد الله واقومهم بامر الله واقسمهم بالسویة واعدلهم فی الرعیة وابصرهم بالقضیة واعظمهم عند الله بالمزیة (اخرجه الکجی والدیلمی) معاذ بن جبل سے مروی ہے کہ جناب علی علیہ السلام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم سات باتوں میں لوگوں سے جھگڑو گے اور قریش میں سے کوئی ایک تجھ سے نہیں جھگڑ سکیگا تم ان سب سے اسلام میں پہلے ایمان لانیوالے ہو اور ان سب میں خدا تعالی کے عہد کو زیادہ تر پورا کرنے

والی ہو اور ان سب سے خدا تعالیٰ کے حکم کے ساتھ قیام کرنے والے ہو۔ اور ان سب سے زیادہ پوری تقسیم کرنے والے اور ان سب سے
رعیت کے ساتھ زیادہ عدل کرنے والے ہو اور ان سب سے زیادہ فیصلہ جاننے والے ہو اور تم ان سب سے اللہ کے نزدیک بڑے مرتبہ والے ہو

(۶) عن علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثہ الی الیمن فوجد اربعۃ وقعوا فی حفرۃ لیصطاد فیہ الاسد فسقط اولا
رجل فتعلق باخر وتعلق الاخر باخر حتی تساقط الاربعۃ فجرحھم الاسد وماتوا من جراحتہ فتنازع اولیاءھم
حتی کادوا یقتتلون فقال علی انا اقضی بینکم فان رضیتم فھو القضاء والا حجزت بعضکم عن بعض حتی
تاتوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیقضی بینکم قال اجمعوا من القبائل الذین حفروا البیر ربع الدیۃ والثلث ونصفھا
ودیۃ کاملۃ فللاول ربع الدیۃ لانہ اھلک من فوقہ وللثانی ثلثھا لانہ اھلک من فوقہ وللثالث النصف
لانہ اھلک من فوقہ وللرابع دیۃ کاملۃ فابوا ان یرضوا فاتوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلقوہ عند مقام ابراھیم
فقصوا علیہ القصۃ فقال رجل قضا سیدنا علی فلما قصوا علیہ القصۃ اجازہ (اخرجہ احمد فی المناقب) جناب امیر
علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو یمن کی طرف بھیجا وہاں پر چار آدمی ایک گڑھے میں گر پڑے تھے
جو شیر کے شکار کرنے کے لئے کھودا گیا تھا اور پہلے سے [illegible] یہ گڑا ہوا تھا۔ جب ایک آدمی اسمیں گرنے لگا تو اس نے
دوسرے کو پکڑ لیا جب وہ بھی اسکے ساتھ گرنے کو ہوا تو اس نے تیسرے کو پکڑا اور تیسرے نے چوتھے کو پکڑا۔ اسی طرح سے چاروں اسمیں
گر گئے شیر نے ان چاروں کو زخمی کر کے مار ڈالا۔ انکے وارثوں میں تنازع پیدا ہوا۔ قریب تھا کہ انہیں جنگ کی نوبت پہنچ جاتی
جناب امیر نے فرمایا میں اس قضیہ کو فیصل کر دیتا ہوں اگر تم باہم راضی ہو جاؤ۔ ورنہ چند آدمی تم میں سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے حضور میں چلے جائیں آپ تمہارا جھگڑا فیصل کر دینگے۔ جناب امیر نے فرمایا کہ جن لوگوں نے یہ گڑھا کھودا ہے ان سے دیت
اس طرح پر جمع کر لو کہ ایک چوتھا حصہ دیت کا ہو اور ایک تیسرا حصہ اور ایک نصف حصہ دیت کا ہو اور ایک پوری دیت
ہو پس پہلے آدمی کے لئے دیت کی چوتھائی ہو اور دوسرے کے لئے دیت کی تہائی اور تیسرے کے لئے دیت کا نصف ہے اور
چوتھے شخص کے لئے پوری دیت ہے۔ ان لوگوں نے اس حکم سے انکار کیا اور راضی نہ ہوئے اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں
حاضر ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مقام ابراہیم علیہ السلام پر ملاقات کی اور تمام قصہ بیان کیا ایک آدمی نے کہا کہ جناب
امیر علیہ السلام نے ہم میں اسکا اسطرح پر فیصلہ کیا تھا سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ فیصلہ سنایا گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے بھی اسی کو جائز رکھا۔

(۷) نقل سبب قولہ صلی اللہ علیہ وسلم اقضاکم علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان جالسا مع جماعۃ من الناس فجاء خصمان
فقال احدھما یا رسول اللہ ان لی حمارا وان لھذا بقرۃ وان بقرتہ قتلت حماری فبادر رجل من الحاضرین فقال لا ضمان علی
البھائم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقض بینھما یا علی فقال علی لھما اکانا مرسلین ام مشدودین ام احدھما
مشدودا والاخر مرسلا فقال کان الحمار مشدودا والبقرۃ مرسلۃ وصاحبھا معھا فقال علی علی صاحب البقرۃ
ضمان الحمار فاقر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وامضاہ قضاءہ (اخرجہ الخطیب فی تاریخہ) روایت ہے کہ جناب سید المرسلین
صلی اللہ علیہ وسلم ایک گروہ صحابہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ دو شخص مخاصمت کرتے ہوئے حضور میں آئے ایک نے ان میں سے عرض کیا یا رسول اللہ
میرا گدھا تھا اور اس شخص کی گائے تھی اسکی گائے نے میرے گدھے کو مار ڈالا ہے ایک شخص نے حاضرین میں سے کہا کہ جانوروں کے فعل کا
کوئی ضمان نہیں ہو سکتا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی آپ ان دونوں کا فیصلہ کرو حضرت علی نے ان

ان دونوں آدمیوں سے پوچھا کہ آیا وہ دونوں جانور بندھے تھے یا کھلے تھے یا ایک اُنمیں سے بندھا تھا اور دوسرا کھلا
تھا۔ جواب دیا کہ گدھا بندھا تھا اور گائے کھلی تھی اور اُسکا مالک اُسکے ساتھ تھا۔ حضرت علی نے فرمایا کہ گائے
کا مالک گدھے کے نقصان کا ذمہ وار ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ کے فیصلہ کی تصدیق فرمائی۔ اور
اُن کے فیصلہ کو جاری کیا۔

(۸) عن زید بن ارقم قال کنت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذ جاءہ کتاب من علی فیہ ان ثلثۃ نفر اتونی یختصمون
فی غلام وطئوا امہ فی الجاھلیۃ فی طھر واحد کلھم یدعیہ ابنہ فقضیت بینھم ان اقرعت بینھم وجعلتہ
للقارع منھم علی ان یغرم للآخرین ثلثی الدیۃ فضحک النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی بدت نواجذہ ثم قال ما اعلم
فیھا الا ما قضی علی (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر فی مسند زید بن ارقم) زید بن ارقم سے روایت ہے کہ میں جناب سرورِ عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر تھا کہ خدمتِ عالی میں جناب امیرؑ کا خط پہنچا اُسمیں لکھا ہوا تھا کہ میرے پاس تین شخص اپنا جھگڑا ایک
لڑکے کی نسبت لیکر آئے تھے کہ زمانہ جاہلیت میں اُس لڑکے کی ماں کے ساتھ ان تینوں نے ایک ہی طہر میں جماع کیا تھا ان تینوں میں سے
ہر ایک شخص اس لڑکے کو اپنا بیٹا بیان کرتا تھا۔ میں نے اُنکے فیصلہ کے واسطے قرعہ ڈالا جس کے نام کا قرعہ نکلا میں نے اُس لڑکے کو
اُسکا فرزند قرار دیکر یہ شرط لگا دی کہ اگر یہ شخص باقی کے دو شخصوں کو دیت کی دو تہائیاں ادا کرے۔ سرورِ دنیا و دین صلی اللہ علیہ وسلم
یہ سُنکر ہنس پڑے یہانتک کہ آپکے دانت مبارک نظر آنے لگے۔ پھر آپ نے ارشاد کیا کہ علی کے فیصلہ کے بغیر میں اسکا کوئی اور
فیصلہ نہیں معلوم ہوتا۔

(تنبیہ) سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد جناب امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام فقہ میں اکابر صحابہ کے مرجع تھے اور
سب صحابی جناب امیر علیہ السلام کو اعلم بالسنۃ مانتے تھے ازانجملہ صحابہ کرام کے بعض اقوال جو جناب امیر علیہ السلام کی تفقہ کی
نسبت روایت ہوئے ہیں مع آپکے بعض فیصلجات کے درج ذیل ہیں:۔

(۱) عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھا قالت من افتاکم بصوم عاشوراء قالوا علی قالت اما انہ اعلم بالسنۃ (اخرجہ
ابو عمر) جناب ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے لوگوں سے استفسار فرمایا کہ عاشوراء
کے دن روزے کی نسبت تمکو کس نے فتویٰ دیا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ جناب امیر علیہ السلام نے۔ حضرت صدیقہؓ نے فرمایا وہ سنت نبوی کو
بہت زیادہ جاننے والے ہیں۔

(۲) سئل شریح بن ھانی عن عائشۃ ام المؤمنین عن مسح الخفین فقالت ائت علیا فاسئلہ (اخرجہ مسلم
وابن عبد البر فی الاستیعاب) شریح بن ہانی نے جناب ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے موزہ کے مسح کی نسبت
سوال کیا۔ جناب صدیقہؓ نے فرمایا جناب علی علیہ السلام سے پوچھ۔

(۳) عن عبد الرحمن اذینۃ العبدی عن ابیہ اذینہ بن مسلمۃ العبدی قال اتیت عمر بن الخطاب فسألتہ
من این اعتمر فقال ائت علیا فاسألہ (استیعاب) عبد الرحمان بن اذینہ العبدی اپنے والد اذینہ بن مسلمۃ العبدی سے
روایت کرتے ہیں کہ میں نے جناب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ میں کہاں سے عمرہ کیا کروں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا جناب
علیؑ سے جا کر پوچھ۔

(۴) عن سعید بن المسیب قال کان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یتعوذ باللہ من معضلۃ لیس لھا ابو الحسن (اخرجہ احمد)

سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ جناب عمر رضی اللہ عنہ خدا کی طرف پناہ مانگتے تھے اس مشکل امر سے جس میں جناب ابو الحسن نہ ہوں

(۵) عن یحیی بن عقیل قال کان عمر رضی اللہ تعالی عنہ یقول لعلی اذا سألہ ففرج عنہ لا ابقانی اللہ بعدک یا علی (اخرجہ الجندی) یحیی بن عقیل کہتے ہیں کہ جب جناب عمر رضی اللہ تعالی عنہ حضرت علی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کچھ پوچھا کرتے اور انکے جواب سے خوش ہوتے تو فرماتے تیرے بعد یا علی مجھے خدا زندہ نہ رکھے ٭

(۶) عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ قال لا یفتین احد فی المسجد وعلی حاضر (استیعاب) جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جناب امیر علیہ السلام مسجد میں موجود ہوں تو کوئی شخص فتوی نہ بیان کرے ٭

(۷) عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما قال خطبنا عمر رضی اللہ تعالی عنہ فقال اقضانا علی (اخرجہ السلفی) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ جناب عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے ہمکو خطبہ سنایا اور کہا کہ ہم میں بہتر قاضی علی ہیں ٭

(۸) قیل لعمر بن الخطاب لو اخذت حلی الکعبۃ فجہزت بہ جیوش المسلمین وما تصنع الکعبۃ بالحلی فہم بذلک عمر فسأل علیا فقال ان القرآن انزل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والاموال اربعۃ اموال المسلمین فقسمہا بین الورثۃ وذوی الفرائض والفیٔ فقسمہ علی مستحقیہ والخمس فوضعہ اللہ حیث وضعہ والصدقات فجعلہا حیث جعلہا وکان حلی الکعبۃ یومئذ فترکہ علی حالہ ولم یترکہ نسیانا فاقرہ حیث اقرہ اللہ ورسولہ فقال لہ عمر لولاک لافتضحنا (ربیع الابرار فی الباب الخامس والسبعین) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا گیا اگر کعبہ کے زیورات کو آپ لیکر مسلمانوں کے لشکر میں صرف کر دیں تو یہ امر مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ کعبہ کو زیور کی کچھ ضرورت نہیں عمر رضی اللہ عنہ نے جناب امیر سے اس امر کی نسبت استفسار کیا جناب امیر نے ارشاد کیا کہ خدا تعالی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن شریف نازل فرمایا اور چار قسم کا مال قرار دیا ہے ایک مسلمانوں کا مال ہے جس کو ذوی الفرائض اور ورثہ میں تقسیم کیا ہے اور ایک جزیہ ہے اسکو اسکے مستحقوں پر بانٹا ہے اور ایک خمس ہے وہ خدا نے جنکو دینا تھا دیا اور ایک زکوٰۃ ہے وہ بھی جنکا حق تھا انکے دینے کا حکم دیا پس ان دنوں میں بھی کعبہ کا زیور موجود تھا خدا نے اسکو اسی حال پر چھوڑ دیا اور اسکو خدا نے بھولکر نہیں چھوڑا پس تم بھی اسے اسی طرح پر رہنے دو جس طرح پر کہ خدا نے اور خدا کے رسولؐ نے اسے رہنے دیا عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے یا علی اگر تم نہ ہوتے تو ہماری بڑی رسوائی ہوتی ٭

(۹) عن ابی سعید الخدری قال حججنا مع عمر بن الخطاب فلما دخل الطواف استقبل الحجر فقال انی لاعلم انک حجر لا تضر ولا تنفع ولولا انی رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما قبلتک ثم قبلہ فقال لہ علی انہ یضر وینفع قال بم علمت ذلک قال بکتاب اللہ قال قال اللہ تبارک وتعالی واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظہورہم الآیۃ لما خلق اللہ آدم مسح علی ظہرہ فقررہم بانہ الرب وانہم العباد واخذ اللہ عہودہم ومواثیقہم وکتب ذلک فی رق وکان لہذا الحجر عینان ولسان فقال لہ افتح فاک ففتح فاہ فالقمہ ذلک الرق فقال اشہد لمن وافاک بالموافاۃ یوم القیامۃ واشہد انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یؤتی یوم القیامۃ بالحجر الاسود لہ لسان ذلق یشہد لمن یستلمہ بالتوحید فہو یا امیر المؤمنین یضر وینفع فقال عمر اعوذ باللہ من ان اعیش فی قوم لست فیہم یا ابا الحسن (اخرجہ الجندی فی فضائل المکۃ وابو الحسن القطانی فی الطوالات)

والحاکم فی المستدرک والبیہقی فی شعب الایمان) والسیوطی فی البدور السافرۃ فی احوال الآخرۃ

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم جناب امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کرنے کو گئے جب جناب عمرؓ طواف کرنے لگے اور حجر الاسود کے سامنے بوسے کے لئے کھڑے ہوئے تو کہنے لگے میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے کہ نہ نقصان دے سکتا ہے نہ نفع پہونچا سکتا ہے اگر میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھتے تو میں تجھے نہ چومتا۔ پھر حضرت عمرؓ نے اسکو بوسہ دیا جناب علی علیہ السلام نے فرمایا یہ نفع اور نقصان پہونچا سکتا ہے حضرت عمرؓ نے کہا یہ بات آپ کہاں سے کہتے ہیں جناب علی علیہ السلام نے فرمایا خدا کی کتاب سے چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ جب تیرے رب نے بنی آدم سے انکی پشتوں میں عہد لیا الخ پس جب خدائے پاک نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو انکی پشت پر ہاتھ پھیرا ارواح نے اقرار کیا کہ وہ ہمارا رب ہے اور ہم اسکے بندے ہیں کہ پھر خدا نے ان سے عہد و میثاق لیکر ایک ورق پر لکھا اور اس پتھر کی زبان اور آنکھیں تھیں پس خدا نے فرمایا اپنے منہ کو کھول اس نے منہ کو کھولدیا۔ اور اس ورق کو نگل لیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو قیامت کے دن اسکی گواہی دیجیو جو تجھ سے عہد پورا کرنے کی وجہ سے ملے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ قیامت کے دن حجر الاسود آئیگا اور اس کی زبان نہایت تیز ہوگی گواہی دیگا اس شخص کی جو توحید کے ساتھ اس کو چومیگا پس اے امیر المومنین یہ نقصان اور نفع دے سکتا ہے۔ جناب عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی طرف پناہ لیجاتا ہوں کہ میں زندہ رہوں ایسی قوم میں کہ جس میں اے ابو الحسن آپ نہ ہوں ۔

(۱۰) وقال ابو القاسم محمود بن عمر الزمخشری مرفوعا الی الحسن ان عمر بن الخطاب اتی بامرأة مجنونة حبلت قد زنت فاراد ان یرجمها فقال له علی یا امیر المومنین اما سمعت ماقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال وما قال قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع القلم عن ثلاث عن المجنون حتی یبرأ وعن الغلام حتی یدرک وعن النائم حتی یستیقظ فخلی عمر سبیلها ۔ ابو القاسم محمود الزمخشری حسن بصری کی طرف مرفوع کرکے لکھتے ہیں کہ لوگ جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مجنون عورت حاملہ کو لائے کہ اس نے زنا کیا تھا جناب عمرؓ نے اسکے رجم کا قصد کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا اے امیر المومنین آپکو نہیں معلوم کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا فرمایا ہے جناب امیرؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا فرمایا ہے جناب امیرؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین شخصوں سے قلم اٹھا لیا گیا ہے مجنون سے جبتک تندرست نہ ہو جائے۔ اور لڑکے سے جب تک وہ بالغ نہ ہو اور سوتے ہوئے سے جبتک وہ بیدار نہ ہو پس جناب عمر رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو چھوڑ دیا ۔

(۱۱) عن ابی حرب بن ابی الاسود ان عمر اراد رجم المرأة التی ولدت بستة اشهر فقال علی ان اللہ تعالیٰ یقول وحمله وفصاله ثلاثون شهرا وقال اللہ تعالیٰ وفصاله فی عامین فالحمل ستة اشهر والفصال فی عامین فترک عمر رجمها وقال لولا علی لهلک عمر (اخرجه ابن السمان والخلعی ومحب الطبری فی الریاض النضرة) ابی حرب بن ابی الاسود روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے ایک عورت کے رجم کا ارادہ کیا جو نکاح کے چھ مہینے بعد بچہ جنی تھی پس جناب علیؓ نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہو کہ بچہ کا حمل اور دودھ چھڑانا تیس مہینے کے بعد ہے اور دوسری جگہ فرماتا ہے کہ

بچے کا دودھ چھوڑانا دو برس کے بعد ہے۔ پس حمل کی مدّت چھ مہینے ہوئی اور دودھ چھوڑانے کے دو برس پس عمر رضی اللہ عنہ نے اُسکے رجم کرنے کو چھوڑ دیا اور کہا اگر علیؓ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہوگیا ہوتا۔

(۱۲) عن علی قال لما کان ولایۃ عمر رضی اللہ عنہ اتی بامرأۃ حامل فسالھا عمر بن الخطابؓ فاعترفت بالفجور فامر بھا عمر ان ترجم فلقیھا علی بن ابی طالب فقال ما بال ھذہ فقالوا امر بھا ان ترجم فقال نعم اعترفت عندی بالفجور فقال ھذا سلطانک علیھا فما سلطانک علی ما فی بطنھا ثم قال لہ علی فلعلک انتھرتھا واخفتھا فقال قد کان ذلک قال اوما سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا حد علی معترف بعد بلاء انہ من قیدت او نھددت فلا اقرار لہ فخلی عمر سبیلھا ثم قال عجزت النساء ان تلدن مثل علی بن ابی طالب (اخرجہ الخوارزمی فی المناقب) جناب علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں لوگ ایک حاملہ عورت کو لائے حضرت عمرؓ نے اُس سے پوچھا اس عورت نے اپنے زنا کا اقرار کیا۔ حضرت عمرؓ نے اُسکو سنگسار کرنیکا حکم دیا۔ راہ میں اُسے جناب علیؓ نے دیکھا اور عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپنے اسکے سنگسار کرنیکا حکم دیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا ہاں اُسنے میرے پاس اپنی فجور کا اعتراف کیا ہے۔ جناب علی علیہ السلام نے فرمایا اسپر تو تمہارا یہ حکم ہے اور اُسکے پیٹ میں جو کچھ ہے اُسپر تمہارا کیا حکم ہے پھر جناب علیؓ نے فرمایا شاید آپنے اسکو جھڑکا اور دھمکایا ہوگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا مینے دھمکایا تھا حضرت علیؓ نے کہا شاید آپنے نہیں سُنا ہے جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بعد تشدد کے اعتراف کرنیوالے پر حد نہیں ہے جسکو کہ آپنے قید کیا اور دھمکایا پس اسکا اقرار نہیں پس حضرت عمرؓ نے اُسکو چھوڑ دیا اور کہا کہ عورتیں علی ابن ابیطالب جیسے کے جننے میں عاجز ہیں۔

(۱۳) عن ابن المسروق ان عمر اتی بامرأۃ قد نکحت فی عدتھا ففرق بینھما وجعل مھرھا فی بیت المال وقال لا یجتمعان ابدا فبلغ علیا فقال ان کان جھلا فلھا المھر بما استحل من فرجھا ویفرق بینھما واذا انقضت عدتھا فھو خاطب من الخطاب فخطب عمر فقال ردوا الجھالات الی السنۃ فرجع الی قول علی (اخرجہ احمد) ابن مسروق کہتے ہیں کہ لوگ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت کو لائے جسنے اپنی عدت میں نکاح کیا تھا پس حضرت عمرؓ نے اُسکے اور اُسکے شوہر کے درمیان جدائی کا حکم دیا اور اُسکے مہر کو بیت المال میں جمع کرلیا۔ اور کہا کہ یہ میاں بیوی ہرگز کبھی اکٹھے نہیں ہونگے یہ بات حضرت علیؓ کے پاس پہنچی آپنے فرمایا کہ اگرچہ نکاح جہل کے رو سے ہوا ہے تو اُس عورت کے بدل اس خطا کے کہ اسکے فرج سے اس مرد کو حاصل ہوا ہے مہر ملنا چاہیے اور جب عدت پوری ہوجائے تو مرد اسکے ساتھ نکاح کرے پس حضرت عمرؓ نے اسکا نکاح کردیا۔ کہا جہالتوں کو سنت کی طرف رد کرو پس حضرت عمرؓ نے جناب علیؓ کے قول کی طرف رجوع کیا۔

(۱۴) عن جعفر الصادق قال اتی عمر بن الخطاب بامرأۃ قد تعلقت برجل من الانصار وکانت تھواہ ولم تقدر علیہ فاحتالت فذھبت واخذت البیض واخرجت منھا الصفرۃ وصبت البیاض علی ثوبھا وبین فخذیھا ثم جاءت الی عمر فقالت یا امیر المؤمنین ان ھذا الرجل احدنی فی موضع کذا وفضحنی فھم عمر ان یعاقبہ وکان علی جالسا عندہ فجعل الانصاری یحلف باللہ انھا تکذب علی ویقول یا امیر المؤمنین لا تعجل فی امری بین المرأۃ ذمتی فقال عمر یا علی نظرت الی البیاض علی ثوب المرأۃ فاتھمھا ان تکون احتالت بذلک فقال ایتونی بماء حار قد غلی غلیانا شدیدا ففعلوا فصبوا علی موضع الثیاب من ثوب المرأۃ فاشتوی ذلک البیاض حتی صار مثل بیاض البیض الشوی ثم شمہ فاذا ھو بیاض البیض فاقبل علی المرأۃ فھددھا حتی اقرت بذلک ودفع اللہ

العقوبة عن الانصاری ببرکة علی ابن ابی طالب (نقلہ نجم الدین فخر الاسلام ابوبکر محمد بن الحسین السلانی المہندی فی مناقب الاصحاب) جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ایک عورت ایک انصاری مرد کو چاہتی تھی مگر اُسے اُس انصاری کا وصال میسر نہیں ہوتا تھا۔ ایک روز اُسنے ایک حیلہ بنایا اور ایک انڈے کو توڑ کر زردی کو پھینکدیا اور اُسکی سفیدی کو اپنی کپڑے اور جھنگاسوں پر چھڑک کر حضرت عمرؓ سے آکر کہا یا امیر المؤمنین مجھے اس انصاری نے فلان مقام پر رسوا کیا ہے حضرت عمرؓ اُس انصاری کو سزا دینے پر آمادہ ہوگئے۔ جناب مرتضےٰ اُن کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ انصاری خدا کی قسم کھا کر کہنے لگا یہ میری نسبت جھوٹ بکتی ہے ای امیر المؤمنین آپ میری بات میں جلدی نکریں آپکو میری بے گناہی ثابت ہوجائیگی۔ حضرت عمرؓ نے جناب مرتضےٰ سے کہا آپ اس عورت کے بارہ میں کیا خیال کرتے ہیں جناب مرتضےٰ نے ارشاد کیا کہ میںنے اس عورت کی کپڑے پر سفیدی کو دیکھا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اُسنے مکر کیا تھا ہے تم میرے پاس کھولتا ہوا پانی لاؤ جب لوگ پانی اُٹھا لائے آپنے اُس عورت کے کپڑے کے دھبے پر ڈلوایا کپڑے سے انڈے کی سفیدی پھولکر اُٹھ آئی پھر آپنے اُسے سونگھا تو اُسمیں انڈے کی بساند آنے لگی آپنے اُس عورت کو دھمکایا اُسنے اقرار کیا کہ یہی مکر کا منصوبہ تھا۔ خدائے تبارک نے برکت جناب امیرؑ کی سے اس انصاری سے اس عقوبت کو دفع کیا ۔

(۱۵) قیل ان رجلین اتیا امرأة من قریش فاستودعاها مائة دینار وقالا لا تدفعیها الی احد منا دون صاحبه فلبثا حولا ثم جاء احدهما الیها وقال ان صاحبی قد مات فادفعی الی الدینار فدفعتها الیه ثم لبثت حولا آخر فقال ادفعی الی الدینار فقالت ان صاحبك جاءنی وزعم انك قد مت فدفعتها الیه فاختصما الی عمر ان یقضی علیها الی ورفع الی علی بن ابی طالب وعرف علی انهما قد مکرا بها فقال الیس قلتما لا تدفعیها الی واحد منا دون صاحبه قال بلی قال فان مالك عندنا فاذهب فجئ بصاحبك حتی ندفعها الیك (اخرجه الخوارزمی) روایت ہے کہ دو آدمی قریش کی ایک عورت کی پاس سو دینار امانت رکھ گئے اور کہہ گئے کہ جبتک دونوں اکٹھے تیرے پاس نہ آئیں تو کسی ایک کو یہ امانت نہ دیجیو اسپر ایک سال گذر گیا ان میں سے ایک نے آکر بیان کیا کہ میرا دوست مر گیا ہے وہ سو دینار مجھے دیدے اس عورت نے سو دینار اسکو دیدیئے اسکے بعد پھر ایک سال گذرا وہ دوسرا آکر کہنے لگا وہ سو دینار مجھے دیدے۔ اس عورت نے جواب دیا کہ تیرا دوست میرے پاس آیا تھا اُس کا خیال تھا کہ تو مر گیا ہے وہ مجھ سے امانت لیگیا ہے۔ اُسنے کہا کیا ہمارا یہ وعدہ نہیں تھا کہ جبتک اکٹھے ہم دونوں نہ آئیں تو امانت اکیلے کسی ایک کو نہ دیجیو پس اس عورت اور مرد میں جھگڑا شروع ہوا اور وہ دونوں جناب عمرؓ کے پاس فیصلے کے لئے حاضر ہوئے حضرت عمرؓ نے انکو جناب علی کی خدمت میں بھیجدیا۔ جناب مرتضےٰ فوراً سمجھ گئے کہ ان دونوں آدمیوں نے اس عورت سے مکر کیا ہے اس آدمی سے فرمایا کیا تم دونوں نے یہ نہیں کہا تھا کہ جبتک ہم دونوں اکٹھے تیرے پاس نہ آئیں تو نے اکیلے کسی ایک کو امانت واپس نہ دینا تیرا مال ہمارے پاس موجود ہے اپنے دوست کو لے آ ہم تجھے دیدینگے ۔

(۱۶) عن قیل ان سبعة انفس خرجوا من الکوفة مسافرین فغابوا مدة ثم عادوا وقد فقد منهم واحد فجاءت امرأته الی علی فقالت یا امیر المؤمنین ان زوجی سافر وجاء هؤلاء وقد عادوا دونه فاتیتهم و سالتهم عنه فلم یخبرونی بحالته وقد اتهمتهم بقتله واسالك باحضارهم واستکشاف حالهم فاحضرهم وفرقهم واقام کل واحد منهم الی ساریة من سواری المسجد داوکل به رجلا یمنع ان یقرب منه احد یحادثه

ثم استدعا واحداً فحدثه وسأله عن حال الرجل فانكر فلما انكر رفع علي صوته بالتكبير وقال الله اكبر فلما سمع
الباقون صوت علي هر نفعا التكبير اعتقدوا ان رفيقهم قد اقر وحكى لعلي صورة الحال ثم استدعاهم
واحداً واحداً فاقروا بقتله بناءً على ان صاحبهم قد اخبر علياً بما فعلوه فلما اقروا بذلك قال الاول يا
امير المؤمنين هؤلاء قد اقروا وما انا اقررت بذلك قال هؤلاء رفقائك قد شهدوا عليك فما ينفعك
انكارك بعد شهادتهم واعترف انه شاركهم في امر قتله فلما تكمل اعترافهم بقتله اقام عليهم حكم الله
تعالى (مطالب السئول لطلحة الشافعي) روایت ہے کہ سات آدمی کوفہ سے سفر کو گئے اور ایک مدت تک غائب رہے
پھر جب لوٹ کر آئے ایک اُن میں سے مفقود ہوگیا۔ اسکی زوجہ جناب امیر علیہ السلام کے پاس آکر کہنے لگی یا امیر المؤمنین میرا
خاوند ایک جماعت کیساتھ سفر کو گیا تھا وہ لوگ سفر سے لوٹ آئے ہیں اور وہ نہیں آیا میں نے اُن سے اسکا حال پوچھا تھا
وہ اُس کا حال کچھ نہیں بیان کرتے اور میں اُنپر اُسکے قتل کا دعویٰ رکھتی ہوں اور آپ سے ملتجی ہوں کہ آپ اُنکے احضار کا حکم نافذ
فرمائیں اور اُنسے انکشاف حال کریں جناب امیرؑ نے اُنکو بلایا اور ہر ایک کو اُنمیں سے جدا جدا مسجد کے گوشوں میں بٹھا دیا
اور ایک ایک آدمی کا پہرہ اُنپر مقرر کیا تاکہ ان سے کوئی نہ ملنے پائے اور بات نہ کرے پھر ایک آدمی کو اُنمیں سے بلا کر اُس آدمی کے
حال سے پوچھا اُس نے انکار کیا اُسکے انکار پر جناب امیرؑ نے تکبیر کی بلند آواز فرمائی۔ جب دوسرے لوگوں نے جناب امیرؑ کی
آواز کو سنا اُنکو گمان پیدا ہوا کہ اُنکے رفیق نے اقرار کرلیا ہے اور جناب امیرؑ سے صورت حال کو بیان کردیا ہے پھر ہر ایک کو
اُنمیں سے علیحدہ علیحدہ بلایا اُنہوں نے اس بنا پر اُسکے قتل کا اقرار کیا کہ اُنکے رفیق نے جناب امیرؑ سے اُنکا فعل بیان کردیا ہے جب
ان لوگوں نے اسکا اقرار کیا پہلا شخص کہنے لگا اے امیر المؤمنین ان لوگوں نے اسکا اقرار کیا ہے میں نے تو اقرار نہیں کیا۔ جناب امیرؑ نے
فرمایا یہ لوگ تیرے رفیق ہیں تجھپر گواہی دیتے ہیں انکی شہادت کے بعد تیرا انکار تجھے نفع نہیں بخشتا۔ پس اُسنے بھی اُنکے شریک ہونے کا
اقرار کیا جب اُنکا اعتراف اُس شخص کے قتل کی نسبت کامل ہوگیا تو جناب امیرؑ نے اللہ کا حکم اُن پر جاری کیا۔

(۱۷) عن محمد بن یحیی بن حبان ان حبان ابن منقذ کان تحته امرأتان هاشمية وانصارية فطلق
الانصارية ثم مات رأس الحول فقالت لم تحض عدتي فارتفعوا الى عثمان رضي الله عنه فقال هذا ليس لي
بعلم فارتفعوا الى علي فقال علي تحلفين عند منبر النبي صلى الله عليه وسلم انك لم تحيضي ثلاث حيضات ولك الميراث
فحلفت فاشركت في الميراث (اخرجه ابن الحرب الطائی) محمد بن یحیی بن حبان کہتے ہیں کہ حبان بن منقذ کی دو
جوروئیں تھیں ایک ہاشمیہ اور ایک انصاریہ اسنے انصاریہ کو طلاق دیدیا تھا پھر اُسی برس میں حبان مرگیا انصاریہ کہنے
لگی میری عدت ابھی تک پوری نہیں ہوئی پس اسکا مرافعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس لیگئے حضرت عثمان غنیؓ نے
کہا مجھے اس فیصلہ کا علم نہیں وہ مرافعہ جناب علی علیہ السلام کے پاس لیگئے۔ جناب علیؑ نے اس انصاریہ سے فرمایا تو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے منبر کے پاس حلف اُٹھالے کہ تجھے تین حیض نہیں گذرے تو تجھے میراث میں شریک کیا جائیگا
پس اس انصاریہ نے حلف اُٹھالی اور وہ میراث میں شریک کیگئی۔

(۱۸) کتب خالد بن الولید الی ابی بکر الصدیق انی اخذت رجلا یوطاء کما یوطاء المرأة فاستشار ابو بکر اصحابه
فقال بعضهم یقتل وقال بعضهم یرجم فقال لعلی ان العرب یانف من المثلة فما ترى فيه فقال ارى
ان تحرقه فاحرقوه (نقله نجم الدین فخر الاسلام ابو بکر بن محمد بن الحسین الستیلانی فی المرتد فی [illegible]

خالد بن ولید نے حضرت ابوبکر صدیق کی طرف لکھ بھیجا کہ یہاں ایک مرد ہی جو عورت کی طرح سے فعل کراتا ہی۔ جناب ابوبکرؓ نے صحابہ سے مشورہ کیا بعض نے کہا اسکو قتل کرنا چاہیئے اور بعض نے کہا سنگسار کیا جائے۔ حضرت ابوبکرؓ جناب امیرؑ سے کہا عرب کے لوگ مثلہ کرنیکو بہت برا جانتے ہیں آپکی اسمیں کیا رائے ہی جناب امیرؑ نے فرمایا میری رائے میں اسے آگ کے اندر دھکیلنا چاہیئے پس وہ آگ میں ڈالا گیا۔

(۱۹) عن زر بن حبیش قال جلس رجلان یتغدیان مع احدھما خمسۃ ارغفۃ ومع الاخر ثلثۃ ارغفۃ فلما وضع الغداء بین ایدیھما مر بھما رجل فسلم فقالا اجلس للغداء فجلس واکل معھما فاستوفوا فی اکلھم الا رغفۃ الثمانیۃ فقام الرجل وطرح الیھما ثمانیۃ دراھم وقال لھما خذا ھذا عوضا مما اکلت من طعامکما فتنازعا وقال صاحب الارغفۃ الخمسۃ لی خمسۃ دراھم ولک ثلاثۃ دراھم وقال صاحب الارغفۃ الثلاثۃ لا ارضی الا ان تکون الدراھم بیننا نصفین فارتفعا الی امیر المؤمنین علی بن ابی طالب فقصا علیہ قصتھما فقال لصاحب الارغفۃ الثلاثۃ قد عرض علیک صاحبک ما عرض وخبزہ اکثر من خبزک فارض بالثلاثۃ قال لا واللہ لا رضیت الا بمر الحق فقال لہ لیس لک فی مر الحق الا درھم فقال لہ عرض علیک صاحبک صلحا فقلت لا ارضی الا بمر الحق ولا یجب لک فی مر الحق الا واحد فقال الرجل فعرفنی الوجہ فی مر الحق حتی اقبلہ فقال علی الیس الثمانیۃ الارغفۃ اربعۃ وعشرین ثلثا وانتم ثلاثۃ انفس ولا یعلم الاکثر منکم اکلا ولا الاقل فتحملون فی اکلکم علی السواء فاکلت انت ثمانیۃ اثلاث وانما لک تسعۃ اثلاث واکل صاحبک ثمانیۃ اثلاث ولہ خمسۃ عشر اثلاث اکل منھا ثمانیۃ وبقی لہ سبعۃ اکل صاحب الدراھم واکل لک واحد من تسعۃ فلک واحد بواحد ولہ سبعۃ بسبعۃ فقال رضیت الان ـ ریاض النضرۃ ـ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب للعلامۃ ابن عبد البر) زر بن حبیش سے روایت ہی کہ دو آدمی کھانا کھانے کو بیٹھے ایک کے پاس پانچ اور دوسرے کے پاس تین روٹیاں تھیں اتنے میں تیسرا آدمی آگیا ان دونوں نے اسے شرکت طعام کے لئے کہا وہ بھی اُنکے ساتھ کھانے کو بیٹھ گیا۔ وہ تینوں آٹھوں روٹیاں کھا چکے وہ تیسرا آدمی اٹھ کھڑا ہوا اور ان دونوں کو آٹھ درہم دیکر کہنے لگا یہ عوض ہے اس کھانے کا جو میں نے تمہارے کھانے سے کھایا ہے۔ پس یہ دونوں باہم جھگڑنے لگے پانچ روٹیوں والے نے کہا مجھے پانچ درہم ملنے چاہییں اور تجھے تین اور تین روٹیوں والے نے کہا جب تک درہم نصفا نصف نہوں میں نہیں راضی ہونگا۔ تصفیہ کیلئے دونوں جناب امیر علیہ السلام کے پاس آئے اور تمام قصہ بیان کیا۔ جناب امیرؑ نے تین روٹیوں والے سے کہا تیرا دوست جو کچھ تجھے دیتا ہے لے لے حالانکہ اسکی روٹیاں تیری روٹیوں سے زیادہ تھیں وہ کہنے لگا جبتک کہ میرا حق مجھے نہ معلوم ہو جائے میں راضی نہیں ہونیکا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ تیرا حق تو ایک درہم سی زیادہ نہیں تیرا دوست صلح کے رو سے جو کچھ کہ تجھے دیتا ہے دیتا ہے اور تو کہتا ہے کہ جبتک مجھے میرا حق نہ معلوم ہو جائیگا میں راضی نہیں ہونیکا تیرا حق تو انصاف سی ایک درہم ہے اُس نے کہا یا امیر مجھے اسکی وجہ بیان فرمایئے تاکہ میں قبول کروں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا کیا آٹھ روٹیوں کی چوبیس تہائیاں نہیں ہیں۔ اور تم تین آدمی کھانے والے تھے یہ نہیں معلوم ہو سکتا کہ تم میں سے کون زیادہ کھا گیا تھا اور کون کم اسلئے احتمال کیا جاتا ہی کہ پس تم تینوں نے برابر کھایا ہے۔ پس تم نے آٹھ تہائیاں کھائیں اور تیری تین روٹیوں کی نو تہائیاں تھیں اور

اور تیرے دوست کی پانچ روٹیوں کی پندرہ تہائیاں تھیں اور اس نے آٹھ تہائیاں کھائیں اور اسکی سات تہائیاں باقی رہیں جو وہ ہم والے نے کھائیں اور تیری نو تہائیوں میں سے ایک تہائی کھائی پس تیری ایک روٹی کے ٹکڑے کے بدلے ایک درہم ہے اور اسکے سات ٹکڑوں کے بدلے سات درہم ہیں۔ وہ کہنے لگا یا علی اب میں ایک درہم لینے پر راضی ہوں۔

(۲۰) قال سعید بن منصور فی سننہ باسنادہ سمعت علیا یقول الحمد للہ الذی جعل عدونا یسألنا عما نزل بہ من امر دینہ ان معاویۃ کتب الی یسألنی عن خنثی المشکل فکتبت الیہ ان یورثہ من قبل مبالہ (تاریخ الخلفا للسیوطی) سعید بن منصور اپنی سنن میں باسنادہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب علیؑ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خدا کا شکر ہے جس نے ہمارے دشمن کو ایسا کر دیا کہ جب اس پر امور دینیہ میں سے کوئی مشکل امر وارد ہوتا ہے تو وہ ہم سے پوچھتا ہے۔ معاویہ نے مجھے لکھ کر خنثیٰ مشکل کا مسئلہ پوچھا ہے میں نے اسکو جواب میں لکھا ہے کہ اسکے بول کے مقام کی رو سے میراث ملے گی یعنی اگر عورت کی طرح سے پیشاب کرتا ہے تو مثل عورت کے میراث پائیگا اور اگر مرد کی طرح سے پیشاب کرتا ہے تو مثل مرد کی میراث پائیگا۔

(۲۱) تنازعت امرأتان فی ایام عمر فی ولد کل واحدۃ منہما تدعی ابنہا فاشکل علی عمر فارسل الی علی فقال علی علی بنجار حاذق ومنشار جید یقطع الولد فیجعل الولد بینکما نصفین فصاحت ام الصبی وقالت ادفع کل الولد الیہا وقالت الاجنبیۃ اقطع الولد فاخذ علی الولد فادفع الی الام التی صاحت وقال للاجنبیۃ علمت انہا ام الصبی وفی روایۃ ولدتا فی لیلۃ واحدۃ فجاءت ابن واحدۃ منہما فکل واحدۃ منہما تدعی الی الحی لہا (نقلہ ابوبکر نجم الدین محمد بن الحسین السیتلانی المرندی فی مناقب الاصحاب) جناب عمرؓ کے زمانہ میں ایک لڑکے کی نسبت دو عورتوں میں جھگڑا ہوا ہر ایک انمیں سے اس لڑکے کو اپنا بیٹا بیان کرتی تھی حضرت عمرؓ کو ان کے فیصلے میں دشواری پیش آئی ان دونوں کو حضرت امیر کی خدمت میں فیصلہ کے لئے بھیجدیا جناب امیرؑ نے فرمایا میرے پاس ایک کاریگر بڑھئی کو لاؤ تاکہ اس سے اس لڑکے کو دو برابر حصوں میں کاٹ ڈالیں کہ لڑکے کا ایک ایک ٹکڑا ان دونوں کو دیدیا جائے لڑکے کی ماں چلانے لگی آپ سالم یہ لڑکا اس عورت کو دیدیں۔ دوسری عورت اجنبیہ کہنے لگی ضرور لڑکا کاٹ ڈالا جائے جناب امیرؑ نے اس لڑکے کو اٹھا کر اسکی ماں کو دیدیا۔ دوسری روایت میں ہے کہ ایک شب میں دو عورتوں کو لڑکے پیدا ہوئے ایک کا لڑکا مر گیا اس زندہ لڑکے کیبابت تنازع ہوا۔

(۲۲) روی ان رجلا تزوج بخنثی ولہا فرج کفرج النساء وفرج کفرج الرجال واصدقہا جاریۃ کانت لہ ودخل بالخنثی واصابہا فحملت منہ وجاءت بولد ثم ان الخنثی وطئت الجاریۃ التی اصدقہا الیہا الرجل فحملت منہ الجاریۃ بولد فاشتہرت قصتہما ورفع امرہما الی امیر المؤمنین علی بن ابی طالب فسأل عن حال الخنثی فاخبر انہا تحیض وتطأ وتوطأ وتمنی من الجانبین وقد حبلت واحبلت فصار الناس متحیری الافہام فی جوابہا وکیف السبیل الی فضہما وفصل خطابہا فاستدعی علی غلامیہ وامرہما ان یذہبا الی الخنثی ویعدا اضلاعہا من الجانبین ان کانت مستویۃ فہی امرأۃ وان کان الایسر انقص من الایمن بضلع واحد فہو الرجل فجاءا واخبراہ بذلک وشہدا عندہ فحکم علی الخنثی بانہا رجل وفرق بینہا وبین زوجہا ودلیل علی ذلک ان اللہ تعالی خلق ادم علیہ السلام وحیدا فاراد سبحانہ وتعالی ان یونسہ ویجعل لہ زوجا من جنسہ لیسکن کل واحد منہما الی صاحبہ فلما نام

آدم خلق اللہ عزوجل من ضلعہ القصریٰ من جانبہ الایسر حواء فاسدہ توحیدھما اجابت تم الی جانبہ کاحسن
ما یکون من الصور فلذلک صار الرجل ناقصا من جنبہ الایسر عن المرأۃ والمرأۃ تامۃ الاضلاع من الجانبین
والاضلاع الکاملۃ اربعۃ وعشرون ضلعا ھذا فی المرأۃ واما الرجل فثلاثۃ وعشرون ضلعا اثنا عشرۃ فی
الایمن واحد عشر فی الایسر وباعتبار ھذہ الحالۃ قیل المرأۃ ضلع اعوج (فصول المہمہ و نور الابصار و مطالب
السئول لطلحۃ الشافعی) روایت ہی کہ ایک مرد نے ایک مخنث کے ساتھ عقد کیا اور اُس مخنث کے دو عضو مخصوص
تھے ایک مثل عورت کے اور ایک مثل مرد کی اور اُسکے مہر میں ایک لونڈی دی پھر اُس مخنث کیساتھ مثل عورت کے صحبت کی
مخنث کو حمل رہ گیا اور اُسکے یہاں لڑکا پیدا ہوا۔ بعد اسکے اُس مخنث نے اُس لونڈی کے ساتھ صحبت کی جسکو جس کو
اُس مرد نے اُسکے مہر میں دیا تھا۔ پس اُس لونڈی کو بھی حمل رہ گیا اور اُسکے یہاں بھی لڑکا پیدا ہوا یہ خبر مشہور ہوئی
اور حضرت امیرؑ سے بھی لوگوں نے بیان کیا۔ آپ نے مخنث کا حال پوچھا معلوم ہوا کہ مثل عورتوں کے اسکو حیض بھی
آتا ہے مرد اُس سے صحبت کرتا ہے تو اُسکے دونوں مقام سے منی نکلتی ہے اور خود بھی حاملہ ہوتا ہے اور اُس سے عورت بھی
حاملہ ہوتی ہے پس لوگ نہایت حیران ہوئے کہ اُسکے حکم کا کیا طریق ہوگا آیا یہ مردوں میں سے شمار کیا جائیگا
یا عورتوں میں سے پس جناب امیرؑ نے اپنے دو غلاموں کو طلب فرمایا اور حکم کیا کہ اُس مخنث کے پاس جائیں اور اسکی
دونوں طرف کی پسلیوں کو شمار کریں اگر برابر ہوں تو وہ عورت ہے اور اگر بائیں طرف سے ایک پسلی تعداد میں داہنی
طرف سے کم ہو تو وہ مرد ہے۔ چنانچہ دونوں غلام اُس مخنث کے پاس گئے اور اُسکی دونوں طرف کی پسلیوں کو شمار کیا
پس بائیں طرف کی ایک پسلی کو داہنی طرف کی پسلیوں سے شمار میں کم پایا اور آپکے پاس آکر اُسکی خبر دی اور اسبات پر
دونوں نے گواہی ادا کی جناب امیرؑ نے حکم دیا کہ وہ مخنث مرد ہے اور اُسکو اُسکے شوہر سے علیحدہ کر دیا دلیل اسبات کی
یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو پیدا کیا تو اپنی حکمت کاملہ سے ارادہ فرمایا کہ اُنکے واسطے اُنہیں کی جنس سے ایک زوجہ
پیدا کرے تاکہ ایک کو دوسرے سے تسکین حاصل ہو۔ پس جسوقت کہ حضرت آدمؑ سو گئے اللہ تعالیٰ نے اُنکی بائیں طرف کی
ایک چھوٹی سی پسلی سے حضرت حواؑ کو پیدا کیا جب حضرت آدم بیدار ہوئے تو اُنہوں نے حضرت حواؑ کو اپنے پہلو میں
بیٹھا ہوا پایا جو نہایت خوبصورت تھیں پس اس سبب سے مرد کی بائیں طرف کی پسلی عورت سے کم ہوتی ہے اور عورت کی
دونوں طرف کی پسلیاں پوری ہوتی ہیں لیکن مرد کی تئیس پسلیاں ہوتی ہیں بارہ داہنی طرف اور گیارہ بائیں طرف
اور اسی سبب سے عورت ٹیڑھی پسلی کہلائی جاتی ہے ؎

(۲۴۳) قال ابن طلحۃ الشافعی فی مطالب السئول کان حد شارب الخمر اربعین سوطا فاقامہ ابوبکرؓ کذلک فی
ولایتہ ثم اقامہ عمر صدراً فی ولایتہ فلما انھمک الناس فی شربھا واستحقروا ضرب الاربعین شاور عمر
اصحابہ فی ذلک فقال علی بردہ اذا شرب سکر واذا سکر ھذی واذا ھذی افتری وعلی المفتری ثمانون فجعلوا
بحد المفتری فاخذ عمر ھذا القول من علی ابن طلحہ شافعی علیہ الرحمہ مطالب السئول میں لکھتے ہیں کہ شراب نوش کی حد
چالیس کوڑے تھی جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں اسکو اسی طرح سے قائم رکھا پھر حضرت عمرؓ نے بھی اپنی
ابتدائی خلافت میں اسی کو قائم رکھا جب لوگ شرب خمر میں زیادہ منہمک ہو گئے اور چالیس کوڑوں کو حقیر جاننے لگے
تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس امر میں صحابہ سے مشورت کی جناب علی علیہ السلام نے کہا ہم سمجھتے ہیں کہ جب کوئی شراب

پہنچتا ہے تو مست ہو جاتا ہے اور جب مست ہو جاتا ہے تو ہذیان بکتا ہے پس جب اسنے ہذیان بکا تو جھوٹ
کہا اور جھوٹ بولنے والے کی سزا اسّی کوڑے ہیں پس اسکو مفتری یعنی جھوٹے کی سزا دینا چاہیئے حضرت عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حکم کو جناب علی سے اخذ کر لیا ۔

(۴۹) **عن** محمد بن الزبیر قال دخلت مسجد دمشق فاذا انا بشیخ قد التوت ترقوتاه من الکبر فقلت
یا شیخ من ادرکت من الصحابة قال عمر رضی الله عنه فقلت فما غزوت قال الیرموک قلت حدثنی بشیء سمعته
قال خرجت مع فتیة حجاجا فاصبنا بیض نعام وقد احرمنا فلما قضینا نسکنا ذکرنا ذلک لامیر المؤمنین
عمر فادبر وقال اتبعونی حتی انتهی الی حجر رسول الله صلی الله علیه وسلم فضرب حجرة فاجابت منها امرأة فقال اثم ابو الحسن
قالت لا فمر فی المقثات فادبر وقال اتبعونی حتی انتهی الیه وهو یسوی التراب بیده فقال مرحبا یا امیر المؤمنین
فقال ان هؤلاء اصابوا بیض نعام وهم محرمون قال الا ارسلت الی قال انا احق باتیانک قال یضربون الفحل
قلائص ابکارا بعدد البیض فما نتج منها اهدوه قال عمر فان الابل تخدج قال والبیض یمرض فلما ادبر قال عمر
اللهم لا تنزل بی شدة الا وابو الحسن الی جنبی (اخرجه ابن البحتری نقله محب الطبری فی الریاض
النضرة فی فضائل العشرة) محمد بن زبیر سے روایت ہے کہ میں مسجد دمشق میں گیا۔ اور ایک بوڑھے کو دیکھا جسکی
گردن کی ہنسلی بڑھاپے کی وجہ سے اٹھی ہوئی تھی میں نے کہا یا شیخ تو نے صحابہ میں سے کسکو دیکھا ہے وہ کہنے لگا حضرت
عمر رضی اللہ عنہ کو میں نے کہا تو کس غزوہ میں شریک ہوا ہے وہ بولا یرموک میں میں نے کہا مجھے کوئی بات سنا کہ تو نے سنی
ہو کہنے لگا میں چند نوجوانوں کے ساتھ حج کو گیا اور ہم نے شتر مرغ کے انڈے کھا لیے حالانکہ ہم نے احرام باندھا ہوا تھا
جب ہم اپنے وظائف حج کو پورا کر چکے جناب امیر المؤمنین عمر سے اسکا ذکر کیا جناب عمر وہاں سے لوٹے اور فرمایا
میرے پیچھے چلے آؤ یہانتک کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں کی طرف تشریف لے گئے اور ایک حجرہ کا دروازہ کھٹکھٹایا
ایک بی بی نے جواب دیا جناب عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا جناب ابو الحسن گھر میں تشریف رکھتے ہیں اس بی بی نے جواب
دیا نہیں پس جناب عمر ککڑیوں کی کیاری کی طرف تشریف لے گئے اور ہمیں فرمایا میرے پیچھے چلے آؤ یہانتک کہ جناب
علی علیہ السلام کے پاس پہنچ گئے وہ اپنے ہاتھ سے مٹی کو برابر کر رہے تھے اور جناب عمر کو دیکھکر فرمایا مرحبا اے امیر
المؤمنین جناب عمر نے کہا ان لوگوں نے بحالت احرام شتر مرغ کے انڈے کھائے ہیں آپ نے فرمایا کہ تم نے مجھے کیوں نہ بلا
لیا حضرت عمر بولے ہم ہی آپکی خدمت میں آنے کے حقدار تھے فرمایا ان کو چاہیئے انڈوں کی تعداد کے موافق نوجوان
بکر اونٹنیوں کے ساتھ نر اونٹوں کو ملائیں جب انسے بچے پیدا ہوں تو انکو قربانی کریں جناب عمر نے کہا کہ اونٹنی کا نطفہ
کبھی فاسد بھی ہو جاتا ہے پس تعداد کیونکر ٹھیک آئیگی ۔ جناب امیر المؤمنین علیؑ نے فرمایا کبھی انڈا بھی گندا ہو جاتا ہے
جب عمر وہاں سے لوٹے تو دعا کی اے پروردگار مجھ پر ایسی سختی نازل نہ فرما مگر کہ ابو الحسن میری ہمسائی طرف موجود ہوں ۔

جناب امیر علیہ السلام کا علم الفرائض

(۱) **عن** عبد الله بن مسعود قال اعلم اهل المدینة بالفرائض علی بن ابی طالب (اخرجه احمد وابن عبد البر
فی استیعاب) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ مدینہ منورہ کے لوگوں میں علی بن ابی طالب سب سے

زیادہ عالم نہ تھے بلکہ واقف بھی نہ تھے ۔

(۲) عن معمر قال ليس احد منهم اقوى قولاً في الفرائض من علي وكان معمر صاحب الفرائض

(منتخب) معمر کہتے ہیں کہ صحابہ میں سے کوئی زیادہ قوی قول والا جناب علی سے نہیں ۔ معمر خود صاحب فرائض تھے ۔

(۳) قال محمد بن طلحة الشافعي في مطالب السؤل ان امرأة جاءت الى علي وقد خرج من داره ليركب وقدمه في الركاب فقالت يا امير المؤمنين ان اخي قد مات وخلف ست مائة دينار وقد دفعوا الي من ماله دينارا واحدا واسالك انصافي وايصال حقي الي فقال لها لعل اخوك خلف بنتين فقالت نعم قال لهما الثلثان اربع مائة دينار وخلف اما قالت نعم قال لها السدس مائة دينار وخلف زوجة قالت نعم قال لها الثمن خمسة وسبعون وخلف معك اثنا عشر اخا قالت نعم قال لكل اخ ديناران ولك دينار فقد اخذت حقك فانصرفت ۔ روایت ہے کہ ایک عورت حضرت امیر کے پاس آئی حضرت اسوقت اپنے گھر سے نکلکر سوار ہوتے تھے ایک پاؤں رکاب میں رکھا تھا کہ وہ عورت بولی یا امیر المومنین میرا بھائی چھ سو دینار چھوڑ مرا ہے مگر لوگوں نے مجھکو ایک دینار دیا ہے میں آپ سے اپنا حق اور انصاف چاہتی ہوں حضرت نے فی الفور جواب دیا کہ تیرے بھائی کی دو بیٹیاں رہ گئی ہونگی اسنے کہا ہاں فرمایا دو ثلث یعنی چار سو دینار تو ان کے لیے ہوئے ۔ اور فرمایا تیرے بھائی کی ماں بھی ہوگی جسکو سدس یعنی سو دینار ہوتے اور زوجہ بھی ہوگی پس زوجہ کو ثمن یعنی پچھتر دینار ملے حضرت نے پوچھا تیرے بارہ بھائی ہیں عورت نے تسلیم کیا حضرت نے فرمایا کہ دو دو دینار بھائیوں کو ملے ایک دینار تیرا حق ہے پس تو اپنا حق پا چکی ہے چنانچہ یہ مسئلہ دیناریہ کے نام سے مشہور ہے ۔ اسی طرح سے ایک اور مسئلہ منبریہ کے نام سے مشہور ہے جسکو علامہ محمد بن طلحہ مطالب السؤل میں لکھتے ہیں ۔

(۴) وقيل انه كان على منبر الكوفة فقام اليه رجل فقال يا امير المؤمنين ان ابنتي قد مات زوجها ولها عن تركته الثمن فلم تعطها القسمة فاسالك الا انصافها منهم فقال خلف صهرك بنتين قال نعم قال وابواه باقيان قال نعم قال صار ثمنها تسعاً فلا تطلب سواه ۔ کہتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام کوفے کے منبر پر تشریف رکھتے تھے کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا یا امیر المومنین میری لڑکی کا خاوند مر گیا ہے اور اسکا ترکہ میں آٹھواں حصہ ہے اب تک لوگوں نے اسکو نواں حصہ دیا ہے اب آپکے انصاف کا خواہاں ہوں جناب امیر نے فرمایا ۔ تیرا داماد دو بیٹیاں چھوڑ مرا ہے اسنے کہا کہ سچ ہے آپ نے فرمایا اسکے ماں باپ بھی زندہ ہیں اسنے تسلیم کیا آپ نے فرمایا کہ تیری لڑکی کا آٹھواں حصہ اب نواں حصہ ہو گیا ہے ۔ پس تو اس سے زیادہ مت طلب کر ۔

(۵) عن جعفر الصادق قال لما ولي عمر استوقفت له الامور اتي بمولود له راسان وبطنان واربعة ايدي ورجلان وقبل ودبر واحد فنظر الى شيء لم ير مثله قط نظر الى انسان اعلاه اثنان واسفله واحد فلم يدر ما يحكم فيه فارسل الى علي فجاء فنظر اليه فقال انظروا اذا نام ثم يصاح فان انتبه الراسان جميعا فهو واحد وان انتبه الواحد وبقي الآخر فاثنان فقال عمر لا ابقاني الله بعدك يا ابا الحسن (اقليم الدين فخر الاسلام ابوبكر بن محمد بن الحسين السيتلاني المرندي في مناقب الاصحاب) جناب امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے وقت لوگ ایک لڑکے لائے جسکے دو سر اور دو پیٹ اور چار

ہاتھ اور دو پاؤں اور ایک شکل اور ایک ذکر تھی جناب عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ایسا انسان پیدا ہوا دیکھا جو دنیا
کبھی نہ دیکھا تھا سر سے ناف تک تو وہ دو انسان تھے اور ناف سے نیچے تک ایک تھا حضرت عمرؓ اسکو ترکہ
دینے میں حیران ہوگئے کہ آیا اس کو ایک ورثہ دیا جاوے یا دو وارثوں کا حصہ دیا جاوے پس اسکو جناب امیرؑ کی
خدمت میں فیصلہ کے لئے بھیجا آپ نے دیکھ کر فرمایا جب یہ سو جائے تو تم دیکھ جاؤ اگر اسکے دونوں سر ایک ہی دفعہ
ہلیں تو سمجھ لو کہ یہ ایک ہی ہے اور اگر ایک جنبش کرے اور دوسرا نہ کرے تو سمجھ لو کہ دو ہیں پس عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے
اے ابو الحسن خدا مجھے تمہارے بعد زندہ نہ رکھے ۔

جناب امیر علیہ السلام کا علم اصول الدین یعنی علم کلام

یہ علم جسکو علم الٰہی اور عقائد اور متاخرین کی اصطلاح میں علم کلام کہتے ہیں بعد تفقہ فی الحدیث کے اسکا مرتبہ نہایت عالی ہے کیونکہ اسمیں توحید اور نبوت اور احوال معاد سے بحث ہوتی ہے اور قضا و قدر کے اسرار وغیرہ مفصل بیان کئے جاتے ہیں اسکے نکات بیقدر کہ جناب امیر علیہ السلام کے خطبات میں موجود ہیں کسی صحابی کی کلام میں نہیں۔ چنانچہ علامہ فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ اربعین میں لکھتے ہیں[ل] کہ متکلمین کے جتنے فرقے ہیں وہ سب حضرت امیر علیہ السلام کی طرف منتہی ہوتے ہیں سب سے پہلا فرقہ جس نے سب سے پہلے اس علم میں شہرت حاصل کی ہے معتزلہ کا ہے اسکا بانی واصل بن عطا ہے جس نے ابو ہاشم بن عبد اللہ ابن محمد بن حنفیہ سے تعلیم پائی ہے اور عبد اللہ نے اس علم کو اپنے والد محمد بن حنفیہ سے سیکھا ہے اور محمد بن حنفیہ کو جو کچھ فیضان حاصل ہوا ہے اپنے پدر بزرگوار جناب علی بن ابی طالب علیہ السلام سے حاصل ہوا ہے۔ دوسرا فرقہ جس نے معتزلہ کے بعد اس علم میں کمال حاصل کیا ہے وہ اشعریہ کہلاتا ہے جو امام ابو الحسن علی بن ابی بشر الاشعری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے امام ابو الحسن اشعری امام ابو علی جبائی رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں سے ہیں جو مشائخ فرقہ معتزلہ میں سے تھے پس یہ فرقہ بھی معتزلہ کی طرف منتہی ہوتا ہے جس کا انتساب جناب امیر علیہ السلام کی طرف اوپر ثابت ہو چکا ہے ۔

متکلمین میں سے تیسرا فرقہ شیعہ ہے جو امامیہ کی شاخ ہے اور ان کا انتساب جناب امیرؑ کی طرف ظاہر ہے ۔

چوتھا گروہ متکلمین میں خوارج کا ہے جو جناب امیر علیہ السلام کے دشمن ہیں تاریخ کے دیکھنے سے پتا لگتا ہے کہ خوارج کے اکابر وہی لوگ تھے جو ابتدا میں حضرت امیرؑ سے تعلیم پاتے رہے ہیں ۔

ہم تیمناً چند کلمات جناب امیر علیہ السلام کے نقل کرتے ہیں جن سے معلوم ہو سکتا ہے کہ افلاطون الٰہی اور ارسطو نے بھی باوجود اس قدر علم و فضل کے کبھی ایسے نازک و پیچیدہ مسائل توحید کو اس صراحت الفاظ کے ساتھ نہیں بیان کیا ۔

ل اما علم الاصول وقد جاء في خطب امير المؤمنين علي من اسرار التوحيد والعدل والنبوة والقضاء والقدر واحوال المعاد ما لم يأت في الكلام سائر الصحابة وجميع فرق المتكلمين ينتهي آخر نسبتهم في هذا العلم اليه اما المعتزلة فهم ينسبون انفسهم اليه والاشعرية كلهم منسوبون الى الاشعري وهو كان تلميذ ابي علي الجبائي المعتزلي وهو منتسب الى امير المؤمنين علي واما الشيعة فانتسابهم اليه ظاهر واما الخوارج فهم مع غاية بعدهم عنه كلهم ينتسبون الى اكابرهم واولئك الاكابر كانوا تلامذة علي فثبت ان جمهور المتكلمين من فرق الاسلام كلهم تلامذة علي (اربعين في اصول الدين)

(۱) قال لہ بعض من حضرہ من الوارد بن متی کان ربنا فقال لہ الیکن ھو کائن بلا کیف یکون بلا کینونۃ کان لم یزل قبل القبل بعد البعد بلا غایۃ ولا منتہی الیہ انقطعت دونہ الغایات فھو غایۃ کل غایۃ وسع کل شئ علما اخرجہ ابن عساکر کسی نے سوال کیا یا امیر المومنین کب سے تھا رب ہمارا فرمایا کیا وہ نہیں تھا کہ پھر ہو گیا۔ وہ ہمیشہ سے تھا اور وہ تھا بغیر کیفیت کے وہ تھا اور ہوتا نہیں تھا وہ ہمیشہ سے تھا سب پہلوں سے پہلا اور سب پچھلوں سے پچھلا ہمیشہ سے بلا کیفیت اسکی انتہا نہیں اسکی طرف نہایات کا انقطاع ہوتا ہے وہ ہر نہایت کا نہایت ہے اپنے علم کی وجہ سے ہر شئے کو لئے ہوئے ہے ؂

(۲) قال فی تمجید اللہ وتحمیدہ ونحمدہ وھو الذی لا یبلغ مدحتہ القائلون ولا یحصی نعمائہ العادون ولا یودی حقہ المجتہدون الذی لا یدرکہ بعد الھمم ولا ینالہ غوص الفطن (مطالب السئول) جناب امیر علیہ السلام تعالیٰ کی تمجید اور تحمید اور توحید میں بیان فرماتے ہیں کہ وہ وہ ذات ہے کہ اسکی مدح تک پہنچنے والے نہیں پہنچ سکتے اور نہ اسکی نعمتوں کو سرگشتہ لوگ گن سکتے ہیں اور کوشش کرنے والے اسکے حق کو ادا نہیں کر سکتے نہ ہمتوں کی دوری اس تک پہنچ سکتی ہے اور نہ دانائی کو اسکی ذات تک رسائی ہے جسکو زیادہ تر جناب ممدوح کے ایسے نادر اقوال کے دیکھنے کا اشتیاق ہو وہ اس کتاب کی آخر میں حضرت کے چند خطبات کو دیکھے اور اگر اس سے بھی سیری نہ ہو تو نہج البلاغۃ کو مطالعہ کرے یہ رسالہ انکی تحریر کا متحمل نہیں ہو سکتا ؂

جناب امیر علیہ السلام کا علم تصوف

اس علم کا ماخذ اور منبع اور سرچشمہ جناب امیر علیہ السلام ہیں چنانچہ خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ فصل الخطاب میں تحریر فرماتے ہیں قال الجنید رحمۃ اللہ علیہ صاحبنا فی ھذا الامر الذی اشار الی ما تضمنہ القلوب واومی الی حقائقہ بعد نبینا صلعم علی بن ابیطالب یعنی جنید بغدادی فرماتے ہیں کہ ہمارا پیشوا اس امر تصوف میں کہ جس نے اشارہ کیا ہے طرف اس شئے کے جو دلوں میں اکثر متضمن ہوتی ہے اور جس نے بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسکے حقائق کی طرف ایما کیا ہے وہ علی بن ابیطالب ہیں اور خواجہ پارسا پھر اسی رسالہ کے دوسرے مقام میں لکھتے ہیں ان امیر المومنین علی بن ابی طالب لو تفرغ علینا عن الحروب لنقل الینا عنہ من ھذا العلم یعنی علم الحقائق ونصوص ما لا تقوم لہ القلوب یعنے اگر امیر المومنین علی بن ابی طالب اپنے غزوات سے فارغ ہو جاتے تو ان سے ہمارے لئے اس علم یعنے علم حقائق اور تصوف کے متعلق وہ باتیں نقل کیجاتیں کہ دل جسکے متحمل نہ ہو سکتے ؂

اور کشف المحجوب میں مرقوم ہے قال سید الطائفۃ الجنید شیخنا فی الاصول والبلاء علی المرتضیٰ یعنی امامنا فی علم الطریقۃ ومعاملاتہا ھو علی المرتضیٰ۔ سید الطائفہ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ ہمارے پیر اصول اور بلا میں علی مرتضیٰ ہیں یعنے ہمارا امام علم طریقت میں اور اسکے معاملات میں علی مرتضیٰ ہیں ؂

تمام سلسلے مثل قادریہ وچشتیہ وقشیریہ وسہروردیہ واحمد الغزالیہ ومحمد الغزالیہ وشطاریہ ورفاعیہ وسہروردیہ وکبرویہ وشاذلیہ ونقشبندیہ جناب امیر علیہ السلام تک منتہی ہوتے ہیں ؂

اگرچہ اس زمانہ میں ہر ایک سلسلے سے ہزارہا شاخیں نکلی ہیں لیکن متقدمین کے نزدیک انکے اصل چودہ طریقے تھے جنیدیہ وطیفوریہ جنیدیہ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے حضرت جنید کو حضرت

سری سقطی سے بیعت ہوئے اور حضرت سری سقطی حضرت معروف کرخی کے مرید ہیں اور حضرت معروف کرخی نے حضرت
داؤد طائی سے فیض حاصل کیا ہے اور حضرت داؤد طائی حضرت حبیب عجمی سے فیضیاب ہوئے ہیں اور حضرت حبیب عجمی حضرت
حسن بصری کے مرید ہیں اور حضرت حسن بصری نے خرقہ خلافت جناب امیر علیہ السلام سے پہنا ہے ✦
دوسرا طریقہ طیفوریہ ہے جو منسوب ہے طیفور ابا یزید بسطامی رحمۃ اللہ کی طرف جنکی بیعت حضرت امام ناطق جعفر صادق
علیہ السلام سے تھی پس جتنے طریق ہیں سب کا خاتمہ جناب امیر علیہ السلام کی ذات مقدس تک ہوتا ہے امام فخر الدین رازی
علیہ الرحمۃ اربعین فی اصول الدین میں لکھتے ہیں ومنها علم التصفیة الباطن ومعلوم ان نسب جمیع الصوفیة ینتهی الیه

جناب امیر علیہ السلام کا علم نحو

یہ علم تو حضرت امیر علیہ السلام ہی کی ایجاد ہے علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں عن ابی الاسود
الدوئلی قال دخلت علی امیر المؤمنین علی بن ابی طالب فرأیته مطرقا متفکرا فقلت فیم تفکر یا امیر المؤمنین قال
انی سمعت ببلدکم لحنا فاردت ان اضع کتابا فی اصول العربیة فقلت ان فعلت هذا احییتنا وبقیت فینا هذه اللغة
ثم اتیته بعد ثلث ایام فالقی الی صحیفة فیها بسم الله الرحمن الرحیم الکلام کله اسم وفعل وحرف فالاسم
ما انبأ عن المسمی والفعل ما انبأ عن حرکة المسمی والحرف ما انبأ عن معنی لیس باسم ولا فعل ثم قال
تتبعه وزد فیه ما وقع لک واعلم یا ابا الاسود ان الاشیاء ثلثة ظاهر ومضمر وشیء لیس بظاهر ولا مضمر وانما
یتفاضل العلماء فی معرفة ما لیس بظاهر ولا مضمر قال ابو الاسود فجمعت منه اشیاء وعرضتها علیه فکان من ذلک
حروف النصب فذکرت منها ان وان ولیت ولعل وکان ولم اذکر لکن فقال لی لم ترکتها فقلت لم احسبها
منها فقال بل هی منها فزدها فیها ابو الاسود الدوئلی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں ایک دن جناب امیر علیہ السلام کے پاس
گیا میں نے دیکھا آپ گردن مبارک جھکائے کسی فکر میں ہیں میں نے استفسار کیا یا امیر المؤمنین آپ کس باب میں فکر فرما رہے ہیں
ارشاد کیا میں نے تمہارے اس شہر میں لوگوں کو اپنی زبان میں غلطی کرتے ہوئے سنا ہے اسلئے میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں ایسی کتاب
لکھوں کہ اسمیں عربی زبان کے قاعدے ہوں میں نے کہا اگر آپ ایسا کرینگے تو ہم لوگوں کو زندہ فرما دینگے اور ہم میں یہ عربی زبان
باقی رہ جائیگی پھر تین دن کے بعد جناب امیر علیہ السلام کی خدمت اقدس میں گیا آپ نے مجھے ایک کاغذ دیا اسمیں لکھا ہوا
تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم کل کلام تین قسم پر ہے اسم اور فعل اور حرف پس اسم وہ چیز ہے کہ اپنے مسمی سے خبر دے اور فعل وہ
چیز ہے کہ مسمی کی حرکت سے خبر دے اور حرف وہ چیز ہے کہ ایسے معنے سے خبر دے کہ وہ نہ اسم ہو نہ فعل ہو بعد ازاں ارشاد
کیا اسکا تتبع کرو اور جو کچھ مناسب معلوم ہو اسمیں بڑھاؤ اور آگاہ ہو اے ابو الاسود کہ سب اشیاء تین قسم پر ہیں ایک ظاہر
اور ایک مضمر اور ایک ایسی شے ہے کہ وہ نہ ظاہر ہے اور نہ مضمر اور علماء کی فضیلت اسی شے کے دریافت کرنے میں
معلوم ہوتی ہے کہ جو نہ ظاہر ہے نہ مضمر ابو الاسود کہتا ہے کہ میں نے اس قاعدے سے بہت سی چیزیں نکالکر جمع کیں اور
جناب امیر کو سنائیں انہیں حروف ناصبہ کا بھی بیان تھا انہیں سے اِنَّ اور اَنَّ اور لَیتَ اور لَعَلَّ اور کَاَنَّ کا ذکر
کیا مگر لکنّ کو نہ ذکر کیا آپ نے فرمایا کہ تو نے اسکو کیوں چھوڑ دیا ہے میں نے عرض کیا کہ میں اسکو حروف ناصبہ سے نہیں جانتا تھا
فرمایا کہ وہ بھی انہیں میں سے ہے اسکو بھی زیادہ کرو ✦

جناب امیر علیہ السلام کا علم فصاحت

اس علم میں جناب امیر علیہ السلام سید البلغاء والفصحاء ہیں جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء مبعوث ہوئے تھے اسی طرح سے جناب امیر خاتم الفصحاء پیدا ہوئے ہیں۔ عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلقت انا وعلی من نور واحد من قبل ان یخلق اللہ آدم باربعة عشر الف عام فلما خلق آدم صرنا فی صلبه ثم نقلنا من كرام الاصلاب الى مطهرات الارحام حتى صرنا فی صلب عبد المطلب ثم انقسمنا نصفين فصيرنی فی صلب عبد الله وصار علی فی صلب ابی طالب فاختارنی بالنبوة واختار عليا بالشجاعة والفصاحة واشتق لنا اسمين من اسمائه فالله محمود وانا محمد والله الاعلى وهذا علی اخرجه ابن السبیع الاندلسی فی كتاب الشفاء۔

جناب علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبل اس کے کہ جناب آدم پیدا ہوں میں اور علی دونوں ایک نور سے پیدا ہوئے ہیں جب آدم مخلوق ہوئے تو ہم ان کی صلب میں جا کر رہنے لگے۔ پھر ہم ہر ایک پشت میں پاک رحموں کی طرف انتقال کرتے رہے یہاں تک کہ ہم جناب عبد المطلب کی پشت میں منتقل ہوئے دو حصوں میں بٹ گئے میں جناب عبد اللہ کی پشت اقدس میں منتقل ہو گیا اور علی ابو طالب کی پشت میں۔ پس خدا نے مجھکو نبوت کیلئے برگزیدہ کیا اور علی کو علم اور شجاعت اور فصاحت کیساتھ ممتاز فرمایا اور ہمارے لئے اپنے پاک ناموں سے دو نام مشتق کئے پس اللہ تعالیٰ محمود ہے اور میں محمد ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ اعلیٰ ہے اور یہ علی ہے۔

جناب امیر علیہ السلام نے خطابت کے وہ طریق کلام ایجاد فرمائے جن سے عرب بالکل نا واقف تھے اور کو مطلق اطلاع نہ تھی۔ عبد الحمید بن یحییٰ کا قول ہے کہ حفظت سبعین خطبة من خطب الاصلع یعنی ستر خطبے جناب امیر علیہ السلام کے یاد کئے ہیں۔ ابن نباتہ جو زبردست خطیب تھا کہتا ہے کہ حفظت من الخطابة کنزا (یعنی) خطبات جن کی تقلید کرتے ہیں کہتا ہے کہ بیشمار مواعظ علی بن ابی طالب کے ایک خزانہ حاصل کیا ہے جناب امیر علیہ السلام کی وہ فصاحت و بلاغت تھی جس کے دوست دشمن سب قائل تھے چنانچہ روایت ہے کہ جب محقن جناب امیر کے پاس سے معاویہ کے پاس چلا گیا اور خوشامد کی راہ سے کہنے لگا۔ جئتك من عند اعيا الناس فقال فی جوابه ویحك تقول اعيا الناس فهو والله ما احسن الفصاحة بقریش غیره یعنی میں تیرے نزدیک ایسے شخص کے پاس سے آیا ہوں جو بات کرنے میں درماندہ ہے معاویہ نے کہا افسوس ہے تجھ پر تو ایسے شخص کو بات کرنے میں عاجز کہتا ہے۔ خدا کی قسم ہے قریش کیلئے فصاحت میں کوئی اس سے زیادہ بامحاورہ بولنے والا نہیں۔

جناب امیر علیہ السلام کا علم الشعر

علامہ جلال الدین السیوطی تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں اخرج الشعبی قال کان ابوبکر یقول الشعر وکان عمر یقول الشعر وکان عثمان یقول الشعر وکان علی اشعر الثلاثة یعنی شعبی روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ شعر کہا کرتے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی شعر کہتے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی شعر کہتے تھے اور جناب حضرت علی علیہ السلام سب سے زیادہ شعر کہنے والے تھے۔ چنانچہ جناب کا دیوان مشہور خاص و عام ہے

جناب امیر علیہ السلام کی حاضر جوابی

جناب امیر علیہ السلام کی حاضر جوابی اور ساکت خصم کی یہ کیفیت تھی کہ ایک بات میں حریف کا منہ بند فرما دیتے تھے **عن محمد** بن قیس قال دخل الناس من الیہود علی علی فقالوا له ما صبرتم بعد نبیکم الا خمس و عشرین سنة حتی قتل بعضکم بعضا فقال علی قد کان صبر خیر ولکنکم ما جفت اقدامکم من البحر حتی قلتم یا موسی اجعل لنا الٰھا کما لھم الھة (اخرجه احمد) محمد بن قیس سے مروی ہے کہ ایک یہودی جناب امیر علیہ السلام کے پاس آکر کہنے لگے آپ لوگوں نے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد پچیس برس بھی صبر نہیں کیا حتے کہ تم میں سے ایک دوسرے کو قتل کرنے لگا۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ بے شک صبر کرنا بہتر تھا۔ لیکن تمہارے قدم ابھی دریا سے باہر نکلکر خشک بھی نہیں ہوئے تھے کہ تم نے کہا یا موسیٰ جیسے مصر والوں کے خدا تھے ویسے ہی خدا ہمکو بنا دے ❊

جناب امیر علیہ السلام کا علم الکتابت

جناب امیر علیہ السلام حسن خط میں مہارت تام رکھتے تھے چنانچہ خود حضرت امیر کا قول ہے علیکم بحسن الخط فانه من مفاتیح الرزق یعنے تمپر واجب ہے کہ اپنی اولاد کو خوشخطی سکھاؤ کیونکہ وہ رزق کی کنجیوں میں سے ہی ہے دوسرے مقام پر حضرت فرماتے ہیں علموا اولادکم الکتابة فان فی الکتابة ھمم الملوک والسلاطین علیکم یعنی اپنی اولاد کو کتابت سکھاؤ کیونکہ کتابت میں بادشاہوں کی ہمت، اور توجہ تمہاری طرف ہوگی ❊

جناب امیر علیہ السلام کا علم تعبیر الرؤیا

عن ابن عمر قال قال عمر بن الخطاب لعلی یا ابا الحسن ربما شھدت و غبنا و ربما شھدنا و غبت ثلاث اسالک عنھن ھل عندک منھن علم قال علی وما ھن قال الرجل یحب الرجل ولم یر منه خیرا و یبغض الرجل ولم یر منه شرا قال نعم قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم الارواح فی الھوی جنود مجندة تلتقی فتشام فما تعارف منھا ائتلف وما تناکر منھا اختلف فقال عمر واحدة والرجل یحدث الحدیث نسیه اذ ذکرہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ما من القلوب قلب الا وله سحابة کسحابة القمر بینا القمر یضیئ اذا علیه سحابة فاظلم اذ تجلت قال اثنتان والرجل یری الرؤیا فمنھا ما یصدق ومنھا ما یکذب قال علی نعم سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ما من عبد ولا امة ینام فیستثقل نوما الا یعرج بروحه الی العرش فالتی لا یستیقظ الا عند العرش فتلک الرؤیا التی تصدق والتی یستیقظ دون العرش فھی الرؤیا التی تکذب فقال ثلاث کنت فی طلبھن فالحمد للہ الذی اصبتھن قبل الموت (اخرجه الطبرانی فی الاوسط وابونعیم فی الحلیة والدیلمی فی فردوس الاخبار) عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ حضرت علی علیہ السلام سے کہنے لگے یا ابا الحسن بسا اوقات آپ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر تھے اور ہم نہیں تھے

اور لیسا اوقات ہم حاضر تھے اور آپ غائب تھے تین باتیں ہیں آپ سے پوچھتا ہوں اگر آپکو علم ہو تو آپ مجھے بتاویں حضرت علیؓ نے فرمایا وہ کیا ہیں حضرت عمرؓ نے کہا کہ ایک آدمی سے ایک آدمی محبت کرتا ہے حالانکہ اس سے کوئی نیکی دیکھتا ہے اور ایک آدمی ایک سے بغض رکھتا ہے حالانکہ اس سے کسی طرح کی برائی نہیں دیکھی ہوتی جناب علیؓ نے فرمایا ٹھیک ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ روحیں ہوا میں لشکر صف بستہ باہم ملتی ہیں اور بو سونگھتے ہیں پس جسکو ان میں سے پہچانتے ہیں محبت کرتے ہیں اور جس سے نفرت کرتے ہیں اختلاف کرتے ہیں حضرت عمرؓ نے کہا یہ ایک بات ہوئی پھر حضرت عمرؓ نے کہا انسان بات کرتا کرتا اس کا ذکر بھول جاتا ہے جناب امیر علیہ السلام نے کہا بیٹے سنلے کہ کوئی دل ایسا نہیں کہ اسپر مثل قمر کے بادل نہ ہو جب اسپر وہ بادل ہوتا ہے تو وہ روشن ہوتا ہے۔ اور جب اسپر سے وہ بادل کھلجاتا ہے تو وہ تاریک ہو جاتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا یہ دوسری بات ہے اور آدمی خواب دیکھتا ہے بعض سچا ہوتا ہے اور بعض جھوٹا جناب علیؓ نے فرمایا کوئی مرد یا عورت ایسے نہیں کہ وہ سوئے۔ اور اسکی روح عرش کیطرف نہ پرواز کرتی ہو پس وہ روح جو عرش کے قریب جا کر بیدار ہوتی ہے اسکا خواب سچا ہے اور وہ روح کہ عرش کے قریب نہ پہنچکر بیدار ہو اسکا خواب جھوٹا ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا تینوں باتیں جنکی مجھے طلب تھی شکر ہے اس خدا کا جس نے مجھے موت سے پہلے ان تک پہونچایا۔

قال عبد الرزاق فی المصنف حدثنا الثوری عن سلیمان الشیبانی عن علی انہ اتی برجل فقیل لہ زعم ھذا انہ احتلم بامی فقال اذھب فاقمہ فی الشمس فاضرب ظلہ (تاریخ الخلفاء) میں عبد الرزاق مصنف لکھتے ہیں کہ ہمسے ثوری بیان کرتے تھے از سلیمان شیبانی روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی کی نسبت جناب علیؓ کے پاس کہا گیا کہ یہ شخص گمان کرتا ہے کہ اسے میری ماں کے ساتھ احتلام ہوا ہے جناب امیرؑ نے فرمایا جا اور اسکو دھوپ میں کھڑا کر کے اسکے سایہ کو مار۔

جناب امیر علیہ السلام کا علم الجفر والجامعہ

قال طائفۃ ان الامام علی ابن ابی طالب وضع الحروف الثمانیۃ والعشرین علی طریق البسط الاعظم فی جلد الجفر یستخرج منہا بطریق مخصوصۃ وشرائط معینۃ ما فی لوح القضاء والقدر وھذا علم توارثہ اھل البیت (کشف الظنون للعلامۃ کاتب الچلپی) ایک گروہ کہتا ہے کہ امام علی بن ابی طالب علیہ السلام نے اٹھائیس حرفوں کو جفر کی جلد میں بسط اعظم کے طریق پر وضع کیا تھا اس سے بطریق مخصوص و شرائط معینہ اسرار لوح اور قضا و قدر معلوم ہو سکتی تھی اور یہ ایسا علم ہے کہ جسے اہل بیت ہی کو ورثہ پہنچا ہے۔

قال ابن قتیبۃ فی کتاب ادب الکاتب والدمیری فی حیوۃ الحیوان ان کتاب الجفر جلد جفر کتب فیہ الامام جعفر الصادق لاھل البیت کل ما یحتاجون الی علمہ وکل ما یکون الی یوم القیامۃ کذا حکاہ ابن خلکان عن بعضھم واکثر من الناس ینسب کتاب الجفر الی امیر المومنین علی وھو وھم والصواب ان الذی وضعہ جعفر الصادق ابن قتیبہ ادب الکاتب میں اور دمیری حیوۃ الحیوان میں لکھتے ہیں کہ کتاب جفر ایک ایسی کتاب ہے جس میں امام جعفر صادق علیہ السلام نے اہل بیت کی ضرورت کے لئے قیامت تک کے حالات کو درج کیا ہے۔ چنانچہ ابن خلکان نے بھی ان سے اس امر کو روایت کیا ہے اور اکثر لوگ اس علم کو جناب امیر علیہ السلام کی طرف منسوب کرتے ہیں لیکن یہ ایک وہم ہے ٹھیک بات یہی ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے اس علم کو وضع کیا ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کا علم حساب

(۱) عن زر بن حبیش قال جلس رجلان یتغدیان مع احدھما خمسۃ ارغفۃ ومع الآخر ثلاثۃ ارغفۃ فلما وضع الغداء بین ایدیھما مر بھما رجل فسلم فقالا اجلس للغداء فجلس فاکلوا علی الارغفۃ الثمانیۃ فقام الرجل وطرح الیھما ثمانیۃ دراھم وقال خذا ھذہ عوضا مما اکلت من طعامکما فتنازعا وقال صاحب الارغفۃ الخمسۃ لی خمسۃ دراھم ولک ثلاثۃ فقال صاحب الارغفۃ الثلاثۃ لا ارضی الا ان تکون الدراھم بیننا نصفین وارتفعا الی امیر المؤمنین علی فقصا علیہ قصتھما فقال لصاحب الارغفۃ الثلاثۃ قد عرض لک صاحبک ما عرض وخبزہ اکثر من خبزک فارض بالثلاثۃ فقال واللہ لا رضیت الا بمر الحق فقال لہ لیس لک فی مر الحق الا درھم فقال لہ عرض علیک صاحبک صلحا فقلت لا ارضی الا بمر الحق ولا یجب لک فی مر الحق الا واحد فقال الرجل عرفنی الوجہ فی مر الحق حتی اقبلہ فقال علی الیس الثمانیۃ الارغفۃ اربعۃ وعشرین ثلثا وانتم ثلاثۃ انفس ولا یعلم الاکثر منکم اکلا ولا الاقل فتحملون فی اکلکم علی السواء فاکلت انت ثمانیۃ اثلاث وانما لک تسعۃ اثلاث واکل صاحبک ثمانیۃ اثلاث ولہ خمسۃ عشر ثلاثا بقی لہ سبعۃ اکل صاحب الدراھم واکل لک واحدۃ من تسعۃ فلک واحد بواحد ولہ سبعۃ بسبعۃ فقال رضیت الآن یا علی (استیعاب) زر بن حبیش سے روایت ہے کہ دو آدمی کھانا کھانے بیٹھے ایک کے پاس پانچ اور دوسرے کے پاس تین روٹیاں تھیں اتنے میں تیسرا آدمی آ گیا ان دونوں نے اُسے شرکت طعام کے لئے کہا وہ بھی اُنکے ساتھ کھانے میں شریک ہو گیا۔ وہ تینوں جب آٹھوں روٹیاں کھا چکے وہ تیسرا اُٹھ کھڑا ہوا اور دونوں کو آٹھ درہم دیکر کہنے لگا یہ عوض ہے اس کھانے کا جو میں نے تمہارے کھانے میں سے کھایا ہے پس وہ دونوں باہم جھگڑنے لگے پانچ روٹیوں والے نے کہا مجھے پانچ درہم ملنے چاہئے اور تجھے تین تین روٹیوں والے نے کہا میں نصف لونگا نصف کے لئے دونوں جناب امیرؑ کے پاس آئے اور تمام قصہ بیان کیا جناب امیرؑ نے تین روٹیوں والے سے کہا تیرا ساتھی جو کچھ تجھے دیتا ہے لے لے۔ حالانکہ اسکی روٹیاں تیری روٹیوں سے زیادہ تھیں وہ کہنے لگا جب تک کہ میرا حق مجھے نہ معلوم ہو جائے میں نہیں راضی ہوتا جناب امیرؑ نے فرمایا کہ تیرا حق تو ایک درہم سے زیادہ نہیں تیرا دوست صلح کے طور پر جو کچھ تجھے دیتا ہے دیتا ہے تو اسپر یہ کہتا ہے جب تک کہ میرا حق مجھے معلوم نہ ہو جائے میں نہیں راضی ہوتا۔ تیرا حق تو انصاف کے رو سے ایک درہم ہے۔ اُسنے کہا یا امیر المومنین مجھ سے اسکی وجہ بیان فرمایئے تا کہ میں قبول کروں آپنے فرمایا کیا آٹھ روٹیوں کی چوبیس تہائیاں نہیں ہیں اور تم تین آدمی کھانیوالے تھے یہ نہیں معلوم ہو سکتا کہ تم میں سے کون زیادہ کھانیوالا تھا اور کون کم اسلئے یہی خیال کیا جاتا ہے کہ تینوں نے برابر کھایا ہے پس تو نے آٹھ تہائیاں کھائیں اور تیری تین روٹیوں کی نو تہائیاں تھیں اور تیرے دوست کی پانچ روٹیوں کی پندرہ تہائیاں تھیں اُسنے بھی آٹھ تہائیاں کھائیں اور اُسکی سات تہائیاں باقی رہیں جو درہم والے نے کھائیں اور تیری نو تہائیوں میں سے ایک تہائی کھائی پس تیری ایک روٹی کے عوض ایک درہم ہے اور اُسکے سات ٹکڑوں کے سات درہم ہیں وہ کہنے لگا یا علی اب میں ایک درہم ہی کے لینے پر راضی ہوں ۔

(۲) قال محمد بن طلحۃ الشافعی فی مطالب السئول ان امرأۃ جاءت عند علی وقد خرج من دارہ یرکب فترکت رجلھا فی الرکاب فقالت یا امیر المؤمنین ان اخی قد مات وخلف ستمائۃ دینار فدفعوا الی دینارا واحدا

واسألك الثالث حقي الي فقال لها خلف اخوك بنتين فقالت نعم قال لهما الثلثان اربعمائة وقال خلف اما قالت نعم قال لها السدس مائة دينار وخلف زوجة قالت نعم قال لها الثمن خمس وسبعون وخلف اثنا عشر اخا قالت نعم قال لكل اخ ديناران ولك دينار فقد اخذت حقك فانصرفي محمد بن طلحہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ مطالب السئول میں لکھتے ہیں کہ ایک عورت جناب امیرؑ کے پاس آئی آپ اسوقت اپنے گھر سے نکلکر سوار ہو رہے تھے ایک پاؤں رکاب میں ڈالا تھا کہ وہ عورت بولی یا امیر المومنین میرا بھائی چھ سو دینار چھوڑ کر مرا ہے مگر لوگوں نے مجھکو ایک دینار دیا ہے میں آپ سے اپنا انصاف چاہتی ہوں حضرت نے بلا تامل جواب دیا کہ تیرے بھائی کی دو بیٹیاں رہگئی ہونگی اسنے کہا ہاں آپنے فرمایا دو ثلث یعنی چار سو دینار اُن کے بٹے ہونگے اور فرمایا تیرے بھائی کی ماں بھی ہوگی جس کو سدس یعنے سو دینار پہونچے اور زوجہ بھی ہوگی جس کو ثمن یعنی پچھتر دینار ملے پھر حضرت نے پوچھا کہ تیرے بارہ بھائی ہیں عورت نے تسلیم کیا حضرت نے فرمایا کہ دو دو دینار بھائیوں کو ملے ایک دینار تیرا حق ہے پس تو اپنا حق پا چکی ہے جا لوٹ جا ۔

جناب امیر علیہ السلام کا علم ہیئت

عن یونس بن عبد الرحمن قال قلت لابی عبد اللہ اخبرنی عن علم النجوم ما هو قال علم من علم الانبیاء قلت علی بن ابی طالب کان یعلمه کان اعلم الناس به (اخرجه ابن طاؤس) یونس بن عبد الرحمن سے منقول ہے کہ مینے ابو عبد اللہ سے علم نجوم کی نسبت سوال کیا کہ اسکی اصلیت کیا ہے انہوں نے فرمایا وہ انبیاء کا علم ہے پھر مینے کہا کہ کیا علیؑ بن ابی طالب اس علم کو جانتے تھے وہ کہنے لگے وہ سب لوگوں سے زیادہ اس علم کو جاننے والے تھے ۔

تنبیہ اگرچہ اس حدیث میں علم نجوم کا ذکر ہے لیکن اس سے علم ہیئت مراد ہے کیونکہ احکام نجوم متعلق سعادت و نحوست واخبار عن المغیبات لوازم کہانت سے ہیں جناب امیر اس کو خلاف شریعت جانتے تھے ۔ چنانچہ محقق شیخ علی جناب امیرؑ سے روایت کرتے ہیں ایاکم وتعلم النجوم الا فیما یهتدی فی بر او بحر فانها تدعو الی الکهانة یعنی علم نجوم کے سیکھنے سے تم پرہیز کرو مگر جس سے وہ امر کہ تم کو صحرا اور دریا میں رہنمائی کرے کیونکہ اسکے سوا علم نجوم کہانت ہے پس ثابت ہوا کہ علم نجوم سے علم ہیئت افلاک مراد ہے اور وہ مستحب ہے لما فیہ من الاطلاع علی حکم اللہ تعالی وعظم قدرتہ روایت ہے کہ ایک دفعہ لوگ جناب امیرؑ کے سامنے اہرام مصری کی تاریخ بنیاد کے متعلق گفتگو کر رہے تھے ۔ اور کوئی ٹھیک وقت بیان نہیں کر سکتا تھا آپنے پوچھا کیا اسپر کوئی تصویر بھی بنی ہوئی ہے کسی شخص نے عرض کیا کہ اسپر ایک چیل کی تصویر ہے جس کے پنجہ میں خرچنگ پکڑا ہوا ہے آپنے فرمایا بنی الاهرمان والنسر فی السرطان یعنے مصر کے مثلث نما مینار اسوقت تعمیر ہوئے تھے جبکہ النسر طائر برج سرطان میں تھا اور نسر دو ہزار برس میں ایک برج کو طے کرتا ہے اور آجکل جدی میں ہے اس حساب سے بارہ ہزار برس اُنکی بنیاد کو ہوئے ہیں ۔

جناب امیر علیہ السلام کے فضائل عملی کا بیان

جناب امیرؑ کا زہد

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ اربعین میں لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سعادت عہد میں ایک گروہ

صحابہ کا زہد اور ورع میں مشہور تھا جیسے حضرت ابوذر غفاری۔ سلمان فارسی ابوالدرداء وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم یہ سب بزرگوار ترک و تجرید میں جناب مولی علی علیہ السلام کے مقلد تھے ◆

(۱) **عن** قبیصۃ قال ما رأیت ازهد فی الناس من علی ابن ابی طالب (مجمع الاحباب فی مناقب الاصحاب) قبیصہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے لوگوں میں علی بن ابیطالب سے زیادہ تر زہد والا کوئی نہیں دیکھا ◆

(۲) **عن** حسن بن صالح قال تذاکروا الزهاد عند عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ فقال عمر ازهد الناس فی الدنیا علی بن ابی طالب (اخرجه ابن عساکر و ابن اثیر فی تاریخهما) حسن بن صالح کہتے ہیں کہ لوگ عمر بن عبد العزیز کے پاس زاہدوں کا تذکرہ کر رہے تھے وہ کہنے لگے دنیا کے لوگوں میں علی بن ابیطالب سب سے زیادہ زاہد تھے ◆

(۳) **عن** عمار بن یاسر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی ان اللہ قد زینك بزینة لم یزین العباد بزینة احب منها هی زینة الابرار عند اللہ الزهد فی الدنیا فجعلك لا تنال من الدنیا ولا تنال الدنیا منك شیئا و وهب لك حب المساکین فجعلك ترضی بهم اتباعا ویرضون بك اماما (اخرجه ابو الخیر الحاکمی و ابن الاثیر فی اسد الغابة) جناب عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب علیؑ سے حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تحقیق تجھ کو اے علی خدا تعالی نے ایسی زینت سے مزین کیا ہے کہ بندوں کو اس سے بہتر زینت نہیں دی گئی وہ زہد فی الدنیا ہے جو اللہ تعالی کے نزدیک نیک بندوں کی زینت ہے پس تجھکو ایسا بنایا ہے کہ تجھے دنیا سے اور دنیا کو تجھ سے کوئی چیز نہ ملی تجھکو مسکینوں کی محبت دی گئی اور تجھ کو انکے پیرو ہونے سے راضی کیا ہے اور انکو تیرے امام ہونے سے خوش کیا

(۴) **عن** علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی کیف انت اذا زهد الناس فی الآخرة ورغبوا فی الدنیا واکلوا التراث اکلا لما واحبوا المال حبا جما واتخذوا دین اللہ دغلا ومال اللہ دولا قلت اترکهم وامرهم وما اختاروا واختار اللہ ورسوله والدار الآخرة واصبر علی مصیبات الدنیا وبلواها حتی الحق بك ان شاء اللہ قال صدقت اللهم افعل (اخرجه الحافظ الثقفی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ مجھ سے سرور دنیا والدین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یا علی جب لوگ دنیا میں رغبت کرینگے اور آخرت کو چھوڑ دینگے اور لوگوں کی میراث کھا جائینگے اور دین کو خراب میں ڈالینگے اور اللہ کا مال لوٹینگے تو تمہارا کیا حال ہوگا۔ میں نے عرض کیا میں انکو چھوڑ دونگا اور جو وہ اختیار کرینگے میں اسکو ترک کر دونگا اور اللہ اور اللہ کے رسول اور آخرت کے گھر کو اختیار کرونگا اور دنیا کی مصیبتوں پر صبر کرونگا یہانتک کہ میں انشاء اللہ آپ سے ملاقات کروں فرمایا تو نے سچ کہا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ اے خدا اسکے ساتھ ایسا ہی کریو ◆

(۵) **عن** علی بن ربیعة ان علی بن ابی طالب جاء ابن النباح فقال یا امیر المؤمنین امتلأ بیت المال من صفراء وبیضاء قال اللہ اکبر فقام متوکیا علی ابن النباح حتی قام علی بیت المال وامر فنودی فی الناس فاعطی جمیع ما فی بیت المال للمسلمین وقال یا صفراء ویا بیضاء غری غیری حتی ما بقی منه دینار ولا درهم ثم امر بنضحه وصلی فیه رکعتین (اخرجه احمد فی المناقب) مروی ہے علی بن ربیعہ سے کہ جناب امیر علیہ السلام کے پاس ابن النباح آکر کہنے لگا اے امیر المؤمنین آپ بیت المال کو اشرفی اور روپے سے بھرا رکھیں جناب امیر اللہ اکبر کہکر ابن النباح کے کندھے پر تکیہ کیے کھڑے ہوئے اور بیت المال میں آکر کھڑے ہوگئے اور لوگوں کے بلانے کا

حکم دیا جو کچھ بیت المال میں موجود تھا سب مسلمانوں کو تقسیم کیا۔ پھر فرمایا اے اشرفی اور روپے میرے غیر کو
مغرور کرو۔ یہاں تک کہ بیت المال میں نہ اشرفی رہی نہ روپیہ پھر اس میں پانی چھڑکنے کا حکم دیا اور دوگانہ نماز کا ادا کیا

(۶) عن مجمع التیمی قال رأیت علیا دخل بیت المال فرای فیہ شیئا فقال لا اری ھذا ھا ھنا و
بالناس الیہ حاجۃ فامر بہ فقسم وامر بالبیت فکنس ثم نضح فصلی فیہ رجاء ان یشھد لہ یوم القیامۃ انہ
لم یحبس فیہ المال عن المسلمین (اخرجہ احمد) روایت مجمع تیمی سے ہے کہ میں نے جناب امیرؑ کو بیت المال میں جاتے ہوئے
دیکھا اس میں مال بھرا تھا۔ پس فرمایا میں اسکو اس جگہ نہیں دیکھنا چاہتا حالانکہ لوگوں کو اس کی ضرورت ہے۔ پس تقسیم کا حکم
دیا جب مال تقسیم ہو چکا اس گھر میں جھاڑو دینے کا حکم کیا پھر اس میں پانی چھڑکوایا اور اس میں نماز پڑھی اس امید سے
کہ قیامت کو یہ اسکی گواہی دے کہ میں نے مسلمانوں سے بچا کر اس میں مال کو بند نہیں کیا ٭

(۷) عن الحسن علیہ السلام قال ان امیر المؤمنین لم یدخر مالا ولم یترک الا ستمائۃ درھم اراد ان یبتاع بھا الخادم
(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ) جناب حسن علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرماتے تھے امیر المؤمنین علی علیہ السلام نے نہ
مال کو جمع کیا اور نہ پیچھے چھوڑا بجز چھ سو درہم کے کہ اس سے خادم مول لینا چاہتے تھے ٭

(۸) عن ابی نعیم قال سمعت سفیان یقول ما بنی آجرۃ علی آجرۃ ولا لبنۃ علی لبنۃ ولا قصبۃ علی قصبۃ وان کان
لیؤتی بحبوبہ من المدینۃ فی جراب (اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ) ابو نعیم سے مروی ہے کہ میں نے سفیان کو کہتے
سنا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے نہ کبھی اینٹ پر پکی اینٹ اور نہ کبھی اینٹ پر کچی اینٹ اور نہ بانس پر بانس دھرا
ہے اگر وہ چلتے تو مدینہ سے جراب میں آبادی تک پہنچتے ٭

(۹) عن ابن شھاب قال کان عمر بن عبد العزیز یقول ما علمنا احدا من ھذہ الامۃ بعد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ازھد من علی بن ابی طالب ما وضع لبنۃ علی لبنۃ ولا قصبۃ علی قصبۃ (اخرجہ احمد) ابن شہاب
زہری نقل کرتے ہیں کہ عمر بن عبد العزیز کہا کرتے تھے ہم اس امت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد علی
بن ابی طالب سے زاہد کسی شخص کو نہیں پاتے کیونکہ انہوں نے نہ کبھی اینٹ پر اینٹ رکھی اور نہ بانس پر بانس دھرا ٭

جناب امیر علیہ السلام کا زہد فی اللباس

(۱) عن ھارون بن عنترۃ عن ابیہ قال دخلت علی علی بالخورنق وھو یرعد تحت سمل قطیفۃ فقلت
یا امیر المؤمنین ان اللہ قد جعل لک ولاھل بیتک فی ھذا المال نصیبا وانت تفعل ھذا بنفسک فقال واللہ
ما ارزؤکم من اموالکم شیئا واللہ انھا لقطیفتی التی خرجت بھا من المدینۃ ما عندی غیرھا (اخرجہ
احمد فی المناقب وابن اثیر فی تاریخہ) ہارون بن عنترہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں جناب امیرؑ کے
پاس قصر خورنق میں گیا موسم سرما تھا آپ شدت سرما سے کانپ رہے تھے فقط ایک پرانا کپڑا اوڑھے تھے۔ میں نے
عرض کیا یا امیر المؤمنین اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے اور آپ کے اہل و عیال کے لئے اس بیت المال میں حصہ مقرر کیا
ہے اور آپ اپنے نفس کے ساتھ یہ کچھ کر رہے ہیں آپ نے فرمایا واللہ میں تمہارے مالوں میں سے کسی چیز کو پسند نہیں کرتا
واللہ یہ وہی میرا کمبل ہے کہ جس کو میں مدینہ سے لایا ہوں ٭

(۲) عن زيد بن ابي وهب قال خرج علي الى الناس وعليه ازار ورداء قد رقعه بخرقة فعاتبه الجعد بن نعجة في لباسه فقال ما لك وللبوسي ان لبوسي هذا ابعد من الكبر واجدر ان تقتدي بي المسلم (اخرجه احمد) زید بن ابی وہب سے منقول ہے کہ ایک دفعہ جناب امیر علیہ السلام گھر سے باہر لوگوں میں تشریف لائے تو آپکے تہ بند میں جابجا پیوند لگے ہوئے تھے ابن نعجہ خارجی آپکو اس لباس میں دیکھکر عتاب کرنے لگا آپ نے فرمایا تمکو میرے لباس سے کیا سروکار ہے یہ میرا لباس غرور سے دور ہے اور اس لائق ہے کہ مسلمان آپکی پیروی کر سکے ◆

(۳) عن عمرو بن قيس قال قيل لعلي يا امير المومنين لم ترقع قميصك قال يخشع القلب ويقتدي به المؤمن (اخرجه المحب الطبري في الرياض النضرة والمتقي في كنز الاعمال) عمرو بن قیس کہتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام سے کہا گیا کہ یا امیرالمومنین آپ اپنی قمیص کو کیوں پیوند لگایا کرتے ہیں آپ نے فرمایا اس سے آدمی کا دل نرم ہوتا ہے۔ اور مومن اسکی پیروی کر سکتا ہے ◆

(۴) عن ام سليم وقد سئلت عن لباس علي الذي اصيب فيها قالت كان لباس الا قميص سنبلانيه (اخرجه المحب الطبري في الرياض النضرة في فضائل العشرة) ام سلیم سے جناب علی علیہ السلام کے اس لباس کی نسبت پوچھا گیا جس میں آپکا انتقال ہوا تھا وہ کہنے لگیں کہ آپکا لباس سنبلان کا بُنوا تھا ◆

(۵) عن ابي مليكة قال لما ارسلني عثمان الى علي في ليعاقبه وجدته مؤتزرا بعباءة محتجزا بعقال وهو يهنأ بعيرا له (اي يطليه بالقطران) ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عثمان نے انکو بعاقبہ میں جناب علیؓ کی خدمت میں بھیجا تو اس نے جناب علیؓ کو دیکھا کہ آپ عبا کا تہ بند باندھے اور ایک رسی لپیٹے ہوئے ہیں اور وہ اپنے اونٹ کو بیمار روغن مل رہے ◆

(۶) عن ابي بحر عن شيخ لهم قال رأيت على علي ازارا غليظا عنده خمسة دراهم وقد اشتراه بخمسة دراهم ثم ازارا ... دراهم مصرورة فقال هذه بقية نفقتنا اخرجه احمد في المناقب) ابی بحر اپنے ایک بزرگ سے روایت کرتے ہیں کہ مینے امیر علیہ السلام کو ایک موٹا تہ بند باندھے ہوئے دیکھا جس کی قیمت پانچ درہم تھی اور پانچ درہم انکے پاس ہمیان میں بندھے ہوئے تھے کہنے لگے یہ ہمارا باقی نفقہ ہے ◆

(۷) عن ابي بحر عن شيخ له قال رأيت على علي ازارا غليظا قال اشتريته بخمسة دراهم فمن اربحني فيه درهما بعته اياه قال ورأيته اتزر بعباءة وبيده وسطه بعقال وبهنأ بعيره وهو يومئذ خليفة (اخرجه ابن ... نقله في ... العواصم) ابی بحر اپنے ایک شیخ سے نقل کرتے ہیں کہ مینے جناب امیر کو دیکھا موٹا تہ بند باندھے ہوئے فرمانے لگے مینے اسکو پانچ درہم سے خریدا ہے جو کوئی مجکو اس میں ایک درہم نفع دے تو میں اسکو بیچ دوں راوی کہتا ہے جناب امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک چادر کا تہ بند باندھے تھے اور ایک رسی بھی اسے کستے تھے اور اپنے اونٹ کو آپ روغن ملتے تھے حالانکہ اس زمانہ میں آپ خلیفہ تھے ◆

(۸) عن ابن عباس قال اشترى علي بن ابي طالب قميصا بثلاثة دراهم وهو خليفة وقطع كمه من موضع الرسغين وقال الحمد لله الذي هذا من رياشه[2] (اخرجه الحافظ السلفي) جناب ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی

[1] نعیم و نفیحتں سے بند دست ۱۲ [2] ریاش بالکسر جامہ ہائے فاخرہ ۱۲

ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے جب کہ وہ خلیفہ تھے ایک قمیص تین درہم کو خریدا اور اسکی آستینوں کو ہاتھ کے جوڑ کے پاس سے کتر دیا اور فرمایا کہ شکر ہے اس خدا کا کہ جس نے یہ لباس فاخرہ عطا کیا ہے جس سے معاش میں فراخی ہو سکتی ہے ۔

(۹) عن ابی سعید الازدی قال رأیت علیا اتی السوق وهو يقول من عنده قميص صالح بثلاثة دراهم فقال رجل عندی فجاء به فاعجبه فاعطاه ثمنه فلبسه فاذا هو يفضل عن اطراف اصابعه فامر به فقطع ما فضل عن اطراف اصابعه (اخرجه احمد فی المناقب) ابی سعید ازدی سے منقول ہے کہ جناب علی کو بازار میں دیکھا کہ آپ فرماتے تھے آیا کسی کے پاس تین درہم کی قیمت کا اچھا کرتہ ہے۔ ایک آدمی نے کہا میرے پاس ہے آپ اسکے پاس تشریف لے گئے اور وہ کرتا انکو بھلا معلوم ہوا تین درہم پر اسکو خرید کیا جب پہنا تو وہ انکے ہاتھ کی انگلیوں سے بڑھتا تھا آپ نے اسکی بڑھتی کو کٹوا ڈالا ۔

(۱۰) عن عبد اللہ بن ابی الهذيل قال رأيت عليا خرج وعليه قميص غليظ رازی اذا مد كم قميصه بلغ الظفر واذا ارسله صار الى نصف الساعد (رياض النضرة) عبد اللہ بن ابی الہذیل سے منقول ہے کہ میں نے جناب کو گھر سے باہر تشریف لاتے ہوئے دیکھا اور ایک موٹا کرتہ رازی پہنے ہوئے تھے کہ جب اس کی آستین کھینچتے تو وہ ہاتھ کے ناخن تک پہنچ جاتی اور جبکہ اسکو چھوڑ دیتے تو وہ کلائی کے نصف تک سکڑ کر رہ جاتی ۔

(۱۱) عن الحسن بن جرموز عن ابيه قال رأيت عليا يخرج من مسجد الكوفة وعليه قطريتان متزرا بواحدة مرتديا بالاخرى وازاره الى نصف الساق وهو يطوف بالاسواق ويامرهم بتقوى الله عز وجل وصدق الحديث وحسن البيع والوفاء فی الكيل والقسط فی الميزان (الاستيعاب فی معرفة الاصحاب) حسن بن جرموز اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے جناب امیر کو مسجد کوفہ سے نکلتے ہوئے دیکھا کہ اُنپر دو قطریہ ہیں ایک سے تہ بند باندھے ہوئے ہیں اور ایک اوڑھے ہوئے ہیں انکا تہ بند نصف ساق تک ہے اور وہ بازاروں میں پھر رہے ہیں اور اُنکے پاس وہ ہے لوگوں کو خدا کے خوف اور سچ بولنے اور کھرا سودا بیچنے اور پیمانے کے پورا کرنے اور ترازو کے برابر رکھنے کا حکم کر رہے ہیں ۔

(۱۲) عن ابی النوار بياع الكرابيس قال اتانی علی ومعه غلام له فاشترى منی ثوبين غليظين فقال لغلامه قنبر اختر ايهما شئت فاخذ قنبر احدهما واخذ علی الآخر فلبسه (اخرجه احمد) ابو النوار کپڑے بیچنے والا کہتا ہے کہ ایک دفعہ جناب امیر علیہ السلام میرے پاس قنبر کو ساتھ لئے ہوئے تشریف لائے اور مجھ سے دو موٹے کپڑے خرید کئے اور اپنے غلام قنبر کو فرمایا ان میں سے جو تجھے پسند آئے لے لے پس قنبر نے ایک کو ان دونوں میں سے پسند کیا اور جناب امیر نے دوسرا آپ لیکر پہن لیا ۔

(۱۳) عن ابی حيان التيمی عن ابيه قال رأيت عليا على المنبر يقول من يشتری منی سيفی ولو كان عندی ثمن ازار ما بعته قال عبد الرزاق وكانت بيده الدنيا كلها الا ما كان من الشام (اخرجه ابو عمر علامه ابن عبد البر فی الاستيعاب) ابی حیان التیمی اپنے والد سے ناقل ہیں کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کوئی ہے جو مجھ سے میری تلوار کو خرید کرے اگر میرے پاس تہ بند کی قیمت ہوتی تو میں اسکو نہ بیچتا ۔ عبد الرزاق مصنف میں تحریر فرماتے ہیں جناب امیر کا حال اُس وقت تھا کہ سوائے شام کے تمام اسلامی دنیا آپکے قبضہ میں تھی ۔

(۱۴) عن عطاً قال رأیت علی علی قمیص کرابیس غیر غسیل (الاستیعاب) عطا سے منقول ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کو میں نے دیکھا کھدّر کا بن دُھلا کُرتا پہنے ہوئے ہیں۔

(۱۵) عن علی بن ارقم عن ابیہ قال رأیت علیا رضی اللہ عنہ یبیع سیفا لہ فی السوق و یقول من یشتری منی ھذا السیف فوالذی فلق الحبۃ لطال ما کشفت بہ الکرب عن وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولو کان عندی ثمن ازار ما بعتہ (الریاض النضرۃ) علی بن ارقم اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے جناب امیرؑ کو بازار میں اپنی تلوار بیچتے ہوئے دیکھا کہ فرما رہے تھے کوئی ہے جو مجھ سے اس تلوار کو خریدے۔ قسم اس خدا کی جو دانے کو پھاڑتا ہے بہت سی لڑائیاں میں نے اس تلوار سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے فتح کی ہیں اور اگر میرے پاس تہ بند کی قیمت ہوتی تو میں اسکو نہ بیچتا۔

(۱۶) عن ابن عباس قال دخلت یوما علی امیر المؤمنین علی وھو یخصف نعلہ فقلت لہ ما قیمۃ ھذہ النعل التی تخصف فقال ھی واللہ احب الی من دنیاکم الا ان اقیم بہ حقا او ادفع باطلا قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخصف نعلہ ویرقع ثوبہ ویرکب الحمار ویردف خلفہ (اخرجہ احمد) عبد اللہ ابن عباس سے مروی ہے کہ میں ایک دن جناب امیرؑ کے پاس گیا دیکھا آپ اپنا جوتا سی رہے تھے میں نے پوچھا آپکا جوتا کس قیمت کا ہے فرمایا بخدا یہ جوتا مجھے تمہاری تمام دنیا سے زیادہ محبوب ہے مگر وہ امور جن کی وجہ سے میں حق کو قائم اور باطل کو دور کرسکوں۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ سلم جوتا سیتے تھے کپڑوں کو پیوند لگاتے تھے اور گدھے پر سوار ہوتے اور اپنے پیچھے دوسرے کو بھی بٹھا لیتے تھے۔

جناب امیر علیہ السلام کا فرش

عن سوید بن غفلۃ قال دخلت علی علی رضی اللہ عنہ فی دار الامارۃ وھو جالس علی حصیر فقلت یا امیر المؤمنین انت ملک المسلمین والحاکم علیھم وعلی بیت المال وتاتیک الوفود ولیس فی بیتک سوی ھذا الحصیر فقال یا سوید ان اللبیب لا یتاثث فی دار النقلۃ وامامنا دار المقامۃ قد نقلنا الیھا متاعنا ونحن منقلبون الیھا عن قریب قال فابکانی واللہ کلامہ (اخرجہ احمد) سوید بن غفلہ روایت کرتے ہیں کہ میں ایک دن جناب امیرؑ کی خدمت میں گیا آپ ایک پُرانے بوریئے پر بیٹھے ہوئے تھے میں نے عرض کیا یا امیر المؤمنین آپ مسلمانوں کے بادشاہ اور حاکم اور بیت المال کے مختار ہیں قوموں کے ایلچی آپکے پاس آتے ہیں لیکن آپکے گھر میں اس پُرانے بوریئے کے سوا کچھ نہیں ہے فرمایا اے سوید عاقل ایسے گھر سے اُنس نہیں کرتا جس سے نقل کرنا ہو ہماری آنکھوں کے سامنے ہمیشگی کا گھر ہے ہم اپنے سامان کو اس میں نقل کرچکے ہیں اور عنقریب ہم بھی اس کی طرف جانیوالے ہیں سوید کہتے ہیں بخدا آپکے کلام نے مجھے رُلا دیا۔

جناب امیر علیہ السلام کا طعام

(۱) عن ابن عباس قال ما کان یاکل الا من شیئ یاتی من المدینۃ قال وقدم الیہ فالوذج فلم اکل فقلت

احرام قال لا ولکنی اکرہ ان اعود نفسی بما لم تعوده اکل منہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجہ احمد) ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب امیر سوا اس چیز کے جو حضرت کے پاس آتی اور کچھ نہ کھاتے تھے ایک دن آپ کے سامنے فالودہ رکھا گیا آپ نے نہ کھایا لوگوں نے عرض کیا کیا حرام ہے فرمایا حرام تو نہیں مگر میں اپنے نفس کو ایسی چیز کا خوگر کرنا برا جانتا ہوں جسکو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کھایا ہو۔

(۲) **عن** عدی بن ثابت ان علیا اتی بالفالوذج فابی ان یاکل منہ وقال شیئ لم یاکل منہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا احب ان آکل منہ (الریاض النضرہ) عدی بن ثابت سے مروی ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کے آگے فالودہ رکھا گیا آپ نے اسکے کھانے سے انکار کیا اور فرمایا مجھے اچھا نہیں معلوم ہوتا اس چیز کا کھانا جسکو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہ کھایا ہو۔

(۳) **عن** حبۃ العرنی ان علیا اتی بالفالوذج فوضع قدامہ فقال واللہ انک لطیب الرائحۃ حسن اللون طیب المطعم ولکنی اکرہ ان اعود نفسی ما لم تعتد (الریاض النضرہ) حبہ عرنی سے منقول ہے کہ ایکدفعہ جناب امیر علیہ السلام کے سامنے فالودہ رکھا گیا آپ نے فرمایا واللہ تیری بو بہت خوش ہے اور تیرا رنگ بہت بھاتا ہے اور تیرا مزہ اچھا ہے لیکن مجھے کراہت ہے کہ اپنے نفس کو اس شے کی عادت ڈالوں جسکا کہ وہ خوگر نہیں ہے۔

(۴) **عن** عبد اللہ بن زریر قال دخلت علی علی یوم الاضحی فقرب الی حریرۃ فقلت اصلحک اللہ یا امیر المومنین لو قربت الینا من ہذا البط فان اللہ قد اکثر الخیر فقال یا ابن زریر سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یحل للخلیفۃ من مال اللہ الا قصعتان قصعۃ یاکلہا ہو واہلہ وعیالہ وقصعۃ یضعہا بین یدی الناس (ریاض النضرہ) عبد اللہ بن زریر سے روایت ہے کہ میں جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں عید اضحے کے دن حاضر ہوا آپ نے حلیم میرے آگے رکھا میں نے کہا یا امیر المومنین اللہ تعالی نے آپکے لئے مال و متاع کو وافر کیا ہے اگر آپ ان بطخوں کے گوشت سے ہماری دعوت کرتے تو بہتر ہوتا آپ نے فرمایا اے ابن زریر میں نے جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خلیفہ کے لئے دو پیالوں کے سوا خدا کا مال سے لینا حلال نہیں ایک پیالہ تو اسکے اور اسکے اہل و عیال کے لئے ہے اور دوسرا اسکے مہمانوں کے لئے۔

(۵) **عن** سوید بن غفلۃ قال دخلت علی علی فی قصر الامارۃ وبین یدیہ رغیف من شعیر وقدح من لبن والرغیف یابس تارۃ یکسرہ بیدہ وتارۃ برکبتہ فشق علی ذلک فقلت لجاریۃ لہ یقال لہا فضۃ الا ترحمین ہذا الشیخ وتنخلین لہ ہذا الشعیر اما ترین نشارۃ علیہ وما تعانی منہ فقالت لا تؤجر ہو ونحن واللہ عہد الینا ان لا ننخل لہ طعاما قط فالتفت الی وقال ما تقول لہا یا ابن غفلۃ فاخبرتہ وقلت یا امیر المومنین ارفق بنفسک فقال لی ویحک یا سوید ما شبع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واہلہ من خبز بر ثلاثۃ حتی لقی اللہ تعالی وما نخل لہ طعام قط ولقد جعت بالمدینۃ جوعا شدیدا فخرجت اطلب العمل فاذا بامرأۃ قد جمعت مدرا تریدان تبلہ فقاطعتہا علی کل دلو بتمرۃ فمددت ستۃ عشر دلوا حتی مجلت یدای ثم اخذت التمر واتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرتہ فاکل منہ (اخرجہ احمد) سوید بن غفلہ سے مروی ہے کہ میں جناب امیر کے پاس دار الامارہ میں گیا آپ کے سامنے جو کی روٹی اور ایک پیالہ دودھ کا رکھا ہوا تھا روٹی ایسی خشک تھی کہ کبھی آپ اسے ہاتھوں سے اور کبھی گھٹنوں سے توڑتے تھے یہ حالت دیکھکر مجھے

نہایت تاسف ہوا اور آپ کی لونڈی فضہ سے کہا کہ تو اس بزرگ پر ترس نہیں کرتی اور انکے لئے جو چھانکر
روٹی نہیں پکاتی اور یہ نہیں دیکھتی کہ بھوسی اسپر لگی ہوتی ہے اور اس سخت روٹی کے توڑنے میں انکو کیسی مشقت
ہوتی ہے فضہ نے جواب دیا کیا وجہ کہ اسمیں انکو تو اجر ملے اور ہم گنا ہگار ٹھہریں کیونکہ انہوں نے ہم سے عہد لیا ہے
کہ انکی روٹی ہم کبھی چھانکر نہ پکائیں یہ سنکر جناب امیرؑ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا ای ابن غفلہ تو اس لونڈی سے
کیا کہہ رہا ہے میں نے ساری تقریر بیان کی اور کہا ای امیر المومنین آپ اپنی جان پر رحم فرمائیے اور اتنی مشقت نہ اٹھائیے
آپنے فرمایا ای سوید تجھپر افسوس ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور انکی اہل و عیال نے کبھی تین دن برابر گیہوں کی
روٹی شکم سیر ہو کر نہیں کھائی۔ اور کبھی انکے لئے چھانکر آٹا نہیں پکایا گیا۔ ایک دفعہ مدینہ میں میں سخت بھوکا
تھا مزدوری کرنیکو نکلا دیکھا ایک عورت مٹی کے ڈھیلوں کو جمع کر کے انکو بھگونا چاہتی ہے میں نے اس سے فی ڈول
ایک کھجور اجرت ٹھہرائی اور سولہ ڈول کھینچکر اس مٹی کو بھگو دیا حتی کہ میرے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے ہیں وہ کھجوریں
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں لایا اور سارا واقعہ بیان کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان
کھجوروں کو نوش فرمایا۔

(۶) **عن** زید قال لی علی اذا صلیت الظہر غدا فادخل الی قال فلما کان الغد وصلیت الظہر عدلت
الیہ فاذا لیس عندہ احد الا حاجبہ الحبشی وبین یدیہ کوز ماء وعلبۃ مختومۃ
فقلت فی نفسی لقد امننی حتی یخرج الی جواہر ولا ادری ما فیہ فلما کسر الخاتم وحلہ فاذا فیہ سویق
فاخرج منہ قبضۃ فی القدح وصب علیہ الماء وشرب وسقانی فلم اصبر فقلت یا امیر المومنین اتصنع ھذا
بالعراق وطعام العراق کثیر فقال اما واللہ ما اختم علیہ بخلا ولکنی ابتاع قدر ما یکفینی واخاف ان یوضع
فیہ من غیرہ وانا اکرہ ان ادخل بطنی الا طیبا فلذلک احترز بما تری (اخرجہ الملا فی سیرتہ) زید سے
نقل ہے کہ مجھسے جناب امیرؑ نے فرمایا کل ظہر کی نماز کے بعد تو میرے پاس آئیو اور کھانا کھائیو جب دوسرا دن ہوا اور
میں ظہر کی نماز پڑھ چکا انکی خدمت میں حاضر ہوا کوئی حاجب انکا نہیں تھا کہ مجھکو ان سے روکتا میں نے انکو بیٹھا ہوا
پایا انکے پاس پانی کا ایک لوٹا دھرا ہوا تھا پس وہ ایک ظرف سربستہ لائے جسپر مہر لگی ہوئی تھی میں نے اپنے دل میں
کہا البتہ اسمیں جواہر ہونگے مجھے عطا فرمادینگے یا کہیں نہیں جانتا کہ اسمیں کیا ہے جب جناب امیرؑ نے اسکی مہر کو
توڑا اور اسکو کھولا تو دیکھتا کیا ہوں کہ اسمیں ستو ہیں جناب امیر علیہ السلام نے اسمیں سے ایک مٹھی بھر کر پیالہ میں ڈالی اور
اس پر پانی ڈالا اور پیا اور مجکو بھی پلایا میں صبر نہ کر سکا پس میں نے عرض کیا یا امیر المومنین آپ عراق میں رہکر یہ کھاتے
ہیں حالانکہ عراق کے کھانے قسم قسم کے ہیں جناب امیرؑ نے ارشاد کیا واللہ میں بخل کیوجہ سے اسپر مہر نہیں لگاتا ہوں مگر
جسقدر کہ مجکو کافی ہو اسکا ابتاع کرتا ہوں اور ڈرتا ہوں کہ کوئی چیز سوا ستو کے اسمیں نہ رکھی جائے اور میں مکروہ جانتا ہوں
کہ اپنا پیٹ سوا پاک چیز کے بھروں اسلئے احتراز کرتا ہوں جیسا کہ تو نے دیکھا ہے۔

(۷) **عن** عبد اللہ بن ابی رافع قال دخلت علی علی یوم عید فقدم جرابا مختوما فوجدنا فیہ خبز شعیر یابسا مرضوضا
فقدم فاکل فقلت یا امیر المومنین کیف تختمہ قال خفت من ھذین الولدین ان یلیناہ بسمن او زیت (اخرجہ
[illegible] لعلامہ ابن ابی الحدید) عبد اللہ بن ابی رافع سے منقول ہے کہ میں عید کے دن جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں

گیا جناب امیرؑ نے میرے سامنے ایک چمڑے کا تھیلا رکھ دیا میں نے اُسکو کھولا اور اُسمیں جو کی روٹیوں کے خشک ٹکڑے پائے پس جناب اس میں سے کھانے لگے میں نے عرض کیا یا امیر المؤمنین آپ نے اسپر مُہر کیوں لگائی ہے فرمایا میں ان لڑکوں سے ڈرتا ہوں کہ اسکو روغن یا زیت سے چرب نہ کریں ÷

(۸) عن ابن حدید قال وکان یاتدم بخل او بملح فان ترقی عن ذلک فبعض نبات الارض فان ارتفع عن ذلک فبقلیل من البان الابل ولا یاکل اللحم الا قلیلا ویقول لا تجعلوا بطونکم مقابر الحیوان (شرح نہج البلاغہ) علامہ ابن حدید شرح نہج البلاغہ میں لکھتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام ہمیشہ سرکہ اور نمک سے کھانا کھایا کرتے تھے جب اُس سے کبھی ترقی فرماتے تو بعض ترکاریوں کا استعمال کرتے اور اگر اس سے بھی بڑھ جاتے تو کبھی تھوڑا سا اونٹ کا دودھ پی لیتے اور گوشت نہیں کھایا کرتے تھے مگر بہت کم اور فرماتے تھے اپنے پیٹ کو حیوانوں کے مقبرے مت بناؤ ÷

(۹) عن علی بن ربیعۃ الوالبی قال کان لعلی امرأتان فکان اذا کان یوم ھذہ اشتری لحما بنصف درھم واذا کان یوم ھذہ اشتری لحما بنصف آخر (الریاض النضرۃ) علی بن ربیعۃ الوالبی سے منقول ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کی دو بیبیاں تھیں جب اس بی بی کی باری ہوتی تو آدھے درہم کا گوشت خرید فرماتے اور جب دوسرے دن دوسری بی بی کی باری ہوتی تو اس نصف باقی کا گوشت خرید کرتے ÷

(۱۰) عن ابی صالح قال دخلت علی ام کلثوم بنت علی واذا ھی تمشط فی ستر بینی وبینھا فجاء حسنؓ وحسینؓ فدخلا علیھا وھی جالسۃ تمشط فقالت الا تطعمون اباصالح شیئا قال فاخرجوا الی قصعۃ فیھا مرق بحبوب قال فقلت تطعمون ھذا وانتم امراء فقالت یا اباصالح کیف انت لو تری امیر المؤمنین علیا واتی باترج فذھب حسینؓ فاخذ منھا اترجۃ فنزعھا من یدہ ثم امر بہ فقسم بین الناس (الریاض النضرۃ) ابوصالح سے نقل ہے کہ ایکدفعہ جناب ام کلثوم حضرت علی کی صاحبزادی کی خدمت میں گیا اور وہ کنگھی کر رہی تھیں میرے اور اُنکے درمیان صرف ایک پردہ تھا اتنے میں جناب حسنؓ وحسینؓ اُنکے پاس تشریف لائے جناب ام کلثوم نے فرمایا ابوصالح کو تم کچھ نہیں کھلاتے ابوصالح کہتے ہیں کہ وہ لوگ ایک شوربے کا پیالہ لائے جس میں دال پڑی ہوئی تھی میں نے کہا تم امیر ہو کر ایسا کھانا کھاتے ہو۔ ام کلثوم فرمانے لگیں اے ابوصالح اگر تو امیر المؤمنین علی کو دیکھے تو شاید تیرا کیا حال ہو۔ ایکدفعہ جناب امیرؑ کے پاس نارنگیاں آئیں جناب حسین علیہ السلام نے اُنمیں سے ایک نارنگی اُٹھالی جناب امیرؑ نے اُنکے ہاتھ سے چھین کر لوگوں کو بانٹ دی ÷

جناب امیر علیہ السلام کا صبر

(۱) عن ام سلمۃ قالت جاءت فاطمۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم تشتکی الیہ الخدمۃ وتسالہ خادما فقالت یا رسول اللہ لقد مجلت یدای من الرحا اطحن مرۃ واعجن مرۃ فقال لھا ان یرزقک اللہ شیئا سیاتیک وساد لک علی خیر من ذلک اذا لزمت مضجعک فسبحی اللہ ثلاثا وثلثین وکبری اللہ ثلاثا وثلاثین واحمدی اللہ اربعا وثلاثین فھو خیر لک من الخادم (اخرجہ الدولابی) جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایکدفعہ جناب سیدہ علیہا السلام سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں گھر کے کام کاج کی تکلیف سے شکایت کرنے لگیں کہ میرے ہاتھ میں چھالے پڑ گئے ہیں کبھی میں پیستی ہوں اور کبھی گوندھتی ہوں مجھے ایک خادمہ عطا ہو جائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو رزق کہ تمہاری مقسوم میں کیا ہے وہ تمہارے پاس پہنچا دیگا میں تمکو

ایک نیکی کی طرف رہنمائی کرتا ہوں کہ جب تم سونے لگو اسکو پڑھ لیا کرو تینتیس ۳۳ دفعہ سبحان اللہ اور اللہ اکبر تینتیس دفعہ اور الحمد للہ چونتیس دفعہ یہ تمہارے خادم سے بہتر ہے ٭

(۲) عن علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما زوجہ فاطمۃ بعث معہا بخمیلۃ ووسادۃ من ادم حشوہا لیف ورحیین وسقاء فقال علی لفاطمۃ ذات یوم واللہ لقد سنوت حتی لقد اشتکیت صدری قال وقد جاء اللہ اباک بسبی فاذہبی فاستخدمیہ فقالت وانا واللہ لقد طحنت حتی مجلت یدای فاتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما جاء بک ای بنیۃ قالت جئت لاسلم علیک واستحیت ان تسألہ ورجعت فقال ما فعلت قالت استحییت ان اسألہ فاتیناہ جمیعا فقال علی یا رسول اللہ لقد سنوت حتی اشتکیت صدری وقالت فاطمۃ وقد طحنت حتی مجلت یدای وقد جاءک اللہ بسبی وسعۃ فاخدمنا فقال واللہ لا اعطیکما وادع اہل الصفۃ تطوی بطونہم لا اجد ما انفق علیہم ولکنی ابیعہم وانفق علیہم اثمانہم فرجعا فاتاہما النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقد دخلا فی قطیفتہما اذا غطت رؤسہما تکشفت اقدامہما واذا غطیا اقدامہما تکشفت رؤسہما فثارا فقال مکانکما ثم قال الا اخبرکما بخیر مما سألتمانی قالا بلی فقال کلمات علمنیہن جبرئیل فقال تسبحان اللہ دبر کل صلوۃ عشرا وتحمدان عشرا وتکبران عشرا واذا اویتما الی فراشکما فسبحا ثلاثا وثلاثین واحمدا ثلاثا وثلاثین وکبرا اربعا وثلاثین قال فواللہ ما ترکتہن منذ علمنیہن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقیل لہ ولا لیلۃ صفین قال ولا لیلۃ صفین (اخرجہ احمد)

مروی ہے جناب امیر علیہ السلام سے کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب سیدہ کا نکاح کیا تو انکے ساتھ ایک بچھونا اور ایک تکیہ چمڑے کا جس میں لیف بھری ہوئی تھی اور دو چکی کے پاٹ اور ایک مشکیزہ بھیجا جناب علی نے انسے ایک رات کہا واللہ میں نے اسقدر پانی بھرا ہے کہ میرا سینہ درد کرنے لگا ہے اور خداوند تعالیٰ نے آپکے والد کو غنیمت میں اسیر عطا کئے ہیں آپ جائیں اور ان سے ایک خدمتگار طلب کریں جناب فاطمہؓ فرمانے لگیں بخدا میں نے اسقدر پیسا ہے کہ میرے ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے ہیں پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں تشریف لیگئیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای بیٹی تمہیں کوئی ضرورت ہے جناب فاطمہؓ نے عرض کیا میں سلام کیلئے حاضر ہوئی تھی اور انکو سوال سے حیا مانع آئی۔ اور واپس تشریف لے آئیں جناب علیؓ نے کہا آپ نے کیا کیا۔ جناب سیدہ نے کہا مجھے حیا آئی کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتی پھر ہم دونوں ملکر جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں گئے جناب علیؓ نے کہا یا رسول اللہ واللہ میں نے اسقدر پانی بھرا ہے کہ میرے سینے میں درد پیدا ہو گیا ہے اور جناب سیدہؓ نے کہا کہ میں نے اسقدر آٹا پیسا ہے کہ میرے ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے ہیں خدا نے آپکو اسیر دئے ہیں ہمیں بھی ایک خادم عطا فرمائیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واللہ میں تمکو نہیں دونگا اور اہل الصفہ کی دعوت دونگا ان کے پیٹ کرسنگی سے لگے ہوئے ہیں میں کچھ نہیں پاتا کہ انپر نفقہ کریں لیکن ان اسیروں کو بیچکر انکی قیمت سے ہم انکے نفقہ کا بندوبست کرینگے پس حضرت علیؓ اور جناب سیدہ دونوں لوٹ آئے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور وہ دونوں صاحب اپنی چادر اوڑھکر سونے لگے تھے جبکہ وہ اسکو اپنے سر پر اوڑھتے تھے تو ان کے پاؤں ننگے ہو جاتے تھے اور جب وہ اپنے پاؤں کو اس سے ڈھانپتے تھے تو ان کے سر کھل جاتے تھے وہ تعظیم کے لئے اٹھنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم اپنی جگہ بیٹھے رہو اور فرمایا جو چیز کہ تم نے مجھ سے طلب کی ہے میں تمہیں اسکی نسبت اچھا کام نہ بتاؤں انہوں نے عرض کیا بہتر ہے فرمایا وہ چند کلمات ہیں جو مجھکو جبرئیل نے تعلیم کئے ہیں فرمایا کہ سبحان اللہ ہر نماز کے بعد دس دفعہ اور الحمد للہ دس دفعہ اور اللہ اکبر دس دفعہ اور جب تم بستر پر جاؤ تینتیس دفعہ سبحان اللہ تینتیس دفعہ

الحمد للہ اور چونتیس بار اللہ اکبر کہو جناب علیؓ کہتے ہیں کہ میں نے اسکو کبھی ترک نہیں کیا جب سے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے اسکی تعلیم فرمائی ہے لوگوں نے جناب علیؓ سے کہا کیا آپ نے صفین کی لیلۃ الہریر میں بھی اسکو نہیں چھوڑا حضرت نے کہا لیلۃ الہریر میں بھی نہیں چھوڑا۔

عن علی ان فاطمة اشتکت ما تلقى من اثر الرحى فاتى النبی صلى الله عليه وسلم سبي فانطلقت فلم تجده فوجدت عائشة فاخبرتها فلما جاء النبي صلى الله عليه وسلم اخبرته عائشة بمجيء فاطمة فجاء النبي صلعم وقد اخذنا مضاجعنا فذهبت لاقوم فقال على مكانكما فقعد بيننا حتى وجدت برد قدمه على صدري فقال الا اعلمكما خيرا مما سالتماني اذا اخذتما مضاجعكما فكبرا اربعا وثلثين وسبحا ثلاثا وثلثين واحمدا ثلاثا وثلاثين فهو خير لكما من خادم (اخرجه الشيخان) جناب علیؓ کہتے ہیں کہ چکی کے پیسنے سے جناب فاطمہؓ کے ہاتھوں کو چھالے پڑ گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غنیمت میں لونڈیاں آئیں حضرت فاطمہؓ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئیں اور حضور کو نہ پایا حضرت ام المؤمنین عائشہ سے ملیں جب گھر کو واپس آگئیں تو آنحضرت تشریف لائے اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت فاطمہؓ کی تشریف آوری سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع کیا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم سونیکو لیٹے تھے میں گھبرایا کہ اٹھ بیٹھوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنے بستر پر لیٹے رہو پس ہم دونوں کے درمیان میں بیٹھ گئے یہانتک کہ میرے سینہ کو آپکے قدم مبارک کی ٹھنڈک محسوس ہونے لگی فرمایا کہ میں تمہیں ایسی بات سکھاؤں جو تمہیں اس چیز سے بہتر ہے جس کی تم نے خواہش کی ہے جب تم سونیکو لیٹا کرو تو چونتیس بار اللہ اکبر اور تینتیس بار سبحان اللہ اور تینتیس بار الحمد للہ پڑھا کرو یہ تمہارے لئے اس خادم سے بہتر ہے جو تمہاری خدمت کر سکتا ہے۔

عن اسماء بنت عميس عن فاطمة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اتاها يوما فقال اين ابناي يعني حسنا وحسينا قالت قلت اصبحنا وليس في بيتنا شيء يذوقه ذائق فقال علي اذهب بهما فاني اتخوف ان يبكيا عليك وليس عندك شيء فذهب بهما الى فلان اليهودي فوجه رسول الله صلى الله عليه وسلم فوجدهما يلعبان في مشربة بين ايديهما فضل من تمر فقال يا علي الا تقلب ابني قبل ان يشتد الحر عليهما قالت فقال علي اصبحنا وليس في بيتنا شيء فلو جلست يا رسول الله حتى اجمع لفاطمة تمرات فجلس رسول الله صلى الله عليه وسلم وعلي ينزع لليهودي كل دلو بتمرة حتى اجتمع له شيء من تمر فجعله في حجزته ثم اقبل فحمل رسول الله صلى الله عليه وسلم احدهما وعلي الآخر (اخرجه الدولابي) اسماء بنت عمیسؓ جناب سیدہ سے روایت کرتی ہیں کہ ایک دن جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمانے لگے میرے دونوں بیٹے یعنی حسنؓ اور حسینؓ کہاں ہیں حضرت فاطمہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا صبح اٹھے تھے ہمارے گھر میں کوئی ایسی چیز نہیں تھی کہ اسکو کوئی چکھنے والا چکھ سکتا جناب علیؓ کہنے لگے میں ان دونوں کو اپنے ساتھ لیجاتا ہوں ڈرتا ہوں کہ تمہارے پاس یہ روئیں گے اور آپکے پاس کوئی چیز نہیں پس ان دونوں کو ساتھ لئے ہوئے فلانے یہودی کے پاس گئے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی وہیں کا قصد کیا اور جاکر دیکھا کہ وہ کھیل رہے ہیں اور انکے سامنے کچھ ردی گٹھلیاں دھری ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یا علی قبل اسکے کہ دھوپ کی گرمی کی تیزی ہو میرے بیٹوں کو لوٹا کر نہیں لے چلتے جناب علیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم صبح جب اٹھے تو ہمارے گھر میں کوئی کھانے کی چیز نہیں تھی اگر آپ تشریف رکھیں تو میں کچھ کھجوریں جناب فاطمہؓ کے لئے جمع کر لوں پس

سرورِ دین پناہ صلے اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور جناب امیر یہودی کے حوض کو پُر کرنے لگے ایک کھجور کے پیچھے ایک ڈول یہانتک کہ کچھ کھجوریں جمع کر لیں اور اپنے تہبند کے ڈبے میں دھر لیں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاحب کو اُٹھا لیا۔ اور جناب امیر علیہ السلام نے دوسرے کو۔

جناب امیر علیہ السلام کا تقویٰ

(۱) پروردگار عالم نے آیہ والذی جاء بالصدق وصدق بہ اولٰئک ہم المتقون میں جناب علی کو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی معیت میں متقی بیان فرمایا ہے علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ درمنثور میں ذیل اس آیت کے لکھتے ہیں اخرج ابن عساکر عن مجاہد فی قولہ تعالیٰ والذی جاء بالصدق قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصدق بہ قال علی بن ابی طالب یعنی ابن عساکر مجاہد سے روایت کرتے ہیں کہ پروردگار عالم کے ارشاد میں والذی جاء بالصدق سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں اور صدق بہ سے جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام۔

(۲) اخرج البیہقی باسنادہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اراد ان ینظر الی اٰدم فی علمہ والی نوح فی تقواہ والی ابراہیم فی خلتہ والی موسٰی فی ہیبتہ والی عیسٰی فی عبادتہ فلینظر الی علی بن ابیطالب بیہقی اپنی اسناد کیساتھ اس حدیث کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص حضرت آدم کو انکے علم کیساتھ اور حضرت نوح کو انکے تقویٰ کیساتھ اور حضرت ابراہیم کو انکے خلیل ہونیکے ساتھ اور حضرت موسیٰ کو انکی ہیبت کیساتھ اور حضرت عیسیٰ کو انکی عبادت کے ساتھ دیکھنے کی آرزو رکھتا ہو تو وہ علی بن ابی طالب کو دیکھ لے۔

(۳) عن انس بن مالک والنواس بن سمعان قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخ بخ مرحبا بسید المسلمین وامام المتقین (اخرجہ الدیلمی فی فردوس الاخبار وابو نعیم فی الحلیۃ) انس بن مالک اور نواس بن سمعان سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی کے حاضر ہونیکے وقت فرمایا شاباش ای مسلمانوں کے سردار اور متقیوں کے امام۔

(۴) عن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ عزوجل اوحی الی فی علی ثلاث لیلۃ اسری بی انہ سید المؤمنین وامام المتقین وقائد الغر المحجلین (اخرجہ الدیلمی وابو نعیم) جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میں مجھکو علی کی نسبت تین باتوں کا الہام ہوا ہے کہ وہ مومنین کے سردار اور متقیوں کا امام اور سفید ہاتھ پاؤں اور منہ والوں کا پیشرو ہے۔

(۵) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انک سید المسلمین ویعسوب المؤمنین وامام المتقین وقائد الغر المحجلین (اخرجہ الدیلمی) جناب علی سے روایت ہے کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی تم مسلمانوں کے سردار اور مومنین کے بادشاہ اور متقیوں کے امام اور نورانی چہرہ والوں کے پیشرو ہو۔

جناب امیر علیہ السلام کا تواضع

(۱) عن ابی صالح بیاع الاکسیۃ عن جدتہ قالت رأیت علیاً اشتری تمراً بدرہم فحملہ فی ملحفتہ فقیل یا امیر المؤمنین الا نحمل عنک قال ابو العیال احق بحملہ (اخرجہ البغوی فی معجمہ) ابو صالح کپڑے بیچنے والا اپنی دادا سے روایت

کرتا ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو دیکھا کہ ایک درہم کی کھجوریں خرید کیں اور کپڑے میں باندھکر اٹھا رہے ہیں میں نے عرض کیا یا امیر المومنین ہم اٹھالیں فرمایا بچوں کا باپ ہی اسکے اٹھانیکا زیادہ حقدار ہے ؛

(۲) عن زاذان قال رأیت علیا یمشی فی الاسواق فیمسک الشسع بیدہ فیناول الرجل الشسع ویرشد الضال ویعین الحمال علی الحمولۃ وھو یقرأ ھذہ الآیۃ تلک الدار الآخرۃ نجعلھا للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا والعاقبۃ للمتقین ثم یقول ھذہ الآیۃ نزلت فی ذوی القدرۃ من الناس (اخرجہ احمد فی المناقب) زاذان کہتے ہیں کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو دیکھا کہ بازاروں میں جوتی کا تسمہ ہاتھ میں لئے ہوئے ٹہل رہے ہیں اور لوگوں کو درہ سے ہٹاتے ہیں اور راہ بھولے ہوئے کو راستہ بتا رہے ہیں اور جو بوجھ اٹھانیوالے ہیں مدد کر رہے ہیں اور یہ آیت پڑھ رہے ہیں کہ یہ آخرت کا گھر ہم نے ان لوگوں کے لئے بنایا ہے جو زمین میں غرور اور فساد نہیں کرتے اور عاقبت ڈرنے والوں کے لئے ہے پھر جناب امیر یہ فرماتے تھے کہ یہ آیت قدرت والے لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے ؛

(۳) عن ابی مطر البصری انہ شھد علیا اتی اصحاب التمر وجاریۃ تبکی عند التمار فقال ما شانک فقالت باعنی ھذا تمرا بدرھم فردہ مولای فابی ان یقبلہ فقال یا صاحب التمر خذ تمرک واعطھا درھمھا فانھا خادم ولیس لھا امر فدفع علیا فقال المسلمون تدری من دفعت قال لا قالوا امیر المومنین فصب تمرھا واعطاھا درھمھا وقال احب ان ترضی عنی قال ما ارضانی عنک اذا اوفیت الناس حقوقھم (اخرجہ احمد فی المناقب) ابی مطر البصری کہتے ہیں کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو کھجور بیچنے والوں کے زمرہ میں دیکھا اور ایک لونڈی رو رہی تھی جناب امیر نے پوچھا تیرا کیا حال ہے اس نے عرض کیا اس شخص نے ایک درہم کی کھجوریں مجھکو دی تھیں میرے آقا نے وہ پھیر دی ہیں یہ لینے سے انکار کرتا ہے جناب امیر نے فرمایا اے بھائی کھجور بیچنے والے یہ خدمتگار ہے اسکا اپنا اختیار نہیں اپنی کھجوریں لے اور درہم اسکو واپس دیدے اس نے جناب امیر کو دھکا دیا اور کہا نہ مانا مسلمان لوگوں نے کہا کہ تو جانتا ہے کہ تو نے کسکو دھکا دیا ہے وہ بولا نہیں لوگوں نے کہا یہ امیر المومنین ہیں اسنے وہ کھجوریں ڈالیں اور اس لونڈی کو درہم واپس کر دیا اور جناب امیر سے عرض کرنے لگا میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھ سے خوش ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے تجھ سے کوئی چیز نہیں خوش کر سکتی مگر یہ کہ تو لوگوں کو ان کا حق پورا دیا کرے ؛

جناب امیر علیہ السلام کا حسن خلق

حضرت امیر علیہ السلام نہایت خندہ پیشانی تھے کبھی کسی بات سے جناب کی شگفتہ پیشانی پر بل نہیں آتا تھا ہر وقت تبسم سے لب کھلے رہتے تھے اس وجہ سے بعض بناوٹ پسند لوگ جناب پر نکتہ چینی فرماتے تھے روایت ہے قال معاویۃ لقیس بن سعد رحم اللہ ابا حسن کان ھشا بشا ذا فکاھۃ قال قیس کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمزح ویبتسم الی الصحابۃ معاویہ نے قیس بن سعد سے تعریض کی وجہ سے کہا خدا ابوالحسن پر رحم کرے نہایت کشادہ رو ہنسمکھ اور خوش طبع تھے قیس نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مزاح کرتے تھے اور صحابہ کے ساتھ ہنستے تھے ؛

جناب امیر علیہ السلام کا حلم

(۱) **عن** معقل بن یسار ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لفاطمۃ علیہا السلام اما ترضین ان زوجتک اقدم امتی سلما واکثرھم علما واعظمھم حلما (اخرجہ احمد فی المسند) معقل ابن یسار سے روایت ہے کہ جناب سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ رض سے فرمایا تم راضی نہیں ہو کہ میں نے تمہارا اپنی اُمت سے ازروئے اسلام کے مقدم ترین اور ازروئے علم کے عالم ترین اور ازروئے علم کے اُنکے اعظم ترین شخص سے نکاح کیا ہے۔

(۲) سال معاویۃ خالد بن معمر فقال لہ علی ما احببت علیا فقال علی ثلث خصال علی حلمہ اذا غضب وعلی صدقہ اذا قال وعلی عدلہ اذا حکم (المناقب لمحمد بن یوسف الکنجی الشافعی) امیر معاویہ نے خالد بن معمر سے کہا تم کس بات پر جناب علی کو محبوب رکھتے تھے وہ کہنے لگے اُنکی تین باتوں پر اُنکے علم پر جبکہ وہ خفا ہوتے تھے اور اُنکے سچ پر جبکہ وہ کوئی بات کہتے تھے اور اُنکے عدل پر جبکہ وہ حکم کرتے تھے۔

(۳) روی ان علیا علیہ السلام دعا غلاما فلم یجبہ فدعا ثانیا وثالثا فلم یجبہ فقام الیہ فراٰہ مضطجعا فقال اذھب فانت حر لوجہ اللہ تعالیٰ (نقلہ الغزالی فی احیاء العلوم) روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے ایک دفعہ اپنے غلام کو بلایا اُسنے جواب نہ دیا پھر آپ نے دوبارہ سہ بارہ پکارا اُسنے جواب نہ دیا آپنے اُٹھکر دیکھا کہ وہ سو رہا ہے آپ نے فرمایا اے لڑکے کیا تونے میری آواز کو نہیں سُنا تھا وہ عرض کرنے لگا ہاں میں نے سُنا تھا حضرت نے ارشاد کیا پھر تونے کیوں نہیں جواب دیا وہ کہنے لگا چونکہ میں آپکے عقوبت سے بےخوف تھا اس لئے الکسا گیا آپنے فرمایا جا لوجہ اللہ میں نے تجھے آزاد کیا۔

جناب علی علیہ السّلام کا عفو عن المکافات

(۱) لما ظفر علی بمروان یوم الجمل وکان اعدی الناس لہ واشدھم بغضا فصفح عنہ (شرح نہج البلاغہ) نقل ہے کہ جب جمل کے دن جناب امیر علیہ السلام مروان پر ظفریاب ہوئے حالانکہ وہ جناب امیر سے سخت عداوت رکھتا تھا اور تمام لوگوں سے زیادہ دشمن تھا جناب امیر نے اُسکے قتل سے درگذر فرمایا۔

(۲) محمد بن طلحہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر مورخ نقل کرتے ہیں لما ملک عسکر معاویۃ علی الماء واحاطوا بشریعۃ الفرات وقالت رؤساء الشام لہ اقتلہم بالعطش کما قتلوا عثمان عطشا وسال علی عن اصحابہ ان یشرعوا لھم بشرب الماء فقالوا لا واللہ ولا قطرۃ حتی تموت ظما کما مات ابن عفان فلما رای انہ الموت لا محالۃ تقدم باصحابہ حمل علی عسکر معاویۃ حملات کثیفۃ حتی ازالھم عن مراکزھم بعد قتل ذریع وسقطت الرؤس والایادی وملکوا علی الماء وصار اصحاب المعاویۃ فی الفلاۃ لا ماء لھم فقال اصحابہ امنعھم یا امیر المومنین کما منعوک ولا تسقھم منہ قطرۃ واقتلھم بسیوف العطش وخذھم قبضا بالایدی فلا حاجۃ لک الی الحرب فقال لا واللہ لا اکافئھم بمثل فعلھم (مطالب السئول وشرح نہج البلاغۃ لابن الحدید) یعنے جب معاویہ کی فوج پانی کی مالک ہو گئی اور دریائے فرات کے سب راستوں کو گھیر لیا شام کے رئیس معاویہ سے کہنے لگے علی کی فوج کو پیاس سے مار ڈالنا چاہئے جس طرح سے کہ اُنھوں نے جناب عثمان رض کو پیاس سے مار ڈالا جناب امیر علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے پوچھا کہ تم لوگوں نے بھی پانی کا گھونٹ پیا ہے عرض کیا واللہ ایک قطرہ بھی

نہیں ملا اب آپ بھی جناب عثمانؓ کی طرح سے پیاسے مارے جائینگے جب جناب امیرؑ نے دیکھا کہ انکے دوستوں کو موت پیش آئی ہے معاویہ کی فوج پر سخت حملہ کیا اور مصرت کیساتھ جنگ کرنیسے شام کے لوگوں کو جگہ سے ہٹا دیا اور انکے اور سر کٹ کرانبار لگ گئے جناب امیرؑ نے پانی پر قبضہ کرلیا اور معاویہ کی فوج بیابان بے آب میں گھر گئی جناب امیرؑ کے لشکر والوں نے کہا شامیوں پر آپ بھی پانی بند کردیں جس طرح سے کہ انھوں نے آپ پر بند کیا تھا۔ اور ایک قطرہ پانی کا انکو نہ دینا چاہئیے اور پیاس کی تلوار سے انکو مار ڈالنا چاہئیے وہ خود ہاتھ میں آجائینگے آپ کو لڑائی کی ضرورت نہیں جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا واللہ میں انکو انکے فعل کی مانند بدلہ نہیں دونگا +

علامہ ابن حدید شرح نہج البلاغہ میں لکھتے ہیں کہ جا بہ اھل البصرة وجھہ و وجوہ اولادہ بالسیف وشتموہ ولعنوہ فلما ظفر بھم رفع السیف عنھم ولم یاخذ اثقالھم ولا سبی ذراریھم ولا غنم شیئا من اموالھم یعنی اہل بصرہ نے جناب امیرؑ کے ساتھ اور انکی اولاد کیساتھ تلوار سے لڑائی کی اور گالیاں دیں اور برا بھلا کہا لیکن جب امیرؑ انپر ظفریاب ہوئے تو نہ انکا سامان لوٹا اور نہ انکی اولاد کو لونڈی باندی بنایا اور نہ انکے مال کو لوٹا +

جناب امیر علیہ السلام کی شفقت علی الخلق

عن علی قال لما نزلت ھذہ الایة یا ایھا الذین امنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجواکم الصدقة قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی مرھم ان یتصدقوا قال بکم یا رسول اللہ قال بدینار قال لا یطیقون قال فنصف دینار قال لا یطیقون قال فبشعیرة قال لا یطیقون فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انک لزھید فانزل اللہ تعالی ءاشفقتم ان تقدموا بین یدی صدقات الی اخر الایة وکان علی یقول بی خفف عن ھذہ الامة اخرجہ احمد والنسائی وغیرھما جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اے وہ لوگو! کہ تم ایمان لائے ہو جب تم رسول کو مشورت کیلئے بلاؤ تو اپنی مشورت کرنے سے پہلے صدقہ دو۔ جناب سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے علی علیہ السلام فرمایا جاؤ ان لوگونکو صدقہ کا حکم دیدو جناب علیؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ کسقدر صدقہ کا حکم دوں آپنے فرمایا ایک دینار کیلئے جناب علیؑ نے عرض کیا۔ لوگ اس مقدار کی طاقت نہیں رکھتے آپنے فرمایا آدھا دینار جناب علیؑ نے عرض کیا اسقدر کی بھی انمیں طاقت نہیں آپنے فرمایا بس ایک جو بھر سونے کے لئے۔ جناب علیؑ نے عرض کیا اسکی بھی طاقت نہیں رکھتے آپنے فرمایا یا علی تم بہت ڈرنیوالے ہو پس خداوندتعالی نے دوسری آیت نازل فرمائی کہ کیا ڈرتے ہو تم کہ مصلحت کہنے سے پہلے صدقہ دو جناب علی علیہ السلام کہتے تھے کہ اس امت سے اس حکم میں میری وجہ سے تخفیف ہوئی ہے +

عن ابی سعید الخدری قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتی بجنازة لم یسئل عن شیء من عمل الرجل ویسال عن دینہ فان قیل علیہ دین کف عن الصلوة وان قیل لیس علیہ دین صلی علیہ فاتی بجنازة فلما قام لیکبر سال صلی اللہ علیہ وسلم ھل علی صاحبکم دین قالوا دیناران فعدل صلی اللہ علیہ وسلم وقال صلوا علی صاحبکم فقال علی ھما علی وھو بری منھما فتقدم صلی اللہ علیہ وسلم فصلی علیہ ثم قال لعلی جزاک اللہ خیرا فک اللہ رھانک کما فککت رھان اخیک اخرجہ الدار قطنی

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جنازہ پیش کیا جاتا تو آپ میت

کسی عمل سے نہ پوچھتے بلکہ اسکے قرض کی نسبت سوال فرماتے اگر کہا جاتا کہ اسپر قرض ہے تو اسکی نماز جنازہ پڑھنے سے ہٹ جاتے اور اگر یہ کہا جاتا کہ اسپر قرض نہیں ہے۔ تو نماز جنازہ ادا فرماتے۔ ایک دفعہ ایک جنازہ پر تشریف لیگئے جب تکبیر کیلئے بڑھے تو پوچھا کہ تمہارے دوست پر قرض تو نہیں ہے لوگوں نے عرض کیا دو دینار ہیں آپ نماز پڑھنے سے ہٹکر پیچھے ہو گئے اور اپنے اصحاب کو فرمایا تم اپنے دوست پر جنازہ پڑھ لو۔ جناب امیرؑ نے کہا وہ دونوں دینار میرے ذمہ ہیں اور یہ مرنیوالا اس قرضہ سے بری ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑھ کر اُسکے جنازہ کی نماز پڑھی پھر امیر علیہ السلام سے فرمایا۔ کہ خدا تجھے نیکی کی جزا دے اور تیرا قرض بھی چھڑا دے جیسے کہ تو نے اپنے بھائی کا قرض چھڑا لیا ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کا تفقد حال رعایا

عن ابی الصہبا قال رأیت علیا یشتری الکلا بیثمل عن الاسعار (ریاض النضرہ) ابو صہبا سے روایت ہے کہ میں نے جناب امیرؑ کو نہر کلاء کے کنارے اجناس کے نرخ پوچھتے ہوئے دیکھا تھا۔

عن عامر الشعبی قال وفدت سودة بنت عمارة بن الاشتر الہمدانیة علی معاویة بن ابی سفیان فاستأذنت علیه فاذن لہا فلما دخلت قال لہا کیف انت یا ابنة الاشتر فقالت بخیر فقال لہا انت القائلة یوم صفین

شمر کفعل ابیک یا ابن عمارة + یوم الطعان وملتقی الاقران + وانصر علیا والحسین ورہطه واقصد لہند وابنہا بہوان + ان الامام اخا النبی محمد + علم الہدی ومنارة الایمان + قالت یا امیر

مات الراس وبتر الذنب فدع عنک تذکار ما قد نسی قال ہیہات لیس مثل مقام اخیک ینسی فقالت صدقت واللہ یا امیر ولکن اسالک باللہ اعفائی عما استعفیته قال قد فعلت فما حاجتک قالت یا امیر انک صرت للناس سیدا ولامورہم متقلدا واللہ سائلک عما افترض علیک من حقنا ولا یزال تقدم علینا من ینہض بعزک ویبسط بسلطانک فیحصدنا حصاد السنبل ویدوسنا دوس البقر ہذا ابن ارطاة قدم بلادی وقتل رجالی واخذ مالی ولولا الطاعة لکان فینا عز ومنعة فان عزلته فشکرناک والا کفرناک فقال معاویة ایای تہددین بقومک واللہ لقد ہممت ان اردک الیه فینفذ حکمه فیک فسکتت ثم قالت صلی الالہ علی روح تضمنه قبر فاصبح فیه العدل مدفونا فقال من ذلک قالت علی بن ابی طالب قال ما اری علیک منه اثرا قالت بلی اتیته فی رجل ولاہ صدقتنا فوجدته قائما یصلی فانفتل من صلوته ثم قال برأفة وتلطف الک حاجة فاخبرته خبر الرجل فبکی ثم رفع یدیه الی السماء فقال اللہم انت تعلم انی لم آمرہم بظلم خلقک ولا بترک حقک ثم اخرج من جیبه قطعة من جراب فکتب فیه بسم اللہ الرحمن الرحیم قد جاءتکم بینة من ربکم فاوفوا الکیل والمیزان ولا تبخسوا الناس اشیاءہم ولا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحہا ذلکم خیر لکم ان کنتم مومنین اذا اتاک کتابی ہذا فاحفظ بما فی یدیک حتی یاتی من یقبضه منک والسلام فعزله فقال معاویة اکتبوا لہا بالانصاف لہا والعدل علیہا انہا الی حاجتہا ام القوم علیه قال ما انت وغیرک قالت ہی واللہ اذا الفحشاء واللوم ان کان عدلا شاملا والا یسعنی ما یسع قومی قال الصہبان علمکم ابن ابی طالب الجرأة علی السلطان نقله الامام ابو عمر احمد بن عبد ربه الاندلسی فی کتاب العقد الفرید

لہ صدقہ سے مراد زکوٰۃ یا عشر کی وصولی کا محکمہ ہے ۱۲

عامر الشعبی ناقل ہیں کہ سودہ بنت عمارہ بن الاشتر الہمدانیہ ایک دفعہ بطریق سفارت معاویہ بن سفیان کے دربار میں
حاضر ہوئے اور اذن مانگی معاویہ نے اپنی سامنے بلا لیا جب وہ سامنے گئے معاویہ نے کہا اے اشتر کی بیٹی تیرا کیا حال
ہے سودہ نے کہا اچھا حال ہے معاویہ نے کہا تو نے ہی صفین کے روز اپنی بھائی کیلیئے یہ اشعار کہے تھے کہ اے ابن عمارہ نیزہ
مارنے اور بہادروں کے باہم ملنے کے روز تو بھی اپنے باپ کی مانند دامن اٹھالے اور علیؑ اور حسینؑ اور انکے گروہ کی مدد
کر اور ہندہ اور اسکے بیٹے کو خوار کر کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی ہی امام ہے اور وہ ہدایت کا علم اور ایمان کا نشان
ہے سودہ نے جواب دیا اے امیر سر کٹ گیا دم اکھڑ گئے جو بات بھول گئی ہو اسکا ذکر چھوڑ معاویہ کہنے لگا افسوس ہے
تیری بھائی کا وہ مرتبہ نہیں تھا کہ اسکا ذکر بھول جائے سودہ نے کہا آپ نے سچ کہا ہے لیکن جو کچھ کہ مجھ سے ہو چکا ہے
خدا کیلئے آپ معاف فرما دیں معاویہ نے کہا میں نے معاف کیا تو اپنی حاجت بیان کر سودہ نے کہا اے امیر اب
آپ لوگوں کے سردار رہ گئے ہیں اور انکے تمام امور آپکے گلے پڑے ہیں۔ خدا نے جو امر کہ تم پر ہمارے حقوق سے فرض کیا ہے ضرور
انکی نسبت تم سے پوچھنے والا ہے ہمیشہ ہم پر آپ اپنا عامل بھیجتے ہیں جو آپکی عزت کی وجہ سے ہم پر حکومت کرتا ہے اور ہم کو کھیتی
کی طرح کاٹتا ہے اور گائے کی طرح سے دوہتا ہے۔ یہ ابن ارطاۃ ہمارے شہر پر حاکم بنا کر بھیجا گیا ہے جسنے ہمارے مردونکو قتل کیا ہے
اور ہمارا مال چھین لیا ہے اگر اطاعت ہمیں مانع نہ آتی تو ہم بھی عزت رکھتے تھے اور دفع کر سکتے تھے اگر تو نے اس کو
معزول کر دیا تو ہم تیرا شکریہ ادا کرینگے ورنہ ہم پہچان جاینگے۔ معاویہ کہنے لگا کیا تو مجھے اپنی قوم سے ڈراتی ہے واللہ
میں چاہتا ہوں تجھے اسکے پاس بھیجدوں تا کہ وہ اپنا حکم تجھ پر جاری کرے سودہ نے خاموش ہو کر یہ شعر پڑھے سہ خدا کی رحمت
ہو اس روح پر کہ اسکو قبر نے بغلگیر کر لیا ہے کہ وہ عدل کرتا ہوا اسمیں دفن ہوا ہے۔ معاویہ کہنے لگا یہ کون شخص ہے سودہ
کہا علی بن ابیطالب معاویہ نے کہا میں تو اسکی مہربانی کا کوئی اثر تجھ پر نہیں پاتا۔ سودہ بولی ایک دفعہ میں انکی خدمت میں
ایک شخص کی نسبت شکایت لیکر گئی جسکو کہ انہوں نے ہم سے زکوٰۃ حاصل کرنے کیلئے ہم پر عامل مقرر کیا ہوا تھا میں نے ان کو
نماز پڑھتے ہوئے پایا نماز سے منہ پھیر کر نہایت مہربانی اور نرمی سے مجھے ارشاد کیا تجھے کوئی ضرورت ہے میں نے اس شخص کا پورا حال
عرض کیا آپ سنکر رونے لگے پھر آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہنے لگے اے پروردگار تو جانتا ہے کہ میں نے اپنے عاملونکو تیری خلقت پر
ظلم کرنیکا حکم نہیں دیا ہے اور نہ تیرا حق چھوڑ دینے کو کہا ہے پھر اپنی جیب سے کاغذ کا پرچہ نکالکر اسپر لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم تحقیق
تمہارے رب سے تمہارے پاس کھلا نشان آیا ہے پس تم پیمانے اور ترازو کو پورا کرو اور لوگوں کی چیزیں مت گھٹاؤ اور زمین میں
اسکے سنوارنے کے بعد خرابی مت ڈالو اگر تم مومن ہو الخ جب میرا خط تجھکو ملے تو جو کچھ کہ تیرے پاس ہو اسکی خوب حفاظت رکھ
جبتک کہ اسکا لینے والا تیرے پاس پہنچ جاوے والسلام پھر جناب امیر نے اسکو معزول کر دیا معاویہ اپنے کاتب سے کہنے لگا تم بھی
انکی منت کیلئے عدل اور انصاف کرنیکی نسبت لکھ بھیجو عمارہ کہنے لگے خاص میرے لیئے یا کہ میری تمام قوم کے لیئے معاویہ نے
کہا تجھے دوسروں سے کیا سروکار ہے عمارہ کہنے لگے یہ امر تو نہایت ملامت ناک ہے اگر عدل شامل ہے تو بہتر ورنہ جو میری قوم کا
حال ہو وہی میرا ہوگا معاویہ کہنے لگا علی بن ابیطالب نے تم لوگوں کو بادشاہوں کے سامنے گستاخی کرنے کی جرأت دلادی ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کی رعایت قیدیوں کے ساتھ

وکان یغبری علیمقاتہم یحل عنہا فی مواقیت الصلوۃ وکان ینفق علیہم من بیت المال یقول علینا الوثاق وعلیہم

الآبانی (نقلہ نجم الدین فخر الاسلام ابو بکر بن محمد بن الحسین السبلیؒ المزہدی فی مناقب الاصحاب) جناب امیرؑ کی جیبھائی کی کنجیاں نہیں جنسے نمازیکوقت وہ تہبند فروخت کھولے جاتے تھے اور جناب امیرؑ بیت المال سے اپنی خوراک علیٰحدہ فرماتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے ہمارا کام انکو قید رکھنا ہے اور ان کا کام بھاگنا ہے ✦

جناب امیر علیہ السلام کا تورّع

عن عبد اللہ بن زریر قال دخلت علی علی بن ابی طالب یوم الاضحٰی فقرب الینا خزیرۃ فقلت اصلحک اللہ یا امیر المؤمنین لو قربت الینا من ہذا البط یعنی الاوز فان اللہ قد اکثر الخیر فقال یا ابن زریر سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یحل للخلیفۃ من مال اللہ الا قصعتان قصعۃ یاکلہا ہو واہلہ وقصعۃ یضعہا بین ایدی الناس (اخرجہ احمد) عبد اللہ بن زریر سے روایت ہے کہ میں جناب امیرؑ کی خدمت میں عید اضحٰی کے دن حاضر ہوا آپ نے حلیم ہمارے سامنے رکھا میں نے کہا اے امیر المؤمنین خدا آپکو نیکی دے اگر آپ اس بطخ کو ہمارے لئے ذبح کرتے تو کیا اچھا ہوتا۔ اللہ تعالٰے نے مال متاع کو وافر کیا ہے فرمایا اے ابن زریر میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خلیفہ کے لئے دو پیالوں کے سوا مال خدا سے لینا حلال نہیں ایک تو خود اسکے اور اسکے گھر کے لوگوں کے لئے اور ایک اسکے مہمانوں کیلئے ✦

عن ابی مطرف قال رأیت علیا موتزرا بازار مرتدیا برداء ومعہ الدرۃ کانہ اعرابی بدوی حتی بلغ سوق الکرابیس فقال یا شیخ احسن بیعی فی قمیص بثلاثۃ دراہم فلما عرفہ لم یشتر منہ فاتاہ آخر فلما عرفہ لم یشتر منہ شیئا فاتی غلاما حدثا فاشتری منہ قمیصا بثلاثۃ دراہم ثم جاء ابو الغلام فاخبرہ فاخذ ابوہ درہما ثم جاء بہ فقال ہذا الدرہم یا امیر المؤمنین قال ما شان ہذا الدرہم قال کان القمیص ثمن درہمین قال باعنی رضائی واخذ رضاہ (اخرجہ احمد) ابی مطرف سے منقول ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو دیکھا کہ تہ بند باندھے ہوئے اور ایک چادر اوڑھے ہوئے اور درہ ہاتھ میں لئے ہوئے بازار میں پھر رہے ہیں بالکل ٹھیک ایک دیہاتی کی سی معلوم ہوتے تھے کپڑا بیچنے والوں کے بازار میں تشریف لائے اور ایک دوکاندار سے کہا تین درم کا کرتہ بیچ دے ہی اسنے جناب امیرؑ کو پہچان لیا آپ دوسرے دوکاندار کے پاس چلے گئے جب اسنے بھی شناخت کر لیا تو آپ وہاں سے بھی چلے آئے اور کسی سے کوئی شے مول نہ لی پھر ایک بہت چھوٹی عمر والے لونڈے کی دوکان پر گئے اس سے تین درہم کا کرتہ مول لیا بعد ازاں اسکا والد آنکلا اس لڑکے نے اس سے ماجرا بیان کیا وہ ایک درہم لیکر جناب امیرؑ کی خدمت میں پہونچا۔ اور عرض کیا یہ ایک درہم ہے آپنے فرمایا یہ کیسا درہم ہے اسنے عرض کیا کہ قمیص دو ہی درہم کا تھا آپنے فرمایا اس لڑکے نے ہماری رضا حاصل کر لی ہے اور ہمنے اسکی رضا حاصل کی ہے آپنے درہم اس سے واپس نہ لیا ✦

جناب امیر علیہ السلام کا رعایت حقوق الناس

(۱) عن ابی رافع مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان خازنا لعلی بن ابی طالب علی بیت المال قال فدخل علی یوما وقد زینت ابنتہ فرای علیہا لؤلؤۃ کان عرفہا لبیت المال فقال من این لہا ہذہ لاقطعن یدہا فلما رای ابو رافع جدہ فی ذلک فقال انا واللہ یا امیر المؤمنین زینتہا بہا فقال علی لقد تزوجت بفاطمۃ وما لی

فما لنا الا جلد كبش ننام عليه بالليل ونعلف عليه بالنهار وما صحبنا خادم غيرها (رواه ابن اثیر)

ابو رافع جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام جناب امیر علیہ السلام کے بیت المال کا خازن تھا۔ بیان کرتا ہے کہ ایک دن جناب امیر گھر میں تشریف لیگئے دیکھا آپکے صاحبزادے کے کان میں موتی ڈالدیئے تھے جناب امیر علیہ السلام نے ان موتیوں کو بیت المال میں دیکھا تھا جب جناب امیر نے اپنے صاحبزادے کے کان میں وہ موتی دیکھے فرمایا اسنے یہ کہاں سے پائے ہیں ہم ضرور اسکے ہاتھ کاٹ ڈالینگے۔ جب ابو رافع نے جناب امیر کی اس بات کو دیکھا عرض کیا یا امیر المومنین واللہ میں نے انکو یہ موتی پہنائے تھے آپنے فرمایا جب ہمارا نکاح جناب فاطمہ علیہا السلام سے ہوا تو ہمارا بستر ایک مینڈھے کی کھال کے سوا کچھ نہ تھا رات کو ہم اسپر سوتے تھے دن کو ہمارا اونٹ اسپر چرتا تھا ہمارا کوئی خادم انکے سوا یعنی جناب سیدہ علیہا السلام کے سوا نہیں تھا۔

عن یحیی بن سلمة استعمل علی عمرو بن سلمة علی اصبهان فقدم ومعه مال وزقاق فیها سمن وعسل فارسلت ام کلثوم بنت علی الی عمرو تطلب منه سمنا وعسلا فارسل الیها ظرف عسل وظرف سمن فلما کان الغد خرج علی واحضر المال والعسل والسمن لیقسم فعد الزقاق فنقصت زقین فساله عنهما فقیل له بعثت ام کلثوم فاخذت ذلک فبعث الی المقومین فامرهم تقویمهما فنقص منهما فنقصوا خمسة دراهم فبعث الی ام کلثوم فقال ابعثی الی بخمسة دراهم ثم قسم بین المسلمین (ریاض النضرة وکامل ابن اثیر) یحیی بن سلمہ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے عمرو بن سلمہ کو اصفہان کا عامل کرکے بھیجا جب وہاں سے آئے تو اپنے ساتھ گھی اور شہد کی مشکیں بھر کر لائے جناب امیر کی صاحبزادی ام کلثوم نے عمرو بن سلمہ سے تھوڑی گھی اور شہد طلب فرمایا عمرو نے ایک برتن گھی کا اور ایک شہد کا انکی خدمت میں بھیجا دوسرے دن جب جناب امیر گھر سے باہر تشریف لائے اور تقسیم کے لئے مال اور گھی اور شہد پیش کیا گیا حضرت نے مشکیں شمار کیں دو مشکیں کم ہوئیں پائیں عمرو سے انکے بارے میں پوچھا عرض کیا گیا کہ جناب ام کلثوم نے گھی اور شہد مانگا تھا میں نے انکو بھیجدیا۔ جناب امیر علیہ السلام نے وہ مشکیں جانچ کرنیوالوں کے پاس بھیجیں اور انکے نقصان کی جانچ کرنیکا حکم دیا انہوں نے عرض کیا انمیں پانچ درہم کا نقصان ہوا ہے پس جناب ام کلثوم کے پاس ایک آدمی کو بھیجکر حکم دیا کہ پانچ درہم ہمارے پاس بھیجدو پھر مسلمانوں میں مال اور مشکیں تقسیم کیں۔

قیل انه وصل الیه زقاق عسل جاءت من الیمن فنزل بالحسن ضیف فاستسلف الحسن درهما فاشتری خبزا واحتاج الی الادام فطلب من قنبر ان یفتح له زقا من تلک الزقاق ففتح فاخذ منه رطلا فلما خرج امیر المومنین لیقسم الزقاق قال یا قنبر قد حدث فی هذا الزق حدث فقال صدق قولک یا امیر المومنین واخبره الخبر فغضب فقال علی به فلما احضر الحسن هم بضربه فاقسم علیه بعمه جعفر وکان اذا اقسم بحق جعفر یسکن فقال ما حملک علی ما فعلت واخذت منه قبل القسمة قال ان لنا فیه حقا فاذا اعطیتنا رددناه فقال فداک ابوک وان کان لک فیه حق ولکن لیس لک ان تنتفع بحقک قبل الناس ثم دفع الی قنبر درهما وقال اشتر به من اجود عسل تقدر علیه قال الراوی فکانی انظر الی یدی علی علی فم الزقاق وقنبر یقلب العسل فیه ثم شده وجعل یبکی ویقول اللهم اغفر للحسن فانه لا یعلم (مطالب السئول)

منقول ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کے پاس یمن سے شہد کی بھری ہوئی مشکیں آئیں تھیں جناب حسن علیہ السلام کے پاس چند مہمان وارد ہوئے جناب حسن نے ایک درہم دیکر بازار سے روٹیاں مول منگائیں اور سالن کی ضرورت ہوئی آپ قنبر سے کہا کہ ایک

مشک کھولکر شہد دیدو انہوں نے مشک کو کھولا اور اسمیں سے ایک رطل شہد لیکر بھیجدیا جب جناب امیر علیہ السلام
مشکوں کو تقسیم کرنیکے لئے بیٹھے قنبر سے کہا ان مشکوں میں کوئی فتور معلوم ہوتا ہے قنبر نے عرض کیا یا امیر المومنین آپ
سچ فرماتے ہیں جناب حسنؑ کا شہد لینا ان کے سامنے بیان کیا جناب امیرؑ نے غصہ ہو کر فرمایا حسنؑ کو میرے پاس
بلاؤ جب جناب حسنؑ حاضر ہوئے تو جناب امیرؑ نے انکے مارنیکا قصد کیا جناب حسنؑ نے اپنے چچا جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی قسم دی جب جناب امیر کو انکی قسم دیجاتی تھی تو حضرت کا غصہ فرو ہو جاتا تھا اسپر آپ نے جناب حسنؑ سے فرمایا کہ تمکو اسپر
کس چیز نے برانگیختہ کیا تھا کہ تمنے تقسیم سے پہلے شہد لے لیا جناب حسنؑ نے فرمایا ہمارا اسمیں حق ہے ہمنے یہ خیال کیا
کہ جب ہمارا حق ملیگا ہم اسیقدر اسمیں سے واپس کر دینگے جناب امیرؑ نے کہا اگرچہ تمہارا اس میں حق ہے لیکن یہ حق تو تمہارا
نہیں ہے کہ تم اور لوگوں سے پہلے اس حق سے نفع اٹھاؤ پھر قنبر کو ایک درہم دیا اور فرمایا کہ خالص شہد اسی مقدار پر مول لاؤ
راوی کہتا ہے کہ اب تک یہ بات میری نگاہ میں ہے کہ جناب امیرؑ نے مشک کا منہ کھولا ہوا ہے اور قنبر اسمیں شہد ڈال رہے ہیں
اور جناب امیرؑ رو رہے ہیں اور فرماتے ہیں اے بار خدایا حسنؑ کو بخشدے کہ وہ نہیں جانتا ہے +

قیل ان عقیلا سأل علیا فقال انی محتاج فاعطنی قال اصبر حتی یخرج عطائی مع المسلمین فاعطیک معهم
فالح علیه فقال للرجل خذ بیده وانطلق به الی حوانیت اهل السوق فقل له دق هذه الاقفال وخذ ما فی هذه
الحوانیت قال تریدن ان تتخذنی سارقا قال وانت ترید ان تتخذنی سارقا ان آخذ اموال المسلمین فاعطیکها
دونهم قال لاذهبن الی معاویة قال انت وذاک (اخرجه ابن حجر فی الصواعق) روایت ہے کہ عقیل رضی اللہ عنہ نے
جناب امیر کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ مجھے کچھ عطا فرماویں میں بہت محتاج ہوں جناب امیرؑ نے ارشاد کیا آپ چندے صبر کریں
میں مسلمانوں کے حصوں کے ساتھ تمہارا حصہ بھی نکالدونگا جناب عقیل الحاح کرنے لگے حضرت امیرؑ نے ایک آدمی سے فرمایا انکا ہاتھ پکڑ
کر انکو بازار میں لیجاؤ اور کہدو کہ بازار کی دکانوں کے قفل توڑ کر جو کچھ کہ انمیں ہو لے لیں جناب عقیلؑ نے عرض کیا کہ آپ مجھسے
چوری کرانا چاہتے ہیں جناب امیرؑ نے فرمایا کیا تم ہی مجھسے چوری کرانا چاہتے ہو کہ میں مسلمانوں کا مال تمکو دیدوں
وہ کہنے لگے میں معاویہ کے پاس چلا جاؤنگا آپنے فرمایا یہ تمہارا اختیار ہے +

جناب امیر علیہ السلام کا عدل

وعن ابی سعید الخدری ومعاذ بن جبل قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی لک سبع خصال لا یحاجک
فیهن احد یوم القیامة انت اول المؤمنین ایمانا واوفاهم بعهد اللہ واقومهم بامر اللہ وارأفهم بالرعیة و
اقسمهم بالسویة واعلمهم بالقضیة واعظمهم یوم القیامة عند اللہ بالمزیة (اخرجه الخوارزمی) ابو سعید
خدری اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علیؑ تمہاری سات
خصلتیں ہیں کہ قیامت کے روز انمیں کوئی تم سے جھگڑا نہیں کرسکتا تم سب مومنین سے از روئے ایمان اول
ہو اور سب سے زیادہ خدا کے عہد کو پورا کرنیوالے اور سب سے زیادہ خدا کے حکم کے قایم کرنیوالے اور سب سے زیادہ
رعیت پر مہربان اور سب سے زیادہ پورا تقسیم کرنیوالے اور سب سے زیادہ قیامت کے دن بڑے مرتبے والے ہو +
سأل معاویة خالد بن یعمر فقال علی ما احببت علیا فقال علی ثلاث خصال علی حلمه اذا غضب وعلی صدقه ...

اذا قال و علی عدل اذا حکم (المناقب لمحمد بن یوسف الکنجی الشافعی) خالد بن معمر سے امیر معاویہ نے پوچھا کہ تم علی کو کیوں دوست رکھتے تھے خالد نے کہا انکی تین خصلتوں حلم کی وجہ سے جبکہ وہ خفا ہوتے تھے اور انکی سچ بولنے کی وجہ سے جبکہ وہ کوئی بات کہتے تھے اور اُن کے عدل کی وجہ سے جبکہ وہ حکم کرتے تھے ✦

عن عاصم بن کلیب عن ابیہ قال قدم علی علی مال من اصبہان فقسمہ علی سبعۃ اسہم ووجد فیہ رغیفا فقسمہ علی سبعۃ کسر فجعل علی کل جزء کسرۃ ثم اقرع بینہم لینظر الیہم یعطی اولا (اخرجہ احمد والمخلص) عاصم بن کلیب اپنے والد سے ناقل ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام کے پاس اصفہان سے مال آیا حضرت نے اُسکے سات حصے کئے اس میں ایک روٹی بھی تھی اُسکے بھی سات ٹکڑے کئے اور سات امیروں کو بلایا پھر قرعہ ڈالا تاکہ کس کو پہلے دیا جاوے ✦

قال الشعبی وجد علی درعا عند النصرانی فاقبل بہ الی شریح وجلس الی جانبہ وقال لو کان خصمی مسلما لساویتہ وقال ھذا درعی فقال النصرانی ما ھی الا درعی ولم یکذب امیر المؤمنین فقال شریح الک بینۃ قال لا وھو یضحک فاخذ النصرانی الدرع ومشی یسیرا ثم عاد وقال اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان ھذہ الا احکام الانبیاء امیر المؤمنین قدمنی الی قاضیہ وقاضیہ یقضی علیہ بحکمہ ثم اسلم واعترف ان الدرع سقطت من علی عند مسیرہ فی صفین ففرح علی باسلامہ ووھب لہ الدرع وفرسا وشھد معہ قتال الخوارج (طلحۃ الشافعی فی مطالب السئول) شعبی رحمۃ اللہ علیہ ناقل ہیں کہ جناب امیرؑ نے اپنی زرہ ایک نصرانی کے پاس دیکھی اُسکو قاضی شریح کے پاس لائے اور شریح کے جانبہ پر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ اگر میرا مدعا علیہ مسلمان ہوتا تو میں اُسکے برابر کھڑا ہوتا اور فرمایا یہ ہماری زرہ ہے نصرانی کہنے لگا نہیں یہ زرہ تو میری ہے باوجودیکہ جناب امیر علیہ السلام نے جھوٹ نہیں کہا تھا۔ قاضی شریح نے ہنسکر کہا آپکے پاس کوئی دلیل ہے جناب امیرؑ نے فرمایا نہیں پھر نصرانی زرہ کو لیکر تھوڑی دور گیا اور لوٹ آیا۔ اور کہنے لگا گواہی دیتا ہوں میں کہ سوا خدا کے کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں میں کہ یہ انبیائے کرام علیہم السلام کے احکام ہیں کہ امیر المومنین مجھے قاضی کے سامنے لائیں اور قاضی انپر اپنی قضا کا حکم جاری کرے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ یہ زرہ جناب امیرؑ سے صفین کے جنگ میں گر پڑی تھی جناب امیر علیہ السلام اسکے مسلمان ہو جانے سے نہایت خوش ہوئے اور زرہ اسی کو بخشدی اور ایک گھوڑا عطا فرمایا وہ نصرانی جناب امیرؑ کے ساتھ خارجیوں کی جنگ تک حاضر رہا ✦

عن کریمۃ بنت ھمام الطائیۃ قالت کان علی یقسم الورس بیننا بالکوفۃ قال فضالۃ حملنا وعلی العدل (اخرجہ احمد فی المناقب) کریمہ بنت ہمام الطائی قائل ہے کہ جناب امیر علیہ السلام گلگونہ تقسیم فرمایا کرتے تھے فضالہ کہتا ہے کہ ہمیشہ اسی برابر ہی لیتے تھے ✦

جناب امیر علیہ السلام کے حیا

عن علی قال کنت رجلا مذاء فکنت استحیی ان اسال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمکان ابنتہ فی تحتی

لغوی الصحاح الورس نبت معروف یکون بالیمن یتخذ منہ الحمرۃ للوجہ ✦

مقداد بن الاسود ان یسالہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم یغسل ذکرہ و یتوضاء (اخرجہ الشیخین) جناب علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ مجھے مذی کثرت سے آتی تھی اور حیا مانع تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں پوچھوں مینے مقداد بن اسود کو کہا کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کریں حضرت نے فرمایا اپنے پیشاب کی جگہ کو دھو کر وضو کر لیا کریں۔

جناب امیر علیہ السلام کی غیرت فہمی

عن علی قال قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مالک تنوق فی قریش و تدعنا قال و عندکم شیئا قلت نعم بنت حمزہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم انہا لا تحل لی انہا ابنۃ اخی من الرضاعۃ (اخرجہ المسلم) جناب علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مینے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ ہمکو چھوڑ کر قریش میں کیوں شادی کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہارے پاس کوئی شے ہے مینے کہا ہاں حمزہ کی بیٹی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ مجھپر حلال نہیں کیونکہ حمزہ میرے دودھ شریک بھائی تھے اور وہ رضاعت کیوجہ سے میری بھتیجی ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کی فراست

عن علی قال یا اہل الکوفۃ ستقتل منکم سبعۃ نفر خیارکم مثلہم کمثل اصحاب الاخدود منہم حجر بن عدی و اصحابہ فقتلہم معاویۃ فی دمشق الشام کلہم من الکوفۃ (کنز العمال) جناب امیر علیہ السلام نے کوفہ کے لوگوں سے فرمایا اے اہل کوفہ عنقریب تم میں سے سات آدمی جو کہ نہایت برگزیدہ ہیں قتل کئے جائینگے انکی مثل بعینہ گڑھے کے شہیدوں کی سی ہے ان میں سے حجر بن عدی رضی اللہ عنہ بھی ہیں پس امیر معاویہ نے انکو دمشق الشام میں قتل کیا وہ سب کوفہ میں سے تھے۔

جناب امیر علیہ السلام کا حافظہ

عن مکحول عن علی قال فی قولہ تعالی و تعیہا اذن واعیۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سالت اللہ ان یجعلہا اذنک یا علی ففعل فکان یقول ما سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلاما الا وعیتہ و حفظتہ ولم انسہ (اخرجہ الدیلمی) مکحول جناب امیر علیہ السلام سے اس آیت کی شان نزول میں کہ یاد رکھینگے اسکو یاد رکھنے والے کان روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی مینے خدا تعالی سے دعا کی ہے کہ تیرے کانوں کو خدا ایسا کرے پس خدا نے ایسا ہی کر دیا جناب علی فرماتے ہیں کہ مینے کوئی کلام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا مگر کہ مینے اسکا دھیان رکھا اور اسکو یاد کر لیا اور بھولا نہیں۔

عن ابن عباس لما نزلت ہذہ الآیۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سالت اللہ ان یجعلہا اذنک یا علی قال علی فما نسیت شیئا بعد ذلک (اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ و ابن المغازلی فی المناقب) ابن عباس

روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ دھیان رکھینگے اسکو دھیان رکھنے والے کان ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی میں نے خدا سے دعا کی ہے کہ وہ تیرے کان بنا دے علی کہتے ہیں کہ اسکے بعد مجھے پھر کوئی چیز نہیں بھولی ۔

وعن بریدۃ الاسلمی قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لعلی ان اللہ امرنی ان ادنیک ولا اقصیک وان اعلمک وان تعی وحق علی اللہ ان تعی قال فنزلت وتعیہا اذن واعیۃ اخرجہ المغازلی فی المناقب وابو نعیم فی الحلیۃ والثعلبی فی تفسیرہ والواحدی فی اسباب النزول والدیلمی فی فردوس الاخبار ۔ بریدہ اسلمی سے روایت ہے کہ میں نے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حضرت علی سے ارشاد فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجکو حکم دیا ہے کہ میں تجھے سکھاؤں تاکہ تو دھیان میں رکھے اور خدا پر حق ہے کہ تجھ سے دھیان میں رکھائے بریدہ کہتے ہیں کہ پھر یہ آیت نازل ہوئی کہ دھیان میں رکھینگے اسکو دھیان رکھنے والے کان ۔

جناب امیر علیہ السلام کی سرعت فہم

عن سعید بن المسیب ان رجلا اتی بہ الی عمر بن الخطاب وکان صدر منہ قال لجماعۃ من الناس وقد سالوہ کیف اصبحت قال اصبحت احب الفتنۃ واکرہ الحق واصدق الیہود والنصاریٰ وامن بما لم ارہ واقر بما لم یخلق فارسل عمر الی علی فلما جاءہ واخبرہ بمقالۃ الرجل فقال صدق یحب الفتنۃ قال اللہ تعالیٰ انما اموالکم واولادکم فتنۃ ویکرہ الحق یعنی الموت قال تعالیٰ وجاءت سکرۃ الموت بالحق ویصدق الیہود والنصاریٰ قال اللہ تعالیٰ وقالت الیہود لیست النصاریٰ علی شیئ وقالت النصاریٰ لیست الیہود علی شیئ ویؤمن بما لم یرہ یؤمن باللہ عزوجل ویقر بما لم یخلق یعنی الساعۃ فقال عمر اعوذ باللہ من معضلۃ لیس لہا ابو الحسن (ذخر الاسعاد) سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ لوگ ایک شخص کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لائے جس سے یہ بات صادر ہوئی تھی کہ ایک گروہ نے اس سے پوچھا تھا کہ تو نے آج کس طرح سے صبح کی ہے یعنی آج تیرا کیا حال ہے اسنے جواب میں کہا کہ میں نے اس طرح سے صبح کی ہے کہ فتنہ کو دوست رکھتا ہوں اور حق سے کراہت کرتا ہوں اور یہود اور نصاریٰ کی تصدیق کرتا ہوں اور جس کو نہیں دیکھا اسپر ایمان لاتا ہوں اور جو چیز کہ نہیں پیدا ہوئی اسکا اقرار کرتا ہوں پس حضرت عمر نے حضرت علی کو بلوایا جب آپ تشریف لائے اور اس شخص کے قول کو بیان کیا آپ نے فرمایا یہ شخص سچ کہتا ہے ۔ دوست رکھتا ہے فتنہ کو چنانچہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے کہ سوا اسکے نہیں ہے کہ مال تمہارا اور اولاد تمہاری فتنہ ہیں اور حق سے کراہت رکھتا ہے یعنے موت سے چنانچہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے کہ آئی بیہوشی موت کی ساتھ حق کے اور یہود و نصاریٰ کی تصدیق کرتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہتے ہیں یہود کہ نہیں ہیں نصاریٰ کسی شے پر اور کہتے ہیں نصاریٰ نہیں ہیں یہود کسی شے پر اور جس چیز کو نہیں دیکھا ایمان لایا ہے جس کا مطلب ہے کہ اللہ جل وعلا پر ایمان لایا ہے اور جو چیز کہ نہیں پیدا ہوئی اسکا اقرار کرتا ہے جس سے مراد قیامت ہے حضرت عمر نے یہ سنکر کہا کہ میں ایسی مشکل سے کہ جسکے رفع کرنے کے لئے ابو الحسن نہوں خدا سے پناہ مانگتا ہوں ۔

جناب امیر علیہ السلام کی صداقت

(۱) **عن** عباد بن عبد اللہ قال علی انا عبد اللہ واخو رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا الصدیق الاکبر لا یقولہا بعدی الا کاذب صلیت قبل الناس بسبع سنین (اخرجہ احمد والنسائی والحاکم) عباد بن عبداللہ سے منقول ہے کہ جناب امیر علیہ السلام فرماتے تھے میں خدا کا بندہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی ہوں اور صدیق اکبر ہوں اسکو میرے سوا کوئی نہیں کہہ سکتا مگر کاذب میں نے سب لوگوں سے سات برس پہلے نماز پڑھی ہے۔

(۲) **عن** سلمان الفارسی وابی ذر الغفاری قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انت الصدیق الاکبر (اخرجہ الدیلمی والطبرانی) سلمان فارسی اور ابوذر غفاری روایت کرتے ہیں کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی سے فرمایا کہ تم صدیق اکبر ہو۔

جناب امیر علیہ السلام کی امامت

عن فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت ولیہ فعلی ولیہ ومن کنت امامہ فعلی امامہ (اخرجہ السید علی الہمدانی فی مودۃ القربی) جناب فاطمہ علیہا السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا جس کا میں مولی ہوں پس اسکا علی مولی ہے اور جسکا میں امام ہوں پس اسکا علی امام ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کی خلافت

عن عبد اللہ بن مسعود قال کنت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقد اصحر فتنفس الصعداء فقال رسول اللہ تنفس قال یا ابن مسعود نعیت الی نفسی قلت استخلف یا رسول اللہ قال من قلت ابا بکر فسکت ثم تنفس فقلت ما لی اراک تتنفس یا رسول اللہ قال نعیت الی نفسی فقلت استخلف یا رسول اللہ فقال من قلت عمر بن الخطاب فسکت ثم تنفس فقلت ما لی اراک تتنفس یا رسول اللہ قال نعیت الی نفسی قلت استخلف فقال من قلت علیا قال ذاک والذی لا الہ غیرہ لو اطعتموہ ادخلکم الجنۃ اجمعین (اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ والخوارزمی فی المناقب والطبرانی فی الکبیر فی مسند عبد اللہ بن مسعود) عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ ایک روز صبح کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بڑا گہرا سانس بھرا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کیوں گہرے سانس بھرتے ہیں آپ نے فرمایا اے ابن مسعود ہمکو ہمارے عنقریب انتقال کر جانے پر مطلع کیا گیا ہے میں نے عرض کیا آپ اپنے پیچھے کسی کو خلیفہ بنا جائینگے آپ نے فرمایا کسکو بنا جائیں میں نے عرض کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آپ خاموش ہوئے پھر آپ نے ایک گہرا سانس بھرا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کیوں گہرے سانس بھرتے ہیں آپ نے فرمایا اے ابن مسعود ہمکو ہمارے انتقال کر جانے پر مطلع کیا گیا ہے میں نے عرض کیا آپ اپنے پیچھے کسی کو خلیفہ مقرر کر دیں آپ نے فرمایا کسکو میں نے کہا عمر رضی اللہ عنہ کو آپ خاموش ہو گئے پھر ایک ساعت کے بعد آپ نے ایک بڑا گہرا سانس بھرا میں نے عرض کیا آپ کیوں گہری سانس بھرتے ہیں آپ نے فرمایا ہمیں اپنے انتقال کی خبر لگی ہے میں نے عرض کیا آپ کسی کو خلیفہ بنا جائیں آپ نے فرمایا کسکو میں نے عرض کیا علی بن ابی طالب کو آپ نے ارشاد کیا خدا کی قسم اگر تم نے اس سے بیعت کی تو وہ تم سب کو جنت میں داخل کرینگے۔

عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ اصطفانی علی الانبیاء واختار لی وصیا فاختر

ان عمی وسند به عضدی کما شد عضد موسیٰ باخیه هارون وهو خلیفتی ووزیری ولو کان الذی بعدی لکان نبیاً (اخرجه سید علی الهمدانی فی مودة القربیٰ) انس بن مالک سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے مجھکو تمام انبیاء سے برگزیدہ کیا ہے اور مجھ کو وصی بنانیکا اختیار دیا ہے پس میں نے اپنے ابن عم کو انتخاب کیا ہے اور انکی وجہ سے میرے بازو کو قوی کیا ہے جس طرح سے موسیٰ کے بازو کو انکے بھائی ہارون سے قوی کیا پس وہ میرا خلیفہ او روزیر ہے اور اگر میرے بعد نبوت ہوتی تو وہ نبی ہوتا ؛

عن عبد الرزاق باسناده عن حذیفة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ولوا علیاً فتجدوه هادیا مهدیا (اخرجه ابن عبد البرفی الاستیعاب) عبد الرزاق اپنے اسناد کیساتھ اس حدیث کو حذیفہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ اگر تم علی کو حاکم بناؤ تو تم اسکو ہادی اور مہدی پاؤ گے ؛

جناب امیر علیہ السلام کی طہارت

عن ابی سعید الخدری فی قوله تعالیٰ انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انها نزلت فی خمسة فیّ وفی علی وفاطمة والحسن والحسین (اخرجه احمد والطبرانی والجزری وهذا الحدیث حسن علی رای اکثر العلماء وقد صححه بعضهم (درر الابرار) ابو سعید خدری سے روایت ہے اس آیت کے شان نزول کے متعلق کہ نہیں چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ دور کرے تم سے نجاست کو اے گھر والو اور پاک کرے تمکو خوب پاک کرنا، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ آیت خصوصیت سے پانچ شخصوں کے حق میں نازل ہوئی ہے یعنے ہمارے حق میں اور علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کے حق میں ۔ یہ حدیث اکثر علما کی رائے پر حسن ہے اور بعض نے اسکو صحیح مانا ہے ؛

عن عن علی بن ابی طالب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا اهل البیت قد اذهب اللہ عنا الفواحش ما ظهر منها وما بطن جناب امیر فرماتے ہیں کہ جناب سرور انبیاء علیہ التحیة والثنا ارشاد فرماتے تھے کہ بتحقیق ہم اہل بیت سے پروردگار نے ظاہری اور باطنی برائیوں کو دور کردیا ہے من خطبة الحسن فی ایام فقال نحن حزب اللہ المفلحون وعترة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الاقربون واهل بیته الطاهرون الطیبون واحد الثقلین الذین خلفهما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والثانی کتاب اللہ (مروج الذهب مسعودی) جناب حسن علیہ السلام نے اپنے ایام خلافت میں خطبہ فرمایا کہ ہم رستگاروں کا گروہ ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ترین عترت ہیں اور انکے اہل بیت طیب اور طاہر ہیں اور ایک ان دو بھاری چیزوں میں سے ہیں جنکو کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے چھوڑا ہے اور خدا کی کتاب کے دوسرے درجہ پر ہیں ؛

جناب امیر علیہ السلام کی عصمت

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعطیت فی علی خمساً هن احب الی من الدنیا وما فیها اما واحدة فهو تکاة بین یدی اللہ عزوجل حتی یفرغ من الحساب واما الثانیة فلواء الحمد بیده آدم ومن

ملذة مخضة واما الثالثة فوقفت علی عقر حوضی یسقی من عرف من امتی فاما الرابعة فساتر عورتی ومطلبی الی ربی عز وجل فاما الخامسة فلست اخشی علیه ان یرجع زانیا بعد احصان ولا کافرا بعد ایمان (اخرجه احمد فی المناقب) ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ علی کو پانچ ایسے امور عطا ہوئے ہیں کہ جو مجھے تمام دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں اول یہ کہ وہ خدا کے سامنے مجھے تکیہ لگائے رہیگا جبتک کہ حساب سے فراغت ہو۔ دوسرے یہ ہے کہ لواء الحمد اسکے ہاتھ میں ہوگا۔ آدم اور اولاد آدم اسکے نیچے ہونگی۔ تیسرے یہ کہ وہ میرے حوض کے پیچھے کھڑا ہوگا جسکو میری امت سے پہچانیگا اسکو پلائیگا۔ چوتھے یہ ہے کہ وہ میرے ستر کو ڈھانپے گا۔ اور مجھکو میرے خدا کی طرف سپرد کریگا۔ اور پانچواں یہ کہ مجھے مطلق خوف نہیں کہ وہ پارسا ہونیکے بعد پھر زنا کی طرف رجوع کرے۔ یا بعد ایمان کے کفر کی جانب عود کرے۔

جناب امیر علیہ السلام کی عبادت

عبادت منحصر ہے کثرت صلوٰۃ اور صوم اور صدقات اور اوراد پر جس کا مفصل اور مشرح بیان کیا جاتا ہے

جناب امیر علیہ السلام کی نماز

روی عن علی انه کان کلما دخل وقت الصلوة تغیر لونه فقیل له فی ذلک قال جاء وقت الامانة التی عرضها الله علی السموات والارض والجبال فابین ان یحملنها فقد حملتها مع ضعفی ولا ادری کیف اودیها (نقله شیخ الامام تاج الاسلام سلیمان ... السقیفی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے جب نماز کا وقت ہوتا آپکا رنگ زرد پڑ جاتا ایک دفعہ اسکی نسبت آپ سے دریافت کیا گیا آپ نے فرمایا اس امانت کے ادا کرنیکا وقت آپہونچا ہے کہ امانت کو خدا نے آسمانوں پر اور زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا انہوں نے اسکے اٹھانے سے انکار کیا اور میں نے اپنی ناتوانی کے ساتھ اسے اٹھالیا۔

عن علی قال ما اعرف احدا من هذه الامة عبد الله بعد نبی صلی الله علیه وسلم غیری عبدت الله تعالی قبل ان یعبده احد من هذه الامة تسع سنین (اخرجه النسائی فی الخصائص والحافظ الثقفی) جناب علی فرماتے تھے کہ میں اپنے سوا اس امت کے کسی آدمی کو نہیں جانتا جس نے مجھ سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نماز پڑھی ہو۔ میں نے نو برس پہلے خدا کی عبادت کی ہے قبل اسکے کہ کوئی اسکی عبادت کرتا۔

عن عباد بن عبد الله قال قال علی انا عبد الله واخو رسوله وانا الصدیق الاکبر لا یقول ذلک بعدی الا کاذب صلیت قبل الناس بسبع سنین (اخرجه احمد والنسائی والحافظ ابو بکر بن عثمان ابن ابی شیبة وابن ابی عاصم والحاکم وابو نعیم والعقیلی) عباد بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ جناب علی نے فرمایا کہ میں خدا کا بندہ اور اسکے رسول کا بھائی ہوں اور صدیق اکبر ہوں یہ بات میرے سوا کوئی نہیں کہہ سکتا مگر جھوٹ کہنے والا میں نے سب لوگوں سے سات برس پہلے نماز پڑھی ہے۔

ولیلة وبسط له نطع بین الصفین لیلة الهریر فیصلی علیه والسهام تقع بین یدیه وتمر علی صماخیه

عیناہ ونیما الا فلاذ بوا عن لذالک وبما قام حتی فرغ من وظیفتہ (شرح نہج البلاغہ) روایت ہے کہ صفین کی لیلۃ الہریر میں میدان دونوں صفوں کے درمیان آپکے لئے نطع بچھائی گئی تھی آپ اسپر نماز پڑھنے لگے اور تیر آپکے سامنے سے آتے تھے اور آپکے کانوں کے پاس ہو کر دائیں بائیں نکلے جاتے تھے اور جناب امیر علیہ السلام ان سے خوف نہیں فرماتے تھے جبتک کہ اپنے وظائف سے فارغ نہیں ہوگئے اور نہ اپنے مقام سے ہٹے جناب امیرؑ کے کثرت نوافل کا یہ حال تھا کہ مدارج النبوۃ میں لکھتے ہیں وکان یسجد جبہتہ کثفنۃ[1] البعیر لطول سجودہ یعنی جناب امیر علیہ السلام کی پیشانی مبارک طول سجود کی وجہ سے اونٹ کے گھٹنے کے مثل ہو گئی تھی نماز کے وقت آپکو اس قدر استغراق ہو جاتا تھا کہ مطلق ہوش نہیں رہتا تھا یہانتک کہ آپکو اپنے جسد عنصری سے بھی بے خبری ہو جاتی تھی چنانچہ مولوی جامی تحفۃ الاحرار میں نماز کے وقت آپکی محویت کے متعلق ایک حکایت بیان کرتے ہیں ؎

شیر خدا شاہ ولایت علی
تیر مخالف بتنش جا گرفت
روئے عبادت سوئے محراب کرد
چاک بہ تن چوں گلش انداختند
گلگل خونش بمصلا چکید
ساختہ گلزار مصلائے من
کز الم تیغ ندارم خبر

صیقل شرک خفی و جلی
غنچۂ پیکاں بگل او نہفت
پشت بدرد سر اصحاب کرد
غرقہ بخوں غنچۂ زنگار گوں
گفت چو فارغ ز نماز آں بدید
صورت حالش چو نمودند باز
گرچہ ز من نیست خبردار تر

روز احد چوں صف ہیجا گرفت
صد گل محنت ز گل او شگفت
خنجر الماس چو بیداختند
آمد ازاں گلبن احساں بروں
کایں ہمہ گل چیست تہ پائے من
گفت کہ سوگند بدانائے راز
. . . .

جناب امیر علیہ السلام کی کثرت صوم

عن ابن عباس قال ان الحسن والحسین مرضا فعادھما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ناس معہ فقالوا یا ابا الحسن لو نذرت علی ولدیک فنذر علی وفاطمۃ وفضۃ جاریۃ لھما ان برءا مما بھما ان یصوموا ثلاثۃ ایام فشفیا وما معھم شیء فاستقرض علی من شمعون الیھودی ثلاثۃ اصوع من شعیر فطحنت فاطمۃ صاعا واختبزت خمسۃ اقراص علی عددھم فوضعت بین ایدیھم لیفطروا فوقف علیھم السائل فقال السلام علیکم اھل بیت محمد مسکین من مساکین المسلمین اطعمونی اطعمکم اللہ من موائد الجنۃ فآثروہ وباتوا لم یذوقوا الا الماء واصبحوا صیاما فلما امسوا ووضعوا الطعام بین ایدیھم وقف علیھم یتیم فآثروہ ووقف علیھم الاسیر فی الثالثۃ ففعلوا مثل ذلک فلما اصبحوا اخذ علی بید الحسن والحسین واقبلوا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما ابصرھم وھم یرتعشون کالفراخ من شدۃ الجوع قال ما اشد ما یسوءنی ما اری بکم وقام فانطلق معھم فرای فاطمۃ فی محرابھا قد التصق ظھرھا ببطنھا وغارت عیناھا فساءہ ذلک فنزل جبرئیل

[1] بفتح ثا وکسر فا و ہمزہ زانوے شتر کہ وقت نشستن بر زمین رسد چوں بیان سینہ و بیخ زانو وما تذکر ثفنات جمع و ذو ثفنات لقب امام زین العابدین (منتخب)۔

وقال ھذا یا محمد ھناک اللہ فی اھل بیتک فقرء ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما و اسیرا (الکشاف) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایکدفعہ امام حسنؓ وحسینؓ بیمار ہوگئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چند اصحاب کے ساتھ انکی عیادت کو تشریف لائے لوگوں نے کہا یا ابا الحسنؓ اگر آپ ان دونوں صاحبزادوں کے لئے کچھ نذر مانتے تو بہتر ہوتا پس جناب علیؓ نے اور جناب سیدہؓ نے اور فضہ انکی لونڈی نے نذر مانی کہ جب اس بیماری سے انکو صحت ہوجائیگی تو ہم تین دن کے روزے رکھینگے۔ خداوند تعالی نے انکو شفا عطا فرمائی۔ انکے پاس کھانیکی کوئی چیز نہیں تھی جناب علیؓ نے شمعون یہودی سے تین پیمانے جو قرض لئے۔ جناب سیدہؓ نے اُن کو پیسا اور پانچ روٹیاں انکی تعداد کیموافق پکائیں اور افطار کے لئے انکے آگے رکھیں اتنے میں ایک سائل آکر کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا السلام علیکم اے اہل بیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک مسکین مسلمان مسکینوں میں سے حاضر ہے کچھ مجھے کھلاؤ خوان جنت سے خدا تمکو کھلائے انہوں نے وہ روٹیاں اٹھا کر اسکو دیدیں اور سوائے پانی کے گھونٹ کے کوئی چیز نہ چکھی اور صبح کو روزہ رکھا جب رات ہوئی اور طعام نکالکر کھانیکو بیٹھے ایک یتیم آگیا وہ طعام اُسکو دیدیا تیسری شب کو ایک قیدی آگیا اُنہوں نے مثل پہلی دو راتوں کے اسکو بھی طعام دیدیا جب صبح ہوئی جناب علیؓ امام حسنؓ اور حسینؓ کا ہاتھ پکڑکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں لائے جب حضرت نے اُنکو دیکھا کہ مثل چوزہ مرغ کے کانپ رہے ہیں فرمایا یہ کیا بُری حالت تمہاری ہمکو دکھائی دے رہی ہے اور اُٹھکر جناب فاطمہؓ کے پاس تشریف لیگئے اُنکو محراب میں دیکھا کہ انکا پیٹ پشت سے لگا ہوا ہے اور آنکھیں گڑھے میں پڑی ہوئی ہیں حضرت کو یہ حالت بہت بُری معلوم ہوئی اتنے میں جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا یارسول اللہ یہ لیجئے آپکے اہل بیت کیلئے خدائے پاک تہنیت دیتاہے پھر یہ آیت پڑھی وہ لوگ کہ کھلاتے ہیں اپنی محبت سے مسکین اور یتیم اور اسیر کو +

جناب امیر علیہ السلام کے صدقات

عن علی لقد رأیتنی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانی لاربط الحجر علی بطنی من الجوع وان صدقتی الیوم اربعون الفا وفی روایۃ ان صدقۃ مالی لتبلغ اربعین الف دینار (اخرجہ احمد) جناب امیرؓ فرماتے ہیں کہ اگر تو مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دیکھتا کہ میں پتھر اپنے شکم پر بھوک کی وجہ سے باندھتا ہوا تھا تا آنکہ اسدن میری زکوۃ چالیس ہزار تھی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ میرے مال کی زکوۃ چالیس ہزار دینار تک پہنچگئی تھی +

محب طبری علیہ الرحمۃ ریاض النضرۃ فی فضائل العشرہ میں اس حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں ربما یتوھم المتوھم ان مال سلغ زکوتہ ھذا القدر ولیس کذلک فانہ رضی اللہ عنہ کان ازھد الناس علی ما عرفنا قد قال ابو الحسن بن فارس اللغوی سالت ابی عن ھذا الحدیث قال معناہ ان الذی تصدقت بہ کان لی مال الی الیوم کذا ۔ ایسے اکثر مترجم کو اس حدیث سے یہ وہم پیدا ہوتا ہے کہ جناب امیرؓ کے پاس اسقدر مال تھا کہ جس کی اسقدر زکوۃ نکلتی تھی حالانکہ یہ بات نہیں ہے کیونکہ آپ سب لوگوں سے زیادہ زاہد تھے

چونکہ سابقاً آپکا حال تحریر ہو چکا ہے ابوالحسن بن فارس الغوی لکھتے ہیں کہ بیٹے اپنے والد بزرگوار سے اس حدیث کا
مطلب پوچھا وہ کہنے لگے اسکا مطلب یہ ہے کہ جناب امیر فرماتے ہیں کہ جب سے میرے ہاتھ میں مال آیا ہے اگر وہ
آج کے دن تک میرے ہاتھ میں رہتا تو اسکی زکوٰۃ اسقدر ہوتی۔ اسکے سوا ان اوقاف سے بھی مراد ہو سکتی ہے کہ جنکو
جناب امیر نے جاری کیا تھا اور قبل انکے اجرا کی وہ انکے مالک تھے اور شاید کہ انکا محاصل اس مقدار پر ہو جسکو
کہ جناب نے بیان فرمایا ہے ✤

(۳) **عن** جعفر بن محمد عن ابيه ان عمر اقطع عليا ثم اشترى على ارضا الى جنب قطعته فحفر فيها
فبينا هم يعملون فيها اذ انفجر عليهم مثل عنق الجزور من الماء فاتى على فسر بذلك فقال بشر الوارث
ثم تصدق بها على الفقراء والمساكين وابن السبيل في سبيل الله اخرجه ابن السمان والرياض النضرة
في الفضائل العشرة) جناب جعفر صادق اپنے والد یا بعد امام محمد باقر علیہ السلام سے ناقل ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے جناب علی م
کو ایک زمین کا ٹکڑا جاگیر میں دیا پھر جناب علی نے اس قطعہ زمین کے پہلو میں ایک اور قطعہ مول لیا اسمیں ایک تالاب
کھدوایا۔ لوگ تالاب کھود رہے تھے کہ ناگاہ اسمیں سے مثل اونٹ کی گردن کے ایک چشمہ نکلا اور جاری ہو گیا جب جناب
علی تشریف لائے۔ تو لوگوں نے انکو بشارت دی آپنے فرمایا یہ بشارت اسکے وارث کو دینی چاہیئے۔ آپنے فقیروں پر اور
مسکینوں پر اور مسافروں پر اسے خیرات کر دیا ✤

(۴) **عن** ابي ذر قال كنت انا وجعفر بن ابي طالب مهاجرين الى بلاد الحبشة فاهدى لجعفر جارية قيمتها اربعة
الاف درهم فلما قدمنا المدينة اهداها الى علي ليخدمه فجعلها علي في منزل فاطمة فدخلت فاطمة يوما
فنظرت الى رأس علي في حجر الجارية فقالت يا ابا الحسن فعلتها قال لا والله يا بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم
ما فعلت شيئا فالذي تريدين قالت تأذن لي في المصير الى منزل رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال قد اذنت لك فتجلببت بجلبابها
وتبرقعت ببرقعها وارادت النبي صلى الله عليه وسلم فهبط جبرئيل فقال ان الله يقرئك السلام ويقول لك
ان فاطمة اتتك تشكو عليا فلا تقبل منها في علي شيئا فدخلت فاطمة فقال لها جئت تشكين
عليا فقالت اي ورب الكعبة فقال ارجعي اليه فقولي رغم انفي لرضاك ثلاثا فقال علي اشكوتني الى رسول
الله صلى الله عليه وسلم شكوتني الى حبيبي وحبيب الله واسوأتاه اشهد يا فاطمة ان الجارية حرة والاربعة الاف درهم التي
فضلت من عطائي على فقراء المهاجرين ثم تلبس وراد النبي صلى الله عليه وسلم فهبط جبرئيل فقال يا محمد ان الله
يقرئك السلام ويقول لك قل لعلي قد اعطيتك الجنة بعتق الجارية واعطيتك ان يخرج من النار من شئت
بالاربعة الاف الدرهم التي تصدقت بها فادخل الجنة من شئت برحمتي واخرج من النار من شئت بعفوي
اخرجه ابن السبوع الاندلسي في كتاب الشفاء) ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ میں اور جعفر بن ابی طالب
جب بلاد حبشہ کو ہجرت کر گئے تھے جعفر رضی اللہ عنہ سے چار ہزار درہم کو ایک لونڈی خریدی جب ہم مدینہ میں واپس آئے
تو یہ وہ لونڈی خدمت کیلئے جناب علی کو دیدی۔ جناب علی نے اسے جناب فاطمہ کے گھر میں رکھا ایک روز جناب فاطمہ
باہر سے گھر میں تشریف لائیں دیکھا کہ جناب علی علیہ السلام اس لونڈی کی گود میں سر رکھکر لیٹے ہوئے ہیں جناب سیدہ نے
کہا یا ابا الحسن تم نے تو اس سے صحبت کی ہے۔ جناب علی نے کہا اے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بیٹی واللہ میں نے اس سے کچھ نہیں

کیا جناب سیدہؓ نے کہا آپ مجھے جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر جانے کا اذن دیں آپنے انکو اذن عطا کیا حضرت سیدہؓ کپڑے پہنکر اور برقع اوڑھکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لیگئیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبریلؑ تشریف لائے اور کہا خدا نے آپکو سلام بھیجکر کہا ہے کہ آپ کی بیٹی علیؓ کی شکایت لیکر آپکے پاس آتی ہیں آپ انکا کہنا نہ مانیں اتنے میں جناب سیدہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ گئیں آپنے فرمایا اے بیٹی تم علی کی شکایت کرنے آئی ہو۔ جناب سیدہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا برب کعبہ بیشک میں شکایت لیکر آئی ہوں آپنے فرمایا تم واپس چلی جاؤ اور علیؓ سے تین دفعہ جاکر کہو کہ میری علی الرغم آپکو اپنی رضا کا اختیار حاصل ہے۔ جب جناب علیؓ نے جناب سیدہ سے یہ کلام سنا کہنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے میری بڑی رسوائی ہوئی ہے آپنے میرے محبوب اور میرے خلیل کے پاس میری شکایت کی ہے یا فاطمہ آپ گواہ رہیں میں نے اس لونڈی کو آزاد کر دیا ہے۔ اور چار ہزار درہم جو مجھے عطا ہوئے تھے فقراء مہاجرین پر تقسیم کرنے کے لئے لیجاتا ہوں پھر آپ اپنی چادر کو اوڑھکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں تشریف لائے اتنے میں جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ پروردگار عالم نے آپکو سلام کہا ہے اور یہ کہا ہے کہ آپ علی سے کہدیں کہ میں نے تجھے لونڈی کے آزاد کرنے کے بدلے جنت عطا کی ہے اور ان چار ہزار درہم کے عوض کہ تو نے خیرات کئے ہیں تجھے اختیار دیا گیا ہے کہ جس کو تو چاہے دوزخ سے نجات دے اور میری رحمت کے ساتھ جسکو کہ تو چاہے جنت میں داخل کرے اور میری مغفرت کیساتھ جس کو کہ تو چاہے دوزخ کی آگ سے نجات دے۔

(۴) **عن** ابی سعید الخدری قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتی بجنازۃ لم یسأل عن شیء من عمل الرجل و یسأل عن دینہ فان قیل علیہ دین کف عن الصلوۃ وان قیل لیس علیہ دین صلے علیہ فاتی بجنازۃ فلما قام لیکبر سأل ھل علی صاحبکم دین قالوا دیناران فعدل عنہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال صلوا علی صاحبکم فقال علی ھما علی وھو بریء منھما فتقدم صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال لعلی جزاک اللہ خیرا فک اللہ رھانک کما فککت رھان اخیک اخرجہ الدارقطنی

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص کے جنازے پر تشریف لیجاتے تو اسکے اعمال کی نسبت کبھی سوال نہ فرماتے۔ بلکہ اسکے قرض کی نسبت پوچھتے اگر عرض کیا جاتا کہ اس شخص پر قرض ہے تو آپ خود نماز نہ پڑھتے اور اگر یہ کہا جاتا کہ اسپر قرض نہیں ہے تو آپ خود اسکی نماز پڑھاتے۔ ایک دفعہ حضورؐ ایک جنازہ پر تشریف لیگئے جب آپ تکبیر کے ارادے سے اٹھے تو لوگوں سے پوچھا تمہارے اس دوست پر قرض تو نہیں ہے لوگوں نے عرض کیا دو دینار قرض ہیں حضورؐ خود بدولت بیٹھ گئے اور لوگوں سے کہا کہ تم اپنے دوست کے جنازے کی نماز پڑھو۔ اتنے میں جناب علی علیہ السلام نے کہا ان دونوں دیناروں کا ادا کرنا میرے ذمہ ہے اور یہ ان سے بری الذمہ ہے حضورؐ نے بڑھکر اس کی نماز جنازہ پڑھی اور جناب علیؓ سے فرمایا خدا تجھے نیک جزا دے اور تیرا قرض چھڑائے جیسے کہ تو نے اپنے بھائی کو قرض سے چھڑایا ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کی سخاوت

عن ابن عباس قال کان مع علی اربعۃ دراھم لا یملک غیرھا فتصدق بدرھم لیلا وبدرھم نھارا وبدرھم سرا

فنزلت فیهم علانیة نزل قوله تعالیٰ الذین ینفقون اموالهم باللیل والنهار سرًّا وعلانیة فلهم اجرهم عند ربهم ولا خوف علیهم ولا هم یحزنون (نقل الواحدی فی تفسیره) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب علیؑ کے پاس چار درہم تھے کہ جنکے سوا آپکے پاس اور کچھ نہیں تھا۔ آپنے ایک درہم رات کو اور ایک دن کو اور ایک پوشیدہ اور ایک ظاہر خیرات کیا پس پروردگار عالم نے یہ آیت نازل فرمائی کہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کو خیرات کرتے ہیں رات میں اور دن میں پوشیدہ اور ظاہر پس انکے لیے خدا کے پاس اجر ہے اور نہیں خوف انپر اور نہ وہ اندوہگین ہونگے۔

عن ابی ذر الغفاری قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما من الایام الظهر فسئل سائل فی المسجد فلم یعطه احد شیئا فرفع السائل یده الی السماء فقال اللهم اشهد انی سألت فی مسجد نبیک فلم یعطنی احد شیئا وکان علی فی الصلوٰة راکعا فاومی الیه بخنصره الیمنی فاعطاه الخاتم فنزل قوله تعالیٰ انما ولیکم الله ورسوله والذین امنوا یقیمون الصلوٰة ویؤتون الزکوٰة وهم راکعون نقله الثعلبی فی تفسیره ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک سائل نے مسجد میں سوال کیا کسی نے اسکو کچھ نہ دیا سائل نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا اے پروردگار گواہ رہیو میں نے تیرے نبی کی مسجد میں سوال کیا ہے اور کسی نے مجھے کچھ نہیں دیا۔ جناب علی علیہ السلام رکوع میں تھے اپنے داہنے ہاتھ کی چھنگلی سے اشارہ کیا اور انگوٹھی اسکو عطا فرمائی پس خدا نے یہ آیت نازل فرمائی کہ تمہارا ولی ہے صرف اللہ اور اسکا رسول اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں در آنحالیکہ وہ جھکے ہوتے ہیں۔

عن انس بن مالک ان سائلا اتی المسجد وهو یقول من یقرض الملی الوفی وعلی راکع یقول بیده خلفه للسائل ای اخلع الخاتم من یدی قال فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا عمر وجبت قال بابی انت وامی یا رسول اللہ ما وجبت قال وجبت له الجنة واللہ ما خلعه من یده حتی خلعه من کل ذنب ومن کل خطیئة اخرجه الرافعی فی تاریخ قزوین انس بن مالک سے مروی ہے کہ ایک سائل نے مسجد میں آکر سوال کیا کہ کون ہے جو خدا کی راہ میں پورا قرض دیوے جناب علی رکوع میں تھے اپنے ہاتھ سے پیچھے کی طرف سائل کو اشارہ فرمانے لگے کہ انگوٹھی ہمارے ہاتھ سے اتار لے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر واجب ہو گئی ہے عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان کیا واجب ہو گئی آپ نے فرمایا جنت واجب ہو گئی ہے سائل نے انکے ہاتھ سے انگوٹھی نہیں اتاری مگر ان سے ہر ایک گناہ اور خطا اتر گئی۔

جناب امیر علیہ السلام کی سخاوت کو حضرت کے نصف مزاج دشمن بھی تسلیم کرتے تھے۔ قال معاویة بن ابی سفیان لمحفن بن ابی محفن لما قال له جئتک من عند ابخل الناس فقال ویحک کیف تقول انه من ابخل الناس ولو ملک بیتا من تبر وبیتا من تبن لنفد تبره قبل تبنه (مطالب السؤول) یعنی جبکہ محفن بن ابی محفن نے معاویہ بن ابو سفیان سے کہا کہ میں بخیل ترین خلائق کے پاس سے تیرے پاس آیا ہوں معاویہ نے کہا افسوس ہے تجھ پر تو انکو کیونکر بخیل کہتا ہے اگر انکو ایک سونے کے گھر کا اور ایک انجیر کے گھر کا مالک کیا جائے تو قبل اسکے کہ وہ انجیر کا گھر تمام ہو سونے کا گھر تمام ہو جائیگا۔

قال الشعبی وقد ذکر علیا علیه السلام کان اسخی الناس علی الخلق الذی یحبه اللہ السخاء والجود ما قال لا لسائل قط وانه کان یستقی بنخل قوم من یهود المدینة حتی تجلت یده وتصدق بالاجرة ویشد علی بطنه حجرا (مطالب السؤول)

شعبی رحمۃ اللہ علیہ جناب امیر علیہ السلام کی سخاوت کا ذکر کرتے ہیں کہ جناب امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام لوگوں سے ایسے سخی ترین تھے اور سخاوت اور جود کو محبوب رکھتے تھے کہ آپ نے کبھی کسی سائل کیلئے اپنی زبان مبارک سے لا نہیں کہا تھا اور اپنے ہاتھ سے مدینہ کے یہودیوں کے نخلستان کو سیراب کرتے تھے یہانتک کہ آپکے ہاتھوں میں آبلے پڑ جاتے تھے اور اجرت کے پیسے خیرات کرتے اور اپنے پیٹ پر بھوک کی وجہ سے پتھر باندھ لیتے تھے ✦

قال الکفوی فی الطبقات کان علی یبارز کافرا وقد اصطف الفریقان وفی المسلمین قلۃ وفی الکفرین کثرۃ بلغ عدد الکفار اثنی عشر الف فارس فقال له الکافر فی المبارزۃ ادنی سیفک یا علی حتی انظر الیه فدفع علی سیفه الیه فقال الکافر عجبا الک یا ابن ابی طالب بعد ما حیث دفعت السیف الی فی اوان القتال قال لما مددت الید الی سددت بی السائل ولما احسن من مودتی ان ارد ید السائل وان کان کافرا فاسلم الکافر علامہ کفوی طبقات میں لکھتے ہیں کہ علیؑ ایک کافر سے لڑ رہے تھے اور دونوں طرف لشکر کے لوگ صف باندھے کھڑے تھے مسلمان بہت تھوڑے تھے اور کفار کثرت سے تھے۔ کفار کی جمعیت دس ہزار کے قریب تھی کافر نے جناب امیر سے عرض کیا یا علیؑ آپ اپنی تلوار مجھے دکھائیں جناب امیر نے اپنی تلوار اسکو دیدی کافر نے تلوار ہاتھ میں لیکر کہا اب کہ آپ تلوار مجکو دیچکے ہیں اب آپ مجھ سے کیونکر بچ سکینگے۔ جناب امیر نے فرمایا جبکہ تو نے بھیک مانگنے والوں کی طرح سے ہمارے سامنے ہاتھ بڑھایا تو مروت نے تقاضا کیا کہ بھیک مانگنے والے کا ہاتھ رد کیا جائے اگرچہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو یہ سنکر وہ کافر مسلمان ہو گیا ✦

وکان علیہ السلام یقول لا عجب ممن یشتری الممالیک بماله ولا یشتری الاحرار بمعروفه ذکرہ الفقیہ ابوبکر ابن محمد بن الحسین السبیلانی فی المرشدی فی مناقب الاصحاب) جناب امیر سے مروی ہے کہ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے عجب ہے ان لوگوں سے جو اپنا مال غلاموں کے مول لینے پر صرف کرتے ہیں اور اپنے احسان سے آزاد لڑکوں کو مول لیکر غلام نہیں بناتے ✦

جناب امیر علیہ السلام کی مہمان نوازی

بکا علی یوما فسئل فقال لم یاتنی ضیف منذ سبعۃ ایام اخاف ان یکون اللہ اهاننی (نقلہ ابن حجر المکی فی اسنی المطالب فی صلۃ الاقارب) ایک دن جناب امیر علیہ السلام رونے لگے لوگوں نے رونیکا سبب پوچھا آپ نے فرمایا سات روز ہو گئے ہیں کہ کوئی مہمان میرے پاس نہیں آیا۔ مجھے خوف ہے کہ خدا نے کہیں مجھے حقیر نہ کر دیا ہو ✦

جناب امیر علیہ السلام کی اصابت رائے

تمام شیوخ متفق ہیں کہ اسلام میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی خلیفہ مدبر پیدا نہیں ہوا اسکی خاص وجہ یہ تھی کہ حضرت عمر ہمیشہ جناب علی علیہ السلام سے مشورہ لیتے تھے ایکدفعہ حضرت عمر نے خود بنفس نفیس حرب روم میں جانیکا ارادہ کیا جناب امیر نے منع کیا کہ آپ بذات خاص حرب میں شریک نہ ہوں اگر آپ شہید ہو جاتے تو کسر

شان اسلام ہوگی اور اشاعت اسلام میں فتور آ جائیگا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپکے فرمانے کے مطابق عمل کیا ٭

جناب امیر علیہ السلام کا حسن سلوک

فلما ظفر علی بعائشة ام المؤمنین رضی اللہ تعالی عنها اکرمها وبعث معها الی المدینة عشرین امرأة من نساء عبد القیس عممهن بالعمائم وقلدهن بالسیوف فلما دخلت المدینة القین العمائم وقلن لها انما نحن نسوة (عقد الراصدی) نقل ہے کہ جب جمل میں جناب امیر علیہ السلام حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر ظفر یاب ہوئے تو انکی نہایت تعظیم و تکریم کی اور انکو مدینہ منورہ کی طرف روانہ فرمایا اور بیس عورتیں قبیلہ عبد القیس کی انکی معیت میں روانہ کیں اور انکو عمامے اور تلواریں بندھوائیں جب مدینہ شریف میں پہنچیں تو انہوں نے ظاہر کیا ہم عورتیں ہیں آپ کی حفاظت کے لئے ہمکو لباس مردانہ پہنا کر بھیجا ہے اور اپنے عمامے سر پر سے اتار دیئے ٭

جناب امیر علیہ السلام کا کرم

عن ابی اسحاق السبیعی قال سالت اکثر من اربعین رجلا من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم من کان اکرم الناس علی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالوا علی بن ابی طالب (اخرجه الفضائلی) ابو اسحاق السبیعی سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چالیس صحابیوں سے زیادہ کو پوچھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں کون بزرگ زیادہ تر صاحب کرم تھا سب نے یہی کہا کہ جناب علی بن ابی طالب سب سے زیادہ صاحب کرم تھے ٭

جناب امیر علیہ السلام کی سیاست

عن عبد اللہ بن شریک العامری عن ابیه قال اتی علی بن ابی طالب فقیل ان ههنا قوما علی باب المسجد یزعمون انک ربهم فدعاهم فقال لهم ویلکم ما تقولون قالوا انت ربنا وخالقنا ورازقنا فقال ویلکم انما انا عبد مثلکم آکل الطعام کما تاکلون واشرب کما تشربون ان اطعته اثابنی ان شاء اللہ وان عصیته خشیت ان یعذبنی فاتقوا اللہ وارجعوا فابوا فطردهم فلما کان الغد غدوا علیه فجاء قنبر فقال واللہ رجعوا یقولون ذلک الکلام فقال ادخلهم علی فقالوا مثل ما قالوا وقال لهم مثل ما قال الا انه قال انکم ضالون مفتونون فابوا فلما کان الیوم الثالث اتوه فقالوا مثل ذلک القول فقال لهم واللہ لئن قلتم لاقتلنکم باخبث قتلة فابوا الا ان یتموا علی قولهم فخد لهم اخدودا بین باب المسجد والقصر واوقد فیه نارا وقال انی طارحکم فیها او ترجعون فابوا فقذف بهم (اخرجه الذهبی فی التلخیص) تردیبهم محمول علی الاستتناء بعد ما اصروا والنهی عنه محمول علی دعاء رجعتهم او رجوع بعضهم) عبد اللہ بن شریک العامری اپنے والد سے ناقل ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام سے لوگوں نے بیان کیا کہ یہاں مسجد کے دروازے پر ایک گروہ ہے جو آپکی نسبت یہ خیال کرتے ہیں کہ آپ انکے خدا ہیں جناب امیر نے انکو اپنے سامنے بلوا کر کہا تم ہلاک ہو جاؤ تم کیا بک رہے ہو وہ لوگ سب کے سب کہنے لگے آپ ہمارے رب ہیں اور آپ ہمارے خالق ہیں بعد آپ ہمارے رازق ہیں آپ نے فرمایا تم ہلاک ہو جاؤ میں تو تمہاری مانند ایک بندہ ہوں۔

میں بھی کھاتا پیتا ہوں جس طرح کہ تم کھاتے پیتے ہو اگر میں خدا تعالیٰ کی اطاعت کرونگا تو انشاء اللہ وہ مجھ کو ثواب عطا کریگا۔ اور اگر میں گناہ کرونگا تو ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے عذاب کرے تم اللہ سے ڈرو اور اس سے باز آؤ۔ انہوں نے انکار کیا جناب امیر علیہ السلام نے انکو اپنے پاس سے ہٹا دیا۔ دوسرے دن وہ پھر آئے قنبر نے آکر عرض کیا کہ وہ لوگ آج پھر آئے ہیں۔ اور وہی بات کہتے ہیں آپ نے فرمایا انکو میرے پاس لے آ۔ انہوں نے پھر وہی بات کہی جو پہلے کہی تھی اور آپ نے بھی ان سے وہی بات کہی جو پہلے کہی تھی مگر اسکے ساتھ یہ بھی کہا کہ تم گمراہ اور فتنہ انگیز ہو۔ انہوں نے پھر بھی انکار کیا تیسرے روز پھر وہ لوگ جناب امیر کے سامنے لائے گئے آپ نے فرمایا کہ اگر تم نے پھر وہی بات کہی تو میں تمکو نہایت بری حالت سے قتل کر دونگا انہوں نے پھر انکار کیا اور اپنی بات پر ثابت رہے آپ نے انکے لئے مسجد اور قصر کے درمیان گڑھا کھدوا کر اس میں آگ جلوائی اور فرمایا اب بھی تم باز آؤ ورنہ میں تمکو اس گڑھے میں ڈالدونگا۔ وہ لوگ اسی بات پر رہے آپ نے انکو اسمیں ڈلوا دیا۔ علماء نے بھی مخلصین میں لکھتے ہیں کہ وہ ارتداد کی وجہ سے خاص ایسی سزا پانیکے لئے اور طرح کے مجرموں سے زیادہ مستحق سمجھے گئے تھے۔ اور انکا آگ میں ڈلوانا باوجودیکہ احادیث صحیحہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے نہی مروی ہے محمول اس امر پر تھا کہ شاید وہ اپنے ارتداد سے باز آئیں یا ان میں سے چند اشخاص اپنے قول سے توبہ کریں ۔

قیل لنصیر مولی علی لما قال له انت الله فحرقه بالنار فقال فهو یحترق ولو لم یکن الها لم یعذب بالنار (اخرجه الملا علی القاری فی شرح شفاء قاضی عیاض) روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کے غلام نصیر نے جناب امیر سے کہا آپ خدا ہیں حضرت امیر نے اسکو آگ میں ڈلوا دیا وہ جلتا ہوا کہنے لگا اگر یہ خدا نہ ہوتا تو آگ کا عذاب مجھ پر [illegible]

نصرت دین یعنی امیر علیہ السلام کا جہاد

نصرت دین سے مراد جہاد ہے کہ مدار نفس سمجھا جاتا ہے اور خدا کے نزدیک مجاہد کا مرتبہ کثرت ثواب کی وجہ سے نہایت بلند ہے لا یستوی القاعدون من المومنین غیر اولی الضرر والمجاهدون فی سبیل الله باموالهم وانفسهم فضل الله المجاهدین علی القاعدین ۔

(جہاد کی دو قسمیں ہیں جہاد مع النفس و جہاد مع العدو)

جناب امیر علیہ السلام کا جہاد مع النفس

جہاد مع النفس جسے شارع علیہ السلام نے جہاد اکبر سے تعبیر کیا ہے مشتہیات نفس سے مخالفت کرنیکا نام ہے اور زہد اور تقویٰ اسکے آلات ہیں جناب امیر علیہ السلام کے زہد و تقویٰ اور نفس کشی کا حال باب زہد میں بطریق تفصیل بیان ہو چکا ہے اور ہم ثابت کر چکے ہیں کہ آپ بمصداق مضمون صداقت مشحون ان اکرمکم عند الله اتقاکم سر آمد اتقیا تھے جنکے تقویٰ کی نسبت قرآن شریف با آواز بلند شہادت ادا کرتا ہے کما قال الله تبارک و تعالیٰ الذین جاء بالصدق وصدق به اولئک هم المتقون یعنے وہ جو سچائی کے ساتھ آیا ہے اور جو اسکی تصدیق کرتا ہے وہی متقی ہیں۔ اخرجه ابن عساکر عن مجاهد فی قوله تعالی والذی جاء بالصدق رسول الله صلی الله علیه وسلم وصدق به علی بن ابی طالب یعنے ابن عساکر مجاہد سے روایت کرتے ہیں کہ الذی جاء بالصدق سے

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق سے جناب علی بن ابی طالب مراد ہیں +

جناب امیر علیہ السلام کا جہاد مع العدو

یہ جہاد دو قسم پر ہے۔ جہاد بالدعوت اور جہاد بالسیف +

جناب امیر علیہ السلام کا جہاد بالدعوت

جہاد بالدعوت وہ ہے کہ وعظ و نصیحت اور ترغیب و ترہیب سے اور دلائل قائم کرکے مخالفوں کے تمام شبہات رفع کئے جائیں اور انکے دلوں کو اسلام کی طرف گرویدہ کیا جائے۔ فی التحقیقت اس قسم کا جہاد منشاء بعثت کے مطابق ہونے کی وجہ سے نہایت افضل اور اعلی ہے۔ حضرت امیرؑ کے وعظ سے تمام یمن مشرف باسلام ہوا ہے +

عن البراء بن عازب قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خالد بن الولید الی الیمن یدعوھم الی الاسلام فکنت فیمن سار معہ فاقام علیہ ستۃ اشھر لا یجیبونہ الی شیء فبعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابی طالب فلما وصل الی اوائل الیمن بلغ الخبر فجمعوا لہ فصلی بنا علی ثم صففنا صفا واحدا تقدم بین ایدینا فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قرء علیھم کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاسلمت ھمدان کلھا فی یوم واحد وکتب بذلک الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما قرء کتابہ خر ساجدا (اخرجہ ابو عمر والحافظ ابن عبد البر فی الاستیعاب) براء بن عازب سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو یمن میں بھیجا تاکہ وہاں کے باشندوں کو اسلام کی طرف دعوت کریں میں بھی انہیں کے ساتھ تھا وہ چھ مہینے تک دعوت اسلام کرتے رہے لیکن ان لوگوں نے کوئی بات قبول نہ کی۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی طرف علی بن ابی طالب کو روانہ کیا۔ جب آپ حدود یمن پر پہونچے سب لوگ انکی خدمت میں جمع ہوگئے جناب علیؑ نے ہمارے ساتھ نماز ادا کی جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو ہم انکے سامنے صف باندھکر کھڑے ہوگئے آپ ہمارے سامنے تشریف لائے اور خدا کی صفت و ثنا کے بعد جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کا خط پڑھکر سنایا بعد ان کے تمام لوگ ایکہی دن میں مسلمان ہوگئے یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں لکھکر بھیجی گئی آپ سجدہ شکر بجالائے +

جناب امیر علیہ السلام کا جہاد بالسیف

جناب امیر علیہ السلام کی شجاعت سے جسقدر کہ دین اسلام کو نفع پہنچا ہے وہ کسی سے نہیں پہنچا۔ اربعین میں امام فخر الدین طائی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں وقد کان فی الصحابۃ جماعۃ کابی دجانۃ وخالد بن ولید وکانت شجاعۃ اکثر نفعا من شجاعۃ الکل الا تری ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یوم الاحزاب لضربۃ علی خیر من عبادۃ الثقلین یعنے صحابہ میں مثل ابو دجانہ اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہم کے ایک ایسی جماعت تھی جو شجاعت میں مشہور تھی لیکن سب کی شجاعت سے جناب امیر علیہ السلام کی شجاعت زیادہ تر نفع رساں تھی تم نہیں دیکھتے ہو کہ جنگ احزاب کے روز آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علیؑ کی ایک ضرب جن وانس کی عبادت سے افضل ہے ۔

پروردگار نے اپنی کلام پاک میں حضرت امیرؑ کے جہاد کو دوسرے صحابہؓ کے اعمال پر ترجیح دی ہے اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام کمن امن باللہ والیوم الاخر وجاھد فی سبیل اللہ لا یستوون عند اللہ یعنی کیا گردانتے ہو تم حاجیوں کا پانی پلانا اور مسجد حرام کی تعمیر اس شخص کی مانند جو اللہ اور قیامت پر ایمان لایا اور خدا کی راہ میں جہاد کیا۔ نہیں ہیں وہ لوگ برابر اللہ کے نزدیک اخرج ابو حاتم وابو الشیخ وعبد الرزاق وابن ابی شیبۃ وابن جریر وابن منذر والثعلبی فی تفسیرہ والواحدی فی کتابہ المسمی باسباب النزول والقرطبی وابن اثیر فی جامع الاصول۔ والنسائی فی سننہ والسیوطی فی الدر المنثور والحافظ ابو نعیم فی فضائل الصحابۃ قالوا ان علیاً والعباس وطلحۃ بن ابی شیبۃ افتخروا فقال طلحۃ انا صاحب البیت مفتاحہ بیدی ولو شئت کنت فیہ فقال العباس انا صاحب السقایۃ والقائم علیہا فقال علی لا ادری لقد صلیت ستۃ اشہر قبل الناس وانا صاحب الجہاد فی سبیل اللہ فانزل اللہ اجعلتم سقایۃ الحاج الخ ابو حاتم اور ابو الشیخ اور عبد الرزاق وغیرہ لکھتے ہیں کہ علیؑ اور عباسؓ اور طلحہ بن ابی شیبہ باہم فخر کرنے لگے طلحہؓ نے کہا میں خانہ کعبہ کا متولی ہوں اور اسکی کنجی میرے ہاتھ میں ہے میں چاہوں تو اسی میں رہوں عباسؓ کہنے لگے کہ میں زمزم کا مالک ہوں اور اسکا نگہبان ہوں علیؑ نے کہا میں نہیں جانتا میں نے چھ مہینے پیشتر سب لوگوں سے نماز پڑھی اور خدا کی راہ میں جہاد کرنیوالا ہوں پس پروردگار نے یہ آیت نازل فرمائی کہ کیا گردانتے ہو تم حاجیوں کا پانی پلانا الخ۔ کتب سیر کے مطالعہ سے واضح ہو سکتا ہے کہ حضرت امیرؑ سوا تبوک کے کل مشاہد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علمدار رہے ہیں چنانچہ علامہ ابن عبد البر استیعاب میں لکھتے ہیں۔ **عن** ابن عباس قال لعلی اربع خصال لیست لاحد غیرہ ہو اول عربی وعجمی صلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو الذی کان لوائہ معہ فی کل زحف وہو الذی صبر معہ یوم فر عنہ غیرہ وہو الذی غسلہ وادخلہ فی القبر۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ علیؑ کی چار خصلتیں ایسی ہیں کہ انکے سوا کسی دوسرے کو نہیں۔ وہ سب عربی اور عجمی لوگوں سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی ہے اور وہ وہ شخص ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ایک لشکر میں علمدار تھے۔ اور وہ وہ شخص ہیں کہ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے سب لوگ بھاگ گئے تو وہ آپکے ساتھ صبر کئے رہے اور وہ وہ شخص ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا اور انکو قبر میں اتارا۔ اور اس بات پر بھی سب محدثین کا اتفاق ہے کہ تبوک کے سوا حضرت امیر علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ تمام مشاہد میں حاضر رہے ہیں چنانچہ دوسرے مقام پر علامہ موصوف لکھتے ہیں واجمعوا علی انہ صلی القبلتین وہاجر وشہد بدراً والحدیبیۃ وسائر المشاہد وابلی ببدر واحد وخندق وذکر السراج فی تاریخہ انہ لم یتخلف عن مشہد شہدہ الا تبوک فانہ خلفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی المدینۃ علی عیالہ یعنی سب محدثین نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ جناب علی علیہ السلام ایسے شخص ہیں جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ ہجرت کی ہے اور بدر اور حدیبیہ اور تمام غزوات میں حاضر رہے ہیں اور بدر اور احد اور خندق میں آپنے کار نمایاں کئے ہیں سراج اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ آپ کسی مشہد سے غیر حاضر نہیں رہے سوا تبوک کے کہ وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکو اپنے عیال کی حفاظت کیلئے مدینہ میں پیچھے چھوڑ گئے تھے ۔

تمام مشاہد میں جو حیرت انگیز کارروائیاں حضرت امیرؑ سے ظاہر ہوئی ہیں تمام کتب سیر اس سے بھری پڑی ہیں ہم ان کی تفصیل باب شجاعت میں لکھینگے ۔

اسبات کے ہم بھی قائل ہیں کہ شیخین رضی اللہ عنہما کے عہد خلافت میں جس قدر بلاد حوزۂ اسلام میں آئے ہیں۔ جناب امیر علیہ السلام کے عہد خلافت میں نہیں آئے ۔

لیکن اول تو جناب امیر بہت تھوڑے دنوں جلیسہ رہے ہیں آپکی خلافت تین مہینے کم پانچ برس سے زیادہ قائم نہیں رہی تذکرہ خواص الامہ میں علامہ سبط ابن الجوزی لکھتے ہیں قال الواقدی وکانت خلافتہ خمس سنین الا ثلاثۃ اشھر لانہ بویع فی ذی الحجۃ ثمان عشرۃ لیلۃ خلت من سنۃ خمس وثلثین واستشہد فی رمضان سنۃ اربعین یعنے واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ آپکی خلافت تین مہینے کم پانچ برس ہوئی کیونکہ اٹھارہویں ذی الحجہ ۳۵ھ کو لوگوں نے آپسے بیعت کی اور رمضان سنہ ۴۰ھ میں آپ شہید ہوگئے ۔

اس فرصت قلیل میں خانہ جنگیوں سے آپکو دم بھر کی مہلت نہیں ملی ابھی بیعت کی تکمیل بھی نہیں ہوئی تھی کہ واقعہ جمل پیش آیا اور ابھی اس واقعہ کا خاتمہ نہیں ہوچکا تھا کہ صفین کا ہنگامہ شروع ہوگیا جس میں آپ کی خلافت کا بڑا حصہ صرف ہوا۔ علامہ ابن عبد البر استیعاب میں لکھتے ہیں فحارب معاویۃ علیا خمس سنین وقال ابو عمر اربع سنین یعنے جناب علیؑ سے امیر معاویہ پانچ برس تک لڑتے رہے اور ابو عمر کہتے ہیں ٹھیک بات یہ ہے کہ چار برس غرضیکہ ابھی اس معرکہ سے فارغ نہیں ہوچکے تھے کہ آپکو خارجیوں سے لڑنا پڑا پس ایسے واقعات کی موجودگی میں جنکی سد راہ ہونیسے نہ آپ ممالک غیر پر فوج کشی کر سکتے تھے اور نہ فتح بلاد کی طرف متوجہ ہوسکتے تھے۔ اگر صحابہ کا وہی اتفاق جو عہد شیخین میں تھا جناب امیر کی خلافت کیوقت بھی قائم رہتا تو البتہ دونوں زمانوں کے فتوحات کا موازنہ کیا جاتا ۔

تاہم کتب کے دیکھنے سے معلوم ہوسکتا ہے کہ باوجود ان خانہ جنگیوں کے جو فرصت کے آپنے اشاعت اسلام اور بلاد کے فتح کرنے میں اپنی ہمت کو مبذول رکھا ہی اور اس جہاد میں بھی آپ دیگر صحابہ کرام سے کم نہیں رہے۔ چنانچہ علامہ ابن اثیر کامل التواریخ میں لکھتے ہیں وتوجہ الحارث بن مرۃ العبدی الی بلاد السند غازیا متطوعا بامر امیر المؤمنین علی بن ابی طالب فغنم واصاب غنائم وسبیا کثیرا وقسم فی یوم واحد الف راس وبقی غازیا الی ان قتل بارض القیقان ھو ومن معہ یعنے جناب امیر علیہ السلام کے حکم سے حرث بن مرہ العبدی نے سندھ کے ملک کا قصد کیا اور جہاد کرکے بہت غنیمت حاصل کی اور کفار کو گرفتار کر لیا چنانچہ ایکدن میں ایکہزار لونڈی اور غلام غنیمت کے مال میں تقسیم کئے اور ایک مدت تک حارث بن مرہ وہاں پر مصروف جہاد رہے یہانتک کہ وہ اور انکے تمام ہمراہی ارض قیقان میں شہید ہوگئے ۔

جناب امیر علیہ السلام کا فوجیں اور پے جہاد کی غرض سے وجہا بھیجنا

روضۃ الصفا میں محمد خاوند شاہ لکھتے ہیں چنانچہ بروایتی آمدہ کہ در زمان حضرت امیر بعض گشت کہ تسکین حرارت تیرہ دلان شد ... آمدہ عاعدان خون آشام ... مثل یاسر و سہیل بن حنیف و قیس بن سعد و عدی بن حاتم الطائی و جمعی دیگر از صحابہ کرام بہ محاربہ اعادہ دولت روی آوردند و مجموع طوائف قبائل کہ حاضر بودند اشارت نمایند

را فضول نمودند۔ مگر نفر منفر فرمودند کہ اصحاب شامل ... بین مسلمین کہ بعرض رسانیدند کہ یا امیر المؤمنین بابا وجود اعتراف کمالات
ذات مرضیۃ الصفات تو در قتال اہل قبلہ بر ... یقین ہم اگر ... انجا نظرت تعرض از ثغور اسلام ما مصرو در نفی تا با کفار جہاد
کنیم نہایت عاطفت باشد آنحضرت تمسک شیاں را بیند دل ... اشتہ فرمان داد کہ بجانب قزوین و زنگ روند و لوائے مجاہدہ آن
طائفہ بستہ ربیع و بیع ... خشم بایران جماعت ... سر بر گردانیدند انتہے تحفہ ۔

جناب امیر علیہ السلام کا آداب الحرب

جنگ شاہد ہیں اور اُحد و احزاب وغیرہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات بابرکات میں پیش آئیں جناب امیر علیہ السلام
کی شجاعت ذاتی اور فن پہلوانی کا ظہور ہوا ہے جسکے سامنے سام و نریمان کی سطوت و شوکت بازیچہ اطفال سے زیادہ وقعت نہیں
رکھتی سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال پُر ملال کے بعد جناب امیر علیہ السلام کو تین واقعے پیش آئے جنگ صفین نہروان
ان تینوں میں آپکی ذاتی جوہر جانبازی کے ساتھ آپکا فن سپہ سالاری اور آداب حرب بدرجۂ کمال ظاہر ہوا جسے علی الکمال
پایہ ثبوت کو پہنچ سکتا ہے کہ آپ بہت تھوڑی سی فوج کے ساتھ مقابل کی تعداد کثیر کو پسپا کر دیتے تھے ۔

چنانچہ واقعہ جمل کی نسبت علامہ یوسف گنجی الشافعی کفایۃ الطالب میں لکھتے ہیں ذکر نقلۃ الاخبار و اصحاب
التواریخ ان عدۃ من قتل من اصحاب الجمل ستۃ عشر الفا و سبعمائۃ و تسعون رجلا وکان جملتہم ثلاثین الفا
فاتی القتل علی اکثر من نصفہم وان عدۃ من قتل من اصحاب علی الف رجل و سبعون رجلا وکان عدتہم
عشرین الفا یعنے ناقلان اخبار و صاحبان تاریخ ذکر کرتے ہیں کہ اصحاب جمل تیس ہزار تھے جنمیں سے سولہ ہزار سات سو نوے
مارے گئے پس اُنکے مقتولوں کی تعداد نصف سے زیادہ تھی۔ چنانچہ امیر کی طرف بیس ہزار تھے اُنمیں سے صرف ایک ہزار
مقتول ہوئے ۔

اور حرب صفین کی نسبت علامہ موصوف لکھتے ہیں قال ابن خیثمہ وفی اوائل سنۃ سبع و ثلاثین سار معاویۃ
من الشام وکان عدتہ ... من العراق فالتقیا بصفین علی شاطی الفرات فقتل من اصحاب علی خمسۃ
وعشرون الفا منہم عمار بن یاسر وکان عدۃ عسکرہ تسعین الفا وقتل من اصحاب معاویۃ خمسۃ و اربعون
الفا وکان عدتہم مائۃ وعشرین الفا یعنی ابن خیثمہ بیان کرتے ہیں کہ ہجرت کے سینتیسویں برس امیر معاویہ شام سے
چلے اور وہ اپنی ذات کیلئے خلافت کے مدعی تھے اور جناب امیر علیہ السلام عراق سے روانہ ہوئے فرات کے کنارے صفین
کے مقام پر دونوں کا مقابلہ ہوا۔ جناب امیر علیہ السلام کے اصحاب میں سے پچیس ۲۵ ہزار شہید ہوئے جنمیں سے عمار بن یاسر بھی تھے
اور آپکے لشکر کی کل تعداد نوے ہزار تھی اور امیر معاویہ کی فوج میں سے پینتالیس ہزار مارے گئے اور اُنکے لشکر کی تعداد
ایک لاکھ بیس ۱۲۰ ہزار تھی ۔

اور جنگ نہروان کی نسبت لکھتے ہیں فلم یبق منہم غیر اربعۃ الاف فرجعوا الی علی فقال علیہ السلام کفوا عنہم حتی
یبدؤکم فتنادوا الرواح الی الجنۃ وحملوا علی الناس فانفرقت خیل علی فرقتین حتی صاروا فی وسطہم
عطفوا علیہم من المیمنۃ والمیسرۃ و استقبلت الرماۃ وجوہہم بالنبل وعطفت علیہم الرجالۃ بالسیوف
والرماح فما کان باسرع من ان اہلکوہم وکانوا اربعۃ الاف فلم یفلت منہم الا سبعۃ انفس لا غیر

خارجیوں میں چہار ہزار سے باقی ہر سب وہ اکٹھے ہو کر جناب امیرؑ کی طرف آئے جناب امیر علیہ السلام نے اپنے لشکریوں سے کہا نہ جیسے سوچتے کہ وہ تمہارے سامنے آجائیں بس وہ چلاتے ہوئے کہ راحت او راسا یش جنت ہی میں ہے۔ جناب امیرؑ کے لشکر پر حملہ آور ہوئے جناب امیرؑ کا لشکر دو گروہوں میں بٹ گیا۔ یہاں تک کہ تمام خارجی انکے گھیرے میں آ گئے۔ پھر انکا لشکر میمنہ اور میسرہ دونوں طرف ٹوٹ پڑا۔ تیر انداز ان کے سامنے سے تیر اندازی کرتے ہوئے آگے بڑھے اور پیادے نیزوں اور تلواروں سے ان پر ٹوٹ پڑے تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ وہ چار ہزار سب کے سب مارے گئے۔ سات آدمی بھی سوا ان میں سے باقی بچے وفی کامل التواریخ فما افلت منہم الا تسعۃ انفس فلم یقتل من اصحاب علی الا سبعۃ۔ علامہ ابن اثیر جزری کامل التواریخ میں لکھتے ہیں کہ خارجیوں میں صرف نو آدمی باقی بچے اور جناب امیر علیہ السلام کے لشکر میں سے صرف سات آدمی شہید ہوئے۔

جناب امیر علیہ السلام کی شجاعت

(۱) المصعب بن الزبیر کان علی حذرا فی الحروب شدید الروغان لا یکاد احد یتمکن منہ وکانت درعہ صدرا لا ظہر لہا فقیل لہ اما تخاف ان تؤتی من قبل ظہرک فقال اذا مکنت عدوی من ظہری فلا ابقی اللہ ان ابقی علی (مستطرف) مصعب بن زبیر کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ لڑائیوں میں بہت ہوشیار تھے اور اس کی گھاتیں خوب جانتے تھے ممکن نہ تھا کہ کوئی آپ پر چوٹ لگا سکے آپکی زرہ فقط آگے کے لئے تھی پیچھے پشت کے نہیں تھی لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ حضرت آپ اس بات سے نہیں ڈرتے کہ آپکا کوئی دشمن پیچھے سے آئے آپ نے فرمایا کہ اگر میں اپنے دشمن کو پیچھے سے آنے دوں تو خدا مجھے باقی نہ رکھے۔

(۲) حاقدم عدی بن حاتم علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحادثہ فقال یا رسول اللہ ان فینا اشعر الناس واسخی الناس وافرس الناس فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمہم قال اما اشعر الناس فامرء القیس بن حجر واما اسخی الناس فحاتم بن سعد یعنی اباہ واما افرس الناس فعمرو بن معدیکرب فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس کما قلت یا عدی اما اشعر الناس فالخنساء بنت عمرو واما اسخی الناس فمحمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنی نفسہ واما افرس الناس فعلی بن ابی طالب (مخزن الادب) یعنی عدی بن حاتم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں شرفیاب ہوا اور باتیں کرنے لگا کہنے لگا یا رسول اللہ ہم لوگوں میں ایک بڑا شاعر ہے ایک بڑا سخی ہے اور ایک بڑا شاہسوار ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے نام بیان کرو وہ بولا کہ بڑا شاعر امرء القیس بن حجر ہے اور بڑا سخی حاتم بن سعد یعنی اسکا باپ ہے اور بڑا شاہسوار عمرو بن معدیکرب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جیسے تو کہتا ہے اس طرح سے نہیں اشعر الناس خنساء عمرو کی بیٹی ہے اسخی الناس محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور بڑا شہسوار علی بن ابی طالب ہے۔

قتیبہ لکھتا ہے کہ جب صفین کا جھگڑا بہت بڑھ گیا تو حضرت علیؑ نے معاویہ کو اپنی مبارزت کیلئے طلب کیا تاکہ دونوں میں ایک کے قتل کی وجہ سے مسلمان آرام پا جائیں۔ عمرو بن عاص نے کہا فقد انصفک علی۔ علی نے انصاف کیا ہے۔ معاویہ نے کہا انا لم یغبن بنا ذرۃ الا الحسن وانت تعلم انہ شجاع المطرق ارادت طمعت فی امارۃ الشام بعدی یعنی تو مجھ ابو الحسن

ساتھ پیار نہ کرتے تھے کہتا ہے حالانکہ جانتا ہے کہ وہ ... بہادر ہے ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تو میرے بعد تمام عالم کا امیر ہونا چاہتا ہے ۔

عن ابن عباس وقد سأله رجل اكان علی رضی اللہ تعالی عنہ یباشر القتال بنفسہ یوم صفین فقال واللہ ما رأیت رجلا اطرح لنفسه فی متلف من علی ولقد کنت اراه یخرج حاسر الراس بیدہ السیف الی الرجل الدارع فیقتلہ ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے پوچھا کیا جناب امیر جنگ صفین میں بذات خود بھی لڑتے تھے ابن عباس نے کہا میں نے ان کی مانند کسی کو اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالتے ہوئے نہیں دیکھا ۔ میں نے ان کو دیکھا ہے کہ حالت لڑائی میں ننگے سر نکل آتے تھے ایک ہاتھ میں عمامہ ہوتا تھا اور ایک ہاتھ میں شمشیر ۔

جناب امیر کی تلوار کی کاٹ کی نسبت صاحب حیوۃ الحیوان لغلادۃ الغوامض سے لکھتا ہے کہ ضربات علی کانت ابکارا اذا اعتلی قد واذا اعترض قط یعنی جناب امیر کی ضربیں ایک بار ہی پورا کاٹ دینے والی تھیں اگر سر پر پڑتی تھیں تو نیچے تک تسمہ لگا نہ چھوڑتی تھیں اور اگر کروٹ پر پڑتی تھیں تو دو ٹکڑے کر کے صاف کاٹ جاتی تھیں ۔

واقعہ شب ہجرت

کمال الدین بن طلحہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ مطالب السؤل میں اور علامہ بن یوسف گنجی الشافعی قدس اللہ سرہ کفایۃ الطالب میں لکھتے ہیں کہ پہلا واقعہ کہ جس میں جناب علی علیہ السلام کی شجاعت کا ظہور ہوا ہے یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انصار مدینہ نے عہد و پیمان پر بیعت کی اور مسلمان مکہ والوں کی ایذا سے مدینہ کو ہجرت کرنے لگے تو مکہ کے مشرکین نے خیال کیا کہ اب مسلمانوں کے لئے مدینہ دار ہجرت بن گیا ہے اور اکثر مسلمان اس شہر کی طرف چلے جا رہے ہیں تو سادات قریش آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی کے درپے ہوئے اور مجتمع ہو کر باتیں کرنے لگے شیطان شیخ نجدی کی صورت بنا کر انکے پاس آیا اور کہنے لگا مجھے تمہاری مشورت کا حال معلوم ہوا ہے میں بھی اسی ارادہ سے تمہارے پاس آیا ہوں تم مجھ سے کوئی نیک صلاح مت چھپاؤ قریش نے اسکو اپنے مجمع میں داخل کر لیا اور دار الندوہ میں جا بیٹھے عقبہ بن ربیعہ بولا ۔ میری رائے ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک گھر میں قید کر دو اسکا دروازہ بند کر دینا چاہئے جس میں کوئی ایسا سوراخ ہو جس سے انکو کھانا پینا پہنچ سکے پھر ان کی وفات کا انتظار کرنا چاہئے شیخ نجدی نے کہا یہ رائے درست نہیں کیونکہ انکے کنبہ کو جمعیت پیدا ہو جائیگی اور تم سے برسر پرخاش ہو جائیں گے شیخ نے کہا یہ بوڑھا ٹھیک کہتا ہے ۔ شیبہ بن ربیعہ نے کہا میری یہ رائے ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے اونٹ پر کہ اکیلا چھوڑ کر سرکش بنا لیا ہو سوار کر کے بیابان میں چھوڑ دو ۔ پس وہ شتر بدوؤں کے گروہ میں جا پڑینگے وہ ان کی باتوں میں بگڑ جائینگے اور وہ انکو قتل کر دینگے پس انکا خون غیر لوگوں کے ہاتھ سے ہوگا اور تم بچ رہو گے ۔ اس بوڑھے شیطان نے کہا یہ بہت بری رائے ہے ۔ آیا تم ایسے آدمی پر اعتبار کر سکتے ہو جس نے تمہاری قوم کے جاہلوں نادانوں کو بگاڑ رکھا ہے اور تم اسکو غیروں کی طرف دھکیلتے ہو تاکہ انکو بھی بگاڑ کر اپنا پیرو بنا لے اور حالانکہ تم اس کی شیریں بیانی اور تیز زبانی اور دلجوئی کو خوب جانتے ہو ۔ واللہ اگر تم نے ایسا کیا تو وہ تمام لوگوں کو جمع کر کے تم سے جنگ کریگا اور تمکو تمہارے شہر سے نکال دیگا اور تمہارے شرفا کو مار ڈالیگا تمام کمیٹی نے اس بڈھے کی تصدیق

کی ابوجہل بولا میں تمہیں ایک ایسی رائے بتاتا ہوں کہ اسکے سوا اور کوئی رائے نہیں تم قبائل قریش کے ہر بطن میں سے
ایک ایک نوجوان منتخب کر لو اور انکو تلواریں دیدو وہ مجتمع ہو کر جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ایسی ضرب لگائیں کہ ایک
آدمی کی ضرب سمجھی جائے جب اس طرح سے تمنے انکو قتل کر لیا تو انکا خون تمام قبائل قریش میں منتشر ہو جائیگا
بنی ہاشم اپنے میں تمام قریش سے لڑنے کی طاقت نہ پا کر دیت کے لینے پر راضی ہو جائینگے تمنے دیت دیدینا
اور چھوٹ جانا بوڑھے نجدی نے کہا یہ رائے بہت ٹھیک ہے اور اس مشورت میں اسنے سچ کہا ہے اور نہ سب میں
سے یہ بڑی رائے والا ہے اسکی رائے سے نہ ہٹنا۔ پس ابوجہل کی رائے پر اتفاق کر کے سب وہاں سے اُٹھے
ہو کر جبرئیل جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور یہ خبر بیان کی اور کہا آج شب کو
آپ اپنے بستر پر نہ سوئیں خدا تعالی نے آپکو یہاں سے ہجرت کرنیکا حکم بھیجا ہے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم
انکے مکر سے آگاہ ہو گئے تو آپ نے حضرت علی کو اپنے بستر پر سونیکا حکم دیا اور فرمایا ہماری ردا اوڑھ کر سو رہو تو تمکو
ہرگز کوئی امر مکروہ نہیں پہونچیگا۔ پھر آپ نے انکو وصیت کی کہ یہ لوگوں کی امانتیں جو ہمارے پاس ہیں ان لوگوں کو سب کے
سامنے دیدینا۔ یہ کہکر آپ گھر سے باہر تشریف لائے اور مٹی کی ایک مٹھی بھر کے کفار کے سر پر ڈالی اللہ تعالی نے تمام
کفار کی آنکھیں بند کر دیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکے سامنے سے گذرتے ہوئے چلے گئے حضرت علی حضرت کے
بستر مبارک پر سو رہے تمام مشرک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گرفتاری اور قتل کیلئے مجتمع تھے اور تمام رات حضرت
علی پر پتھر پھینکتے تھے تو آپ مضطرب ہوتے اور سر اندر کر لیتے۔ پھر کفار نے تمام گھر کا محاصرہ کر لیا اور تلواریں کھینچکر
گھر میں گھس پڑے اور آپکو دیکھ کر کہنے لگے آہا آپ علی ہیں آپکے دوست کہاں ہیں آپ نے فرمایا میں نہیں جانتا کفار گھر سے
نکل گئے اور آپ تنہا رہ گئے یہیں خدا تعالی نے حضرت علی کو کفار کے شر سے بچا لیا۔ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے بعد تین دن اور رات مکہ میں رہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امانتیں ادا کیں اسوقت مکہ میں آپ کے سوا کوئی
مسلمان باقی نہیں تھا پھر آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈھونڈتے ہوئے کلثوم بن ہدم کے ساتھ قبا میں
تشریف لیگئے۔ پس اگر اللہ تعالی نے آپکو بلا قوت شجاعت اور استواری اور ثبات نفس اور شجاعت کے ساتھ
مخصوص کیا ہوتا تو آپ ضرور ایسی ہولناک جگہ میں مضطرب ہو جاتے اگرچہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے
کی وجہ سے آپ بستر نبوی پر سو رہنے میں شر کے پہنچنے سے بے خطر تھے۔ لیکن نفوس بشری باوجود یقینی ہونے
عدم خوف کے جبکہ ڈرانیوالے امور انکی آنکھوں کے سامنے آجاتے ہیں تو وہ انکو دیکھکر مضطرب ہو جاتے ہیں
چنانچہ جناب موسی علیہ السلام کو باوجود حاصل ہونے وعدہ یعنی خبر خدا کے حکم کے کہ یا موسی تو مت خوف کر جب
خدا تعالی نے یہ حکم دیا کہ اپنے عصا کو پھینکدو اور جناب موسی نے اپنا عصا پھینکدیا اور وہ سانپ بنگیا۔ حضرت
موسی اسکو دیکھکر خوف زدہ بھاگے اللہ تعالی نے فرمایا موسی مت ڈر اسکو پکڑ لے ہم ابھی اسکی پہلی حالت کیطرف اسکو
لوٹا دیتے ہیں چونکہ جناب موسی اس حکم سے کسی طرح پر مخالفت نہیں کر سکتے تھے آپ نے اپنی ردا کے کونے کو اپنے
ہاتھ پر لپیٹ کر اسکو پکڑنا چاہا۔ پروردگار نے فرمایا یا موسی تمہیں کیا ہو گیا ہے اگر ہم تمہاری ایذا کے لئے اسکو
حکم دیں تو کیا تمہارا کپڑا تمکو اسکی ایذا سے بچا سکتا ہے۔ جناب موسی نے عرض کیا نہیں بچا سکتا۔ مگر میں
ضعیف ہوں اور ضعف سے پیدا ہوا ہوں پس نفوس بشری کی طبیعت تو یہی ہے اسی طرح سے جناب موسی کی

والدہ ماجدہ کا حال ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے انکو حکم دیا کہ تم اپنے لڑکے کو دریا میں پھینک دو اور غم و اندیشہ مت کرو ہم اسکو
پھر تمہارے پاس پہنچا دینگے۔ جب کہ ہونٹ جناب موسیٰ کو دریا میں ڈالدیا بہ تقاضائے نفس بشری انکے دل میں اضطراب
پیدا ہوگیا قریب تھا کہ یہ امر ظاہر ہوکر موجب فضیحت و رسوائی ہوجاتا اگر خدا کی مہربانی نے انکو بچا لیا اور باوجود دلی اضطراب کے
بولنے نہ سکیں اگر جناب علیؑ کو اپنی مہربانی پر وردگار نے دلکی قوت تامہ جسکا نام شجاعت ہے عطا نہ فرمائی ہوتی تو وہ
بھی باوجود اسکے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انسے فرمایا تھا کہ تمکو ہرگز کوئی امر مکروہ نہیں پہونچیگا۔ ایسے خوفناک
مقامات میں بہ تقاضائے نفس بشری مضطرب ہوجاتے۔ کیونکہ اکیلے آدمی کا دشمنوں کی جماعت میں سونا جو اسکی
گرفتاری اور اُسکے قتل کے درپے ہوں اور ایسے دین کے معاند اور اسکی دشمنی کو ظاہر کرنیوالے ہوں۔ پھر وہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لیجانے کے بعد تین دن اور راتیں انہیں دشمنوں کے درمیان ٹھہرا رہے اور پھر شہر
سے نکلکر انکی زمینوں اور پہاڑوں میں پا پیادہ دشمنوں کی کثرت اور اپنی تنہائی کے سیر کرتا رہے یہ تمام امور ایسے واضح دلائل ہیں
کہ جنسے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انکو جوہر شجاعت سے مخصوص کیا تھا ؎

ولیلۃ المبیت کانت لیلۃ الخمیس اول لیلۃ من شہر ربیع الاول سنۃ ثلث وعشر من المبعث وعمر علی
خمسۃ عشرین سنۃ (سیرۃ النبوۃ) لیلۃ المبیت یعنے جس رات میں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر
مبارک پر جناب مرتضیٰ سوئے اور آنحضرت نے ہجرت فرمائی جمعرات کی رات اور ربیع الاول کی پہلی تاریخ تھی۔ اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا تیرھواں برس تھا۔ جناب علیؑ کی عمر اسوقت پچیس برس کے قریب تھی ؎

غزوہ بدر الکبریٰ میں جناب امیرؑ کی شجاعت

کمال الدین بن طلحہ شافعی مطالب السئول میں اور علامہ محمد بن یوسف الکنجی کفایۃ المطالب میں لکھتے ہیں کہ ایک ان مواقع
میں سے بدر کی لڑائی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت میں ہجرت کے اٹھارھویں مہینے سترھویں رمضان کو
جمعہ کے دن پیش آئی۔ اسوقت جناب علیؑ کی عمر ستائیس برس کی تھی اس روز جناب علی علیہ السلام اپنے خوف دل سے
اور اپنی ثابت قدمی سے اس دریا کی منجدھار میں غوطے لگاتے تھے اور تلوار کی تیزی سے دشمنوں کی گردن قلم کرتے تھے
اور بدن سے سر کاٹ کر خدمت میں پیش کرتے تھے جو کچھ کہ لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات میں لکھا ہے۔ اور
جیسا کہ ابو محمد عبد الملک ہشام نے اپنی کتاب مسمی بہ سیرۃ النبوۃ میں نقل کیا ہے کہ مشرکین کے جنگ اور ان میں سے
جنکو جناب علیؑ نے مستقل بذات واحد یا کسی کی شرکت سے قتل کیا ہے اکیس نفر ہیں انمیں سے نو آدمیوں پر تمام
ناقلِ اخبار متفق ہیں کہ انکو جناب علیؑ نے تن تنہا قتل کیا ہے اور انمیں سے کسی کا اختلاف نہیں اور انمیں سے چار نفر
ایسے ہیں جنکو آپ نے دوسروں کی شرکت سے قتل کیا ہے اور انمیں سے آٹھ آدمی ایسے ہیں جنکی نسبت اختلاف ہے
کہ آیا انکو جناب امیر علیہ السلام نے قتل کیا ہے یا کسی اور نے۔ پس وہ اشخاص کہ جنکو جناب علیؑ نے مستقل بذات
واحد بلا مشارکت غیر قتل کیا ہے اور جنمیں کہ علمائے سیر کو بھی اختلاف نہیں وہ یہ ہیں:۔ ولید بن عتبہ بن
ربیعہ معاویہ بن ابی سفیان کا ماموں جسکو جناب امیر علیہ السلام نے مبارزت میں قتل کیا یہ بڑا شجاع اور دلیر
تھا۔ اور عاص بن سعید بن عاص بن امیہ اور عامر بن عبداللہ اور نوفل بن خویلد بن اسد یہ شخص قریش کے

شیاطین میں سے مشہور تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سخت عداوت رکھتا تھا اور قریش اسکو ہر ایک امر میں مقدم جانتے تھے اور اپنا پیشوا سمجھتے تھے جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو دیکھکر پہچانا خدا سے دعا کی کہ اسکے شر سے کفایت کرے جناب علیؑ نے اسکو قتل کر دیا۔ اور مسعود بن مغیرہ اور ابو قیس بن الفاکہ اور عبد اللہ بن المنذر بن ابی رفاعہ اور عاص بن المنبہ بن الحجاج۔ اور حاجب ابن السائب اور وہ لوگ کہ جنکو جناب امیرؑ نے غیر کی مشارکت سے قتل کیا ہے وہ یہ ہیں۔ حنظلہ بن ابی سفیان بن حرب معاویہ کا بھائی اور عبیدہ ابن الحارث اور ربیعہ و عقیل بن الاسود بن المطلب اور وہ یہ آٹھ نفر ہیں جنکی نسبت ناقلین اخبار کا اختلاف ہے کہ آیا انکو جناب علیؑ نے قتل کیا ہے یا کسی دوسرے نے وہ یہ ہیں طعیمہ بن عدی بن نوفل یہ تمام گمراہوں کا سردار تھا اور عمیر بن عثمان اور عمرو بن قیس اور حرملہ بن عمرو اور قیس ابن الولید ابن المغیرہ اور ابو العاص بن القیس اور اوس الجمحی اور عقبہ بن ابی معیط بن معاویہ بن عامر یہ سب قریش کے نامدار تھے جنکو جناب امیرؑ نے بدر کے دن قتل کیا یہ بات ظاہر ہے اور تمام اہل مغازی اپنی کتابوں میں ناقل ہیں کہ [illegible] دن مشرکان مارے گئے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب بدر کے روز صبح کو لوگ اٹھے قریش صف باندھکر کھڑے ہو گئے ان سب سے آگے عتبہ ابن ربیعہ اور اس کا بھائی شیبہ اور اسکا بیٹا ولید کھڑے تھے عتبہ نے پکار کر کہا یا محمدؐ آپ ہمارے قریش کے بھائیوں میں سے ہمارے مقابلہ کے لئے آدمی بھیجیں انصار مدینہ میں سے تین جوان انکے مقابل نکلے عتبہ نے کہا تم کون ہو انہوں نے اپنا حسب و نسب بیان کیا عتبہ بولا ہمکو تمہارے ساتھ لڑنے کی ضرورت نہیں ہمنے اپنے بھائی بندوں کو طلب کیا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے فرمایا تم اپنے اپنے مقام پر واپس چلے آؤ۔ پھر آواز دی۔ ای حمزہ اٹھو ای علی اٹھو ای عبیدہ تم کھڑے ہو جاؤ اور اس سچائی پر کہ جسپر خدا تعالی نے تمہارے نبی کو مبعوث کیا ہے ان سے لڑو کیونکہ یہ لوگ اپنی باطل عقیدوں پر آئے ہیں تاکہ خدا کے نور کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھا دیں پس وہ اٹھے انکے سامنے صف باندھکر کھڑے ہو گئے انکے سر پر خود تھے کفار نے انکو نہ پہچانا عتبہ نے کہا تم کون ہو اگر ہمارے بھائی بند ہو تو ہم تم سے لڑیں حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں حمزہ بن عبد المطلب خدا کے اور اسکے رسول کا شیر ہوں عتبہ نے کہا آپ کفو کریم ہیں جناب علیؑ نے کہا میں علی بن ابیطالب ہوں اور عبیدہ نے کہا میں عبیدہ بن الحارث بن عبد المطلب ہوں۔ عتبہ نے اپنے بیٹے سے کہا ای ولید اٹھو علی سے لڑ۔ آپ اسوقت تمام قوم سے چھوٹی عمر کے تھے پس دونوں کی وار چلی ولید کا وار خالی گیا اور جناب علیؑ کی ضرب اسکے بائیں ہاتھ پر پڑی وہ کٹ گیا پھر آپنے دوسری چوٹ ماری اور اسکو قتل کر کے پھینک دیا۔ جناب علیؑ سے روایت ہے جب آپ بدر کا اور ولید کے قتل کرنیکا ذکر بیان فرماتے تو اپنی حدیث میں یہ بھی بیان فرماتے کہ ابتک ولید کے بائیں ہاتھ کی انگوٹھی کی تابش میری نگاہ میں ہے جبکہ میں نے اسکے بائیں ہاتھ کو کاٹ ڈالا اسکے کپڑوں میں عطر کی خوشبو آتی تھی میں نے سمجھا کہ اسکی شادی قریب ہی ہو چکی ہے اور عتبہ جناب حمزہؓ سے لڑا انہوں نے بھی اس کو قتل کر دیا۔ اور شیبہ جناب عبیدہ سے لڑا آپکی عمر قوم میں سب سے بڑی تھی معاً کی باہم چوٹیں چلیں شیبہ کی تلوار آپکی پنڈلی کو لگی اور کٹ گئی۔ جناب علیؑ اور حمزہؓ نے انکو چھڑا لیا۔

سیرۃ النبوۃ میں لکھا ہے کہ موطن غزوہ بدر الکبریٰ سترہ رمضان کو ہوا جناب علیؑ کی عمر اسوقت ستائیس برس

کی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو مبارزت کا حکم دیا ولید بن عتبہ آپکے مقابلہ میں آیا یہ شخص بڑا شجاع اور جری تھا۔ جناب علی نے اسکو قتل کیا اور بعد اسکے کہ کئی زخم کھا چکے تھے آپنے عاص بن سعید کو قتل کیا اور حنظلہ بن ابی سفیان آپکے مقابلہ میں نکلا آپنے اسکو بھی قتل کیا پھر عدی اور پھر نوفل بن خویلد کو قتل کیا یہ قریش کے شیطانوں میں سے تھا اسی طرح سے آپ ایکے بعد دیگرے ایک کو قتل کرتے تھے یہانتک کہ آپنے نصف قتل کئے اور کل مقتول ستر تھے نصف انکو مسلمانوں نے قتل کئے ؛

غزوۂ الکدر میں جناب امیرؑ کی شجاعت

قال ابن الاثیر فی تاریخہ کانت فی شوال سنۃ اثنتین بلغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجتماع بنی سلیم علی ماء لھم یقال لہ الکدر فسار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الکدر فلم یلق کیدا وکان لواءہ مع علی و عاد ومعہ النعم والرعاء ابن اثیر جزری کامل التواریخ میں لکھتے ہیں کہ غزوہ کدر شوال ۲ سنہ ہجری میں واقع ہوا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بنی سلیم کی خبر لگی وہ ایک کنوئیں پر کہ جسکو کدر کہا جاتا تھا جمع ہوئے ہیں آپ انکی طرف لشکر لیکے کوئی تکلیف پیش نہ آئی آپکا علم جناب علیؑ کے ہاتھ میں تھا۔ آپ اونٹ اور بکریاں غنیمت میں لیکر وہاں سے لوٹے ؛

غزوۂ اُحد میں جناب امیرؑ کی شجاعت

ابو محمد عبد الملک بن ہشام سیرۃ النبوۃ میں لکھتے ہیں انہیں سے ایک غزوہ احد ہے جو ہجرت کے تیسرے برس واقع ہوا ہے اس قصہ میں مختصر قول یہ ہے کہ جب بدر کے روز اشراف قریش شکست کھا گئے اور انمیں سے بعض قتل اور بعض قید ہوئے تھے تو انکو انکے اشراف اور رؤسا کے قتل ہونیکی وجہ سے سخت اندوہ پیدا ہوا باہم مجتمع ہوکر مال خیر صرف کیا اور کنانہ کے حبشیونکی ایک جماعت اور وغیرہ لوگونکو اپنی طرف گرویدہ کرکے مدینہ کا قصد کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے اور مسلمانوں کی بیخکنی کے درپے ہوئے اسکے بعد ابو سفیان بن حرب نے واپس آکر لوگونکو برانگیختہ کیا اور مدینہ کا قصد کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ مدینہ طیبہ سے باہر تشریف لائے صحابہؓ کی جماعت میں سے ایک تہائی واپس ہو گئی اور آپکی معیت میں صرف سات سو مسلمان باقی رہگئے۔ اس قصہ کا ذکر اللہ تعالی نے سورۂ آل عمران میں بھی کیا ہے ؛

جبکہ لڑائی کی آگ بھڑک اٹھی اور جنگ کی چکی چلنے لگی مسلمان مضطرب ہوگئے اور جناب حمزہؓ نے ایک جماعت کے ساتھ شربت شہادت نوش فرمایا۔ کفار کے جنگ آوروں سے بائیس آدمی مارے گئے اصحاب مغازی نقل کرتے ہیں۔ جناب علی نے انمیں سے سات آدمیونکو قتل کیا اور وہ یہ ہیں طلحہ بن ابی طلحہ بن عبد العزی۔ عبد اللہ بن جمیل بن عبد الدار۔ ابو الحکم بن الاخنس۔ سبا بن عبد العزی۔ ابو امیہ بن المغیرہ ان پانچ آدمیوں پر سب کا اتفاق ہے کہ جناب علی ہی نے انکو قتل کیا ہے۔ اور ابو سعد طلحہ بن ابی طلحہ اور بنی عبد الدار کے غلام حبشی کے قتل میں لوگوں کا اختلاف ہے ابو سفیان اپنے ساتھیوں کے ساتھ مکہ کو لوٹ گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لے گئے اور اپنی شمشیر ذوالفقار کو جناب فاطمہ علیہا السلام سے دیکر فرمایا بیٹی اسکے لہو کو دھو ڈالو اسنے آج مجھے سچا کیا ہے اور

جناب علیؓ نے بھی اُنکو اپنی تلوار دیکر کہا اسکو لو دیکھو واللہ آج مجھے سچا کیا ہے۔ ابن اسحاق لکھتے ہیں کہ
اُسی دن میں ہوا کہ ایک غیب سے پکارا اور جناب علیؓ نے ہاتف سے آواز سنی کہ لا سیف الا ذوالفقار ولا فتی الا علی
یعنی ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں اور علیؓ کے سوا کوئی بہادر نہیں ؛

عن ابن عباس قال خرج طلحہ بن ابی طلحہ یوم احد وکان صاحب لواء المشرکین فقال یا اصحاب محمد تزعمون ان الله یعجلنا باسیافکم الی النار ویعجلکم باسیافنا الی الجنۃ ... فقام الیہ علی وقال لا والله لا افارقک حتی اعجلک بسیفی الی النار فاختلفا ضربتین فضربہ علی علی رجلہ فقطعہا وسقط الی الارض فاراد علی ان یجہز علیہ فقال انشدک الله والرحم یا ابن عم فانصرف عنہ الی موقفہ فقال المسلمون هلا اجہزت علیہ فقال ناشدنی الله ولن یعیش بعدها فمات من ساعتہ وبشر النبی صلی الله علیہ وسلم فسر بذلک قال محمد بن اسحاق وکان الفتح یوم احد بصبر علی علیہ السلام وثباتہ وحسن بلائہ ذکرہ فی کفایۃ الطالب العلامہ محمد بن یوسف الکنجی الشافعی ؛ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ احد کے دن طلحہ بن ابی طلحہ مشرکوں کا علم بردار صف سے باہر نکل کر کہنے لگا کہ اے اصحاب محمد تمہارا زعم ہے کہ قریش کے لوگ تمہاری تلواروں سے دوزخ میں گرائے جاتے ہیں اور تم مسلمان ہماری تلواروں سے جنت میں پہنچائے جاتے ہو پس کون ہے تم میں سے کہ میرا مقابلہ کرے جناب علیؓ اسکے مقابلہ کے لئے نکلے اور اسکی طرف مخاطب ہوکر کہنے لگے میں جب تک اپنی تلوار سے تجھے دوزخ میں نہ ڈالوں تجھے نہیں چھوڑونگا۔ پس دونوں کی وار چلنے لگے اور اسکے پاؤں پر ایک ضرب لگائی کہ وہ زمین پر گر پڑا جناب علیؓ نے اسکے مار ڈالنے کا قصد کیا اس نے خدا کی قسم دیکر کہا اے ابن عم آپ مجھ پر رحم کریں پس جناب علیؓ اپنی جگہ تشریف لے آئے مسلمانوں نے کہا آپ نے اسکو کیوں چھوڑ دیا آپ نے فرمایا اس نے مجھے خدا کی قسم دی ہے اب وہ زندہ نہیں رہیگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے مرنے کی بشارت سنی بہت خوش ہوئے تھے۔ ابن اسحاق اپنی سیر میں لکھتے ہیں کہ احد کے روز جناب علیؓ کے ہیچ پر صبر کرنے اور ثبات نفس و تکلیف کو اچھی طرح سے برداشت کرنے سے فتح حاصل ہوئی ؛

روی الحافظ محمد بن عبد العزیز الجنابذی فی کتاب معالم العترۃ النبویۃ مرفوعا الی قیس بن سعد عن ابیہ قال سمعت علیا یقول اصابتنی یوم احد ست عشرۃ ضربۃ سقطت الی الارض فی اربع منہن فجاءنی رجل حسن الوجہ طیب الریح فاخذ بضبعی فاقامنی ثم قال اقبل علیہم فانک فی طاعۃ الله وطاعۃ رسولہ وهما عنک راضیان قال علی فاتیت النبی صلی الله علیہ وسلم فاخبرتہ فقال یا علی اقر الله عینک ذاک جبرئیل (کفایۃ الطالب) حافظ محمد بن عبد العزیز الجنابذی کی کتاب معالم العترۃ النبویہ میں قیس بن سعد کیطرف مرفوع کرکے روایت کرتے ہیں انکو جناب علیؓ کہا کرتے تھے کہ احد کے دن سولہ زخم مجھکو پہنچے تھے کہ میں چار زخموں کے ساتھ میں زمین کے قریب ہو گیا تھا ناگہاں ایک خوبصورت خوشبو مہکتے ہوئے آدمی نے میرے پاس آکر میرا ہاتھ پکڑ لیا اور مجھکو کھڑا کر دیا اور کہا ان دشمنوں پر حملہ کرو تم خدا اور اسکے رسول کی اطاعت میں ہو اور وہ دونوں تجھ سے راضی ہیں جناب علیؓ کہتے ہیں کہ میں نے یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی آپ نے فرمایا یا علی خدا تیری آنکھوں کو ٹھنڈا کرے وہ جبرئیل تھے ؛

عن جعفر بن محمد عن ابیہ علیہ وعلی ابائہ السلام قال اصاب علیا یوم احد ستۃ عشر ضربۃ وقال ابو

الا نفر فلما قتلهم ابصر رسول الله صلى الله عليه وسلم جماعة من المشركين فقال لعلي احمل عليهم فحمل عليهم ففرقهم وقتل فيهم ثم ابصر جماعة فقال له احمل عليهم فحمل عليهم ففرقهم وقتل فيهم فقال جبرئيل يا رسول الله ان هذه المواساة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم انه مني وانا منه فقال جبرئيل وانا منكما قال فسمعوا صوتا لا سيف الا ذو الفقار ولا فتى الا علي

الکامل التواریخ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے والد اجد سے نقل کرتے ہیں کہ احد کے دن مشرکین کے علمدار تھے جنکو جناب علیؑ نے قتل کیا۔ ابن اثیر جزری کامل التواریخ میں لکھتے ہیں کہ جب جناب علیؑ نے انکو قتل کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکوں کی ایک جماعت کو دیکھا اور علیؑ سے فرمایا انپر حملہ کرو آپنے انپر حملہ کیا اور انکو متفرق کر دیا۔ پھر آپنے ایک اور جماعت کو دیکھا اور علیؑ سے فرمایا انپر بھی حملہ کرو آپنے انپر بھی حملہ کیا اور قتل کرکے انکو متفرق کر دیا جبرئیل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ علیؑ کی طرف سے تسلی ہوتی جاتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا ہے میں اسکا ہوں جبرئیل علیہ السلام نے کہا میں تم دونوں کا ہوں اور ایک آواز سنا کہ ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں اور علیؑ کے سوا کوئی جوان نہیں ہے ⁂

عن علی قال کسرت یدی یوم احد فسقط اللواء من یدی فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ضعوه في يده اليسرى فانه صاحب لوائي في الدنيا والآخرة (اخرجه الحوارزمی) جناب علیؑ سے منقول ہے کہ احد کے دن میرے ہاتھ کو ضرب آگئی علم میرے ہاتھ سے گر گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسکے بائیں ہاتھ میں علم دیدو کیونکہ دنیا اور آخرت میں میرا علمدار ہے ⁂

غزوہ خندق میں جناب امیرؑ کی شجاعت

کمال الدین بن طلحہ الشافعی مطالب السئول میں لکھتے ہیں کہ انہیں میں ایک غزوہ خندق ہے جسکو غزوہ احزاب بھی کہتے ہیں ہجرت کے پانچویں سال واقع ہوا اسکا قصہ یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ قریش نے تمام قبائل جمع کئے ہیں اور ابوسفیان انکا سپہ سالار ہے اور غطفان نے انسے اتفاق کیا ہے اور انکا سپہ سالار عیینہ بن حصین ہے اور یہ لوگ بنی نضیر کے یہودیوں کے ساتھ متفق ہوکر مدینہ کے محاصرہ کا قصد رکھتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی حفاظت کیواسطے خندق کھدوایا جب خندق سے فارغ ہوئے تو قریش کنانہ کے حلیفوں اہل تہامہ کو ساتھ لیکر اور غطفان اہل نجد کی دس ہزار جمعیت لیکر مسلمانوں کے آگے اور پیچھے سے آگئے جیسا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس قصہ کا ذکر کیا ہے کہ جب قریش تمہارے آگے اور پیچھے سے آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کی تین ہزار کی جماعت کیساتھ مدینہ سے باہر تشریف لائے مشرکین نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت پر یہودیوں کے ساتھ موافقت کرکے مسلمانوں پر سخت گیری شروع کی چنانچہ سورہ احزاب میں حق تعالیٰ نے ان کا مفصل ذکر کیا ہے ⁂

مشرکین کی اسی جمعیت اور یہودیوں کے متفق ہو جانے کی وجہ سے مسلمانوں کی جنگجی کا طمع پیدا ہو گیا الغرض قریش کے چند سوار آگے بڑھے جنمیں انکا نامی شہسوار عمرو بن عبدود بھی تھا جو اکیلا ہزار سوار کے برابر گنا جاتا تھا۔ اور عکرمہ بن ابی جہل بھی تھا سوہ گھوڑوں کو بڑھاکر خندق پر آکھڑے ہوئے اور ایک تنگ جگہ

تلاش کرکے خندق میں گھوڑے کدائے اور لنگے گھوڑے خندق کے اور مسلمانوں کے درمیان اچھلنے اور کودنے لگے
یہ دیکھکر جناب علی چند مسلمانوں کے ساتھ خندق کے اُس مقام کی طرف بڑھے جہاں پر سے وہ خندق پھاند آئے تھے
اور اس تنگ مقام کی ناکہ بندی کی۔ عمرو بن عبدود لوٹ پڑا قریش نے اُسکے واسطے ایک بہادری کی علامت مقرر کی ہوئی
تھی جس سے اُسکی قدر و منزلت اور شان و شوکت معلوم ہوسکتی تھی اُسکا بیٹا حسل بھی اُسکے ہمراہ تھا اور چند دوست بھی
اُسکے ساتھ تھے۔ عمرو ہل من مبارز کے نعرے لگانے لگا جناب علی نے اُسکے مقابلہ کا ارادہ کیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
[illegible]۔ وہ پھر ہل من مبارز پکار پکار کر طعنہ زنی کرنے لگا کہ کہاں ہے وہ تمہاری جنت جس کی نسبت تمہارا زعم ہے
کہ جو شخص تم میں سے قتل ہوگا وہ اُسمیں داخل ہوجائیگا۔ پھر کیوں تم میں سے کوئی میرے مقابلہ پر نہیں آتا۔ جناب علی یہ سنکر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور اُسکی مبارزت کیلئے خواستگار ہوئے آپنے فرمایا یہ عمرو بن عبدود ہے جناب علی نے عرض کیا
اگرچہ عمرو بن عبدود ہے آپ مجھکو اُسکے مقابلہ کیلئے اجازت دیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو اذن دیا اور سر اقدس سے
عمامہ اتارکر انکے سر پر باندھا اور فرمایا اسی شان سے چلے جاؤ۔ جناب علی اُسکے سامنے گئے وہ یہ رجز کہہ رہا تھا ؎ ولقد
بححت من الندا بجمعکم ھل من مبارز ۔ ووقفت اذ جبن الشجاع بموقف البطل المناجز ۔ وکذلک
انی لم ازل متسرعا نحو الھزاھز ۔ ان الشجاعۃ فی الفتی ۔ والجود من خیر الغرائز ۔ یعنی بہ تحقیق میری آواز تم
لوگوں کو ہل من مبارز پکارتے پکارتے تھک گئی اور جبکہ بہادر نامردی کرتا تھا میں دلیروں کی صف میں کھڑا تھا میں ہمیشہ اسی
طرح لوگوں کی طرف دوڑتا تھا کیونکہ جوانمرد کیلئے شجاعت اور سخاوت بہت ہی اچھی طبیعت ہے۔ جناب علی نے اُسکا جواب
ارشاد کیا ؎ یا عمرو ویحک قد اتاک ۔ مجیب صوتک غیر عاجز ۔ ذو نیۃ وبصیرۃ ۔ والحق منجی کل فائز ۔ انی
لارجوا ان اقیم علیک نائحۃ الجنائز ۔ من ضربۃ نفلاء یبقی ۔ ذکرھا عند الھزاھز ۔ یعنی اے عمرو تجھ پر
افسوس ہے تیرے پاس آرہا ہے جو تیرے پکارنے کے جواب دینے میں عاجز نہیں اور صاحب نیت اور بصیرت ہے۔ اور سچ ہر
ایک فتحمند کو نجات دینے والا ہے میں بیشک امید رکھتا ہوں کہ میں بوڑھی عورتوں کے بین تجھپر بپا کراؤنگا۔ ایک ایسی ضرب
سے کہ تو فنا ہوجائیگا اور معرکوں میں اُسکا ذکر باقی رہیگا۔ عمرو بن عبدود نے کہا آپ کون ہیں آپنے فرمایا میں علی بن ابیطالب
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ابن عم اور داماد ہوں عمرو نے کہا آپکا والد میرا دوست تھا۔ مجھے گوارا معلوم نہیں کہ میرا نیزہ
آپکو بھیت لیجائے۔ آپنے فرمایا اے عمرو بن عبدود اس بات کا تذکرہ چھوڑ۔ میں نے سنا ہے کہ تو نے اپنی جی میں ٹھان رکھا ہے
کہ اگر کوئی شخص میرے آگے تین باتیں پیش کریگا تو میں اُنمیں سے ایک کو ضرور قبول کرونگا۔ عمرو نے کہا آپ پیش کریں آپنے فرمایا
ایک یہ ہے کہ تو کلمہ پڑھ اور مسلمان ہوجا۔ وہ بولا مجھے اسکی حاجت نہیں آپنے فرمایا دوسری بات یہ ہے کہ تو یہاں سے لوٹ جا
اور اس لشکر کو بھی واپس لیجا۔ عمرو نے کہا کیا قریش کی عورتیں یہ کہینگی اور عرب گیتوں میں گائینگے کہ میں لڑائی کیلئے یہاں آیا
اور الٹے پاؤں لوٹ گیا۔ اور جس قوم نے مجھے اپنا رئیس بنایا میں نے اُسکو رسوا کیا۔ جناب علی نے کہا تیسری بات یہ ہے کہ تو
گھوڑے سے اترکر میرے ساتھ جنگ کر۔ عمرو نے کہا میں نہیں چاہتا کہ تجھ ایسے برگزیدہ کو قتل کروں جناب علی نے فرمایا مگر
میں تجھے قتل کرنا چاہتا ہوں عمرو یہ سنتے ہی آگ ہوکر گھوڑے سے کود پڑا اور اُسکی کونچیں کاٹ دیں اور جناب علی کی طرف لپکا۔ دونوں
ایک ساعت باہم لڑتے رہے عمرو نے ایک چوٹ کی آپنے اسے سپر پر روکا سپر کا ٹکڑا اور آپکے سر پر بیٹھ گئی۔ جناب علی
نے کہا تو عرب کا مشہور شہسوار ہے کیا تو لڑائی میں مجھے اکیلا کافی نہ تھا کہ تو نے مدد کو بلا لیا ہے عمرو نے پیچھے

پھر گرد بیٹھا آپ نے اسکی دونوں پنڈلیوں پر ایسی ضرب لگائی کہ وہ کٹ گئیں اور غبار بلند ہو گیا جب غبار چھٹ گیا۔ تو لوگوں نے دیکھا کہ آپ داڑھی پکڑے ہوئے اسکی چھاتی پر سوار ہیں اور اسکا سر کاٹ رہے ہیں۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ نے اسکے کندھے پر تلوار ماری اور اسکی ایک طرف کا تسمہ زمین پر گرا دیا آپ نے اسکو اسی طرح مقتول چھوڑ کر اُسکے بیٹے حسل پر لپکے اسکو بھی مار ڈالا انکے گھوڑے بھاگ گئے عکرمہ بن ابی جہل نے یہ دیکھ کر اپنا نیزہ پھینکدیا اور بھاگ گیا انہیں سے جبکہ بھاگتا تھا وہ بھی اسکے ساتھ بھاگ نکلا جناب علی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے عمرو کی ضرب کی وجہ سے انکے سر سے خون بہتا تھا۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قتل علی لعمرو بن عبدود افضل من عبادۃ الثقلین یعنے علی کا عمرو بن عبدود کو قتل کرنا جن وانس کی عبادت سے افضل ہے۔

عن جابر بن عبد اللہ قال لما شبہت قتل علی عمرو الا بما قص اللہ تعالیٰ من قصۃ داؤد علیہ السلام وجالوت حیث قال عز وجل فہزموہم باذن اللہ وقتل داؤد جالوت۔ جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ حضرت علی کا عمرو کو قتل کرنا حضرت داؤد علیہ السلام اور جالوت کے قصہ کے مشابہ ہے جسکا ذکر خدا نے اسطرح پر کیا ہے کہ وہ خدا کے حکم سے بھاگ گئے اور داؤد نے جالوت کو مار ڈالا۔

عن عبد اللہ بن مسعود قال کان یقرء وکفی اللہ المؤمنین القتال بعلی وکان اللہ قویاً عزیزاً۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اسطرح پر پڑھا کرتے تھے کہ لڑائی میں مومنوں کیلئے اللہ نے علی کی جیسی کفایت کی اور اللہ غالب مہربان ہے۔

عن ابی الحسن المدائنی قال لما قتل علی عمرو بن عبدود نعی الی اختہ فقالت من ذا الذی اجترء علیہ فقالوا علی بن ابی طالب فقالت کانت منیتہ علی ید کفو کریم ما سمعت بافخر من ہذا یا بنی عامر ثم انشات تقول لو کان قاتل عمرو غیر قاتلہ بکیتہ ابداً ما دمت فی الابد لکن قاتلہ من لا یعاب بہ من کان یدعی قدیماً بیضۃ البلد۔ ابی الحسن مدائنی روایت کرتے ہیں کہ جب جناب علی نے عمرو بن عبدود کو مارا اور یہ خبر اسکی بہن کو ملی وہ پوچھنے لگی اسپر کسکو قابو چل گیا لوگوں نے کہا علی بن ابی طالب کہنے لگی اسکی موت اپنے بزرگ بھائی بند کے ہاتھ سے ہوئی ہے۔ اے بنی عامر میں نے کوئی اس سے زیادہ صاحب فخر نہیں سنا اور اسکے مرثیہ میں یہ شعر کہے ؎ اگر عمرو کا قاتل اسکے اس قاتل کے سوا کوئی اور ہوتا۔ تو میں ہمیشہ اسپر رویا کرتی۔ لیکن اسکا قاتل ایسا ہے کہ جس میں کوئی عیب نہیں اور وہ ہمیشہ سے شہر کا سردار پکارا جاتا ہے

قال فضل اللہ بن روزبہان فی کتابہ ... ان علیا لما برز الی عمرو بن عبدود قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم برز الایمان کلہ الی الکفر کلہ۔ فضل ابن روزبہان جو معتبر سنی علماء میں ہیں نقل کرتے ہیں کہ جب جناب امیر عمرو بن عبدود کے مقابلہ کیلئے نکلے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پورا ایمان پورے کفر کے مقابلہ کو نکلا ہے۔

غزوہ خیبر میں جناب امیرؑ کی شجاعت

ایک غزوہ خیبر ہے جو ششم ہجری یا ساتویں ہجری میں پیش آیا اسوقت جناب علیؑ کی عمر انتیس برس کی تھی اس کا حال جلالۃ الدین ابو محمد عبد الملک بن ہشام نے سیرۃ النبویۃ میں سلمہ بن الاکوع کی طرف مرفوع کر کے لکھا ہے وہ روایت کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رکاب سعادت میں خیبر کو چلے میرے چچا عامر صحابہ میں یہ رجز پڑھ رہے تھے واللہ لولا اللہ ما اہتدینا ۔ ولا تصدقنا ولا صلینا ۔ ونحن عن فضلک ما استغنینا ۔ وثبت الاقدام ان لاقینا

من سکت مرتضیٰنا ﴿ یعنی اگر تیرا ہم کو ہدایت نہ کرتا۔ نہ ہم صدقہ دیتے نہ ہم نماز پڑھتے۔ ہم تیرے فضل سے مدد چاہتے ہیں پس جب ہم دشمنوں کے سامنے جاویں تو تو ہمارے قدم ثابت رکھیو اور تو ہم پر سکون اور تسلی نازل فرمائیو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کون ہے عرض کیا گیا یہ عامر ہے آپ نے فرمایا اے عامر اللہ تجھے مغفرت کرے۔ آپ خصوصیت سے جس کی نسبت دعا فرماتے وہ ضرور شہید ہوتا تھا۔ عمرؓ نے اسی شخص عرض کیا یا رسول اللہ اگر حضور ہمکو بھی عامر کے ساتھ اس دعا میں حصہ دیتے تو کیا اچھا ہوتا جب ہم خیبر میں پہنچے مرحب یہودیوں کا بہادر قلعہ سے باہر نکلا اپنی تلوار ہلا ہلا کر یہ رجز پڑھ رہا تھا سہ قد علمت خیبر انی مرحب ﴿ شاکی السلاح بطل مجرب ﴾ تمام خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں۔ آلات حرب میں شوکت والا ہوں دلیر ہوں تجربہ کار ہوں۔ عامر رضی اللہ عنہ اسکے مقابلہ کے لئے میدان میں نکلے اور رجز کہنے لگے سہ قد علمت خیبر انی عامر ﴿ شاکی السلاح بطل مغامر ﴾ تمام خیبر جانتا ہے میں عامر ہوں آلات حرب میں شوکت والا ہوں دلیر ہوں بے اندیشہ ہوں پس عامر اور مرحب میں وار ہونے لگے مرحب کی تلوار عامر کے گھوڑے کو لگی وہ اچھلا کہ عامر کو گرا دیوے۔ انکا اپنی تلوار سے اسکی رگ کٹ گئی جس سے رگ ہفت اندام کٹ گئی اسیسے انکی جان گئی بعض صحابی کہنے لگے عامر کا عمل باطل ہوگیا ہے کیونکہ اپنے ہاتھ سے مارے گئے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں روتا ہوا گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا عامر کا عمل باطل ہو گیا ہے آپ نے فرمایا کون کہتا ہے میں نے کہا حضور کے بعض صحابی کہتے ہیں آپ نے فرمایا بلکہ اسکے لئے دو دفعہ کی شہادت کا اجر ہے۔ پھر حضرت نے مجھے جناب علی بن ابیطالب کے بلانے کے لئے بھیجا انکی آنکھیں دکھتی تھیں میں انکو لیکر آیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم یہ علم آج ایک ایسے آدمی کو دینگے کہ وہ اللہ اور اسکے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اللہ کا رسول اسے دوست رکھتے ہیں۔ حضرت نے اپنا لعاب دہن انکی آنکھوں کو لگایا وہ اچھی ہوگئیں آپ نے علم انکو دیا۔ مرحب قلعہ سے باہر نکلا اور اپنی بڑائی ہانکنے لگا

سہ قد علمت خیبر انی مرحب ﴿ شاکی السلاح بطل مجرب ﴾ اذا اللیوث اقبلت تلهب ﴿ و احجمت عن صولة المجرب ﴾ قلت حمای لا یقرب ﴿ اطعن احیانا و حینا اضرب ﴾ ان غلب الدهر فانی اغلب ﴿ و القرن عندی بالدماء مخضب ﴾ یعنی تمام خیبر جانتا ہے میں مرحب ہوں آلات حرب میں شوکت رکھنے والا ہوں دلیر ہوں تجربہ کار ہوں جبکہ معرکہ میں شیر دوڑتے ہیں آگ کے شعلے بھڑکاتے ہیں مرحب کے حملہ سے ہٹ جاتے ہیں کہ بادشاہ کا حاجب[1] ہے۔ ظاہر ہو گیا کہ میری خوف سے کوئی نزدیک نہیں آتا کبھی میں نیزہ مارتا ہوں اور کبھی تلوار۔ اگر تمام زمانہ مغلوب بھی ہو جاوے تو بھی میں غالب ہوں میرے سامنے حریف خون میں لتھڑا ہوتا ہے۔ جناب علیؓ نے اسکے مقابل میں یہ رجز بیان فرمائی

سہ انا الذی سمتنی امی حیدرہ ﴿ ضرغام آجام و لیث قسورہ ﴾ عبل الذراعین شدید القصرہ ﴿ کلیث غابات کریہ المنظرہ ﴾ اکیلکم بالسیف کیل السندرہ ﴿ اضربکم ضربا یبین الفقرہ ﴾ و اترک القرن بقاع جزرہ ﴿ اضرب بالسیف رقاب الکفرہ ﴾ ضرب غلام ماجد حزورہ ﴿ من یترک الحق یقوم صغرہ ﴾ اقتل منکم سبعة او عشرہ ﴿ فکلهم اهل فسوق فجرہ ﴾ میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے۔ بہادری کے بیشہ کا درندہ شیر ہوں قوی بازو اور سخت گردن والا جیسے کہ جنگل میں ڈراؤنی صورت والا جنگل کا شیر میں تلوار کے ذریعہ سے پیمانہ سے تمہیں ناپوں گا۔ میں تمہیں ایک ایسی ضرب لگاؤں گا جس سے تمہاری پشت کا ایک ایک

---

[1] حاجب اس زمانہ میں بادشاہ کے وزیر کا لقب ہوا کرتا تھا ۔

ہو جدا ہوں جہاں میں نیزہ کو سخت زمین میں گاڑتا ہوں میں تلوار سے کافروں کی گردن مارتا ہوں بہ ندرت قوم کے نوجوان
بھر سے بچے نوجوان کی ضرب ہے۔ اسکے لشکر جو حق کو چھوڑتا ہے اور ذلت پر ٹھہرتا ہے میں انہیں سے سات یا دس
آدمیوں کو قتل کر ڈالتا ہوں جو سب فاسق و فاجر ہیں پھر جناب علی نے ایک وار کیا اور مرحب کا سر کٹکر گر پڑا۔ خدا نے
آپکے ہاتھ سے فتح عطا کی۔

دوسری روایت میں ہے کہ جناب علم لیکر دوڑتے ہوئے رزمگاہ کو تشریف لیگئے ہیں اُنکی خبر معلوم کرنے کے لئے
انکے پیچھے ہولیا آپ نے قلعہ کے نیچے پتھر میں زمین میں علم گاڑ دیا قلعہ سے ایک یہودی نے کہا آپ کون ہیں
آپنے فرمایا میں علی ابن ابیطالب ہوں۔ یہودی نے کہا تم بلندی پاؤ گے توریت جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل
ہوئی تھی۔ جبتک کہ قلعہ فتح نہ ہوا آپ واپس نہ ہوئے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا غلام ابو رافع
رضی اللہ عنہ ناقل ہے جب جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے علی کو علم دیکر روانہ کیا تو ہم بھی اُنکے ساتھ ہو
لئے جب آپ قلعہ کے پاس پہونچے قلعہ والے نکلکر آپکے ساتھ لڑنے لگے ایک یہودی نے آپکو چوٹ ماری
آپکے ہاتھ سے سپر پھینک دی اور قلعہ کے دروازہ کو اٹھا کر سپر بنا لیا اور لڑتے رہے یہانتک کہ خدا نے آپکو فتح دی پھر آپنے
اسکو پھینک دیا ہمیں سات آدمی جنمیں آٹھواں میں بھی شریک تھا اس دروازہ کو اٹھانے لگے جتنے نہایت زور لگایا
لیکن وہ ہم سے نہ اٹھ سکا۔ بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ خیبر کے دن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے علم اٹھایا مگر فتح نہ ہوا دوسرے
دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لیا مگر فتح نہ ہوا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم یہ علم ایسے آدمی کو دینگے
کہ جبتک خدا اسکو فتح نہ دیوے وہ نہیں لوٹیگا۔ جب حضرت صبح کی نماز پڑھ چکے تو علم طلب کیا اور جناب علی کو بلایا
انکی آنکھیں دکھتی تھیں پھر حضرت نے علم انکے سپرد کیا۔ انہوں نے خیبر کو فتح کیا۔ عبد اللہ بن عمرو بن العاص کہتے ہیں کہ
جب جناب علی کرم اللہ وجہہ قریب گئے تو خدا کے دشمن یہود ان پر تیر اور پتھر پھینکنے لگے آپنے ان پر حملہ کیا یہانتک کہ آپ
دروازہ کے نزدیک پہونچے آپکا پاؤں پھسل گیا۔ وہاں سے آپ غضبناک ہو کر دروازہ کی دہلیز کی طرف اور ہاتھ سے اسکو اکھاڑ
کر چالیس گز پس پشت ڈالدیا خدا نے خیبر کو انکے ہاتھ پر فتح کر دیا۔ عبد اللہ بن عمرو بن العاص کہتا ہے کہ مجھے اس سے تو
تعجب پیدا نہیں ہوا کہ خدا نے انکے ہاتھ سے خیبر کو فتح کیا مگر انکے قلعہ کا دروازہ اکھاڑنے اور چالیس گز پس پشت
پھینکنے سے تعجب ہوا اور چالیس آدمیوں نے اسکے اٹھانے میں طاقت آزمائی کی لیکن وہ نہ اٹھا سکے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کو اسکی خبر پہنچی آپنے فرمایا اس ذات کی قسم ہے جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ اسمیں چالیس فرشتے اُنکے مددگار
تھے قال علی برہان الدین الحلبی الشافعی فی سیرۃ الحلبیہ ویدل علیہ ما ضربہ به حتی وقع السیف علی الاضراس
ففلق مغفره والحجر الذی تحته والعمامة وفلق هامه حتی اخذ السیف فی الاضراس علی بن برہان الدین الحلبی
الشافعی سیرۃ الحلبیہ میں لکھتے ہیں کہ جناب امیر نے جب مرحب کو تلوار لگائی اسنے سپر پر لی تلوار سپر کو چیرتی ہوئی مغفر تک پہنچی
اور مغفر پھاڑ کر اس لوہے کی ٹکیا کو کاٹ ڈالا جو اس مغفر کے نیچے تھی پھر اسکی دستار کو کاٹتی ہوئی دانتوں میں پہونچ گئی۔

واقعہ جمل میں جناب امیر علیہ السلام کی شجاعت

محمد بن یوسف الگنجی الشافعی کفایۃ الطالب میں لکھتے ہیں کہ جناب ابوبکر کی بیعت مہاجرین و انصار نے اس وقت کی جبکہ

پانچ دن تک مدینہ میں مصریوں نے جناب عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کرکے غوغا برپا کر رکھا تھا۔ اور موافقی بن حرب العکی انکا خلیفہ
تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب بیعت کے لئے جناب امیر رضی اللہ عنہ کے پاس آتے جاتے تھے اور عرض کرتے تھے کہ لوگوں کو
امام کے بغیر چارہ نہیں ہے انہوں نے فرمایا تھے تمہارے حال میں مجھے دخل دینے کی ضرورت نہیں ہے جسکو اختیار کرلو میں اسی
پر راضی ہوں لوگوں نے کہا آپکے سوا ہم کسیکو نہیں چاہتے اور ہم آپسے زیادہ اس امر کا کسی کو حقدار نہیں جانتے ہیں آپنے فرمایا اگر ایسی
ہی مرضی ہے تو میری بیعت خفیہ طور سے نہیں ہو سکتی بعض کہتے ہیں کہ یہ باتیں آپکے گھر پر ہوئی تھیں بعض کہتے
ہیں کہ بنی مبذول کے باغ میں گفتگو ہو رہی تھی آپ مسجد میں تشریف لے گئے۔ لوگ بیعت کرنے لگے سب سے اول طلحہ بن
عبید اللہ نے بیعت کی انکا ہاتھ احد کی لڑائی میں ٹوٹ چکا تھا۔ حبیب بن ذویب نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون پہلے
جو ہاتھ بیعت کی ہے وہ ٹوٹا ہاتھ ہے یہ بیعت پوری ہوتے ہوئے نظر نہیں آتی۔ پھر ان کے بعد زبیر بن العوام نے
بیعت کی پھر حضرت عثمان کے چند رشتہ داروں کے سوا سب مہاجر اور انصار آپکی بیعت سے مشرف ہوئے اور جن لوگوں نے
آپکی بیعت نہیں کی انکے نام یہ ہیں محمد بن بشیر بن النعمان رافع بن خدیج۔ فضالہ بن عبید اور کعب بن عجرہ۔
صہیب بن سنان اسامہ بن زید۔ آپکی بیعت ہجرت کے پینتیسویں برس پانچویں ذی الحجہ کو جمعہ کے دن واقع ہوئی۔
نعمان بن بشیر جناب عثمان بن عفان کا خون بھرا کرتہ جس پر کہ انکی بی بی نائلہ کی کٹی ہوئی انگلیاں لگی ہوئی تھیں
جو حضرت عثمان کے قتل کیوقت انکی بی بی نے اپنے ہاتھ کو ڈھال کر قاتل کی شمشیر کو انسے روکنا چاہا تھا اور کٹ گئی
تھیں اپنے ساتھ لیکر شام کو معاویہ کے پاس چلا گیا۔ اور طلحہ اور زبیر بھی بیعت سے چار مہینے بعد مکہ معظمہ میں چلے گئے جناب
علی نے تمام شہروں میں عامل جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عامل تھے واپس بلا بھیجا اور معاویہ کو بلانے کے لئے اس مضمون
کا خط لکھا یہ خط ابن ابی ثبیت کی معرفت معاویہ کی طرف بھیجا۔ اگرچہ عثمان صاحب قرابت اور مقتدا تھے ویسی ہی وہ قرابت
والے صاحب حق ہوں خدا تعالیٰ نے مہاجرین و انصار کی مشورت سے اگر حکومت مجھکو دی ہے ویسی ہی دوسرے
لوگوں نے بھی انہیں کی رائے کی پیروی کی ہے۔ جو کچھ کہ انکو بھلا معلوم ہوا اسپر انہوں نے عمل کیا اور جس بات سے ان کو
کراہت معلوم ہوئی اسکو چھوڑ دیا۔ تم بہت جلد مجھسے آکر بیعت کرو۔ بیعت شام والوں کی طرف لکھ بھیجا ہے کہ میرا عہد انکی
مثال ہرگز نہیں ہے جو بات کہ میرے گلے پڑی ہے میں بھی اسکے گلے میں ڈالنا چاہتا ہوں اور اس سے میں اپنے
دین اور امانت کو خریدنا چاہتا ہوں مجھے اس سے ہرگز حیا نہیں تم بہ ہر طور مجھے بھی اپنے چند شریف دوستوں
کے ساتھ میرے پاس چلے آؤ جسوقت آپ اس خط کو لکھکر فارغ ہوئے مغیرہ بن شعبہ آپکی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے
لگے یا امیر المومنین یہ خط کیسا ہے آپنے فرمایا میں معاویہ کو لکھتا ہوں کہ وہ میرے پاس چلا آئے یا فاسد کے ہاتھ بھیجنا چاہتا
ہوں مغیرہ نے کہا یا امیر المومنین اگر آپ قبول فرمائیں تو میں آپکو ایک نصیحت کرنا چاہتا ہوں آپنے فرمایا ہاں
کہو مغیرہ نے عرض کیا معاویہ سے سوا آپکے کوئی لگا نہیں رکھتا اسکے قبضہ میں شام کا ملک ہے اور وہ حضرت عثمان رض کا
مقرر کیا ہوا انکا عامل ہے آپ سرو سنت کسی کی عہد کی بابت لکھا بھیجیں کہ وہ آپکی اطاعت کرے۔ جب آپکے
پاؤں خوب جم جائیں پھر جو آپکی رائے ہو سو کریے جناب امیر نے فرمایا مجھے اس بات سے خدا تعالیٰ کا حکم روکتا ہے کہ گمراہ
کرنے والوں کو اپنا دوست مت بنا خدا کی قسم ہے یہ وہ گناہ ہے کہ ہرگز مرتکب نہیں ہوا نہیں دیکھیگا کہ جس امر پر کہ میں ہوں
انہیں کی طرف ہوں اسکو کھینچونگا۔ اگر انہوں نے مان لیا بہتر ورنہ خدا کی پاس ہیں اور اسکا انصاف ہو جائیگا مغیرہ آپکے پاس سے

اُٹھا اور یہ کہنے لگا کہ آج آپ تخلیہ میں ہیں کل تک صبر کریں میں کل آپکے پاس آؤنگا پھر دیکھا جائیگا کہ کیا کرنا چاہیئے
دوسرے دن مغیرہ نے کہا کہ یا امیر المؤمنین کل جو کچھ کہ میں نے عرض کیا تھا سو کیا تھا آپ نے اُسے نہیں مانا تھا جبکہ میں اسکو
سوچنے کیلئے لیا تو خیال کیا کہ آپ ہی کی رائے ٹھیک ہے جو آپ نے جو کچھ کہ لکھا ہے معاویہ کی طرف بھیجیں اگر وہ آپکے پاس چلے آئیں
تو بہتر ورنہ آپ اُس کو معزول کریں کیونکہ یہ بات شوکت کے مناسب ہے آپ نے فرمایا انشاء اللہ تعالی میں ایسا ہی کرونگا
یہ کہکر مغیرہ آپکے پاس سے چلا گیا ابن عباس کہتے ہیں جب لوگ بیعت کر چکے میں جناب امیر کی خدمت میں گیا دیکھا مغیرہ
خلوت میں جناب امیر علیہ السلام سے باتیں کر رہا ہے جب وہ چلا گیا میں نے امیر سے عرض کیا مغیرہ آپ سے کیا کہتا تھا آپ نے فرمایا
مغیرہ کل میرے پاس آکر کہنے لگا کہ آپ حضرت عثمان کے عمال معاویہ اور عمرو بن عاص کو عہدہ سے معزول نہ کریں جبتک
کہ لوگوں کی شورش فرو ہو جائے پھر یونہی سہی جسے چاہیں آپ معزول کریں میں نے اس سے انکار کیا اور یہ کہا کہ میں دین میں ہرگز
سستی نہیں کرسکتا۔ پھر کہنے لگا کہ آپ جسکو چاہیں معزول کریں لیکن معاویہ کو رہنے دیں کیونکہ شام کے لوگ اسکے مطیع
ہیں اور اسکے کہنے پر عمل کرتے ہیں اور وہ صاحب جرأت ہے اور اسکے قائم رکھنے میں آپکے لئے قوی حجت ہے کہ جناب عمر رضی اللہ
عنہ نے اپنے عہد خلافت میں اسکو حاکم شام بنایا ہے میں نے کہا خدا کی قسم وہ لوگ ایک دن بھی اسکی مدد نہیں کرسکتے
مغیرہ میرے پاس سے اٹھکر چلا گیا مجھے معلوم تھا کہ اُسکے ذہن میں ضرور یہ خیال آرہا ہے کہ میری رائے ٹھیک نہیں اب پھر لوٹ آیا تھا
اور کہتا تھا میں نے پہلی مرتبہ آپکو کچھ مشورہ دیا تھا آپ نے میری رائے سے مخالفت کی تھی میں نے یہ خیال کیا کہ جو آپکی رائے میں
آیا ہے آپ وہی کرینگے اب میں بھی آپکی رائے کے ساتھ اتفاق کرتا ہوں آپ جسکو چاہیں معزول کریں اور جس کو چاہیں
متولی بنائیں اللہ تعالی آپکے لئے کفایت کرنیوالا ہے۔ یہ امر شوکت کے مناسب ہے ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے جناب امیر سے
عرض کیا مغیرہ نے پہلی مرتبہ آپ سے بطور نصیحت کہا تھا۔ دوسری مرتبہ دھوکا دیا ہے۔ آپ نے فرمایا پہلی مرتبہ نصیحت کیونکر
نصیحت کی تھی میں نے عرض کیا معاویہ اور اسکے دوست صاحب دنیا ہیں جب آپ انکو انکے عمل پر قائم رہنے دینگے تو وہ
آپکے عمال کے معترض نہیں ہونگے اور جبکہ آپ اُنکو معزول کرینگے تو وہ یہ کہینگے کہ جناب امیر نے ہمارے خلیفہ کو قتل کرکے خلافت
کو بغیر حق کے لے لیا ہے اور ظلم سے لوگوں کو آپکی طرف سے بگاڑ دینگے اسکے سوا میں طلحہ اور زبیر سے بھی مطمئن نہیں کہ وہ بھی آپ سے
بگڑ گئے ہیں میرا مشورہ بھی یہی ہے کہ آپ معاویہ کو معزول نہ کریں جب وہ بیعت کرلے تو آپ اسکو اسکی جگہ سے اکھاڑ سکتے
ہیں جناب امیر نے فرمایا میں تلوار کے سوا اور کسی چیز سے اُسے جواب نہیں دونگا میں نے عرض کیا یا امیر المؤمنین آپ بہادر
آدمی ہیں لیکن لڑائی میں آپکی رائے ٹھیک نہیں آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا ہے کہ لڑائی فریب کی ہے آپ نے فرمایا
سچ ہے میں نے کہا اگر آپ میرا کہنا مانیں تو میں انکے آنے کے بعد ان سے آپکی حسب رضا ایسا معاملہ کرونگا کہ وہ پیچھے پھر کر
دیکھ سکینگے اور آپ پر بھی کوئی الزام وارد نہ ہوگا آپ نے فرمایا اے ابن عباس میں تیرے اور معاویہ کے بھروسہ پر نہیں پھر
میں نے عرض کیا اچھا آپ میری دوسری بات مانیں اور دروازہ بند کرکے اپنے گھر میں بیٹھ رہیں سب کے تمام لوگ خود ڈھونڈ
کرینگے آپکے سوا کسی کو خلافت کا حقدار نہیں پائینگے آپ ان لوگوں سے لڑائی نہ کریں ورنہ حضرت عثمان کا خون آپکے سر
منڈھ دینگے آپ نے انکار کیا اور فرمایا کہ تم میرا خط لیکر شام کو چلے جاؤ میں تمکو وہاں کا حاکم کرتا ہوں ابن عباس نے کہا۔ میرے
نزدیک یہ رائے ٹھیک نہیں معاویہ بنی امیہ میں سے ہے اور حضرت عثمان کا ابن عم اور عامل ہے میں ہرگز اس پر مطمئن نہیں
کہ عثمان کے بدلے میری گردن نہ ماریگا۔ اور اگر اس سے زیادہ میرے حق میں احسان کریگا تو مجھے قید کرلیگا اور آپکی قرابت

لی جو سہم و حجم پر لشند و کر دیکھا جب اسنے مجھ پر ہاتھ ڈالا تو گویا آپ پر ہاتھ ڈالا آپ اپنے خط کو کسی دوسرے کے ہاتھ اسکے پاس بھیجیں ورنہ میں سے یہاں لایا ہوں۔ دیکھئے وہ کیا جواب دیتا ہے۔ جناب امیر علیہ السلام نے سبرۃ الجہنی کو خط دیکر معاویہ کے پاس بھیجا جب وہ شخص معاویہ کو خط دیا۔ معاویہ نے پڑھکر تین مہینے تک کوئی اسکا جواب نہ دیا جب حضرت عثمانؓ کی شہادت کو پورے تین مہینے ہو چکے تو ماہ صفر کے آخری دنوں میں معاویہ نے بنی عبس کا ایک آدمی بلایا اور اسکو ایک سادہ خط دیکر بہ تاکید بھیجا کہ وہ مدینہ میں داخل ہوتا اور لوگوں کے سامنے جناب امیرؑ کو یہ خط مار دیتا۔ اسنے مدینہ میں پہنچکر جناب امیرؑ کو خط مار دیا۔ آپ نے جب اسکو کھولا تو بالکل سادہ پایا آپ نے اس سے فرمایا تیرے پیچھے شام کے باشندوں کا کیا حال ہے قاصد نے عرض کیا یا امیر المومنین اگر آپ مجھے امان عطا فرمائیں تو میں عرض کر سکتا ہوں آپ نے فرمایا قاصد کبھی قتل نہیں کیا جاتا وہ کہنے لگا میں اپنے پیچھے ایک ایسی قوم کو چھوڑ آیا ہوں جو یہ کہتے تھے کہ ہم قصاص کے بغیر کسی طرح سے راضی نہیں ہونگے ساٹھ ہزار آدمی کو حضرت عثمانؓ کے کرتے کے نیچے روتے ہوئے چھوڑا ہے اور وہ قمیص دمشق کی مسجد کے منبر پر رکھا ہوا ہے اسمیں حضرت عثمانؓ کی بیوی نائلہ کی انگلیاں بھی لگی ہوئی ہیں جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کیا وہ مجھ سے عثمانؓ کے خون کے طالبگار ہیں عثمانؓ کے قاتلوں کو خدا خراب کرے۔ خدا جس امر کا ارادہ کرتا ہے اسکو اسکی حد تک پہنچاتا ہے۔ عبسی نے کہا مجھے امان ہے آپ نے فرمایا جلد جا تجھے امان ہے وہ وہاں سے اٹھکر چلا گیا۔ لوگ باہم گفتگو کرنے لگے اس کتے اور دور رستکے قاصد کو ایسی باتیں کرنا کیا مناسب تھا واللہ اگر امیر المومنین اسکو امان نہ عطا فرماتے ہم ضرور اسکو قتل کر ڈالتے۔ پھر جناب امیر علیہ السلام نے اہل شام کیساتھ لڑائی کا سامان کیا۔ اور محمد بن حنفیہ کو علم دیا۔ اور عبداللہ بن عباسؓ کو میمنہ کی فوج اور عمرو بن سلمہ کو میسرہ اور ابا لیلیٰ عامر ابن الجراح کو لشکر کا مقدمہ سپرد کیا۔ قثم بن عباسؓ کو اپنے پیچھے مدینہ کا حاکم بنایا اور عراق میں جناب عثمانؓ کے حاکم قیس بن سعد کو اور کوفہ میں ابو موسیٰ اشعری کو لکھ بھیجا کہ اہل شام کی لڑائی پر لوگوں کو آمادہ کریں اہل بیعت سے فرمایا خدا تعالیٰ کی محبت کے ہو اگر تمہیں تمہارے امیر کو ہر طرح سے فضیلت حاصل ہے تم بھی اطاعت کرو اور اپنے دلوں کو غصہ میں نہ ڈالو اور اس سے سرکشی نہ کیجا ورنہ شاید پروردگار تمہاری پریشانی کو جمعیت سے بدل دے اور اس خرابی کے بدلے کہ اس قوم نے تمہارے حق میں سوچ رکھی ہے تمہیں بھی پہنچا دے۔ جناب امیر علیہ السلام لشکر کو شام کی طرف بھیجا چاہتے تھے اسکی تیاری فرما رہے تھے کہ طلحہ اور زبیر اور ام المومنین عائشہؓ کے بر خلاف ہو جانیکی خبر ملی اور معلوم ہوا کہ وہ بصرہ کی طرف جانا چاہتے ہیں اسکا سبب یہ ہوا کہ جب طلحہ اور زبیر مدینہ سے مکہ میں چلے آئے تو جناب ام المومنین حضرت عائشہؓ نے جو ایام حج کی وجہ سے مکہ میں فروکش تھیں انسے پوچھا کہ مدینہ طیبہ میں کیا ہو رہا ہے۔ دونوں صاحبوں نے عرض کیا ہم دونوں لوگوں کی غوغا کی وجہ سے مدینہ سے بھاگ آئے ہیں وہاں کے لوگ نہ حق کو پہچانتے ہیں اور نہ باطل سے پرہیز کرتے ہیں اور نہ اپنے آپکو باز رکھتے ہیں ام المومنین نے کہا اس غوغا کے فرو کرنے کے لئے سبکو چڑھائی کرنا چاہیئے طلحہ اور زبیر نے کہا یہ ہم سے کیونکر ہو سکتا ہے کیا ہم بھی شام کو چلے جائیں اور معاویہ سے جا ملیں ابن عامر انہیں دنوں میں جناب عثمانؓ کے قتل کے بعد بصرہ سے مکہ میں آیا ہوا تھا اور کہنے لگا تمکو شام میں جانے کی ضرورت نہیں وہاں معاویہ کافی ہے تمکو بصرہ میں جانا چاہیئے مجھے وہاں رسوخ حاصل ہے اور بصرہ کے لوگ طلحہ کی طرف کو جھکے ہوئے ہیں اور ہم میں طلحہ لائق بھی ہیں بصرہ کی طرف جانیکے لئے سب کی رائے قرار پائی۔ جناب ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی انکے ساتھ جانیکو آمادہ ہوئیں عبداللہ بن عمرؓ کو بھی ہمراہی کے لئے کہا گیا مگر انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ میں مدینہ والوں کے ساتھ ہوں جو کچھ وہ کرینگے میں بھی وہی کرونگا اسلئے وہ مکہ میں ٹھہر رہے۔ جناب ام المومنین حضرت حفصہ

نے بھی انکے ساتھ چلنے کا ارادہ کیا۔ لیکن انکے بھائی عبداللہ بن عمر نے انکو روک لیا۔ یعلی بن منیہ نے جو یمن میں
حضرت عثمانؓ کا عامل تھا اور انکے قتل کے بعد مکہ میں آیا ہوا تھا ایک لاکھ درہم اور سات سو اونٹ انکے لئے بھیجے اور مکہ
میں منادی کرا دی کہ ام المومنین عائشہؓ اور طلحہؓ و زبیرؓ بصرہ کو جانیوالے ہیں جو شخص دین کی عزت کیلئے لڑنا اور
حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینا چاہتا ہو اور اسکے پاس سامان اور سواری نہ ہو وہ ہمارے پاس آ جائے چھ سو شتر سوار
اور ایک ہزار پیادہ باشندگان مکہ و مدینہ کے ساتھ ہو لئے انکے سوا اور بھی لوگ انکے ہمراہ ہو گئے یہانتک کہ تعداد تین ہزار
کے قریب پہنچ گئی۔ یعلی بن منیہ نے جناب ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی سواری کو ایک اونٹ دیا جسکا نام عسکر تھا
دو سو دینار کے بدلے اسکو خریدا تھا اس اونٹ کی نسبت بعض روایت کرتے ہیں کہ عرینہ کے ایک آدمی کے پاس تھا
وہ بیان کرتا ہے کہ میں ایک روز اس اونٹ پر سوار تھا کہ مجھ کو ایک سوار ملا اور کہنے لگا۔ کیا اس اونٹ کو بیچے گا۔ میں نے کہا
ہاں میں بیچتا ہوں اسنے قیمت پوچھی میں نے ہزار درہم بتائی اسنے کہا تو دیوانہ تو نہیں میں نے کہا کیوں میں خدا کی قسم
کھا کر کہتا ہوں کہ میں اس پر سوار ہو کر [illegible] پیچھے [illegible] کہ میں نے اس سے [illegible] ہوں اور میرا کسی نے پیچھا نہیں کیا
نہیں میں گم ہو گیا ہوں اسنے کہا [illegible] ہم اونٹ کسکے لئے مانگتے ہیں ہم اسے جناب ام المومنین
کی سواری کیواسطے مانگتے ہیں [illegible] بلکہ تو میرے ساتھ ایک آدمی کے پاس چل
وہ تجھے ایک ناقہ اور درہم دیگا میں اسکے ساتھ گیا اور مجھے چھ سو درہم اور ایک اونٹنی اسکے عوض عطا کی ام الفضل
حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی عبداللہ بن عباس کی والدہ ماجدہ نے جہینہ کے بدوؤں میں سے ایک آدمی کو اجرت
دیکر جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں اس خبر کے پہنچانے کو بھیجا کہ ام المومنینؓ اور طلحہؓ و زبیرؓ بصرہ کی طرف گئے ہیں
پھر جناب ام المومنینؓ نے مکہ سے برآمد ہو کر منزل کی طرف کوچ کیا۔ جب نماز کا وقت آیا مروان بن الحکم اذان کہکر طلحہ
و زبیر کے پاس گیا اسوقت دونوں کے بیٹے انکے پاس بیٹھے تھے کہنے لگا [illegible] میں کس ایک کو امیر ہونیکا
سلام کہوں اور نماز کا اذن کس سے لوں عبداللہ بن الزبیر نے کہا میرے باپ اور محمد بن طلحہ نے کہا میرے باپ
یہ بات جناب ام المومنین عائشہؓ تک پہنچی انہوں نے مروان سے کہا کیا تو ہماری بات کو بگاڑنا چاہتا ہے۔
عبدالرحمن بن عتاب نماز پڑھاتا ہے۔ معاذ بن جبل کہتے ہیں کہ اگر مروان ظفریاب ہو جاتا تو ہم سب آپس میں لڑ مرتے نہ زبیر
طلحہ کو چھوڑا جاتا۔ جناب ام المومنینؓ کے ساتھ اور امہات المومنین بھی انکے وداع کرنے کے واسطے مکہ و ذات
عرق تک نکلی تھیں اسلام کی حالت پر رونے لگیں اور انکے ساتھ تمام لوگ رونے لگے اس دن سے زیادہ کوئی رونے
کا دن نہیں دیکھا گیا اسی لئے اسکا نام یوم النحیب رکھا گیا۔ پھر وہ لوگ بصرہ کو نکلے اور جناب امیرؑ اپنے لشکر ربیع الاول
سنہ ۳۵ ہجری کی آخری تاریخوں میں شام کے قصد سے مدینہ سے باہر نکلے آپ ابھی روانگی میں تھے کہ ام الفضل کے
قاصد نے پہنچکر خبر دی کہ طلحہ و زبیر اور ام المومنین عائشہؓ لشکر لیکر مکہ سے بصرہ کو چلی گئی ہیں جب آپکو یہ خبر ملی اکابر اہل
مدینہ کو بلا کر آپنے انکے سامنے خطبہ پڑھا اور خدا کی حمد و ثنا کے بعد بیان فرمایا کہ کسی بات کا انجام بخیر نہیں ہوتا
جبتک کہ اسکا آغاز [illegible] پس تم خدا کی مدد کرو وہ تمہاری مدد کریگا اور تمہارے سب کام اچھے کر دیگا جناب علیؑ نے یہ
[illegible] ارادہ فرمایا [illegible] کہ طلحہ و زبیر کے بصرہ میں پہنچنے سے پہلے راستے میں انکو
جا لیں اور انکو [illegible] جب ربذہ میں پہنچے تو آپکو خبر ملی کہ وہ بصرہ کے میدان میں جا پہنچے

ہیں علقمہ بن وقاص اللیثی کہتا ہے کہ جب اہل بصرہ طلحہ اور زبیر سے بیعت کر چکے تو میں طلحہ سے ملا اور میں اُنہیں علیحدہ
ملنا اچھا سمجھتا تھا دیکھا کہ اکثر وہ اپنی ڈاڑھی کو پکڑے ہوئے خلوت میں متفکر بیٹھے رہتے ہیں میں نے ان سے کہا
یا ابا محمد میں آپکو ہمیشہ خلوت میں شگفتہ پایا کرتا تھا۔ اب دیکھتا ہوں کہ آپ اپنی ڈاڑھی کو پکڑے ہوئے متفکر بیٹھے
رہتے ہیں میں نے اُنسے کہا یا ابا محمد میں آپکو ہمیشہ خلوت میں شگفتہ پایا کرتا تھا۔ اب دیکھتا ہوں کہ آپ اپنی ڈاڑھی کو
پکڑے ہوئے متفکر بیٹھے رہتے ہیں اگر کوئی بُری بات تمہارے پیش آئی ہے تو کوئی نیک امر اختیار کرلو۔ مجھ سے کہنے لگے
حضرت عثمان کے حق میں مجھ سے خطا ہوئی ہے جس کی توبہ میں سوا اسکے نہیں جانتا کہ انکے خون کی طلب میں
میرا خون بہایا جائے میں نے کہا آپ اپنے بیٹے محمد کو واپس بھیجدیں آپکی زمین ہے اور عیال بھی ہے اگر آپ پر کوئی
حادثہ وارد ہو تو وہ آپکے بعد آپکی زمین اور عیال کی خبر گیری کرسکے کہنے لگے شاید وہ تیری بات مان لے میں نے محمد کے
پاس جا کر کہا کہ اگر کوئی حادثہ تیرے باپ پر نازل ہو اور تو زندہ رہے تو تو اسکی زمین اور عیال کی خبر گیری کرسکتا ہے اُسنے
کہا میں اپنے باپ سے سواری ایسی کے لئے طلب نہیں کرسکتا۔ روایت ہے کہ طلحہ ان دنوں میں کہا کرتے تھے کہ ہم میں
سے اکثر اس فتنہ کی باتیں کیا کرتے تھے۔ انکے دوستوں میں سے کسی نے کہا آپ اسکا نام فتنہ رکھتے ہیں اور خود اس
میں پڑتے بھی ہیں کہنے لگے سخت افسوس ہے کبھی ہم صاحب بھی ہوتے ہیں اور کبھی نہیں بھی ہوتے مگر کبھی ایسا
واقعہ پیش نہیں آیا کہ میں نے اسمیں اپنے قدم و حصہ کی جگہ کو نہ معلوم کرلیا ہو مگر میں اس معاملہ میں نہیں جانتا۔ کہ مقبل ہوں
یا مدبر۔ شہاب بن طارق کہتا ہے کہ جناب امیر جنگ جمل کے لئے تشریف لائے اور ربذہ میں فروکش ہوئے آپکے لشکر
میں میرا ایک رفیق تھا میں اسکے ملنے کے لئے گیا۔ اور جناب امیر علیہ السلام کی تشریف آوری کی وجہ پوچھی اسنے بیان کیا کہ
طلحہ اور زبیر اور جناب ام المومنین عائشہؓ حضرت امیرؓ سے برخلاف ہوکر بصرہ کی طرف چلی گئی ہیں اور وہ لڑنے پر آمادہ ہیں
میں نے اپنے جی میں کہا اگر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواریین اور جناب ام المومنینؓ کے ساتھ جنگ کروں تو
یہ ایک امر گراں معلوم ہوتا ہے اور اگر جناب امیر علیہ السلام کیساتھ جنگ کروں تو یہ بھی مشکل ہے کیونکہ وہ سب منزل
اولی میں اسی اثنا میں میں اپنے دوست کے پاس سے اٹھکر جناب امیرؓ کی خدمت میں گیا اور سلام عرض کیا آپنے سلام کا جواب
ارشاد فرمایا میں آپکے پاس بیٹھ گیا آپنے میری جانب توجہ کر کے ان لوگوں کا تمام تذکرہ بیان فرمایا۔ جب آپ اس قصہ کو
بیان کر چکے تو آپنے نماز کا حکم دیا اور ہمارے ساتھ ظہر کی نماز ادا کی پھر لوٹ کر بیٹھ گئے جناب حسن علیہ السلام اٹھکر آپکے سامنے
جا بیٹھے اور رو کر کہنے لگے میں نے آپ سے عرض کیا تھا مگر آپنے نہ مانا۔ میں نے پھر عرض کیا تھا اب یہ دیکھئے کہ آپ کل کیسے
تنگ موقع میں ہونگے اور کوئی آپکا مددگار نہ ہوگا۔ جناب امیرؓ نے فرمایا کہو تو سہی کیا بات ہے تم ہمیشہ لڑکیوں کی طرح سے
روتے ہو تم نے کیا ایسی بات کہی تھی کہ جس کی نسبت تمہارا زعم ہے کہ میں نے اُسے نہیں مانا جناب حسنؓ نے عرض کیا
جب لوگوں نے جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کو گھیر لیا تھا تو میں نے عرض کیا تھا کہ آپ یہاں سے کسی سمت کو چل دیں جب
تک جناب عثمانؓ کو قتل کرینگے تو پھر وہ آپکو ڈھونڈینگے اور آپکی بیعت کرینگے۔ لیکن آپنے نہ کیا۔ پھر جب حضرت
عثمانؓ شہید ہوگئے اور لوگ آپسے بیعت کرنے لگے تو میں نے عرض کیا کہ جب تک آپکے پاس تمام عرب کے قاصد نہ آجائیں
بیعت نہ لیں پھر جب طلحہ و زبیر بیعت کیلئے آئے تو میں نے کہا کہ آپ انکا کہنا نہ مانیں اگر تمام امت اجماع کرلے تو
بیعت قبول کریں اور اگر اختلاف واقع ہو تو آپ قضائے الٰہی پر راضی رہیں۔ جناب امیر علیہ السلام نے کہا واللہ

میں کچھ فرق نہیں پڑتا چاہیے تاکہ جب آدمی اچھے کھانے میں گفتا ہو تو اسکا وجدان کرے اسکے پاؤں دبیں رہتے تو اچھا
ہے اور یہ بات پکار کر اسکی نصیحت کرتا ہے تیرا باپ تو مجھ کو مقبول ہے اور بھائی کو مصلح ہے اور مخالف کو
فرمان پذیر ہے تو اتا ہے پھر خدا جو چاہے سو کرے پھر جناب امیر نے ربذہ میں طلحہ و زبیر کی طرف خط لکھا کہ اے طلحہ اور
اے زبیر تم بخوبی جانتے ہو کہ جب تک لوگوں نے میری بیعت کا ارادہ نہیں کیا میں نے بھی انکا قصد نہیں کیا۔ تم دونوں نے
کسی کے رعب سے میری بیعت نہیں کی اے زبیر تو تو شہسوار قریش ہے اور اے طلحہ تو تو شیخ المہاجرین ہے تم دونوں بل سکتے کہ تم اس بات میں
پڑنے سے پہلے چھوڑ دینا تمہارے لئے زیبا تھا عثمانؓ کے بیٹے موجود ہیں وہ عثمانؓ کے ولی ہیں اور انکے خون کا مطالبہ
کرسکتے ہیں تم دونوں مہاجرین میں سے ہو تم اپنی والدہ کو گھر سے باہر کھینچ لائے ہو حالانکہ خدا نے اسے اقرار سے بیٹھے
رہنے کا حکم دیا ہے اللہ تمہارے لئے کافی ہو والسلام۔ اور جناب ام المومنین عائشہؓ کو یہ خط علیحدہ لکھا کہ آپکو گھر سے اپنے
امر کی طلب کیلئے باہر نکلنا زیبا تھا جو آپکی شان کے مناسب ہوتا۔ پھر آپکا یہ زعم ہے کہ اصلاح بین الناس کے سوا آپکی اور
کوئی مراد نہیں بھلا آپ یہ تو بیان کریں کہ عورتوں کو لشکر کی سپہ سالاری سے کیا سروکار ہے آپ اپنے زعم میں جناب
عثمان کے خون کا مطالبہ کرتی ہیں عثمان بنی اُمیہ میں سے تھے اور آپ بنی تیم میں سے ہیں جس نے کہ آپکو اس امر کے لئے گھر
سے باہر نکالا ہے اور [illegible] کیا ہے وہ ایک بھاری گناہ کا مرتکب ہوا ہے۔ آپ خدا سے ڈریں اور اپنے گھر کو
لوٹ جائیں والسلام [illegible] جواب نہیں پھر جناب امیر نے محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر کو اہل کوفہ کی طرف خط دیکر روانہ کیا۔ اور
اُسمیں لکھا کہ میں نے تمکو [illegible] شہروں [illegible] اور تمہیں ہی انتخاب کیا ہے اور یہ امر کہ اسوقت حادثہ ہوا ہے اسکے لئے میں نے
تمہاری طرف توجہ کی ہے پس تم خدا کے دین کے اعوان اور انصار بنو اور ہمارے ساتھ آمادہ ہو جاؤ۔ شاید کہ اس امت میں
پھر اصلاح ہو جائے اور ہم لوگ ایک دوسرے کے بھائی بن جائیں [illegible] تو دونوں محمدؓ کوفہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اور جناب امیر لوگوں میں
خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ پروردگار نے اسلام کی وجہ سے ہمیں عزت دی ہے اور ہمارا قدر بلند کیا ہے اور ذلت
اور باہمی نفرت اور عداوت کے بعد اسی کی وجہ سے ایک دوسرے کا بھائی بنایا ہے پس جب تک کہ خدا نے چاہا لوگ اسپر چلتے رہے
اسلام انکا دین اور حق انکا مذہب اور قرآن انکا پیشوا رہا یہاں تک کہ ان لوگوں [illegible] جنکو شیطان نے بہکایا
ہے [illegible] اس امت کو پھسلا دیا [illegible] جیسا کہ ان سے پہلی امتوں میں پھوٹ پڑی ہے اسی طرح اس امت میں بھی ضرور
پھوٹ پیدا ہونے والی ہے ہم خدا کی پناہ مانگتے ہیں اسکو دوہرا کر فرمایا ہو ہو گی بات ضرور ہو کر رہیگی اور عنقریب یہ
امت تہتر فرقوں میں منقسم ہوگی جن میں ایک کے سوا سب جہنمی ہونگے پس تم اپنے دین کی حفاظت کرو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی
ہدایت کو اپنا شعار بناؤ اور انہیں کی سنت کا اتباع کرو اور جو مشکل کہ پیش آئے اسے ہمیں قرآن کی طرف رجوع کرو جو کچھ
کہ قرآن بتلائے اسے مانو۔ اور جس سے انکار کرے اسے چھوڑدو اور اسپر خوش رہو کہ اللہ تمہارا رب اور اسلام تمہارا
دین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے نبی ہیں اور قرآن کے منصف اور پیشوا ہونے پر راضی رہو۔ پھر آپ مدینہ سے کوفہ
کی طرف روانہ ہوئے اور دونوں محمد کوفہ پہنچ گئے۔ ابو موسیٰ کو خط دیا انہوں نے سب کے سامنے پڑھا اور کچھ جواب نہ دیا
رات کو بعض اہل کوفہ کے لوگ جمع ہو کر ابو موسیٰ کے پاس گئے اور پوچھا کہ روانہ ہونے کی نسبت تمہاری کیا رائے ہے
ابو موسیٰ نے کہا آج تو نہیں کل اپنی رائے بیان کرونگا۔ دوسرے روز ابو موسیٰ نے منبر پر چڑھکر بیان کیا کہ
امر میں [illegible] گھر میں بیٹھے رہنا [illegible] دنیا کے واسطے گھر سے باہر نکلنا [illegible]

آسمان سے بھجوائے ۔ اختیار کرو پس لوگوں نے ان دونوں محمدوں کیساتھ کوئی چلنے کے لئے آمادہ نہ ہوا ۔ اور
وہ دونوں غصہ میں آ کر ابو موسیٰ سے سخت سست کہنے لگے ۔ ابو موسیٰ نے کہا کہ ابھی تک عثمانؓ کی بیعت ہمارے
اور تمہارے گلے میں پڑی ہوئی ہے اگر لڑائی سے چارہ نہیں تو جب تک کہ عثمانؓ کے قاتلوں سے جہاں
کہیں کہ ہوں فراغت حاصل نہ ہو جائے کوئی لڑ نہیں سکتا ۔ دونوں محمد وہاں سے جناب امیرؑ کی خدمت میں
واپس چلے آئے اور ساری خبر بیان کی ۔ آپ نے اشتر سے فرمایا کہ تو ہماری طرف سے ابو موسیٰ کے پاس جا اور
بات پر اعتراض وارد کر بجز تیرے کے سوا ابو موسیٰ کوفہ کے عمل پر نہیں رہ سکتا ۔ جناب حسنؑ کو بھی اپنے ساتھ لیجا اور
اس فساد کی اصلاح کر جناب حسنؑ اور اشتر جس وقت ہیں کوفہ میں پہنچے کہ اسوقت لوگ مسجد میں جمع تھے ۔ اور
ابو موسیٰ انہیں خطبہ سنا رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اے لوگو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ہی لوگ ہیں
جو شرف یاب صحبت ہوئے ہیں پس وہی لوگ ان لوگوں سے کہ جنکو شرف صحبت حاصل نہیں ہوا خدا اور رسول کا زیادہ علم
رکھنے والے ہیں تمکو نصیحت کرنا ہمارا فرض ہے ۔ یہ فتنہ سخت ہے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ عنقریب
ایک فتنہ پیدا ہونے والا ہے کہ بیٹھا ہوا کھڑے ہوئے سے اور کھڑا ہوا چلنے والے سے اور چلنے والا سوار سے بہتر ہوگا
خدا تعالیٰ نے ہمکو ایکدوسرے کا بھائی بنایا ہے اور ہمارا خون اور مال ایکدوسرے پر حرام کیا ہے جناب حسن علیہ السلام نے کھڑے
ہو کر ابو موسیٰ سے فرمایا اے بوڑھے تیری ماں مرے ہمارے عمل سے علیحدہ ہو جا ۔ ابو موسیٰ نے عرض کیا آپ آج کی شب مجھے مہلت
دیں جناب حسنؑ نے منبر پر چڑھکر خطبہ ارشاد کیا اے لوگو تم اپنے امیر کی دعوت مانو اور اپنے بھائیوں کی طرف دوڑو ۔
امیر المومنین فرماتے ہیں میں ان دو راہوں میں سے ایک پر نکلا ہوں یا ظالم ہوں یا مظلوم اگر مظلوم ہوں تو جو شخص میری
مدد کریگا خدا تعالیٰ اسکی مدد کریگا ۔ اور اگر ظالم ہوں تو مجھے پکڑ لیگا ۔ خدا کی قسم ہے طلحہ و زبیر وہ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے مجھ سے
بیعت کی ہے اور وہی سب سے پہلی لڑائی کے لئے نکلے ہیں آیا میں نے کسی کے مال میں خیانت کی ہے یا خدا کے کسی حکم کو
بدلا ہے پس تم جلدی کرو ۔ اور اچھی بات کو مانو ۔ اور بری بات سے بچو ۔ عمار بن یاسر نے بھی یہی گفتگو کی ۔ امام بخاری جامع
صحیح میں ابن مریم عبد اللہ بن زیاد سے روایت کرتے ہیں کہ جب طلحہ و زبیر اور ام المومنین عائشہ بصرہ کی طرف چلے گئے
جناب امیرؑ نے عمار بن یاسر اور اپنے فرزند ارجمند حسن علیہ السلام کو کوفہ میں ہمارے پاس بھیجا جناب حسنؑ نے منبر پر چڑھکر
اور عمار بن یاسر نے منبر کے نیچے کھڑے ہو کر بیان کیا کہ جناب ام المومنین حضرت عائشہؓ صدیقہ بصرہ کو چلی گئی ہیں
خدا کی قسم ہے وہ دنیا و آخرت میں تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں خدا نے اس وقت تمکو امتحان میں ڈالا ہے
کہ تم علیؑ کی اطاعت کرتے ہو یا ام المومنینؓ کی ادھر اشتر ہر ایک قبیلہ اور جماعت کو دعوت کرنے لگے لوگ بھی ان کی
دعوت کو پذیرا کرنے لگے ۔ ہند بن عمر نے کھڑے ہو کر اپنی قوم سے کہا کہ امیر المومنین نے ہمکو بلایا ہے اور اپنے فرزند ارجمند
کو بھیجا ہے ۔ تمکو انکی بات پذیرا کرنی چاہئے اور انکے حکم کو ماننا چاہئے اور اپنی رائے سے مدد دینا چاہئے تم انکے ساتھ
جلد چلو ۔ حجر بن عدی نے کہا اے لوگو امیر المومنین کی دعوت کو قبول کرو تم سبکدوش ہو یا زیر بار جس حالت میں ہو دوڑ کر
چلو تم سب میں سے اول میں ہی انکی کا فرمان پذیر ہوں جناب حسنؑ نے فرمایا اب ہم روانہ ہوتے ہیں جو شخص خشکی کے راستے سے
آنا چاہتا ہو وہ ہمارے ساتھ چلے ورنہ دریا کی راہ سے ہمارے پاس پہنچ جائے نو ہزار آدمی خشکی کے راستہ سے انکے ہمراہ ہو لئے
اور دو ہزار آٹھ سو دریا کے راستہ سے جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں پہنچے آپ نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

جیسے بزرگوار صاحبوں کے ساتھ انکی ملاقات کی اور آؤ بھگت کر کے فرمایا۔ اے کوفہ والو تمنے عجم کے بادشاہوں کو قتل
کیا ہے اور انکے جتھے کو توڑ پھوڑ کر انکی میراث چھین لی ہے ہمنے تمکو اسلیئے بلایا ہے کہ تم ہمارے اور ہمارے اہل بصرہ کے
بھائی بندوں کے درمیان گواہ بنے رہو۔ اگر وہ لوٹ جائیں تو یہی ہماری مراد ہے۔ اور اگر وہ ہٹ کرینگے تو ہم ان سے برابر
پیش آئینگے یہانتک کہ وہ پھر خلیفہ کی طرف رجوع کریں ہم کوئی رفع فساد کیواسطے اصلاح کی بات اسپر صرف کرنیسے باقی نہیں
چھوڑینگے۔ پھر آپنے قعقاع رضی اللہ عنہ کو بلایا اور اہل بصرہ کے پاس جانیکا حکم دیا۔ قعقاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے صحابہ کرام میں سے تھے ان سے جناب امیر نے فرمایا تم جاکر طلحہ و زبیر کو خدا سے ڈراؤ اور ان دونوں کو الفت اور
جماعت کی طرف دعوت کرو اور فرقت اور مباینت کی برائی بتلاؤ۔ تمہارے جیسے آدمی خود بہتر جانتے ہیں کہ ایسے معاملات
میں کیا کرنا چاہئے۔ قعقاع بصرہ میں پہنچے اور اول جناب ام المومنینؓ کی خدمت میں گئے اور سلام کے بعد عرض
کیا اے مادر مہربان اس شہر میں آپکی تشریف آوری کا کیا باعث ہے۔ جناب ام المومنین نے فرمایا بیٹے
میرا آنا صرف لوگوں میں اصلاح قایم کرنیکے لئے ہوا ہے۔ قعقاع نے کہا آپ طلحہ و زبیر کو بھی اپنے پاس بلا لیں تاکہ میں انکے
روبرو بھی ان سے گفتگو کروں جناب ام المومنینؓ نے انکو بلا بھیجا جب وہ خدمت میں حاضر ہوئے قعقاع نے ان سے
کہا میں نے جناب ام المومنینؓ سے تشریف آوری کا باعث پوچھا تھا۔ آپنے فرمایا کہ میرا آنا صرف لوگوں میں اصلاح پیدا
کرنیکے لئے ہے اب آپ دونوں صاحب بیان کریں کہ آپ اس امر میں متفق ہیں یا کہ مخالف دونوں صاحبوں نے کہا ہم
متفق ہیں قعقاع نے کہا اب آپ بیان کریں کہ اصلاح کی کیا صورت ہے خدا کی قسم ہے اگر تم نے اسکو ہمیں جتا دیا
تو البتہ آپ اصلاح کرنیوالے ہیں اور اگر آپنے انکار کیا تو کوئی صورت پیدا نہ ہو سکیگی دونوں نے کہا کہ جناب عثمانؓ کے
قاتل چھوڑ نہ جائیں قعقاع نے کہا یہ اسوقت نہیں ہو سکتا۔ میری رائے میں آتا ہے کہ اسوقت یہ بھڑکتی ہوئی آگ
بجھا دی جائے تاکہ مسلمانوں کا خون زمین پر نہ گرے اسکے سوا اور کوئی دوسرا علاج نہیں۔ اگر تم نے انکار کیا تو کام بگڑ
جائیگا اور اس سے اعراض کرنا علامت شر اور مال کے تلف ہو جانیکا باعث ہوگا۔ تم لوگ ہمکو عافیت پہنچاؤ خدا
تمہیں عافیت روزی کریگا تم نیکی کی کنجیاں بنو اور بلا کو مت چھیڑو تاکہ تمہیں اور ہمیں آپس میں نہ لڑوا دے دونوں کہنے
لگے تم ٹھیک کہتے ہو اگر یہ معاملہ آپ جیسے شخص کی رائے پر چل نکلا تو درست ہو جائیگا۔ قعقاع وہاں سے واپس چلے
آئے اور جناب امیر سے عرض کیا آپ بہت خوش ہوئے۔ تمام لوگ صلح پر مطلع ہو گئے جسکو کہ برا معلوم ہوتا تھا
برا معلوم ہوا اور جسنے خوش ہونا تھا خوش ہو گیا تمام عرب کے قاصد بصرہ سے جناب امیرؑ کی خدمت میں حاضر ہو گئے تاکہ
اہل کوفہ کے بھائیوں کی رائے سے واقفیت حاصل کریں کوفہ والوں نے بھی ان سے بیان کیا کہ صلح کے سوائے کوئی دوسرا
خیال ہمارے دلمیں نہیں پھر جناب امیر خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے اور حمد و ثنا کے بعد جاہلیت اور اسکی برائیوں کا
ذکر کیا پھر آپنے ارشاد کیا کہ میں کل یہاں سے کوچ کرنیوالا ہوں تم میں سے کہ عثمانؓ کے قتل میں اعانت کی ہو وہ ہمارے
ساتھ نہ چلے۔ ذی قار میں جناب عثمانؓ کے قاتلوں میں سے دو ہزار آدمی جناب امیرؑ کے لشکر میں موجود تھے۔ رات کو باہم
مشورت کرنے لگے انکے رئیس عبداللہ بن سبا جو ابن السوداء کے نام سے بھی مشہور ہے ان سے کہنے لگا تمہاری
عزت اسی میں ہے کہ تم انکو نہ ملنے دو اور جناب علیؑ کا ساتھ نہ چھوڑو جب صبح ہو تو تم لوگوں میں ملکے لڑائی لگا دو
اور لوگ کہ تمہارے ساتھ ہونگے وہ بھی ناچار ہو کر لڑ پڑینگے جب جنگ چھڑ جائیگی تو تمنے تماشا دیکھنا کہ کیا ہوتا ہے

وہ لوگ عبداللہ بن سبا کی رائے پر متفرق ہو گئے۔ بعض تو جناب امیر قبیلہ بنی عبدالقیس کے پاس جا اترے اور وہاں سے بصرہ کا
ارادہ کیا۔ اعور بن بنان المنقری جناب امیر علیہ السلام سے کہنے لگا یا امیر المومنین آپ بصرہ کی طرف کیوں تشریف
لائے ہیں آپ نے فرمایا میں لوگوں میں اصلاح قائم کرنے کے لئے اور اس آگ کو بجھانے کے لئے جو شعلہ زن ہو چکی ہے آیا
ہوں شاید میری وجہ سے پروردگار اس امت کے تفرقہ کو دور کر دے اور جمعیت عطا فرمائے اور یہ لوگ لڑائی کو چھوڑ دیں اعور
بن بنان نے کہا اگر ان لوگوں نے یہ کہنا نہ مانا آپ نے فرمایا ہم انکو چھوڑ دیں گے۔ وہ کہنے لگا اگر انہوں نے
ہمیں نہ چھوڑا؟ آپ نے فرمایا اگر وہ ہمکو نہ چھوڑیں گے تو ہم اپنی جانوں سے ان کی مدافعت کرینگے۔ اس نے کہا آیا کوئی
نظیر بھی قائم ہو سکتی ہے آپ نے فرمایا ہاں (اس جگہ معلوم ہوتا ہے اصل کتاب میں کچھ عبارت رہ گئی ہے۔ واللہ اعلم
اس کا ترجمہ نہیں ہو سکتا) پھر اسکا بیٹا ابو سلامہ کھڑا ہو کر کہنے لگا امیر المومنین آپ اس قوم کیساتھ جنگ کی تاخیر کرنے
میں کوئی حجت مدنظر رکھتے ہیں آپ نے فرمایا ہاں۔ جب کسی چیز میں کچھ حکم نہ پایا جاوے تو اسمیں اس امر پر عمل کیا جاتا ہے
جو احتیاط کیساتھ مناسب ہو اور جس میں نفع عام ہو۔ وہ کہنے لگا پھر ہمارا اور ان کا کیا حال ہونیوالا ہے آپ نے فرمایا میں
امید کرتا ہوں کہ جو کوئی ہم میں سے اور ان میں سے قتل ہوگا اگر اسکا دل خدا کیساتھ خالص ہے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ پھر
طلحہ اور زبیر اور جناب ام المومنین عائشہ رضہ بصرہ سے روانہ ہو کر قصر ابن زیاد کے پاس پہنچے جناب امیر کا لشکر بھی
وہاں پر اتنے فاصلہ سے پڑا ہوا تھا کہ یہ انکو اور وہ انکو دیکھتے تھے تین دن تک وہاں پر ٹھہرے رہے سوا صلح کے اور
کوئی امر مدنظر نہ تھا اور باہم خط و کتابت ہوتی رہی۔ ان دونوں لشکروں کا ملنا جمادی الآخر کے نصف ۳۶ھ ہجری کو
ہوا۔ جناب امیر اپنے لشکر میں خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے اور فرمایا اے لوگو تم اپنے ہاتھ اور زبان کو ان لوگوں سے
روک رکھو۔ جو شخص آج کے دن دشمنی کریگا وہ کل دشمن قرار دیا جائیگا۔ ادھر جناب ام المومنین ازد کے قبیلہ کے پاس
فروکش ہوئیں ان دنوں میں صبرہ بن شیمان قوم ازد کا رئیس تھا کعب بن سور اسکو کہنے لگا۔ جبکہ یہ دونوں لشکر
ایک دوسرے کے آمنے سامنے آ ٹھہرے ہیں تو اب انکا نہ رہنا بہتر معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ دونوں لشکر لہراتے ہوئے دو دریا
ہیں۔ تم میری بات مانو اور تم انکے درمیان مت گھسو اپنی قوم کو بھی ان سے بچائے رکھو۔ مجھے خوف ہے مبادا صلح
نہ ہو اور جنگ چھڑ جائے یہ دونوں بھائی ہیں اگر یہ باہم راضی ہو گئے تو بھی اور اگر نہ ہوئے تو بھی کل ہم انکے حکم پر ٹھہرینگے
کعب جاہلیت میں نصرانی تھے صبرہ نے انکو کہا مجھے ڈر ہے کہ تجھ میں نصرانیت کا کچھ بقیہ رہ گیا ہو۔ تو مجھے یہ کہتا ہے
کہ اصلاح بین الناس سے قاصر ہو جاؤں اور ام المومنین اور طلحہ و زبیر کی مدد نہ کروں جبکہ ان لوگوں نے صلح کا ارادہ کیا
ہے خدا کی قسم میں ہرگز ایسا نہیں کرونگا۔ عتاب بن اشیم اور ... اور بنی عبد مناة اور بنی الیاس کے
پنج قبائل کی جمعیت کیساتھ اور الوالخزرہ بنی تمیم اور بنی عمر کے گروہ کیساتھ تھا اور ہلال بن وکیع حنظلہ کی قوم کیساتھ تھا اور
صبرہ بن شیمان قبیلہ ازد کے ساتھ اور مجاشع بن مسعود السلمی بنی سلیم کے ساتھ اور زفر بن الحارث بنی عامر کے ساتھ
اور غطفان بن مشیع بنی بکر کے ساتھ اور خارث بن راشد بنی ناجیہ کے ساتھ اور ذوالاحمر حمیری یمن کے لوگوں کے ساتھ
جناب ام المومنین کے لشکر میں حاضر تھے۔ بس بنی مضر اپنے بھائی مضر کے قریب اور ربیعہ اپنے رشتہ داروں ربیعہ
کے نزدیک اور اہل یمن یمن کے پاس جو جناب امیر علیہ السلام کے لشکر میں تھے آ اترے جناب امیر کے لشکر کی تعداد
بیس ہزار کے قریب تھی اور طلحہ و زبیر کی جو تعداد تیس ہزار کے قریب تھی ان دونوں لشکر کے فروکش ہونے کی تیسری

سبکو عبداللہ بن عباسؓ کی زبانی جناب امیرؑ نے طلحہ و زبیر کو اور طلحہ و زبیر نے جناب امیرؑ کو سلام کہلا بھیجا اور باہم
صلح کے لیئے قاصد آمد و شد کرنے لگے آخر صلح کی بات دونوں [illegible] شروع ہو گئی لوگ نہایت ہی خوش ہوئے
اور صلح پر مطلع ہوئے سب کو ایسی خوشی ہوئی کہ ویسی کبھی نہ ہوئی تھی سوئے قاتلان عثمانؓ کے جب لوگوں کی باہمی
خط و کتابت کو دیکھا اور صلح کی قرارداد پر مطلع ہوئے نہایت پریشانی میں پڑ گئے اور تمام رات باہم مشورت کرتے رہے
آخر انکی رائے نے لڑائی کے فتنہ اٹھانے پر اتفاق کیا ابھی رات کا اندھیرا باقی تھا کہ انہوں نے طلحہ و زبیرؓ کے لشکر پر
شبخون مارا۔ اور ان دونوں لشکروں میں مضر ہی ہم قوم مضر پر اور ربیعہ ربیعہ پر اسی طرح سے ہر قبیلہ والے اپنے قبیلہ کے
لوگوں پر جو جناب امیرؑ کے لشکر میں تھے ٹوٹ پڑے اور لڑائی برپا ہو گئی۔ لوگ حیران تھے کہ یہ کیا معاملہ ہے طلحہ و
زبیر کے میمنہ پر عبدالرحمان بن الحارث اور میسرہ پر عبدالرحمن بن عتاب قائم ہو گئے اور خود طلحہ و زبیر قلب میں جا
ٹھہرے اور پوچھنے لگے لڑائی یک بیک کیونکر چھڑ گئی ہے لوگوں نے جواب دیا اسکی وجہ ہمیں نہیں معلوم [illegible]
کی چھاؤں ہی تھی کہ ہم پر تلواریں پڑنے لگیں طلحہ و زبیر کہنے لگے تا وقتیکہ ہم انکو قتل نہ کریں علیؓ ہمارے باز نہیں
آئینگے۔ ادھر جناب امیرؑ بھی اپنے اصحاب کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے اور پوچھنے لگے یہ لڑائی کیونکر شروع ہوئی
سائب نے عرض کیا کہ جبتک کہ ہم پر حملے نہیں کر دیئے ہمکو نہیں معلوم ہوا کہ کیا ہو رہا ہے۔ پھر ہم بھی سوار ہو گئے
اور جنگ شروع ہو گئی جناب امیرؑ نے فرمایا کہ جبتک طلحہ و زبیر قتل نہ ہو جائیں وہ ہماری اطاعت نہ کریں گے اسکے بعد کعب
بن سور نے ام المومنینؓ کی خدمت میں جا کر کہنے لگے ای مادر مہربان آپ سوار ہو جائیں لڑائی چھڑ گئی ہے
لوگ صلح سے انحراف کر گئے ہیں انکو ایک ہودج میں سوار کرا دیا گیا اور ہودج کی چار طرف کو زرہ سے چھپا دیا۔ جناب
امیرؑ نے اپنی فوجمیں باآواز بلند پکار کر ارشاد کیا۔ ای لوگو میں تمکو خدا کی قسم دیکر کہتا ہوں کہ کسی بھاگتے ہوئے کا پیچھا
مت کرنا اور زخمیوں کا لباس مت اتارنا اور لونڈی و غلام مت بنانا اور کسی کے سلاح اور سامان اور کپڑوں کو
مت لوٹنا۔ پھر آپ نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر بارگاہ الٰہی میں عرض کیا الٰہی تو جانتا ہے کہ طلحہ و زبیر نے مجھ سے بیعت
ترک لڑائی کی ہے تو جس طرح سے چاہے اور جس جس کے ساتھ چاہے ان دونوں سے میرے حق میں ہر طرح سے
کفایت کر۔ جناب امیرؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری خاصہ کی خچر شہبا نامی پر سوار تھے صرف قمیص پہنے اور
عباء اوڑھے اور عمامہ باندھے ہوئے تھے۔ زرہ بکتر کچھ بھی لگائے ہوئے نہیں تھے۔ جب دھوپ خوب نکل آئی
آپ دونوں صفوں کے درمیان میں جا کھڑے ہوئے اور میدان میں نکلکر زبیر رضی اللہ عنہ کو باآواز بلند پکار کر فرمایا
زبیر بن العوام کہاں ہیں انکو چاہئے کہ میرے پاس آئیں لوگوں نے عرض کیا یا امیرالمومنین آپ [illegible] زبیر کو بلاتے ہیں
باوجودیکہ آپ بخوبی جانتے ہیں کہ وہ قریش کے بہادر شہسوار ہیں جناب امیرؑ نے فرمایا وہ میرا کچھ نہیں کر سکتے پھر آپ نے
پکار کر فرمایا زبیر کہاں ہیں کہ میرے پاس چلے آئیں زبیر اپنے لشکر سے نکلکر جناب امیر علیہ السلام کے پاس گئے اور اسقدر قریب آ
کھڑے ہوئے کہ دونوں کی گھوڑوں کی گردنیں باہم مل گئیں اور انمیں فرق نہیں معلوم ہوتا تھا۔ جناب امیرؑ نے ان سے فرمایا
اے زبیر تمہے اس فعل پر کس شے نے ابھارا ہے۔ زبیر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا عثمانؓ کے خون کا بدلا لینے نے آپ نے فرمایا
اگر تم [illegible] اپنے جی میں انصاف کریں تو خود تم نے انکو قتل کیا ہے لیکن میں تمسے خدا کی قسم دیکر [illegible]
[illegible] پوچھتا ہوں کہ جب تم سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اے زبیر تو علی سے محبت رکھتا ہے تم نے عرض کیا

یہ تو میرے ماموں کے بیٹے ہیں میں کیوں انسے محبت نہیں رکھتا۔ حضرت نے فرمایا تھا کہ جب تو اس پر خروج کرنیوالا ہو
اور تو اسکے حق میں ظلم کریگا۔ زبیر رضی اللہ عنہ کہنے لگے بخدا ایسا ہی ہوا ہے۔ پھر جناب امیرؑ نے فرمایا میں دوبارہ قسم
دیکر تجھ سے اس روز کا تذکرہ بھی پوچھتا ہوں جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی عبد عوف کے باغ سے تشریف لا رہے
تھے اور میں حضرت کیساتھ تھا۔ آپ نے تمہارا ہاتھ پکڑا تھا اور تم نے منہ پھیر کر حضرت کو دیکھکر سلام عرض کیا تھا حضرت مجھے
دیکھکر اور میں حضرت کو دیکھکر ہنس رہے تھے آگے تم نے میری نسبت کہا تھا ابن ابیطالب اپنی اکڑ نہیں چھوڑتے۔ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا تھا اے زبیر یہ بات تو کہ شوخی وہ اکڑ نہیں کرتے۔ عنقریب تم ان پر خروج کروگے اور تم انکے حق میں ظالم
ہوگے۔ زبیر رضی اللہ عنہ کہنے لگے خدا گواہ ہے یہ امر بھی سچا ہے لیکن میں اسکو بھول گیا تھا۔ اب کہ آپ نے مجھے یاد دلایا ہے
میں ابھی واپس چلا جاتا ہوں اگر آپ اس سے پہلے اسکا تذکرہ کیا ہوتا تو واللہ میں ہرگز خروج نہ کرتا لیکن یہ دیکھو میں جناب
سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کی تصدیق کرتا ہوں یہ کہکر زبیر وہاں سے لوٹ پڑے۔ جناب ام المومنینؓ نے
ان سے کہا اے زبیر تمہاری لعنت کا کیا حال ہوگا۔ زبیر نے عرض کیا قسم کبھی شرک میں اور اسلام میں کسی موقف میں
حاضر نہیں ہوا کہ اسکی نسبت مجھے پوری بصیرت حاصل نہو گئی ہو۔ مگر آجکے دن اپنے معاملہ میں شک رکھتا ہوں
تعجب ہے کہ میں نے قدم دوسرے کی جگہ دیکھ سکوں پھر صف چیر کر بصرہ کے راستہ کو روانہ ہوگئے اور بنی تمیم کی قوم میں جا اترے
عمرو بن جرموز المجاشعی نے انکی مہمانی کی اور وادی سباع کی طرف انکے ساتھ ہو لیا دیکھا کہ وہ رفاقت اور دوستی کی طلبگار
ہیں دھوکا دیکر انکو قتل کر ڈالا۔ انکی تلوار اور انگوٹھی لیکر جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں فتح کی مبارکباد کیلئے حاضر ہوا۔
اور حضرت کو جناب زبیر کے قتل سے آگاہ کیا۔ آپ نے اس سے فرمایا میں تجھے دوزخ کی بشارت دیتا ہوں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ابن صفیہ کا قاتل دوزخی ہوگا۔ ابن جرموز کہنے لگا انا للہ وانا الیہ راجعون عجب معاملہ ہے کہ اگر ہم آپکے
ساتھ لڑیں تو بھی ہم دوزخی بنیں اور اگر آپکی طرف سے لڑیں تو بھی دوزخی بنیں۔ آپ نے فرمایا ابن صفیہ کے واسطے پیغمبر سے
پیشینگوئی ہو چکی ہے۔ طلحہ رضی اللہ عنہ کی نسبت اہل علم کہتے ہیں کہ جناب امیرؑ نے انکو بھی میدان میں بلایا۔ اور اپنی
فضیلت اور سبقت کے حقوق انکو جتائے جس طرح زبیر واپس چلے گئے تھے۔ وہ بھی واپس چلے آئے۔ اور فوج سے علیحدہ
ہوگئے۔ مروان بن الحکم جو انہیں کے گروہ میں تھا اس نے انکے پاؤں پر تیر مارا۔ یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ جمل کے دن طلحہ
رضی اللہ عنہ کو یہ شعر پڑھتے سنا۔ ندمت ندامۃ الکسعی لما ۔ شریت رضی بنی جرم برغمی۔ یعنی مجھے کسعی
کی ندامت جیسی ندامت حاصل ہوئی جبکہ اپنے علی الرغم بنی جرم کی رضا کو پورا کرنا اپنے آپ پر گوارا کر لیا۔ کہتے
ہیں کہ جب انکو تیر لگا اور انکا پاؤں زخمی ہو گیا۔ قعقاع رضی اللہ عنہ ان سے کہنے لگے اب آپ جس امر کے
طالبگار تھے اس سے اعراض کر چکے ہیں آپ خیمہ کے اندر گھس جائیں انکے پاؤں سے خون جاری تھا اور کہہ رہے تھے
اے پروردگار عثمانؓ کے بدلے تو میری جان کو لیلے تاکہ تو مجھ سے راضی ہو جائے جب انکا موزہ خون سے بھر گیا
اپنے غلام سے کہنے لگے تو میرے پیچھے سوار ہو جا اور مجھے گرنے سے تھام لے۔ پھر میرے لئے ایک مکان خرید کہیں
الغرض آپ اسی حال سے بصرہ میں پہنچے اور بصرہ کی باہر ویرانہ میں ایک گھر میں جا اترے اور انتقال کر گئے
کہتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام کے اصحاب میں سے ایک شخص انکے پاس سے ہو کر گذرا طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا
تو کون ہے اسنے کہا میں جناب امیرؑ کے اصحاب میں سے ہوں طلحہ کہنے لگے ہاتھ پھیلا تاکہ تیرے ہاتھ پر بیعت

کروں مجھے خوف ہے کہ میں مر جاؤں اور میری گردن میں خلیفۂ وقت کی بیعت نہ ہو حیث وہ وفات پا گئے۔ تو بصرہ کے بعد
بنی سعد کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ اسکے بعد طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کے لشکر میں ہل چل پڑ گئی اور بہت جلد بھاگ گئی
جناب امیر علیہ السلام کی فوج کے لوگ جناب ام المومنینؓ کی سواری کے اونٹ تک پہنچ گئے جب بھاگنے والوں نے
دیکھا کہ لشکر کے لوگ جمل کے پاس پہنچ گئے ہیں جس طرح کہ وہ پہلے ثابت قدم ہو کر لڑ رہے تھے اسی طرح سے یکدل ہو کر
لوٹ پڑے اور دونوں لشکر کے لوگ باہم غلط ملط ہو گئے اس واقعہ سے کوئی واقعہ زیادہ بڑا [illegible] اس سے پہلے ہوا اور نہ
اس کے پیچھے روایت ہوا ہے اور نہ ہوگا۔ اور نہ کوئی ایسا واقعہ ذکر کیا گیا ہے جس میں کہ اسقدر لوگوں کے ہاتھ پاؤں کٹکر
ڈھیر کے ڈھیر لگ جانے کا ذکر کیا گیا ہو تمام روز یہی کیفیت رہی جبتک کہ فریقین سے بہت سے لوگ جمل کے گرد
نہ مارے گئے۔ روایت ہے کہ جمل کی مہار ستر آدمیوں نے پکڑی ہوئی تھی انمیں سے ایک بھی باقی نہ بچا بلکہ سب کے سب مارے گئے
انہیں سے محمد بن طلحہ بھی تھے کہ جمل کی مہار پکڑ کر علیہ پر حملہ کرتے تھے اور جب کسی پر حملہ کرتے تو حم لا ینصرون پڑھ لیتے
انہوں نے یہ شعار جناب امیر علیہ السلام کے اصحاب کا اختیار کیا ہوا تھا وہ لوگ حملہ کرتے وقت اکثر اس آیت کو
پڑھا کرتے تھے جناب امیر علیہ السلام نے حکم دیا ہوا تھا کہ محمد بن طلحہ کو کوئی شخص قتل نہ کرے اور نہ انکو ایذا پہنچائے اور
زندہ پکڑ لے۔ شریح بن اوفی العبسی نے ان پر حملہ کیا محمد بن طلحہ نے حم لا ینصرون پڑھکر اسکے حملہ کو روکا شریح نے انکو نیزہ
مارا جس سے وہ جان سے گذر گئے محمد بن طلحہ بڑے زاہد اور عابد مشہور تھے اور کثرت صلوٰۃ کی وجہ سے سجاد کہے جاتے تھے
اپنے والد بزرگوار کی اطاعت کی وجہ سے لڑائی میں کام آ گئے تھے انکی نسبت انکے قاتل شریح بن اوفی العبسی کا قول ہے
سہ وہ تکلیف دینے والا نہیں تھا آنکھوں نے ایسا مسلمان کم دیکھا ہی سوا اسکے اور کسی امر پر نہیں مارا گیا کہ علی کا تابع نہیں
تھا۔ اور جو کوئی حق کا تابع نہو آخر کار ندامت اٹھاتا ہے۔ مجھے حم پڑھکر سناتی باوجودیکہ میرا نیزہ زخم لگانیوالا تھا آیا
حم پیشدستی کے آگے پڑھی جاسکتی ہے۔ میں نے اسکی قمیص کے گریبان کو نیزہ سے پھاڑ ڈالا وہ تڑپتا ہوا ہاتھوں کے بل اور
منہ کے بل زمین پر گر گیا۔ انکے قتل کے بعد جمل کی مہار کو عمرو بن الاشرف نے تھاما۔ جو شخص اسکے قریب جاتا تھا اسکو
وہ تلوار سے درخت کے پتے کی طرح زمین پر پھاڑ دیتا تھا۔ حارث بن زہیر الاسدی یہ کہتا ہوا اسکی طرف بڑھا
یا امنا یا خیر ام نعلم اما ترین کم شجاع یکلم وتختلی ھامہ والمعصم - اے ہماری ماں اور سب سے اچھی ماں جو ہم نے
دیکھی ہو کسقدر تمہارے بہادر بیٹے زخمی ہوئے ہیں اور کسقدر سر اور ہاتھ کٹکر گر گئے ہیں پس دونوں باہم وار کرنے لگے
اور ایک دوسرے کے زخم سے ہلاک ہو گئے بہادروں نے جمل کے گرد گھیرا ڈال لیا۔ جو شخص کہ جمل کی مہار پکڑتا تھا قتل ہو
جاتا تھا۔ اور مہار پکڑتے وقت اپنی حسب و نسب بیان کرتا تھا اور کہتا تھا کہ میں فلاں شخص ہوں اور میرا باپ فلاں شخص
تھا جب عبداللہ بن الزبیر کی نوبت پہنچی تو مہار پکڑکر چپکے کھڑے ہو گئے۔ جناب ام المومنینؓ نے فرمایا یہ شخص تو اپنی
حسب و نسب کو کیوں بیان نہیں کرتا۔ عبداللہ عرض کرنے لگے آپکا اور آپکی بہن کا بیٹا ہوں فرمانے لگیں کیا تو عبداللہ
ہے افسوس کیا اسماء میری بہن ناخوش رہیگی۔ اتنے میں اشتر آ پہنچا اور دونوں میں لڑائی شروع ہو گئی اشتر نے انکے سر
پر چوٹ ماری جس سے خفیف سا زخم آ گیا پھر دونوں دست و گریبان ہو کر کشتی کرنے لگے یہاں تک کہ دونوں زمین پر گر گئے ابن
زبیر اپنے ساتھیوں سے کہنے لگے مجھکو اور مالک کو اکٹھا کر کے مار ڈالو لیکن وہ پہچان نہیں سکتے تھے کہ مالک کونسا ہے اور عبداللہ
کونسا ہے اگر وہ مالک کو پہچان لیتے تو ضرور مار ڈالتے۔ پھر دونوں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ اشتر کہا کرتے تھے جمل کے روز

مجھے ایک بہادر جمل کی جماعت کا سامنا ہوا لیکن جو مجھے ابن الزبیر اور عبد الرحمن بن عتاب کے ساتھ جنگ کرنے میں دقت پیش آئی وہ کسی سے پیش نہیں آئی ہے آخر ہیبت ناک بہادر دل ثابت سینہ والوں کا سامنا کیا ہو مگر قریب تھا کہ میں ان دونوں سے نجات نہ پاتا میں اپنے دل میں کہتا تھا کاش میرا ان سے سامنا نہ ہوتا اُس روز کے ایسے ایسے واقعات کثرت سے روایت ہوئے ہیں دونوں لشکروں میں سے جمل کے گرد جس قدر لوگ مارے گئے اُنکا شمار مشکل ہے درحقیقت کٹ جاتا تھا اور پارہ پارہ کرکے لشکر کٹ گئے تھے اُنکی گنتی ہی نہیں تھی جناب امیر علیہ السلام یہ دیکھکر چلائے کہ اونٹ کے پاؤں کاٹ ڈالو جب لوگوں نے اسکے پاؤں کاٹنے کا ارادہ کیا اور متفرق ہو کر دوڑے بجیر بن دلجۃ الکلبی نے جلدی سے بڑھکر اسکی ٹانگ کاٹ ڈالی اور وہ ایک پہلو کے بل زمین پر گر گیا۔ گرتے ہوئے ایسی ہولناک آواز نکالی کہ کبھی سننے میں نہیں آئی تھی جب اُسکا ہودج زمین پر گرا تو ایک سخت شور برپا ہو گیا۔ تیروں کے لگنے کی کثرت سے ہودج خار پشت کی نظیر بنا ہوا تھا لوگوں نے اُسکے گرد گھیرا ڈال لیا۔ اور جس نے بھاگنا تھا بھاگ نکلا جناب امیر علیہ السلام نے منادی کرا دی کہ کوئی بھاگنے والوں کا پیچھا نہ کرے اور مجروح کو نہ چھیڑے اور کسی خیمہ میں نہ گھسے اور ہتھیار اور کپڑے اور سامان نہ لوٹے پھر مقتولوں کے درمیان میں سے ہودج کے اٹھانے کا حکم دیا۔ اور اُم المومنینؓ کی خدمت میں اُنکے بھائی محمد بن ابی بکر کو بھیجکر کہلا بھیجا کہ اس ہودج کے گرد خیمہ بنا کر دیں اور خود ملاحظہ کریں کہ جناب اُم المومنینؓ کو کوئی تیر وغیرہ تو نہیں لگا۔ محمد بن ابی بکرؓ نے ہودج میں سر ڈالکر دیکھنا چاہا تو اُم المومنینؓ نے فرمایا تو کون ہے محمد بن ابی بکرؓ نے عرض کیا میں آپکا قریبی اہل ہوں فرمانے لگیں کیا تو اسماء بنت عمیس خثعمیہ کا بیٹا ہے محمد بن ابی بکرؓ نے عرض کیا ہاں میں وہی ہوں اُم المومنینؓ نے فرمایا اے میرے باپ کی یادگار خدا کا شکر ہے کہ جس نے تجھے سلامت رکھا ہے۔ رات کے وقت محمد بن ابی بکرؓ نے انکو بصرہ میں داخل کیا اور عبد اللہ بن خلف الخزاعی کے گھر میں صفیہ بنت الحارث بن ابی طلحہ بن عبد العزی بن عثمان بن عبد الدار کے پاس جو ام طلحۃ الطلحات کے نام سے مشہور تھیں جا اُتارا۔ اور زخمیوں کو رات بھر کی آسایش ملی اور بصرہ میں داخل ہو گئے۔ اور جناب امیرؑ نے بصرہ کے باہر نزول اجلال فرمایا اور مقتولوں کے دفن کا حکم دیا۔ لوگ بصرہ سے باہر نکلکر اُنکو دفن کرنے لگے۔ جناب امیرؑ خود بدولت ہر ایک مقتول کی لاش پر تشریف لیجاتے تھے جب کعب بن سوار کی لاش پر پہنچے تو فرمایا کہ تم لوگوں کا زعم تھا کہ بجز چند احمقوں کے کوئی اس گروہ کا شریک نہ ہوگا واللہ کعب بن سوار تو بہت اچھے آدمی تھے۔ پھر عبد الرحمن بن عتاب کو دیکھا فرمایا یہ شخص قوم کا یعسوب تھا یہ وہ شخص تھا کہ لوگ ہر وقت اُسکے ارد گرد پھرا کرتے تھے اور انعام کے حاصل کرنے کے لئے اسکے پاس جمع رہتے تھے وہاں سے طلحہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر پہنچے اور کہنے لگے انا للہ وانا الیہ راجعون یا ابا محمد افسوس ہے میں ہرگز نہیں چاہتا تھا کہ قریش کو اس طرح سے خون میں تڑپتا ہوا پاؤں واللہ یا ابا محمد کسی نے یہ شعر کیا اچھا کہا ہے۔ فتی کان یدنیہ الغنی من صدیقہ اذا ما ہو استغنی ویبعدہ الفقر۔ ایک جوان تھا کہ تونگری اسکو اپنے دوست کے قریب بٹھایا کرتا تھا جب وہ مستغنی و تونگر ہو گیا تو وہ اسکی فقیری کی وجہ سے اس سے دوری اختیار کرنے لگا۔ پھر محمد بن طلحہ کو پڑا ہوا دیکھکر فرمایا اسے اسکے باپ کی اطاعت نے مار ڈالا ہے پھر آپنے تمام اہل کوفہ اور اہل بصرہ کے مقتولوں کا جنازہ پڑھکر سب کو ایک بڑی قبر میں دفن کیا اور دونوں لشکروں کے ہتھیار اور کپڑے جمع کرکے مسجد میں رکھوا دیئے اور فرمایا کہ ہتھیار کے مالک لوگ اپنی اپنی چیز کو پہچان کر لیجائیں اور ہتھیاروں کو خزانہ میں جمع رکھے۔ جو زیادہ بچے وہ طلب سے

حاصل ہوچکی ہے پھر آپ بصرہ میں تشریف لے گئے تمام بصرہ والوں نے یہاں تک کہ زخمیوں نے اور پناہ مانگنے والوں نے
بھی آپکی بیعت کی بیعت لیکر آپ جناب ام المومنینؓ کے پاس تشریف لائے اور ان سے سلام علیک کرکے انکے
پاس بیٹھ گئے پھر جناب ام المومنینؓ نے مقتولوں کی نسبت استفسار کیا کہ دونوں لشکروں میں سے کون کون مارے
گئے ہیں جب اُنسے مقتولوں کے نام بیان کئے گئے فرمانے لگیں خدا ان پر رحم کرے لوگوں نے عرض کیا یہ کیونکر ہوسکتا ہے
فرمایا کہ میں نے اسی طرح سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ فلاں فلاں شخص جنت میں ہونگے جناب امیر علیہ السلام
نے فرمایا کہ میں امید کرتا ہوں کہ ان دونوں لشکروں میں سے جس کسی کا دل خدا کے لئے خالص تھا اور وہ مارا گیا خدا
اُسکو جنت میں داخل کریگا پھر جناب ام المومنینؓ کے لئے سواری اور زاد راہ وغیرہ کا سامان کرکے اُن کو مکہ کی طرف
روانہ کرنا چاہا اور یہ لوگ بصرہ میں قیام کرنا پسند کرتے تھے انکے ساتھ میں جتنے لوگ حضرت ام المومنینؓ کے لشکر
کے اس واقعہ کے بعد بچ گئے تھے انکی بیعت میں روانہ کئے اور اہل بصرہ کی چالیس عورتیں انکے ساتھ بھیجیں اور
انکے ساتھ انکے بھائی محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو بھی روانہ کیا اور کوچ کے روز خود بدولت تشریف لائے اور انکی
خدمت میں ٹھہرے رہے جناب ام المومنین رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں واللہ میرے اور علیؓ کے درمیان کوئی پہلے دشمنی
نہیں تھی بلکہ ایسی ہی بات تھی جیسے کہ عورت کو اپنے سسرال والوں سے ہوا کرتی ہے۔ جناب امیرؓ نے فرمایا آپ
سچ فرماتی ہیں سوا اس امر کے ہمارے اور انکے درمیان میں کبھی کسی قسم کا کوئی تنازع نہیں ہوا وہ دنیا اور آخرت میں
ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں پھر جناب ام المومنین رضی اللہ عنہا مکہ کیطرف روانہ ہوئیں اور جناب امیرؓ
بھی چند میل تک بطریق مشایعت اُنکے ہمراہ گئے اور اپنے دونوں صاحبزادوں کو پورے ایک دن تک انکی مشایعت
میں رہنے کے لئے بھیجا جناب ام المومنین رضی اللہ عنہا حج کے دنوں تک مکہ میں رہیں پھر مدینہ کو تشریف
لے گئیں جب جناب امیرؓ اہل بصرہ کی بیعت سے فارغ ہوچکے جسقدر کہ لوگ اُنکی رکاب سعادت میں حاضر واقعہ
ہوگئے تھے بیت المال کو اُنپر تقسیم کرنیکا حکم دیا۔ چنانچہ ہر ایک آدمی کو پانسو دینار عطا ہوا آپنے فرمایا اگر خدائے پاک نے
اہل شام پر ظفریاب کیا تو ہر ایک کو اتنا ہی انعام دیا جائیگا قعقاع رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ جمل کی لڑائی کے
ساتھ صفین کی لڑائی کو کچھ مشابہت نہیں اگر تم ہوتے تو دیکھتے کہ ہم نیزوں کے مٹھ اپنے سینہ پر دھر کر چھاتی
کی طرح ہم انکی بھالیں جمل والوں کے بدن میں چبھوتے تھے اور وہ بھی ہمسے یہی معاملہ کرتے تھے۔ عبداللہ بن سنان
الکاہلی کہتے ہیں کہ جمل کے دن ہمنے اسقدر تیر چلائے کہ ہمارے ترکش خالی ہوگئے اور اسقدر نیزے مارے کہ اُنکی بھالیں
ٹوٹ گئیں ہمارے سینے اُنسے مثل چھلنی کے سوراخ سوراخ ہوگئے تھے جناب امیر علیہ السلام نے چلا کر فرمایا
اے گروہ مہاجرین اور انصار کے نوجوانو تلواریں کھینچ لو سروں کی خود پر تلواروں کے پڑنے کی صدا ایسا نکل دھوبیوں کے
پٹخے کی آواز کے مشابہ تھی۔ مدینہ کے لوگ غروب سے پہلے اس واقعہ سے آگاہ ہوگئے تھے اور اسکی خبر انکو یوں ہوئی
کہ چیلیں مقتولوں کے اعضا کو لیکر اُڑ جاتی تھیں چنانچہ ایک ہاتھ کو لیکر اُڑی وہ مدینہ میں اسکے پنجہ سے گر گیا۔
لوگوں نے اُسے اُٹھا کر دیکھا اُسکی انگوٹھی کا نقش پڑھا گیا اسپر عبدالرحمن بن عتاب رضی اللہ عنہ کا نام کندہ تھا
اس طرح سے مکہ اور مدینہ کے رہنے والے باشندے بھی اس سے مطلع ہوگئے تمام مورخ جناب امیر علیہ السلام کے لشکر کے
مقتولوں کی تعداد پانچ ہزار سے کم بیان کرتے ہیں۔ اور کل لشکر کی تعداد بیس ہزار کے قریب تھی اور اصحاب جمل

کے مقتولوں کی تعداد ستر ہزار سات سو نوے بیان کرتے ہیں اور انکے لشکر کی کل تعداد تیس ہزار تھی اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ نصف سے زیادہ مارے گئے تھے ٭

جنگ صفین میں جناب امیرؑ کی شجاعت

کمال الدین بن طلحہ الشافعی مطالب المسئول میں لکھتے ہیں کہ ایک انہیں سے صفین کی لڑائی ہے جس میں جناب امیر علیہ السلام کو متعدد واقعات پیش آئے اسکا ہر ایک واقعہ ایسا ہے جسکے سننے سے بہادر آدمی کا دل کانپ اٹھتا ہے۔ اور بچہ بوڑھا ہو جاتا ہے جب جناب امیر علیہ السلام نے معرکہ جمل سے فراغت پاکر کوفہ کا قصد کیا اور جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے عامل ہمدان جریر بن عبداللہ البجلی اور عامل آذربیجان اشعث بن قیس کو بلا بھیجا اور ان سے بیعت لیکر عمل پر بدستور سابق رہنے دیا۔ پھر بصرے سے آپ باہر نکلے اور فوج آراستہ کرکے معاویہ رضی اللہ عنہ اور اہل شام کی لڑائی کیلئے لوگوں سے امداد کے خواستگار ہوئے۔ یہ بات معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی معلوم ہوگئی انہوں نے اپنے وزیر عمرو بن العاص سے مشورہ کیا۔ عمرو بن العاص نے کہا جبکہ جناب امیر علیہ السلام بذات خاص لڑنے کو نکلے ہیں تجھے بھی بذات خود انکی لڑائی کیلئے نکلنا مناسب ہے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص کو اپنے ہمراہ لیکر خط لکھا اور فوج آراستہ کرکے ایک علم عمرو بن العاص کو دیا اور ایک ایک اسکے دونوں بیٹوں عبداللہ اور محمد کیلئے اور ایک اسکے غلام کے سپرد کیا۔ پھر دونوں یعنی جناب امیر علیہ السلام اور معاویہ رضی اللہ عنہ ایکدوسرے کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوئے اور فرات پر جا ملے۔ جناب امیر علیہ السلام نے ابو عمرو بشیر بن محصن انصاری اور سعید بن قیس الہمدانی اور شبیب بن ربعی التمیمی کو بلا کر کہا تم اس شخص یعنی معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور اسکو خدا کی طرف بلاؤ۔ اور اطاعت اور جماعت کی طرف دعوت کرو۔ شاید کہ خدا اسے ہدایت کرے اور اس امت کے باہمی تفرقہ کو مٹائے جس روز وہ لوگ بطریق سفارت معاویہؓ کے پاس گئے۔ اس روز یکم ذی الحجہ ۳۶؁ ہجری کی تاریخ تھی اول بشیر بن عمرو الانصاری نے خدا کی صفت و ثنا کے بعد معاویہؓ سے کہا۔ اے معاویہ دنیا تجھ سے زائل ہونیوالی ہے اور تو آخرت کی جانب رجوع کرنیوالا ہے۔ خدا تجھ سے حساب لینے والا اور جزا دینے والا ہے۔ میں تجھے خدا کی قسم دیکر کہتا ہوں کہ تو اس امت میں تفرقہ مت ڈال اور لوگوں کا خون زمین پر مت گرا۔ معاویہؓ نے اسکی بات کاٹ کر کہا کبھی تو نے اپنے دوست اسلام میں سبقت رکھنے والے صاحب فضل صاحب دین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ دار کو یہ وصیت کی ہے۔ اے ابن عمرو تو بیان کر کیا کہنا چاہتا ہے۔ بشیر بن عمرو نے کہا میں تجھے خدا سے ڈرنے اور جو کچھ کہ تیرا ابن عم تجھے کہتا ہے اسکے ماننے کے لئے کہتا ہوں۔ کیونکہ اس نے تجھے دنیا و آخرت کی نسبت اختیار دیا ہے معاویہ کہنے لگا۔ کیا میں عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا دعویٰ چھوڑ دوں واللہ میں کبھی ایسا نہیں کر سکتا پھر سعید بن قیس و شبیب بن ربعی گفتگو کرنے لگے۔ معاویہؓ نے انکی گفتگو کی طرف التفات نہ کرکے کہا تم یہاں سے چلے جاؤ میرے پاس تلوار کے سوا اور کچھ نہیں ہے شبیب نے کہا تو ہمیں تلوار سے ڈراتا ہے خدا کی قسم ہو ہم تجھ سے پہلے تلوار لیکر تیری طرف عجلت کرنیوالے ہیں یہ کہکر وہ معاویہ کے پاس سے واپس چلے آئے اور جناب امیرؑ کی خدمت میں حاضر ہوکر سارا ماجرا بیان کیا ٭

مسعودی رحمۃ اللہ علیہ مروج الذہب میں لکھتے ہیں۔ کہ معاویہؓ نے جناب امیر علیہ السلام کے قدوم سے پیشتر صفین پر پہنچکر اپنے لشکر کے لئے ایک عمدہ موقعہ اختیار کر لیا۔ فرات پر اترنے والے کے واسطے اس کنارہ میں اس مقام سے بہتر کوئی جگہ نہ تھی۔ اس مقام کے سوا اور وہاں بڑے بڑے اونچے ٹیلے تھے جہاں پر یہ گھاٹ موجود تھا۔ اور پانی تک لیجانا دشوار تھا۔ معاویہؓ نے ابو الاعور السلمی کو جو اسکے مقدمۃ الجیش کا افسر تھا چالیس ہزار آدمی کے ساتھ گھاٹ کی راہ بند کرنے کے لئے متعین کیا جناب امیرؑ اور جناب امیر کے لشکر کے نوے ہزار عراق کے باشندے وہاں پہنچکر تلواریں اپنے کندھے پر دھرے ہوئے تمام رات پیاسے پڑے رہے۔ عمرو بن عاص نے معاویہ سے کہا۔ ان لوگونکو بھی پانی پینے کے واسطے چھوڑ دینا چاہئیے۔ معاویہؓ نے جواب دیا۔ واللہ ہرگز ایسا نہیں ہوگا جس طرح سے عثمان رضی اللہ عنہ پیاسے مر گئے ہیں اسی طرح سے یہ لوگ بھی پیاس سے مر جائیں تو بہتر ہے جناب امیر علیہ السلام نے اشعث کو حکم دیا کہ چار ہزار سوار لیکر معاویہ کے لشکر میں گھس جاؤ اور انکو پریشان کر کے اپنے آدمیوں کو پانی پلا لاؤ۔ ہم باقی سوار اور پیادے لیکر تمہارے پیچھے آتے ہیں اشعث وہاں سے روانہ ہوئے اور جناب امیرؑ انکے پیچھے ہو لئے اور معاویہؓ کی فوجیں گھس گئیں ابو الاعور کی فوج کو گھاٹ کے راستہ سے ہٹا دیا جس مقام پر کہ معاویہ ٹھہرا ہوا تھا وہاں جا اترے۔ معاویہ نے عمرو بن العاص سے کہا۔ یا ابا عبد اللہ اس شخص کی نسبت تیرا کیا خیال ہے جس طرح سے ہمنے اسکو پانی سے روک رکھا تھا یہ بھی ہمیں روک دیگا۔ عمرو بن العاص نے جواب دیا جبتک کہ تو ہی اطاعت میں داخل نہ ہو جا یہ تجھے پانی کا ایک قطرہ دینے پر بھی راضی نہ ہوگا۔ معاویہؓ نے جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں آدمی بھیجکر گھاٹ کی آمد و رفت اور اپنے لشکر کے لئے پانی پینے کیواسطے اذن مانگا۔ جناب امیر علیہ السلام نے انکو اذن عطا فرمایا۔

پھر جناب امیرؑ اپنے دوستوں میں سے ایک ایک قوم کے بزرگ کو سوا ایک جنگ کیلئے میدان میں بھیجنے لگے انکے مقابلہ میں معاویہؓ بھی اپنے دوستوں کی ایک جماعت بھیجتا رہا۔ اور باہم لڑائی ہوتی رہی کبھی جناب امیرؑ خود بدولت اور کبھی مالک اشتر اور کبھی حجر بن عدی الکندی اور کبھی زیاد بن حفص التیمی اور سعید بن قیس الریاحی اور کبھی قیس بن سعد الانصاری لڑنے کے لئے نکلا کرتے تھے۔ اور معاویہ کی طرف سے کبھی عبد الرحمن بن خالد بن الولید اور کبھی ابو الاعور السلمی وغیرہ میدان میں آیا کرتے تھے۔ ذی الحجہ کے تمام دنوں میں اسی طرح پر جنگ ہوتی رہی۔ کبھی کبھی دن میں دو دو دفعہ بھی لڑائی ہو جاتی تھی۔ جب محرم کا مہینہ آگیا اور ہجری سینتیسواں سال شروع ہوا۔ قاعدہ عرب مطابق لڑائی ملتوی کر دیا گیا۔ اور طرفین میں صلح کی امید پر قاصدونکی آمد و رفت شروع ہوئی لیکن آخر محرم تک صلح کی کوئی بات قرار نہ پائی۔ صفر کی پہلی تاریخ کو جناب امیرؑ نے اہل شام میں منادی کرنیکا حکم دیا کہ اے شام والو امیر المومنین فرماتے ہیں میں نے تمکو حق کی طرف بلایا تمنے اسکی طرف التفات نہیں کی اور تم سرکشی سے باز نہیں آئے اور تمنے اطاعت قبول کی۔ خدا تعالی خیانت کرنیوالونکو پیار نہیں کرتا۔ پھر جناب امیرؑ نے کوفہ کے سواروں پر مالک اشتر کو اور بصرہ کے سواروں پر سہل بن حنیف کو اور کوفہ کے پیادوں پر عمار بن یاسر کو اور بصرہ کے پیادوں پر مسعر بن فدکی کو مقرر کر کے اپنا علم ہاشم بن عتبہ کو دیا اور میدان میں تشریف لے آئے۔ معاویہؓ بھی اپنی شامی فوج کے ساتھ میدان میں آ کھڑا ہوا۔ جب میدان کارزار گرم ہوا تو شام کی فوج میں سے ایک دلاور تجربہ کار شہسوار

مخراق نامی باہر نکلا دونوں صفوف کے درمیان میں آکر مبارز طلب کرنے لگا اہل عراق میں سے عبدالرحمن ازدی اُس کے
مقابلہ کو نکلا پہلے باہم نیزہ بازی کرتے رہے پھر تلوار چلانے لگے شامی نے اسکو مار ڈالا اور گھوڑے سے اتر کر اس کا
سر کاٹ کر پیشانی کے بل زمین پر اوندھا کر دیا اور گھوڑے پر چڑھ کر مبارز طلب کرنے لگا ازد کے قبیلہ کا ایک
نوجوان مسلم بن عبادہ نامی اسکے مقابلہ کو نکلا اس شامی نے اسکے ساتھ بھی یہی معاملہ کیا جو اس سے پہلے
جوان کیساتھ کیا تھا۔ یہ کر کے پھر مبارز طلب کرنے لگا۔ جناب امیر علیہ السلام لباس بدلکر اسکے مقابلہ کو نکلے
شامی انکو پہچان نہ سکا۔ جناب امیرؑ نے شدید حملہ کر کے کندھے پر تلوار ماری کہ اسکی ایک طرف کا کندھا الگ کٹ گیا اور
وہ زمین پر گر گیا آپ گھوڑے پر سے اترے اور اسکا سر تن سے جدا کر کے اسکا منہ آسمان کی طرف پھیر کر زمین پر رکھ دیا
اور گھوڑے پر سوار ہو کر مبارز طلب فرمانے لگے شام کا ایک اور شاہ سوار آپکے مقابلہ پر نکلا آپنے اسکے ساتھ بھی
وہی معاملہ کیا جو اسکے پہلے دوست کیساتھ کیا تھا اسطرح سے سات سوار یکے بعد دیگرے آپکے مقابلہ پر نکلے
آپ انکے ساتھ اسیطرح سے پیش آئے جس طرح سے کہ پہلے شامی سوار کے ساتھ پیش آئے تھے۔ یہ دیکھکر شام کے
لوگ آپکے سامنے سے ہٹ گئے پھر کوئی آپکی مبارزت پر پیش قدمی نہ کر سکا۔ آپ دونوں صفوف کے درمیان
میں ٹہلنے لگے تغیر لباس کی وجہ سے شامی حضرت کو نہیں پہچان سکتے تھے معاویہ کا ایک غلام تھا جسکو
حرب کہتے تھے۔ یہ شخص بہادری میں شہرۂ آفاق تھا معاویہ نے اُس سے کہا اے حرب تو اس سوار کے مقابلہ
میں جا اور اسکو قتل کر کے میرا جی ٹھنڈا کر تو دیکھتا ہے کہ اسنے تیرے کتنے دوست مار ڈالے ہیں حرب کہنے لگا
میں اس سوار کے ہنر کو خوب تاڑ چکا ہوں اگر تیری تمام فوج بھی اسکے مقابلہ پر نکلے گی تو یہ اسکو بھی فنا کر دیگا
اگر تیرا یہی منشا ہے کہ میں اسکے مقابل جاؤں تو یہ سمجھ لے کہ اسکے ہاتھ سے میری موت آچکی ہے۔ ورنہ اسکے سوا
کسی اور کے مقابلہ میں بھیجکر دیکھ لے۔ معاویہ کہنے لگا میں ہرگز تیری موت کا خواہشمند نہیں تو اسی جگہ پر ٹھہر
تاکہ تیرے سوا کوئی اور شخص اسکے مقابلہ کو نکلے۔ جناب امیر علیہ السلام بآواز بلند فرمانے لگے اے شامیوں تمہیں
کیا ہو گیا ہے کہ تم میں سے کوئی نوجوان میرے سامنے نہیں آتا۔ پھر آپنے اپنے سر اقدس سے مغفر اٹھایا سب لوگ
آپکو پہچان گئے اور آپ اپنے لشکر کی طرف واپس ہو گئے پھر ایک روز اتفاق ایسا ہوا کہ دونوں لشکر آمنے سامنے
کھڑے تھے شام کے بہادروں میں سے ایک شخص جو کریب بن الصباح کے نام سے مشہور تھا میدان میں دونوں
صفوں کے بیچ میں کھڑا ہو کر مبارز طلب کرنے لگا عراق کے لوگوں میں سے ایک شہسوار جس کا نام مرتفع الخولانی تھا اسکے
سامنے گیا شامی نے اسے قتل کر دیا۔ پھر حارث الحکمی اسکے ساتھ لڑنے لگا وہ بھی اسکے ہاتھوں سے مارا گیا
جناب امیر علیہ السلام نے اسکی جلادت کو دیکھا اور خود بدولت سوار ہو کر اسکے سامنے تشریف لے گئے اور اس سے
پوچھا تیرا کیا نام ہے اُسنے جواب دیا مجھے کریب ابن الصباح الحمیری کہتے ہیں۔ آپنے فرمایا اے کریب میں تجھے
ڈراتا ہوں کہ تو اپنے دل میں خدا کا خوف کر میری نگاہ میں تو بہادر معلوم ہوتا ہے پس اگر جو بہادر حال میں
تیرا ابھی ہو تو بہتر ہے۔ تو خدا کے عذاب سے اپنی جان کو بچا۔ کہیں معاویہ تجھے جہنم میں نہ لے جائے۔ کریب نے
کہا یا علی اگر آپ لڑنا چاہتے ہیں تو میرے پاس تشریف لائیں۔ یہ کہکر وہ اپنی تلوار چمکانے لگا۔ جناب امیر
اسکے پاس چلکر اپنی تلوار کو میان سے باہر کیا۔ ایک گھڑی تک آپس میں چوٹیں چلتی رہیں۔ جناب امیر

نے سبقت فرما کر ایک ایسی ضرب لگائی۔ کہ وہ قتل ہو کر زمین پر گر گیا۔ آپ اس سے فارغ ہو کر پھر شامیوں کی طرف
متوجہ ہوئے۔ اور ہل من مبارز پکارنے لگے۔ اسکا بھائی حارث الحمیری آپکے مقابلہ پر نکلا آپنے ایک ہی وار میں
اسکا کام بھی تمام کیا۔ اسی طرح سے چار آدمی اس روز آپکے ہاتھ سے قتل ہوئے آپ لڑتے جاتے تھے اور یہ
آیت پڑھتے جاتے تھے الشہر الحرام بالشہر الحرام والحرمات قصاص فمن اعتدی علیکم فاعتدوا
علیہ بمثل ما اعتدی علیکم واتقوا اللہ واعلموا ان اللہ مع المتقین یعنے حرمت کا مہینا مقابل حرمت کے
مہینے کے اور ادب رکھنے میں بدلا ہے۔ پھر جس نے تمپر زیادتی کی تم اسپر زیادتی کرو جیسے اسنے تمپر زیادتی کی اور
ڈرتے رہو اللہ سے اور جان رکھو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔ پھر آپنے چلا کر فرمایا اے معاویہ میری
اور تیری لڑائی ہے بیچ میں عرب کا ناحق کام تمام ہوا جاتا ہے تو خود میرے سامنے آ تاکہ جو فتحیاب ہو ملک اسکے
ہاتھ میں رہے۔ معاویہ نے جواب دیا مجھے آپکے مقابلہ کی ضرورت نہیں آپنے عرب کے یہ چار نامی جواں مرد مار ڈالے
اب انہیں پر آپ کفایت کرتے ہیں۔ معاویہ کی فوج میں سے عروہ بن داؤد چلایا کہ اے ابن ابی طالب اگر
معاویہ آپکے مقابلہ سے ڈرتا ہے تو آپ میرے مقابل تشریف لائیں جناب امیرؑ اسکی طرف بڑھے۔ عروہ نے پیشقدمی
کر کے ایک وار چلایا جو اوچھا پڑا جناب امیرؑ نے بڑھکر ایک ایسی ضرب لگائی کہ وہ قتل ہو کر گر گیا۔ جناب امیرؑ
نے فرمایا سب کے ساتھ جہنم کو چلا جا۔ عروہ کا مارا جانا شامیوں پر نہایت گراں گذرا۔ کیونکہ وہ انکے مشہور بہادروں میں سے
شمار کیا جاتا تھا۔ اتنے میں رات ہو گئی اور حضرت امیرؑ اپنی فوج میں واپس ہو آئے پھر ایک اور روز ایسا
ہی اتفاق ہوا کہ دونوں لشکر بالمقابل کھڑے ہوئے تھے جناب امیرؑ حسب معمول دونوں لشکروں کے درمیان
ٹہل رہے تھے عمرو بن عاص فوج سے باہر نکلا۔ چونکہ امیرؑ نے اپنا بھیس بدلا ہوا تھا کہ کہیں معاویہؓ سے
آمنا سامنا ہو جائے اور یہ روز کا ٹنٹا مٹ جائے۔ اسوجہ سے وہ حضرت کو پہچان نہ سکا اور میدان میں نکلا۔
اور یہ رجز پڑھنے لگا سہ یا قادۃ الکوفۃ یا اہل الفتن * اضربکم ولا اری ابا الحسن * اے کوفہ کے سپہ سالارو
اور اے فتنہ کے جگانے والو میں تمہیں مار ڈالونگا۔ اور ابو الحسنؓ کا لحاظ نہیں کرونگا۔ جناب امیر علیہ السلام
نے اسپر حملہ کیا اسنے حضرت کو پہچان لیا۔ اور میدان سے پیٹھ پھیر کر بھاگا آپنے ملکر اسے نیزہ مارا نیزہ اس کی
زرہ کے حلقہ میں گڑھ گیا اور وہ جھٹکا کھا کر زمین پر گرا۔ اسکو یہ خوف پیدا ہوا کہ جناب امیرؑ اب مجھے زندہ نہیں
چھوڑینگے اسنے اپنی دونوں ٹانگیں اٹھا کر اپنی شرمگاہ کو ننگا کر دیا۔ حضرت نے اس سے اپنا منہ پھیر لیا اور اپنے
لشکر میں واپس چلے گئے۔ عمرو بن عاص وہاں سے اٹھ کر خوف زدہ معاویہ کے پاس گیا۔ معاویہ اسے دیکھکر ہنسنے
لگا۔ عمرو بن عاص کھسیانا ہو کر کہنے لگا تو ہنستا ہے واللہ اگر تو میری جگہ پر ہوتا تو تیری شرمگاہ بھی اسی طرح ننگی
ہو جاتی جس طرح سے کہ میری ننگی ہو گئی تھی اگر اسوقت میں جناب امیرؑ واپس نہ جاتے تو تیرے عیال کو ضرور
یتیم کر جاتے اور تیرے مال کو لوٹ لیتے۔ معاویہ نے کہا میں نے تو ہنسی سے یہ بات کہی تھی۔ اگر مجھے معلوم ہوتا
کہ تم مسخری کی برداشت نہیں کر سکتے ہو تو ہرگز ایسا نہ کرتا۔ عمرو بن عاص نے کہا میں تمہارے مسخرا پن سے خفا نہیں
ہوتا۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ اگر ایک بہادر دوسرے بہادر سے لڑتا ہو اور وہ گر جائے اور دوسرا اسکے مارنے سے دل تنگ
ہو کر اسکو قتل نہ کرے تو آسمان اسپر خون کے آنسو روتا ہے۔ معاویہ نے کہا بلکہ ہمیشہ کے لئے فضیحت اور

رسوائی دنیا میں یادگار رہجاتی ہے۔ عمرو بن عاص نے کہا میں نے انکو نہیں پہچانا تھا۔ اگر میں انکو پہچان لیتا تو کبھی انکی طرف قدم نہ اٹھاتا۔ پھر معاویہؓ کے لشکر کے شہسواروں میں سے بشیر ابن ارطاۃ سے جو شجاعت میں مشہور تھا۔ جناب امیرؑ کے پکارنے کو سنا کہ آپ معاویہ کو اپنے مقابلہ میں طلب فرماتے ہیں اور معاویہ مقابل جانے سے جان چراتا ہے۔ اس لئے اسنے اپنے غلام لاحق سے مشورہ کیا کہ میں علیؑ کے مقابل جانا چاہتا ہوں شاید وہ میرے ہاتھ سے قتل ہو جائیں اور میری وجہ سے انکی شہرت عرب سے گم ہو جائے۔ لاحق نے کہا اگر تو اپنے میں انکے مقابلہ کا حوصلہ دیکھتا ہے تو اس امر کی طرف مبادرت کر ورنہ اس قصد سے باز آ۔ کیونکہ بخدا یہ شخص بہادر ٹھونکنے والا ہے ۔ فانت ابا بشیر ان کنت مثلہ ٭ والا فان اللیث للضبع آکل ٭ متی تلقہ فالموت فی راس رمحہ ٭ وفی سیفہ شغل لنفسک شاغل ٭ اے بشیر اگر تو اسکی مانند ہے تو اسکے ساتھ لڑائی کا قصد کر ورنہ تو خود جانتا ہے کہ شیر گفتار کو کھانیوالا ہے تو کب اسکے پاس جا سکتا ہے کیونکہ اسکے نیزہ کے سر میں موت ہے اور اسکی تلوار میں تیری جان لینے کا سروکار ہے۔ بشیر نے کہا اے لاحق تجھ پر افسوس ہے۔ بھلا موت کے سوا اور تو کوئی بات نہیں ہے پھر جو کچھ ہو سو ہو میں اسکے مقابلہ کیلئے جاتا ہوں۔ یہ کہکر بشیر میدان میں گیا۔ جناب امیرؑ نے دیکھکر اسپر نیزہ سے حملہ کیا وہ نیزہ کی نوک سے زمین پر چت گر پڑا۔ اور اپنی دونوں ٹانگیں اٹھا کر شرمگاہ کو کھولدیا۔ جناب امیرؑ نے اس سے منہ پھیر لیا۔ بشیر کود کر کھڑا ہو گیا اس کے سر سے مغفر اتر گئی۔ جناب امیر علیہ السلام کے لشکر کے آدمیوں نے اسے پہچانکر جناب امیرؑ سے عرض کیا۔ یا امیر المومنینؑ یہ بشیر بن ارطاۃ ہے آپ اسکو زندہ نہ جانے دیں آپ نے فرمایا اگرچہ بشیر بن ارطاۃ بھی ہے تو بھی اسکی شکل گم ہونے دو جس بات کا یہ مستحق ہے وہی اسپر وارد ہوگی پھر بشیر گھوڑے پر سوار ہو کر معاویہ کے پاس چلا گیا معاویہ ہنسکر کہنے لگا کہ کوئی شرم کی بات نہیں عمرو بن عاص کو بھی یہی معاملہ پیش آیا ہے جناب امیرؑ کی فوج میں سے کوفہ کے ایک جوان نے زور سے چلا کر کہا اے اہل شام تمکو حیا نہیں آتی تمکو عمرو بن عاص نے معرکہ جنگ میں اپنا ستر کھولدینا خوب سکھا دیا ہے بشیر عمرو بن عاص کو اور عمرو بن عاص بشیر کو دیکھکر آپس میں ہنسا کرتے تھے۔ جناب امیر علیہ السلام سے شام کے باشندے نہایت خوفزدہ ہو گئے کسی کو انکی مبارزت پر جرأت کرنے کی جسارت نہ رہی۔ ایکدفعہ جناب عثمان رضی اللہ عنہ کا غلام جس کا نام احمر تھا میدان میں آیا اسکے مقابلہ میں کیسان حضرت امیرؑ کا غلام لڑنے کو نکلا۔ احمر نے اسے قتل کر ڈالا۔ جناب امیرؑ نے یہ دیکھکر فرمایا اگر میں تجھے قتل نہ کروں تو خدا مجھے قتل کرے۔ یہ کہکر آپ نے اسپر حملہ کیا وہ غلام بھی تلوار لیکر جناب امیرؑ پر چلا اور بڑھا جناب امیرؑ اسکی تلوار پر تلوار ماری اور قریب جاکر ہاتھ بڑھایا اور اس کی گردن کو پکڑ کر گھوڑے پر سے اٹھا لیا۔ اور زمین پر دے پٹکا کہ اسکی ہڈی پسلی چورچور ہو گئی۔ معاویہ اپنے غلام حریث کو جو نامور بہادر تھا جناب امیرؑ کے مقابلہ کرنے سے ڈرایا کرتا تھا۔ ایکدفعہ جناب امیرؑ بھیس بدلکر میدان میں نکلکر مبارز طلب فرما رہے تھے عمرو بن العاص نے حریث کو کہا جا اس سوار کا مقابلہ کر اور قتل کر دے اسکی مت چھوڑ۔ حریث میدان میں گیا وہ جناب امیرؑ کو پہچان نہیں سکتا تھا کچھ دیر نہ گذری کہ جناب امیرؑ نے اسکے سر کے چاند پر تلوار ماری جس کے گھاؤ سے وہ گھائل ہو کر زمین پر گر گیا معاویہ اور اہل شام تاڑ گئے کہ یہ جناب امیرؑ ہیں۔ معاویہ کو اپنے غلام کے مارے جانے کا نہایت قلق ہوا عمرو بن عاص سے کہنے لگا تو نے میرے غلام کو مروا ڈالا ہے کیونکہ تو نے مغرور کر کے اسے میدان میں بھیجا تھا

پھر ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ جناب امیر علیہ السلام کے دوست عباسؓ بن ربیعہ الہاشمی میدان میں نکلے
ادھر سے معاویہ کے دوستوں میں سے ایک شخص مقابلہ کو آیا عباسؓ سے کہنے لگا اے عباسؓ تو میرے ساتھ
پیدل اتر کر جنگ کریگا۔ کہا ہاں دونوں گھوڑوں سے نیچے اتر آئے اور [illegible] کرنے لگے دونوں لشکر کھڑے ہو کر دونوں
بہادروں کی کارستانیاں دیکھنے لگے ایک گھنٹہ تک دونوں لڑتے رہے کوئی ان دونوں میں سے ایک دوسرے پر غالب نہ
آیا پھر دوبارہ حملہ کرنے لگے عباسؓ نے [illegible] شامی کی زرہ کا ایک ٹکڑا [illegible] نظر آیا عباسؓ کی تلوار
نہایت تیز تھی عباسؓ نے اسکی [illegible] تلوار [illegible] کہ وہ دو ٹکڑے ہو گیا
لوگوں نے یہ ہاتھ کی صفائی دیکھ کر تکبیر کا نعرہ بلند کیا اور [illegible] معاویہ کو یہ خیال پیدا
ہو گیا کہ علی عباس بن کر میدان میں آئے [illegible]
تک دونوں صفوں کے درمیان میں ٹہلتے رہے پھر اپنے مکان کو واپس چلے گئے معاویہ نے اپنے لشکر والوں
سے کہا کوئی ہے جو میدان میں جا کر اس سوار کو قتل کرے [illegible]
بنی لخم کے دونوں جوان اٹھ کھڑے ہوئے [illegible] دونوں [illegible] اس سوار
کو قتل کرنے میں سبقت کریگا تو [illegible]
دونوں مل کر میدان میں گئے اور مبارزت کی [illegible] عباسؓ
کہنے لگے میں اپنے آقا سے اجازت لیکر [illegible] جناب امیر کی خدمت میں اجازت لینے کے
واسطے گئے جناب امیر نے انکو اپنے پاس بلا کر [illegible] اور انکے گھوڑے پر سوار ہو کر
میدان میں تشریف لے گئے اس وقت جناب امیر اور عباسؓ میں فرق کرنا دشوار تھا۔ دونوں لخمیوں
نے کہا کہ عباسؓ کیا اپنے آقا سے اجازت لے آئے ہو آپ نے جواب میں یہ آیت پڑھی اذن للذین
یقاتلون بانہم ظلموا و ان اللہ علی نصرھم لقدیر [illegible] ان لوگوں کو جنگ کی اجازت دی گئی جن پر بسبب
اسکے کہ وہ ظلم کئے گئے [illegible] جوان
آپ پر حملہ کیا آپ نے اسکی [illegible] اور اس [illegible] خالی گیا
لیکن جب گھوڑا اچھلا تو اسکے دونوں ٹکڑے زمین پر گر گئے پھر آپ نے دوسرے پر حملہ کر کے اسکو بھی اسکے دوست
کے ساتھ ملا دیا۔ پھر جناب امیر علیہ السلام ایک گھنٹہ تک میدان میں گھوڑا پھیرتے رہے معاویہ تاڑ گیا کہ
جناب امیر ہیں کہنے لگا خدا ان کی صحبت کا ستیاناس کرے۔ جناب امیر تو پیچھے ہوتے ہیں خود سوار ہو کر
اپنے ایک سوار [illegible] عمرو بن عاص نے کہا [illegible] سمجھے ہو مارے گئے۔ معاویہ نے کہا مردک خاموش یہ تیرے بولنے
کا وقت نہیں عمرو بن عاص نے کہا اگر میرے بولنے کا وقت نہیں تو خدا تعالیٰ لخمیوں پر رحم کرے اور میں جانتا
ہوں کہ خدا نے آخر [illegible] کیا ہو گا۔ اس تمام لڑائی میں جو صفین کے نام سے مشہور ہے لیلۃ الہریر کا واقعہ
نہایت بڑی حیرت ناک ہے اس رات میں جناب امیر جس وقت کسی آدمی کو قتل کرتے تو بآواز بلند تکبیر پڑھتے
شمار کیا گیا کہ اس رات میں آپ نے پانسو تئیس تکبیریں یا پانسو تئیس آدمیوں کے قتل کرنے پر پڑھیں لوگ اس رات میں
[illegible] کی طرح سے [illegible] تھے اور جس طرح سے [illegible] سے [illegible] تھے جب صبح نمودار ہوئی۔

مقتولوں کی تعداد تیس ہزار سے تجاوز کر گئی تھی۔ یہ جمعہ کے دن کی رات تھی۔ جناب امیرؑ اور آپکا سوا شبد
میدان کارزار میں مصروف کشت و خون تھا۔ آپ قلب میں رونق افروز تھے میمنہ میں مالک اشتر اور میسرہ میں
عبداللہ بن عباس گرم پیکار تھے جناب امیرؑ پر فتحمندی کے آثار نمایاں تھے مالک اشتر میمنہ سے مصروف
تیر اندازی تھے کبھی اپنے اصحاب سے یہ کہتے تھے کہ اس نیزہ کے فاصلہ سے تیر اندازی کرو اور کبھی کہتے تھے کہ اس کمان
کے فاصلہ سے تیر چلاؤ۔ اور کبھی یہ کہتے تھے کہ اسی انداز سے تیر پھینکتے رہو۔ جب جناب امیرؑ نے دیکھا کہ ایک
اثر فتح پہنچے قریب ہیں آپ نے انکی مدد کیواسطے اور لشکر روانہ کیا۔ معاویہ نے دیکھا کہ شام کی فوج شکست کھا چکی
ہے اور عراق والے غالب آ گئے ہیں شامی بھاگنے کو تیار ہیں۔ معاویہ کہنے لگا اسوقت کوئی تدبیر ایسی ہو
کہ جس کی وجہ سے ہم پریشانی سے بچ جائیں۔ ابھی تو ... پھوٹ پڑ جائیگی ابن عاص نے کہا اچھا یہ تدبیر ہے کہ قرآن مجید
نیزوں کے ساتھ باندھ کر علم کر دیں اور اہل عراق سے یہ کہیں کہ خدا کی کتاب ہمارے اور تمہارے درمیان حکم ہے اگر انہوں نے
قبول کر لیا تو ہم لڑائی کی مصیبت سے وقت پر بچ جائینگے اگر انہیں سے بعض نے انکار کیا تو بعض ضرور یہ کہیں گے کہ
خدا کی کتاب کو ماننا چاہیے۔ سو ان میں پھوٹ پڑ جائیگی پس شامیوں نے چند کلام مجید نیزوں سے باندھ کر
علم کیے۔ اور کہا اے اہل عراق یہ خدا کی کتاب تمہارے اور ہمارے درمیان حکم ہے جب لوگوں نے کلام اللہ
کو نیزوں پر بندھا ہوا دیکھا کہنے لگے ہمکو خدا کی کتاب کا لحاظ کرنا چاہیے۔ جناب امیرؑ نے ان سے فرمایا۔ اے
بندگان خدا اپنے حقوق کو مت چھوڑو معاویہ اور ابن عاص اور ابن ابی معیط اور ابن ابی سرح اور ضحاک کو میں خوب
جانتا ہوں۔ یہ لوگ ہرگز قرآن والے نہیں مجھے لڑکپن اور جوانی میں ان کی صحبت رہی ہے بخدا ان لوگوں نے
از راہ مکر و فریب قرآن شریف کو نیزوں پر باندھ کر بلند کیا ہے۔ اب یہ لوگ جنگ میں سست ہو چکے ہیں اور بھاگنے
پر آمادہ ہیں جناب امیر علیہ السلام کے لشکر کے لوگوں نے لڑنے سے انکار کیا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا میں ان سے
صرف اسلئے جنگ کرتا ہوں کہ وہ خدا کی کتاب کا حکم مانیں لیکن وہ خدا کے حکم سے نافرمانی کرتے ہیں۔ اور
عہد کو توڑتے ہیں۔ انہوں نے خدا کی کتاب کو چھوڑ دیا ہے۔ مسعود بن فدک التمیمی اور زید بن حصین الطائی
جناب امیرؑ سے کہنے لگے جبکہ ان لوگوں نے آپکو خدا کی کتاب کی طرف بلایا ہے تو آپ انکی دعوت کو قبول
کریں ورنہ ہم آپکو پکڑ کر ان کے سپرد کر دینگے جناب امیرؑ اور ابن عباسؓ لڑائی سے دست بردار ہو گئے۔ لیکن
مالک اشتر بدستور لڑتے رہے۔ لوگوں نے جناب امیرؑ سے عرض کیا کہ آپ مالک اشتر کو بلا لیں تاکہ وہ بھی لڑائی
سے دستکش ہو جائیں جناب امیرؑ نے یزید بن ہانی سے کہا کہ مالک اشتر کو جا کر کہو کہ میرے پاس چلا
آئے۔ اشتر نے یزید سے کہا کہ امیر المومنین کی خدمت میں جا کر میری طرف سے عرض کر کہ یہ وقت میرے آنیکا
نہیں آپ اسوقت مجھے یہاں سے نہ ہٹائیں مجھے فتح کے آثار نظر آ رہے ہیں۔ یزید بن ہانی نے جناب امیرؑ سے
اشتر کا پیغام عرض کیا۔ آپ نے اسے دوبارہ اشتر کے پاس بھیجکر کہلا بھیجا کہ یہاں فتنہ برپا ہو گیا ہے تم جلدی
چلے آؤ۔ اشتر واپس لوٹے اور جناب امیرؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے۔ کہ جس وقت کہ شامیوں نے
نیزوں پر اٹھائے ہوئے تھے مجھے معاً خیال پیدا ہو گیا تھا کہ ہمارے آدمیوں میں ضرور پھوٹ پڑ جائیگی۔ یہ قرآن
نیزوں کے ساتھ باندھنا بیشک ابن عاص کا مشورہ ہے پھر قوم کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے۔ اے عراق والو

اور ذلت و خواری کے آشنا ہوئے اب تم غالب ہونے کے وقت سے اپنے دشمن کے مقابلہ سے لپٹے ہوئے دیکھ کر فریب
قرآن شریف بلند کر دیئے مجھے دم بھر چھوڑ دو۔ فتح ابھی ہوئی جاتی ہے اشعث کے لوگ کہنے لگے یہ ہرگز نہیں
ہو سکتا کہ ہم تجھے اذن دیں تیرے ساتھ گناہ میں شریک ہوں۔ اشتر نے کہا مجھے بتاؤ کہ بھلا تم کس وقت
حق پر تھے اجی تم لڑ رہے تھے اور شامی مر رہے تھے کیا تم اب اس وقت کہ تمہارے
اڑائی سے روک لئے ہیں اشعث کے لوگ کہنے لگے اے اشتر ہم ان کو چھوڑ دیں ہم اس سے خدا کیا
لڑتے تھے یہ محض خدا کے لئے ہم چھوڑتے ہیں اشتر نے کہا تم دھوکا دیئے گئے ہو ... ہو گا۔
نے عزت کو چھوڑ کر روسیاہی کی زندگی قبول کر لی ہے ہم تمہاری نماز کو ... بادل ... خدا کی
کیسے شوق سے لئے سمجھتے تھے ... ہو دنیا ... تم توبہ ... دنیا
گئے کی مانند ہو کبھی تم عزت کا ... کہیں ... جا رہے اختیار ...
بھلا کہا وہ اشتر کو برا کہنے لگے جناب امیر ... تمام لوگ اس بات پر متفق
ہو گئے کہ قرآن مجید کو حکم بنایا جائے۔ اشعث بن قیس نے جناب امیر سے ... کہا ... اجازت ہو تو
جس امر کی نسبت ... ہم ... قرآن ... تو قرآن
درمیان حکم قرار دیا جائے اگر آپ کی اجازت ہو ... معاویہ سے پوچھ آؤں ... جناب امیر نے فرمایا
جاؤ پوچھ آؤ۔ اشعث معاویہ کے پاس گیا اور پوچھا کہ اے معاویہ تم نے قرآن ... پر کیوں لئے
گئے ہیں معاویہ نے کہا اس لئے کہ ہم اور تم خدا کی کتاب ... کی طرف رجوع کریں۔ اشعث نے کہا
یہ بات بالکل ٹھیک ہے وہاں سے واپس آ کر جناب امیر کی خدمت میں ... کی تمام گفتگو بیان کی
لوگ کہنے لگے ہم بھی اسی بات پر راضی ہیں پھر اہل شام نے کہا ہم تو ابوموسیٰ کی حکومت پر راضی ہیں
جناب امیر نے فرمایا تم نے اول بھی نافرمانی کی ہے اب ... میں ابوموسیٰ میں حکومت کی لیاقت نہیں
پاتا وہ ضعیف الرائے ہے عمرو بن عاص کے مکر سے واقف نہیں۔ اشعث اور زید بن حصین اور
مسعر بن فدکی کہنے لگے ہم اس کے سوا کسی پر راضی نہیں جس ... ہم پڑے ہیں اس نے ہمیں اس سے پہلے
ہی ڈرایا تھا ہم اس کے سوا کسی کی بات نہیں مانیں گے۔ جناب امیر نے فرمایا ابوموسیٰ سے یہ بات پوری
نہیں ہو سکیگی۔ ابن عباس موجود ہیں اگر تم کہو تو میں ان کو حکومت پر مقرر کروں وہ لوگ کہنے لگے جناب
اس کی پرواہ بھی نہیں کرتے ان کا حکم ہونا تو آپ کا اپنے لئے حکم ہونا ہے ہم ایسے شخص کو پسند کرتے ہیں
جو آپ کا اور معاویہ کا برابر طرفدار ہو۔ جناب امیر نے فرمایا بس پھر تم کہو میں اشتر کو مقرر کروں وہ بولے
اشتر ہی نے تو یہ آگ لگائی ہے حضرت امیر نے فرمایا جبکہ تم میری بات کو تسلیم نہیں کرتے تو جاؤ ابوموسیٰ
کو میرے پاس لے آؤ اور جو چاہو سو کرو۔ ابوموسیٰ ان دنوں دونوں گروہوں سے الگ تھے لڑائی میں شامل نہ ہو
ہوئے تھے۔ ان کا غلام ان کے پاس اس خبر کے پہنچانے کو دوڑتا ہوا گیا کہ لوگ ... صلح کر
ابوموسیٰ نے صلح کی خبر سنکر کہا الحمد للہ پھر غلام نے بیان کیا کہ تم کو ... حکم مقرر کیا ہے کہنے لگے انا للہ
وانا الیہ راجعون۔ جب ابوموسیٰ جناب امیر علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے احنف بن قیس

بھی لڑائی سے الگ تھے وہ بھی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے یا امیر المومنینؑ ابن عباس نے
آپکو زمین پر پٹک دیا ہے۔ میں ابو موسیٰ کی واپسی سے متعجب ہوں میں تھوڑی دور تک اسکے ہمراہ ہو لیا تھا
میں اسکو کند زبان اور بہت چھوٹی عقل کا آدمی پاتا ہوں وہ ان لوگوں کی اصلاح کرنے کی قابلیت نہیں رکھتا۔
انکے واسطے ایسا شخص چاہیئے جو اُنکے پاس رہکر پھر آسمان کے تارے کی طرح سے ہٹے دور رہے اگر آپ مجھے حکم بنا دیں
تو دیکھتے کہ میں کیا کرتا۔ ورنہ آپ مجھے ابو موسیٰ کیساتھ دوسرا یا تیسرا حکم بنایا ہوتا تو عمرو بن عاص نے
کوئی ایسی گرہ نہیں لگائی کہ میں اسکو نہ کھول دیتا ہو جناب امیر نے فرمایا لوگ ابو موسیٰ کے سوا کسی پر راضی نہ
تھے۔ پھر ابو موسیٰ اور عمرو بن عاص عہد نامہ لکھنے کے لئے جناب امیر کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کاتب نے عہد نامہ لکھنا
شروع کیا جس کا عنوان یہ تھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ وہ عہد نامہ ہے کہ امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
اور معاویہ بن ابی سفیان اور ان دونوں کیساتھ والوں کی حسب منشا لکھا جاتا ہے عمرو بن العاص نے کاتب سے کہا
جناب علیؑ آپ لوگوں کے امیر المومنینؑ ہیں ہمارے امیر نہیں امارت سے آپکا نام محو کر دے۔ احنف بن قیس نے
جناب امیر سے عرض کیا آپ ہرگز محو نہ کریں اگرچہ بعض لوگ بعض کو قتل کر ڈالیں اگر آپ نے اپنا نام امارت سے
مٹا دیا تو مجھے خوف ہے کہ پھر یہ امیر المومنین کا نام اپنے لئے قائم نہ کر سکیں گے آپ نے بھی محو کرنے سے انکار فرمایا
اشعث بن قیس اس امر پر حجت کرنے لگا اسلئے آپکا نام مٹا دیا جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا اللہ اکبر
سنت کے مقابل سنت پوری ہو گئی۔ بخدا صلح حدیبیہ کے روز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب عہد نامہ
تھا جبکہ میں نے محمد رسول اللہ لکھا کفار کہنے لگے آپ رسول اللہ نہیں ہیں یا علی تم آپکا اسم مبارک اور آپکے والد
ماجد کا اسم مبارک لکھو جب مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا اسم مبارک محو کرنے کے لئے حکم دیا میں نے عرض کیا
مجھ سے ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا مجھے وہ مقام بتا دیں میں نے حضرت کو
وہ مقام بتا دیا حضور نے اپنے دست مبارک سے اُسے مٹا دیا اور فرمایا عنقریب تجھ سے بھی ایسی خواہش
کیجائیگی اور تجھ کو بھی انکا کہنا ماننا پڑیگا۔ پھر جناب امیر نے کاتب سے فرمایا لکھو یہ وہ عہد نامہ ہے۔ کہ علی بن
ابی طالب اور معاویہ بن ابی سفیان اور اہل کوفہ اور اہل شام کی حسب منشا لکھا گیا ہے کہ ہم خدا کے حکم اور
اسکی کتاب کو حکم مقرر کرتے ہیں جسکو وہ موت کا حکم دے ہم بھی اسکی موت پر راضی ہونگے اور جس کو وہ
زندہ رکھے ہم بھی اسکی زندگی پر راضی رہینگے۔ پس ابو موسیٰ الاشعری اور عمرو بن العاص اس کیلئے حکم
مقرر کئے گئے ہیں جو کچھ کہ یہ دونوں خدا کی کتاب میں پائینگے اسپر حکم دینگے اور اگر خدا کی کتاب میں نہ پائینگے
تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت جامع غیر متفرقہ کی طرف رجوع کرینگے۔ دونوں منصفوں نے جناب علی اور
معاویہ دونوں اور دونوں کے لشکر سے عہد لے لیا ہے کہ دونوں انکے اہل وعیال اور جان ومال کے امین
ہیں اور جو فیصلہ کہ دونوں منصف بیان کرینگے وہ ماننا ہوگا۔ پس تمام امت اُنکی معاون ہوگی شرط یہ
ہے کہ دونوں منصف تمام امت کی نسبت فیصلہ کریں نہ کسی خاص گروہ یا فرقہ کی نسبت اور رمضان کے
مہینے تک ان دونوں کو مہلت دیجاتی ہے۔ اور اگر ان دونوں کا منشا ہو تو بعد رمضان کے فیصلہ دے سکتے
ہیں اور فیصلہ بیان کرنیکا مقام ایسا ہونا چاہیئے جو کوفہ اور شام کے وسط میں ہو۔ عہد نامہ۔ اشعث بن

قیس اور عدی بن حجر اور سعید بن [illegible] اور عقبہ بن زید الحضرمی اور یزید بن حجیۃ التیمی [illegible] مالک بن کعب الہمدانی حضرت امیر علیہ السلام کی طرف سے [illegible] اور ابوالاعور السلمی [illegible] بن مسلمہ [illegible] معاویہ کی طرف سے گواہ لکھے گئے۔ اشعث نے عہدنامہ لوگوں کو پڑھکر سنایا۔ اور یہ عہدنامہ [illegible] [illegible] ستیس کو لکھا گیا سب لوگ متفق ہوگئے [illegible] الجندل میں [illegible] کا اجتماع ہونا چاہئے۔ بعدازاں صفین سے لوگ واپس چلے آئے:

علامہ مسعودی رحمۃ اللہ علیہ مروج الذہب میں لکھتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام کو صفین میں ایک سو دس روز تک ٹھیرنا پڑا تھا آپ کے لشکر میں سے جو لوگ کہ نائل برتبہ شہادت ہوئے انمیں پندرہ اہل بدر تھے چنانچہ عمار بن یاسر معروف بابن سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی انہی میں سے تھے جنکی عمر اسوقت [illegible] برس کی تھی حضرت امیر کو صفین میں ستر لڑائیاں پیش آئیں ۔

علامہ ابن اثیر الجزری کامل التواریخ میں حبہ بن جوین العرنی سے ناقل ہیں کہ ہمنے حذیفہ بن الیمان سے عرض کیا کہ ہم لوگ فتنہ میں پڑھتے ہیں [illegible] [illegible] آپ کوئی طریقہ اس سے بچنے کا بتادیں۔ وہ کہنے لگے جس گروہ میں کہ ابن سمیہ ہو تم اسی گروہ میں شامل رہو کیونکہ ہمنے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اس کو راستہ سے [illegible] [illegible] آخری خوراک [illegible] [illegible] کہتے ہیں کہ میں جناب عمار کی شہادت کے روز [illegible] [illegible] [illegible] آخری رزق دنیا کا لادو۔ کسی نے ایک پیالے میں پانی ملا [illegible] انکو لادیا پیتے وقت دیکھا کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے [illegible] کے روایت کی تھیں ایک سر مو بھی خطا نہیں کیا تھا۔ پھر عمار کہنے لگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ [illegible] اشتیاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے ورنہ انکے گروہ سے ملاقات کرینگے۔ بخدا اگر لوگ مجھے ہجر پر بھی [illegible] تو بھی میں یہی جانتا ہوں کہ ہم حق پر ہیں اور وہ لوگ باطل پر ہیں اسکے بعد عمار جنگ گاہ میں گئے اور ابوالغادیہ کے ہاتھ سے شہید ہوگئے اور ابن جوی السکسکی نے انکا سر اقدس بدن سے کاٹ لیا بعض راوی یہ کہتے ہیں کہ آپ کو ابوالغادیہ کے سوا کسی اور نے شہید کیا ہے۔ انکی شہادت سے پیشتر ذوالکلاع نے ایک دفعہ عمرو بن العاص کو کہتے ہوئے سنا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار کی نسبت فرمایا ہے کہ اے عمار تجھے باغیوں کا گروہ قتل کریگا۔ اور تیرا آخری رزق دنیا میں پانی ملا ہوا دودھ ہوگا۔ کہ ذوالکلاع عمرو بن العاص سے کہا کرتا تھا کہ اے عمرو تجھپر افسوس ہے یہ کیا بات ہے کہ عمار جناب علی علیہ السلام کی طرف ہیں۔ عمرو بن العاص اسکو کہا کرتا تھا کہ اگرچہ اس وقت عمار جناب علی کیطرف ہیں لیکن عنقریب ہماری جانب چلے آئینگے۔ ذوالکلاع جناب عمار سے پہلے معاویہ کی طرف سے مارا گیا۔ اور بعد میں جناب عمار حضرت علی کیطرف سے مارے گئے۔ عمرو بن العاص نے معاویہ سے کہا میں نہیں جانتا کہ ان دونوں میں سے کس کے قتل پر زیادہ خوشی کروں عمار کے شہید ہونے پر یا ذوالکلاع کے مارے جانے پر۔ بخدا اگر ذوالکلاع عمار کے بعد جیتا رہتا تو اہل شام کے عام لوگوں کو اپنے ساتھ لیکر جناب امیر علیہ السلام کی طرف مائل ہوجاتا۔ جب حضرت عمار شہید ہوگئے تو چند آدمی معاویہ کے پاس گئے ان میں سے ہر ایک یہی کہتا تھا کہ میں نے عمار کو قتل کیا ہے اتنے میں ابن جوی السکسکی آکر کہنے لگا میں نے انکو قتل کیا ہے

بیٹے انکو کہتے ہوئے سنا تھا۔ کہ آج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اور انکے
گروہ سے جا ملینگے۔ عمرو بن عاص نے ابن حوی سے کہا تو اور تیرا دوست معاویہ اس بات پر خوش ہو۔ افسوس ہے
تیرے ہاتھ نے اسپر فتح حاصل کی لیکن تو نے اپنے خدا کو اپنے آپ پر ناراض کر لیا۔ ذکر کرتے ہیں کہ ابو الغادیہ
حجاج کے زمانے تک زندہ تھا ایکدن حجاج کے پاس کسی ضرورت کے لئے گیا اسنے اسکی خوب آؤ بھگت کر کے
پوچھا کہ عمار بن یاسر کو تو نے ہی قتل کیا تھا وہ کہنے لگا میں نے ہی قتل کیا تھا۔ حجاج کہنے لگا جو شخص کہ بڑے
چوڑے جثے آدمی کو قیامت میں دیکھنا چاہتا ہو وہ اس شخص کو دیکھ لے۔ پھر ابو الغادیہ نے اپنی عمر و بیان
کی حجاج نے اسکی پورا کر دینے سے انکار کیا اور کہنے لگا ہم ان لوگوں کو دنیا کیونکر دے سکیں جنکا انکو ہمیں سے کچھ بھی نہیں دیا
گیا۔ اسپر خیال کرتا ہوں کہ یہی تھا جسمیں شفاعت عظیم الباع ہوگا۔ لوگوں نے حجاج سے پوچھا عظیم الباع کسے کہتے ہیں
حجاج نے کہا عظیم الباع اس بڑی ہیکل آدمی کو کہتے ہیں جسکے دانت مثل احد کے اور رانیں مثل جبل ورقان کے
ہیں اور اسکا ایک چوتڑ ہیں اور ایک ربذہ میں ہو۔ واللہ اگر عمار کو ساری دنیا کے لوگ آپس میں ملکر قتل
کر دیتے تو اللہ تعالیٰ ان سبکو جہنم میں دھکیل دیتا۔ عبد الرحمن السلمی روایت کرتے ہیں کہ جب عمار شہید ہو گئے ہیں
معاویہ کے لشکر میں گیا عمرو بن العاص اور ابو الاعور کو تسلی کی باتیں کرتا ہوا پایا میں نے اپنے گھوڑے کو انکے لشکر
میں ڈالدیا کہ انکی باتیں خوب غور سے سنوں عبد اللہ اپنے والد عمرو بن العاص سے کہ رہا تھا۔ ابا جان آج تم نے
ایسے شخص کو قتل کیا ہے جس کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ کہ فرمایا تھا عمرو بن العاص نے
کہا کیا فرمایا تھا عبد اللہ نے کہا کہ تمہیں نہیں معلوم کہ مسجد کے بناتے وقت لوگ ایک ایک اینٹ اٹھاتے
تھے اور عمار رضی اللہ عنہ دو گنا اجر لینے کے لئے دو دو اینٹیں اٹھاتے تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ نے
دیکھکر فرمایا اے عمار تجھے باغی گروہ قتل کریگا عمرو بن العاص نے معاویہ سے کہا تم سنتے ہو عبد اللہ کیا کہتا ہے
معاویہ نے کہا کیا کہتا ہے عمرو بن العاص نے عبد اللہ کی روایت کو بیان کیا معاویہ نے کہا کیا ہم نے عمار کو قتل
کیا ہے؟ بلکہ اسے قتل کیا ہے جو اسے ساتھ روانہ کرنے کیلئے لایا تھا یہ سنکر لوگ اپنے اپنے خیمہ و خرگاہ سے باہر نکل
آئے اور باہم کہنے لگے عمار کو اسنے قتل کیا ہے جو انکو اپنے ہمراہ لایا تھا عبد الرحمن السلمی کہتے ہیں کہ میں نہیں
جانتا کہ معاویہ کی گفتگو زیادہ حیرت انگیز تھی یا کہ اس لشکر کے لوگوں کی۔ جب عمار شہید ہو گئے جناب علی علیہ السلام
نے ربیعہ اور ہمدان کی قوموں سے کہا تم میری زرہ اور میرا نیزہ ہو قریبا بارہ ہزار آدمی انکے جناب امیر کے ساتھ
ہو گئے آگے آگے جناب امیر خچر پر سوار تھے اور پیچھے پیچھے آپکے سب لوگ ہو لئے سب نے متفق ہو کر حملہ کیا اور اہل
شام کی صفوں کو تتر بتر کر دیا۔ پھر جناب امیر نے چلا کر فرمایا اے معاویہ لوگ ہمارے درمیان کیوں مارے جائیں تو خود
فوج سے باہر نکل آ تاکہ میں خدا کے سامنے تجھ سے لڑوں جو شخص ہم دونوں میں سے اپنے حریف کو مار ڈالے تمام
امور اسی کی ذات سے متعلق ہو جائیں عمرو بن العاص نے معاویہ سے کہا جناب امیر نے انصاف کی بات بیان
فرمائی ہے معاویہ نے کہا لیکن تو نے تو انصاف کی نہیں کہی تو اچھی طرح سے جانتا ہے کہ کوئی شخص انکے مقابلہ
پر نہیں گیا کہ قتل نہیں ہوا۔ عمرو بن العاص نے کہا تجھے ان سے مقابلہ کرنا کیا بھلا معلوم ہوتا ہے معاویہ نے
کہا تیری ان باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ میرے بعد تجھے شام کی امارت کی واسطے طمع پیدا ہو گئی ہے۔

علامہ یوسف النبہانی ... تحریر فرماتے ہیں جب حکومت کا وقت آگیا تو
جناب امیر نے چار سو سوار شریح بن ہانی کی ماتحتی میں ابوموسیٰ کے ساتھ روانہ کئے اور انکی امامت نماز
عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمائی اور حضرت معاویہ نے عمرو بن العاص کو چار سو آدمی دیکر روانہ کیا
دونوں حکم دومۃ الجندل میں پہنچ گئے عبداللہ بن عمر اور عبدالرحمن بن ابی بکر اور عبداللہ بن الزبیر اور عبدالرحمن
بن الحارث بن ہشام اور عبدالرحمن بن عبد یغوث الزہری اور ابوجہم بن حذیفہ اور مغیرہ بن شعبہ وغیرہ بھی
وہاں پہنچ گئے ان دنوں سعد بن ابی وقاص بنی سلیم کے پانی پر گوشہ نشین ہو گئے ہوئے تھے ان کا لڑکا
عمرو بن سعد انکے پاس جا کر کہنے لگا ابوموسیٰ اور عمرو بن عاص حکومت کے لئے ... بیٹھے
ہیں اور اکثر قریش کے لوگ فیصلہ سننے کے لئے وہاں گئے ہیں۔ تم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے دوست اور خاصکر ان چھ صحابیوں میں سے ہو جنکو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مشورت کیلئے منتخب کیا تھا
تم اس امر میں کیوں داخل نہیں ہوتے تم لوگوں سے زیادہ خلافت کا استحقاق رکھتے ہو۔ سعد نے وہاں جانے سے
انکار کیا بعض روایت یہ بھی کہتے ہیں کہ بعد ازاں وہ بھی وہاں تشریف لے گئے لیکن پھر اپنے جانے پر
نادم ہو کر بیت المقدس کو چلے گئے اور وہاں احرام باندھ کر ... پہلے آئے۔ جب عمرو بن
العاص اور ابوموسیٰ جناب علی اور حضرت معاویہ کے حکم مقرر ہوئے تو عمرو بن العاص ہر امر میں ابوموسیٰ
کو مقدم کرتا تھا اور آپ پیچھے رہتا تھا اور کہتا تھا کہ ... میں ... ہر امر
میں تقدم کرنا نہیں پسند کرتا۔ آپ مجھ سے عمر میں بڑے ہیں ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی
تھی کہ اے میرے پروردگار عبداللہ بن قیس کے گناہ بخش دے اور قیامت کے دن اسکو اچھی جگہ ... ایسی
حرکات سے ابوموسیٰ کے ذہن نشین ہو گیا ... کہ ... مجھے اپنی ذات پر مقدم کرنا ... تعظیم کرتا
ہے اور عمرو بن العاص انکو فریب میں مارتا تھا جب دونوں حکومت کے لئے اکٹھے ہوئے اور باہم باتیں کرنے
لگے عمرو بن العاص نے کہا آپ بخوبی جانتے ہیں کہ جناب عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مظلوم شہید ہوئے ہیں ابوموسیٰ
نے کہا بخدا یہ بات بالکل درست ہے میں بھی اسپر گواہی دیتا ہوں پھر اس نے کہا کہ آپکو یہ بھی معلوم ہے کہ
معاویہ عثمان رضی اللہ عنہ کا ولی ہے۔ ابوموسیٰ نے کہا ہاں ٹھیک ہے۔ عمرو بن العاص نے کہا پھر آپکو اسے
قریش کا متولی بنانے میں کیا پس و پیش ہے۔ اگر آپ اس امر سے خائف ہیں کہ اسے سبقت اسلام کا درجہ حاصل
نہیں یہ شرط تو اس میں موجود ہے کہ وہ خلیفہ مقتول یعنی عثمان رضی اللہ عنہ کا ولی ہے۔ اور انکے قصاص کا طالب ہے
اور صاحب حسن سیاست اور صاحب تدبیر ہے اور جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی صاحبہ
ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بھائی ہے۔ ابوموسیٰ نے کہا اے عمرو بن العاص خدا سے خوف کر۔ معاویہ کی شرافت میں یہ
باتیں جو بیان کر رہا ہے آیا اہل دین اور صاحبان فضل کے نزدیک یہ شرف کی باتیں ہو سکتی ہیں۔ اگر میں افضل
قریش کو خلافت کے واسطے پسند کرتا تو جناب علی کے سپرد کرتا۔ یہ بات جو تو نے بیان کی ہے کہ وہ عثمان رضی اللہ عنہ
کا ولی ہے اس واسطے یہ امر اسکو سپرد کیا جائے میں خاص اس امر کے لئے اسکو خلافت نہیں دے سکتا کیونکہ مہاجرین
اور انصار پر اسکو کسی طرح سے اولویت حاصل نہیں ہے اور تو نے جو اسکے غلبہ کی بات کہی ہے ... اگر ... معاویہ

تم اہل یمن بھی یہی بات پسند کرتے ہیں اسکو خلیفہ بنادیں۔ ابو موسیٰ نے کہا عمرو بن العاص سچ ہے اگر آپ معاویہ کو خلیفہ
نہیں مانتے زبیر کے بیٹے عبداللہ کی نسبت آپ کیا کہتے ہیں آپ انکی [illegible] سلطنت کا انکو
رغبت ہے ابو موسیٰ نے جواب دیا تمہارا بیٹا عبداللہ [illegible] دیا ہے [illegible] اسلئے یہ امر اسکے متعلق ہرگز
نہیں کیا جاسکتا عمرو بن العاص کہنے لگا آخر یہ امر ایسے ہی آدمی کے سپرد کیا جائیگا جو کھانا بھی کھاتا ہو پانی بھی پیتا ہو
یعنے کوئی فرشتہ تو اسکے لئے نہیں آئیگا۔ ابن زبیر نے سنکر کہا ای ابو موسیٰ عمرو کی بات پر غور کرو اور خیال کرو کیا
کہہ رہا ہے ہوشیار ہو جا۔ پھر ابن زبیر نے ابن عاص سے کہا اے ابن عاص عرب نے باہم تیری اور تیرے ابا کی
بے تحقیق بہت کچھ کرکے اس امر کو تیرے سپرد کیا ہے۔ تو ہم انکو فتنہ میں مت ڈال اور خدا سے ڈر۔ کہ عمرو بن العاص
عمرو بن العاص کی آرزو تھی کہ ابو موسیٰ اس بات پر راضی ہو جائیں کہ عبداللہ بن عمر کو خلیفہ بنایا جائے
عمرو بن العاص اس رائے کے ساتھ اتفاق کرنے سے انکار کیا اور کہا اے ابو موسیٰ آپ کی رائے کیا ہے ابو موسیٰ
نے کہا میری رائے یہ ہے کہ [illegible] علیؓ اور معاویہؓ کو خلافت سے علیحدہ کرکے اس بات کو لوگوں کے مشورہ پر
چھوڑ دینا چاہیئے تاکہ مسلمان جس شخص کو پسند کریں اپنے لئے خلیفہ بنالیں عمرو بن العاص کہا یہ رائے
بہت ہی درست ہے پھر اتفاق کرکے دونوں باہر نکل آئے لوگ منتظر بیٹھے تھے کہ دیکھیں کس بات پر
دونوں متفق ہوتے ہیں عمرو بن العاص نے کہا اے ابو موسیٰ آپ آگے بڑھکر لوگوں سے اپنی رائے بیان کریں ابو موسیٰ
نے بڑھکر کہا ای لوگو ہماری رائے ایک امر پر اتفاق کیا ہے جس سے ہم امید کرتے ہیں کہ خداوند
تعالیٰ اس امت کے کام کو درست کردیگا اور لوگوں کی پراگندگی دور کرکے انکو متفق کردیگا اور انکو ایک
جماعت بنادیگا۔ عمرو بن العاص نے کہا ابو موسیٰ سچ کہتے ہیں جناب عبداللہ بن عباسؓ نے ابو موسیٰ سے
کہا تمہیں عمرو بن العاص نے اگر کسی بات پر اتفاق کرلیا ہے تو تم اسکو پہلے کہنے دو تم اس سے پہلے اپنی رائے کا
اظہار کرتے ہیں اسکے فریب سے ڈرتا ہوں مجھے ہرگز اسپر اطمینان نہیں بیشک اس وقت تمہاری رائے پر
اپنی رضا ظاہر کی ہوگی لیکن جب تم لوگوں کے درمیان اپنی رائے ظاہر کروگے تو وہ برخلاف بیان کریگا۔
ابو موسیٰ نے کہا ہم نے باہم اتفاق کرلیا ہے اور راضی ہو گئے ہیں ہرگز مخالفت نہیں ہوگی ابو موسیٰ نے اٹھ
کے بڑھکر خدا کی صفت و ثنا کے بعد بیان کرنے لگے۔ ای لوگو ہمنے اس معاملہ میں نہایت غور کیا ہے
کسی نہج سے اس امت کا کام ٹھیک نہیں بیٹھتا۔ اور اسکی پراگندگی کسی نہج سے رفع نہیں ہوتی
میری اور ابن عاص کی رائے اس بات پر قرار پائی ہے کہ ہم علیؓ اور معاویہؓ کو خلافت سے علیحدہ کرکے
اس کام کو امت کے سپرد کردیں جسے چاہے اختیار کرلے میں نے علیؓ اور معاویہ دونوں کو علیحدہ کردیا ہے
تم جسکو چاہو اختیار کرلو۔ یہ کہکر ابو موسیٰ پیچھے ہٹ گیا۔ عمرو بن العاص نے بڑھکر کہا ای لوگو ابو موسیٰ نے اپنے
دوست علیؓ کو خلافت سے علیحدہ کردیا ہے اور جو کچھ کہا ہے تمنے سنا ہے میں بھی انکے دوست کو علیحدہ
کرتا ہے اور اپنے دوست معاویہ کو قائم رکھتا ہے۔ کیونکہ وہ حضرت عثمانؓ کا ولی اور انکے قصاص کا مدعی
ہے اور بہ نسبت تمام لوگوں کے اسکے بعد اسکا زیادہ تر حقدار ہے۔ یہ کہکر وہاں سے الگ ہو گیا۔ ابو موسیٰ
نے کہا اے ابن عاص تجھے کیا ہو گیا خدا تجھے ہاری ندے تونے بڑی بیوفائی کی ہے اور فجور کیا ہے تیری

بالکل اس کتے کی سی مثال ہے جس کا ذکر خدا نے اپنی کتاب میں کیا ہے ابن عاص نے ابو موسیٰ سے
کہا تیری مثال گدھے کی سی ہے جس پر بہت سی کتابیں لدی ہوئی ہوں۔ سعد بن ابی وقاص نے کہا اے
ابو موسیٰ عمرو بن عاص نے تجھے ایسا ضعیف کر دیا ہے ابو موسیٰ کہنے لگے میں کیا کروں اس نے
اول ایک بات پر مجھ سے اتفاق کر کے پھر مجھ سے پھر گیا۔ ابن عباس کہنے لگے تیرا گناہ نہیں
بلکہ اس کا گناہ ہے جس نے تجھے اس مقام پر بھیجا۔ عبدالرحمن بن ابی بکر کہنے لگے اگر اشعری آج سے پہلے
دنیا سے غائب ہو جاتا تو اس کے لئے بہتر تھا۔ شریح ابن ہانی نے ابن عاص پر حملہ کر کے کوڑے لگائے عمرو
بن عاص نے شریح پر عصا اٹھایا۔ لوگوں نے بیچ بچاؤ کر دیا۔ اکثر شریح کہا کرتے تھے میں کسی بات پر افسوس نہیں
کرتا جیسا افسوس کرتا ہوں کہ میں نے ابن عاص کو کوڑے کے عوض تلوار سے کیوں نہیں مارا۔ تحکیم کے بعد لوگوں نے ابو موسیٰ
کو تلاش کیا لیکن معلوم ہوا کہ وہ سوار ہو کر مکہ کو چلا گیا ہے۔ ابو موسیٰ کہا کرتا تھا کہ مجھے ابن عباس نے ابن عاص کے
فریب سے ڈرایا تھا لیکن میں نے ابن عاص کی باتوں پر اطمینان کر لیا۔ اور مجھے گمان ہو گیا کہ وہ غدار نہ ہو گا اور
مخالفت امت کی نصیحت میں کسی طرح سے اپنے غدر کو ظاہر نہ کریگا۔ دومۃ الجندل سے
لوٹ کر اہل شام عمرو بن العاص کے ساتھ معاویہ کے پاس گئے اور امیر المومنین کہہ کر سلام بجا لائے۔ معاویہ نے
لوگوں میں کھڑے ہو کر بیان کیا کہ جو کوئی کہ ہماری خلافت میں کچھ چون و چرا کرتا تھا اسے چاہیئے کہ ہم سے
پاس آ کر اطلاع حاصل کرے۔ ابن عمر کہا کرتے تھے اسوقت میرے دل میں آیا کہ میں اسکو یہ کہوں کہ تیری خلافت
میں اور کوئی نہیں مگر وہی لوگ چون و چرا کرتے ہیں جو اسلام پر تجھ سے اور تیرے باپ سے لڑتے رہے
لیکن مجھے خوف تھا کہ ایسی بات کے بیان کرنے سے میری گردن نہ اڑا دی جاوے۔

جنگ نہروان میں جناب امیر علیہ السلام کی شجاعت

علامہ محمد بن یوسف الکنجی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ کفایۃ الطالب میں لکھتے ہیں جب جناب امیر علیہ السلام صفین
سے کوفہ کو واپس ہونے لگے راہ میں حروریہ آپ سے مخالف ہو کر الگ ہو گئے اور تحکیم کو برا کہنے لگے کہ سوائے خدا
کسی کا حکم ماننے کے قابل نہیں اور خدا کی نافرمانی کی اطاعت واجب نہیں یہ سب سے پہلی بات تھی
جو ان سے ظاہر ہوئی جس پر کہ وہ تھے اسی سے منحرف ہو گئے جب جناب امیر علیہ السلام کوفہ کے قریب
پہنچے اور اس شہر کی عمارتیں دکھائی دینے لگیں تھیں تو عبداللہ بن ودیعۃ الانصاری حضرت امیر سے
ملے اور سلام عرض کیا آپ نے ان سے پوچھا ہمارے معاملہ میں لوگ کیا کہتے ہیں عبداللہ نے عرض کیا
بعض محب ہیں اور بعض اس تحکیم کو برا بھی خیال کرتے ہیں آپ نے فرمایا جو ذوی الرائے ہیں ان کا کیا قول
ہے۔ اس نے جواب دیا کہ ان کا قول یہ ہے کہ جناب امیر نے ایک جماعت اکٹھی کر لی تھی لیکن پھر انکو متفرق کر دیا
اور اپنے لئے ایک مضبوط قلعہ بنا لیا تھا جس کو کہ آپ نے گرا دیا اب گرا ہوا قلعہ کیونکر بنیگا اور متفرق جماعت
اب کیونکر جمع ہو سکیگی۔ اگر حضرت امیر اطاعت کرنیوالوں کے ساتھ کارروائی کرتے تو جو شخص کہ نافرمان ہوا تھا
ہوشیاری کی تو یہی بات تھی کہ دشمنوں سے جنگ کرتے رہتے یا فتح حاصل ہو جاتی یا شہید ہو جاتے۔ جناب امیر نے

فرمایا میں نے اس قلعہ کو گرایا ہے یا کہ جو ان لوگوں نے اسکو گرایا ہے۔ میں نے انکو پراگندہ کیا ہے یا کہ وہ خود پراگندہ ہو گئے ہیں تم یہ جو کہتے ہو اگر حضرت امیرؑ اپنے اطاعت شعاروں کیساتھ کارروائی کرتے اور جو شخص نافرمان ہوتا تھا تو اُسکی پرواہ نہ کرتے اور دشمنوں سے جنگ کرتے رہتے یا فتح پاجاتے یا شہید ہو جاتے۔ بخدا یہ بات میری نگاہ میں تھی لیکن میں نے خیال کیا کہ یہ دونوں لڑکے حسنؑ و حسینؑ ہلاک ہو جائینگے اور اس اُمت سے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل منقطع ہو جائیگی اور یہ بات مجھے نہایت بُری معلوم ہوئی نیز مجھے یہ خوف پیدا ہو گیا تھا کہ حسنینؑ کے بعد یہ دونوں بھائی عبداللہ بن جعفر اور محمد بن الحنفیہ بھی ہلاک ہو جائینگے۔ کیونکہ لشکر میں یہ میرے ساتھ تھے خدا کی قسم ہے آج کے دن کے بعد میں کبھی انکو ساتھ لیکر جنگ میں نہیں جایا کرونگا۔ یہ کہکر آپ نے گھوڑا ہانک دیا۔ اور آگے بڑھے ناگہاں اپنی داہنی جانب چھ سات قبریں دیکھیں پوچھا کہ یہ قبریں کسکی ہیں لوگوں نے عرض کیا یا امیر المومنینؑ آپکے تشریف لیجانے کے بعد خباب بن الارت رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے انہوں نے وصیت کی تھی کہ مجھے کوفہ کے باہر دفن کرنا یہ انکی قبر ہے اور باقی قبریں اور مسلمانوں کی ہیں ابتداءً کوفہ کے باشندے اپنے مردوں کو گھروں اور صحنوں میں دفن کیا کرتے تھے سب سے اول خباب کوفہ کے باہر دفن ہوئے پھر اُنکے پہلو میں اور مسلمان بھی دفن کئے گئے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا خدا خباب پر رحمت نازل کرے وہ اپنی رغبت سے مسلمان ہوئے اور انہوں نے اپنی خواہش سے ہجرت کی اور اپنی زندگی میں مجاہد رہے۔ اور ساٹھ برس تک امتحان میں رہے۔ خدا اچھے عمل کرنیوالوں کے عمل کو ہرگز ضائع نہیں کرتا آپ وہاں پر کھڑے ہو کر فرمانے لگے اے وحشت ناک شہر کے رہنے والو اور اے بنجر کے محلوں کے باشندو مومن مردوں میں سے اور مومن عورتوں میں سے مسلمان مردوں میں سے اور مسلمان عورتوں میں سے تم پر سلام ہو تم ہم سے آگے گئے ہو۔ ہم تمہارے پیچھے آنیوالے ہیں اب تھوڑی مدت کے بعد ہم تم سے ملینگے۔ اے ہمارے پروردگار تو ہم پر اور ان پر مغفرت کر اور اپنی عفو کے ساتھ ہمارے گناہوں اور اُنکے گناہوں سے درگذر فرما۔ اسکو خوشی حاصل ہے جو آخرت کو یاد کرے اور روز حساب کیلئے نیک عمل کرے۔ اور اپنی روزی پر قانع اور اپنے خدا پر راضی رہے پھر آپ وہاں سے چلکر جبال دونوں کے کوچہ کے پاس پہونچے اور رونے کی آواز سنی آپ نے فرمایا یہ کیسی آواز ہے عرض کیا گیا کہ لوگ صفین کے شہدا پر رو رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا میں اس شخص کا گواہ نہیں جس نے صبر سے اپنے قتل ہونیکو گوارا کیا ہے اسی طرح سے خدا تعالے کا ذکر کرتے ہوئے وہاں سے آگے بڑھے اور قصر میں داخل ہو گئے خارجی آپکے ساتھ کوفہ میں داخل نہ ہوئے اور ایک گاؤں میں جسکا نام حرورا تھا جا اُترے اسی وجہ سے وہ حروریہ مشہور ہوئے تخمینا بارہ ہزار آدمی تھے انہوں نے اپنے گروہ میں منادی کرادی کہ شبیب بن ربعی التمیمی ہمارا امیر قتال اور عبداللہ ابن الکوی ہمارا امیر صلوٰۃ ہے اور ہر ایک کام مشورت سے کیا جائیگا۔ خدا کے پاک کے سوا کسی کی بیعت واجب نہیں اچھے کام کرنے چاہئیں اور بُری باتوں سے باز رہنا چاہئیے اپنے زعم میں وہ یہ سمجھنے لگے کہ جبتک کہ جناب علیؑ نے حکم نہیں مقرر کئے تھے وہ بیشک امام تھے حکموں کے مقرر کرنے سے انکو اپنی امامت میں شک پیدا ہو گیا۔ اور اپنی بات میں حیران رہ گئے۔ اور حیران کی تعریف خدا تعالی نے اپنے پاک کلام میں بیان فرمائی ہے۔ حیران له اصحاب یدعونه الی الهدی ائتنا یعنی

دوسرا سبب یہ ہے اور اسکے یار اسکو ہدایت کی طرف بلاتے ہیں کہ ہمارے پاس چلا آ لیکن یہ خارجی اس آیت کریمہ
سے وہ جو حضرت امیر علیہ السلام کی شان میں خیال کرتے تھے وہ الٹا کیونکہ پروردگار عالم نے اپنی پاک کلام میں
ایک غیر شخص کی بات کو تشبیہاً بیان فرمایا ہے جسکی توضیح کتب تفسیر سے بخوبی ہو سکتی ہے حضرت امیر علیہ السلام
کے غلام بھی حیران نہیں تھے بلکہ ان سرگشتگان وادی حیرت کو ہدایت پاتے تھے جب جناب امیرؑ
کے دوستوں نے انکی یہ باتیں سنیں جناب عبداللہ بن عباسؓ انکے پاس جانیکو آمادہ ہوئے۔ جناب امیرؑ
نے ان سے فرمایا۔ تم نے انکی باتونکی جوابدہی میں جلدی نہ کرنا میں تمہارے پیچھے آتا ہوں میرا انتظار کرلینا
جب عبداللہ بن عباسؓ انکے پاس گئے خوارج نے پوچھا اے ابن عباسؓ آپ کہاں سے تشریف لاتے
ہیں انہوں نے فرمایا میں جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے داماد اور انکے ابن عم کے پاس سے آیا
ہوں جو سب سے زیادہ خدا کو پہچاننے والا ہے۔ اور اسکے نبی کی سنت کو زیادہ جاننے والا ہے۔ خارجیوں نے
کہا اے ابن عباس انہوں نے ایک بڑے گناہ سے توبہ کی ہے کیونکہ انہوں نے خدا کے دین میں منصف مقرر کیئے تھے
اگر جناب علی بھی ہماری طرح سے توبہ کریں اور ہمارے دشمنوں کے مقابلہ کے لئے آمادہ ہو جائیں تو ہم بھی جناب
کی طرف رجوع کرینگے۔ ابن عباسؓ سے ان کے جوابدہی میں صبر نہ ہو سکا اسی وقت کہنے لگے میں تمہیں
خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ جو کچھ خداوند تعالی نے ارشاد فرمایا ہے کیا تم اسکی تصدیق نہیں کرتے؟ کہ مرد
اور عورت کے حق میں فرمایا ہے کہ تم مرد اور عورت کے اہل میں سے ایک ایک منصف مقرر کرو وہ ان
دونوں میں مصالحت کا ارادہ کریں خدا تعالی انہیں موافقت پیدا کردیگا۔ خوارج بولے خدا کی قسم اسی طرح ہے
ہے۔ ابن عباسؓ نے کہا اب بتاؤ کہ امت محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں کیوں حکم مقرر نہ کئے جائیں۔ خارجیوں نے
جواب دیا جس امر کے حکم کو خدا نے لوگوں کے تفویض کیا ہے اس امر میں غور کرنے کے لئے خدا نے انکو بھی حکم
دیا ہے اس میں وہ غور بھی کر سکتے ہیں اور حکم لگا سکتے ہیں۔ اور جس امر میں کہ خدا نے خود حکم لگایا ہے اور
اسکو جاری کیا ہے بندوں کو اسمیں غور کرنیکی گنجائش نہیں جیسے کہ زانی کو سو درے لگانے اور چور کے ہاتھ
کاٹنے کا حکم خود خدا نے لگایا ہے۔ ان امور میں لوگوں کو غور کرنا چاہئے۔ ابن عباسؓ نے کہا خدا تعالی اس
شخص کی نسبت کہ حرم میں شکار کرے اور ایک خرگوش جس کی قیمت ایک درہم کی چوتھائی سے زیادہ نہیں ہے
ہے ذبح کرے فرماتا ہے کہ تم میں سے صاحبان عدل اسکی قربانی کا حکم لگائیں خوارج نے کہا اے ابن عباسؓ
کیا تم شکار کے حکم اور عورت اور مرد کی شکر رنجی کے حکم کو مسلمانوں کے خون کے حکم کے برابر ٹھہراتے ہو
اور کیا تمہارے نزدیک عمرو بن العاص عادل ہے؟ کل ہم سے لڑ رہا تھا۔ اگر وہ عادل ہے تو ہم عادل نہیں ٹھہر سکتے
تم نے خدا کے حکم میں منصف قرار دیئے ہیں باوجودیکہ خدا تعالی نے معاویہ اور اسکے اصحاب کی نسبت اپنا حکم
اس طرح پر جاری فرمایا ہے کہ یا وہ قتل کئے جائیں یا اپنی بات سے باز آئیں تم نے صلحنامہ میں لڑائی کی میعاد لکھدی
ہے باوجودیکہ [illegible] سورۂ برأت نازل فرما کر خدا تعالی نے اہل حرب کے ساتھ اہل اسلام کی
موادعت کو مطلق قطع کر دیا ہے۔ یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ جناب امیرؑ بھی آ پہنچے اور عبداللہ بن عباسؓ سے
فرمایا کیا میں نے تمہیں ان سے گفتگو کرنے سے منع نہیں کیا تھا؟ پھر خوارج سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے تمہارا کوئی دلیل

ہے جو تمہاری طرف سے جواب دے۔ سب نے متفق ہو کر کہا عبداللہ بن الکوی ہمارا وکیل ہے جناب امیر علیہ السلام
نے اس سے سوال کیا کہ تم نے ہم پر کیوں خروج کیا ہے اُس نے جواب دیا کہ صفین کے روز کی تمہاری تحکیم نے ہمیں اس بات
پر مجبور کیا ہے۔ جناب امیر نے فرمایا جب شامیوں نے قرآن بلند کئے تھے میں نے تم سے نہیں کہا تھا؟ کہ میں ان
کے مکر و فریب کو تم سے زیادہ جانتا ہوں ان لوگوں نے قرآن شریف صرف مکر کی وجہ سے بلند کئے ہیں تاکہ تمہیں فریب دیکر
تمہیں اپنی لڑائی سے باز رکھیں چنانچہ انہوں نے اس مکر کو کام میں لا کر لڑائی کو منقطع کر دیا اور تم پر آفت کے نازل ہونے کے
اُمیدوار ہو چکے۔ جناب امیر نے تمام سرگذشت انکو کہہ سنائی اور پھر یہ فرمایا کہ اس دن تم نے میری بات نہ
مانی میں نے منصف نامہ میں یہ شرط لکھدی تھی کہ دونوں منصف اسی امر کو زندہ کریں جسے کہ قرآن نے زندہ کیا ہے
اور اسی امر کے مارنے کے درپے ہوں جسے کہ قرآن نے مارا ہے قرآن الحمد او والناس کے دونوں پٹھوں کے درمیان میں
لکھا ہوا ہے وہ خود نہیں بولتا مگر لوگ اس سے متکلم ہوتے ہیں خارجیوں نے کہا فرمائیے آپ نے میعاد کیوں مقرر فرمائی تھی۔
جناب امیر نے فرمایا اسلئے کہ اس میعاد میں ہماری حقیقت سے ناواقف شخص واقف ہو جائے اور واقف کو زیادہ ثبوت
مل جائے علاوہ بریں یہ بھی خیال تھا کہ شاید خدا تعالیٰ اس مدت کے درمیان اس امت میں اتفاق پیدا کردے اور اسکو راہ پر
لگادے۔ خارجیوں نے کہا آپ یہ بتلائیے کہ جس وقت منصف نامہ لکھا گیا تھا اور کاتب نے یہ لکھا تھا (یہ وہ امر ہے کہ جس کی
خواہش امیرالمومنین علی اور معاویہ کرتے ہیں) تو ابن نابغہ کے انکار پر آپ نے مومنین کی امارت سے اپنا نام کیوں مٹادیا
اور کاتب سے یہ لکھوایا (یہ وہ امر ہے جس کی علی اور معاویہ خواہش کرتے ہیں) پس جبکہ آپ امیرالمومنین سے محو
اور ہم لوگ مومن ہیں پس آپ ہمارے بھی امیر نہ رہے۔ جناب امیر نے جواب دیا [illegible] حدیبیہ کے روز میں
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب میں تھا حضرت نے مجھ سے فرمایا لکھو (یہ وہ امر ہے جس پر کہ محمد رسول اللہ
اور سہیل بن عمرو صلح کرتے ہیں) اس پر سہیل کہنے لگا اگر ہم آپکو رسول اللہ جانتے تو آپ سے جنگ کیوں کرتے پس
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا اسم مبارک محو کیا تھا میں نے بھی امارت مومنین سے اپنا نام محو کیا ہے۔ پس
فعل میرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل ہے مقتدا تھا۔ اب بتاؤ کہ تمہاری کوئی حجت باقی رہ گئی ہے۔ تمام لوگ
خاموش رہ گئے۔ جناب امیر نے ان سے فرمایا۔ اب اٹھو اور اپنے شہر میں چلو جناب امیر [illegible] کہنے لگے ہم
شہر میں چلیں گے لیکن حکومت کی میعاد ختم ہونے تک ہم یہیں رہیں گے جناب امیر [illegible] سے واپس
[illegible] لیتے آئے۔ وہ لوگ اپنے قول پر بالکل جمے رہے جب منصفوں نے فیصلہ دیدیا اور [illegible] بن عمر
بن عباس کے ساتھ جناب امیر کی خدمت میں پہنچ گیا اور حکومت کے فیصلہ سے آپکو مطلع کیا۔ آپ نے کھڑے ہو کر
لوگوں کو خطبہ سنایا اور حمد و نعت کے بعد ارشاد کیا کہ تحقیق معصیت کا ورثہ حسرت اور نتیجہ ندامت ہے میں نے
تمکو ان دونوں شخصوں کی حکومت سے منع کیا تھا لیکن تم نے میرا کہنا نہ مانا اور میری رائے کو رد کردیا۔ ان دونوں
شخصوں کو تم نے حکم مقرر کیا تھا انہوں نے کتاب اللہ کے حکم کو پس پشت ڈالدیا۔ اور جس امر کی نسبت قرآن نے
موت کا حکم دیا تھا اسکو زندہ کیا۔ جس امر کے زندہ رکھنے کا قرآن نے حکم دیا تھا اسکو مردہ کردیا اور خدا کی ہدایت
کو چھوڑ کر اپنی اپنی خواہش کے پیرو ہو گئے اور بغیر کسی دلیل روشن اور حضرت کی گذری ہوئی سنت کو چھوڑ کر
دونوں نے اپنی رائے سے فیصلہ دیا اور فیصلہ میں اختلاف کیا اور دونوں راہ راست سے محروم رہے پس تم

شام کے سفر کے واسطے مستعد ہو جاؤ اور پھر کچھ روز لشکر یہاں سے کوچ کر جائے۔ یہ فرما کر آپ منبر سے
اُترے اور خارجیوں کو ایک خط لکھا جس کا یہ مضمون تھا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
خدا کے بندے امیر المومنین علیؑ کی طرف سے زید بن حصین اور عبداللہ بن وہب الراسبی اور عبداللہ بن الکوی
وغیرہ کو معلوم ہو کہ ان دونوں شخصوں نے کتاب اللہ کی مخالفت کی ہے اور خدا کی ہدایت کو چھوڑ کر حکومت میں
اپنی اپنی خواہش کی پیروی کی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل نہیں کیا قرآن کے حکم کے نفاذ
نہیں دیئے جس وقت تمہارے پاس میرا یہ خط پہنچے تم میرے پاس چلے آؤ۔ کیونکہ ہم اپنے اور تمہارے دشمنوں کی طرف
جانے والے ہیں اور اسی پہلے امر پر ثابت قدم ہیں جس پر کہ ہم منتظر تھے۔ خارجیوں نے جناب امیرؑ کے خط کا یہ
جواب لکھا۔ اما بعد آپ نے اپنے خدا کا غضب تو نہیں کیا بلکہ اپنے آپ کا غضب کیا ہے آپ نے اپنی جان
میں کفر کیا ہے اگر آپ نے توبہ کی تو ہم غور کرینگے۔ کہ ہم کو آپ کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہیئے۔ جناب امیرؑ اس خط
کو پڑھ کر ان کی طرف سے مایوس ہو گئے اور خیال کیا کہ ان کا پیچھا چھوڑ دیا جائے اور شام والوں سے لڑنا چاہیئے
اسلئے آپ کوفہ کے لوگوں کو خطبہ سنانے کے لئے کھڑے ہوئے اور خدا کی صفت و ثنا کے بعد فرمایا جس نے جہاد کو
ترک کیا اور اس کے حکم کی تعمیل میں سستی کی وہ ہلاکت کے کنارے کے قریب ہے مگر وہ شخص کہ جس کے لئے اللہ تعالیٰ
اپنی صفت سے تدارک کرے پس تم لوگ خدا سے ڈرو۔ اور جو شخص کہ خدا سے لڑنا چاہتا ہے اور خدا کی روشنی
کو بجھانا چاہتا ہے اس سے لڑو۔ اور ان خیانت کرنیوالوں گمراہوں سے جنگ کرو۔ کہ جنکو اگر ولایت مل جائے
تو کسریٰ اور ہرقل کے افعال کی پیروی کرنا اپنا فخر سمجھتے ہیں۔ اب اپنے دشمنوں کی لڑائی کے لئے آمادہ ہو جاؤ ہم نے
تمہارے بھائیوں اہل بصرہ کو لکھ بھیجا ہے وہ بھی تمہارے پاس پہنچ جائیں انشاءاللہ تعالیٰ انکے پہنچنے کے
بعد ہم بھی روانہ ہو جائینگے۔ جناب امیرؑ کی طرف سے ان دنوں ابن عباسؓ بصرہ کے حاکم تھے آپ نے انکی طرف
خط روانہ کیا کہ ہم شہر سے نکلکر نخیلہ میں [illegible] پہنچ گئے ہیں۔ ہمارے دشمنوں کے ساتھ جنگ کرنے پر
قرار پائی ہے اہل بصرہ میں سے جو اشخاص کہ ہماری شرکت کرنا چاہتے ہوں آپ انکو اپنے ہمراہ لاویں والسلام
پھر آپ نے ہر ایک قبیلہ کے رئیس کو لکھ بھیجا کہ اپنے قبیلہ کے بہادروں اور غلاموں کو لیکر لشکر میں پہنچ جائے
چنانچہ سب سے اول سعید بن قیس الہمدانی نے آکر عرض کیا یا امیر المومنین میں بسر و چشم سب سے پہلے حاضر ہوں
اسکے بعد معقل بن قیس اور عدی بن حاتم الطائی اپنی اپنی قوم کے بزرگوں اور قبائل کے ساتھ حاضر خدمت ہو گئے
جنکی تعداد چالیس ہزار تھی اسکے سوا سولہ ہزار غلاموں کا گروہ تھا آپ نے مدائن میں سعد ابن مسعود کو بھی لکھ بھیجا
تھا کہ ان کے لئے جس قدر بہادر دستیاب ہو سکیں لشکر میں بھیج دیئے جائیں اسی اثنا میں جناب امیرؑ
کو یہ معلوم ہوا کہ لشکر کے لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر حضرت ہماری شرکت فرماویں تو ہم ان حروریہ سے جنگ کر کے
فیصلہ کر لیں جب ہم ان سے نبٹ جائینگے تو پھر اہل شام سے لڑنیکا قصد کرینگے۔ آپ نے لشکر والوں سے فرمایا
تم ان خارجیوں کا پیچھا چھوڑ دو اور ہمارے ساتھ معاویہ اور اہل شام کی طرف چلو کہ ان سے جنگ کیا جائے تاکہ وہ
خدا کی زمین پر سرکش نہ ہو جائیں بندگان خدا کو اپنے خدمتگار نہ بنائیں لوگوں نے باواز بلند عرض کیا یا امیر المومنین
ہم آپ کے انصار اور شیعہ اور آپکے پیرو ہیں ہم آپکے دشمن کے دشمن اور دوست کے دوست ہیں ہم آپکی اطاعت

کر جو اُسکے مقابلہ میں خود اسکو کوئی ہو اور کہیں ہو جہاں آپکی منشا چاہتی ہو آپ مجھکو لیجلیں۔ جناب
امیر انکے ساتھ یہ گفتگو کر ہی رہے تھے کہ انکو خبر پہونچی کہ خارجیوں نے خروج کرکے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کے صحابی عبداللہ بن الخباب بن الارت رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا ہے اور انکی بی بی حمل سے تھیں
اُسکا پیٹ چاک کر ڈالا ہے اُنکے سوا اور تین عورتوں کو قتل کیا ہے اور ام السنان الصیداویہ کو بھی مارا ہے
آپنے حارث بن مرة العبدی کو خوارج کی جانب روانہ کیا کہ اس خبر کی صحت کو دریافت کرکے آکے بھیجیں کوئی
بات تحقیق باقی نہ چھوڑیں۔ جب حارث خارجیوں کے پاس گئے اور اُنسے انکا ماجرا پوچھا اُن کمبختوں نے انکو بھی
مار ڈالا۔ حضرت امیرؑ ابھی لشکر ہی میں تھے کہ آپکو اُنکے قتل کی خبر ملی۔ لوگوں نے عرض کیا یا امیر المومنینؑ آپ ان
خارجیوں کو کیوں بلا چھوڑے جاتے ہیں تاکہ ہمارے مال کو ہمارے پیچھے لوٹیں اور ہمارے عیال کو مار ڈالیں۔ آپ ہمارے
ساتھ انکی لڑائی کو تشریف لیجلیں جب ہم ان سے فراغت حاصل کر لینگے تو ہم اپنے شامی دشمنوں کی طرف چلینگے
اشعث بن قیس نے بھی کھڑے ہو کر اسی بات کی تائید کی۔ اکثر یہ خیال کیا جاتا تھا کہ اشعث خارجیوں کی طرفداری
کریگا۔ کیونکہ صفین کے روز اُسنے کہا تھا کہ اس قوم نے نہایت انصاف کی بات کہی ہے کہ شامی ہمکو کتاب اللہ
کی طرف دعوت کرتے ہیں اب جبکہ اشعث نے انکے برخلاف یہ بات بیان کی تو لوگوں کو معلوم ہو گیا۔ کہ وہ
خوارج کی رائے کا طرفدار نہیں ہے۔ حضرت امیرؑ نے بھی خوارج کی طرف روانہ ہونیکا قصد فرمایا اتنے میں ایک آدمی
قوم کا منجم جسکا نام مسافر بن عدی تھا حاضر ہو کر عرض کرنے لگا یا امیر المومنینؑ آپ خارجیوں کے ساتھ جنگ
کرنے کے لئے فلاں ساعت میں باہر نکلیں اور اگر آپ اس ساعت کے سوا کسی دوسرے وقت میں تشریف لیجائینگے
تو آپکو اور آپکے دوستوں کو نہایت تکلیف پہونچے گی۔ حضرت نے اسکے قول کی مخالفت کی اور اسکی مقررہ
ساعت کے برخلاف دوسری ساعت میں جناب تشریف لیگئے اور ظفریاب ہو گئے۔ جب جناب امیرؑ
و لشکر خوارج کے اتنے قریب جا پہنچے کہ جہاں سے آپ انکو اور وہ آپکو دیکھ سکتے تھے آپنے انکو کہلا بھیجا
کہ اگر تم ہمارے بھائیوں کے قاتلوں کو دیدو کہ ہم انکو قتل کر دیں تو ہم تمہیں قتل نہیں کرینگے اور تمکو چھوڑ دینگے
کیونکہ ہم اہل شام کے ساتھ جنگ کرنیکو جانیوالے ہیں شاید خدا تعالے تمہارے دلوں کو پھیر دے اور جس
نیک کام کو تم پہلے کر رہے تھے اسی کی طرف تمکو لوٹا دے۔ خوارج نے جواب دیا کہ ہم سب نے متفق ہو کر انکو قتل کیا ہے
اور ہم سب ملکر تمہارے خون کو بہانا حلال سمجھتے ہیں۔ حضرت امیرؑ کے لشکر سے قیس بن سعد بن عبادہ باہر
نکلکر کہنے لگے اے بندگان خدا۔ تم ہمارے بھائیوں کے قاتلوں کو ہمیں دیدو۔ اور جس امر سے کہ تم ہم سے علیحدہ ہوئے
ہو اور ہمارے ساتھ ہو کر اسی امر میں شامل ہو جاؤ۔ اور ہمارے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کے ساتھ جنگ کرنیکے لئے
ہمسے مل جاؤ۔ تم بہت سے بھاری گناہ کا ارتکاب کر رہے ہو کہ ہمکو مشرک ٹھہراتے ہو۔ اور خود مسلمانوں کے
خون بہاتے ہو۔ عبداللہ بن شجرة السلمی انکے جواب میں کہنے لگا کہ جب حق ظاہر ہو گیا ہم تمہارا اتباع
ہرگز نہیں کرینگے۔ پھر جناب امیر علیہ السلام خود بدولت لشکر سے باہر تشریف لیگئے اور خوارج کو خطاب
کرکے فرمانے لگے۔ اے گنہگار گروہ جسکو کہ ناحق کے جھگڑے اور بیہودہ دشمنی نے فتنہ اور فساد پر آمادہ کیا
ہے اور خواہش نفسانی اور شبہ نے حق کی پیروی سے باز رکھا ہے۔ تمہارے مشورے خود سرکشی ہیں۔

اور تحکیم کی بابت جو آپ نے تحریر کی ہے تم نے خود مجھ سے اس کی خواہش کی تھی میں تو اسے برا ہی جانتا رہا۔ میں نے
تم سے یہیں کہا تھا کہ شامی تم کو دھوکا دے رہے ہیں تم نے مخالفوں کی مانند میرے کہنے کو نہ مانا اور مثل نافرمانوں
لوگوں کے تم میرے دشمن بن گئے میں نے ناچار اپنی رائے کو بھی تمہاری رائے کی طرف پھیر دیا باوجودیکہ اسوقت شامیوں کا
کام تمام ہو چکا تھا اور وہ پریشان خواہش صلح کے قریب ہو گئے تھے لیکن تمہارے بڑے بوڑھوں کی رائے
اسپر قرار پائی کہ دو شخص حکم بنائے جائیں پھر میں نے ان دونوں سے یہ شرط ٹھہرائی کہ قرآن سے فیصلہ کریں اور ہرگز
اس سے تجاوز نہ کریں مگر ان دونوں نے حق کو چھوڑ دیا۔ باوجودیکہ حق انکی آنکھوں کے سامنے پھر رہا تھا۔ اب تم بیان
کرو کہ کیوں تم ہمارے ساتھ لڑنے کو حلال سمجھتے ہو۔ اسپر تم لوگوں کو ناحق ستاتے اور انکے گلے کاٹتے ہو یہ بات تو
دنیا و آخرت میں صاف گمراہی کی نشانی ہے۔ یہ سنکر خوارج چلانے لگے کہ ہرگز کوئی جواب نہ دو اور لڑائی
پر آمادہ ہو جاؤ۔ اور پکار کر کہنے لگے کہ جنت کی سوا اور کوئی مقام آرام کا نہیں ہے۔ حضرت اپنی اصحاب کی
پاس تشریف لے آئے اور صف آرائی کا حکم دیا میمنہ پر حجر بن عدی اور میسرہ پر شبیب بن ربعی یا معقل بن
قیس الریاحی کو مقرر کیا اور سواروں کی سپہ سالاری ابو ایوب انصاری کے سپرد فرمائی اور پیادوں کی افسری
ابو قتادہ الانصاری کے متعلق کی اور مقدمۃ الجیش قیس بن سعد بن عبادہ کے سپرد کیا اور خود قلب میں
جا کر جمے۔ خوارج نے میمنہ زید ابن قیس الطائی اور میسرہ شریح ابن عوفی العبسی کے سپرد کرکے سواروں پر حمزہ
بن سنان الاسدی اور پیادوں پر حرقوص بن زہیر السعدی کو مقرر کیا۔ ادھر جناب امیر علیہ السلام نے رایت امان
حضرت ابو ایوب انصاری کے تفویض فرمایا۔ انہوں نے باواز بلند پکار کر منادی کردی کہ جو شخص اس علم کے نیچے
آجائیگا اور اسنے کسی کو قتل کیا ہوگا اور کسی مسلمان کو اذیت نہ پہنچائی ہوگی اسکو قتل سے امان ملیگا۔ اور جو
شخص کوفہ کو چلا جائیگا یا مدائن کو لوٹ جائیگا اسکو بھی امان حاصل ہے۔ اگر اسوقت بھی ہمارے بھائیوں کے قاتل ہمکو دیدیئے
جائیں تو ہمیں تمہارے ساتھ جنگ کرنے کی ضرورت نہیں منادی سنکر فروہ بن نوفل الاشجعی پانسو سوار لیکر
حضرت امیر کے لشکر میں آملا۔ اور ایک گروہ انمیں سے کوفہ کو اور ایک مدائن کو چلا گیا۔ بارہ ہزار کے قریب انکی
جمعیت تھی لیکن انمیں سے چار ہزار باقی رہ گئے اور جناب امیر کے ساتھ جنگ کرنے کو دوڑے۔ آپ نے اپنے
لشکر سے فرمایا جبتک کہ وہ حملہ نہ کریں تم ان سے کچھ مت کہو اتنے میں خارجی الرواح الرواح الی الجنۃ پکارتے
ہوئے حملہ آور ہوئے۔ حضرت امیر کے لشکر دو حصوں میں منقسم ہو گئے اور خارجیوں کو بیچ میں لے لیا۔ میمنہ اور میسرہ کی
فوجیں دونوں طرف سے ان پر لوٹ پڑیں تیر انداز انکے سامنے آکھڑے ہوئے اور پیادے تلواروں اور نیزوں سے
ان پر لوٹ پڑے۔ کچھ دیر نہیں گذرنے پائی تھی کہ سوا سات آدمیوں کے تمام خارجی مارے گئے۔ دو آدمی ان میں سے
خراسان کی طرف بھاگ نکلے۔ چنانچہ ابتک اس ملک میں ان دونوں کی نسل موجود ہے۔ اور دو آدمی یمن کی
جانب فرار کر گئے وہاں بھی انکی نسل موجود ہے جو اباضیہ کے نام سے مشہور ہے کیونکہ انکے مورث اعلیٰ کا نام عبد اللہ
بن اباض تھا اور دو آدمی تل موزن کی طرف چلے گئے۔ جناب امیر کے لشکر کو تمام انکا مال و متاع غنیمت میں دستیاب
ہوا اور حضرت کے لشکر میں سے صرف نو آدمی مارے گئے اور خارجیوں میں سے صرف سات آدمی باقی بچے۔ یہ حضرت امیر
علیہ السلام کی کرامت تھی آپ نے اس جنگ کے پیشتر اپنے اصحاب سے ارشاد فرمایا تھا کہ ہماری فوج میں سے دس آدمی

بھی نہیں مارے جائینگے اور انکے گروہ میں سے دس آدمی بھی باقی نہیں بچینگے ؛

محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے کہ جناب امیر خوارج کے مارے جانے سے پیشتر اپنے اصحاب سے بیان فرمایا کرتے تھے کہ عنقریب ایک ایسا گروہ خروج کرنیوالا ہے جو دین سے اسطرح نکل جائیگا جس طرح سے تیر کمان سے نکلتا ہے انکی علامت یہ ہو کہ انمیں ایک ناقص آدمی ہوگا۔ بعض لوگوں نے اس گفتگو کو جناب امیر سے سنا ہوا تھا جب خوارج نے خروج کیا تو آپ اپنے دوستوں کے ساتھ انکے جنگ کے لئے تشریف لیگئے اور جو حال ان کا گذر چکا اور آپکو جنگ سے فراغت حاصل ہوگئی تو آپنے اپنے اصحاب سے فرمایا۔ اب انمیں تم اس ناقص کو تلاش کرو لوگ اسکو تلاش کرنے لگے بعض شخصوں نے آکر عرض کیا کہ وہ تو انمیں نہیں ملتا۔ بالخصوص بعض یہ بھی کہنے لگے کہ وہ انمیں نہیں ہے آپنے فرمایا واللہ وہ انہیں میں ہے قسم ہے خدا کی نہ میں نے جھوٹ بولا ہے اور نہ مجھ سے جھوٹ کہا گیا ہے اتنے میں ایک شخص نے آکر مژدہ سنایا کہ یا امیر المومنین ہمنے اسے ڈھونڈ نکالا ہے۔ بعض راویوں کا یہ بیان ہے کہ قبل اسکے کہ کوئی آکر اسکے دستیاب ہونیکا مژدہ سناتا حضرت خود بدولت اسکی تلاش کو نکلے آپکے ساتھ سلیم ابن ثمامۃ الحنفی اور ریان بن صبرہ بھی سرگرم تلاش ہوئے تا کہاں نہر کے کنارے ایک گڑھے میں بچاس لاشوں کے نیچے سے برآمد ہوا سب لوگوں نے اسکو دیکھا کہ اسکا ایک ہاتھ مع بازو کے نہیں ہے اور بجائے ہاتھ کے بازو پر عورت کے پستان کی صورت کا ایک لوتھڑا گوشت کا لگا ہوا ہے اور اسپر پستان کا سا سر بھی بنا ہوا ہے۔ اور اسپر کالے کالے بال بچھے ہوئے ہیں جب اسکو کھینچا جاتا تھا تو وہ کھنچکر پورے ہاتھ کے برابر لمبا ہوجاتا تھا۔ اور جب چھوڑ دیا جاتا تو پھر سمٹ کر پستان کی سی شکل بنجاتا تھا جب امیر نے اسکو دیکھا تو تکبیر کا نعرہ بلند کیا۔ اور فرمایا واللہ نہ میں نے جھوٹ کہا تھا اور نہ مجھ سے جھوٹ کہا گیا تھا اگر اس بات کا اندیشہ نہ ہوتا کہ تم عمل نیک چھوڑ بیٹھو تو میں تمکو اس شخص کی شان میں کہ جو ان لوگوں سے لڑا ہے اور لڑائی میں اسنے حق کو نگاہ رکھا ہے جیسا کچھ جس حق پر کہ ہم ہیں جو کچھ کہ خدائے پاک نے اپنے نبی کریم کی زبان مبارک پر جاری فرمایا ہے۔ ضرور بیان کر دیتا جناب امیر کے لشکر سے صرف سات آدمی شہید ہوئے تھے یہ واقعہ ۳۸ھ ہجری میں پیش آیا اور اس واقعہ میں جناب امیر علیہ السلام کے دوستوں میں سے یزید بن نویرۃ الانصاری رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا شرف صحبت حاصل کیا تھا اور انکو شرف سبقت فی الاسلام بھی حاصل تھا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکے جنتی ہونیکی بابت اپنی زبان مبارک سے بشارت بیان فرمائی تھی۔ انکو ابتداء واقعہ ہی میں خوارج نے شہید کیا ؛

اُن لوگونکی تعداد جنکو جناب امیر علیہ السلام نے اپنے

ہاتھ سے قتل کیا ہے ؛

روضۃ الصفا میں خاوندشاہ لکھتے ہیں نقل است کہ حضرت امیر در ایام نہج فرزندان خود را بسیار وصیت نمودہ بود از انجملہ یکی این است کہ بامام الحسین حسن فرمود کہ چون من بعالم بقا رحلت کنم عثمان سکن کہ خلق را اعادہ نشود کہ مذہب من کدام است کہ من دہ ہزار کس را بتیغ قتل کردہ ام کہ ایشان بر اسلام آمدند و بعضی مسلمانان را کشتند و خود گذشتہ ام و من سہم کردہ ام

ایمان تمہیں [illegible] فضیلت [illegible] اہل بیت [illegible] ہیں ؛

جناب امیر علیہ السلام کے فضائل جسمانیہ کا بیان

اب ہم جناب امیر علیہ السلام کے فضائل جسمانی کا حال لکھتے ہیں اور یہ بھی دو قسم پر ہے جیسے حسن صورت و قوت بدن ؛

جناب امیر علیہ السلام کا حسن صورت

حسن صورت میں جناب امیر علیہ السلام بعد سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے تمام عرب میں مشہور تھے ؛

عن ابی الحجاج قال رأیت علیا یخطب وکان من احسن الناس وجھا (اسد الغابہ) ابی الحجاج کہتے ہیں کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو خطبہ پڑھتے ہوئے دیکھا ہے کہ سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت تھے ؛

جناب امیر علیہ السلام کا جسمانی حلیہ مبارک

(۱) **عن** محمد بن باقر قال کان علی مقبل العینین عظیمھما اذا بطن اصلع ربعۃ لا یخضب (اسد الغابہ)
جناب محمد بن باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت امیر بڑی سیاہ آنکھوں والے اور توندیلی پیٹ والے تھے انکے چاند پر بال کم تھے انکا قد میانہ تھا اور ڈاڑھی کو نہیں رنگتے تھے ؛

(۲) **عن** ابن عباس رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ یطہر قوما من الذنوب بالصلعۃ فی رؤسہم ان علیا لاولہم (اخرجہ محب الاسلام نجم الدین ابن ابوبکر بن محمد بن حسین السیلانی المرندی فی مناقب الصحابہ)
ابن عباس سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ خدا تعالی نے ایک قوم کو گناہوں سے تو یہ اسکے چندلے ہونیکے [illegible] اور علی ان سب سے پہلا ہے ؛

(۳) **عن** ابی لبید قال رأیت علیا یتوضا فحسر العمامۃ عن رأسہ فرأیت رأسہ مثل راحتی علیہ مثل خط الاصابع من الشعر (اخرجہ ابن الضحاک) ابو لبید سے روایت ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو وضو کرتے ہوئے دیکھا آپ نے اپنا عمامہ سرسے اٹھایا میں نے آپکے سر کو دیکھا کہ مثل میری ہتھیلی کے تھا اسپر انگلیوں کے خط کی طرح بال تھے ؛

(۴) **عن** قیس بن عباد قال قدمت المدینۃ اطلب العلم فرأیت رجلا علیہ بردان ولہ ضفیرتان قد وضع [illegible] علی عاتق [illegible] (اخرجہ ابن الضحاک) قیس بن عباد کہتا ہے کہ میں مدینہ میں علم حاصل کرنے کے لئے گیا ایک آدمی کو دیکھا اسپر صرف دو چادریں تھیں یعنی ایک ردا اور ایک تہبند اور انکی دو چوٹیاں گندھی ہوئی تھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کندھے پر ہاتھ دھرے جا رہے تھے میں نے پوچھا یہ کون ہیں لوگوں نے کہا علی ہیں ؛

قال محب الطبری فی ریاض النضرۃ ولا تضاد بینہما ویکون الشعر الذی [illegible] مطرا [illegible] وکان فی جوانبہ شعر

متوسل ہے ان دونوں روایتوں میں تضاد نہیں ہے۔ جبکہ جناب امیرؑ کے سر اقدس کے چاندپر کم ہونا بال تسلیم کیا جائے اور کنپٹی کی طرف کے بال چھوٹے چھوٹے تسلیم کئے جائیں ؀

(۵) قال ابو اسحاق السبیعی رأیتہ ابیض الرأس واللحیۃ وکان ربما خضب اللحیۃ (اسد الغابہ) ابو اسحاق سبیعی کا بیان ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو دیکھا ہے کہ انکے سر اور داڑھی کے بال بالکل سفید تھے اور کبھی ریش مبارک کو خضاب بھی کیا کرتے تھے ؀

(۶) عن رزام بن سعد الضبی قال سمعت ابی ینعت علیا قال کان رجلا فوق الربعۃ ضخم المنکبین طویل اللحیۃ ان شئت قلت اذا نظرت الیہ قلت آدم وان تبینتہ من قریب قلت ان یکون اسمر ادنی من ان یکون آدم (اسد الغابہ) رزام بن سعد الضبی سے منقول ہے کہ میں نے اپنے والد کو جناب امیر علیہ السلام کا حلیہ بیان کرتے سنا ہے کہ جناب امیرؑ میانہ قد سے کچھ اونچے تھے اور بازو بھرے بھرے اور گھنی داڑھی تھی اگر تو انکو دور سے دیکھتا تو کہتا کہ سبزہ رنگ ہیں اور اگر تو گہری نظر کر کے انکو قریب سے دیکھتا تو کھلتی ہوئی گندمی رنگ تھی قریب سبزہ رنگ کے ؀

(۷) عن قدامۃ بن عتاب قال کان علی ضخم مشاش المنکب ضخم عضلۃ الذراع ضخم عضلۃ الساق دقیق مستدقہا قال ورأیتہ یخطب فی یوم من الشتاء علیہ قمیص وازار قطری معتم بسب مما ینسج فی سوادکم (اسد الغابہ) قدامہ بن عتاب سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام توندلے پیٹ والے تھے انکے شانہ کی ہڈی چوڑی تھی انکے بازو بھرے بھرے اور کلائیاں باریک اور انکی رانیں پر گوشت اور پنڈلیاں پتلی تھیں میں نے انکو جاڑے کے موسم میں دیکھا تھا۔ وہ قطری قمیص پہنے ہوئے اور قطری تہبند باندھے ہوئے تھے انکا عمامہ سیاہ دھاریوں والا تھا ؀

(۸) عن ابی الحجاج قال رأیت علیا یخطب وکان من احسن الناس وجہا وقیل کان کانما کسر ثم جبر لا یغیر شیبہ خفیف المشی ضحوک السن (اسد الغابہ) ابو الحجاج سے مروی ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کو میں نے خطبہ پڑھتے ہوئے دیکھا کہ سب لوگوں سے خوبصورت تھے اور روایت ہے کہ ایسے تھے اپنی داڑھی کو نہیں رنگتے تھے آہستہ چلتے تھے انکے دانت ہنسی سے کھلے رہتے تھے ؀

(۹) واحسن ما رأیتہ فی صفتہ رضی اللہ عنہ کان ربعۃ من الرجال الی القصر ما ہو ادعج العینین حسن الوجہ کانہ القمر لیلۃ البدر حسنا ضخم البطن عریض المنکبین شثن الکفین اغید کان عنقہ ابریق فضۃ اصلع لیس فی رأسہ شعر الا من خلفہ کثیر اللحیۃ لمنکبیہ مشاش کمشاش السبع الضاری لا یتبین عضدہ من ساعدہ قد ادمج ادماجا اذا مشی تکفأ وان امسک بذراع رجل امسک بنفسہ فلم یستطع ان یتنفس وہو الی السمن ما ہو شدید الساعد والید فاذا مشی الی الحرب ہرول ثبت الجنان قویا ما صارع احدا قط الا صرعہ شجاعا منصورا علی من لاقاہ (استیعاب) علامہ ابن عبد البر استیعاب میں بعد ترجمہ جناب امیر علیہ السلام لکھتے ہیں کیا خوب انکے اوصاف لکھے ہوئے دیکھے ہیں کہ جناب امیرؑ کا مبارک میانہ مگر کسیقدر پستہ تھا آنکھیں بڑی بڑی اور کالی تھیں انکا چہرہ خوبصورتی میں چودھویں رات کے چاند کی مثل تھا انکا پیٹ توندلا ...

کہ مضبوطی ہڈی چوڑی تھی انکی ہتھیلیاں سخت موٹی موٹی تھیں ان کے بازو کی گردن مثل ایک چاندی کی صراحی کے تھی۔ اُن کے چاند پر بال کم تھے مگر گدی اور سر کے پیچھے کی طرف بال ان کے بہت تھے اور انکی داڑھی اس قدر گھنی تھی کہ کندھوں کے دونوں طرف تک پہنچتی تھی۔ دونوں کندھوں کی ہڈیاں مثل شیر کے کندھوں کی ہڈیوں کی تھی انکی کلائی اور بازو میں فرق نہیں تھا یعنے دونوں ایک سے تھے۔ اور عضلے ان کے مضبوط تھے چلنے میں آگے کو جھک کر چلتے تھے جب کسی کی کلائی پکڑ لیتے تو اس شخص کا گلا گھٹ جاتا کہ وہ سانس نہیں لے سکتا تھا۔ وہ رنگ میں گندم گون تھے ان کی کلائی اور ہاتھ سخت تھے جب جنگ کو جاتے تھے تو دوڑ کر نہایت ہمت سے چلے جاتے تھے وہ ایسے بہادر تھے کہ جب سے جنگ کی آگ بھڑکی تب سے ...

(۲) وعن الشعبی قال رأیت علیا ابیض الراس واللحیۃ قط بیضاء اخرجہ ابن الضحاک شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امیر کو دیکھا کہ آپکے سر اور داڑھی کے بال روئی کی طرح تھے ۔

اور جب ابن عمر بصرہ میں ... اما کان اصفر اللحیۃ والمنتہی ... کان ابیض ... ان دونوں حدیثوں میں تطبیق یوں ہے کہ آپکی ریش مبارک زرد تھی اور مشہور زیادہ یہ ہے کہ سفید تھی شاید کبھی آپ نے اپنی ریش مبارک کو رنگا ہو اور پھر چھوڑ دیا ہو ۔

جناب امیر علیہ السلام کی قوت بدن

عن ابی رافع قال خرجنا مع علی حین بعثہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برایتہ فلما دنا من الحصن خرج الیہ اھلہ فقاتلہم فضربہ رجل من یہود فطرح ترسہ من یدہ فتناول علی بابا کان عند الحصن فترس بہ نفسہ فلم یزل فی یدہ وھو یقاتل حتی فتح اللہ علیہ ثم القاہ من یدہ حین فرغ فلقد رأیتنی فی نفر معی سبعۃ انا ثامنہم نجہد علی ان نقلب ذلک الباب فما نقلبہ اخرجہ احمد۔ ابو رافع رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ جب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر کو علم دیکر خیبر روانہ کیا ہم جناب امیر علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ تھے ایک یہودی نے قلعہ سے نکلکر آپ پر چوٹ چلائی آپکے سپر پھینک کر قلعہ کا دروازہ اٹھا لیا۔ جبتک کہ خدا تبارک تعالی نے آپکو فتح دی وہ آپکے ہاتھ میں رہا تھا پھر آپ نے اسے پھینک دیا میں آٹھ آدمیوں کے ساتھ اسے الٹانا چاہا وہ ہم سے نہ الٹ سکا ۔

عن جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ قال ان علیا حمل الباب یوم خیبر حتی صعد المسلمون علیہ ففتحوھا وانہم جربوہ بعد ذلک فلم یحملہ الا اربعون رجلا اخرجہ الحاکم فی تاریخ ... وفی کنز العمال عن جابر بن سمرۃ فقال ھذا حدیث ... من ھذا الطریق ثم اجتمع علیہ سبعون رجلا فکان جھدھم ان اعادوا الباب اخرجہ الحاکم فی الاربعین جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ الصلوۃ والسلام نے خیبر کے دن دروازہ کو اپنی پشت پر اٹھا لیا تھا یہاں تک کہ مسلمانوں نے اس پر چڑھ کر قلعہ کو فتح کیا۔ بعد اسکے چالیس آدمیوں نے اسکو اٹھانا چاہا تو نہ اٹھا سکے کنز العمال میں جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور صاحب کنز العمال لکھتے ہیں کہ اسی حدیث کی ایک سند میں ہے کہ پھر ستر آدمی جمع ہوئے انکے اٹھانے پر کوشش کی ۔

(۲) لما توجہ علی الی صفین واحتاج اصحابہ الی الماء والتمسوہ یمیناً وشمالاً فلم یجدوہ فعدل بہم امیر المومنین عن الجادۃ قلیلاً فلاح لہم دیر فساروا یسالون من فیہ عن الماء فقال بینکم وبین الماء فرسخان فسیروا الی جہۃ اقول لکم لعلکم تدرکون الماء فقال امیر المومنین اسمعوا مایقول الراہب فقالوا یا امیرالمومنین نسیر الی حیث اومی الینا لعلنا ندرک الماء ولیس لنا قوۃ فقال لاحاجۃ بکم الی ذالک ولوی عنق بغلتہ نحو القبلۃ واشار الی مکان یقرب الدیر فقال اکشفوہ فظہرت صخرۃ عظیمۃ فقالوا یا امیرالمومنین ھہنا صخرۃ علی العار واجتہدوا فی قلعہا فما زالت عن موضعہا فاجتمع القوم وجہدوا فی تحریکہا فلم یجدوا الی ذالک سبیلاً واستصعبت علیہم فلما رای ذالک لوی رجلہ عن سرجہ ثم حسر عن ساعدیہ ووضع اصابعہ تحت جانب الصخرۃ فحرکہا وقلعہا بیدہ فظہر لہم الماء فبادروا وشربوا وکان اعذب ماء شربوہ فی سفرہم وابردہ ثم جاء الی الصخرۃ فتناولہا بیدہ ووضعہا حیث کانت والراہب ینظر من فوق دیرہ فنادی یا قوم انزلونی فانزلوہ فوقف بین یدی امیرالمومنین فقال یاھذا انت نبی مرسل قال لا قال فملک مقرب قال لا قال انا وصی رسول اللہ محمد بن عبد اللہ خاتم النبیین قال ابسط یدک اسلم علی یدیک فبسط امیرالمومنین والراہب سلم علی یدہ (مطالب السئول لطلحۃ الشافعی) جناب امیر علیہ السلام

جب صفین کی طرف متوجہ ہوئے ایک مقام پر جناب امیرؑ کے رفقا کے پاس پانی نہ رہا اور انہوں نے ادھر ادھر ڈھونڈھا کہیں پتہ نہ ملا جناب امیرؑ انکو راستہ سے اتار کر ایک طرف لیگئے تھوڑی دور جاکر میدان میں ایک پادری کا گرجا دکھائی دیا لوگوں نے اسکے قریب جاکر اسکے پادری سے پانی کے لئے استفسار کیا۔ اسنے کہا کہ پانی یہاں سے دو فرسخ پر ہے جس طرف کہ میں تمہیں اشارہ کرتا ہوں اسطرف چلے جاؤ امید ہے کہ تمکو پانی ملجائیگا۔ امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ سنو راہب کیا کہتا ہے لوگوں نے عرض کیا کہ وہ ہمکو پانی کا پتہ بتاتا ہے کہ یہاں سے دو فرسخ پر ہے۔ لیکن ہم میں وہاں تک پہنچنے کی طاقت نہیں جناب امیرؑ نے فرمایا تمکو وہاں جانے کی ضرورت نہیں قبلہ کی طرف اپنی خچر کا منہ پھیر کر اس دیر کے قریب ایک مکان کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا اسکو کھودو لوگوں نے کھودنا شروع کیا وہاں ایک بھاری پتھر نمودار ہوا۔ لوگوں نے عرض کیا یا امیرالمومنینؑ یہاں پتھر ہے جس میں کھودنا ممکن نہیں آپنے فرمایا اسی پتھر کے نیچے پانی ہے لوگوں نے اسکے اکھاڑنے میں بڑی کوشش کی لیکن جنبش تک نہ ہوئی۔ اور وہ اپنی جگہ پر سے نہ ہلا تمام لشکر کے لوگوں نے متفق ہوکر زور مارا مگر وہ اپنی جگہ سے نہ ہٹا۔ یہ دیکھکر آپ اپنی سواری سے اترے اور آستین کو الٹا کر اس پتھر کے نیچے انگلیاں لگا کر اسکو ہلایا اور ایک ہاتھ سے اٹھالیا اسکے نیچے سے نہایت شیریں پانی کا چشمہ نکل آیا لوگ دوڑ کر پانی پینے لگے انکو پورے سفر میں ایسا ٹھنڈا اور میٹھا پانی نہیں ملا تھا۔ پھر آپ نے اس پتھر کو وہیں پر رکھ دیا جس طرح سے کہ وہ پہلے تھا۔ راہب اپنے گرجا کی چھت پر سے یہ کیفیت دیکھ رہا تھا لوگوں سے کہنے لگا مجھے نیچے اتارو لوگوں نے اسے چھت پر سے نیچے اتارا اور جناب امیرؑ کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔ اور کہنے لگا معلوم ہوتا ہے کہ آپ نبی مرسل ہیں آپنے فرمایا نہیں وہ بولا تو آپ فرشتہ مقرب ہیں آپنے فرمایا نہیں میں رسول محمد ابن عبد اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کا وصی ہوں راہب کہنے لگا آپ اپنا ہاتھ بڑھائیں میں آپکے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوتا ہوں آپنے ہاتھ بڑھایا اور وہ راہب مسلمان ہوگیا۔

(۳) **عن علی** قال انطلقت انا والنبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی اتینا الکعبۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجلس وصعد علی منکبی فذھب لانھض بہ فرای منی ضعفا جلس لی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال اصعد علی منکبی فصعدت علی منکبہ قال فخیل الی انی لو شئت لنلت افق السماء حتی صعدت علی البیت وعلیہ تمثال صفر او نحاس فجعلت ازاولہ عن یمینہ وعن شمالہ ومن بین یدیہ ومن خلفہ حتی استمکنت منہ قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقذف بہ فقذفت بہ فتکسر کما تنکسر القواریر ثم نزلت فانطلقت انا و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نستبق حتی توارینا بالبیوت خشیۃ ان یلقانا احد من الناس اخرجہ احمد والحاکم۔ جناب علی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا بیٹھ جا میں بیٹھ گیا اور میرے دوش پر سوار ہوئے میں اٹھنے لگا جبکہ جناب نے میری ناتوانی کو دیکھا تو اتر پڑے اور خود بدولت بیٹھ گئے اور فرمایا میرے کندھے پر سوار ہو۔ میں جب دوش اقدس پر سوار ہوا تو خیال کیا جاتا تھا کہ اگر میں چاہوں تو آسمان کے کنارے تک پہنچ جاؤں یہانتک کہ میں خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھ گیا وہاں ایک مورت پیتل یا تانبے کی رکھی ہوئی تھی میں اسکو دہنے بائیں اور آگے پیچھے سے ہلاتا یہانتک کہ وہ اکھڑ گئی۔ جناب نے مجھے فرمایا کہ اسکو پھینکدے میں نے اسکو اکھاڑ کر پھینکدیا۔ وہ بت اس طرح سے ٹوٹ گیا جس طرح سے کہ کانچ ٹوٹ جاتا ہے پھر میں اتر آیا اور جناب کی معیت میں دوڑنے لگا اور ہم دونوں گھر میں چھپ گئے تاکہ کوئی ہمکو نہ دیکھے۔ علامہ ابن حدید کہتے ہیں کہ اس بت کا نام ہبل تھا اور وزن میں اسقدر بھاری تھا کہ کئی آدمی اسکو اٹھا نہیں سکتے تھے۔ جناب امیرؑ نے اسکو بآسانی اٹھا لیا۔

باوجود یکہ حضرت اکثر صائم الدہر رہتے تھے اور کھانا بھی پیٹ بھر کر نہیں کھاتے تھے اور وہ بھی سوکھی روٹی ہوا کرتی تھی۔ اسپر قوت کا یہ حال تھا کہ ابن قتیبہ لکھتے ہیں ما صارع احد الا صرعہ یعنی کسی پہلوان سے حضرت نے کشتی نہیں کی کہ اسکو پچھاڑا نہ ہو۔ حضرت کی قوت جسمانی کا حال بالتفصیل باب شجاعت میں بیان ہو چکا ہے صرف اسی قدر یہاں کافی ہے۔ غرضکہ حضرت کی قوت مظہر قوت خدا تھی چنانچہ خود حضرت کا مقولہ ہے ما قلعت باب خیبر بقوۃ جسمانیۃ لاکن بقوۃ رحمانیۃ یعنی میں نے خیبر کا دروازہ قوت جسمانی سے نہیں اکھاڑا بلکہ قوت رحمانی سے اکھاڑا ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کے فضائل خارجیہ کا بیان

فضائل خارجیہ کئی ہیں جیسے نسب کا عالی ہونا قرابت اچھی ہونی مصاہرت شریف کا ہونا اولاد صالح ہونی۔

جناب امیرؑ کی نسب عالی

علی بن ابیطالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن

مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن اد بن ناحور بن تیحور بن یعرب بن یشجب بن ثابت بن اسمٰعیل علیہ السلام بن ابراہیم خلیل الرحمان علیہ السلام نسب عالی نیا اصح بہتر ہو سکتا ہے کہ جناب مرتضےٰ والدین کی طرف سے ہاشمی ہیں جد رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم تھے جیسے کہ [illegible]

بنی ہاشم کے فضائل کا بیان

(۱) عن واثلة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ اصطفی بنی کنانة من بنی اسمٰعیل واصطفی من بنی کنانة قریشا ثم اصطفی من قریش بنی ہاشم (اخرجہ المسلم والترمذی وابو حاتم) واثلہ سے روایت ہے کہا کہ فرمایا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے تحقیق منتخب کیا اللہ تعالیٰ نے بنی کنانہ کو بنی اسمٰعیل سے اور منتخب کیا بنی کنانہ سے قریش کو پھر برگزیدہ کیا قریش سے بنی ہاشم کو۔

(۲) عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال جبرئیل علیہ السلام قلبت الارض مشارقہا ومغاربہا فلم اجد بنی اب افضل من بنی ہاشم (اخرجہ احمد فی المناقب والذہبی فی المخلص والحاملی والسمرقندی وابن الجراح) جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منقول ہے کہ جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا ہے میں نے مشرق سے اور مغرب سے زمین کو لوٹا ہے لیکن بنی ہاشم سے زیادہ افضل کسی باپ کی اولاد کو نہیں پایا۔

بنی ہاشم کا سب سے اول جنت میں جانا

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا معشر بنی ہاشم والذی بعثنی بالحق نبیا لو اخذت بحلقة باب الجنة ما بدات الا بکم (اخرجہ احمد فی المناقب والمخلص الذہبی والحاملی) جناب علی سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے گروہ بنی ہاشم اس ذات پاک کی قسم ہے جس نے مجھ کو حق کے ساتھ نبی مبعوث کیا ہے اگر میں جنت کے دروازہ کی کنڈی پکڑوں تو میں ہرگز تمہارے سوا کسی سے ابتداء داخل کرنیکا آغاز نہیں کرونگا۔

بنی ہاشم کی عیادت کا مسلمانوں پر فرض ہونا

عن زید بن اسلم عن ابیہ قال قال عمر بن الخطاب للزبیر بن عوام ہل لک فی ان نعود الحسن بن علی فانہ مریض فکان الزبیر تلکا علیہ فقال لہ عمر اما علمت ان عیادة بنی ہاشم فریضة وزیارتہم نافلة (اخرجہ ابن السمان فی الموافقة) زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر بن العوام سے کہا کیا تم جناب حسنؓ کی بیمار پرسی کا ارادہ رکھتے ہو کیونکہ وہ بیمار ہیں زبیر رضی اللہ عنہ کو کچھ اس میں توقف تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم نہیں جانتے ہو کہ عیادت بنی ہاشم کی فرض ہے اور زیارت ان کی نفل۔

بنی ہاشم کا بغض نفاق کی علامت ہوا

عن طلحة بن مصرف قال كان يقال بغض بني هاشم نفاق (اخرجه ابو بكر بن يوسف البهلول) طلحہ بن مصرف کہتے ہیں کہ عہد صحابہ میں کہا جاتا تھا کہ بنی ہاشم کا بغض علامت نفاق ہے۔

بنی عبد المطلب کے فضائل کا بیان

عن انس بن مالك ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال نحن بني عبد المطلب سادة اهل الجنة انا وحمزة وعلى وجعفر والحسن والحسين والمهدي (اخرجه ابن ماجه والديلمي) انس بن مالک کہتے ہیں کہ تحقیق جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم بنی عبد المطلب اہل جنت کے سردار ہیں میں اور حمزہؓ اور علیؓ اور جعفرؓ اور حسنؓ اور حسینؓ اور مہدی ہیں۔

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا بني عبد المطلب اني سألت الله لكم ثلثا ان يجعلكم جوداء نجداء رحماء (اخرجه السري) انس بن مالک سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ای بنی عبد المطلب میں نے تمہارے لیے خدا سے تین باتوں کی دعا کی ہے کہ تمکو سخی اور دلیر اور رحیم دل بنائے۔

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا بني عبد المطلب اني سألت الله ان يثبت قائمكم وان يهدي ضالكم وان يعلم جاهلكم وان يجعلكم رحماء نجباء (اخرجه الملا في سيرته وابو بكر محمد بن ابي نصر بن ابي بكر الصوافي) ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ای بنی عبد المطلب میں نے خدا سے آرزو کی ہے کہ تمہارے قائم کو ثابت رکھے اور تمہارے گمراہ کو ہدایت کرے اور تمہارے جاہل کو تعلیم کرے اور تم کو رحم دل اور نجیب بنائے۔

عن ابن عباس قال دخل ناس من قريش على صفية بنت عبد المطلب فجعلوا يتفاخرون ويذكرون الجاهلية فقالت صفية منا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالوا انبتت النخلة له في الارض الكباء قالت وما الكباء قالوا الارض التي ليست بطيبة فذكرت ذلك صفية لرسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا بلال هجر بالصلوة فهجر فقام على المنبر فنادى بصوت عال يا ايها الناس من انا قالوا انت رسول الله صلى الله عليه وسلم قال انسبوني قالوا محمد بن عبد الله بن عبد المطلب قال اجل انا محمد بن عبد الله وانا رسول الله فما بال اقوام ينتقصون اصلي فوالله لانا افضلهم اصلا وخيرهم موضعا (اخرجه البزار والمحب الطبري في الاكتفاء) ابن عباسؓ نقل کرتے ہیں کہ چند آدمی قریش کے صفیہ بنت عبد المطلب کے پاس گئے اور فخر کرنے لگے اور جاہلیت کا ذکر کرنے لگے پس صفیہؓ نے کہا ہم میں سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں وہ کہنے لگے ایسا درخت زمین کبا میں پیدا ہوا ہے صفیہ نے کہا کہ کبا کیا چیز ہے وہ کہنے لگے کبا وہ زمین ہے جو اچھی نہ ہو اس بات کو صفیہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال سے کہا اے بلالؓ لوگوں کو

سامنے سے نکلا بلال رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز کے لئے پکارا۔ حضرت منبر پر کھڑے ہو کر فرمانے لگے ای لوگو میں کون ہوں لوگوں نے عرض کیا آپ رسول اللہ ہیں آپ نے فرمایا میری نسب بیان کرو۔ لوگوں نے کہا آپ محمد ہیں عبد اللہ بن عبد المطلب ہیں آپ نے فرمایا میں محمد بن عبد اللہ اور رسول اللہ ہوں لیکن کیا حال ہے ان لوگوں کا جو ہمارے اہل کے ناجیز سمجھتے ہیں واللہ میں سب لوگوں سے اصل و نسب میں افضل ہوں عن العباس بن عبد المطلب قال بلغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ان اللہ خلق الخلق فجعلنی فی خیر خلقہ ثم جعلهم فرقتین فجعلنی فی خیر فرقة وخلق القبائل فجعلنی فی خیر قبیلة وجعلهم بیوتا فجعلنی فی خیرهم بیتا اخرجہ احمد جناب عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر لگی کہ لوگ آپکے اہل کی نسبت کچھ کہتے ہیں پس حضرت منبر پر چڑھے اور فرمانے لگے میں کون ہوں لوگوں نے عرض کیا آپ رسول اللہ ہیں آپ نے فرمایا میں محمد بن عبد اللہ ہوں خداوند تعالیٰ نے خلقت کو پیدا کیا اور مجھے بہترین خلقت میں کر دیا پھر اسکے دو گروہ بنائے اور مجھے ان کے بہتر گروہ میں بنایا پھر خلقت کے قبائل بنائے اور مجھے انہیں سے بہتر قبیلہ میں بنایا پھر انکو گھر بنائے اور مجھے انہیں کے اچھے گھر میں سے اٹھایا ۔

جناب ابوطالب ابن عبد المطلب کا ذکر

جناب ابوطالب کا نام عبد مناف ہے بعض مورخین نے عمران بھی لکھا ہے حاکم لکھتے ہیں کہ انکا نام عبد مناف ہے اور ابوطالب انکی کنیت ہے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد عبد اللہ بن عبد المطلب کے مادری بھائی ہے ان دونوں بزرگواروں کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت عمرو بن عائذ المخزومیہ تھیں سید احمد دحلان رحمۃ اللہ علیہ سیرۃ النبویہ میں لکھتے ہیں کان ابوطالب ممن حرم الخمر علی نفسه فی الجاهلیة کابیه عبد المطلب یعنے ابوطالب ان لوگوں میں تھے کہ جنہوں نے جاہلیت میں اپنے پر شراب کو حرام کیا سوا ان کے والد عبد المطلب کے ۔ ابوطالب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تخمیناً ۳۵ برس بڑے تھے اور یا وجہہ کہ مفلس تھے لیکن تمام قریش اور بنی المطلب اور بنی ہاشم میں معظم مشہور تھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد عبد اللہ بن عبد المطلب کا انتقال ہو گیا تو ساتھ ہی آپ جناب عبد المطلب جو آپ کے دادا تھے آنحضرت دنیے دامن عاطفت میں تربیت پاتے رہے جب جناب عبد المطلب کا انتقال ہوا تو جناب ابوطالب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کفیل حال ہوئے اصابہ فی تمیز الصحابہ میں لکھا ہے ولما مات عبد المطلب اوصی بمحمد الی ابی طالب فکفله واحسن تربیته وسافر به صحبته الی الشام وهو شاب ولما بعث قام فی نصرته وذب عنه من عاداه ومدحه عدة مدائح منها قوله لما استسقی اهل مکة فسقوا وابیض یستسقی الغمام بوجهه ثمال الیتامی عصمة للارامل ۔ یعنی جب جناب عبد المطلب کا انتقال ہو گیا تو انہوں نے جناب ابوطالب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تربیت کیلئے وصیت کی پس جناب ابوطالب نے آنحضرت صلعم سے کفالت کی اور حضرت کی وصیت بجا لائے اور ایک بار آپ کو اپنے ساتھ لیکر شام کا سفر کیا حضرت اسوقت جوان ہو چکے تھے اور

فرمایا یہ لوگ الناس نا اهله بعد الهجرة قال من انا فقالوا انت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرنے کو اٹھ کھڑے ہوتے اور جو لوگ کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دشمن
ہوگئے تھے ان سے ترک حضرت سے وعدہ کیا اور حضرت کی بہت تعریفیں بیان کیں منجملہ انکے جناب ابوطالب
کا وہ شعر مشہور ہے کہ جب ایک دفعہ مکہ کے لوگ خشک سالی میں مبتلا تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت
سے باران رحمت نازل ہوئی۔ جناب ابوطالب نے آپکی مدح میں کہا تھا جس کا ترجمہ یہ ہے جناب محمد مصطفے
صلے اللہ علیہ وسلم نہایت خوبصورت اور نورانی چہرہ والے ہیں آپکی وجہ سے ابر سے مینہ برستا ہے۔ اور
آپ یتیموں کے فریادرس اور بیواؤں کے پشت و پناہ ہیں محدث علی ابن برہان الدین الشافعی انسان العیون
میں جناب ابوطالب کی ہمدردی کا حال جو وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کرتے رہے ہیں اس طرح
سے بیان کرتے ہیں وکان ابوطالب یامر فی کل لیلۃ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یاتی فراشہ ویضطجع
فاذا نام الناس اقامہ وامر احد بنیہ او غیرھم من اخوانہ او ابن عمہ ان یضطجع مکانہ خوفا
من ان یغتالہ احد ممن یرید بہ السوء یعنی جناب ابوطالب ہر شب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بستر
پر سونے کیلئے کہتے اور جب لوگ سو جاتے تو آپ کو وہاں سے اٹھا کر اپنے کسی بیٹے یا بھائی یا ابن عم کو آپکے
بستر پر سلاتے کیونکہ ڈرتے تھے کہ مبادا وہ لوگ کہ آپکے ساتھ برائی کا ارادہ رکھتے تھے آپکو تکلیف نہ پہنچائیں ۔

عن ابن عباس فی قولہ تعالی وھم ینھون عنہ وینأون عنہ قال نزلت فی ابوطالب کان ینھی عن اذی
النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویتباعد عما جاء بہ (اخرجہ عبد الرزاق فی المصنف) جناب ابن عباسؓ اس آیت
کے شان نزول میں جس کا یہ ترجمہ ہے کہ (وہ بند کرتے ہیں اور باز رکھتے ہیں اس سے) کہتے ہیں کہ یہ آیت جناب
ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی ہے کہ وہ لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی سے باز رکھتے تھے اور حضرت
کی بھی جس کیلئے وہ مبعوث ہوئے تھے بند کرتے تھے ۔

وما نقلہ الذھبی فی کتابہ المسمی بالاعلام عن صدق محبۃ ابی طالب لسیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم انہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد خرج الی الکعبۃ یوما واراد ان یصلی فلما دخل فی الصلوۃ قال
ابوجھل لعنہ اللہ من یقوم الی ھذا الرجل فیفسد علیہ الصلوۃ فقام عبد اللہ ابن الزبعری واخذ فرثا
ودما فلطخ بوجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فانفتل النبی صلی اللہ علیہ وسلم من صلوتہ واتی الی ابی طالب عمہ
فقال یا عم الا تری ما فعل بی فقال لہ ابوطالب من فعل بک ھذا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ
بن الزبعری فقام ابوطالب فوضع سیفہ علی عاتقہ ومشی حتی اتی القوم فلما راوہ قد اقبل نھضوا
فقال ابوطالب ان قام رجل جللتہ بسیفی ھذا ثم قال یا بنی من فعل بک ھذا فقال عبد اللہ بن
الزبعری فاخذ ابوطالب فرثا ودما فلطخ وجوھھم ولحاھم واساء لھم القول ذہبی اپنی کتاب اعلام میں آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے ۔ الخ جناب ابوطالب کی سچی محبت کا ذکر اس طرح سے کرتے ہیں کہ ایک دن جناب رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں تشریف لیگئے اور نماز پڑھنے لگے ابوجہل لعین نے کہا کوئی ہے کہ ان کی نماز کو
فاسد کرے یہ سنکر عبداللہ بن زبعری نے اٹھا لیا اور خون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ مبارک پر مل دیا
حضرت وہاں سے نماز کو تمام کرکے اپنے چچا ابوطالب کے پاس گئے اور کہا اے چچا تم نہیں دیکھتے ہو کہ میرے ساتھ

کیا کیا ہے ابوطالب نے پوچھا کہ یہ گستاخی کس نے کی ہے آپ نے فرمایا عبداللہ بن زبعری نے پس جناب ابوطالب اپنے کاندھے پر تلوار رکھکر قریش کے پاس آئے جب ان لوگوں نے ابوطالب کو متوجہ اپنی طرف پایا تو وہ اٹھ کھڑے ہوگئے جناب ابوطالب نے کہا واللہ اگر کوئی تم میں سے اٹھیگا تو میں اس تلوار سے اس کو قتل کرونگا۔ بعدہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا اے میرے بیٹے کس شخص نے یہ گستاخی کی ہے آپ نے عبداللہ بن زبعری کا نام لیا۔ جناب ابوطالب نے لید اور خون لیکر ان کے چہروں اور داڑھیوں کو اور کپڑوں کو مل دیا اور سخت و سُست باتیں کہیں ❊

اُن کے اسلام لانے کی نسبت بہت اختلاف ہے۔ ثقۃ الحفاظ ابو الکرام امام عبدالسلام بن محمد بن حسن لکھتے ہیں اتفق ائمۃ اھل البیت ان ابا طالب مات مسلما وخلاف اھل البیت فی الاسلام خبر معتبر یعنی ائمہ اہل بیت علیہم السلام اس بات پر متفق ہیں کہ جناب ابوطالب مسلمان ہوگئے تھے اور ان کی اسلام میں اہل بیت کے برخلاف روایتیں معتبر نہیں ❊

انسان العیون میں علامہ علی بن برہان الدین الشافعی لکھتے ہیں عن مقاتل ان اباطالب قال عند موتہ یا معشر بنی ھاشم اطیعوا محمدا وصدقوا ترشدوا (ع) مقاتل سے روایت ہے کہ جناب ابوطالب نے وقت وفات بنی ہاشم کو وصیت کی کہ اے گروہ بنی ہاشم تم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو اور انکو سچا جانو ہدایت پاؤ گے۔ رستگاری پاؤ گے ❊

عن ابن عباس قال لما تقارب من ابی طالب الموت نظر العباس الیہ یحرک شفتیہ فاصغی الیہ فقال یا ابن اخی واللہ لقد قال اخی الکلمۃ التی امرتہ بہا انسان العیون العلامۃ علی بن برھان الدین الشافعی اس روایت کو شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے بھی مدارج النبوت میں لکھا ہے۔ در روایت ابن اسحاق آمدہ کہ وے اسلام آوردہ بہ نزدیک موت۔ و ابن عباس گفتہ کہ چوں قریب شد موت ابوطالب نظر کرد عباس بسوئے وے دید کہ مے جنبانند لبہائے خود را پس گوش نہاد بسوئے او پس گفت بآنحضرت یا ابن اخی واللہ تحقیق گفت برادر من کلمہ را کہ امر کردی تو او را بداں کلمہ ❊

ابن عساکر اپنی تاریخ میں بذیل ترجمہ جناب ابوطالب صاف طور سے قائل ہوئے ہیں کہ (انہ اسلم) خود جناب ابوطالب کے بعض اشعار سے انکا اسلام ثابت ہوتا ہے چنانچہ انکا قول ہے ؎

ودعوتنی وعلمت انک صادق	ولقد صدقت وکنت قبل امینا
ولقد علمت بان دین محمد	من خیر ادیان البریۃ دینا

یعنے ہدایت کی تو نے مجھ کو اور میں نے جان لیا کہ تو سچا ہے اور بیشک تو نے سچ کہا ہے اور تو پہلے سے امین ہے اور جان لیا میں نے کہ دین محمدی تمام خلقت کے دینوں سے بہتر ہے ❊

عن ابی رافع قال سمعت اباطالب یقول سمعت ابن اخی محمد بن عبداللہ یقول ان ربہ بعثہ بصلۃ الارحام وان یعبد اللہ وحدہ لا یعبد معہ غیرہ ومحمد الصدوق الامین (اخرجہ ابن عساکر) ابو رافع کہتے ہیں کہ میں نے جناب ابوطالب کو کہتے سنا ہے کہ میرے بھائی کا بیٹا محمد بن عبداللہ

کہتا ہے کہ خدا نے مجھے صلۂ رحم کے لئے بھیجا ہے اور اُسکے لئے میں ایک خدا کی پرستش کروں اور اُسکے سوا کسی دوسرے کو نہ پوجوں اور محمدؐ بہت راستگو اور امین ہیں ✦

اگرچہ جناب ابو طالب کے اسلام کی نسبت مورخین کا اختلاف ہے لیکن اسمیں کسی کو کلام نہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ابو طالب کی وفات پر بہایت تاسف فرمایا ہے اور اُنکے انتقال کے برس کا نام عام الحزن رکھا اور خدا سے اُنکی مغفرت چاہی قال الواقدی عن علی لما توفی ابو طالب اخبرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فبکی بکاء شدید اثم قال اذھب فاغسلہ وکفنہ غفر اللہ لہ فقال لہ العباس یا رسول اللہ انرجو لہ فقال ای واللہ انی لارجو لہ وجعل رسول اللہ یستغفر لہ ایاماً ولا یخرج وقال ابن عباس عارض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال وصلتک رحم الجزاک اللہ یا عم خیرا (تذکرہ خواص الامہ لسبط ابن الجوزی) واقدی کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ فرماتے تھے جب جناب ابو طالب کا انتقال ہوا اور میں نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسکی خبر پہنچائی تو آپ بہت روئے اور مجھے ارشاد کیا جاؤ انکو غسل دو اور کفناؤ۔ خدا انکو بخشے۔ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ آپ اُنکی مغفرت کی اُمید رکھتے ہیں۔ آپنے فرمایا واللہ میں اُمید رکھتا ہوں اور آپ کئی دن گھر سے باہر نہ نکلے اور ابو طالب کے لئے طلب مغفرت کرتے رہے۔ ابن عباس کہتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طالب کے جنازہ کے لئے جھگڑا کیا۔ اور فرمایا اے چچا کہ میں تم سے صلۂ رحم بجا لایا اور اے چچا تمکو اللہ جزائے خیر دے ✦

عن علی قال لما مات ابو طالب اخبرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم جو قتہ فبکی وقال اذھب فاغسلہ وکفنہ وواراہ غفر اللہ لہ ورحمہ (اخرجہ ابو داؤد والنسائی وابن خزیمہ وغیرہم) جناب علیؓ کہتے ہیں کہ جب ابو طالب فوت ہوگئے تو میں نے جناب سرور دنیا و دین کو انکے انتقال کی خبر دی آپنے مجھے فرمایا جاؤ اُنکو نہلاؤ اور کفن پہناؤ اور دفن کرو خدا اُن کو بخشے اور رحم کرے ✦

بعض روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُنکے جنازہ پر تشریف بھی لیگئے۔ بلکہ اُنکے جنازہ کے لئے اُنکے بنی اعمام سے تنازع بھی کیا ہے۔ چنانچہ ابن عساکر اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں ع

عن ابی عامر الھوزنی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرج معارضا جنازۃ ابی طالب وھو یقول یا عم وصلتک رحم یعنے ابی عامر ہوزنی کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جناب ابو طالب کے جنازہ پر اُنکے بنی اعمام سے تنازع کرنے کو نکلے اور فرمایا اے چچا میں نے تم سے صلۂ رحم بجا لایا ✦

اس میں بھی شک نہیں کہ جناب ابو طالب اپنی اولاد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کی وصیت کرتے رہے۔ عن علی انہ اسلم قال لہ ابو طالب الزم ابن عمک (اخرجہ ابن عساکر) جناب علی رضی اللہ عنہ

حش۔ ابن حبین الجحدری رہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثت الی اربع عومتہ اما العباس فیکنی یا بی الفضل فلہ ولدہ۔ الحمد یوم القیمۃ واما حمزۃ فیکنو ابی العلاء فاعلی اللہ قدرہ فی الدنیا والاخرۃ واما عبد العزی فیکنی بابی لھب فادخلہ اللہ النار والقیائر واما عبد مناف فیکنی ابا بطالب فلہ ولدہ المطاہلہ والرفعۃ الی یوم القیمۃ (اخرجہ ابن عساکر والسیوطی فی الدر المنثور فی سورۃ تبت ید ابی لھب)

فرماتے ہیں۔ کہ جب میں اسلام لایا مجھ سے ابوطالب فرمانے اپنے ابن عم کی متابعت کر۔

عن عمران بن حصین ان اباطالب قال لجعفر لما اسلم قیل جناح ابن عمک فصلی جعفر مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجہ ابن عساکر) عمران بن حصین نقل کرتے ہیں کہ جب جناب جعفرؓ مشرف باسلام ہوئے تو ابوطالب نے اُن سے کہا کہ اپنے ابن عم کے بازو کی طرف کھڑا ہو جا پس جعفرؓ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز کو ادا کیا۔

جب تک کہ جناب ابوطالب بقید حیات رہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچی

عن ہشام بن عروۃ عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما نالت منی قریش شیئا اکرھہ حتی مات ابوطالب (اخرجہ ابن جریر الطبری فی تاریخہ) ہشام بن عروہ اپنے والد سے ناقل ہیں کہ جناب ذات آپ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جبتک کہ ابوطالب زندہ رہے ہمیں مکروہ امر قریش سے نہیں پہنچا۔

جناب امیرؑ کی والدہ ماجدہ جناب فاطمہؓ بنت اسد بن ہاشم کا ذکر

علامہ ابن حجر انکے متر جمہ میں لکھتے ہیں فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف القرشیۃ الہاشمیۃ ام علی بن ابی طالب وھی اول ہاشمیۃ ولدت خلیفۃ قال الزہری ھی اول ہاشمیۃ ولدت لہاشمی یعنے جناب فاطمہ بنت اسد بن ہاشم مادر مہربان جناب امیر المومنین علی علیہ السلام وہ پہلی ہاشمیہ ہیں جن سے اول خلیفہ بنی ہاشم تولد ہوئے اور زہری رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے سب سے اول تدوین حدیث فرمائی ہے۔ فرماتے ہیں کہ جناب فاطمہ بنت اسد پہلی ہاشمیہ عورت ہیں جو ہاشمی مرد جناب ابوطالب سے حاملہ ہوکر بچہ جنی ہیں یعنے جناب امیر علیہ السلام ایسے اول ہاشمی ہیں کہ جنکے دونوں ماں باپ ہاشمی تھے۔

جناب فاطمہؓ بنت اسد کے اسلام پر سب مورخ متفق ہیں کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشرف بہ ہجرت تھیں اور سابقات الاسلام کی فہرست میں بعد خدیجۃ الکبریٰ کے انہیں کا نام درج ہے۔ قال الشعبی اسلمت وھاجرت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکو اپنی والدہ کے برابر سمجھتے تھے۔

عن انس بن مالک قال لما ماتت فاطمۃ بنت اسد بن ہاشم ام علی فدخل علیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجلس عند رأسہا وقال رحمک اللہ یا امی کنت امی بعد امی تجوعین وتشبعنی وتعرین وتکسبی وتمنعین نفسک طیب الطعام وتطعمنی وتریدین بذلک وجہ اللہ والدار الآخرۃ وقال انس امر بغسلہا فلما بلغ الماء الذی فیہ الکافور سکبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدہ علیہا والبسہا قمیصہ وامر عمر واسامۃ بن زید وابا ایوب الانصاری یحفر قبرھا فلما احفروا ولحد احضر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدہ واخرج ترابہ ثم اضطجع فیہ وادخلہا فیہ ھو وابو بکر والعباس ثم دعا الامر الدعا اللہم اغفر لامی فاطمۃ بنت اسد ولقنہا حجتہا ووسع علیہا مدخلہا بحق نبیک محمد والانبیاء الذین من قبلی انک ارحم الراحمین وروی ابن عباس نحو ذلک وزاد فقالوا ما رأیناک صنعت باحد ما صنعتہ قال انہ لم یکن بعد ابی طالب ابر منہا البستہا قمیصی لتکسی من حلل الجنۃ واضطجعت فی قبرہا لیہون علیہ

نحوہ الکبیر والاوسط ایضاً عن علی باختلاف یسیر (اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ) انس بن مالک
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جناب فاطمہ بنت اسد بن ہاشم جناب علی کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا
جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم انکے جنازہ پر تشریف لے گئے اور انکے سرہانے بیٹھ گئے اور فرمایا اے
میری ماں تجھ پر خدا رحم کرے تو میری ماں کے بعد میری ماں تھی تو آپ بھوکی رہتی تھی اور مجھے کھلایا کرتی
تھی اور تو آپ ننگی رہتی تھی اور مجھے پہنایا کرتی تھی۔ تو اپنی جان کو اچھے کھانے سے باز رکھتی تھی اور مجھے
کھلاتی تھی تو ان سے خدا کے لئے اور آخرت کے گھر کیلئے یہ سب سلوک مجھ سے کرتی تھی۔ انسؓ کہتے ہیں کہ پھر
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے غسل کا حکم دیا۔ جب اس پانی ڈالنے کی نوبت پہنچی جس میں کافور
ملا ہوا تھا۔ آپ نے اپنے دست مبارک سے انپر وہ پانی ڈالا اور اپنا پیراہن انکو پہنایا اور جناب عمر بن خطاب
اور اسامہ بن زید اور ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہم کو قبر کھودنے کا حکم دیا۔ جب وہ قبر کھود چکے اور لحد تک
پہنچے تو آپ نے بدست مطہر اسکو کھودنا شروع کیا اور اس کی مٹی نکالی اور اس میں لیٹ گئے اور
انکو خود بدولت حضورؐ نے اور جناب ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عباسؓ نے قبر میں اتارا پھر ان کے لئے یہ دعا
پڑھی کہ اے پروردگار میری ماں فاطمہ بنت اسد کو مغفرت کر اور اسکی دلیل اسکو تلقین فرما اور اسپر اسکی قبر کو کشادہ
کر بطفیل اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کے جو کہ مجھ سے پہلے گزرے ہیں۔ ابن عباس
رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح سے مروی ہے انہوں نے اسقدر انکو اپنی روایت میں زیادہ بیان کیا ہے کہ جب
جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم انکی قبر میں خود بدولت لیٹے تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے
انکے ساتھ وہ معاملہ کیا ہے جو آجتک آپ نے کسی سے نہیں کیا آپ نے فرمایا کہ بعد جناب ابو طالب کے ان سے
زیادہ کوئی میرے ساتھ نیکی کرنیوالا نہیں تھا۔ بیشک اسلئے اپنا پیراہن انکو پہنایا تاکہ وہ جنت کی پوشاک پہنیں
اور انکی قبر میں اسلئے لیٹا کہ انپر عذاب قبر آسان ہو جائے۔ جناب امیرؓ نے بھی اس حدیث کو تھوڑے
سے اختلاف کے ساتھ روایت کیا ہے۔

جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت کا فضل

(۱) عن ابن عباس قال توفی لصفیۃ بنت عبد المطلب ابن فبکت علیہ قال لها رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تبکین یا عمۃ من توفی له ولد فی الاسلام کان له بیتا فی الجنۃ یسکنہ فلما خرجت لقیها رجل فقال لها
ان قرابۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لن تغنی عنک شیئا فبکت فسمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صوتها
فضرع من ذلک وخرج وکان صلی اللہ علیہ وسلم مکرما لها فقال لها یا عمۃ تبکین وقد قلت لک ما قلت قالت
لیس ذلک ابکانی واخبرته بما قال الرجل فغضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا بلال هجر بالصلوۃ فهجر
ثم قام فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال ما بال اقوام یزعمون ان قرابتی لا تنفع ان کل سبب ونسب ینقطع
یوم القیمۃ الا سببی ونسبی وان رحمی موصولۃ فی الدنیا والآخرۃ (اخرجہ الطبرانی والبیہقی)
ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب صفیہ بنت عبد المطلب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی کا

ایک بیٹا مر گیا وہ رونے لگیں۔ آپ نے کہا پھوپھی جان تم روتی ہو حالانکہ جس شخص کا بیٹا اسلام میں مر جائے جنت میں اُسکو ایک گھر رہنے کے لئے ملیگا جب جناب صفیہ گھر سے باہر نکلیں تو اُنسے ایک آدمی کہنے لگا جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت سے آپکو کچھ نفع نہیں ملیگا وہ پھر رونے لگیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکا رونا سُنا حضرت گھبرا اُٹھے آپ اُن پر نہایت مہربان تھے آپ نے اُنسے کہا پھوپھی جان مجھے آپ سے جو کچھ کہنے کا حق تھا کہا ہی۔ آپ پھر روتی ہیں جناب صفیہ نے عرض کی میں بیٹے کے مرنے سے نہیں روتی اور آپکو تمام قصہ سنایا جو کہ اُس آدمی نے کہا تھا جناب بہت خفا ہوئے اور بلال سے فرمایا ای بلال لوگونکو نماز کے لئے پکار بلال نے اُن لوگونکو نماز کیلئے۔ پھر جناب خطبہ کیلئے کھڑے ہوئے اور بعد حمد و ثنا باری تعالیٰ کے فرمایا کیا حال ہے اُس گروہ کا جو خیال کرتے ہیں کہ میری قرابت قیامت کیدن نفع نہیں دیگی بہ تحقیق کہ ہر ایک سبب اور نسب قیامت کیدن میرے سبب اور نسب کے سوا منقطع ہو جائیگی۔ میری قرابت دنیا و آخرت میں ملنے والی ہے ✦

(۲) عن عبد المطلب بن ربیعۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واللہ لا یدخل قلب امرء ایمان حتی یحبکم اللہ ولقرابتی (اخرجہ احمد والترمذی) عبد المطلب بن ربیعہ سے روایت ہی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ واللہ کسی آدمی کے دل میں ایمان داخل نہیں ہوگا جبتک کہ تم سے اللہ اور میری قرابت کی وجہ سے محبت نہ کرے ✦

اگرچہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شرفِ قرابت میں حضرت عباس بن عبد المطلب بھی شریک ہیں لیکن جناب علی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تر قریب ہیں کیونکہ جناب کے والد ماجد سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو طالب والد ماجد جناب علی علیہ السلام برادر عینی تھے۔ ان دونوں بزرگواروں کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت عمرو بن العائذ المخزومیہ تھیں یہ قرب حضرت عباس کو حاصل نہیں تھا چنانچہ اُسکا ذکر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی فرمایا ہے ✦

(۳) عن الشعبی قال بینا ابی بکر جالس اذ طلع علی فلما راٰہ قال من سرہ ان ینظر الی اقرب الناس قرابۃ واعظمہم منزلۃ وافضلہم حالۃ واعظمہم عناءً عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلینظر الی ھذا الطالع واشار الی علی بن ابی طالب (اخرجہ ابن السمان والدار قطنی) شعبی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے کہ جناب علی علیہ السلام تشریف لائے جب انہوں نے جناب علی رضی کو دیکھا تو کہنے لگے جو شخص کو خوش ہوتا ہو کہ ایسے آدمی کو جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ قرابت والے اور سب سے بڑی منزلت والے اور سب سے افضل حالت والے اور سب لوگوں سے بڑے رتبہ والے کو دیکھنا چاہتا ہو تو اس آنیوالے کو دیکھے اور جناب علی بن ابی طالب کی طرف اشارہ کیا ✦

(۴) قال ابوبکر بن عیاش لو اتانی ابوبکر و عمر و علی لبدأت بحاجۃ علی قبلہما لقرابتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولان اخر من السماء احب الی من ان اقدمہما علیہ (صواعق محرقہ) ابوبکر بن عیاش کہتے ہیں کہ اگر میرے پاس ابوبکر اور عمر اور علی تشریف لائیں تو میں حضرت علی کی ضرورت کو پہلے روا کرونگا ان دونوں

صاحبوں کی ضرورت، بوجہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قرابت کے آسمان زمین پر گرنا میرے نزدیک
بہتر ہے۔ اس لئے کہ میں ان دونوں صاحبوں کی ضرورت کو جناب امیرؑ کی ضرورت پر مقدم سمجھوں ✲

(۵) عن الدارقطنی ان علیاً یوم الشوریٰ احتج علی اھلہا فقال لھم انشدکم باللہ ھل فیکم احد اقرب
الی رسول اللہ فی الرحم منی ومن جعلہ صلی اللہ علیہ وسلم نفسہ نفسہ وابناءہ ابناءہ غیری قالوا اللھم لا۔ دارقطنی
روایت کرتے ہیں کہ مشورت کے روز اہل شوریٰ پر جناب امیرؑ نے حجت پیش کی کہ میں تمہیں قسم دیکر پوچھتا ہوں
کہ تم میں رشتہ داری میں مجھ سے کوئی زیادہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا قریبی میرے سوا اور کس کے نفس کو آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا نفس اور کس کے بیٹوں کو اپنا بیٹا کہا ہے سب نے کہا خدا کی قسم کوئی نہیں ✲

(۶) واولوا الارحام بعضھم اولی ببعض فی کتاب اللہ من المؤمنین والمھاجرین عن ابن عباس قال نزلت
فی علی کان مؤمنا مھاجرا ذا رحم اخرجہ ابن مردویہ اور قرابت والے بعض انکے نزدیک تر ہیں
بعض سے اللہ کی کتاب میں ایمان والوں اور ہجرت کرنیوالوں سے ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے
ہیں کہ جناب امیرؑ سے مراد ہے کیونکہ وہ مومن اور مہاجر اور صاحب قرابت تھے ✲

مصاہرت کا شرف

(۱) **عن** محمد بن سیرین فی قولہ تعالیٰ وھو الذی خلق من الماء بشرا فجعلہ نسبا وصھرا۔ قال نزلت
نزلت فی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلی بن ابی طالب ھو ابن عم النبی وزوج فاطمۃ فکان نسبا وصھرا کفایۃ
الطالب) محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے شان نزول میں کہ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ وہ ذات جس نے پانی سے
بشر کو پیدا کیا اور پھر نسب اور سسرال اسکے لئے بنائے) بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت جناب رسول پاک صلی اللہ
علیہ وسلم اور جناب علی بن ابی طالب کے حق میں نازل ہوئی ہے کہ وہ جناب رسول پاک کے ابن عم اور جناب
سیدہ کے زوج ہیں پس انکے دو رشتے ایک از روئے نسب اور ایک از روئے سسرال والی کے ٹھہرا ✲

(۲) **عن** عمر بن الخطاب قد ذکر عندہ علی قال ذاک صھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نزل جبریل فقال
ان اللہ یامرک ان تزوج ابنتک من علی (اخرجہ ابن السمان) جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایکدفعہ ذکر کیا
اور انکے پاس جناب علی علیہ السلام بھی تشریف رکھتے تھے کہ یہ ہیں جناب علی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد
ہیں جبریل نے شرف نزول فرما کر کہا کہ اللہ جل جلالہ وعم نوالہ حکم فرماتا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ اپنی
دختر نیک اختر کی شادی علی سے کریں ✲

(۳) **عن** ابی الحمراء قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا علی اوتیت ثلثا لم یؤتھن احد ولا انا اوتیت صھرا مثلی
ولم اوت انا مثلی اوتیت صدیقۃ مثل ابنتی ولم اوت مثلھا واوتیت الحسن والحسین من صلبک ولم اوت
من صلبی مثلھما ولکنکم منی وانا منکم (اخرجہ الدیلمی ابو سعد فی شرف النبوۃ والامام علی بن موسی الرضا فی
مسندہ) ابو الحمراء سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ یا علی تجھے تین چیزیں
ایسی عطا ہوئی ہیں کہ کسی ایک کو حاصل نہیں ہوئیں اور مجھے بھی وہ باتیں نہیں ملیں تجھ کو مجھ سا سسرال ملا ہے

کہ مجھ کو نہیں ملا اور تجھکو صدیقہ میری بیٹی جیسی ملی ہے کہ مجھ کو ایسی نہیں ملی تجھکو میری صلب سے حسنؓ اور حسینؓ ملے ہیں اور مجھکو میری صلب سے ان جیسا نہیں ملا بتحقیق تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں ؛

(۴) عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللھم اشھد قد بلغت ھذا اخی وابن عمی وصہری وابو ولدی اللھم کب من عاداہ فی النار (اخرجہ ابن البخاری) ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اے پروردگار تو گواہ رہیو میں لوگوں کو یہ بات پہنچا دی ہے کہ یہ یعنے علی بن ابیطالب میرا بھائی اور ابن عم اور میرا داماد اور میرے بچوں کا باپ ہے اے پروردگار جو شخص اسے دشمن رکھے اسے آگ میں اوندھا گرا ؛

یہ شرف جناب مرتضے علیہ التحیۃ والثنا کی ذات بابرکات کے سوا کسی صحابی کو حاصل نہیں ہوا اگرچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد تھے۔ لیکن جناب نبوی کی شرف اولاد حضرت سیدہ ہی تھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل اطہار کا ظہور حضرت سیدہ ہی سے ہوا ہے اور حضرت سیدہ کے سوا حضرت کی نسل منقطع ہو گئی ہے اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جناب سیدہ علیہ التحیۃ والثنا کے مناقب فضائل کا کیقدر اس مقام میں ذکر کیا جائے ؛

مناقب جناب سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء علیہ التحیۃ والثناء

جناب سیدہ علیہم السلام کی سنہ ولادت میں مورخین کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک انکا تولد مبارک بعثت سے پانچ برس پہلے ہے اور بعض کے نزدیک سال بعثت میں واقع ہوا ہے عن عبد اللہ بن محمد بن سلیمان بن جعفر الہاشمی یقول ولدت فاطمۃ سنۃ احدی واربعین من مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم (استیعاب) عبد اللہ بن محمد بن سلیمان بن جعفر ہاشمی سے روایت ہے کہ جناب فاطمہ علیہا السلام کا تولد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے اکتالیس برس بعد واقع ہوا ہے ؛

بعض مورخین کے نزدیک بعثت سے پانچ برس کے بعد واقع ہوا ہے۔ بہر حال بقول صحیح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبعوث بالرسالۃ ہونیکے بعد حضرت سیدہ علیہا السلام کا تولد ہوا ہے اور احادیث مندرجہ ذیل بھی اسی کی موید ہیں

(۱) عن سعد بن ابی وقاص قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتانی جبریل بسفرجلۃ من الجنۃ فاکلتہا لیلۃ اسری بی فعلقت خدیجۃ فحملت بفاطمۃ فکنت اذا اشتقت الی رائحۃ الجنۃ شممت فیہ فاطمۃ (اخرجہ حاکم) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جبرئیل جنت کی ایک بہی میرے پاس لائے اور شب معراج میں میں نے اسے کھایا اور خدیجۃ الکبرے رضی اللہ عنہا اسی شب میں مجھ سے حاملہ ہوئیں اور فاطمہ کو جنیں پس جب مجھ کو جنت کی بو کا شوق غالب ہوتا ہے تو میں فاطمہ کا دہن مبارک سونگھتا ہوں ؛

(۲) عن ام المومنین عائشۃ قالت قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قبلت فاطمۃ جعلت لسانک فی فیہا کانک ترید ان تلعقہا عسلا فقال صلے اللہ علیہ وسلم انہ لما اسری بی الی السماء ادخلنی جبرئیل الجنۃ وناولنی تفاحۃ فاکلتہا فصارت نطفۃ فی صلبی فلما نزلت من السماء واقعت خدیجۃ ففاطمۃ من تلک النطفۃ ۔ کلما اشتقت

ان اللہ خلقہ قبلہما (اخرجہ الخطیب والدولابی وابو سعد فی شرف النبوۃ) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ جب فاطمہ تشریف لاتی ہیں آپ اپنی زبان مبارک انکے منہ میں ڈالتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا آپ شہد چاٹ رہے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب شب معراج میں مجھکو آسمانوں کی سیر کرائی گئی اور جبرائیل مجھکو جنت میں لیگئے اور وہ میرے پاس جنت کی ایک بہی لائے میں نے اسکو کھایا وہ تحلیل پاکر ایک نطفہ کی شکل بنگئی جب میں زمین پر آیا تو اس سے جناب خدیجہ کبریٰ حاملہ ہوئیں اور اس نطفہ سے جناب فاطمہ پیدا ہوئیں سبب مجھے اس بہی کی خوشبو کا خیال ہوتا ہے تو میں جناب فاطمہ کے منہ کو چومتا ہوں ✽

جناب فاطمہ علیہا السلام کی والدہ ماجدہ کا نام نامی ام المومنین سیدۃ الاسلام صدیقہ الکبریٰ خدیجہ بنت خویلد ہے جو سب سے اول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائی ہیں جنکے فضائل بیحد و لاتحصٰی احادیث وارد ہیں ✽

عن عمار بن یاسر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فضلت خدیجۃ علی نساء امتی کما فضلت مریم علی نساء العٰلمین (اخرجہ الدیلمی) روایت ہے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدیجہ کو میری امت کی عورتوں پر اس طرح سے فضیلت دی گئی ہے جس طرح کہ مریم بنت عمران کو تمام جہان کی عورتوں پر فضیلت عطا ہوئی ہے ✽

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل نساء اہل الجنۃ اربع مریم بنت عمران وخدیجۃ بنت خویلد وفاطمۃ بنت محمد وآسیۃ بنت مزاحم قال ابن عباس خط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اربع خطوط ثم قال اتدرون لم خططت ہذہ الخطوط قالوا لا قال ذلک (اخرجہ الدیلمی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے چار خط کھینچے اور پھر فرمایا آیا تم جانتے ہو میں نے یہ خط کیوں کھینچے ہیں لوگوں نے عرض کیا نہیں فرمایا کہ اہل جنت کی عورتوں میں سے چار عورتیں افضل ہیں مریم بنت عمران اور خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد اور آسیہ بنت مزاحم ✽

جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وجہ تسمیہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائی ہے ✽

(۱) عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما سمیت فاطمۃ لان اللہ فطمہا من النار (اخرجہ الدیلمی) انس بن مالک سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نے اسلئے فاطمہ نام رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انکو دوزخ کی آگ سے جدا کیا ہے ✽

(۲) **عن** ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابنتی فاطمۃ حوراء آدمیۃ لم تحض ولم تطمث انما سماہا فاطمۃ لان اللہ عز وجل فطمہا من النار (اخرجہ النسائی) ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ میری بیٹی فاطمہ نوع انسان میں حور ہے حیض و نفاس سے طاہر ہے اسکا نام اسلئے فاطمہ رکھا گیا ہے کہ بہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے اسکو دوزخ کی آگ سے جدا کیا ہے ✽

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لفاطمۃ فقال علی یا رسول اللہ لم سمیت فاطمۃ قال ان اللہ قد

فطمها وذريتها من النار (اخرجه ابو القاسم الدمشقي ونقله محب الطبري عن مسند علي بن موسى الرضا عليه الف التحية والثناء) جناب علی علیہ السلام کہتے ہیں کہ ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یا فاطمہ کہکر پکارا حضرت علی نے عرض کیا یا رسول اللہ آپنے انکا نام نامی فاطمہ کیوں رکھا ہے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ نے انکو اور انکی ذریت کو دوزخ کی آگ سے بچایا ہے ؛

اسد الغابہ میں ہے وکانت فاطمة تكنى بابيها ای فاطمة بنت محمد (یعنے جناب فاطمہ اپنے والد ماجد کو نام مبارک کنیت کی جاتی تھیں یعنی فاطمہ بنت محمد صلے اللہ علیہ وسلم ؛

بعض لوگ ام الحسن بھی کہا کرتے تھے (نزل الابرار)

جناب سیدہ کے اشہر القاب میں سے (البتول سیدة النسا۔ افضل النسا۔ خیر النسا۔ الصدیقہ۔ الزہراء المبارکہ۔ الطاہرہ۔ الزکیہ الراضیہ المرضیہ المحدثہ) ہیں (نزل الابرار) ؛

البتول

عن علي قال ان النبي صلى الله عليه وسلم سئل ما البتول فانا سمعناك يا رسول الله تقول مريم بتول وفاطمة بتول فقال البتول التي لم تر حمرة قط اي لم تحض فان الحيض مكروه في بنات الانبياء (اخرجه الحاكم) جناب علی علیہ السلام کہتے ہیں کہ ایک دفعہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ بتول کے کیا معنے ہیں کیونکہ ہم نے آپ کو کہ بتول اور فاطمہ بتول فرماتے ہوئے سنا ہے فرمایا بتول وہ ہے جس نے سرخی کو نہ دیکھا ہو یعنی اسکو کبھی حیض نہ آیا ہو کیونکہ انبیا علیہ السلام کی بیٹیوں پر حیض مکروہ ہے ؛

سیدة النسا

(۱) عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لفاطمة الا ترضين ان تكوني سيدة نساء العالمين وسيدة نساء المؤمنين وسيدة نساء اهل الجنة وسيدة نساء هذه الامة (اخرجه الحاكم) ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ سے فرمایا کیا تم اس سے خوش نہیں کہ تم تمام جہان کی عورتوں کی سردار ہو اور تم تمام مومنین کی عورتوں کی سردار ہو تم تمام اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہو ؛

(۲) عن حذيفة ان النبي صلى الله عليه وسلم قال ان ملكا من السماء فاستاذن الله ان يسلم علي فبشرني [illegible]

[illegible]

نازل ہوا اللہ تعالیٰ سے اسنے میرے سلام کرنے کے لئے اذن طلب کیا اور مجھے خبر دی کہ بتحقیق فاطمہ اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہے ؛

(۳) عن ابي سعيد ان النبي صلى الله عليه وسلم قال فاطمة سيدة نساء اهل الجنة الا ما كان من مريم بنت عمران (اخرجه ابو يعلى وابن حبان والطبراني والحاكم) ابو سعید ناقل ہیں کہ بتحقیق پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فاطمہ سردار ہے اہل جنت کی لوگوں کی عورتوں کی سوا مریم بنت عمران کے ؛

(۴) عن فاطمة انها قالت لي رسول الله صلى الله عليه وسلم يا فاطمة اما ترضين ان تكوني سيدة نساء المؤمنين (اخرجه الدولابي) جناب سیدہ علیہا السلام سے مروی ہے کہ مجھکو جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے فاطمہ تو راضی نہیں ہے اس بات سے کہ روز قیامت سب مومنین کی
عورتوں کی سردار ہو۔

(۵) **عن** عمران بن حصین ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عاد فاطمۃ وھی مریضۃ فقال لہا کیف تجدینک
یا بنیۃ قالت انی وجعۃ وانہ لیزیدنی ما لی طعام آکلہ قال یا بنیۃ اما ترضین ان تکونی سیدۃ نساء العالمین
قالت یا ابت فاین مریم بنت عمران قال تلک سیدۃ نساء عالمہا وانت سیدۃ نساء عالمک اما واللہ لقد زوجتک
سیدا فی الدنیا والآخرۃ (استیعاب عبد البر) عمران بن حصین کہتے ہیں کہ ایک دفعہ سرور دنیا ودین
علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جناب فاطمہ کی عیادت کو گئے وہ مریض تھیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے کہا اے بیٹی
ہم یہ کیا حال تیرا دیکھ رہے ہیں عرض کیا یا رسول اللہ میں بیمار ہو گئی ہوں اور مجھ کو اسنے اور بھی ناچار کیا ہے
کہ میرے پاس کچھ کھانے کی چیز نہیں جسے میں کھا سکوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا تو
راضی نہیں ہوتی کہ تو تمام جہان کی عورتوں کی سردار ہو جناب فاطمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ پس مریم بنت
عمران کہاں ہیں حضرت نے فرمایا وہ اپنے عالم کی سردار ہے اور تو اپنے عالم کی ہے۔

(۶) **عن** ام سلمۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فاطمۃ عام الفتح فناجاھا فبکت ثم حدثھا فضحکت
فلما توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سألتہا عن بکائہا وضحکہا قالت اخبرنی انہ یموت فبکیت ثم اخبرنی
انی سیدۃ نساء اہل الجنۃ الا مریم بنت عمران فضحکت (اخرجہ الترمذی) جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے برس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ کو بلایا اور انسے کوئی
بات کہی وہ رونے لگیں پھر ان سے دوسری بات کی وہ ہنسنے لگیں جب جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا
انتقال ہو گیا اسکے انکے رونے اور ہنسنے کی وجہ دریافت کی جناب فاطمہ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے مجھے اپنے انتقال پر ملال کی خبر دی میں رونے لگی پھر آنحضرت نے مجھے خبر دی کہ میں سوا مریم بنت
عمران کے سب اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہوں پس میں ہنس پڑی۔

(۷) **عن** ابی ہریرۃ وابی جعفر قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمۃ سیدۃ نساء العالمین بعد
مریم بنت عمران (اخرجہ الدیلمی والطبرانی وابن حبان) ابوہریرہ اور ابوجعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت
ہے کہ جناب ختم المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ فاطمہ سب جہان کی عورتوں کی سردار ہے سوا
مریم بنت عمران کے۔

(۸) **عن** عائشۃ قالت کنا ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم عندہ فاقبلت فاطمۃ ما تخفی مشیتہا من مشیۃ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما راٰھا قال مرحبا یا بنتی ثم اجلسہا ثم سارھا فبکت بکاء شدیدا
فلما رأی حزنہا سارھا الثانیۃ فاذا ھی تضحک فلما قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سألتہا عما سارک
قالت ما کنت لافشی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سرہ فلما توفی قلت عزمت علیک بما لی علیک
من الحق لما اخبرتنی قالت اما الآن فنعم اما حین سارنی فی الامر الاول فانہ اخبرنی ان جبرئیل کان
یعارضنی بالقرآن کل سنۃ مرۃ وانہ عارضنی العام مرتین ولا اری الاجل الا قد اقترب فاتقی اللہ

... فلما ساری الثانیۃ ... قال یا فاطمۃ الا ترضین ان تکونی
سیدۃ نساء اھل الجنۃ وسیدۃ نساء المؤمنین (اخرجہ البخاری والمسلم) جناب ام المؤمنین عائشہ صدیقہ
رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ہم جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سب بیبیاں آپکے پاس موجود تھیں اتنے
میں جناب فاطمہ علیہا السلام تشریف لائیں اور آپکی رفتار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رفتار سے مختلف نہیں
تھی یعنی بعینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفتار کی طرح تھی حضور نے انکو دیکھا تو مرحبا فرمایا
بیٹی کہکر پکارا پھر ان سے سرگوشی کی وہ سخت روئیں جب حضور نے انکا غم زیادہ دیکھا دوبارہ ان سے سرگوشی کی
تو ہنسیں جب حضور اٹھکر تشریف لیگئے جناب عائشہ بھی کہتی ہیں میں نے جناب فاطمہ سے پوچھا کہ حضور نے آپ سے
کیا سرگوشی کی تھی۔ جناب فاطمہ نے کہا میں ہرگز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کا افشا نہیں کرونگی جب
حضور سرور دنیا سے رحلت فرما گئے تو میں نے جناب فاطمہ سے کہا میں تمکو اس حق کی وجہ سے جو میرا تم پر ہے قسم دیکر
پوچھتی ہوں کہ مجھے اس راز کو بتاؤ۔ جناب فاطمہ نے فرمایا اب ہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے
ہیں اب میں بیان کرتی ہوں جب پہلے امر میں مجھ سے حضور نے سرگوشی کی تو بیان کیا کہ ہر برس جبرئیل
مجھ سے ایک دفعہ قرآن مجید کا مقابلہ کیا کرتے تھے اس سال میں دو دفعہ مقابلہ کیا ہے میں سوا اسکے نہیں
دیکھتا کہ میری رحلت قریب آگئی ہے پس تم خدا سے ڈرو اور صبر کرو میں تیرا اچھا آگے جانیوالا ہوں
[illegible] ... سرگوشی ...
جب حضور نے میری بیقراری کو ملاحظہ کیا تو پھر مجھ سے سرگوشی [illegible]
اہل جنت کی عورتوں کی سردار اور سب مومنین کی عورتوں [illegible]

افضل النساء

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل نساء اھل الجنۃ خدیجۃ بنت خویلد وفاطمۃ بنت محمد (اخرجہ ابو داؤد والنسائی والحاکم) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب اہل جنت کی عورتوں سے افضل خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں ٭

عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر النساء ... فاطمۃ بنت محمد [illegible]
انس روایت کرتے ہیں کہ حضور نبوی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible]

[illegible]

عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال حسبک من [illegible] خویلد وفاطمۃ بنت محمد وآسیۃ بنت مزاحم (اخرجہ احمد) انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ [illegible] روایت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فضیلت میں کافی ہیں تیرے لئے سب دنیا کی عورتوں میں سے [illegible] مریم بنت عمران اور خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد اور آسیہ بنت مزاحم ٭

الصدیقہ

عن ابی الحمراء قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی اوتیت ثلاثا لم یؤتہن احد ولا [illegible] اوتیت صہرا مثلی ولم اوت انا مثلی واوتیت صدیقۃ مثل ابنتی ولم اوت [illegible] واوتیت الحسن والحسین من صلبک ولم اوت من صلبی مثلہما ولکنکم منی وانا منکم [illegible]

الوالحمراء رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی تجھ کو تین ایسی باتیں عطا ہوئی ہیں کہ کسی کو نہیں ملیں اور وہ مجھ کو بھی نہیں ملیں تجھ کو خسر مجھ سا ملا ہے اور مجھ کو مجھ سا نہیں ملا۔ تجھ کو صدیقہ میری بیٹی جیسی ملی ہے اور مجھ کو ویسی نہیں ملی۔ تجھ کو حسن حسین تیری صلب سے عطا ہوئے ہیں۔ اور مجھ کو ان جیسے نہیں ملے اور لیکن تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں ٭

جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک احب اہل بیت ہونا جناب سیدہؓ کا

عن اُسامہ بن زید ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال احب اھلی الی فاطمۃ (اخرجہ الترمذی والحاکم وقال الدیلمی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی العباس فقالا یا رسول اللہ ای اھلک احب الیک) اُسامہ بن زید سے روایت ہے کہ تحقیق جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب سے زیادہ اہل سے میرے نزدیک پیاری فاطمہ ہے۔ اس حدیث کو ترمذی اور حاکم نے روایت کیا۔ اور دیلمی فردوس الاخبار میں لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات مبارک اس وقت ارشاد فرمائے تھے جبکہ جناب علی اور عباس نے حضور سے پوچھا تھا کہ آپ کے نزدیک آپ کے اہل سے کون زیادہ پیارا ہے ٭

(۲) عن جمیع بن عمیر قال دخلت مع عمتی علی عائشۃ فسألت ای الناس کان احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت فاطمۃ فقیل من الرجال قالت زوجھا (اخرجہ الترمذی والنسائی) جمیع بن عمیر نقل کرتے ہیں کہ میں اپنی پھپھی کے ساتھ جناب ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گیا اور ان سے پوچھا کہ سب لوگوں سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کون زیادہ پیارا تھا۔ فرمانے لگیں جناب فاطمہ پھر کہا گیا کہ مردوں میں سے کون زیادہ پیارا تھا۔ فرمایا کہ اُن کا خاوند یعنی علی بن ابیطالبؓ ٭

(۳) عن بریدۃ قال کان احب النساء الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمۃ ومن الرجال علی (استیعاب ملاھما بعید) السی بریدہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سب عورتوں سے زیادہ آنحضرت صلعم کو جناب فاطمہ پیاری تھیں اور سب مردوں سے زیادہ جناب علیؓ ٭

جناب فاطمہؓ کا بضعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونا

عن علی قال کنت عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ای شیئ خیر للمرأۃ فسکتوا فلما رجعت قلت لفاطمۃ ای شیئ خیر للنساء قالت ان لا یراھن الرجال فذکرت ذلک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان فاطمۃ بضعۃ منی (اخرجہ البزار فی مسندہ) حضرت علی سے منقول ہے کہ میں ایک دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں موجود تھا آپ نے ارشاد فرمایا کہ عورتوں کے لئے کیا چیز اچھا ہے سب ہی چپ ہو رہے جب میں لوٹ کر گھر کو آیا تو میں نے جناب فاطمہ سے پوچھا کہ کونسی چیز عورتوں کے لئے بہتر ہے انہوں نے جواب دیا کہ مرد ان کو نہ دیکھنے پائیں پس میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کو بیان کیا آپ نے فرمایا فاطمہ میرے بدن کا ٹکڑا ہے ٭

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ جس نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ایذا دی مجھ کو ایذا دی

(۱) عن المسور بن مخرمة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمة بضعة منی فمن اذاها فقد اذانی (اخرجہ الدیلمی واحمد والحاکم) مروی ہے مسور بن مخرمہ سے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہ میرا ایک ٹکڑا ہے جس نے اسکو ایذا دی مجھکو ایذا دی ✦

(۲) عن ابن الزبیر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما فاطمة بضعة منی یوذینی ما اذاها (اخرجہ احمد والترمذی والحاکم) منقول ہے ابن زبیر سے کہ سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہ میرے دل کا ٹکڑا ہے ایذا دیتی ہے وہ چیز مجھے جو اُسے ایذا دیتی ہے ✦

(۳) روی عن مجاهد قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وهو اخذ بید فاطمة [illegible] من عرف هذه فقد عرفها ومن لم یعرفها فهی فاطمة بنت محمد وهی بضعة منی وهی قلبی وهی روحی التی بین جنبی من اذاها فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ (اخرجہ ابن [illegible]) مجاہد سے روایت ہے کہ ایکبار سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم جناب فاطمہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے گھر سے باہر تشریف لائے اور فرمایا جو اسکو پہچانتا ہے پہچانتا ہے اور جو کوئی نہ پہچانتا ہو پس یہ فاطمہ بنت محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہے اور میرے دل کا ٹکڑا اور میرا دل ہے اور یہ میری روح ہے جو میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے جس نے اسکو ایذا دی مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے خدا کو ایذا دی ✦

ذکر اس بات کا کہ جناب فاطمہ کا غضب اللہ تعالیٰ کا غضب ہے

[illegible] صلے اللہ علیہ وسلم قال لفاطمة یا فاطمة ان اللہ یغضب لغضبک ویرضی برضاک [illegible]

[illegible] اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ علیہا السلام [illegible]

[illegible] اللہ تیری خوشی سے خوش ہوتا ہے ✦

جناب سیدہ رضی اللہ عنہا کا حیض نفاس سے پاک ہونا

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابنتی فاطمة حوراء آدمیة لم تحض ولم تطمث وانما سماها فاطمة لان اللہ فطمها ومحبیها من النار (اخرجہ الدیلمی) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری بیٹی فاطمہ انسانی حور ہے جو حیض اور طمث سے پاک ہے اسلئے اسکا نام فاطمہ رکھا گیا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اسکو اور اسکے دوستوں کو آگ سے جدا رکھا ہے ✦

(۲) **عن** علی قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سئل ما البتول فانا سمعناک یا رسول اللہ تقول ان مریم بتول وفاطمة بتول فقال البتول التی لم تر حمرة قط ای لم تحض فان الحیض مکروه فی بنات الانبیاء اخرجه الحاکم

جناب علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ بتول کسکو کہتے ہیں کیونکہ یا رسول اللہ ہم نے سنا ہے کہ آپ مریم بتول اور فاطمہ بتول فرمایا کرتے ہیں حضور نے ارشاد فرمایا بتول وہ ہے جو سرخی کو نہ دیکھے یعنی حیض اور ظلمت سے پاک ہو کیونکہ حیض [illegible] کی بیٹیوں کے لئے مکروہ ہے۔

(۳) **عن** اسماء بنت عمیس قالت قبلت فاطمة بالحسن فلم ار لها دما فقلت یا رسول اللہ لم ار لفاطمة دما فی حیض ولا نفاس فقال لها صلی اللہ علیہ وسلم اما علمت ان ابنتی طاهرة مطهرة لا یری لها دم فی طمث ولا ولادة (مسند اهل البیت) اسماء بنت عمیس روایت کرتی ہیں کہ حسن علیہ السلام کے تولد کے وقت میں جناب سیدہ کی دائی تھی میں نے آپ کے حیض اور نفاس کا خون نہیں دیکھا ولادت کا وقت ہوا کیا ہی نہ دیکھا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاکر عرض کیا یا رسول اللہ میں نے جناب سیدہ کے خون حیض و نفاس کو نہیں دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا تو نہیں جانتی کہ میری بیٹی پاک اور پاکیزہ ہے اسکے لئے طمث میں خون نہیں دیکھا گیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شبیہ جناب فاطمہ سے زیادہ کوئی شبیہ نہیں تھا

(۱) **عن** ام سلمة قالت کانت فاطمة اشبه الناس وجها وشبها بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجه ابن عساکر) جناب ام المومنین ام سلمہ کہتی ہیں کہ جناب سیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل و شمائل میں نہایت شبیہ تھیں۔

(۲) **عن** عائشة قالت ما رایت احدا اشبه سمتا ودلا وهدیا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قیامها وقعودها من فاطمة بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت وکانت اذا دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قام الیها فقبلها واجلسها فی مجلسه وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل علیها قامت من مجلسها فقبلته واجلسته فی مجلسها فلما مرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دخلت فاطمة علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاکبت علیه فقبلته ثم رفعت راسها فبکت ثم اکبت علیه ثم رفعت راسها فضحکت فقلت ان کنت لاظن ان هذه من اعقل النساء فاذا هی من النساء فلما توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلت لها ارایت حین اکببت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ورفعت راسک فبکیت ثم اکببت علیه فرفعت راسک فضحکت ما حملک علی ذلک قالت انی اذا لبذرة اخبرنی انه میت من وجعه هذا فبکیت ثم اخبرنی انی اسرع اهله لحوقا به فذاک حین ضحکت اخرجه الترمذی وابو داود والنسائی وابو حاتم ما خذ ف یعنی جناب ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب فاطمہ سے زیادہ قیام و قعود میں بات کرنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی کو شبیہ نہیں دیکھا جب فاطمہ تشریف لاتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مقام سے اٹھ کھڑے ہوتے اور انکی پیشانی چوم لیتے تھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مریض ہوئے جناب فاطمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائیں اور حضور کو چوم کر روئیں اور چہرہ اقدس کو چومنے لگیں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جھکیں اور سر اٹھا کر ہنسنے لگیں میں کہا میں گمان کرتی تھی کہ یہ جناب فاطمہ تمام عورات کی عقلمند میں [illegible]

ہو گئیں کہ کیا بیں جب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو گئے جس میں انتقال ہوا ہے آپکو دیکھ کر رو پڑیں آپ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جھکیں پس سر اٹھا کر رونے لگیں پھر دوبارہ آپ پر جھکیں پس سر اٹھا کر ہنسنے لگیں آپ
[illegible] [illegible] پر تعجب کیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ [illegible] اسکی وجہ بیان کی [illegible] تھا حضور نے
مجھکو خبر دی تھی کہ ہم اس مرض میں انتقال فرمائیں گے پس میں رو پڑی پھر مجھکو خبر دی کہ سب اہل بیت سے
پہلے انکے ساتھ جا ملونگی پس میں اسی وجہ سے ہنس پڑی ❊

ذکر اس امر کا کہ جب جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے تشریف لاتے تو سب سے اول جناب سیدہ علیہا السلام سے ملاقات فرماتے

(۱) عن ثوبان قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سافر آخر عہدہ اتیان فاطمۃ واول من یدخل علیہ اذا قدم فاطمۃ (اخرجہ احمد والبیہقی) ثوبان کہتے ہیں کہ جب جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سفر کو تشریف لیجاتے تو سب کے آخر جناب فاطمہ علیہا السلام سے ملتے اور جب تشریف لاتے تو سب سے اول جناب فاطمہ کو دیکھتے

(۲) عن ابی ثعلبۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قدم من غزو او سفر بدا بالمسجد فیصلی فیہ رکعتین ثم اتی فاطمۃ ثم اتی ازواجہ (اخرجہ الوسیلہ) ابو ثعلبہ کہتے ہیں کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوات سے یا سفر سے تشریف لاتے تو مسجد سے شروع کرتے اور مسجد میں دو رکعتیں پڑھکر جناب فاطمہ کے پاس تشریف لاتے پھر ازواج کے پاس تشریف لیجاتے ❊

(۳) عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قدم من سفر قبل فاطمۃ (رواہ سعد الفائد) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے تشریف لاتے تو پہلے جناب فاطمہ کے پاس جاتے

قیامت کے روز سب سے اول جنت میں جناب فاطمہ کا داخل ہونا

[illegible] اول شخص یدخل الجنۃ علی و فاطمۃ ومثلہا فی هذہ الامۃ [illegible]
[illegible] سانے فرمایا ہے

[illegible]

[illegible] شخص کا اول جنت میں داخل ہونگے وہ علی اور فاطمہ [illegible]
بنی اسرائیل میں مریم بنت عمران کی ❊

(۴) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبعث الانبیاء یوم القیامۃ علی الدواب لیوافوا بالمؤمنین من قومہم ویبعث صالح علی ناقتہ وابعث انا علی البراق وتبعث فاطمۃ امامی (رجیع الاحباب فی مناقب الاصحاب) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمام انبیا علیہم السلام قیامت کے دن اسپر چار پایوں پر سوار ہو کر جائینگے جو انکی قوم کے مومنوں کے مطابق ہونگے اور صالح پیغمبر اونٹنی پر سوار ہو کر جائینگے اور میں براق پر سوار ہونگا اور میرے آگے فاطمہ رضی اللہ عنہا ہونگی ❊

قیامت کے روز جناب سیدہؓ کے مرور کیوقت اہل موقف کو سر جھکانے اور نگاہ نیچی رکھنے کا من جانب اللہ تعالیٰ حکم ہونا

(۱) عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان یوم القیمۃ نادی مناد من بطنان العرش یا اہل الموقف غضوا ابصارکم ونکسوا رؤسکم لتجوز فاطمۃ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم علی الصراط (اخرجہ اسماعیل بن احمد) ابن عمر کہتے ہیں کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب قیامت ہوگی تو ایک پکارنیوالا عرش کے اندر سے پکاریگا ای اہل موقف اپنی آنکھیں بند کرلو اور اپنے سر جھکا لو تاکہ فاطمہ بنت محمد صلے اللہ علیہ وسلم صراط سے گذر جائے ؂

(۲) عن ابی ایوب الانصاری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان یوم القیامۃ جمع اللہ الاولین والآخرین فی صعید واحد ثم ینادی مناد من بطنان العرش ان الجلیل جل جلالہ یقول نکسوا رؤسکم وغضوا ابصارکم فان ہذہ فاطمۃ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ترید ان تمر علی الصراط (اخرجہ الحرازی) ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب قیامت کے دن اللہ سبحانہ وتعالی سب اولین وآخرین کو ایک میدان میں جمع کریگا۔ پھر ایک پکارنیوالا عرش کے اندر سے پکاریگا کہ اللہ سبحانہ وتعالی فرماتا ہے کہ ای اہل موقف تم اپنے سر جھکا لو اور اپنی آنکھوں کو بند کرلو یہ فاطمہ بنت محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں صراط سے گذریگی (رواہ [illegible]) ؂

(۳) عن علی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا کان یوم القیمۃ نادی مناد یا اہل الجمع غضوا ابصارکم عن فاطمۃ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم حتی تمر (اخرجہ البیہقی فی المجالسۃ وابو نعیم فی الدلائل والسیوطی فی مسند فاطمۃ) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جب ہوگا دن قیامت کا ایک پکارنیوالا پکاریگا ای لوگو بند کرلو اپنی آنکھیں جناب فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم گذرنے تک

جناب سیدہؓ کو جنت میں ام موسیٰ اور مریم بنت عمرانؑ کی شرف ہمسری حاصل ہو

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اسری بی الی السماء [illegible] رأیت [illegible] بیت مریم وام موسی [illegible] آسیۃ امرأۃ فرعون وخدیجۃ بنت خویلد [illegible] من لؤلؤ یاقوت ولفاطمۃ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سبعین قصرا من مرجان الاحمر مکللا باللؤلؤ ابوابہا من عود (اخرجہ ابن مردویہ) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ساتویں آسمان پر گذر کرکے دیکھا کہ مریم اور ام موسیٰ علیہ السلام [illegible] اور حضرت خدیجہ بنت خویلد کے لئے یاقوت کے گھر بنے ہیں اور فاطمہ بنت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ستر قصر ہونگے دیکھے جو مونگے کے [illegible] تھے اور دروازے عود کی لکڑی کے تھے ؂

جنت میں جناب سیدہ کا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک مکان میں ہونا

عن ابی فاختة قال قال علی زارنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبات عندنا والحسن والحسین نائمان فاستسقی الحسن فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی قربة لنا فجعل یعصرها فی القدح ثم جاء یسقیه فتناول الحسین لیشرب فمنعه وبدأ بالحسن فقالت فاطمة یا رسول اللہ کانه احبهما الیک قال هو استسقی اول مرة ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی وایاک وهذین یعنی حسنا وحسینا وهذا الراقد یعنی علیا فی مکان واحد یوم القیامة (اخرجه احمد فی المناقب) جناب علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے اور وہ رات ہمیں بسر فرمائی اور جناب حسن و حسین علیہما السلام دونوں سوئے ہوئے تھے پس حضرت حسن نے پانی مانگا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے اور مشک کی طرف تشریف لے گئے اور پیالے میں پانی ڈالا پھر آئے تاکہ پلاویں حسن کو اور پکڑ لیا اسے جناب حسین نے پینے کے لئے پس حضور نے انہیں منع کیا اور پہلے جناب حسن کو پلایا اور فرمایا جناب فاطمہ علیہا السلام نے یا رسول اللہ گویا آپکو ان دونوں میں سے حسن سے زیادہ الفت ہے فرمایا اسلئے کہ حسن نے پہلے مانگا تھا پھر فرمایا کہ میں اور تم اور یہ دونوں یعنی حسن و حسین اور یہ سونے والا یعنی علی قیامت کے دن مکان واحد میں ہونگے ۔

اس حدیث سے بعض صاحبوں کا شبہ بالکل جاتا رہتا ہے جو ایک قیاسی مسئلہ پیش کرتے ہیں کہ ام المومنین جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت سیدہ علیہا السلام سے افضل ہیں کیونکہ امہات المومنین جنت میں بحیثیت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم ایک مکان اور ایک درجہ میں ہونگے اور حضرت سیدہ بحیثیت جناب مرتضوی دوسرے درجہ جنت میں تشریف رکھتے ہونگے۔ لامحالہ جناب مرتضوی کے مکان سے حضور کا مکان ارفع عالی تر ہوگا۔ اس وجہ سے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی حضرت سیدہ علیہا السلام سے برتر مقام میں ہونگی اور جنت میں برتر مقام ہونا دلیل افضلیت ہے۔ لیکن احادیث کی مقابل ترجیحات کو پیش کرنا چاہئے۔ الحدیث سے معتقدات کو سمجھنا چاہئے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ صاف لا نفضل احدا علی بضعة الرسول کے قائل ہیں ۔

ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں عن ابن عباس فی قوله تعالی والحقنا بهم ذریتهم قال ان اللہ یرفع ذریة المومن فی درجته وان کانوا دونه فی العمل ثم قرء والذین امنوا واتبعتهم ذریتهم بایمان الحقنا بهم ذریتهم وما التناهم من عملهم من شیء قال سید جلال الدین السمهودی فاذا کان هذا فی ذریة مطلق المومن فما ظنک بذریته صلی اللہ علیہ وسلم (جواهر العقدین) ابن عباس اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم نے انکی ذریت کو انسے ملا دیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ پروردگار عالم مومن کی ذریت کو اسی کے درجہ میں رکھیگا اگرچہ عمل میں اس سے کمتر ہوں پھر یہی آیت پڑھی جسکا ترجمہ یہ ہے (اور وہ لوگ کہ ایمان لائے اور انکی راہ چلے انکی اولاد ایمان سے ہم نے پہونچا دیا ہے ان تک انکی اولاد کو اور گھٹایا نہیں انسے انکا کیا کچھ بھی) سید جلال الدین سمہودی لکھتے ہیں کہ یہ مرتبہ مطلق مومن کی ذریت کو ملیگا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت کا درجہ دیکھنا چاہئے ۔

جناب سیدہ علیہا السلام کی نکاح کا بیان

(۱) عن عبد اللہ بن جعفر الهاشمی قال انکح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمة بعد واقعة احد وكان عمرها اذ ذاك خمسة عشر سنة وخمسة اشهر ونصف وكان سن علی احدی وعشرين سنة وخمسة اشهر وقال زبير بن بكار تزوجها علی فی السنة الثانية من الهجرة وكان عمرها اذ ذاك خمسة عشر وخمسة اشهر (استيعاب) عبد اللہ بن جعفر بن سلیمان بن جعفر الہاشمی کہتے ہیں کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ کا نکاح بعد واقعہ احد کے کیا ہے انکی عمر اسوقت پندرہ برس اور ساڑھے پانچ مہینے کی تھی۔ اور جناب علی کا سن مبارک اکیس سال اور پانچ ماہ کا تھا۔ اور زبیر بن بکار کہتے ہیں کہ جناب فاطمہ سے جناب علی کا نکاح ہجرت کے دوسرے برس ہوا ہے اور جناب فاطمہ علیہا السلام کا سن اسوقت پندرہ برس اور ۵ ماہ کا تھا

(۲) عن الحارث عن علی قال خطب ابو بكر يعنی فاطمة الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال عمر انت لها يا علی فقلت مالی من شیء الا درعی فزوجه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ابن العاتم فی معرفة الصحابة) حارث جناب علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جناب ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے واسطے جناب فاطمہ علیہا السلام کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خواستگاری کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کیا عمر رضی اللہ عنہ نے جناب علی سے کہا یا علی آپ جناب فاطمہؓ کی زوجیت کیلئے مناسب معلوم ہوتے ہیں جناب علی نے کہا میرے پاس تو سوائے زرہ کے اور کوئی سامان دنیاوی نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی سے انکا نکاح کر دیا۔

(۳) عن عبد اللہ بن بريدة عن ابيه قال خطب ابو بكر فاطمة فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انها صغيرة فخطبها علی فزوجها منه عبد اللہ بن بریدہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں کہ جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدہ کی خواستگاری کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ ابھی چھوٹی ہیں پس جناب علی نے خواستگاری کی حضور نے ان سے نکاح کر دیا۔

(۴) عن ام سلمة قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو لم يخلق علی ما كان لفاطمة كفو (اخرجه الديلمی) جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا روایت کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر علی نہ پیدا ہوتے تو فاطمہ کے لئے کوئی کفو نہ ہوتا۔

(۵) عن انس قال كنت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فغشيه الوحی فلما افاق قال لی يا انس اتدری ما جاءنی به جبرئیل من صاحب العرش عز وعلا قلت بابی انت وامی ما جاءك به جبريل قال قال لی ان اللہ تبارك وتعالی يامرك ان تزوج فاطمة من علی فانطلق وادع لی ابا بكر وعمر وطلحة والزبير وبعدتهم من الانصار قال فانطلقت فدعوتهم فلما ان اخذوا مجالسهم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحمد لله المحمود بنعمته والمعبود بقدرته المطاع سلطانه المهروب اليه من عذابه النافذ امره فی سمائه وارضه الذی خلق الخلق بقدرته وميزهم باحكامه واعزهم بدينه واكرمهم بنبيه محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ

عز وجل جعل المصاهرة نسبا لاحقا وامرا مفترضا وحكما عادلا وخيرا جامعا وشج بها الارحام والزمها
الانام فقال عز وجل وهو الذي خلق من الماء بشرا فجعله نسبا وصهرا وكان ربك قديرا وامر الله تعالى
يجري الى قضائه وقضاؤه يجري الى قدره ولكل قدر اجل ولكل اجل كتاب يمحو الله ما يشاء ويثبت و
عنده ام الكتاب ان الله تعالى امرني ان ازوج فاطمة من علي واشهدكم اني زوجت فاطمة من علي على اربعمائة
مثقال فضة ان رضي بذلك على السنة القائمة والفريضة الواجبة فجمع الله شملهما وبارك الله لهما واطاب الله
نسلهما وجعل نسلهما مفاتيح الرحمة ومعادن الحكمة وامن الامة اقول قولي هذا واستغفر الله لي
ولكم ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم متبسما يا علي ان الله امرني ان ازوجك فاطمة واني قد زوجتكها
على اربعمائة مثقال فضة فقال علي رضيت يا رسول الله ثم ان عليا خر ساجدا شكرا لله فلما رفع راسه قال
له رسول الله صلى الله عليه وسلم يا رسول الله لكما وعليكما واسعد جدكما واخرج منكما الكثير الطيب قال انس
والله لقد اخرج منهما الكثير الطيب اخرجه احمد في المناقب وابو حاتم) انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے
کہ میں ایکدن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں موجود تھا آپکو وحی کے سبب سے غشی طاری ہوئی جب افاقہ
ہوا تو مجھ سے فرمایا اے انس تو جانتا ہے میرے پاس جبرئیل خداوند عرش کی طرف سے کیا حکم لایا ہے میں نے عرض کیا میرے
ماں باپ آپ پر فدا ہوں جبرئیل آپکے پاس کیا حکم لائے ہیں۔ فرمایا کہ جبرئیل نے مجھ سے کہا ہے کہ اللہ تبارک و
تعالیٰ آپکو حکم کرتا ہے کہ فاطمہ کی علی سے تزویج کریں پس تو جا اور میرے پاس ابوبکر و عمر و طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم اور انہیں
کی تعداد کے موافق انصار میں سے لوگوں کو بلا لا۔ انس کہتا ہے کہ میں گیا اور انکو بلا لایا۔ پس جب وہ آگئے اور بیٹھے
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا کہ جمیع حمد ثابت واسطے اللہ کے ہے جو محمود ہے بسبب اپنی نعمتوں
کے اور معبود ہے بسبب اپنی قدرت کے اور اطاعت کیا گیا ہے بسبب اپنی غالب ہونیکے اور اسکی طرف لوگ گریز کرتے
ہیں اسکے عذاب سے جاری ہے حکم اسکا اسکی زمین اور اسکی آسمان میں وہ ایسا ہے کہ اسنے خلقت کو اپنی قدرت
سے پیدا کیا ہے اور اپنے احکام سے انکو تمیز دی ہے اور اپنے دین کے سبب سے انکو عزت بخشی ہے اور محمد
صلے اللہ علیہ وسلم کے سبب سے انکو بزرگی عطا فرمائی ہے۔ بتحقیق اللہ عزوجل نے [illegible] کو نسب لاحق
اور امر واجب اور حکم عادل اور خیر جامع گردانا ہے اور اسکے سبب سے رحموں کو ملایا ہے اور تمام خلق پر اسکو لازم
کردیا ہے اور فرمایا ہے اور اللہ ایسا ہے کہ اسنے پانی سے آدمی کو پیدا کیا پس اسکے واسطے نسب اور سسرال کا
رشتہ قرار دیا اور تیرا پروردگار ہر چیز پر قادر ہے اور خدا کا حکم اسکی قضا و قدر کی طرف جاری ہوتی ہے۔ اور واسطے
ہر قضا کے ایک قدر ہے اور واسطے ہر قدر کے ایک زمانہ معین ہے اور واسطے ہر زمانہ معین کے ایک کتاب ہے
دور کر دیتا ہے اللہ جس چیز کو چاہتا ہے اور ثابت کرتا ہے اور اسکے پاس ہے اصل کتاب یعنی لوح محفوظ معلوم ہو
اللہ تعالیٰ نے مجھکو حکم دیا ہے کہ میں فاطمہ کا علی سے عقد کروں اور میں تمکو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے فاطمہ کا علی سے
چار سو مثقال چاندی پر عقد کیا ہے۔ اگر علی اسبات پر راضی ہو یہ سنت قائم ہے اور فریضہ واجب ہے۔ پس اللہ
تعالیٰ ان دونوں میں جمعیت عطا کرے۔ اور ان دونوں میں برکت دے اور ان دونوں کی نسل کو پاکیزہ کرے
اور ان دونوں کی نسل کو رحمت کی کنجیاں اور حکمت کی کان اور امت کے لئے امان بنائے میں یہ کہتا ہوں

اور اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے استغفار کرتا ہوں بعد اسکے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم
کر کے فرمایا یا علی اللہ تعالیٰ نے مجھکو حکم دیا ہے کہ میں فاطمہ سے تیرا نکاح اور میں نے تم دونوں کا چار سو مثقال چاندی پر عقد
کیا ہے پس علی نے عرض کیا میں راضی ہوں بعد اسکے حضرت علی سجدہ میں گرے شکر کرنے کے لئے پس جب اپنا
سر مبارک سجدہ سے اٹھایا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم دونوں کے واسطے اور تم دونوں پر
برکت کرے اور تم دونوں کی کوشش کو نیک کرے اور تم دونوں سے اولاد پاکیزہ بکثرت پیدا کرے۔ انس نے کہا قسم ہے
کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ان دونوں سے اولاد پاکیزہ بکثرت پیدا کی ہے ۔

(۲) عن انس قال لما زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاطمۃ امرھم ان یجھزوھا فجعل لھا سریرا و وسادۃ من
ادم حشوھا لیف وقال زفی البنتی الی علی وامرہ ان لا یعجل علیھا حتی یاتیھا فجاءت مع ام ایمن حتی قعدت
فی جانب البیت فلما صلی العشاء اقبل برکوۃ فیھا ماء فتفل فیھا فقال لفاطمۃ لقومی فتقدمت و نضح
بین ثدییھا وعلی رأسھا وقال اللھم انی اعیذھا بک وذریتھا من الشیطان الرجیم ثم قال ادبری فادبرت
وصب بین کتفیھا وقال اللھم انی اعیذھا بک وذریتھا من الشیطان الرجیم ثم قال ادبر فادبر فصبہ بین کتفیہ
وقال اللھم انی اعیذہ بک وذریتہ من الشیطان الرجیم فقال لعلی ادخل باھلک بسم اللہ الرحمن الرحیم
فبکت فاطمۃ فقال ما یبکیک وقد زوجتک اقدمھم سلما واحسنھم خلقا فخرج وغلق علیھما الباب بیدہ
(اخرجہ احمد وابو حاتم والنسائی وابو الخیر الحاکمی) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ کا عقد کر دیا لوگوں کو انکے جہیز کی تیاری کا حکم دیا انکے لئے ایک تخت اور
ایک بچھونا چمڑے کا لیف خرما سے بھرا ہوا بنایا گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ میری بیٹی کو علی کیلئے
رخصت کرو اور جناب علی کو کہلا بھیجا کہ جب جناب فاطمہ پہنچیں تو تعجیل نہ کرے۔ پس جناب سیدہ ام ایمن کے
ساتھ جناب علی کے گھر تشریف لیگئیں اور گھر میں ایک طرف بیٹھ گئیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نماز عشا سے فارغ ہوئے تو پانی کا ایک لوٹا لیکر تشریف لائے اور اسمیں اپنا لعاب دہن مبارک ڈالا اور جناب
فاطمہ سے کہا آگے آؤ وہ آگے گئیں حضرت نے انکی چھاتی پر اور سر مبارک پر اس پانی کے چھینٹے دیئے اور دعا کی
کہ اے پروردگار میں تیری پناہ مانگتا ہوں انکے لئے اور انکی ذریت کے لئے شیطان رجیم سے پھر ان سے کہا لوٹ
جاؤ پس وہ لوٹیں اور ان کے دونوں کندھوں کے درمیان پانی کے چھینٹے دیکر دعا کی کہ اے پروردگار میں تیری پناہ مانگتا ہوں
انکے لئے اور انکی ذریت کے لئے شیطان رجیم سے پھر جناب علی سے کہا یا علی آگے آؤ وہ آگے گئے اور جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی چھاتی اور سر اقدس پر اس پانی کے چھینٹے دیئے اور دعا کی کہ اے پروردگار میں
تیری پناہ مانگتا ہوں انکے لئے اور انکی ذریت کے لئے شیطان رجیم سے پھر ان سے کہا لوٹو وہ لوٹے اور
انکے دونوں کندھوں کے درمیان میں پانی کے چھینٹے دیکر فرمایا اے پروردگار میں تیری پناہ مانگتا ہوں انکے لئے
اور انکی ذریت کے لئے شیطان رجیم سے پھر جناب علی سے کہا اب آپ اپنے اہل کے پاس تشریف لیجائیں
ساتھ نام اللہ مہربان رحم والے کے پس جناب فاطمہ رونے لگیں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا فاطمہ تم
کیوں روتی ہو میں نے تمہارا نکاح ایسے شخص سے کیا ہے جو سب سے پہلے اسلام لانیوالا ہے اور سب سے اچھے خلق والا

بیٹے۔ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے آئے اور اپنے ہاتھ سے انکا دروازہ بند کردیا۔

ذکر اس امر کا کہ جناب سیدہ علیہا السلام کا نکاح پروردگار کے حکم سے ہوا ہے

(۱) عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عزوجل امرنی ان ازوج فاطمۃ من علی (اخرجہ الدیلمی فی فردوس الاخبار والطبرانی فی الکبیر) ابن مسعود سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تحقیق پروردگار عزوجل نے مجھکو حکم دیا ہے کہ فاطمہ کا علی سے نکاح کروں۔

(۲) عن انس بن مالک قال ابو بکر خطب الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابنته فاطمۃ فقال صلی اللہ علیہ وسلم یا ابا بکر لم ینزل القضاء ثم خطبها عمر مع عدۃ من قریش فقال له مثل قوله لابی بکر فقیل لعلی لو خطبت الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم لخلیق ان یزوجکها قال وکیف وقد خطبها اشراف قریش فلم یزوجها فخطبها فقال صلی اللہ علیہ وسلم قد امرنی ربی عزوجل بذلک (اخرجہ احمد) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جناب فاطمہ کی خواستگاری کی حضور نے ارشاد فرمایا یا ابابکر حکم خدا نازل نہیں ہوا۔ پھر حضرت عمرؓ نے چند قریش کے آدمیوں کے ساتھ خواستگاری کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو بھی ویسا ہی جواب دیا جو کہ جناب ابوبکرؓ کو دیا تھا تب حضرت علی سے کہا گیا۔ اگر آپ خواستگاری کرتے تو جناب فاطمہ کے لئے زیادہ حقدار تھے۔ جناب علی نے کہا میں کسطرح سے استدعا کروں کیونکہ اشراف قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انکی نسبت استدعا کی اور حضور نے انکا نکاح نہیں کیا۔ پس جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے انکا نکاح کردیا اور فرمایا کہ مجھکو اسکا حکم پروردگار نے کیا ہے۔

(۳) عن عمر قال ذکر عنده علی فقال ذاک صهر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نزل جبریل فقال ان اللہ یامرک ان تزوج فاطمۃ من علی (اخرجہ ابن السمان) روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جناب علی کا ذکر کیا گیا وہ کہنے لگے وہ داماد ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تحقیق جبریل نازل ہوئے کہا کہ اللہ تعالی آپکو امر کرتا ہے کہ آپ فاطمہ کا علی سے نکاح کردیں۔

(۴) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی ان اللہ زوجک فاطمۃ وجعل صداقها الارض فمن مشی علیها مبغضا لک مشی حراما (اخرجہ الدیلمی) ابن عباس کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی تحقیق اللہ تعالی نے تجھ سے فاطمہ کا نکاح کیا ہوا اور تمام زمین کو اسکا مہر قرار دیا ہے پس جو شخص بحالت تیری بغض کے اسپر چلتا ہے اسپر اسکا چلنا حرام ہے۔

جناب سیدہ علیہا السلام کا مہر

واختلف فی مهرها وروی انه مهرها درعه وانه لم یکن ذلک الوقت صفراء و بیضاء وقیل ان علیا تزوج فاطمۃ علی اربعمائۃ وثمانین درهم (استیعاب عبد البر) جناب سیدہ علیہا السلام کے مہر میں علماء کا اختلاف ہے۔ روایت ہے کہ انکا مہر زرہ تھی کیونکہ جناب علی کے پاس اسوقت سونے چاندی میں سے کچھ

موجود نہیں تھا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جناب علی نے چار سو اسی درہم پر ان سے نکاح کیا تھا۔

ذکر اس بات کا کہ جناب سیدہ علیہا السلام کا نکاح ملائکہ کی گواہی سے ہوا

(۱) عن انس قال بینما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد اذ قال لعلی ھذا جبرائیل یخبرنی ان اللہ عز وجل زوجک فاطمۃ واشھد علی تزویجھا اربعین الف ملک واوحی الی شجرۃ طوبیٰ ان انثری علیھم الدر والیاقوت فنثرت علیھم الدر والیاقوت (اخرجہ الملا فی سیرتہ) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن ہم جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی سے فرمایا کہ جبرئیل نے مجھے یہ خبر دی ہے کہ اللہ عز وجل نے تیرا نکاح فاطمہ سے کیا ہے اور انکے نکاح پر چالیس ہزار فرشتے کو گواہ کیا ہے۔ اور درخت طوبیٰ کو اشارہ کیا کہ تم پر در و یاقوت نثار کرے پس اسنے در و یاقوت انپر نثار کئے۔

(۲) عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لفاطمۃ لما اراد اللہ ان املکک بعلی امر اللہ جبرائیل فقام فی السماء الرابعۃ وصف الملٰئکۃ صفوفا ثم خطب علیھم فزوجک من علی ثم امر اللہ شجر الجنان فحملت الحلی والحلل ثم امرھا فنثرت علی الملائکۃ فمن اخذ منھم شیئا اکثر مما اخذ غیرہ افتخر بہ الی یوم القیمۃ (اخرجہ الدیلمی) ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ سے فرمایا اے فاطمہ جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا تمکو علی کی ملکیت میں دے جبرئیل کو حکم دیا اسنے کھڑے ہو کر چوتھے آسمان پر فرشتوں کی بہت سی صفیں باندھیں پھر انپر خطبہ ارشاد فرمایا۔ پھر جنت کی درخت کو حکم دیا وہ زیورات اور عمدہ حلوں سے بار ور ہوا پھر اسکو حکم دیا اور اسنے ان زیورات کو فرشتوں پر نثار کیا۔ پس جس نے ان میں سے بہ نسبت دوسرے کے کچھ زیادہ لیا وہ اسکی وجہ سے قیامت تک فخر کرتا رہا۔

(۳) عن بلال بن حمامۃ قال طلع علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم متبسما ضاحکا وجھہ مشرق کدارۃ القمر فقام الیہ عبد الرحمٰن بن عوف فقال یا رسول اللہ ما ھذا النور قال بشارۃ اتتنی من ربی فی اخی وابن عمی وابنتی فان اللہ زوج علیا من فاطمۃ وامر رضوان خازن الجنان فھز شجرۃ الطوبیٰ فحملت رقاقا یعنی اسکا یعد محبی اھل بیت وانشا تحتھا ملائکۃ من نور ودفع الی کل ملک صکا فاذا استوت القیمۃ باھلھا بالخلائق فلا یبقیٰ محب لاھل بیتی الا دفعت الیہ صکا فیہ فکاکہ من النار فصار اخی وابن عمی وابنتی فکاک رجال ونساء من امتی من النار (رواہ ابو بکر الخوارزمی) بلال بن حمامہ کہتے ہیں کہ ایک روز جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہنستے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپکا رخ انور چاند کے ہالہ کی طرح سے نورانی تھا۔ عبد الرحمٰن بن عوف نے اٹھکر عرض کیا یا رسول اللہ آج چہرہ اقدس پر کیسا نور ہے آپنے فرمایا مجھے میرے پروردگار سے میرے بھائی اور ابن عم اور میری بیٹی کی نسبت بشارت آئی ہے۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے علی کے ساتھ فاطمہ کا نکاح کیا ہے اور رضوان خازن جنت کو حکم کیا ہے۔ اس نے درخت طوبیٰ کو ہلایا پھر وہ بارآور ہو گیا یعنی اسکا ہر ایک پتہ برات بخات کا کاغذ بن گیا اور شجر طوبیٰ کے نیچے فرشتے نور کے پیدا کئے ہر ایک فرشتے کو وہ برات کا کاغذ دیا جبکہ قیامت اپنے تمام لوگوں کے ساتھ قائم ہوگی پس میرے اہلبیت کا

محب باقی نہیں رہیگا - کہ اسپر وہ برات کا غذ نہ گرے اسمیں دوزخ کی آگ سے رہائی کا پروانہ لکھا ہوا ہوگا
پس میرا بھائی اور ابن عم اور میری بیٹی مردوں اور عورتوں کے لئے دوزخ کی آگ سے رہائی کا سبب ہوئیگے ؂

جناب سیدہ رضؓ کی اولاد کا بیان

قال ابو عمر فولدت لہ الحسن والحسین وام کلثوم وزینب ولم یتزوج علی علیہا غیرہا حتی ماتت (استیعاب)
ابو عمر کہتے ہیں کہ جناب فاطمہ علیہا السلام نے جناب علی کے لئے امام حسن اور حسین اور ام کلثوم اور زینب کو جنا ہے اور جناب علی علیہ السلام نے اُنکے سامنے اُنکی سوا دوسرا نکاح نہیں کیا - جبتک کہ اُنکا انتقال ہوگیا

جناب سیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے اول آخرۃ میں لاحق ہوئے ہیں

(۱) **عن** ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا فاطمۃ انت اول اھلی لحوقا بی (اخرجہ الدیلمی)
ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا فاطمہ تم سب میرے اہل سے پہلے مجھسے ملوگے ؂

(۲) **عن** عائشۃ قالت ما رأیت احداً اشبہ برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فاطمۃ کانت اذا دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قام الیہا فلما مرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دخلت فاطمۃ فاکبت علیہ ثم رفعت رأسہا فبکت ثم اکبت ثم رفعت رأسہا فضحکت فلما توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلت لہا رأیت حین اکبت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ورفعت رأسک فبکیت ثم اکبت علیہ فرفعت رأسک فضحکت ما حملک علی ذلک قالت انی اذا لبذرۃ اخبرنی انہ میت من وجعہ ھذا فبکیت ثم اخبرنی انی اسرع اھلہ لحوقا بہ فذلک حین ضحکت (اخرجہ الترمذی وابو داؤد والنسائی) البذرۃ قال الحربی البذرۃ الذی یفشون ما یسمعون من السر یقال بذرت بین الناس تشبیہا ببذر الحب جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا روایت کرتی ہیں کہ جناب فاطمہ رضؓ کے سوا کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تشبیہ نہیں تھا جب جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں تشریف لاتیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکے لئے اُٹھ کھڑے ہوتے جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو جناب سیدہ تشریف لائیں اور حضرت پر جھک گئیں پھر سر اُٹھا کر رونے لگیں پھر دوبارہ حضرت پر جھکیں اور سر اُٹھا کر ہنسنے لگیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا تو میں نے اُن سے کہا کہ میں نے تمکو دیکھا جب کہ آپ پہلی مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جھکیں تو سر اُٹھا کر رونے لگیں اور پھر دوبارہ جھکیں اور سر اُٹھا کر ہنسنے لگیں آپکو اس بات پر کس چیز نے برانگیختہ کیا تھا اُنہوں نے فرمایا تم اسکے افشا کا اندیشہ تھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے خبر دی تھی کہ ہم اس بیماری سے انتقال فرمانیوالے ہیں اسلئے میں رونے لگی پھر مجھکو خبر دی کہ تم بہت جلدی مجھسے ملنے والی ہو - پس اس وجہ سے میں ہنسنے لگی ؂

جناب سیدہ علیہا السلام کی وفات کا بیان

(۱) عن عائشۃ قالت انہا لم تضحک فی مدۃ حیاتہا بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانہا کانت تذوب من الحزن علیہ وشوقہا الیہ (اخرجہ ابن عساکر فی تاریخہ) جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب سیدہ علیہا السلام بعد سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی مدت حیات میں نہیں ہنسے اور غم میں پگھلتی رہیں اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کے شوق میں گھلتی رہیں ؎

(۲) عن عائشۃ رضی اللہ عنہا ان فاطمۃ عاشت بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ستۃ اشہر ودفنت لیلا (اخرجہ ابن عساکر) ام المومنین جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب سیدہ علیہا السلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد چھ مہینے تک زندہ رہیں اور رات کیوقت دفن ہوئیں ؎

(۳) عن عروۃ ان فاطمۃ توفیت بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم بستۃ اشہر (استیعاب) عروہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تحقیق حضرت سیدہ علیہا السلام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چھ مہینے بعد فوت ہوئیں

(۴) وقیل بعضہم ماتت بعد وفاۃ ابیہا بمائۃ یوم (استیعاب) بعض اہل سیر نے یہ بھی کہا ہے کہ جناب سیدہ نے اپنے والد بزرگوار صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے سو دن بعد انتقال فرمایا ہے ؎

(۵) روی ابن شہاب ثلثۃ اشہر (استیعاب) ابن شہاب زہری جنہوں نے سب سے اول حدیث کو بحکم عمر بن عبد العزیز مدون کیا ہے روایت کرتے ہیں کہ جناب سیدہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد تین مہینے تک زندہ رہیں ہیں ؎

(۶) عن ابن بریدۃ قال عاشت بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم سبعین یوما (استیعاب) ابن بریدہ کہتے ہیں کہ جناب سیدہ ستر دن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد زندہ رہیں ؎

(۷) قیل بخمسین یوما (نزل الابرار) یہ بھی کہا گیا ہے کہ پچاس دن زندہ رہی ہیں ؎

(۸) قیل باربعین یوما (نزل الابرار) بعض نے چالیس دن ہی کہے ہیں ؎

(۹) قال عبد اللہ بن حارث وعمرو بن دینار توفیت بعد ابیہا بثمانیۃ اشہر (استیعاب) عبد اللہ بن حارث اور عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ اپنے والد کے آٹھ مہینے بعد جناب فاطمہ علیہا السلام نے انتقال فرمایا ہے ؎

والاصح انہا لبثت بعد وفات ابیہا بستۃ اشہر وہو مذہب الجمہور (استیعاب) اور زیادہ تر صحیح بات یہی ہے کہ جناب سیدہ اپنے والد ماجد کی وفات کے چھ مہینے تک زندہ رہی ہیں اور یہی جمہور کا مذہب ہے ؎

(۱۰) قال المدائنی ماتت الثلث لثلث خلون من شہر رمضان سنۃ احدی عشرۃ وہی ابنۃ تسع وعشرین سنۃ (استیعاب) مدائنی کہتے ہیں کہ جناب سیدہ نے تیسری رمضان سنہ شبنہ کے دن سنہ گیارہ ہجری میں وفات پائی ہے اس وقت انکی عمر انتیس برس کی تھی ؎

(۱۱) قال ابن الخشاب توفیت ولہا ثمان وعشرون سنۃ وخمسین یوما (تاریخ موالید ووفیات اہل بیت) ابن خشاب کہتے ہیں کہ جناب سیدہ کی عمر شریف وفات کے وقت اٹھائیس برس اور پچاس دن کی تھی ؎

(۱۲) قال الزبیر بن بکار سألت عن عبد اللہ ابن حسین یا ابا محمد کم بلغت فاطمۃ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم من السن فقال ثلثین (استیعاب) زبیر بن بکار کہتے ہیں کہ میں نے جناب عبد اللہ بن حسین سبط السابقین امام زین العابدین علیہ السلام سے پوچھا یا ابا محمد جناب سیدہ علیہا السلام کا سن مبارک وفات کے وقت کیا تھا۔ فرمایا تیس برس کا۔

(۱۳) واختلفوا فی غسلہا اخرجہ احمد عن ام سلمۃ قالت اشتکت فاطمۃ فمرضتہا فاصبحت یوما کانت تخرج علی فقالت یا امتاہ اسکبی لی غسلا فقامت واغتسلت کاحسن ما کانت تغتسل ثم قالت ناولنی ثیابی الجدد فناولہا ایاہا فلبستہا ثم قالت قد المفراشی الی وسط البیت ففعلت فاضطجعت واستقبلت وجعلت یدیہا تحت خدہا وقالت انا مقبوضۃ وقد اغتسلت فلا یکشفنی احد وقبضت فجاء علی فبکا فقال واللہ لا یکشفہا احد فحملہا وصلی علیہا ودفنہا (تذکرہ خواص الامہ) جناب سیدہ کے غسل میں علماء سیر کا اختلاف ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ جناب سیدہ بیمار ہوئیں اور انکا مرض طول پکڑ گیا۔ ایک دن صبح کو اٹھیں انکا مزاج مبارک جیسے کہ تھا ویسے ہی علیل تھا۔ جناب علی گھر سے باہر تشریف لیگئے جناب سیدہ نے خادمہ سے ارشاد کیا کہ ہمیں غسل کرا۔ آپنے نہایت عمدہ طرح سے غسل کیا اور ایسا غسل کیا کہ حالت صحت میں بھی بدرجہا بہتر تھا۔ پھر فرمایا کہ ہمارے نئے کپڑے لاؤ خادمہ نئے کپڑے لائی آپنے انکو پہنا۔ پھر ارشاد کیا کہ ہمارا بستر گھر کی انگن میں بچھا دو۔ خادمہ نے آپکا بستر صحن کے درمیان بچھا دیا آپ رو بقبلہ ہو کر لیٹ گئیں اور اپنے دونوں ہاتھوں کو رخسار کے نیچے رکھ لیا۔ اور فرمایا میں اسوقت انتقال کرنے والی ہوں اور میں نے غسل کر لیا ہے۔ مجھکو اب کوئی نہ کھولے یہ فرما کر دار آخرت کو رحلت کر گئیں۔ پھر جناب علی تشریف لائے اور رونے لگے اور کہا کہ خدا کی قسم ہے انکو کوئی نہیں کھولیگا۔ پس اسی طرح سے جنازہ کو اٹھا کر لے گئے اور نماز ادا کی اور انکو دفن کر دیا۔

(۱۴) وفی نزل الابرار غسلہا ایغسلہا انہا لم تغسل بعد الموت وکان ذلک شیئ خصص بہ ابوہا صلی اللہ علیہ وسلم اور نزول الابرار میں علامہ بدخشی لکھتے ہیں کہ جناب سیدہ اسی غسل سے دفن ہوئی ہیں جو کہ حالت حیات خود انہوں نے کیا تھا اور یہ ایک ایسی بات تھی کہ انکے والد ماجد صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے لئے خاص مقرر کی تھی۔

(۱۵) وروی عن محمد بن اسحاق ان الملائکۃ غسلہا (طبقات ابن سعد) محمد بن اسحاق روایت کرتے ہیں کہ بعد وفات کے فرشتوں نے انکو غسل دیا ہے۔

(۱۶) وروی ان اسماء بنت عمیس غسلتہا (تذکرہ خواص الامۃ) یہ بھی روایت ہے کہ اسماء بنت عمیس نے جناب سیدہ کو غسل دیا ہے۔

(۱۷) والاصح ان علیا غسلہا وکانت اسماء بنت عمیس تقیب علیہا وکان ذلک مخصوصا بعلی وانما انکر علیہ ابن مسعود فقال لہ اما سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ہی زوجتک فی الدنیا والآخرۃ (تذکرۃ

خواص الامۃ) زیادہ تر صحیح یہ بات ہی کہ جناب علی رضؓ نے انکو غسل دیا تھا اور اسماء بنت عمیس حضرت کی مددگار تھیں اور یہ بات صرف جناب علی کے لئے ہی مخصوص تھی۔ چنانچہ عبداللہ بن مسعود نے اسکی نسبت آپ پر اعتراض بھی کیا تھا۔ جناب علی نے فرمایا کہ شاید تمنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کو نہیں سنا ہے کہ مجھ سے فرمایا تھا کہ یہ دنیا و آخرت میں تیری بی بی ہیں ✤

(۱۸) قیل صلی علیہا علیؓ وقیل عباسؓ (نزل الابرار) روایت ہی کہ جناب سیدہ کے جنازہ کی نماز حضرت علی نے پڑھی تھی۔ اور بعض کہتے ہیں حضرت عباسؓ نے پڑھی تھی ✤

(۱۹) وقیل انہا دفنت فی زاویۃ عقیل (تذکرہ خواص الامۃ) یہ بھی روایت ہی کہ جناب سیدہ علیہا السلام عقیل بن ابی طالب کے گھر کے کونے میں دفن کیگئی ہیں ✤

(۲۰) وقیل انہا دفنت فی البقیع الغرقد (تذکرہ خواص الامۃ) اور بعض کہتے ہیں کہ بقیع شریف میں آپکا جسد اطہر مدفون ہے ✤

اَوۡلَادِ صَالِحُ

جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی اولاد کا جناب امیر علیہ السلام کی صلب سے ہونا

(۱) **عن** ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہم اشہد انی قد بلغت ہذا اخی وابن عمی وصہری وابو ولدی اللہم کب من عاداہ فی النار (اخرجہ ابن النجاری) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے پروردگار گواہ رہ میں نے پہنچا دیا ہے کہ یہ (یعنی علی بن ابیطالب) میرا بھائی اور ابن عم اور میرا داماد اور میرے بچوں کا باپ ہی اے پروردگار جو شخص اسکو دشمن رکھے اُسکو اوندھا دوزخ کی آگ میں گرا ✤

(۲) **عن** ابن عباس رضی اللہ عنہ قال کنت انا والعباسؓ جالسین عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ دخل علی وسلم فرد علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقام الیہ وعانقہ وقبل بین عینیہ واجلسہ عن یمینہ فقال العباس یا رسول اللہ انحب ہذا فقال یا عم واللہ اللہ اشد حبا منی ان اللہ جعل ذریۃ کل نبی فی صلبہ وجعل ذریتی فی صلب علی (اخرجہ ابو الخیر الحاکمی والخطیب فی تاریخہ والطبرانی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ میں اور عباسؓ دونوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں جناب علی تشریف لائے اور سلام کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب سلام دیا اور اٹھ کھڑے ہوئے اور معانقہ کیا اور پیشانی پر بوسہ دیا۔ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا آیا یا رسول اللہ آپ ان سے محبت رکھتے ہیں آپنے فرمایا اے چچا واللہ خدا کے لئے میں ان سے نہایت محبت رکھتا ہوں تحقیق پروردگار نے ہر ایک نبی کی ذریت کو اسی کی صلب میں قرار دیا ہے۔ اور میری ذریت کو علی کی صلب میں قرار دیا ہے ✤

(۳) **عن** جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ جعل ذریۃ کل نبی فی صلبہ وجعل ذریتی فی صلب علی (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر) جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تحقیق اللہ جل جلالہ وعم نوالہ نے ہر ایک نبی کی ذریت کو خاص اسی کی صلب سے قرار دیا ہے اور میری ذریت کو علی کی صلب سے قرار دیا ہے ؛

(۴) **عن** علی قال طلبنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوجدنی فی حائط نائما فضربنی برجلہ قال قم فواللہ لارضینک انت اخی وابو ولدی (اخرجہ احمد فی المناقب) جناب علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو ڈھونڈا اور ایک دیوار کے نیچے سویا ہوا پایا۔ آپ نے پای مبارک سے ہلا کر فرمایا اٹھ میں تجھکو خوش کرتا ہوں کہ تو میرا بھائی اور میرے بچوں کا باپ ہی ؛

(۵) **عن** محمد بن اسامۃ بن زید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی اما انت یا علی فختنی وابو ولدی وانت منی وانا منک (اخرجہ احمد والبغوی والحاکم) محمد بن اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی سے فرماتے تھے پس یا علی تو ہمارا داماد اور ہمارے بچوں کا باپ ہے اور تو میرا اور میں تیرا ہوں ؛

(۶) **عن** ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہم اشہد فقد بلغت ھذا اخی وابن عمی وصھری وابو ولدی اللہم کب عادیہ فی النار (اخرجہ الشیرازی فی الالقاب وابن النجاری) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ای میرے پروردگار گواہ رہیو میں نے پہونچادیا ہے کہ یہ میرا بھائی اور ابن عم اور داماد اور میرے بچوں کا باپ ہے ای اللہ جو اسکی دشمن رکھے اسے اوندھا آگ میں دھکیل ؛

ذکر اس بات کا کہ جناب سیدہ علیہا السلام سوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل منقطع ہوگئی ہے

(۱) وفی اسد الغابہ وانقطع نسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا منہا اسد الغابہ فی تمیز الصحابہ میں علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں کہ سوائے نسل جناب سیدہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل منقطع ہوگئی ہے ؛

(۲) قال السمہودی فی جواہر العقدین لما رای علی ابن ابی طالب الحسین یسرع الی الحرب فی الصفین قال ایہا الناس املکوا عنی ھذین الغلامین اخاف ان ینقطع بہما نسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علامہ جلال الدین سمہودی جواہر العقدین میں لکھتے ہیں کہ جبکہ جناب امیر علیہ السلام نے دیکھا کہ امام حسن صفین کے میدان میں لڑائی کے لئے تشریف لیجا رہے ہیں۔ فرمایا ای لوگو ان دونوں لڑکوں کو یعنی حسنین علیہما السلام کو تھام لو میں ڈرتا ہوں کہ انکے شہید ہوجانیکی وجہ سے کہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل منقطع نہ ہوجائے ؛

جناب سیدہ کی اولاد کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ولی اور عصبہ ہونا

(۱) **عن** فاطمۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل بنی اب ینتمون الی عصبۃ الا ولد فاطمۃ فانا ولیہم وعصبتہم (اخرجہ الطبرانی) قال العلامۃ ابن حجر ولہ طرق یقوی بعضہا بعضا (صواعق محرقہ) جناب سیدہ علیہا السلام سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ہر ایک بنی آدم کی نسبت اپنے عصبہ کی طرف کیجاتی ہے مگر فاطمہ کی اولاد کے لئے میں ولی اور عصبہ ہوں ۔

(۲) **عن** جابر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لکل بنی ام عصبۃ ینتمون الیہ الا ولد فاطمۃ فانا ولیہم وانا عصبتہم وہم عترتی وخلقوا من طینتی (اخرجہ الحاکم فی المستدرک وابن عساکر فی تاریخہ) جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بتحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر ایک بنی ام کیلئے عصبہ ہوا کرتا ہے کہ اسکی طرف انکو منسوب کیا جاتا ہے مگر اولاد فاطمہ کہ انکے لئے ولی اور عصبہ میں ہوں اور وہ میری عترت ہیں اور میری طینت سے پیدا ہوئے ہیں ۔

(۳) سال الرشید عن موسی الکاظم کیف قلتم انا ذریۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانتم ابناء علی فتلا موسی ومن ذریتہ داؤد وسلیمان الی قال عیسی ولیس لہ اب (صواعق محرقہ) روایت ہے کہ جناب موسی کاظم علیہ السلام سے رشید نے پوچھا کہ آپ اپنے آپکو ذریت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر کہلاتے ہو حالانکہ آپ تو حضرت علی کی ذریت ہیں ۔ جناب امام نے یہ آیت پڑھی کہ جسکا ترجمہ یہ ہے کہ ابراہیم کی ذریت سے داؤد اور سلیمان تھے ۔ اور عیسی پس امام نے فرمایا کہ عیسی کا تو باپ نہیں وہ اپنی ماں کی وجہ سے ذریت ابراہیم میں سے ٹھہرے ۔

(۴) **عن** الشعبی وعاصم بن النجود المقری ان الحجاج ابن یوسف الثقفی بلغہ ان یحیی بن یعمر التابعی یقول ان الحسن والحسین من ذریۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان یحیی یومئذ بخراسان فکتب الحجاج الی قتیبۃ بن مسلم والی خراسان ان ابعث الی یحیی بن یعمر فبعث بہ الیہ فقام بین یدیہ فقال انت الذی تزعم ان الحسن والحسین من ذریۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اجل یا حجاج قال الشعبی فتعجبت من جرأتہ فقال الحجاج تاتینی بہا بینۃ واضحۃ من کتاب اللہ ولا تاتینی بہذہ الآیۃ ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم قال فان خرجت وراء من ذلک واتیتک بہا بینۃ واضحۃ من کتاب اللہ فہو امانی قال نعم فقال قال اللہ تعالی ووہبنا لہ اسحق ویعقوب کلا ہدینا من قبل ومن ذریتہ داؤد وسلیمان وایوب ویوسف وموسی وہارون کذلک نجزی المحسنین وزکریا ویحیی وعیسی والیاس کل من الصالحین ثم قال یحیی بن یعمر من کان ابو عیسی وقد الحقہ تعالی بہ من ذریۃ ابراہیم وما بین عیسی وابراہیم اکثر ما بین الحسن والحسین ومحمد صلی اللہ علیہ وسلم (تاریخ ابن خلکان ۔ وحیوۃ الحیوان للدمیری والروض الازہر) شعبی اور قاری عاصم ابن النجود رحمہما اللہ تعالی بیان کرتے ہیں کہ حجاج بن یوسف الثقفی کو خبر لگی کہ یحیی بن یعمر التابعی یہ کہتے ہیں کہ حضرت امام حسن اور حسین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت

میں پوشیدہ تھے یعنی خراسان میں تھے۔ حجاج نے قتیبہ بن مسلم والی خراسان کو لکھا کہ یحییٰ بن یعمر کو میری طرف روانہ کر۔ قتیبہ نے یحییٰ کو حجاج کے پاس بھیجا۔ جب سامنے آیا۔ حجاج نے کہا کیا تو ہے جو کہتا ہے کہ حسن اور حسین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت ہیں۔ یحییٰ نے کہا ہاں یعنی کہتا ہے مجھے یحییٰ کے کہنے سے حجاج کو اس کہنے سے تعجب آیا۔ حجاج نے کہا الحق بینا او اثبتہ من کتاب اللہ سے بیان کر۔ اللہ تعالیٰ ندع ابناءنا وابناءکم کی آیت کو دلیل میں پیش نہ کرو۔ یحییٰ نے کہا اگر میں اس آیت کے سوا دوسری آیت قرآن شریف سے واضح طور پر پیش کی تو تو مجھکو امان دیگا۔ حجاج نے کہا ہاں۔ یحییٰ نے یہ آیت پڑھی جس کا ترجمہ یہ ہے اور دیا ہم نے اسکو اسحاق اور یعقوب سب کو ہم نے ہدایت کی اور نوح کو ہم نے ہدایت کی اس سے پہلے اور اسکی ذریت سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون اسی طرح سے ہم جزا دیتے ہیں محسنوں کو اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس ہر ایک نیکوں میں سے۔ پھر یحییٰ بن یعمر نے کہا عیسیٰ کا کون باپ تھا۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انکو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذریت میں ملا دیا ہے اور عیسیٰ اور ابراہیم علیہما السلام کے درمیان تو ماں ہی کا واسطہ ہے اور حسن اور حسین کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ہوا ہے ۔

(۳) عن الطفیل عن ذکوان مولی لمعاویۃ قال قال معاویۃ لا اعلم احدا اسمی ھذین الغلامین ابنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولکن قولوا ابنی علی قال ذکوان فلما کان بعد ذلک امرنی ان اکتب بنیہ فی الشرف قال فکتبت بنیہ وبنی بنیہ وترکت بنی بناتہ ثم اتیتہ بالکتاب فنظر فیہ فقال ویحک لقد اغفلت اکبر بنی فقلت من قال اما بنو فلانۃ بنی قال فقلت اللہ اکبر تکون بنو بناتک بنیک ولا یکون بنو فاطمۃ بنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یسمعوا ھذا احد منک (اخرجہ الحافظ عبد العزیز بن الاخضر) امیر معاویہ کا غلام ذکوان بیان کرتا ہے کہ ایک دفعہ معاویہ نے کہا میں نہیں جانتا کہ ان دونوں لڑکوں (یعنی حسنؓ و حسینؓ) کو کس نے جناب رسالت مآب کے بیٹے قرار دیا ہے۔ انکو تو علی کے بیٹے کہنا چاہیئے۔ ذکوان کہتا ہے کہ اسکے بعد مجھکو معاویہ نے دفتر میں اپنی اولاد کے نام لکھنے کا حکم دیا۔ میں نے اسکے بیٹوں اور پوتوں کا نام لکھا اور نواسوں کا نام چھوڑ دیا اور اسکو لیکر معاویہ کے پاس دکھانے کو لایا۔ معاویہ مجھے کہنے لگا تو میرے بڑے بیٹوں کے نام درج کرنے بھول گیا۔ میں نے کہا وہ کون ہیں۔ معاویہ بولا میری فلانی بیٹی کے بیٹے میرے بیٹے نہیں ہیں۔ میں نے کہا اللہ اکبر تیری بیٹی کے بیٹے تو تیرے بیٹے ٹھہرے اور جناب فاطمہ کے بیٹے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے نہ ٹھہرے۔ معاویہ نے کہا او خبردار تجھ سے کوئی یہ بات نہ سن پائے ۔

قیامت کے دن بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسب کے کل سبب اور نسب کا منقطع ہونا

(۱) عن عمر بن الخطاب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل سبب ونسب منقطع یوم القیامۃ

الا سببی ونسبی وکل ولد ام فان عصبتہم لابیہم ما خلا ولد فاطمۃ فانی انا ابوہم وعصبتہم (اخرجہ ابو صالح۔ وابونعیم فی الحلیۃ وابن السمان والمسلم فی المتابعات والدارقطنی والطبرانی فی الاوسط والبیہقی وابوالحسن المغازلی فی المناقب والدولابی فی الذریۃ الطاہرۃ) جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر ایک سبب و نسب قیامت کے دن منقطع ہو جائیگا۔ بجز میرے نسب اور سبب اور ہر ایک ماں کے بیٹوں کے لئے عصبہ باپ کی جانب سے ہوتا ہے۔ بجز اولاد فاطمہ کے کہ میں اُنکا باپ اور عصبہ ہوں ❖

(۲) **عن** فاطمۃ وابن عمر وصح عن عمر کما مر انہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول کل سبب ونسب منقطع یوم القیامۃ ما خلا سببی ونسبی (اخرجہ الطبرانی) جناب سیدہ علیہا السلام اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور جیسے کہ صدر میں بیان کیا گیا ہے اسی حدیث کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے تصحیح ہو چکی ہے کہ انہوں نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ ہر سبب ونسب قیامت کے دن منقطع ہوگی بجز میرے سبب اور نسب کے ❖

جناب سیّدہ علیہا السّلام کی اولاد کا طیّب اور طاہر ہونا

عن انس قال کنت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فغشیہ الوحی فلما افاق قال ھل تدری ما جاء بہ جبریل قلت اللہ ورسولہ اعلم قال امرنی ربی ان ازوج فاطمۃ من علی فادع لی ابا بکر وعمر فلما اقبل علی فقال لہ یا علی ان اللہ امرنی ان ازوجک فاطمۃ وقد زوجتکما علی اربعمائۃ مثقال فضۃ ارضیت قال یا رسول اللہ رضیت قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم جعل اللہ منکما الکثیر الطیب وبارک اللہ فی نسلکما قال انس فو اللہ لقد اخرج منہما الکثیر الطیب (اخرجہ ابو الخیر قزوینی والرویانی فی مسندہ والدولابی والسمہودی فی جواہر العقدین) انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا کہ حضور وحی کے نزول سے بیہوش ہو گئے۔ جبکہ ہوش میں آئے مجھ سے فرمایا ای انس تو جانتا ہے کہ جبریل میرے پاس کیا پیغام لایا ہے میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ جاننے والا ہے آپ نے فرمایا خدا تعالیٰ نے مجھکو حکم دیا ہے کہ میں فاطمہ کا علی سے نکاح کروں۔ تو جا ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو بُلا لا۔ جب جناب علی تشریف لائے آپ نے اُن سے ارشاد کیا یا علی تحقیق پروردگار عالم نے مجھکو حکم دیا ہے کہ میں فاطمہ کا تجھ سے نکاح کر دوں پس میں نے تم دونوں کا چار سو مثقال چاندی پر نکاح کیا ہے۔ آیا تو راضی ہے جناب علیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں راضی ہوں۔ آپ نے دعا فرمائی اور کہا اللہ تعالیٰ تم دونوں میں سے بہت سے طیب پیدا کرے۔ انس کہتے ہیں خدا کی قسم ہے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں میں سے بہت سے طیب پیدا کئے ہیں ❖

جناب سیّدہ علیہا السّلام کی اولاد کا قطعی جنّتی ہونا

عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فاطمۃ احصنت فرجھا وان اللہ ادخلھا باحصان فرجھا وذریتھا الجنۃ (اخرجہ الطبرانی) ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہ تحقیق فاطمہ علیہا السلام نے اپنے آپکو نگاہ رکھا ہے اور اس نگاہ رکھنے کی وجہ سے اللہ تعالی نے اسکو اور اسکی ذریت کو جنت میں داخل کیا ہے۔

جناب سیدہ علیہا السلام کی اولاد پر دوزخ کی آنچ کا حرام ہونا

(۱) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا فاطمۃ تدرین لم سمیت فاطمۃ قال علی لم سمیت فاطمۃ یا رسول اللہ قال قال ان اللہ فطمھا وذریتھا من النار (اخرجہ ابو القاسم الدمشقی ونقلہ محب الطبری عن مسند علی بن موسی الرضا) جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ای فاطمہ تم جانتے ہو کہ تیرا نام فاطمہ کیوں رکھا ہے علی نے عرض کیا یا رسول اللہ آپنے کیوں فاطمہ نام رکھا ہے حضور نے ارشاد کیا اسلئے کہ پروردگار نے اسکو اور اوسکی ذریت کو دوزخ کی آگ سے بچایا ہے۔

جناب سیدہ علیہا السلام کی اولاد کا قیامت کے دن غیر معذب ہونا

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لفاطمۃ ان اللہ غیر معذبک ولا ولدک یوم القیامۃ (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب فاطمہ سے فرماتے تھے کہ بہ تحقیق اللہ تبارک وتعالی تجھکو اور تیری اولاد کو قیامت کے دن عذاب نہیں کریگا۔

صحت ولادت کے باعث جناب امیر کی اولاد کا اپنے آبائے کرام کے نام سے پکارا جانا

عن العباس بن عبد المطلب قال کنت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذ اقبل علی فلما راٰہ اسفر فی وجھہ فقلت یا رسول اللہ انک تسفر فی وجہ ھذا الغلام فقال یا عم واللہ للہ اشد حبا منی ولم یکن نبی الا وذریتہ الباقیۃ بعدہ من صلبہ وان ذریتی من بعدی من صلب ھذا انہ اذا کان یوم القیامۃ دعی الناس باسمائھم واسماء امھاتھم سترا من اللہ علیھم الا ھذا وابنیہ فانھم یدعون باسمائھم واسماء آبائھم لصحۃ ولادتھم (مروج الذھب المسعودی) جناب عباس بن عبد المطلب ذکر کرتے ہیں ایکدفعہ میں جناب سرور انبیاء علیہ التحیۃ والثنا کے حضور میں بیٹھا ہوا تھا کہ ناگہاں جناب علی تشریف لائے جب حضور نے انکو دیکھا چہرہ اقدس زرد ہو گیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپکا چہرہ مبارک اس لڑکے کو دیکھکر کیوں زرد ہو گیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے چچا واللہ اللہ مجکو اس سے سخت محبت ہے کوئی نبی نہیں

کہ اگر میری نسل و ذریت نہ ہی کی ... اسکے بعد باقی نہ رہی ہو اور میری ذریت میرے سببی و نسلی صلب سے باقی رہیگی جب قیامت کا دن ہوگا تو گو کہ سب لوگ اپنی ماؤں کی طرف سے بوجہ انکی پردہ پوشی کے ان کے ناموں سے اور نیز اپنی ماؤں کے ناموں سے پکارا جائیگا۔ الا یہ یعنی علی بن ابیطالب) اور اوسکی اولاد کہ وہ بسبب صحت انکی صحت ولادت کے انکے ناموں اور انکے باپوں کے ناموں سے پکارے جائینگے ؏

مناقب جناب امام حسن علیہ السلام السبط الاکبر

(۱) قال الزہری ولد الحسن فی نصف من رمضان سنۃ ثلاث من الہجرۃ (اسد الغابہ) زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جناب حسن علیہ السلام کی ولادت باسعادت نصف رمضان سنہ ہجرت کے تیسرے سال واقعہ ہوئی ؏

(۲) قال ابن سعد وابن عبد البر ولد الحسن سنۃ ثلاث فی نصف شہر رمضان وقیل فی شعبان وقیل سنۃ اربع وقیل سنۃ خمس والاول اصح (اصابہ فی تمیز الصحابہ) علامہ ابن سعد و ثقات ہیں اور ابن عبد البر استیعاب میں لکھتے ہیں کہ جناب امام حسن علیہ السلام ہجرت کے تیسرے برس نصف رمضان کو اور بعض کے نزدیک چوتھے برس اور بعض کے نزدیک پانچویں برس پیدا ہوئے ہیں اور پہلی بات صحیح زیادہ ہے ؏

(۳) روی ابن الخشاب الشیعی انہ ولد ستۃ اشہر ولم یولد لستۃ اشہر مولود فعاش الا الحسن وعیسی بن مریم وفی روایۃ الا الحسن ویحیی (تاریخ موالید و وفات اہل بیت) ابن خشاب ذکر کرتے ہیں کہ جناب حسن چھ مہینے کے پیدا ہوئے ہیں کوئی لڑکا چھ مہینے کا نہیں پیدا ہوا پھر زندہ رہا ہو بجز حسن اور عیسی ابن مریم کے اور ایک روایت میں بجز حسن اور یحیی کے ذکر کیا گیا ہے ؏

(۴) **عن** ام الفضل قالت قلت یا رسول اللہ رأیت کان عضوا من اعضائک فی بیتی قال خیرا رأیت تلد فاطمۃ غلاما فترضعیہ بلبن قثم (اخرجہ البغوی والدولابی) ام الفضل رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ حضور کے جسد اطہر کا ایک ٹکڑا میرے گھر میں ہے حضور نے فرمایا تو نے بہت اچھا خواب دیکھا ہے فاطمہ ایک بیٹا جنیگی کہ تو اسکو قثم بن عباس کا دودھ پلاویگی ؏

(۵) **عن** علی عق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الحسن بشاۃ وقال یا فاطمۃ احلقی رأسہ وتصدقی بزنۃ شعرہ فضۃ فکان وزنہ درہما او بعض درہم (اخرجہ الترمذی) جناب علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن علیہ السلام کے عقیقہ میں ایک بکری ذبح کی اور فرمایا اے فاطمہ اسکے سر کے بال منڈوا اور اسکے بالوں کے برابر چاندی تصدق کر۔ پس ان بالوں کا وزن ایک درہم یا اس سے کچھ کم تھا ؏

(۶) **عن** ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عق عن الحسن والحسین کبشا کبشا او کبشین (اخرجہ ابو حاتم) ابن عباس سے منقول ہے کہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسنین علیہما السلام کا عقیقہ ایک ایک مینڈھے سے یا دو دو مینڈھوں سے کیا تھا ؏

(۷) **عن** جابر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عق عن الحسن والحسین وختنہما لسبعۃ ایام (...)

الطبرانی) جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسنین کا عقیقہ اور ختنہ ساتویں دن کیا تھا۔

(۸) **عن** علیؓ قال لما ولد الحسن اذن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی اذنہ الیمنی واقام فی اذنہ الیسریٰ وختنہ یوم السابع وعق عنہ کبشین ونفی شعرہ وتصدق بزنتہ فضۃ واعطی القابلۃ رجل العقیقۃ (نزل الابرار) جناب علیؓ سے روایت ہے کہ جب حسن علیہ السلام پیدا ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکے داہنے کان میں اذان اور اُلٹے کان میں اقامت کہی اور ساتویں دن ختنہ کیا اور دو مینڈھے عقیقہ کئے اور اُن کے سر کے بالوں کو وزن کرکے اُسکے برابر چاندی خیرات کی اور عقیقہ کے مینڈھے کے پائے دائی کو عطا کئے۔

(۹) **عن** علیؓ قال لما ولد الحسن سمیتہ باسم عمی حمزۃ فلما ولد الحسین سمیتہ باسم جعفر فدعانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال لی امرت ان اغیر اسم ابنی ھذین فقلت اللہ ورسولہ اعلم فسماھما حسنا وحسینا (اخرجہ احمد والھیثم بن کلیب الشاشی والحاکم فی المستدرک) جناب علیؓ ذکر کرتے ہیں کہ جب حسنؓ پیدا ہوئے تو میں نے اُنکا نام اپنے چچا حمزہ کے نام پر حمزہ رکھا اور جب حسینؓ پیدا ہوئے انکا نام اُنکے چچا کے نام پر جعفر رکھا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلا کر فرمایا کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ میں اپنے دونوں بیٹوں کے نام بدل دوں میں نے عرض کیا اللہ اور اُسکا رسول زیادہ جانتا ہے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکا نام حسن اور حسین رکھا۔

(۱۰) **عن** اسماء بنت عمیس قالت قبلت فاطمۃ بالحسن فجاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا اسماء ھلمی ابنی فدفعتہ الیہ فی خرقۃ صفراء فالقاھا عنہ قائلا الم اعھدکن ان لا تلففوا مولودا فی خرقۃ صفراء فلففتہ فی خرقۃ بیضاء فاخذہ فاذن فی اذنہ الیمنی واقام فی الیسریٰ ثم قال لعلی ای شیء سمیت ابنی فقال ما کنت لاسبقک بذلک فقال ولا انا اسبق ربی فہبط جبریل فقال یا محمد ان ربک یقرئک السلام ویقول لک علی منک بمنزلۃ ھارون من موسیٰ لکن لا نبی بعدک فسم ابنک ھذا باسم ولد ھارون فقال وما کان اسم ولد ھارون یا جبریل فقال شبر فقال ان لسانی عربی فقال سمہ الحسن ففعل صلی اللہ علیہ وسلم فلما کان بعد حول ولد الحسین فجاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فذکرت مثل الاول وساقت قصۃ التسمیۃ کالاول وان جبریل امرہ ان یسمیہ باسم ولد ھارون شبیر فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثل الاول فقال سمہ حسینا (اخرجہ الامام علی بن موسیٰ الرضا علیہ التحیۃ والثناء بسندہ والوصابی فی فضائل الائمۃ الخلفاء) اسماء سے روایت ہے کہ میں جناب حسنؓ کی ولادت میں حضرت سیدہؓ کی دائی تھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف لا کر مجھسے ارشاد کیا کہ اے اسماء میرے بیٹے کو لے آؤ دکھلاؤ جناب حسنؓ کو حضرتؐ کی گود میں دیدیا جنکو زرد کپڑے میں لپیٹا ہوا تھا حضرتؐ نے وہ کپڑا اتار کر پھینک دیا اور فرمایا کیا میں نے تم سے نہیں کہا کہ کسی بچے کو زرد کپڑے میں مت لپیٹا کرو پھر اُنکو سفید کپڑے میں لپیٹ دیا۔

حضرت نے لیکر انکے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت پڑھی۔ پھر جناب امیرؑ سے
پوچھا تمنے میرے بیٹے کا کیا نام رکھا ہے۔ جناب امیرؑ نے عرض کیا میں اس امر میں حضور پر سبقت نہیں
کر سکتا ہوں آپنے ارشاد کیا میں بھی اس امر میں اپنے رب پر سبقت نہیں کرتا۔ پس جبریل علیہ السلام
نے نازل ہو کر کہا۔ حق تعالیٰ آپکو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ علیؑ آپ سے بمنزلہ ہارون کے ہیں موسےٰ
سے لیکن وہ آپکے بعد نبی نہیں ہیں آپ اپنے بیٹے کا نام ہارون کے بیٹے پر رکھیں۔ حضرتؐ نے فرمایا
ہارون کے بیٹے کا [illegible] کہا شبر۔ حضرتؐ نے فرمایا میری زبان عربی ہے جبریل
نے کہا آپ انکا نام حسن رضی اللہ عنہ رکھیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن رض رکھا دوسرے
برس کے [illegible] جب جناب حسین رضی اللہ عنہ [illegible]
[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم
تشریف لائے [illegible]
پیش آیا تھا جبریل نے
[illegible] شبیر [illegible] بتایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ویسا ہی کیا
انکا نام حسین رکھا۔

(۱۱) عن علیؓ قال لما ولد الحسن سمیتہ حربا فجاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ارونی ابنی ما سمیتموہ
قلنا حربا قال ھو حسن فلما ولد الحسین سمیتہ حربا فجاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ارونی
ابنی ما سمیتموہ قلنا حربا فقال ھو حسین فلما ولد الثالث سمیتہ حربا فجاء رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فقال ارونی ابنی ما سمیتموہ فقلنا حربا فقال ھو محسن ثم قال انما سمیتھم بولد ھارون
شبر وشبیر ومشبر (اخرجہ احمد والطبرانی والدارقطنی والحاکم والبیہقی وابن عساکر)
جناب امیر علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ جب حسنؓ تولد ہوئے تو ہمنے انکا نام حرب رکھا پس سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اور فرمایا مجھے دکھاؤ میرے بیٹے کا تمنے کیا نام رکھا ہے ہمنے عرض
کیا حرب۔ آپنے فرمایا اس کا نام حسن ہے۔ پھر جب حسین پیدا ہوئے تو ہمنے اُن کا نام حرب رکھا پس
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا مجھے دکھاؤ میرے بیٹے کا نام تمنے کیا رکھا ہے ہمنے
عرض کیا حرب۔ آپنے فرمایا اسکا نام حسین ہے۔ پھر جب تیسرا لڑکا پیدا ہوا ہمنے انکا نام حرب رکھا۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا مجھے دکھاؤ میرے بیٹے کا تمنے کیا نام رکھا ہے ہمنے
عرض کیا حرب آپنے ارشاد فرمایا اسکا نام محسن ہے پھر فرمایا میں نے انکے نام ہارون علیہ السلام کے بیٹوں کے
نام پر رکھے ہیں جو انکے نام شبر اور شبیر و مشبر تھے۔

(۱۲) عن سلمان ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال سمی ھارون ابنیہ شبرا وشبیرا وانی سمیت
ابنی الحسن والحسین کما سمی ھارون ابنیہ (اخرجہ البغوی) روایت ہے سلمان رضی اللہ عنہ سے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت ہارون نے اپنے دونوں بیٹوں کا نام شبر و شبیر رکھا تھا میں نے اپنے
دونوں بیٹوں کا نام حسن و حسین رکھا ہے۔

(۱۳) عن عمران بن سلیمان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحسن والحسین اسمان من اسماء

اہل الجنۃ ما سمیت العرب بھما فی الجاہلیۃ (اخرجہ ابن سعد) عمران بن سلیمان ؓ سے روایت ہے کہ سرور دنیا و دین صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حسن اور حسین دو ہم ہیں اسماء اہل جنت سے جو کہ عرب نے یہ نام جاہلیت میں نہیں رکھے۔

(۱۴) قال ابو محمد العسکری سماہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحسن وکناہ ابا محمد ولم یکن ھذا الاسم فی الجاہلیۃ (اسد الغابہ) جناب ابو محمد عسکری فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام حسن اور انکی کنیت ابو محمد رکھی۔ اور یہ کنیت جاہلیت میں کسی کی نہیں تھی۔

(۱۴) قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم حسن سبط من الاسباط (اسد الغابہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حسن سبط ہیں اسباط میں سے۔

(۱۵) ویلقب السید والتقی والطیب والزکی والولی والمجتبی (نزول الابرار) آپ کے مشہور القاب میں سید اور تقی اور طیب اور زکی اور ولی اور مجتبی ہیں۔

جناب امام حسن علیہ السلام کا حلیہ مبارک

کان ادعج العینین سہل الخدین دقیق المسربہ کث اللحیۃ ذا وفرۃ کان عنقہ ابریق فضۃ عظیم الکرادیس بعید ما بین المنکبین ربعۃ لیس بالطویل ولا بالقصیر من احسن وجہا کان یخضب بالسواد وکان جعد الشعر حسن البدن (ذکرہ الدولابی) آپکی آنکھیں سیاہ اور بڑی بڑی نہایت خوشنما تھیں رخسار پتلے پتلے کتابی خط و خال کے تھے۔ کلا پتیاں گول [illegible] ہاتھ پاؤں کی ہڈیاں بڑی ہوئی تھی۔ گردن چاندی کی صراحی کیطرح سے سفید اور بلند تھی۔ شانے اور پڑے چوڑے تھے سینہ چوڑا چکلا تھا۔ قد نہ اسقدر دراز تھا۔ نہ پستہ بلکہ درمیانہ تھا۔ آپکی صورت نہایت پاکیزہ تھی وسمہ کا رنگ کیا کرتے تھے۔ آپکے بال گھونگروالے تھے۔ بدن خوبصورت اور معتدل تھا۔

جناب حسن علیہ السلام کا سب لوگوں سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ شبیہ ہونا

(۱) عن علی قال الحسن اشبہ الناس بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم ما بین الصدر الی الراس والحسین اشبہ الناس بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم ما کان اسفل من ذلک (اخرجہ ابن سعد فی الطبقات) جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حسن علیہ السلام سینہ سے لیکر سر تک سب سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشابہ تھے اور حسین علیہ السلام اس سے نیچے یعنی سینہ سے پاؤں تک حضور کیساتھ سب سے زیادہ شبیہ تھے۔

(۲) عن انس بن مالک قال لم یکن اشبہ بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم من الحسن (اسد الغابہ) انس بن

ل وقیل ھما اسم یانبیان ومعناھما فی الحسن والحسین اسم رتبہ شبیر وشبیل جمیل واجمل وقمر ولیہ مالہ تعلیم کی ہے کہ کہا گیا ہے کہ یہ دونوں نام سریانی ہیں اور انکے معنے بھی حسن اور حسین کے ہیں اسلئے کہ انکی تفسیر شبر جمیل وجمیل اور قمر سے کی گئی ہے۔

... رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ امام حسن سے زیادہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہمشکل نہیں تھا۔

(۲) **عن** عقبۃ بن الحارث قال صلی ابوبکرؓ العصر ثم خرج یمشی ومعہ علی فرای الحسن یلعب مع الصبیان فحملہ ابوبکر علی عاتقہ قال بابی شبیہ بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم لیس شبیہ بعلی قال وعلی یضحک اخرجہ البخاری۔ عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ عصر کی نماز پڑھکر باہر نکلے جناب علی علیہ السلام بھی انکے ہمراہ تھے۔ امام حسن کو دیکھا کہ لونڈوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں ابوبکر نے انکو اپنے کندھے پر اٹھا لیا اور کہا مجھے اپنے باپ کی قسم ہے یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمشکل ہیں علی کے ہمشکل نہیں اور علی ہنس رہے تھے۔

احب الناس ہونا جناب حسن علیہ السلام کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک

(۱) **عن** عبد اللہ بن الزبیر قال اشبہ اہل النبی صلی اللہ علیہ وسلم بہ واحبہم الیہ الحسن بن علی رأیتہ یجیء وہو ساجد فیرکب رقبتہ او قال ظہرہ فما ینزلہ حتی یکون ہو الذی ینزل ورأیتہ یجیء وہو راکع فیفرج لہ بین رجلیہ حتی یخرج من جانب الآخر اخرجہ ابن سعد۔ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ امام حسن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سب گھر والوں میں سے زیادہ آنحضرت کے ساتھ شبیہ تھے اور سب گھر والوں سے آنحضرت کو پیارے تھے تحقیق میں نے انکو دیکھا ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سجدہ میں ہوتے تو امام حسن حضور کی گردن مبارک پر یا پشت اطہر پر سوار ہو جاتے اور جب تک کہ وہ خود نہ اترتے حضور انکو نہ اتارتے اور تحقیق میں نے انکو دیکھا ہے کہ وہ تشریف لائے ہیں اور حضور حالت رکوع میں ہیں حضرت نے ان کے لئے اپنی دونوں ٹانگیں کھول دیں اور وہ ایک طرف سے گھسے اور دوسری طرف سے نکل گئے۔

(۲) **عن** ابی ہریرۃ قال لا ازال احب ہذا الرجل یعنی الحسن بن علی بعد ما رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصنع بہ ما یصنع قال رأیت الحسن فی حجر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وہو یدخل اصابعہ فی لحیتہ والنبی صلی اللہ علیہ وسلم یدخل لسانہ فی فیہ ثم یقول اللہم انی احبہ فاحبہ اخرجہ البغوی۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ اس وقت سے ہمیشہ اس مرد یعنی امام حسن کو دوست رکھتا ہوں جب سے میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو انکے ساتھ پیش آتے دیکھا ہے کہ انکے ساتھ کسی دوسرے سے پیش نہیں آئے ہیں۔ میں نے جناب حسن کو حضور کے آغوش مبارک میں دیکھا ہے کہ وہ حضور کی ریش مبارک میں اپنی انگلیاں ڈال رہے ہیں اور حضور اپنی زبان اطہر کو ان کے منہ میں داخل کر فرماتے ہیں کہ اے پروردگار میں اسے پیار کرتا ہوں تو بھی اسے پیار کر۔

(۳) **عن** البراء بن عازب قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والحسن علی عاتقہ وہو یقول اللہم انی احبہ فاحبہ اخرجاہ الشیخان۔ براء بن عازب کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ امام حسن حضور کے کندھے پر سوار ہیں اور حضور فرماتے ہیں اے پروردگار میں اسے پیار کرتا ہوں تو بھی اسے پیار کر۔

(۴) **عن** ابی سلمۃ بن عبد الرحمٰن قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدلع لسانہ للحسن بن علی فاذا رای الصبی حمرۃ اللسان یهش الیہ (اخرجہ ابن سعد) ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حسن بن علی کے لئے اپنی زبان دہن مبارک سے باہر نکالتے اور جب وہ زبان مبارک کی سرخی کو دیکھتے تو اُسکی جانب جھک پڑتے ۔

(۵) **عن** ابی هریرۃ انہ لقی الحسن بن علی فی بعض طرق المدینۃ فقال لہ اکشف لی عن بطنک فداک ابی حتی اقبل حیث رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقبلہ قال فکشف عن بطنہ فقبل سرتہ (اخرجہ ابوحاتم) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ اُنھوں نے جناب حسن علیہ السلام کو مدینہ طیبہ کے بعض بازاروں میں دیکھا اور کہا آپ پیٹ سے کپڑا اٹھاویں تاکہ جس جگہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ دیا ہے میں بھی وہاں پر بوسہ دوں جناب امام حسن نے اپنا بطن مبارک کھولدیا پس ابوہریرہ رضی نے آپکی ناف کو بوسہ دیا ۔

(۶) **عن** ابی هریرۃ قال خرجت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی طائفۃ من النہار لا یکلمنی ولا اکلمہ حتی جاء سوق بنی قینقاع ثم انصرف حتی اتی خباء فاطمۃ فقال اثم لکع اثم لکع یعنی حسنا فظننا انہ انما تحبسہ امہ لان تغسلہ وتلبسہ سخابا فلم یلبث ان جاء یسعی حتی اعتنق کل واحد منہما صاحبہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہم انی احبہ فاحبہ واحب من یحبہ (اخرجہ احمد والبخاری والمسلم وابن ماجہ وابویعلی) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں ایک جماعت کے نزدیک ہو کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باہر نکلا نہ حضور مجھ سے بات کرتے تھے اور نہ میں حضور سے بات کرنیکی جرأت کرسکتا تھا۔ یہانتک کہ بنی قینقاع کے بازار میں تشریف لیگئے اور پھر وہاں سے لوٹے اور جناب فاطمہ رضی کے گھر پر تشریف لائے اور فرمایا کیا لڑکا یہیں ہے یعنے حسن یہیں ہیں ہمنے گمان کیا کہ شاید انکی والدہ ماجدہ نے انکو پکڑا ہوا ہے اور وہ انکو نہلا رہی ہیں کپڑے اتار رہی یا کپڑے پہنا رہی ہیں۔ کچھ دیر نہیں گذری تھی کہ وہ دوڑتے ہوئے آئے اور حضور کے سینہ مبارک سے چمٹ گئے دونوں کو ایک دوسرے نے سینہ سے چمٹالیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے پروردگار میں اسے پیار کرتا ہوں۔ تو بھی اس سے پیار کر اور اسے بھی پیار کر جو اسے پیار کرے ۔

(۷) **عن** المقبری قال کنا مع ابی هریرۃ فجاء الحسن بن علی فسلم فرد علیہ القوم ومضی ابوہریرۃ لا یعلم فقیل لہ ہذا حسن بن علی یسلم فلحقہ فقال وعلیک یا سیدی فقیل لہ تقول لہ یا سیدی فقال اشہد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انہ سید (اخرجہ الطبرانی) مقبری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ساتھ ابوہریرہ کے بیٹھے تھے حسن بن علی آئے سلام ارشاد کیا پس جواب دیا قوم نے آپکو اور چلے گئے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور نہ جانتے تھے (کہ یہ کون ہے) لوگوں نے کہا انکو یہ سلام کہنے والے حسن بن علی ہیں۔ ابوہریرہ دوڑ کر جا ملے اور فرمایا وعلیک السلام یا سیدی پس کہا گیا انکو کہ تم نے یا سیدی کیوں کہا ہے ابوہریرہ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو سید کہا ہے ۔

(۸) **عن** انس بن مالک قال بینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راقد فی بیتہ علی قفاہ اذ جاء الحسن

حتی قعد علی صدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فمنعتہ فقال ویحک یا انس دع ابنی وثمرۃ فؤادی
فان من اذی هذا فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ ثم دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالماء
فصبہ علی البول صبا (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر) انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایکدفعہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں پیٹھ کے بل سوئے ہوئے تھے۔ ناگہاں حضرت حسن علیہ السلام
تشریف لائے اور سرکتے ہوئے حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک پر بیٹھ گئے میں نے انکو
روکنا چاہا فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے افسوس ہے تجکو اے انس چھوڑدے میرے بیٹے اور میرے دل کے
پھل کو جس نے اسکو ایذا دی اس نے ایذا دی مجھے اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ تعالی کو ایذا دی
پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگا کر انکا بول دھو ڈالا ۔

(۹) عن زید بن الارقم قال قام الحسن بن علی یوم یخطب فقام رجل فقال انی اشهد لقد رأیت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی المنبر فجاء الحسن یمشی حتی اخذہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورفعہ علی
عاتقہ وقال من احبنی فلیحبہ ولیبلغ الشاهد منکم الغائب ولولا کرامة رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ما حدثت به (اخرجہ الحاکم) زید بن ارقم سے روایت ہے کہ ایک روز جناب حسن علیہ السلام خطبہ پڑھنے
لگے اتنے میں ایک شخص نے کھڑے ہوکر فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کو منبر پر دیکھا جناب تشریف لا رہے ہیں جب حضور نے انکو دیکھا انکو پکڑ کر اپنے کندھے پر اٹھا لیا
اور فرمایا کہ جو کوئی مجھ کو دوست رکھتا ہے اسکو چاہیے کہ اسکو دوست رکھے اور تم حاضرین پر لازم ہے
کہ یہ بات ان لوگوں کو پہونچا دیں جو کہ غائب ہیں اگر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی کرامت
نہ ہوتی تو میں یہ بات بیان نہ کرتا ۔

(۱۰) عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاملا الحسن بن علی علی عاتقہ فقال رجل نعم المرکب
رکبت یا غلام فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ونعم الراکب هو (اخرجہ البخاری والمسلم والترمذی
والحاکم) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حسن بن
علی کو اپنے دوش اقدس پر اٹھائے ہوئے تھے کہ ایک آدمی نے کہا اے صاحبزادے یہ اچھا مرکب ہے
جس پر کہ تم سوار ہو۔ حضور نے فرمایا سوار بھی تو اچھا ہے ۔

(۱۱) عن عبد اللہ بن شداد بن الهاد عن ابیہ قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی صلوۃ
العشاء وهو حامل حسنا فتقدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوضعہ ثم کبر للصلوۃ فصلی فسجد بین ظهری
صلوته سجدة اطالها قال ابی فرفعت رأسی فاذا الصبی علی ظهر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وهو ساجد فرجعت الی سجودی فلما قضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصلوۃ قال الناس یا رسول اللہ
انک سجدت بین ظهرانی صلوتک سجدة اطلتها حتی ظننا انه قد حدث امر او انه یوحی الیک
قال کل ذلک لم یکن ولکن ابنی هذا ارتحلنی فکرهت ان اعجله حتی یقضی حاجته (اخرجه
احمد والبخاری والنسائی والطبرانی والحاکم والبیهقی) عبد اللہ بن شداد بن الهاد اپنے والد سے

منقول ہے کہ ایک دفعہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز کے لئے برآمد ہوئے اور جناب حسن علیہ السلام کو اٹھائے ہوئے تھے انکو زمین پر بٹھا کر حضور نے تکبیر کہی اور نماز شروع کی جب نماز میں سجدہ کو گئے تو اسکو طول دیا۔ میرا باپ کہتا ہے کہ میں نے سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ جناب حسن حضور کی پشت پر سوار ہیں اور حضور سجدہ میں ہیں پس میں بھی سجدہ کی طرف رجوع کیا جب حضور نماز ادا کر چکے تو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آج آپ نے نماز کے درمیان میں سجدہ کو بہت طول دیا یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ کوئی امر حادث ہوا ہے یا وحی نازل فرمائی گئی ہے آپ نے فرمایا ان میں سے کوئی بات نہیں تھی لیکن یہ میرا بیٹا میری پشت پر سوار ہو گیا تھا مجھے برا معلوم ہوا کہ میں اسے جلدی سے اتار دوں۔ جب تک اسکی آرزو پوری نہ ہو لے ؎

(۱۲) **عن** ابی بکرۃ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المنبر والحسن بن علی الی جنبہ وھو یقول ان ابنی ھذا سید لعل اللہ ان یصلح بہ فئتین عظیمتین (اخرجہ احمد والبخاری وابو داؤد والنسائی والطبرانی) ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب سرور دو عالم کو منبر پر تشریف رکھتے ہوئے دیکھا کہ پہلو میں جناب حسن علیہ السلام بیٹھے ہوئے تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یہ میرا بیٹا سردار ہے امید ہے کہ پروردگار اسکی وجہ سے دو بڑے گروہوں میں صلح کرا دیگا ؎

(۱۳) اخرج الدارقطنی ان الحسن بن علی جاء لابی بکر وھو علی منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انزل عن مجلس ابی فقال صدقت واللہ انہ لمجلس ابیک ثم اخذہ واجلسہ فی حجرہ وبکی دارقطنی لکھتے ہیں کہ جناب امام حسن علیہ السلام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر بیٹھے ہوئے تھے جناب حسن نے ان سے کہا میرے باپ کی جگہ سے نیچے اتر آؤ حضرت ابوبکر نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے واللہ یہ تیرے باپ کی جگہ ہے پھر اتر کر جناب حسن کو پکڑ کر اپنی گود میں بٹھا لیا۔ اور رونے لگے ؎

(۱۴) **عن** جابر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من سرہ ان ینظر الی سید شباب اھل الجنۃ فلینظر الی الحسن (صواعق محرقہ) جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کہ جوانان اہل جنت کے سردار کو دیکھنا پسند کرتا ہے وہ میرے حسن کو دیکھ لے ؎

(۱۵) **عن** البراء بن عازب وابن مسعود وابی ھریرۃ قالوا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احبنی فلیحب ھذا یعنی الحسن (اخرجہ الدیلمی) براء بن عازب اور ابن مسعود اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو مجھے دوست رکھتا ہو اسکو چاہئے کہ اسے دوست رکھے یعنی حسن بن علی علیہ وعلی ابیہ السلام کو ؎

جناب امام حسن علیہ السلام کی کرامات

عن الاعمش قال تغوط رجل علی قبر الحسن بن علی فجن فجعل ینبح کما ینبح الکلب ثم مات فسمع یعوی فی قبرہ

(ابونعیم فی الحلیۃ) اعمش رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ خبیث نے جناب امام حسن علیہ السلام کی قبر پر پاخانہ پھر دیا بس اسکو جنون ہو گیا۔ اور کتے کی طرح سے بھونکنے لگا۔ اور مر گیا۔ جب وہ دفن ہوا تو اسکی قبر سے بھی کتے کے بھونکنے کی سی آواز نکلتی رہی ❖

جناب امام حسن علیہ السلام کا زہد

ومن زھدہ ما روی انہ خرج للہ تعالیٰ من مالہ ثلاث مرات وقاسم اللہ مرتین حتیٰ فی نعلہ (مرأت الجنان لابی عبداللہ الیافعی) اور جناب حسن علیہ السلام کے زہد کی نسبت روایت ہے کہ تین دفعہ انہوں نے اپنے کل مال کو راہ خدا میں لٹا دیا اور دو دفعہ اپنا آدھا مال بخشدیا یہانتک کہ اپنی جوتی کا ایک جوڑا رکھ لیا اور ایک راہ خدا میں دیدیا ❖

جناب امام حسن علیہ السلام کا جود

(۱) ومن جودہ انہ سألہ انسان فاعطاہ خمسین الف درھم وخمسمائۃ دینار وقال ایت بحمال یحمل لک فاتی بحمال فاعطاہ طیلسانہ وقال یکون کراء الحمال من قبلی (مرأۃ الجنان للیافعی) اور جناب امام حسن علیہ السلام کی سخاوت کی نسبت روایت ہے کہ ایک شخص نے ان سے کچھ مانگا آپ نے اسکو پچاس ہزار پانسو درہم بخشدیا اور کہا حمال کو لے آتا کہ اٹھا کر لے جائے وہ حمال کو لے آیا آپ نے اس حمال کو اپنا چوغہ اتار دیا اور ارشاد کیا کہ مزدور کی مزدوری بھی ہماری طرف سے ہونی چاہیے ❖

(۲) ان رجلاً سالہ وشکا الیہ حالہ فدعا الحسن وکیلہ وجعل یحاسبہ علی نفقاتہ ومقبوضاتہ حتی استقصاھا فقال ھات الفاضل فاحضرھا خمسین الف درھم ثم قال ما فعلت بالخمسمائۃ دینار التی معک قال عندی قال فاحضرھا فلما احضرھا دفع الدراھم والدنانیر الی الرجل واعتذر منہ (انوار الابصار) ایک شخص نے جناب حسن علیہ السلام سے کچھ مانگا اور اپنے حال زار کی شکایت کی آپ نے وکیل کو بلایا اور آپ اس سے اپنی آمدنی اور اخراجات کی جانچ کرنے لگے یہانتک کہ تمام جانچ ہو چکی پس آپ نے وکیل سے فرمایا اب جو کچھ کہ اور فاضل ہو اسکو لے آ۔ وہ پچاس ہزار درہم لے آیا پھر آپ نے فرمایا کہ تیرے پاس پانسو دینار تھے تو نے کیا کئے ہیں۔ وکیل نے عرض کیا وہ میرے پاس موجود ہیں۔ آپ نے فرمایا اسکو حاضر کر جب حاضر کئے آپ نے وہ سب درہم و دینار اس شخص کو دیدئے اور اس سے عذر خواہی کی ❖

(۳) ومن کرمہ ما نقل عنہ انہ سمع رجلاً یسأل اللہ ربہ ان یرزقہ عشرۃ آلاف درھم فانصرف الحسن الی منزلہ وبعث بھا الیہ (نور الابصار) اور جناب کے کرم کی نسبت نقل ہے کہ آپ نے سنا کہ ایک آدمی بعد نماز کے اللہ سے دس ہزار درہم مانگ رہا ہے جناب حسن علیہ السلام وہاں سے گھر کو تشریف لائے اور اسکے پاس دس ہزار درہم بھیج دیئے ❖

(۲۳) قیل للحسن لای شئ نراک لا ترد سائلا وان کنت علی فاقة فقال انی لله سائل و فیه
راغب وانا استحیی ان اکون سائلا وان الله تعالی عودنی عادة عودنی ان تفیض نعمه
علی وعودته ان افیض نعمه علی الناس ان تفیض نعمته علی الناس فاخشی ان قطعت العادة ان یمنعنی
العادة وانشد اذا ما اتانی سائل قلت مرحبا بمن فضله فرض علی معجل ومن فضله
فضل علی کل فاضل وافضل ایام الفتی حین یفضل (نور الابصار) جناب امام حسن سے لوگوں نے عرض کیا
آپکو ہم دیکھتے ہیں کہ باوجودیکہ آپ فاقہ سے ہی ہوتے ہیں تو سائل کو رد نہیں کرتے آپنے فرمایا میں خدا
کی درگاہ کا سائل ہوں اور خدا ہی کا مانگنے والا ہوں اسسبب مجھے حیا آتی ہے کہ سائل ہو کر سائل کو رد کروں
اور خداوند تعالی نے مجھ پر یہ عادت جاری کی وہ مجھ پر اپنی نعمتوں کو پہونچاتا ہے اور میں نے عادت کی ہے
کہ اسکی نعمتوں کو اسکی خلقت پر پہونچاؤں پس میں ڈرتا ہوں کہ عادت اسکی منقطع ہو جائیگی۔ اگر میں عادت کو
ترک کروں پھر یہ شعر پڑھے کہ جب میرے پاس سائل آتا ہے تو میں اسکو مرحبا کہتا ہوں اسکے فضل ہی سے ہر
ایک فرض کو جلدی ادا کرتا۔ اور اسی کے فضل سے ہر ایک فاضل پر فضل ہے۔ اور جوانمرد کی عمر میں وہ حصہ
نہایت افضل ہے جس میں کہ وہ بخشش کرتا ہے ؛

جناب امام حسن علیہ السلام کی تواضع

ذکر جماعة من العلماء فی تصانیفهم انه مر بصبیان معهم کسر خبز فاستضافوه فنزل من
علی فرسه فاکل معهم ثم حملهم الی منزله وکساهم وقال الید لهم لانهم لم یجدوا غیر ما
اطعمونی ونحن نجد اکثر منه (مرآة الجنان للیافعی) علما کی ایک جماعت نے اپنی تصانیف میں اسکا
ذکر کیا ہے کہ جناب امام حسن علیہ السلام ایک دفعہ چند لڑکوں کے پاس سے ہو کر گذرے انکے پاس روٹیوں کے
ٹکڑے تھے لڑکوں نے آپکی ضیافت کی آپ گھوڑے سے اترے اور انکے ساتھ کھانے کو بیٹھے پھر ان کو
[illegible] کپڑے سلائے اور انکے لئے بدلا دینے کے واسطے حکم دیا اور فرمایا کیونکہ ان کے
[illegible] سے زیادہ ہے ؛

باب

ما روی انه بلغه ان اباذر رضی الله عنه یقول الفقر احب الی من الغنا والسقم احب الی من الصحة
فقال رحم الله اباذر اما انا اقول من اتکل علی حسن اختیار الله تعالی لم یتمن غیر ما اختار الله له (مرآة
الجنان للیافعی) روایت ہے کہ جناب امام حسن کو خبر لگی کہ ابوذر رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ تونگری
سے میرے نزدیک فقر بہتر ہے اور صحت سے بیماری آپ نے فرمایا ابوذر پر خدا تعالی رحم کرے
میں یہ کہتا ہوں کہ جس نے خدا کے حسن اختیار پر توکل کیا تمنا نہیں کرتا خدا کے اختیار کے
سوا اور جو اختیار کرے ؛

جناب امام حسن علیہ السلام کا حلم

(۱) عن عمیر بن اسحاق قال کان مروان امیرا علینا فکان یسب علیا کل جمعۃ علی المنبر والحسن یسمع فلا یرد شیئا ثم ارسل الیہ رجلا یقول لہ بعلی وبعلی وبعلی وبک وبک وبک وما وجدت مثلک الا مثل البغلۃ یقال لہا من ابوک فتقول امی الفرس فقال لہ الحسن ارجع الیہ فقل لہ انی واللہ ما امحو عنک شیئا مما قلت ولکن موعدی وموعدک اللہ فان کنت صادقا فجزاک اللہ بصدقک وان کنت کاذبا فاللہ اشد نقمۃ (اخرجہ ابن سعد) عمیر بن اسحاق کہتے ہیں کہ مروان ہم پر حاکم تھا اور وہ ہر جمعہ کو منبر پر چڑھ کر جناب امیر علیہ السلام پر سب کیا کرتا تھا۔ اور جناب حسن علیہ السلام سنا کرتے اور جواب نہ دیتے۔ ایک دن اُسنے جناب حسن علیہ السلام کے پاس ایک آدمی بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ علی پر اور علی پر اور علی پر اور تجھ پر اور تجھ پر اور تجھ پر اور تمہاری مثال ایک خچر کی ہے کہ جب اس سے پوچھا جاتا ہے کہ تیرا باپ کون ہے وہ کہتا ہے کہ میری ماں گھوڑی ہے جناب حسن علیہ السلام نے فرمایا واپس مروان کے پاس جاکر ہماری طرف سے بیان کرو کہ خدا کی قسم ہے کہ ہم تجھ سے کسی بات کو نہیں مٹاتے لیکن ہمارے اور تیرے درمیان پروردگار (انصاف کرنیوالا) ہے۔ اگر تو سچ کہہ رہا ہے تو خداوند تعالیٰ تجھے جزا دیگا اور اگر تو جھوٹ بک رہا ہے تو پروردگار کی نقمت بہت سخت ہے۔

(۲) عن رزین بن سوار قال کان بین الحسن وبین مروان کلام فاقبل علیہ مروان فجعل یغلظ لہ وحسن ساکت فامتخط مروان بیمینہ فقال لہ الحسن ویحک ما علمت ان الیمین للوجہ والشمال للفرج اف لک فسکت مروان (اخرجہ ابن سعد) رزین بن سوار سے نقل ہے کہ جناب حسن علیہ السلام اور مروان کے درمیان گفتگو ہو رہی تھی۔ مروان گالیاں بکنے لگا۔ جناب حسن چپ ہو رہے۔ مروان نے اپنے سیدھے ہاتھ سے ناک سنکی۔ جناب حسن نے فرمایا افسوس ہے تجھ پر تو نہیں جانتا کہ سیدھا ہاتھ منہ کیلئے ہے اور اُلٹا شرمگاہ کیلئے افسوس ہے تجھ پر۔ مروان چپ ہو گیا۔

(۳) عمیر بن اسحاق قال ما تکلم عندی احد کان احب الی اذا تکلم ان لا یسکت من الحسن وما سمعت منہ کلمۃ فحش قط الا مرۃ فانہ کان بین الحسن وعمرو بن عثمان خصومۃ فی ارض فعرض الحسن امرا لم یرضہ عمرو فقال الحسن فلیس عندنا الا ما رغم انفہ قال فہذہ اشد کلمۃ فحش ما سمعتہا منہ قط (اخرجہ ابن سعد) عمیر بن اسحاق کہتے ہیں کسی نے میرے پاس گفتگو کی کہ مجھے بھلی معلوم ہوتی ہو جبکہ جناب امام حسن بات کرنے لگتے تو سب چپ رہتے جناب حسن سے اچھا معلوم ہوتا۔ میں نے کوئی کلمہ فحش انکی زبان مبارک سے نکلتے ہوئے نہیں سنا۔ مگر ایک دفعہ جناب حسن اور عمرو بن عثمان میں ایک زمین کی بابت جھگڑا تھا۔ جناب حسن علیہ السلام نے امر پیش کیا عمرو بن عثمان اس پر راضی نہ ہوا۔ جناب حسن نے فرمایا ہمارے پاس بجز ناک رگڑنے کے سوا اور کوئی امر نہیں۔ عمیر بن اسحاق کہتے ہیں کہ گویا یہ سخت فحش کا کلمہ تھا جو ہم نے سنا

نہیں سُنا تھا ٭

جناب امام حسن علیہ السلام کی عبادت

(قیل) ان الحسن بن علی حج عدۃ حجات ماشیا وکان یقول انی لاستحیی من ربی ان القاہ ولم امش الی بیتہ (اسد الغابہ) کہتے ہیں کہ جناب حسن علیہ السلام نے بہت سے حج پیادہ پا کئے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ مجھے حیا آتی ہے کہ میں اپنے رب سے ملوں اور اُسکے گھر کی طرف پیادہ پا نجاؤں ٭

(وعن) عبید اللہ بن عمیر قال لقد حج الحسن خمسا وعشرین حجۃ ماشیا (اخرجہ الحاکم) عبداللہ بن عمیر ناقل ہیں کہ جناب حسن علیہ السلام نے پچیس ۲۵ حج پیادہ پا کئے تھے ٭

جناب امام حسن علیہ السلام کی خلافت کا بیان

(ولی) الخلافۃ بعد قتل ابیہ لثلاث عشر بقیت من رمضان من سنۃ اربعین وبایعہ اکثر من اربعین الفا کانوا قد بایعوا اباہ وبقی سبعۃ اشہر خلیفۃ بالعراق ثم ترک الخلافۃ (اسد الغابہ) جناب حسن اپنے والد ماجد کی شہادت کے بعد رمضان کے تیرہ دن باقی رہے چالیسویں سنہ میں خلیفہ ہوئے تھے چالیس ہزار آدمی سے زیادہ نے انکی بیعت کی اور اُن لوگوں نے اُنکے والد بزرگوار کی بیعت بھی کی تھی اور عراق میں سات مہینے خلیفہ رہے پھر آپ نے خلافت کو ترک کر دیا ٭

(۳) (عن) سفینۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الخلافۃ ثلثون عاما ثم یکون بعد ذالک ملکا (اخرجہ احمد واصحاب السنن وصححہ ابن حبان) سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خلافت تیس سال ہوگی۔ پھر بادشاہی ہوگی۔ اس حدیث کو احمد بن حنبل نے اور صاحبان سنن اربعہ نے روایت کیا اور ابن حبان نے اسکی تصحیح کی ہے ٭

(قال) العلماء لم یکن فی الثلثین بعدہ صلی اللہ علیہ وسلم الا الخلفاء الاربعۃ وایام الحسن (تاریخ الخلفا) علماء کہتے ہیں کہ تیس برس میں صرف خلافت خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کی اور جناب امام حسن رضی کی

فقال الخلافۃ ملوک من اشد الملوک (ابو داؤد)
ابن حبان کہتے ہیں کہ میں نے سفینہ سے پوچھا بنی امیہ کا زعم ہے کہ خلافت انہیں ہے وہ کہتے ہیں یہ بنی زرقا کی اولاد جھوٹ بولتے ہیں یہ بادشاہ ہیں سخت ترین بادشاہوں میں سے اور پہلا بادشاہ معاویہ ہے

(۴) (عن) یوسف بن سعد قال قام الرجل الی الحسن بن علی بعد ما بایع الخلافۃ فقال سودت وجوہ المسلمین فقال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اری بنی امیۃ علی المنبر فساءہ ذلک فنزلت انا انزلنہ فی لیلۃ القدر وما ادراک ما لیلۃ القدر لیلۃ القدر خیر من الف شہر تملکہا بعدی بنو امیۃ (اخرجہ الترمذی والحاکم وابن جریر تفسیرہ عن ابی ... (...) یوسف بن سعد

منقول ہے کہ جب امام حسن علیہ السلام نے خلافت کو ترک کر دیا ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا آپ نے مسلمانوں کا منہ کالا کر دیا ہے آپ نے فرمایا بہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ بنی امیہ حضور کے منبر پر چڑھتے اترتے ہیں حضور کو برا معلوم ہوا حضور کی تسلی کے لئے یہ سورت نازل ہوئی کہ ہم نے اتاری شب قدر اور بیا رسول اللہ کیا جانتا ہے کہ لیلۃ القدر کیا ہے لیلۃ القدر ہزار مہینے سے بہتر ہے یہ وہی ہزار مہینہ ہے کہ میرے بعد بنی امیہ جس کے مالک ہوں گے۔

(۵) وفی اختلاف فی وقت وفاتہ قال الواقدی مات سنۃ تسع واربعین (اصابہ فی تمیز الصحابہ) جناب حسن علیہ السلام کی وفات میں اختلاف ہے واقدی کہتے ہیں کہ ہجرت سے انچاس برس میں آپ نے انتقال فرمایا ہے۔

(۶) وقال المدائنی مات فی ربیع الاول سنۃ خمسین (استیعاب و اصابہ) اور مدائنی کہتے ہیں کہ پچاسویں برس آپ کا انتقال ہوا ہے ربیع الاول کے مہینہ میں۔

(۷) وقال الهیثم بن عدی مات سنۃ اربع واربعین (اصابہ) اور ہیثم بن عدی کہتے ہیں کہ چوالیسویں برس آپ نے رحلت فرمائی ہے۔

(۸) وکان سبب موتہ ان زوجتہ جعدہ بنت الاشعث بن قیس سقتہ السم وکان توضع تحتہ طست وترفع اخری نحو اربعین یوما ثم مات منہ فلما اشتد مرضہ قال لاخیہ الحسین یا اخی سقیت السم ثلاث مرات ولم اسق مثل ہذہ انی لاضع کبدی قال الحسین من سقاک یا اخی قال ما سوالک عن ہذا اترید ان تقاتلہم اکلہم الی اللہ عز وجل فلما حضر الموت ارسل الی العائشۃ رضی اللہ تعالی عنہا یطلب منہا ان یدفن مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت کنت طلبت منہا فاجابت الی ذلک فلما مات قالت نعم حتی اذا اذنت فادفنی فی بیتہا یا اخی لعل القوم یعنی بنی امیہ سیمنعونک فان فعلوا فلا تراجعہم فی ذلک وادفنی فی بقیع الغرقد فلما توفی جاء الحسین الی عائشۃ فی ذلک فقالت نعم وکرامۃ فبلغ ذلک مروان وبنی امیۃ فقالوا واللہ لا یدفن ہنالک ابدا فبلغ ذلک الحسین ومن معہ فلبسوا السلاح ولبس مروان فسمع ابو ہریرۃ فقال واللہ انہ لظلم یمنع الحسن ان یدفن مع ابیہ واللہ انہ لابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم اتی الی الحسین فکلمہ وناشدہ اللہ وقال الیس قد قال اخوک ان خفت فردنی الی مقبرۃ المسلمین ففعل فحملہ الی البقیع ولم یشہدہ احد من بنی امیہ (اسد الغابہ) جناب امام حسن علیہ السلام کی موت کا سبب یہ ہوا کہ آپکو آپکی بیوی جعدہ بنت اشعث بن قیس نے زہر دیا۔ ایک طشت آپ کے نیچے رکھا جاتا تھا اور وہ خون سے بھرا ہوا اٹھا لیا جاتا تھا یہی حالت چالیس دن تک رہی کہ آپکا مرض ترقی کر گیا۔ آپ نے بھائی جناب امام حسین علیہ السلام سے فرمایا اے بھائی مجھکو تین دفعہ زہر دیا گیا ہے۔ لیکن کبھی ایسا زہر نہیں دیا گیا میرا جگر کٹ کر گر گیا ہے۔ جناب امام حسین نے عرض کیا۔ آپ کو کس نے زہر دیا ہے آپ نے فرمایا تم کیا پوچھتے ہو کیا ان سے لڑنے کا ارادہ ہے میں انکو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ جب جناب امام کی وفات کا وقت

تو جب آیا جناب ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ آپ مجکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن ہونے کی اجازت دیں جناب ام المومنین نے اسکو منظور کیا۔ جناب امام حسن علیہ السلام اپنے بھائی جناب حسین علیہ السلام سے فرمانے لگے جب ہمارا انتقال ہو جائے آپ جناب ام المومنین سے میرے دفن کرنیکی نسبت کہلا بھیجیں انہوں نے شاید کہ بوجہ حیا اقرار کر لیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس مجکو جگہ دیجائیگی پس اگر وہ اجازت دیدیں مجکو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن کرنا لیکن ہمارا خیال ہے کہ بنی امیہ کی آپکو میرے وہاں پر دفن کرنے سے مانع ہونگے پس اگر نسے منع کریں اور آپ مجھے بقیع غرقد میں دفن کریں۔ جبکہ جناب حسن علیہ السلام کا انتقال ہو گیا تو جناب امام حسین علیہ السلام حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس اسکے لئے تشریف لے گئے آپنے فرمایا بہتر ہے اور انکا دفن ہونا عین کرامت ہے یہ خبر مروان اور بنی امیہ کو پہونچی۔ کہنے لگے ہم اسجگہ کبھی دفن نہیں ہونے دیں گے۔ جب جناب امام حسین علیہ السلام نے سنا سلاح جنگ زیب تن فرمائے مروان نے بھی مقصد کیا ہے یہ سنکر ابوہریرہ کہنے لگے خدا کی قسم ہے بڑا ظلم ہے کہ جناب امام حسن ع کو انکے والد اور علیہ التحیۃ والثنا کے پاس دفن کرنے سے منع کیا جاتا ہے۔ واللہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ہیں پھر جناب امام حسین علیہ السلام کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں آپکو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ آپ جنگ نہ کریں آیا آپکے بھائی بزرگوار نے نہیں کہا تھا کہ اگر آپکو کسی قسم کا خوف ہو تو مجھکو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کریں پس جناب امام حسین حضرت حسن علیہ السلام کے جنازہ کو جنت البقیع میں لیگئے اور بنی امیہ میں سے کوئی شخص انکے جنازہ پر نہ حاضر ہوا ۔

دو کی زوجہ امرأتہ جعدۃ بنت الاشعث بن قیس الکندی فقالت طائفۃ کان ذلک منہا بتدسیس معاویۃ (استیعاب) امام آپکو آپکی بیوی جعدہ بنت اشعث بن قیس الکندی نے زہر دیا اور ایک گروہ کا قول ہے کہ یہ زہر دینا امیر معاویہ کی سازش سے تھا ۔

۳۔ ان امرأتہ جعدۃ سقتہ السم وقد دس معاویۃ الیہا ان احتلت فی قتل الحسن ...... یزید فکان ذلک الذی بعثہا علے سمہ فلما مات وفی ...... ۱۱۰۰ امرتہ وحد مروج الذہب (المسعودی) ذکر کرتے ہیں ...... جعلیت جناب امام حسن کو قتل کیا تو میں تجھ کو ایک لاکھ درہم ...... سے ...... بھی اسی فریب نے اسکو جناب امام حسن کی زہر دینے پر برانگیختہ کیا تھا جب جناب امام رحلت فرما گئے امیر معاویہ نے حسب وعدہ مال اسکے پاس بھیجدیا اور کہلا بھیجا کہ میں یزید کی زندگی کا خواہاں ہوں اگر حیات کا خوف نہ ہوتا تو میں تیرا نکاح اس سے کر دیتا ۔

...... عن الفضل بن عباس قال وفد عبداللہ بن عباس علی معاویۃ قال فواللہ انی لفی المسجد اذ کبر معاویۃ فی الخضراء فکبر اہل الخضراء ثم کبر اہل المسجد بتکبیر اہل الخضراء فخرجت فاختۃ بنت

قرظة بن عمرو بن نوفل بن عبد مناف من خوخة لها فقالت سرك الله يا امير المؤمنين ما هذا الذی
بلغك فسررت به قال موت الحسن بن علی فقالت انا لله وانا اليه راجعون ثم بكت وقالت مات
سيد المسلمين وابن بنت رسول رب العلمين فقال معاوية نعما والله ما فعلت انه كان كذلك
اهلا ان يبكى عليه ثم بلغ الخبر ابن عباس فراح فدخل على معاوية قال علمت ابن عباس ان الحسن
توفى قال الذلك كبرت قال نعم قال والله ما موته بالذی يؤخر اجلك ولئن اصبنا به فقد اصبنا بسيد
المرسلين وامام المتقين ورسول رب العلمين ثم جبر الله تلك المصيبة ورفع تلك العبرة فقال
ويحك يا ابن عباس ما كلمتك الا وجدتك معدا (اخرجه محمد ابن جرير الطبری فی تاريخه)

فضل بن عباس کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عباس بطریق سفارت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے ہوئے تھے
وہ ناقل ہیں کہ میں مسجد میں تھا ناگہاں معاویہؓ نے تکبیر بلند کی اور قصر خضرا کے آدمی بھی تکبیر کہنے لگے اور انکی
آواز سنکر فاختہ بنت قرظہ اپنی کھڑکی سے باہر نکلیں اور کہا کہ اے امیر خدا تجکو خوش رکھے کون سی ایسی
آپکو ملی ہے کہ جس کی وجہ سے آپ خوش ہوتے ہیں۔ معاویہ نے کہا جناب حسن علیہ السلام کے مرنے کی خبر
سے خوش ہوا ہوں فاختہ انا للہ وانا الیہ راجعون کہکر رونے لگیں اور کہنے لگیں افسوس ہے کہ مسلمانوں کا سردار
اور رسول رب العالمین کی بیٹی کا بیٹا مر گیا ہے۔ معاویہ نے کہا ہاں قسم ہے خدا کی وہ اسیکا اہل تھا جو تجھ
سے کیا ہے وہ ہرگز اسکا اہل نہیں تھا کہ کوئی اسپر روئے۔ یہ خبر ابن عباس تک پہونچی وہ آرام کر کے معاویہ کے پاس
گئے معاویہ نے کہا ای ابن عباس تجکو معلوم ہوا ہے کہ حسن بن علی کا انتقال ہو گیا ہے۔ عبداللہ بن عباس
کہنے لگے الحمد اسی لئے تکبیر پڑھی تھی معاویہؓ نے کہا ہاں ابن عباسؓ نے کہا واللہ اگر وہ مرتے ہوں تو تو بھی
ابھی نہیں رہیگا اور اگر ہم مر جائیں گے تو سید المرسلین اور امام المتقین اور رسول رب العالمین کے پاس
پہونچ جائینگے۔ پس خداوند تعالی ہمارے زخم کی مرہم پیٹی کریگا اور ہمارے آنسو پونچھ جائیں گے معاویہ کہنے
لگے تجھ پر افسوس ہے ای ابن عباس میں نے کبھی تجھ سے گفتگو نہیں کی کہ تجکو مستعد نہ پایا ہو۔

مناقب جناب امام حسین علیہ السلام

(۱) قال الليث ابن سعد ولدت فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم الحسين بن علی فی ليال
خلون من سنة اربع (اخرجه الدولابی) لیث بن سعد کہتے ہیں کہ جناب حسین علیہ السلام ہجری کے چوتھے
برس کچھ راتیں گذرنے سے پیدا ہوئے۔

(۲) قال الزبير بن بكار ولد الحسين لخمس خلون من شعبان سنة اربع (اسد الغابة) زبیر بن
بکار کہتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام شعبان کی پانچویں تاریخ ہجرت کے چوتھے برس تولد ہوئے ہیں۔

(۳) قال جعفر بن محمد لم يكن بين الحمل بالحسين بعد ولادة حسن الا طهر واحد (اسد الغابة)
جناب امام جعفر صادق علیہ السلام بن محمد باقر سے منقول ہے کہ حسین علیہ السلام کے حمل اور ولادت حسن علیہ السلام میں
فاصلہ ایک طہر کا تھا۔

(۴) وقال قتادة ولد الحسين بعد الحسن بسنة وعشرة اشهر فولد لست سنين وخمسة اشهر ونصف من الهجرة (اسد الغابہ) اور قتادہ کہتے ہیں کہ جناب امام حسین علیہ السلام جناب امام حسن علیہ السلام کی ولادت کے ایک برس اور دس مہینے بعد تولد ہوئے ہیں پس جناب امام حسین علیہ السلام ہجرت کے چھ سال ساڑھے پانچ مہینے کے بعد پیدا ہوئے ہیں ✦

(۵) قال الواقدی علقت فاطمة بالحسين بعد ولادة الحسن بخمسين ليلة (اصابه) وهذا اصح الروايات (نزل الابرار) واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جناب حسین علیہ السلام کا علوق حضرت حسن علیہ السلام کے پیدا ہونے کے پچاس شب کے بعد ہوا ہے۔ علامہ ابن حجر نے اسکو اصابہ فی تمییز الصحابہ میں لکھا ہے اور مولف نزل الابرار میں علامہ بدخشی کہتے ہیں کہ سب روایتوں میں یہ روایت راجح ہے ✦

(۶) وقال بعض الرواة انه ولد لستة اشهر (نزل الابرار) بعض راویوں کا یہ قول ہے کہ جناب حسین ؑ چھ ماہ کے پیدا ہوئے ہیں ✦

(۷) فلما ولد اذن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی اذنه اليمنى واقام فی اذنه اليسرى وختنه يوم السابع من ولادته وعق عنه كبشا او كبشين وقال لفاطمة ازلی شعره وتصدقی بوزنه فضة واعطی القابلة رجل العقيقة (نزل الابرار) جب امام حسین علیہ السلام تولد ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے سیدھے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی اور ساتویں روز ختنہ کیا اور ایک مینڈھا عقیقہ کیا یا دو مینڈھے ذبح کئے جناب فاطمہ سے فرمایا اسکے بالوں کو وزن کرکے اسکے برابر چاندی خیرات کرو اور دائی کو عقیقہ کے پائے دو ✦

(۸) عن محمد بن المنکدر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ختن الحسين بسبعة ايام (اخرجه الدولابی) محمد بن المنکدر کہتے ہیں کہ جناب نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امام حسین علیہ السلام کا ساتویں روز ختنہ کیا ہے ✦

(۹) وسماه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسينا وكان يكنى ابا عبد اللہ ويلقب السيد والطيب والزکی والسبط والرشيد والوفی والمبارک والتابع لمرضاة اللہ والدليل علی ذات اللہ والشهيد الاکبر (نزل الابرار) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکا نام حسین اور کنیت ابا عبد اللہ اور لقب سید اور طیب اور زکی اور سبط اور رشید اور وفی اور مبارک اور تابع لمرضاۃ اللہ اور دلیل علی ذات اللہ اور شہید اکبر ✦

(۱۰) عن علی قال الحسن اشبه برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما بين الصدر الی الرأس والحسين اشبه برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما كان اسفل من ذلك (اخرجه الترمذی) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ سر سے سینہ تک حسن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شبیہ تھے اور حسین صدر سے پاؤں تک حضور کے مشابہ تھے ✦

(۱۱) عن انس بن مالک قال اتی ابن زياد برأس الحسين فجعل فی طست ينكت عليه وقال فی حسنه شيئا قال انس كان اشبههم برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجه ابو نعيم فی

الحلبیۃ) انس بن مالک کہتے ہیں کہ ابن زیاد کے پاس جناب حسین علیہ السلام کا سر اقدس ایک طشت میں لایا گیا وہ چھڑی مارکر آپ کے حسن وجمال میں کچھ کہنے لگا۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا یہ سب لوگوں سے زیادہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے شبیہ تھے ؁

(۱۲) عن یعلی بن مرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسین منی وانا من حسین احب اللہ من احب الحسین حسین سبط من الاسباط (اخرجہ الدیلمی وابن سعد وابن ابی شیبۃ واحمد والبخاری وابن ماجۃ والترمذی والحاکم وابو نعیم وابن اثیر فی اسد الغابۃ) یعلی بن مرہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حسین مجھ سے اور میں حسین سے ہوں خدا اس کو دوست رکھتا ہے جو حسین کو دوست رکھے حسین سبط ہے اسباط سے ؁

(۱۳) عن العیزار بن حریث بینما عبد اللہ بن عمر جالس فی ظل الکعبۃ اذ رای الحسین مقبلا فقال ھذا احب اھل الارض الی اھل السماء الیوم (اصابہ فی تمییز الصحابۃ) عیزار بن حریث سے روایت ہے کہ ایک دن عبداللہ بن عمر کعبۃ اللہ کے سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ناگہاں جناب امام حسین علیہ السلام کو تشریف لاتے ہوئے دیکھا اور کہا آج کے دن یہ شخص اہل آسمان کے نزدیک تمام اہل زمین سے زیادہ محبوب ہے ؁

(۱۴) قال الزبیر بن بکار حدثنی مصعب قال حج الحسین خمس عشرین حجۃ ماشیا (اسد الغابۃ) عن مصعب بن عبد اللہ قال حج الحسین خمسا وعشرین حجۃ ماشیا (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر) زبیر بن بکار کہتے ہیں کہ مجھ سے مصعب نے ذکر کیا ہے کہ جناب حسین علیہ السلام نے پچیس حج پیادہ کئے ہیں

(۱۵) عن ابی ھریرۃ قال ابصرت عینای وسمعت اذنای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو اخذ بکفی حسین وقدماہ علی قدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو یقول حزقۃ حزقۃ ترق عین بقۃ قال فرقی الغلام حتی وضع قدمیہ علی صدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افتح فاک ثم قبلہ ثم قال اللھم انی احبہ فاحبہ (اخرجہ ابو نعیم والطبرانی فی الکبیر) ابوہریرہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی دونوں آنکھوں سے دیکھا اور دونوں کانوں سے سنا ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ حسین علیہ السلام کے پکڑے ہوئے تھے اور جناب حسین کے دونوں قدم حضور کے سینہ مبارک پر تھے اور آپ فرماتے تھے اے میرے بچے مچھر جیسی آنکھ والے اوپر کو اچھل۔ پس لڑکے نے یعنی امام حسین نے چھلانگ ماری اور دونوں قدم حضور کے سینہ مطہر پر رکھے پھر آپ نے فرمایا۔ اپنے منہ کو کھول پھر آپ نے اُنکے منہ کو چوما۔ اور فرمایا اے پروردگار میں اس کو محبوب رکھتا ہوں تو بھی اسکو محبوب رکھ ؁

(۱۶) عن عبید بن حنین قال حدثنی الحسین قال اتیت عمر وھو یخطب علی المنبر فصعدت الیہ فقلت انزل عن منبر ابی واذھب الی منبر ابیک فقال عمر لم یکن لابی منبر واخذنی فاجلسنی معہ اقلب حصی بیدی فلما نزل انطلق بی الی منزلہ فقال لی من علمک فقلت

واللہ ما علمنی احد قال فاتیته وهو خال بمعاویة وابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فی الباب فرجع ابن عمر فرجعت معہ فلقینی بعد ذلک فقال لم ار ک اتیتنی قلت یا امیر المؤمنین انی جئت وانت خال بمعاویة مع ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال انت احق من ابن عمر [illegible] بسند صحیح عند الخطیب (اصابہ) عبید بن حنین کہتے ہیں کہ جناب حسین بن علی علیہ السلام مجھ سے بیان فرماتے تھے کہ ایک دفعہ میں حضرت عمر کے پاس گیا وہ منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے۔ میں نے ادھر چڑھ کر کہا میرے باپ کے منبر پر سے اتر جا اور جا اپنے باپ کے منبر پر بیٹھ۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میرے باپ کا منبر نہیں تھا۔ یہ کہکر مجھ کو پکڑ کے اپنے پاس منبر پر بٹھا لیا۔ میں اس منبر پر بیٹھا [illegible] ادھر لوٹ پوٹ کرتا رہا۔ جب وہ منبر سے اترے مجھ کو اپنے ساتھ اپنے گھر میں لے گئے اور مجھ کو پوچھا یہ بات تمکو کس نے سکھائی ہے۔ میں نے کہا واللہ مجھے کسی نے نہیں سکھائی۔ جناب امام فرماتے ہیں کہ پھر میں انکے پاس گیا وہ معاویہ کے ساتھ خلوت کر رہے تھے۔ اور ابن عمر دروازہ پر تھے۔ پس ابن عمر لوٹ پڑے اور میں بھی انکے ساتھ لوٹ آیا۔ پھر اسکے بعد مجھ [illegible] سے اور کہنے لگے ہم نے آپکو نہیں دیکھا۔ میں نے کہا یا امیر المؤمنین میں تمہارے پاس آیا تھا تم معاویہ کے ساتھ خلوت میں تھے۔ پس ابن عمر کے ساتھ لوٹ گیا۔ وہ کہنے لگے تم ابن عمر سے زیادہ حقدار تھے۔

(۱۷) عن البراء بن عازب قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاملا الحسین علی عاتقه وهو یقول اللهم انی احبه فاحبه (ترمذی) براء بن عازب کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا حسین علیہ السلام کو کندھے پر اٹھائے ہوئے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ بار الہا میں اس سے محبت رکھتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر۔

(۱۸) عن جابر بن عبد اللہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من سرہ ان ینظر الی سید شباب اهل الجنة فلینظر الی الحسین بن علی (اخرجه ابن حبان وابو یعلی وابن عساکر) جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص اہل جنت کے سردار کو دیکھنے کی آرزو رکھتا ہو وہ حسین بن علی کو دیکھ لے۔

(۱۹) عن ابی هریرة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم جالس فی المسجد فجاء الحسین فمشی حتی سقط فی حجرہ فجعل صابعه فی لحیة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم فتح الحسین فادخل فاہ فی فیہ ثم قال اللهم انی احبه فاحبه واحب من یحبه (اخرجه خثیلہ) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے تھے جناب حسین علیہ السلام تشریف لائے۔ اور آپ کی آغوش مبارک میں بیٹھ گئے اور اپنی انگلیاں حضور کی ریش مبارک میں ڈالنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے مونہہ کو کھولا اور اپنا منہ انکے منہ میں تھاما پھر فرمایا اے پروردگار میں اسکو محبوب رکھتا ہوں تو بھی اسے محبوب رکھیو۔

(۲۰) عن ابی هریرة قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمص لعاب الحسین کما یمص الرجل

الفقہ (اخرجہ ابن الضحاک) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔ کہ جناب حسین علیہ السلام کی لعاب دہن اسطرح چوستے تھے جس طرح سے کہ آدمی کھجور کو چوستا ہے

(۲۱) عن زید بن زیاد خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من بیت امیر المومنین عایشہ رضی اللہ تعالی عنہا فمر علی باب فاطمۃ فسمع حسینا یبکی فقال الم تعلمی ان بکاءہ یوذینی (اخرجہ الطبرانی) زید بن زیاد کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر سے نکلکر جناب سیدہ علیہا السلام کی دروازہ پر سے گذرے اور جناب حسین علیہ السلام کو روتے ہوئے سنا اور فرمایا فاطمہ تم نہیں جانتے ہو کہ اسکے رونے سے میرا دل دکھتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جناب امام حسینؑ کی شہادت کی خبر دینا

عن ابی امامۃ الباھلی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تبکوا ھذا الصبی یعنی حسینا قال کان یوم ام سلمۃ فنزل جبریل فدخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال لام سلمۃ لا تدعی احدا یدخل علی فجاء الحسین فلما نظر الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی البیت اراد ان یدخل واخذتہ ام سلمۃ واحتضنتہ وجعلت تناغیہ وتسکنہ فلما اشتد البکاء خلت عنہ فدخل حتی جلس فی حجر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال جبریل للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ان امتک ستقتل ابنک ھذا فتناول جبریل تربتہ فقال بمکان کذا وکذا فخرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد احتضن حسینا کاسف البال مغموما فظنت ام سلمۃ انہ غضب من دخول الصبی فقالت یا نبی اللہ جعلت لک الفداء انک قلت لنا لا تبکوا ھذا الصبی وامرتنی ان لا ادع احدا یدخل علیک فجاء فخلیت عنہ فلم یرد علیہا فخرج الی الصحابۃ وھم جلوس فقال لھم ان امتی یقتلون ھذا وفی القوم ابو بکر وعمر وقال صلی اللہ علیہ وسلم ھذہ تربتہ واراھم ایاھا (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر فی مسند ابی امامۃ الباھلی) ابی امامہ باہلی سے مروی ہے کہ ایک روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا اس لڑکے یعنی امام حسین علیہ السلام کو بہت رولایا کرو۔ اس روز جناب ام سلمہؓ کے گھر کی باری تھی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرئیل نازل ہوئے حضرت گھر کی کوٹھری میں تشریف لیگئے۔ اور ام سلمہ سے فرمایا میرے پاس کسی کو نہ آنے دینا۔ ناگہاں جناب حسین علیہ السلام تشریف لائے اور حضرت کو دیکھکر کوٹھری میں گھسنے لگے جناب ام سلمہؓ نے انکو پکڑکر گلے سے لگالیا۔ اور ان کو اندر جانے سے روکنے اور ان کو روتے ہوئے چپ کرنے لگیں۔ جب سخت رونے لگے جناب ام سلمہ نے ان کو چھوڑ دیا۔ اور وہ حضرت کے پاس جاکر گود میں بیٹھ گئے جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا آپ کی امت انکو عنقریب قتل کریگی اور ہاتھ بڑھاکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تھوڑی سی مٹی دی اور کہا وہ اسی مکان میں شہید کئے جائینگے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب حسین کو گود میں لئے ہوئے نہایت غمگین برآمد ہوئے جناب ام سلمہ نے خیال کیا کہ شاید حضرت جناب حسین کے اندر جانے سے ناراض ہوئے ہیں وہ عرض کرنے لگیں یا نبی اللہ میرے

آپکے قربان ہوجاؤں حضور نے ہمیں فرمایا تھا کہ اس لڑکے کو مت رلایا کرو اور یہ بھی حکم دیا تھا کہ کوئی میرے پاس گھر میں مت داخل ہونے دینا جبکہ امام حسین تشریف لائے تو پہنچے انکو روک رکھا تھا حضرت نے جناب ام سلمہ کو کچھ جواب نہ دیا اور صحابہ کے پاس تشریف لائے سب صحابہ بیٹھے ہوئے تھے حضرت نے انسے فرمایا بتحقیق میری امت اسکو شہید کریگی صحابہ میں حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے حضرت نے انکو دکھا کر فرمایا کہ جہانپر یہ شہید کیے جائیں گے وہاں کی یہ مٹی ہے ✤

(۲) عن انس بن الحارث قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان ابنی ھذا یقتل بارض العراق یقال لہا کربلا فمن شہد ذلک منکم فلینصرہ فخرج انس بن الحارث الی کربلا فقتل بہا مع الحسین (اخرجہ ابن السکن والبغوی وابن مندہ وابو نعیم وابن عساکر) انس بن الحارث کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یہ میرا بیٹا یعنی امام حسین عراق کی زمین میں مارا جائیگا جس کو کربلا کہتے ہیں پس جو شخص کہ تم میں سے وہاں موجود ہو اسکو چاہیے کہ اسکی مدد کرے پس انس بن حارث امام حسین کی رکاب سعادت میں گئے اور وہاں شہید ہوگئے ✤

(۳) عن عائشۃ رضی اللہ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اخبرنی جبرائیل ان ابنی الحسین یقتل بارض الطف وجاءنی بہذہ التربۃ واخبرنی ان فیہا مضجعہ (اخرجہ ابن سعد والطبرانی) جناب ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جبریل علیہ السلام نے مجھکو خبر دی ہے کہ میرا بیٹا حسین طف کی زمین میں مارا جائیگا۔ اور یہ مٹی مجھکو لاکر دکھائی گئی ہے کہ اس میں انکی قبر ہوگی ✤

(۴) عن ابی سلمۃ بن عبد الرحمن ان الحسین دخل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعندہ جبریل فی مشربۃ عائشۃ رضی اللہ عنہا فقال لہ جبریل ستقتلہ امتک وان شئت اخبرتک بالارض التی یقتل بہا واشار جبریل بیدہ الی الطف بالعراق فاخذ تربۃ حمراء فاراہ ایاہا (اخرجہ البیہقی) ابی سلمہ بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب امام حسین علیہ السلام پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی جناب میں تشریف لائے اور اسوقت حضور کے پاس جناب ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں جبریل تشریف رکھتے تھے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور سے عرض کیا کہ انکو آپکی امت مارڈالیگی اور اگر آپ چاہیں تو میں اس زمین سے خبردے سکتا ہوں جس میں یہ شہید ہونگے اور جبریل نے اپنے ہاتھ سے طف عراق کیطرف اشارہ کیا اور سرخ مٹی وہاں کی آپکو دکھائی ✤

(۵) عن ام الفضل بنت الحارث ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اتانی جبرائیل فاخبرنی ان امتی ستقتل ابنی ھذا یعنی الحسین واتانی من تربتہ حمراء (اخرجہ ابو داؤد والحاکم) ام الفضل بنت الحارث رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھکو جبریل علیہ السلام نے خبر دی کہ میری امت اس میرے بیٹے یعنی حسین کو عنقریب قتل کریگی۔ اور مجھے سرخ مٹی وہاں کی لاکر دی ہے ✤

(۶) عن ام الفضل بنت الحارث قالت دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت یا رسول اللہ انی رأیت حلما منکرا اللیلۃ قال ما ہو قالت انہ شدید قال ما ہو قالت رأیت کان قطعۃ من جسدک قطعت ووضعت فی حجری فقال رأیت خیرا تلد فاطمۃ ان شاء اللہ غلاما فیکون فی حجرک فولدت فاطمۃ الحسین فکان فی حجری کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدخلت یوما الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوضعتہ فی حجرہ ثم حانت منی التفاتۃ

صبیا بالحسین فوضعتہ فی حجرہ ثم حانت منی التفاتۃ فاذا عینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حسین من دم حمراء (اخرجہ الحاکم والبیہقی) ام الفضل بنت حارث کہتی ہیں کہ میں جناب حسین علیہ السلام کو لے کر ایک دن آنحضرت کی خدمت میں گئی اور حضور کی گود میں رکھ دیا پھر مجھے ایک کام پیش آگیا جب اس سے فارغ ہوئی تو کیا دیکھتی ہوں کہ حضور کی چشم مبارک اشکبار ہیں پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبریل علیہ السلام تشریف لائے تھے اور خبر دی ہے کہ میری امت میرے اس بیٹے کو قتل کریگی اور مجھ کو وہاں کی سرخ مٹی لاکر دکھائی ہے ؁

(۲) عن ام سلمۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دخل علی الیوم ملک ولم یدخل علی قبلہا فقال لی ان ابنک ھذا حسینا مقتول وان شئت اریتک من تربۃ الارض التی یقتل فیہا (اخرجہ ابو نعیم) جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ آج میرے پاس ایک فرشتہ آیا ہے جو اس سے پہلے کبھی نہیں آیا تھا کہنے لگا یہ تحقیق یہ آپ کا بیٹا حسین شہید ہونے والا ہے۔ اگر آپ چاہیں تو جس زمین میں وہ قتل ہونگے اسکی مٹی حضور کو دکھاؤں پس سرخ مٹی مجھے نکالکر دی ؁

(۳) عن ام سلمۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اضطجع ذات یوم فاستیقظ وھو خاثر وفی یدہ تربۃ حمراء یقلبہا فقلت ما ھذہ التربۃ یا رسول اللہ قال اخبرنی جبریل ان ھذا یعنی حسین یقتل بارض العراق وھذہ تربتہا (اخرجہ اسحاق بن راھویہ والبیہقی وابو نعیم) جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خواب استراحت فرماکر اٹھے آنکھ میں آنسو تھے اور آپکے ہاتھ میں سرخ مٹی تھی جسکو الٹ پلٹ کر رہے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ مٹی کیسی ہے فرمایا کہ جبریل نے مجھ کو خبر دی کہ حسین عراق کی زمین میں شہید ہونگے اور یہ وہاں کی مٹی ہے ؁

(۴) عن ام سلمۃ قالت کان الحسن والحسین یلعبان فی بیتی فنزل جبریل فقال یا محمد ان امتک تقتل ابنک ھذا من بعدک واومأ الی الحسین واتاہ بتربۃ فشمہا ثم قال ریح کرب وبلاء وقال یا ام سلمۃ اذا تحولت ھذہ التربۃ دما فاعلمی ان ابنی قد قتل فجعلتہا فی قارورۃ (اخرجہ …) جناب ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب حسنین علیہما السلام میرے گھر میں کھیل رہے تھے پس جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہنے لگے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم بتحقیق تمہاری امت تمہارے اس بیٹے کو تمہارے بعد قتل کریگی اور حضور کو اس جگہ کی مٹی لاکر دکھائی آپنے اسکو سونگھا فرمایا اس سے تکلیف و رنج کی بو آتی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا اے ام سلمہ جب تم اس مٹی کو خون ہوتا دیکھو تو سمجھ لینا کہ میرا بیٹا شہید ہو گیا پس میں نے وہ ایک شیشی میں ڈالدی ؁

(۵) عن معاذ بن جبل قال … صلی اللہ علیہ وسلم نعی الی الحسین واتیت بتربتہ واخبرت بقاتلہ (اخرجہ الطبرانی) معاذ بن جبل کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مجھے حسین کی شہادت کی خبر دی گئی ہے اور مجھ کو وہاں کی مٹی دکھائی گئی ہے اور اسکے قاتل کی خبر دی گئی ہے ؁

(۶) عن … قال … ان اھل بیتی سیلقون من بعدی من امتی قتلا وتشریدا … (اخرجہ

الحاکم) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم اور دوست سے اہل بیت ہرگز اس میں شک نہیں کرتے تھے کہ حسین علیہ السلام زمین عراق میں شہید کئے جائیں گے ❁

(۱۱) عن ابن عباس قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نصف النہار اشعث اغبر بیدہ قارورۃ فیہا دم ملتقط فسئل فقال دم الحسین واصحابہ لم ازل اتتبعہ منذ الیوم فنظر فوجد وقد قتل ذلک الیوم (اخرجہ احمد والترمذی والبیہقی) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر تشریف لائے ژولیدہ مو غبار آلودہ لئے ہاتھ میں ایک شیشی تھی۔ اس میں جمی سی ملا ہوا خون تھا حضور سے استفسار کیا گیا آپ نے فرمایا حسین اور اس کے دوستوں کا خون ہے۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ حساب لگا کر دیکھا گیا تھا ایک دن شمار کر کے دیکھا کہ بالکل خون ہو گیا ہے پس معلوم ہوا کہ جناب امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے ہیں ❁

(۱۲) عن انس قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال استاذن ملک المطر ان یزور النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاذن لہ وکان فی یوم ام سلمۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ام سلمۃ احفظی علینا الباب لا یدخل احد فبینا ھی علی الباب اذ دخل الحسین فاقتحم فوثب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یلثمہ ویقبلہ فقال الملک اتحبہ قال نعم قال ان امتک ستقتلہ وان شئت اریتک المکان الذی یقتل بہ فاراہ فجاء بسہلۃ او تراب احمر فاخذتہ ام سلمۃ فجعلتہ فی ثوبہا (اخرجہ البغوی فی معجمہ وابو حاتم فی صحیحہ وابو نعیم فی الحلیۃ واحمد والملا فی سیرتہ وروی احمد نحوہ وفی روایۃ الملا قالت ام سلمۃ ثم ناولنی کفا من تراب احمر وقال ان ھذا من تربۃ الارض التی یقتل بہا فمتی صار دما فاعلمی انہ قد قتل قالت ام سلمۃ فوضعتہ فی قارورۃ عندی وکنت اقول ان یوما یتحول فیہ دما انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مینہ کے فرشتے نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیلئے اذن چاہا خداوند تعالیٰ نے اس کو اذن دیا۔ اس دن جناب رسول اللہ صلعم جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف رکھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ام سلمہ دروازہ بند کر دو تاکہ ہمارے پاس کوئی نہ آئے اتنے میں جناب حسین تشریف لائے اور دروازہ کو دھکیل کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کود پڑے حضور انکو چومنے لگے فرشتے نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ ان سے محبت رکھتے ہیں آپ نے فرمایا ہاں۔ اس نے عرض کیا کہ آپکی امت انکو قتل کریگی اگر آپ چاہیں تو آپکو وہ مکان بتا دوں جہاں پر وہ شہید ہونگے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ جگہ دکھائی۔ اور سرخ مٹی یا خاک وہاں کی لا دی پس اس مٹی کو جناب ام سلمہ نے اپنے کپڑے میں لے لیا بغوی نے معجم میں اور ابو حاتم نے اپنی جامع صحیح میں اور ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں اس حدیث کو روایت کیا ہے اور امام احمد نے بھی اسی طرح سے روایت کی ہے اور ملا نے اپنی سیرت میں حدیث مذکور کسی قدر زیادتی سے روایت کیا ہے کہ جناب ام سلمہ رضی روایت کرتی ہیں کہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی سرخ مٹی مجھکو دی اور کہا یہ مٹی اس زمین کی ہے کہ جہاں وہ شہید ہونگے۔ پس جس وقت یہ خون ہو جائے تم سمجھ لینا کہ وہ شہید ہو گئے۔

قتل ہو گئے ہیں جناب ام سلمہ کہتی ہیں کہ میں نے اسکو ایک شیشی میں رکھ لیا۔ اور میں اسکو لوٹ
پوٹ کرتی رہی ایک دن جو میں نے اس کو لوٹا تو خون ہو گئی تھی ۔

(۱۳) عن الشعبی قال مر علی بکربلاء عند مسیرہ الی صفین وحاذی نینوی قریۃ علی الفرات فتوقف وسأل عن اسم هذه الارض فقیل له کربلاء فبکی حتی بل الارض من دموعه ثم قال دخلت علی رسول اللہ صلعم وهو یبکی فقلت ما یبکیک قال کان عندی جبریل آنفا واخبرنی ان ولدی الحسین یقتل بشاطئ الفرات بموضع یقال له کربلاء ثم قبض جبریل قبضۃ من تراب شمنی ایاها (اخرجه احمد) شعبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ صفین کی طرف جاتے ہوئے جناب امیر علیہ السلام قریہ نینوی کے مقابل فرات کے کنارے گذرے اور استادہ ہو کر پوچھا کہ اس زمین کا نام کیا ہے۔ لوگوں نے کہا کربلا۔ آپ رونے لگے یہانتک کہ آپکے اشکوں سے زمین تر ہو گئی۔ پھر فرمایا کہ میں ایک دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا حضور رو رہے تھے میں نے عرض کیا جناب کیوں گریہ کرتے ہیں حضرت نے فرمایا ابھی جبریل میرے پاس آئے تھے مجھکو کہنے لگے کہ میرا بیٹا حسین فرات کے کنارے پر شہید کیا جائیگا جس مقام کا نام کربلا ہے۔ پھر جبریل نے وہاں کی مٹی کی مٹھی بھر کر مجھے سنگھائی ۔

(۱۴) عن اصبغ بن نباتۃ قال اتینا مع علی علی موضع قبر الحسین فقال ههنا مناخ رکابهم وههنا موضع رحالهم وههنا مهراق دمائهم فتیۃ من آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم یقتلون بهذه العرصۃ تبکی علیهم السماء والارض (اخرجه الملا وابو نعیم) اخطب الخطباء ابلغ البلغاء اصبغ بن نباتہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم جناب امیر علیہ السلام کی رکاب سعادت میں موضع قبر حسین علیہ السلام پر گذرے جناب امیر علیہ السلام فرمانے لگے یہ انکی سواریوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے یہ انکے اسباب کی جگہ ہے یہ انکے خون بہنے کی جگہ ہے۔ ایک گروہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اس میدان میں شہید ہوگا۔ انپر آسمان و زمین روئیں گے ۔

(۱۵) عن الشعبی قال ان ابن عمر قدم المدینۃ فاخبر ان الحسین قد توجه الی العراق فلحقه فی مسیرة لیلتین عن المدینۃ فقال له ان اللہ تعالی خیر نبیه بین الدنیا والآخرة فاختار الآخرة وانکم بضعه واللہ لا یلیها احد منهم ابدا وما صرفها اللہ تعالی عنکم الا للذی هو خیر لکم فارجعوا فابی فاعتنقه ابن عمر وقال استودعک اللہ تعالی من قتیل (اخرجه البیہقی) شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما مدینہ طیبہ کو آ رہے تھے انکو خبر لگی کہ جناب حسین علیہ السلام نے عراق کی طرف توجہ فرمائی ہے وہ ان سے سفر میں آ ملے اور رستہ میں دو راتیں انہیں کے ساتھ رہے کہنے لگے: اللہ تعالی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو درمیان دنیا و آخرت کے مختار کیا ہے پس حضور نے آخرت کو اختیار فرمایا اور آپ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر گوشہ ہیں۔ آپ لوگوں میں سے کسی شخص کو کبھی دنیا نصیب نہ ہوگی اور خدا تعالی نے آپ صاحبوں سے اسکو نہیں ہٹایا مگر ایسی چیز کے لئے جو آپکے لئے بہتر ہے آپ مدینہ کو واپس تشریف لے چلیں آپ نے انکار کیا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں وداع ہوتا ہوں شہید سے

(۱۶) عن محمد بن عمر بن حسن قال کنا مع الحسین بنهر کربلا فنظر الی الشمر ذی الجوشن فقال صدق الله ورسوله قال رسول الله صلی الله علیه وسلم کانی انظر الی کلب ابقع یلغ فی دم اهل بیتی وکان شمر ابرص (اخرجه ابن عساکر) محمد بن عمر بن حسن کہتے ہیں کہ ہم جناب امام حسین علیہ السلام کے ساتھ نہر کربلا پر تھے [illegible] آپ نے شمر ذی الجوشن کو دیکھا اور فرمایا اللہ اور اللہ کے رسول نے سچ کہا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ فرماتے تھے کہ ہم ایک چتکبرے کتے کو دیکھ رہے ہیں کہ میرے اہلبیت کے خون میں منہ مار رہا ہے۔ اور شمر برص دار تھا ؛

(۱۷) عن ام سلمة قالت رایت النبی صلی الله علیه وسلم فی المنام باکیا وبراسه ولحیته التراب فسالته فقال شهدت قتل الحسین آنفا (اخرجه الترمذی والدیلمی والحاکم والبیهقی) جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا روتے ہوئے اور سر اقدس اور ریش مبارک غبار آلودہ میں نے وجہ استفسار کی آپ نے فرمایا ہم ابھی قتل حسین سے آئے ہیں ؛

(۱۸) عن علی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم تحشر ابنتی فاطمة ومعها ثیاب مصبوغة بالدم فتتعلق بقائمة من قوائم العرش فتقول یا عادل احکم بینی وبین قاتل ولدی فیحکم لابنتی ورب الکعبة (اخرجه الدیلمی) جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے قیامت کے روز میری بیٹی فاطمہ اٹھیں گی اور ان کے پاس خون کا لتھڑا ہوا کپڑا ہوگا عرش کے پائے کو پکڑ کر کہیں گی اے عادل انصاف کر درمیان میرے اور میرے بیٹے کے قاتل کے پس حکم دیا جائے گا حسب منشا میری بیٹی کی رکعبہ کے رب کی قسم ہے ؛

(۱۹) عن یحیی الحضرمی انه سافر مع علی الی صفین فلما حاذی نینوی نادی صبراً ابا عبد الله بشط الفرات قلت ماذا قال ان النبی صلی الله علیه وسلم حدثنی جبرئیل ان الحسین یقتل بشط الفرات واراني قبضة من تربته (اخرجه احمد) یحیی حضرمی (جنہوں نے جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ صفین کی طرف سفر کیا ہے) کہتے ہیں کہ جب جناب امیر علیہ السلام موضع نینوی کے مقابل پہنچے پکار کر فرمانے لگے یا ابا عبد اللہ فرات کے کنارے صبر کرو میں نے عرض کیا یہ کیا بات ہے جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا بتحقیق نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھ کو جبرائیل علیہ السلام نے آگاہ کیا ہے کہ بیشک امام حسین علیہ السلام فرات کے کنارے شہید کئے جائیں گے اور اس جگہ کی مٹی کی ایک مٹھی مجھے دکھائی ہے ؛

(۲۰) عن علی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم قاتل الحسین فی تابوت من نار علیه نصف عذاب اهل النار (اخرجه الدیلمی والحاکم فی المسند ولک والذهبی فی التلخیص) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جناب حسین علیہ السلام کا قاتل آگ کے ایک صندوق میں ہوگا۔ اور نصف اہل [illegible] کا عذاب ہوگا ؛

(۲۱) عن راس الجالوت قال کنا نسمع انه یقتل بکربلا ابن نبی فکنت اذا دخلتها رکضت فرسی حتی اجوزها فلما قتل الحسین جعلت اسیر بعد ذلک علی هینتی (اخرجه الطبرانی فی [illegible])

بیان ہے کہ میں ہمیشہ سنا کرتا تھا کہ کربلا میں کسی نبی کا بیٹا قتل کیا جائیگا اسواسطے جب میں کربلا میں
پہنچتا تو ادب کی وجہ سے اپنے گھوڑے کو جلد وہاں سے چلا کر لیجاتا حسین علیہ السلام کے شہید ہونے
کے بعد بھی میں اسی طرح وہاں سے گذرتا ہوں۔

جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا بیان

قال العلامة ابو اسحاق الاسفرائنی فی کتابه المسمی به بنور العین فی مشهد الحسین فبینما الحسین
جالسا فی بیته یوما من الایام اذا وفارس اتی الی بابه وطرقه فقال الحسین من بالباب فقیل له
رسول من اهل الکوفة فاذن له بالدخول فدخل علیه واخرج الکتاب وناوله له فاخذه وقرءه
فاذا هو من اهل الکوفة ویقولون فیه یکون فی علمک یا حسین یا ابن بنت رسول الله صلی الله علیه
وسلم ان یزید بن معاویة ظلم وجار وقتل الرجال ونهب الاموال وطغی وتمرد وقد عم ظلمه سائر الاقطار
یامر بالمنکر وینهی عن المعروف ویشرب الخمر ولا یخش الله وانتشر القبائح فی جمیع البلاد واظهر الظلم
والجور فی العباد وعدم ما اتقیه الله فی شیء من الاشیاء واخفی العدل فی الرعیة واظهر الظلم والجور
بالکلیة وانا قد بعثنا الیک یا ابا عبد الله سابقا خوالف کتاب نطلبک ان تحضر الی عندنا
ونحن نساعدک علی الیزید وناخذ حقک من ابیک و جدک لان الخلافة لک ولابیک ولا لیزید
ولا لابیه تتولی علینا احدا من اهل بیتک ونسألک بحق جدک محمد صلی الله علیه وسلم ان
تحضر الینا وان لم تحضر نقف بین یدی الله سبحانه خاصمناک ونقول یا ربنا ظلمنا الحسین
ورضی فینا بالظلم فاجب ایک الذی نتولی له الله وتتخلص به من حقوق الله فلما قرأ الحسین
المکتوب انتشر علیه خوفا من الله تعالی (انتهی) علامہ ابو اسحاق اسفرائنی اپنی کتاب مسمی بنور العین
فی مشهد الحسین میں لکھتے ہیں کہ ایک دن جناب امام حسین علیہ السلام اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے
کہ کوفہ کے ایک سوار نے دروازہ کھٹکھٹایا جناب امام حسینؑ نے فرمایا دروازہ پر کون ہے عرض
کیا گیا اہل کوفہ کا ایک ایلچی ہے آپنے اسکو اندر داخل ہونیکا اذن دیا اُسنے داخل ہو کر جناب امام کو ایک
خط دیا آپنے اسکو لیکر پڑھا دیکھا کہ وہ خط اہل کوفہ کیطرف سے ہے اسمیں لکھتے ہیں یا امام حسین اے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے آپکو معلوم ہوگا کہ یزید بن معاویہ نے ظلم اور جور اور بے گناہوں کو قتل کرنا اور
لوگوں کے مال کا لوٹنا شروع کیا ہے اور سرکشی اور تمرد کو اختیار کیا ہے ہر طرف اسکا ظلم پھیل گیا ہے۔ بُری
باتوں کے لیے حکم کرتا ہے اور اچھی باتوں سے باز رکھتا ہے شراب پیتا ہے۔ خدا سے نہیں ڈرتا تمام
شہروں میں برائیوں کو پھیلاتا ہے ظلم اور جور کو خدا کے بندوں پر ظاہر کرتا ہے۔ کسی شے کے کرنے میں
خدا سے خوف نہیں کرتا عدل کو رعیت سے پوشیدہ اور ظلم و جور کو بالکل ظاہر کر رکھا ہے یا ابا عبد اللہ
ہم پہلے بھی آپکی خدمت میں خط بھیج چکے ہیں ہم آپکی تشریف آوری کے لیے عرض کرتے
ہیں کہ آپ ہمارے پاس تشریف لائیں ہم آپکی یزید سے مقابلہ میں مدد کرینگے آپ اپنے باپ دادا کی

خلافت کو لیلیں کیونکہ خلافت آپکا اور آپکے والد بزرگوار کا حق ہے نہ یزید اور اسکے باپ کا آپ
ہمارے اہلبیت ہیں کسکو والی کرکے بھیجیں ہم آپکے جد امجد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دیکر
عرض کرتے ہیں کہ آپ ہمارے پاس تشریف لائیں۔ اگر آپ تشریف نہیں لائینگے ہم کل خدا کے سامنے
آپ سے جھگڑینگے۔ اور ہم کہیں گے اے ہمارے پروردگار امام حسین علیہ السلام نے ہم پر ظلم کیا ہے اور ہم
میں ظلم اور جور کو روا رکھا ہے۔ آپ خدا کو کیا جواب دینگے۔ اور اللہ کے حقوق سے کیونکر چھوٹیں گے
جب امام حسین علیہ السلام نے خط پڑھا آپکے بدن مبارک پر رونگٹے کھڑے ہو گئے خدای تعالیٰ کے خوف سے

قال عمار بن معاوية الذهبي قلت لابي جعفر محمد بن علي بن الحسين حدثني عن مقتل الحسين كاني حضرته قال لما مات معاوية والوليد بن عتبة بن ابي سفيان على المدينة فارسل الى الحسين ليأخذ بيعته ليلية فقال اخرني وارفق به فاخره فخرج الى مكة فاتاه رسل اهل الكوفة انا قد حبسنا انفسنا عليك ولسنا نحضر الجمعة مع الوالي فاقدم علينا رجل من اهل بيتك قال وكان النعمان بن بشير الانصاري والي الكوفة فبعث الحسين اليهم مسلما فقال سر الى الكوفة فانظر ما كتبوه فان كان حقا قدمت اليه فخرج مسلم حتى اتى المدينة فاخذ منها دليلين فمرا به في البرية فاصابهم عطش فمات احد الدليلين فقدم مسلم الكوفة فنزل على رجل يقال له عوسجة فلما علم اهل الكوفة بقدومه دبوا اليه فبايعه منهم اثنا عشر الفا فقام رجل ممن يهوى يزيد بن معاوية الى النعمان بن بشير قال انك ضعيف مستضعف قد فسد البلد فقال له النعمان لان اكون ضعيفا في طاعة الله احب الي ان اكون قويا في معصية الله ما كنت لاهتك سترا فكتب الرجل بذلك الى يزيد فدعا يزيد مولى له يقال له سرجون فاستشاره فقال له ليس للكوفة الا ابن زياد وكان ممن عزله عن البصرة فكتب اليه برضاه عنه وانه قد اضاف اليه الكوفة وامره ان يطلب مسلما فان ظفر به قتله فاقبل ابن زياد في وجوه اهل البصرة حتى قدم الكوفة متلثما فلا يمر على احد الا قال له اهل المجلس عليك السلام يا ابن رسول الله يظنونه الحسين قدم عليهم فلما نزل ابن زياد القصر دعا مولى له فدفع اليه ثلاثة الاف درهم فقال اذهب حتى تسأل عن الرجل الذي يبايعه اهل الكوفة فادخل عليه فاعلمه انك من حمص وادفع اليه المال وبايعه فلم يزل المولى يتلطف حتى دلوه على شيخ يلي البيعة فذكر له امره فقال لقد سرني اذ هداك الله وساءني ان امرنا لم يستحكم ثم ادخله على مسلم فبايعه ودفع له المال وخرج حتى اتى ابن زياد فاخبره وتحول مسلم حين قدم ابن زياد من تلك الدار الى دار هاني بن عروة المرادي ودان ابن زياد فقال لاهل الكوفة ما بال هاني بن عروة لم ياتني فخرج اليه محمد بن الاشعث في اناس من وجوه اهل الكوفة وهو على باب داره فقالوا له ان الامير قد ذكرك واستبطاك فانطلق اليه فركب معهم حتى دخل على ابن زياد وعنده شريح القاضي فلما سلم عليه قال له يا هاني اين مسلم بن عقيل فقال لا ادري فاخرج اليه المولى الذي دفع الدراهم الى مسلم فلما راه قطع به

بيده فقال لا والله ما دعوته الى منزلي ولكنه جاء فطرح نفسه علي فقال ائتني به فتلكأ
فاستدناه فادناه فضربه بالقضيب وامر بحبسه فبلغ خبره قومه فاجتمعوا على باب القصر
فسمع ابن زياد الجلبة فقال لشريح القاضي اخرج اليهم فاعلمهم اني انما حبسته لاستخبره عن خبر مسلم
ولا باس عليه مني فبلغهم فتفرقوا ونادى مسلم بالخبر بشعاره فاجتمع اليه اربعون
من اهل الكوفة فركب وبعث ابن زياد الى وجوه اهل الكوفة فجمعهم عنده في القصر فامر كل واحد
منهم ان يشرف على عشيرته فيردهم فكلموهم فجعلوا يتسللون حتى امسى مسلم وليس معه الا
عدد قليل منهم فلما اختلط الظلام ذهب اولئك ايضا فلما بقي وحده تردد في الطريق بالليل
فاتى باب امرأة فقال اسقيني ماء فسقته فاستمر قائما فقالت يا عبد الله انك مرتاب فما
شانك قال انا مسلم فهل عندك ماوى قالت نعم ادخل فدخل وكان لها ولد من موالي محمد
بن اشعث فانطلق الى محمد بن اشعث فاخبره فلم يفجأ مسلم الا والدار قد احيط بها فلما
راى ذلك خرج بسيفه يقاتلهم فاعطاه محمد بن اشعث الامان فامكن من يده فجاء
به الى ابن زياد فامر به فاصعد على القصر ثم قتله وقتل هانی بن عروة وصلبهما ولم يبلغ الحسين
ذلك حتى كان بينه وبين القادسية ثلاثة اميال فلقيه الحر بن يزيد التميمي فقال ارجع فاني لم
ادع لك خيرا واخبره الخبر فهم ان يرجع وكان معه اخوة مسلم فقالوا والله ما نرجع حتى نصيب
ثارنا او نقتل فساروا وكان ابن زياد قد جهز الجيش لملاقاته فوافوه بكربلاء فنزلها ومعه خمسة و
اربعون نفسا من الفرسان ونحو مائة راجل فلقيه الحسين واميرهم عمر بن سعد ابن ابي وقاص
وكان ابن زياد ولاه الري وكتب له بعهده عليها اذا رجع من حرب الحسين فلما التقيا قال له
الحسين اختر مني احدى ثلاث اما ان الحق بثغر من الثغور واما ان ارجع الى المدينة واما ان اضع
يدي في يد يزيد فقبل ذلك عمر بن سعد منه فكتب به الى زياد فكتب اليه لا اقبل منه حتى يضع
يده في يدي فامتنع حسين فقاتلوه فقتل معه اصحابه وفيهم سبعة عشر شابا من اهل بيته ثم كان
آخر ذلك ان قتل واتي براسه الى ابن زياد فارسله ومن بقي من اهل بيته الى يزيد منهم علي بن
حسين كان مريضا ومنهم عمته زينب بنت فاطمة فلما قدموا على يزيد ادخلهم على عياله ثم جهزهم
الى مدينة (اصابہ فی تمیز الصحابۃ لابن حجر) عمار بن معاویہ ذہبی کہتے ہیں کہ میں نے جناب ابو جعفر
محمد بن علی بن حسین علیہ و علی آبائہ السلام سے عرض کیا کہ آپ مجھے جناب حسین علیہ السلام کی شہادت کا
ذکر اس طرح سے بیان کریں کہ اسکی تصویر میری آنکھوں میں پھر جائے آپ نے ارشاد کیا کہ جب امیر معاویہ مر گیا
اُن دنوں میں ولید بن عقبہ بن ابی سفیان مدینہ کا حاکم تھا۔ اُس نے جناب امام حسین علیہ السلام کی طرف
یزید کی بیعت کرنے کے لئے پیغام بھیجا آپ نے فرمایا مجھے مہلت دو اور نرمی کی اُس نے مہلت دی۔ آپ مکہ
میں تشریف لے گئے آپکے پاس کوفیوں کے خط پہونچے کہ ہم نے آپکی وجہ سے اپنے آپکو یزید کی بیعت سے
روک رکھا ہے اور ہم حاکم کیساتھ نماز جمعہ میں شریک نہیں ہوتے آپ ہمارے پاس اپنا آدمی ایک بھیجے

لوگوں میں سے بھیجدیں۔ ان دنوں نعمان بن بشیر الانصاری کوفہ کا حاکم تھا۔ جناب امام حسین علیہ السلام
نے انکے پاس مسلم کو بھیجا اور فرمایا کوفہ کی طرف جاؤ اور دیکھو یہ کیا لکھتے ہیں اگر سچ ہے تو ہم کوفہ میں آئیں مسلم
وہاں سے مدینہ طیبہ میں آئے۔ اور وہاں سے دو رہنما اپنے ساتھ لیکر روانہ ان کی طرف نکلے۔ پیاس کی وجہ سے
ایک رہنما مر گیا اور مسلم کوفہ میں پہونچ گئے۔ اور عوسجہ نامی ایک شخص کے گھر میں فروکش ہوئے جب لوگوں کو
انکی تشریف آوری کی خبر لگی تو جوق در جوق انکی خدمت میں آنے لگے اور ان میں سے اٹھارہ ہزار آدمیوں نے بیعت
کی۔ ایک شخص یزید کی ہوا خواہوں میں سے نعمان بن بشیر سے کہنے لگا تو ضعیف ہے یا ضعیف بنتا ہے
نعمان بن بشیر نے کہا اگرچہ میں خدا کی اطاعت میں ضعیف ہوں لیکن میں اسکو اس سے بہتر سمجھتا
ہوں۔ کہ خدا کی معصیت میں قوی بنوں۔ میں نے کبھی کسی کی پردہ دری نہیں کی۔ اس بات نے
یہ ماجرا یزید کو لکھ بھیجا یزید نے اپنے غلام سرجون سے مشورہ کیا اس نے رائے دی کہ اسوقت کوفہ کی حکومت
کیلئے ابن زیاد ملعون سے کوئی زیادہ لائق نہیں یزید نے اسکو بصرہ سے معزول کیا ہوا تھا یزید نے اسکو
خط لکھکر خوشنود کر لیا اور اسکی حکومت میں کوفہ کو اور بڑھا دیا اور حکم دیا کہ کوفہ میں پہونچکر مسلم کو تلاش
کرو اگر وہ ہاتھ لگ جائیں تو مار ڈالے۔ ابن زیاد اہل بصرہ کے سامنے کوفہ کو روانہ ہوا۔ اور دن ڈھلکر
رات کے اندھیرے میں داخل کوفہ ہوا کسی آدمی کے پاس سے نہیں گذرتا تھا کہ وہ اور اہل محلہ اسکو جناب امام
حسین علیہ السلام کا گمان کر کے السلام علیک یا ابن رسول اللہ نہیں کہتے تھے اور یہ خیال کرتے تھے کہ
یہ جناب امام حسین علیہ السلام تشریف لے آئے ہیں جب ابن زیاد قصر دارالامارہ میں اترا اس نے اپنے غلام
کو تین ہزار درہم دئے اور کہا جا کر اس شخص کو تلاش کر کہ جسکی اہل کوفہ بیعت کرتے ہیں۔ اور اس کے پاس
پہونچکر یہ جتلا کہ میں حمص سے آیا ہوں اور یہ روپیہ اسکو دیدے اور اسکی بیعت کر۔ وہ غلام اسی طرح سے
سراغ لگاتے بملائمت پوچھتا پھرتا رہا۔ یہانتک کہ اسکو ایک بزرگ کے پاس لیگئے۔ اس نے انکے پاس اپنا
حال بیان کیا۔ وہ بزرگ بولا کہ مجھے مسرت حاصل ہوگی کہ ٹھیک ہے اور تجھے اللہ تعالی ہدایت دیگا۔
ہمارا کام ابھی پختہ نہیں ہوا ہے۔ پھر اسکو مسلم کے پاس لیگیا اور اس نے بیعت کی اور وہ مال انکو
دیدیا۔ وہاں سے نکلکر ابن زیاد کے پاس آیا اور خبر بیان کی۔ جب ابن زیاد کوفہ میں آیا تھا تو اسوقت
مسلم عوسجہ کے گھر سے ہانی بن عروہ مرادی کے گھر میں چلے گئے تھے۔ ابن زیاد لوگوں سے کہا کرتا تھا کہ ہانی
کا کیا حال ہے وہ میرے ملنے کو نہیں آتا۔ پس محمد بن اشعث اکابر اہل کوفہ کے ساتھ اسکے پاس گیا وہ اسوقت
اپنے گھر کے دروازہ پر بیٹھا تھا۔ اسکو کہنے لگا امیر تجھے یاد کرتا ہے اور تیرے نہ ملنے کی وجہ پوچھتا ہے وہ اسکے
ساتھ گھوڑی پر سوار ہو کر ابن زیاد کے پاس گیا۔ ابن زیاد کے پاس اسوقت قاضی شریح بھی موجود تھا جب
اس نے ابن زیاد کو سلام کیا ابن زیاد بولا اے ہانی مسلم کہاں ہیں وہ کہنے لگا میں نہیں جانتا ہوں۔
ابن زیاد نے اس غلام کو جس نے درہم دئے تھے اسکے سامنے کیا جب ہانی نے اس غلام کو دیکھا ابن زیاد
کے سامنے زمین پر گر گیا اور کہنے لگا اے امیر میں نے مسلم کو اپنے گھر میں نہیں بلایا خود آگیا ہے
ابن زیاد نے کہا اسکو میرے پاس لاؤ وہ کسمسایا لوگوں نے اسکو پکڑ کر نزدیک کیا۔ ابن زیاد نے چھڑی سے

اسکو مارا اور اسکے تیار کر لیا تھا مگر رہا۔ جب یہ خبر اسکی قوم کو پہنچی قصر دار الامارہ کے دروازہ پر اکٹھے ہوکر آگئے
جب ابن زیاد نے جھگڑا سنا قاضی شریح سے کہا نکلکر ان کو کہدے کہ میں نے ہانی کو اسلئے بند کیا ہے
تا کہ مسلم کی خبر پوچھوں مجھ سے تکلیف اسکو نہیں پہنچیگی۔ لوگ متفرق ہوگئے جب مسلم
کو ہانی کے قید ہونے کی خبر لگی کوفہ کے چالیس ہزار مرد اسکے پاس جمع ہوگئے اور مسلم سوار ہوئے اس وقت
قصر میں ابن زیاد کے پاس اکابر کوفہ جمع تھے اُس نے اُن کو حکم دیا کہ اپنے اپنے قبیلہ سے باتیں کر کے
اُن کو لوٹا دو۔ وہ اُن کو تسلی دینے لگے شام کے وقت مسلم کے پاس چند شخص کے سوا کوئی باقی نہ رہے
جب اندھیرا ہوگیا تو وہ بھی چلے گئے اور مسلم اکیلے رہ گئے رات کو راہ میں بھٹک کر ایک عورت کے دروازہ
پر پہنچے اُس عورت سے کہا مجھے پانی پلا اُس نے پانی پلایا۔ اور کہا بندہ خدا تم پریشان معلوم ہوتے ہو
تمہارا کیا حال ہے آپ نے کہا میں مسلم ہوں آیا تیرے پاس آرام کی جگہ ہے۔ اُس عورت نے کہا ہاں آپ اندر
آئیے۔ آپ اندر گئے اس عورت کا ایک بیٹا تھا جو محمد بن اشعث کی غلامی کیا کرتا تھا۔ اُس نے محمد بن اشعث
کو خبر پہنچائی۔ ناگہاں مسلم کیا دیکھتے ہیں کہ تمام گھر کا لوگوں نے محاصرہ کر لیا ہے جب مسلم نے یہ دیکھا
اپنی تلوار کھینچ کر باہر نکلے اور جنگ کرنے لگے محمد بن اشعث نے انکو امان دیکر ہاتھ پکڑ لیا۔ اور ہمراہ لیکر ابن
زیاد کے پاس آیا۔ ابن زیاد نے حکم دیا کہ انکو قصر کی چھت پر لیجاؤ لوگوں نے چھت پر چڑھا کر اُن کو شہید
کیا۔ اور ہانی بن عروہ کو بھی مار ڈالا اور دونوں کی نعش کو لٹکا دیا۔ یہ خبر جناب امام حسین علیہ السلام کو
ملی جبتک کہ وہ قادسیہ سے تین میل پر پہنچ گئے۔ آپ سے حر بن یزید الیتمی ملا اور عرض کیا آپ واپس
تشریف لیجاویں۔ اور آنکو مسلم کے شہید ہونے پر آگاہ کیا حضرت کے رکاب سعادت میں مسلم بن عقیل
کے بھائی بھی موجود تھے۔ انہوں نے کہا جبتک کہ ہم بدلا نہ لیں یا قتل نہ ہوجائیں واللہ ہم واپس نہیں
جائینگے۔ ابن زیاد نے انکے لئے فوج تیار کی ہوئی تھی جو اُن سے کربلا میں آملی اُس فوج کا امیر عمر بن
سعد بن ابی وقاص تھا۔ ابن زیاد نے رے کی حکومت کا اُس سے وعدہ کیا تھا کہ جناب امام حسین
علیہ السلام سے جنگ کرنے کے بعد اس ملک کا اسکو حاکم کیا جائیگا۔ جناب امام حسین علیہ السلام نے
اُس سے بیان فرمایا کہ تین باتوں میں سے ایک اختیار کر لے۔ یا تو مجھے کسی قلعہ تک پہونچ جانے
دے۔ یا ہم مدینہ طیبہ کو لوٹ جائیں۔ یا ہم یزید کے پاس پہونچا دے عمر بن سعد نے پچھلی شرط کو
قبول کیا۔ اور ابن زیاد کو لکھ بھیجا ابن زیاد نے جواب میں لکھا میں قبول نہیں کرتا حسین کا ہاتھ میرے
ہاتھ میں دیا جانا چاہیئے۔ جناب امام حسین علیہ السلام نے اُس کو قبول نہ فرمایا۔ ساعت پر جنگ
شروع ہوگئی اور آپکے ساتھ تمام آپکے اصحاب شہید ہوگئے۔ اُن میں آپکے اہلبیت کے سترہ جوان
تھے آپ سب کے آخر میں شہید ہوئے آپکا سر اقدس ابن زیاد کے پاس لائے ابن زیاد نے اُس کو اور
آپکے اہلبیت کو یزید کے پاس بھیجدیا۔ اُن میں جناب علی بن حسین علیہ السلام مریض تھے اور جناب
کلثوم بہن حضرت زینب بنت فاطمہ علیہا السلام بھی تھیں یزید نے اُنکو مدینہ منورہ میں بھیجدیا ⁂

قتله سنان بن انس النخعی یقال قتله رجل من بنی مذحج وقیل قتله شمر بن ذی الجوشن

وکان شمر ابرص واجہز خولی بن یزید الاصبحی من حمیر علی راسہ والی بہ الی ابن زیاد (استیعاب) جناب امام حسین علیہ السلام کو سنان بن انس نخعی نے قتل کیا ہے بعض یہ کہتے ہیں کہ بنی مذحج کے ایک آدمی نے بعض کہتے ہیں شمر بن ذی الجوشن نے قتل کیا ہے اور شمر برص دار تھا۔ اور خولی بن یزید الاصبحی آپ کا سر اقدس نیزہ پر چڑھا کر ابن زیاد کے پاس لایا تھا ٭

(۴) واختلف فی سن الحسین یوم قتلہ فقیل قتل وھو ابن سبع وخمسین وقیل قتل وھو ابن ثمان وخمسین (استیعاب) بعض کہتے ہیں کہ شہادت کے وقت ستاون برس کے تھے بعض اٹھاون برس بیان کرتے ہیں ٭

(۵) عن ھلال بن نافع انہ قال کنت واقف مع عمرو بن سعد انحدث واذا الصباح یقول ابشر ایھا الامیر فقد قتل الحسین فواللہ ما رأیت قتیلا مضمخا بدمہ احسن ولا انور وجہہ وجمالہ یصعد الی السماء ثم حصرت ما فی بدنہ من جراح السیف والرماح والنبال فوجدتھم مائۃ وعشرین جرحا (نور العین فی مشہد الحسین) ہلال بن نافع کہتا ہے کہ میں عمرو بن سعد کے پاس کھڑا ہوا باتیں کر رہا تھا کہ ایک چلاتا ہوا آیا اے امیر بشارت ہو حسین مارے گئے ہلال کہتا ہے خدا کی قسم ہے میں نے کسی قتیل کو خون میں لتھڑا ہوا آپ کی مانند نہیں دیکھا اور باوجود اسکے چہرہ کا نور وجمال آسمان کی طرف صعود کر رہا تھا پھر میں نے جسد اطہر کے زخموں کا شمار کیا جو تلواروں اور نیزوں سے اور تیرو ں کے تھے کل ایک سو بیس زخم تھے ٭

(۶) انہ قتل علی رأس احدی وستین یوم الجمعۃ وقیل یوم السبت وھو یوم عاشوراء من المحرم بکربلا من ارض العراق (اسد الغابہ) جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت ۶۱ھ ہجری کے ابتدا میں جمعہ کے دن ہوئی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ہفتہ کے دن ہوئی ہے دسویں محرم کو کربلا کے میدان میں جو ملک عراق میں واقع ہے ٭

(۷) عن حبیب بن ثابت قال لما اصیب الحسین قال زید بن ارقم بباب المسجد افعلتموھا اشھد انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللھم انی استودعکھما وصالح المؤمنین فقیل لابن زیاد ان زید بن ارقم قال کذا وکذا فقال ذاک شیخ قد ذھب عقلہ (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر) حبیب بن ثابت کہتا ہے کہ جب امام حسین شہید ہو گئے زید بن ارقم نے مسجد کے دروازہ میں بیان کیا کہ تم نے یہ کیا فعل کیا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اے پروردگار میں ان دونوں کو اور صالح المؤمنین کو تیرے سپرد کرتا ہوں جب یہ بات ابن زیاد سے بیان کی گئی کہ زید بن ارقم یوں کہتے ہیں وہ کہنے لگا بہ سبب بڑھاپے کے اسکی عقل جاتی رہی ہے ٭

جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر جنات کا نوحہ

(۱) عن حبیب بن ثابت قال سمعت الجنۃ تنوح علی الحسین وھی تقول مسح النبی جبینہ

فلہ بریق فی الخد وجدا بوانا فی علیا قریش وجدہ خیر الجد (اخرجہ ابو نعیم) حبیب بن ثابت کہتے ہیں کہ شب جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر روتے سنا ہے کہ کہتی تھیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے انکے ماتھے کو چوما تھا انکے رخساروں میں چمک تھی۔ انکے ماں باپ قریش کے بزرگ تھے۔ انکے نانا سب ناناؤں سے بہتر تھے۔

(۲) عن ام سلمۃ انہا قالت لیلۃ قتل الحسین سمعت قائلا یقول ۔ ایہا القاتلون جہلا حسینا ۔ ابشروا بالعذاب والتنکیل ۔ قد لعنتم علی لسان ابن داؤد ۔ وموسی وحامل الانجیل (صواعق محرقہ) جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے امام حسین علیہ السلام کی شب شہادت میں ایک کہنے والے کو کہتے سنا ہے کہ ای جہالت سے امام حسین کے قتل کرنے والو تمکو عذاب اور رسواری کی بشارت ہو تم پر لعنت ڈالی جا چکی ہے سلیمان ابن داؤد کی اور موسیٰ کی اور حامل انجیل یعنی عیسیٰ کی زبان سے۔

(۳) عن حبیب بن ثابت عن ام سلمۃ قالت ما سمعت نوح الجن منذ قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا اللیلۃ وما اری ابنی الا قد قتل یعنی الحسین فقلت لجاریۃ اخرجی فاسئلی فاخبرت انہ قد قتل واذا الجنۃ تنوح ۔ الا یا عین فانہملی بجہد ۔ ومن یبکی علی الشہداء بعدی ۔ علی رہط تقود المنایا الی متجبر فی ملک عبد (اخرجہ ابو نعیم) حبیب بن ثابت جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ فرماتی تھیں جب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا میں نے سوا اس رات کے کبھی جنات کے نوحہ کی آواز کو نہیں سنا میں نے اسوقت سمجھا کہ میرا بیٹا یعنی حسین پیارا مارا گیا ہے میں نے اپنی خادمہ سے کہا کہ باہر نکل اور پوچھ اسنے مجھے خبر لا کر دی کہ وہ شہید ہوگئے ہیں۔ وہ یہ نوحہ کرتی تھیں۔ خبردار ہو ای میری رونے والی آنکھ اور سعی کر رونے میں۔ اور میرے بعد شہیدوں پر کون روئیگا ایسے گروہ پر کہ موت انکو کھینچ کر لیگئی واسطے ایسے ایک اور زمانے کے ظالم بادشاہ کے۔

امام حسین علیہ السلام کے سر اقدس کی کرامتیں

(۱) عن المنہال بن عمرو قال انا واللہ رأیت رأس الحسین حین حمل وانا بدمشق وبین یدی الراس رجل یقرأ سورۃ الکہف حتی بلغ قولہ تعالی ام حسبت ان اصحاب الکہف والرقیم کانوا من آیاتنا عجبا فانطق اللہ الراس بلسان ذرب فقال اعجب من اصحاب الکہف قتلی وحملی (اخرجہ ابن عساکر) منہال بن عمرو کہتا ہے کہ واللہ میں نے دیکھا کہ جبکہ جناب امام حسین علیہ السلام کا سر اقدس نیزہ پر چڑھایا گیا اور میں اسوقت دمشق میں تھا سر اقدس کے سامنے ایک مرد قرآن شریف کی سورہ کہف پڑھ رہا تھا جب اس آیہ کریمہ پر پہونچا جسکا ترجمہ مبارک یہ ہے کہ کیا جانا تو نے اصحاب کہف ورقیم تھے وہ ہماری عجیب نشانیوں میں سے۔ سر اقدس فصیح زبان سے بولا کہ اصحاب کہف سے میرا قتل اور نیزہ پر چڑھایا جانا زیادہ تر عجیب و تعجب خیز ہے۔

(۲) عن ... لما قتل الحسین واحتزوا راسہ وقعدوا فی اول مرحلۃ یشربون النبیذ فخرج علیہم قلم من حدید فکتب سطرا بدم ۔ اترجوا امۃ قتلت حسینا ۔ شفاعۃ جدہ یوم الحساب

(اخرجہ ابو نعیم) ابن قتیل کہتا ہے کہ جب جناب امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے اور آپکا سر اقدس نیزہ پر چڑھایا گیا۔ اور وہ لوگ پہلے مرحلہ میں بیٹھکر شراب پینے لگے تو غیب سے ایک قلم نکلا اور اسنے خون سے یہ سطر لکھی سو آیا وہ امت جس نے امام حسین کو شہید کیا ہے قیامت کے روز اسکے جد کی شفاعت کی امید رکھ سکتی ہے ہرگز نہیں ٭

(۳) **عن** الواقدی ان شخصا منہم علق فی لبب فرسہ راس الحسین فرای بعد ایام وجہہ اشد سوادا من القار فقیل انک کنت انضر العرب وجہا فقال ما مرت علی لیلۃ حین حملت تلک الراس الا و اثنان اخذا ان بضبعی ثم ینتہیان بی الی النار تتاجج فیدفعانی فیہا وانا انکص فتسفعنی کما تری ثم مات علی اقبح حالۃ (تذکرۃ خواص الامہ) واقدی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ ان میں سے ایک شخص نے جناب امام کا سر اقدس اپنے گھوڑے کی رسی سے باندھ لیا۔ بعد چند روز کے دیکھا گیا کہ اسکا منہ کالا کیا ہوا ہے اس سے پوچھا گیا تو عرب کے سرنگ والوں میں شمار کیا جاتا تھا وہ کہنے لگا جب میں نے اس سر اقدس کو اٹھایا تو پھر ایک رات بھی ایسی نہیں آئی تھی کہ کیا دیکھتا ہوں کہ دو آدمی میری گردن پکڑ کر بھڑکتی ہوئی آگ میں دھکیلتے ہیں اور میں پیچھے ہٹتا ہوں پس آگ نے منہ جھلس دیا جیسے کہ تو دیکھتا ہے۔ پھر وہ برے حال سے مر گیا ٭

جناب امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں کی سزا

(۱) **عن** ابن عباس قال اوحی اللہ تعالی الی نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم انی قتلت بیحیی بن زکریا سبعین الفا وانی قاتل بابن بنتک سبعین الفا (اخرجہ الحاکم من طرق عدیدۃ وصححہ) ابن عباس رضی اللہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالی نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی بھیجی کہ میں نے یحیی بن زکریا کے بدلے ستر ہزار آدمی کو مارا ہے اور تیرے نواسے کے بدلے ستر ہزار کو مارنے والا ہوں ٭

(۲) **عن** سفیان عن جدتہ قالت شہد رجلان قتل الحسین فاما احدہما فطال ذکرہ حتی کان یلفہ علی عنقہ کالحبل واما الآخر یستقبل الراویۃ بفیہ حتی یاتی علی آخرہا قال ابو بکر اخرجہ ابو نعیم ومنصور بن عمار) سفیان اپنی دادی سے نقل کرتا ہے کہ وہ کہتی تھیں کہ دو آدمی جناب امام حسین کے قتل پر موجود تھے پس ان دونوں میں سے ایک کا ذکر اسقدر لمبا ہو گیا کہ وہ رسی کی طرح سے اپنی گردن کے ساتھ لپیٹتا تھا اور دوسرے کا یہ حال تھا کہ ایک مشک کو منہ لگاتا تھا پھر دوسری کو لگاتا تھا اور اسکی نہیں بجھتی تھی پیاس ٭

(۳) اخرج ابو الشیخ ان جماعۃ تذاکروا انہ ما من احد اعان علی قتل الحسین الا اصابہ بلاء قبل ان یموت فقال شیخ اعنت وما اصابنی شیئ فقام لیصلح السراج فاخذتہ النار فجعل ینادی النار النار وانغمس فی الفرات ومع ذلک لم یزل بہ حتی مات (صواعق محرقہ) ابو الشیخ محدث رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک جماعت کے چند آدمی باہم ذکر کرنے لگے کہ کوئی شخص باقی نہیں رہا جس نے کہ جناب امام حسین علیہ السلام کے قتل میں اعانت کی تھی کہ مرنے سے پیشتر وہ بلا میں گرفتار نہ ہوا ہو۔ ایک بوڑھا کہنے لگا میں نے اعانت کی تھی مجھے تو کوئی مصیبت پیش نہیں آئی یہ کہکر وہ چراغ کی بتی درست کرنے کے لئے اٹھا اسکو آگ

لگ گئی اور آگ آگ پکارتا پھرتا تھا۔ یہانتک کہ وہ نہروں میں کود پڑا با وجود اس کے وہ آگ نہیں بجھتی تھی۔ اسی حال میں مر گیا۔

(۴) عن السدی انه اضافه رجل بکربلا فتذاکروا انه ما شرك احد فی دم الحسین الا مات اقبح الموت فکذب المضیف ذلك وقال انه ممن حضر فقام آخر اللیل یصلح السراج فوثبت النار فی جسده فاحرقته قال السدی فانا والله رأیته کأنه حممة (تذکرہ خواص الامہ بسبط ابن الجوزی) سدی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کربلا میں میری ضیافت کی اُس مجمع میں ذکر آیا کہ کوئی شخص جناب امام حسینؑ کے قتل میں شریک نہیں ہوا کہ بُری موت سے نہیں مرا۔ میزبان نے اسکا انکار کیا اور کہنے لگا میں بھی جناب امام کی شہادت پر حاضر تھا۔ وہ پچھلی رات چراغ کے درست کرنے کیلئے اُٹھا۔ اُسکے بدن پر آگ اچانک کر لگ گئی اور اُسکو جلا دیا۔ سدی کہتے ہیں خدا کی قسم ہے میں نے اسکو دیکھا کہ گویا وہ ایک انگارہ بن گیا تھا۔

(۵) عن الزہری قال لم یبق ممن قتله الا من عوقب فی الدنیا اما قتل او عمی او سواد الوجه او زوال الملك فی مدة یسیرة (صواعق محرقہ) زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جناب امام حسین علیہ السلام کے قاتلین میں سے کوئی باقی نہیں بچا کہ اسکو دنیا میں عقاب نہ پہنچا ہو یا تو وہ قتل کیا گیا یا اندھا ہو گیا یا اُس کا منہ کالا ہو گیا اُسکے ملک کو تھوڑی مدت میں زوال آ گیا۔

(۶) عن حاجب بن زیاد قال دخلت القصر خلف ابن زیاد حین قتل الحسین فاضطرم فی وجهه نارا فقال هل رأیت فقلت نعم فامرنی ان اکتم ذلك (اخرجه الطبرانی فی الکبیر) حاجب بن زیاد نے کہا کہ داخل ہوا میں پیچھے ابن زیاد کے محل میں جب شہید ہوئے امام حسین پس شعلہ مارا اُسکے منہ میں آگ نے پس کہا ابن زیاد کیا دیکھا تو نے میں نے کہا ہاں پھر مجھے کہنے لگا اس بات کا کہیں ذکر نہ کرنا۔

(۷) عن عمارة بن عمیر قال لما جیئ براس ابن زیاد واصحابه ونضدت فی المسجد فی الرحبة فانتهیت الیهم وهم یقولون قد جاءت قد جاءت فاذا حیة قد جاءت تخلل الرؤس حتی دخلت فی منخری ابن زیاد فمکثت هنیهة ثم خرجت فذهبت حتی تغیبت ثم قالوا قد جاءت قد جاءت ففعلت ذلك مرتین او ثلاثا (اخرجه الترمذی وصححه والطبرانی فی الکبیر) عمارہ بن عمیر سے نقل ہے کہ جب ابن زیاد اور اُسکے دوستوں کا سر لایا گیا مسجد صحن میں لوگوں کے پاس پہونچا تو انکو چلاتے ہوئے سُنا کہ کہتے ہیں وہ آیا وہ آیا اتنے میں ایک سانپ آ کر ابن زیاد کے نتھنے میں گھس گیا پھر کچھ دیر ٹھہر کر نکلا اور چلا گیا اور غائب ہو گیا پھر وہ لوگ چلائے وہ آیا وہ آیا۔ پھر وہی سانپ آیا اور ابن زیاد کے نتھنے میں گھسا۔ اسی طرح اُسنے دو دفعہ یا تین دفعہ کیا۔

(۸) عن الواقدی ان شیخا حضر قتله فعمی فسئل عن سببه فقال انه رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم حاسرا عن ذراعیه وبیده سیف وبین یدیه نطع ورای عشرة من قاتلی الحسین علیه السلام مذبوحین بین یدیه ثم لعنه وسبه فاصبح اعمی (تذکرہ خواص الامہ) واقدی علیہ الرحمۃ نقل کرتے ہیں کہ ایک بوڑھا جناب

امام حسین علیہ السلام کے قتل پر حاضر تھا پھر وہ اندھا ہو گیا اُس سے اُسکا سبب پوچھا گیا اُس نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ اپنی دونوں آستینیں چڑھائے ہوئے ہیں اور دست مبارک میں تلوار ہے اور سامنے نطع بچھی ہوئی ہے اور دس آدمی جناب امام حسین علیہ السلام کے قاتلین میں سے ذبح کئے ہوئے آپکے سامنے پڑے ہوئے ہیں پھر حضور نے اُسپر لعنت کی اور سب فرمائی پھر مجھ اندھا ہو گیا +

(۹) واخرجہ احمد ان رجلاً قال قتل اللہ الفاسق ابن الفاسق فرماہ اللہ بکوکبین فی عینیہ فعمی (صواعق محرقہ) امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جب امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے۔ ایک بدبخت شقی نے یہ کہا کہ نعوذ باللہ فاسق ابن فاسق مارا گیا ہے پروردگار عالم نے اُسکی آنکھوں پر دو سنگریزے پھینکے پس وہ اندھا ہو گیا +

(۹) ذکر البارزی عن المنصور انہ رای رجلاً بالشام وجہہ کوجہ الخنزیر فسالہ فقال انہ کان یلعن علیاً کل یوم الف مرۃ وفی یوم الجمعۃ اربعۃ الاف واولادہ معہ قال فرأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وذکر مناماً طویلاً من جملۃ ان الحسین شکاہ الیہ فلعنہ ثم بصق فی وجہہ فصار موضع بصاقتہ خنزیراً وصار آیۃ للناس (صواعق محرقہ) بارزی منصور واقفی سے نقل کرتے ہیں کہ اُنہوں نے شام میں ایک آدمی کو دیکھا کہ اسکا مُنہ مثل خنزیر کے ہے وہ کہنے لگا کہ میں جناب علی علیہ السلام پر ہر روز ایک ہزار مرتبہ لعنت کیا کرتا تھا اور ہر جمعہ کے دن چار ہزار مرتبہ اُنپر اور اُنکی اولاد علیہم التحیۃ والسلام پر سب کہا کرتا تھا۔ ایک دفعہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا منصور کہتا ہے کہ اس شخص نے ایک طویل خواب بیان کیا۔ اُس میں سے یہ بھی ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام نے حضور سے بھی میں اس شخص کی شکایت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکے مونہہ پر تھوکا۔ جہاں پر حضور کا تھوک پڑا وہ جگہ خنزیر کی شکل بن گئی اور وہ آدمی لوگوں کے لئے ایک خدا کی نشانی ہو گیا +

(۱۰) لما ارسل عمر بن سعد عمرو بن الحجاج علی خمسمائۃ فارس فنزلوا علی الشریعۃ وحالوا بین الحسین وبین الماء ونادی عبد اللہ بن حصین الازدی یا حسین اما تنظر الی الماء لا تذوق منہ قطرۃ حتی تموت عطشاً فقال الحسین اللھم اقتلہ ولا تغفرہ ابداً قال فمرض فیما بعد فکان یشرب الماء القلۃ ثم یقئی ثم یعود فیشرب حتی یغر ثم یقئی ثم یشرب فما یروی فما زال کذلک ذکا مل ابن اثیر جب عمر بن سعد نے عمرو بن حجاج کو پانسو سوار دیکر بھیجا اور وہ فرات کے کنارہ پر جا اترے اور جناب امام حسین علیہ السلام اور دریائے فرات کے درمیان حائل ہو گئے۔ عبد اللہ بن حصین الازدی نے پکار کر کہا یا حسین پانی کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھئے آپ اس سے ایک قطرہ بھی نہیں پی سکتے۔ یہاں تک کہ آپ پیاسے مر جائیں جناب امام حسین علیہ السلام نے فرمایا اے میرے پروردگار اسکو ہلاک کر اور بخش نہیں کہتے ہیں کہ واقعہ کربلا کے بعد وہ بیمار ہو گیا اور پانی کی مشق پی جاتا تھا اور پھر قے کر دیتا تھا۔ اور پھر پانی پیتا تھا اور پھر قے کرتا تھا اور ہرگز اُسکی سیری نہیں ہوتی تھی مرنے تک اُس کا یہی حال رہا

(۱۱) عن المسروق قال تقدم رجل من عسکر عمر بن سعد یقال لہ ابن حوزہ فقال للحسین یا حسین

الشر بالنار فقال الحسین کذبت بل اقدم علی رب رحیم وشفیع مطاع فمن انت قال ابن حوزۃ فرفع الحسین یدیہ فقال اللہم حزہ بالنار فغضب ابن حوزۃ فاقتحم فرسہ فی نہر فتعلقت قدمہ فی الرکاب وجال بہ الفرس فسقط عنہا فانقطعت فخذہ وساقہ وقدمہ وبقی جنبہ الآخر متعلقا بالرکاب یضرب بہ شجر وحجر حتی مات (کامل ابن اثیر) مسروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص عمر بن سعد کے لشکر کا جسے ابن حوزہ کہا کرتے تھے بڑھکر کہنے لگا اے حسین تمکو آگ کی بشارت ہو۔ جناب امام حسین علیہ السلام نے فرمایا تو جھوٹ بکتا ہے بلکہ میں رب رحیم اور نبی شفیع اور مطاع کی طرف بڑھنے والا ہوں۔ اور فرمایا تیرا نام کیا ہے اُسنے کہا میرا نام ابن حوزہ۔ جناب امام نے دونو ہاتھ بلند کرکے فرمایا اے میرے رب اسکو آگ میں جلا۔ ابن حوزہ غصہ میں بگڑا اسکا گھوڑا ایک نہر میں کود پڑا اُسکا پاؤں رکاب میں الجھ گیا اور گھوڑا اُچھلنے کودنے لگا وہ اُس سے گر پڑا اور اُسکی ران اور قدم جدا ہوگیا اُسکا دوسرا طرف رکاب میں پھنسا رہ گیا اور پتھروں پر اور درختوں پہ اسکو مارتا پھرتا تھا یہانتک کہ وہ مرگیا ٭

اُن قدرتی آثار کا بیان کہ جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت سے ناظرین کی عبرت کے لئے نمودار ہوئے

(۱) عن بصرۃ الازدیۃ قالت لما قتل الحسین مطرت السماء فاصبحنا حبابنا وجرارنا وکلشیٔ لنا ملآن دما (اخرجہ البیہقی وابو نعیم) بصرہ ازدیہ کہتی ہیں کہ جب امام حسین علیہ السلام شہید ہوگئے تو مینہ برسا صبح ہمارے ڈول اور ہمارے مٹکے اور ہماری ہر ایک شئے خون سے لبالب تھی ٭

(۲) عن الزہری قال بلغنی انہ یوم قتل الحسین لم یقلب حجر من احجار بیت المقدس الا وجد تحتہ دم عبیط (اخرجہ البیہقی وابو نعیم والطبرانی فی الکبیر) زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھکو یہ خبر لگی ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے روز بیت المقدس کا کوئی پتھر نہیں اُٹھایا گیا کہ اس کے نیچے تازہ خون نہ پایا گیا ہو ٭

(۳) عن جمیل بن مرۃ قال اصابوا ابلا یوم قتل الحسین فنحروہا وطبخوہا فصارت مثل العلقم فما استطاعوا ان یسیغوا منہا شیئا (اخرجہ البیہقی وابو نعیم) جمیل بن مرہ کہتا ہے کہ جناب امام حسینؑ کے شہادت کے دن اُن لوگوں نے ایک اونٹ پایا اور اُسے ذبح کرکے پکایا۔ وہ مثل حنظل (اندرائن) کے کڑوا ہوگیا کوئی اس میں سے کچھ نہ کھا سکا ٭

(۴) عن سفیان قال قالت جدتی کنت ایام قتل الحسین جاریۃ شابۃ فکانت السماء ایاما تبکی لہ (اخرجہ البیہقی) سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میری دادی بیان کرتی تھیں کہ جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے دنوں جوان لونڈی تھی آسمان کئی دن تک اشکبار رہا ٭

(۵) اخرج عثمان ابن ابی شیبۃ ان السماء مکث بعد قتلہ سبعۃ ایام تری علی الحیطان کانہا ملاحف معصفرۃ

وان الدنیا اظلمت ثلاثۃ ایام ثم ظہرت الحمرۃ فی السماء (صواعق محرقہ) عثمان بن ابی شیبہ
رحمۃ اللہ علیہ اپنی مسند میں لکھتے ہیں کہ جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر سات دن تک برابر آسمان
روتا رہا۔ دیواروں کو دیکھا جاتا تھا گویا کہ وہ چادریں کسم کی رنگی ہوئی ہیں اور بہ تحقیق دنیا پر تین دن تک
اندھیرا چھا گیا۔ پھر آسمان پر سرخی نمودار ہوگئی۔

(۷) عن ابی سعید قال ما رفع حجر من الدنیا الا تحتہ دم عبیط ولقد امطرت السماء دما
وبقی اثرہ فی الثیاب مدۃ حتی انقطعت (صواعق محرقہ) ابو سعید کہتے ہیں کہ اسدن کوئی دنیا کا پتھر نہیں
اٹھایا گیا۔ کہ اسکے نیچے تازہ خون نہ ہو۔ اور آسمان سے خون برستا رہا اور اسکا اثر ایک مدت تک کپڑوں میں
رہا۔ یہانتک کہ وہ کپڑے پھٹ گئے۔

(۸) لما جئی براس الحسین الی دار زیاد سالت حیطانہا دما (صواعق محرقہ) جب جناب حسین علیہ السلام
کا سر اقدس دار زیاد میں لائے دیواروں سے خون جاری ہوگیا۔

(۹) اخرج الثعلبی ان السماء بکت وبکاءھا حمرتہا وقال غیرہ احمرت آفاق السماء ستۃ
اشہر بعد قتلہ ثم لا زالت تری بعد ذلک (صواعق محرقہ) ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے
ہیں کہ جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر آسمان روتا رہا۔ اور اسکا رونا سرخی کا نمودار ہونا ہے
اور ثعلبی کے سوا اور لوگوں نے لکھا ہے کہ آسمان کے کنارے آپکے قتل کے بعد چھ مہینہ تک سرخ
رہے پھر ہمیشہ وہ سرخی نمودار ہونے لگی۔

(۱۰) عن ابن سیرین قال اخبرنا ان الحمرۃ التی مع شفق لم تکن حتی قتل الحسین (صواعق
محرقہ) ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہمکو معلوم ہوا ہے کہ یہ سرخی جو شفق کے ساتھ ہے جناب
امام حسین کے پہلے نہ تھی۔

(۱۱) ذکر ابن سعد ان ھذہ الحمرۃ لم تر فی السماء قبل قتلہ (صواعق محرقہ) ابن سعد اپنی طبقات
میں لکھتے ہیں کہ یہ سرخی آسمان پر جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت سے پہلے نہیں دیکھی گئی

(۱۲) قال سبط ابن الجوزی حکمتہ ان غضبنا یؤثر حمرۃ الوجہ والحق تنزہ عن الجسمیۃ
فاظہر تاثیر غضبہ علی من قتل الحسین بحمرۃ الافق (صواعق محرقہ) سبط ابن الجوزی رحمۃ اللہ
علیہ تذکرہ خواص الامہ میں لکھتے ہیں کہ اس سرخی کے نمودار ہونے میں حکمت یہ ہے کہ غضب مونہہ کو سرخ
کر دیتا ہے اور اللہ سبحانہ وتعالی جسم سے منزہ ہے پس اسکا غضب ان لوگوں پر جنکے ہاتھ سے جناب امام
حسین شہید ہوئے ہیں حمرۃ افق کے پیرایہ میں ظاہر ہوتا ہے۔

(۱۳) عن عمار بن یاسر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم السماء بکت لقتل یحیی بن زکریا وانہا
لتبکی لقتل ابنی ہذا وتطلع الشمس اربعین یوما محمرۃ ولو اذن لہا لنا ابنی الحسین
بن علی اخرجہ الدیلمی) عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
تھے کہ آسمان یحیی بن زکریا کے قتل پر روتا رہا ہے اور میرے بیٹے کے قتل سے روئیگا۔ اور آفتاب

چالیس دن تک رہیگا اور اگر اسکو دفن دیا جاوے تو وہ گداختہ ہو جائیگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے سے مراد حسن علی تھے ؛

جناب حسنین علیہما السلام کے فضائل کا بیان

(۱) عن - عمران بن سلیمان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحسن والحسین اسمان من اھل الجنۃ ما سمیت العرب بھما فی الجاھلیۃ (اخرجہ ابن سعد) عمران بن سلیمان سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ حسن اور حسین دو نام ہیں اہل جنت کے ناموں میں سے عرب نے جاہلیت میں یہ نام کبھی نہیں رکھے ؛

(۲) عن - العسکری قال لم یکن ھذا الاسم یعرف فی الجاھلیۃ (تاریخ الخلفاء) عسکری کہتے ہیں کہ جاہلیت میں اس نام کو کوئی نہیں جانتا تھا ؛

(۳) عن المفضل قال ان اللہ حجب اسم الحسن والحسین حتی سمی بھما النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابنیہ (تاریخ الخلفاء) مفضل کہتے ہیں کہ اللہ تعالی نے حسن اور حسین کے ناموں کو پوشیدہ رکھا جب تک کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے بیٹوں کے یہ نام رکھے ؛

(۴) اخرج النسائی والرویانی والضیاء عن حذیفۃ وابو یعلی عن ابی سعید واحمد والترمذی وابن حبان عن کلیھما وابن ماجۃ عن ابن عمر وابن عدی عن ابن مسعود والحاکم عن کل الاربعۃ وابو نعیم عن علی والطبرانی عنہ وعن ابن عمر وحذیفۃ وابو سعید وابی ھریرۃ وجابر والبراء و واسامۃ بن زید ومالک ابن الحویرث والدیلمی عن انس وابن عساکر عن علی وابنہ الحسن وعایشۃ وابن عمر وابن عباس و ابن رشتہ وابن النجار عن ابی ھریرۃ والحسین ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الحسن والحسین سیدا شباب اھل الجنۃ وزاد ابو یعلی وابن حبان والحاکم فی روایتھم عن ابو سعید وابو نعیم عن علی والطبرانی عن کلیھما الا ابنی خالۃ عیسی بن مریم ویحیی بن زکریا و زاد ابن ماجہ عن ابن عمر والحاکم عنہ وعن ابن مسعود والطبرانی عن مالک بن الحویرث والدیلمی عن انس وابن عساکر عن علی وابن عمر بعد قولہ صلی اللہ علیہ وسلم اھل الجنۃ وابوھما خیر منھما وفی الطبرانی عن حذیفۃ وابوھما افضل منھما وفی روایۃ الطبرانی عن اسامۃ بعد قولہ صلی اللہ علیہ وسلم اھل الجنۃ اللھم انی احبھما فاحبھما وعند ابن عساکر من احبھما فقد احبنی ومن ابغضھما فقد ابغضنی و الدیلمی عن ابی ھریرۃ من احب الحسن والحسین فقد احبنی ومن ابغضھما فقد ابغضنی۔ امام نسائی اور رویانی ضیا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اور ابو یعلی ابو سعید اور امام احمد اور ترمذی اور ابن حبان دونوں صاحبوں سے اور ابن ماجہ ابن عمر سے اور ابن عدی عبداللہ ابن مسعود سے اور حاکم چاروں صاحبوں سے اور ابو نعیم جناب علی علیہ السلام سے اور طبرانی ان سے اور ابن عمر اور حذیفہ اور ابو سعید اور ابو ہریرہ اور جابر اور براء بن عازب اور اسامہ بن زید اور

مالک بن الحویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اور دیلمی نے انس سے اور ابن عساکر جناب علی اور انکے فرزند ارجمند جناب حسن اور ام المومنین جناب عائشہ اور ابن عمر اور ابن عباس اور ابی رمثہ سے اور ابن النجار ابی ہریرہ اور جناب امام حسین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ بہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حسن اور حسین جوانان اہل جنت کے سردار ہیں اور ابی یعلیٰ اور ابن حبان اور حاکم نے اپنی روایت میں ابوسعید رضی اللہ عنہ سے اور نعیم نے جناب علی سے اور طبرانی نے دونوں صاحبوں سے روایت کرتے ہیں یہ الفاظ زیادہ کئے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ سوا میری خالہ کے بیٹوں عیسے بن مریم اور یحییٰ بن زکریا کے اور ابن ماجہ نے ابن عمر سے اور حاکم نے اُن سے اور ابن مسعود سے اور طبرانی نے مالک بن حویرث سے اور دیلمی نے انس سے اور ابن عساکر نے جناب امیر علیہ السلام اور ابن عمر سے بعد سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے قول مبارک کے یہ زیادہ روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا اور اُن دونوں کا یعنے امام حسنین کا والد ماجد اُن سے بہتر ہے۔ اور طبرانی نے حذیفہ سے روایت کی ہے کہ انبیاء والمرسلین اُن سے افضل ہیں۔ اور ایک روایت میں طبرانی نے جو اسامہ رضی اللہ سے کی ہے۔ اُس میں بعض لفظ اہل جنت کے یہ الفاظ روایت کئے ہیں۔ کہ اے میرے پروردگار میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان دونوں سے محبت رکھ اور ابن عساکر کے نزدیک یہ الفاظ مروی ہیں کہ آپ نے فرمایا جو شخص کہ ان دونوں سے محبت کرے وہ مجھ سے محبت کرتا ہے۔ اور جو کوئی اِن سے بغض رکھے وہ مجھ سے بغض رکھتا ہے اور دیلمی نے ابو ہریرہ سے یوں روایت کی ہے کہ جو شخص حسن وحسین سے محبت کرتا ہے اُس نے مجھ سے محبت کی۔ اور جس نے اُن سے بغض رکھا اُس نے مجھ سے بُغض رکھا +

(۵) عن فاطمۃ علیہا السلام قالت قال رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم اما حسن فلہ ھیبتی وسوددی واما الحسین فان جراتی وجودی (اخرجہ الطبرانی) جناب سیدہ علیہا السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حسن میں میری ہیبت اور پیشوائی ہے اور حسین میں میری جرات اور میرا جود ہے +

(۶) عن ابن عمر ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال ان الحسن والحسین ھما ریحانتای فی الدنیا (اخرجہ الترمذی) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بہ تحقیق سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسن اور حسین یہ دونوں دنیا میں میرے دو پھول کے پودے ہیں +

(۷) عن ابی بکرۃ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال ان ابنی ھذین ریحانتی من الدنیا اخرجہ ابن عدی وابن عساکر) ابی بکرہ سے مروی ہے کہ بہ تحقیق جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دونو میرے بیٹے تمام دُنیا میں سے میرے دو پھول کے پودے ہیں +

(۸) عن انس بن مالک قال دخلت علے رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم والحسن والحسین ینقلبان علی بطنہ ویقبل ھما ریحانتای من ھذہ الامۃ (اخرجہ النسائی) انس بن مالک سے روایت ہے

کہیں ایک دفعہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں گیا اور جناب حسن وحسین علیہما السلام آپکے بطن مبارک پر لیٹ رہے تھے۔ اور آپ فرماتے تھے کہ میری اُمت سے یہ میرے دونوں پھول کے پودے ہیں

(۹) عن سلمان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احب الحسن والحسین احببتہ ومن احببتہ احبہ اللہ ومن ابغضہما ابغضتہ ومن ابغضتہ ابغضہ اللہ (اخرجہ الطبرانی فی مسند سلمان) سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے دوست رکھا جناب حسن اور حسین کو دوست رکھا مینے اُس کو اور جسکو دوست رکھا مینے دوست رکھا اُسکو اللہ نے اور جس نے دشمن جانا ان دونوں کو دشمن جانا مینے اُسکو اور جسکو دشمن جانا مینے دشمن جانا اُسکو اللہ تعالیٰ نے ؀

(۱۰) عن ابی نعیم قال کنت عند ابن عمر فاتاہ رجل من اہل العراق یسالہ عن دم البعوضۃ یصیب الثوب فقال ابن عمر انظروا الی ھذا یسال عن دم البعوضۃ وقد قتلوا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقد سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحسن والحسین ہما ریحانتای من الدنیا (اخرجہ النسائی والدیلمی) ابونعیم کہتے ہیں کہ میں ابن عمر کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک عراق کے آدمی نے آکر اُنسے مچھر کے خون کی نسبت پوچھا کہ اگر کپڑے کو لگجائے تو اُسکا کیا حکم ہے۔ ابن عمر نے کہا اُس آدمی کی طرف دیکھو کہ مچھر کے خون کی نسبت پوچھتا ہے۔ حالانکہ ان لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے کو قتل کیا ہے اور بتحقیق مینے جناب رسول اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ حسن اور حسین دونو دنیا سے میرے لئے پھول کے پودے ہیں ؀

(۱۱) عن ابی ایوب الانصاری قال دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والحسن والحسین یلعبان بین یدیہ فقلت اتحبہما یا رسول اللہ قال وکیف لا احبہما وہما ریحانتای من الدنیا (اخرجہ الطبرانی والضیاء) ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں گیا اور جناب امام حسن اور امام حسین علیہما السلام حضور کے سامنے کھیل رہے تھے مینے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ان سے محبت رکھتے ہیں آپنے فرمایا میں کیونکر اُن سے محبت نکروں۔ اور حالانکہ یہ دونوں اس دنیا سے میرے دو پھولوں کے پودے ہیں ؀

(۱۲) عن اسامۃ بن زید بن حارثۃ قال طرقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ لبعض الحاجۃ فخرج وہو مشتمل علی شیئ ولا ادری ما ہو فلما فرغت من حاجتی قلت ما ھذا الذی انت مشتمل علیہ فکشف فاذا الحسن والحسین۔ فقال ھذان ابنای وابنا بنتی اللہم انک تعلم انی احبہما فاحبہما (اخرجہ الترمذی والنسائی والطبرانی) اسامہ بن زید ابن حارثہ کہتے ہیں کہ ایک رات میں نے ایک حاجت کیلئے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ مبارک کے دروازہ کی زنجیر کھٹکھٹائی حضور برآمد ہوئے حضور کی گود میں کوئی چیز معلوم ہوتی تھی نہیں جانتا تھا کہ کیا چیز ہے جب میں اپنی ضرورت کو عرض کرچکا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور کی گود میں کیا ہے آپنے اپنی ردا کو کھولدیا۔ امام حسن اور حسین گود میں تھے آپنے ارشاد فرمایا یہ میرے بیٹے اور میری بیٹی کے

بیٹے ہیں۔ اے خدا تو جانتا ہے کہ میں انکو پیار کرتا ہوں تو بھی اُن سے پیار کر ÷

(۱۳) **عن** بریدۃ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخطب اذ جاء الحسن والحسین علیہما قمیصان احمران یمشیان ویعثران فنزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من المنبر فحملہما ووضعہما بین یدیہ ثم قال صدق اللہ ورسولہ انما اموالکم واولادکم فتنۃ نظرت الی ھذین الصبیین یمشیان ویعثران فلم اصبر حتی قطعت حدیثی ورفعتہما (اخرجہ احمد والترمذی وابن ماجۃ وابی داؤد والنسائی وابن حبان والحاکم) بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے کہ جناب امام حسن اور حسین علیہما السلام گرتے پڑتے تشریف لائے انکے گلے میں سرخ کرتے تھے حضور انکو دیکھکر منبر سے نیچے اُتر آئے اور اُنکو اُٹھالیا اور اپنے سامنے بٹھالیا پھر فرمایا کہ اللہ اور اللہ کے رسول نے سچ کہا ہے کہ سوا اسکے نہیں کہ تمہارا مال اور تمہاری اولاد فتنہ ہیں میں نے اُن لڑکوں کو چلتے اور گرتے پڑتے دیکھا اور مجھ میں صبر نہ رہا یہانتک کہ میں نے اپنی بات کو کاٹکر اُنکو اُٹھالیا ÷

(۱۴) **عن** عقبۃ بن عامر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الحسن والحسین سیفا العرش ولیسا بمعلقین (اخرجہ الطبرانی) عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حسن اور حسین وہ عرش کی شمشیریں ہیں کہ معلق نہیں ÷

(۱۵) **عن** یعلی بن مرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الحسن والحسین سبطا من الاسباط (اخرجہ البخاری والترمذی وابن ماجۃ) یعلی بن مرہ سے منقول ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حسن اور حسین دو سبط ہیں اسباط میں سے ÷

(۱۶) **عن** انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال احب اھل بیتی الی الحسن والحسین (اخرجہ الترمذی) انس کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے سب اہل بیت سے مجھے زیادہ تر پیارے حسن اور حسین ہیں ÷

(۱۷) **عن** ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من احب الحسن والحسین فقد احبنی ومن ابغضہما فقد ابغضنی (اخرجہ احمد وابن ماجۃ والحاکم والدیلمی) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جس نے حسن اور حسین سے پیار کیا اُس نے مجھ سے پیار کیا اور جس نے اُن سے بغض رکھا مجھ سے بغض رکھا ÷

(۱۸) **عن** ابی ھریرۃ قال وقف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بیت فاطمۃ فخرج الیہ الحسن والحسین فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارق بابیک انت عین البقہ واخذ باصبعیہ فرقی علی عاتقہ وخرج الاخر الحسن والحسین فقال الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرحبا بک ارق بابیک انت عین البقہ واخذ باصبعیہ فاستوی علی عاتقہ الاخر واخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باقفیتہما حتی وضع افواہما علی فیہ ثم قال اللہم انی احبہما فاحبہما واحب من احبہما (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر) ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب فاطمہ کے دروازہ پر کھڑے ہو گئے اتنے میں امام حسن و امام حسین

باہر نکلے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے ارشاد کیا اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک اپنے باپ کے کاندھے پر سوار ہو پس وہ صاحبزادہ حضرتؐ کی دو انگلیاں پکڑ کر دوش اقدس پر سوار ہوگیا۔ اتنے میں دوسرا صاحبزادہ نکل آیا حضرتؐ نے اس سے بھی فرمایا شاباش اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک آ اپنے باپ کے کاندھے پر سوار ہو پس وہ صاحبزادہ بھی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دونوں انگلیاں پکڑ کر دوش اقدس پر سوار ہوگیا۔ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی گردن کو ہاتھ سے پکڑا اور اپنا منہ انکے منہ پر رکھکر فرمایا اے اللہ میں انکو دوست رکھتا ہوں تو بھی انکو دوست رکھ۔ اور دوست رکھ اس شخص کو جو انہیں دوست رکھے +

(۱۹) عن ابی ہریرۃ قال دخلت التمیمی الاقرع بن حابس علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فراٰہ یقبل اما حسنا واما حسینا فقال تقبلہما ولی عشرۃ من ولد ما قبلت واحدا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ من لا یرحم لا یرحم (اخرجہ ابو حاتم) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ تمیمی اقرع ابن حابس جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آیا اور آپکو دیکھا کہ کبھی حسن اور کبھی حسین علیہما السلام کو چوم رہے ہیں۔ کہنے لگا آپ ان دونوں کو چومتے ہیں اور باوجودیکہ میرے دس بچے ہیں میں ایک کو بھی نہیں چومتا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو نہیں رحم کرتا نہیں رحم کیا جاتا +

(۲۰) عن عبد اللہ بن مسعود قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی والحسن والحسین یتوثبان علی ظہرہ فیباعدہما الناس فقال صلی اللہ علیہ وسلم دعوہما بابی ہما وامی من احبنی فلیحب ھذین (اخرجہ ابو حاتم والنسائی والحافظ الدمشقی والملیلی وابن السری) عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کرتے تھے اور حسن وحسین علیہما السلام آپکی پشت مبارک پر کودا کرتے تھے ایک دفعہ لوگوں نے انکو ہٹا دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو چھوڑ دو۔ میری ماں اور میرا باپ انپر تصدق ہوں جو کوئی مجھے پیار کرتا ہے چاہیے کہ انسے پیار کرے

(۲۱) عن اسرائیل قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من احب الحسن والحسین فقد احبنی ومن ابغضہما فقد ابغضنی (اخرجہ ابو سعد فی شرف النبوۃ۔ وعن ابی ہریرۃ مثلہ اخرجہ بن حرب الطائی والحافظ والسلفی وابو طاہر الاندلسی) اسرائیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص حسن اور حسین کو پیار کریگا مجھ سے پیار کریگا اور جس نے ان سے بغض کیا مجھ سے بغض کیا۔ ابوہریرہؓ سے بھی اسکی مثل مروی ہے +

(۲۲) عن ابی ہریرۃ قال کنا نصلی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم العشاء فاذا سجد وثب الحسن والحسین علی ظہرہ فاذا رفع رأسہ اخذہما بیدہ من خلفہ اخذا رفیقا فیضعہما علی الارض فاذا عاد عادا حتی قضی صلوتہ۔ فاقعدہما علی فخذیہا (رواہ احمد) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز عشا میں شریک تھے۔ جب سرور دین پناہ نے سجدہ کیا۔ تو حسین علیہما السلام حضور کی پشت مبارک پر سوار ہوگئے جب جناب نے سر اٹھایا تو ان دونوں صاحبزادوں کو اپنے دست مبارک سے آہستہ اپنے پیچھے سے اتار کر نیچے بٹھادیا۔ اور جب پھر حضور

سجدے کو لوٹے تو وہ دونوں صاحبزادے پھر حضور کی پشت اقدس پر سوار ہو گئے یہانتک کہ حضور نے نماز کو ادا کیا اور اُن دونوں کو اپنے زانو پر بٹھا لیا۔

(۲۳) عن انس بن مالک قال کتب النبی صلی اللہ علیہ وسلم لرجل عہدا فدخل الرجل لیسلم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو یصلی فرای الحسن والحسین یرکبان علی عنقہ مرۃ ویرکبان علی ظہرہ مرۃ ویمران بین یدیہ وخلفہ فلما فرغ صلی اللہ علیہ وسلم قال لہ الرجل ما یقطعان الصلوۃ فغضب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال ناولنی عہدک فاخذہ فخرقہ ثم قال من لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا فلیس منا ولا انا منہ (اخرجہ النسائی وابن ابی الفراتی) انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے واسطے پروانہ لکھا ہوا تھا۔ وہ حضور میں سلام کے لئے حاضر ہوا۔ حضور اُسوقت نماز میں تھے اُس نے دیکھا کہ حسنین علیہما السلام کبھی آپکی گردن مبارک پر اور کبھی پشت اقدس پر سوار ہوتے ہیں اور آگے پیچھے سے ہو کر گذر جاتے ہیں جب حضور نماز سے فارغ ہوئے تو اُس شخص نے کہا ان دونوں صاحبزادوں نے کیسا نماز کو خراب کیا ہے جناب سرورعالم صلے اللہ علیہ وسلم نے غضب میں آکر اُس آدمی سے کہا اپنا پروانہ ہمیں دے اور اُس سے وہ پروانہ لیکر پھاڑ ڈالا اور فرمایا جو کوئی ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کی توقیر نہ کرے وہ ہمارا نہیں ہم اُسکے نہیں ہیں۔

(۲۴) عن سلمان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمیتھما یعنی الحسن والحسین باسم ابنی ھارون شبر وشبیر (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر) سلمان رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نام رکھوا انکا حسن اور حسین مانند نام دونوں فرزندوں ہارون علیہ السلام کے کہ انکا نام شبر اور شبیر تھا۔

(۲۵) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرت ان اسمی ھذین حسنا وحسینا (اخرجہ الدیلمی) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اُن دونوں کا حسن اور حسین نام رکھنے کا حکم ہوا ہے۔

(۲۶) عن ابی ھریرۃ قال کان الحسن والحسین یصطرعان بین یدی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ھن حسن فقالت فاطمۃ یا رسول اللہ تقول ھن حسن فقال ان جبریل یقول ھن حسین (اخرجہ ابن مثنی فی معجمہ) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب حسنین علیہما السلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں کشتی کر رہے تھے۔ اور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے شاباش اے حسن جناب سیدہ علیہا السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ حسن کو شاباش دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا حسین کو جبریل شاباش دیتا ہے۔

(۲۷) عن ابن عباس قال بینما نحن ذات یوم مع النبی صلے اللہ علیہ وسلم اذ اقبلت فاطمۃ تبکی فقال لھا ما یبکیک قالت ان الحسن والحسین خرجا ولا ادری این باتا فقال لھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تبکین فان خالقھما الطف بھما منی ومنک ثم رفع یدیہ فقال اللھم احفظھما وسلمھما فانی

جبریل فقال یا محمد لا تحزن فهما فی خطیرة بنی النجار نائمین وقد وکل الله بهما ملکا یحفظهما
فقام النبی صلی الله علیه وسلم ومعه اصحابه حتی اتی الحظیرة فاذا هما متعنقین نائمین واذا الملک
الموکل بهما قد جعل احد جناحیه تحتهما والاخر فوقهما یظلهما فاکب النبی صلی الله علیه وسلم
علیهما یقبلهما حتی انتبهما من نومهما ثم جعل الحسن علی عاتقه الایمن والحسین علی عاتقه
الایسر فتلقاه ابوبکر فقال یا رسول الله ناولنی احد الصبیین احمله عنک فقال نعم المطی مطیهما
ونعم الراکبان هما وابوهما خیر منهما حتی اتی المسجد فقام رسول الله صلی الله علیه وسلم علی قدمیه
وهما علی عاتقیه ثم قال معاشر المسلمین الا ادلکم علی خیر الناس جدا وجدة قالوا بلی یا رسول الله
قال الحسن والحسین جدهما رسول الله صلی الله علیه وسلم خاتم النبیین وجدتهما خدیجة بنت
خویلد سیدة نساء اهل الجنة الا ادلکم علی خیر الناس اما وابا قالوا بلی یا رسول الله قال
الحسن والحسین ابوهما علی وامهما فاطمة سیدة نساء العالمین الا ادلکم علی خیر الناس عما وعمة قالوا
بلی یا رسول الله قال الحسن والحسین عمهما جعفر بن ابی طالب وعمتهما ام هانی بنت ابی طالب
الا ادلکم علی خیر الناس خالا وخالة قالوا بلی یا رسول الله قال الحسن والحسین خالهما القاسم بن
رسول الله صلی الله علیه وسلم وخالتهما زینب بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم قال اللهم انک تعلم
ان الحسن والحسین فی الجنة ومن احبهما فی الجنة ومن ابغضهما فی النار (اخرجه الملا فی سیرته)

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک دن ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھے کہ ناگہاں جناب
سیدہ علیہا السلام روتی ہوئیں تشریف لائیں حضور نے ان سے فرمایا تیرا باپ تجھ پر فدا ہو تم کیوں روتی ہو
عرض کیا کہ حسنین گھر سے نکل گئے ہیں نہیں معلوم کہاں ہو گئے ہیں حضور نے فرمایا انکا خالق انپر تجھ سے
اور مجھ سے زیادہ مہربان ہے۔ پھر ہاتھ اٹھا کر آپ نے دعا کی اے میرے پروردگار انکی حفاظت فرما اور ان کو
سلامت رکھ پس جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا یا محمد آپ غمگین نہوں وہ دونوں خطیرہ بنی نجار میں سو گئے
ہیں خدا تعالے نے انپر ایک فرشتہ کو موکل کیا ہے کہ انکی حفاظت کرے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اصحاب
کرام کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور خطیرہ میں تشریف لائے اور حسنین علیہما السلام کو ایک دوسرے کے
ساتھ لپٹا ہوا اور سوتا ہوا دیکھا اور وہ فرشتہ جو انپر موکل ہے اُسنے اپنا ایک بازو اُنکے نیچے بچھایا ہوا ہی اور ایک
بازو کا انپر سایہ کیا ہوا ہے۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جھک کر انکو چوما اور جگایا۔ پھر جناب حسن کو
داہنے کندھے پر اور جناب حسین کو بائیں کندھے پر سوار کیا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ راستے میں ملے انہوں نے
عرض کیا کہ یا رسول مجھے ایک صاحبزادہ کو دیدیں کہ میں اٹھالوں آپ نے فرمایا نہایت عمدہ ہے سواری انکی
اور وہ نہایت عمدہ سوار ہیں اور ان کا باپ ان سے بہتر ہے۔ پھر آپ مسجد میں تشریف لائے۔ اور دونوں
پاؤں پر کھڑے ہو گئے اور وہ دونوں صاحبزادے آپکے کندھوں پر سوار تھے آپنے ارشاد کیا اے گروہ
مسلمانان میں تمکو آگاہ کروں ان دو شخصوں سے جو سب آدمیوں سے بلحاظ نانا اور نانی کے بہتر ہیں لوگوں نے
عرض کیا ہاں فرماویں آپ نے فرمایا وہ حسن اور حسین ہیں کہ انکا نانا احمد رسول دو جہان کا

ختم کرنیوالا ہے اور انکی دادی ام المومنین خدیجہ بنت خویلد اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہیں پھر فرمایا کہ میں..
تمکو آگاہ کروں ان دو شخصوں سے جو سب آدمیوں سے از روئے ماں اور باپکے بہتر ہیں - لوگوں نے عرض کیا..
ہاں آپنے فرمایا وہ حسن اور حسین ہیں - کہ انکا باپ علی بن ابیطالب ہے - اور انکی ماں فاطمہ ہے جو سب
دنیا کی عورتوں کی سردار ہیں پھر ارشاد کیا کہ میں تمکو آگاہ کروں ان دو شخصوں سے جو سب آدمیوں سے از روئے
چچا اور پھوپھی کے بہتر ہیں - لوگوں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ آپنے فرمایا وہ حسن اور حسین ہیں اور انکے..
جعفر طیار ہیں - اور انکی پھوپھی امہانی بنت ابی طالب ہے - پھر فرمایا کہ میں تمکو آگاہ کروں ان دو شخصوں سے
جو از روئے ماموں اور خالہ کے سب سے بہتر ہیں لوگوں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ آپنے فرمایا وہ حسن اور حسین ہیں
کہ ماموں انکا قاسم بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور خالہ انکی زینب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ہے - پھر
آپنے دعا کی کہ اے میرے پروردگار تو جانتا ہے کہ حسن اور حسین جنت میں ہونگے - اور جو کوئی ان سے محبت
کریگا وہ بھی جنت میں ہوگا اور جو کوئی انسے بغض کریگا وہ دوزخ میں ہوگا ؛

(۲۸) عن جابر قال دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو یصلی والحسن والحسین علی ظھرہ و ھو
یقول نعم الجمل جملکما (اخرجہ الملا) جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں جناب رسالتمآب صلوات
اللہ وسلامہ علیہ وعلی آلہ الامجاد کے حضور میں گیا - آپ اسوقت نماز پڑھ رہے تھے اور جناب حسین علیہما السلام
حضور کی پشت مبارک پر چڑھے ہوئے تھے آپنے فرمایا کیا اچھا ہے تمہارا اونٹ ✦

(۲۹) عن سلمان قال کنا حول النبی صلی اللہ علیہ وسلم فجاءت ام ایمن فقالت یا رسول اللہ لقد ضل..
الحسن والحسین قال وذلک زاد النہار فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قوموا واطلبوا ابنی قال..
واخذ کل رجل تجاہ وجھہ واخذت نحو النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم نزل حتی اتی سفح جبل واذا الحسن
والحسین ملتزق کل واحد منھما صاحبہ واذا شجاع قائم علی ذنبہ یخرج من فیہ شبہ النار فاسرع
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاسرع فخاطب الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم انساب فدخل فی بعض الا
حجرۃ ثم اتاھما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فافرق بینھما ومسح وجوھھما وقال بابی وامی انتما اکرمکما
علی اللہ تعالی ثم حمل احدھما علی عاتقہ الایمن والاخر علی عاتقہ الایسر فقلت طوبی لکما نعم المطیۃ....
مطیتہ کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونعم الراکبان ھما وابوھما خیر منھما (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر فی
مسانید الحسن) سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک وقت ہم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے
ہوئے تھے اتنے میں ام ایمن نے آکر عرض کیا یا رسول اللہ دن بہت آگیا ہے - حسنین کہیں گم ہو گئے ہیں حضرت
نے فرمایا میرے بچوں کو تلاش کرو ہر ایک نے اپنی تک کی سیدھ پکڑ لی میں حضرت کے ساتھ ہو گیا - ہم ایک پہاڑ کے
نیچے پہونچے حسنین علیہما السلام کو ایک دوسرے سے لپٹے ہوئے سوتا پایا - اور ایک سانپ کو انپر سایہ
کئے ہوئے دیکھا جسکے منہ سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے - حضرت اسکی طرف دوڑے اور وہ حضرت کیطرف
دوڑا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ باتیں کرنے لگا - پھر وہ لوٹ کر ایک سوراخ میں گھس گیا - حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑھکر ان کو جدا کیا اور ان کے چہرہ کا غبار پونچھا اور فرمایا میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں تم خدا

کے بڑے پیارے ہو۔ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کو ایک کاندھے پر اور دوسرے کو دوسرے کاندھے پر اٹھا لیا اور کہا اے صاحبزادو تمہیں مبارک ہو تمہاری سواری کیا اچھی ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوار بھی تو اچھے ہیں اور ان کے ماں باپ ان سے بہتر ہیں ❊

(۲۲) عن ابن عباس قال لما فتح اللہ المدائن علی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایام عمر امر عمر بالانطاع فبسطت فی المسجد فاول من بدأ الیہ الحسن فقال یا امیر المؤمنین اعطنی حقی مما افاء اللہ علی المسلمین فقال عمر بالرحب والکرامۃ فامر لہ بالف درہم ثم انصرف فبدر الیہ الحسین فامر لہ بالف درہم ثم انصرف فبدر الیہ عبد اللہ بن عمر فامر لہ بخمسمائۃ درہم فقال لہ یا امیر المؤمنین انا رجل مشتد اضرب بالسیف بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والحسن والحسین طفلان یدرجان فی سکک المدینۃ تعطیہم الف الف درہم وتعطینی خمسمائۃ قال عمر نعم اذہب فائتنی باب کابیہما وام کامہما وجد کجدہما وجدۃ کجدتہما وعم کعمہما وعمۃ کعمتہما وخال کخالہما فانک لا تاتینی بہ اما ابوہما فعلی المرتضی وامہما فاطمۃ الزہراء وجدہما محمد مصطفی وجدتہما خدیجۃ الکبری وعمہما جعفر بن ابی طالب وعمتہما ام ہانی بنت ابی طالب وخالتہما رقیۃ وام کلثوم بنتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وخالہما ابراہیم (اخرجہ ابو سعید السمان) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر مدائن کو فتح کیا جناب عمر رضی نے غنیمت کے مال کی تقسیم کرنیکا حکم دیا۔ سب سے پہلے جناب امام حسن علیہ السلام انکے پاس تشریف لائے اور کہا اے امیر المومنین ہمارا حق دیجئے اس چیز سے جو کہ اللہ جل جلالہ نے مسلمانوں کے لئے فتح دی ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا بزرگی سے اور کرامت سے پس جناب عمر رضی اللہ عنہ نے انکے لئے ہزار درہم کا حکم دیا۔ تب وہ لوٹے تو جناب امام حسین علیہ السلام تشریف لائے۔ جناب عمر نے انکے لئے بھی ہزار درہم کا حکم دیا۔ جب وہ لوٹے تو عبداللہ بن عمر انکے پاس آئے جناب عمر رضی اللہ عنہ نے انکے لئے پانسو درہم کا حکم دیا۔ عبداللہ بن عمر کہنے لگے یا امیر المومنین میں مضبوط آدمی ہوں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو تلوار سے لڑتا تھا اور حسن اور حسین لڑکے تھے۔ اور مدینہ کے بازاروں میں کھیلا کرتے تھے۔ آپ نے انکو ہزار ہزار درہم اور مجھکو پانسو درہم دیا ہے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں جا اور میرے پاس انکے باپ جیسا باپ اور انکی ماں جیسی ماں اور انکے دادا جیسا دادا اور انکی دادی جیسی دادی اور انکے چچا جیسا چچا اور انکی پھوپھی جیسی پھوپھی اور ان کے ماموں جیسا ماموں اور انکے خالہ جیسی خالہ لیکر آ۔ تو ہرگز نہیں لاسکے گا۔ انکا باپ علی مرتضیٰ انکی ماں فاطمہ زہراء ہے انکے جد امجد محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں انکی جدہ کریمہ جناب ام المومنین خدیجہ کبریٰ ہیں انکے چچا جعفر طیار انکی پھپی ام ہانی بنت ابی طالب اور انکی خالہ رقیہ و ام کلثوم جناب رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں اور ابراہیم علیہ السلام انکے ماموں ہیں ❊

اہلِ عبا علیہم السلام کے فضائل کا بیان

(۱) عن انس بن مالک قال فی قولہ تعالٰی مرج البحرین یلتقیان قال علی و فاطمۃ یخرج منہما اللؤلؤ والمرجان قال الحسن والحسین (اخرجہ صاحب کتاب الدرر) ۔ انس بن مالک اس آیت کریمہ کی تفسیر میں کہ دو دریا باہم ملتے ہیں فرماتے ہیں کہ دو دریا سے مراد جناب علی اور فاطمہ ہیں، اور دوسری آیت کریمہ جسکے معنے یہ ہیں کہ نکالے ہیں ان سے موتی اور مونگا کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ ان سے مراد حسن اور حسین ہیں ✦

(۲) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اول من یدخل الجنۃ انا وانت و فاطمۃ و الحسن والحسین قلت محبونا قال من ورائکم (اخرجہ ابن سعد والحاکم) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب رسالت آب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اول جنت میں میں داخل ہونگا پھر یا علی تم اور پھر فاطمہ اور حسن اور حسین میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے محب آپنے فرمایا تمہارے پیچھے ✦

(۳) عن ابی ہریرۃ قال نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی علی و فاطمۃ والحسن والحسین فقال انا حرب لمن حاربکم وسلم لمن سالمکم (اخرجہ احمد والطبرانی والحاکم) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین علیہم السلام کیطرف نگاہ فرما کر کہا میں لڑنے والا ہوں اس سے جو ان سے لڑے اور صلح کرنیوالا ہوں اس سے جو ان سے صلح کرے ✦

(۴) عن زید بن ارقم قال نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی علی و فاطمۃ والحسن والحسین فقال انا حرب لمن حاربہم وسلم لمن سالمہم (اخرجہ الترمذی والطبرانی فی الکبیر) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین علیہم السلام کی طرف نظر فرما کر ارشاد کیا میں جنگ کرنیوالا ہوں اس سے جو تم سے لڑے اور صلح کرنیوالا ہوں اس سے جو تم سے صلح کرے ✦

(۵) عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیم خیمۃ وھو متکی علی قوس عربیۃ وفی الخیمۃ علی و فاطمۃ والحسن والحسین فقال یا معشر المسلمین انا سلم لمن سالم اھل ھذہ الخیمۃ حرب لمن حاربھم وولی لمن والاھم لایحبھم الا سعید الجد طیب المولد و لا یبغضھم الا شقی الجد ردی الولادۃ (نقلہ محب الطبری فی ریاض النضرۃ) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خیمہ برپا کرتے ہوئے دیکھا اور آپ عربی کمان پر تکیہ کئے ہوئے تھے ۔ اور خیمہ میں جناب علی اور فاطمہ اور حسین اور حسن علیہم السلام تشریف فرما تھے حضور نے ارشاد کیا ۔ اے گروہ مسلمانوں کے میں اس خیمہ والوں سے صلح کرنیوالے کے ساتھ صلح کرنیوالا ہوں ۔ اور جنگ کرنیوالوں کے ساتھ جنگ کرنیوالا ہوں ۔ اور اسے دوست رکھتا ہوں جو انہیں دوست رکھے انکو نہیں دوست رکھیگا ۔ مگر نیک بخت پاک ولادت والا ۔ اور انکو نہیں دشمن رکھیگا مگر بدبخت ناپاک ولادت والا ✦

(۶) عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحسن والحسین سیدا شباب اھل الجنۃ الا ابنی خالۃ عیسی ابن مریم ویحیی بن زکریا وفاطمۃ سیدۃ نساء اھل الجنۃ الا ماکان مریم (اخرجہ ابو یعلی وابن حبان والطبرانی والحاکم) ابوسعید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسن وحسین الجنت کے جوانوں کے سردار ہیں مگر میری خالہ کے بیٹے عیسی بن مریم اور یحیی بن زکریا اور فاطمہ الجنت کی عورتوں کی سردار ہے ؛

(۷) عن ابی ھریرۃ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یبعث اللہ الانبیاء یوم القیامۃ علی الدواب و یبعث صالحا علی ناقتہ کیما یوافق بالمؤمنین من اصحابہ المحشر ویبعث الحسن والحسین علی ناقتین من نوق الجنۃ وعلی بن ابیطالب علی ناقتی وانا علی البراق ویبعث بلالا علی ناقتہ فینادی بالاذان وشاھد حقا حقا حتی اذا بلغ اشھد ان محمد الرسول اللہ شھد بھا جمیع الخلائق من الاولین والاخرین فقبلت ممن قبلت منہ (اخرجہ الطبرانی وابوالشیخ والحاکم والخطیب وابن عساکر) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ برانگیختہ کریگا اللہ قیامت کے دن انبیا علیہم السلام کو دواب پر اور صالح نبی کو انکی اونٹنی پر تاکہ وہ قیامت کے دن اپنی امت کے مومنین کے ساتھ موافقت کریں اور حسن اور حسین جنت کے ناقوں پر سوار کیے جاینگے اور علی بن ابیطالب میرے ناقہ پر سوار کیے جاینگے اور میں براق پر سوار ہونگا اور بلال اپنے ناقہ پر سوار کیا جائیگا - اور اذان میں پکاریگا اور تمام مخلوق حق حق کہکر گواہی دیگی - اور جب اشھد ان محمدا لرسول اللہ کہیگا تمام اول وآخر کی خلائق اسکی شہادت دینگے پس جس سے کہ مینے قبول کرنا ہوگا اس سے قبول کرونگا

(۸) عن حذیفۃ قال قلت لامی اتی النبی صلے اللہ علیہ وسلم فاصلی معہ المغرب واسالہ ان یستغفرلی ولک فاتیت النبی صلے اللہ علیہ وسلم فصلیت معہ المغرب فصلی حتی صلوۃ العشاء ثم انفتل فتبعتہ فسمع صوتی فقال من ھذا احذیفۃ قلت نعم قال ما حاجتک غفر اللہ لک ولامک ان ھذا ملک لم ینزل الارض قط قبل ھذہ اللیلۃ استاذن ربہ ان یسلم علی ویبشرہ فی بان فاطمۃ سیدۃ نساء اھل الجنۃ والحسن والحسین سید اشباب اھل الجنۃ (اخرجہ الترمذی واخرجہ احمد والنسائی وابن حبان والرویانی والحاکم باختلاف سیر والطبرانی فی الکبیر) حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اپنی والدہ سے کہا کہ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں میں نے انکے ساتھ مغرب کی نماز پڑھنے جاتا ہوں - اور حضور نبوی سے اپنے لئے اور تمہارے لئے دعائے مغفرت چاہونگا - پس میں خدمت میں خدمت میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے حاضر ہوا اور حضور کے پیچھے مغرب کی نماز ادا کی پھر حضرت نے عشا کی نماز پڑھی اور پھر لوٹ پڑے میں نے حضرت کا اتباع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آواز کو سنکر فرمایا کون ہے - آیا حذیفہ ہے - میں نے عرض کیا ہاں آپنے فرمایا تیری کیا حاجت ہے - خدا تیری اور تیری ماں کی مغفرت کرے یہ ایک فرشتہ اس رات کے پہلے زمین پر کبھی نازل نہیں ہوا تھا - اس نے اپنے پروردگار سے میرے سلام کے لئے اذن پایا ہے - اور مجھکو بشارت دی ہے کہ فاطمہ الجنت کی عورتوں کی سردار

ہیں اور حسن اور حسین جوانان اہل جنت کے سردار ہیں ؛

(۹) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ملکا لم یکن زارنی فاستاذن اللہ فی زیارتی فبشرنی ان فاطمۃ سیدۃ نساء امتی وان الحسن والحسین سیدا شباب اھل الجنۃ (اخرجہ ابن عساکر) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک فرشتے نے میری زیارت نہیں کی تھی خداوند تعالے نے اسے میری زیارت کا اذن دیا۔ اُس نے مجھکو بشارت دی ہے کہ فاطمہ میری تمام عورتوں کی سردار ہے اور حسن اور حسین اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں ؛

(۱۰) عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فاطمۃ وعلیا والحسن والحسین فی حظیرۃ القدس فی قبۃ بیضاء سقفھا عرش اللہ تعالی (اخرجہ ابن عساکر) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بتحقیق فاطمہ اور علی اور حسن وحسین رب العزت کی پاک درگاہ میں گنبذ سفید میں ہونگے کہ جسکی سقف خدا کا عرش ہے ؛

(۱۱) عن ابی موسی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا وعلی وفاطمۃ والحسن والحسین یوم القیمۃ فی قبۃ تحت العرش (اخرجہ الدیلمی) ابوموسی کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ میں اور علی اور فاطمہ اور حسنین قیامت کے دن عرش کے نیچے ہونگے ؛

(۱۲) عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر رجالکم علی وخیر شبابکم الحسن والحسین وخیر نسائکم فاطمۃ (اخرجہ الخطیب وابن عساکر فی تاریخہما) ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمہارے سب آدمیوں سے بہتر علی ہیں اور تمہارے نوجوانوں میں بہتر حسن وحسین ہیں اور تمہاری عورتوں میں بہتر فاطمہ ہے ؛

(۱۳) عن ابن عمر وعلی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ابنای ھذان الحسن والحسین سیدا شباب اھل الجنۃ وابوھما خیر منہما (اخرجہ ابن ماجۃ عن ابن عمر والحاکم عنہ وعن ابن مسعود والطبرانی عن ابن الحویرث وابن عساکر عن ابن عمر وعلی) عبد اللہ بن عمر اور جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ بتحقیق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حسن اور حسین جوانان اہل جنت کے سردار ہیں اور انکا باپ ان سے بہتر ہے ؛

(۱۴) عن علی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخذ بید حسن وحسین قال من احبنی واحب ھذین وابا ھما وامہما کان معی فی درجتی یوم القیامۃ (اخرجہ الترمذی والدیلمی) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ بتحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن اور حسین کا ہاتھ پکڑکر فرمایا کہ جو شخص مجھ اور ان دونوں کو اور ان دونوں کے ماں باپ کو پیار رکھے وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا۔

(۱۵) عن علی قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم انا وفاطمۃ وحسن وحسین مجتمعون ومن احبنا یوم القیامۃ فی مکان واحد ناکل ونشرب حتی یفرق بین العباد (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر) حضرت امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میں اور فاطمہ اور حسین اور جو لوگ ہم سے محبت رکھتے ہیں ایک مکان میں مجتمع ہونگے کھائیں گے اور پئیں گے یہانتک کہ لوگ متفرق

کیے جاویں گے۔ دوزخی دوزخ کے لئے اور جنتی جنت کے لئے ✦

(۱۶) **عن** انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال نحن ولد عبد المطلب سادات اهل الجنة انا وحمزة وعلی وجعفر والحسن والحسین والمهدی (اخرجه ابن ماجة والحاکم والدیلمی) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بہ تحقیق جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم اولاد عبد المطلب اہل جنت کے سردار ہیں میں اور حمزہ اور علی اور جعفر اور حسن اور حسین اور مہدی ✦

(۱۷) **عن** ابن عباس قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول باذنی والا صمتا انا شجرة وعلی لقاحها وفاطمة حملها والحسن والحسین ثمارها ومحبوا اهل بیت ورقها وکلنا فی الجنة حقا حقا (اخرجه الدیلمی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے ان کانوں کے ساتھ سنا ہے ورنہ دونوں بہرے ہو جائیں۔ کہ میں درخت ہوں اور علی اسکا پیوند ہے اور فاطمہ اسکا حمل ہے اور حسن اور حسین اسکے پھل اور ہم اہلبیت کے محب اسکے اوراق ہیں سچ سچ ہم جنت میں ہونگے ✦

(۱۸) **عن** علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لفاطمة انی وایاک وهذین یعنی حسنا وحسینا وهذا الراقد یعنی علیا فی مکان واحد یوم القیمة (اخرجه احمد) جناب امیر علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب فاطمہ علیہا السلام سے فرماتے تھے کہ میں اور تم اور حسن اور حسین اور یہ سونے والا یعنی علی قیامت کے دن ایک مکان میں ہونگے ✦

(۱۹) **عن** ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا میزان العلم وعلی کفتاه والحسن والحسین خیوطه وفاطمة علاقته والائمة من امتی عموده یوزن فیه اعمال المحبین لنا والمبغضین لنا (اخرجه الدیلمی) ابن عباس کہتے ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں علم کا ترازو ہوں اور علی اسکا پلہ ہیں اور حسنین اسکی کتان ہیں اور فاطمہ اسکا علاقہ ہے اور میری امت کے امام اسکی عمود ہیں کہ جسمیں ہمارے محبین اور مبغضین کے اعمال وزن کیے جاتے ہیں ✦

(۲۰) **عن** علی بن ابی طالب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اسری بی رأیت علی باب الجنة مکتوبا بالذهب لا اله الا الله محمد حبیب الله علی ولی الله وفاطمة امة الله والحسن والحسین صفوة الله علی باغضیهم لعنة الله (اخرجه الدیلمی) جناب امیر علیہ السلام کہتے ہیں کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب شب معراج کو ہمیں سیر کرائی گئی ہمنے جنت کے دروازہ پر سونے سے لکھا ہوا پایا لا الہ الا اللہ محمد حبیب خدا کا ہے۔ علی خدا کا دوست ہے فاطمہ اللہ کی کنیز ہے حسن و حسین برگزیدہ خدا ہیں۔ اور ان کے بغض رکھنے والوں پر خدا کی لعنت ہے۔

فائدہ | خاندان نبوت یعنی ان ذوات مقدسہ کی شان میں چار لفظ استعمال ہوئے ہیں (۱) آل (۲) اہلبیت (۳) عترت (۴) ذو القربے۔ جنکی نسبت تفصیل کے ساتھ بحث درج ذیل ہے

آل کی تحقیق | لغت میں آل کا لفظ خاص قرابت داروں اور گھر کے لوگوں کے لئے وضع ہوا ہے [illegible] یہی مراد لی جاتی ہیں بعض کے نزدیک آل اصل میں

اہل تھا۔ (ہ) ہ ہمزہ سے بدل گیا جیسکہ ہیہات اور ایہات میں ہ ہمزہ سے بدلا ہے پھر توالی ہمزتین کی وجہ سے ایک ہمزہ الف سے بدل گیا۔ اسی لئے اسکی تصغیر (اہیل) مستعمل ہے ٭

کسائی امام نحو کے نزدیک اسکی تصغیر (اویل) بھی آئی ہے ٭

اہل کا اطلاق بنسبت آل کے عام ہے کیونکہ محاورہ عرب میں اہل البصرہ بولا جاتا ہے نہ آل البصرہ۔ امام راغب مفردات میں لکھتے ہیں آل اہل سے تو بنا ہے لیکن آل کی اضافت اعلام ناطقین کے ساتھ مخصوص ہے اور اسماء نکرہ اور زمانہ اور مواضع کیطرف مضاف نہیں ہوتا برخلاف لفظ اہل کے چنانچہ کلام عرب میں آل زید یا آل عمر مستعمل ہے نہ آل رجل اسیطرح سے آل موضع و آل قریہ اور آل زمان بھی مستعمل نہیں بجائے اسکے اہل رجل اہل موضع اور اہل قریہ اور اہل بلدہ وغیرہ کلام عرب میں شائع و ذائع ہے ٭

ابن عرفہ کہتے ہیں کہ آل سے وہ قریبی رشتہ دار مراد ہیں جو کسی شخص کیطرف قرابت میں رجوع کریں اور یہ ماخوذ ہے لفظ اول سے کہ اسکے معنی رجوع کے ہیں۔ (کتاب الغریبین لابی عبید احمد بن محمد بن ابی عبید العبدی) ٭

ابن درید جمہرہ میں لکھتا ہے کہ آل سے قریبی رشتہ دار مراد ہیں ٭

اس بات کے متعین کرنے میں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کون ذوات مقدسہ ہیں علماء کا اختلاف ہے۔ ایک گروہ کے نزدیک ازواج مطہرات اور جناب علی مرتضیٰ اور جناب سیدہ اور حسنین علیہم السلام سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے آل اطہار ہیں ٭

اور ایک گروہ نے وہ اشخاص مراد لئے ہیں جنپر زکوۃ حرام ہے یعنی اولاد عبدالمطلب۔

تیسرے گروہ نے پیروان دین کو بھی آل میں داخل کیا ہے ٭

اور ایک گروہ نے آل سے ذوات جناب علی و جناب سیدہ و حسنین علیہم السلام کو مراد لیا ہے ٭

امام راغب مفردات میں لکھتے ہیں۔ ویستعمل فیمن یختص بالانسان اختصاصا ذاتیا اما بقرابۃ قریبۃ او موالاۃ قال آل ابراہیم و آل عمران وقال ادخلوا آل فرعون اشد العذاب وقیل آل النبی اقاربہ وقیل المختصون بہ من حیث العلم وذالک ان اہل الدین ضربان ضرب متخصص بالعلم المتقن والعمل المحکم فیقال لھم آل النبی وامتہ وضرب یختصون بالعلم علی سبیل التقلید یقال لھم امۃ محمد ولا یقال لھم آل محمد وکل آل النبی امتہ ولیس کل امتہ لہ آلہ۔ یعنی اس لفظ کا استعمال اس چیز میں کہا جاتا ہے جو انسان کے ساتھ خصوصیت یا قرابت قریبہ رکھتا ہو یا دوستی کیوجہ سے نزدیک ہو۔ اللہ تعالے نے آل ابراہیم اور آل عمران کا لفظ قرآن شریف میں وارد کیا ہے اور فرمایا ہے اے آل فرعون تم سخت عذاب میں داخل ہو۔ آل نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے حضور کے قریبی رشتہ دار مراد لئے جاتے ہیں اور بعض لوگ ان سے بھی مراد لیتے ہیں جو علم کی حیثیت سے حضرت کے ساتھ خصوصیت رکھتے ہیں اور اس سے مراد دیندار لوگ ہیں جنکی دو قسمیں ہیں ایک وہ لوگ جو علم الیقین اور عمل محکم کے ساتھ مخصوص ہیں یہی وہ لوگ آل نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور انکی امت کہلائے جاتے ہیں۔ اور دوسرے وہ لوگ جو بطریق تقلید علم کے ساتھ خصوصیت رکھتی ہیں اور وہ محض امت کہلائے جاتے ہیں انپر آل کا اطلاق نہیں ہوتا

اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی کل آل آپکی امت ہے اور کل امت آل نہیں ✤

ابو عبیدہ نقل کرتے ہیں کہ میں نے ایک فصیح اعرابی کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ کہہ رہا تھا اہل مکۃ آل اللہ فقلنا ما نعنی بذلک قال البررۃ مسلمین والمسلمون آل اللہ وانما یقال آل فلان للرئیس المتبع وفی شبہ مکۃ لانہا ام القری ۔ ومثل فرعون فی الضلال واتباع قومہ لہ فقلنا لہ یقال لقبیلۃ الرجل آل قال لا الا اھل بیتہ خاصۃ انتہی یعنی اہل مکہ خدا کی آل ہیں میں نے اس سے پوچھا کہ اس سے تیری کیا مراد ہے وہ کہنے لگا کیا یہ لوگ مسلمان نہیں ۔ اور مسلمان خدا کی آل ہیں چنانچہ کہا جاتا ہے کہ آل فلاں کی تو اس سے اسکے متبعین مراد ہوتے ہیں ۔ مکہ بھی اسی کے شبیہ ہے کیونکہ وہ ام القرے ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کہ فرعون کا متبعین کو گمراہی میں اسکی آل کہا گیا ہے میں نے کہا کہ کیا کسی آدمی کے قبیلہ کو اسکی آل کہا جاتا ہے وہ بولا نہیں بلکہ اسکی گہر کے لوگوں کو خاصکر اسکی آل کہا جاتا ہے ✤

اسی کی مؤید وہ حدیث ہے جسکو کہ امام بغوی نے شرح السنۃ میں لکھا ہے ۔ عن عبد الرحمن بن ابی لیلی قال لقینی کعب بن عجرۃ قال الا اھدی لک ھدیۃ سمعتہا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت بلی اھدھا الی فقال سالنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف الصلوۃ علیکم اھل البیت قال قولوا اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم وبارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید (اخرجہ البخاری) عبد الرحمن بن ابی لیلی سے روایت ہے کہ مجھ سے کعب بن عجرہ ملے اور کہنے لگے کہ میں تجھے ایک تحفہ دوں جو میں نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے میں نے کہا بیان فرمائیے کعب کہنے لگے ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپکے اہل بیت پر کس طرح سے درود بھیجا جاتا ہے ۔ آپنے فرمایا کہ تم اس طرح سے پڑھا کرو کہ اے پروردگار رحمت بھیج محمد پر اور آل محمد پر جس طرح سے کہ تو نے رحمت نازل کی ہے حضرت ابراہیم پر اور انکی آل پر اور برکت دے محمد اور آل محمد کو جسطرح کہ تو نے برکت دی ہے ابراہیم اور آل ابراہیم کو تو ہی ستودہ بزرگ ✤

کمال الدین بن طلحہ شافعی مطالب السئول میں اس حدیث کو درج کرکے لکھتے ہیں فالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فسر اھدھا بالآخر والمفسر المفسر بہ سواء فی المعنی فیکون الہ اھل بیتہ واھل بیتہ الہ فیجعل ان فی المعنی ویکشف حقیقۃ ذلک ان اصل آل اھل انتہی یعنی جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک کی دوسرے کے ساتھ تفسیر بیان فرمائی اور مفسر اور مفسر معنی میں باہم برابر ہیں پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل آپکے اہل بیت ہیں اور اہل بیت آل ہیں پس دونوں معنی میں متحد ہیں اور اسکی حقیقت کا انکشاف اس سے ہوتا ہے کہ آل اصل میں اہل ہے اس تقریر سے یہ امر تو ثابت ہوگیا کہ آل سے مراد اہل بیت ہے اب رہا یہ امر کہ آل اور اہل بیت سے کون کون ذوات مقدسہ مراد ہیں پس حدیث مندرجہ ذیل اسکی تعیین کے لئے کافی ثبوت ہے ✤

عن شہر بن حوشب عن ام سلمۃ قالت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لفاطمۃ ائتنی بزوجک وابنیک فجاءت بہم فالقی علیہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کساء ثم قال اللہم ھؤلاء آل محمد فاجعل صلواتک وبرکاتک علی آل ابراھیم وآل ابراھیم انک حمید مجید (اخرجہ البیہقی) شہر بن حوشب

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ بتحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ سے کہا اپنے خاوند اور دونوں بیٹیوں کو ہمارے پاس لے آؤ جب وہ اپنے ہمراہ لائیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انپر اپنی چادر اڑھا دی اور فرمایا ای میرے پروردگار یہ آل محمد ہے تو اپنی رحمت اور برکت انپر نازل کر جیسے کہ تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر نازل کی ہے بیشک تو ہی ستودہ اور بزرگ ہے ۔

دوسرا فریق اپنے قول کی تائید میں اس حدیث کو پیش کرتا ہے جس کی سند صحیح ہونے پر مسلم اور نسائی اور ابو داؤد نے اتفاق کیا ہے۔ عن عبد اللہ بن ربیعۃ بن الحارث قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان ھذہ الصدقات انما اوساخ الناس وانھا لا تحل لآل محمد یعنی عبد اللہ بن ربیعہ بن الحارث کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یہ صدقات لوگوں کی میل ہیں اور آل محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر حلال نہیں ۔

تیسرا گروہ کہ پیروان دین کو بھی آل میں شامل کرتا ہے اسکا تمسک اس آیت سے ہے۔ (الا آل لوط انا لمنجوھم اجمعین) یعنی مگر لوط کی آل کہ ہم سب کو نجات دینے والے ہیں اسپر تمام مفسر متفق ہیں کہ اس آیت میں آل لوط سے تمام متبعین جناب لوط مراد ہیں ۔

ان تمام امور میں کمال الدین بن طلحہ شافعی مطالب السئول میں اپنی رائے ظاہر کرتے ہیں فالمعانی کلھا مجتمعۃ فیھم علیھم السلام فانھم اھل بیتہ وتحرم علیھم الصدقۃ وھم الذین یعرف بدینہ والمتبعون منہاجہ وسبیلہ فاطلاق اسم الآل علیھم حقیقۃ وعلی غیرھم مجازا بالاتفاق یعنی آل کے تمام معانی ان چار ذوات مقدسہ علیہم السلام میں مجتمع ہیں کیونکہ یہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اہلبیت ہیں اور انہیں پر صدقہ حرام ہے اور یہی حضور کے دین کے پورے پیرو ہیں اور یہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر ٹھیک چلنے والے ہیں پس آل کے نام کا حقیقت میں انہیں پر اطلاق ہو سکتا ہے اور انکے غیر پر مجازاً بولا جاتا ہے اور اسی پر علما کا اتفاق ہے ۔

حقیقت یہ ہے کہ فضائل اہلبیت میں جسقدر کہ احادیث وارد ہوئی ہیں ان میں کسی جگہ لفظ آل کا اور کسی جگہ لفظ ذریت کا اور کسی جگہ لفظ عترت کا مستعمل ہوا ہے۔ پس ان تمام الفاظ کا مفہوم خاص اہلبیت ہی ہیں۔ تمام مومنین پر آل کا حمل ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اسکے ماسوا باتفاق اہلسنت وجماعت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی شخص متبع سنت نبوی نہیں گذرا۔ پس اگر آل کا لفظ عام ہوتا اور اس سے متبعین مراد ہوتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر رضی اللہ عنہ سے برات واپس لیکر جناب علی کو نہ دیتے اور یہ نہ فرماتے کہ اسکو میرے اہلبیت میں سے ایک آدمی لیجائیگا ۔

عن ابن عباس قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابا بکر بسورۃ التوبۃ وبعث علیا خلفہ فاخذھا منہ وقال لا یذھب بھا الا انا او رجل من اھل بیتی ھو منی وانا منہ اخرجہ احمد والنسائی یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر کو سورہ توبہ دیکر بھیجا اور انکے پیچھے جناب علی کو روانہ کیا۔ انہوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے اس سورت کو لے لیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکو کوئی نہیں لیجائیگا مگر میں یا میرے گھر کا کوئی آدمی کہ وہ میرا ہو اور میں اسکا ہوں ۔

لطیفہ قال المنصور لجعفر بن باقر علیہما السلام نحن وانتم فی رسول اللہ سواء فما فضلکم فقال لو خطب الیکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تزوج منکم لجاز لہ ولا یجوز لہ ان یتزوج منا ذکرہ المحاضرات للراغب اصبہانی یعنی منصور دوانقی جناب امام جعفر بن محمد باقر علیہما السلام سے کہنے لگا ہم اور تم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت میں برابر ہیں پس تمہیں ہم پر کیا فضیلت ہے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تم سے نکاح کی خواستگاری کرتے تو جائز ہوتا اور ہم نکاح کی خواستگاری نہیں کر سکتے تھے ۔

(۴) قال المامون لعلوی فما فضلکم علینا فی العرب من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انہ صلی اللہ علیہ وسلم یدخل علی حرمنا ولا یدخل علی حرمکم نقل الشیخ ابو القاسم الحسین بن محمد بن المفضل الراغب الاصبہانی فی المحاضرات) مامون نے ایک علوی سید سے کہا تم کو ہم پر عرب ہونے میں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت میں کیا فضیلت ہے علوی نے جواب دیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہماری عورتوں کو پردہ کرنے کی ضرورت نہیں اور تمہاری عورتوں کو پردہ کی ضرورت ہے ۔

پانچ باتوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کا آنحضرت سے مساوی ہونا

امام فخر الدین رازی کہتے ہیں قد جعل اللہ اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم مساویہ لہ فی خمسۃ اشیاء یعنی خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلبیت کو پانچ باتوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مساوی ٹھہرایا ہے ۔

احدہا فی السلام قال السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وقال لاہل بیتہ سلام علی آل یاسین یعنے پہلا امر یہ کہ سلام میں انکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شریک اور مساوی ٹھہرایا ہے خدائے عالم فرماتا ہے کہ سلام ہو تجھ پر اے نبی اور رحمت خدا کی اور اسکی برکتیں اور آپکے اہل بیت کے حق میں فرمایا کہ آل یاسین پر سلام ہے ۔

سید نور الدین علی بن جمال الدین عبد اللہ الشافعی رحمۃ اللہ علیہ جواہر العقدین میں لکھتے ہیں نقل جماعۃ من المفسرین عن ابن عباس رضی اللہ عنہما فی قولہ تعالیٰ سلام علی آل یاسین علی آل محمد ونقلہ النقاش عن الکلبی فقال علی آل یاسین علی آل محمد سماہ اللہ یاسین مثل یعقوب واسرائیل واحمد ومحمد یعنی مفسرین کی ایک جماعت نے عبد اللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ وہ آیت سلام علی آل یاسین کی تفسیر یہ کہتے ہیں کہ مراد اس سے آل محمد ہے کلبی علیہ الرحمۃ سے نقاش روایت کرتے ہیں کہ آل یاسین سے آل محمد مراد ہے خدا تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی یاسین رکھا ہے جس طرح سے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا نام اسرائیل رکھا ہے اور احمد اور محمد آپ کے نام رکھے ہیں ۔

والثانیۃ فی الطہارۃ قال اللہ تعالیٰ طٰہٰ ای یا طاہر ما انزلنا علیک القرآن لتشقی وقال لاہل بیتہ ویطہرکم تطہیرا یعنی دوسرا امر کہ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپکے اہلبیت کو شریک

اور مساوی کیا ہے وہ طہارت ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ فرماتا ہے طٰہٰ اسکے معنے یہ ہیں کہ اے طاہر ہم نے اسلئے تیری طرف قرآن کو نازل نہیں کیا کہ تو تھک جاوے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اہلبیت کے لئے فرمایا ہے کہ طاہر کریگا تم کو حق طاہر کرنیکا ۔

والثالثۃ فی الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ کما فی التشہد یعنی تیسرا امر یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپکے اہلبیت کو شریک اور مساوی کیا ہے۔ وہ درود شریف ہے جسکو ہم التحیات میں پڑھتے ہیں ۔

عن کعب بن عجرۃ قال لما نزلت ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ قلنا یا رسول اللہ قد علمنا کیف نصلی علیک وکیف نسلم علیک قال قولوا اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم وآل ابراہیم انک حمید مجید (اخرجہ البخاری والمسلم) کعب بن عجرہ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی جسکا ترجمہ یہ ہے کہ بتحقیق اللہ تعالیٰ اور اسکے فرشتے درود پڑھتے ہیں نبی پر اے وہ لوگو جو تم ایمان لائے ہو درود پڑھو اسپر اور سلام بھیجو جیسا حق سلام بھیجنے کا ۔ ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ ہمیں آپ تعلیم فرمائیں کہ ہم آپ پر کس طرح سے درود پڑھا کریں اور کس طرح سے سلام بھیجا کریں آپنے ارشاد کیا کہ تم یوں کہا کرو اے ہمارے پروردگار رحمت نازل کر محمدؐ اور آل محمدؐ پر جیسے کہ تو نے برکت نازل کی ہے ابراہیم پر بیشک تو ہی ہے ستودہ بزرگ ۔

عن ابی مسعود البدری قال اتانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونحن فی مجلس سعد بن عبادۃ فقال لہ بشیر بن سعد امرنا اللہ ان نصلی علیک یا رسول اللہ فکیف نصلی علیک فسکت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی تمنینا انہ لم یسألہ ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قولوا اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وآل ابراہیم انک حمید مجید۔ اللہم بارک علی محمد وآل محمد کما بارکت علی ابراہیم وآل ابراہیم انک حمید مجید (اخرجہ مسلم) وعند الطبرانی فسکت حتی جاءہ الوحی فقال تقولون اللہم صل الخ ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پاس سرور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہم سعد بن عبادہ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے بشیر بن سعد نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمکو اللہ تعالیٰ نے آپ پر درود پڑھنے کا حکم کیا ہے پس ہم کس طرح سے آپ پر درود پڑھا کریں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو رہے یہانتک کہ ہمکو خیال پیدا ہوا کہ کاش بشیر بن سعد حضرت سے سوال نہ کرتے پھر آپنے ارشاد کیا کہ تم یوں پڑھا کرو۔ اے ہمارے پروردگار رحمت نازل کر محمدؐ پر جیسے کہ تو نے رحمت نازل کی ہے ابراہیم اور آل ابراہیم پر بیشک تو ہی ستودہ اور برگزیدہ ہے اے ہمارے پروردگار برکت دے محمدؐ اور آل محمدؐ کو جیسے کہ تو نے برکت دی ہے ابراہیم اور آل ابراہیم کو بتحقیق تو ہی ستودہ اور برگزیدہ ہے۔

یہ روایت تو مسلم کی ہے اور طبرانی نے اس حدیث کو اسطرح سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بشیر بن سعد کے پوچھنے پر خاموش ہو گئے یہانتک کہ [illegible] جناب الٰہی سے وحی نازل ہوئی اور آپنے ارشاد کیا کہ تم یوں درود پڑھا کرو اللہم صل الخ

عن شهر بن حوشب عن ام سلمة قالت ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لفاطمة ائتيني بزوجك وبنيك فجاءت بهم فالقى عليهم رسول الله صلى الله عليه وسلم كساء كان تحتي خيبريا اصبناه من خيبر ثم قال اللهم هؤلاء آل محمد فاجعل صلواتك وبركاتك على محمد كما جعلتها على ابراهيم وآل ابراهيم انك حميد مجيد (اخرجه البيهقي) شہر بن حوشب رضی اللہ عنہ جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ سے کہا میرے پاس اپنے شوہر اور دونوں بیٹوں کو بلا لاؤ۔ سو وہ ان کو اپنے ہمراہ لائے۔ آپ نے ایک کپڑا جو مجھے خیبر میں ہاتھ لگا تھا اور میرے پاس تھا ان پر ڈال دیا۔ اور دعا کی کہ اے میرے پروردگار یہ آل محمد ہیں پس تو اپنی رحمت اور برکتیں ان پر نازل فرما جس طرح کہ تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر نازل کی ہیں اور تو ہے ستودہ اور برگزیدہ ✣

عن عمر رضي الله عنه قال انه لا يكون الصلوة الا بقراءة وتشهد وصلوة على النبي وآله (نقله حافظ بن محمد في عمل اليوم والليلة) جناب عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نماز نہیں ہوتی مگر ساتھ قراءت کے اور تشہد کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر درود پڑھنے کے ✣

عن ابن مسعود قال لا صلوة لمن لم يصل فيها على النبي صلى الله عليه وسلم (رواه ابن عبد البر) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جس شخص نے تشہد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی آل پر درود نہ پڑھا اسکی نماز نہیں ہوتی ✣

عن الشعبي قال لا صلوة لمن لم يصل فيها على النبي وآله في التشهد فليعد صلوته (اخرجه البيهقي) شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جس نے تشہد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور انکی آل پر درود نہ پڑھا اسکو چاہئے کہ نماز کا اعادہ کرے ✣

روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تصلوا علي الصلوة البتراء قالوا وما الصلوة البتراء يا رسول الله قال تقولون اللهم صل على محمد وتمسكون بل قولوا اللهم صل على محمد وعلى آل محمد (جواهر العقدين لجلال الدين السمهودي الشافعي وينابيع) جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا مجھ پر تم درود ناقص نہ پڑھا کرو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ناقص درود کیا ہے آپ نے فرمایا کہ تم لوگ کہا کرتے ہو کہ اے ہمارے پروردگار رحمت نازل کر محمد پر اور پھر تم خاموش ہو جاتے ہو بلکہ یوں کہا کرو اے پروردگار رحمت نازل کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر۔ قد قال الامام الشافعی رحمۃ اللہ علیہ

يا اهل بيت رسول الله حبكم — فرض من الله في القرآن انزله
كفاكم من عظيم القدر انكم — من لم يصل عليكم لا صلوة له

(جواهر العقدين السمهودي) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اے اہل بیت رسول اللہ تمہاری محبت کو خدا نے فرض کیا ہے اور قرآن شریف اسی لئے نازل کیا ہے۔ تمہارے مرتبہ کی بڑائی کے لئے یہی کافی ہے کہ جو شخص تم پر درود نہ پڑھے اسکی نماز نہیں ہوتی۔

والرابعة عشر الصدقة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تحل الصدقة لمحمد ولا لآل محمد

صلی اللہ علیہ وسلم یعنی چوتھا امر کہ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپکے اہل بیت کو شریک اور مساوی کیا ہے۔ وہ صدقہ کا حرام ہونا ہے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صدقہ محمدؐ اور آل محمدؐ پر حلال نہیں ✦

عن الحسین بن علی قال انا آل محمد لا تحل لنا الصدقۃ (جواہر العقدین سمہودی الشافعی) جناب حسین علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا ہم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی آل ہیں ہم پر صدقہ حلال نہیں ✦

عن ابی ھریرۃ قال اخذ الحسن بن علی تمرۃ من تمر الصدقۃ فجعلہا فی فیہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کخ کخ لیطرحہا ثم قال اما شعرت ان لا تحل لنا الصدقۃ (اخرجہ المسلم و الطحاوی) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب حسن علیہ السلام نے ایک پھل صدقہ کے پھلوں میں سے لیکر اپنے منہ میں ڈال لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کخ کخ کیا تاکہ وہ تھوک دیں پھر فرمایا تو نہیں جانتا کہ ہمارے لئے صدقہ حلال نہیں ✦

(والخامسۃ) المحبۃ قال اللہ تعالی فاتبعونی یحببکم اللہ وقال لاھل بیتہ قل لا اسالکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی (نقلہ السمہودی) یعنی پانچواں امر کہ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپکے اہلبیت کو شریک اور مساوی کیا ہے وہ محبت ہے اللہ تعالے فرماتا ہے۔ کہدے یارسول اللہ اتباع کرو تم کو اللہ دوست رکھیگا۔ اور حضرت کے اہلبیت کی نسبت فرمایا ہے کہ یا محمد کہدے نہیں مانگتا میں اپر اجرت مگر دوستی قرابتونکی ✦

احادیث فضائل آل علیہم السلام

(۱) عن الاعمش عن ابی وائل قال قرأت مصحف عبد اللہ بن مسعود ان اللہ اصطفے آدم ونوحا وآل ابراھیم وآل عمران وآل محمد علی العالمین (تفسیر ثعلبی) اعمش ابی وائل سے ناقل ہیں کہ وہ کہتے تھے کہ میں نے عبداللہ بن مسعود کے قرآن شریف میں اس آیت کو اسیطرح پر پڑھا ہے کہ خدا نے آدمؑ اور نوحؑ اور آل ابراہیمؑ اور آل عمرانؑ اور آل محمدؐ کو سب سے برگزیدہ کیا ہے ✦

(۲) عن سلمان قال انزلوا آل محمد بمنزلۃ الراس من الجسد وعلی بمنزلۃ العین من الراس فان الجسد لا یہتدی الا بالراس وان الراس لا یہتدی الا بالعین (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر) سلمان سے روایت ہے جان لو آل محمد صلے اللہ علیہ وسلم بمنزلہ سر کے ہے بدن سے اور جناب علیؑ بمنزلہ آنکھ کے سر سے ہیں تحقیق بدن نہیں راستہ پاتا مگر ساتھ سر کے اور سر نہیں راستہ دیکھتا مگر ساتھ آنکھ کے ✦

(۳) وفی تفسیر قولہ تعالی اھدنا الصراط المستقیم قال مسلم بن حیان سمعت ابا بریدۃ یقول صراط محمد والہ (تفسیر ثعلبی معالم التنزیل) اور اللہ تعالی کے قول میں کہ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ دکھا ہم کو راہ سیدھی مسلم بن حیان کہتے ہیں کہ میں نے ابو ہریرہ سے سنا ہے کہ کہتے تھے کہ صراط مستقیم سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی آل کی راہ ہے ✦

(۴) عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ حب آل محمد یوما خیر من عبادۃ سنۃ

ومن مات علیہ دخل الجنة (اخرجہ الدیلمی) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول پاک صلوات وسلامہ علیہ وعلی آلہ نے ارشاد فرمایا کہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایکدن کا محبت کرنا ایک برس کی عبادت کے برابر ہے۔ اور جو شخص اسپر مرا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

(۵) عن علی بن ابی طالب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی علی محمد وعلی ال محمد مائة مرة قضی اللہ له مائة حاجة (اخرجہ الدیلمی) جناب امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص محمد اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر سو دفعہ درود پڑھتا ہے خدا تعالیٰ اسکی سو حاجتیں پوری کرتا ہے۔

(۶) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو ان رجلا قام علی قدمیہ بین الرکن والمقام وصام وصلی ثم لقی اللہ تعالی مبغضا لال محمد دخل النار (اخرجہ الدیلمی) ابن عباس رضی اللہ عنہ عن والدیہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ اگر کوئی آدمی بین رکن ومقام اپنے دونوں قدموں پر کھڑا ہوکر روزہ رکھے اور نماز پڑھتا رہے پھر خدا سے جا ملے درانحالیکہ وہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض رکھتا ہو تو وہ دوزخ میں داخل ہوگا۔

(۷) عن عبد اللہ البجلی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من مات علی حب ال محمد مات شہیدا الا ومن مات علی حب ال محمد مات مغفورا الا ومن مات علی حب ال محمد زف الی الجنة کما تزف العروس الی بیت زوجھا۔ الا ومن مات علی حب ال محمد فتح اللہ له من قبرہ بابان من الجنة الا ومن مات علی حب ال محمد جعل اللہ زوار قبرہ ملائکة الرحمة الا ومن مات علی حب ال محمد جاء یوم القیمة مکتوب بین عینیه ایة من رحمة اللہ الا ومن مات علی بغض ال محمد مات کافرا۔ الا ومن مات علی بغض ال محمد لم یشم رائحة الجنة (رواہ الثعلبی) عبداللہ بجلی کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص آل محمد کی محبت پر مرا وہ شہید مرا۔ اور جو شخص آل محمد کی محبت پر مرا وہ مغفور مرا۔ اور جو شخص آل محمد کی محبت پر مرا وہ جنت کی طرف خراماں ہوگا جیسے دلہن اپنے دولہا کے گھر کی طرف خراماں ہوتی ہے۔ اور جو شخص آل محمد کی محبت پر مرا وہ قیامت کے دن آئیگا اسکی پیشانی پر اسکی رحمت کی آیت لکھی ہوئی ہوگی۔ اور جو شخص آل محمد کے بغض پر مرے گا وہ کافر مریگا۔ اور جو شخص آل محمد کے بغض پر مرے گا وہ جنت کی بو تک نہیں سونگھے گا۔

(۸) عن مجاھد عن ابن عباس قال لما خلق اللہ عز وجل ادم ونفخ فیه من روحه عطس فالھمه اللہ الحمد للہ رب العلمین فقال له ربه یرحمك فلما سجد له الملئکة اخذه العجب فقال یا رب خلقت خلقا ھو احب الیك منی فلم یجب ثم قال الثانی فلم یجب ثم قال الثالثة فلم یجب ثم قال الرابعة فقال اللہ عز وجل له نعم ولولاھم ما خلقتك فقال یا رب ارنیھم فاوحی اللہ عز وجل الی ملائکة الحجب ارفعوا الحجب فلما رفعت اذا ادم بخمسة اشباح قدام العرش فقال یا رب من ھؤلاء فقال

یا ادم ھذا ابنی وھذا امیر المؤمنین وھذا فاطمۃ بنت نبی وھذان الحسن والحسین ابنا علی وولد نبی ثم قال ھم الاول ففرح بذلک فلما اقترف الخطیئۃ قال یا رب اسالک بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم وعلی وفاطمۃ والحسن والحسین لما غفرت لی فغفر اللہ لہ فھذا قال اللہ تبارک وتعالی فتلقی ادم من ربہ بکلمات فتاب علیہ فلما اھبط الی الارض صاغ خاتما فنقش علیہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویکنی ادم بابی محمد اخرجہ ابو الفتح محمد بن علی بن ابراھیم النطنزی فی خصائص العلویہ) مجاہد ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور انکے قالب میں اپنی روح کو ڈالا تو حضرت آدمؑ چھینک کر الہام ربانی سے خدا کا شکر بجا لائے۔ خدا نے یرحمک اللہ کا جواب دیا پھر جب فرشتوں نے حضرت آدمؑ کو سجدہ کیا تو حضرت آدمؑ نے بوجہ عجب خدا سے عرض کیا۔ کہ کیا کوئی مخلوق تو نے مجھ سے زیادہ محبوب پیدا کی ہے جناب الٰہی سے اسکا جواب نہ ملا پھر دوبارہ عرض کیا تب بھی جواب نہ ملا۔ اسیطرح تیسری مرتبہ پوچھا۔ اور جواب نہ پایا چوتھی دفعہ کے استفسار پر ارشاد ہوا ہاں اگر ہم انکو نہ پیدا کرتے تو تجھے بھی نہ پیدا کرتے آدمؑ نے عرض کیا اے پروردگار وہ اشخاص مجھے دکھا کہ کون ہیں خدا تعالی نے عرش کے پردہ دار فرشتوں کو پردہ اٹھانیکا حکم دیا۔ جب انہوں نے پردہ اٹھایا تو عرش کے سامنے پانچ صورتیں نظر پڑیں۔ آدمؑ نے کہا اے پروردگار یہ کون بزرگ ہیں باریتعالی نے ارشاد کیا۔ یہ میرا نبی ہے اور یہ امیر المؤمنین علیؑ ہے اور یہ میرے نبی کی بیٹی فاطمہؑ ہے اور یہ حسنؑ وحسینؑ علیؑ کے دونوں بیٹے ہیں۔ اور یہی سب سے پہلے پیدا ہوئے ہیں۔ آدمؑ کو انکے دیکھنے سے خوشی ہوئی۔ پس جب آدمؑ سے لغزش سرزد ہوئی تو آدمؑ نے کہا اے میرے پروردگار میں ان پنج تن پاک کو وسیلہ گردان کر عرض کرتا ہوں کہ تو میری خطا سے درگذر فرما۔ پس خدا نے حضرت آدمؑ کو بخشدیا۔ پس یہی قصہ ہے جسکا کہ اللہ تعالی نے قرآن شریف میں ذکر کیا ہے۔

(پس سیکھ لئے آدمؑ نے اپنے رب سے چند کلمے اور توبہ کی انکے ذریعہ سے) پھر جب آدمؑ زمین پر اتارے گئے تو انہوں نے ایک انگوٹھی بنا کر اسپر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نقش کندہ کیا اور حضرت آدمؑ کی کنیت ابو محمد ہو گئی ✦

اہل بیت کی تحقیق

ازروئے لغت اہل الرجل وہ لوگ ہیں جو اسکے ساتھ ایک گھر یا ایک نسب میں شریک ہوں اور انہیں بعض نوں کے قائم مقام اسکی دین اور صنعت اور شہر کے لوگ بھی اسکے اہل کہلاتے (دیکھو مفردات امام راغب) اس امر کے متعین کرنے میں کہ اہل بیت نبوی کون کون ذوات مقدسہ تھے متقدمین نے اختلاف کیا ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بنی ہاشم مراد ہیں۔ بعض نے بنی قصی اور بعض نے تمام قریش کو شامل کیا ہے۔ زید بن ارقم کے نزدیک صرف بنی عبد المطلب ہیں سعید بن جبیر کے نزدیک ازواج مطہرات اور اولاد اہلبیت ہیں مقاتل اور ابو سعید خدری اور انس بن مالک اور ام المؤمنین جناب عائشہ صدیقہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما کے نزدیک صرف اہل عبا مراد ہیں۔ اور آیت تطہیر انہیں کی شان میں نازل ہوئی ہے ✦ ور قتادہ وغیرہ تابعین بھی اسی کے قائل ہیں ✦

متاخرین نے ان مختلف اقوال میں ایک گونہ تطبیق پیدا کی ہے کہ بیت دراصل تین ہیں (بیت نسب) (بیت سکنے) (بیت ولادت) (۱) بنی ہاشم اور اولاد عبد المطلب اہل بیت نسب ہیں۔

(۲) ازواج مطہرات اہل بیت سکنی ہیں ❖

(۳) اولاد امجاد اہل بیت ولادت ہیں ❖

اہل عبا بہ سبب از دیاد فضل انہیں چمکتے ہوئے ستارے ہیں۔ اور باوجود ضمیر جمع مذکر کے ازواج کا اہلبیت سے خارج کرنا سیاق آیت کے مخالف ہے۔ کیونکہ آیات سابق ولاحق میں انہیں کیطرف خطاب ہے۔ اور ضمیر جمع مذکر تغلیب کیوجہ سے ہے کیونکہ رجال (یعنے جناب علیؑ اور حسنینؑ) انہیں داخل ہیں۔ لیکن زید بن ارقم کی حدیث سے ثابت ہے کہ ازواج میں داخل نہیں کیا۔ **عن** زید بن حیان قال انطلقت انا وحصین بن سبرة وعمران بن حصین الی زید بن ارقم فلما جلست قال له حصین لقد لقیت یا زید خیرا کثیرا رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسمعت منه وغزوت معه وصلیت خلفه حدثنا یا زید ما سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یا ابن اخی لقد کبرت سنی وقدم عهدی ونسیت بعض الذی کنت اعی من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فما احدثکم فاقبلوہ وما لا فلا تکلفونیه ثم قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما خطیبا بماء یدعی خما بین مکة والمدینة فحمد اللہ واثنی علیه ووعظ وذکر ثم قال اما بعد ایها الناس فانما انا بشر یوشك ان یاتی رسول ربی فاجیب وانی تارك فیکم الثقلین کتاب اللہ فیه الهدی والنور فخذوا بکتاب اللہ واستمسکوا به فحث ورغب فیه ثم قال واهل بیتی اذکرکم اللہ فی اهل بیتی فقال حصین یا زید الیس نساء من اهل بیته فقال لا وایم اللہ ان المرأة تکون مع الرجل العصر من الدهر ثم یطلقها فترجع الی ابیها وقومها۔ اهل بیته اهله وعصبته الذین حرموا الصدقة بعده (اخرجه المسلم) زید بن حیان کہتے ہیں کہ میں اور حصین بن سبرہ اور عمران بن حصین زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے پاس گئے جب ہم انکے پاس بیٹھے تو حصین نے کہا اے زید آپنے بہت نیکی حاصل کی ہے کہ آپنے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور اُن سے احادیث کو سُنا ہے اور حضور کی معیت میں غزوات کئے ہیں اور آپکے پیچھے نماز پڑھی ہے جو کچھ آپنے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہو ہم سے بھی بیان کریں۔ زید کہنے لگے اے میرے بھتیجے میری عمر بہت ہوگئی ہے اور زمانہ میرا پرانا ہوگیا ہے بعض باتیں کہ میں نے جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے سنی تھیں اور مجھے یاد تھیں بھول گیا ہوں لہٰذا جو کچھ کہ میں تمہیں بتاؤں اُسے قبول کرو اور جو کچھ کہ میں نہ کہوں اُس میں تکلیف نہ دو۔ پھر کہنے لگے کہ ہم میں ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چشمہ کے کنارے جسے خم کہتے ہیں۔ درمیان مکہ اور مدینہ کے خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے۔ پس خداوند تعالیٰ کی حمد وثنا اور وعظ نصیحت بیان فرمائی اور فرمایا اما بعد اے لوگو میں بھی ایک بشر ہوں اب قریب ہے کہ میرے پاس خدا کا قاصد آئیگا۔ پس میں اُسے مان لونگا۔ اور میں تم لوگوں میں دو بھاری چیزیں

چھوڑنے والا ہوں۔ ایک تو خدا کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور ہے۔ پس تم خدا کی کتاب کو لے لو اور اس سے متمسک ہو جاؤ پس جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو برانگیختہ کیا اسکی رغبت دلائی۔ پھر فرمایا دوسری چیز اہل بیت ہیں۔ میں تم کو اپنے اہل بیت میں خدا کو یاد دلاتا ہوں ہیں حصین نے کہا یا زید آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلبیت نہیں۔ زید نے کہا نہیں۔ خدا کی قسم ہے عورت مرد کے ساتھ بہت تھوڑے زمانہ تک رہتی ہے پھر اسکو وہ طلاق دیدیتا ہے پس وہ عورت اپنے باپ اور قوم کیطرف رجوع کرتی ہے۔ آپکے اہلبیت آپکی اصل اور خویش ہیں جنپر آپکے بعد صدقہ حرام ہے۔

اس حدیث کی شرح امام نووی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں (امن اھل بیتہ نساءہ قال لا) ھذا دلیل لابطال قول من قال ھم قریش کلھا فقد کان فی نسائہ قرشیات وھن عائشۃ وحفصۃ و ام سلمۃ وسودۃ وام حبیبۃ رضی اللہ تعالی عنھن) یعنی حصین ابن سبرہ کے اس سوال پر آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلبیت نہیں زید بن ارقم کا یہ کہنا کہ نہیں۔ یہ ایک دلیل ہے اس قوم کے باطل کرنے کے لئے کہ جو شخص کہ کہتا ہے کہ تمام قریش آپکے اہلبیت ہیں کیونکہ آپ کی بیبیوں میں قرشی عورتیں بھی تھیں اور وہ جناب ام المؤمنین عائشہ صدیقہ اور جناب حفصہ اور ام سلمہ اور سودہ اور ام حبیبہ ہیں۔ رضی اللہ تعالی عنہن۔

اور جناب ام المومنین ام سلمہ کی حدیث سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔

آیۃ تطہیر

(۱) عن ام سلمۃ قالت ان ھذہ الایۃ نزلت فی بیتی انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا وانا جالسۃ عند الباب وفی البیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی وفاطمۃ وحسن وحسین فجللھم بکساء وقال اللھم ھؤلاء اھل بیتی وحامتی اذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا قالت ام سلمۃ وانا معھم یا رسول اللہ قال انک علی الخیر (اخرجہ المسلم والترمذی والحاکم والبیہقی)

جناب ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا روایت کرتی ہیں کہ یہ آیت میرے گھر میں نازل ہوئی (جس کا ترجمہ یہ ہے) سوا اسکے نہیں کہ ارادہ کرتا ہے اللہ کہ لیجائے تم سے پلیدی کو اے اہلبیت اور پاک کرے تم کو پاک کرنا۔ میں دروازہ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی اور گھر کے اندر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور جناب علیؑ اور جناب سیدہ اور حسنین علیہم السلام تشریف رکھتے تھے۔ پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انپر کپڑا اڑھا دیا اور فرمایا اے پروردگار یہ میرے اہلبیت اور میرے مددگار ہیں ان سے پلیدی کو لیجا اور پاک کر دے انکو پاک کرنا۔ جناب ام سلمہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں بھی انہیں میں سے ہوں آپنے فرمایا تو خیر پر ہے۔

(۲) عن ام سلمۃ قالت بینما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بیتی یوما اذ قالت الخادمۃ ان علیا

وفاطمۃ بالسدۃ قالت فقال لی قومی فتنحی عن اهل بیتی قالت فقمت فتنحیت من البیت قریبا
فدخل علی وفاطمۃ والحسن والحسین وهما صبیان صغیران فاخذ الصبیین بضعنهما واجلسهما
فی حجرہ فقبلهما واعتنق علیا باحدی یدیه وفاطمۃ بید الاخری فقبل فاطمۃ وعلیا فاغدف
علیهم خمیصۃ سوداء فقال اللهم الیك لا الی النار انا واهل بیتی قالت قلت وانا یا رسول اللہ
فقال وانت علی مکانك (اخرجہ احمد والطبرانی) جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے
کہ ایک روز جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تشریف رکھتے تھے کہ خادمہ نے عرض
کیا کہ جناب علیؑ اور سیدہؑ دروازہ پر ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد کیا کہ اٹھو اور میرے
اہلبیت سے ایک طرف ہو جاؤ ام سلمہ فرماتی ہیں کہ میں اٹھکر گھر سے قریب ایک طرف کھڑی ہو گئی۔ پس جناب علیؑ
اور فاطمہؑ اور حسنینؑ گھر میں داخل ہو گئے۔ اور حسنینؑ ابھی چھوٹے لڑکے تھے پس دونوں لڑکوں کے بازو
پکڑ کر انکو اپنی گود میں بٹھا لیا۔ اور ان کو بوسہ دیا۔ اور جناب علی کی گردن میں ایک ہاتھ ڈالا اور دوسرے
ہاتھ سے جناب فاطمہ کو پکڑا۔ اور ان دونوں کو بھی بوسہ دیا۔ اور انپر سیاہ کمبل اڑھا دیا اور فرمایا اے میرے
پروردگار میں تیرے سپرد کرتا ہوں نہ دوزخ کے اپنے آپ کو اور اپنے اہل بیت کو ام سلمہ کہتی ہیں۔
میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اور میں بھی فرمایا تو اپنے مکان پر ہے +

(۳) عن عمر ابن ابی سلمۃ ربیب النبی صلی اللہ علیه وسلم قال نزلت انما یرید اللہ لیذهب عنکم
الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا فی بیت ام سلمۃ فدعا النبی صلی اللہ علیه وسلم علیا وفاطمۃ وحسنا و
حسینا فجللهم بکساء ثم قال اللهم هؤلاء اهل بیتی فاذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهیرا قالت ام سلمۃ
وانا معهم یا نبی اللہ قال انت علی مکانك (اخرجہ البیهقی والحاکم) عمر ابن ابی سلمہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی ربیب یعنی جناب ام المومنین ام سلمہؓ کی بیٹی سے روایت ہے کہ انما یرید اللہ الخ کی آیت ام سلمہ
کے گھر میں نازل ہوئی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی اور سیدہ اور حسنین علیہم السلام کو بلایا
اور انکو چادر اڑھا کر فرمایا اے میرے پروردگار یہ میرے اہل بیت ہیں ان سے پلیدی کو دور کر اور پاک کر انکو
پورا پاک کرنا۔ ام سلمہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں بھی انہیں کے ساتھ ہوں آپ نے فرمایا تو اپنی جگہ پر ہے +

(۴) عن ام المومنین عائشۃ رضی اللہ عنها قالت خرج رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم وعلیه مرط
مرحل من شعر اسود فجاء الحسن بن علی فادخله ثم جاء الحسین فدخل معه ثم جاءت فاطمه فادخلها
ثم جاء علی فادخله ثم قال انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا (اخرجہ
المسلم والترمذی) جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر تشریف لائے اور انپر سیاہ بالوں کی ایک گلیم منقش تھی پس حسن تشریف لائے آپ نے
انکو اسمیں لے لیا پھر حسین تشریف لائے وہ بھی انہیں کے ساتھ داخل ہو گئے۔ پھر جناب فاطمہ تشریف
لائیں انکو بھی حضرت نے داخل کر لیا پھر جناب علی تشریف لائے ان کو بھی حضرت نے داخل کر کے فرمایا
سوا اسکے نہیں کہ اللہ تعالی ارادہ کرتا ہے کہ اے اہلبیت تمسے پلیدی کو دور کرے اور پاک کرے تمکو پورا پاک کرنا۔

(۵) عن واثلۃ بن الاسقع قال اتیت فاطمۃ اسئلہا عن علی فقالت توجہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجلست انتظرہ واذا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد اقبل ومعہ علی والحسن والحسین آخذ بید کل واحد منہم حتی دخل الحجرۃ فاجلس الحسن علی فخذہ الیمنی والحسین فخذہ الیسری وجلس علی وفاطمۃ بین یدیہ ثم لف علیہم الکساء ثم قرأ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا (اخرجہ احمد وابو حاتم والحاکم والبیہقی والدیلمی) واثلہ بن الاسقع کہتے ہیں کہ میں جناب سیدہ علیہا السلام کی خدمت میں اس غرض سے گیا کہ جناب علی کے بارہ میں اُن سے پوچھوں وہ فرمانے لگیں کہ جناب علی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف تشریف لیگئے ہیں میں انکے انتظار میں وہاں بیٹھ گیا کہ اتنے میں حضور تشریف لائے اور حضور کے ساتھ جناب علی اور حسنین بھی تھے پس اُن میں سے ہر ایک کا ہاتھ پکڑ کر حجرہ میں داخل ہوگئے پس جناب حسن کو اپنی داہنی ران پر بٹھایا اور جناب حسین کو بائیں پر اور جناب علی اور سیدہ علیہا السلام کو اپنے سامنے بٹھایا۔ اور انکے اوپر کپڑا لپیٹا لیا اور پھر اس آیت کو پڑھا کہ سوا اسکے نہیں کہ اللہ تعالیٰ ارادہ رکھتا ہے کہ اے اہلبیت پلیدی کو تم سے دور کرے اور پاک کرے تم کو پاک کرنا ۔

(۶) عن انس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یمر بباب فاطمۃ ستۃ اشہر اذا خرج الی صلاۃ الفجر یقول الصلوٰۃ یا اہلبیت انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا۔ (اخرجہ احمد والترمذی) انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چھ مہینے تک جناب سیدہ علیہا السلام کے دروازے پر سے گذرتے جبکہ نماز صبح کے لئے گھر سے باہر تشریف لاتے اور فرماتے الصلوٰۃ یا اہل البیت اور پھر آیت تطہیر پڑھتے ۔

(۷) عن ابی الحمراء قال صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تسعۃ اشہر فکان اذا اصبح اتی علی باب فاطمۃ وہو یقول اہلبیت یرحمکم اللہ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا (اخرجہ احمد) ابوحمراء رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نو مہینے تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں رہا جب صبح ہوتی تو جناب فاطمہ کے دروازے پر تشریف لاتے اور فرماتے کہ اے اہلبیت تم پر اللہ رحم کرے اور پھر یہ آیت تطہیر پڑھتے ۔

(۸) عن الحسن ابن علی قال فی خطبۃ نحن اہل البیت الذی قال اللہ سبحانہ فینا انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا (اخرجہ ابن سعد) جناب امام حسن علیہ السلام نے ایک خطبہ میں ارشاد کیا کہ ہم ہیں اہلبیت جنکی شان میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ سوا اسکے نہیں کہ اللہ تعالیٰ ارادہ رکھتا ہے کہ تم سے پلیدی کو دور کرے اور پاک کرے تمکو پورا پاک کرنا ۔

(۹) عن ابی سعید فی قولہ تعالیٰ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا قال انہا نزلت فی خمسۃ النبی وعلی وفاطمۃ والحسن والحسین (اخرجہ احمد فی مسندہ وابن جریر الطبری مرفوعا والطبرانی والثعلبی فی تفسیرہم وہذا الحدیث

حسن علی ذات اکثر العلماء وقد صححہ بعضہم) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ آیت تطہیر پنجتن پاک کے شان میں نازل ہوئی الحدیث کو امام احمد نے اپنی مسند میں اور ابن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مرفوع کرکے اور طبرانی نے معجم کبیر میں اور ثعلبی نے اپنی تفسیر میں کہا ہے اور یہ حدیث اکثر علماء کے نزدیک حسن ہے اور بعض نے اسکی صحت بھی بیان کی ہے ❖

(۱۰) وذهب ابو سعید الخدری رضی الله تعالی عنه وجماعة من التابعين منهم مجاهد و قتادة وغيرهما الى انهم على فاطمة والحسن والحسين (تفسير معالم التنزيل) یعنے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اور تابعین میں سے ایک جماعت کہ جنمیں سے مجاہد اور قتادہ وغیرہما ہیں۔ انکا یہ مذہب ہے کہ آیت تطہیر میں علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنینؑ علیہم السلام ہی مراد ہیں ❖

(۱۱) عن علی قال نحن اهلبیت قد اذهب الله عزوجل عنا الفواحش ما ظهر منها و ما بطن (اخرجه الدیلمی) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہم ہی وہ اہلبیت ہیں جن سے کہ خدا عزوجل نے برائیاں ظاہر و باطن کی دور کی ہیں ❖

آیت مباہلہ

(۱) عن سعد بن ابی وقاص قال لما نزلت هذه الآية فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءكم ونساءنا ونساءكم وانفسنا وانفسكم ثم نبتهل فنجعل لعنة الله على الكاذبين دعا رسول الله صلی الله علیه واله وسلم علیا وفاطمة وحسنا وحسینا فقال اللهم هؤلاء اهل بیتی (اخرجه مسلم والترمذی والنسائی) سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ کہہ دے یا رسول اللہ نصاریٰ کو کہ آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جان اور تمہاری جان کو پھر دعا کریں اور اللہ کی لعنت ڈالیں جھوٹوں پر) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین علیہما السلام کو بلایا اور فرمایا اے خدا یہ میرے اہلبیت ہیں ❖

(۲) عن جابر بن عبد الله قال انفسنا محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم وعلی وابناءنا الحسن والحسین ونساءنا فاطمة (رواه الحاكم فی المستدرک) جابر ابن عبد اللہ سے مروی ہے کہ انفسنا سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب علی مراد ہیں اور ابناءنا سے جناب حسنین اور نساءنا سے حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ❖

(۳) عن ابن عباس قال ان رهطا من نجران قدموا على رسول الله صلی الله علیه وسلم فقالوا ما شانك تذكر صاحبنا قال من هو قالوا عیسى تزعم انه عبد الله قال اجل قالوا فهل رأيت مثله او انبئت به ثم خرجوا من عنده فجاءه جبرائيل فقال قل لهم اذا اتوك ان مثل عیسى عند الله كمثل ادم وفی روایة ان واحدا منهم قال له

المسیح ابن اللہ لا اب لہ وقال آخر المسیح ھو اللہ لانہ احیا الموتی واخبر عن الغیوب وابرئ الاکمہ والابرص وخلق من الطین
طیرا وانت تزعم انہ عبدک فقال صلی اللہ علیہ وسلم ھو عبد اللہ وکلمتہ القاھا الی مریم فغضبوا فقالوا انما نحن
لانرضی الا ان تقول ھو اللہ وقالوا ان کنت صادقا فارنا عبد اللہ یحیی الموتی ویشفی الاکمہ
والابرص ویخلق من الطین طیرا فینفخ فیہ فیطیر فسکت عنہم فنزل الوحی بقولہ تعالی
لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم وقولہ تعالی ان مثل عیسی عند اللہ کمثل آدم
وقولہ تعالی فمن حاجک من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا
ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین ثم قال لھم ان اللہ امرنی
تنقادوا للاسلام باھلکم ثم انہم وعدوا الی الغد ولما اصبح صلی اللہ علیہ وسلم اقبل ومعہ حسن
وحسین وفاطمۃ وعلی وعند ذلک فقال لھم اسقف انی لاری وجوھا لو سالوا اللہ ان یزیل
لھم جبلا لازالہ فلا تباھلوا فتھلکوا۔ ولا یبقی علی وجہ الارض نصرانی فقال لہ صلی اللہ
علیہ وسلم لا نباھلک (خرجہ ابو حاتم نقلت من سیرۃ الحلبیہ) ابن عباس کہتے ہیں کہ
نجران کا ایک گروہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر کہنے لگا آپ ہمارے صاحب
کو کیا کہتے ہیں آپ نے فرمایا وہ کون ہے وہ بولے کہ عیسی علیہ السلام کی نسبت آپ گمان کرتے ہیں کہ خدا کا بندہ
ہے آپ نے ارشاد کیا کہ میرا گمان یہی ہے وہ کہنے لگے آپ نے عیسی جیسا کوئی دیکھا ہے یا آپ کو ایسے کی
خبر لگی ہے یہ کہکر وہ آپکے پاس سے چلے گئے پس جبرئیل آپکے پاس تشریف لائے اور کہا جب وہ آئیں تو آپ ان
سے کہدیں کہ خدا کے نزدیک عیسی بعینہ آدم کی مثال سمجھتے تھے۔ اور ایک روایت میں اسطرح سے ہے کہ گروہ
نجران میں سے ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں عرض کیا کہ مسیح خدا کے بیٹے
ہیں انکا کوئی باپ نہیں اسکے ساتھ والے دوسرے شخص نے کہا بلکہ وہ خدا تھے کیونکہ وہ مردے کو زندہ
کرتے تھے اور غیب کی خبریں دیتے تھے۔ اندھے اور کوڑہی کو اچھا کرتے تھے۔ اور مٹی سے جانور بناتے
تھے اور آپ ان کو بندہ خیال کرتے ہیں حضرت نے فرمایا وہ خدا کے بندے اور اسکا پاک کلمہ تھے جو مریم
کی طرف القا ہوا تھا۔ وہ غصے ہوگئے اور کہنے لگے ہم نہیں راضی ہوں گے۔ جبتک کہ آپ یہ نہ کہیں کہ وہ خدا تھے
اور آپ صادق ہیں تو آپ ہمیں کوئی ایسا خدا کا بندہ بتاویں کہ جو مردے کو زندہ کرے۔ اور اندھے
اور کوڑھی کو اچھا کرے اور مٹی سے جانور بنائے اور اسمیں پھونکے اور وہ اڑ جائیں۔ جناب رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہوگئے۔ پس وحی نازل ہوئی کہ اللہ تعالی نے آپ سے فرمایا کہ تحقیق کافر ہوگئے وہ لوگ کہ جو
کہتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالی مسیح ابن مریم ہے اور اللہ تعالی فرماتا ہے کہ اللہ تعالی کے نزدیک عیسی علیہ السلام
مثل آدم کے تھے۔ اور اللہ تعالی نے فرماتا ہے پس جو شخص کہ تجھ سے جھگڑے اسکے بعد کہ تجھے علم آگیا ہے
پس کہدے کہ آؤ ہم بلالیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی
عیال اور تمہاری جان کو پھر دعا کریں اور اللہ کی لعنت ڈالیں جھوٹوں پر۔ پھر آپ نے ان نصاری
سے کہا کہ اگر تم اسلام کے معتقد نہیں ہوگے تو خدا تعالی نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم سے مباہلہ

کرو۔ پھر انہوں نے دوسرے دن کا وعدہ کیا۔ جب صبح کو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جناب حسینؑ اور علیؑ اور فاطمہ علیہم السلام کو ساتھ لیکر تشریف لائے۔ اسقف نے کہا میں اُنکے ایسے چہرے دیکھتا ہوں کہ اگر خدا سے یہ مانگیں کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائے تو ضرور ٹل جائیگا۔ تم اُن سے مباہلہ مت کرو۔ ورنہ زمین پر کوئی نصرانی باقی نہیں رہیگا۔ پس اسقف نے کہا کہ ہم مباہلہ نہیں کرتے ⁂

اہل بیت کا مخزن حکمت ہونا

عن حمید ابن عبد اللہ بن یزید المدنی قال ذکر عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن قضاء قضاہ علی فاعجب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال الحمد للہ الذی جعل فینا الحکمۃ اہل البیت (اخرجہ احمد) حمید بن عبد اللہ بن یزید المدنی سے مروی ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جناب علیؑ کے ایک فیصلہ کا ذکر کیا گیا حضرتؐ نے تعجب فرما کر کہا خدا کا شکر ہے جس نے ہم اہل بیت کو حکمت عطا کی ہے ⁂

اہل بیت کا مفاتیح رحمت اور موضع رسالت اور معدن حلم ہونا

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نحن اہل البیت مفاتیح الرحمۃ وموضع الرسالۃ ومعدن الحلم (اخرجہ الدیلمی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ہم اہل بیت رحمت کی کنجیاں اور رسالت کا مقام اور حلم کی کان ہیں ⁂

اہل بیت کا اُمت کے لئے امان ہونا

(۱) **عن** سلمۃ بن الاکوع قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النجوم امان لاہل السموٰت واہل بیتی امان لامتی (اخرجہ ابن ابی شیبۃ وابو یعلی فی مسانیدہم وابو عمر والغفاری والطبرانی فی الکبیر فی مسند سلمۃ بن الاکوع) سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ستارے اہل آسمان کے لئے امان ہیں اور میرے اہلبیت میری اُمت کیلئے امان ہیں ⁂

(۲) **عن** انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النجوم امان لاہل السماء واہل بیتی امان لاہل الارض فاذا اہل بیتی جاء اہل الارض من الآیات ما کانوا یوعدون (اخرجہ ابن المظفر (ان) انس بن مالک کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ستارے اہل آسمان کے لئے امان ہیں اور میرے اہل بیت اہل زمین کے لئے امان ہیں جب میرے اہل بیت ہلاک ہوجائینگے۔ اہل زمین کو وہ نشانات پیش آئینگے جنکا اُن سے وعدہ کیا گیا ہے ⁂

(۳) **عن** علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النجوم امان لاہل السماء فاذا ذہبت النجوم ذہب اہل السماء واہل بیتی امان لاہل الارض فاذا ذہب اہل بیتی ذہب اہل الارض (اخرجہ احمد فی المناقب ومسندہ والحاکم فی المستدرک وابو یعلی فی مسندہ والطبرانی فی

المعجم الکبیر والسیوطی فی احیاء المیت۔ وصاحب نوادر الاصول) جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ستارے اہل آسمان کے لئے امان ہیں جب ستارے جاتے رہینگے تو آسمان والے بھی جاتے رہینگے اور میرے اہل بیت زمین والوں کیلئے امان ہیں۔ جب میرے اہلبیت کے لوگ جاتے رہینگے تو زمین والے بھی جاتے رہینگے ❖

(۴) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النجوم امان لاھل الارض من الغرق واھل بیتی امان لامتی من الاختلاف فاذا خالفتھا قبیلۃ من العرب فصار واحزب ابلیس (اخرجہ الحاکم) ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ستارے زمین والوں کے لئے غرق سے امان ہیں اور میرے اہلبیت میری اُمّت کے لئے اختلاف سے امان ہے جبکہ عرب کا کوئی قبیلہ اُسکا مخالف ہو جائیگا تو اس قبیلہ کے لوگ شیطان کا گروہ بن جائینگے ❖

اہل بیت کا مثل باب حطہ بنی اسرائیل ہونا

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ وابی ذر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل اھل بیتی فیکم کمثل باب حطہ فی بنی اسرائیل من دخل غفر لہ (اخرجہ الدیلمی عن کلیھما والحاکم فی تاریخہ وابو یعلی وسماک والبزار وابو الحسن المغازلی) عن ابی ذر والطبرانی فی الکبیر والاوسط عن ابی ذر وفی الصغیر والاوسط عن ابی سعید الخدری) ابن عباس اور ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرے اہل بیت تم لوگوں میں ایسے ہیں جیسے کہ بنی اسرائیل میں توبہ کا دروازہ جو شخص کہ اسمیں داخل ہوا وہ بخشا گیا ❖

اہل بیت کا مثل سفینہ نوحؑ ہونا

(۱) عن حبیش ابن المعتمر قال رأیت اباذر اخذ بعضادتی باب الکعبۃ وھو یقول من عرفنی فقد عرفنی ومن لم یعرفنی فانا ابوذر غفاری سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول مثل اھل بیتی فیکم کمثل سفینۃ نوح فی قومہ من رکبھا نجی ومن تخلف عنھا غرق (اخرجہ الحاکم فی تاریخہ وابو یعلی فی مسندہ والطبرانی فی الکبیر والاوسط وسماک بن الحرب والبزار وابو الحسن المغازلی) حبیش بن المعتمر کہتے ہیں میں نے ابوذر غفاری کو خانہ کعبہ کے دروازے کی چوکھٹ پکڑے ہوئے دیکھا وہ کہہ رہے تھے جس نے مجھے پہچانا ہو اور جس نے نہ پہچانا ہو پہچان لے میں ابوذر غفاری ہوں میں نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ تم میں میرے اہل بیت سفینہ نوحؑ کی مثل ہیں جو اُنکی قوم کے لئے تھی جو شخص اسپر سوار ہوا نجات پا گیا اور جو اس سے مخالف ہوا غرق ہوا ❖

(۲) عن ابی ذر انہ قال ھو اخذ بباب الکعبۃ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل اھل بیتی فیکم کمثل سفینۃ نوح من رکبھا نجی ومن تخلف عنھا ھلک (اخرجہ احمد فی مسندہ وابن جریر فی

تاریخہ) ابوذر غفاری سے مروی ہے کہ وہ کعبہ شریف کا دروازہ پکڑے ہوئے تھے اور کہہ رہے تھے - کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ میرے اہل بیت سفینہ نوح کی مثل ہیں - جو اسپر سوار ہوا نجات پاگیا اور جو مخالف ہوا ہلاک ہوا ۔

(٣) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل اهل بيتي مثل سفينة نوح من ركبها نجي ومن تخلف فيها غرق (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر وابو نعیم فی الحلیۃ والبزار فی المسند) ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ میرے اہلبیت سفینہ نوح کی مانند ہیں جو اسپر سوار ہوا نجات پانیوالا ہوا - جو مخالف ہوا ہلاک ہوا ۔

(٤) عن سلمۃ بن الاکوع قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل اهل بيتي فيكم كمثل سفينة نوح من ركبها نجي (اخرجہ ابن المغازلی فی المناقب) سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ میرے اہل بیت کی مثال ایسی ہے جیسے کہ نوح علیہ السلام کی کشتی جو اسپر سوار ہوا نجات پانیوالا ہوا ۔

(٥) عن عبد اللہ بن الزبیر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال مثل اهل بيتي كمثل سفينة نوح من ركبها سلم ومن تركها غرق (اخرجہ البزار فی مسندہ) عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ بتحقیق جناب سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اہلبیت سفینہ نوح کی مانند ہیں جو اسپر سوار ہوا سلامت رہا جس نے اُسے ترک کیا غرق ہوا ۔

(٦) عن ابی سعید الخدری قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول انما مثل اهل بيتي فيكم كمثل سفينة نوح من ركبها نجي ومن تخلف عنها غرق وانما مثل اهل بيتي فيكم كمثل باب حطة في بني اسرائيل من دخله غفر له (اخرجہ الطبرانی فی الصغیر والاوسط) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ سوا اسکے نہیں کہ تم میں میرے اہل بیت سفینہ نوح کی مانند ہیں جو اسپر سوار ہوا نجات پاگیا اور جو اس سے مخالف ہوا غرق ہوا اور سوا اس کے نہیں کہ تم میں میرے اہل بیت دروازہ توبہ کی مانند ہیں جو بنی اسرائیل میں تھا جو اس میں داخل ہوا بخشا گیا ۔

اہل بیت کے ساتھ دوسروں کا قیاس نہیں ہو سکتا

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نحن اهل البيت لا يقاس بنا احد (اخرجہ الدیلمی فی فردوس الاخبار والملا فی سیرتہ) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم اہل بیت ہیں ہمارے ساتھ کسی کا قیاس نہیں کیا جا سکتا ۔

(٢) عن علی قال علی المنبر نحن اهل بيت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا يقاس بنا احد (اخرجہ ابو بکر بن [illegible]) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے منبر پر فرمایا کہ ہم ہیں اہلبیت رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم ہیں ہمارے ساتھ کسی کا قیاس نہیں ہو سکتا ؀

اہل بیت کے سوا کسی مرد یا عورت کا جنب یا حیض کی حالت میں مسجد نبوی میں داخل نہ ہونا

عن ام سلمۃ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا ان مسجدی حرام علی کل حائض من النساء وجنب من الرجال الا علی محمد واھلبیتہ علی و فاطمۃ والحسن والحسین (اخرجہ البیہقی والطبرانی) جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ میری مسجد ہر حیض والی عورت اور ہر جنب والے مرد پر حرام ہے مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور انکی اہلبیت علیؑ اور فاطمہ اور حسنین علیہم السلام پر ؀

قیامت کے دن سب سے اول اہلبیت کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شفیع ہونا

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول من اشفع امتی یوم القیمۃ اھل بیتی ثم الاقرب من القریش ثم الانصار ثم من امن بی من الیمن ثم سائر العرب ثم الاعاجم ومن اشفع لہ اولا ھو افضل (اخرجہ الدیلمی) ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز سب سے اول جن کی میں شفاعت کرونگا وہ میرے اہلبیت ہیں پھر قریش میں قریبی رشتہ دار پھر انصار پھر یمن والے جو مجھپر ایمان لائے ہیں پھر تمام عرب پھر تمام عجم کے باشندے اور جس کی میں پہلے شفاعت کرونگا وہی افضل ہوگا ؀

اہل بیت کا سب سے اول جنت میں داخل ہونا

(۱) **عن** علی قال شکوت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احد الناس فقال لی اما ترضی ان تکون رابع اربعۃ اول من یدخل الجنۃ انا وانت والحسن والحسین وازواجنا عن ایماننا (اخرجہ الثعلبی احمد فی المناقب) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں ایک آدمی سے شکایت کی آپ نے مجھے فرمایا کہ تو نہیں راضی ہوتا کہ ان چاروں میں سے تو چوتھا ہو جو جنت میں سب سے پہلے داخل ہونگے وہ میں اور تو اور حسن اور حسین ہیں اور ہماری بیبیاں ہمارے سیدھے ہاتھ ہونگی ؀

(۲) **عن** ابی رافع رضی اللہ تعالی عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی اول اربعۃ یدخلون الجنۃ انا وانت والحسن والحسین وذریتنا خلف ظھورنا وازواجنا خلف ذریتنا وشیعتنا عن ایماننا وشمائلنا (اخرجہ الطبرانی والدیلمی) ابو رافع رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ تحقیق جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب علی علیہ السلام سے فرمایا کہ وہ چار شخص جو سب سے اول جنت میں داخل ہونگے۔ وہ میں

ہوں اور تو ہے اور حسنؓ اور حسینؓ ہیں اور ہماری اولاد ہماری پس پشت ہوگی اور انکے پیچھے ہماری بیبیاں ہونگی اور ہمارے گروہ کے لوگ ہمارے داہنے بائیں ہونگے ÷

(۳) عن ابن عمر قال بینا انا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجمیع المہاجرین والانصار الا من کان فی السریۃ اذ اقبل علی یمشی وھو متغضب فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اغضبک فقد اغضبنی فلما جلس قال مالک یا علی قال اذانی بنو اعمک قال یا علی اما ترضی ان تکون رابع اربعۃ اول من یدخل الجنۃ انا وانت والحسن والحسین وذراریناو اشیاعنا عن ایماننا وشمائلنا اخرجہ احمد فی المناقب وابوسعید عبد الملک فی شرف النبوۃ عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیخدمت میں حاضر تھا اور تمام مہاجر اور انصار بھی موجود تھے مگر وہ لوگ کہ لشکر میں تھے کہ ناگہاں جناب علی ابن ابیطالب پیادہ پا تشریف لائے اور وہ پیچھے رہ گئے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اسکو خفا کیا مجھے خفا کیا۔ جب جناب علیؓ بیٹھ گئے آپ نے فرمایا اے علی تجھے کیا ہوا ہے۔ اُنھوں نے عرض کیا حضور کے بنی عم نے مجھے ستایا ہے حضرتؐ نے فرمایا آیا تو راضی نہیں کہ تو چوتھا شخص ان چار نکا ہو جو سب سے پہلے جنت میں داخل ہونگے میں اور تو اور حسنؓ اور حسینؓ اور ہماری اولاد اور دوست ہمارے داہنے بائیں ہونگے ÷

(۴) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول من یرد الحوض اھل بیتی ومن احبھم من امتی (اخرجہ الدیلمی والملا فی سیرتہ) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا اول وہ لوگ کہ حوض پر وارد ہونگے میرے اہلبیت ہیں اور میری اُمت کے وہ لوگ جو انہیں دوست رکھیں گے ÷

جنت میں اہل بیت نبوی کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ ایک درجہ میں ہونا

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لفاطمۃ انی وایاک وھذین یعنی حسنا وحسینا وھذا الراقد یعنی علیا فی مکان واحد یوم القیمۃ (اخرجہ احمد فی المناقب والدیلمی فی فردوس الاخبار) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ علیہا السلام سے فرمایا کہ میں اور تو اور یہ دونوں یعنی حسن اور حسین اور یہ سونیوالا یعنی علی قیامت کے روز ایک مکان میں ہونگے ÷

اہل بیت کا قطعاً دوزخی نہ ہونا

قال اللہ تبارک وتعالی ولسوف یعطیک ربک فترضی نقل القرطبی عن ابن عباس انہ قال رضی محمد صلے اللہ علیہ وسلم انہ لا یدخل احد من اھل بیتہ فی النار (اخرجہ فقیہ ابن المغازلی فی المناقب ابن جریر فی تفسیرہ والسیوطی فی احیاء المیت) اللہ تعالی کی اس آیت کریمہ کی تفسیر میں جسکا ترجمہ یہ ہے کہ البتہ عنقریب تیرا رب تجھے دیگا پس تو راضی ہو جائیگا قرطبی ابن عباس رضی اللہ عنہما

سے نقل کرتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم راضی کئے گئے ہیں کہ نہیں داخل کیا جائیگا آپکے اہلبیت میں سے کوئی ایک شخص آگ میں ✣

(۲) عن عمران بن حصین قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سالت ربی ان لا یدخل النار احداً من اھل بیتی فاعطانی ذلک (اخرجہ ابو سعید عبد الملک الواعظ شرف النبوة والدیلمی فی مرویہ الاخبار والملا فی سیرتہ) عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسالتماب صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نے اپنے پروردگار سے سوال کیا تھا کہ میرے اہل بیت میں سے کسی ایک کو وہ آگ میں نہ ڈالے پس خدا نے میری دعا کو قبول کیا ✣

اہل بیت کا غیر معذب ہونا

عن انس قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وعدنی ربی فی اھل بیتی ان لا یعذبھم (اخرجہ الحاکم) انس [illegible] عنہ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے رب نے میرے اہل بیت [illegible] بت وعدہ کیا ہے کہ انہیں عذاب نہیں کریگا ✣

اہل بیت کا شفیع امت ہونا

عن ابی ھریرة قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الشفعاء خمسة القران والرحم والامانة ونبیکم واھل بیت نبیکم (اخرجہ الدیلمی) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شفاعت کرنیوالے پانچ ہیں قرآن اور رحم اور امانت اور تمہارا نبی اور تمہارے نبی کے اہلبیت ✣

اہل بیت کی محبت کا سات جگہ پر کام آنا

عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حب اھل بیتی نافع فی سبع مواطن اھوالھن عظیمة عند الوفات وعند القبر وعند النشور وعند الکتاب وعند الحساب وعند المیزان وعند الصراط (اخرجہ الدیلمی) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اہلبیت کی محبت سات مقام میں نفع رسان ہے جنکے خوف بھاری ہیں وفات کیوقت قبر میں اٹھنے کیوقت بحساب کتاب کے مقام پر۔ میزان کے قریب اور پلصراط کے پاس ✣

مسلمانوں پر اہل بیت کی اطاعت کا فرض ہونا

عن ابن عباس قال قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ فرض طاعتی وطاعة اھل بیتی علی الناس خاصتہ وعلی الخلق عامة قیل یا رسول اللہ فما الناس وما الخلق قال الناس اھل مکة والخلق

ما خلق اللہ من ذی روح (اخرجہ الدیلمی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالی نے میری اور میرے اہلبیت کی اطاعت کو لوگوں پر خصوصاً اور خلقت پر عام طور سے فرض کیا ہے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ لوگ کون ہیں اور خلقت کیا ہے۔ آپ نے ارشاد کیا کہ لوگ اہل آدم ہیں اور خلقت جو کہ خدا نے ذی روح پیدا کئے ہیں ؂

اہل بیت کے محب کا جنتی ہونا

عن علی ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اخذ بید الحسن و الحسین و قال من احبنی و احب ھذین و امھما و اباھما کان معی فی درجتی یوم القیمۃ (اخرجہ احمد و الترمذی) جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن اور حسین کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جو کوئی مجھ اور ان دونوں سے اور ان دونوں کے ماں باپ سے محبت رکھے گا قیامت کے دن میرے درجہ میں ہوگا ؂

اہل بیت کے دشمن کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے محروم ہونا

عن انس قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم احبوا اھلی و احبوا علیاً من ابغض احداً من اہل بیتی فقد حرم علیہ شفاعتی (اخرجہ احمد فی المناقب) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے اہل کو اور علی کو پیار کرو جس نے کہ میرے اہلبیت میں سے کسی ایک سے بغض رکھا بہ تحقیق اسپر میری شفاعت حرام ہو گئی ؂

اہل بیت کے دشمن پر جنت کا حرام ہونا

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ حرم الجنۃ علی من ظلم اھل بیتی او قاتلھم او اغار علیھم او سبھم (اخرجہ الامام علی ابن موسی الرضا فی مسندہ) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہ تحقیق اللہ تعالی نے جنت کو حرام کر دیا ہے اس شخص پر جو کہ میرے اہلبیت پر ظلم کرے یا ان سے لڑے یا انکو لوٹے یا ان کو بُرا کہے ؂

اہل بیت کے دشمن کا دوزخی ہونا

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و الذی نفسی بیدہ لا یبغضنا اہل البیت احد الا کبہ اللہ فی النار (اخرجہ الحاکم و ابن حبان و روایۃ الاخری عند الحاکم الا ادخلہ النار) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالتماب صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس ذات پاک کی قسم ہے کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ہم اہل بیت سے کوئی نہیں بغض رکھیگا مگر کہ اس کو اللہ تعالی آگ میں اوندھا گرا دیگا اور حاکم اور امام احمد کے نزدیک دوسری روایت

بیت یوں ہے کہ مگر خدا اسکو آگ میں ڈالیگا ۔

اہل بیت کے دشمنوں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دعاء بد کرنا

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللھم ارزق من ابغضنی وابغض اھل بیتی کثرۃ المال والعیال کفاھم بذلک غیاً ان یکثر مالھم فیطول حسابھم وان یکثر عیالھم فتکثر شیاطینھم (اخرجہ الدیلمی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ اے میرے پروردگار جو مجھسے اور میرے اہل بیت سے بغض کریں انکو مال وعیال کثرت سے نصیب کر اور ان دشمنوں کو انکی گمراہی کے لئے کافی گردان تاکہ انکا مال بہت ہو پس انکا حساب طول پکڑے اور انکا عیال بہت سا ہو پس انکے شیاطین اور بڑھیں ۔

حدیث انی تارک فیکم الثقلین کا بیان

عن زید بن ثابت عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی وانھما لن یتفرقا حتی یردا علی (اخرجہ الطبرانی فی مسند زید بن ثابت وفی روایۃ انی تارک فیکم خلیفتین) زید بن ثابت سے مروی ہی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑے جاتا ہوں خدا کی کتاب اور میری عترت وہ دونوں ایکدوسرے سے نہیں جدا ہونگے جبتک کہ میرے پاس نہ آئیں اور ایک روایت میں ہے کہ میں دو خلیفے چھوڑے دیتا ہوں ۔

(۲) عن زید بن ارقم قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوماً خطیباً بماء یدعیٰ خما بین مکۃ والمدینۃ فحمد اللہ واثنیٰ علیہ ووعظ وذکر ثم قال اما بعد ایھا الناس فانما انا بشر یوشک ان یاتینی رسول ربی فاجیب انی تارک فیکم الثقلین اولھما کتاب اللہ فیہ الھدیٰ والنور فخذوا بکتاب اللہ واستمسکوا بہ فحث علی کتاب اللہ ورغب فیہ ثم قال واھل بیتی اذکرکم اللہ فی اھل بیتی اذکرکم اللہ فی اھل بیتی (اخرجہ احمد والمسلم والترمذی والحاکم) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک دن ایک پانی کے کنارے جسے خم کہا جاتا تھا جو مابین مکہ اور مدینہ کے واقع ہے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے پس خدا کی صفت وثنا بیان کی اور وعظ وتذکیر کے بعد فرمایا اے لوگو میں بھی آدمی ہوں گمان کیا جاتا ہی کہ میرے پاس خدا کا پیغام پہونچا ہوالا ہیگا اور میں اسکی اجابت کرنے والا ہوں میں تم میں دو بڑی چیزیں چھوڑنے والا ہوں اول خدا کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور ہے ۔ پس تم خدا کی کتاب کو لیلو اور اس سے تمسک کرو پس حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خدا کی کتاب پر لوگوں کو برانگیختہ کیا اور رغبت دلائی ۔ پھر فرمایا میرے اہلبیت ہیں تمہیں اپنے اہلبیت کے لئے خدا کو یاد دلاتا ہوں میں تمہیں اپنے اہل بیت کے لئے خدا کو یاد دلاتا ہوں ۔

(۳) **عن** ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انی اوشک ان ادعی فاجب وانی تارک فیکم الثقلین اما ان تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اھل بیتی وان اللطیف الخبیر اخبرنی انھما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیھما (اخرجہ احمد والطبرانی وابو یعلی) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بہ تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں گمان کرتا ہوں - کہ میں پکارا جاؤنگا اور میں اجابت کہونگا اور میں تم میں دو بڑی چیزیں چھوڑنیوالا ہوں اگر تم نے اُن سے تمسک کیا تو میرے بعد تم ہرگز گمراہ نہ ہوگے - ایک اللہ کی کتاب ہے جو آسمان سے ایک دراز رسّی اُتری ہے اور دوسری میرے خویش اہلبیت ہیں مجھے مہربانی والے خبر دینے والے نے خبر دی ہے - کہ یہ دونوں ہرگز ایک دوسرے سے جُدا نہیں ہونگے جبتک کہ حوض پر وارد نہ ہوں +

(۴) **عن** جابر بن عبد اللہ قال رأیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یوم العرفۃ وھو علی ناقۃ الغضباء یخطب فسمعتہ یقول ایھا الناس انی قد ترکت فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلوا ابداً کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی (اخرجہ الترمذی) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے عرفہ کے دن جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ناقہ غضبا پر سوار دیکھا - کہ آپ خطبہ ارشاد فرما رہے ہیں اور میں نے سُنا کہ آپ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے بعد تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں اگر تم نے اُن کو پکڑا - تو تم میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہوگے وہ اللہ کی کتاب اور میرے خویش اہلبیت ہیں +

(۵) **عن** زید بن اسلم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی تارک فیکم خلیفتین کتاب اللہ عزوجل حبل ممدود ما بین السماء والارض وعترتی اھل بیتی وانھما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض اخرجہ احمد فی مسندہ والطبرانی) زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب رسول الثقلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ فرماتے ہیں بیشک تم میں دو خلیفے چھوڑنیوالا ہوں اللہ عزوجل کی کتاب جو ایک دراز رسّی درمیان آسمان اور زمین کے ہے اور میرے خویش اہلبیت اور بے شک یہ دونوں ہرگز ایک دوسرے سے نہیں جُدا ہونگے جب تک کہ حوض پر وارد نہ ہوں +

(۶) **عن** علی ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال قد ترکت فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ سببہ بیدہ وسببہ بایدیکم واھل بیتی (اخرجہ اسحاق بن راھویہ فی مسندہ) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہ تحقیق میں نے تم میں وہ چیز چھوڑی ہے کہ اگر تم نے اسکو پکڑا تو تم ہرگز گمراہ نہیں ہوگے وہ ایک تو اللہ کی کتاب ہے جس کا ایک سر خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا تمہارے ہاتھ میں ہے اور میرے اہلبیت ہیں +

(۷) **عن** علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انی مخلف فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ عزوجل طرفہ بید اللہ وطرفہ بایدیکم وعترتی اھل بیتی ولن یتفرقا حتی یرد علی الحوض (رواہ البزار والدولابی) جناب علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ بہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا ہے کہ میں تم میں وہ چیز چھوڑنیوالا ہوں کہ اگر تمنے اسکو پکڑا تو تم ہرگز گمراہ نہیں ہوگے وہ اللہ عزوجل کی کتاب ہی کہ اُنکا ایک طرف خدا کے ہاتھ ہیں اور دوسرا طرف تمہارے ہاتھ میں ہے اور میرے خویش اہلبیت ہیں اور ہرگز یہ دونو نہیں جُدا ہونگے جبتک کہ حوض پر نہیں اُترینگے ✤

(۸) **عن** ابی ذر انہ اخذ بحلقۃ باب الکعبۃ فقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی فانہما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیہما (اخرجہ الترمذی) ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کعبہ کے دروازہ کا حلقہ پکڑے ہوئے کہہ رہے تھے کہ مینے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑنیوالا ہوں کتاب اللہ اور میری عترت پس تحقیق وہ دونوں ایکدوسرے سے جُدا نہیں ہونگے جبتک کہ حوض پر وارد نہ ہوں پس دیکھو تم ان دونوں سے میرے پیچھے کیا برتاؤ کرتے ہو ✤

(۹) **عن** ابی رافع مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال نزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غدیر خم مصدرہ عن حجۃ الوداع فقام خطیبا بالناس بالھاجرۃ فقال ایھا الناس انی ترکت فیکم الثقلین الثقل الاکبر والثقل الاصغر فاما الثقل الاکبر فبید اللہ طرفہ والطرف الاخر بایدیکم وھو کتاب اللہ ان تمسکتم بہ لن تضلوا ابدا واما الثقل الاصغر فعترتی اھل بیتی ان اللہ ھو الخبیر اخبرنی انھما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض (اخرجہ ابن عقدۃ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ابورافع کہتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے لوٹ کر غدیر خم پر نازل ہوئے تو لوگوں کو دوپہر کے وقت خطبہ سُنانے کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا ای لوگو مینے تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑی ہیں ایک ثقل اکبر اور ایک ثقل اصغر پس ثقل اکبر ایکطرف اُسکا خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا طرف اُسکا تمہارے ہاتھ ہیں اگر تمنے اُس سے تمسک کیا تو ہرگز ابد تک نہیں گمراہ ہوگے اور ثقل اصغر پس میری خویش اہلبیت ہیں بہ تحقیق اللہ تعالی نے کہ وہ خبر دینے والا ہے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جُدا نہیں ہونگے۔ جبتک کہ حوض پر وارد نہ ہوں ✤

(۱۰) **عن** ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی خلفت فیکم اثنین ان تمسکتم بہما لن تضلوا بعدی ابدا کتاب اللہ ونسبی ولن یتفرقا حتی یردا علی الحوض (اخرجہ البزار) ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑتا ہوں اگر تمنے اُن دونوں کے ساتھ تمسک کیا تو ابد تک گمراہ نہ ہوگے وہ اللہ کی کتاب اور میری نسب ہی اور ہرگز یہ دونوں ایک دوسرے سے جُدا نہیں ہونگے جبتک کہ حوض پر وارد نہ ہوں ✤

(۱۱) **عن** اُم ھانی بنت ابی طالب قالت رجع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حجتہ حتی اذا کان بغدیر خم امر بدوحات فقممن ثم قام خطیبا بالھاجرۃ ثم قال اما بعد ایھا الناس فانی اوشک ان ادعی فاجیب وقد ترکت فیکم ما لن تضلوا بعدہ ابدا کتاب اللہ طرفہ بید اللہ وطرفہ بایدیکم وعترتی اھل بیتی اذکرکم اللہ فی اھل بیتی الا انہ لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض (اخرجہ البزار) اُمہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا سے

سے روایت ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج سے واپس ہو کر غدیر خم پر پہونچے وہ درختوں کے نیچے جھاڑو دینے کا حکم دیا۔ پھر دوپہر کو خطبہ پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا اے لوگو میں گمان کرتا ہوں کہ میں بلایا جاؤنگا اور میں منظور کرونگا اور میں تم میں وہ چیز چھوڑی ہے کہ جس کے ساتھ تمسک کرنے سے تم ابد تک گمراہ نہیں ہوگے وہ اللہ کی کتاب ہے کہ جس کا ایک طرف خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا طرف تمہارے ہاتھوں میں ہے اور میری عترت اہلبیت ہیں میں تمہیں اپنے اہلبیت کی نسبت خدا کو یاد دلاتا ہوں شان یہ ہے کہ وہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہیں ہونگے جب تک کہ حوض پر وارد نہ ہوں ٭

(۱۳۲) **عن** ام سلمة قالت اخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم بيد علي بغدير خم فرفعها حتى رأينا بياض ابطه فقال من كنت مولاه فعلي مولاه ثم قال ايها الناس اني مخلف فيكم الثقلين كتاب الله وعترتي ولن يتفرقا حتى يردا علي الحوض (اخرجه ابن عقدة) جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ مقام غدیر خم میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کا ہاتھ پکڑ کر یہاں تک بلند کیا کہ ہمنے آپکی بغل کی سفیدی کو مشاہدہ کیا اور فرمایا جس کا کہ میں مولا ہوں اسکا علی مولا ہے پھر فرمایا اے لوگو میں تم میں دو بھاری چیزیں پیچھے چھوڑنیوالا ہوں اللہ کی کتاب اور اپنی عترت اور یہ دونوں ہرگز ایکدوسرے سے جدا نہیں ہونیوالے جبتک کہ حوض پر وارد نہ ہوں ٭

(۱۳۳) **عن** عامر بن ابي ليلى بن حمزة وحذيفة بن اسيد وزيد بن ارقم قالوا لما صدر رسول الله صلى الله عليه وسلم من حجة الوداع ولم يحج غيرها حتى كان بالجحفة نهى اصحابه عن سمرات بالبطحاء متقاربات لا تنزلوا تحتهن حتى اذا نزل القوم فاخذوا منازلهم سواهن ارسل اليهن فقم ما تحتهن من الشوك وعمد اليهن فصلى تحتهن ثم قام فقال ايها الناس اني قد نبأني اللطيف الخبير انه لن يعمر نبي الا نصف عمر الذي يليه من قبله واني لاظن ان ادعى فاجيب واني مسئول وانتم مسئولون هل بلغت فما انتم قائلون قالوا نقول قد بلغت وجاهدت ونصحت فجزاك الله خيرا قال الستم تشهدون ان لا اله الا الله وان محمدا عبده ورسوله وان جنته حق وان ناره حق والبعث بعد الموت حق قالوا بلى نشهد قال ايها الناس الا تسمعون الا فان الله مولاي وانا اولى بكم من انفسكم الا ومن كنت مولاه فهذا مولاه واخذ بيد علي فرفعها حتى عرفه القوم اجمعون قال اللهم وال من والاه وعاد من عاداه ثم قال ايها الناس انا فرطكم وانكم واردون علي الحوض عرضه ما بين بصرى وصنعاء فيه عدد نجوم السماء قدحان الا واني سائلكم حين تردون علي عن الثقلين فانظروا كيف تخلفوني فيهما حتى تلقوني قالوا وما الثقلان يا رسول الله قال الثقل الاكبر كتاب الله طرف بيد الله وطرف بايديكم فاستمسكوا به لا تضلوا ولا تبدلوا والثقل الاصغر عترتي فاني قد نبأني اللطيف الخبير ان لا يتفرقا حتى يلقياني وسألت الله ربي لهم ذلك فاعطاني فلا تسبقوهم فتهلكوا ولا تعلموهم فهم اعلم منكم (اخرجه ابن عقدة في الموالاة والطبراني في الكبير) عامر بن ابی لیلی بن حمزہ اور حذیفہ بن اسید اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہم ناقل ہیں کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے تشریف لائے اور اس حج کے بعد آپ نے پھر کوئی حج نہیں کیا اور جحفہ میں فروکش ہوئے۔ اپنے دوستوں کو سنگریلی زمین میں خاردار درختوں کے جھنڈ کے نیچے

اُترنے سے بند کیا۔ جب لوگ اپنی اپنی فرودگاہوں میں فروکش ہوئے اُن درختوں کو پرا بر گرایا اور اُن کے نیچے سے کانٹوں کو جھاڑو دلائے۔ اور اُن کے نیچے نماز ادا کی۔ پھر فرمایا ای لوگو مجھے مہربان خبر دینے والے خدا نے خبر دی ہے کہ کسی نبی نے عمر نہیں پائی مگر اپنے سے پہلے نبی گذرے ہوئے کی عمر سے آدھی۔ اور میں گمان کرتا ہوں کہ میں پکارا جاؤنگا۔ پس میں خدا کی دعوت کو مان لونگا۔ اور میں پوچھا جاؤنگا اور تم بھی پوچھے جاؤگے کہ آیا مینے خدا کا پیغام پہونچا دیا۔ پس تم کیا کہنے والے ہو۔ سب نے عرض کیا کہ ہم کہینگے کہ آپنے پہونچا دیا اور نہایت کوشش کی اور نصیحت بیان فرمائی۔ اللہ تعالیٰ آپکو جزا دے۔ فرمایا آیا تم نہیں گواہی دیتے ہو کہ نہیں ہے کوئی معبود سوا خدا کے اور بیشک محمدؐ اُسکا بندہ اور رسول ہے اور بتحقیق جنت اور دوزخ حق ہے اور موت کے بعد جی اُٹھنا حق ہے۔ لوگوں نے عرض کیا ہاں ہم گواہی دیتے ہیں۔ فرمایا ای لوگو تم نہیں سُنتے کہ پروردگار میرا مولا ہے اور میں تمہاری جانوں سے بہتر ہوں پس جس کا کہ مولا میں ہوں پس اُسکا یہ مولا ہے۔ حضرتؐ نے علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر یہانتک بلند کیا کہ ساری قوم نے انکو دیکھ لیا۔ پھر فرمایا ای میرے پروردگار دوست رکھ اُسے جو اسے دوست سمجھے۔ پھر فرمایا اے لوگو میں تمہارے آگے جانیوالا ہوں اور بتحقیق تم حوض پر وارد ہونیوالے ہو جس کا کہ عرض میری آنکھوں کے سامنے بصرہ سے صنعا تک ہے اور اس میں آسمان کے ستاروں کی تعداد کے موافق پیالے ہیں بیشک جبکہ تم میرے پاس آؤگے تو میں تمکو دو بھاری چیزوں سے پوچھنے والا ہوں۔ پس دیکھو کہ تم کیا میرے پیچھے اُن سے کرتے ہو۔ یہانتک کہ تم مجھ سے ملو۔ لوگوں نے عرض کیا۔ وہ دو بھاری چیزیں کیا ہیں۔ فرمایا وہ جو بڑی بھاری چیز ہے خدا کی کتاب ہے اُسکا ایک طرف خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا طرف تمہارے ہاتھوں میں ہے۔ پس تم اُس سے تمسک اختیار کرو اور گمراہ نہیں ہوگے اور سکونت بدلو اور وہ جو چھوٹی چیز بھاری ہے میری عترت ہے پس میرے مہربان خبر دینے والے خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں ایک دوسری سے ہرگز جُدا نہیں ہونگے۔ جب تک کہ مجھ سے ملیں گے اور یہ بات مینے خدا سے طلب کی ہے پس اُس نے مجھے عطا فرمائی ہے پس تم میری عترت پر سبقت مت کرو کہ تم ہلاک ہو جاؤگے اور اُنکو مت سکھاؤ۔ کیونکہ وہ تم سے زیادہ جاننے والے ہیں ۔

(۱۴) **عن** ابی الطفیل ان علیا قام فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال انشد اللہ من شہد یوم غدیر خم الا قام ولم یقم رجل یقول انبئت او بلغنی الا رجل سمعت اذناہ ووعاہ قلبہ فقام سبعۃ عشر رجلا منہم خزیمۃ بن ثابت وسہل بن سعد وعدی بن حاتم الطائی وعقبۃ بن عامر وابو ایوب الانصاری وابو لیلا وابو الہیثم وابو سعید الخدری وشریح الخزاعی وابو قدامۃ الانصاری ورجال من قریش فقال علی ہاتوا ما سمعتم فقالوا نشہد انا اقبلنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حجۃ الوداع حتی اذا کان الظہر خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فامر بشجرات فشذبن فالقا علیہن ثوبہ ثم نادی الصلوۃ فخرجنا فصلینا ثم قام فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال ایہا الناس ما انتم قائلون قالوا قد بلغت قال اللہم اشہد ثلاث مرات فقال انی اوشک ان ادعی فاجیب وانی مسئول وانتم مسئولون ثم قال الا ان دماءکم واموالکم حرام کحرمۃ یومکم ہذا وحرمۃ

شہر کم ھذا اوصیکم بالنساء واوصیکم بالجار واوصیکم بالممالیک واوصیکم بالعدل والاحسان
ثم قال ایھا الناس انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی فانھما لن یتفرقا حتی یردا
علی الحوض نبانی بذلک اللطیف الخبیر ثم اخذ بید علی فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقال
صدقتم وانا ذلک من الشاھدین (اخرجہ ابن عقدہ) ابوالطفیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ
جناب امیر علیہ السلام نے کھڑے ہو کر خطبہ بیان فرمایا اور خدا کی حمد و ثنا کے بعد کہا کہ میں اس شخص کو خدا کی
قسم دیتا ہوں جو غدیر خم کے دن موجود تھا اور وہ کھڑا ہو جائے اور وہ شخص کھڑا نہ ہو جو یہ کہے کہ
مجھے خبر لگی ہے۔ یا یہ کہے کہ یہ بات مجھ تک پہونچی ہے۔ مگر وہ شخص کہ جس نے کانوں سنا ہوا اور دل نے
یاد رکھا ہو۔ پس سترہ آدمی اٹھ کھڑے ہوئے۔ اُن میں خزیمہ بن ثابت اور سہل بن سعد اور عدی بن
حاتم طائی اور عقبہ بن عامر اور ابوایوب انصاری اور ابولیلی اور ابوالہیثم ابن التیہان اور ابوسعید خدری
اور شریح الخزاعی اور ابوقدامہ انصاری رضی اللہ تعالی عنہم اور قریش میں سے چند نفر بھی تھے۔ جناب
امیر علیہ السلام نے کہا بیان کرو تم نے کیا سنا ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع سے لوٹے۔ جب ظہر کا وقت ہوا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خیمہ سے
باہر تشریف لائے اور درختوں کے نیچے سے جھاڑنے کا حکم دیا اور ان پر اپنے کپڑے ڈالدیئے۔ پھر نماز کے لئے
لوگوں کو پکارا ہم اپنے خیموں سے باہر نکلے اور نماز ادا کی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے۔ اور
خدائے پاک کی صفت اور ثنا بیان کی اور فرمایا اے لوگو تم کیا کہنے والے ہو لوگوں نے عرض کیا آپ نے خدا کا پیغام
پہونچا دیا آپ نے تین دفعہ فرمایا اے میرے خدا گواہ رہیو پھر فرمایا میں گمان کرتا ہوں کہ میں پکارا جاؤنگا۔ اور
خدا کی دعوت کو منظور کرونگا۔ میں بھی پوچھا جانیوالا ہوں اور تم بھی پوچھے جاؤ گے۔ تمہارا خون اور تمہارا مال
حرام ہو گیا ہے۔ مثل تمہارے حج کے دن کی حرمت کی اور اس تمہارے مہینے کی حرمت کی میں تمہیں عورتوں کے
لئے اور ہمسایوں کے لئے اور غلاموں کے لئے عدل اور احسان کی وصیت کرتا ہوں پھر فرمایا اے لوگو میں تم میں دو
بھاری چیزیں چھوڑنیوالا ہوں اللہ کی کتاب اور میرے خویش اہلبیت پس یہ دونوں جبتک حوض پر وارد
نہ ہوں ہرگز ایک دوسرے سے نہیں جدا ہونگی۔ مجکو خدا مہربان خبر دینے والے نے یہ خبر دی ہے پھر علی کا ہاتھ پکڑ کر
فرمایا جس کا کہ میں مولا ہوں اسکا علی مولا ہے جناب علی علیہ السلام فرمانے لگے تم لوگوں نے سچ کہا ہے۔ اور میں
بھی اسپر گواہ ہوں ۞

(۱۵) **عن** ام سلمۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مرضہ الذی قبض فیہ وقد امتلأت الحجرۃ
من اصحابہ ایھا الناس یوشک ان اقبض قبضا سریعا فینطلق وقد قدمت الیکم القول معذرۃ
الیکم انی مخلف فیکم الثقلین کتاب ربی عزوجل وعترتی اھل بیتی ثم اخذ بید علی فقال ھذا
مع القرآن مع علی لا یفترقان حتی یردا علی الحوض فاسالھما ما خلفتم فیھما (اخرجہ ابن عقدہ)
جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مرض میں
کہ جس میں حضور انتقال فرما گئے۔ فرمایا اور اسوقت صحابہ سے حجرہ بھرا ہوا تھا کہ اے لوگو گمان کیا جاتا ہے

کہ میں بہت جلدی انتقال کرنیوالا ہوں اور میں نے عذر کیبا لحاظ بات تمہیں سُنادی ہے ہیں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑنیوالا ہوں اپنے رب بزرگ و برتر کی کتاب اور اپنے خویش اہل بیت پھر علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا یہ قرآن کیساتھ ہے اور قرآن اُسکے ساتھ ہے یہ دونو جبتک کہ حوض پر نہ پہونچیں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگے +

(۱۶) عن محمد بن عبد الرحمن بن فلاد وکان من رهط جابر بن عبد الله حیث اخذ رسول الله صلی الله علیه وسلم بید علی والفضل بن عباس فی مرض وفاته قال فخرج بعتمه علیهما حتی جلس علی المنبر وعلیه عصابة فحمد الله واثنا علیه ثم قال اما بعد ایها الناس فماذا تستنکرون من موت نبیکم الم ینع الیکم نفسه وتبع الیه انفسکم ام هل خلد احد من بعث قبلی لبعثوا الیه فاخلد یکم فانی لاحق بربی وقد ترکت فیکم ما ان تمسکتم به لن تضلوا فیعکم کتاب الله بین ایدیکم تقرؤنه صباحا ومساء فیه ما تلقون وما تدعون الا تنافسوا ولا تحاسدوا ولا تباغضوا وکونوا اخوانا کما امرکم الله الا ثم اوصیکم بعترتی اهل بیتی (اخرجه السید ابو الحسین یحیی بن الحسن فی کتابه اخبار المدینه) روایت ہے محمد بن عبد الرحمن بن فلاد کہ وہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے گروہ میں سے تھے جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی اور فضل بن عباس رضی کا ہاتھ پکڑکر مرض وفات میں حجرہ مبارک سے باہر تشریف لائے اور ان دونوں پر تکیہ کئے ہوئے تھے یہانتک کہ منبر پر رونق افروز ہوئے اور حضور کے سر اقدس پر اسوقت دستار مبارک بندھی تھی بس خدا کی صفت وثنا کی بعد فرمایا ای لوگو تم اپنے نبی کے مرنے سے کیوں برا مانتے ہو آیا تمہاری جانوں جیسی اسکی جان نہیں ہے اور تمہاری جانیں اسکی جیسی نہیں۔ آیا جو مجھ سے پہلے آیا ہے۔ اور جو لوگ کہ رسالت کیساتھ مبعوث ہوئے ہیں انہیں کوئی ہمیشہ رہا ہے کہ میں تم میں ہمیشہ رہوں بس میں اپنے رب کے ساتھ ملنے والا ہوں میں تم میں وہ چیز چھوڑتا ہوں کہ اگر تم نے اسکے ساتھ تمسک کیا تو تم میرے بعد گمراہ نہیں ہوگے وہ خدا کی کتاب ہے کہ تم اُسے صبح وشام پڑھتے ہو۔ اس میں وہ امور ہیں جو تمہیں پیش آئینگے۔ اور جنکا کہ تمکو عذر دیا گیا ہے پس آپس میں مت جھگڑو اور نہ حسد کرو اور نہ دشمنی کرو جیسے کہ خدا نے تمکو حکم کیا ہے آپس میں بھائی بنجاؤ پھر میں تمکو اپنے خویش اہلبیت کی نسبت وصیت کرتا ہوں +

(۱۷) عن ابی عمر قال اخر ما تکلم به رسول الله صلی الله علیه وسلم قال اخلفونی فی اهل بیتی (اخرجه) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری کلام یہ تھا کہ تم میرے اہل بیت کیساتھ میرے بعد حسن سلوک سے پیش آؤ +

احادیث متفرق اہل بیت کے فضایل میں

عن علی ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لما نزلت هذه الآية الا بذكر الله تطمئن القلوب قال ذالك من احب الله ورسوله واهل بیتی صادقا غیر کاذب (اخرجه ابو بکر بن مردویه) جناب امیر علیہ السلام روایت فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جسکا ترجمہ یہ ہے کہ خدا کی ذکر سے دل مطمئن ہوتے ہیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے وہ شخص مراد ہی جو خدا تعالی اور اسکے رسول اور میرے اہل بیت سے سچی محبت رکھنے والا ہو بغیر جھوٹ کے ۞

(۲) عن علی قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مغضبا حتی استوی علی المنبر فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال ما بال رجال یوذوننی فی اہل بیتی والذی نفسی بیدہ لا یومن عبد حتی یحبنی ولا یحبنی حتی یحب ذریتی (اخرجہ ابن حبان) جناب امیر علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت غضب میں دولت خانہ سے باہر تشریف لائے اور منبر پر چڑھکر خدا پاک کی صفت وثنا بیان فرما کر کہا کیا حال ہے ان لوگوں کا کہ میرے اہلبیت کی نسبت مجھکو ایذا دیتے ہیں اس ذات پاک کی قسم ہے کہ جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ کوئی بندہ تب تک ایمان نہیں لائیگا جبتک مجھ سے محبت نہیں کریگا۔ اور مجھ سے محبت نہیں کریگا جبتک کہ میری ذریت سے محبت نہیں کریگا ۞

(۳) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیرکم خیرکم لاہلی من بعدی (اخرجہ الحاکم وابو یعلی والدیلمی) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمہارا نیک وہ ہی جو میرے اہل کیساتھ میرے بعد نیک ہو ۞

(۴) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احبوا اللہ بما یغذوکم من نعمۃ فاحبونی لحب اللہ واحبوا اہل بیتی بحبی (اخرجہ الترمذی والحاکم) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا سے محبت کرو اس چیز کی وجہ سے کہ تمکو اپنی نعمتوں سے کھلاتا ہے اور مجھے خدا کے لئے محبت کرو اور میرے اہل بیت سے میرے لئے محبت کرو ۞

(۵) عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یحبنا اہل البیت الا مومن تقی ولا یبغضنا الا منافق شقی (اخرجہ الملا فی سیرتہ) جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ ہم اہل بیت کو نہیں دوست رکھیگا مگر مومن متقی اور نہیں دشمن رکھیگا مگر منافق بدبخت

(۶) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ابغض اہل البیت فہو منافق (اخرجہ احمد فی المناقب) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو اہل بیت سے بغض رکھیگا وہ منافق ہے ۞

(۷) عن ابی بکر الصدیق ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من حفظنی فی اہل بیتی فقد اتخذ عند اللہ عہدا (اخرجہ ابو سعید والملا فی سیرتہ) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بہ تحقیق جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص میرے بیت کی حفاظت کریگا میں نے اسکے لئے خدا تعالی سے عہد لیا ہے ۞

(۸) عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استوصوا باہل بیتی فانی اخاصمکم عنہم غدا ومن اکن خصمہ خصمہ اللہ ومن خصمہ اللہ دخل النار (اخرجہ ابو سعد

والملام) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نیکی کرو میرے اہل بیت کیساتھ ہیں بیشک انکے اتھے کل تم سے جھگڑونگا اور جس سے کہ میں جھگڑنے والا ہونگا اس سے اللہ تعالیٰ جھگڑیگا اور جس سے اللہ تعالیٰ جھگڑیگا وہ آگ میں گھسیگا ۔

(۹) **عن** علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اذی فی اھلی فقد اذی اللہ (اخرجہ الدیلمی) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس نے میرے اہل کو ایذا دی اسنے خدا کو ایذا دی ۔

(۱۰) **عن** عبد المطلب بن ربیعۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یدخل قلب امرأ ایمان الا بحب قرابتی (اخرجہ احمد والترمذی) عبد المطلب بن ربیعہ سے روایت ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی مرد کے دل میں ایمان داخل نہیں ہوتا مگر میرے قرابتیوں کی محبت سے ۔

(۱۱) **عن** جابر قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسمعتہ یقول ایھا الناس من ابغضنا اھل البیت حشرہ اللہ یوم القیامۃ یھودیا اخرجہ الطبرانی والسیوطی فی احیاء المیت) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو خطبہ میں فرمایا اے لوگو جس نے ناراض کیا میری اہلبیت کو اللہ تعالیٰ اسکو دن قیامت کے یہودیوں میں اٹھائیگا ۔

(۱۲) **عن** الحسن بن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکل شیٔ اساس واساس الاسلام حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحب اھل بیتہ (اخرجہ البخاری فی تاریخہ والسیوطی فی احیاء) امام حسن علیہ السلام سے مروی ہے کہا فرمایا حضور پر نور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک چیز کے لئے ایک بنیاد ہوتی ہے اور بنیاد اسلام کی محبت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور انکی اہلبیت کی ۔

(۱۳) **عن** ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی قولہ ولسوف یعطیک ربک فترضی قال رضی محمد ان لا یدخل اھل بیتہ فی النار ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیچ تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے کہ اور قریب ہے کہ دیگا تجھے رب تیرا پس راضی ہوجائیگا۔ تو کہا راوی نے پس راضی ہوگئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ ان کے اہلبیت دوزخ میں نہ داخل ہونگے ۔

(۱۴) **عن** علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعتی لامتی ومن احب اھل بیتی (اخرجہ الطبرانی والسیوطی فی احیاء المیت) جناب علی علیہ السلام سے روایت ہے کہا فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری شفاعت میری امت کیلئے ہے اور اس شخص کے لئے جو میرے اہلبیت کو دوست رکھے ۔

عترت کی تحقیق

لیث کا قول ہے عترۃ الرجل سے اسکے مددگار مراد ہیں جیسے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے نحن عترۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انصار و مددگار ہیں ۔

ابن سکیت کے نزدیک عترت اور رہط کے ایک معنی ہیں اور رہط قوم اور قبیلہ کو کہا جاتا ہے ۔ اور

اسکا اطلاق عربی زبان میں صرف مردوں پر ہوتا ہے۔ محمد بن طلحہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ مطالب السئول میں لکھتے ہیں کہ بعض کے نزدیک عترۃ مرادف عشیرۃ اور بعض کے نزدیک مرادف ذریت ہے باپ دادا کی اولاد کو عشیرۃ اور نسل کو ذریت کہتے ہیں ✦

کلبی کہتے ہیں کہ عترۃ سے قریبی اہل بیت اور کبھی دور کے رشتہ دار بھی مراد ہو سکتے ہیں ✦

(الغریبین لابی عبیدہ) ثعلب بن اعرابی سے روایت کرتا ہے کہ عترت سے صرف ذریت مراد ہے۔ یعنی وہ اولاد جو اسکی صلب سے پیدا ہوا اور وہ نسل جو اُسکے پیچھے رہی۔ عرب اسکے سوا اور کسی کو عترت نہیں کہتے ہیں (ازہری اسی قول کی تائید کرتا ہے) مصباح المنیر ✦

پس اسی لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذُریت یعنی اولاد جناب امیر علیہ السلام کی جو جناب سیدہ کے بطن مبارک سے پیدا ہوئی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عترت کہلاتی ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ شرح مہذب میں لکھتے ہیں (عترۃ الذین ینسبون الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھم اولاد فاطمۃ) یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عترت وہ لوگ ہیں جنکی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کیجاتی ہے اور وہ جناب سیدہ کی اولاد ہیں۔ بعض اہل بیت علیہم السلام کے دشمنوں نے اعتراض کیا ہے کہ اولاد بنت ذریت میں داخل نہیں باوجودیکہ بیٹی کی اولاد کا ذریت میں داخل ہونا قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے۔ جس کی بحث ہم پیشتر لکھ چکے ہیں۔ یہ لفظ بھی اہل عبا کے سوا دوسرونکی شان میں وارد نہیں ہوا ✦

احادیث فضائل عترت

عن علی قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللھم انھم عترۃ رسولک فھب مسیئھم لمحسنھم وھبھم لی قال ففعل (اخرجہ الملا فی سیرتہ) جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ اے میرے پروردگار یہ لوگ تیرے رسول کی عترت ہیں اُنکے بُروں کو اُنکے نیکوں کے بدلے بخش اور ان سب کو میرے لئے بخشدے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ایسا ہی کیا ہے ✦

(۲) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اربعۃ انا لھم شفاعتی یوم القیامۃ المکرم لذریتی والقاضی لھم حوائجھم والساعی فی امورھم عند اضطرارھم الیہ والمحب لھم بقلبہ ولسانہ (اخرجہ الامام علی ابن موسیٰ الرضا علیہ التحیۃ والثنا فی مسند اھل بیت) جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ چار آدمیوں کو قیامت کے روز میری شفاعت پہونچیگی ایک وہ شخص جو کہ میری ذریت کی تکریم کرنیوالا ہے۔ دوسرا وہ شخص جو انکی حاجتوں کو پورا کرتا ہے۔ تیسرے وہ جو اُن کے اموروں میں جنمیں وہ مضطر ہیں کوشش کرتا ہے۔ چوتھے وہ جو کہ دل اور زبان سے اُن کا دوست ہے ✦

(۳) عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ الحقنا بھم ذریتھم قال اللہ ان یرفع ذریۃ المؤمن معہ

فی درجة فی الجنة وان کانوا دونه فی العمل ثم قرأ والذین امنوا واتبعتهم ذریتهم بایمان الحقنا بهم
ذریتهم الخ وقال فان کان هذا فی ذریة مطلق المؤمن فما ذالک بذریته صلی اللہ علیه وسلم
(نقله السمهودی فی جواهر العقدین) ابن عباس سے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں جس کا کہ ترجمہ یہ ہے
ذکر ملا دیا ہے یعنے ان سے انکی ذرّیت کو) روایت ہے بہ تحقیق اللہ تعالیٰ بلند کریگا مومن کی ذریت
کا درجہ اسکے ساتھ جنت میں اگرچہ اس مومن سے عمل میں وہ کمتر ہونگے۔ پھر ابن عباس نے اس آیت
کو پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے (اور وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں اور یعنے انکی ذریت کو انکا پیرو کیا ہے ایمان کے
ساتھ ملا دیا ہے یعنے اُن کے ساتھ انکی ذرّیت کو) اور یہ کہا کہ جب کہ مطلق مومن کی ذریت کا حال یہ ہے
تو پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذرّیت کا کیا مرتبہ ہوگا ؎

(۴) عن علی قال له رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یا علی ان اللہ قد غفر لک و لذرّیتک و لولدک
ولاهلک ولشیعتک ولمحبی شیعتک فابشر فانک انزع البطین (اخرجه الدیلمی) جناب امیر
علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے یعنے علی سے فرمایا کہ یا علی تحقیق
خدا نے تجھے اور تیری ذریت کو اور تیری اولاد کو اور تیرے اہل کو اور تیرے شیعوں کو اور تیرے شیعوں
کے محبّوں کو بخشدیا ہے پس تو خوش ہو تو انزع اور بطین ہے ؎

(۵) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اذا کان یوم القیمة کنت انا وانت وولدک
علی خیل بلق متوجه متیجان بالدر والیاقوت فیامر اللہ بکم الی الجنة والناس ینظرون (اخرجه
الامام علی بن موسی الرضا علیه التحیة والثنا فی مسنده) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو میں اور تو اور تیری
اولاد ابلق گھوڑوں پر سوار ہونگے اور اُنکے سروں پر دُر اور یاقوت کے جڑاؤ تاج رکھے ہوئے ہونگے پس
تمکو اللہ تعالیٰ جنت کی طرف جانیکا حکم دیگا اور لوگ دیکھتے ہونگے ؎

(۶) عن عاصم بن النجود عن ذر بن حبیش عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه
وسلم ان فاطمة احصنت فرجها فحرمها اللہ وذریتها علی النار (اخرجه البزار فی مسنده والطبرانی فی
الکبیر وابو نعیم فی الحلیة) قاری عاصم بن النجود ذر بن حبیش سے اور وہ ابن مسعود سے روایت کرتے
ہیں کہ مخبر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ فاطمہؑ نے اپنی شرمگاہ کو محفوظ رکھا ہے۔ پس خدا نے اُسکی ذریت پر
آگ کو حرام کردیا ہے ؎

(۷) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یا فاطمة تدرین لما سمیت فاطمة قال علی لم سمیت
فاطمة یا رسول اللہ قال ان اللہ قد فطمها وذریتها من النار (اخرجه الحافظ ابو القاسم الدمشقی
ونقله المحب الطبری فی الریاض عن مسند علی بن موسی الرضا علیه التحیة والثنا) جناب امیر علیہ السلام
کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ سے فرمایا کہ تم جانتی ہو کہ تمہارا فاطمہؑ کیوں نام ہوا ہے علیؑ نے
کہ اسوقت حاضر تھے عرض کیا یا رسول اللہ حضور نے کیوں فاطمہؑ نام رکھا ہے حضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ

نے اسکو اور اسکی ذریت کو آگ سے چھوڑا دیا ہے ✦

(۸) عن عبد الرحمن بن عوف قال لما فتح رسول الله صلی الله علیه وسلم مکة انصرف الی الطائف فحاصرها سبع عشرة او تسع عشرة یوما ثم قام خطیبا فحمد الله واثنی علیه ثم قال اوصیکم بعترتی خیرا فان موعدکم الحوض - والذی نفسی بیده لتقیمن الصلوٰة وانوتن الزکوٰة او لابعثن علیکم رجلا منی او کنفسی یضرب اعناقکم ثم اخذ بید علی فقال هو هذا (اخرجه ابن ابی شیبة وابو یعلی ثم الحاکم) عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کو فتح کیا تو طائف کی طرف لوٹے اور اس کا سترہ دن یا انیس دن محاصرہ کیا پھر خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے اور خدا کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ میں تمہیں اپنی عترت کیساتھ نیکی کرنیکی وصیت کرتا ہوں - پس بیشک حوض کوثر تمہاری وعدے کی جگہ ہے - مجھے اسی کی قسم ہے کہ جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ ضرور تم نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو ورنہ تمہاری طرف ایسے ایک آدمی کو بھیجونگا کہ وہ میرے جیسا ہے وہ تمہاری گردن ماریگا پھر جناب علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا وہ یہ ہے ✦

(۹) عن ابن عمر قال اخر ما یتکلم به رسول الله صلی الله علیه وسلم اخلفونی فی عترتی اهل بیتی (اخرجه الطبرانی فی الاوسط والسیوطی فی احیاء المیت) ابن عمر سے روایت ہے کہ سب سے آخری کلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ہے کہ میرے بعد میری عترت اہلبیت سے نیکی کرو ✦

(۱۰) عن مغفل بن یسار قال سمعت ابابکر رضی الله عنه یقول علی بن ابیطالب عترة رسول الله صلی الله علیه وسلم ای الذی حث علی التمسک بهم (اخرجه الدارقطنی) مغفل بن یسار کہتے ہیں کہ میں نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ جناب علی بن ابیطالب ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عترت ہیں یعنی کہ تمسک پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو برانگیختہ فرمایا تھا ✦

(۱۱) عن ابی لیلی قال قال النبی صلی الله علیه وسلم لا یؤمن عبد حتی اکون احب الیه من نفسه و یکون عترتی احب الیه من عترته ویکون اهلی احب الیه من اهله ویکون ذاتی احب الیه من ذاته (اخرجه الدیلمی) ابو یعلی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ایمان لاتا کوئی بندہ کہ جبتک مجھے اپنی جان سے زیادہ محبت نہ کرے اور میری عترت کو اپنی عترت سے سوا پیار نہ کرے - اور میرے اہل کو اپنے اہل سے زیادہ محبوب نہ رکھے - اور میری ذات کو اپنی ذات سے زیادہ نہ چاہے ✦

(۱۲) عن ابی سعید قال النبی صلی الله علیه وسلم اشتد غضب الله عز وجل علی من اذانی فی عترتی (اخرجه الدیلمی) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کا غضب بھڑکتا ہی اس شخص پر جو کہ مجھے میری ذریت کے بارے میں ایذا دیتا ہے ✦

(۱۳) ومن خطب الحسن فی ایامه فی بعض مقاماته انه قال نحن حزب الله المفلحون وعترة رسول الله الاقربون واهل بیته الطاهرون الطیبون واحد الثقلین الذین خلفهما رسول الله

صلی اللہ علیہ وسلم و الثانی کتاب اللہ (مروج الذہب المسعودی) جناب حسن علیہ السلام کو ثابت ہے کہ آپ نے بعض ایام بعض مقامات پر فرمائے ہیں نقل ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ہم ہی ہیں خدا کا گروہ رستگار ہونیوالا ہے اور ہم ہی ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب کے رشتہ دار اور اسکے پاک اور طیب اہل بیت اور ان دونوں میں سے ایک کہ جنکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے چھوڑا ہے۔ اور خدا کی کتاب ہے دوسرے ؞

ذی القربےٰ کی تحقیق

ذی القربےٰ سے بھی یہی ذوات مقدسہ مراد ہیں چنانچہ امام ابوالحسن علی بن احمد الواحدی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں (۱) **عن** ابن عباس قال نزلت ھذہ الآیۃ قل لا اسئلکم علیہ اجرًا الا المودۃ فی القربیٰ قولوا من قرابتک ھؤلاء الذین وجبت علینا مودتھم قال علی وفاطمۃ وابناھما (اخرجہ احمد وابن ابی حاتم والطبرانی والحاکم والدیلمی والثعلبی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ کہدے یا رسول اللہ نہیں مانگتا میں تم سے اسکی اُجرت مگر قریبیوں کی مودت۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں جنکی مودت کو خدا نے ہمپر واجب کیا ہے۔ آپ نے فرمایا وہ فاطمہؑ اور علیؑ اور اُن کے دونوں بیٹے ہیں ؞

(۲) **عن** زاذان عن علی قال فینا اھل البیت فی حٰم اٰیت لا یحفظ مودتنا الا کل مؤمن ثم قرأ قل لا اسئلکم علیہ اجرًا الا المودۃ فی القربیٰ (اخرجہ ابوالشیخ) مروی ہے زاذان سے کہ جناب امیر علیہ السلام فرماتے تھے کہ سورہ حٰم میں اہل بیت کی شان کی نسبت ایک آیت ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ ہم اہل بیت کی مودت کو محفوظ نہیں رکھیگا مگر ہر ایک مومن پھر آپ نے اس آیت کو پڑھا کہ کہدے یا رسول اللہ نہیں مانگتا میں تم سے اسکی اُجرت مگر قریبیوں کی مودت ؞

تنبیہ

چونکہ اس فصل میں جناب امیر علیہ السلام کی اولاد صالح کا بیان ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آئمہ علیہم السلام کے مختصر حالات سے اس کتاب کو زینت دیجائے ؞

منحصر ہونا امامت کا دوازدہ امام علیہم السلام میں

(۱) **عن** جابر بن سمرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال ھذا الامر عزیزا ینصرون علی ناواھم اثنا عشر خلیفۃ کلھم من قریش (اخرجہ الشیخان ولہ طرق والفاظ ومنھا لا یزال ھذا الامر صالحا ومنھا لا یزال ھذا الامر ماضیا ورواھما احمد) ومنھا لا یزال امر الناس ماضیا ما ولیھم اثنا عشر رجلا (اخرجہ المسلم) ومنھا عندہ ان ھذا الامر لا ینقضی حتی یمضی لہ فیھم اثنا عشر خلیفۃ

ومنہا عنہ لا یزال الاسلام عزیزا منیعا الی اثنا عشر خلیفۃ ۔ ومنہا عند البزار لا یزال امر امتی قائما حتی یمضی اثنا عشر خلیفۃ) جابر بن سمرہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہمیشہ یہ امر عزت والا رہیگا جبتک کہ مذکر لینگے بارہ خلیفے جو سب قریش سے ہونگے شیخین یعنے بخاری اور مسلم نے تو اسی طرح پر اس حدیث کو روایت کیا ہے ۔ لیکن اسکے طریقے اور الفاظ بہت سے ہیں ۔ ان میں سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپنے یہ فرمایا ہمیشہ یہ امر اچھا رہیگا ۔ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ ہمیشہ یہ امر جاری رہیگا (ان دونوں کو امام احمد نے روایت کیا) اور ایک روایت مسلم نے کی ہے کہ ہمیشہ لوگوں کا کام جاری رہیگا جبکہ تولیت اسکی بارہ خلیفے کرینگے ۔ اور ایک روایت مسلم کی اور ہے کہ یہ امر نہیں گذریگا جبتک کہ جاری کرینگے اسکو بارہ خلیفے ۔ اور ایک روایت مسلم کی اور ہے کہ ہمیشہ اسلام عزیز اور بلند رہیگا جبتک کہ بارہ خلیفے گذر جائینگے اور بزار نے اس طرح پر روایت کیا ہے کہ ہمیشہ میری امت کا کام قائم رہیگا جب تک کہ بارہ خلیفے گذر جائینگے ؛

(۲) **عن** مسروق قال کنا مع عبد اللہ بن مسعود جالسا فی المسجد فاتاہ رجل فقال یا ابن مسعود ھل حدثکم نبیکم کم یکون بعدی خلیفۃ قال نعم کعدۃ نقباء بنی اسرائیل (اخرجہ احمد فی المسند والبزار والطبرانی فی الکبیر فی مسند عبد اللہ بن مسعود) مسروق کہتے ہیں کہ ہم عبد اللہ بن مسعود کے پاس مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی اسکے پاس آیا پس کہنے لگا ای ابن مسعود آیا آپ لوگوں کو آپکے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ میرے بعد کتنے خلیفے ہونگے کہنے لگے ہاں مثل بنی اسرائیل کے نقیبوں کی تعداد کے ؛

(۳) **عن** ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا میزان العلم وعلی کفتاہ والحسن والحسین خیوطہ وفاطمۃ علاقتہ والائمۃ من امتی عمودہ یوزن فیہ اعمال المحبین لنا والمبغضین لنا (اخرجہ الدیلمی) ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں علم کا ترازو ہوں حسن وحسین اس ترازو کے ڈورے ہیں علی اسکی زبان ہے فاطمہ اسکا علاقہ ہیں اور میری امت کے امام اس کے عمود ہیں اور اس میں ہمارے محبین اور مبغضین کے اعمال وزن کئے جاتے ہیں ؛

(۴) **عن** سلمان قال دخلت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاذا الحسین علی فخذیہ وھو یقبل عینیہ ویقبل فاہ ویقول انت سید وانت امام ابن امام وانت حجۃ ابن حجۃ ابو حجج تسعۃ تاسعھم قائمھم (اخرجہ فی المودات السید علی الہمدانی الشافعی واخطب خوارزم فی المناقب) سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور پر نور میں گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ جناب حسین علیہ السلام آپکی ران پر بیٹھے ہیں اور حضور انکی آنکھوں اور منھ کو چوم رہے ہیں اور فرماتے ہیں تو سید ہے اور سید کا بیٹا ہے اور تو امام کا بیٹا امام ہے اور حجت کا بیٹا حجت ہے اور تو نو حجتوں کا باپ ہے نواں انکا قائم آل محمد ہے ؛

ولد الحسین معصومون (المودات) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں علی اور حسن اور حسین اور نو شخص اولاد حسین میں سے معصوم ہیں ؛

مناقب امام زین العابدین علیہ السلام

وھو علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب علیہ السلام المعروف بزین العابدین و یقال لہ علی الاصغر ولیس للحسین عقب الا من زین العابدین وھو ابو الائمۃ وسادات التابعین امہ سلافہ بنت یزدجرد آخر ملوک فارس وکان یقال لزین العابدین ابن الخیرتین لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ من عبادہ خیرتان فخیرتہ من العرب قریش ومن العجم فارس (ابن خلکان) آپکا نام نامی علی بن الحسین بن علی بن ابیطالب ہے آپ مشہور ہیں زین العابدین کے لقب سے۔ اور آپکو علی اصغر بھی کہا جاتا ہے سوا امام زین العابدین کے حضرت حسین علیہ السلام کی نرینہ اولاد باقی نہیں رہی آپ ابو الائمہ اور سید التابعین ہیں حضرت کی والدہ ماجدہ کا نام سلافہ بنت یزدجرد ہے یزدجرد پر شاہان فارس کا سلسلہ ختم ہوتا ہے آپکو ابن الخیرتین کہا جاتا ہے۔ کیونکہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا کے بندوں میں سے دو گروہ بہتر ہیں پس عرب سے قریش کو اور عجم سے فارس کو منتخب کیا ہے۔

(۲) ولد یوم الخمیس فی المدینۃ خامس شعبان سنۃ ثمان وثلاثین فی ایام جدہ علی بن ابیطالب قبل وفاتہ بسنتین۔ وکنیتہ ابو محمد وابن الحسین ویلقب بزین العابدین وسجاد۔ وذو الثفنات والزکی والامین وامہ ام ولد اسمھا غزالہ وقیل ام سلمہ وقیل شاہ زنان تذکرہ خواص الامۃ سبط الجوزی آپکی ولادت مدینہ طیبہ میں پانچویں شعبان ۳۸ ہجری کو آپکے جدامجد جناب علی علیہ السلام کے عہد خلافت میں انکی وفات سے دو برس پہلے ہوئی۔ آپکی کنیت ابو محمد اور ابن الحسین ہے اور لقب زین العابدین اور سجاد۔ اور ذو الثفنات اور زکی اور امین ہے جناب کی والدہ ماجدہ ام ولد تھیں جنکا نام مبارک غزالہ تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ ام سلمہ تھا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ شاہ زنان تھا۔

ذہبی نے طبقات الحفاظ میں آپکی کنیت ابو الحسین اور ابو محمد اور ابو عبداللہ بھی لکھی ہے۔

اور آپ کا سجاد لقب ہونیکی وجہ تسمیہ کو جناب محمد باقر علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے ان ابی علی ابن الحسین۔ ما ذکر اللہ عزوجل نعمۃ علیہ الا سجد ولا قرء آیۃ من کتاب اللہ عزوجل فیھا سجود الا سجد ولا فرغ صلوٰۃ مفروضۃ الا سجد ولا وفق لاصلاح بین اثنین الا سجد وکان اثر السجود فی جمیع مواضع سجودہ فسمی السجاد وبذلک یعنی میرے والد علی بن الحسین علیہ السلام جب کبھی خدا کی نعمت کا ذکر کیا کرتے تو سجدہ کرتے اور جب کبھی کلام اللہ کی آیت پڑھتے۔ کہ جس میں سجدہ آجاتا تو آپ سجدہ فرماتے۔ اور جب فرضوں سے فارغ ہوتے تو سجدہ کرتے اور جب دو شخصوں کی صلح کراتے تو سجدہ کرتے۔ آپکی تمام مواضع سجود میں سجدے کے نشان پائے جاتے تھے اسلئے آپکو سجاد کہا جاتا تھا۔ اسی وجہ سے آپ کو ذو الثفنات بھی کہا جاتا تھا۔

اور آپ کا لقب زین العابدین ہونے کی یہ وجہ ہے کہ آپ ایک رات نماز میں مصروف تھے

کہ شیطان نے اژدہا کی صورت بنا رکھا تھا کہ آپکو عبادت الٰہی سے باز رکھے حضرت نے مطلق آپکی طرف التفات نہ کی یہاں تک کہ اسنے حضرت کے پائے مبارک کی انگلی کو کاٹا لیکن آپ نے نماز ترک نہ کی جب نماز سے فارغ ہوئے تو غیب سے آواز آئی انت زین العابدین (شواھد النبوۃ جامی) اور امام مالک کہتے ہیں سمی زین العابدین لکثرۃ عبادتہ یعنی جناب کا نام زین العابدین آپ کی کثرت عبادت کی وجہ سے ہوا ہے ؛

انکی ولادت کی نسبت اختلاف ہے بعض کے نزدیک ۳۳ھ ہجری میں اور بعض کے نزدیک ۳۷ھ میں اور بعض کے نزدیک ۳۶ھ ہجری میں اور بعض کے نزدیک ۳۸ھ ہجری میں ہوئی ؛

قال ابن سعد فی الطبقات وکان علی بن الحسین من الطبقۃ الثانیۃ من التابعین وکان ثقۃ مامونا کثیر الحدیث عالیا رفیعا ورعا عابدا یعنی ابن سعد طبقات میں کہتے ہیں کہ جناب علی بن حسین تابعین کے دوسرے طبقہ میں سے تھے اور نہایت ثقہ امانت دار بہت سی حدیثوں والے بلند مرتبہ والے خدا سے ڈرنے والے عابد اور خائف تھے ؛

وکان ابن عباس اذا راٰہ قال مرحبا بالحبیب ابن الحبیب (تذکرۃ خواص الائمہ) اور ابن عباس جب انہیں دیکھتے تو کہتے شاباش اے محبوب محبوب کے بیٹے ؛

عن صالح بن حسان قال قال رجل لسعید بن المسیب ما رایت احدا اورع من فلان قال فھل رایت علی بن الحسین قال لا قال ما رایت احدا اورع منہ (حلیۃ الابرار للحافظ ابی نعیم) صالح بن حسان کہتا ہے کہ ایک آدمی نے سعید بن مسیب خیر التابعین سے کہا کہ میں نے فلانے شخص سے کسی کو زیادہ متورع نہیں دیکھا سعید نے جواب دیا کہ تو نے علی بن حسین کو بھی دیکھا ہے اسنے کہا نہیں سعید نے کہا میں نے ان سے زیادہ کوئی متورع نہیں دیکھا ؛

قال الذھبی والعینیہ ما رایناقرشیا افضل منہ ذہبی اور عینیہ کہتے ہیں کہ ہمنے کوئی قریشی ان سے افضل نہیں دیکھا ؛

عن زھری قال ما رایت احدا افضل ولا افقہ من علی بن الحسین وکذا قال ابو حازم (حلیۃ الابرار وطبقات الحفاظ) ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے علی بن حسین سے زیادہ افضل اور فقیہہ کوئی نہیں دیکھا۔ اور ابو حازم نے بھی ایسا ہی کہا ہے ؛

قال ابن ابی شیبۃ اصح الاسانید کلھا الزھری عن علی بن الحسین عن ابیہ عن علی (طبقات الحفاظ للذھبی) ابن ابی شیبہ کہتے ہیں کہ تمام صحیح ترین وہ اسانید ہیں جو زہری جناب علی بن حسین سے اور وہ اپنے والد ماجد سے اور وہ جناب امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں ؛

قال مالک کان من اھل الفضل (طبقات الحفاظ) امام مالک کہتے ہیں کہ جناب امام زین العابدین اہل فضل میں سے تھے ؛

وقد قالوا کان اھل المدینۃ یقولون ما فقدنا الصدقۃ السر حتی مات علی بن الحسین (حلیۃ الابرار)

اور ایک روایت یوں ہے کہ اہل مدینہ کہا کرتے تھے جب تک کہ جناب علی بن حسین زندہ رہے ہم سے پوشیدہ خیرات گم نہیں ہوئی ۔

قال ابن عائشۃ سمعت اھل المدینۃ یقولون ما فقدنا الصدقۃ السر الا بعد موت علی بن الحسین قال ابن اسحاق کان ناس من اھل المدینۃ یعیشون لا یدرکون من این معایشھم وما کلھم فلما مات علی بن الحسین فقدوا ما کانوا یؤتون بہ لیلا الی منازلھم قال سفیان وکان یحمل جراب الخبز علی ظھرہ فی اللیل یتصدق بہ فلما غسلوہ جعلوا ینظرون الی سواد فی ظھرہ فقیل ما ھذا فقالوا کان یحمل جراب الدقیق لیلا علی ظھرہ یعطیہ فقراء اھل المدینۃ (صواعق محرقہ) ابن عائشہ کہتا ہے کہ میں نے اہل مدینہ کو کہتے ہوئے سنا کہ ہماری مخفی خیرات علی بن حسین کے مرنے سے جاتی رہی ۔ ابن اسحاق کہتا ہے اہل مدینہ کے بعض آدمی اپنا اپنا کھانا پاتے تھے ۔ لیکن ان کو معلوم نہیں ہوتا تھا کہ وہ کہاں سے پاتے ہیں اور کون ان کو پہونچاتا ہے ۔ جب علی ابن حسین فوت ہوگئے تو رات کو ان کا کھانا ان کے مکانوں پر نہ آیا ۔ سفیان کہتے ہیں کہ رات کو آپ روٹیوں کا تھیلا اپنی پیٹھ پر رکھکر خیرات بانٹتے تھے ۔ جب آپکو غسل دینے لگے تو ایک سیاہ داغ آپکی پشت مبارک پر نظر آیا ۔ پوچھا گیا یہ کیا ہے ۔ لوگوں نے بیان کیا کہ آپ رات کو آٹے کا تھیلا اٹھا کر فقراء اہل مدینہ کو دینے پھرتے تھے ۔

قال ابو عثمان عمرو بن بحر الجاحظ واما علی بن الحسین علی اختلاف المذاھب مجمعون علیہ لا یمتری احد فی تدبیرہ ولا یشک احد فی تقدیمہ وکان اھل الحجاز یقولون لم تر ثلثۃ فی الدھر یرجعون الی اب قریب کلھم یسمی علیا وکلھم یصلح للخلافۃ لتکامل خصال الخیر فیھم یعنون علی بن الحسین ابن علی بن ابی طالب وعلی بن عبد اللہ بن جعفر وعلی بن عبد اللہ بن عباس (صواعق) ابو عثمان عمرو بن بحر الجاحظ لکھتے ہیں ۔ باوجود اختلاف مذاہب جناب علی بن الحسین کی نسبت تمام لوگ متفق ہیں اور کوئی شخص آپکی بزرگی کے بارے میں شک نہیں رکھتا ۔ اہل حجاز کہا کرتے تھے کہ ہم نے دنیا میں کوئی تین آدمیوں جیسا نہیں دیکھا کہ بالکل اپنے دادا کے ساتھ مشابہت رکھتے تھے ۔ اور ان تینوں کا نام علی تھا ۔ اور ہر ایک ان تینوں میں سے بباعث کامل ہونے خصائل خیر کے خلافت کی صلاحیت رکھتا تھا ۔ وہ یہ ہیں یعنی علی بن حسین بن علی اور علی بن عبد اللہ بن جعفر اور علی بن عبد اللہ بن عباس

کان زین العابدین عظیم التجاوز والعفو والصفح حتی انہ سبہ رجل فتغافل عنہ فقال لہ ایاک اعنی فقال عنک اعرض واشار الی قولہ تعالی خذ العفو وامر بالمعروف واعرض عن الجاھلین (صواعق محرقہ) جناب امام زین العابدین بڑے تجاوز کرنیوالے

اور عفو کرنیوالے اور گناہوں سے درگذر کرنیوالے تھے - یہانتک کہ ایک شخص نے آپکو برا کہا آپنے اُسے تغافل فرمایا - اُسنے کہا آپ ہی سے بے پروا ہوں - آپنے فرمایا میں تجھ سے اعراض کرتا ہوں - اور آپنے اس آیت کی طرف اشارہ فرمایا جس کا ترجمہ یہ ہے - عفو کو اختیار کرو اور اچھے کام کا حکم دے اور جاہلوں سے منھ پھیر لے ؛

عن حفص القرشی قال کان علی بن الحسین اذا توضأ اصفر لونه فقیل له ما هذا الذی یعتادک عند الوضوء فقال اتدرون بین یدی من ارید ان اقوم وحکی انه یصلی فی الیوم واللیلة الف رکعة (صواعق محرقہ)

حفص قرشی کہتے ہیں کہ جناب امام علی بن حسین علیہ السلام جبکہ وضو کرتے تو آپکا رنگ مبارک زرد ہو جاتا آپکی خدمت میں اسکی نسبت عرض کیا آپنے فرمایا تم نہیں جانتے کہ میں کس کے سامنے کھڑا ہوتا ہوں اور یہ بھی مروی ہے کہ جناب دن رات میں ایک ہزار رکعت پڑھا کرتے تھے ؛

عن ابی الفرج الاصبہانی قال وقع فی دار علی بن الحسین حریق وهو ساجد فقالوا النار النار یابن رسول الله فما رفع رأسه حتی طفئت فقیل ما الذی الهاک عنها فقال النار الاخری (تذکرہ خواص الائمہ) علامہ ابو الفرج الاصبہانی لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ آپکے گھر میں آگ لگ گئی آپ اسوقت سجدہ میں تھے - لوگ آگ آگ پکارنے لگے مگر حضرت نے سجدہ سے سر نہ اٹھایا - یہانتک کہ آگ بجھ گئی لوگوں نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ آپکو کس چیز نے اس آگ سے غافل کر دیا تھا - آپنے فرمایا آخرت کی آگ نے ؛

قال القرشی جاء رجل الی علی بن الحسین فقال ان فلانا یقع فیک ویؤذیک فقال قم بنا الیه فقام معه وهو یظن انه ینتصر لنفسه فلما اتاه قال له یا فلان ان کان ما قلت حقا فغفر الله لی وان کان افتراء فغفر الله لک (تذکرہ خواص الائمہ) علامہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے جناب امام علی بن الحسین علیہ السلام سے جاکر بیان کیا کہ فلاں آدمی آپکی بدگوئیاں کرتا ہے آپ نے فرمایا اسکے پاس میرے ساتھ چل وہ آپکے ساتھ ہولیا اسکو یہ خیال پیدا ہوا کہ آپ بھی اپنی مدد کے لئے ساتھ لئے چلے ہیں جب آپ اس آدمی کے پاس پہونچے تو فرمایا اے فلاں جو کچھ کہ تو نے کہا ہے اگر حق ہے تو اللہ تعالی مجھے بخشے اور اگر جھوٹ ہے تو تجھے بخشے ؛

اخرج ابو نعیم انه لما حج هشام بن عبد الملک فی حیاة ابیه فاجتهد ان یستلم الحجر فلم یمکنه من الازدحام فنصب منبرا الی جانب زمزم وجلس ینظر الی الناس وحوله جماعة من اعیان اهل الشام فبینما هو کذلک اذ اقبل زین العابدین فلما انتهی الی الحجر تنحی له الناس حتی استلم فقال رجل من اهل الشام لهشام من هذا قال لا اعرفه مخافة ان یرغب اهل الشام فی زین العابدین فقال الفرزدق انا اعرفه ثم انشاء حافظ ابو نعیم حلیۃ الاولیاء میں لکھتے ہیں کہ جب ہشام بن عبد الملک اپنے باپ کی زندگی میں حج کرنے کے لئے گیا - اُس نے حجر الاسود کے بوسہ کے لئے نہایت زور مارا لیکن لوگوں کی بھیڑ کی وجہ سے اسکو یہ شرف حاصل نہ ہو سکا - پس ایک کرسی چاہ زمزم کے قریب بیٹھ گیا اور لوگوں کی آمد و رفت دیکھنے لگا - اسکے گرد اعیان اہل شام کی ایک جماعت کھڑی ہوئی تھی - وہ بھی

اسی حال میں بیٹھا ہوا تھا کہ ناگہاں جناب امام زین العابدین علیہ السلام تشریف لائے جب حجر الاسود کے پاس پہونچے تو لوگ منتشر ہو گئے۔ یہانتک کہ آپ نے حجر الاسود کو چوما اہل شام میں سے ایک آدمی نے ہشام بن عبد الملک سے پوچھا یہ کون بزرگ ہیں۔ جنکی کہ لوگ اسقدر تعظیم کرتے ہیں۔ ہشام اس خوف سے کہ مبادا یہ لوگ امام زین العابدین کی جانب گرویدہ ہو جائیں۔ یہ کہنے لگا میں نہیں جانتا۔ کہ یہ کون ہیں۔ ابو فراس فرزدق جو اس زمانہ میں مشہور شاعر تھا کہنے لگا میں ان کو بخوبی جانتا ہوں۔ اور اس نے فی البدیہہ یہ قصیدہ پڑھکر سنایا*

قصیدۂ فرزدق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

هذا الذی تعرف البطحاء وطاته	والبیت یعرفه والحل والحرم
یہ وہ ہے جس کے قدم کی جگہ کو مکہ پہچانتا ہے	اور خانہ کعبہ اور حل اور حرام اس کو جانتے ہیں
هذا ابن خیر عباد اللہ کلهم	هذا التقی النقی الطاهر العلم
یہ خدا کے تمام بندوں سے افضل کا بیٹا ہے	یہ پرہیزگار اور پاکیزہ اور پاک اور سردار ہے
اذا رأته قریش قال قائلهم	الی مکارم هذا ینتهی الکرم
جب قریش انکو دیکھتے ہیں انکا کہنے والا کہتا ہے	اسکی جوانمردی پر کرم کا خاتمہ ہوا ہے
ینمی الی ذروة العز التی قصرت	عن نیلها عرب الاسلام والعجم
عزت کی بلندی پر اسطرح چڑھا ہے کہ قاصر ہو گئے ہیں	اسکے حاصل کرنے سے عرب کے مسلمان اور عجم کے
یکاد یمسکه عرفان راحته	رکن الحطیم اذا ما جاء یستلم
نزدیک ہے کہ اسکے ہاتھ کو پہچان کر پکڑ لے	کعبہ کی دیوار کا رکن یعنی حجر اسود جبکہ وہ اسکے چومنے کیلئے آتا ہے

۱ بطحا مکہ زادہ اللہ شرفا ۲ وطاتہ بالفتح جائے قدم ۳ حل بالکسر والتشدید خلاف حرام ۴ گرداگرد مکہ معظمہ ۵ تقی پرہیزگار ۶ نقی پاکیزہ ۷ علم سردار ۸ قریش اولاد نضر بن کنانہ کہ جد سیزدہم پیغمبر است ۹ [illegible] ۱۰ ینمی منسوب [illegible] ذروة بالضم بلندی ہر چیز ۱۱ نیل بالفتح دریافتن ۱۲ عرفان کو بمعنی نزدیک شدن ۱۳ یمسکہ امساک [illegible] ۱۴ [illegible] ۱۵ راحت کف دست ۱۶ دیوار بیرون کعبہ ۱۷ رکن حطیم مراد از حجر اسود ۱۸ استلام سودن بکف دست [illegible]

فی کفہ خیزران ریحہ عبق
اسکے ہاتھ میں بید مشک ہی جس کی بو نہایت شموم سی ہے

فی کف اروع فی عرنینہ شمم
اس خوش جمال کے ہاتھ میں ہے کہ جسکی ناک میں بلندی ہے

یغضی حیاء ویغضی من مہابتہ
وہ شرم سے نگاہ نیچے رکھتا ہے اور اسکے سامنے ہیبت سے لوگوں کی نگاہ نیچی رہتی ہے

فما یکلم الا حین یبتسم
اُس کے ساتھ بات نہیں کیجاتی مگر جبکہ وہ خود ہنستا ہے

ینشق نور الہدی من نور غرتہ
اسکی پیشانی کے نور سے ہدایت کا نور چمکتا ہے

کالشمس ینجاب عن اشراقہا الظلم
مثل آفتاب کے اُس کے نور سے تاریکی پھٹ جاتی ہے

من جدہ دان فضل الانبیاء لہ
اسکی جد کے سامنے انبیا کے فضل فرماں برداری کرتا ہے

وفضل امتہ دانت لہ الامم
اور اسکی اُمت کے فضل کے سامنے تمام اُمتیں پانی بھرتی ہیں

مشتقۃ من رسول اللہ نبعتہ
اُسکے وجود کی کونپل جناب رسول اللہ کے شجرِ وجود سے ہوئی ہے

طابت عناصرہ والخیم والشیم
اُسکے عناصر جسم اور خو اور خصلت سب پاک پیدا ہوئی ہیں

ہذا ابن فاطمۃ ان کنت جاہلہ
اگر تو اُس سے ناواقف ہے تو یہ حضرت فاطمہ کا بیٹا ہے

بجدہ انبیاء اللہ قد ختموا
اُسکا جد امجد خاتم الانبیاء ہے

اللہ شرفہ قدما وعظمہ
خدا نے ازل سے اوسکو شرف اور بزرگی عطا کی ہے

جری بذلک لہ فی لوحہ القلم
اسکی شرف اور بزرگی کے لئے قلم کو لوح پر چلایا ہے

اللیث اہون منہ حین تغضبہ
جب تو اسکو غصہ میں لائے تو اُس سے شیر کا سامنا تجھے آسان ہے

والموت ایسر منہ حین یہتضم
اُسکی خفگی کے وقت موت آجانی بہتر ہے

فلیس قولک من ہذا بضائرہ
تیرا یہ کہنا کہ کون ہے یہ اسکو ضرر رساں نہیں

العرب تعرف من انکرت والعجم
تمام عرب وعجم پہچانتا ہے کہ تو نے کس شخص کا انکار کیا ہے

۱؎ خیزران مشک بید ۲؎ عبق بو ۳؎ اروع خوش جمال ۴؎ عرنین بینی ۵؎ شمم بلندی ۶؎ یغضی مضارع اغضا یعنی چشم پوشیدن ۷؎ مہابۃ ہیبت ۸؎ یبتسم مضارع ابتسام یعنی خندیدن ۹؎ غرہ سپید پیشانی ۱۰؎ ینجاب مضارع انجیاب یعنی پاره شدن ابر ۱۲ ۱۱؎ دان از دین یعنی فرمانبردار شدن ۱۲؎ نبعت بفتح النون درخت ۱۳؎ خیم یعنی خو ۱۴؎ شیم جمع شیمہ خصلت ۱۵؎ لیث شیر ۱۶؎ اہون سبک ۱۷؎ ایسر آسان ۱۸؎ یہتضم مضارع مجہول اہتضام یعنے چیزے شکستن ۱۲

کلتا یدیہ غیاث[1] عم نفعہما
اُسکے دونوں ہاتھ فریادرس خلایق ہیں کہ اُن کا نفع عام ہے

تستوکفان[2] ولا یعروہما[3] عدم
اُس سے خلقت فیض کی طالب ہے افلاس اسپر وارد نہیں ہو سکتا

سہل[4] الخلیقۃ[5] لا تخشی[6] بوادرہ[7]
وہ نہایت نرم خو ہے اُس کے خشم سے نہیں ڈر آتا

یزینہ اثنان حسن الخلق والشیم[8]
اُسکی ذات کو دو چیزوں حسن خلق اور خوشخوئی نے آراستہ کیا ہے

حمال اثقال اقوام اذا فدحوا[9]
قوموں کے بوجھ کا وہ اُٹھانیوالا ہے ورانحالیکہ وہ زیر ہے

حلو[10] الشمائل تحلو عندہ نعم
وہ نہایت شیریں شمائل ہے اُسکی پاس سبھی نعمتیں شیریں ہوتی ہیں۔

ما قال لا قط الا فی تشہدہ[11]
کبھی اُسنے بجز وقت تشہد کے لا نہیں کہا

لولا التشہد کانت لاؤہ نعم
اگر تشہد نہ ہوتا تو اُسکا لا بھی نعم ہوتا

لا یخلف الوعد میمون نقیبۃ[12]
وعدہ کا خلاف نہیں کرتا یہ مبارک نفس والا ہے

رحب[13] الفناء[14] اریب[15] حین یعتزم[16]
مہمانوں کیلئے اُسکے گھر کا صحن فراخ ہے دانا ہے جبکہ وہ قصد کرتا ہے

عم البریۃ بالاحسان فانقشعت[17]
اُسنے احسان کیساتھ خلقت کو گھیر کیا ہے پس دور ہو گیا ہے

عنہا الغیابۃ[18] والاملاق[19] والعدم
خلقت سے رنج اور گدائی اور افلاس

من معشر حبہم دین بغضہم
یہ اُس گروہ سے ہے کہ انکی محبت دین ہے اور اُن کا بغض

کفر وقربہم منجی ومعتصم
کفر ہے اور انکا قرب نجات دینے والا ہے اور جہنم سے بچنے کی دستاویز ہے

ان عد اہل التقی کانت ائمتہم
اگر پرہیزگاروں کا شمار کیا جائے تو یہ اُن کے امام ہیں

او قیل من خیر اہل الارض قیل ہم
اگر پوچھا جاوے کہ زمین پر رہنے والوں میں کون افضل ہے تو جواب دیا جاتا ہے کہ یہی ہیں

[1] غیاث فریادرس [2] تستوکف مضارع استکاف یعنی چکیدن [3] یعرو مضارع ہے عرو یعنی فرود آمدن [4] سہل یعنی آسان [5] خلیقہ مونرم خو [6] تخشی از خشیہ یعنی ترسیدن [7] بوادر جمع بادرہ یعنی شتاب زدگی [8] شیم جمع شیمہ یعنی خو [9] فدح گرانبار کردن وام کسی [10] حلو یعنی شیریں [11] تشہد اشہدان لا الہ گفتن [12] نقیبہ یعنی جان ومنہ فلان میمون النقیبہ اذا کان مبارک النفس [13] رحب یعنی فراخ [14] فناء گرداگرد مکیر ومنہ فناء الدار [15] اریب خردمند [16] یعتزم صیغہ مضارع اعتزام یعنی قصد کردن [17] انقشعت ماضی انقشاع یعنی کشادہ شدن [illegible] [18] غیابہ رنج دیدن کسے [19] املاق درویشی [illegible] [20] عدم نیستی و درویشی صراح ✣

لا یستطیع جواد بعد غایتهم — ولا یدانیهم قوم وان کرموا

جہاں وہ پہونچے ہیں وہاں کوئی جوانمرد سخاوت کرنیوالا نہیں پہنچا — ان تک کوئی قوم نہیں پہونچ سکتی اگرچہ وہ سخاوت کرنیوالے ہوں

هم الغیوث اذا ما ازمة ازمت — والاسد اسد الشری والباس محتدم

وہ برسنے والے ابر ہیں جب قحط کی تکلیف لوگونکو [illegible] دیتی ہے — وہ شیر ہیں شیر کچھار کے جبکہ جنگ کا معرکہ گرم ہوتا ہے

لا ینقص العسر بسطا من اکفهم — سیان ذالک ان اثروا وان عدموا

[illegible] تنگدستی انکی فراخی سخاوت کو نقصان نہیں پہونچاتی — یہ دونوں یعنی تنگی اور فراخی انکے سامنے برابر ہیں اگرچہ وہ مالدار ہوں یا نہ ہوں

مقدم بعد ذکر الله ذکرهم — فی کل بدء ومختوم به الکلم

انکا ذکر خدا کے ذکر کے بعد مقدم ہے — ہر کلام کے آغاز اور اختتام پر

یابی لهم ان یحل الذم ساحتهم — خیم کریم وایدی بالندی هضم

انکی طبیعت صحن میں مذمت کے آنے سے انکار کرتی ہے — سخاوت انکی عادت ہے اور انکے ہاتھ بخشش میں [illegible] ہیں

ای الخلائق لیست فی رقابهم — لاولیة هذا اوله نعم

وہ کونسے لوگ ہیں کہ ان کے غلاموں کے شمار میں نہیں — اسکے پیشوا ہونیکی وجہ سے یا اوسکے صاحب نعمت ہونیکی وجہ سے

من یعرف الله یعرف اولیة ذا — والدین من بیت هذا ناله الامم

جو [illegible] ان کو پیشوا جانتا ہے — اور دین ان کے گھر سے اُمتوں نے پایا ہے

فلما سمعها هشام غضب وحبس فرزدق وامر له زین العابدین باثنی عشر الف درهم فقال اعذرنا [illegible] لو کان عندنا اکثر لوصلناک به فقال ما مدحته الا لله لا للعطاء فقال زین العابدین انا اهل البیت اذا وهبنا شیئا لا نستعیده فقبلها فرزدق (صواعق محرقہ) جب ہشام نے اس قصیدہ کو سُنا تو غصہ میں آکر فرزدق کو قید کردیا۔ جناب امام زین العابدین علیہ السلام نے بارہ ہزار درہم فرزدق کو دینے کا حکم فرما کر کہلا بھیجا کہ اگر ہمارے پاس اس سے زیادہ ہوتا تو اور زیادہ صلہ بھیجتے فرزدق نے کہا میں نے

[illegible] الشری ایک بستی ہست درکوہ سلمی کہ جائے باش شیران است محتدم از اختدام افروختہ شدن [illegible] خیم [illegible] است۔ خو [illegible] ہضم خرچ کنندہ ۱۲

خدا کے لئے اُنکی بیع کی ہے نہ عطا کے لئے۔ جناب امام نے فرمایا ہم اہل بیت جب کسی کا کچھ دیتے ہیں تو واپس نہیں لیتے۔ فرزدق نے وہ درہم قبول کر لئے ٭

عن الزهری قال حمل عبد الملك بن مروان علی بن الحسین مقیداً عن المدینة فاثقله حدید او وکل به حفظة قال فاستاذنتهم فی وداعه فاذنوا فدخلت علیه والقیود فی رجلیه والغل فی یدیه وهو فی قبة فبکیت وقلت وددت انی مکانك وانت سالم فقال یا زهری اتظن ذلك یکربنی لو شئت لما کان وانه لتذکرة فی عذاب الله ثم اخرج رجلیه من القید ویدیه من الغل ثم قال لاجزت علی هذا یومین من المدینة قال فما مضت الا اربع لیال الا وقد فقدوه وقدم الموکلون الذین کانوا معه الی المدینة یطلبونه فما وجدوه فما وجدوه فسالت بعضهم فقالوا انا نراه انه لنازل و نحن له منتظرون حتی طلع الفجر فلم نجده ووجدنا حدیده وقال الزهری فقدمت بعد ذلك علی عبد الملك فسالنی عنه فاخبرته فقال قد جاء فی یوم فقده الاعوان فدخل علی فقال ما انا وانت فقلت اقم عندی فقال لا احب ثم خرج فوالله لقد امتلأ قلبی منه خیفة (صواعق محرقہ)

زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ عبد الملک ابن مروان کے حکم سے عاملوں نے امام زین العابدین کو قید کر دیا اور پاؤں میں بیڑیاں اور ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہنائیں میں عاملوں سے اجازت لیکر امام سے ملنے کے لئے گیا جب میں نے اُنکا یہ حال دیکھا تو مجھ سے نہ رہا گیا اور رونے لگا اور عرض کیا کہ کیا اچھا ہوتا کہ میں بجائے آپکے اس قید میں ہوتا اور یہ حال آپکا میں اپنی آنکھوں سے نہ دیکھتا امام نے فرمایا کہ اے زہری کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ میں اس قید سے تکلیف میں ہوں اگر میں چاہوں تو ابھی اس سے چھوٹ سکتا ہوں۔ بندگانِ خدا کو کوئی قید کر سکتا ہے یہ صرف اسلئے ہے کہ ہم اس عذاب کو دیکھکر ہر وقت عذاب آخرت کو یاد کرتے ہیں یہ کہکر پاؤں بیڑیوں سے نکال لئے کہ میں حیرت میں رہ گیا۔ فرمایا کہ ہم صرف دو منزل تک ان لوگوں کے ساتھ ہیں چوتھے دن عبد الملک کے نوکر جو امام پر متوکل تھے مدینہ میں واپس آئے اور امام کو ڈھونڈتے تھے انکو کہیں پتہ امام کا نہ ملا میں نے انہیں سے ایک کو پوچھا کہ کیا ماجرا گذرا ہے۔ اُسنے بیان کیا کہ جب ہم ایک منزل میں فروکش ہوئے تو ہم رات بھر سب کے سب بیدار تھے۔ صبحکو جب خیمہ میں گئے تو بجز بیڑیوں کے کچھ نہ دیکھا زہری کہتے ہیں کہ جب میں عبد الملک کے پاس گیا تو میں نے اس قصہ کو اُس سے نقل کیا اُسنے کہا کہ جس وقت تیرا گماشتوں کے ہاتھوں سے نکل گئے اُسیدن میرے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ میرے اور تیرے درمیان کیا عداوت ہے کہ جسکے بدلے میں تو ہمکو تکلیف دیتا ہے میں نے عرض کیا کہ اب آپ میرے پاس اقامت فرماویں انکار کیا اور چلے گئے۔ مجھکو ان کے چہرہ سے اسقدر خوف آیا کہ میرا تمام جسم خوف سے بھر گیا ٭

منہال بن عمر کہتا ہے کہ ایک دفعہ میں حج کیلئے گیا اور سجاد علیہ السّلام کی قدمبوسی سے مشرف ہوا امام نے پوچھا خزیمہ بن کاہل الاصغری کا کیا حال ہے میں نے عرض کیا میں اسکو کوفہ میں زندہ چھوڑ آیا ہوں۔ فرمایا اللّٰھم اذقہ حر الحدید۔ اللّٰھم اذقہ حر الحدید۔ جب میں لوٹ کر کوفہ میں آیا ان دنوں میں مختار ابن ابی عبید بن جراح نے خروج کیا ہوا تھا میری اس سے دوستی تھی۔ ایک روز میں سوار ہو کر اُسکے ملنے کو گیا تھا

جب اُسکے دکان کے قریب پہونچا تو وہ سوار پہونچ چکا تھا میں بھی اُسکے ساتھ ہولیا۔ ایک مقام پر پہونچکر
وہ ٹھہر گیا۔ اتنے میں خزیمہ کو لوگوں نے گرفتار کرکے حاضر کیا۔ مختار نے حکم دیا کہ فی الفور اُسکے ہاتھ قطع کر
ڈالو۔ جلادوں نے اُسکے ہاتھ کاٹ ڈالے۔ پھر لکڑیوں کے انبار میں ڈالکر جلا دیا۔ جب میں نے یہ حال دیکھا تو بے اختیار
سبحان اللہ پڑھنے لگا۔ مختار نے مجھ سے اسکا سبب استفسار کیا۔ میں نے اُس سے حضرت سجاد علیہ السلام کی
دُعا کا قصہ بیان کیا۔ اُسنے مجکو دوبارہ قسم دلاکر پوچھا میں نے کہا کہ کیا میں اس امر میں امام پر جھوٹ بول سکتا ہوں
مختار گھوڑے سے اُتر کر خدا کا شکر بجالایا۔ جب نماز سے فارغ ہوکر واپسی کا ارادہ کیا تو رستہ میں میرا گھر پڑتا
تھا۔ جب میرا گھر نزدیک آگیا تو میں نے اُسکو دعوت کے لئے کہا کہنے لگا کہ اے منہال آج تو نے مجھ سے
امام کی دُعا کی خبر بیان کی ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ آج وہ میرے ہاتھوں سے پوری ہوئی ہے۔ مجکو چاہئے کہ میں
آج اُسکے شکریہ میں تمام دن روزہ رکھوں یہ کہکر مجھ سے مرخص ہوگیا۔ (شواہد النبوۃ) *

نقل ہے کہ جناب سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد ایک روز محمد حنفیہ رضی اللہ
عنہ حضرت سجاد کے پاس تشریف لائے اور کہا میں تمہارا چچا ہوں اور عمر میں بھی آپ سے بڑا ہوں۔ آپ
سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم وامیر علیہ السلام کی تبرکات مجکو دیدیں کیونکہ بعد حضرت امام حسین علیہ السلام
کے امامت میرا حق ہے۔ جناب سجاد نے ارشاد فرمایا کہ اس امر کا فیصلہ کرلینا ضروری ہے کہ بعد شہید کربلا
علیہ التحیۃ والثنا کے امام برحق کون ہے۔ تشریف لائیے ہم حجر اسود سے پوچھ لیتے ہیں دونوں صاحب
حجر الاسود کے پاس تشریف لیگئے۔ سجاد علیہ السلام نے اسماء ماثورہ الٰہی کو پڑھکر حجر الاسود کی طرف اشارہ
کیا اور فرمایا کہ اے حجر الاسود اس امر کا فیصلہ تیرے ہاتھ میں ہے کہ جناب حسین علیہ السلام کے بعد کون امام
برحق اور وصی اور جانشین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ حجر الاسود بحکم رب العزت بزبان فصیح گویا
ہوا کہ اے محمد بن حنفیہ امامت حضرت سجاد علیہ السلام کا حق ہے۔ کل امور دین میں آپ پر ان کا اتباع واجب
ہے (شواہد النبوۃ) *

نقل ہے کہ جناب امام ایک روز اپنے خدمتگاروں کے ساتھ جانب صحرا تشریف لیگئے۔ جب چاشت کیوقت
کھانا حاضر کیا گیا۔ اتنے میں ایک ہرن آکر سامنے کھڑا ہوگیا۔ حضرت نے فرمایا میں علی ابن الحسین بن
علی ہوں میری ماں فاطمہ زہرا بنت رسول اللہ ہیں۔ اے ہرن میرے ساتھ آکر کھانا کھالے۔ ہرن فی الفور حاضر ہوکر
مؤدبانہ گوشہ بساط پر بیٹھ گیا۔ اور کھانا کھاکر چلا گیا۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ
آپ پھر اسکو بلائیں۔ حضرت نے فرمایا میرا نہاری ہے ہرگز اسکو نہ چھیڑنا۔ حاضرین نے کہا کہ کیا مجال ہے
کہ حضور کی نہاری کو ہم چھیڑیں۔ حضرت نے آواز دی وہ ہرن پھر حاضر ہوگیا۔ ایک شخص نے اسکی پیٹھ پر
ہاتھ رکھا وہ فی الفور بھاگ گیا۔ حضرت نے فرمایا تم نے میری نہاری کو کیوں چھیڑا۔ اب وہ ہرگز تمہارے
پاس نہیں آئیگا (شواہد النبوۃ) *

عمره سبع وخمسون منها سنتان مع جده علي بن ابي طالب ثم مع عمه الحسن ثم احد عشر مع
ابيه الحسين عليهم السلام يقال سمه الوليد بن عبد الملك ودفن بالبقيع عند عمه الحسن وتوفي

۹۴ھ اور ۹۵ھ (تذکرہ خواص الامہ) آپ کی عمر ستاون برس کی تھی دو برس آپ اپنی جد امجد جناب
علی علیہ السلام کی کنار عاطفت میں پرورش پاتے رہے اور دس برس اپنے چچا حسن علیہ السلام کے سامنے کھیلتے
رہے۔ اور گیارہ سال اپنے والد بزرگوار جناب حسین علیہ السلام کے ساتھ رہے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ
آپکو ولید بن عبدالملک نے زہر دلوایا تھا آپ اپنے چچا جناب حسن علیہ السلام کے پہلو میں درمیان قبرستان بقیع
مدفون ہیں ۹۴ھ یا ۹۵ھ میں آپ کی وفات واقع ہوئی ہے ؛

قال ابن الصباغ المالکی المکی مات مسموما وان الذی سمہ الولید بن عبد الملک ابن صباغ
مالکی کہتے ہیں کہ آپکا انتقال زہر سے ہوا ہے اور بہ تحقیق ولید بن عبدالملک نے آپکو زہر دیا تھا ؛

وکان یخطب بالحناء والکتم وقیل بالسواد (تذکرہ خواص الامہ) اور آپ اپنی ریش مبارک کو حنا اور
کتم سے خضاب کیا کرتے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ وسمہ کیا کرتے تھے ؛

توفی فی ثانی العشر محرم سنہ ۹۴ھ وکان عمرہ اذ ذاک سبعا وخمسین سنۃ (تذکرہ خواص الامہ)
آپکا انتقال بارہویں محرم ۹۴ھ کو ہوا ہے اسوقت آپکی عمر ستاون برس کی تھی ؛

واولادہ خمسۃ عشر احد عشر ذکرا واربع اناث۔ واشہرھم محمد المکنی بابی جعفر الملقب بالباقر آپکی پندرہ
اولادیں تھیں گیارہ مرد چار عورتیں سب سے زیادہ تر مشہور امام محمد ہیں جنکی ابوجعفر کنیت اور باقر لقب ہے ؛

مناقب امام محمد باقر علیہ السلام

وھو ابو جعفر الباقر محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب وامہ ام عبد اللہ بنت الحسین ابن الحسین
بن علی وھو ھاشمی من ھاشمیین وانما سمی الباقر من کثرۃ سجودہ بقر السجود جبہتہ ای فتحہا ووسعہا
وقیل لغزارۃ علمہ قال الجوھری فی الصحاح التبقر التوسع فی العلم قال وکان یقال لمحمد الباقر لتبقرہ
فی العلم ویسمی الشاکر والہادی (تذکرہ خواص الامہ) وفی صواعق محرقہ سمی بذلک من بقر الارض
ای شقہا واثار مخبیاتہا ومکامنہا فکذلک ھو اظہر من مخبیات کنوز المعارف وحقائق الاحکام
واللطائف مالا یخفی الا علی منطمس البصیرۃ او فاسد الطویۃ والسریرۃ ومن ثم قیل ھو باقر العلوم وجامعہ
وشاہر علمہ ورافعہ۔ وصفا قلبہ وزکا علمہ وطہرت نفسہ وشرف خلقہ وعمرت اوقاتہ بطاعۃ اللہ
ولہ من الرسوخ فی مقامات العارفین ما تکل عنہ السنۃ الواصفین ولہ کلمات کثیرۃ فی السلوک
والمعارف لا یحتملہا ھذہ العجالۃ وکفاہ شرفا ان ابن المدینی روی عن جابر انہ قال لہ وھو صغیر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یسلم علیک فقیل لہ وکیف ذلک قال کنت جالسا وعندہ الحسین فی حجرہ وہو یلاعبہ
فقال یا جابر یولد لہ مولود اسمہ علی اذا کان یوم القیامۃ ینادی منادی لیقم سید العابدین
فیقوم ولدہ ثم یولد لہ ولد اسمہ محمد فان ادرکتہ یا جابر فاقرأہ منی السلام یعنی باقر لغت میں
بقر الارض سے ماخوذ ہے یعنی زمین کو پھاڑ کر اسکی مخبیات کو ظاہر کرنیوالا۔ جناب امام کو اسلئے باقر کہتے تھے
کہ وہ بھی معارف اور حقائق احکام اور حکمت اور لطائف کے سربستہ خزانے ظاہر کرنے والے تھے جو بصیرت

اندھے اور فاسد طبیعت والے پر نہیں ظاہر ہوتے - اور اسوجہ سے بھی اُنکو باقر کہا جاتا تھا - کہ وہ علم کے باقر اور جامع اور مشہور کرنیوالے اور اسکو بلند کرنیوالے تھے - جناب امام کا قلب صاف اور علم روشن اور نفس پاک اور خلقت شریف تھے اُنکی اوقات خدا کی طاعت سے معمور تھے - اور عارفوں کے سیر و مقامات میں اسقدر رسوخ رکھتے تھے کہ وصف کرنیوالوں کی زبان اُس سے قاصر ہے - سلوک اور معارف میں اُنکے اقوال نہایت کثیر ہیں اس رسالہ میں اُنکی گنجائش نہیں ہو سکتی - ابن مدنی جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں - کہ جابر رضی اللہ عنہ امام باقر علیہ السلام سے کہنے لگے سوا نحالیکہ وہ ابھی نہایت صغیر السن تھے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپکو سلام کہا ہے - حاضرین نے پوچھا یہ کیونکر ہو سکتا ہے - جابرؓ نے کہا کہ میں ایک روز سرور عالم کی خدمت بابرکت میں بیٹھا ہوا تھا اور حسین علیہ السلام اُنکی گود میں کھیل رہے تھے - سرکار نے فرمایا کہ اے جابر حسین کا ایک لڑکا ہوگا جسکا نام علی رکھا جائیگا - قیامت کے دن منادی ندا کریگا کہ سید العابدین اُٹھیں پھر اُسوقت امام حسین علیہ السلام کا بیٹا اُٹھیگا پھر اُسکا ایک بیٹا محمدؐ ہوگا - اے جابر اگر تو اُسوقت زندہ رہے تو اسکو میرا سلام کہیو ؞

قال المناوی فی طبقاتہ سمی باقر لانہ بقر العلم ای شقہ فعرف اصلہ ولد محمد باقر بالمدینۃ فی ثالث صفر قبل قتل جدہ الحسین بثلاث سنین سکینتہ ابو جعفر القابہ الباقر والشاکر والھادی - عبدالرؤف مناوی اپنی طبقات میں لکھتے ہیں کہ آپکا نام باقر اسلئے رکھا گیا ہے - کہ انکو علم کو پھاڑا ہے باقر مشتق ہے جسکے معنے پھاڑنے کے ہیں امام محمد باقر ۵۷ھ کے صفر کی تیسری تاریخ کو اپنے جد امجد امام حسین علیہ السلام کی شہادت سے تین برس پہلے مدینہ شریف میں تولد ہوئے آپکی کنیت ابو جعفر اور القاب باقر اور شاکر اور ہادی ہیں ؞

قال ابن سعد محمد الباقر من الطبقۃ الثالثۃ من التابعین من اھل المدینۃ کان عالما عابدا ثقہ ابن سعد طبقات میں لکھتے ہیں کہ امام محمد باقر تابعین اہل مدینہ کے تیسرے طبقہ میں سے تھے بڑے عالم و عابد اور ثقہ تھے

روی عن ابیہ وجدیہ الحسن والحسین وجابر وابن عمر وطائفۃ وعنہ ابنہ جعفر الصادق وعطاء وابن جریج وابو حنیفۃ والاوزاعی والزھری وخلق وثقہ الزھری وغیرہ ذکرہ النسائی فی فقہاء التابعین من اھل المدینۃ (طبقات الحفاظ الذھبی) آپنے اپنے والد اور اپنے اجداد امام حسن و حسین علیہم السلام اور جابر بن عبداللہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور دیگر ایک طائفہ صحابہ سے حدیث کو روایت کیا ہے اور آپسے آپکے بیٹے امام جعفر صادق اور عطا اور ابن جریج اور امام ابو حنیفہ اوزاعی اور زہری وغیرہ نے حدیث کو لیا ہے اور ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ جس نے کہ سب سے اول حدیث کو تدوین کیا ہے - آپ کو حدیث میں ثقہ لکھا ہے اور امام نسائی نے اہل مدینہ کے فقہائے تابعین میں آپکا ذکر کیا ہے ؞

قال ابو یوسف قلت لابی حنیفۃ لقیت محمد بن علی قال نعم وسالتہ یوما فقلت اراد اللہ المعاصی فقال ایعصی اللہ قہرا قال ابو حنیفۃ فما رأیت جوابا افحم منہ - (تذکرۃ خواص الامۃ) قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ سے پوچھا آپنے جناب امام محمد باقر بن علی علیہ السلام سے ملاقات کی ہے وہ کہنے لگے ہاں میں نے ان سے ایک دن یہ پوچھا تھا آیا خدا تعالیٰ معاصی کا ارادہ کر سکتا ہے - آپ نے فرمایا آیا اللہ تعالیٰ

قہر سے گناہ کرسکتا ہے۔ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ میں نے اس سے کوئی شاندار جواب نہیں دیکھا ؁

قال عطاء ما رأیت العلماء عند احد اصغر علماء منہم کعند ابی جعفر لقد رأیت الحکم عندہ کان مغلوبا (تذکرہ خواص الامہ) عطا کہتے ہیں علما کو از روئے علم کسی کے پاس اسقدر اپنے آپکو چھوٹا سمجھتے ہوئے نہیں دیکھا جس طرح سے کہ وہ اپنے آپکو جناب امام ابوجعفر محمد باقر کے روبرو سمجھتے تھے میں نے حکم کو ان کے سامنے مغلوب پایا ہے ؁

وتوفی مسموما کابیہ وھو علوی من جھۃ ابیہ وامہ ودفن ایضا فی قبۃ الحسن توفی سنۃ ۱۱۷ عن ثمان وخمسین (صواعق محرقہ) آپ بھی اپنے والد ماجد کیطرح مسموم شہید ہوگئے ہیں آپ ماں باپ دونوں کی طرف سے علوی تھے۔ آپ بھی مزار بقیع میں جناب امام حسن علیہ السلام کے گنبد کے اندر مدفون ہوئے ہیں آپکی وفات ۱۱۷؁ میں ہوئی۔ آپ نے اٹھاون برس عمر پائی ؁

قال الذھبی فی طبقاتہ مات ۱۱۴؁ وھو ابن ۷۳ سنۃ ذہبی اپنی طبقات میں آپکی سنہ وفات ایکسو چودہ برس اور عمر ۷۳ برس لکھتا ہے ؁

قال صاحب الارشاد لم یظہر عن احد من علم الدین والسنن وعلم القرآن والسیر والفنون الادب ماظہر عن ابی جعفر محمد الباقر وعلی ابائہ السلام) صاحب ارشاد لکھتا ہے کہ جسقدر علم دین اور سنن اور علم قرآن اور سیر اور فنون ادب وغیرہ جناب ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام سے ظاہر ہوئی ہیں وہ کسی ایک سے ظاہر نہیں ہوئی ؁

عن زید ابن ابی حازم قال کنت مع ابی جعفر محمد بن علی الباقر فمر بنا زید بن علی اخوہ فقال ابوجعفر اما رأیت ھذا الیخرجن بالکوفۃ ولیقتلن ولیطافن برأسہ فکان کما قال (صواعق محرقہ) زید بن ابی [illegible] قول ہے کہ میں امام ابوجعفر محمد علی الباقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ زید بن علی آپکے چھوٹے بھائی ہمارے پاس سے ہوکر گذرے۔ جناب امام نے فرمایا اسکو دیکھتے ہو کہ یہ کوفہ کی طرف جائیگا اور مارا جائیگا اور اسکا سر تمام شہر میں پھرایا جائیگا پس جیسا کہ آپنے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا ؁

مناقب امام جعفر صادق علیہ السلام

ھو جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی ابن ابی طالب علیہ وعلی ابائہ السلام وروی عنہ عن ابی سمانی جعفر بالعلم علی اسم نھر فی الجنۃ کنیتہ ابن عبد اللہ وقیل ابو اسمعیل ویلقب بالصادق والصابر والفاضل والطاہر (تذکرہ خواص الامہ) آپکا اسم مبارک جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب ہے۔ خود آپ روایت فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد نے میرا نام جنت کی ایک نہر کے نام پر جعفر رکھا ہے آپکی کنیت ابوعبداللہ اور بعض کے نزدیک ابو اسمعیل ہے۔ صادق اور صابر اور فاضل اور طاہر آپکے القاب ہیں ؁

ولد بالمدینۃ سنۃ ۸۰ وقیل سنۃ ۸۳ (طبقات المناوی) آپ سنہ ۸۰ یا سنہ ۸۳ میں تولد ہوئے [illegible] بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق وام القاسم اسماء بنت عبد الرحمن بن [illegible]

کان یقول ولدنی ابوبکر مرتین (طبقات الحفاظ للذہبی وطبقات المناوی) آپکی والدہ ماجدہ کا نام فروہ بنت القاسم بن محمد ابی بکر الصدیق ہے۔ اور قاسم کی ماں کا نام اسماء بنت عبد الرحمن بن ابی بکر ہے۔ اسی لئے آپ فرمایا کرتے تھے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے دو دفعہ جنا ہے ✣

روی عن ابیہ والزہری ونافع وابن المنکدر وعنہ الثوری وابن عیینۃ وشعبۃ ویحیی القطان ومالک وابنہ موسی الکاظم (طبقات الحفاظ) آپنے اپنے والد ماجد اور زہری اور نافع اور ابن المنکدر سے حدیث کو اخذ کیا ہے اور آپ سے سفیان ثوری اور ابن عیینہ اور شعبہ اور یحیی القطان اور امام مالک اور آپکے فرزند ارجمند جناب امام موسی الکاظم نے حدیث کو روایت کیا ہے ✣

وفی الصواعق روی عنہ جماعۃ من اعیان الائمۃ کیحیی بن سعید وابن جریج ومالک بن انس والثوری وابن عیینۃ وابوحنیفۃ وابوایوب السجستانی وقال ابوحاتم جعفر الصادق ثقۃ لا یسئل عن مثلہ علامہ ابن حجر صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں کہ اعیان آئمہ میں سے ایک جماعت مثل یحیی بن سعید وابن جریج اور امام مالک بن انس اور امام سفیان ثوری اور سفیان ابن عیینہ اور امام ابوحنیفہ وابوایوب السجستانی نے آپ سے حدیث کو اخذ کیا ہے اور ابوحاتم کا قول ہے کہ جناب جعفر صادق ایسے ثقہ ہیں کہ ویسے شخصوں کی نسبت ہرگز نہیں پوچھا جاتا ✣

قال علماء السیر قد اشتغل بالعبادۃ عن طلب الریاسۃ وذکر حافظ ابونعیم فی حلیۃ الابرار عن عمر بن المقدام قال کنت اذا نظرت الی جعفر بن محمد علمت انہ من سلالۃ النبیین (صواعق محرقہ) تمام علماء سیر کا اتفاق ہے کہ آپ ہمیشہ ریاست کی طلب کو چھوڑ کر عبادت میں مشغول رہے ہیں۔ حافظ ابونعیم حلیۃ الابرار میں عمر ابن المقدام سے ناقل ہیں کہ وہ کہا کرتے تھے کہ جب میں امام جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھتا تو مجھے خیال ہوتا کہ یہ انبیاء کرام کے سلالہ ہیں ✣

وسعی بہ عند المنصور لما حج فلما حضر الساعی بہ یشہد قال لہ اتحلف قال نعم فحلف باللہ العظیم فقال احلفہ یا امیر المؤمنین بما اراہ فقال حلفہ فقال لہ قل برئت من حول اللہ وقوتہ۔ والتجات الی حولی وقوتی لقد فعل جعفر کذا وکذا فامتنع الرجل ثم حلف حتی مات مکانہ فقال امیر المؤمنین یجعفر لا باس علیک انت المبراء الساحۃ المامون الغایۃ ثم انصرف فلحقہ الربیع لجائزۃ حسنۃ وکسوۃ مسنیۃ (صواعق محرقہ) کہتے ہیں کہ جب منصور حج کرنے کو گیا تو کسی شخص نے اسکے پاس جناب امام کی نسبت ایک بہتان بیان کیا جب وہ بہتان دھرنے والا شہادت ادا کرنے کے لئے آپ کے سامنے حاضر کیا گیا آپنے فرمایا تو قسم کھا سکتا ہے اُسنے کہا ہاں میں کھا سکتا ہوں اور خدا کی قسم کھائی آپنے منصور سے فرمایا یا امیر المومنین جس طرح سے ہم چاہتے ہیں اسی طرح سے ہمکو اسکی قسم کھلائیں۔ منصور نے کہا آپ اسی طرح سے اسکو قسم کھلائیں آپنے اُس شخص سے کہا تو اس طرح سے قسم کھا کہ میں خدا کی توانائی سے بیزار ہو کر اپنی قوت اور توانائی کی طرف پناہ پکڑتا ہوں بیشک جعفر نے ایسا ویسا کیا ہے پہلے اس آدمی نے ایسی قسم کھانے سے انکار کیا۔ پھر قسم کھائی اور اسی جگہ پر مر گیا۔ منصور نے آپ سے عرض کیا آپ بے غم رہیں آپکا ساحت خبث سے پاک ہے اور آپ آخر کار امن پایاب ہیں جب آپ وہاں سے لوٹے تو آپ سے منصور کا غلام ربیع نامی جائزہ اور بھاری کسوت لئے ہوئے ملا ✣

قال بعض الصفات مولاۃ قام لیلۃ یصلی ثم دعا علیہ عند السحر فسمعت الاصوات بموتہ ولما

بلغہ قول الحکم بن عباس الکلبی ؎ صلبنا لکم زیدا علی جذع نخلۃ ٭ ولم نر مہدیا علی الجذع یصلب ٭ فقال اللھم سلط علیہ کلبا من کلابک فافترسہ الاسد (صواعق محرقہ) روایت ہے کہ ایک شخص نے بعض بدمعاشوں میں سے آپکے ایک غلام کو مار ڈالا آپ تمام رات نماز پڑھتے رہے صبح کے قریب آپنے دعا فرمائی اور اسکے مرنیکا آوازسنا۔ اور جب آپکو حکم بن عباس کے شعر کی خبر لگی کہ جسکا ترجمہ یہ ہے کہ ہم نے تمہاری زید کو درخت کے تنہ سے پھانسی دیا ہے۔ اور ہم نے کسی مہدی کو نہیں دیکھا کہ کسی درخت کے تنہ سے صلیب دیا گیا ہو۔ آپنے یہ شعر سنکر کہا اے خدا اپنے کتوں میں سے ایک کتا اسپر مسلط کر پس اسکو شیر نے پھاڑ ڈالا ٭

ومن مکاشفاتہ اراد بنوھاشم مبایعۃ محمد الملقب بالنفس الزکیۃ واخیہ فی اواخر دولت بنی امیۃ وضعفھم وارسل لجعفر لیبایعھما فامتنع فقال واللہ لیست لی ولا لھما۔ انھا لصاحب القباء الاصفر لیلعبن بھا صبیانھم وغلمانھم وکان المنصور العباسی یومئذ حاضرا وعلیہ قباء اصفر فما زالت کلمۃ جعفر تعمل فیہ حتی ملکوا۔ وسبق جعفرا الی ذلک والدہ الباقر فانہ اخبر المنصور بملک الارض شرقھا وغربھا وبطول مدتھا فقال لہ المنصور مدۃ بنی امیۃ اطول ام مدتنا فقال مدتکم ولیلعبن بھذا الملک صبیانکم کما بالکرۃ فلما الخلافۃ المنصور تعجب من قول الباقر (صواعق محرقہ) آپکے مکاشفات میں سے ہے کہ دولت بنی امیہ کی آخری وقت میں جبکہ انکو ضعف پیدا ہوگیا۔ بنی ہاشم نے محمد الملقب بالنفس الزکیہ اور اسکے بھائی سے بیعت کرنا چاہا۔ اور جناب امام جعفر کو بھی بیعت کی تکلیف دی۔ آپنے بیعت سے انکار فرما کر کہا واللہ یہ نہ میرے لئے ہے نہ ان دونو کے لئے بلکہ زرد کپڑے والے کیواسطے ہے۔ اسکے بچے اور لڑکے اسکے ساتھ کھیلیں گے۔ منصور عباسی اسوقت موجود تھا اور زرد رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھا پس آپکی پیشگوئی نے بنی عباس میں ظہور کیا۔ اور منصور سلطنت کا مالک ہوگیا اور آپ سے پہلے آپکے والد ماجد امام محمد باقر نے منصور کو بادشاہ ہونیسے آگاہ کیا تھا اور اسکی سلطنت کی حدود شرقی اور غربی اور طول مدت سے خبر دی تھی منصور نے حضرت باقر سے پوچھا تھا کہ بنی امیہ کی مدت سلطنت بہت زیادہ ہوگی۔ اور تمہارے بال بچے اس ملک کے ساتھ کھیلیں گے جس طرح سے کہ گیند کے ساتھ کھیلا جاتا ہے جب منصور کو خلافت ملگئی تو جناب باقر علیہ السلام قول یاد کرکے تعجب کیا کرتا تھا ٭

اخرج ابو القاسم الطبری من طریق بن وھب فقال سمعت اللیث بن سعد یقول حججت ثلاث عشرہ مائۃ فلما صلیت فی المسجد رقیت ابا قبیس فاذا رجل جالس یدعو فقال یا رب یا رب حتی انقطع نفسہ ثم قال یا حی یا حی حتی انقطع نفسہ ثم قال الھی انی اشتھی العنب فاطعمنیہ واللھم ان بردی قد خلقا فاکسنی۔ قال اللیث واللہ ما استتم کلامہ حتی نظرت الی سلۃ مملوۃ ولیس علی الارض یومئذ عنب واذا بردین موضوعین لم ار مثلھما فی الدنیا فاراد ان یاکل فقلت انا شریکک فقال ولم فقلت لانک دعوت وکنت امن فقال تقدم وکل فتقدمت واکلت عنبا لم اکل مثلہ قط ماکان بعجم فاکلنا حتی شبعنا ولم تتغیر السلۃ فقال لا تدخر

ولا تحجبنا منہ شیئاً ثم اخذ احد البردین ودفع الآخر فقلت انا غنی عنہ فاتزر باحدھما وارتدی بالاخری ثم اخذ بردیہ الخلقین ونزل وھما بیدہ فلقیہ رجل بالسعی فقال اکسنی یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماکساک اللہ فانی عریان فدفعہما الیہ فقلت لہ من ھذا قال جعفر الصادق فطلبتہ بعد ذلک لاسمع منہ شیئاً فلم اقدر علیہ (صواعق محرقہ) ابوالقاسم طبری اپنی تاریخ میں ابن وہب کے طریق سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے لیث ابن سعد کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں سنہ ۱۱۳ھ میں حج کرنے کو گیا۔ میں عصر کی نماز پڑھکر جبل ابوقبیس پر گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی بیٹھا ہوا دعا مانگ رہا ہے۔ اور یارب یارب کہتا ہے یہانتک کہ اسکی آواز منقطع ہوگئی۔ پھر اس نے یاحی یاحی کہا یہانتک کہ پھر اسکی آواز بند ہوگئی۔ پھر دعا کی کہ الٰہی میں انگور کی آرزو رکھتا ہوں۔ تو مجھے انگور کھلا۔ اور میری دونو چادریں پرانی ہوگئی ہیں۔ مجھے نیا لباس پہنا لیث کہتا ہے واللہ ابھی انکی دعا ختم نہ ہونے پائی تھی کہ میں نے انگور کی پٹاری دیکھی۔ ان دنوں دنیا میں کہیں انگور کا پتا بھی نہیں۔ اور دونوں چادریں اسکے ساتھ دہری ہوئی تھیں کہیں نے دنیا میں ویسی چادریں نہیں دیکھی تھیں پس وہ انگور کھانے لگے میں نے کہا میں بھی آپکا شریک ہوں کہنے لگے کیوں میں نے کہا جب آپ دعا کرتے تھے تو میں آمین کہتا تھا کہنے لگے آگے بڑھ آؤ میں آگے بڑھکر کھانے لگا میں نے ایسے انگور کبھی نہیں کھائے اور ان میں دانہ نہیں تھا۔ ہم کھاکر سیر ہوگئے اس پٹاری کو دیکھا کہ ویسی ہی بھری ہوئی تھی آپ نے فرمایا اس سے ذخیرہ مت رکھیو نہ چھپائیو پھر ایک چادر مجھے دی میں نے کہا مجھے اسکی ضرورت نہیں۔ آپ نے ایک کو اوڑھ لیا اور دوسری کا تہبند باندھ لیا اور دونوں پرانی چادریں ہاتھ میں لے کے نیچے اترے ایک آدمی ملا کہنے لگا یا ابن رسول اللہ آپ مجھے لباس پہنائیں تصدیق اسکی کہ خدا نے آپ کو لباس پہنایا ہے۔ کیونکہ میں ننگا ہوں آپ نے دونوں چادریں اسکو دیدیں میں نے اس سائل سے پوچھا یہ کون ہیں اس نے کہا یہ امام جعفر صادق علیہ السلام ہیں۔ اسکے بعد پھر میں نے آپ کو بہت ڈھونڈا تاکہ میں آپ سے کوئی حدیث سنوں لیکن میں نے آپ کو نہ پایا۔

توفی سنہ ۱۴۸ھ اربع وثمانین ومائتہ مسموماً (صواعق محرقہ) آپ سنہ ۱۴۸ھ ہجری میں زہر سے فوت ہوئے۔

قال ابن الصباغ المالکی المکی مات جعفر الصادق سنہ ۱۴۸ھ فی شوال ولہ من ثمان وستون سنتہ فقال انہ مات مسموما فی ایام المنصور ودفن بالبقیع واولادہ سبعۃ او ستتہ واشہرھم الکاظم ومن تصنیفاتہ کتاب الجفر (تذکرہ خواص الامۃ) ابن الصباغ المالکی المکی کہتے ہیں کہ جناب امام جعفر صادق سنہ ۱۴۸ھ شوال کے مہینے میں زہر سے فوت ہوئے۔ انکی عمر اڑسٹھ برس کی تھی منصور کی خلافت کے دنوں میں آپکا انتقال ہوا۔ اور مزار بقیع میں دفن ہوئے آپکی اولاد چھ یا سات تھی جن میں زیادہ مشہور جناب امام کاظم ہیں آپ کی تصنیفات میں کتاب جفر والجامع ہے۔

مناقب امام موسی الکاظم علیہ السلام

ھو موسی بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علیہ وعلی ابائہ السلام ولد موسی الکاظم بالابواء سنہ ۱۲۸ امہ ام ولد یقال لہا حمیدہ البربریہ کنیتہ ابوالحسن والقابہ کثیرۃ الکاظم والصابر والصالح والامین (تذکرۃ خواص الامۃ) آپ کا نام موسیٰ بن جعفر بن علی بن حسین بن علی ہے۔ آپ کا تولد ابواء (ایک موضع کا نام ہے جو مابین مکہ اور مدینہ کے ہے جہاں پیر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ سلم کی مادر مہربان آمنہ خاتون کا مرقد مطہر ہے۔ اور صاحب قاموس کے نزدیک ابواء میں عبداللہ والد ماجد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک ہی اور حضرت آمنہ خاتون کا مزار دار العجمیں ہے۔ جو مکہ کے ایک گھر کا نام ہے (بعض کے نزدیک امام محمد باقر بھی ابواء ہی میں تولد ہوئے ہیں) سنہ ۱۲۸ کو ہوا اور آپکی والدہ ماجدہ ام ولد تھیں جنکا اسم مبارک حمیدہ بربریہ تھا آپکی کنیت ابوالحسن ہے اور الکاظم اور الصابر اور الصالح اور الامین آپ کے القاب ہیں +

وکان یکنی بعبد الصالح لکثرۃ عبادۃ واجتہادہ وقیامہ الیل وکان اذا بلغہ عن احد یؤذیہ یبعث الیہ بمال (طبقات الحفاظ للذہبی) بباعث کثرت عبادت اور اجتہادات اور بیداری کے آپ کو عبدالصالح بھی کہتے تھے جب آپ آگاہ ہو جاتے کہ کوئی آپکی ایذارسانی کے درپے ہے تو آپ کچھ مال اسکے پاس بھیجدیتے +

فی فصول المہمہ کان موسیٰ الکاظم اعبد اہل زمانہ واعلمہم واسخاھم کفا واکرمہم نفسا وکان یتفقد فقراء اہل المدینۃ فیحمل الیہم الدراہم والدنانیر الی بیوتہم لیلا وکذلک النفقات ولا یعلمون من ای جہۃ وصلہم ذلک ولم یعلموا بذلک الا بعد موتہ فصول مہمہ میں لکھا ہے کہ جناب امام موسیٰ الکاظم علیہ السلام اپنے زمانہ کے لوگوں میں سب سے زیادہ عابد اور سب سے زیادہ علم والے اور سب سے زیادہ سخی ہاتھ والے اور بزرگ نفس والے تھے آپ فقراء اہل مدینہ کے حال پر مہربانی فرماتے اور انکے گھروں میں درہم و دینار اور کھانا وغیرہ بھیجتے اور ان لوگوں کو یہ معلوم نہ ہوتا کہ کہاں سے آتا ہے اور یہ راز بنیر امام کی وفات تک نہ کھلا +

وفی الصواعق وکان معروف عند اہل العراق بباب قضاء الحوائج عند اللہ اعبد اہل زمانہ واسخاھم علامہ ابن حجر صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں کہ جناب کاظم علیہ السلام اہل عراق میں خدا کی طرف سے حاجتوں کے پورا ہونے کا دروازہ مشہور تھے اور اپنے زمانہ میں سب لوگوں سے زیادہ علم والے اور سب سے زیادہ عابد تھے +

(وایضا فیہ) سالہ الرشید کیف قلتم نحن ذریۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانتم ابناء علی فتلا موسی ومن ذریتہ داؤد وسلیمان الی ان قال عیسی ولیس لہ اب وایضا فمن حاجک فیہ من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم الآیۃ ولم یدع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند مباہلۃ النصاری غیر علی وفاطمۃ والحسن والحسین فکان الحسن والحسین ہما الابناء۔ کہتے ہیں کہ ہارون رشید نے آپ سے پوچھا کہ آپ اپنے آپکو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت

کہلاتے ہیں۔ اور آپ تو علیؓ کی اولاد ہیں جناب امام موسیٰ کاظم نے قرآن سے یہ آیت پڑھی جسکا
ابراہیمؑ کی ذریت سے داؤدؑ اور سلیمانؑ تھے۔ یہانتک کہ حضرت عیسیٰؑ کے نام تک پہونچے اور فرمایا کہ
عیسیٰؑ کا کوئی باپ نہ تھا۔ اور دوسری یہ آیت پڑھی کہ پس جو کوئی تجھ سے جھگڑے اس کے بعد کہ
جسکا تجھے علم آگیا ہے پس کہدے کہ آؤ ہم پکاریں اپنے بیٹوں کو اور تم اپنے بیٹوں کو۔ آخر آیت تک پڑھ
کر فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مباہلہ نصاریٰ کے مقابلہ میں سوا علیؓ اور فاطمہؓ اور حسنینؑ علیہ السلام
کے دوسرے کسیکو نہیں لے گئے پس حسنینؑ آپکے ابنا ٹھہرے۔

ومن بديع كراماته ما حكاه ابن الجوزي والامهرمزي وغيرهما عن شقيق البلخي انه خرج حاجا
سنة تسع واربعين ومائة فرآه بالقادسية منفردا عن الناس فقال في نفسه هذا فتى من الصوفية
ان يكون كلا على الناس فمضى اليه فقال يا شقيق اجتنبوا كثيرا من الظن ان بعض الظن
اثم فاراد ان يحالله فغاب عنه من عينيه فما راه الا بواقصة يصلي واعضاؤه تضطرب و
دموعه تتجارى فجاء اليه ليعتذر فخفف في صلوته فقال له واني لغفار لمن تاب وامن فلما
نزلوا زبالة راه على بئر سقطت ركوته فيها فدعى فطغى الماء حتى اخذها وتوضاء وصلى اربع
ركعات ثم مال الى كثيب رمل فطرح منه فيها وشرب فقال له اطعمني من فضل ما رزقك
الله تعالى فقال يا شقيق ان تزيد لم تزل نعم الله عليك ظاهرة وباطنة فاحسن ظنك بربك
فناولنيها فشربت منها فاذا سويق وسكر وما شربت والله الذ منه ولا اطيب ريحا فشبعت ورويت
واقمت اياما لا اشتهى شرابا ولا طعاما ثم لم اره الا بمكة وهو بغلمان وغاشية وامور على
خلاف ما كان عليه بالطريق (صواعق محرقہ) آپکی کرامات بدیعہ میں سے ایک وہ حکایت ہی
جسکو ابن الجوزی اور رامہرمزی رحمہما اللہ نے شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ ۱۴۹ھ ایکسو انچاس
میں شقیق حج کرنے کو گئے اور قادسیہ میں جناب امام کاظمؑ کو دیکھا کہ لوگوں سے جریدہ طور پر تشریف
لیجا رہے ہیں۔ شقیق اپنے دل میں کہنے لگے کہ یہ نوجوان صوفی یہ چاہتا ہے کہ لوگوں کا بار خاطر بنے
آپ شقیق کے پاس سے ہو کر گذرے اور یہ آیت پڑھی کہ (اے شقیق) تم پرہیز کرو بہت سے گمانوں سے
بعض گمان گناہ ہیں شقیق چاہتے تھے کہ کہیں ایک جگہ آپ کی معیت میں فروکش ہوں۔ لیکن
آپ شقیق کی نگاہوں سے پوشیدہ ہو گئے پھر آپ کو واقصہ میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ آپ کے
تمام اعضا کانپ رہے ہیں اور آنسو جاری ہیں شقیق آپکی خدمت میں عذر کرنے کے لئے حاضر ہوئے
آپنے اپنی نماز میں تخفیف فرماکر یہ آیت پڑھی کہ (میں بخشنے والا ہوں اسکو جسنے توبہ کی اور ایمان لایا)
جب زبالہ میں پہونچے تو شقیق نے پھر انکو دیکھا کہ ایک کوئیں میں آپ کا لوٹا گر گیا ہے۔
آپ نے اس لوٹے کو مانگا اور کوئیں میں پانی بلند ہو گیا یہانتک کہ آپنے لوٹا پکڑ لیا۔ اور وضو فرمایا
اور نماز کی چار رکعات پڑھیں پھر ریت کے ایک ٹیلے کیطرف متوجہ ہوئے اس سے تھوڑی سی ریت
لوٹے میں ڈالی اور پینے لگے شقیق نے عرض کیا جو کچھ کہ آپ کو خدا نے کھلایا ہے آپ اسکا جوٹھا مجکو

عنایت فرمائیں آپ نے فرمایا نہیں اے شفیق اگر تو چاہتا ہے کہ ہمیشہ ظاہر و باطن خدا تجھے اپنی نعمتیں عطا فرمایا کرے۔ پس تو اپنے رب کی جانب اپنا گمان نیک رکھا کر پھر آپ نے وہ لوٹا مجھے دیدیا میں نے اس سے پیا تو وہ ستو اور شکر سے بھرا ہوا پایا۔ میں نے کبھی ایسے لذیذ ستو نہیں پئے تھے اور نہ اُس سے زیادہ خوشبودار دیکھے تھے۔ پس میں سیر ہوگیا کئی دن تک مجھکو پھر بھوک اور پیاس نہ لگی۔ مینے پھر راستے میں آپ کو نہ دیکھا جب مکہ میں پہونچا تو دیکھتا ہوں کہ آپ نوکروں اور خدمتگاروں کے درمیان سوار تشریف لیجاتے ہیں اور جن امور کو مینے راہ میں دیکھا تھا اُنکے برخلاف بڑی شان و شوکت سے آپکی سواری جارہی ہے۔

وکان الموسی الهادی حبسه اولا ثم اطلقه لانه رای علیا یقول له هل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض و تقطعوا ارحامکم فانتبه و عرف انه المراد فاطلقه لیلا و لما قال له الرشید حین راه جالسا عند الکعبة انت الذی یبایعک الناس سرا فقال انا امام القلوب و انت امام الجسوم و لما اجتمعا امام الوجه الشریف علی صاحبه افضل الصلوٰة و السلام قال الرشید السلام علیک یا ابن عم فقال الکاظم السلام علیک یا ابت و کانت سببا لامساکه و حمله معه الی بغداد و حبسه فلم یخرج من حبسه الا میتا مقیدا و دفن جانب الغربی من بغداد (صواعق محرقہ)

خلیفہ موسی الہادی نے پہلے آپکو قید کیا تھا۔ پھر چھوڑ دیا۔ کیونکہ اُس نے ایک دفعہ جناب علی علیہ السلام کو خواب میں دیکھا تھا۔ کہ آپ اُسسے فرما رہے ہیں کہ تم اسی لئے خلافت چاہتے تھے کہ تم لوگ زمین میں فساد اور قطع رحم کرو موسی الہادی نے خواب سے بیدار ہوکر معلوم کیا کہ اس سے مراد جناب امام ہیں پس آپکو رات ہی میں رہا کر دیا۔ اور پھر جب رشید نے آپکو کعبہ کے پاس بیٹھا ہوا دیکھا تو کہا آپ ہی لوگوں سے پوشیدہ بیعت لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں دلوں کا امام ہوں اور تو جسموں کا امام ہے جس روز کہ دلوں کا امام اور جسموں کا امام دونوں ملکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو کھڑے ہونگے۔ رشید حضرت سے عرض کریگا ای ابن عم السلام علیک اور کاظم عرض کریگا السلام علیک ای باپ یہی آپکی گرفتاری کا سبب ہوا ہارون رشید آپکو گرفتار کرکے بغداد میں لے آیا اور قید رکھا تا وقت انتقال آپ اس سے رہا نہ ہوئے اور بغداد کی غربی جانب مدفون ہوئے ؞

و لما حج الرشید سعی به الیه و قیل ان الاموال تحمل الیه من کل جانب حتی یشتری ضیعة بثلاثین الف دینار فقبض علیه و انفذه لامره بالبصرة عیسی بن جعفر بن المنصور فحبسه سنة ثم کتب الیه الرشید فی دمه فاستعفی و اخبر انه لم یدع علی الرشید و ان لم یمکن یرسل من یسلمه و الا خلی سبیله فبلغ الرشید کتابه فکتب للسندی ابن شاهک بتسلیمه و امره فیه فجعل له سما فی طعامه و قیل فی رطب فتوعك و مات بعد ثلاثة ایام و عمره خمسة و ستون سنة (صواعق محرقہ)

جب خلیفہ ہارون رشید حج کرنے کو گیا تو جناب امام موسی کاظم علیہ السلام کی نسبت کے رشید کو بہت شکایت کیگئی کہ آپکے پاس ہر طرف سے مال آتا ہے اور آپنے تیس ہزار دینار کی زمین خریدی ہے رشید نے اُسپر قبضہ کرلیا اور عیسی بن جعفر بن منصور کو حکم بھیجکر آپ کو قید کر دیا۔ ایک سال تک آپ قید میں رہے پھر ان کے قتل کے لئے

عیسی کو لکھا عیسی نے آپ کے قتل کرنے سے معافی چاہی اور یہ لکھ بھیجا کہ خلیفہ آدمی کو بھیج دیں تاکہ میں امام کو اسکے سپرد کردوں۔ اگر نہیں بھیجے گا تو میں انکو چھوڑ دونگا جب رشید کو یہ خبر معلوم ہوئی تو اسنے لکھ بھیجا کہ امام کو سندی بن شاہک کے سپرد کردے اور سندی کو جناب امام کے قتل کرنیکا حکم بھیجدیا۔ اسنے آپکے کھانے میں زہر ملادیا۔ کہتے ہیں کہ کھجوروں میں آپ کو زہر دیا گیا جس سے آپ لوٹ پوٹ ہوتے تھے تین دن کے بعد انتقال فرماگئے آپکی عمر اسوقت پچپن سال کی تھی ۔

وتوفی فی خمس من شہر رجب سنہ ۱۸۳ واولادہ فی فصول المہمہ سبعۃ وثلاثون واشہرہم علی الرضا آپکا انتقال پانچویں رجب سنہ ۱۸۳ کو ہوا اور فصول مہمہ کے مصنف نے ۳۷ آپکی اولاد کی آدمی لکھے ہیں ۔

ومن مصنفاتہ مسند الامام موسی بن جعفر الکاظم رواہ ابونعیم الاصفہانی صاحب حلیۃ الابرار (کشف الظنون فی اسامی الکتب والفنون) آپکی مشہور تصانیف میں سے مسند ہے جس کو کہ حافظ ابونعیم اصفہانی صاحب حلیۃ الابرار نے آپ سے روایت کیا ہے ۔

امام علی بن موسی الرضا علیہ السلام

ولد علی بن موسی الرضا بالمدینۃ سنہ ۱۴۸ وقیل سنہ ۱۵۳ امہ ام ولد یقال لہا ام البنین واسمہا اروی کنیتہ ابوالحسن القابہ الرضا والصابر والزکی والولی (تذکرہ خواص الامہ) جناب امام علی بن موسی الرضا علیہ التحیۃ والثنا سنہ ۱۴۸ یا سنہ ۱۵۳ کو مدینہ طیبہ میں تولد ہوئے آپکی والدہ ماجدہ ام الولد تھیں جنکو بعض نے ام البنین لکھا ہے۔ انکا اسم شریف اروی تھا۔ جناب امام کنیت ابوالحسن اور القاب رضا اور صابر۔ اور زکی اور ولی ہیں ۔

قال ابراہیم بن العباس ما رایت اعلم منہ وکان المامون یمتحنہ بالسوال عن کل امر فیجیبہ الجواب الشافی وکان قلیل النوم کثیر الصوم لا یفوتہ صوم ثلاثۃ ایام من کل شہر وکان کثیر الخیر واکثر ما یکون فی اللیالی المظلمۃ وکان جلوسہ فی الصیف علی حصیر وفی الشتاء علی مسح (تذکرہ خواص الامہ) ابراہیم بن عباس کہتا ہے کہ میں نے انسے زیادہ عالم نہیں دیکھا۔ مامون اکثر سوالات میں انکا امتحان لیا کرتا تھا اور آپ اسکو جواب شافی دیا کرتے تھے۔ آپ بہت کم سوتے تھے اور روزے کثرت سے رکھا کرتے تھے اور گرمی کے دنوں میں چٹائی پر اور جاڑے کے دنوں میں کمبل پر بیٹھا کرتے تھے ۔

وفی الصواعق ہو ابینہم ذکرا واجلہم قدرا ومن ثم احلہ المامون محل مہجتہ وانکحہ ابنتہ واشرکہ فی مملکتہ وفوض الیہ امر الخلافۃ فانہ کتب بیدہ کتابا سنہ احدی ومائتین بان علی الرضا ولی عہدہ واشہد علیہ جمعا کثیرا لکنہ توفی قبلہ فاسف علیہ کثیرا واخبر قبل موتہ بانہ یاکل عنبا ورمانا فیموت مسموما وان المامون یرید دفنہ خلف الرشید فلم یستطع وکان ذلک کلہ کما اخبر بہ (صواعق محرقہ) صواعق محرقہ میں ہے کہ سب سادات سے ازروئے ذکر کے روشن تر تھے اور قدر میں سب سے برتر تھے اسی وجہ سے مامون نے اپنے سینہ میں انکو جگہ دی تھی اور اپنی بیٹی کے ساتھ انکا نکاح کیا تھا۔ اور اپنی مملکت

میں شریک بنایا تھا اور امر خلافت انکی طرف سپرد کرکے سنہ ہجری میں ایک جماعت کی گواہی سے آپکی ولیعہدی کا عہدنامہ اپنے ہاتھ سے لکھدیا تھا لیکن آپ اس سے پہلے انتقال فرماگئے جسپر کہ ماموں کو نہایت افسوس ہوا۔ آپنے اپنی موت سے پہلے آگاہ کیا تھا کہ آپکو بسروار انگور کھلایا جائیگا۔ ماموں کا ارادہ تھا کہ مرنے کے بعد رشید کے پہلو میں خود دفن ہو۔ لیکن یہ بات اُسکو حاصل نہ ہوئی اور ماموں کی جگہ پر جناب امام دفن ہوئے۔ یہ سب خبریں جناب امام نے اپنے انتقال سے پہلے بیان فرمائی تھیں۔

عن موسی بن عمران قال رأیت علیا الرضا فی مسجد المدینۃ وھارون الرشید یخطب قال تروننی وایاہ ندفن فی بیت واحد (تذکرہ خواص الامہ) موسی بن عمران ناقل ہیں کہ میںنے جناب امام علی الرضا علیہ التحیۃ والثنا کو مدینہ کی مسجد میں دیکھا۔ اُسوقت ہرون رشید منبر پر خطبہ پڑھ رہا تھا۔ آپنے فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ میں اور یہ یعنے ہرون رشید ایک گھر میں دفن ہونگے۔

ومن موالیہ معروف الکرخی استاذ السری السقطی لانہ اسلم علی یدیہ (رواہ الحاکم) معروف کرخی استاد سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ جناب امام علیہ السلام کے غلاموں میں سے تھے کیونکہ وہ آپکے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے تھے۔

عن محمد بن عیسی بن حبیب قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام فی مسجد الذی ینزل الحجاج فیہ ببلدنا فسلمت فوجدت عندہ طبقا من خوص المدینۃ فیہ تمر صیحانی فناولنی منہ ثمانی تمرۃ فلما کان بعد عشرۃ ایام قدم ابوالحسن علی الرضا من المدینۃ ونزل ذلک المسجد وھرع الناس الی السلام علیہ فمضیت نحوہ فاذا ھو جالس فی موضع الذی رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم جالسا فیہ وبین یدیہ طبق من خوص المدینۃ فیہ تمر صیحانی فسلمت علیہ فاستدنانی وناولنی قبضۃ من ذلک التمر فاذا اعدتھا بعدد ما ناولنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی النوم فقلت لہ زدنی فقال لو زادک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لزدناک (رواہ الحاکم) محمد بن عیسی بن حبیب کہتا ہے کہ میں نے جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ ہمارے شہر کی مسجد میں آپ فروکش ہوئے ہیں میں حضور کے سلام کے لئے حاضر ہوا ہوں اور سرکار کے سامنے مدینہ کی کھجوروں کے پتوں کا طبق رکھا ہوا ہے جس میں صیحانی کھجوریں ہیں آپنے مجکو انمیں سے آٹھ کھجوریں عطا فرمائی ہیں جب اس خواب پہ بیس دن گذر گئے تو جناب امام ابوالحسن علی الرضا مدینہ سے تشریف لائے اور اُسی مسجد میں اُترے اور لوگ سلام کے لئے دوڑے۔ میں بھی آپکے پاس گیا دیکھا تو آپ اسی مقام پر تشریف رکھتے ہیں جس جگہ کہ میںنے جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تھا اور مدینہ کی کھجور کے پتوں کا طبق صیحانی کھجوروں سے بھرا ہوا آپکے سامنے رکھا ہوا ہے میں نے سلام عرض کیا آپنے مجھے قریب بلا کر مٹھی بھر کر ان کھجوروں میں سے عطا فرمائیں میںنے اُنکو شمار کیا تو اسی تعداد کے موافق پائیں جو مجھے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں عطا فرمائی تھیں میںنے جناب امام علیہ السلام سے عرض کیا۔ آپ مجھے زیادہ عطا کریں۔ آپنے فرمایا اگر تجھے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ عطا کرتے تو ہم بھی زیادہ دیتے۔

وفی الصواعق لما دخل نیسابور کما فی تاریخھا وشق سوقھا وعلیہ مظلۃ لا یری من ورائھا تعرض لہ الحافظان ابوزرعۃ الرازی ومحمد بن اسلم الطوسی ومعھما من طلبۃ العلم والحدیث ما

لا یحصی فتضرعا الیہ ان یریہم وجہہ ویروی لہم حدیثا عن آبائه فاستوقف البغلة وامر غلمانه ان یکشف المظلة واقر عیون تلک الخلائق برؤیة طلعته المبارکة فکانت له ذوابتان مدلیتان علی عاتقه والناس بین صارخ وباک ومتمرغ فی التراب ومقبل لحافر بغلته فصاحت العلماء یا معاشر الناس انصتوا فانصتوا واستملی منه الحافظ المذکوران فقال حدثنی ابی موسی الکاظم عن ابیه جعفر عن ابیه محمد الباقر عن ابیه زین العابدین الحسین عن ابیه علی بن ابیطالب قال حدثنی جبرئیل قال سمعت رب العزة سبحانه یقول لا اله الا الله حصنی فمن قالها دخل حصنی فمن دخل حصنی امن من عذابی ثم ارخی الستر وسار فعد اهل المحابر والدوی الذی یکتبون فانافوا عشرین الفا وفی روایة ان الحدیث مروی - الایمان معرفة بالقلب واقرار باللسان وعمل بالارکان لعلهما واقعتان - وقال احمد لو قرأت هذه الاسناد علی مجنون لبرئ من جنته صواعق محرقہ میں علامہ ابن حجر تاریخ نیشاپور سے ناقل ہیں کہ جب جناب امام علی موسی الرضا نیشاپور میں تشریف لے گئے تو زائرین کے ازدحام سے چلنا دشوار تھا - آپ ایک خچر پر سوار تھے اور آپ پر چھاتا لگا ہوا تھا جس کی وجہ سے لوگ آپکو نہیں دیکھ سکتے تھے - ابوزرعہ رازی اور محمد بن اسلم طوسی اُس زمانہ کے مشہور حافظان حدیث نے آگے بڑھکر باگ تھام لی طلبہ علم اور محدثین کی جماعت کثیر اُن دونوں کے ہمراہ تھی جو شمار میں نہیں آسکتی تھی دونوں بزرگوں نے نہایت عجز سے عرض کی کہ حضور لوگوں کو اپنے جمال باکمال سے مشرف فرمائیں اور اپنے آبائے کرام کی کوئی حدیث سنائیں آپنے خچر کو کھڑا کر دیا اور چھتری کو اُتار دیا آپکی طلعت مبارک کو دیکھکر خلقت کی آنکھ کو ٹھنڈک حاصل ہوئی - دو گیسو آپکے کندھوں پر لٹکے ہوئے تھے لوگ روتے اور چلاتے اور مٹی میں لوٹتے اور خچر کے پائوں کو چومتے تھے - علماء نے پکار کر کہا اے لوگو خاموش ہو جاؤ - تمام لوگ خاموش ہو گئے - دو حافظان حدیث کی التماس پر آپنے فرمایا مجھ سے میرے باپ امام موسیٰ کاظم نے بیان کیا ہے اور اُن سے اُن کے والد ماجد امام جعفر صادق نے کہا ہے اور اُنسے اُنکے پدر بزرگوار امام محمد باقر نے روایت کیا ہے اور اُنسے اُنکے اب مکرم امام زین العابدین نے نقل کیا ہے اور وہ اپنے باپ امام حسینؑ سے ناقل ہیں اور وہ اپنے والد مہربان جناب علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے میری آنکھوں کی ٹھنڈک ابوالقاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے جبریلؑ نے آگاہ کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کلمہ لا الہ الا اللہ میرا حصن ہے - اور جو میرے حصن میں داخل ہوا میرے عذاب سے بےخوف ہوا - یہ کہکر جناب امام نے پردہ چھوڑ دیا اور تشریف لیگئے - جو لوگ کہ دوات اور قلم لیکر اس حدیث کو لکھ رہے تھے اُنکا شمار کیا گیا تو اُنکی تعداد بیس ہزار کے قریب پہونچ گئی - اور ایک روایت میں ہے کہ جناب امام نے اس حدیث کو بیان فرمایا تھا - کہ ایمان قلب کی معرفت حاصل ہونے اور زبان کے ساتھ اقرار کرنے اور ارکان کے ساتھ عمل کرنیکا نام ہے - شاید یہ دونوں واقعات علیحدہ علیحدہ ہوئے ہوں - امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اگر اس حدیث کو انہیں اسناد کے ساتھ پڑھکر دیوانہ پر پھونکا جائے تو البتہ اُسکی دیوانگی جاتی رہیگی اور وہ تندرست ہو جائیگا ۔

وکانت وفاته سنة ۲۰۳ فی آخر صفر وعمره خمس وخمسون ودفن بسناآباد رستاق من اعمال طوس ولادہ

خمسۃ و اشہرھم جواد (صواعق) آپکی وفات ۲۲۰ھ میں صفر کی آخری تاریخوں میں ہوئی ہے اسوقت آپکی عمر پچپن ۵۵ برس کی تھی آپ قریہ سناآباد میں جو شہر طوس کا ایک گاؤں ہے دفن ہوئے ہیں آپکی پانچ اولادیں تھیں جنمیں زیادہ مشہور امام جواد علیہ السلام ہیں ❊

ومن مصنفاتہ مسند اھل البیت (کشف الظنون) آپکی تصنیفات میں سے مشہور کتاب مسند اہل بیت ہے جس میں اہل بیت کے مرویات کو جناب امام نے جمع فرمایا ہے ❊

مناقب امام جواد علیہ السلام

امہ ام الولد یقال لھا سکینۃ المرسینۃ وکنیتہ ابوجعفر لکنیۃ جدہ محمد الباقر ولقبہ تقی والجواد والقانع والمرتضی ولد بالمدینۃ تاسع عشر رمضان سنۃ ۱۹۵ھ (تذکرہ خواص الامۃ) آپکی والدہ ماجدہ ام ولد تھیں جنکا نام نامی سکینۃ المرسیہ تھا جناب امام کی کنیت آپکے جد امجد امام محمد باقر علیہ السلام کی کنیت پر ابوجعفر تھی آپکے اشہر القاب تقی اور جواد ہیں اور آپ القانع اور المرتضی کے القاب سے بھی مشہور ہیں انیسویں رمضان ۱۹۵ھ کو مدینہ منورہ میں آپکا تولد ہوا ❊

وفی الصواعق کان واقف والصبیان یلعبون فی زقۃ بعد ادوم المامون ففروا ووقف محمد وعمرہ تسع سنین فالقی محبتہ فی قلبہ فقال لہ یا غلام ما منعک من الانصراف فقال لہ یا امیر المومنین لم یکن بالطریق ضیق فاوسعہ لک ولیس لی جرم فاخشی والظن بک حسن ان تضر من لا ذنب لہ فاعجبہ کلامہ وحسن صورتہ فقال ما اسمک واسم ابیک فقال محمد بن علی الرضا فترحم علیہ وعلی ابیہ وساق جوادہ وکان معہ بزاۃ للصید فلما بعد عن العمران وارسل بازا علی دراجۃ فغاب عنہ ثم عاد وفی منقارہ سمکۃ وتعجب من ذلک غایۃ العجب ورجع فرای الصبیان علی حالھم ومحمد عندھم ففروا الا محمد فدنا منہ وقال یا محمد ما فی یدی فقال یا امیر المومنین ان اللہ خلق فی بحر قدرتہ سمکا صغارا تصیدھا بزاۃ الملوک والخلفاء فیختبر بہا سلالۃ اھل المصطفی علیہ وعلیہم السلام فقال لہ انت ابن الرضا حقا واخذ معہ واحسن الیہ وبالغ فی اکرامہ ولم یزل مشفقا بہ مما ظہر لہ بعد ذلک من فضلہ وعلمہ وکمال عقلہ وظہور برہانہ مع صغر سنہ وعزم علی تزویجہ بنتہ ام الفضل وصمم علی ذلک فمنعہ العباسیون من ذلک خوفا من ان یعہد الیہ کما عہد الی ابیہ فذکر لھم انما اختارہ لتمیزہ علی کافۃ اھل الفضل علما ومعرفۃ وحلما مع صغر سنہ فتنازعوا فی اتصاف محمد بذلک ثم تواعدوا علی ان یرسلوا الیہ من یختبرہ فارسلوا الیہ یحیی مسائل فاجابہ باحسن جواب فقال لہ الخلیفۃ احسنت یا اباجعفر فان اردت ان تسال یحیی ولو مسئلۃ واحدۃ فقال لہ ما تقول رجل نظر الی مراۃ اول النہار حراما ثم حلت لہ عند ارتفاع الشمس ثم حرمت علیہ عند الظہر ثم حلت لہ العصر ثم حرمت علیہ المغرب ثم حلت لہ العشاء ثم حرمت علیہ نصف اللیل ثم حلت لہ الفجر فقال یحیی لا ادری فقال محمد امۃ نظرھا اجنبی وھو حرام ثم ابتاعھا عند ارتفاع النہار واعتقھا الظہر وتزوجھا العصر وظاہر منہا المغرب وکفر العشاء وطلقہا

رجعیا نصف اللیل وداجبہا الفجر فعند ذلک قال المامون للعباسیین قد عرفتم ما تنکرون ثم زوجہ فی ذلک المجلس ابنتہ ام الفضل ثم توجہ بہا الی المدینۃ فارسلت تشتکی منہ لابیہا انہ تسری علیہا فارسل الیہا ابوہا انا لم نزوجک لہ لنحرم علیہ حلالا فلا تعودی بمثلہ صواعق محرقہ میں ہے کہ ایکدن آپ بغداد کی گلی میں کھڑے ہوئے تھے لڑکے کھیل رہے تھے مامون کی سواری آئی لڑکے بھاگ گئے آپ کھڑے رہے اسوقت آپکی عمر نو برس کی تھی۔ مامون نے جب جناب امام کو دیکھا تو اس کے دل میں امام کی محبت پیدا ہو گئی اور آپ سے پوچھنے لگا کہ لڑکے تو کیوں نہیں بھاگ گیا آپنے جواب دیا یا امیر المومنین راستہ تنگ نہیں تھا۔ کہ میرے ہٹ جانے سے تمہاری سواری کا راستہ کشادہ ہو جاتا۔ اور میں مجرم نہیں تھا کہ آپکے خوف سے بھاگ جاتا۔ اور تمہاری نسبت میرا گمان بھی نیک تھا کہ بغیر جرم کے کسی کو نہیں بھگائینگے۔ مامون کو یہ کلام نہایت پسند آیا اور آپکی صورت بھلی معلوم ہوئی۔ پوچھا تمہارا اور تمہارے باپ کا کیا نام ہے۔ آپنے فرمایا محمد بن علی الرضا۔ مامون کو آپ پر اور آپکے والد ماجد پر نہایت ترس آیا اور آپنے گھوڑا بڑھا دیا۔ مامون اسوقت شکار کھیلنے کے لئے نکلا تھا اور اسکے ساتھ چند باز تھے۔ جب آبادی سے دور نکل گیا تو ایک باز کو تیتر پر چھوڑا وہ غائب ہو گیا جب لوٹ آیا تو اسکی چونچ میں ننھی سی ایک مچھلی تھی۔ مامون دیکھکر نہایت متعجب ہوا اور وہاں سے لوٹا لڑکے کھیل رہے تھے جناب امام کے سوا سب بھاگ گئے مامون نے قریب ہو کر پوچھا یا محمد میرے ہاتھ میں کیا ہے آپنے فرمایا یا امیر المومنین خدا تعالے نے اپنے دریائے قدرت میں ایک ننھی سی مچھلی پیدا کی ہے۔ جس کو کہ بادشاہوں کے باز شکار کرتے ہیں اور اہلبیت مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کے فرزند اس سے خبر دیتے ہیں مامون نے کہا بیشک آپ امام علی الرضا کے فرزند ہیں آپکو اپنے ساتھ لیگیا اور نہایت تکریم سے پیش آیا جس قدر کہ اسپر آپکے علم و فضل اور کمال عقل اور ظہور برہان کی حقیقت کھلتی گئی اسیقدر وہ آپکی تعظیم و تکریم میں مبالغہ کرتا گیا۔ آخرش اسنے جناب امام سے اپنی بیٹی ام الفضل کے نکاح کرنیکا قصد کیا۔ بنی عباس اس خوف سے مانع ہوئے کہ ان کے باپ کی طرح سے کہیں انکو بھی ولیعہد نہ بنائے۔ مامون نے عباسیوں سے کہا میں نے باوجود اس صغر سنی کے تمام اہل فضل پر علم اور فضل و حلم میں انکے ممتاز ہونیکی وجہ سے انکو اس کام کے لئے منتخب کیا ہے۔ بنی عباس آپکے ان اوصاف میں تنازع کرنے لگے۔ اور ان لوگوں نے مقرر کیا کہ ہم ایک ایسے آدمی کو لائینگے جو ان امور میں انکا امتحان کرے۔ اس بات کے لئے انہوں نے اس زمانہ کے زبردست عالم اور بینظیر مناظر یحییٰ بن اکثم کو پیش کیا سب ارکین دولت اسوقت جمع تھے۔ خلیفہ نے جناب امام کے لئے ایک مکلف مسند بچھانیکا حکم دیا۔ جب جناب نے اسپر جلوس فرمایا یحییٰ نے ان سے چند مسایل پوچھے آپنے دلائل واضح سے جواب دیئے۔ خلیفہ نے کہا یا ابا جعفر آپنے بہت ہی اچھی طرح سے انکے مسائل کا جواب دیا ہے۔ اگرچہ ایک ہی مسئلہ ہو مگر آپ یحییٰ سے ضرور پوچھیں آپنے یحییٰ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ تم اس مسئلہ میں کیا کہتے ہو کہ صبحکو ایک مرد نے ایک عورت کی طرف دیکھا اور وہ اسوقت حرام تھی۔ پھر آفتاب کے طلوع کیوقت وہ اسپر حلال ہو گئی پھر ظہر کیوقت اسپر حرام ہو گئی اور عصر کیوقت پھر حلال ہو گئی پھر مغرب کیوقت حرام ہو گئی پھر عشا کو حلال ہو گئی اور آدھی رات کو حرام ہو گئی۔ پھر فجر کو حلال ہو گئی یحییٰ نے کہا میں اس مسئلہ کو نہیں جانتا

جناب امام نے فرمایا صبحکو ایک اجنبی نے ایک کنیز کی طرف دیکھا وہ اُسوقت اُس مرد پر حرام تھی اور آفتاب کے طلوع کیوقت اُسکو خرید لیا وہ اُسپر حلال ہوگئی۔ ظہر کے وقت اُسنے اُسکو آزاد کر دیا اور عصر کے وقت اُس سے نکاح کیا۔ اور مغرب کے وقت ظہار کیا اور عشا کو کفارہ دیا۔ اور آدھی رات کو اُسے طلاق رجعی دی اور فجر کو اس سے رجوع کیا۔ یہ سُنکر مامون نے بنی عباس سے کہا جس بات پر تم جھگڑتے تھے اب تمنے دیکھ لیا پھر اسی مجلس میں جناب امام کے ساتھ اپنی بیٹی ام الفضل کا نکاح کر دیا۔ جناب امام مامون کی بیٹی کو لیکر مدینہ شریف چلے گئے وہاں سے اُسنے اپنے باپ کے پاس شکایت کر بھیجی کہ جناب امام کنیزوں کیساتھ خلاوملا رکھتے ہیں مامون نے جواب میں کہلا بھیجا کہ ہمنے تیرا نکاح اُنسے اسلئے نہیں کیا کہ تو اُنپر خدا کے حلال کو حرام کرے۔ ہرگز ایسی باتیں پھر نہ کریو۔

وتوفی من المحرم سنۃ عشرین ومائتین ودفن فی مقابر قریش فی ظہر جدہ الکاظم وعمرہ خمس وعشرون سنۃ ویقال انہ سم ایضا (صواعق) آپکا انتقال محرم ۲۲۰ھ کو ہوا اور بغداد میں قبرستان قریش میں اپنے جد امجد امام موسی کاظم علیہ السلام کی پشت کے پیچھے دفن ہوئے پچیس برس آپنے عمر پائی کہتے ہیں کہ آپکو بھی زہر دیا گیا ہے۔

یقال ان ام الفضل بنت المامون سقتہ بامر ابیہا (تذکرہ خواص الامہ) سبط ابن الجوزی تذکرہ خواص الامہ میں لکھتے ہیں کہ ام الفضل مامون کی بیٹی نے اپنے باپ کے حکم سے آپ کو زہر دیا۔

مناقب الامام علی العسکری علیہ السلام

قال ابن الخشاب فی تاریخ موالید اہل البیت ولد ابو الحسن علی الہادی بالمدینۃ فی رجب سنۃ ۲۱۴ وامہ ام ولد یقال لہا سمانۃ المغربیۃ وکنیتہ ابو الحسن والقابہ الہادی والمتوکل والناصح والنقی والمرتضی والفقیہ والامین والطیب۔ تاریخ موالید اہل بیت میں ابن الخشاب لکھتے ہیں کہ جناب امام ابو الحسن علی الہادی علیہ السلام کی ولادت باسعادت رجب ۲۱۴ھ میں ہوئی۔ آپکی والدہ ماجدہ ام ولد تھیں جنکا اسم مبارک سمانہ مغربیہ تھا آپکی کنیت ابو الحسن ہے اور المتوکل اور الناصح اور النقی اور المرتضیٰ اور الفقیہ اور الامین اور الطیب القاب ہیں۔

وسمی العسکری بذلک الاشخاصہ من المدینۃ النبویۃ الی سر من رای واسکنہ بہا وکانت تسمی العسکر فعرف بالعسکری فکان وارث ابیہ علما وسخاء امن ثم جاءہ الاعرابی من اعراب الکوفۃ وقال انی من المتمسکین بولای حبل جدک وقد رکبنی دین اثقلنی حملہ الم اقصد لقضائہ سواک فقال کم دینک فقال عشرۃ الاف درہم فقال طب نفسک بقضائہ ان شاء اللہ تعالی ثم کتب لہ ورقۃ فیہا ذلک المبلغ دینا علیہ لہ وقال لہ ائتنی بہا فی المجلس العام وطالبنی بہا واغلظ فی الطلب ففعل فاستمہلہ ثلاثۃ ایام فبلغ ذلک المتوکل فامر لہ بثلاثین الفا فلما وصلتہ اعطاہا الاعرابی فقال یا ابن رسول اللہ ان العشرۃ الاف لاقضی اربی فابی ان یسترد منہ من الثلاثین شیئا فولی الاعرابی وہو یقول اللہ اعلم حیث

سلہ ظہار بالکسر گفتن مرد زوجہ خود را کہ تو مرا ہمچو پشت مادر منی وبایں گفتن زن بروے حرام میشود تا کفارہ ندہد حلال نمے گردد ۱۲ منتخب۔

بجعل اسالتہ ونقل بعض الحفاظ ان امرأۃ زعمت انہا شریفۃ بحضرۃ المتوکل فسال عن یخبرہ بذلک فدل علی
علی العسکری فجاء اجلسہ معہ علی سریرہ فسالہ المتوکل بذالک فقال ان اللہ حرم اولاد الحسین علی السباع
فتلقی السباع فعرض علیہا ذلک فاعترفت بکذبہا ثم قیل للمتوکل الا تجرب ذلک فیہ فامر بثلاثۃ من
السباع فجئ بہا فی صحن قصرہ ثم دعاہ فلما دخل بابہ اغلقت علیہ والاسباع قد اصمت الاسباع
من زئیرہا فالماشی فی الصحن یرید الدرجۃ مشت الیہ اسکنت فتمسحت ودارت حولہ وھو
یمسحہا بکمہ ثم وبصت فصعد المتوکل وبحدث معہ ساعۃ ثم نزل ففعلت معہ الاول حتی خرج
فاتبع المتوکل بجائزۃ عظیمۃ فقیل للمتوکل افعل کما فعل ابن عمک قال اتریدون قتلی (صواعق محرقہ)

آپ کا نام عسکری اس وجہ سے ہوا کہ آپ مدینہ منورہ سے سرمن راہ میں جسے سامرہ بھی کہتے ہیں نکالے گئے تھے اور سامرہ کا دوسرا نام عسکر بھی ہے۔ اسلئے آپ عسکری مشہور ہوگئے۔ آپ علم اور سخاوت میں اپنے والد ماجد کے وارث تھے۔ ایک دفعہ کوفہ کے اعراب میں سے ایک اعرابی آپکی خدمت میں آکر کہنے لگا۔ میں آپکی جد امجد کی دوستی کیساتھ متمسک ہوں اور قرض کے بوجھ سے دب گیا ہوں۔ میں آپ کے سوا اسکے ادا ہونیکی سبیل نہیں جانتا۔ آپ نے فرمایا تجھے کتنا قرض دینا ہے کہنے لگا دس ہزار درہم آپ نے فرمایا تو غم نہ کھا انشاء اللہ ادا ہو جائیگا۔ آپ نے اُسکو دس ہزار درہم کا تمسک لکھدیا اور کہا کہ اس تمسک کو لیکر تو مجلس عام میں ہمارے پاس آئیو اور سخت تقاضا کیجیو۔ اُسنے ویسا ہی کیا۔ آپ نے اُس سے میٹھی باتیں کرکے تین دن کا وعدہ کیا خلیفہ متوکل کو یہ معلوم ہوا۔ اُسنے تیس ہزار درہم آپکی خدمت میں بھیجے آپ نے وہ سب اُس اعرابی کو دیدیئے۔ اعرابی نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ میری نہایت درجہ کی آرزو دس ہزار درہم تھے بیس ہزار آپ نے لیں لیکن آپ نے تیس ہزار درہم میں سے ایک درہم کے بھی واپس لینے سے انکار کیا۔ اعرابی حضرت کی خدمت سے یہ کہتا ہوا لوٹا کہ اللہ تعالیٰ اپنی رسالت کے مقام کو خوب پہچانتا ہے ؏

بعض حافظان اخبار بیان کرتے ہیں کہ متوکل کے سامنے ایک عورت نے سیدانی ہونیکا دعویٰ کیا۔ متوکل نے کہا کہ کوئی طریقہ ایسا ہے کہ جس سے اس عورت کے اس دعویٰ کی آزمایش کیجائے۔ لوگوں نے جناب امام علی العسکری کیطرف دلالت کی۔ متوکل نے جناب امام کو بلا کر اپنے تخت پہ بٹھایا اور اُس عورت کی دعوی سیادت میں امتحان کرنے سے پوچھا آپ نے فرمایا کہ پروردگار نے درندوں پر حسین کی اولاد کا گوشت حرام کیا ہے۔ تم درندوں کو اُسکے پیچھے ڈالدو یہ سُنکر اس عورت نے اپنے جھوٹ کا اقرار کیا۔ لوگوں نے متوکل سے کہا تم انکا تجربہ کیوں نہیں کرتے۔ متوکل نے تین درندے قصر کے صحن میں چھڑوادیئے۔ پھر جناب امام کو بلوایا آپکو اُس میں داخل کرکے دروازہ بند کر دیا اور خود چھت پر چڑھ کر تماشا دیکھنے لگا۔ جب درندوں نے دروازہ کھلنے کی آواز سُنی۔ تو خاموش ہوگئے۔ جب آپ صحن میں پہونچکر سیڑھی پر چڑھنے لگے تو درندے آپکی طرف بڑھے اور ٹھہر گئے اور آپکو چھو کر گرد پھرنے لگے۔ آپ اپنی آستین انپر ملتے تھے۔ پھر درندے گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گئے۔ متوکل جناب امام کے ساتھ چھت پر سے باتیں کرتا رہا اور اتر آیا۔ پھر جناب صحن سے باہر تشریف لے آئے متوکل نے آپکے پاس گراں بہا صلہ بھیجا۔ لوگوں نے متوکل سے کہا تو بھی ایسا کرکے دکھا جس طرح سے

ہیں بہلول کو خیال ہوا کہ شاید آپ اس چیز کے لئے روتے ہیں جس سے کہ لڑکے کھیل رہے ہیں۔ بہلول نے کہا میاں صاحبزادے میں ایسی کھیلنے کی چیز تمہیں بھی مول لے دوں۔ آپ نے فرمایا اے کم عقل ہم کھیلنے کے لئے نہیں پیدا ہوئے۔ بہلول نے کہا پھر تم کس چیز کے لئے پیدا ہوئے ہیں آپ نے فرمایا علم اور عبادت کے لئے بہلول نے کہا آپ نے یہ بات کہاں سے حاصل کی ہے آپ نے کہا خدا ئے پاک کے کلام مبارک سے کہ آیا تم یہ جانتے ہو کہ تم بیکار پیدا ہوئے ہو اور تم ہماری طرف نہیں رجوع کرو گے۔ پھر بہلول نے آپ سے چند نصیحت کی باتیں پوچھیں آپ نے چند پند آمیز شعر پڑھے۔ پھر جناب حسن علیہ السلام بیہوش ہو کر بہلول پر گر گئے جب افاقہ میں آئے تو اُسنے پوچھا کہ آپکو کیا ہوا ہے۔ آپ ابھی بچے ہیں آپ نے تو ابھی کوئی خطاب　نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا اے بہلول میرے پاس سے ہٹ جا میں نے اپنی والدہ کو آگ جلاتے ہوئے دیکھا کہ موٹی لکڑیوں کو آگ نہیں لگی۔ جبتک کہ اُسنے پہلے چھوٹی چھوٹی لکڑیاں نہیں جلائیں اسطرح سے ہی مجھے بھی ڈر ہے کہ کہیں میں بھی جہنم کی چھوٹی لکڑی نہ بنجاؤں۔ اور جب آپ سامرہ میں قید ہو گئے لوگوں میں قحط شدید پڑ گیا۔ خلیفہ معتمد بن متوکل نے لوگوں کو تین دن کی نماز استسقاء کیواسطے شہر سے باہر نکلنے کا حکم دیا۔ لیکن مینہ نہ برسا۔ عیسائیوں کا گروہ بھی شہر سے باہر نکلا انمیں ایک راہب تھا جب اسنے آسمان کی طرف ہاتھ پھیلائے بارش ہونے لگی دوسرے روز بھی اسی طرح سے ہوا بعض جاہلوں کو شک پیدا ہو گیا اور دین سے لوٹنے لگے خلیفہ پر یہ بات نہایت شاق گذری حسن خالص علیہ السلام کو بلا کر کہا اپنی جد امجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کی دستگیری فرماویں قبل اسکے کہ ہلاک ہو جاوے جناب امام نے فرمایا لوگوں کو چاہئے کہ کل شہر سے باہر نکلیں انشاء اللہ میں شک زائل کر دونگا خلیفہ نے امام کے تمام اصحاب کو قیدخانہ سے نکال دینے کا حکم دیا۔ وہ سب رہا کئے گئے جب نماز استسقاء کے لئے شہر سے باہر نکلے۔ راہب نے آسمان کی طرف ہاتھ پھیلائے۔ بادل پیدا ہو گیا۔ جناب حسن نے راہب کے ہاتھ پکڑنے کا حکم دیا۔ اُس میں ایک آدمی کی ہڈی پائی گئی۔ آپ نے وہ ہڈی اسکے ہاتھ سے لے لی اور کہا کہ بارش طلب کر اسنے ہاتھ اٹھایا ابر کھل گیا۔ آفتاب نکل آیا۔ لوگ اس بات سے نہایت متعجب ہوئے۔ خلیفہ نے جناب امام سے کہا یا ابا محمد یہ کیا چیز ہے۔ فرمایا یہ کسی نبی کے جسم مبارک کی ہڈی ہے جو کسی قبر سے اس راہب کے ہاتھ لگ گئی ہے۔ اور نبی کے جسم اطہر کی ہڈی کا یہ خاصہ ہے کہ جب آسمان کو برہنہ کر کے دکھائی جاوے فوراً ابر پیدا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اسکا امتحان کیا گیا۔ ویسا ہی پایا گیا جیسے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ لوگوں کا شبہ مٹ گیا۔ جناب امام اپنے گھر کو تشریف لے گئے اور نہایت عزت اور تکریم سے اوقات گزرتی رہی۔ اکثر بادشاہی انعامات اُنکی خدمت میں پہونچتے رہتے تھے۔

وفی فصول المهمة ولما ذاع خبر وفاته ارتجت سر من رای وقامت صیحة واحدة عطلت الاسواق وغلقت دکاکین ورکب بنوهاشم والقواد والکتاب والقضاة والمعدلون وسائر الناس الی جنازته فکانت سر من رای یومئذ شبیهة بالقیامة فلما فرغوا من تجهیزه بعث الخلیفة الی عیسی بن المتوکل لیصلی علیه وصلی علیه ودفن بالبیت الذی دفن فیه ابوه وکانت وفاته فی یوم الجمعة لثمان خلون من شهر ربیع الاول سنة ۲۶۰ وعمره ثمان وعشرون سنة ویقال سم ایضا ولم یخلف غیر ولده ابی القاسم محمد الحجة

تیرے ابن عم نے کیا ہے۔ متوکل کہنے لگا شاید تم میرے قتل کے خواہاں ہو ۔
وتوفی ابوالحسن علی الہادی ولہ من العمر اربعون سنۃ یوم الاثنین لخمس لیال بقیت من جمادی الاخرہ ۲۵۴ھ ودفن فی دارہ سیرمن راہ یقال انہ مات مسموما وولادہ اربعۃ اشہرحسن الخالص (صواعق محرقہ) جناب امام ابوالحسن علی الہادی پیر کے دن چھبیسویں جمادی الآخر ۲۵۴ھ کو فوت ہوئے۔ آپکی عمر چالیس برس کی تھی اور سامرہ میں اپنے گھر میں دفن ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ آپکی بھی زہر سے رحلت ہوئی ہے آپکی چار اولادیں تھیں جنمیں سے جناب امام حسن الخالص زیادہ تر مشہور ہوئے ۔

مناقب الامام حسن الخالص علیہ السلام

امہ ام ولد یقال لہا سوسن وکنیتہ ابومحمد والقابہ الخالص والسراج والعسکری ولد بالمدینۃ لثمان خلون ربیع الاخر ۲۳۲ھ (تذکرہ خواص الامہ) آپکی والدہ ماجدہ ام ولد تھیں جنکا نام سوسن تھا آپ کی کنیت ابومحمد اور آپکے القاب الخالص اور السراج اور عسکری تھے۔ آپ آٹھویں ربیع الآخر ۲۳۲ھ کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے ۔

وقع لبہلول معہ انہ راہ وہو صبی یبکی والصبیان یلعبون فظن انہ یتحسر علی ما فی ایدیہم فقال اشتری ما تلعب فقال یا قلیل العقل ما للعب خلقنا فقال لہ فلما ذا خلقنا قال للعلم والعبادۃ فقال لہ من این لک ذلک قال من قول اللہ تعالی افحسبتم انما خلقنکم عبثا وانکم الینا لا ترجعون ثم سألہ ان یعظہ فوعظہ بابیات ثم خر الحسن مغشیا علیہ فلما افاق قال لہ ما نزل وانت صغیر لا ذنب لک فقال الیک عنی یا بہلول انی رأیت والدتی توقد النار بالحطب الکبار فلا تتقد الا بالصغار وانی اخشی ان اکون من صغار حطب جہنم۔ ولما حبس قحط الناس بسیرمن رای قحطا شدیدا فامر الخلیفۃ المعتمد بن المتوکل بالخروج للاستسقاء ثلاثۃ ایام فلم یسقوا فخرج النصاری ومعہم راہب کلما مد یدہ الی السماء ہطلت ثم فی یوم الثانی کذلک فشک بعض الجہلۃ وارتد بعضہم فشق ذلک علی الخلیفۃ فامر باحضار الحسن الخالص فقال ادرک امۃ جدک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل ان تہلک فقال الحسن یخرجون غدا وازیل الشک انشاء اللہ تعالی وکلم الخلیفۃ فی اطلاق اصحابہ من السجن فاطلقہم لہ فلما خرج الناس للاستسقاء رفع الراہب یدہ مع النصاری غیمت السماء فامر الحسن بالقبض علی یدہ فاذا فیہا عظم آدمی فاخذ من یدہ وقال استسق فرفع یدہ فزال الغیم وطلعت الشمس فعجب الناس من ذلک فقال الخلیفۃ للحسن ما ہذا یا ابا محمد فقال ہذا عظم نبی ظفر بہ ہذا الراہب من بعض القبور وما کشف عن عظم نبی تحت السماء الا ہطلت بالمطر فامتحنوا ذلک العظم فکان کما قال وزالت الشبہۃ عن الناس ورجع الحسن الی دارہ واقام عزیزا مکرما وصلات الخلیفۃ تصل الیہ کل وقت (صواعق محرقہ) آپ ابھی لڑکے ہی تھے کہ آپ کو بہلول دانانے دیکھا کہ لڑکے کھیل رہے ہیں۔ اور آپ انکے قریب کھڑے رو رہے

فصول المہمہ میں لکھا ہے کہ جب امام کے انتقال کی خبر مشہور ہوئی تمام سامرہ ہل گیا اور شور وغل برپا ہو گیا بازاروں میں ہڑتال ہو گئی۔ دوکانیں بند ہو گئیں۔ تمام بنی ہاشم اور قصاص کا حکم دینے والے اور منشی اور قاضی اور عدالتی اور عامہ خلائق اُنکے جنازے کو دوڑے۔ سر من رائے اُسدن قیامت کا نمونہ تھا۔ جب لوگ آپکی تجہیز سے فارغ ہوئے تو خلیفہ نے اپنے بھائی عیسیٰ بن المتوکل کو نماز کے لئے بھیجا۔ اُس نے آپکے جنازہ کی نماز پڑھائی اور اسی گھر میں دفن کیا جس میں کہ آپکے والد ماجد دفن ہوئے تھے۔ آپ نے ربیع الاول کی آٹھویں تاریخکو جمعہ کے دن ۲۶۰ھ میں وفات پائی آپکی عمر اُسوقت اٹھائیس سال کی تھی کہتے ہیں کہ آپکو بھی زہر دیا گیا تھا۔ آپکے پیچھے آپکے فرزند ارجمند ابو القاسم محمد الحجہ کے سوا۔ آپ کی اور کوئی اولاد نہیں رہی۔

مناقب الامام المہدی علیہ السلام

اسمہ محمد کنیتہ ابو القاسم لقبہ الحجہ والمہدی والخلف الصالح والقائم والمنتظر وصاحب الزمان وعمرہ عند وفات ابیہ خمس سنین لکن اتاہ اللہ فیہا الحکمۃ ویسمی القائم قیل لانہ تستر وغاب فلم یعرف این ذہب (صواعق محرقہ) علامہ ابن حجر صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں کہ آپ کا نام مبارک محمد اور کنیت ابو القاسم ہے یعنے نام اور کنیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک اور کنیت کے مطابق ہیں اور آپ کا لقب الحجہ اور المہدی اور الخلف اور الصالح اور القائم اور المنتظر اور صاحب الزمان ہے آپکے والد کی وفات کیوقت آپکی عمر پانچ برس کی تھی۔ لیکن خدانے اس چھوٹی سی عمر میں آپ کو حکمت عطا کی تھی اور اسلئے آپکا نام قائم رکھا گیا کہ آپ پوشیدہ ہو گئے اور نہ معلوم ہوا کہ کہاں تشریف لیگئے قال الشیخ ابو عبد اللہ محمد بن یوسف الکنجی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ فی کتابہ البیان فی اخبار صاحب الزمان من الادلۃ علی کون المہدی حیا باقیا بعد غیبتہ الی الآن وانہ لا امتناع فی بقائہ کبقاء عیسیٰ بن مریم والخضر والالیاس من اولیاء اللہ وبقاء الاعور الدجال والابلیس اللعین من اعداء اللہ تعالیٰ وہولاء قد ثبت بقاءہم بالکتاب والسنۃ شیخ ابو عبد اللہ محمد بن یوسف الکنجی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب المسمی بالبیان فی اخبار صاحب الزمان میں جہاں پر کہ انہوں نے بعد غائب ہونے امام مہدی علیہ السلام کے اب تک انکی زندہ اور باقی ہونے پر دلائل لکھے ہیں ایک دلیل یہ بھی بیان کی ہے کہ مثل عیسیٰ بن مریم اور خضر اور الیاس کے جو خدا کے دوست ہیں اور اعور دجال اور ابلیس لعین کی بقا کے جو دشمنان خدا میں سے ہیں جناب مہدی علیہ السلام کے بقا میں بھی کوئی مانع نہیں اور ان لوگوں کا باقی ہونا کتاب و سنت سے ثابت ہے۔

احادیث مرویہ متعلق وجود صاحب الامر علیہ السلام

(۱) عن عبد اللہ بن عمر قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخرج المہدی وعلی راسہ غمامۃ ینادی منادی ہذا المہدی خلیفۃ اللہ فاتبعوہ (اخرجہ ابو نعیم والسیوطی فی عرف الوردی فی اخبار المہدی) عبد اللہ بن

محمد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مہدی پیدا ہوگا اور
اُسکے سر پر بدلی سایہ کی ہوئی ہوگی نیچے سے ندا کرنیوالا ندا کریگا کہ یہ مہدی خدا کا خلیفہ ہے اِسکا اتباع کرو ✦

(۲) **عن** ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ المھدی منی وھو اجلی الوجہ اقنی الانف
یملا الارض قسطا کما ملئت ظلما وجورا (اخرجہ الطبرانی وابوداؤد وابونعیم والدیلمی) ابوسعید خدری
رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمانا بیان کیا ہے کہ مہدی مجھ میں سے ہے چمکتی ہوئی پیشانی اور اونچی
ناک والا وہ زمین کو عدل اور انصاف سے بھر دیگا جیسیکہ وہ ظلم اور جور سے بھر گئی ہوگی ✦

(۳) **عن** عبد الرحمن ابن عوف قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ لیبعثن اللہ من عترتی
رجلا افرق الثنایا اجلی الجبھہ یملا قسطا وعدلا (اخرجہ ابونعیم) عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ
عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بتحقیق اللہ تعالی میری اولاد میں سے ایک
ایسے آدمی کو پیدا کریگا جس کے اگلے دانت کشادہ ہونگے اور اسکی پیشانی چمکتی ہوگی وہ عدل اور انصاف سے
زمین کو بھر دیگا ✦

(۴) **عن** حذیفہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ المھدی رجل من ولدی وجہہ کالقمر الدری
واللون لون عربی والجسم جسم اسرائیلی علی خدہ الایمن خال کانہ کوکب دری یملا الارض
عدلا کما ملئت جورا یرضی بخلافتہ اہل السماء والارض والطیر فی الجو (اخرجہ ابونعیم والرویانی
فی مسندہ والسیوطی فی عرف الوردی فی اخبار المھدی) حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مہدی ایک آدمی ہوگا میری اولاد میں سے اُسکا چہرہ مثل چودھویں رات کے
چاند کی چمک ہوگا اسکا رنگ عرب کے لوگوں کی مانند اور جسم اسرائیلی قوم کے مشابہ ہوگا اُسکے داہنے رخسار پر ایک
خال چمکتا ہوا آسمان کے ستارہ کی طرح سے ہوگا زمین کو عدل سے بھر دیگا جس طرح کہ وہ ظلم سے بھری ہوگی اُسکی
خلافت سے آسمان اور زمین کے باشندے اور ہوا پرندے خوش ہو جائیں گے ✦

(۵) **عن** ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ المھدی منا الذی یصلے عیسی ابن مریم خلفہ
(اخرجہ الحافظ ابونعیم فی الحلیۃ والسیوطی فی عرف الوردی فی اخبار المھدی) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ
راوی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مہدی ہم میں سے ایسا شخص ہوگا کہ عیسی بن مریم
اُس کے پیچھے نماز پڑھیں گے ✦

(۶) **عن** ابن عباس النبی صلی اللہ علیہ قال لن تہلک امۃ انا اولہا وعیسی بن مریم اخرہا
والمھدی وسطہا (اخرجہ احمد فی مسندہ وابونعیم فی عوالیہ وابن ماجہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہ بتحقیق مخبر صادق صلوات اللہ وسلامہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ اُمت ہرگز ہلاک نہیں ہوگی کہ میں
اُسکے اول ہوں اور آخر اسکے عیسی علیہ السلام ہیں اور مہدی علیہ السلام اسکے بیچ میں ہے ✦

(۷) **عن** ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ لو لم یبق من الدنیا الا یوم واحد لطول اللہ
تعالی ذلک الیوم حتی یبعث اللہ فیہ رجلا من اہل بیتی یواطی اسمہ واسم ابیہ اسمی واسم ابی یملا الارض

قسطا وعدلا کما ملئت جورا وظلما اخرجہ احمد وابوداؤد وابو نعیم والترمذی قال حسن صحیح ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر دنیا میں سے ایک دن کے سوا بھی باقی نہیں رہیگا تو خدا تعالیٰ اس دن کو اسقدر بڑھا دیگا کہ اسمیں میرے اہلبیت میں سے ایک آدمی کو پیدا کریگا اُسکا نام اور اُسکے باپ کا نام میرے نام اور میرے باپ کے نام کے مطابق ہوگا - وہ زمین کو عدل اور انصاف سے بھر دیگا جس طرح سے کہ وہ ظلم اور جور سے بھری ہوگی ؀

(۸) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو لم یبق من الدنیا الا یوم لیبعث اللہ فیہ رجلا من عترتی یملأھا عدلا کما ملئت جورا اخرجہ احمد والترمذی وابوداؤد وابن ماجۃ وفی روایۃ احمد وابوداؤد والترمذی والدیلمی لا تذھب الدنیا حتی یملک رجل من اھل بیتی یواطی اسمہ - جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ اگر دنیا میں سے ایک دن کے سوا بھی باقی نہیں رہیگا تو خدا تعالیٰ اُسی ایک دن میں میری عترت میں سے ایک آدمی کو پیدا کریگا جو زمین کو عدل سے بھر دیگا - جس طرح سے کہ وہ ظلم سے بھری ہوگی - اور ایک روایت میں امام احمد بن حنبل اور ابوداؤد اور ترمذی اور دیلمی نے یوں بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ نہیں گذریگی دنیا جبتک میرے اہلبیت میں سے ایک آدمی اسکا مالک نہیں ہو جائیگا جس کا کہ نام میرے نام کے مطابق ہوگا ؀

(۹) عن ثابت بن قرۃ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال لتملان الارض جورا وظلما فاذا ملئت جورا وظلما لیبعث اللہ رجلا منی اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی یملأھا عدلا وقسطا کما ملئت جورا وظلما فلا تمنع السماء شیئا من قطرھا ولا الارض شیئا من نباتھا یمکث فیکم سبعا او ثمانیا فان اکثر تسعا اخرجہ الطبرانی والبزار) ثابت بن قرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ بتحقیق نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ البتہ زمین ظلم اور جور سے بھر جائیگی اور جب ظلم اور جور سے بھر جائیگی تو پروردگار مجھ میں سے ایک آدمی کو برانگیختہ کریگا اُسکا نام میرے نام اور اُسکے باپ کا نام میرے باپ کے مطابق ہوگا وہ اُسکو عدل وانصاف سے بھر دیگا جس طرح سے کہ وہ ظلم اور جور سے بھری ہوگی - پس آسمان اپنے ایک قطرہ کو نازل ہونے سے اور زمین ایک گھانس کے پتے کو اُگنے سے نہیں روک سکیگی - وہ تم میں سات یا آٹھ برس ٹھیریگا - اگر اس سے زیادہ ٹھہرا تو نو برس ؀

(۱۰) عن زر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تذھب الدنیا حتی یملک العرب رجل من اھل بیتی یواطی اسمہ اسمی اخرجہ ابوداؤد) زر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا تب تک نہیں جائیگی جبتک کہ عرب کا مالک ایک آدمی میرے اہل بیت میں سے نہ ہو جائیگا جس کا کہ نام میرے نام کے مطابق ہوگا ؀

(۱۱) عن ابی سعید ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال لتملان الارض ظلما وعدوانا ثم لیخرجن من اھل بیتی رجل یملأھا قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وعدوانا ولیقسم المال بالسویۃ ویجعل اللہ الغنی فی قلوب ھذہ الامۃ فیملک سبعا او تسعا ولا خیر فی عیش الحیوۃ بعد المھدی اخرجہ ابن السعادۃ واحمد

ابو نعیم والسیوطی) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ بتحقیق مخبر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ زمین ظلم اور سرکشی سے بھر جائیگی۔ پھر میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی نکلے گا۔ جو اُسے عدل و انصاف سے بھر دیگا۔ جس طرح سے کہ وہ ظلم اور سرکشی سے بھری ہوگی۔ وہ مال کو لوگوں میں برابر تقسیم کریگا۔ اللہ تعالیٰ تونگری کو اس امت کے لوگوں کے دل میں بھر دیگا۔ وہ سات برس یا نو برس بادشاہ رہیگا اور بعد مہدی کے زندگانی میں بہتری نہیں رہیگی ✤

(۱۲) **عن** حامل الصدفی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یکون بعدی خلفاء وبعد الخلفاء امراء وبعد الامراء ملوک وبعد الملوک جبابرۃ ثم یخرج من اھل بیتی رجل یملاء الارض عدلاً کما ملئت جوراً (اخرجہ الطبرانی) حامل الصدفی روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے بعد خلفاء ہونگے۔ اور خلفاء کے بعد امراء اور امراء کے بعد بادشاہ اور بادشاہوں کے بعد ظالم پھر میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی پیدا ہوگا۔ جو عدل سے زمین کو بھر دیگا جس طرح سے کہ وہ ظلم سے بھری ہوگی ✤

(۱۳) وانہ لعلم الساعۃ قال مقاتل وتبعہ من المفسرین ان ھذہ الایۃ نزلت فی المھدی (صواعق محرقہ) اور تحقیق وہ جاننے والا ہے قیامت کو۔ اس آیت کے شان نزول میں مقاتل اور اُسکے پیرو مفسرین کہتے ہیں کہ یہ آیت امام مہدی کے حق میں نازل ہوئی ✤

(۱۴) **عن** کعب قال انما سمی المھدی لانہ یھدی لامر قد یستخرج التابوت من ارض یقال لہا انطاکیہ (اخرجہ نعیم بن حماد والسیوطی فی عرف الوردی) کعب سے روایت ہے کہ انکا نام مہدی اسلئے رکھا جائیگا کہ وہ پوشیدہ امروں کی طرف لوگونکو ہدایت کرینگے تابوت سکینہ کو انطاکیہ کی زمین سے نکالینگے ✤

(۱۵) **عن** سلیمان بن عیسی قال بلغنی انہ علی ید المھدی یظھر تابوت السکینۃ من بحیرۃ طبریۃ حتی یحمل فیوضع بین یدیہ بیت المقدس فاذا نظر الیہ الیھود اسلمت الا قلیلا منھم (اخرجہ ابو نعیم بن حماد الکوفی والسیوطی فی عرف الوردی) سلیمان بن عیسی کہتا ہے کہ مجھے خبر لگی ہے کہ مہدی تابوت سکینہ کو بحیرہ طبریہ سے نکالکر اپنے سامنے بیت المقدس میں رکھینگے۔ اُسے دیکھکر بہت تھوڑے یہودی اسلام لائینگے ✤

(۱۶) **عن** جعفر بن یسار الشامی قال یبلغ رد المھدی المظالم حتی کان تحت ضرس الانسان بشئی انتزعہ حتی یردہ (اخرجہ نعیم بن حماد والسیوطی) جعفر بن یسار الشامی کہتا ہے کہ مجھے خبر لگی ہے کہ مہدی تمام مظالم کو لوٹا دینگے یہانتک کہ ظالم شخص کے دانتوں کی ڈاڑھوں سے نکالکر وہ چیز واپس دلا دینگے ✤

(۱۷) **عن** علی قال ویحا للطالقان فان للہ کنوزاً لیست من ذھب ولا فضۃ ولکن بہا رجال عرفوا اللہ حق معرفتہ وھم انصار المھدی اخر زمان (اخرجہ نعیم الکوفی فی کتاب الفتن والسیوطی فی عرف الوردی) جناب امیر علیہ السلام فرماتے تھے کہ طالقان پر افسوس ہے۔ خدا کے خزانے ہیں نہ سونے کے اور نہ چاندی کے بلکہ وہ انسان ہیں جنکو خدا کی پوری معرفت حاصل ہے۔ اور وہ مہدی آخر الزمان کے انصار ہیں ✤

(۱۸) **عن** کعب قال قتادۃ۔ المھدی خیر الناس اھل نصرتہ وبیعتہ من اھل کوفان والیمن وابدال

الشام علی مقدمتہ جبریل وساقتہ میکائیل محبوب فی الخلائق یطفی اللہ بہ الفتنہ العمیا وتامن الارض ان المرأۃ تحج فی خمسۃ نسوۃ ما معھن رجل لاتتقی شیئاً الا اللہ تعالیٰ یعطی الارض زکوتہا والسماء برکاتہا (اخرجہ نعیم بن حماد والسیوطی فی عرف الوردی) کعب کہتا ہے کہ قتادہ کہا کرتے تھے کہ سب لوگوں سے بہتر مہدی کے انصار اور اُسکے ہاتھ پر بیعت کرنے والے لوگ اہل کوفان اور یمن اور ابدال شام ہونگے۔ جبریل اُسکے مقدمۃ الجیش ہیں اور میکائیل سب سے پچھلی فوج ساقہ میں تشریف رکھتے ہونگے خدائے پاک مہدی کی برکت سے اندھے و مُنہ کے فتنوں کو بجھا دیگا۔ یہانتک کہ زمین میں امن پھیل جائیگا کہ ایک عورت پانچ عورتوں کے ساتھ حج کرنے کو نکلے گی۔ کوئی مرد اُن کے ساتھ نہ ہوگا وہ سوا خدا کے کسی شئے سے خوف نہ کھائیگی۔ زمین اپنی زکوۃ ادا کرے گی۔ آسمان اپنی برکت نازل کریگا ✦

(۱۹) **عن** ابی سعید الخدری ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یاوی الی المھدی امتہ کما یاوی النحل الی یعسوبھا ویملا الارض عدلا کما ملئت جوراً حتی یکون الناس علی امرھم الاول لا یوقظ نائما ولا یھریق دما (اخرجہ نعیم بن حماد الکوفی والسیوطی) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تحقیق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مہدی کی طرف لوگ اس طرح مجتمع ہوجائینگے جس طرح سے شہد کی مکھیاں اپنی بادشاہ کے قریب جمع ہوجاتی ہیں وہ زمین کو عدل سے یوں بھر دیگا جس طرح کہ وہ پہلے ظلم سے بھری ہوگی یہانتک کہ سب لوگ اپنے پہلے امر پر متفق ہوجائیں گے۔ مہدی نہ کسی سوتے کو جگائینگے اور نہ کسی کا خون بہائینگے ✦

المهدی کا جناب سیدہ کی اولاد میں ہونا

(۱) **عن** ام سلمۃ قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول المھدی من عترتی من ولد فاطمۃ (اخرجہ ابوداؤد والنسائی والبیہقی والدیلمی) جناب ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ مہدی میری آل فاطمہ کی اولاد سے ہوگا ✦

(۲) **عن** ام سلمۃ قالت ذکرت عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المھدی فقال نعم ھو حق ھو من ولد فاطمۃ (رواہ ابن المناوی فی الملاحم) جناب ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں ذکر کیا کہ کیا مہدی کا ہونا سچ ہے آپنے فرمایا ہاں سچ ہے وہ فاطمہ علیہا السلام کی اولاد سے ہوگا ✦

(۳) **عن** الزھری قال المھدی من ولد فاطمۃ وما الخلافۃ الا فیھم (اخرجہ نعیم بن حماد الکوفی و السیوطی) زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت مہدی جناب سیدہ کی اولاد سے ہونگے اور خلافت اُنکے سوا نہیں ہے ✦

(۴) **عن** عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ انہ ولج البیت وقال واللہ ما ادری ادع خزائن البیت وما فیہ من السلاح والمال او اقسمہ فی سبیل اللہ فقال لہ علی بن ابی طالب امض یا امیر المؤمنین فلست بصاحبہ انما صاحبہ منا شاب من قریش یقسمہ فی سبیل اللہ فی اخر الزمان (اخرجہ نعیم بن حماد

والسیوطی) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک روز بیت اللہ کے خزانہ میں تشریف لیجا کر کہنے لگے میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ بیت اللہ کے خزانہ کا مال اور اسکے ہتھیار لوگوں کو تقسیم کر دوں۔ یا اسی طرح پر رکھا رہنے دوں۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا اے امیر المومنین جس طرح پر ہے اسی طرح پر اسکو رہنے دو۔ آپ اسکی تقسیم کرنے کے اہل نہیں ہیں۔ اسکی تقسیم کرنیکا اہل ایک نوجوان ہم اہل قریش میں سے آخر زمان میں پیدا ہوگا وہ اُسکو خدا کی راہ میں تقسیم کریگا +

(۵) **عن** ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تمضی الایام واللیالی حتی یلی منا اھل البیت فتی لم تلبسہ الفتن ولم یلبسھا فقال یا ابن عباس یعجز عنہا مشیختکم ولا ینالھا شبانکم وھو امر اللہ یوتیہ من یشاء (اخرجہ ابن شیبۃ فی مصنفہ والسیوطی فی عرف الوردی فی اخبار المھدی)

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ دن اور رات کا سلسلہ تبتک نہیں گذرنے پائیگا جبتک کہ ہم اہلبیت میں سے ایک نوجوان نہیں آئیگا نہ تو فتنے اُس سے مشابہ ہونگے اور نہ وہ فتنوں سے مشابہ ہوگا۔ اے ابن عباس تمہارے بوڑھے اُس سے عاجز آجائینگے اور تمہاری نوجوان اُسے نہیں بھٹکنے پائینگے یہ ایک اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جسے چاہے عطا کرے +

(۶) **عن** ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملک مومنان وکافران فالمومنان ذوالقرنین وسلیمان والکافران نمرود وبخت نصر وسیملکہا خامس من اھل بیتی (اخرجہ ابن الجوزی فی تاریخہ والسیوطی فی عرف الوردی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسالت آب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مومنوں سے اور کافروں سے دو دو آدمی تمام روئے زمین کے مالک ہوئے ہیں۔ مومنوں سے ذوالقرنین اور سلیمان علیہما السلام اور کافروں سے نمرود اور بخت نصر۔ پانچواں ہم اہلبیت میں سے تمام روئے زمین کا مالک ہوگا +

(۷) **عن** علی ابن الھلالی المکی قال دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی شکایتہ التی قبض فیہا فاذا فاطمۃ عند راسہ فبکت حتی ارتفع صوتہا فرفع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طرفہ الیہا فقال حبیبتی فاطمۃ ما الذی یبکیک فقالت اخشی الضیعۃ من بعدک فقال حبیبتی اما علمت ان اللہ عزوجل اطلع الی اھل الارض اطلاعۃ فاختار منہا اباک فبعثہ بالرسالۃ ثم اطلع اطلاعۃ فاختار منہا بعلک فاوحی الی ان انکحک ایاہ یا فاطمۃ نحن اھل البیت قد اعطانا اللہ سبع خصال لم یعط احدا قبلنا ولا یعطی احدا بعدنا انا خاتم النبیین واکرمہم علی اللہ واحب المخلوقین الی اللہ وانا ابوک ووصیی خیر الاوصیاء واحبہم الی اللہ عزوجل وھو بعلک وشہیدنا خیر الشہداء واحبہم الی اللہ وھو حمزۃ بن عبد المطلب وھو عم ابیک وعم بعلک ومنا من لہ جناحان اخضران یطیر فی الجنۃ مع الملٰئکۃ حیث یشاء وھو ابن عم ابیک واخو بعلک ومنا سبطا ھذہ الامۃ وھما ابناک الحسن والحسین وھما سیدا شباب اھل الجنۃ وابوھما والذی خیر منہما یا فاطمۃ والذی بعثنی بالحق ان منہما مھدی ھذہ الامۃ اذا صارت الدنیا ھرجا ومرجا وتظاہرت الفتن وتقطعت السبل واغار بعضہم علی بعض فلا کبیر

یرحم صغیرا ولا صغیر یوقر کبیرا فیبعث اللہ عند ذلک منہما من یفتح حصون الضلالۃ وقلوبا غلفا یقوم بالدین فی آخر الزمان کما قمت بہ فی اول الزمان یملا الدنیا عدلا کما ملئت جورا یا فاطمۃ لا تحزنی ولا تبکی فان اللہ عزوجل ارحم بک وارءف علیک منی وذلک بمکانی منی وموضعک فی قلبی وزوجک ھو اشرف اھل بیتی حسبا واکرمہم منصبا وارحمہم بالرعیۃ واعدلہم بالسویۃ والبصرہم بالقضیۃ وقد سالت ربی عزوجل ان تکون اول من یلحقنی قال علی فلما قبض النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم تبق فاطمۃ الا خمسۃ وسبعین یوما حتی الحقہا اللہ تعالی بہ (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر وابونعیم والسیوطی فی عرف الوردی) علی ابن الہلالی المکی سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرض الموت میں حضور کے پاس گیا۔ جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سرہانے بیٹھی ہوئی تھیں حضرت کی حالت کو دیکھکر روتے روتے جناب فاطمہ رضہ کی ہچکی بند ہو گئی۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھ اٹھاکر انکی طرف دیکھا اور فرمایا میری پیاری فاطمہ رضہ تم کیوں روتی ہو۔ جناب فاطمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپکے بعد ضائع ہونے سے ڈرتی ہوں حضرت نے فرمایا میری پیاری کیا تمہیں معلوم نہیں کہ پروردگار نے اہل زمین کو اچھی طرح سے دیکھکر انہیں سے تمہارے والد کو انتخاب کیا۔ اور انکو مبعوث بالرسالۃ کرکے بھیجا۔ پھر دوبارہ اہل زمین کو دیکھکر تمہارے شوہر کو منتخب کیا۔ اور مجھے حکم دیا اور میں نے تمہارا نکاح ان سے کیا یا فاطمہ ہم اہل بیت کو خدا نے سات ایسی باتیں عطا کی ہیں کہ نہ ہم سے پہلے کسی کو دیگئی ہیں اور نہ ہمارے بعد کسی کو دیجائینگی میں خاتم النبیین اور خدا کے نزدیک سب مخلوق سے محبوب اور مکرم ہوں اور میں تمہارا والد ہوں اور ہمارا وصی سب وصیوں سے بہتر اور خدا کے نزدیک ان سب سے محبوب تر ہے اور وہ تمہارا شوہر ہے اور ہمارا شہید سب شہیدوں سے افضل اور ان سب سے خدا کے نزدیک محبوب تر ہے وہ حمزہ بن عبدالمطلب تمہارے والد کا چچا اور تمہارے شوہر کا چچا ہے۔ اور ہم اہل بیت میں سے ایک وہ ہے جس کے دو سبز پر ہیں اور فرشتوں کے ساتھ جہاں چاہتا ہے جنت میں اڑتا پھرتا ہے اور وہ تمہارے ابن عم اور تمہارے شوہر کا بھائی ہے اور اس امت کے اسباط بھی ہم میں سے ہیں اور وہ دونوں تمہارے بیٹے حسن اور حسین ہیں جو جوانان اہل جنت کے سردار ہیں۔ اور قسم ہے اس خدا کی جس نے کہ مجھے سچائی کے ساتھ بھیجا ہے انکے والدین انسے بہتر ہیں اور اسے خدا کی قسم ہے جس نے کہ مجھے سچائی کے ساتھ بھیجا ہے۔ اس امت کا مہدی بھی ان دونوں میں سے پیدا ہوگا۔ جبکہ دنیا میں جھگڑے بکھیڑے پیدا اور فتنے نمودار ہو جائینگے آمدورفت کے راستہ رک جائینگے۔ ایک دوسرے کو لوگ لوٹنے لگیں گے۔ نہ بڑا چھوٹے پر رحم کھائیگا اور نہ چھوٹا بڑے کی توقیر کریگا پس ایسے وقت میں اللہ تعالی اسکو برانگیختہ کریگا۔ اور وہ گمراہی کے تمام مضبوط قلعوں کو فتح کریگا۔ اور پردہ جہالت میں لپٹے ہوئے دلوں کو کھولیگا۔ جیسے کہ میں نے ابتداء امر میں دین کو قائم کیا ہے اور وہ آخر زمانہ میں اسکو قائم کریگا جس طرح کہ دنیا ظلم سے بھری ہوئی ہوگی وہ عدل سے بھر دیگا۔ یا فاطمہ تم غم مت کرو مت روؤ۔ خدا تمپر بہت مہربان ہے تمہارا درجہ میرے نزدیک بلند ہے تم نے میرے دل میں جگہ پائی ہے۔ تمہارا شوہر حسب میں میرے سب اہل بیت سے افضل ہے اور۔ ان کا

منصب ان سب سے منصب سے مکرم ہے اور وہ رعیت کے ساتھ سب سے زیادہ رحم کرنیوالا ہے اور سب سے زیادہ جھگڑوں کی تہ کو پہونچنے والا ہے میں نے خدا سے التجا کی ہے کہ وہ سب سے پہلے تمہیں مجھ سے ملائیگا علی ابن الہلالی ناقل ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد جناب فاطمہ علیہا السلام پچہتروں سے زیادہ زندہ نہیں رہیں خدا نے بہت جلدی انکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا دیا +

(۸) **عن** علی قال اذا نادی المنادی من السماء ان الحق فی آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم فعند ذلا یظہر المہدی علی افواہ الناس ویشربون حبہ ولا یکون لہم ذکر غیرہ (اخرجہ ابونعیم والسیوطی فی عرف الوردی) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب آسمان سے پکارنے والا پکاریگا کہ حق آل محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے اور اس آواز کے قریب مہدی ظاہر ہوگا لوگ انکو اسکی محبت پیدا ہو جائیگی اُسکے ذکر کے سوا کسی دوسرے کا ذکر ان کی زبان پر نہ ہوگا +

(۹) **عن** ابی جعفر قال ینادی منادی من السماء ان الحق فی آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم وینادی منادی من الارض ان الحق فی آل عیسی وقال العباس انما الصوت الاسفل کلمۃ الشیطان والصوت الاعلی کلمۃ اللہ العلیا (اخرجہ ابونعیم والسیوطی) ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب پکارنیوالا آسمان سے پکاریگا کہ حق آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے تو ایک پکارنیوالا زمین سے پکاریگا کہ حق آل عیسی کا ہے۔ عباس کہتا ہے کہ نیچے والی اسفل شیطان کی آواز صوت اعلی خدائے برتر کی آواز ہوگی +

(۱۰) **عن** مکحول عن علی قال قلت یا رسول اللہ امنا المہدی ام من غیرنا یا رسول اللہ قال بل منا یختم اللہ بہ کما بنافتح (اخرجہ ابونعیم بن الحماد وابونعیم والسیوطی فی عرف الوردی) مکحول جناب امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ کیا مہدی ہم میں سے ہوگا یا کہ ہمارے غیر میں سے۔ حضرت نے فرمایا بلکہ ہم ہیں سے ہوگا۔ اللہ اسپر خاتمہ کریگا۔ جیسے کہ ہم سے آغاز کیا ہے +

(۱۱) **عن** ابی ہریرۃ قال حدثنی خلیلی ابوالقاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقوم الساعۃ حتی یخرج علیہم رجل من اہل بیتی فیضربہم حتی یرجعون الی الحق قلت وکم یملک قال خمسا واثنتین (اخرجہ ابویعلی والسیوطی) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے میرے دوست جناب ابوالقاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسوقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جبتک کہ لوگوں پر ایک آدمی میرے اہل بیت کا نہیں برآمد ہوگا پس انکو ماریگا یہانتک کہ وہ پھر حق کی طرف رجوع کرینگے میں نے کہا وہ کتنی مدت بادشاہی کریگا۔ آپنے فرمایا ۵ دن ۲ برس +

(۱۲) **عن** سعید بن المسیب قال کنا عند ام سلمۃ فتذاکرنا المہدی فقالت سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول المہدی من ولد فاطمۃ (اخرجہ ابن ماجہ) سعید بن المسیب کہتے ہیں کہ ہم جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی خدمت میں بیٹھے مہدی کا ذکر کر رہے تھے جناب ام سلمہ نے فرمایا میں نے مخبر صادق علیہ السلام سے سُنا ہے کہ فرماتے تھے کہ مہدی فاطمہ کی اولاد میں سے ہوگا +

(۱۳) **عن** ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المہدی من عترتی من ولد فاطمۃ (اخرجہ ابو داؤد) ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مہدی میری آل از فاطمہ کی اولاد میں سے ہوگا

(۱۴) **عن** علی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لفاطمۃ المھدی من ولدک (اخرجہ ابو نعیم) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہؓ سے فرمایا کہ مہدی تیری اولاد میں سے ہوگا ۔

(۱۵) **عن** قتادۃ قلت لسعید بن المسیب احق المھدی قال نعم ھو حق قلت ممن ھو قال من قریش قال من ای قریش قال من بنی ھاشم قلت من ای بنی ھاشم قال من ولد عبد المطلب قلت من ای ولد عبد المطلب قال من اولاد فاطمۃ قلت من ای اولاد فاطمۃ قال حسبک الآن (رواہ المناوی فی الملاحم) قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے اباً بعین سعید بن المسیب سے کہا کہ کیا مہدی کا ہونا حق ہے وہ کہنے لگے ہاں انکا ہونا حق ہے میں نے کہا وہ کس قوم سے ہونگے وہ کہنے لگے قریش میں سے ۔ میں نے کہا قریش کے کس گروہ میں سے وہ کہنے لگے بنی ہاشم میں سے میں نے کہا کونسے بنی ہاشم میں سے وہ کہنے لگے عبد المطلب کی اولاد میں سے میں نے کہا عبد المطلب کی کس اولاد میں سے وہ بولے فاطمہ کی اولاد میں سے میں نے کہا فاطمہ کی کس اولاد میں سے وہ بولے اب تجھے اتنی بات ہی کافی ہے ۔

(۱۶) **عن** انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نحن بنو عبد المطلب سادات اھل الجنۃ انا وحمزۃ وعلی وجعفر والحسن والحسین والمھدی (اخرجہ ابن ماجہ والدیلمی) انس بن مالک کی روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم اولاد عبد المطلب اہل جنت کے سردار ہیں ہیں اور حمزہ اور علی اور جعفر اور حسن اور حسین اور مہدی ۔

(۱۷) **عن** حذیفۃ قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکر ما ھو کائن ثم قال لو لم یبق من الدنیا الا یوم واحد لطول اللہ تعالیٰ ذلک الیوم حتی یبعث فیہ رجلا من ولدی اسمہ اسمی فقام سلمان فقال یا رسول اللہ من ای ولدک ھو قال من ولدی ھذا وضرب بیدہ علی الحسین (اخرجہ ابو نعیم فی عوالیہ) حذیفہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ خطبہ پڑھا اور ہونیوالی باتیں تھیں انکا ذکر کیا ۔ پھر فرمایا کہ اگر دنیا سے ایک دن کے سوا باقی نہیں رہیگا تو اللہ تعالیٰ اسی اسقدر دراز کریگا کہ اسمیں میری اولاد میں سے ایک آدمی پیدا کریگا جسکا نام میرے نام پہ ہوگا سلمان نے کھڑے ہوکر عرض کیا یا رسول اللہ آپکے کس فرزند سے ہوگا تو آپ نے فرمایا میرے اس فرزند سے ہوگا اور ہاتھ مبارک حضرت حسین علیہ السلام پر مارا ۔

(۱۸) **عن** ابی ھارون العبدی قال اتیت ابا سعید الخدری فقلت لہ ھل شھدت بدرا فقال نعم فقلت الا تحدثنی بشیٔ مما سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی علی فقال یا بنی اخبرک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرض مرضۃ نقہ ودخلت علیہ فاطمۃ تعودہ وانا جالس عن یمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما رأت ما برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الضعف خنقتھا العبرۃ حتی بدت دموعھا علی خدھا فقال لھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما یبکیک یا فاطمۃ قالت اخشی الضیعۃ بعدک یا رسول اللہ فقال یا فاطمۃ ان اللہ تعالیٰ اطلع علی اھل الارض اطلاعۃ فاختار منھم بعلک فاوحی اللہ الی فانکحتہ منک واتخذتہ وصیا اما علمت انک بکرامۃ اللہ ایاک زوجتک اعلمھم علما واکثرھم حلما واقدمھم سلما فضحکت فاطمۃ واستبشرت فاراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یزیدھا مزید الخیر کلہ الذی قسمہ اللہ لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم وآل محمد صلی اللہ علیہ وسلم فقال لھا یا فاطمۃ لعلی ثمانیۃ اضراس یعنی مناقب ایمان باللہ ورسولہ وحکمتہ وزوجتہ وسبطاہ الحسن والحسین وامرہ بالمعروف ونھیہ عن المنکر یا فاطمۃ نحن اھل البیت اعطینا ست خصال لم یعطھا احد من الاولین ولا یدرکھا احد من الآخرین غیرنا ۔ نبینا خیر الانبیاء وھو ابوک ووصینا خیر الاوصیاء وھو بعلک وشھیدنا خیر الشھداء وھو حمزۃ عم ابیک ومنا سبطا ھذہ الامۃ وھما ابناک ومنا مھدی الامۃ الذی یصلی عیسیٰ خلفہ ثم ضرب علی منکب الحسین فقال من ھذا مھدی الامۃ (اخرجہ الدارقطنی) ابو ہارون العبدی کہتے ہیں کہ میں نے ابو سعید خدری کے پاس جاکر کہا آپ جنگ بدر میں موجود تھے ۔ وہ بولے ہاں میں موجود تھا میں نے کہا کیا تم مجھ سے کوئی حدیث بیان کرسکتے ہو

جو تمثیل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علی کے حق میں سُنی ہے۔ وہ کہنے لگے ای میرے بیٹے میں تجھ سے بیان کرتا ہوں کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب مرض الموت سے بیمار ہو کر ضعیف ہو گئے تو جناب فاطمہؓ آپکی عیادت کیلئے تشریف لائیں میں حضرت کی داہنی طرف بیٹھا ہوا تھا جب جناب فاطمہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت ضعف کو دیکھا تو رونے سے اُنہیں اچھو آگیا۔ اور رخساروں پر آنسو ظاہر ہو گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنسے فرمایا ای فاطمہ تم کیوں روتی ہو۔ جناب فاطمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپکے بعد میں اپنی تباہی سے ڈرتی ہوں حضرتؐ نے فرمایا ای فاطمہ پروردگار نے روئے زمین کے باشندوں پر اطلاع پاکر تیرے باپ کو چن لیا۔ پھر دوبارہ اطلاع پاکر اُنمیں سے تیرے خاوند کو برگزیدہ کیا۔ پھر خدا نے میری جانب وحی کی اور میں نے اس سے تیرا نکاح کر دیا۔ اور اُسکو اپنا وصی بنایا۔ تو نہیں جانتی خدا کی مہربانیوں کو کہ خاص تیری حق میں کی ہیں۔ میں نے تیرا نکاح ایسے سے کیا ہے کہ علم میں سب سے زیادہ اور حلم میں سب سے اچھا اور صُلح میں سب سے مقدم ہے پس جناب فاطمہ ہنس پڑیں اور خوش ہو گئیں۔ پھر آنحضرتؐ نے چاہا کہ ان تمام مہربانیوں کے بیان کرنے سے جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی آل کے نصیب کی ہیں آنکا اور دل بڑہے۔ پس آپنے فرمایا ای فاطمہ علی کی آٹھ دانت یعنی مناقب ہیں خدا پر اور اُسکے رسول پر ایمان لانا۔ اور حکمت حاصل کرنا۔ اور اسکی زوجہ مکرمہ کا پاک ہونا اور حسن و حسین کا اُسکی اولاد میں سے ہونا۔ اسکا امر بالمعروف ونہی عن المنکر۔ ای فاطمہ ہم اہل بیت ہیں ہمیں چھ چیزیں ایسی عطا ہوئی ہیں کہ ہم سے پہلے لوگوں کو بھی نہیں دی گئیں اور ہم سے پچھلے بھی ان چیزوں کو نہیں حاصل کر سکینگے ہمارا نبی سب نبیوں سے بہتر ہے اور وہ تیرا باپ ہے اور ہمارا وصی سب وصیوں سے بہتر ہے۔ اور وہ تیرا خاوند ہے اور ہمارا شہید سب شہیدوں سے بہتر ہے اور وہ تیرے باپ کا چچا ہے۔ اور اس اُمّت کے سبط بھی ہم میں سے ہیں اور وہ تیرے دونوں بیٹے ہیں اور اس اُمّت کا مہدی بھی ہمیں میں سے ہے کہ جس کے پیچھے عیسیٰ علیہ السلام نماز پڑھینگے پھر جناب حسین علیہ السلام کے کندھے پر ہاتھ مار کر فرمایا اس سے اُمّت کا مہدی پیدا ہوگا۔

اگر جناب امیر علیہ السلام کی باقی اولاد امجاد کا حال کسیقدر تفصیل یا اجمال ہی سے لکھا جائے تو یہ رسالہ ہرگز اسکا متحمل نہیں ہو سکتا۔ علامہ جمال الدین احمد المعروف بابن عقبہ کی کتاب عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب کے مطالعہ سے بخوبی ظاہر ہو سکتا ہے کہ جناب امیر کی نسل میں سے کیسے کیسے چمکتے ستارے پیدا ہوئے ہیں جیسے کہ روئے زمین پر اُمّت کی روشنی پھیلی ہے۔

قَدْ تَمَّ الْبَابُ الثَّالِثُ مِنْ اَرْجَحِ الْمَطَالِبِ فِيْ عَدِّ مَنَاقِبِ

اَسَدِ اللهِ الْغَالِبِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ

وَيَلِيْهِ الْبَابُ الرَّابِعُ

چوتھا باب جناب امیر علیہ السلام کے خصوصیات میں

المسمٰی

بالعروۃ الوثقیٰ فی خصائص المرتضیٰ

جناب امیر علیہ السلام کی ولادت باسعادت

عن فاطمۃ بنت اسد ام علی قالت لما مضت اربعۃ اشہر من حملی بعلی ابن ابیطالب وکان محمد صلی اللہ علیہ وسلم اذا نظر الی یقول یا امی مالک قد تغیر لونک قلت اما علمت انی حامل فقال محمد صلی اللہ علیہ وسلم لابی طالب ان کانت انثی فزوجنیہا فقال ابو طالب ان کان ذکرا فہو لک عبد وان کانت انثی فہی ان لک فلما وضعتہ جعلتہ فی غشاوۃ فقال ابو طالب لا تفتحوہ حتی یاتی محمد فیاخذ حقہ فجاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفتح الغشاوۃ فاخرج منہا غلاما حسنا فغسلہ بیدہ وسماہ علیا وبزق فی فیہ واصلح امرہ ثم ادلہ لقمہ لسانہ فما زال علی یمصہ حتی نام فلما کان من الغد طلبنا لہ ظئرا فابی ان یقبل ثدیا فدعونا محمدا صلی اللہ علیہ وسلم فالقمہ لسانہ فنام فکان کذلک ما شاء اللہ (اخرجہ الامام الفقیہ الحسین الکمالی فی کتابہ راحۃ ذوی الصلاۃ فی محبۃ الصحابۃ) جناب فاطمہ بنت اسد حضرت علی علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کہتی ہیں کہ جب حضرت علیؑ کو میرے پیٹ میں رہے ہوئے چار مہینے گذر چکے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو اکثر ہمارے گھر میں تشریف لایا کرتے تھے مجھے دیکھکر فرمانے لگے اماں جان تم روز بروز کیوں زرد پڑتی جاتی ہو میں نے عرض کیا آپکو نہیں معلوم کہ میں حاملہ ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر لڑکی پیدا ہو تو اس سے میرا نکاح کر دینا۔ ابوطالب کہنے لگے اگر لڑکا پیدا ہوا تو وہ آپکا غلام ہوگا اور اگر لڑکی ہوئی تو وہ آپکی لونڈی ہوگی۔ جب مجھے لڑکا پیدا ہوا تو میں نے اسے ایک کپڑے میں لپیٹ رکھا۔ ابوطالب کہنے لگے جبتک محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہ لائیں اسکو مت کھولنا وہ آکر خود اپنے حق کو لینگے اتنے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اس کپڑے کو کھولا اور ایک خوبصورت لڑکا اس میں سے نکالا اور اپنے ہاتھ سے اسے غسل دیا اور علی نام رکھا اور اسکے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا وہ لڑکا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان کو چوسنے لگا اور چوستے چوستے سو گیا۔ دوسرے روز صبح کو ہم نے دودھ پلانیوالی عورت بلائی اس لڑکے نے اس عورت کا پستان دہن

میں نہ لیا۔ جبتے آنحضرت صلی اللہ علیہ کو بلا بھیجا حضرت ؐ نے آکر زبان مبارک کو اسکے منہ میں دیا تو وہ حضرت کی زبان مبارک کو چوستا چوستا پھر سو گیا۔ اسی طرح سے خدا نے جبتک کہ چاہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک ہی کو چوستا رہا ❊

قال محمد بن طلحۃ الشافعی ولد فی لیلۃ الاحد الثالث والعشرین من شھر رجب سنۃ ثمانیۃ وعشرین من التاریخ الفارسی المضاف الی اسکندر الیونانی وکان ملک فارس یومئذ ابرویز بن ھرمز وولد بالکعبۃ البیت الحرام وکان مولدہ بعد ان یزوج رسول اللہ صلی اللہ علیہ بخدیجۃ بثلث سنین وکان عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم ولادتہ ثمانیا وعشرین (المطالب السئول) محمد بن طلحہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام کا تولد انوار کی رات رجب کی تیئسویں ۲۸ سنہ اسکندری کو ہوا ان دنوں ہرمز کا بیٹا پرویز فارس کا بادشاہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے تین برس شادی ہونیکے بعد آپ عین خانہ کعبہ بیت اللہ شریف میں تولد ہوئے۔ اسوقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سن مبارک اٹھائیس برس تھا ❊

عن علی بن الحسین قال کنا زوار الحسین وھناک نسوۃ کثیرۃ اذا اقبلت منھن امرأۃ فقلت من انت رحمک اللہ قالت انا زبدۃ بنت العجلان من بنی ساعدۃ فقلت لھا ھل عندک عن شیء تحدثنی بہ قالت ای واللہ حدثتنی عمارۃ بنت عبادۃ بنت نضلۃ بن مالک بن العجلان الساعدی انھا کانت ذات یوم فی نساء من العرب اذ اقبل ابوطالب کئیبا حزینا فقلت ماشانک قال ان فاطمۃ بنت اسد فی شدۃ من المخاض واخذ بیدھا وجاء بھا الی الکعبۃ وقال اجلسی علی اسم اللہ فطلقت طلقۃ واحدۃ فولدت غلاما مسرورا نظیفا منظفا لم ار احسن وجھہ فسماہ علیا وحملہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی اداہ الی منزلھا قال علی بن الحسین فواللہ ما سمعت بشیء قط الا وھذا احسن منہ (اخرجہ الفقیہ ابن المغازلی الشافعی فی المناقب) جناب امام زین العابدین فرماتے ہیں کہ ہم کربلا معلی کی زیارت کر رہے تھے وہاں بہت سی عورتیں بھی موجود تھیں ان میں سے ایک عورت بڑھکر ہمارے پاس آئی میں نے اس سے پوچھا تو کون ہے اسنے بیان کیا میں قبیلہ بنی ساعدہ میں سے ہوں میرا نام زبدہ بنت العجلان ہے میں نے کہا اگر تجھے کوئی واقعہ یاد ہو تو مجھ سے بیان کرو وہ کہنے لگی مجھ سے عمارہ بنت عبادہ بنت نضلہ بن مالک بن عجلان الساعدی نے کہتی تھی کہ میں ایک روز عرب کی عورتوں میں موجود تھی اتنے میں ابو طالب تشریف لائے انکے چہرہ سے آثار حزن نمایاں تھے میں نے پوچھا آپکا کیا حال ہے وہ فرمانے لگے فاطمہ بنت اسد کو درد زہ ہو رہا ہے پھر فاطمہ بنت اسد کا ہاتھ پکڑ کر کعبہ میں لیگئے اور کہا خدا کا نام لیکر یہیں بیٹھ جا ابھی وہ اچھی طرح بیٹھنے نہ پائی تھی کہ ایک پاک اور پاکیزہ خوش و لڑکا اسکو پیدا ہوا اس حسن و جمال کا لڑکا میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا اسکا نام ابوطالب نے علی رکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لائے اور فاطمہ بنت اسد کے ساتھ اسکو اٹھا کر گھر لے گئے جناب امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں واللہ میں نے اس سے بہتر کبھی کوئی بات نہیں سنی ہے ❊

جناب امیر علیہ السلام کا آغوش سرور عالم صلعم میں تربیت پانا

عن ابی الحجاج مجاهد بن جبیر قال کان من نعمة اللہ علی علی وما اراد اللہ بہ من الخیر ان قریشا اصابتهم ازمة شدیدة وکان ابوطالب ذا عیال کثیرة فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعمہ العباس وکان من ایسر بنی هاشم یا عم ان اخاک اباطالب کثیر العیال وقد اصاب الناس ما تری فانطلق بنا الیہ فلنخفف من عیالہ آخذ من بنیہ رجلا فنکفلهما عنہ قال العباس نعم فانطلقا حتی اتیا اباطالب فقالا انا نرید ان نخفف عنک من عیالک حتی ینکشف عن الناس ما هم فیہ فقال لهما ابوطالب اذا ترکتما لی عقیلا فاصنعا ما شئتما فاخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا فضمہ الیہ واخذ العباس جعفرا فضمہ الیہ فلم یزل علی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی بعثہ اللہ عز وجل نبیا فاتبعہ وآمن بہ وصدقہ (مطالب السئول والریاض النضرة) ابوالحجاج مجاہد بن جبیر سے روایت ہے کہ جناب علی کے حق میں خدا کی نعمت تھی اور خدا نے اُنکے حق میں نیکی کا ارادہ کیا تھا کہ اہل مکہ کو ایک قحط پیش آیا اور ابوطالب کثیر العیال تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا عباسؓ کو جو ان دنوں تمام بنی ہاشم میں بڑے مالدار تھے یہ کہا اے عمو ابوطالب بڑے عیالدار ہیں اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ اسوقت لوگوں کو کیا مصیبت پیش آرہی ہے تم ہمارے ساتھ ابوطالب کے پاس چلو تاکہ ہم اُنکا عیال بانٹ لیں اُنکا ایک لڑکا میں لے لوں اور ایک تم لے لو اور ہم ان دونوں کا تکفل حال کریں عباس کہنے لگے بہت بہتر بات ہے۔ دونوں ابوطالب کے پاس گئے اور کہنے لگے ہم آپکو عیال کے بوجھ سے کسیقدر سبکدوش کرنا چاہتے ہیں تاوقتیکہ قحط لوگوں کے سر سے ٹل جائے ابوطالب نے کہا اگر عقیل کو میرے لئے چھوڑ دو اور جو چاہو سو کرو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو لے لیا۔ علی ہمیشہ تا بعثت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہتے رہے یہانتک کہ پروردگار نے حضرت کو نبی مقرر کیا۔ جناب علی نے حضور کا اتباع کیا اور ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کی۔

جناب امیر علیہ السلام کی سبقت اسلام

(۱) **عن** سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اول الناس من هذه الامة ورودا علی الحوض اولها اسلاما علی بن ابی طالب (اخرجہ ابن عبد البر فی الاستیعاب) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب ختم المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا ہے کہ اس امت کا حوض پر پہلے وارد ہونیوالا اس امت کا سب سے پہلے ایمان لانیوالا علی بن ابیطالب ہے۔

(۲) **عن** سلمان الفارسی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر هذه الامة بعدی اولها اسلاما علی بن ابی طالب (الستوثقہ) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جناب سرور انبیا علیہ التحیۃ والثناء فرماتے تھے کہ میرے بعد اس امت کا بہتر اس امت کا سب سے پہلے ایمان لانیوالا علی ابن ابیطالب ہے۔

(۳) **عن** سلمان الفارسی و ابی ذر الغفاری قالا اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بید علی فقال ان ہذا اول من آمن بی وہذا الفاروق ہذہ الامۃ وہذا یعسوب المؤمنین وہذا اول من یصافحنی یوم القیامۃ وہذا الصدیق الاکبر (اخرجہ الطبری والدیلمی) سلمان فارسی اور ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا یہ وہ ہے جو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا ہے اور یہ اس امت کے حق و باطل کو جدا کرنیوالا ہے یہ مومنوں کا یعسوب (امیر) ہے اور سب سے پیشتر قیامت کے دن مجھ سے مصافحہ کرنیوالا ہے اور یہ صدیق اکبر ہے ٭

(۴) **عن** ابی ذر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لعلی انت اول من آمن بی و صدق (اخرجہ الحاکم) ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی سے فرما رہے تھے کہ تو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا ہے اور تو نے میری تصدیق کی ہے ٭

(۵) **عن** زید بن ارقم قال اول من اسلم علی بن ابیطالب (اخرجہ احمد والترمذی وصححہ) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سب سے پہلے ایمان لانیوالے علی بن ابیطالب ہیں ٭

(۶) **عن** ابن عمر وانس بن مالک و جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم قالوا بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاثنین واسلم علی یوم الثلثاء (اخرجہ البغوی والترمذی والطبرانی) ابن عمر اور انس بن مالک اور جابر رضی اللہ عنہم روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن مبعوث ہوئے اور منگل کے دن علی اسلام لائے ٭

(۷) **عن** ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلت الملائکۃ علی و علی علی سبع سنین وذلک لانہ لم ترفع شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ الی السماء الا منی ومن علی بن ابی طالب (اخرجہ المخلص الذہبی) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مجھ پر اور علی پر سات برس تک درود فرشتے بھیجتے رہے ہیں اس وجہ سے کہ بجز میرے اور علی کے آسمان کی طرف کسی کی لا الٰہ الا اللہ پر شہادت دینے کی آواز بلند نہیں ہوتی تھی ٭

(۸) **عن** عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی انک اول المسلمین اسلاما واول المؤمنین معی ایمانا واعلمہم بایات اللہ واوفاہم بعہد اللہ وارفقہم بالرعیۃ واقسمہم بالسویۃ واعظمہم عند اللہ منزلۃ (اخرجہ احمد) جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی رض سے فرماتے تھے کہ تم اسلام لانے میں سب مسلمانوں سے پیش قدم اور مجھ پر ایمان لانے میں سب سے مقدم ہو اور تم ان سب سے زیادہ خدا کے عہد کو پورا کرنیوالے ہو اور رعیت پر ان سب سے زیادہ مہربان ہو اور انصاف سے پورا پورا تقسیم کرنیوالے ہو اور ان سب سے خدا کے نزدیک بڑی منزلت والے ہو ٭

(۹) **عن** ابی سعید ومعاذ بن جبل رضی اللہ عنہما قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لک یا علی سبع خصال لا یحاجک فیہن احد یوم القیامۃ انت اول المؤمنین باللہ ایمانا واوفاہم بعہد اللہ وارفقہم بالرعیۃ واقسمہم بالسویۃ واعلمہم بالقضیۃ واعظمہم مزیۃ عند اللہ یوم القیامۃ (اخرجہ الدیلمی عن ابی سعید الخدری والحاکم عن معاذ بن جبل) [illegible]

خدری رضی اللہ عنہ سے اور حاکم مستدرک میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یا علی تجھ میں سات خصلتیں ایسی ہیں کہ قیامت کے روز انہیں کوئی تجھ سے مقابلہ نہیں کر سکتا تو خدا پر ایمان لانے میں سب مومنوں سے پہلا ہے اور خدا کے عہد کو پورا کرنے میں ان سب سے بڑھ کر۔ اور رعیت پر مہربانی کرنے میں ان سب سے مہربان اور برابر بانٹنے میں ان سب سے پورا تقسیم کرنیوالا اور ان سب سے جھگڑوں کے فیصل کرنے میں زیادہ علم والا۔ اور قیامت کے روز خدا کے پاس سب سے اونچے مرتبے والا ہے۔

(۱۰) **عن** العباس بن عبد المطلب قال سمعت عمر بن الخطاب وهو يقول كفوا عن ذكر علي بن ابي طالب فاني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول في علي ثلاث خصال وددت لو ان لي واحدة منهن كل واحدة منهن احب الي مما طلعت عليه الشمس كنت انا وابوبكر وابو عبيدة بن الجراح ونفر من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم اذ ضرب رسول الله صلى الله عليه وسلم على كتف علي فقال يا علي انت اول المسلمين اسلاما وانت اول المومنين ايمانا وانت مني بمنزلة هارون من موسى كذب يا علي من زعم انه يحبني ويبغضك (اخرجه الطبري وابن السمان) عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ لوگوں سے کہہ رہے تھے کہ جناب علی کی غیبت کرنے سے باز رہو۔ میں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ علی میں تین خصلتیں ہیں اگر ان تینوں میں سے ایک بھی مجھے حاصل ہوتی تو میرے نزدیک ان سب چیزوں سے بہتر تھی کہ جس پر آفتاب کا پرتو پڑتا ہے میں اور ابو بکر اور ابو عبیدہ بن الجراح چند اصحاب کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کے کندھے پر ہاتھ مار کر فرمایا اے علی تو اسلام لانے میں سب مسلمانوں کا پیش قدم اور ایمان لانے میں سب مومنوں کا پیشرو ہے۔ اور تیرا مرتبہ میرے نزدیک ایسا ہے جیسے کہ ہارون کا موسیٰ سے وہ بالکل جھوٹا ہے جو یہ زعم کرتا ہو کہ مجھے دوست رکھتا ہے۔ اور تجھ سے عداوت رکھے۔

(۱۱) **عن** سعد بن ابي وقاص وابي سعيد وام سلمة واسماء بنت عميس وجابر بن عبد الله قالوا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا علي انت اول المسلمين اسلاما (اخرجه الديلمي) سعد بن ابی وقاص اور ابو سعید اور ام المومنین ام سلمہ اور اسماء بنت عمیس اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یا علی تم سب مسلمانوں سے پہلے اسلام لائے ہو۔

(۱۲) **عن** معاذة العدوية قالت سمعت عليا يقول على المنبر البصرة انا الصديق الاكبر امنت قبل ان يؤمن ابوبكر واسلمت قبل ان يسلم ابوبكر (اخرجه ابن قتيبة في المعارف) معاذة العدویہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نے جناب علی علیہ السلام کو بصرہ کے منبر پر فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں صدیق اکبر ہوں میں ابو بکر رضی اللہ عنہ سے پہلے اسلام لایا ہوں اور ان سے اول ایمان لایا ہوں۔

(۱۳) **عن** ابن عباس قال نظر علي في وجوه الناس فقال اني لاخو رسول الله صلى الله عليه وسلم وفوزيرہ

ولقد علمتم انی اولکم ایمانا باللہ عزوجل وبرسولہ ثم دخلتم من بعدی فی الاسلام رسلا رسلا وانی لابن عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وشریکہ فی نسبہ وابو ولدہ وزوج سیدۃ نساء اھل الجنۃ (الیواقیت لابی عمر الزاھد) ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ جناب علیؓ نے لوگوں کی طرف دیکھکر فرمایا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی اور وزیر ہوں تم بخوبی جانتے ہو میں تم سب سے خدا پر اور اُسکے رسول پر ایمان لانے میں مقدم ہوں میرے بعد میں گروہ گروہ داخل اسلام ہوئے ہو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ابن عم اور نسب میں شریک ہوں میں اُنکے بچوں کا باپ ہوں میں تمام اہل جنت کی عورتوں کی سردار کا خاوند ہوں ::

(۱۴) **عن** لیلی الغفاریۃ قالت کنت امرأۃ اخرج مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واداوی الجرحی فلما کان یوم الجمل اقبلت مع علی فلما فرغ دخلت علی زینب عائشۃ فقلت حدثنی ھل سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو وعائشۃ علی فراش وعلیھما قطیفۃ قالت فاقبل علی یجلۃ الاعرابی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ھذا اول الناس ایمانا واول الناس لقاءبی واخر الناس بی عھدا عند الموت (الیواقیت لابی عمر الزاھد) لیلی غفاریہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں ایسی عورت تھی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں غزوات میں جایا کرتی تھی اور زخمیوں کے علاج کیا کرتی تھی جب جمل کا دن ہوا تو میں بھی جناب علیؓ کے ساتھ جنگ کو نکلی آپ جب اس جھگڑے سے فارغ ہوئے تو میں رات کو زینب رضی اللہ عنہا کے پاس گئی میں نے اُنسے کہا جو کچھ کہ تمنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اُس شخص کے حق میں سُنا ہو مجھ سے بیان کرو کہنے لگیں میں ایک روز جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں گئی دیکھا کہ حضرتؐ اور بی بی عایشہ ایک بستر پر لیٹے ہوئے ہیں اور دونوں پر ایک کمبل پڑا ہوا ہے بیچ ابھی علی اعرابی کی برابر ویرگذری ہو گی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بتحقیق یہ شخص (یعنے علی) ایمان لانے کی وجہ سے سب لوگوں سے اول ہے اور سب سے پہلے قیامت کے دن مجھ سے ملنے والا ہے اور میری موت کے وقت سب سے آخر مجھ سے بات کرنیوالا ہے ::

(۱۵) **عن** ابن عباس قال کان علی اول من اسلم بعد خدیجۃ وقال ابو عمر ھذا حدیث صحیح الاسناد لامطعن فی روایۃ لاحد (اخرجہ ابن عبدالبر فی الاستیعاب) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ علی جناب صدیقۃ الکبری اُم المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سب سے پہلے ایمان لائے ہیں۔ ابو عمر کہتا ہے کہ اس حدیث کی سب سندیں صحیح ہیں کسی شخص کو اسکی روایتوں میں طعن کی گنجایش نہیں ::

(۱۶) **قال** الثعلبی فی تفسیر قولہ تعالی والسابقون الاولون من المھاجرین والانصار۔ قد اتفقت العلماء ان اول من امن بعد خدیجۃ رضی اللہ عنہا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الذکور علی ابن ابیطالب وھو قول ابن عباس وسلمان وابی ذر وجابر بن عبد اللہ الانصاری وزید بن ارقم وخباب بن الارت ومحمد بن المنکدر وربیعۃ الرائی) ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں آیہ کریمہ والسابقون الاولون الخ کے تحت میں لکھتے ہیں کہ بتحقیق تمام علماء نے اسپر اتفاق کیا ہے

کہ بعد خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مردوں میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جناب علی سب سے پہلے ایمان لائے ہیں۔ یہ ابن عباس اور سلمان اور ابوذر اور جابر بن عبد اللہ انصاری اور زید بن ارقم اور خباب بن الارت و محمد بن المنکدر اور ربیعۃ الرائی رضوان اللہ علیہم کا قول ہے۔

(۱۷) **عن** عائشۃ رضی اللہ تعالی عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم السباق ثلاثۃ فالسابق الی موسی یوشع بن نون والسابق الی عیسی صاحب الیاسین والسابق الی محمد صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابیطالب (اخرجہ الدیلمی) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ایمان میں سبقت کرنیوالے تین ہیں پس حضرت موسیٰ کی طرف سبقت کرنیوالے یوشع بن نون ہیں اور حضرت عیسیٰ کی طرف صاحب الیاسین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف علی بن ابیطالب ہیں۔

(۱۸) **عن** ابن عباس فی قولہ تعالی السابقون الاولون من المہاجرین والانصار قال سبق یوشع بن نون الی موسی وسبق صاحب الیاسین الی عیسی وسبق علی بن ابیطالب الی محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجہ الطبرانی والضحاک وابوبکر بن مردویہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ السابقون الاولون کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یوشع بن نون نے حضرت موسیٰ کی طرف اور صاحب الیاسین نے حضرت عیسیٰ کیطرف اور علی بن ابیطالب نے جناب محمد بن عبد اللہ کیطرف سبقت کی ہے۔

(۱۹) **عن** ابن عباس وابی لیلی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصدیقون ثلاثۃ حبیب النجار مومن الیاسین الذی قال یاقوم اتبعوا المرسلین وحزقیل مومن آل فرعون الذی قال اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ وعلی بن ابیطالب وھو افضلہم (اخرجہ ابن النجار عن ابن عباس و احمد عن ابی لیلی) ابن النجار رحمۃ اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ابو لیلی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب سید المرسلین علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے تھے کہ صدیق تین ہیں حبیب النجار الیاسین یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حواریین پر ایمان لانیوالا جس نے یہ کہا تھا کہ اے لوگو تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا پالنے والا خدا ہی ہے اور علی بن ابیطالب اور وہ ان سب سے افضل ہیں۔

(۲۰) **عن** ابن عباس فی قولہ تعالی من یطع الرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم قال علی یا رسول اللہ اھل نقدر علی ان نزورک فی الجنۃ کما ادرناک فی الدنیا قال یا علی ان لکل نبی رفیقا اول من اسلم من امتہ فنزلت ھذہ الآیۃ اولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا فدعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا فقال ان اللہ عزوجل قد انزل بیان ما سالت فجعلک رفیقی لانک اول من اسلم وانت صدیق الاکبر (تفسیر ابن الحجام) ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کریمہ کہ جن لوگوں نے خدا کے رسول کی طاعت کی ہے پس وہ لوگ انکے ساتھ ہیں جنپر کہ خدا نے اپنی نعمت نازل کی ہے کی تفسیر میں روایت کرتے ہیں کہ جناب علی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آیا ہم آپکو جنت میں بھی دیکھ سکتے ہیں جس طرح سے ہم حضور کو دنیا میں دیکھتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی رفیق

ایک رفیق ہے کہ وہ سب اُمت سے پہلے اُس نبی پر اسلام لاتا ہے پس یہ آیت نازل ہوئی کہ وہ لوگ اُن کے ساتھ ہیں جنپر کہ خدا نے نعمت نازل کی ہے یعنی نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں اور نیک لوگوں کے ساتھ ہونگے اور یہ لوگ اُنکے اچھے رفیق ہونگے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو بلا کر فرمایا یا علی خدا تعالیٰ نے تیرے سوال کا بیان نازل فرمایا ہے۔ اور تجھکو میرا رفیق بتایا ہے۔ کیونکہ تو سب سے پہلے اسلام لایا ہے اور تو صدیق اکبر ہے ؎

(۲۱) **عن** سعید بن عمرو بن سعید بن العاص قال قلت لعبد اللہ بن عیاش ابن ربیعۃ یا عم الا تخبرنی عن ابی بکر و علی فان ابا بکر رضی اللہ عنہ کان لہ السن والسابقۃ مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم ان الناس لم کان صغوا الی علی ای ابن اخی ان علیا کان لہ ما شئت من ضرس قاطع فی العلم والبسطۃ فی النسب وقرابتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومصاھرتہ والسابقۃ فی الاسلام والعلم بالقران والفقہ فی السنۃ والنجدۃ فی الحرب والجود بالماعون (اخرجہ الذھبی) سعید بن عمرو ابن سعید بن العاص کہتا ہے کہ میں نے عبد اللہ بن عیاش بن ربیعہ سے پوچھا۔ کہ اے چچا کیا تم مجھے ابوبکر اور علی کے حالات سے خبردار نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کہن سال تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسلام میں سبقت بھی رکھتے تھے پھر ایسی کیا بات تھی کہ لوگ جناب علی رضہ کے پیاسے تھے۔ اُنھوں نے جواب دیا اے میرے بھتیجے جو تو چاہتا ہے اسی کے مطابق علم و فضل میں علی تیز دانت رکھتے و الانتہا نسب فراخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت اور حضرت کا داماد ہونا اور اسلام میں سبقت اور قرآن کا علم اور سنت میں پوری آگاہی اور جنگ میں بہادری اور سخاوت میں بخشش رکھتے تھے ؎

(۲۲) **عن** ابی ھارون العبدی قال اتیت ابا سعید الخدری فقلت لہ ھل شھدت بدرا فقال نعم فقلت الا تحدثنی بشیء مما سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی علی فقال یا بنی اخبرک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرض مرضۃ ونقہ منہا فدخلت علیہ فاطمۃ تعودہ وانا جالس عن یمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما رأت ما برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الضعف خنقتہا العبرۃ حتی بدت دموعہا علی خدھا فقال لہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما یبکیک یا فاطمۃ قالت اخشی الضیعۃ یا رسول اللہ فقال یا فاطمۃ ان اللہ اطلع علی اھل الارض اطلاعۃ فاختار منہم اباک ثم اطلع ثانیۃ فاختار منہم بعلک فاوحی الی فانکحتہ واتخذتہ وصیا اما علمت انک بکرامۃ اللہ ایاک زوجک اعلمہم علما واکثرھم حلما واقدمہم سلما فضحکت واستبشرت فاراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یزیدھا مزید الخیر کلہ الذی قسمہ اللہ لمحمد وال محمد صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہا یا فاطمۃ لعلی ثمانیۃ اضراس یعنی مناقب ایمان باللہ ورسولہ وحکمتہ وزوجتہ وسبطاہ الحسن والحسین وامرہ بالمعروف ونہیہ عن المنکر یا فاطمۃ انا اھل البیت اعطینا ست خصال لم یعطہا احد من الاولین ولا یدرکہا احد من الاخرین غیرنا نبینا خیر الانبیاء وھو ابوک ووصینا خیر الاوصیاء وھو بعلک وشھیدنا خیر الشھداء وھو حمزۃ عم ابیک ومنا سبطا ھذہ الامۃ وھما ابناک ومنا مھدی الامۃ الذی یصلی عیسی خلفہ ثم ضرب علی منکب الحسین فقال من ھذا مھدی الامۃ (اخرجہ الدارقطنی) ابو ہارون العبدی

کہتے ہیں میں نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جاکر کہا کیا تم بدر کے جنگ میں حاضر تھے۔ کہنے لگے ہاں میں نے اُن سے کہا کیا تم مجھے نہیں بتا سکتے ہو کہ کچھ تم نے علی کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے جواب دیا ای میرے بیٹے میں تجھے سناتا ہوں کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوکر نہایت ضعیف ہوگئے جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عیادت کیلئے تشریف لائیں۔ میں حضرت کی داہنی جانب بیٹھا ہوا تھا۔ وہ حضرت پر ضعف کا غلبہ دیکھکر رونے لگیں رونے سے ہچکی بندھ گئی یہانتک کہ اُن کے رخسار پر آنسو جاری ہوگئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا فاطمہ آپ کیوں روتی ہیں عرض کیا کہ میں آپکے بعد اپنے ضائع ہونے سے ڈرتی ہوں حضرت نے فرمایا۔ بہ تحقیق پروردگار نے زمین کے باشندوں کو اچھی طرح دیکھکر تیرے باپ کو اُنمیں سے منتخب کیا۔ پھر دوبارہ دیکھکر تیرے شوہر کو انتخاب کیا۔ پھر میری طرف وحی بھیجی اور میں نے تیرا نکاح کرکے اُسے اپنا وصی بنایا۔ آیا تم نہیں جانتے کہ خدا تعالیٰ نے خاص تمہارے لئے کیا مہربانی کی ہے۔ تیرا خاوند سب سے زیادہ علم والا ہے اور سب سے زیادہ علم والا ہے۔ اور اسلام لانیمیں سب سے پیشقدم ہے۔ پس جناب فاطمہ مسکرائیں اور خوش ہوگئیں حضرت نے چاہا کہ ان کو اور زیادہ اس خیر سے حصہ دیں کہ پروردگار نے محمد اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حصہ عطا فرمایا ہے۔ پس آپ نے فرمایا یا فاطمہ علی کے آٹھ تیز دانت ہیں یعنے مناقب ہیں اللہ اور اُسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا اور اُسکے دانائی اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر۔ یا فاطمہ ہم اہل بیت کو چھ باتیں ایسی عطا ہوئی ہیں کہ ہمارے سوا ہم سے پہلے لوگوں کو نہیں دیگئیں اور ہم سے پیچھے آنے والے بھی نہیں حاصل کرسکتے۔ ہمارا نبی تمام نبیوں سے بہتر ہے اور وہ تیرا باپ ہے۔ اور ہمارا وصی سب اوصیا سے افضل ہے اور وہ تیرا شوہر ہے۔ ہمارا شہید سب شہیدوں سے برتر ہے اور وہ حمزہ ہے جو تیرے باپ کا چچا ہے اور اس اُمت کے سبطین وہ دونو تیرے بیٹے ہیں اور ہمیں سے اس اُمت کا مہدی بھی ہے جس کے پیچھے حضرت عیسیٰ نماز پڑھینگے۔ پھر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب امام حسین رضی کے دوش مبارک پر ہاتھ مار کر فرمایا مہدی اس سے ہوگا۔

(۲۳) عن ابی ایوب الانصاری قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مرض مرضۃ فاتتہ فاطمۃ تعودہ فلما رأت ما برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الجھد والضعف استعبرت فبکت حتی سال الدمع علی خدیہا فقال لھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا فاطمۃ ان لکرامۃ اللہ ایاک زوجتک من اقدمھم سلما و اکثرھم علما و اعظمھم حلما ان اللہ تعالی اطلع علی اھل الارض اطلاعۃ فاختارنی منھم فبعثنی نبیا مرسلا ثم اطلع اطلاعۃ فاختار بعلک فاوحی اللہ الی ان ازوجہ ایاک واتخذہ وصیا (اخرجہ الدارقطنی) ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت مریض ہوگئے۔ حضرت فاطمہ عیادت کے لئے تشریف لائیں حضرت پر ضعف اور تکلیف کی شدت کو دیکھ کر رونے لگیں یہانتک کہ اُنکے رخسار مبارک پر قطرات اشک جاری ہوگئے یہ دیکھکر حضرت نے ارشاد کیا یا فاطمہ تم نہیں جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے خاص تمہارے حق میں کیا مہربانی کی کہ میں نے تمہارا نکاح ایسے شخص سے کیا ہے کہ اسلام لانے میں وہ سب سے مقدم ہے اور سب سے زیادہ علم والا ہے اور سب سے زیادہ حلیم ہے۔ خدا تعالیٰ نے زمین کے رہنے والوں کو خوب سا دیکھ کر

بھیجے۔ انتخاب کیا اور بنی مرسل بنایا۔ پھر دوبارہ دیکھکر تیرے شوہر کو منتخب کیا اور مجھے وحی بھیجی میں نے اس کے ساتھ تیرا نکاح کر کے اُسے اپنا وصی بنایا ✤

(۳۴) عن بریدۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قم بنا یا بریدۃ نعود فاطمۃ فلما ان دخلنا علیہا ابصرت اباھا دمعت عیناھا قال ما یبکیک یا بنتی قالت قلت الطعم وکثرت الھم وشدۃ السقم قال لہا اما واللہ ما عند اللہ خیر لک مما ترغبین الیہ یا فاطمۃ اما ترضین ان زوجک خیر امتی اقدمھم سلما واکثرھم علما واعظمھم حلما واللہ ابنیک سید اشباب اھل الجنۃ (اخرجہ الخوارزمی فی المناقب)

بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای بریدہ اُٹھ ہمارے ساتھ چل کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بیمار پرسی کریں جب ہم جناب فاطمہؓ کے پاس پہنچے وہ ہمیں دیکھکر رونے لگیں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے میری بیٹی تم کیوں روتی ہو۔ عرض کیا قلت طعام اور کثرت غم اور شدت بیماری سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم ہے کیا جو کچھ خدا کے پاس ہے اس سے بہتر نہیں ہے جس کی کہ تم تمنا کرتی ہو؟ بہ تحقیق تیرا شوہر میری تمام اُمت سے بہتر اور اُن سب اسلام لانے کی وجہ سے مقدم اور اُن سے علم میں زیادہ اور اُن سے حلم میں بڑا ہے اور تیرے دونوں فرزند اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں ✤

(۳۵) عن معقل بن یسار قال وضأت النبی صلے اللہ علیہ وسلم ذات یوم فقال ھل لک فی فاطمۃؓ تعودھا فقلت نعم فقام متوکنا علی فخنے دخلنا علیہا فقال کیف تجدنک قالت واللہ اشتد حزنی واشتد فاقتی فقال اما ترضین انی زوجتک اقدم امتی سلما واکثرھم علما واعظمھم حلما (اخرجہ احمد فی المناقب) معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک روز میں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو وضو کرایا آپ نے مجھے ارشاد کیا تیرا ارادہ ہے کہ ہم فاطمہؓ کی عیادت کیلئے چلیں میں نے عرض کیا۔ بہتر ہے۔ حضرت مجھ پر تکیہ لگا کر اُٹھے اور جناب فاطمہؓ کے پاس گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یا فاطمہ تمہاری یہ کیا حالت ہے عرض کیا واللہ مجھپر غم کا غلبہ ہے اور فاقہ نے ستایا ہے حضرت نے ارشاد کیا تم راضی نہیں ہوتے ہو کہ میں نے تمہارا نکاح ایسے شخص سے کیا ہے کہ میری تمام اُمت میں اسلام لانے میں مقدم ہے اور سب سے زیادہ علم والا اور سب سے زیادہ حلم والا ہے ✤

(۳۶) قال ابوحازم ومحمد بن المنکدر وربیعہ بن عبد الرحمن والکلبی علی اول من اسلم (اخرجہ ابن جریر الطبری فی تاریخہ) ابوحازم اور محمد بن المنکدر اور ربیعہ بن عبد الرحمان اور کلبی رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ جناب علی سب سے پہلے ایمان لائے ہیں ✤

(۳۷) عن اسحاق قال کان اول ذکر امن برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصلی معہ وصدقہ بما جاءہ من عند اللہ علی بن ابیطالب (اخرجہ ابن جریر الطبری فی تاریخہ) اسحق رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ مردوں میں سے جو شخص کہ سب سے پہلے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا ہے اور جس نے کہ حضرت کے ساتھ نماز پڑھی ہے اور جو چیز کہ وہ خدا کی طرف سے لائے تھے اُسکی تصدیق کی ہے وہ علی بن ابیطالب ہیں

(تنبیہ) یہ سب حدیثیں اس اثر کے معارض ہیں جو ابن عباس رضی اللہ عنہ سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سبقت اسلام کے بارہ میں مروی ہے۔ لیکن جاننا چاہئے کہ وہ حدیث از قبیل احاد ہے۔ چنانچہ امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ اربعین میں لکھتے ہیں (اما الخبر الذی تمسکوا بہ فی اثبات ان اسلام ابی بکر سابق علی اسلام علی فھو من باب الاحاد) یعنی وہ حدیث کہ جس سے لوگ اس امر کا استدلال کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا اسلام جناب علی علیہ السلام کے اسلام سے سابق ہے۔ وہ حدیث احادیث سے ہے اور حضرت علی کی سب سے سابق الاسلام ہونے پر قریباً اجماع ہو چکا ہے۔ علامہ ابن حجر صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں قال ابن عباس وانس بن مالک وجماعۃ انہ اول من اسلم ونقل بعضھم الاجماع علیہ یعنی ابن عباس اور انس بن مالک اور ایک گروہ صحابہ میں سے یہ کہتا ہے کہ جناب علی سب سے اول اسلام لائے ہیں اور بعض راویوں سے نقل ہے کہ اسی بات پر اجماع ہو چکا ہے؛

علامہ ابن عبد البر الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب میں لکھتے ہیں (عن سلمان وابی ذر والمقداد وعمار وخباب وجابر وحذیفہ وابی سعید وزید بن ارقم رضی اللہ عنہم ان علی بن ابی طالب اول من اسلم) یعنے سلمان اور ابو ذر اور مقداد اور عمار بن یاسر اور جابر بن عبد اللہ اور حذیفہ اور ابو سعید خدری اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ جناب علی سب سے پہلے اسلام لائے ہیں؛

اس کے بعد علامہ موصوف تحریر کرتے ہیں (قال شہاب وقتادۃ وابن اسحاق اول من اسلم من الرجال علی ابن ابیطالب) یعنے شہاب اور قتادہ اور ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مردوں میں سے پہلے جناب علی رض اسلام لائے ہیں؛

جناب ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی اعتقاد تھا۔ چنانچہ علامہ ممدوح اسی کے ذیل میں لکھتے ہیں (قال سالم بن ابی الجعد قلت لابی حنیفۃ اکان ابا بکر اولھم اسلاما قال لا) یعنی سالم بن ابی الجعد کہتا ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا آیا سب صحابہ کرام میں سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پہلے اسلام لائے ہیں انہوں نے جواب دیا نہیں؛

اسکے بعد لکھتے ہیں (سئل محمد کعب القرظی عن اول من اسلم علی او ابو بکر قال سبحان اللہ علی اولھما اسلاما وانما شبہ علی الناس لان علیا اخفی اسلامہ من ابیطالب) یعنی محمد بن کعب القرظی سے کسی نے سوال کیا کہ اول علی اسلام لائے ہیں یا ابو بکر۔ انہوں نے جواب دیا سبحان اللہ ان دونوں میں سے علی پہلے اسلام لائے ہیں لیکن لوگوں کو شبہ ہو گیا۔ کیونکہ جناب علی نے ابیطالب کے خوف سے اپنا اسلام ظاہر نہیں کیا تھا؛

اصل امر یہ ہے کہ جناب علی علیہ السلام نے بخوف ابو طالب اپنے اسلام کا اخفا نہیں کیا۔ بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے امر عالی کی وجہ سے تھا۔ چنانچہ علامہ ابن اثیر جزری رحمۃ اللہ علیہ اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ میں لکھتے ہیں ثم ان علی بن ابی طالب جاء بعد ذلک بیوم یعنی بعد اسلام خدیجۃ وصلوتہا معہ صلی اللہ علیہ فوجدھما یصلیان فقال علی ما ھذا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دین اللہ الذی اصطفے بنفسہ وبعث بہ رسلہ فادعوک الی اللہ والی عبادتہ وکفر با للات

والعزی فقال امر لم اسمع به قبل الیوم فلست بقاض امرا حتی احدث ابا طالب فکرہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ان یفشی سرہ قبل ان یستعلن امرہ فقال لہ یا علی ان لم تسلم فاکتم فمکث علی تلک اللیلۃ ثم
ان اللہ اوقع فی قلب علی الاسلام فاصبح غادیا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاءہ فقال ماذا عرضت
علی یا محمد فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وتکفر باللات
والعزی وتبرأ من الانداد ففعل علی واسلم) یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث بالرسالۃ ہونیکے
بعد ابو طالب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جناب امیر المومنین کو حضرتؐ کے ساتھ نماز پڑھتے دیکھا عرض کیا
یا محمدؐ آپ یہ کیا کر رہے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا یہ اللہ جل جلالہ کا دین ہے جو اس نے اپنی ذات کے لئے منتخب کیا
ہے اور نبیوں کو اس کے لئے مبعوث کیا ہے میں تجھے خدا کی اور اسکی عبادت کی طرف دعوت کرتا ہوں اور
لات اور عزے سے روگردانی کے لئے کہتا ہوں۔ جناب علی رضؓ نے عرض کیا۔ یہ ایسی بات ہے کہ میں نے آپکے سوا
کبھی نہیں سُنی ہیں اپنے کسی فعل میں مختار نہیں جبتک کہ ابو طالب سے یہ پوچھ لوں۔ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو یہ بات ناگوار معلوم ہوئی کہ اس بھید کو قبل اسکے کہ اسکے اعلان کا حکم افشا ہوجائے۔ حضرتؐ
نے فرمایا اگر تم ایمان نہیں لاتے تو اس بات کو مخفی رکھو پس جناب علی پر ایک رات گذری اور خدا نے انکے
دل میں اسلام کی محبت القا فرمائی دوسرے روز صبح کو حضرتؐ کی خدمت میں آکر عرض کیا کل آپنے مجھے کیا ارشاد کیا تھا حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اس امر کی گواہی دے کہ سوا خدا کے کوئی معبود نہیں اور وہ اکیلا خدا ہے کوئی اسکا
شریک نہیں لات وعزے سے بیزار ہوجا جناب علی نے ویسا ہی کیا اور اسلام سے مشرف ہوگئے *

علامہ ابن عبد البر استیعاب میں لکھتے ہیں (قال مجاہد والصحیح فی امر ابی بکر رضی اللہ عنہ انہ اول من اظہر
اسلامہ) یعنے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے باب میں زیادہ تر یہ صحیح ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے اسلام کا اظہار کیا ہے *
لیکن اکثر احادیث صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے کہ سب سے اول اظہار اسلام بھی جناب علی ہی نے کیا ہے۔ چنانچہ امام
احمد بن حنبل اور امام نسائی اور علامہ جریر طبری وغیرہ رحمہم اللہ عفیف کندی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے
ہیں (قال جئت فی الجاہلیۃ الی مکۃ فنزلت علی العباس بن عبد المطلب فلما ارتفعت الشمس حلقت فی السماء
وانا انظر الی الکعبۃ اقبل شاب فرمی ببصرہ الی السماء ثم استقبل الکعبۃ فقام مستقبلہا فلم یلبث حتی جاء
غلام فقام بیمینہ حتی جاءت امرأۃ فقامت خلفہما فرکع الشاب فرکع الغلام والمرأۃ فرفع الشاب
فرفع الغلام والمرأۃ فخر الشاب ساجدا فسجدا معہ فقلت یا عباس امر عظیم فقال ہل تدری من الشاب
فقلت لا فقال علی بن ابی طالب بن عبد المطلب ہذا ابن اخی وہل تدری من ہذہ المرأۃ التی خلفہما
فقلت لا قال ہذہ خدیجۃ بنت خویلد زوجۃ ابن اخی ہذا حدثنی ان ربہ رب السموات والارض امرہ
بہذا الذی ہو علیہ وما علی الارض کلہا احد علی ہذا الدین غیر ہؤلاء الثلاثۃ) یعنے ایام جاہلیت میں
میں ایک دفعہ مکہ میں گیا اور جاکر حضرت عباس بن عبد المطلب کے پاس ٹھیرا جب آفتاب بلند ہوا اور وسط
آسمان سے ڈھلا میں کعبہ کی طرف دیکھ رہا تھا اتنے میں ایک جوان نے آگے بڑھکر آسمان کی جانب نگاہ
اٹھا کر دیکھا اور قبلہ کی طرف بڑھا اور اسکی طرف مُنہ کرکے کھڑا ہوگیا۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد ایک لڑکا

آیا اور اس جوان کے داہنے بازو پر کھڑا ہو گیا۔ پھر ایک عورت آئی اور وہ اُن دونوں کے پیچھے کھڑی ہو گئی۔ پھر اُس جوان نے رکوع کیا پھر جوان نے رکوع سے سر اُٹھایا ان دونوں نے بھی رکوع سے سر اوٹھایا پھر اُس نے سجدہ کیا۔ ان دونوں نے بھی سجدہ کیا۔ میں نے عباس سے کہا یہ ایک انوکھی بات ہے۔ عباس کہنے لگے تو جانتا ہے کہ یہ نوجوان کون ہے۔ میں نے کہا نہیں وہ کہنے لگے۔ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب میرے بھائی کا بیٹا ہے اور تجھے یہ بھی معلوم ہے کہ یہ لڑکا کون ہے میں نے کہا نہیں کہنے لگے یہ علی بن ابی طالب میرا بھتیجا ہے اور یہ جانتے ہو کہ یہ عورت کون ہے میں نے کہا نہیں عباس کہنے لگے یہ خدیجہ بنت خویلد میرے بھتیجے کی بی بی ہے اُس نوجوان نے مجھے بتایا ہے کہ میرا پروردگار رب ہے یہی انکا دین ہے تمام زمین پر ان تین شخصوں کے سوا کوئی دوسرا اس دین پر نہیں ۔

علامہ جریر طبری علیہ الرحمۃ نے اپنی تاریخ الرسل والملوک میں اسکے بعد ان الفاظ کو روایت کیا ہے (فقال العفیف بعد ما اسلم ورسخ الاسلام فی قلبہ یالیتنی کنت رابعا) یعنے اسلام لانے کے بعد جبکہ عفیف کے دل میں اسلام کا خوب رسوخ ہو گیا تو یہ کہا کرتے تھے۔ کاش میں ان تینوں کے ساتھ چوتھا ہوتا۔ پس جناب عباس کے قول سے کہ (ما علی الارض کلھا احد علی ھذا الدین غیر ھولاء الثلثۃ) ثابت ہوتا ہے کہ ہنوز جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ اسلام نہیں لائے تھے کہ جناب علی کا اسلام لانا عباس اور عفیف کندی رضی اللہ عنہما پر ظاہر ہو چکا تھا اور لفظ ہولاء الثلثۃ کی قید سے اور عفیف کے یہ کہنے سے کہ کاش اگر میں اُسوقت اسلام لاتا تو میں اسوقت اسلام کا چوتھا رکن ہوتا۔ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جناب ابوبکر ابھی مشرف باسلام نہیں ہوئے تھے۔ ورنہ حضرت عباس ہولاء الثلثۃ کی قید نہ لگاتے اور عفیف کنت رابعًا نہ کہتے بلکہ کنت خامسا کہتے۔ پس یہ قیاس میں نہیں کرتا کہ یہ راز حضرت عباس کو معلوم ہو گیا ہو اور ابوطالب سے مخفی رکھا ہو۔

بعض نے جناب علیؑ کی سبقت اسلام کو تسلیم کر کے یہ کہا ہے کہ اُنکا اسلام بہ نسبت اسلام مشایخ قریش افضل نہیں سمجھا جا سکتا۔ کیونکہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت جناب علی ہنوز بالغ نہیں ہوئے تھے۔ چنانچہ خود اُنکا قول ہے سبقتکم الی الاسلام طرا غلاما ما بلغت اوان حلمی۔ یعنے میں نے تم پر ایسی حالت میں اسلام لانے میں سبقت کی ہے کہ میری مسیں بھیگ رہی تھیں میں ابھی لڑکپن کی حالت میں تھا۔ ابھی حد احتلام تک نہیں پہونچا تھا پس ایک کمسن لڑکے کا اسلام مشایخ قریش کے اسلام پر فایق نہیں ہو سکتا ۔

اس کا جواب دو طرح پر ہو سکتا ہے۔

جناب امیرؑ کی عمر اسلام لانیکے وقت

(الف) بعض کے نزدیک مشرف باسلام ہونے کے وقت جناب علیؑ پندرہ یا سولہ برس کے تھے۔ لیکن سب سے زیادہ معتبر عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ آپ اُسوقت تیرہ سال کے تھے اور ابو عمر نے بھی اسی کو معتبر مانا ہے (دیکھو استیعاب) اس سے زیادہ تر ثبوت محمد بن حنفیہ کی روایت سے ملتا ہے کہ وہ جناب نے

امیرؑ کی عمر (۶۵ سال) کی بیان کرتے ہیں (اسد الغابہ) معروف نے بھی جناب ابوجعفر محمد بن علی الرضا علیہ التحیۃ والثناء سے حضرت امیرؑ کی عمر اتنی ہی روایت کی ہے۔ اور مطالب السئول کمال الدین محمد بن طلحہ الشافعی نے بھی اسی کو صحیح مانا ہے +

پس جبکہ نزول وحی کے بعد بلا خلاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (۲۳) سال تک اس دار فانی میں رونق افروز رہے ہیں اور حضرت کے انتقال کے بعد جناب امیر ۲۹½ ساڑھے انتیس برس زندہ رہے ہیں پس (۲۵ + ۲۹½) = ۱۲½ رہے یعنے پینسٹھ سال سے انتیس نکالنے کے بعد ٹھیک ساڑھے بارہ برس باقی رہے +

اس سے صاف ظاہر ہے کہ جناب علی علیہ السلام ایسے وقت میں اسلام لائے ہیں جبکہ انکی عمر بلوغ کے قریب پہنچ چکی تھی۔ نہ یہ کہ بالکل طفولیت کے عالم میں تھے (ب) اگر یہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ جناب علی اسلام لانے کے وقت بالغ نہیں تھے تو اسپر کوئی شرعی دلیل موجود نہیں ہے کہ قبل از بلوغ ایک لڑکے ہوشیار ہونہار پختہ مغز ذکی الطبع کا اسلام قبول نہ کیا جائے +

اسی وجہ سے جناب امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عاقل لڑکے کا اسلام اگرچہ وہ بالغ نہوا ہو مقبول ہے۔ قال الشیخ قاسم بن قطلوبغا الحنفی فی مسندہ حدثنا اسمعیل بن ادریس قال حدثنی ابی عن الحسن ابن زید بن الحسن بن علی بن ابیطالب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا علیاً الی الاسلام وھو ابن تسع سنین اویقول دون التسع ولم یعبد الاوثان قط لصغرہ انتہی قال فلو لم یکن الاسلام مقبولاً عنہ لما دعاہ الیہ وکذا دعا شرذمۃ عن اطفال الصحابۃ الی الاسلام وقبلہ منھم کما یظھر عن کتب الاثر وقد بایع عبد اللہ بن الزبیر وھم ابناء سبع سنین شیخ قاسم بن قطلوبغا حنفی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مسند جسکا نام مسند ابو حنیفہ ہے) میں لکھتے ہیں کہ اسمعیل بن ادریس نے ہم سے روایت کی ہے اور کہتے اپنے والد سے سنا ہے کہ کہتا تھا مجھسے حسن بن زید بن الحسن بن علی بن ابیطالب بیان کرتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو اسلام کی دعوت کی اور وہ نو برس یا اس سے بھی کم تھے اور انہوں نے بچپن سے بتوں کی پرستش نہیں کی تھی۔ اسکے بعد شیخ قاسم بن قطلوبغا کہتے ہیں اگر لڑکے صغیر السن کا اسلام مقبول نہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکو کبھی اسلام کی جانب دعوت نہ کرتے۔ اسیطرح سے حضرت نے صحابہ کے اکثر اطفال کو اسلام کی طرف مدعو کر کے انکا اسلام قبول کیا تھا چنانچہ کتب احادیث سے بخوبی ظاہر ہے عبد اللہ ابن زبیر اور عبد اللہ ابن جعفر اور جعفر بن زبیر نے حضرت کی بیعت کی اور انکا سن سات سات برس کا تھا۔ حافظ ابو نعیم اور ابن عساکر اور طبرانی علیہم الرحمۃ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بایع الحسن والحسین وعبد اللہ ابن عباس وعبید اللہ بن جعفر وھم صغار لم یعقلوا ولم یبلغوا یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امام حسن وحسینؑ اور عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن جعفر کی بیعت قبول فرمائی درآنحالیکہ وہ کم سن تھے پوری تمیز نہیں رکھتے تھے اور ابھی بالغ بھی نہیں ہوئے تھے +

اسکے سوا یہ امر بھی جناب امیر کی فضیلت کا کافی ثبوت ہے کہ وہ ایسے سن میں اسلام لائے ہیں کہ جس میں لڑکوں کی طبیعت اکثر لہو ولعب کیطرف مائل ہوتی ہے۔ توحید کے غوامض کا سمجھنا اور منشاء نبوت کے مطابق عمل کرنا۔ اور معاد کی حقیقت تک پونچنا انکے عقول سے ظاہر ہوتا ہے۔ پس ایسے سن وسال میں جناب امیر کا اسلام لانا صاف اس امر پر دال ہے کہ آپ عہد طفولیت ہی میں عقل خداداد کے وسیلہ سے ایسے امور کی تہ کو پہونچ گئے تھے جنکے سمجھنے سے بڑی بڑی مشائخ قریش کی عقلیں دنگ تھیں ؛

جناب امیرؑ کا ہرگز بتوں کی پرستش نکرنا

عن جابر قال قال رسول الله صلی الله علیه ثلثة ما کفروا بالله قط مومن الیاسین وعلی بن ابیطالب وآسیة امرأة فرعون (اخرجه ابن عدی وابن عساکر والسیوطی فی الدر المنثور) جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت نے ارشاد کیا کہ تین شخصوں نے ہرگز خدا سے کفر نہیں کیا ہے مومن الیاسین (یعنے حضرت یوشع پر ایمان لانیوالا) اور علی ابن ابی طالب اور فرعون کی بیوی آسیہ ؛

عن الحسن بن مدایتی قال لایعبد الاوثان قط لصغره ومن ثم یقال کرم الله وجهه دون غیره من الصحابة (اخرجه ابن سعد فی الطبقات وابن عبد البر فی الاستیعاب وشیخ قاسم بن قطلوبغا الحنفی فی متن المشہور بمسند ابو حنیفه) حسن بن مدائنی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام نے بچپن سے ہرگز بتوں کی پرستش نہیں کی اسیوجہ سے انکو کرم اللہ وجہہ کہا جاتا ہے یعنے خدا نے اُن کے مونہہ کو بزرگ کیا تھا کہ وہ بتوں کے آگے نہیں جھکے اور یہ لقب انکے سوا اور اصحاب کے حق میں نہیں بولا جاتا (نزل الابرار علامہ بدخشی)

جناب امیرؑ کا سب صحابہ سے پہلے حضرتؐ کے ساتھ نماز پڑھنا

(۱) **عن** ابن عباس انه قال لعلی اربع خصال لیست لاحد غیره هو اول عربی وعجمی صلی مع رسول الله صلی الله علیه وسلم وهو الذی لواءه معه فی کل زحف وهو الذی صبر نفسه معه یوم المطهراس وهو الذی غسله وادخله قبره (اخرجه الترمذی) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب علی میں چار ایسی باتیں ہیں کہ انکے سوا کسی دوسرے میں نہیں۔ وہ ہر ایک عربی اور عجمی سے پہلے حضرت کیساتھ نماز میں شریک ہوئے اور وہ ایسے شخص ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ایک جنگ میں حضرت کا علم اُن کے پاس تھا اور انہوں نے سختی کے دن اپنی جان سے حضرت کیساتھ صبر کیا۔ اور انہوں نے حضرت کو غسل دیا اور قبر میں اُتارا ؛

(۲) **عن** انس قال بعث رسول الله صلی الله علیه یوم الاثنین وصلی معه علی یوم الثلثاء (اخرجه الطبرانی فی معجمه) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن مبعوث ہوئے اور منگل کے دن جناب علیؑ نے حضرت کیساتھ نماز پڑھی ؛

(۳) **عن** ابی رافع قال النبی صلی الله علیه صلت خدیجة یوم الاثنین وصلی علی یوم الثلثاء قبل ان یصلی معنا احد من الناس (اخرجه احمد فی مناقب) ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جناب اُمّ المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پیر کے روز نماز پڑھی ہے اور حضرت علی علیہ السلام نے منگل کے روز نماز پڑھی قبل اُسکے کہ لوگوں میں سے کوئی شخص ہمارے ساتھ نماز پڑھتا۔

عن ابی رافع قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعثت غداۃ الاثنین وصلت خدیجۃ یوم الاثنین فی اٰخر النہار وعلی یوم الثلثاء فمکث علی یصلی مستخفیا سبع سنین واشہر قبل ان یصلی معنا احد (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر فی مسند ابی رافع) ابی رافع سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ پیر کی صبح کو میں نبوت عطا ہوا اور خدیجہ نے اسی روز پچھلے وقت میں نماز پڑھی اور علی نے منگل کے روز نماز پڑھی علی نے سات سال اور کئی مہینے پوشیدہ نماز پڑھی قبل اسکے کہ کوئی ہمارے ساتھ نماز پڑھتا۔

(۵) عن علی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نزلت علی النبوۃ یوم الاثنین وصلی علی معی یوم الثلثاء (اخرجہ الطبرانی) جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھ پر پیر کے روز نبوت نازل ہوئی اور منگل کے روز علی نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی ہے۔

(۶) عن حبۃ العرنی قال سمعت علیا یقول انا اول من اسلم وصلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجہ احمد والنسائی) حبہ عرنی سے روایت ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ میں وہ پہلا شخص ہوں جو اسلام لایا ہے اور جس نے حضرت کیساتھ پہلے نماز پڑھی ہے۔

(۷) عن زید بن ارقم قال اول من صلی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی (اخرجہ النسائی) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر نے سب سے پہلے حضرت کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔

(۸) عن عباد بن عبد اللہ قال قال علی انا عبد اللہ واخو رسولہ وانا الصدیق الاکبر لا یقول ذلک بعدی الا کاذب صلیت قبل الناس بسبع سنین (اخرجہ احمد فی المناقب والنسائی فی الخصائص وحافظ ابو زید عثمان بن ابی شیبہ فی سنتہ وابن عاصم فی السنۃ والحاکم فی المستدرک وابو نعیم فی الحلیۃ والعقیلی) عباد بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام فرماتے تھے میں خدا کا بندہ اور اس کے رسول کا بھائی اور صدیق اکبر ہوں میرے سوا اس بات کو کوئی نہیں کہہ سکتا مگر جھوٹ کہنے والا میں نے سب سے سات برس پہلے نماز پڑھی ہے۔

(۹) عن ابن عباس وجابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصلت الملائکۃ علی و علی علی سبع سنین قبل الناس وذلک بانہ کان یصلی ولا یصلی معنا غیرنا (اخرجہ الدیلمی) ابن عباس اور جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے سات برس تک ملائک مجھپر اور علی پر درود پڑھتے تھے۔ اور یہ اسوجہ سے تھا کہ علی میرے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے اور ہم دونوں کے بغیر کوئی ہمارے ساتھ نماز پڑھنے والا نہیں تھا۔

(۱۰) عن علی قال عبدت اللہ قبل ان یعبدہ احد من ہذہ الامۃ سبع سنین (اخرجہ الخلعی فقلت من ریاض النضرۃ فی فضائل العشرۃ لمحب الطبری) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ میں نے خدا کی بندگی سات برس قبل اسکے کی ہے کہ اس اُمّت میں سے کوئی خدا کی بندگی کرتا۔

(۱۱) عن مجاہد عن ابن عباس قال نزلت ہذہ الایۃ واقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ وارکعوا

مع الراکعین فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی خاصۃ وہما اول من صلی ورکع اخرجہ الطبرانی فی الخصائص وفقیہ بن المغازلی فی المناقب وحافظ ابونعیم فی الحلیۃ) مجاہد رحمۃ اللہ علیہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ کہ (قائم کرو نماز کو اور دو تم زکوٰۃ کو اور جھکو تم جھکنے والوں کیساتھ) خاصکر جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ کیونکہ انہیں دونوں صاحبوں نے پہلے نماز پڑھی ہے ٭

(۱۲) عن عفیف الکندی قال جئت فی الجاہلیۃ الی مکۃ فنزلت علی العباس بن عبد المطلب فلما ارتفع الشمس وحلقت فی السماء وانا انظر الی الکعبۃ اقبل شاب فرمی ببصرہ الی السماء ثم استقبل الکعبۃ فقام مستقبلہا فلم یلبث حتی جاء غلام فقام عن یمینہ فلم یلبث حتی جاءت امرأۃ فقامت خلفہما فرکع الشاب فرکع الغلام والمرأۃ فرفع الشاب فرفع الغلام والمرأۃ فخر الشاب فقلت لا فقال محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہذا ابن اخی ہل تدری من ہذا الغلام فقلت لا فقال علی ابن ابی طالب بن عبد المطلب ہذا ابن اخی۔ ہل تدری من ہذہ المرأۃ التی خلفہما فقلت لا قال ہذہ خدیجۃ بنت خویلد زوجۃ ابن اخی ہذا حدثنی ان ربہ رب السموات والارض امرہ بہذا الذی ہو علیہ واللہ ما علی الارض احد علی ہذا الدین غیر ہؤلاء الثلاثۃ اخرجہ احمد والنسائی وزاد جریر الطبری قال عفیف بعد ما اسلم ورسخ الاسلام فی قلبہ یالیتنی کنت رابعا وزاد احمد قال عفیف لوکان اللہ یرزقنی الاسلام یومئذ فاکون ثانیا مع علی بن ابی طالب)

عفیف کندی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایکدفعہ میں ایام جاہلیت میں مکہ میں گیا اور عباس بن عبد المطلب کے پاس فروکش ہوا جب آفتاب بلند ہوکر گھیرا ڈالا میں کعبہ کیطرف دیکھ رہا تھا کہ ایک جوان نے آکر آسمان کیطرف نگاہ اُٹھا کر دیکھا اور بڑھکر کعبہ کیطرف مونہہ کرکے کھڑا ہوگیا کچھ دیر نہ گذری تھی کہ ایک لڑکا اس جوان کے داہنے بازو کی طرف کھڑا ہوگیا پھر کچھ دیر نہیں گذری ہوگی کہ ایک عورت آکر انکے پیچھے کھڑی ہوگئی۔ پس جب اس جوان نے رکوع کیا تو اُس لڑکے اور عورت نے بھی رکوع کیا۔ اور جب اس جوان نے سر اُٹھایا تو اُن دونوں نے بھی سر اُٹھایا۔ پھر اس جوان نے سجدہ کیا تو اُن دونوں نے بھی سجدہ کیا۔ مینے عباس سے کہا یہ ایک انوکھی بات ہے وہ کہنے لگے تو جانتا ہے۔ یہ جوان کون ہے میں نے کہا میں نہیں جانتا انہوں نے کہا یہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب میرا بھتیجا ہے اور یہ بھی تجھے معلوم ہے کہ یہ لڑکا کون ہے مینے کہا نہیں۔ اُس نے کہا یہ علی بن ابی طالب بن عبد المطلب میرے بھائی کا بیٹا۔ اور یہ بھی تجھے معلوم ہے کہ یہ عورت کون ہے مینے کہا مجھے نہیں معلوم کہنے لگے یہ خدیجہ بنت خویلد ہے میرے بھتیجے کی بی بی اس جوان نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ میرا خدا آسمانوں اور زمین کا خدا ہے صرف اسی بات پر انکے دین کا مدار ہے۔ تمام روئے زمین پر ان تین شخصوں کے سوا کوئی دوسرا اس دین پر نہیں۔ علامہ جریر الطبری نے ان الفاظ کو زیادہ روایت کیا ہے۔ کہ جب عفیف رضی اللہ عنہ اسلام سے مشرف ہوگئے اور اسلام انکے دل میں خوب راسخ ہوگیا تو وہ کہتے تھے کاش میں ان تین شخصوں کے ساتھ چوتھا ہوتا۔ اور امام احمد حنبل

رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث میں عفیف رضی اللہ عنہ کی زبان سے یہ الفاظ اور زیادہ روایت کیے ہیں وہ کہا کرتے تھے کہ اگر اس دن
خدا تعالیٰ نے مجھے اسلام نصیب کرتا تو میں جناب علی علیہ السلام سے دوسرے درجہ پر ہوتا ؎

(۱۳) **عن** عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال ان اول شیئ علمتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قدمت مکۃ فی عمومۃ لی فارشدنا علی العباس بن عبد المطلب فانتہینا الیہ وھو جالس
الی الکعبۃ من ثم مجلسنا الیہ فبینا نحن عندہ اذ اقبل رجل من باب الصفا تعلوہ حمرۃ ولہ وفرۃ
جعدۃ علی انصاف اذنیہ اقنی الانف براق الثنایا ادعج العینین کث اللحیۃ دقیق المسربۃ شثن
الکفین حسن الوجہ معہ غلام وامرأۃ قد سترت محاسنہا حتی قصد نحو الحجر فاستلمہ ثم استلم الغلام والمرأۃ ثم
طاف بالبیت سبعا والغلام والمرأۃ یطوفان معہ فقلنا یا ابا الفضل ھذا الدین لم یکن نعرفہ
فیکم او شیئ حدث فقال ھذا ابن اخی محمد بن عبد اللہ والغلام علی بن ابی طالب والمرأۃ امرأتہ خدیجۃ بنت خویلد واللہ
ما علی وجہ الارض احد یعبد اللہ بہذا الدین الا ھؤلاء الثلثۃ (اخرجہ احمد فی المناقب
والطبرانی فی الکبیر فی مسند عبد اللہ بن مسعود) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو پہلی بات
میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھی ہے یہ ہے کہ ایک دفعہ میں ایک کام کیلئے اپنے چچوں کے ساتھ
مکہ میں گیا پس ہم عباس بن عبد المطلب کے پاس گئے وہ کعبہ کے قریب بیٹھے ہوئے تھے ہم بھی وہاں اُنکے
پاس بیٹھ گئے اتنے میں باب صفا سے ایک سرخ و سفید رنگ کا آدمی آیا اور اُسکے رخسار کے گونگھریالے
بال کانوں کی نصف گدیا تک تھے اُسکی ناک نہایت اونچی تھی۔ اسکے دانت بہت سفید تھے اسکی آنکھیں بڑی
بڑی اور نہایت سیاہ تھیں۔ اُسکی ڈاڑھی بہت گھنی تھی۔ اسکے سینے کے بال نہایت پتلی تھی ہاتھوں پر گھٹی ہوئی
ہوئی تھی وہ نہایت خوبصورت تھا اُسکے ساتھ ایک لڑکا اور بی بی تھی جسنے کہ اپنا منہ چھپایا ہوا
تھا۔ اس جوان نے بڑھکر حجر الاسود کا بوسہ لیا۔ اور اس لڑکے اور بی بی نے بھی اُسکو چوما پھر وہ جوان سات
مرتبہ بیت اللہ کے گرد پھرا اور اُسکے ساتھ وہ لڑکا اور وہ بی بی بھی گرد پھرے ہمنے عباس سے کہا یا ابا الفضل
ہمنے تو یہ طریقہ تم میں کبھی نہیں دیکھا شائد کوئی نئی بات پیدا ہوئی ہے وہ کہنے لگے یہ میرے بھائی کا بیٹا
محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہے اور یہ لڑکا بھی علی بن ابی طالب ہے یہ بی بی خدیجہ بنت خویلد اس جوان کی
بیوی ہے واللہ ان تین شخصوں کے سوا کوئی دوسرا ساری زمین پر اس دین والا نہیں ہے ؎

(۱۴) اخرجہ ابن اسحاق فی سیرتہ وابن السمان ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا حضرت الصلوٰۃ
خرج الی شعاب مکۃ وخرج معہ علی بن ابی طالب مستخفیا من عمہ ابی طالب ومن جمیع اعمامہ وسائر
قومہ فیصلیان الصلوٰۃ فیہا فاذا امسیا رجعا فمکثا کذلک ما شاء اللہ ان یمکثا۔ ثم ان ابا طالب عثر علیہما
یوما وھما یصلیان فقال لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ابن اخی ما ھذا الدین الذی اراک تدین بہ قال ای عم
ھذا دین اللہ ودین ملائکتہ ودین رسلہ ودین ابینا ابراہیم بعثنی اللہ بہ رسولا الی العباد
وانت یا عم احق من بذلت لہ النصیحۃ ودعوتہ الی الھدی واحق من اجابنی الیہ واعاننی علیہ فقال
ابو طالب یا ابن اخی انی واللہ لا استطیع ان افارق دین آبائی وما کانوا علیہ ولکن واللہ لا یخلص الیک

شیئ تکرھہ۔ ما بقیت وذکروا انہ قال لعلی یا بنی ما ھذا الدین الذی انت علیہ قال یا ابت آمنت برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصدقت بما جاء بہ وصدقت وصلیت معہ واتبعتہ فقال اما انہ لم یدعک الا الی الخیر فالزمہ۔ ابن عباس رحمۃ اللہ علیہ اپنی سیرت میں اور ابن السمان قدس اللہ سرہ العزیز لکھتے ہیں کہ جب نماز کا وقت ہوتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی کو ساتھ لیکر اپنے چچا ابوطالب اور دیگر اعمام اور قوم سے مخفی مکہ کے پہاڑوں کی غاروں میں تشریف لیجاتے اور نماز پڑھتے اور رات کو وہاں سے واپس آتے جبتک کہ پروردگار کا ارادہ تھا اسیبات پر ٹھیرے رہے ایک روز حضرت کی ساتھ جناب علی نماز پڑھ رہے تھے کہ ابوطالب آپہنچے اور انکو نماز پڑھتے دیکھکر کہنے لگے ای میرے بھتیجے یہ کونسا دین ہے کہ جسپر تم عمل کر رہے ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چچا جان یہ اللہ اور اسکے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور ہمارے باپ ابراہیم کا دین ہے۔ اور مجھکو خدا نے اس دین کیلئے لوگوں کیطرف پیغمبر کر کے بھیجا ہے۔ چچا جان آپ زیادہ تر حقدار ہیں اس شخص سے جسکو کہ میں نصیحت کروں اور ہدایت کیطرف بلاؤں۔ اور آپ میری بات کے ماننے اور میری مدد کرنے کے زیادہ تر مستحق ہیں۔ ابوطالب نے کہا اے میرے بھتیجے مجھ سے نہیں ہو سکتا کہ میں اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑ دوں۔ لیکن خدا کی قسم ہے تم کو کسی قسم کی برائی نہیں پہنچ سکیگی جبتک کہ میں زندہ ہوں اکثر رواۃ نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ ابوطالب نے جناب علی سے پوچھا اے میرے بیٹے یہ کونسا طریقہ ہے کہ جسپر تم عمل کر رہے ہو۔ جناب علی رضؓ نے جواب دیا کہ خدا کے رسول پر ایمان لایا ہوں اور جو کچھ کہ وہ لائے ہیں میں نے اس کی تصدیق کی ہے۔ اور میں سچ کہتا ہوں کہ میں نے انکے ساتھ نماز پڑھی ہے اور میں نے انکا اتباع کیا ہے پس ابوطالب نے انسے کہا تم انکی بات ضرور مانو کیونکہ وہ تمکو سوائے نیک بات کے اور کچھ نہیں بتائینگے ؎

(۱۵) عن حبۃ العرنی قال رأیت علیا ضحک علی المنبر لم ارہ ضحک ضحکا اکثر منہ حتی بدت نواجذہ ثم قال قول ابا طالب ظھر علینا ابوطالب وانا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نصلیان ببطن نخلۃ قال ماذا تصنعان یا ابن اخی فدعاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الاسلام فقال ما بالذی تصنعان من باس ولکن واللہ لا تعلوا استی ابدا۔ وضحک تعجبا من قول ابیہ ثم قال اللھم لا اعرف لک عبدا من ھذہ الامۃ عبدک قبلی غیر نبیک ثلاث مرات۔ لقد صلیت قبل ان یصلی الناس سبع سنین حبہ عرنی سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں نے جناب امیر کو منبر پر ہنستے ہوئے دیکھا کہ کبھی اس سے زیادہ ہنستے ہوئے نہیں دیکھا یہانتک کہ ہنسنے میں انکی ڈاڑھیں ظاہر ہو گئیں پھر ابوطالب کا قول بیان کیا کہ ایک دفعہ میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک نخلستان کے اندر نماز پڑھ رہا تھا کہ ابوطالب آپہنچے اور کہنے لگے اے میرے بھتیجے تم یہ کیا کر رہے ہو۔ حضرت نے انہیں اسلام کیطرف دعوت فرمائی۔ ابوطالب کہنے لگے اس بات میں جو کچھ تم کر رہے ہو کچھ خوف نہیں ہے۔ لیکن واللہ لوگوں کے سامنے میرے چوتڑ کبھی اونچے نہیں ہونگے۔ جناب امیر کو اپنے والد کی بات سے ازروئے تعجب کے ہنسی آئی تھی۔ پھر فرمایا۔ ای پروردگار تو گواہ ہے کہ اس امت کا کوئی تیرا بندہ سوا تیرے نبی کے میں نہیں جانتا۔ کہ جس نے میرے سوا مجھ سے پہلے تیری

عبادت کی ہو۔ میں نے سب لوگوں سے سات برس پہلے نماز پڑھی ہے ؟

جناب امیرؑ کا حضرت کے دوش اقدس پر سوار ہو کر بتوں کو توڑنا

عن علی قال انطلقت انا والنبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی اتینا الکعبۃ فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجلس وصعد علی منکبی فذھبت لانھض بہ فرای منی ضعفا فنزل وجلس لی نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اصعد علی منکبی فصعدت علی منکبیہ قال فنھض بی قال فیخیل الی انی لو شئت لنلت افق السماء حتی صعدت علی البیت وعلیہ تمثال صفر او نحاس فجعلت ازاولہ عن یمینہ وشمالہ ومن بین یدیہ ومن خلفہ حتی اذا استمکنت منہ قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقذف بہ فقذفت بہ فتکسر کما تتکسر القواریر ثم نزلت فانطلقت انا ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نستبق حتی توارینا بالبیوت خشیۃ ان یلقانا احد من الناس (اخرجہ احمد فی المناقب والمسند والنسائی فی الخصائص)

جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کعبہ پہنچا مجھ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا بیٹھ جا میں بیٹھ گیا آپ میرے کندھے پر سوار ہوئے جب میں اٹھنے لگا حضرت نے میری ناتوانی کو دیکھکر فرمایا بیٹھ جا آپ اتر پڑے اور اس خدا کے نبی نے مجھے کہا میرے کندھے پر چڑھ میں دوش پر سوار ہوا اور آپ مجھ کو لیکر اٹھے اسوقت مجھ پر گمان ہو سکتا تھا کہ اگر میں چاہوں تو آسمان کے کنارے تک پہونچ جاؤں یہانتک کہ بیت اللہ پر چڑھ گیا اسپر کانسی یا تانبے کی مورت تھی میں اسے داہنے بائیں آگے پیچھے سے ہلانے لگا جس وقت کہ میں نے قابو پالیا مجھے حضرت نے فرمایا اسی پھینکدے میں نے اسے پھینکدیا۔ وہ مورت کانچ کیطرح سے ٹوٹ گئی پھر میں اتر آیا اور جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ دوڑ کر گھر میں چھپ گیا تاکہ کوئی آدمی ہمیں نہ دیکھے ؟

جناب امیرؑ کا کعبہ کے بتوں کو توڑنا

واخرجہ الحاکمی وقال بعد قولہ فصعدت علی الکعبۃ فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الق صنمھم الاکبر وکان من نحاس موتد باوتاد من حدید الی الارض فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالجہ فلم ازل اعالجہ حتی استمکنت منہ فقال لی اقذفہ - ثم ذکر باقی الحدیث ۔

ابو الخیر الحاکمی اس حدیث میں جناب امیرؑ کے اس قول کے بعد (کہ جب میں کعبہ پر چڑھ گیا) اسطرح سے روایت کرتے ہیں کہ جناب امیرؑ نے کہا کہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد کیا کہ ان میں سے بڑے بت کو پھینکدے وہ تانبے کی میخوں میں سے جکڑا ہوا اور لوہے سے زمین میں گڑا ہوا تھا مجھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے جنبش دو میں اسکو ہلاتا رہا یہانتک کہ میں اسپر قابض ہو گیا پھر حضرت نے فرمایا اسے پھینکدو میں نے پھینکدیا پھر جناب امیرؑ نے باقی حدیث کو روایت کیا ؟

(۲) عن ابن مسعود ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل مکۃ یوم الفتح وحولہ ثلثمائۃ وستون

صنما لقبائل العرب لکل قوم صنم فجعل یطعنہا ویقول جاء الحق وزھق الباطل فینکب الصنم بوجہہ حتی القاھا جمیعا وبقی صنم خزاعۃ فوق الکعبۃ وکان من قواریر صفر فقال یا علی ارم بہ فحملہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی صعد فرمی بہ فکسرہ (تفسیر النیسابوری فی قولہ تعالی جاء الحق وزھق الباطل) عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے روز جب حضرت کعبہ میں داخل ہوئے تو کعبہ کے گرداگرد تین سو ساٹھ بت قبائل عرب کے دھرے ہوئے تھے ہر ایک قبیلہ کا جداگانہ دیوتا تھا حضرت چھڑی کی نوک سے انکو ٹھکراتے جاتے تھے اور یہ آیت پڑھتے جاتے تھے کہ حق آگیا اور باطل بھاگ گیا پس منہ کے بل وہ بت گرتے تھے یہانتک کہ سب بت گرا دیئے صرف کعبہ کی چھت پر بنی خزاعہ کا ایک بت باقی رہ گیا جو صیقل کئے ہوئے اور ڈھلے ہوئے پیتل سے بنا ہوا تھا حضرت نے جناب امیرؑ کو کندھے پر اٹھا کر فرمایا یا علی اس کو پھینکدو جناب امیرؑ نے چڑھکر پھینکدیا اور ٹوٹ گیا +

جناب امیرؑ کا شب ہجرت میں حضرت کے بستر مبارک پر سونا

(۱) **عن** عمرو بن میمون قال انی لجالس الی ابن عباس اذ اتاہ رھط یقعون فی علی ابن ابیطالب فرد علیہم ابن عباس فقال لما ھاجر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لبس علی ثوبہ ونام علی فراشہ وکان المشرکون یوذون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصاح ابوبکر یا نبی اللہ فقال لہ علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد انطلق نحو بیر میمون فادرکہ فانطلق ابوبکر حتی لحق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبات والکفار یرمون علیا بالحجارۃ وھو قد لف راسہ فی الثوب الی الصباح (اخرجہ احمد والنسائی) عمرو میمون سے روایت ہے کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ چند لوگ انکے پاس آکر جناب امیر علیہ السلام کی غیبت کرنے لگے ابن عباس انکی طرف لوٹ پڑے اور کہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت اختیار کی حضرت علیؑ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کپڑا اوڑھ لیا اور حضرت کے بستر پر سو رہے مشرک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیتے تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آکر حضرت کو پکارا جناب علیؑ نے ان سے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیر میمون کیطرف تشریف لیگئے ہیں آپ بھی ان کے پاس چلے جائیں ابوبکر رضی اللہ عنہ وہاں آنحضرت سے جا ملے اور جناب علیؑ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر سو رہے۔ کفار ان پر پتھر پھینکتے تھے اور وہ اپنے سر کو صبح تک چادر میں چھپائے رہے +

(۲) **عن** اسامۃ بن زید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعمہ العباس ان علیا قد سبقک بالھجرۃ (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر) اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا عباس سے فرمایا کہ تحقیق علیؑ نے ہجرت میں تم پر سبقت کی ہے +

(۳) **عن** ابن عباس قال لما اراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یہاجر الی المدینۃ خلفت علی بن ابی طالب لقضاء دیونہ ورد الودائع التی کانت عندہ وامرہ تلک اللیلۃ ان ینام علی فراشہ قال واتشح بردی ھذا الحضرمی الاخضر ثم قم فانہ لن یخلص الیک شیٔ تکرھہ منہم احد ولا یصیبونک بمکروہ

والقوم قد احاطوا بالدار فقال فاوحی اللہ الی جبرئیل ومیکائیل انی قد آخیت بینکما وجعلت عمر احدکما اطول من عمر الآخر فایکما یؤثر صاحبہ بالحیاۃ فاختار کلاھما الحیاۃ فاوحی اللہ الیھما افلا کنتما مثل علی ابن ابیطالب آخیت بینہ وبین محمد صلی اللہ علیہ وسلم فبات علی فراشہ یفدیہ بنفسہ ویؤثرہ بالحیاۃ اھبطا الی الارض فاحفظاہ من عدوہ فنزلا جبرئیل عند رأسہ والمیکائیل عند قدمیہ والملائکۃ تنادی بخ بخ من مثلک یا ابن ابیطالب واللہ باھی بک والملائکۃ ثم توجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی المدینۃ فانزل اللہ تعالی علیہ فی شان علی ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ واللہ رؤف بالعباد قال ابن عباس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات علی ابن ابیطالب وعن ابن عباس انشد علی شعرا فی تلک اللیلۃ ؎ وقیت بنفسی خیر من وطئ الحصا ٭ ومن طاف بالبیت العتیق وبالحجر ٭ رسول الہ الخلق اذ مکروا بہ ٭ فنجاہ ذو الطول الکریم من المکر ٭ وبات رسول اللہ فی الغار آمنا ٭ موقی فی حفظ الالہ وفی سترہ ٭ وبت اراعیہم متی ینشروننی ٭ وقد وطنت نفسی علی القتل والاسر (اخرجہ ابو اسحاق الثعلبی فی تفسیرہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حبیب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمانے کا ارادہ کیا جناب علی علیہ السلام کو اپنے قرض ادا کرنے کے لئے اور لوگوں کی امانتیں سپرد کرنے کے لئے واسطے اپنے پیچھے مدینہ میں چھوڑا۔ اور اپنے بستر پر سونے کے لئے حکم دیا اور فرمایا کہ ہماری سبز رنگ حضرمی چادر کو اوڑھ کر سو رہو ہرگز تمہیں کوئی امر مکروہ ان لوگوں کے ہاتھ سے نہیں پہونچیگا۔ کفار تمام شب گھر کو گھیرے ہوئے تھے۔ اللہ تعالی نے جبرئیل اور میکائیل کو فرمایا کہ تم دونوں کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا ہے۔ اور تم دونوں میں سے ایک کی عمر دوسرے سے زیادہ بنائی تم میں سے کون ایسا ہے کہ اپنی عمر کا حصہ اپنے دوسرے بھائی کو دیدے۔ دونوں نے اپنی عمر کی کمی کو گوارا نہ کیا۔ خدا کا حکم ہوا۔ تم دونوں علیؓ کی مثل ہرگز نہیں ہو جسنے اسکو اپنے حبیب محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی بنایا ہے۔ دیکھو وہ اپنے بھائی کے بستر پر سو رہا ہے۔ اور اپنی جان کو میرے رسول پر قربان کرنا چاہتا ہے اور اپنی زندگی کو اُن پر فدا کرتا ہے۔ تم دونوں زمین پر جاکر اسکو اُسکے دشمنوں سے بچاؤ۔ جبرئیلؑ جناب علیؓ کے سر مبارک کی طرف اور میکائیل پاؤں کی طرف اُترے اور تمام رات اُنکی حفاظت کرتے رہے۔ اُن کے سوا اور فرشتے کہتے تھے واہ واہ علی ابن ابی طالب تیرا کوئی مثل نہیں خدا اور اُسکے فرشتے تجھپر فخر کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی طرف متوجہ تھے کہ جناب علی علیہ السلام کی شان میں حضرت پر یہ آیت نازل ہوئی (کون ہے جو بیچے اپنی جان کو خدا کی خوشی کے لئے اور اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے) ابن عباس کہتے ہیں کہ وہ شخص جس نے اپنی جان کو خدا کی خوشی کے لئے بیچا وہ علی ابن ابی طالب ہیں اور ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب علیؓ نے اس رات میں یہ چند اشعار تصنیف فرمائے (نگاہ رکھ لیئے اپنی جان سے بہتر اس شخص کو جسنے سنگریزوں کو روندا اور جسنے کہ خانہ کعبہ اور حجر اسود کا طواف کیا۔ خلق خدا کے رسول جب ان سے قوم نے مکر کیا۔ پس خدا بزرگ نے انکو مکر سے بچایا۔ اور امن سے رسول خدا غار میں شب باش ہوئے۔ خدا کی نگہبانی اور حفظ اور پردے میں۔ اور میں نے رات کو ایسی حالت میں گذارا۔ کہ میں دیکھ رہا تھا کہ وہ (یعنی کفار) مجھے پریشان کر رہے

ہیں اور بیشک میرا نفس قتل ہونے پر اور قید ہونے پر قایم رہا ٭

(۴) **عن** ابی رافع قال وخلفہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخرج الیہ باھلہ وامرہ ان یودی عنہ امانتہ و وصایا من کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوصی الیہ وکان یؤتمن علیہ من مال فادی علی اماناتہ کلہا وامرہ ان یضطجع علی فراشہ لیلۃ خروجہ وقال ان قریشا لم یفقدونی ما راوک فاضطجعہ علی علی فراشہ وکانت قریش تنظرون الی فراش النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیرون علیہ علیا فیظنونہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی اذا اصبحوا راوا علیہ علیا فقالوا لو خرج محمد صلی اللہ علیہ وسلم یخرج علی معہ فحبسہم اللہ بذلک عن طلب النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین راوا علیا وامر النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیا ان یلحقہ بالمدینۃ فخرج فی طلبہ بعد ما خرج الیہ اہلہ یمشی اللیل ویکمن النہار حتی قدم المدینۃ فلما بلغ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قدومہ قال ادعوا لی علیا قیل یا رسول اللہ لا یقدر ان یمشی فاتاہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما راٰہ اعتنقہ وبکی رحمۃ علیہ لما بقدمیہ من الورم وکانتا تقطران دما فتفل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی یدیہ ومسح بہما رجلیہ ودعا لہ بالعافیۃ فلم یشتکہما حتی استشہد علیہ السلام (اخرجہ ابن اثیر الجزری فی اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابۃ)

ابورافع کہتے ہیں کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے علی علیہ السلام کو اسلئے مدینہ میں اپنے پیچھے چھوڑا تھا آپ اپنے اہل کو ساتھ لیکر اور حضرتؐ کے پاس کی امانتیں اور وصیتیں لوگوں کو سپرد کر کے مدینہ کو چلے آئیں کیونکہ مشرکین حضرتؐ کو امین جانتے تھے۔ اور اپنی امانت اور وصیت آپکے سپرد کیا کرتے تھے علی علیہ السلام نے وہ تمام حضرتؐ کی امانتیں ادا کیں حضرتؐ نے ہجرت کی رات کو انہیں اپنے بستر مبارک پر سونے کیلئے ارشاد کیا اور فرمایا کہ جب قریش تمہیں دیکھیں گے تو ہمکو گم شدہ نہیں خیال کریں گے۔ جناب علیؑ ارشاد نبوی کے موافق بستر اقدس پر سورہے قریش اُس بستر پر جناب علیؑ کو لیٹا ہوا دیکھکر اور ان کو پیغمبر خدا سمجھ کر تمام شب ان پر پہرہ دیتے رہے صبح کیوقت جناب علیؑ کو دیکھکر کہنے لگے اگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم نکل گئے ہوتے تو علی بھی اُن کے ہمراہ گئے ہوتے اسوجہ سے پروردگار نے قریش کو حضرتؐ کے طلب کرنے سے باز رکھا۔ حضرتؐ نے جناب علیؑ کو ارشاد کیا ہوا تھا کہ مدینہ میں ہمسے آملیں انہوں نے اول اپنے تمام اہل کو روانہ مدینہ کیا۔ پھر آپ روانہ ہوئے رات کو چلتے تھے اور دن کو چھپ رہتے تھے۔ یہانتک کہ مدینہ شریف میں پہنچے جب حضرتؐ کو ان کے پہونچنے کی خبر ملی تو فرمایا کہ علیؑ کو ہمارے پاس لاؤ عرض کیا گیا یا رسول اللہ وہ حاضر ہونے سے معذور ہیں۔ حضرتؐ خود بدولت تشریف لیگئے اور انسے بغلگیر ہوئے اور انکی حالت کو دیکھکر رحمت سے آبدیدہ ہوئے اور انکے قدموں کو دیکھا کہ ورم کر آئے ہیں۔ اور ان سے خون ٹپک رہا ہے حضرتؐ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو لعاب دہن سے تر کر کے ان کے پاؤں پر ملا اور عافیت کی دعا مانگی جناب علیؑ اچھے ہوئے پھر کبھی وقت شہادت تک پاؤں کے دُکھنے کی اُنکو شکایت نہوئی ٭

(۵) **عن** محمد بن کعب القرظی قال قام علی عن فراش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدنوا القوم منہ فعرفوہ فقالوا لہ این صاحبک قال لا ادری او رقیبا کنت علیہ امرتموہ بالخروج فخرج فانتہروہ وضربوہ واخرجوہ الی المسجد فحبسوہ ساعۃ ثم ترکوہ (اخرجہ ابن جریر الطبری فی تاریخہ)

محمد بن کعب القرظی کہتے ہیں کہ جب علی علیہ السلام جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر اقدس سے اٹھے اور قریش نے نزدیک جا کر انکو پہچانا۔ تو اُن سے پوچھا کہ تمہارے دوست کہاں ہیں جناب علی نے جواب دیا میں نہیں جانتا کہ کہاں ہیں کیا میں اُنپر نگہبان تھا انہوں نے انکو علیحدہ جانے کے لئے کہا۔ چلے گئے قریش نے جناب علی کو مارا اور برا بھلا کہا اور کعبہ میں انکو نکال کر ایک گھنٹہ قید رکھکر چھوڑ دیا۔

جناب امیرؑ کی خصوصیت جناب سیدہؑ کے نکاح کے ساتھ

عن بریدۃ رضی اللہ عنہ قال خطب ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالی عنہما فاطمۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہا صغیرۃ فخطبہا علی فزوجہا (اخرجہ ابو حاتم والنسائی) بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے حضرت سیدہ علیہا السلام کی خواستگاری کی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ چھوٹی ہیں پھر جناب علی نے اُنکی خواستگاری کی اور حضرت نے اُنسے جناب سیدہؑ کا نکاح کر دیا۔

جناب امیرؑ کا گھر حضرتؐ کے گھروں کے درمیان میں ہونا

(۱) عن علاء قال سألت عبد اللہ بن عمر فقلت الا تحدثنی عن علی و عثمان قال اما علی فہذا بیتہ من بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا احدثک عنہ بغیرہ واما عثمان فانہ اذنب ذنبا عظیما یوم احد فعفی اللہ عنہ واذنب فیکم ذنبا صغیرا فقتلتموہ (اخرجہ النسائی فی الخصائص) علاء کہتا ہے میں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا تم علیؓ اور عثمانؓ کے مرتبہ سے مجھکو خبردار نہیں کرتے وہ کہنے لگے پس علیؓ انکا گھر یہ دیکھ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر پاس ہے اُنکے سوا کسی دوسرے کا گھر وہاں تجھے نہیں ملیگا۔ اور عثمانؓ پس انہوں نے احد کے دن بھاری گناہ کیا۔ لیکن خدا نے انہیں بخشدیا۔ اور تمہارا ایک چھوٹا گناہ کیا اور تم نے اُن کو مار ڈالا۔

(۲) عن سعید بن ابی عبیدۃ قال جاء رجل الی ابن عمر فسالہ عن علی فقال لا تسأل عن علی ولکن انظر الی بیتہ اوسط بیوت النبی صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجہ البخاری والنسائی وزاد البخاری ثم قال لعلی ذاک یسوءک قال اجل قال فارغم اللہ بانفک انطلق فاجہد علی جہدک وزاد النسائی قال فانی ابغضہ قال ابن عمر لا ابغضک اللہ عزوجل) سعید بن عبیدہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے جناب علیؓ کی نسبت سوال کیا ابن عمر نے کہا انکی نسبت مت پوچھ انکا گھر یہ دیکھ کہ حضرتؐ کے گھروں کے بیچ میں ہے۔ امام بخاری نے اس حدیث میں یہ الفاظ زیادہ روایت کئے ہیں کہ پھر ابن عمر اس شخص سے کہنے لگے شاید تجھے یہ بات بری معلوم ہوئی ہوگی۔ اُسنے کہا ہاں ابن عمر نے کہا خدا تیری ناک پر مٹی ڈالے جا اپنے رنج میں مر جا امام نسائی علیہ الرحمۃ نے اس حدیث میں یہ الفاظ روایت کئے ہیں اس شخص نے عبد اللہ بن عمر سے کہا میں اُنسے یعنی جناب علیؓ سے بغض رکھتا ہوں۔ ابن عمرؓ نے کہا خدا تجھ سے بغض رکھے۔

(۳) عن نافع ابن عمر رضی اللہ عنہ قال اما علی فابن عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واشبہہ

فقال هذا بيته حيث ترون (اخرجه البخاري) نافع بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہنے لگے کہ علیؓ ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابن عم ہیں اور اپنے ہاتھ سے ارشاد کر کے کہا یہ انکا گھر ہے جیسے تم دیکھ رہے ہو۔ یعنے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں کے درمیان میں ہے۔

جناب امیرؓ کے دروازہ کے سوا تمام صحابہ کے دروازے مسجد نبوی سے بند ہو جانے

(۱) **عن** زيد بن ارقم والبراء بن عازب قال لنفر من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ابواب شارعة في المسجد فقال يوما سدوا هذه الابواب الا باب علي قال فتكلم في ذلك اناس قال فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم فحمد الله واثنى عليه قال اما بعد فاني قد امرت بسد هذه الابواب غير باب علي فقال فيه قائلكم واني والله ما سددت شيئا ولا فتحته ولكني امرت بشئ فاتبعته (اخرجه احمد والنسائي والحاكم) زید بن ارقم اور براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے چند لوگوں کی آمد و رفت کے لئے مسجد میں دروازے تھے ایک روز حضرتؐ نے حکم دیا کہ علیؓ کے دروازے کے سوا سبکے دروازے بند کئے جائیں۔ اور اسی خطبہ میں حضرتؐ نے ارشاد کیا کہ میں نے کسی کے دروازے کو بند نہیں کیا اور نہ کھولا ہے لیکن جو کچھ کہ حکم ہوا ہے میں نے وہی کیا ہے۔

(۲) **عن** سهيل بن صالح عن ابيه عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال لقد اوتي علي بن ابي طالب ثلاثا لان اكون اوتيتها احب الي ان اعطى حمر النعم - جوار رسول الله صلى الله عليه وسلم له في المسجد والراية يوم خيبر وزوجته ابنته فاطمة (اخرجه احمد) سہیل بن صالح اپنے والد سے ناقل ہیں کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ جناب علیؓ کو ایسی تین باتیں حاصل ہیں کہ اگر وہ مجھی حاصل ہوتیں تو مجھے سرخ پشم والے اونٹ سے زیادہ محبوب ہوتیں مسجد میں جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمسائیگی اور خیبر کے روز علمدار ہونا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہ کا زوج ہونا

(۳) ابی هريرة عن عمر بن الخطابؓ قال لقد اعطى علي ثلاث خصال لان يكون لي واحدة منهن احب الي من ان اعطى حمر النعم فسئل ما هي قال زوجته ابنته فاطمة وسكناه في المسجد لا يحل لي فيه ما يحل له والراية يوم خيبر (اخرجه ابن السمان) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ علی علیہ السلام کو ایسی تین باتیں دی گئی ہیں کہ اگر ان میں سے مجھے ایک بھی دیجاتی تو میرے نزدیک سرخ پشم والے اونٹ سے بھی زیادہ پیاری ہوتی پوچھا گیا وہ کونسی باتیں ہیں کہنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہ کا زوج ہونا۔ اور مسجد میں سکونت کرنا کہ ان کو وہ امر جائز ہے وہ مجھے جائز نہیں۔ اور خیبر کے روز علمدار ہونا۔

(۴) **عن** ابن عمر قال كنا نقول خير الناس ابوبكر ثم عمر ولقد اعطى علي ابن ابي طالب ثلاث خصال لان يكون لي واحدة منهن احب الي من حمر النعم زوجه رسول الله صلى الله عليه وسلم ابنته وولدت له

وسد الابواب الا بابہ فی المسجد واعطاہ الرایۃ یوم خیبر (اخرجہ احمد) ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم کہا کرتے تھے کہ سب لوگوں سے بہتر ابوبکرؓ اور عمرؓ ہیں اور جناب علیؓ کو ایسی تین باتیں دی گئیں کہ اگر ان میں سے مجھے ایک بھی حاصل ہوتی تو میرے نزدیک سُرخ پشم والے اونٹ سے زیادہ محبوب تھی حضرتؐ کی بیٹی کا زوج ہونا اور ان سے اولاد کا ہونا۔ اور مسجد سے انکی دروازے کے سوا سب کے دروازوں کا بند ہونا۔ اور خیبر کے روز علمدار ہونا ✤

(۵) **عن** سعد بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسد الابواب الشارعۃ وترک باب علی (اخرجہ احمد) سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب اصحابہ کی آمدرفت کے دروازے بند کردئے تھے اور حضرت علی علیہ السلام کا دروازہ چھوڑ دیا تھا ✤

(۶) **عن** سعید بن ابی وقاص قال کانت لعلی مناقب لم تکن لاحد کان یبیت فی المسجد واعطاہ الرایۃ یوم خیبر وسد الابواب الا باب علی (اخرجہ احمد وابو الحسن فقیہ ابن المغازلی) سعید بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب علی علیہ السلام کے ایسے فضائل ہیں کہ دوسرے کو حاصل نہیں تھے۔ انکا گھر مسجد میں تھا۔ خیبر کے روز اُن کو علم دیا گیا تھا اور انکی دروازے کے سوا سب کے دروازے بند کر دئے گئے تھے ✤

(۷) **عن** سعد ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر بابواب فسدت وترک باب علی فاتاہ العباس فقال یا رسول اللہ سددت ابوابنا وترکت باب علی فقال ما انا سددتہا ولکن اللہ سدہا (اخرجہ احمد والنسائی والطبرانی) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دروازوں کے بند کرنیکا حکم دیا۔ اور جناب علیؓ کا دروازہ چھوڑ دیا۔ عباس رضی اللہ عنہ حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے یا رسول اللہ آپ نے ہمارے دروازے بند کر دیئے۔ اور علیؓ کا دروازہ چھوڑ دیا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے نہیں بند کئے لیکن خدا نے اُنکو بند کیا ہے ✤

(۸) **عن** ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر بسد الابواب کلہا فسدت الا باب علی (اخرجہ احمد والنسائی والطبرانی والترمذی وفقیہ بن المغازلی) وفی روایۃ اُخری امر بسد الابواب المسجد غیر باب علی فکان یدخل المسجد وھو جنب لیس لہ طریق غیرہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بتحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام دروازوں کے بند کرنیکا حکم دیا سوا علیؓ کے دروازے کے اور مسجد میں سے آتے جاتے تھے بحالتیکہ وہ جنب ہیں ہوا کرتے تھے اور مسجد کے سوا اُنکے گھر کا دوسرا راستہ نہیں تھا ✤

(۹) **عن** الحرب بن مالک قال اتیت مکۃ فلقیت سعد بن ابی وقاص فقلت ھل سمعت لعلی منقبۃ قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد فنودی فینا لیخرج من فی المسجد الا ال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وال علی فخرجنا فلما اصبح اتاہ عمہ فقال یا رسول اللہ اخرجت اصحابک واعمامک واسکنت ھذا الغلام فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما انا امرت باخراجکم ولا باسکان ھذا الغلام ان اللہ امر بہ (اخرجہ النسائی) حرب بن مالک کہتے ہیں کہ میں نے

مکہ میں جاکر سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے ملاقات کرکے پوچھا آیا آپ نے جناب علیؓ کی کوئی منقبت سُنی ہے کہنے لگے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں رہا کرتے تھے۔ ایک رات ہم لوگوں کو پکار کر کہا گیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور علیؓ کی آل کے سوا سب مسجد سے نکل جائیں صبح کو حضرت کے چچا آکر کہنے لگے یا رسول اللہ آپ نے اپنے چچا اور اپنے صحابہ کو مسجد سے نکال دیا ہے۔ اور اس لڑکے کو رکھ لیا۔ حضرتؐ نے فرمایا میں نے تمہارے نکالے جانے اور اس لڑکے کے رکھنے کیلئے حکم نہیں دیا۔ بلکہ خدا نے دیا ہے۔

(۱۰) **عن** جابر بن سمرۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسد ابواب المسجد الا باب علی فقال رجل اترك لی قدر ما اخرج منہ وادخل فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم اومر بذلك فقال فبقدر راسی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم اومر بذلك فانصرف کانہ باکیا حزینا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سد والابواب کلہا غیر باب علی فریما مر فیہ وھو جنب (اخرجہ الطبرانی)

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ سوا علیؑ کے دروازہ کے مسجد کے سب دروازے بند کردو ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ مجھے صرف اتنی جگہ عطا فرمائیں کہ جس میں آجا سکوں حضرتؐ نے فرمایا ہمیں حکم نہیں دیا گیا۔ پھر وہ شخص التجا کرنے لگا کہ مجھے صرف اتنی جگہ دیجائے کہ جس میں سے میرا سر نکل سکے حضرتؐ نے فرمایا ہمیں اسکا حکم بھی نہیں ہے۔ وہ شخص روتا ہوا اور نہایت غمگین واپس ہو گیا پھر آپ نے فرمایا علیؑ کے دروازے کے سوا سب دروازے بند کردو پس کبھی وہ اس دروازے سے گذرتے اور جنب میں ہوا کرتے تھے۔

(۱۱) **عن** علاء بن عرار قال سألت عبد اللہ بن عمر عن علی وعثمان فقال اما علی فلا تسئل عنہ احدا وانظر الی منزلتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد سد ابوابنا فی المسجد واقر بابہ واما عثمان فانہ اذنب ذنبا عظیما یوم التقی الجمعان فعفی اللہ واذنب فیکم ذنبا صغیرا فقتلتموہ (اخرجہ النسائی) علاء بن عرار کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے جناب علی علیہ السلام اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل کی نسبت پوچھا وہ کہنے لگے علیؑ کی نسبت کسی سے مت پوچھ اور انکی منزلت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دیکھ لے کہ ہمارے سب کے دروازے مسجد میں سے بند کردئے۔ اور اُنکا دروازہ برقرار رکھا اور حضرت عثمان نے جس روز کہ دونوں گروہ اکٹھے ہوئے ایک بھاری گناہ کیا پھر خدا نے انہیں بخشدیا اور تمہارا ایک چھوٹا سا گناہ کیا۔ اور تم نے انکو مارڈالا۔

(۱۲) **عن** ام المؤمنین اُم سلمۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا ان مسجدی حرام علی کل حائض من النساء وجنب من الرجال الا علی محمد واھل بیتہ علی وفاطمۃ والحسن والحسین (اخرجہ البیہقی والطبرانی فی الکبیر) جناب اُمّ المومنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ یہ میری مسجد ہر حائض عورت اور جنب مرد پر حرام ہے۔ مگر محمدؐ اور انکی اہل بیت علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ پر۔

(۱۳) **عن** عثمان بن عبد اللہ القرقوسی من حدیث طویل قال خطب علی فی اول یوم بویع

فیہ عثمان فقال فیہا انا شدکم اللہ ہل تعلمون کان یدخل المسجد غیری جنبا قالوا اللہم لا (اخرجہ ابن عساکر) عثمان بن عبداللہ قرشی ایک حدیث طویل کے درمیان بیان کرتے ہیں کہ جب بعد عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت ہوئی اُس روز جناب علی علیہ السلام نے خطبہ پڑھا اور اُسمیں قسم دیکر لوگوں سے پوچھا کہ آیا تم میرے بغیر کسی آدمی کو جانتے ہو جو جنب کی حالت میں مسجد کے درمیان جا سکتا تھا سب نے کہا خدا گواہ ہے کوئی نہیں جا سکتا تھا ؁

(۱۴) **عن** ناصح بن عبد اللہ ان النبی صلی اللہ علیہ امر بسد الابواب کلہا غیر باب علی فقال العباس یا رسول اللہ اترک لی قدر ما ادخل انا وحدی فقال ما امرت بشئی من ذلک فسدہا (اخرجہ الطبرانی) ناصح بن عبداللہ کہتے ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی کے دروازے کے سواسب دروازوں کو بند کرنے کا امر کیا عباس نے کہا یا رسول اللہ آپ میرے لئے صرف اتنی جگہ چھوڑ دیں کہ جہاں سے میں اکیلا داخل ہو سکوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا مجھکو حکم نہیں ہے۔ پس سب دروازے بند کر دئے گئے ؁

(۱۵) **عن** علی قال اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدی فقال ان موسی سال ربہ ان یطہر مسجدہ بہارون وانا سالت ربی ان یطہر مسجدی بک ثم ارسل الی ابوبکر ان سد بابک قال سمعا وطاعۃ فسد بابہ ثم ارسل الی عمر بمثل ذلک ثم ارسل الی العباس بمثل ذلک ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما انا سددت ابوابکم وفتحت باب علی ولکن اللہ سد ابوابکم (اخرجہ البزار فی مسندہ) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا موسی علیہ السلام نے خدا سے دعا مانگی تھی کہ وہ اُنکی مسجد کو ہارون کے ساتھ پاک کرے میں نے بھی خدا سے طلب کیا ہے کہ میری مسجد تجھ سے پاک کرے۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم بھیجا کہ اپنا دروازہ بند کریں انہوں نے سمعاً وطاعۃً کہکر حکم کی تعمیل کی پھر اسیطرح سے عمر رضی اللہ عنہ کو کہلا بھیجا پھر اسی طرح سے عباس رضی اللہ عنہ کو کہلا بھیجا پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تمہارے دروازے بند نہیں کئے اور نہ علی کا دروازہ کھولا ہے۔ مگر خدا نے تمہارے دروازے بند کئے ہیں ؁

(۱۶) **عن** عمر بن سہیل قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ انطلق فمرہم ان یسدوا ابوابہم فانطلقت فقلت لہم ففعلوا الا حمزۃ فقلت یا رسول اللہ قد فعلوا الا حمزۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قل لحمزۃ فلیحول بابہ فقلت لحمزۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یامرک ان تحول بابک فحولہ فرجعت الیہ وہو قائم یصلی فقال ارجع الی بیتک (اخرجہ البزار) عمر بن سہیل رضی اللہ یہ کہتے ہیں کہ مجھے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جاکر لوگوں کو کہہ دے تاکہ اپنے دروازے بند کر دیں میں نے جاکر کہا انہوں نے بند کر دئے مگر حمزہ رضی اللہ عنہ نے بند نہ کیا میں نے آکر عرض کیا کہ حمزہ رضی اللہ عنہ کے سوا سب نے بند کر دیئے تو آپ نے فرمایا جاکر حمزہ کو کہو کہ اپنے دروازے کو پھیر دے میں نے اُن سے جاکر کہا انہوں نے بھی اپنا دروازہ پھیر لیا میں حضرت کی خدمت میں آیا

آپ نماز پڑھ رہے تھے بعد فراغت کے آپ نے فرمایا جا اپنے گھر واپس ہو جا۔

(۱۷) **عن** حبۃ العرنی قال لما امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسد الابواب التی فی المسجد شق علیہم قال حبۃ کانی لانظر الی حمزۃ بن عبد المطلب وھو تحت قطیفۃ حمراء وعیناہ تذرفان وھو یقول اخرجت عمک وابا بکر وعمر والعباس واسکنت ابن عمک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قد شق علیہم فنودی الصلوٰۃ جامعۃ فصعد المنبر فلم یسمع من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبۃ کان ابلغ منہا تمجیدا وتوحیدا فلما فرغ قال ایہا الناس ما انا سددتہا ولا انا فتحتہا ولا انا اخرجتکم واسکنتہ ولکن اللہ ھو امر بہ ثم قرأ والنجم اذا ھوی ما ضل صاحبکم وما غوی وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی علمہ شدید القوی (اخرجہ ابوبکر ابن مردویہ)

حبہ عرنی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دروازوں کے بند کرنیکا حکم دیا جو مسجد میں تھے لوگوں پر انکا بند کیا جانا نہایت شاق گذرا حبہ کہتے ہیں اب تک میری آنکھوں میں ہے کہ میں نے حمزہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ سرخ لنگی اوڑھے ہوئے ہیں اور انکی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا رہی ہیں اور حضرت سے عرض کر رہے ہیں کہ آپ نے اپنے چچا اور ابوبکرؓ و عمرؓ اور عباسؓ کو مسجد سے نکال دیا ہے اور اپنے چچازاد بھائی کو رہنے دیا ہے۔ حضرتؐ کو معلوم ہو گیا ہے کہ ان لوگوں پر دروازوں کا بند کیا جانا شاق گذرا ہے حضرتؐ نے نماز جماعت کی منادی کرائی اور منبر پر چڑھ کر ایسا فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد کیا کہ تمجید و توحید میں ویسا خطبہ کبھی نہیں سنا گیا تھا حمد و ثنا باری کے بعد فرمایا اے لوگو! میں نے ان دروازوں کو نہ بند کیا ہے اور نہ کھولا ہے اور نہ تمکو نکالا ہے اور نہ اس کو یعنی علیؓ کو رکھا ہے۔ پھر آپ نے سورہ والنجم پڑھا کہ قسم ہے ستارہ کی جبکہ وہ گرا نہیں گمراہ ہوا تمہارا صاحب اور نہیں بھٹکا اور نہیں بولتا اپنی خواہش سے مگر جبکہ اسکی طرف وحی بھیجی جاتی ہے سخت قوتوں والا اسکو سکھاتا ہے۔

(۱۸) **عن** حذیفۃ بن اسید الغفاری رضی اللہ عنہ قال لما قدم اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ لم یکن لہم بیوت وکانوا یبیتون فی المسجد فقال لہم النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تبیتوا فی المسجد فتحتلموا ثم ان القوم بنوا بیوتا حول المسجد وجعلوا ابوابہا الی المسجد ثم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعث الیہم معاذ ابن جبل فنادی ابابکر فقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یامرک ان تسد بابک الذی فی المسجد وتخرج منہ فقال سمعا وطاعۃ ثم ارسل الی حمزۃ فسد بابہ وقال سمعا وطاعۃ للہ ولرسولہ وعلی متردد لا یدری اھو فیمن یقیم او فیمن یخرج وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد بنی لہ فی المسجد بیتا بین ابیاتہ فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکن طاھرا مطھرا فبلغ حمزۃ قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعلی فقال یا محمد اخرجتنا وتمسک غلمان بنی عبد المطلب فقال لہ لو کان الامر لی ما جعلت دونکم من احد واللہ ما اعطاہ ایاہ الا اللہ وانک لعلی خیر من اللہ ورسولہ (اخرجہ فقیہ ابوالحسن ابن المغازلی وابوبکر بن مردویہ)

حذیفہ بن اسید الغفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مدینہ میں آئے چونکہ رات کو سونے کیلئے ان کے گھر نہیں تھے اسلئے مسجد میں ہی سویا کرتے تھے

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا تم مسجد میں مت سویا کرو۔ کیونکہ تم جنب ہو جاتے ہو۔ پھر اصحابہ نے مسجد کے اردگرد اپنے گھر بنا لئے اور اُن کے دروازے مسجد میں رکھے حضرتؐ نے معاذ بن جبل کو اُن کیطرف بھیجا انہوں نے ابوبکرؓ سے جا کر کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو فرمایا ہے کہ اپنا دروازہ مسجد میں سے بند کر لو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سمعاً و طاعۃً کہکر حکم کی تعمیل کی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاس معاذ کو بھیجا انہوں نے بھی سمعاً و طاعۃً کہکر دروازہ بند کر لیا۔ جناب علی علیہ السلام متردد تھے اور ان کو معلوم نہیں تھا کہ آیا میں بھی رہتا ہوں یا کہ نکالا جاتا ہوں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکا گھر مسجد کے درمیان اپنے گھر مل کے : بیچ میں بنوایا ہوا تھا - فرمایا یا علیؑ تم مسجد میں پاک اور پاک کرنیوالے ہو کر رہو۔ یہ بات حمزہ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ آپ ہمکو نکالتے ہیں اور بنی عبدالمطلب کے لونڈوں کو رہنے کا حکم دیتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کہ میں نے کیا ہی حکم کے مطابق کیا ہی جو تمہارے کسی کے لئے نہیں تھا خدا کی قسم ہے کہ یہ مرتبہ خدا کے سوا اور کسی نے اسکو نہیں دیا اور اللہ اور اللہ کے رسول کیجانب نیکو ترین ہو ؎

(۱۹) **عن** عدی بن ثابت قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی المسجد فقال ان اللہ اوحی الی نبیہ موسی ان ابن لی مسجدا طاہرا لا یسکنہ الا موسی وھارون وابنا ھارون وان اللہ اوحی الی ان ابن لی مسجدا طاھرا لا یسکنہ الا انا وعلی وابنا علی (اخرجہ ابن المغازلی) عدی بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکل کر فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی موسیٰ علیہ السلام کیطرف وحی بھیجکر ارشاد کیا تھا کہ میرے لئے پاک مسجد بنا جس میں موسیٰؑ اور ہارون اور ہارون کے بیٹوں کے سوا کوئی نہ رہے۔ اسی طرح سے خدا تعالیٰ نے مجھے وحی بھیجکر فرمایا ہے کہ میرے لئے پاک مسجد بنا جس میں میرے اور علیؑ اور علیؑ کے بیٹوں کے سوا کوئی نہ رہے۔

تنبیہ علامہ ابن حجر نے فتح الباری شرح صحیح بخاری میں سدّ ابواب کی نسبت ایک دلچسپ بحث لکھی ہے جو ملخصاً درج ہے ؎

جاء فی سد الابواب التی حول المسجد احادیث منہا حدیث سعد بن ابی وقاص اخرجہ احمد والنسائی واسنادہ قوی وفی روایۃ الطبرانی فی الاوسط رجالہا ثقات وحدیث زید بن ارقم اخرجہ احمد والنسائی ورجالہ ثقات وحدیث ابن عباس اخرجہما احمد والنسائی ورجالہما ثقات وحدیث جابر بن سمرۃ اخرجہ الطبرانی وحدیث ابن عمر اخرجہ احمد واسنادہ حسن واخرج النسائی من طریق العلاء بن عرار ورجالہ رجال الصحیح الا العلاء وقد وثقہ یحیی بن معین وغیرہ وہذہ الاحادیث یقوی بعضہا بعضا وکل طریق منہا صالح للاحتجاج فضلا عن مجموعہا وقد اورد ابن الجوزی ہذا الحدیث فی الموضوعات واخرجہ من سعد بن ابی وقاص وزید بن ارقم وابن عمر مقتصرا علی بعض طرقہ عنہم واعلہ ببعض من تکلم فیہ من رواتہ ولیس ذلک بقادح لما ذکرت من کثرۃ الطرق واعلہ ایضا بانہ مخالف للاحادیث الصحیحۃ الثابتۃ فی باب ابی بکر وزعم انہ من وضع الرافضۃ قابلوا بہ الحدیث الصحیح فی باب ابی بکر انتہی واخطأ فی ذلک خطأ شنیعا فانہ سلک فی رد الاحادیث الصحیحۃ بتوہمہ المعارضۃ مع ان الجمع بین القصتین ممکن وقد اشار الی ذلک البزار فی مسندہ فقال ورد من روایات اہل الکوفۃ الجمع بینہما عادل

علیہ حدیث ابی سعید الخدری الذی اخرجہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یحل لاحد ان یطرق هذا المسجد جنبا غیری و غیرک والمعنی ان باب علی کان الی جهة المسجد ولم یکن لبیته باب غیره فلذلک لم یومر بسده ویؤید ذلک ما اخرج اسمعیل القاضی فی احکام القرآن من طریق المطلب بن عبد اللہ بن حنطب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یاذن لاحد ان یمر فی المسجد وهو جنب الا لعلی لان بیته کان فی المسجد ومحصل الجمع ان الامر بسد الابواب وقع مرتین ففی الاولی استثنی علی وفی الاخری استثنی ابوبکر ولکن لا یتم ذلک الا بان یحمل ما فی قصة علی علی الباب الحقیقی وما فی قصة ابی بکر علی الباب المجازی والمراد به الخوخة کما صرح به فی بعض طرقه کانهم لما امروا بسد الابواب فسدوها واحدثوا خوخا یستقربون الدخول الی المسجد منها فامروا بعد ذلک بسدها فهذه طریقة لا باس بها فی الجمع بین الحدیثین واشار بها ابو جعفر الطحاوی فی مشکل الآثار وابوبکر الکلاباذی فی المعانی الاخبار وصرح بان بیت ابی بکر کان له باب من خارج المسجد وخوخة الی داخل المسجد و بیت علی لم یکن له باب الا من داخل المسجد انتهی کلامه ملخصاً۔

یعنے وہ دروازے کہ مسجد کے اردگرد تھے انکی نسبت بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ ان میں سے سعد بن ابی وقاص کی ایک حدیث ہے جسکو امام احمد بن حنبل اور امام نسائی نے روایت کیا ہے اسکی سندیں سب قوی ہیں۔ طبرانی نے بھی اسی حدیث کو روایت کیا ہے جس کے سب رجال ثقہ ہیں اور ایک حدیث زید بن ارقم کی ہے جسکو امام احمد اور نسائی رحمہما اللہ نے روایت کیا ہے انکے بھی سب رجال ثقہ ہیں۔ اور ایک جابر بن سمرہ کی حدیث ہے جس کو طبرانی نے روایت اور ایک ابن عمر کی حدیث ہے جس کو امام احمد نے روایت کیا ہے ان دونوں کے راوی (حسن) یعنے اچھے ہیں۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو امام نسائی نے علاء بن عرار کے طریقہ سے روایت کیا ہے۔ عرار کے سوا اس کے رجال بھی ثقہ ہیں اور عرار کو یحییٰ ابن معین نے ثقہ مانا ہے۔ یہ تمام حدیثیں ایک دوسری کو قوی ہیں۔ ان کے مجموعہ سے قطع نظر کر کے انکا ہر ایک طریق احتجاج کی صلاحیت رکھتا ہے۔ ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوعات میں لکھا ہے اور سعد بن ابی وقاص اور زید بن ارقم اور ابن عمر سے اس کو لیکر اس کے بعض طریقوں پر اس کا اقتصار کیا ہے۔ اور ان لوگوں کی باتوں سے اس میں سقم پیدا کیا ہے جن لوگوں نے اس حدیث کے بعض راویوں میں کلام کیا ہے لیکن اس امر سے ہماری بات میں رخنہ پیدا نہیں ہوسکتا جب کہ ہمنے اس حدیث کو بہت طریقوں سے ثابت کردیا ہے۔ ابن جوزی نے ایک اور حجت بیان کی ہے کہ یہ حدیث اس صحیح حدیث کے مخالف ہے جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دروازے کی نسبت وارد ہے۔ ابن جوزی کو یہ خیال پیدا ہوا ہے۔ کہ اس حدیث کو بمقابلہ اس صحیح حدیث کے جو حضرت ابوبکرؓ کی شان میں وارد ہے۔ رافضیوں نے وضع کیا ہے لیکن ابن جوزی نے بڑی بھاری غلطی کی ہے۔ اور اس نے تعارض کے وہم سے صحیح حدیثوں کے رد کرنے کا مسلک اختیار کیا ہے باوجودیکہ جمع بین القصتین ممکن ہے چنانچہ بزار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں اس

طرف اشارہ کیا ہے اور کہتا ہے کہ اہل کوفہ کی روایتوں میں ان کا جمع وارد ہے۔ اور ان دونوں کے جمع کرنیکے لئے وہ حدیث ہے جو ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے سوا اور یا علی تیرے سوا کسی کو اس مسجد سے عبور کرنا جائز نہیں اس سے مراد یہ ہے کہ علی علیہ السلام کا دروازہ مسجد میں تھا۔ اور اس دروازے کے سوا ان کے گھر کا اور کوئی دروازہ نہیں تھا اسی لئے حضرتؐ نے اس دروازے کے بند کرنے کا حکم نہیں دیا تھا۔ اور اسی کی موید ہے وہ حدیث جسکو کہ قاضی اسمٰعیل نے کتاب احکام القرآن میں مطلب بن عبد اللہ بن حنطب کے طریقے سے روایت کیا ہے کہ حضرتؐ نے کسی کو علی کے سوا جنب کیحالت میں مسجد سے گذرنے کی اجازت نہیں دی تھی اور دونوں حدیثوں کے جمع کا ماحصل یہ ہے کہ دروازوں کے بند کرنے کا دو دفعہ حکم ہوا تھا پہلی دفعہ میں جناب علی علیہ السلام اور دوسری دفعہ میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مستثنیٰ کیئے گئے۔ لیکن یہ بات اسوقت پوری ہوسکتی ہے کہ جناب علیؑ کے قصہ میں حقیقی دروازہ اور جناب ابوبکرؓ کے قصہ میں مجازی دروازہ یعنی خوخہ مراد لیا جائے چنانچہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں اسکی تصریح موجود ہے۔ جب پہلی دفعہ دروازوں کے بند کرنیکا حکم ہوا تو صحابہ نے دروازے بند کر دیئے۔ اور خوخہ یعنے دریچے مسجد کیطرف بنائے تاکہ نماز کا وقت دیکھکر مسجد میں آجائیں لیکن جناب علیؑ کا دروازہ آمدرفت کیلئے بدستور کھلا رہا۔ بعد میں ان دریچوں کے بند کرنیکا حکم ہوگیا۔ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خوخہ یعنے دریچہ کے سوا سب صحابہ کے دریچے بند کیے گئے۔ پس یہی ایک طریقہ لاباس فیہ ان دونوں حدیثوں کے جمع میں ہے اور اسی طریقہ کے ساتھ ان دونوں حدیثوں کو ابو جعفر الطحاوی نے مشکل الآثار میں جمع کیا ہے اور صاف اسکی تصریح کی ہے کہ مسجد میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خوخہ تھا اور دروازہ مسجد کیجانب سے علیحدہ تھا اور جناب علیؑ کا دروازہ مسجد کیطرف سے دوسری طرف نہیں تھا۔

جناب امیرؑ کے سوا کوئی شخص جنب کیحالت میں مسجد میں نہیں آسکتا تھا

(۱) **عن** ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی یا علی لا یحل لاحد ان یجنب فی ھذا المسجد غیری و غیرک (اخرجہ البزار) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب علیؑ سے فرماتے تھے کہ یا علیؑ میرے اور تیرے سوا بحالت جنب اس مسجد میں کسی کو آنا جائز نہیں۔

(۲) **عن** ابن عباس سد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابواب المسجد غیر باب علی وکان یدخل المسجد وھو جنب وھو طریقہ ولیس لہ طریق غیرہ (اخرجہ احمد والنسائی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں سب صحابہ کے دروازے بند کر دیئے تھے بجز جناب امیرؑ کے دروازے کے اور وہ مسجد میں بحالت جنب داخل ہوا کرتے تھے اور یہی انکا راستہ تھا۔ اور اسکے سوا اور کوئی انکا راستہ نہیں تھا۔

(۳) **عن** مطلب بن عبد اللہ بن حنطب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یاذن لاحد ان یمر فی المسجد

ھو جنب الا لعلی لان بیتہ کان فی المسجد (اخرجہ اسمعیل القاضی فی احکام القرآن) مطلب بن عبداللہ بن حنطب راوی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص کو بحالت جُنب مسجد میں سے ہو کر گذرنے کا اذن نہیں دیا تھا۔ مگر علیؑ کو کہ ان کا گھر مسجد میں ہی تھا۔

(۴) **عن** ام المؤمنین ام سلمۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ الا ان مسجدی ھذا حرام علی کل حائض من النساء وجنب من الرجال الا علی محمد واھل بیتہ علی وفاطمۃ والحسن والحسین رض (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر) جناب اُم المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ یہ میری مسجد ہر حائض عورت اور جُنبی مرد پر حرام ہے۔ مگر محمدؐ اور اسکے اہلبیت علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ

(۵) **عن** ابی ہریرۃ قال قال عمر بن الخطاب لقد اعطی علی ثلاث خصال لان یکون لی احدۃ منھن احب الی من ان اعطی حمر النعم تسئل ما ھی قال تزوجہ ابنتہ فاطمۃ واسکناہ المسجد مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ یحل لہ مالا یحل لغیرہ والرایۃ یوم خیبر (اخرجہ احمد وابو یعلی والحاکم فی المستدرک) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ناقل ہیں کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ علی علیہ السلام کو ایسی تین باتیں حاصل ہیں کہ اگر ان میں سے مجھے ایک بھی حاصل ہوتی تو میرے نزدیک وہ سرخ پشم والے اونٹ سے بھی زیادہ تر محبوب ہوتی کسی نے ان سے سوال کیا وہ کیا ہیں کہنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بیٹی جناب فاطمہ سے ان کا نکاح کرنا اور مسجد میں اپنے ساتھ انکو رکھنا اور جو بات کہ مسجد میں ان کے لئے جائز تھی انکے سوا دوسرے کسی کو جائز نہیں تھی۔ اور خیبر کے روز عَلَم کا دیا جانا۔

(۶) **عن** جابر بن عبد اللہ قال جاءنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ ونحن مضطجعون فی المسجد وفی یدہ عسیب رطب قال اترقدون فی المسجد وقد اجفلنا واجفل علی معنا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ تعال یا علی انہ یحل لک فی المسجد ما یحل لی الا ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسی الا النبوۃ والذی نفسی بیدہ انک لذائد عن حوضی یوم القیامۃ تذود عنہ رجالا کما یذاد البعیر الضال عن الماء بعصا لک من عوسج کانی انظر الی مقامک عن حوضی (اخرجہ الخوارزمی فی المناقب) جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم مسجد میں سوئے ہوئے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ کے ہاتھ میں کھجور کی ٹہنی تھی فرمایا۔ کیا تم اونگھ رہے ہو۔ ہم دوڑنے لگے جناب علی بھی ہمارے ساتھ دوڑے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علیؑ اِدھر آؤ تم کو جائز ہے مسجد میں جو کچھ کہ مجھے جائز ہے کیا تو راضی نہیں ہوا کہ تیری منزلت مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے بجز نبوت کے اس ذات کی قسم ہے جسکے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے بیشک تو قیامت کے روز میرے حوض سے لوگوں کو ہانک دیگا جس طرح سے بھٹکا ہوا اونٹ پانی سے ہانک دیا جاتا ہے۔ عوسج کا عصا تیرے ہاتھ میں ہوگا گویا کہ میں تیرے مقام کو اپنے حوض سے اس وقت دیکھ رہا ہوں۔

(۷) **عن** عثمان بن عبد اللہ القرقسی من حدیث طویل قال خطب علی یوم بویع فیہ عثمان فقال فیھا اناشدکم اللہ ھل تعلمون معشر المھاجرین والانصار ان احدا کان یدخل المسجد جنبا غیری

جنبا قالوا اللهم لا (اخرجه ابن عساکر) عثمان بن عبداللہ قرشی ایک حدیث طویل میں ذکر کرتے ہیں کہ
جس روز عثمان رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے بیعت کی جناب علی علیہ السلام نے خطبہ پڑھا اور اس میں فرمایا
اے مہاجرین اور انصار کے گروہ میں تمکو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ تم میرے سوا کسی ایسے شخص کو
جانتے ہو کہ حالت جنب میں داخل مسجد ہوا کرتا تھا سب نے کہا خدا گواہ ہے آپکے سوا اور کوئی نہیں ہے ؏

(۸) **عن** جابر بن سمرة قال امرنا بسد ابواب المسجد کلها غیر باب علی فربما مر فیه وهو جنب
(اخرجه الطبرانی فی الکبیر) جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم کو مسجد کے تمام دروازوں کے بند کرنیکا
حکم ہوا تھا سوا علی کے دروازے کے وہ وہاں سے گذرا کرتے تھے اور جنب میں ہوا کرتے تھے ؏

(۹) **عن** ابی رافع ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خطب فقال ان اللہ عزوجل امر موسی وهارون ان
یتبوأ لقومهما بیوتا وامرهما ان لا یبیت فی مسجدهما جنب ولا یقربوا فیه النساء الا هارون
وذریته ولا یحل لاحد ان یقرب النساء فی مسجدی هذا ولا یبیت فیه الا علی وذریته (اخرجه
ابن عساکر والسیوطی فی الدر المنثور) ابو رافع سے منقول ہے کہ حضرت نے خطبہ میں ارشاد کیا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ
اور ہارون کو حکم دیا اپنی قوم کیلئے گھر بناؤ مسجد میں کوئی جنب نہ رہنے پاوے اور انہیں عورتوں سے
صحبت نہ کریں سوا ہارون اور اسکی ذریت کے اور کسیکو حلال نہیں کہ میری اس مسجد میں رہے اور عورت
سے صحبت کرے سوا جناب علی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اسکی ذریت کے ؏

حضرت کا بعض صحابہ کو فرمانا کہ میں نے تمکو نہیں نکالا اور علی کو نہیں داخل کیا مگر خدا نے

(۱) **عن** ابراهیم بن سعد بن ابی وقاص قال کنا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعنده قوم جلوس
فدخل علی فلما دخل خرجوا فلما خرجوا تلاوموا فقالوا واللہ ما اخرجنا وادخله فرجعوا فقال صلی اللہ علیہ وسلم ما انا ادخلته واخرجتکم
بل اللہ ادخله واخرجکم (اخرجه النسائی) ابراہیم بن سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ ہم جناب سرور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے اور چند لوگ بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے
کہ ناگاہ جناب علی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے ان کے آتے ہی وہ لوگ حضرت کے
پاس سے اٹھ گئے اور وہ باہم ملامت کرنے لگے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو نکالدیا ہے اور علی کو اپنے
پاس رکھا ہے جب وہ لوگ حضرت کے پاس لوٹ کر آئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
میں نے تمہیں نہیں نکالا اور علی کو داخل نہیں کیا بلکہ خدا نے انکو داخل کیا ہے اور تم کو نکالا ہے ؏

(۲) **عن** الحرث بن مالک قال اتیت مکة فلقیت سعد بن ابی وقاص فقلت هل سمعت لعلی منقبة
قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد فنودی فینا لیلة لیخرج من فی المسجد الا آل رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وآل علی فخرجنا فلما اصبح اتاه عمه فقال یا رسول اللہ اخرجت اصحابك و
اعمامك واسکنت هذا الغلام فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما انا امرت باخراجکم ولا باسکان هذا
الغلام ولکن اللہ هو امر به (اخرجه النسائی فی الخصائص) حرث بن مالک کہتے ہیں کہ میں مکہ میں سعد بن ابی وقاص

رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان سے پوچھا کہ جناب علیؑ کے بارے میں تمنے بھی کوئی منقبت سنی ہے کہنے لگے ہم مسجد میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا کرتے تھے ایک رات ہم میں منادی کیگئی کہ آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آل علیؓ کے سوا سب مسجد سے نکلجائیں صبح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تشریف لائے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ آپنے اپنے اعمام اور اصحاب کو مسجد سے نکالدیا ہے اور اس لڑکے کو رکھ لیا ہے۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میںنے تمہارے نکالنے اور اس کے رکھنے کے لئے نہیں حکم دیا بلکہ خدا نے حکم دیا ہے ❊

(۳) عن حبة العرنی قال لما امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسد الابواب التی فی المسجد شق علیہم قال حبة کانی لانظر الی حمزة بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ تحت قطیفة حمراء وعیناہ تذرفان ویقول اخرجت عمک وابابکر وعمر والعباس واسکنت ابن عمک فقال رجل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد شق علیہم فنودی الصلوٰة جامعة فصعد المنبر فلم یسمع من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبة ابلغ منہا تمجید او توحید فلما فرغ قال ایہا الناس ما انا سددتہا ولا انا فتحتہا ولا انا اخرجتم واسکنتہ ثم قرء والنجم اذا ہوی ما ضل صاحبکم وما غوی ان ہو الا وحی یوحی (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ)

حبہ عرنی کہتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دروازوں کے بند کرنیکا حکم دیا جو مسجد میں تھے لوگوں پر یہ بات نہایت شاق گذری حبہ کہتے ہیں اب تک میری آنکھوں میں ہے کہ جناب حمزہ سرخ لنگی اوڑھے ہوئے ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کر رہے ہیں کہ آپنے اپنے چچا کو اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عباسؓ کو نکالدیا ہے اور اپنے ابن عم کو رکھا ہے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو معلوم ہوا کہ یہ امر ان لوگوں پر شاق گذرا ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز جامع کی منادی کرائی اور ممبر پر چڑھکر ایسا فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد کیا کہ تمہید و توحید میں ایسے بلیغ تر خطبہ کبھی نہیں سُنا گیا تھا حمد و ثنائے باریتعالےٰ کے بعد فرمایا اے لوگو میںنے دروازے بند نہیں کئے اور نہ تم کو نکالا ہے اور نہ اسکو رکھا ہے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ والنجم کی یہ آیتیں پڑھیں۔ جنکا ترجمہ یہ ہے قسم ہے ستارے کی جبکہ وہ گرا نہیں گمراہ ہوا تمہارا صاحب اور نہ بہکا اور نہیں بولتا ہے اپنی خواہش سے مگر جبکہ اسکی طرف وحی بھیجی جاتی ہے سخت قوتوں والا اسکو سکھاتا ہے ❊

(۴) عن سعد بن ابی وقاص قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد قال فنودی فینا لیخرج من فی المسجد الا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی فخرجنا باجمعنا فلما اصبحنا اتاہ عمہ فقال یا رسول اللہ اخرجت اعمامک و اصحابک واسکنت ہذا الغلام فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عز وجل امر موسیٰ ان یبنی مسجدا طاہرا لا یسکنہ الا ہو وہارون وابنا ہارون وان اللہ قد امرنی ان ابنی مسجدا لا یسکنہ الا انا وعلی والحسن والحسین سدوا ہذہ الابواب الا باب علی قبل ان ینزل العذاب فخرج الناس مبادرین وخرج حمزة یجر قطیفة حمراء وعیناہ تذرفان یبکی ویقول یا رسول اللہ اخرجت عمک واسکنت ابن عمک فقال صلی اللہ علیہ وسلم ما انا اخرجتک ولا انا اسکنتہ ولکن اللہ عز وجل اسکنہ (اخرجہ ابو سعد فی شرف النبوة)

سعد بن ابی وقاص سے منقول ہے (کہ ہم بھی حضرت کی معیت میں رہا کرتے تھے) ایک رات ہم کو پکارا کہ حکم دیا گیا۔ کہ جناب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیؑ کے سوا سب لوگ مسجد سے نکل گئے۔ صبح کو حضرت کے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ حاضر ہو کر عرض کرنے لگے یارسول اللہ حضور نے اپنے اصحاب اور اعمام کو نکالکر اس لڑکے (یعنی علیؑ) کو رکھ لیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا نے موسیٰ کو حکم دیا تھا کہ ایک پاک مسجد تعمیر کرے اسمیں بجز موسیٰ اور ہارون اور ابنائے ہارون کے کوئی رہنے نہ پاوے اسی طرح سے خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ ایک مسجد بناؤں جسمیں میرے اور علیؑ اور حسنینؑ کے سوا کوئی نہ رہے تم لوگ عذاب کے نازل ہونے سے پیشتر اپنے دروازے بند کرلو۔ لوگ دوڑ کر دروازے بند کرنے میں مشغول ہوگئے حمزہ وہاں سے اپنا سرخ کھیس گھسیٹتے ہوئے آنکھوں میں آنسو ڈبڈبائے ہوئے باہر نکلے اور کہنے لگے یارسول اللہ آپنے اپنے چچا کو نکالکر اپنے بھائی کو رکھ لیا ہے۔ حضرت نے فرمایا میں نے تمکو نکالدیا ہے اور نہ اسکو رکھ لیا ہے بلکہ خدا نے اسکو رکھا ہے ؎

(۵) عن علی قال اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدی فقال ان موسی سال ربہ ان یطہر مسجدہ بہارون وانا سالت ربی ان یطہر مسجدی بک ثم ارسل الی ابی بکران سد بابک فاسترجع ثم قال سمعا وطاعۃ فسد بابہ ثم ارسل الی عمر بمثل ذلک ثم ارسل الی عباس بمثل ذلک ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما انا سددت ابوابکم وفتحت باب علی ولکن اللہ فتح باب علی وسد ابوابکم (اخرجہ البزار فی سندہ لوصایتی الاکتفاء بفضائل الاربعۃ الخلفاء) جناب سے مروی ہے کہ حضرت نے میرا ہاتھ پکڑ کر ارشاد کیا کہ موسیٰ نے اپنے خدا سے درخواست کی تھی کہ وہ موسیٰ کی مسجد کو ہارون کے وسیلہ سے پاک کرے اور میں نے بھی اپنے رب سے التجا کی ہے کہ وہ میری مسجد کو تجھ سے پاک کرے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہلا بھیجا کہ اپنا دروازہ بند کرلے۔ انہوں نے سمعاً وطاعۃً کہکر دروازہ بند کر لیا پھر حضرت عمرؓ اور عباسؓ رضی اللہ عنہما کو بھی یہی کہلا بھیجا اسکے بعد حضرت نے تمہارے دروازے بند نہیں کئے ہیں اور نہ علیؑ کا دروازہ کھلا چھوڑا ہے مگر خدا نے علیؑ کا دروازہ کھلا چھوڑا ہے اور تمہارے دروازے بند کئے ہیں ؎

(۶) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی ان موسی سال ربہ ان یطہر مسجدہ بہارون وذریتہ وانی سالت اللہ ان یطہر مسجدی لک ولذریتک من بعدی ثم ارسل الی ابی بکران سد بابک فاسترجع وقال سمعا وطاعۃ فسد بابہ ثم الی عمر کذلک ثم صعد المنبر فقال ما انا سددت ابوابکم ولا فتحت باب علی ولکن اللہ سد ابوابکم وفتح باب علی (اخرجہ ابو نعیم فی فضائل الصحابۃ) ابن عباس کہتے ہیں کہ حضرت نے جناب امیرؑ سے ارشاد کیا کہ موسیٰ نے خدا سے التجا کی تھی کہ اسکی مسجد کو ہارون اور اسکی ذریت کے ذریعہ سے پاک کرے اور میں نے بھی خدا سے درخواست کی ہے کہ وہ میری مسجد کو تیرے لئے اور تیری ذریت کیلئے پاک کر ڈالے پھر حضرت نے ابوبکرؓ کو کہلا بھیجا کہ اپنا دروازہ بند کرلیں انہوں نے سمعاً وطاعۃً کہکر دروازہ بند کرلیا پھر حضرت عمرؓ کو بھی ایسا ہی کہلا بھیجا پھر حضرت نے منبر پر چڑھکر فرمایا میں نے تمہارے دروازے نہیں بند کئے اور نہ علیؑ کا دروازہ کھلا چھوڑا ہے بلکہ خدا نے ایسا ہی فرمایا ہے ؎

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جناب امیر علیہ السلام کو اپنی اخوت سے خصوصیت دینا

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال اخا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین اصحابہ فجاء علی تدمع عیناہ

قال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخیت بین اصحابک ولم تواخ بینی وبین احد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انت اخی فی الدنیا والاخرۃ (اخرجہ الدارقطنی) ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے درمیان بھیا چارہ قایم کیا جناب امیرؑ روتے ہوئے آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے اپنے اصحاب میں بھائی بندی کا رشتہ جوڑا ہے اور مجھے کسیکا بھائی نہیں بنایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو دنیا اور آخرت میں میرا بھائی ہے ؞

(۲) **عن** ابن عمر قال اخی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین اصحابہ حتی بقی علی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما ترضی ان اکون اخاک قال بلی یا رسول اللہ رضیت قال فانت اخی فی الدنیا والاخرۃ (اخرجہ الخلعی وابن عبد البر فی الاستیعاب) ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باہم اپنے اصحاب میں بھیا چارہ بنایا۔ علیؑ باقی رہ گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی کیا تو راضی نہیں کہ میں تیرا بھائی بنوں جناب امیرؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں راضی ہوں فرمایا تو دنیا اور آخرت میں میرا بھائی ہے ؞

(۳) **عن** سعید بن المسیب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخی بین الصحابۃ فبقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابوبکر وعمر و اخی بین ابی بکر وعمر وقال لعلی انت اخی (اخرجہ احمد فی مسندہ) سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ تحقیق سرور دنیا و آخرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کے درمیان بھیا چارہ قایم کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بذات اقدس اور ابوبکرؓ و عمرؓ اور علیؑ باقی رہ گئے حضرت نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا اور جناب علیؑ سے فرمایا تو میرا بھائی ہے

(۴) زید بن عبد اللہ بن ابی اوفی قال دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مسجدہ فقال این فلان وابن فلان فجعل ینظر فی وجوہ الصحابۃ ویتفقدھم ویبعث الیھم حتی توافوا عندہ فاخی بینھم فقال لہ علی بن ابیطالب لقد ذھبت روحی یا رسول اللہ حین رأیتک فعلت باصحابک ما فعلت غیری فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی بعثنی بالحق نبیا ما اخرتک الا لنفسی وانت منی بمنزلۃ ھارون من موسی وانت اخی ووارثی فقال یا رسول اللہ ما ارث منک قال ما ورث الانبیاء قبلی قال وما ورثوا قال کتاب اللہ وسنن انبیائہ وانت معی فی قصری فی الجنۃ مع فاطمۃ ابنتی والحسن والحسین وانت رفیقی ثم تلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخوانا علی سرر متقابلین (اخرجہ احمد فی المسند والمناقب والمتقی فی کنز العمال)

زید بن عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہیں ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسجد میں گیا آپ ہر شخص کی نسبت استفسار فرماتے تھے فلاں شخص کہاں ہے اور فلاں شخص کہاں ہے آپ اپنے اصحاب کو تلاش کرتے تھے اور جو شخص کہ موجود نہیں تھا اُسے بلواتے تھے یہاں تک کہ تمام اصحاب حضرتؐ کے حضور میں جمع ہو گئے پھر آپؐ نے ان میں بھیا چارہ قایم کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جناب علی علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ میری جان تو نکل گئی تھی جبکہ میں نے آپکو دیکھا کہ آپؐ نے میرے سوا اپنے اصحاب کے ساتھ جو کچھ کرنا تھا کیا حضرتؐ نے فرمایا قسم ہے اُس ذات کی کہ جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے میں نے تجھے اپنی ذات کیلئے پیچھے رکھا تھا اور تو مجھ سے ایسا ہے جیسے کہ ہارون موسیٰ سے تھا تو میرا بھائی ہے

وارث ہے پس علیؓ نے کہا یارسول اللہ میں کیا چیز حضور سے میراث میں لونگا فرمایا جو کچھ اگلے نبیوں نے لیا ہے جناب علیؓ نے عرض کیا اگلے نبیوں نے کیا چیز میراث میں لی تھی۔ فرمایا خدا کی کتاب اور نبیوں کی سنتیں تو بہشت میں میرے ساتھ میرے قصر میں ہوگا۔ میری بیٹی فاطمہ اور حسن اور حسین کے ساتھ تو میرا رفیق ہے پھر آپ نے اس آیت کو پڑھا کہ بھائی آمنے سامنے تختوں پر ہونگے۔

(۵) عن زید بن ارقم رضی اللہ عنہ قال دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی مواخ بینکم کما اخی اللہ بین الملائکۃ ثم قال لعلی انت اخی ورفیقی ثم تلا ھذہ الآیۃ اخوانا علی سرر متقابلین (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا حضرت فرماتے تھے میں تم میں برادری قایم کرنیوالا ہوں پھر جناب علی علیہ السلام سے فرمایا تو میرا بھائی اور رفیق ہے پھر آپ نے اس آیت کو ارشاد کیا کہ بھائی آمنے سامنے تختوں پر ہونگے۔

(۶) عن رافع ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی انت اخی وانا اخوک (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر) ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بتحقیق جناب علی علیہ السلام سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو میرا بھائی ہے اور میں تیرا بھائی ہوں۔

(۷) عن حذیفۃ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال اخی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین المہاجرین والانصار کان یواخی بین الرجل ونظیرہ ثم اخذ بید علی فقال ھذا اخی قال حذیفۃ فرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید المرسلین وامام المتقین ورسول رب العالمین الذی لیس لہ شبیہ ولا نظیر وعلی اخوہ (اخرجہ احمد فی المناقب وابوبکر بن مردویہ) حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور دو جہان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین اور انصار کے درمیان رشتہ اخوت ملاتے تھے تو ہر ایک صحابی کو اسکی نظیر کے ساتھ اس کا بھائی چارہ قرار دیتے تھے پھر علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا یہ میرا بھائی ہے حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید المرسلین اور امام المتقین اور رسول رب العالمین ہیں انکی شبیہ و نظیر کوئی نہیں علی علیہ السلام انکے بھائی ہیں۔

(۸) عن ابن عباسؓ قال اخی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین اصحابہ من المہاجرین والانصار وھو انہ صلی اللہ علیہ اخی بین ابوبکر وعمر واخی بین عثمان بن عفان وعبد الرحمن بن عوف واخی بین طلحۃ والزبیر واخی بین ابی ذر الغفاری والمقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہم ولم یواخ بین علی وبین احد منہم فخرج علی مغضبا حتی اتی جدولا من الارض وتوسد ذراعہ ونام فیہ فاسفی علیہ الریح التراب فطلبہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوجدہ علی تلک الحالۃ فوکزہ برجلہ وقال لہ قم فما صلحت ان تکون ابا تراب اغضبت حین اخیت بین المہاجرین والانصار ولم اواخ بینک وبین احد منہم اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی الا من احبک فقد حف بالامن والایمان ومن ابغضک اماتہ اللہ میتۃ الجاھلیۃ وحوسب فی الاسلام (اخرجہ الطبرانی والسیوطی فی جمع الجوامع والمتقی فی کنز العمال) ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار

کے درمیان اخوت کا ناتا اسطرح پر قائم کیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو عمر رضی اللہ عنہ کا اور عثمان رضی اللہ عنہ کو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا اور طلحہ کو زبیر کا اور ابوذر غفاری کو مقداد کا بھائی قرار دیا اور علیؑ کو کسیکا بھائی نہ بنایا جناب علیؑ نہایت غصہ ہو کر نکل گئے اور زمین پر گر گئے اور اپنی کلائی کا تکیہ کر کے سو گئے ہوا سے مٹی اڑ کر بدن پر پڑ گئی حضرتؐ نے انکو تلاش کیا اور ایسی حالت میں پایا حضرت نے انکو اپنے پاؤں سے ٹھکرا کر فرمایا اٹھ تجھ کو بجز ابوتراب بننے کے کچھ صلاحیت نہیں ہے کیا تو خفا ہو گیا جبکہ میں نے اصحابہ کے درمیان اخوت کو قائم کیا اور تجھے کسیکا بھائی نہ بنایا کیا تو راضی نہیں کہ مجھ سے ایسا ہو جیسے کہ ہارون موسیٰؑ سے مگر میرے بعد نبوت نہیں ہے جو شخص کہ تجھے دوست رکھیگا وہ امن اور ایمان میں گھرا رہیگا۔ اور جو تجھے دشمن رکھیگا خدا اسکو کفار کی موت سے ماریگا ✦

(۹) **عن** انس رضی اللہ عنہ قال لما کان یوم المباھلۃ اخی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بین المھاجرین والانصار وعلی واقف یراہ ویعرف مکانہ ولم یواخ بینہ وبین احد فانصرف علی باکی العین فافتقدہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما فعل ابوالحسن قالوا انصرف باکی العین قال یا بلال اذھب فاتنی بہ فمضے بلال الی علی وعلی قد دخل منزلہ باکی العین فقالت فاطمۃ ما یبکیک لا ابکی اللہ عینیک قال یا فاطمۃ اخی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بین اصحابہ المھاجرین والانصار وانا واقف یرانی ویعرف مکانی ولم یواخ بینی وبین احد قالت لا یحزنک اللہ لعلہ انما اخرک لنفسہ فقال بلال یا علی اجب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاتی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ ما یبکیک یا ابا الحسن فقال اخیت بین المھاجرین وبین الانصار وانا واقف ترانی وتعرف مکانی ولم تواخ بینی وبین احد قال انما خرتک لنفسی الا یسرک ان تکون اخا نبیک قال بلیٰ یا رسول اللہ فاخذہ بیدہٖ فارقاہ المنبر فقال اللھم ان ھذا منی وانا منہ الا انہ منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا ان من کنت مولاہ قال فانصرف علی قریر العین فاتبعہ عمر بن الخطاب فقال یا ابا الحسن اصبحت مولائی ومولا کل مومن (اخرجہ ابوالحسن فقیہ بن المغازلی)

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مباہلہ کے روز جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کے درمیان بھیاچارہ قائم کیا۔ علیؑ کھڑے ہوئے تھے جناب انکو دیکھ رہے تھے آپنے انکو ساتھ کسی کو شریک اخوت نکیا جناب روتے ہوئے گھر کو چلے گئے جب حضرتؐ نے انکو نہ دیکھا تو فرمایا ابوالحسن کیا کر رہے ہیں لوگوں نے عرض کیا وہ روتے ہوئے لوٹ گئے ہیں حضرتؐ نے بلال سے فرمایا اے بلال جاکر انہیں بلا لاؤ۔ بلال اُن کے بلانے کیلئے گئے جناب اُسوقت تک گھر میں داخل ہو چکے تھے جناب سیدہ نے انہیں روتا ہوا دیکھکر کہا خدا تمہیں نہ رلائے تم کیوں روتے ہو جناب علیؑ کہنے لگے آج حضرتؐ نے مہاجرین اور انصار میں رشتہ اخوت جوڑا ہے اور مجھے حضرتؐ دیکھ رہے تھے۔ لیکن مجھے کسیکا بھائی نہ بنایا جناب فاطمہؑ نے جواب دیا آپ اندوہ گین نہوں شاید حضرتؐ نے تمہیں اپنی ذات مقدس کے بھائی بنانے کیلئے پیچھے رکھا ہو۔ اتنے میں بلال نے پکار کر کہا یا علی حضرت کے پاس تشریف لے چلئے جناب علی حضرتؐ کے حضور میں حاضر ہوئے آپنے فرمایا یا ابا الحسن تم کیوں روتے ہو عرض کیا یا رسولؐ حضور نے مہاجرین اور انصار کے درمیان بھیاچارہ کا ناتا جوڑا ہے لیکن مجھے کسیکا بھائی نہیں فرمایا یا علی میں نے تم

اپنی ذات کیلئے پیچھے رہنے دیا تھا۔ آیا تم اپنے نبی کے بھائی بننے سے خوش نہیں۔ جناب امیر نے عرض کیا یارسول اللہ میں خوش ہوں حضرت صلے اللہ تعالٰے علیہ والہ وسلم نے ان کا ہاتھ پکڑ کر انہیں منبر پر چڑھایا۔ اور فرمایا بار الٰہا یہ میرا ہے میں اس کا ہوں یہ مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسٰے سے جسکا میں مولا ہوں اسکا علی مولا ہے انس کہتے ہیں کہ جناب علی نہایت ٹھنڈی آنکھوں سے گھر کو واپس ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ انکے پیچھے گئے اور کہنے لگے اے ابوالحسن آپ کو مبارک ہو کہ آج آپ میرا اور ہر مومن کے مولا بنگئے ہیں ؞

(۱۰) **عن** ابن عباس ان علیا کان یقول فی حیوة النبی صلی اللہ علیہ وسلم افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم واللہ لا ینقلب علی اعقابنا بعد اذ ھدانا اللہ واللہ لئن مات او قتل ان انقلبتم علی اعقابکم لاقتلن علی ما قاتل علیہ حتی اموت او اقتل واللہ انی لاخوہ وولیہ ووارثہ وابن عمہ ومن احق بہ منی (اخرجہ احمد والنسائی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب علی علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں کہا کرتے تھے کہ یہ آیت جو نازل ہوئی ہے (اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحلت فرما جائیں یا شہید ہو جائیں تو تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے) خدا کی قسم ہے بعد اسکے کہ خدا نے ہمکو ہدایت فرمائی ہے اپنی ایڑیوں کے بل ہرگز نہیں پھرینگے اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحلت فرما جائیں یا شہید ہو جائیں اور تم اپنی ایڑیوں پر پھرنا چاہو تو میں تم سے جہاد کرونگا جس بات پر کہ حضرت نے جہاد کیا ہے واللہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی اور وارث اور ابن عم ہوں اور وہ شخص ہوں جسکے ساتھ حضرت نے اپنی برادری کا رشتہ ملایا ہے ؞

(۱۱) **عن** عمر بن عبد اللہ عن ابیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخا بین الناس وترک علیا حتی بقی اخرھم لا یری لہ اخا فقال یارسول اللہ اخیت بین الناس وترکتنی قال ولم ترانی ترکتک انما ترکتک لنفسی انت اخی وانا اخوک فان ذاکرک احد فقل انا عبد اللہ واخو رسولہ لا یدعیھا بعدک الا کذاب (اخرجہ احمد) عمر ابن عبد اللہ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے درمیان رشتہ برادری قایم کیا علی سب سے پیچھے رہ گئے انکا بھائی بنایا ہوا کوئی نظر نہیں آتا تھا حضرت سے عرض کرنے لگے یارسول اللہ آپنے رشتہ اخوت ملا دیا ہے اور مجھے یوں ہی چھوڑ دیا ہے حضرت نے فرمایا تو جانتا ہے کہ میں نے تجھے کیوں چھوڑ رکھا ہے تو میرا بھائی ہے اور میں تیرا بھائی ہوں ہم تجھے بتاتے ہیں یوں کہا کر میں خدا کا بندہ اور اسکے رسول کا بھائی ہوں۔ تیرے سوا اگر کوئی یہ بات کہے گا تو وہ جھوٹا ہے ؞

(۱۲) **عن** یعلی بن مرة قال اخی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین المسلمین وجعل یخلف علیا حتی بقی فی اخرھم ولیس معہ اخ فقال لہ اخیت بین المسلمین وترکتنی فقال انما ترکتک لنفسی انت اخی فی الدنیا والاخرة وانا اخوک انت منی بمنزلة ھارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی وانت معی فی قصری فی الجنة مع ابنتی فاطمة وانت اخی ورفیقی ثم تلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخوانا علی سرر متقابلین ثم قال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان ذاکرک احد فقل انا عبد اللہ واخو رسولہ ولا یدعیھا بعدی الا کذاب مفتر (اخرجہ جمال الدین المحدث صاحب روضة الاحباب فی الاربعین) یعلی بن مرہ کہتے ہیں کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں

میں اخوت کا رشتہ قائم کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب علیؑ کو پیچھے چھوڑتے چلے گئے یہانتک کہ وہ سب سے آخر رہ گئے اور انکا بھائی بننے کیلئے کوئی باقی نہ رہا۔ جناب علیؑ نے عرض کیا حضورؐ نے مسلمانوں کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دیدیا ہے اور مجھے چھوڑ دیا ہے حضرتؐ نے فرمایا بیشک تجھے اپنی ذات کیلئے چھوڑا ہے۔ تو دُنیا و آخرت میں میرا بھائی ہے۔ اور میں تیرا بھائی ہوں۔ تو مجھ سے ہارون کی جگہ ہے موسیٰؑ سے مگر نبی میرے بعد نہیں ہے تو میرے ساتھ میرے گھر میں جنت میں ہوگا۔ تو میرا بھائی اور رفیق ہے پھر حضرتؐ نے اس آیت کو ارشاد فرمایا کہ بھائی بھائی اپنے آمنے سامنے کے تختوں پر ہونگے۔ میں تجھے کہتا ہوں کہ اگر تجھ سے کوئی پوچھے تو یہ کہیو کہ میں اللہ کا بندہ اور اُسکے رسول کا بھائی ہوں تیرے سوا اس بات کو کوئی نہیں کہے گا مگر کہ وہ جھوٹ کہنے والا ٹھہرے گا۔

(۱۳) عن عباد بن عبد اللہ قال قال علی انا عبد اللہ واخو رسولہ وانا صدیق الاکبر لا یقولہا بعدی الا کاذب صلیت قبل الناس سبع سنین (اخرجہ احمد فی المناقب النسائی فی الخصائص و الحافظ ابو زید عثمان بن ابی شیبہ فی سننہ والحاکم فی المستدرک والحافظ ابو نعیم فی الحلیۃ والعقیلی) عباد بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے میں خدا کا بندہ اور اسکے رسول کا بھائی اور صدیق اکبر ہوں میرے سوا یہ بات کوئی نہیں کہہ سکتا مگر جھوٹا کاذب میں نے سب سے پہلے سات برس نماز پڑھی۔

(۱۴) عن ابی الطفیل قال لما جعل امر الشوریٰ بین علی و عثمان و طلحۃ والزبیر و عبد الرحمن بن عوف و سعد بن ابی وقاص و سعید بن زید فقال علی احد فیکم احد اخی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بینہ و بینہ اذ اخی بین المسلمین قالوا اللہم لا (اخرجہ ابن سعد) ابو الطفیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلافت کیلئے جناب علیؑ اور عثمان اور طلحہ اور زبیر اور عبد الرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص یا سعید بن زید کے درمیان مشورت کرنے کیلئے چھوڑ دیا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا میرے سوا کوئی تم میں ایسا ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اور اس کے درمیان رشتہ برادری قائم کیا ہو سب کہنے لگے خدا گواہ ہے نہیں۔

(۱۵) عن علی قال طلبنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوجدنی فی حائط فنمت فضربنی برجلہ وقال قم فواللہ لارضینک انت اخی وابو ولدی تقاتل علی سنتی من مات علی عہدی فہو فی کنز الجنۃ ومن مات علی عہدک فقد قضی نحبہ ومن مات علی حبک بعد موتک ختم اللہ لہ بالامن والایمان ما طلعت الشمس وما غربت (اخرجہ فی المناقب) مروی ہے جناب امیر علیہ السلام سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تلاش کیا اور ایک دیوار کے نیچے سوتا ہوا پایا آپؐ نے اپنے پائے مبارک سے مجھے ہلا کر فرمایا اٹھ ہم تجھے راضی کریں تو میرا بھائی اور میرے بچوں کا باپ ہے تو میری سُنت پر لڑے گا جو میرے عہد پر مریگا وہ جنت کے خزانہ میں ہوگا اور جو تیرے عہد پر مریگا اسکی آرزو پوری ہوگی جو شخص تیری محبت پر تیرے بعد مریگا خدا تعالیٰ اُسکا خاتمہ امن اور ایمان سے کریگا جبتک کہ آفتاب نکلتا اور چھپتا رہے گا۔

(۱۶) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا مدینۃ العلم و علی بابہا فمن اراد العلم فلیأت

هذا اخی وابن عمی وصهری وابو ولدی اللهم کب من عاداه فی النار (اخرجه بن البخاری) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میرے پروردگار تو گواہ رہیو کہ میں نے پہونچا دیا ہے کہ یہ میرا بھائی اور ابن عم اور میرا داماد اور میرے بچوں کا باپ ہے۔ اے میرے پروردگار جو شخص کہ اس سے دشمنی کرے اسے آگ میں اوندھا کر کے گرا۔

(۱۷) **عن** علی قال قال لی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا علی انت اخی ورفیقی فی الجنة یا علی سبغ الوضوء وان شق علیك ولا تاکل الصدقة ولا تنز الحمیر علی الخیل ولا تجالس اصحاب النجوم (اخرجه الخطیب) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد کیا یا علی تو میرا بھائی اور جنت میں میرا رفیق ہے یا علی وضو اچھی طرح سے کریو اگرچہ تجھ پر شاق گذرے اور خیرات نہ کھائیو اور گدھے کو گھوڑے پر نہ چڑھائیو اور نجومیوں کے ساتھ مت بیٹھیو۔

(۱۸) **عن** ام المومنین عائشة رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر اخوتی علی وخیر اعمامی حمزة (اخرجه الدیلمی) جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے سب بھائیوں سے علی اور چچوں سے حمزہ بہتر ہیں۔

(۱۹) **عن** ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر اخوتی علی وخیر اعمامی حمزة وذکر علی عبادة (اخرجه الطبرانی وابن جوزی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ میرے سب بھائیوں میں بہتر علی ہیں اور سب چچوں میں بہتر حمزہ ہیں۔ اور علی کا ذکر عبادت ہے۔

(۲۰) **عن** مطلب بن عبد اللہ بن حنطب عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ایها الناس اوصیکم بحب ذی قرنیها اخی وابن عمی علی بن ابیطالب فانه لا یحبه الا مومن (اخرجه احمد فی المناقب) مطلب بن عبد اللہ بن حنطب اپنے والد ماجد سے ناقل ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اے لوگو میں تمہیں اس امت کے ذو القرنین کی محبت کیلئے وصیت کرتا ہوں وہ میرا بھائی اور ابن عم علی ابن ابی طالب ہے پس بتحقیق اس سے محبت نہیں کریگا مگر مومن۔

(۲۱) **عن** مخدوج بن یزید الهذلی صلی اللہ علیہ وسلم اخی بین المسلمین ثم قال یا علی انت اخی بمنزلة هارون من موسی غیر انه لا نبی بعدی اما علمت یا علی ان اول من یدعی یوم القیامة بی واقوم عن یمین العرش فاکسی حلة خضراء من حلل الجنة الا وانی اخیرك یا علی انت امتی اول الامم یحاسبون یوم القیامة ثم انت اول من یدعی لك لقرابتك ومنزلتك عندی فیدفع الیك لوائی وهو لواء الحمد تسیر بین السماطین ادم وجمیع خلق اللہ یستظلون بظل لوائی وطوله مسیرة الف سنة لسانه یاقوتة حمراء له ثلاث ذوائب من نور ذوابة فی المشرق وذوابة فی المغرب والثالثة وسط الدنیا مکتوب علیه ثلاثة اسطر الاول بسم اللہ الرحمن الرحیم الثانی الحمد للہ رب العالمین الثالث لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ طول کل سطر الف سنة وعرضه الف سنة فتسیر باللواء والحسن عن یمینك والحسین عن یسارك حتی تقف بینی وبین ابراهیم فی ظل العرش ثم تکسی

حلۃ خضراء من الجنۃ ثم ینادی منادٍ من تحت العرش نعم الاب ابوک ابراہیم و نعم الاخ اخوک علی ابشر یا علی انک تکسی اذا اکتسیت و تدعی اذا دعیت (اخرجہ عبد اللہ بن احمد فی زوائد المناقب)

مخدوج بن یزید الہذلی سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں میں رشتہ اخوت قائم کرکے علی سے کہا یا علی تم میرے بھائی ہارون کی جگہ پر ہو موسیٰ سے بغیر اس کے کہ نبی میرے بعد نہیں ہے یا کیا تم نہیں جانتے ہو کہ قیامت میں سب سے اول میں بلایا جاؤنگا اور عرش کے واہنے بازو چکر کیا جاؤنگا۔ اور مجھے جنت کے حلوں میں سے سبز پوشاک پہنائی جاویگی یا علی میں تجھے مطلع کرتا ہوں کہ قیامت کے روز سب امتوں سے پہلے میری امت حساب دیگی پھر سب سے پہلے تو میری قرابت کی وجہ سے بلایا جاویگا۔ اور تجھے میرا علم یعنی لواء الحمد دیا جائے گا۔ تو دونوں صفتوں کے بیچا بیچ ٹہلے گا۔ آدم اور ساری دنیا میرے علم کے سایہ میں پناہ گزین ہونگی۔ اسکی لمبائی ہزار سالہ راہ کی ہوگی۔ اسکی بھال سرخ یاقوت سے بنی ہوگی۔ اسکے تین گیسو نور کے ہونگے ایک مشرق میں اور ایک مغرب میں اور دنیا کے بیچ بیچ میں۔ اسپر تین سطریں لکھی ہوئی ہونگی ایک بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ دوسری الحمد للہ رب العالمین۔ تیسری لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہر سطر کا طول و عرض ہزار سالہ راہ کا ہوگا۔ حسن تیرے واہنے ہاتھ۔ اور حسین تیرے بائیں ہاتھ ہونگے یہانتک کہ تو میرے اور ابراہیم کے درمیان سایہ عرش کے نیچے آکر ٹہیریگا۔ اور جنت کی سبز پوشاک پہنائی جائیگی۔ اور منادی عرش کے نیچے سے ندا کریگا کیا اچھا باپ ہے تیرا ابراہیم اور کیا اچھا بھائی ہے تیرا علی بشارت ہو تجھے اے علی کہ جب مجھے لباس پہنایا جائے گا۔ تو تجھے بھی پہنایا جائیگا۔ اور جب میں بلایا جاونگا تو تو بھی بلایا جائیگا۔

(۲۲) **عن** جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رایت مکتوبا علی باب الجنۃ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ و علی اخو رسول اللہ قبل ان یخلق السموات بالفی سنۃ (اخرجہ احمد فی المناقب و الدیلمی فی فردوس الاخبار) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے زمین و آسمان کے پیدا ہونے سے دو ہزار برس پیشتر جنت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا کہ سوا اللہ کے کوئی معبود نہیں۔ محمد اسکے رسول ہیں علی اسکے رسول کے بھائی ہیں۔

(۲۳) **عن** جابر بن عبد اللہ قال سمعت علیا و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسمع انا اخو المصطفی لاشک فی نسبی و بہ ربیت و سبطاہ ہما ولدی جدی و جد رسول اللہ منفرد و فاطمۃ زوجتی لا قول ذی فند صدقتہ و جمیع الناس فی بہم من الضلالۃ و الاشراک و النکد فقال فتبسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و قال صدقت یا علی (خرجہ فی مطالب السئول) المحب الطبری التشریع

مروی ہے جناب جابر بن عبد اللہ سے کہ میں نے جناب علی کو فرماتے ہوئے سنا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی سن رہے تھے کہ میں جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی ہوں میری نسب میں کسی طرح کا شبہ نہیں ہے میں انکے پاس پرورش پائی ہے۔ ان کے دونوں نواسے میرے بیٹے ہیں۔ میرا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دادا ایک ہی ہے۔ اور جناب فاطمہ علیہا السلام میری زوجہ ہے۔ یہ قول دروغ نہیں ہے۔ میں نے اس وقت حضرت صلعم کی اتنی تصدیق کی ہے کہ تمام لوگ گمراہی اور شرک اور انکار کی وجہ سے غفلت میں تھے۔

حضرت نے یہ سُن کر تبسم فرمایا اور کہا یا علی تم سچ کہتے ہو۔

(۲۴۷) **عن** ربیعہ بن ناجد ان رجلا قال لعلی یا امیر المومنین لم ورثت ابن عمک دون عمک قال انزلت فانذر عشیرتک الاقربین دعانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا علی ان اللہ امرنی ان انذر عشیرتی الاقربین فاصنع لنا صاعا من الطعام واجعل علیہ رجل شاۃ واملاء بنا عسا من لبن ثم اجمع لی بنی عبد المطلب حتی ابلغہم ما امرت بہ ففعلت ما امرنی ثم دعوتہم لہ وہم یومئذ اربعون رجلا فیہم اعمامہ ابو طالب وحمزۃ وعباس وابولہب فلما اجتمعوا الیہ دعانی بالطعام الذی صنعت لہم فجئت بہ فلما وضعتہ تناول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال خذوا بسم اللہ فاکل القوم حتی ما لہم بشئ حاجۃ وما اری الا موضع ایدیہم وایم اللہ الذی نفسی بیدہ وان کان الرجل الواحد منہم لیاکل ما قدمت بجمیعہم ثم قال اسق القوم فجئت بذلک العس فشربوا حتی رووا وبقی الشراب کانہ لم یشرب فقال یا بنی عبد المطلب انی بعثت الیکم خاصۃ والی الناس عامۃ وقد رأیتم من ہذہ الایۃ ما قد رأیتم فایکم یبایعنی علی ان یکون اخی وصاحبی فلم یقم الیہ احد قال فقمت الیہ وکنت اصغر القوم سنا قال اجلس ثم قال ذلک ثلاث مرات کل ذلک اقوم الیہ فہو یقول اجلس حتی کان فی الثالثۃ فضرب بیدہ علی یدی ثم قال انت اخی وصاحبی ووزیری فبذلک ورثت ابن عمی دون عمی اخرجہ احمد فی المسند وفی المناقب والنسائی فی الخصائص وابن اسحاق فی سیرتہ وابن جریر فی تاریخہ وابن ابی حاتم وابو بکر بن مردویۃ باختلاف یسیر۔

ربیعہ بن ناجد ناقل ہیں کہ ایک شخص نے جناب امیرؑ سے پوچھا یا امیر المومنین آپ نے اپنے چچا کی سوا اپنے چچا زاد بھائی کا کسطرح ورثہ پایا ہے جناب امیرؑ نے فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد کیا کہ یا علی مجھے رشتہ داروں کے ڈرانے کیلئے حکم دیا گیا ہے تم ایک برتن میں طعام تیار کرکے اسپر بکری کے پائے رکھدو اور ایک ظرف میں دودھ بھردو اور تمام بنی عبد المطلب کو بلالاؤ کہ میں اُن سے گفتگو کروں اور خدا کا حکم اُن کو پہنچادوں۔ میں نے حسب ارشاد کھانا تیار کیا اور بنی عبد المطلب کو بلالایا ان دنوں وہ کل چالیس آدمی تھے جنہیں حضرت کے چاروں چچا ابو طالب حمزہ عباس ابولہب بھی شامل تھے جب وہ حاضر ہوئے حضرت نے اس طعام سے قدرے تناول فرماکر ان سے کھانے کے لئے ارشاد کیا۔ جب تمام لوگ کھاکر سیر ہوگئے میں نے دیکھا کہ انہوں نے طعام صرف اسی قدر کھایا ہے جس مقام پر کہ انہوں نے اپنا ہاتھ ڈالا تھا۔ باقی طعام ویساہی دھرا ہوا ہے۔ اُس ذات کی قسم ہے کہ جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ ان میں سے ایک آدمی اس تمام کھانے کو کھا سکتا تھا۔ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان لوگوں کو دودھ پلاؤ۔ میں نے اُن کو وہ دودھ پلایا یہانتک کہ وہ سیراب ہوگئے۔ وہ دودھ ویسا ہی موجود تھا گویا کسی نے نہ پیا ہو۔ پھر حضرت نے ان کو مخاطب کرکے ارشاد کیا ای بنی عبد المطلب میں تمہاری طرف خاص طور پر اور دوسرے لوگوں کی طرف علم طور پر بھیجا گیا ہوں۔ تمنے میرا یہ معجزہ دیکھا ہے پس تم میں سے کوئی ہے کہ میری بیعت کرے اور میرا بھائی اور دوست بنے کوئی شخص ان لوگوں میں سے حضرت کی بیعت کیلئے نہ اٹھا میں اُسوقت ان تمام لوگوں سے کم عمر تھا بیعت کیلئے اُٹھ کھڑا ہوا حضرت نے مجھے

فرمایا بیٹھ جا میں بیٹھ گیا۔ حضرت نے دوبارہ اور سہ بارہ ان سے یہی ارشاد کیا میں یہی ہر ایک دفعہ اُٹھتا رہا۔ تیسری بار حضرت نے میرے ہاتھ پر ہاتھ مار کر فرمایا تو میرا بھائی اور دوست اور وزیر ہے اس لئے میں نے اپنے چچا کے سوا اپنے ابن عم کا ورثہ حاصل کیا ہے۔

(**تنبیہ**) یہ مواخات بھی جناب امیر علیہ السّلام کے افضل ہونے کی دلیل ہے۔ کیونکہ مواخات مساوات کی دلیل ہے۔ لیکن مساوات منصب نبوت میں محال ہے۔ پس لامحالہ مساوات فی العمل سمجھی جا سکتی ہے اور مساوات فی العمل منتج کثرت ثواب ہے۔ اور کثرت ثواب برہان افضلیت ہے۔

(انت منی بمنزلۃ ھارون من موسٰی)

ان صحابہ کرام کے اسماء جن سے یہ حدیث روایت ہوئی ہے۔

وقد صنف القاضی ابو القاسم علی بن المحسن بن علی التنوخی کتاباً سماہ ذکر الروایات من نسخۃ ثلاثین ورقۃ عتیقۃ علیہا تاریخ الروایۃ سنۃ خمس و اربعین و اربعمائۃ و روی التنوخی حدیث انت منی بمنزلۃ ھارون من موسی عن عمر بن الخطاب و عن علی و سعد بن ابی وقاص و عبد اللہ بن مسعود و عبد اللہ بن عباس و جابر بن عبد اللہ الانصاری۔ و ابی ھریرۃ۔ و ابی سعید الخدری۔ و جابر بن سمرۃ۔ و مالک بن الحویرث۔ و البراء بن عازب و زید بن ارقم۔ و ابی رافع مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ و عبد اللہ بن ابی اوفی۔ و اخیہ یزید بن ابی اوفی۔ و ابی سریحۃ و حذیفۃ بن اسید و انس بن مالک۔ و ابی بریدۃ الاسلمی و ابی ایوب الانصاری۔ و عقیل بن ابی طالب و حبشی بن جنادۃ السلولی و معاویۃ بن ابو سفیان۔ و ام سلمۃ زوجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ و اسماء بنت عمیس۔ و سعید ابن المسیب و محمد بن علی بن الحسین۔ و حبیب بن ابی ثابت۔ و فاطمۃ بنت علی و شرحبیل بن سعد

یعنے قاضی ابو القاسم علی بن المحسن بن علی التنوخی نے سنہ چار سو پینتالیس میں اس حدیث کے متعلق ایک تیس ورق کا رسالہ لکھا ہے جس میں اس حدیث کو عمر بن الخطاب اور جناب علی اور سعد بن ابی وقاص اور عبد اللہ بن مسعود اور عبد اللہ بن عباس وغیرہم رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے۔

اس حدیث کا متواتر ہونا

(۱) قال ابن حجر فی الصواعق المحرقۃ واعلم ان ھذا الحدیث متواتر فانہ ورد من حدیث عائشۃ و ابن مسعود و ابن عباس و ابن عمر و عبد اللہ بن زمعۃ و ابی سعید علی حفصۃ۔ حافظ ابن حجر صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں کہ آگاہ ہو کہ یہ حدیث متواتر ہے کیونکہ یہ حدیث اُمّ المؤمنین عائشہ اور ابن مسعود

انکی نسبت ابن خلکان وفیات الاعیان میں لکھتے ہیں ابو القاسم بن علی التنوخی فکان ادیبا فاضلا وذکرہ الخطیب فی تاریخہ وعدہ فی شیوخہ الذی روی عنہم اور سمعانی انساب میں لکھتے ہیں قال الخطیب کتبت عنہ و سمعتہ یقول ولدت بالبصرۃ فی النصف من الشعبان سنۃ سبعین و ثلثمائۃ و قد قبلت شہادتہ عند الحکام فی حداثتہ ولم یزل علی ذلک مقبولا الی اخر عمرہ و کان متحفظا فی الشہادۃ محتاطا صدوقا فی الحدیث۔

اور ابن عباس اور ابن عمر اور عبداللہ بن زمعہ اور ابوسعید اور علی اور حفصہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہوئی ہے

(۲) قال الحافظ بن عبد البر فی الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب وروی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ جماعۃ من الصحابۃ وھو من اثبت الاخبار و اصحھا رواہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن ابی وقاص وطرق حدیث سعد فیہ کثیرۃ جدا وقد ذکرہ بن خیثمۃ وغیرہ ورواہ ابن عباس وابوسعید الخدری وام سلمۃ واسماء بنت عمیس وجابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ یطول ذکرھم

حافظ عبدالبر کتاب استیعاب فی معرفۃ الاصحاب میں لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ کی حدیث کو صحابہ کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے اور یہ نہایت ثابت شدہ ترین اخبار اور صحیح ترین روائیت میں سے ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو روائیت کیا ہے اور سعد رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بہت طریقوں سے روایت ہوئی ہے جن کا ذکر ابن خیثمہ وغیرہ نے کیا ہے اور سعد کے سوا ابن عباس اور ابوسعید خدری اور ام سلمہ اور اسماء بنت عمیس اور جابر بن عبداللہ اور ایک جماعت نے روائیت کیا ہے جنکا ذکر باعث طول ہے۔

(۳) روی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ جماعۃ من الصحابۃ وھو من اثبت الاخبار واصحھا رواہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن ابی وقاص وابن عباس و ابوسعید الخدری وجابر بن عبداللہ وام سلمۃ واسماء بنت عمیس جماعۃ یطول ذکرھم (ذکرہ ابوالحجاج جمال الدین یوسف بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن الزکی المزی فی تہذیب الکمال) ابوالحجاج یوسف بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن الزکی المزی تہذیب الکمال فی اسماء الرجال میں لکھتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ کو صحابہ کی ایک جماعت نے روائیت کیا ہے اور یہ حدیث نہائیت ثابت شدہ معتبر احادیث میں سے ہے اور نہایت صحیح حدیث ہے اسکو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سعد بن ابی وقاص اور ابن عباس اور ابوسعید خدری اور جابر بن عبداللہ اور ام المومنین ام سلمہ اور اسماء بنت عمیس اور صحابہ کی ایک جماعت نے روائیت کیا ہے جن کا ذکر کرنا باعث طوالت ہے۔

(۴) قال الحافظ محمد بن یوسف الکنجی الشافعی فی کفایۃ الطالب ھذا حدیث متفق علی صحتہ رواہ الائمۃ الاعلام الحفاظ کابی عبداللہ محمد بن اسمٰعیل البخاری فی صحیحہ ومسلم بن الحجاج فی صحیحہ ابوداؤد فی سننہ وابوعیسیٰ الترمذی فی جامعہ وابوعبدالرحمن النسائی فی سننہ و ابن ماجۃ فی سننہ اتفق الجمیع علی صحتہ وصار ذلک اجماعا منھم قال الحاکم النیشاپوری ھذا حدیث دخل فی حد التواتر

حافظ محمد بن یوسف الکنجی الشافعی کفایۃ الطالب میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث ایسی ہے کہ جسکی صحت پر ائمہ اعلام اور حافظان حدیث نے اتفاق کیا ہے امام ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری نے صحیح بخاری میں اور مسلم نے صحیح مسلم میں اور ابوداؤد نے سنن میں اور ابوعیسیٰ ترمذی نے جامع الصحیح میں اور ابوعبدالرحمن النسائی نے سنن میں اور ابن ماجہ نے سنن میں روایت کیا ہے اور ان تمام ائمہ حدیث نے اس حدیث کی صحت پر اتفاق کیا ہے۔ اسلئے کہا جاسکتا ہے کہ اس حدیث کی صحت پر اجماع ہوگیا ہے حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ جیسے

مستدرک کا قول ہے کہ یہ حدیث حد تواتر کو پہنچ چکی ہے ؂

(۴) قال السیوطی فی الازھار المتناثرۃ فی الاحادیث المتواترۃ حدیث اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ اخرجہ احمد عن ابی سعید الخدری و اسماء بنت عمیس و الطبرانی عن ام سلمۃ و ابن عباس و حبشی ابن جنادۃ و ابن عمر و علی و جابر بن سمرۃ و البراء ابن عازب و زید ابن ارقم رضی اللہ عنھم و ھکذا ذکرہ المتقی فی منتخب قطف الازھار۔ وقال محمد صدر عالم فی المعارج العلی و ھذا حدیث متواتر عند السیوطی۔ حافظ جلال الدین ابی بکر السیوطی کتاب الازھار المتناثرہ فی الاحادیث المتواترہ میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ کو امام احمد بن حنبل نے ابو سعید خدری اور اسماء بنت عمیس سے اور طبرانی نے ام سلمہ اور ابن حبشی اور ابن عمر اور جابر بن ثمرہ اور براء ابن عازب اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے اور متقی رحمۃ اللہ علیہ نے منتخب قطف الازہار میں بھی اسی طرح سے ذکر کیا ہے اور محمد صدر عالم کتاب المعارج العلےٰ میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث سیوطی کے نزدیک متواتر ہے ؂

(۵) وقال مولانا شاہ ولی اللہ محدث الدھلوی فی ازالۃ الخفاء من المتواتر حدیث انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ رری ذالک عن سعد بن ابی وقاص و اسماء بنت عمیس و علی بن ابیطالب و عبد اللہ ابن عباس و غیرھم مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی ازالۃ الخفاء میں لکھتے ہیں کہ حدیث انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ متواترات میں سے ہے اس حدیث کو سعد بن ابی وقاص اور اسماء بنت عمیس اور علی بن ابیطالب اور عبد اللہ بن عباس وغیرہ نے روایت کیا ہے ؂

(۶) وقال شیخ الاسلام ابن تیمیۃ الحرانی فی المنھاج ان ھذا الحدیث صحیح بلا ریب ثبت فی الصحیحین و غیرھما شیخ الاسلام ابن تیمیہ الحرانی منہاج میں لکھتے ہیں کہ تحقیق یہ حدیث صحیح ہے بیشک صحیحین میں درج ہے ؂

اسمای مخرجین حدیث منزلت

اخرج البخاری و مسلم و الترمذی و النسائی (عن سعد بن ابی وقاص) و البزار (عن ابی سعید الخدری) و احمد (عن کلیھما) و العقیلی (عن ابن عباس) و الطبرانی (عن اسماء بنت عمیس و ام سلمۃ و حبشی ابن جنادۃ و ابن عمر و ابن عباس و جابر ابن سمرۃ و البراء ابن عازب و زید بن ارقم و مالک بن الحویرث) و الخطیب (عن عمر) رضی اللہ عنھم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ (مفتاح النجا لمیرزا محمد معتمد خان البدخشانی) یعنے امام بخاری اور مسلم اور ترمذی اور نسائی نے (سعد بن ابی وقاص سے) اور بزار نے (ابو سعید خدری) سے اور امام احمد بن حنبل نے (ان دونوں) سے اور عقیلی نے (ابن عباس) سے اور طبرانی نے (اسماء بنت عمیس اور ام سلمہ اور حبشی بن جنادہ اور ابن عمر اور ابن عباس اور جابر بن ثمرہ اور براء بن عازب اور زید بن ارقم اور مالک ابن الحویرث) سے اور خطیب بغدادی نے (عمر ابن الخطاب) سے روایت کیا ہے کہ تحقیق جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی سے ارشاد کیا کہ کیا تو راضی نہیں کہ تیرا مرتبہ مجھ سے ایسا ہو جیسے کہ ہارون علیہ السلام کا جناب موسیٰ علیہ السلام سے تھا ؂

اب ہم ان ائمہ حدیث کے نام کی فہرست سلسلہ وار دیتے ہیں جنہوں نے اس حدیث کی تخریج کی ہے

مختصر مشہور نام	پورا نام	مختصر مشہور نام	پورا نام
ابن اسحاق	محمد بن اسحاق صاحب سیرۃ		والملوک والتفسیر
ابو داؤد الطیالسی	محمد بن سلیمان بن داؤد الطیالسی صاحب مسند	ابو عوانہ	حافظ یعقوب بن اسحاق ابو عوانہ الاسفرائنی الشافعی صاحب صحیح تلمیذ مسلم
محمد بن کاتب الواقدی	محمد بن سعد بن منیع الزہری کاتب الواقدی صاحب الطبقات الکبیر	ابو الشیخ	ابو محمد بن عبداللہ بن جعفر بن حیان الاصبہانی المعروف بابی الشیخ
ابن ابی شیبہ	عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان العبسی صاحب مسند استاذ بخاری و مسلم	الطبرانی	حافظ ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی صاحب معاجم ثلاثہ
احمد	امام احمد بن حنبل صاحب مسند و مناقب	المخلص الذہبی	المخلص الذہبی
بخاری	امام ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل البخاری صاحب جامع الصحیح	ابو اللیث	حافظ ابو اللیث نصر بن محمد السمرقندی الحنفی
ابن عرفہ	حافظ ابو علی الحسن بن عرفہ بن بریدۃ العبدی	حاکم	ابو عبداللہ محمد عبداللہ المعروف بالحاکم النیسابوری صاحب المستدرک
مسلم	امام مسلم بن الحجاج القشیری صاحب جامع الصحیح		
ابن ماجہ	حافظ محمد بن یزید بن ماجہ القزوینی صاحب السنن	ابو سعد	ابو سعد عبدالملک ابن ابی عثمان محمد بن ابراہیم الخرگوشی صاحب شرف النبوۃ
ابن حبان	ابو حاتم محمد بن حبان التمیمی البستی صاحب الصحیح		
ترمذی	حافظ ابو عیسیٰ بن سورۃ الترمذی صاحب جامع الصحیح۔	ابو بکر الشیرازی	احمد بن عبدالرحمن ابو بکر الشیرازی صاحب کتاب الالقاب
		ابن مردویہ	ابو بکر احمد بن موسیٰ بن مردویہ الاصبہانی صاحب المناقب
عبداللہ بن احمد	حافظ عبداللہ بن احمد بن حنبل صاحب زوائد فی المسند	ابو نعیم	حافظ ابو نعیم احمد بن عبداللہ الاصبہانی صاحب حلیۃ الاولیاء و المعرفۃ
ابن ابی خیثمہ	حافظ احمد بن ابی خیثمہ زہیر ابن حرب		
بزاز	حافظ احمد بن عمر عبدالخالق البزار صاحب المسند تلمیذ بخاری	ابن السمان	حافظ اسمٰعیل بن علی بن الحسین بن زنجویہ المعروف بابن السمان الرازی۔
نسائی	حافظ ابو عبدالرحمان احمد بن شعیب النسائی صاحب السنن۔	التنوخی	حافظ ابی قاسم علی ابن الحسن بن علی التنوخی
		خطیب	حافظ ابو بکر احمد بن علی بن ثابت الخطیب البغدادی صاحب التاریخ
ابو یعلی	حافظ احمد بن علی ابو یعلی الموصلی صاحب المسند		
ابن جریر	حافظ محمد بن جریر الطبری صاحب تاریخ الرسل	ابن عبد البر	حافظ ابو عمر یوسف بن عبداللہ المعروف

مختصر مشہور نام	پورا نام
	بابن عبدالبر النمری القرطبی صاحب الاستیعاب
ابن المغازلی	حافظ ابوالحسن علی بن محمد طیب الجلابی المعروف بابن المغازلی الشافعی صاحب المناقب
الدیلمی	حافظ شیرویہ بن شہردار الدیلمی صاحب فردوس الاخبار
بغوی	امام محی السنہ حسین بن مسعود الفراء البغوی صاحب شرح السنۃ و مصابیح السنۃ
العبدری	حافظ زرین بن معاویۃ العبدری صاحب الجمع بین الصحاح الستہ
العاصمی	حافظ محمد احمد بن علی العاصمی صاحب زین الفتے
الملا	حافظ عمر بن محمد بن خضر الاردبیلی المعروف بالملا صاحب سیرۃ
ابن عساکر	حافظ ابوالقاسم علی بن الحسن بن ہبۃ اللہ المعروف بابن عساکر صاحب تاریخ
السلفی	حافظ ابوطاہر احمد بن محمد بن احمد بن ابراہیم السلفی الاصبہانی
الخوارزمی خطیب خوارزم	حافظ ابوالمؤید الموفق بن احمد بن محمد المکی الشہیر باخطب خوارزم
ابن اثیر	ابوالسعادات المبارک بن ابی المکرم محمد بن محمد عبدالکریم الشیبانی المعروف بابن الاثیر الجزری صاحب جامع الاصول
الصالحانی	حافظ سعدالدین ابوحامد محمود بن محمد بن حسین بن یحیےٰ الصالحانی
الرازی	امام فخرالدین الرازی صاحب تفسیر کبیر
ابن اثیر	ابوالحسن علی بن محمد بن عبدالکریم المعروف بابن الاثیر الجزری صاحب اسدالغابہ
البلنسی	ابوالربیع سلیمان بن سالم البلنسی

مختصر مشہور نام	پورا نام
ابن النجار	حافظ محمد بن محمود بن الحسن محب الدین ابو عبداللہ بن النجار صاحب تاریخ
ابن طلحہ	الشیخ کمال الدین ابوسالم محمد بن طلحہ القرشی الشافعی صاحب مطالب السؤل
سبط ابن الجوزی	حافظ شمس الدین ابوالمظفر یوسف بن قزعلی بن عبداللہ البغدادی سبط ابن الجوزی صاحب تذکرہ خواص الامۃ
ابو یوسف الکنجی	حافظ ابو عبداللہ محمد بن یوسف الکنجی الشافعی صاحب کفایۃ الطالب
نووی	امام یحییٰ بن شرف النووی شارح مسلم و صاحب تہذیب الاسماء واللغات
محب الطبری	حافظ ابوالعباس محب الدین احمد بن عبداللہ بن محمد المکی الشافعی الطبری صاحب الریاض النضرہ
الحموینی	الشیخ صدرالدین ابوالمجامع ابراہیم بن المؤید محمد بن عبداللہ بن علی الحموینی صاحب فرائد السمطین
ابن سیدالناس	محدث ابوالفتح محمد بن محمد المعروف بابن سیدالناس صاحب عیون الاثر
ابن قیم	حافظ شمس الدین محمد بن ابی بکر المعروف بابن قیم الجوزیہ الحنبلی صاحب زادالمعاد
عبداللہ یافعی	امام عبداللہ بن اسعد بن علی الیمنی الیافعی صاحب مراۃ الجنان۔
ابن کثیر	حافظ اسمعیل بن عمر الدمشقی المعروف بابن کثیر صاحب تاریخ۔
علاء الدولہ السمنانی	الشیخ احمد بن محمد بن احمد المقلب بعلاء الدولہ السمنانی صاحب العروۃ الوثقیٰ۔
الخطیب ولی الدین	الحافظ ولی الدین ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ

مختصر مشہور نام	پورا نام	مختصر مشہور نام	پورا نام
	الخطیب صاحب مشکوٰۃ المصابیح۔	جمال الدین محدث	الحافظ عطاء اللہ بن فضل اللہ المعروف بجمال الدین المحدث الشیرازی صاحب روضۃ الاحباب
المزی	الحافظ جمال الدین یوسف بن عبد الرحمٰن المزی الشافعی صاحب کتاب تحفۃ الاشراف	المناوی	الشیخ محمد بن عبد الرؤف بن تاج العارفین المناوی صاحب کتاب التیسیر فی شرح جامع الصغیر
لزرندی	الحافظ محمد یوسف الزرندی صاحب نظم درر السمطین	عیدروس	الشیخ عبد اللہ بن عیدروس صاحب کتاب عقد نبوی و سر مصطفوی
سید علی الہمدانی	العارف الربانی السید علی ہمدانی صاحب مودۃ القربیٰ	ابن باکثیر	الشیخ احمد بن الفضل بن محمد باکثیر المکی صاحب کتاب وسیلۃ المآل۔
ابن شحنہ	حافظ محمد بن محمد محمود محب الدین ابو الولید الحلبی المعروف بابن شحنہ صاحب روض المناظر فی علم الاوائل والاواخر۔	محبوب عالم	المولوی محمد صفی الدین جعفر الملقب بمحبوب عالم
عبد الرحیم العراقی	الحافظ ابو زرعہ محمد بن عبد الرحیم العراقی صاحب الفیتہ الحدیث وشرح التقریب	البدخشی	میرزا محمد معتمد خاں البدخشانی صاحب نزل الابرار۔
الدولتابادی	ملک العلماء قاضی شہاب الدین بن شمس الدین الزاولی ثم الدولتابادی صاحب	شاہ ولی اللہ محدث الدہلوی	مولانا شاہ ولی اللہ احمد بن عبد الرحیم المحدث الدہلوی صاحب ازالۃ الخفاء
ابن حجر العسقلانی	الحافظ احمد بن علی بن محمد المعروف بابن حجر العسقلانی صاحب تہذیب التہذیب	العجیلی	الشیخ احمد بن عبد القادر العجیلی صاحب کتاب ذخیرۃ المآل۔
ابن الصباغ	الحافظ نور الدین علی بن محمد المعروف ابن الصباغ المالکی المکی صاحب فصول مہمہ	رشید الدین خان	المولوی رشید الدین خان الدہلوی تلمیذ شاہ عبد العزیز صاحب
السیوطی	الحافظ جلال الدین ابی بکر عبد الرحمٰن السیوطی القاہری حسین بن محمد بن الحسن الدیار بکری صاحب تاریخ خمیس	شیخ احمد دحلان	محدث الحرم الشیخ احمد بن زینی بن احمد دحلان الشافعی صاحب سیرۃ النبوۃ
ابن حجر مکی	الحافظ احمد بن محمد بن علی بن حجر الہیتمی المکی صاحب صواعق محرقہ	الشبلنجی	السید محمد مومن بن حسن الشبلنجی صاحب کتاب نور الابصار
المتقی	الحافظ علی ابن حسام الدین المتقی صاحب کنز العمال		

اس حدیث کے بعض طرق کا بیان

(۱) عن سعد بن مالک قال خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابی طالب غزوۃ تبوک فقال یا رسول اللہ تخلفنی فی النساء والصبیان فقال اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الا انہ لا نبوۃ بعدی (اخرجہ احمد فی المسند والبخاری ومسلم والترمذی وابو داؤد الطیالسی فی مسندہ والنسائی فی الخصائص وابن عرفۃ محمد بن سعد کاتب الواقدی فی طبقات الکبیر وابو نعیم فی

فضائل الصحابة والطبرانی فی المعجم الصغیر والبغوی فی مصابیح السنة وابن المغازلی فی المناقب
وابن الاثیر الجزری فی جامع الاصول والنووی فی تہذیب الاسماء عن سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک میں جناب امیر کو اپنے پیچھے چھوڑنا چاہا۔ جناب
امیر نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھ کو عورتوں اور لڑکوں میں چھوڑنا چاہتے ہیں حضرتؐ نے ارشاد کیا کیا
تو راضی نہیں کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے لیکن نبوت میرے بعد نہیں ہے ٭

(۲۳) عن سعد بن ابی وقاص ان معاویة امره فقال له ما منعک ان تسب ابا تراب فقال اما ذکرت ثلثا
قالهن رسول الله صلی الله علیه وسلم فلن اسبه لان یکون لی واحدة منهن احب الی من حمر النعم سمعت
رسول الله صلی الله علیه وسلم وخلفه فی بعض مغازیه فقال له علی یا رسول الله خلفتنی مع النساء
والصبیان فقال له رسول الله صلی الله علیه وسلم اما ترضی ان تکون منی بمنزلة هارون من موسیٰ
الا انه لا نبی بعدی وسمعته یقول یوم خیبر لاعطین الرایة غدا رجلا یحب الله ورسوله فتطاولنا
فقال ادعوا علیا فاتی به ارمد فبصق فی عینیه ودفع الرایة الیه ففتح الله علیه ولما نزلت هذه الآیة
ندع ابنائنا وابنائکم ونسائنا ونسائکم وانفسنا وانفسکم فدعا رسول الله صلی الله علیه وسلم علیا وفاطمة
وحسنا وحسینا فقال اللهم هؤلاء اهل بیتی (اخرجه احمد ومسلم والترمذی والنسائی) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ معاویہ نے ان سے کہا کہ آپ ابوتراب پر سب کیوں نہیں کرتے سعد نے کہا کیا تم نے ان تین باتوں کا
ذکر نہیں کیا جن کو جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ میں ہرگز انکو سب نہیں کرسکتا کیونکہ
ان میں سے اگر ایک بات بھی مجھے حاصل ہوتی ہو تو میرے نزدیک سرخ پشم والے اونٹوں سے بہتر تھی۔ میں نے
جناب سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے درآنحالیکہ آپ نے ان کو بعض غزوات میں اپنے پیچھے چھوڑا تھا
حضرتؐ سے جناب علی نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے عورتوں اور لڑکوں میں چھوڑے جاتے ہیں حضرتؐ
نے فرمایا کیا تو راضی نہیں کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے لیکن میرے بعد نبی نہیں ہے۔ اور میں نے خیبر کے
روز حضرتؐ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کل ہم اپنا علم ایسے شخص کو دیں گے۔ کہ وہ اللہ اور اللہ کے رسول سے
محبت رکھتا ہے۔ اور اللہ اور اللہ کا رسول اسے پیار کرتے ہیں۔ سعد کہتے ہیں پس ہم نے گردن اٹھا کر دیکھا۔
اور حضرتؐ نے کہا علی کہاں ہے اس کو میرے پاس لے آؤ جب وہ حاضر ہوئے انکی آنکھوں میں آشوب تھا۔
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا۔ اور علم ان کے حوالے کیا اور خدا نے ان کو فتح
دی اور جب یہ آیت نازل ہوئی کہ کہدے کہ اے محمد جھگڑنے والوں سے آؤ بلاویں ہم اپنے بیٹوں اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور
تمہاری عورتیں اور اپنی جان اور تمہاری جان کو حضرتؐ نے جناب علی اور فاطمہ اور حسنین کو بلا بھیجا۔ اور دعا کی کہ الٰہی
میرے پروردگار یہ میرے اہل بیت ہیں ٭

(۲۴) عن محمد بن المنکدر قال سعید بن المسیب اخبرنی ابراهیم بن سعد انه سمع اباه
یقول قال النبی صلی الله علیه وسلم لعلی اما ترضی ان تکون منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا
انه لا نبوة بعدی قال سعید فلم ارض حتی اتیت سعدا فقلت شیئ حدثنا به ابنک قال وما

یا ابن اخی فقلت هل سمعت من النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لعلی کذا وکذا قال نعم واشار الی اذنیه وقال سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والا فصمتا (اخرجه النسائی فی الخصائص) محمد بن المنکدر بن المسیب سے ناقل ہے کہ مجھ سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد سے سنا ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم جناب علیؑ سے فرماتے تھے کہ کیا تو راضی نہیں کہ تیری منزلت مجھ سے ایسی ہو جیسیکہ ہارون کی موسیٰ سے لیکن نبوت میرے بعد نہیں ہے سعید بن المسیب کہنے لگے مجھے ابراہیم کے کہنے پر اطمینان نہ ہوا اور خود جاکر سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تیرے بیٹے نے ایک بات بیان کی ہے۔ سعد نے کہا وہ کیا بات ہے میں نے کہا کیا تم نے سنا ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علیؑ کے حق میں اسطرح سے ارشاد کیا ہے۔ سعد اپنے کانوں کیطرف اشارہ کرکے کہنے لگے۔ میں نے ان سے یہ حدیث حضرتؐ کو فرماتے ہوئے سنا ہے ورنہ یہ دونوں بہرے ہوجائیں +

(۴) **عن** ابی سعید قال غزا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوة تبوک وخلف فی اهله علیا فقال بعضهم ما منعه ان یخرج به الا انه کره صحبته فبلغ ذلک علیا فذکره النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا ابن ابی طالب اما ترضی ان تنزل منی بمنزلة هارون من موسیٰ (اخرجه محمد بن سعد کاتب الواقدی فی کتاب الطبقات الکبیر وابونعیم فی حلیة الاولیاء) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیرؑ کو مدینہ میں چھوڑ کر غزوۂ تبوک کو تشریف لیچلے بعض لوگ کہنے لگے حضرتؐ انکی صحبت سے کراہت کرتے تھے۔ اسلئے انکو چھوڑ چلے ہیں جناب امیرؑ نے سنکر اس بات کو حضرتؐ سے بیان کیا حضرتؐ نے فرمایا اے ابن ابیطالب کیا تو راضی نہیں کہ تیرا مرتبہ مجھ سے ایسا ہو جیسیکہ ہارونؑ کا موسیٰ سے

(۵) **عن** البراء بن عازب وزید بن ارقم رضی اللہ عنهما قال لما کان عند غزوة جیش العشیرة وهی تبوک قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انه لا بد من ان اقیم او تقیم فخلفه فلما فصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غازیا قال ناس ما خلفه الا بشیء کرهه منه فبلغ ذلک علیا فاتبع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی انتهی الیه فقال ما جاء بک یا علی قال یا رسول اللہ الا انی سمعت ناسا یزعمون انک انما خلفتنی لشیء کرهته منی فتضاحک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال یا علی اما ترضی ان تکون منی بمنزلة هارون من موسیٰ غیر انک لست بنبی قال بلی یا رسول اللہ قال فانه کذلک (اخرجه محمد بن سعد کاتب الواقدی فی کتاب الطبقات الکبیر) براء بن عازب اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ جب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ جیش العشیرہ کو جسے تبوک بھی کہتے ہیں تشریف لے چلے جناب امیرؑ سے ارشاد کیا کہ یا ہم یہاں ٹھیریں یا تم ٹھیرو پس حضرتؐ انکو پیچھے چھوڑ گئے۔ جب حضرتؐ وہاں سے تشریف لیگئے بعض لوگ کہنے لگے حضرتؐ کو کوئی بات انکی بری معلوم ہوئی ہے جس کی وجہ سے انکو پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔ جب جناب امیرؑ نے یہ بات سنی حضرتؐ کے پیچھے ہو لئے یہانتک کہ حضورؐ کو جا لیے حضرتؐ نے فرمایا یا علی تم کیوں آئے ہو عرض کیا یا رسول اللہ میں نے لوگوں کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ آپکو میری کوئی بات بری معلوم ہوئی ہے جسکی وجہ سے آپ مجھے چھوڑ کر تشریف لیچلے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ

ہنسکر فرمانے لگے کیا تو راضی نہیں کہ تیرا مرتبہ مجھ سے ایسا ہو جیسکہ ہارون کا موسیٰؑ سے۔ مگر یہ کہ تو نبی نہیں حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس یہ ایسی ہی بات ہے ✣

(۶) عن علیؑ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خلفتك لان تكون خليفتي قلت أتخلف عنك يا رسول الله قال الا ترضى ان تكون مني بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبي بعدي (اخرجه الطبرانی فی الاوسط والمتقی فی کنز العمال) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تجھے اسلئے اپنے پیچھے چھوڑا ہے تاکہ تو ہمارا خلیفہ ہو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں آپکے پیچھے رہونگا حضرت نے فرمایا کیا تو راضی نہیں ہے کہ تیرا مرتبہ ایسا ہو جیسکہ ہارون کا موسیٰ سے مگر نبی میرے بعد نہیں ہے ✣

(۷) عن جابر قال غزا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لعلی اخلفنی فی اهلی فقال یا رسول الله یقول الناس خذل ابن عمه فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم اما ترضى ان تكون مني بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبي بعدي (اخرجه ابن المغازلی فی المناقب) جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب امیرؑ سے ارشاد کیا کہ تم میرے اہل کیساتھ میرے پیچھے ٹھہرو جناب امیرؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرتؐ نے اپنے ابن عم کو چھوڑ دیا ہے حضرتؐ نے فرمایا کیا تو راضی نہیں ہے کہ تیرا مرتبہ مجھ سے ایسا ہو جیسکہ ہارون کا موسیٰؑ سے لیکن نبی میرے بعد نہیں ہے ✣

(۸) عن علی ان رسول الله صلی الله علیه وسلم لما اراد ان يغزو غزاة له قد عا جعفرا وامره ان يتخلف على المدينة فقال لا اتخلف بعدك ابدا فدعاني رسول الله صلی الله علیه وسلم فعزم علي لما تخلفت قبل ان اتكلم قال فبكيت فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما يبكيك يا علي قلت يا رسول الله خصال غير واحد تقول قريش ما اسرع ما تخلف عن ابن عمه وخذله ويبكيني خصلة اخرى كنت اريد ان اتعرض للجهاد في سبيل الله فكنت اريد ان اتعرض للاجر ويبكيني خصلة اخرى كنت اريد ان اتعرض بفضل الله فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم اما قولك تقول قريش ما اسرع ما تخلف عن ابن عمه وخذله فان لك بي اسوة قد قالوا ساحر وكاهن وكذاب واما قولك اتعرض للاجر اما ترضى ان تكون مني بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبي بعدي واما قولك اتعرض بفضل الله هذا ابهار من فلفل جاءنا من اليمن فبعه واستمتع به انت وفاطمة حتى ياتيكم الله من فضله فان المدينة لا تصلح الا بي او بك (اخرجه الحاكم فی المستدرك وقال هذا حديث صحيح الاسناد والبزار وابو بكر العاقولی فی فوائده وابن مردويه وابراهيم بن عبد الله الوصابی اليمنی فی الاكتفاء فی فضائل الاربعة الخلفاء) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غزا کرنیکا ارادہ کیا۔ تو جعفر کو بلاکر مدینہ منورہ میں پیچھے رہنے کا حکم دیا جعفر نے عرض کیا میں کبھی حضور کے پیچھے نہیں رہونگا۔ پھر حضرتؐ نے مجھے بلایا اور پیشتر اس کے کہ میں کچھ بولوں حضرتؐ نے مجھے قسم دیکر اپنے پیچھے رہنے کی بابت ارشاد کیا۔ پس میں رونے لگا حضرتؐ نے فرمایا تم کیوں روتے ہو عرض کیا ایک بات نہیں جسکے لئے روتا ہوں بلکہ قریش کے لوگ کہیں گے حضرتؐ نے اپنے ابن عم سے کس قدر جلدی بیزار ہو کر اس کو چھوڑ دیا۔ دوسرا اسلئے

روتا ہوں کہ میرا ارادہ فی سبیل اللہ جہاد کرنے کا تھا میں چاہتا تھا کہ مجھے اجر حاصل ہو اور اس وجہ سے بھی روتا ہوں کہ میری خواہش تھی کہ خدا کی مہربانی سے مجھے غنیمت میں سے حصہ ملیگا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا یہ جو تم کہتے ہو کہ قریش یہ کہیں گے کہ حضرت اپنے ابن عم سے کس قدر جلدی بیزار ہو کر اس کو چھوڑ گئے ہیں پس اس میں تیرے لئے آپ میری سنت مقتدا ہے کہ مجھے لوگ ساحر اور کاذب کہتے ہیں اور یہ جو تم کہتے ہو کہ میں اجر کے ملنے کی آرزو رکھتا ہوں میں کیا تو راضی نہیں کہ تیری منزلت مجھ سے ایسی ہو جیسے ہارون کی موسیٰ سے مگر نبی میرے بعد نہیں ہے - اور جو تم کہتے ہو کہ مجھے خدا کی مہربانی سے غنیمت سے حصہ ملتا پس یہ سیاہ مرچیں کے بوجھ جو ہمارے پاس یمن سے آئے ہیں تم ان کو بیچو اور فاطمہ اور تم اس سے فائدہ اٹھاؤ جہاں تک کہ خدا کی مہربانی سے تمہیں غنیمت سے حصے ملے کیونکہ مدینہ میرے یا تیرے سوا ٹھیک نہیں رہ سکتا۔

(۹) **عن** ابن مسعود رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی وخلفہ فی اھلہ (اخرجہ ابن المغازلی فی المناقب) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؑ سے ارشاد کیا تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے مگر نبی میرے بعد نہیں پھر آپ نے اُن کو اپنے اہل میں اپنا خلیفہ بنا کر پیچھے چھوڑا۔

(۱۰) **عن** انس بن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی (اخرجہ ابن المغازلی) انس ابن مالک سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیرؑ کو فرمایا کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے لیکن نبی میرے بعد نہیں ہے۔

(**تنبیہ**) جس قدر احادیث کہ صدر میں لکھی گئی ہیں وہ سب موقعہ تبوک کے متعلق ہیں لیکن تفحص سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرتؐ نے اس حدیث کو موقعہ تبوک کے سوا اور چند مواقع میں بھی ارشاد کیا ہے۔ چنانچہ امام جعفر الصادق علیہ السلام روایت کرتے ہیں **عن** جعفر الصادق عن آبائہ علیہم السلام قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی فی عشرۃ مواضع انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ (اخرجہ السید علی الھمدانی فی المودۃ القربیٰ) یعنی امام بحق ناطق جعفر صادق علیہ السلام اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام سے دس مقام پر یوں ارشاد کیا ہے کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے از انجملہ چند مقام درج ذیل ہیں۔

(**الف**) موقع ولادت حسنین علیہما السلام۔

(۱) **عن** جابر بن عبد اللہ قال لما ولدت فاطمۃ الحسن قالت لعلی سمہ فقال ما کنت لاسبق باسمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم اخبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما کنت لاسبق باسمہ ربی عزوجل فاوحی اللہ عزوجل الی جبرئیل انہ قد ولد لمحمد ولد فاھبط وھنہ وقل لہ ان علیا منک بمنزلۃ ھارون من موسیٰ فسمہ باسم ابن ھارون فھبط جبرائیل فھناہ من اللہ عزوجل ثم قال ان اللہ تعالیٰ جل ذکرہ امرک ان تسمیہ باسم ابن ھارون فقال وما کان اسمہ قال شبر فقال صلی اللہ علیہ وسلم لسانی عربی فقال فسمہ الحسن (اخرجہ الملا فی کتابہ وسیلۃ المتعبدین فی مناقب سید المرسلین) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں

کہ جب جناب حسنؑ پیدا ہوئے جناب سیدہ نے حضرت علیؑ سے کہا ان کا نام رکھو جناب علیؑ نے فرمایا میں اس کے نام رکھنے میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر سبقت نہیں کر سکتا پھر جا کر حضرتؐ کی خدمت میں عرض کیا حضرتؐ نے فرمایا میں اسکے نام رکھنے میں اپنے پروردگار پر سبقت نہیں کر سکتا پس پروردگار نے جناب جبرائیل علیہ السلام کو فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں لڑکا ہوا ہے انکو جا کر تہنیت دو اور کہو یہ تحقیق علیؓ تم سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے پس اس کے بیٹے کا نام ہارون کے بیٹے کے نام پر رکھو۔ پس جبریل علیہ السلام نے نازل ہو کر رسم مبارک باد ادا کی اور کہا کہ پروردگار فرماتا ہے کہ آپ اس کا نام ہارون کے بیٹے کے نام پر رکھیں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ہارون کے بیٹے کا کیا نام تھا جبریل نے کہا شبیر حضرتؐ نے فرمایا میری زبان عربی ہے جبریل نے کہا پس آپ اس کا نام حسن رکھیں ؎

(ب) موقع انسداد ابواب از مسجد

(۱) **عن** ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلي ان موسى سأل ربه ان يطهر مسجده لهارون وذريته واني سألت الله ان يطهر مسجدي لك ولذريتك من بعدك ثم ارسل الى ابي بكر ان سد بابك فاسترجع وقال سمعا وطاعة فسد بابه ثم ارسل الى عمر كذلك ثم صعد المنبر فقال ما انا سددت ابوابكم ولا فتحت باب علي ولكن الله سد ابوابكم وفتح باب علي (اخرجه ابو نعيم في الحلية) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؑ سے ارشاد کیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پروردگار سے دعا کی تھی کہ انکی مسجد کو ہارون اور اسکی ذریت کیلئے پاک کرے اور میں نے خدا سے دعا کی ہے کہ میری مسجد کو تیرے اور تیری اولاد کیلئے میرے بعد پاک کرے۔ پھر حضرتؐ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہلا بھیجا کہ اپنا دروازہ بند کر دو اور لوٹ جاؤ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بسر و چشم کہکر دروازہ بند کر دیا پھر حضرتؐ نے عمرؓ کی طرف بھی ایسا ہی کہلا بھیجا پھر منبر پر چڑھکر فرمایا نہ میں نے تمہارے دروازے بند کئے ہیں اور نہ علیؓ کا دروازہ کھولا ہے بلکہ خدا تعالے نے تمہارے دروازے بند کئے اور جناب علی علیہ السلام کا دروازہ کھولا ہے ؎

(۲) **عن** جابر بن عبد الله انه قال جاءنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ونحن مضطجعون في المسجد وفي يده عسيب رطب قال اترقدون في المسجد اجفلنا واجفل علي معنا فقال النبي صلى الله عليه وسلم تعالى يا علي انه يحل لك في المسجد ما يحل لي الا ترضى ان تكون مني بمنزلة هارون من موسى الا النبوة والذي نفسي بيده انك لذائد عن حوضي يوم القيامة تذود عنه رجالا كما يذاد البعير الضال عن الماء بعصا لك من عوسج كاني انظر الى مقامك من حوضي (اخرجه الخوارزمي في المناقب) جابر ابن عبداللہ کہتے ہیں ہم مسجد میں سو رہے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے انکے ہاتھ میں کھجور کی چھڑی تھی فرمانے لگے کیا تم مسجد میں اونگھ رہے ہو ہم اٹھکر بھاگے اور علیؓ بھی ہمارے ساتھ بھاگے حضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ ادھر آؤ تجھے مسجد میں وہ امر جائز ہے جو مجھکو جائز ہے کیا تو راضی نہیں کہ تیری منزلت مجھ سے ایسی ہے جیسے کہ ہارون کی موسیٰ سے سوا نبوت کے قسم اُس ذات کی جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ تو میرے حوض سے لوگوں کو اس طرح سے ہانکے گا جس طرح سے بھٹکا ہوا اونٹ پانی سے ہنکایا جاتا ہے تیرے ہاتھ میں عوسج کا عصا ہوگا میری آنکھوں میں پھر رہا ہے تیرا مقام میرے حوض سے ؎

(ج) موقع عقد مواخات۔

(۱) عن زید بن ابی اوفی قال لما اٰخیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین اصحابہ فقال علی لقد ذھب روحی وانقطع ظھری حین رأیتک فعلت باصحابک ما فعلت غیری فان کان ھذا من سخط علیّ فلک العتبی والکرامۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی بعثنی بالحق ما اخرتک الا لنفسی وانت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ غیر انہ لا نبی بعدی وانت اخی ووارثی قال وما ارث منک یا رسول اللہ قال ما ورث الانبیاء من قبلی قال وما ورث الانبیاء من قبلک قال کتاب اللہ وسنۃ نبیھم وانت معی فی قصری فی الجنۃ مع فاطمۃ ابنتی وانت اخی ورفیقی (اخرجہ احمد والمقتل والمنقی فی کنز الاعمال والخطیب وابو الشفیع والصالحانی والزرندی) زید بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے درمیان بھیا چارہ بنایا علیؓ کہنے لگے میری جان نکل گئی اور پیٹھ ٹوٹ گئی جب میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ میرے سوا اپنے اصحاب میں رشتہ اخوت قائم کر رہے ہیں اگر یہ امر میری کسی آپکی ناراضگی کی وجہ سے تو اچھا جیسے آپکی رضا ہے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی کہ جس نے مجھے حق کیساتھ مبعوث کیا ہے میں نے تجھے پیچھے چھوڑا تھا مگر خاص اپنی ذات کیلئے اور تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے مگر نبی میرے بعد نہیں تو میرا بھائی اور وارث ہے جناب علیؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں حضور سے کیا ورثہ حاصل کرونگا حضرتؐ نے ارشاد کیا مجھ سے پہلے انبیاء نے جو ورثہ پایا ہے جناب علیؓ نے عرض کیا آپ سے پہلے انبیاء نے کیا ورثہ پایا ہے فرمایا خدا کی کتاب اور نبی کی سنت اور تو جنت میں میرے ساتھ میرے قصر میں میری فاطمہ کی معیت میں ہوگا اور تو میرا بھائی اور رفیق ہے۔

(د) موقع فتح خیبر۔

عن جابر بن عبد اللہ قال قدم علی بن ابی طالب بفتح خیبر قال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لولا ان تقول فیک طائفۃ من امتی ما قالت النصاریٰ فی عیسیٰ ابن مریم لقلت فیک مقالا لا تمر علی ملاء من المسلمین الا اخذوا التراب من تحت رجلیک وفضل طھورک یستشفون بھما ولکن حسبک ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ غیر انہ لا نبی بعدی وانت تبری ذمتی وتستر عورتی وتقاتل علی سنتی وانت غدا فی الاخرۃ اقرب الخلق منی وانت علی الحوض خلیفتی وانت شیعتک علی منابر من نور مبیضۃ وجوھھم حولی اشفع لھم ویکونون فی الجنۃ جیرانی لان حربک حربی وسلمک سلمی وسریرتک سریرتی وان ولدک ولدی وانت تقضی دینی وانت تنجز عدتی وان الحق علی لسانک وفی قلبک ومعک وبین یدیک ونصب عینیک الایمان مخالط لحمک ودمک کما خالط لحمی ودمی لا یرد علی الحوض مبغض لک ولیغیب عنہ محب لک فخر علی ساجدا وقال الحمد للہ الذی منّ علی بالاسلام وعلمنی القراٰن وحببنی الی خیر البریۃ واعز الخلیقۃ واکرم اھل السموات والارض علی ربہ خاتم النبیین وسید المرسلین وصفوۃ اللہ فی جمیع الاولین والاخرین احسانا من اللہ وتفضلا منہ علیّ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لولا انت یا علی ما عرف المؤمنون من بعدی لقد جعل اللہ عزوجل نسل کل نبی من صلبہ وجعل نسلی من صلبک یا علی انت اعز الخلق واکرمھم علیّ واعزھم عندی ومحبک اکرم من یرد علی الحوض من امتی (اخرجہ ابن المغازلی فی المناقب والخوارزمی عن علی والملا فی وسیلۃ المتعبدین عن محمد بن یوسف الکنجی فی

فی کفایۃ الطالب وابراہیم بن عبد اللہ الیمنی الوصابی الشافعی فی الاکتفا فی فضایل الاربعۃ الخلفاء وابن اسبوع الاندلسی فی کتاب الشفاء وابو سعد فی شرف النبوۃ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جناب علی خیبر کی فتح سے واپس تشریف لائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے ارشاد کیا کہ اگر میری اُمت تیرے حق میں وہی بات نہ کہنے لگ جائیں جو عیسے علیہ السلام کے حق میں نصاری کہہ رہے ہیں تو میں تیری نسبت ایسی بات بیان کرتا کہ نہ گذرتا تو مسلمانوں کے کسی مجمع پر مگر کہ تیرے پاؤں کی مٹی اُٹھا لیتے اور تیرے وضو کی پانی کو لیکر اس سے شفا چاہتے لیکن تیرے حق میں اتنی بات ہی کافی ہے کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسی سے سوا اس کے کہ نبی میرے بعد نہیں ہے۔ تو میری ذمہ واری کو پورا کریگا۔ اور میرے ننگاپن کو ڈھانپے گا۔ اور میری سنت پر لوگوں سے لڑیگا۔ اور تو کل قیامت میں سب خلقت سے میرے نزدیک ہوگا۔ اور تو حوض پر میرا خلیفہ ہوگا۔ اور تیرے شیعہ نور کے منبروں پر سفید مونہہ والے مجھے گھیرے ہوئے ہونگے میں اُنکی شفاعت کرونگا۔ وہ جنت میں میرے ہمسایہ ہونگے کیونکہ تیرے ساتھ لڑنا میرے ساتھ لڑنا ہے۔ اور تیرے ساتھ صلح کرنا میرے ساتھ صلح کرنا ہے اور تیرا راز میرا راز ہے اور تیری اولاد میری اولاد ہے۔ تو قرض کو ادا کریگا اور میرے وعدوں کو پورا کریگا حق تیری زبان اور تیرے دل میں اور تیرے ساتھ اور تیرے سامنے اور تیری آنکھوں کے آگے ہے۔ ایمان تیرے گوشت اور خون میں ایسا ملا ہوا ہے۔ جیسکہ میرے گوشت اور خون میں ملا ہوا ہے۔ حوض پر تیرا دشمن وارد نہیں ہوگا۔ اور تیرا محب اُس سے غائب نہیں ہوگا جناب امیر سجدہ میں گر گئے اور کہنے لگے شکر ہے۔ اُس ذات کا جس نے مجھ پر اسلام سے احسان رکھا ہے اور قرآن مجھ کو سکھایا ہے۔ اور مجھ کو تمام خلائق کے بہتر اور تمام مخلوق سے زیادہ عزت والے اور سب باشندگان آسمان وزمین سے خدا کے نزدیک زیادہ بزرگی والے خاتم پیغمبران اور سید مرسلان برگزیدہ اولین اور آخرین کا دوست بنایا ہے خدا کا نہایت احسان اور فضل ہے مجھ پر پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یا علی تو نہ ہوتا تو مومنوں کی شناخت نہ ہوسکتی بتحقیق خدا تعالے نے ہر ایک نبی کی نسل اسکی صلب سے بڑھائی ہے۔ اور میری نسل تیری صلب سے بڑھائی ہے پس تو میرے پاس سب خلقت سے بزرگ تر اور عزیز تر ہے تیرا محب سب اُمت سے جو حوض پر میرے پاس آنے والے ہیں بزرگ تر ہے ؛

(۵) موقع عطائے خاتم در نماز۔

(۱) عن عبایہ بن الربعی قال بینا عبد اللہ بن عباس جالس شفیر زمزم یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اقبل رجل معتم بعمامۃ فجعل ابن عباس لا یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا والرجل یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابن عباس سالتک باللہ من انت قال فکشف العمامۃ عن وجہہ قال ایہا الناس من عرفنی فقد عرفنی ومن لم یعرفنی فانا جندب بن جنادۃ البدری ابوذر الغفاری سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بہاتین والا فصمتا ورأیتہ بہاتین والا فعمیتا یقول علی قائد البررۃ وقاتل الفجرۃ منصور من نصرہ مخذول من خذلہ اما انی صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما من الایام صلوۃ الظہر فسال سائل فی المسجد فلم یعطہ احد شیئا فرفع السائل یدہ الی السماء قال اللہم اشہد انی سالت فی مسجد نبیک فلم یعطنی احد شیئا فکان علی راکعا فاوی الیہ بخنصرہ الیمنی وکان یختتم فیہا فاقبل السائل حتی اخذ الخاتم من خنصرہ

وذلک بعین النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو یصلی فلما فرغ النبی صلی اللہ علیہ وسلم من صلوتہ رفع رأسہ الی السماء وقال اللھم ان اخی موسیٰ سالک فقال رب اشرح لی صدری ویسرلی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی واجعل لی وزیرا من اھلی ھارون اخی اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری فانزلت علیہ قرانا ناطقا سنشد عضدک باخیک ونجعل لکما سلطانا فلا یصلون الیکما اللھم فانا محمد نبیک وصفیک اللھم فاشرح لی صدری ویسرلی امری واجعل لی وزیرا من اھلی علیا اخی اشدد بہ ازری قال ابوذر فما استتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعاءہ حتی نزل علیہ جبریل من عند اللہ فقال یا محمد اقرأ فقال ما اقرأ قال اقرأ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون (اخرجہ الثعلبی فی تفسیرہ المسمی بکشف البیان فی تفسیر القرآن وقال لان محمد بن طلحۃ الشافعی فی مطالب السئول وسبط ابن الجوزی فی تذکرۃ خواص الائمۃ ومحمد بن الزرندی فی نظم درر السمطین وابن الصباغ المالکی فی الفصول المھمہ والامام فخر الدین رازی فی تفسیر الکبیر) عبایہ بن الربعی سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ابن عباس رضی اللہ عنہ چاہ زمزم کے کنارے بیٹھے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بیان کر رہے تھے کہ اتنے میں ایک آدمی عمامہ پوش آنکلا ابن عباس حدیث کی بیان کرنے سے رک گئے وہ شخص حدیث بیان کرنے لگا ابن عباس کہنے لگے اے شخص میں تجھے خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں سچ بتا تو کون ہے۔ اُس نے اپنا چہرہ کھولدیا اور کہنے لگا جس نے مجھے پہچانا ہو اور جس نے نہ پہچانا ہو وہ پہچان لے کہ میں جندب بن جنادۃ البدری ابوذر غفاری ہوں۔ میں نے آنحضرت سے ان اپنے دونوں کانوں کیساتھ سُنا ہے ورنہ یہ دونوں بہرے ہوجائیں اور ان دونوں آنکھوں سے دیکھا ہے ورنہ دونوں اندھی ہوجائیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جناب علیؑ کی شان میں فرماتے تھے۔ وہ نکوکاروں کا پیشوا اور بدکاروں کا قاتل ہے فتحمند ہوا جس نے اُسکی مدد کی اور چھوڑا گیا وہ شخص جس نے اُس کو چھوڑا میں ایک روز جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں ظہر کی نماز پڑھ رہا تھا۔ ایک سائل نے مسجد میں آکر سوال کیا کسی نے اُسے کچھ نہ دیا۔ سائل آسمان کیطرف ہاتھ اُٹھا کر کہنے لگا اے خدا گواہ رہیو میں نے تیرے رسول کی مسجد میں سوال کیا تھا مجھے کسی نے کچھ نہیں دیا۔ جناب امیرؑ رکوع میں تھے۔ سائل کیطرف آپ نے داہنے ہاتھ کی چھنگلی سے اشارہ کیا اُسمیں انگوٹھی تھی سائل نے بڑھکر اُتار لی۔ یہ سارا ماجرا حضرت کے سامنے ہوا۔ حضرت نماز سے فارغ ہوکر دعا کرنے لگے الٰہی میرے بھائی موسیٰ نے تجھ سے استدعا کی تھی کہ اے میرے پروردگار میرے سینہ کو کھول اور میرے کام کو آسان بنا میری زبان کی گرہ کو وا کرتا کہ میری باتیں لوگ سمجھ سکیں اور میرے گھر کے لوگوں سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنا اسکی وجہ سے میری پشت کو قوی کر اور اس کو میرے کام میں میرا شریک بنا پس الٰہی تو نے اپنا بولتا ہوا قرآن اسپر نازل کیا کہ ہم تیرے بھائی کی وجہ سے تیری بازو قوی کریں گے اور تم دونوں کو غالب بنائیں گے۔ کہ وہ لوگ تم تک نہیں پہونچ سکیں گے۔ الٰہی میں محمد تیرا نبی اور تیرا برگزیدہ ہوں۔ الٰہی پس میرے بھی سینہ کو کھول اور میرے کام کو آسان بنا اور میرے گھر والوں میں سے علیؑ کو میرا وزیر بنا۔ اور اسکی وجہ سے میری پشت کو قوی کر۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابھی حضرت نے اپنی دعا کو ختم نہیں کیا تھا کہ جبریل علیہ السلام خدا کے پاس سے تشریف لائے کہنے لگے اے محمد پڑھ حضرت نے

کیا پڑھوں جبریل نے کہا پڑھ بیجئے اسکے نہیں کہ تمہارا رفیق اللہ اور اسکا رسول ہے اور وہ لوگ کہ ایمان لاتے ہیں۔ اور نماز پڑھتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں درآنحالیکہ وہ رکوعیں ہیں +

(۲) عن اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وهو یقول اللهم انی اسألك بما سألك اخی موسی ان تشرح لی صدری وان تیسر لی امری وان تحل عقدة من لسانی یفقهوا قولی واجعل لی وزیرا من اهلی علیا اخی اشدد به ازری واشرکه فی امری کی نسبحك کثیرا ونذکرك کثیرا انك کنت بنا بصیرا (اخرجه الخطیب وابن عساکر فی تاریخهما وابن مردویه فی المناقب ومحمد صدر عالم فی المعارج العلی)

اسماء بن عمیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ اے پروردگار میں اس دعا کے ساتھ کہ جس کے ساتھ تجھے میرے بھائی موسیٰ نے پکارا تھا۔ پکارتا ہوں کہ تو میرے سینہ کو فراخ کر اور میرے کام کو آسان بنا اور میری زبان کی گرہ کھول تاکہ لوگ میری بات کو سمجھ سکیں اور میرے اہل سے میرے بھائی علیؓ کو میرا وزیر بنا اور اس کے ساتھ میری پشت کو قوی کر اور اسکو میرے کام میں میرا شریک بنا تاکہ ہم تیری تسبیح اور تیرا ذکر کثرت سے کریں اور تو ہمیں دیکھتا ہے +

(۳) عن موسی الجهنی قال دخلت علی فاطمة بنت علی فقال رفیقی ابو مهدی کم لك فقالت ست وثمانون سنة قال ما سمعت من ابیك شیئا قالت حدثتنی اسماء بنت عمیس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی انت منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لا نبی بعدی (اخرجه الامام احمد بن حنبل فی المناقب والنسائی فی الخصائص والخطیب فی تاریخه) موسی الجہنی ناقل ہیں کہ میں فاطمہ بنت علی کی خدمت میں گیا میرا رفیق ابو مہدی اُن سے عرض کرنے لگا آپکا سن و سال کیا ہے وہ فرمانے لگیں ستاسی برس کا ہے وہ کہنے لگا آپنے اپنے والد ماجد سے کوئی بات سُنی ہے فرمانے لگیں مجھ سے اسماء بنت عمیس روایت کرتی تھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی علیہ السلام سے ارشاد فرماتے تھے کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارونؑ کے موسےٰ سے ہے لیکن نبی میرے بعد نہیں ہے +

(۴) عن اسماء بنت عمیس قالت هبط جبرئیل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا محمد ان ربك یقرءك السلام ویقول لك علی منك بمنزلة هارون من موسی (اخرجه الامام علی بن موسی الرضا فی مسند اهل البیت) اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نازل ہو کر فرمایا کہ یا محمدؐ آپ کا پروردگار آپ پر سلام کہتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ علیؓ تم سے بمنزلہ ہارونؑ کے ہے موسیٰ سے +

(ق) مرقع تفاخر عقیل وجعفر وجناب علی رضی اللہ عنہم

عن عقیل بن ابیطالب قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا عقیل واللہ انی لاحبك لخصلتین لقرابتك وحب ابا طالب ایاك واما انت یا جعفر فان خلقك تشبه خلقی واما انت یا علی فانت منی بمنزلة هارون من موسی غیر انه لا نبی بعدی (اخرجه ابن عساکر فی تاریخه وابو بکر بن محمد المطیری فی جزء من حدیثه وابراهیم بن عبد اللہ الوصابی فی الاکتفاء فی فضائل الاربعة الخلفاء) عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے عقیل میں

دو باتوں کی وجہ سے تجھ سے محبت رکھتا ہوں۔ ایک تو تیری قرابت کے سبب سے جو میرے ساتھ ہے دوسرے ابوطالب کی محبت کے باعث سے جو خاص تیرے ساتھ تھی اور اے جعفر تیرا خُلق میرے خُلق کے مشابہ ہے اور اے علی پس تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے بجز اسکے کہ نبی میرے بعد نہیں ہے ؂

(ز) بمواجہہ حضرت ابوبکر و عمر و ابوعبیدہ بن الجراح وغیرہ اصحاب کبار رضی اللہ عنہم۔

عن ابن عباس قال قال عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ عن ذکر علی فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول فی علی ثلث خصال لان تکون واحدۃ منہن احب الی مما طلعت علیہ الشمس کنت انا وابوبکر وابو عبیدۃ ابن الجراح ونفر من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والنبی صلی اللہ علیہ وسلم متکی علی علی حتی ضرب بیدہ علی منکبیہ ثم قال انت یا علی اول المومنین ایمانا واولهم اسلاما ثم قال انت منی بمنزلۃ ہارون من موسی وکذب علی من زعم انہ یحبنی ویبغضک (اخرجہ الحسن بن بدر فیما رواہ الخلفاء والحاکم فی الکنی والشیرازی فی الالقاب وابن النجار والمتقی فی کنز العمال) وابن السمان والموافقۃ و محب الطبری فی الریاض النضرۃ فی فضائل العشرۃ (تر) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہنے لگے علیؓ کے ذکر سے باز رہو میں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ علیؓ میں ایسی تین باتیں ہیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی مجھے حاصل ہوتی تو سب ان چیزوں سے کہ جن پر آفتاب طلوع ہوتا ہے میں اُسکو بہتر سمجھتا۔ میں اور ابوبکرؓ اور ابو عبیدہ بن الجراح اور چند نفر اصحاب رضی اللہ عنہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر تھے اور حضرت جناب امیرؓ کے سینہ کیساتھ تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے کہ حضرت نے علیؓ کے کندھے پر ہاتھ مار کر ارشاد کیا کہ اے علی تو سب مومنوں سے ایمان لانے میں پہلا ہے اور سب مسلمانوں سے اسلام لانے میں مقدم ہے اور تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے اُس نے مجھ پر جھوٹ بولا جو یہ خیال کرتا ہے کہ مجھ سے محبت رکھتا ہے درآنحالیکہ تجھ سے بغض رکھتا ہو ؂

(ح) عن عمر بن الخطاب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی منی بمنزلۃ ہارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی (اخرجہ الخطیب والمتقی فی کنز العمال) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علیؓ مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے ؂

(ط) جناب اُم المومنین اُم سلمہ کے گھر کا موقع۔

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لام سلمۃ یا ام سلمۃ ہذا علی بن ابی طالب لحمہ لحمی ودمہ دمی وہو منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی (اخرجہ الحافظ ابو جعفر العقیلی والدیلمی فی فردوس الاخبار) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین ام سلمہ کو مخاطب کر کے فرمایا اے ام سلمہ یہ علی ابن ابیطالب ہے اس کا گوشت میرا گوشت ہے اور اس کا خون میرا خون ہے اور یہ مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے مگر نبی میرے بعد نہیں ہے ؂

(ی) انس رضی اللہ عنہ کے موجہہ کا موقع۔

عن انس بن مالک قال بینما انا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال صلی اللہ علیہ وسلم الآن یدخل

سید المسلمین وامیر المؤمنین وخیر الوصیین واولی الناس بالنبیین اذ طلع علی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والی والی فقال فجلس بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمسح العرق من جبہتہ ووجہہ ویمسح بہ وجہ علی ویمسح العرق من وجہ علی ویمسح بہ وجہہ فقال لہ علی یا رسول اللہ انزل فی شیئ قال اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی انت اخی ووزیری وخیر من اخلف بعدی تقضی دینی وتنجز موعدی وتبین لہم ما اختلفوا فیہ من بعدی وتعلمہم من تاویل القرآن مالم یعلموا وتجاھدھم علی التاویل کما جاھدتہم علی التنزیل (اخرجہ ابو بکر بن مردویہ فی المناقب) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت نے ارشاد کیا کہ ابھی اسوقت سید المرسلین اور امیر المومنین اور خیر الوصیین اور نبیوں کے پاس سب لوگوں کا بہتر داخل ہو گا ناگاہ علی تشریف لائے حضرت نے فرمایا میرے پاس آؤ انس کہتے ہیں کہ جناب امیر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گئے۔ حضرت اپنی پیشانی اور چہرہ اقدس کا عرق لیکر انکے موںہہ کو اور پیشانی اور موںہہ کا عرق لیکر اپنے چہرے کو ملنے لگے۔ جناب علیؓ نے عرض کیا یارسول اللہ کیا کوئی آیت میرے حق میں نازل ہوئی ہے۔ حضرت نے ارشاد کیا کیا تو راضی نہیں کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہرون کے ہو موسیٰ سے مگر نبی میرے بعد نہیں۔ تو میرا بھائی اور وزیر ہے اور جن لوگوں کو میں اپنے پیچھے چھوڑ جانیوالا ہوں ان سب سے بہتر ہے۔ تو میرے قرض کو ادا کریگا۔ اور میرے وعدوں کو پورا کریگا۔ اور میرے بعد جس میں لوگوں کو اختلاف پیدا ہو جائیگا۔ تو اُن کو بیان کریگا۔ اور قرآن کے معنے جو انکو نہیں معلوم ہیں تو انکو سمجھائیگا اور قرآن کی تاویل پر لوگوں سے لڑیگا جس طرح سے کہ میں قرآن کی تنزیل پر لڑا ہوں۔

(ی) مدینہ کی کھجوروں کا پکارنا۔

عن جابر بن عبد اللہ قال سمعت علیاً یقول لجماعۃ من الصحابۃ اتدرون لم سمی الصیحانی صیحانیا قلنا اللھم لا قال خرجت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم نمشی فی طرقات المدینۃ اذ مررنا بنخل من نخلہا فصاحت نخلۃ باخری ھذا النبی المصطفی وھذا علی المرتضی ثم جزنا فصاحت ثانیۃ بثالثۃ ھذا موسی واخوہ ھارون ثم جزنا فصاحت رابعۃ بخامسۃ ھذا نوح وھذا ابراھیم ثم جزنا فصاحت سادسۃ بسابعۃ ھذا محمد سید النبیین وھذا علی سید الوصیین فتبسم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال انما سمی نخل المدینۃ صیحانیا لانہ صاح بفضلی وفضلک (اخرجہ الخوارزمی فی المناقب والسید السمہودی فی خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفی ومحمد ابن یوسف الکنجی الشافعی) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے جناب امیر کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ صحابہ سے کہتے تھے کیا تم کو معلوم ہے کہ صیحانی کھجوروں کا نام کیوں صیحانی رکھا گیا۔ وہ عرض کرنے لگے بخدا ہمیں نہیں معلوم ہے۔ جناب امیر نے فرمایا ایک دفعہ میں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں مدینہ کے باہر کے راستوں میں جا رہا تھا ہم ایک کھجوروں کے جھنڈ کے پاس سے ہو کر گذرے ایک کھجور کے درخت نے دوسرے سے کہا یہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ علی المرتضیٰ علیہ السلام ہیں پھر ہم وہاں سے آگے بڑھے ایک تیسری کھجور کے

درخت نے تیسرے سے کہا یہ موسیٰ ہیں اور اُن کے بھائی ہارون ہیں پھر ہم وہاں سے آگے بڑھے چوتھی نے پانچویں سے کہا یہ نوح ہیں اور یہ ابراہیم ہیں پھر ہم وہاں سے بھی آگے بڑھے چھٹی نے ساتویں سے کہا یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں کے سردار ہیں اور یہ علی علیہ السلام وصیوں کے سردار ہیں جناب رسالت آب صلی اللہ علیہ وسلم یہ سنکر ہنس پڑے پھر حضرت نے فرمایا یہی وجہ ہے کہ ان کھجور و تمر صیحانی یعنے پکارنے والی کھجوریں کہا جاتا ہے کیونکہ وہ میری اور تیری فضیلت پر پکارتی ہیں +

(**تنبیہ**) شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ جذب القلوب الٰی دیار المحبوب میں لکھتے ہیں۔ دیکھیے از انواع تمر صیحانی ست کہ بروایت جابر رضی اللہ عنہ بثبوت رسیدہ کہ روزے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم دست در دست علی مرتضیٰ سلام اللہ علیہما در بعضے از بساطین مدینہ می گذشت ناگاہ از میان نخلہ آواز بر آمد کہ ہٰذا محمد سید الانبیاء و ہٰذا علی سید الاولیاء +

(۱) **عن** جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی ولو کان لکنت (الطبقات الکبریٰ) جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب علیؓ سے فرماتے تھے کہ کیا تو راضی نہیں ہے کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے موسیٰ سے مگر یہ کہ میرے بعد نبی نہیں اور اگر ہوتا تو البتہ تو ہی ہوتا +

(۲) **عن** سعید بن زید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ (اخرجہ احمد) سعید بن زید سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جناب علیؓ سے فرماتے تھے کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے +

(۳) **عن** مالک بن الحویرث قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی (اخرجہ عبداللہ بن احمد فی زوائد المسند والطبرانی فی الکبیر) مالک ابن الحویرث سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علیؓ سے ارشاد کیا کیا تو راضی نہیں ہے۔ کہ تیرا مرتبہ مجھ سے ایسا ہو جیسا کہ ہارون کا موسیٰ سے مگر نبی میرے بعد نہیں ہے +

(۴) **عن** حبشی بن جنادۃ السلولی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی (اخرجہ الطبرانی) حبشی ابن جنادۃ السلولی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جناب علیؓ سے فرماتے تھے کہ تو مجھ سے ہارون کے مرتبہ پر ہے موسیٰ سے مگر نبی میرے بعد نہیں ہے

(۵) **عن** ابی سریحۃ و زید بن ارقم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی (اخرجہ رزین بن معاویۃ العبدری فی جمع بین الصحاح الستۃ فی الجزء الثالث فی ثلثۃ الاجزاء فی باب مناقب علی) ابو سریحہ اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بتحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علیؓ سے ارشاد کیا کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے مگر نبی میرے بعد نہیں ہے +

(۶) **عن** بکر بن احمد القنصری حدثنا فاطمۃ بنت علی بن موسیٰ الرضا حدثتنی فاطمۃ و زینب و ام کلثوم بنات موسیٰ بن جعفر قلن حدثتنا فاطمۃ بنت جعفر بن محمد الصادق حدثتنی فاطمۃ بنت علی بن الحسین

حدثتنی فاطمۃ و سکینۃ ابنتا الحسین بن علی عن ام کلثوم بنت فاطمۃ بنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن فاطمۃ بنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ورضی عنہا قالت انسیتم قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم من کنت مولاہ فعلی مولاہ وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ (ھکذا اخرجہ الحافظ الکبیر ابو موسیٰ المدینی فی کتابہ المسلسل بالاسماء وقال ھذا الحدیث مسلسل من وجہ وھو ان کل واحدۃ من الفواطم تروی عن عمۃ لہا فھو روایۃ خمس بنات اخ کل واحدۃ منھن عن عمتھا (اخرجہ شمس الدین بن محمد الجزری فی اسنی المطالب) بکر بن احمد القصری سے روایت ہے کہ ہم سے جناب فاطمہ بنت علی بن موسیٰ الرضا بیان کرتی تھیں کہ مجھ سے فاطمہ اور زینب اور ام کلثوم جناب موسیٰ بن جعفر کی بیٹیاں ذکر کرتی تھیں کہ ان سے فاطمہ بنت جعفر بن الصادق نے ذکر کیا اور ان سے فاطمہ بنت محمد بن علی نے بیان کیا اور ان سے فاطمہ بنت علی نے بیان کیا اور ان سے فاطمہ بنت علی بن الحسین نے ذکر کیا اور ان سے فاطمہ اور سکینہ جناب حسین علیہ السلام کی صاحبزادیوں نے روایت کیا اور ان سے جناب ام کلثوم بنت فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ جناب فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تمہیں غدیر خم کے روز جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بھول گیا کہ جس کا میں مولا ہوں اسکا علی مولا ہے۔ و نیز حضرت کا ارشاد کہ یا علی مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے۔ اس حدیث کو حافظ ابو موسیٰ المدینی نے کتاب مسلسل بالاسماء میں روایت کیا ہے اور کہتا ہے کہ ایک وجہ سے یہ حدیث مسلسل ہے۔ کیونکہ اس حدیث کو ہر ایک فاطمہ نام معصومہ نے اپنی پھپی صاحبہ سے روایت کیا ہے۔ یہ روایت پانچ بھانجیوں کی ہے اپنی پھپیوں سے ۔

(۷) **عن** عامر بن واثلۃ سمعت علیا یوم الشوریٰ یقول نشدتکم باللہ ھل فیکم احد وحد اللہ قبلی قالوا اللھم لا قال نشدتکم باللہ ھل فیکم احد قال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی غیری قالوا اللھم لا (اخرجہ الخوارزمی فی المناقب) ابو طفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے شوریٰ کے روز جناب امیر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ فرماتے تھے میں تم کو قسم دیتا ہوں آیا تم لوگوں میں میرے سوا کوئی ہے کہ جس نے خدا کی توحید کا مجھ سے پہلے اقرار کیا ہو سب نے کہا بخدا کوئی نہیں جناب امیر نے کہا میں تم کو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ میرے سوا کوئی ایسا تم میں ہے جسکو حضرت نے کہا ہو کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے سب نے کہا بخدا کوئی نہیں ہے۔

(۸) **عن** قیس بن حازم قال جاء رجل الی معاویۃ سالہ عن مسالۃ فقال سل عنھا علی بن ابیطالب فھو اعلم فقال ارید جوابک قال ویحک لقد کرھت رجلا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعززہ بالعلم عززا ولقد قال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ ولقد کان عمر بن الخطاب اذا اشکل علیہ شیئ اخذ منہ (اخرجہ احمد فی المناقب وابن المغازلی فی المناقب و فقیہ ابو اللیث نصر بن محمد السمرقندی فی کتاب المجالس و محب الطبری فی الریاض النضرۃ فی فضائل العشرۃ والسید السمہودی فی جواھر العقدین وابن حجر المکی فی الصواعق المحرقہ) قیس بن حازم ناقل ہے کہ ایک آدمی نے معاویہ سے ایک مسئلہ پوچھا معاویہ نے کہا یہ مسئلہ جناب امیر علیہ السلام سے پوچھ۔ سائل کہنے لگا میں تجھ سے جواب چاہتا ہوں معاویہ نے

بجا تجھ پر افسوس ہے کہ تو نے ایسے آدمی کو حقیر سمجھا ہے کہ جسکو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ علم کے ساتھ بھرا ہے۔ پورا بھرنا اور ارشاد کیا ہے کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے اور جب کبھی عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو کوئی مشکل پیش آیا کرتی تھی تو اُن سے علم حاصل کیا کرتے تھے +

(۹) عن ابن جبیر قال قلت لعلی بن الحسین علیہ السلام یا سیدی ان ابی حدث عن ابی جحیفہ وھب بن الخیر ان اباک صعد المنبر وقال خیر ھذہ الامۃ بعد نبیھا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنھما فقال ابن نذھب بک یا حکیم حدثنی سعید بن المسیب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انت منی بمنزلۃ ھارون من موسی ان المؤمن یھضم نفسہ (اخرجہ الخطیب فی تاریخ بغداد فی ترجمۃ طریف بن عبد اللہ الموصلی) ابن جبیر ناقل ہے کہ میں نے جناب علی بن الحسین یعنے سجاد علیہ السلام سے عرض کیا یا سیدی مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا کہ ابی جحیفہ وہب بن الخیر روایت کرتے تھے کہ آپ کی والد ماجد جناب امیر علیہ السلام نے منبر پر چڑھ کر فرمایا تھا کہ بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اِس اُمت میں سب سے بہتر ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما ہیں جناب سجاد علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اے عقل والے ہم تجھے کہاں لے جائیں ہم سے سعید بن المسیب نے روایت کیا ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے۔ بیشک مومن کسر نفسی کیا کرتا ہے +

(۱۰) عن المخدوج بن یزید الھذلی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخی بین المسلمین ثم قال یا علی انت اخی بمنزلۃ ھارون من موسی غیر انہ لا نبی بعدی (اخرجہ عبد اللہ بن احمد فی زوائد المناقب) مخدوج ابن یزید الہذلی سے روایت ہے کہ جناب رسالت آب صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کا باہم رشتہ اخوت ملایا اور جناب علی سے ارشاد کیا یا علی تو میرا بھائی ہے اور مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے لیکن نبی میرے بعد نہیں ہے +

حدیث یا علی انت منی و انا منک

(۱) عن ابی رافع قال لما قتل صاحب لواء المشرکین یوم احد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فداہ علی بنفسہ وحمل علی صاحب الرایۃ فقتلہ فنزل جبریل فقال یا محمد ان ھی المواساۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی منی وانا منہ فقال جبریل انا منکما (اخرجہ احمد والطبرانی فی الکبیر) ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اُحد کے روز مشرکوں کے علمدار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کیا جناب امیر نے حضرت پر اپنی جان فدا کر کے اُس علمدار پر حملہ کیا اور اُسکو مار ڈالا جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور فرمایا یا رسول اللہ اسکی لئے صلہ ہونا چاہئے آپ نے فرمایا علی میرا ہے اور میں علی کا ہوں جبریل علیہ السلام نے فرمایا میں تم دونوں کا ہوں

(تنبیہ) قال الزہری رحمۃ اللہ علیہ انما قال جبریل ان ھذہ لھی المواساۃ لان الناس فروا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم احد (تذکرۃ خواص الامۃ) یعنی زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ اسکے لئے صلہ چاہئے یہ اس لئے تھا کہ اُحد کے دن جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سے لوگ بھاگ گئے تھے +

(۲) عن حبشی بن جنادۃ کان قد شھد حجۃ الوداع قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول

ذلك اليوم علی منی وانا منه ولا يقضی دينی سواه (اخرجه النسائی والترمذی وابن ماجه والبغوی وابن عاصم وابن قتيبه والضيا والباوردی والطبرانی) حبشی بن جنادہ سے کہ وہ حجۃ الوداع میں بھی حاضر تھے روایت ہے کہ میں نے اسی روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا تھا کہ علی میرا ہے اور میں علی کا ہوں اور سوا اس کے کوئی میرے قرض کو ادا نہیں کریگا۔

(**تنبیہ**) اس حدیث کی شان ورود کی نسبت علامہ سبط ابن الجوزی تذکرہ خواص الامہ میں لکھتے ہیں وقيل انما قال يوم نزل عليه وانذر عشيرتك الاقربين) یعنی علی منی وانا منہ کی حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس روز ارشاد فرمایا تھا جس روز کہ آیت کریمہ وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوئی تھی لیکن کتب حدیث کی سیر سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نے اکثر مواقع میں اس حدیث کو جناب امیر کی نسبت ارشاد فرمایا ہے کبھی علی منی سے اور کبھی انت منی کے الفاظ مبارک سے۔

(۳) **عن** انس بن مالك قال بعث رسول الله صلی الله عليه وسلم براءة مع ابی بكر رضی الله عنه ثم دعاه فقال لا ينبغی لاحد ان يبلغ عنی الا رجل هو منی وانا منه- فدعا عليا فاعطاه اياها (اخرجه الترمذی) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو برات دیکر مکہ والوں کی طرف ارسال کیا پھر آپ نے بلالیا اور فرمایا مجھ سے وہ اس سورت کو لیجا سکتا ہے جو میرا ہو پھر جناب علی کو سورہ برات دیکر روانہ کیا۔

(۴) **عن** عبد خير عن علی قال اهدی للنبی صلی الله عليه وسلم قنو موز فجعل يقشر الموزة ويجعلها فی فمی وقال له قائل يا رسول الله انك تحب عليا فقال لی فمی اوما علمت ان عليا منی وانا منه (اخرجه الخوارزمی فی المناقب) عبد خیر جناب امیر علیہ السلام سے روایت کرتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک کیلہ کا خوشہ تحفہ میں آیا حضرت کیلے چھیل چھیل کر میرے موہنہ میں ڈالنے لگے ایک کہنے والے نے کہا یا رسول اللہ آپ علی کو دوست رکھتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا شاید تو نہیں جانتا کہ علی میرا ہے اور میں علی کا ہوں۔

(۵) **عن** علی قال صدرنا من مكة اذا ابنة حمزة تنادی يا عم يا عم فتناولها علی فقال لفاطمة دونك ابنة عمك فحملتها فاختصم فيها علی وجعفر وزيد فقال علی انا اخذها وهی ابنة عمی قال جعفر ابنة عمی وخالتها تحتی وقال زيد ابنة اخی فقضی بها رسول الله صلی الله عليه وسلم لخالتها وقال الخالة بمنزلة الام وقال لعلی انت منی وانا منك وقال لجعفر اشبهت خلقی وخلقی وقال لزيد انت مولانا (اخرجه النسائی فی الخصائص) جناب علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب ہم مکہ سے چلے ناگاہ جناب سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اے چچا اے چچا پکارنے لگیں علی نے انکو لیکر جناب فاطمہ کے حوالہ کیا کہ اپنی چچا کی بیٹی کو اپنے پاس بیٹھاؤ حضرت سیدہ نے اُسی اپنے اونٹ پر بٹھالیا۔ جناب علی اور جعفر اور زید رضی اللہ عنہم میں جھگڑا ہونے لگا۔ جناب علی کہنے لگے میں نے اسکو پکڑا ہے وہ میرے چچا کی بیٹی ہے جعفر رضی اللہ عنہ کہنے لگے میرے چچا کی بیٹی ہے اور اسکی خالہ میرے نکاح میں ہے زید کہنے لگے میرے بھائی کی بیٹی ہے حضرت نے اُسکا فیصلہ کیا اور اسکو اسکی خالہ کے سپرد کردیا اور فرمایا کہ خالہ بمنزلہ ماں کے ہوتی ہے اور جناب علی سے فرمایا تو میرا ہے اور میں تیرا ہوں اور جعفر رضی اللہ عنہ سے کہا تیری

خلقت اور تیرا خلق میری مانند ہے اور زید رضی اللہ عنہ سے کہا تو ہمارا دوست ہے ۔

(۶) **عن** محمد بن اسامۃ بن زید عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما انت یا علی فختنی وابو ولدی انت منی وانا منک (اخرجہ البغوی واحمد والطبرانی والحاکم) محمد بن اسامہ بن زید اپنے والد سے ناقل ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیکن یا علی تو پس میرا داماد اور میرے بچوں کا باپ ہے اور تجھ سے ہوں اور مجھ سے تو ۔

(۷) **عن** بریدۃ الاسلمی قال بعثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الیمن مع خالد بن الولید وبعث علیا علی جیش اخر وقال ان لقیتما فعلی وان تفرقتما فکل واحد منکما علی جندہ فلقینا بنی زبید من اھل الیمن وظھر المسلمون علی المشرکین فقاتلنا المقاتلۃ وسبینا الذریۃ فاصطفی علی جاریۃ لنفسہ منھن فکتب بذلک خالد بن الولید الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وامرنی ان انال منہ فدفعت الکتاب الیہ ونلت من علی فتغیر وجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت ھذا مکان العائذ بعثتنی مع رجل والزمتنی بطاعتہ فبلغت ما ارسلت بہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقعن یا بریدۃ فی علی فان علیا منی وانا منہ وھو ولیکم بعدی (اخرجہ احمد والنسائی) بریدہ اسلمی روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خالد بن ولید کے ساتھ یمن کی طرف روانہ کیا اور ایک دوسرے لشکر پر جناب امیر علیہ السلام کو امیر بنا کر ارسال کیا اور فرمایا کہ اگر دونوں لشکر باہم مل جائیں تو علی امیر سمجھے جاویں اور اگر جدا جدا رہیں تو تم دونوں میں ہر ایک جدا جدا امیر ہوگا پس ہمارے دونوں لشکر یمن کے قبیلہ بنی زبید کے قریب جا ملے اور مسلمانوں نے باہم مدد کر کے مشرکوں کے ساتھ لڑائی میں فتح حاصل کی ہمنے انکے بال بچوں کو اسیر کر لیا جناب امیر علیہ السلام نے اپنے لئے انمیں سے ایک لونڈی کو منتخب کیا خالد بن ولید نے اس حقیقت کو حضرت کی طرف لکھ بھیجا اور مجھے حکم دیا کہ میں اس خط کو لیجا کر حضرت کی خدمت میں پہنچکر زبانی بھی اس بات کو عرض کروں پھر وہ خط حضرت کو دیا اور زبانی بھی کہہ سنایا حضرت کا چہرہ غصہ کیوجہ سے متغیر ہو گیا میں نے کہا میں حضور کے غصہ سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں حضور نے مجھے ایک شخص کیساتھ روانہ فرمایا تھا اور اسکی اطاعت کو مجھ پر لازم کیا تھا جو کچھ کہ اس نے کہا میں نے اسکو پہنچا دیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بریدہ تم علی کے پیچھے مت پڑو علی میرا ہے اور میں علی کا ہوں اور وہ میرے بعد تمہارا ولی ہے ۔

(۸) **عن** عمران بن حصین قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیشا واستعمل علی بن ابی طالب فمضی فی السریۃ فاصاب جاریۃ فانکروا علیہ وتعاقد اربعۃ من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا اذا لقینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فشکونا الیہ اخبرناہ ما صنع وکان المسلمون اذا رجعوا من سفر بداء وا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسلموا علیہ ثم انصرفوا الی رحالھم فلما قدمت السریۃ فسلموا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقام احد الاربعۃ فقال یا رسول اللہ الم تر ان علیا صنع کذا وکذا فاعرض عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قام الثانی فقال مثل ذلک ثم قال الثالث فقال مثل مقالتہ ثم قال الرابع فقال مثل ما قالوا فاقبل علیھم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والغضب یعرف فی وجھہ فقال ما تریدون من علی ان علیا منی وانا منہ وھو ولی کل مومن من بعدی (اخرجہ احمد والنسائی والحاکم) عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر پر جناب علی کو امیر بنا کر روانہ کیا

جب فوج کے ساتھ روانہ ہوئے ایک کنیز غنیمت میں انکے ہاتھ لگی حضرت امیرؑ نے اس سے اپنا تصرف کرلیا لوگوں کو یہ بات ناگوار ہوئی ان میں سے حضرتؐ کے چار صحابیوں نے باہم عہد کیا کہ جب ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچیں گے تو حضرتؐ سے اس بات کی شکایت کریں گے صحابہ کا یہ طریق تھا کہ جب سفر سے آتے تو حضرتؐ کی سلام کیلئے پہلے حضرتؐ کی حضور میں حاضر ہوتے پھر اپنی اپنی فرودگاہ کی طرف رجوع کرتے حسب دستور وہ فوج کا دستہ بھی سلام کیلئے حاضر خدمت ہوا اُن چاروں میں سے ایک نے اُٹھکر یہی عرض کیا یا رسول اللہ جناب علی نے ایسا ویسا کیا ہے حضرتؐ نے اُس سے منہ پھیر لیا پھر دوسرے نے اُٹھکر بیان کیا آپ نے اُس سے بھی اعراض فرمایا پھر تیسرے نے بھی یہی بیان کیا پھر چوتھے نے بھی انہیں تینوں کی سی کہی حضرتؐ ان کی طرف لوٹ بیٹھے اور غضب کے آثار چہرہ اقدس سے نمایاں ہو رہے تھے۔ فرمایا تم علی سے کیا چاہتے ہو بہ تحقیق علی میرا ہے اور میں علی کا ہوں۔ اور وہ میرے بعد ہر ایک مومن کا ولی ہے ۔

(۵) عن عمرو بن العاص قال قدمت من غزوة ذات السلاسل وكنت أظن ان ليس احد احب الى رسول الله صلى الله عليه وسلم مني فقلت يا رسول الله اي الناس احب اليك قال عائشة قلت اني لست اسألك عن النساء قال ابوها قلت اي الناس احب اليك بعد ابي بكر قال حفصة قلت لست اسألك عن النساء قال فابوها قلت يا رسول الله فاين علي فالتفت الى اصحابه فقال انظروا الى هذا يسألني عن النفس (اخرجه ابن النجار)

عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ جب میں غزوہ ذات السلاسل سے واپس آیا مجھے گمان تھا کہ حضرتؐ کو مجھ سے زیادہ کوئی عزیز نہ ہوگا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ تمام لوگوں میں سے حضور کو کون زیادہ پیارا ہے فرمایا عائشہ میں نے عرض کیا میں عورتوں کی نسبت نہیں پوچھتا ہوں فرمایا اُسکا باپ میں نے پھر پوچھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد کون عزیز ہے فرمایا حفصہ میں نے گذارش کیا کہ عورتوں کی نسبت میں نہیں پوچھتا فرمایا اُس کا باپ میں نے کہا یا رسول اللہ علی کہاں ہیں حضرتؐ نے صحابہ کی طرف التفات فرما کر ارشاد کیا دیکھو یہ میری جان کی نسبت پوچھتا ہے

(۶) اخرج الدارقطني ان عليا يوم الشورى احتج على اهلها فقال لهم انشدكم بالله هل فيكم احد اقرب الى رسول الله صلى الله عليه وسلم في الرحم ومن جعله صلى الله عليه وسلم نفسه نفسه وابناءه ابناءه غيري فقالوا اللهم لا

...... دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام نے شوریٰ کے دن اہل شوریٰ پر حجت قائم کرنے کیلئے فرمایا میں تمکو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کوئی تم میں ہے کہ رحم میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نزدیکی رشتہ دار ہو اور میرے سوا کس شخص کے نفس کو حضرتؐ نے اپنا نفس اور اُسکے بیٹوں کو اپنے بیٹے بنایا ہے سب نے کہا خدا گواہ ہے کوئی نہیں

(۷) عن ام المومنين عائشة قالت يا رسول الله من خير الناس بعدك قال ابو بكر قالت ثم من قال ثم عمر قالت فاطمة الا تقول في علي شيئا قال علي نفسي (اخرجه النطنزي في خصائص العلويه) ام المومنین عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپکے بعد لوگوں میں کون بہتر ہے حضرتؐ نے فرمایا ابوبکر پھر عرض کیا گیا انکے بعد کون ہے آپ نے مجھے فرمایا عمرؓ جناب فاطمہؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور علیؑ کی حق میں کچھ ارشاد نہیں فرماتے حضرتؐ نے فرمایا وہ میری جان ہے

(تنبیہ) امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ اربعین فی اصول الدین میں لکھتے ہیں لا ثبت بالاخبار الصحیحۃ ان المراد من قوله تعالى وانفسنا هو علي ومعلوم انه يمتنع ان يكون نفس علي هو نفس محمد صلى الله عليه وسلم بعينه فلا بد ان يكون المراد هو المساواة بين النفسين وهذا يقتضي ان كل ما حصل لمحمد

صلی اللہ علیہ وسلم من الفضائل والمناقب قد حصل مثلہ لعلی ما وراء صفۃ النبوۃ ثم لاشک ان محمد اصلے اللہ علیہ وسلم افضل الخلق فی سائر الفضائل فلما کان علیا متساویا فی تلک الصفات وجب ان یکون افضل الخلق یعنے اخبار صحیحہ سے ثابت ہے کہ آیت مباہلہ میں انفسنا سے جناب علی مراد ہیں اور یہ بات معلوم ہے کہ نفس جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم بعینہ نفس جناب علی نہیں ہو سکتا پس بالضرور یہاں مساواۃ سے مراد ہے اور اس بات سے یہ امر حاصل ہوتا ہے کہ جو فضائل و مناقب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات میں تھے بجز شرف نبوت کے وہی فضائل جناب علی کو بھی حاصل تھے پس اس میں شک نہیں کہ بتحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام فضائل میں تمام خلقت سے افضل تھے۔ جبکہ ان صفات میں جناب علی حضرت کے مساوی ٹھہرے تو یہ بات بھی ضرور ماننی پڑیگی کہ جناب علی بعد رسول اللہ ہی افضل البشر ہیں ؛

جناب امیرؑ کا نظیر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونا

عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من نبی الا ولہ نظیر فی امتہ فعلی نظیری (اخرجہ الخلعی والدیلمی) انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر نبی کی نظیر اس کی امت میں ہوتی رہی ہے پس علی میری نظیر ہے ؛

جناب امیرؑ کا نظیر جناب مسیح ہونا

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لولا ان تقول فیک طوائف من امتی ما قالت النصاری فی عیسی بن مریم لقلت فیک الیوم مقالا لا تمر باحد من المسلمین الا اخذ التراب من اثر قدمیک یطلبون فیہ البرکۃ (اخرجہ الدیلمی فی فردوس الاخبار) جناب علی علیہ السلام فرماتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر میری امت کے لوگ تیرے حق میں ایسی بات نہ کہہ گذریں کہ جو نصاری حضرت عیسے کے حق میں کہہ رہے ہیں تو البتہ آج میں تیرے حق میں ایک بات کہتا کہ تو کسی مسلمان کے پاس سے ہوکر نہ گذرتا کہ وہ تیرے پاؤں کی مٹی لیکر اسمیں اپنے لیئے برکت نہ ڈھونڈتا ؛

(۲) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیک مثل عیسی ابغضتہ الیہود حتی بھتوا امہ واحبۃ النصاری حتی انزلوہ بالمنزلۃ التی لیس لہ (اخرجہ احمد والنسائی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب سالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ یا علی تم عیسے کی مثل ہو کہ یہودیوں نے ان سے بغض رکھا یہانتک کہ انکی والدہ ماجدہ پر بہتان باندھا۔ اور نصاری نے ان سے محبت کی یہانتک کہ انکا رتبہ ایسا بڑھایا جو انکے لیئے نہیں تھا ؛

جناب امیرؑ کا فضائل میں انبیا علیہم السلام کی مانند ہونا

(۱) عن ابی الحمراء قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من اراد ان ینظر الی آدم فی علمہ والی نوح فی فہمہ والی ابراھیم فی حلمہ والی یحیی بن زکریا فی زھدہ والی موسی بن عمران فی بطشہ

فلینظر الی علی بن ابی طالب (اخرجہ احمد وابو الخیر القزوینی والبیہقی فی فضائل الصحابہ) ابی عمراء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی شخص علم میں حضرت آدم کو اور فہم میں حضرت نوح کو اور علم میں جناب ابراہیم کو اور زہد میں حضرت یحییٰ بن زکریا اور حملہ میں حضرت موسیٰ بن عمران کو دیکھنا چاہتا ہو ۔ تو علی بن ابی طالب کو دیکھ لے ؂

(۲) **عن** ابن عباس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من اراد ان ینظر الی ادم فی علمہ والی ابراھیم فی حلمہ والی نوح فی حکمہ والی یوسف فی جمالہ فلینظر الی علی بن ابی طالب (اخرجہ الملا فی سیرتہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص علم میں حضرت آدم کو اور علم میں حضرت ابراہیم کو اور حکم میں حضرت نوح اور جمال میں حضرت یوسف کو دیکھنا چاہئے تو وہ علی بن ابی طالب کو دیکھے

(۳) **عن** الحارث الاعور صاحب رایۃ علی قال بلغنا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان فی جمع من اصحابہ فقال اریکم ادم فی علمہ ونوحا فی فہمہ وابراھیم فی حکمتہ فلم یکن باسرع من ان اطلع علی فقال ابوبکر رضی اللہ عنہ یا رسول اللہ اقست رجلا بثلثۃ من الرسل بخ بخ ھذا الرجل من ھو یا رسول اللہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا تعرفہ یا ابا بکر قال اللہ ورسولہ اعلم قال ابو الحسن علی بن ابی طالب فقال ابوبکر بخ بخ لک یا ابا الحسن (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) حارث الاعور جناب امیر علیہ السلام کے علمدار ناقل ہیں کہ ہمکو خبر لگی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کی جماعت میں رونق افروز تھے کہ ارشاد فرمایا میں تمہیں ایسا شخص دکھاؤں کہ اپنے علم میں وہ جناب آدم اور فہم میں جناب نوح اور حکمت میں جناب ابراہیم ہے کچھ دیر نہیں گذری تھی کہ جناب علی علیہ السلام تشریف لائے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ حضور نے ایسا آدمی بیان فرمایا ہے کہ فضائل میں تین نبیوں کے مساوی قیاس کیا جاسکتا ہے ۔ وہ کون ہے حضرت نے فرمایا اے ابوبکر کیا تم اسکو نہیں جانتے حضرت ابوبکر نے عرض کیا خدا اور خدا کا رسول زیادہ جاننے والے ہیں فرمایا وہ ابوالحسن علی بن ابی طالب ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے شاباش اے ابوالحسن تیرا مثل کہاں ہے ؂

(**تنبیہ**) اس حدیث کے ذیل میں مخرالاسلام امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں ھذا الحدیث یدل علی ان علیا کان مساویا لھولاء الانبیاء فی ھذہ الصفات ولا شک ان ھولاء الانبیاء کانوا افضل من سائر الصحابۃ والمساوی الافضل افضل فیجب ان یکون علی افضل منھم (اربعین فی اصول الدین) یعنی یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ جناب علی ان صفات میں انبیائے کرام علیہم السلام کے مساوی تھے اور کسی قسم کا شک نہیں کیا جاسکتا کہ یہ انبیاء تمام صحابہ سے افضل اور مساوی اللافضل افضل ہوا کرتا ہے اسلئے جناب بھی اُن سے افضل ہیں

جناب امیر کا غنیمت میں مثل آنحضرت کے حصہ پانا

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی یوم غزوۃ تبوک اما ترضی ان یکون لک من الاجر مثل مالی ولک من المغنم مثل مالی (اخرجہ الخلعی نقلت من ریاض النضرۃ) روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ غزوہ تبوک کی روز جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے علی سے فرمایا کیا تم راضی نہیں

تمہیں ویسا ہی اجر ملیگا جو مجھے ملا ہے۔ اور غنیمت میں بھی تمہارا حصہ مثل میرے حصے کے ہو +

روی الزمخشری فی فضایل العشرۃ انہ صلی اللہ علیہ وسلم جلس فی المسجد یقسم غنائم تبوک فدفع لکل واحد سہما ودفع لعلی سہمین فقام زائدۃ بن الاکوع وقال یا رسول اللہ اوحی نزل من السماء ام امر من نفسک فقال صلی اللہ علیہ وسلم انشدکم اللہ ھل رأیتم فی ذا من میمنتکم صاحب الفرس الاغر المحجل والعمامۃ الخضراء لہا ذوابتان مرخاتان علی کتفیہ بیدہ حربۃ قد حمل بہا علی المیمنۃ فازالہا وحمل بہا علی المیسرۃ فازالہا وحمل علی القلب فازالہ قالوا نعم قد رأینا ذلک قال ھو جبرائیل قال لی ان ادفع سہمہ لعلی فقال ادّ لکہ حینئذ تم سہم رسیدہ الحلیبی فی ترجمہ غزوہ تبوک) علامہ زمخشری فضائل عشرہ مبشرہ میں لکھتے ہیں کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تبوک کی غنیمت کو تقسیم فرمانے لگے تو ہر ایک شخص کو آپ نے ایک حصہ دیا اور علی کو دو حصے دئیے۔ زائدہ بن الاکوع نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ آپ وحی کی حکم سے دے رہے ہیں یا اپنی طرف سے عطا فرما رہے ہیں۔ حضرت نے ارشاد کیا میں تمکو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ تم نے اپنی فوج میمنہ کو سر پر ایک سبز عمامہ باندہے سوار کو دیکھا تھا جسکے دوش پر سے گذری ہوے گیسو لٹک رہے تھے اور ہاتھ میں ایک حربہ لئے ہوئے تہا۔ اور کفار کی میمنہ اور میسرہ کی فوج کو اپنے حملوں سے پراگندہ کر رہا تہا لوگوں نے عرض کیا بیشک ہمنے دیکھا تہا حضرت نے فرمایا وہ جبرائیل علیہ السلام تھے جنہوں نے مجھ سے کہا تہا کہ میرا حصہ بھی علی علیہ السلام کو دیدینا زائدہ کہنے لگا مبارک ہو ایسے حصے پانے والے کو +

جناب امیرؑ کا ہاتھ عدد میں حضرتؐ کے ہاتھ کی مثل ہونا

عن حبشی بن جنادۃ رض قال کنت جالسا عند ابی بکر فقال من کانت لہ عدۃ عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلیقوم فقام رجل فقال یا خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعدنی بثلاث حثیات من تمرۃ قال فقال ارسلوہ الی علی فقال یا ابا الحسن ان ھذا یزعم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعدہ بثلاث حثیات من تمر فاحثہا لہ قال فحثہا لہ قال ابو بکر عدوھا فوجدوا فی کل حثیۃ ستین تمرۃ لا تزید واحدۃ علی الاخری فقال ابو بکر صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لی لیلۃ الہجرۃ ونحن خارجون من الغار نرید المدینۃ یا ابا بکر کفی وکف علی فی العدد سواء اخرجہ ابن السمان نقلت من ریاض النضرۃ حبشی بن جنادہ کہتا ہے کہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے جس شخص کے ساتھ جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے کوئی وعدہ کیا ہو اسکو چاہئے کہ کھڑا ہو جائے ایک شخص نے کھڑے ہو کر بیان کیا کہ یا خلیفہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مجھ سے حضرت نے تین لپ بھر کر کھجوروں کے دینے کا وعدہ کیا تھا حضرت ابوبکرؓ نے کہا اسکو جناب علی علیہ السلام کے پاس لیجاؤ اور عرض کرو یا ابا الحسن اس شخص کا زعم ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے تین لپ بھر کھجوروں کا وعدہ کیا تھا۔ آپ اسکو کھجوروں کے تین لپ بھر کر دیدیں جناب امیرؑ نے وہ کھجوریں اسکو دیدیں حضرت ابوبکرؓ نے کہا ہر ایک لپ کے چھوہارے شمار کرو۔ ہر ایک میں ساٹھ ساٹھ چھوہارے تھے کسی میں ایک عدد بھی زیادہ نہیں تھی ابوبکر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے اللہ اور اللہ کا رسول سچا ہے۔ ہم ہجرت کی رات غار سے

نکل چکے تھی کہ حضرت نے مجھ سے فرمایا یا ابا بکر میرا ہاتھ اور علی کا ہاتھ تعداد میں برابر ہے ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب امیرؑ کا شجرہ واحد سے ہونا

عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا و علی من شجرۃ واحدۃ والناس من اشجار شتی (اخرجہ الطبرانی والدیلمی والحاکم وابوبکر مردویہ والخوارزمی وابن المغازلی) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور علی ایک شجرہ سے ہیں اور دوسرے لوگ متفرق شجروں سے ہیں ۔

(۲) عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول یا علی الناس من اشجار شتی وانا وانت من شجرۃ واحدۃ ثم قرء وجنات من اعناب وزرع ونخیل صنوان وغیر صنوان یسقی بماء واحد (اخرجہ ابن مردویہ وھو صحیح علی رای الحاکم) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلعم کو جناب امیرؑ سے فرماتے ہوئے سنا کہ لوگ متفرق شجروں سے ہیں اور میں اور تو یا علیؑ ایک شجرہ سے ہیں پھر حضرت نے اس آیت کو پڑھا اور باغ انگوروں سے اور کھیتیاں اور کھجوریں ایک جڑ میں کی اور بن علی جڑیں یعنے ایک تنہائی میں ایک کھجور پلائی جاتی ہیں ایک پانی سے ۔

(۳) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا و علی من شجرۃ واحدۃ والناس من اشجار شتی (اخرجہ الحاکم) عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میں اور علی ایک شجرہ سے ہیں اور دوسرے لوگ متفرق شجروں سے ہیں ۔

(۴) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشبہت خلقی وخلقی وانت من شجرتی التی انا منہا (اخرجہ الخطیب فی فضائل الصحابہ) جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا تیرا خلق اور تیری خلقت میری مشابہ ہے اور تو اسی شجرہ سے ہے جس سے کہ میں ہوں ۔

(۵) عن ابی امامۃ الباہلی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ خلق الانبیاء من اشجار شتی وخلقنی وعلیا من شجرۃ واحدۃ فانا اصلہا وعلی فرعہا وفاطمۃ لقاحہا والحسن والحسین ثمرہا فمن تعلق من اغصانہا نجا ومن زاغ عنہا ہوی ولو ان عبدا عبد اللہ بین الصفا والمروۃ الف عام ثم لم یدرک محبتنا اکبہ اللہ علی منخریہ فی النار ثم تلا قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی (اخرجہ الطبرانی) ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور انبیاء علیہ التحیۃ والثنا ارشاد فرماتے تھے کہ بتحقیق اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو متفرق شجروں سے پیدا کیا ہے اور مجھکو اور علی کو ایک شجرہ سے بنایا ہے جس میں اسکی جڑ ہوں اور علی اسکی شاخ ہے اور فاطمہ اسکا پیوند ہیں اور حسن اور حسین اسکے پھل ہیں پس جس شخص نے اسکی شاخ کو پکڑا وہ نجات پایگا اور جس نے اسے چھوڑ دیا وہ سرنگوں گرپڑا اور اگر کوئی بندہ ہزار برس صفا و مروہ کے درمیان خدا کی عبادت کرے اور پھر ہماری محبت کو حاصل نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اُسے ناک کے بل آگ میں گرائیگا پھر حضرت نے اس آیت کو پڑھا کہدو یا محمد نہیں مانگتا

سے مستقل باب میں کشتی درج ہے ۔ اشعب سے الخ کرون ازحق وشک نمودند ۱۲ سے ہو گیا از بالا تو افتادن ۱۲ منہ

بدلہ نہیں مانگتا تم سے اسپر کچھ مزدوری مگر قرابتیوں کی دوستی ؛

(۶) عن ابی الزبیر المکی قال سمعت جابر بن عبد اللہ یقول کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعرفات وعلی تجاھہ فاومی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی علی وقال ادن منی فدنا علی منہ فقال خمسک فی خمسی یعنی کفک فی کفی یا علی خلقت انا وانت من شجرۃ انا اصلہا وانت فرعہا والحسن والحسین اغصانہا فمن تعلق بغصن منہا ادخلہ اللہ الجنۃ یا علی لو ان امتی صاموا حتی یکونوا کالحنایا وصلوا حتی یکونوا کالاوتار ثم ابغضوک لاکبہم اللہ تبارک وتعالی علی وجوہہم فی النار (اخرجہ عبد اللہ ابن احمد بن حنبل وابو نعیم وابن المغازلی فی المناقب والطبرانی وابن عساکر) ابو زبیر مکی کہتے ہیں کہ میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ ایک وقت جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کوہ عرفات پر رونق افروز تھے جناب امیر حضرت کے سامنے آرہے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو اشارہ سے اپنے پاس بلایا جب وہ حضرت میں حاضر ہوئے آپ نے ارشاد کیا اپنا پنجہ میرے پنجہ میں ڈال یا علی میں اور تو ایک شجرہ سے پیدا ہوئے ہیں میں اصل ہوں اور تو اسکی فرع ہے حسن و حسین اسکی شاخیں ہیں جس کسی نے اسکی شاخ کو پکڑا خدا نے اسے جنت میں داخل کیا یا علی اگر میری امت کے لوگ اسقدر روزے رکھیں کہ مثل کمان کی ٹیڑھے ہو جائیں اور یہانتک نماز پڑھیں کہ مثل تار کی باریک ہو جائیں پھر اگر تجھ سے بغض رکھیں تو خدا تعالی انکو منہ کے بل دوزخ کی آگ میں گرائیگا ؛

(۷) عن عاصم بن حمزہ عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ خلقنی وعلیا من شجرۃ انا اصلہا وعلی فرعہا والحسن والحسین ثمرہا والشیعۃ ورقہا فہل یخرج من الطیب الا الطیب انا مدینۃ العلم وعلی بابہا فمن اراد العلم فلیأت الباب (اخرجہ الخطیب فی تاریخہ ومحمد یوسف الکنجی الشافعی فی کفایۃ الطالب) عاصم بن حمزہ جناب امیر علیہ السلام سے ناقل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ بتحقیق اللہ تعالی نے مجھکو اور علی کو ایک شجرہ سے پیدا کیا ہے میں اسکی اصل اور علی اسکی فرع ہے حسن و حسین اسکے ثمر ہیں ہمارے شیعہ اسکے پتے ہیں کیا پاک سے پاک کے سوا کچھ اور پیدا ہو سکتا ہے میں علم کا شہر ہوں علی اسکا دروازہ ہے جو شخص کہ علم کے شہر تک پہونچنا چاہتا ہے اسکو چاہیے کہ دروازہ کے پاس آئے ؛

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب امیر کا ایک نور سے ہونا

(۱) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلقت انا وعلی من نور واحد من قبل ان یخلق آدم باربعۃ عشر الف عام فلما خلق اللہ آدم سرنا فی صلبہ ثم نقلنا من کرام الاصلاب الی مطہرات الارحام حتی صرنا فی صلب عبد المطلب ثم اقتسمنا نصفین فصرت فی صلب عبد اللہ وصار علی فی صلب ابی طالب واختارنی بالنبوۃ والبرکۃ واختار علیا بالشجاعۃ والعلم والفصاحۃ واشتق لنا اسمین من اسمائہ فاللہ محمود وانا محمد واللہ الاعلی وہذا علی (اخرجہ ابن السبع الاندلسی

فی کتابہ الشفا والصالحانی والکلاعی وسید محمد جعفر مکی وابراہیم وصابی)
جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ شافع روز جزا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ میں اور علی ہم حضرت آدم سے دو ہزار برس پہلے ایک نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ جب آدم علیہ السلام پیدا ہوئے تو وہ نور ان کے صلب میں چلا گیا پھر وہ بزرگ پشتوں سے پاک ارحام میں منتقل ہوتا رہا یہانتک کہ عبدالمطلب کی صلب میں پہنچا پھر وہ نور دو ٹکڑے ہو گیا میرا نور عبداللہ کی صلب میں اور علی کا نور ابو طالب کی صلب میں چلا گیا پس خدا تعالیٰ نے مجھ کو نبوت کے ساتھ اور علی کو شجاعت اور علم اور فصاحت کے ساتھ انتخاب فرما کر اپنے اسماء مبارک میں سے ہمارے لئے دو نام مشتق کئے پس اللہ تعالیٰ محمود ہے اور میں محمد ہوں اور اللہ تعالیٰ اعلیٰ ہے اور یہ علی ہے۔

(۲) عن الحسین بن علی عن ابیہ علیہما السلام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنت انا و علی نوراً بین یدی اللہ تعالیٰ من قبل ان یخلق آدم باربعۃ عشر الف عام فلما خلق اللہ تعالیٰ آدم سلک ذلک النور فی صلبہ فلم یزل اللہ تعالیٰ ینقلبہ من صلب الی صلب حتی اقرہ فی صلب عبد المطلب فقسمہ نصفین قسمان صلب عبد اللہ وقسمان فی صلب ابی طالب فعلی منی وانا منہ لحمہ لحمی ودمہ دمی فمن احبہ فبحبی احبہ ومن ابغضہ فببغضی ابغضہ (اخرجہ مردویہ والخوارزمی وشہاب الدین احمد والمطرزی والعاصمی) جناب امام حسین علیہ السلام اپنے والد ماجد جناب امیر علیہ السلام سے روایت فرماتے ہیں کہ جناب سرور دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ جناب آدم علیہ السلام کی پیدائش سے چودہ ہزار برس پہلے میں اور علی خدا کے سامنے ایک نور تھے جب خدا تعالیٰ نے آدم کو مخلوق کیا تو وہ نور انکی صلب اطہر میں چلا گیا پھر پروردگار عالم اس نور کو ہمیشہ ایک صلب سے دوسری صلب میں منتقل کرتا رہا یہانتک کہ عبدالمطلب کی صلب میں وہ نور جاگزین ہوا پھر خدا نے اس کو دو حصے کر دیئے ایک حصہ عبداللہ کی صلب کو اور ایک ابو طالب کی صلب کو تقسیم کیا پس علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اسکا گوشت میرا گوشت ہے اور اسکا خون میرا خون ہے جس نے اس سے محبت کی پس اس نے میری محبت کیوجہ سے اس سے محبت کی اور جس نے اس سے بغض رکھا پس میرے بغض کی وجہ سے اس سے بغض رکھا۔

(۳) عن سلمان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنت انا و علی نوراً بین یدی اللہ تعالیٰ قبل ان یخلق آدم باربعۃ الاف عام فلما خلق آدم قسم ذلک النور جزئین فجزء انا وجزء علی (اخرجہ احمد فی المناقب وعبد اللہ بن احمد بن حنبل والخوارزمی وابن عساکر والحمیری ومحب الطبری وابن المغازلی عنہ وعن ابی ذر الغفاری رضی اللہ عنہ وفی روایۃ الدیلمی خلقت انا و علی من نور واحد قبل ان یخلق آدم باربعۃ الف عام فلما خلق اللہ تعالیٰ آدم رکب ذلک النور فی صلبہ فلم نزل فی شئ واحد حتی افترقنا فی صلب عبد المطلب ففی النبوۃ وفی علی الخلافۃ وفی روایۃ ابی الفتح محمد ابن علی بن ابراہیم النطنزی فی خصائص العلوی تنزلنا

سلمان قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول خلقت انا وعلی من نور عن یمین العرش
نسبح اللہ ونقدسہ من قبل ان یخلق اللہ عزوجل آدم باربع عشر الاف سنۃ فلما خلق اللہ آدم
نقلنا الی اصلاب الرجال وارحام النساء الطاہرات ثم نقلنا الی صلب عبد المطلب وقسمنا
بنصفین فجعل النصف فی صلب عبد اللہ وجعل النصف فی صلب ابی طالب فخلقت من ذلک النصف و
خلق علی من النصف الاخر واشتق لنا من اسمائہ اسماء واللہ محمود وانا محمد واللہ الاعلی
علی واخو علی واللہ فاطر وابنتی فاطمۃ واللہ محسن وابنای الحسن والحسین فکان اسمی فی الرسالۃ
وکان اسمہ فی الخلافۃ والشجاعۃ فانا رسول اللہ وعلی سیف اللہ سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ چار ہزار برس آدم کی پیدائش سے پہلے میں اور علی خدا
کے سامنے ایک نور تھے خدا نے آدم کو پیدا کر کے اس نور کو دو جزوں میں تقسیم کیا پس ایک جزو تو میں
ہوں اور ایک جزو علی ہیں۔ امام احمد بن حنبل اور انکے فرزند ارجمند عبد اللہ اور اخطب خوارزم اور
ابن عساکر اور حموینی اور محب طبری نے سلمان سے اور فقیہ ابن المغازلی نے سلمان اور ابوذر غفاری
نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور دیلمی نے فردوس الاخبار میں حضرت سلمان سے اسطرح پر روایت
کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ چار ہزار برس آدم کی پیدائش سے پہلے میں اور
علی ایک نور سے پیدا ہوئے ہیں جب خدا نے آدم کو پیدا کیا تو اس نور کو آدم کی صلب میں رکھ دیا
پس ہمیشہ ایک ہی چیز میں ہم باہم اکٹھے رہتے چلے آئے ہیں یہانتک کہ ہم عبد المطلب کی صلب میں
ایک دوسرے سے جدا ہو گئے پس مجھ میں نبوت اور علی میں خلافت ہے اور ابو الفتح محمد بن علی بن ابراہیم
نطنزی خصائص العلویہ میں سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آدم سے چودہ ہزار برس پہلے میں اور علی عرش کے داہنی طرف ایک
نور سے پیدا ہوئے ہیں ہم خدا کی تسبیح اور تقدیس کیا کرتے تھے جب خدا نے آدم کو پیدا کیا تو ہم کو مردوں کی
پاک پشتوں سے عورتوں کی پاک رحموں کیطرف منتقل فرمایا یہانتک کہ ہم منتقل ہو کر عبد المطلب کی
صلب تک پہنچے پھر ہم کو دو حصوں پر تقسیم کر دیا ایک حصہ عبد المطلب کی صلب میں اور ایک حصہ
ابوطالب کی صلب میں تقسیم کر دیا مجھے ایک حصہ سے اور علی کو دوسرے حصہ سے بنایا اور ہمارے لئے اپنے اسماء
حسنیٰ میں نام مشتق کئے پس اللہ محمود ہے اور میں محمد ہوں اور اللہ تعالیٰ اعلیٰ ہے اور میرا بھائی علی ہے
اور اللہ تعالیٰ فاطر ہے اور میری بیٹی فاطمہ ہے اور اللہ محسن ہے اور میرے دو لعل بیٹے حسن اور حسین
ہیں پس میرا نام پیغمبری میں اور علی کا نام خلافت اور شجاعت میں درج کیا۔ میں خدا تعالیٰ
کا رسول ہوں اور علی علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی تلوار ہے ✦

(۴) عن جابر بن عبد اللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ عزوجل انزل قطعۃ من نور
فاسکنہا فی صلب آدم فساقہا حتی قسمہا جزئین جزء فی صلب عبد اللہ وجزء فی صلب ابی طالب
فاخرجنی نبیا واخرج علیا وصیا (اخرجہ فقیہ ابن المغازلی) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ خدا تعالےٰ نے نور کا ایک ٹکڑا نازل فرمایا۔ اور اسکو جناب آدم کی صُلب میں ٹھیرایا پھر اسکو آگے چلایا یہانتک کہ اسکی دو جزیں بنائیں ایک جزو کو عبد اللہ کی صُلب میں اور ایک جزو کو ابو طالب کی صُلب میں رکھا پس مجھکو نبی اور علیؓ کو وصی بنا کر نکالا ⁂

(۵) **عن** ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلق اللہ تعالیٰ قضیبا من نور قبل ان یخلق الدنیا باربعین الف عام فجعله امام العرش حتیٰ کان اول مبعثی فشق منه نصفا فخلق منه نبیکم فالنصف الاخر علی بن ابیطالب (اخرجه الخطیب البغدادی فی تاریخه ومحمد بن یوسف الکنجی الشافعی فی کفایة الطالب والزرندی وشهاب الدین احمد والحموینی عن ابن عباس قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لعلی خلقت انا وانت من نور اللہ تعالیٰ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب سرور انبیاء علیہ السلام ارشاد فرماتے تھے کہ دنیا کی پیدائش سے چالیس ہزار برس پہلے خدا تعالےٰ نے ایک نور کی چھڑی پیدا کر کے عرش کے سامنے گاڑدی یہانتک کہ میری پیدائش کا آغاز ہوا اس سے آدھی کو توڑکر تمہارے نبی کو پیدا کیا اور دوسرے آدھے ٹکڑے سے علی بن ابیطالب کو بنایا ⁂

حموینی ابن عباس سے ناقل ہیں کہ وہ کہتے تھے کہ میں نے جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جناب امیر سے فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ میں اور تو خدا کے نور سے پیدا ہوئے ہیں ⁂

(۶) **عن** الشیخ عبد القادر الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ مرفوعًا عن ابی هریرة رضی اللہ عنه عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه قال لما خلق اللہ تعالیٰ ابا البشر ونفخ فیه من روحه التفت آدم یمنة العرش فاذا النور خمسة اشباح سجدا ورکعا قال آدم یارب هل خلقت احدا من طین قبلی قال لا یا آدم قال فمن هؤلاء الخمسة الذین اراهم فی هیئتی وصورتی قال هؤلاء خمسة من ولدك ولولاهم ما خلقتك هؤلاء خمسة شققت لهم خمسة اسماء من اسمائی لولاهم ما خلقت الجنة ولا النار ولا العرش ولا الکرسی ولا السماء ولا الارض ولا الملائکة ولا الانس ولا الجن فانا المحمود وهذا محمد وانا العالی وهذا علی وانا الفاطر وهذه فاطمة وانا الاحسان وهذا الحسن وانا المحسن وهذا الحسین آلیت بعزتی انه لا یاتینی بمثقال حبة من خردل من بغض احدهم الا ادخلته ناری ولا ابالی یا آدم هؤلاء صفوتی بهم انجیهم وبهم اهلکهم فاذا کان لك حاجة فبهؤلاء توسل فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحن سفینة النجاة من تعلق بها نجی ومن حاد عنها هلك فمن کان له الی اللہ حاجة فلیسأل بنا اهل البیت (اخرجه ابو القاسم عبد الکریم بن محمد بن عبد الکریم الرافعی وابراهیم بن الحموینی) شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے اسناد کو ابو ہریرہ تک پہونچاتے ہیں کہ انہوں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جب حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت ابو البشر علیہ السلام کو پیدا کیا اور اُس کے جسم میں اپنی روح کو پھونکا جناب آدم نے عرش کے داہنے بازو کیطرف نگاہ اٹھا کر دیکھا تو اسمیں پانچ تن پاک کے جسموں کا نور

رکوع اور سجود کر رہا ہے۔ آدم نے عرض کیا اے پروردگار کیا تو نے کسی کو مجھ سے پہلے مٹی سے پیدا کیا ہے رب العزت نے فرمایا نہیں آدم نے عرض کیا پس یہ کون اشخاص ہیں کہ جن کو میں اپنی ہیئت اور صورت میں دیکھ رہا ہوں خدا تعالےٰ نے فرمایا یہ تیری اولاد میں سے پانچ شخص ہیں اور جس چیز سے میں نے تجھے پیدا کیا ہے یہ اُس سے نہیں ہیں اُن کے لئے میں نے اپنے ناموں سے پانچ نام مشتق کئے ہیں۔ اگر یہ نہ ہوتے تو میں جنت دوزخ عرش کرسی آسمان زمین فرشتے انسان جن وغیرہ اشیاء کو نہ پیدا کرتا پس میں محمود ہوں اور یہ محمدؐ ہے اور میں عالی ہوں یہ علی ہے میں فاطر ہوں۔ یہ فاطمہ ہے میں احسان والا ہوں یہ حسن ہے میں محسن ہوں یہ حسین ہے۔ مجھے اپنی عزت کی قسم ہے کہ اگر کوئی ایک خردل کے دانہ کے برابر بھی انکا بغض لیکر میرے پاس آئیگا تو میں اُس شخص کو ضرور دوزخ میں دھکیلونگا اور مجھ کو اُسکی کچھ بھی پرواہ نہیں ہوگی۔ اے آدم یہ میرے برگزیدہ ہیں میں انکی وجہ سے بہت سے لوگوں کو نجات بخشونگا۔ اور انکی وجہ سے بہت سے لوگوں کو ہلاک کرونگا جب تجھے کوئی حاجت پیش آیا کرے تو ان کی ذات کیساتھ وسیلہ پکڑا کر۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ ہم نجات کی کشتی ہیں جس نے اس کشتی کے ساتھ اپنا تعلق اختیار کیا وہ نجات پا گیا اور جس نے اس سے اعراض کیا وہ ہلاک ہو گیا پس جس کسی کو خدا کی جناب سے اپنی حاجت روائی منظور ہو اسکو چاہئے کہ ہم اہل بیت کو درگاہ الٰہی میں وسیلہ لائے۔

(۷) **عن** انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلقت انا و علی من نور واحد نسبح اللہ عزوجل فی یمنۃ العرش قبل خلق الدنیا ولقد سکن ادم الجنۃ ونحن فی صلبہ ولقد رکب نوح السفینۃ ونحن فی صلبہ ولقد قذف ابراھیم فی النار ونحن فی صلبہ فلم نزل یقلبنا اللہ عزوجل من اصلاب طاھرۃ حتی انتہی بنا الی صلب عبد المطلب فجعل ذالک النور نصفین فجعلنی فی صلب عبد اللہ وجعل علیا فی صلب ابیطالب وجعل فی النبوۃ والرسالۃ وجعل فی علی الفروسیۃ والفصاحۃ واشتق لنا اسمین من اسمائہ فرب العرش محمود وانا محمد وھو الاعلی وھذا علی اخرجہ ابوحاتم وابو محمد احمد بن علی العاصمی فی زین الفتی فی شرح سورہ ھل اتے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ میں اور علی ایک نور سے پیدا ہوئے ہیں ہم خلقت کی پیدائش سے پہلے عرش کے داہنے بازو کیطرف خدا کی تسبیح کیا کرتے تھے جب خدا تعالےٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو بہشت میں سکونت کرنیکا حکم دیا تو ہم انکی صلب میں موجود تھے پس جب حضرت نوح علیہ السلام کشتی میں سوار ہوئے تو ہم اُسوقت بھی انکی پشت میں موجود تھے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ میں ڈالے گئے تو ہم انکی پشت میں موجود تھے اسیطرح سے ہمکو پروردگار ایک پشت سے دوسری پاک پشت کیطرف منتقل کرتا رہا۔ یہانتک کہ ہم کو عبدالمطلب کی صلب کیطرف منتقل کر کے اس نور کو دو حصوں میں بانٹ دیا مجھے عبداللہ کی صلب میں اور علی کو ابوطالب کی صلب میں منتقل کر دیا مجھ کو نبوت اور رسالت دی اور علی کو شہسواری اور

فصاحت سے ممتاز فرمایا۔ اور ہماری لئے اپنے اسماءحسنہ میں سے دو نام مشتق فرمائے پس عرش کا پروردگار محمود ہے اور میں محمد ہوں اور وہ اعلیٰ ہے اور یہ علیؑ ہے۔

جناب سرور کائنات اور جناب علیؑ کا جسم اطہر ایک خاک پاک سے بنا ہے

عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کل مولود یولد فھو فی سبرتہ من التربۃ التی خلق منھا وانا علی ابن ابی طالب خلقنا من تربۃ واحدۃ (اخرجہ العاصمی) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور دنیا ودین علیہ الف الف التحیہ والثنا فرماتے تھے کہ جو لڑکا کہ تولد ہوتا ہے اسکی ناف میں خاص اس مٹی کا حصہ ہوتا ہے جس سے وہ پیدا کیا جاتا ہے لیکن میں اور علیؑ ایک مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں۔

جناب امیرؑ کے نور سے فرشتوں کا پیدا ہونا

عن عثمان ابن عفان قال قال عمر بن الخطابؓ رضی اللہ عنہ ان اللہ تعالیٰ خلق ملائکۃ من نور وجہہ علی بن ابیطالب (اخرجہ ابو المؤید موفق بن احمد بن ابی سعید اسحاق المعروف باخطب خوارزم فی المناقب) جناب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ وتقدس نے اپنے فرشتوں کو علی بن ابی طالب کے مونہہ کے نور سے پیدا کیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جناب امیرؑ کو قربانی میں شریک کرنا

قال ابن اسحاق فی سیرتہ حدثنی عبد اللہ بن نجیح ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان بعث علیا الی نجران فلقیہ بمکۃ فقد احرم فدخل علی فاطمۃ فوجدھا قد حلت وتھیات فقال مالک یا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نحل بعمرۃ فحللنا قال ثم اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما فرغ من الخبر عن سفرہ قال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انطلق فطف بالبیت وحل کما حل اصحابک قال یا رسول اللہ انی قلت حین احرمت اللھم انی احل بما احل بہ نبیک وعبدک ورسولک قال فھل معک من ھدی قال لا فاشرکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ھدیہ وثبت علی احرامہ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی فرغ من الحج ونحر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عنھما ابن اسحاق سیرۃ النبویہ میں لکھتے ہیں کہ مجھ سے عبداللہ بن نجیح نے بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے جناب امیرؑ کو نجران کیطرف بھیجا ہوا تھا جب وہ وہاں سے لوٹ کر آئے تو احرام باندھے ہوئے تھے پس حضرت نے ملاقات کی اور جناب سیدہ کو دیکھا کہ احرام سے نکلنے کی تیاری کر رہی ہیں جناب امیرؑ نے کہا اے رسول خدا کی بیٹی آپ نے کیوں احرام کھولدیا ہے جناب سیدہ نے فرمایا کہ ہم کو حضرت نے عمرہ کے احرام کے کھولنے کا حکم دیا ہے پس ہم نے احرام کھولدیا ہے جناب امیر حضرت کے پاس تشریف لیگئے جب سفر کے حالات حضرت سے عرض کر چکے

تو حضرت نے فرمایا جاؤ طواف کرکے اپنے دوستوں کیطرح سے تم بھی احرام کھولڈالو جناب امیرؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے احرام باندھتے وقت دعا کی تھی کہ اے پروردگار جس طرح سے تیرا نبی اور تیرا رسول اپنا احرام کھولیگا میں بھی اسی طرح سے اپنا احرام کھولونگا حضرت نے فرمایا کیا تیرے پاس قربانی کیلئے کوئی جانور ہے عرض کیا نہیں پس حضرت نے جناب امیرؑ کو اپنی قربانی میں شریک بنایا اور جناب امیر بدستور جناب رسولخدا صلعم کے ساتھ احرام باندھے رہے یہانتک کہ حضرت حج سے فارغ ہوکر جناب امیرؑ کیطرف سے بھی قربانی کی +

(۱) **عن** جابر قال نحر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثا وستین بدنۃ واعطا علیا النحر فنحر ما غبر منہا واشرکہ فی ھدیۃ ثم امر من کل بدنۃ ببضعۃ فجعلت فی قدر فطبخت فاکلا من لحمہا و شربا من مرقہا اخرجہ المسلم ۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور انبیا علیہ السلام نے اپنے خاص دست مبارک سے تریسٹھ اونٹ قربانی کئے انکے علاوہ جسقدر کہ قربانی کے لئے باقی اونٹ رہ گئے انکی قربانی کیلئے جناب امیرؑ کو سپرد فرمایا اور انکو قربانی میں شریک کیا پھر ایک اونٹ سے تھوڑا سا ٹکڑا کاٹنے کا حکم دیا پس وہ ایک ہنڈیا میں پکوا کر دونوں صاحبوں نے کھایا اور اسکا شوربا پیا +

(۲) **عن** علی قال امرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اقوم علی بدنہ وان اصدق بلحمہا وجلودھا وان لا اعطی الجزار منہا شیئا فقال نحن نعطیہ من عندنا (اخرجہ المسلم) جناب امیر علیہ السلام کہتے ہیں کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے اونٹ کی قربانی کیلئے حکم دیا اور فرمایا کہ اس کا تمام گوشت اور پوست خیرات کردے اور قصاب کو اس میں سے کوئی شے نہ دیجائے جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہم قصاب کو اپنی طرف سے دیتے ہیں +

جناب امیرؑ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سے ہمیشہ قربانی کرنا

عن علی قال امرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اضحی عنہ ابدا فکان یضحی عنہ الی ان استشہد بکبشین املحین (اخرجہ الترمذی) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ مجھے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے ہمیشہ قربانی کرنے کا حکم دیا تھا پس جناب امیر اپنی شہادت تک حضرت کی جانب سے دو چتلے مینڈھے قربانی کیا کرتے تھے +

(**تنبیہ**) اس حدیث کے تحت میں محمد بن شہاب الزہری جنہوں نے سب سے اول بحکم عمر بن عبد العزیز حدیث کو مدون کیا ہے کہتے ہیں انما خص علیا بذلک دون اقاربہ واہلہ لقربہ منہ فکانہ صلی اللہ علیہ وسلم فعل بنفسہ (تذکرہ خواص الامہ لسبط ابن الجوزی) یعنے جناب رسالت آب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تمام اقارب اور اہل کے سوا جناب امیر کو اس قربانی کیلئے بوجہ آپکی قرابت قریبہ کے مخصوص فرمایا گویا کہ جناب امیر کا قربانی کرنا خود حضرت کا قربانی کرنا تھا +

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب امیرؑ کا قبض روح انہیں کی مشیت پر موقوف ہونا

عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اسری بی مررت بملک جالس علی سریر من نور احدی رجلیہ فی المشرق والاخری فی المغرب بین یدیہ لوح ینظر فیہ والدنیا کلہا بین عینیہ والخلق بین رکبتیہ ویدہ تبلغ المشرق والمغرب فقلت یا جبریل من ھذا قال ھذا عزرائیل تقدم فسلم علیہ فتقدمت وسلمت علیہ فقال وعلیک السلام یا احمد ما فعل ابن عمک علی فقلت اتعرف ابن عمی علی قال وکیف لا اعرف وقد وکلنی اللہ بقبض ارواح الخلائق ما خلا روحک وروح ابن عمک علی بن ابیطالب کما بمشیتہ (اخرجہ الملا فی سیرتہ) ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ شب معراج میں ہم نے ایک فرشتہ نور کی کرسی پر بیٹھا ہوا دیکھا اور اسکے آگے ایک لوح تھی جس میں وہ دیکھ رہا تھا تمام دنیا اس کے سامنے اور خلائق اس کے زانوؤں میں تھی۔ اس کا ہاتھ مشرق سے مغرب تک پہنچتا تھا۔ ہم نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہے جواب دیا یہ عزرائیل ہے آپ بڑھکر سلام کریں میں نے بڑھکر سلام کیا اس نے جواب سلام دیکر کہا یا احمد آپکے چچازاد بھائی علی ابن ابیطالب کیا کر رہے ہیں۔ ہم نے کہا کیا تم علی ابن ابیطالب پہچانتے ہو کہنے لگا میں کیوں نہیں پہچانتا خدا نے مجھے خلائق کے ارواح قبض کرنے پر موکل فرمایا ہے بجز آپ کے اور آپکے ابن عم کے ارواح کے۔ کیونکہ وہ آپ دونوں کے ارادہ پر موقوف ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جناب امیرؑ کو اپنی ہر ایک دعا میں شریک کرنا

(۱) عن عبد اللہ بن الحارث رضی اللہ عنہ قال قلت لعلی بن ابیطالب اخبرنی بافضل منزلتک من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال بینا انا نائم عندہ وھو یصلی فلما فرغ من صلوتہ قال یا علی ما سالت اللہ عزوجل من الخیر الا سالت لک مثلہ وما استعذت اللہ من الشر الا استعذت لک مثلہ (اخرجہ المحاملی اعالیہ) عبد اللہ بن الحارث سے منقول ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام سے کہا کہ آپ مجھے اپنی بہترین منزلت سے خبردار کریں جو آپکی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی فرمایا میں ایک دفعہ سو گیا تھا حضرت میرے پاس نماز پڑھ رہے تھے جب آپ نماز سے فارغ ہوئے مجھ سے فرمایا یا علی ہم نے کوئی ایسی نیکی خدا سے طلب نہیں کی کہ ویسی ہی تیرے لئے طلب نہ کی ہو اور کسی شر سے اپنے لئے خدا سے پناہ نہیں مانگی کہ ویسی تیرے لئے نہ مانگی ہو۔

(۲) عن علی قال جئت وجعا شدید فاتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاقامنی فی مکانہ وقام یصلی والقی علی طرف ثوبہ ثم قال قم یا علی فقد برئت لا باس علیک وما دعوت اللہ لنفسی شیئا

الا دعوت لک بمثلہ وما دعوت الا قد استجیب الی الا انہ قیل لا نبی بعدک (اخرجہ النسائی فی الخصائص وابن عاصم وابن جریر وصححہ ابن شاہین فی السنۃ) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے درد شدید لاحق ہوا۔ میں حضرت کے حضور میں گیا مجھے حضرت بٹھا کر نماز کو کھڑے ہو گئے۔ اور فارغ ہو کر اپنے کپڑے کا کونا مجھ پر پھاڑ دیا۔ اور فرمایا یا علی اٹھ کھڑا ہو۔ بہ تحقیق تو تندرست ہو گیا ہے۔ اب تجھے کسی قسم کا خوف باقی نہیں ہے۔ میں نے اپنے لئے کوئی دعا نہیں کی کہ ویسی ہی تیرے لئے نہ کی ہو۔ اور میں نے کوئی دعا نہیں مانگی کہ وہ مقبول نہ ہوئی ہو۔ مگر یہ بات کہی گئی کہ تیرے بعد نبی نہیں ہوگا۔

(۲۳) **عن** سلیمان بن عبد اللہ بن الحارث عن جدہ عن علی قال مرضت فعادنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدخل علی وانا مضطجع فاتکی الی جنبی فلما رانی قد ضعفت سجانی ثوبہ واقام الی المسجد یصلی فلما قضی صلوتہ جاء فرفع الثوب عنی وقال قم یا علی قد برات فقمت وقد برات کانما لم اشتک شیئا قبل ذالک فقال ما سالت ربی شیئا فی صلوتی الا اعطانی وما سالت لنفسی شیئا الا قد سالتہ لک (اخرجہ النسائی فی الخصائص فی فضائل الصحابۃ) سلیمان بن عبد اللہ بن الحارث اپنے جد امجد سے اور وہ جناب امیر علیہ السلام سے ناقل ہیں کہ ایک دفعہ میں بیمار ہو گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لئے تشریف لائے میں لیٹا ہوا تھا آپ میرے پہلو کے ساتھ تکیہ لگا کر بیٹھ گئے جب آپ نے میری ناتوانی کا ملاحظہ فرمایا۔ اپنا کپڑا مجھے اڑھا دیا اور نماز کیلئے مسجد میں تشریف لے گئے نماز سے فارغ ہو کر پھر تشریف لائے اور مجھ سے کپڑا اٹھا کر فرمایا۔ یا علی اٹھ کھڑا ہو بہ تحقیق تو تندرست ہو گیا ہے۔ میں اٹھ کھڑا ہوا بے شک تندرست ہو گیا گویا کہ میں بیمار ہی نہیں ہوا تھا۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے خدا سے نماز میں کوئی چیز طلب نہیں کی کہ وہ مجھ کو نہ دیگئی ہو۔ اور میں نے اپنی ذات کیلئے کوئی دعا نہیں کی کہ ویسی ہی تیرے لئے نہ کی ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت جناب امیر کی حال پر

عن ابراہیم بن عبیدۃ بن رفاعۃ بن رافع الانصاری عن ابیہ عن جدہ قال اقبلنا من بدر ففقدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنادت الرفقا بعضہا بعضا افیکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوقفوا حتی جاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومعہ علی بن ابی طالب فقالوا یا رسول فقدناک قال ان ابا حسن وجد مصفا فی بطنہ فتخلفت علیہ (اخرجہ بن عبد البر فی الاستیعاب) ابراہیم بن عبیدہ بن رفاعہ بن رافع الانصاری اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتا ہے کہ جب ہم بدر سے آئے تو ہم سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گم ہو گئے۔ رفیقان راہ ایک دوسرے کو پکار کر کہنے لگے کہ آیا تم لوگوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں۔ اسی اثنا میں حضرت جناب علی کے ساتھ تشریف لائے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو ہم نے تلاش کیا تھا فرمایا ابو الحسن کے پیٹ میں پیچش ہو رہی تھی ہم اس لئے ان کے ساتھ پیچھے رہ گئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غصہ کیوقت جناب امیرؑ کے سوا کوئی حضرت سے بات نہیں کر سکتا تھا

عن ام سلمہ قالت رضی اللہ عنہا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا غضب لم یجتری احد ان یکلمہ الا علی (اخرجہ الطبرانی فی الاوسط والحاکم صححہ) جناب اُمّ المومنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جب کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غضب میں ہوتے تو سوا جناب امیر کے کسی کی جرأت نہیں تھی کہ حضرت سے بات کر سکتا تھا۔

جناب امیرؑ کی منزلت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک

(۱) **عن** علی قال کنت اذا سألت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعطانی واذا سکت ابتدانی (اخرجہ الترمذی والنسائی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ میں جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتا تو حضرت مجھے عطا فرماتے اور جب میں چپ رہتا تو حضرت ابتدا فرماتے۔

(۲) **عن** علی قال کان لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدخلان مدخل باللیل ومدخل بالنھار فکنت اذا دخلت باللیل تنحنح لی (اخرجہ النسائی) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دو دفعہ حاضر ہونے کے وقت مقرر تھے۔ ایک دفعہ رات میں اور ایک دفعہ دن میں جب کبھی رات کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتا تو حضرت کھانس دیتے تھے۔

(۳) **عن** علی قال کانت لی منزلۃ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن لاحد من الخلائق فکنت اٰتیہ کل سحر فاقول السلام علیک یا نبی اللہ فان تنحنح انصرف الی اھلی والا دخلت علیہ (اخرجہ النسائی) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مرتبہ تھا کہ تمام خلائق میں سے کسی کا نہ تھا۔ میں ہر صبح حاضر خدمت ہو کر یا نبی اللہ السلام علیکم کہا کرتا تھا اگر حضرت کھانس دیتے تو میں واپس چلا آتا ورنہ حاضر خدمت ہو جاتا۔

(۴) **عن** الشعبی قال ان ابا بکر نظر الی علی فقال من سرہ ان ینظر الی اقرب الناس قرابۃ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واعظمھم منزلۃ عنا فلینظر الی علی بن ابی طالب (اخرجہ ابن السمان) شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جناب علی علیہ السلام کی طرف نظر کر کے کہا کہ جس شخص کی خوشی ہو کہ ایسے آدمی کو دیکھے کہ جو سب سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رشتہ قرابت اور بلند مرتبہ رکھنے والا ہو تو وہ علی کو دیکھ لے۔

حدیث علیؑ منی بمنزلۃ الرأس من جسدی

(۱) عن البراء بن عاذب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی منی بمنزلۃ الراس من جسدی (اخرجہ الخطیب) براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب سرور کونین صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی مجھ سے ایسا ہے جیسکہ سر میرے جسم سے ہے۔

(۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علی منی مثل راس من بدنی (اخرجہ الخطیب فی تاریخہ وابوبکر بن مردویہ فی فوائدہ والدیلمی فی فردوس الاخبار) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی مجھ سے مثل میرے سر کی ہے بدن سے ہے۔

جناب امیر کا منزلہ حضرت سے بمنزلہ حضرت کے خدا سے ہونا

عن الشعبی قال جاء ابوبکر وعلی یزوران قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد وفاتہ بستۃ ایام قال علی تقدم یا خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ابوبکر رضی اللہ عنہ ما کنت اتقدم رجلا سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول علی منی کمنزلتی من ربی (نقلہ محب فی ریاض النضرہ فی فضائل العشرہ) شعبی رحمۃ اللہ علیہ ناقل ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور جناب علی علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو چھہ روز بعد حضرت کی قبر اطہر کی زیارت کیلئے تشریف لائے جناب علی علیہ السلام نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ آگے بڑھیں حضرت ابوبکر نے کہا میں ہرگز ایسے شخص پر تقدم نہیں کرسکتا جسکی شان میں میں نے حضرت کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علیؑ کی منزلت مجھ سے ایسی ہی ہے جیسے کہ میری خدا سے۔

جناب امیر کے سوا آنحضرت کے نام پر نام رکھنا اور اسکے ساتھ حضرت کی کنیت کو شامل کرنا جائز نہیں

(۱) عن علی قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یولد لک ابن نحلتہ اسمی وکنیتی (اخرجہ احمد) جناب امیر علیہ السلام فرماتے تھے کہ مجھ سے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ تجھ ایک بیٹا پیدا ہوگا جسکے لئے میرا نام اور میری کنیت جائز ہوگی۔

(۲) عن محمد بن الحنفیہ عن ابیہ علی قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ولد لک غلام فسمہ باسمی وکنہ بکنیتی وھولک رخصۃ دون غیرک (اخرجہ الذھبی فی المخلص) محمد ابن حنفیہ اپنے والد ماجد جناب امیر سے ناقل ہیں کہ مجھ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تجھے لڑکا پیدا ہو تو میرے نام پر نام اور میری کنیت پر کنیت رکھنا اور لوگوں کے سوا اسکے نہیں رخصت ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جناب امیرؑ کے مونھ سے فال کا لینا

عن سمرة بن جندب رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعجبہ الفال الحسن فسمع علیا یوما وہو یقول ہا خضرة فقال یا ابا الحسن لبیک قد اخذنا فالک من فیک قال فخرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی خیبر فما سل سیف الا سیف علی (اخرجہ محب الطبری فی ریاض النضرة) سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت حسن کی فال بھلی معلوم ہوا کرتی تھی ایک دفعہ حضرت نے جناب امیر علیہ السلام سے سنا وہ کہہ رہے (ہا خضرة) حضرت نے فرمایا ہاں ہمنے ابا الحسن تیرے مونہہ سے فال لی ہے سمرہ بن جندب کہتے ہیں پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کو تشریف لیگئے وہاں حضرت امیر ہی کی تلوار کے سوا کسی کی تلوار نہ چلی۔

جناب امیرؑ کی حزم کی وجہ سے حاطب بن ابی بلتعہ کا خط دستیاب ہوجانا

نقل الامام ابو الحسن الواحدی فی کتابہ المسمی باسباب النزول فی سبب نزول قولہ تعالی یا ایہا الذین امنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیہم بالمودة قال ان مولاة لعمرو بن صیفی بن ہشام بن عبد مناف قدمت من مکة الی المدینة ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتجہز لفتح مکة فلما جاءت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لہا امسلمة جئت قالت لا قال فما جاء بک قالت انتم الاہل والعشیرة وقد احتجت حاجة شدیدة فقدمت علیکم لتعطونی وتکسونی فحث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی عبد المطلب وبنی عبد مناف فکسوہا وحملوہا واعطوہا فانصرفت فنزل جبریل فاخبرہ ان حاطب بن ابی بلتعة قد کتب کتابا الی اہل مکة یقول فیہ من حاطب بن ابی بلتعة الی اہل مکة ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یریدکم فخذوا حذرکم وانہ دفع الکتاب الی الظعینة المذکورة واعطاہا عشرة دنانیر علی ان توصل الکتاب الی اہل مکة فلما اخبر جبریل النبی صلی اللہ علیہ وسلم بذلک اختار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا فبعث معہ الزبیر والمقداد وقال لہم انطلقوا الی روضة خاخ فان بہا ظعینة معہا کتاب من حاطب الی المشرکین فخذوہ منہا وخلوا سبیلہا فان لم تدفعہ الیکم فاضربوا عنقہا فخرجا حتی ادرکوہا فی ذلک المکان فقالوا این الکتاب فحلفت باللہ ما معہا کتاب ففتشوا امتعتہا فلم یجدوا کتابا فہموا بالرجوع وترکہا فقال علی ما کذبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسل سیفہ وجزم علیہا وقال اخرجی الکتاب والا واللہ لاضربن عنقک وصمم علی ذلک فلما رأتہ الجد اخرجت الکتاب من ذوائبہا قد خبأتہ فی عقاصہا فاخذ الکتاب منہا وخلی سبیلہا وعاد الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخذ الکتاب فوجدہ علی ما اخبرہ بہ جبرائیل فاستخرج علی بقوة عزمہ وتصمیم اقدامہ وحزمہ وسلامتہ واحتیاطہ (کذا فی کتاب مطالب السؤل) امام ابو الحسن واحدی کتاب اسباب النزول میں اس آیت کریمہ کہ (اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو میرے اور اپنے دشمنوں

کو دوست مت پکڑو الخ) یہ آیت مستطوم کی شان نزول میں بیان کرتے ہیں۔ کہ عمرو بن صیفی بن ہاشم بن عبد مناف کی ایک لونڈی وہ مکہ سے مدینہ میں آئی۔ ان دنوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی فتح کی تیاری میں تھے جب وہ لونڈی جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پرنور میں پہنچی حضرت نے اس سے پوچھا کیا تو مسلمان بن کر آئی ہے۔ کہنے لگی نہیں۔ حضرت نے فرمایا پھر کیوں آئی ہے۔ عرض کرنے لگی آپ میرے اہل اور میرا کنبہ ہیں۔ مجھے ایک سخت ضرورت پیش آئی ہے جس کیلئے یہاں آئی ہوں۔ آپ مجھے کچھ دیں اور کپڑے پہنائیں حضرت نے بنی عبد المطلب اور بنی عبد مناف کو آمادہ کیا۔ انہوں نے اس کو کپڑا روپیہ دیا وہ لیکر مکہ کو واپس چلی۔ اس کے جانے کے بعد حضرت جبریل نازل ہوئے اور فرمایا کہ حاطب بن ابی بلتعہ نے مکہ والوں کیطرف ایک خط اس مضمون کا لکھا ہے کہ حضرت تمہاری آنیکا قصد رکھتے ہیں تم اپنا بچاؤ کر لو۔ اور وہ خط ظعینہ کو دیا ہے اور اس کو دس دینار اس خط کے پہنچانے کی اجرت دئیے ہیں۔ جب جبریل نے حضرت سے یہ بیان کیا آپنے اس کام کیلئے جناب امیر کو منتخب فرمایا اور انکی رکاب سعادت میں زبیر اور مقداد کو روانہ کیا اور فرمایا کہ فلاں روضہ میں ظعینہ ٹھہری ہوئی ہے۔ اس کے پاس حاطب بن ابی بلتعہ کا خط ہے جو مشرکین مکہ کیطرف اس نے لکھا ہے۔ تم وہ خط اس سے لے لو اور اسے چھوڑ دو اگر نہ دے تو اسے مار ڈالو۔ تینوں صاحبوں نے اسکا پیچھا کیا۔ اور اسی مقام پر اسکو جالیا۔ جہاں کا حضرت نے پتہ دیا تھا۔ اس سے کہنے لگے حاطب کا خط کہاں ہے اس نے بحلف انکار کیا۔ تینوں صاحبوں نے اسکی تلاش کی لیکن جب وہ خط دستیاب نہ ہوا۔ انہوں نے اسے چھوڑ دیا۔ اور واپسی کا قصد کیا۔ جناب امیر نے فرمایا واللہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے جھوٹ نہیں بیان فرمایا۔ اور تلوار نکالکر بجد ہو کر بولے خط نکالدے ورنہ ہم تجھے قتل کر ڈالیں گے۔ جب آپنے اسکے قتل کا مصمم عزم کر لیا اور اس نے جناب امیر کی ہٹ کو دیکھا تو خط چوٹی کے معباف میں سے نکالکر جناب امیر کے حوالہ کیا۔ وہ خط لیکر حضرت کی خدمت میں آئے حضرت نے اسکو پڑھا۔ اور حضرت جبریل کے فرمانے کے مطابق پایا۔ محمد بن طالب شافعی اس روایت کو نقل کرکے لکھتے ہیں کہ جناب امیر ہی کے عزم مصمم اور متانت اور احتیاط سے حاطب کا خط ملا ورنہ کبھی نہ ملتا۔

جناب امیر کا اپنے گھر کی چھت سے جبریل کے پروں کی آواز کو سُننا

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ وقد ذکر عندہ علی فقال انکم لتذکرون رجلا کان یسمع وطی جبریل فوق بیتہ (اخرجہ احمد فی المناقب والمسند) ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس چند آدمی جناب امیر کا ذکر کر رہے تھے ابن عباس کہنے لگے تم ایسے شخص کا ذکر کرتے ہو جو جبریل کے آنے کی آواز اپنے گھر کی چھت پر سنا کرتا تھا۔

فرشتوں کا جناب امیر کو سلام کرنا

عن علی قال لما کان لیلۃ یوم بدر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یستقی لنا من الماء فاحجم

الناس فقام علی فاحتضن قربتہ ثم اتی بیرا بعید القعر مظلمۃ فانحدر فیہا فاوحی اللہ عزوجل الی جبریل ومیکائیل واسرافیل تاہبوا لنصر محمد صلی اللہ علیہ وسلم وحزبہ فہبطوا من السماء لہم دوی یذہل من یسمع فلما حاذوا بالبیر سلموا علیہ اکراما وتبجیلا (اخرجہ احمد فی مسندہم

جناب امیر علیہ السلام کہتے ہیں کہ بدر کے روز سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی ہے جو ہمیں پانی پلائے۔ لوگ پانی کی تلاش کر کے لوٹ آئے۔ جناب امیر علیہ السلام اپنی مشکیزہ کو بغل میں لیکر ایک اندھیرے گہرے کنوئیں میں تشریف لے گئے جب اسمیں اترے خدا تعالےٰ نے جبریل ومیکائیل کو حکم دیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے گروہ کی مدد کو دوڑو وہ دونوں آسمان سے اترے جس وقت اترتے ہیں ان کے پروں کی آواز کو سنا خوف زدہ ہو گیا۔ جب کنوئیں کے قریب ہو کر گذرے جناب امیر کو ان دونوں نے از روئے اکرام وبزرگی کے سلام عرض کیا تھا۔

جناب امیر کیلئے فرشتہ کا لاسیف الاذوالفقار ولافتی الاعلی پکارنا

(۱) عن ابی جعفر محمد بن علی قال نادی ملک من السماء یوم بدر یقال لہ رضوان لاسیف الاذوالفقار ولافتی الاعلی (اخرجہ الحسن بن العرفۃ العبدی) نقلت من ریاض النضرۃ فی فضائل العشرۃ لمحب الطبری

جناب امام ابوجعفر محمد باقر بن علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ بدر کی روز ایک فرشتہ نے جس کا نام رضوان ہے آسمان سے پکار کر کہا نہیں ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار اور نہیں ہے علی کے سوا کوئی بہادر +

(۲) وقال ابن اسحاق فی سیرتہ وفی ہذا الیوم ای یوم بدر ہاجت ریح فسمع علی ہاتفا یقول لاسیف الاذوالفقار ولافتی الاعلی (نقلت من کفایۃ الطالب لیوسف الکنجی) ابن اسحاق اپنی کتاب سیرت میں لکھتے ہیں کہ بدر کے روز ایک ہوا کے چلنے سے جناب امیر نے سنا کہ ہاتف کہہ رہا ہے ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں اور علی کے سوا کوئی بہادر نہیں +

(۳) وذکر احمد فی الفضائل انہم سمعوا تکبیرا من السماء فی ذلک الیوم ای خیبر وقائل یقول لاسیف الاذوالفقار ولافتی الاعلی واستاذن حسان بن ثابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ینشد شعرا فاذن لہ فقال ؎ جبریل نادی معلنا + والنقع لیس بمنجلی + والمسلمون قد احدقوا + حول النبی المرسل + لاسیف الاذوالفقار + ولافتی الاعلی (تذکرہ خواص الامۃ)

امام احمد فضائل میں ذکر کرتے ہیں کہ صحابہ نے خیبر کے روز آسمان سے ایک تکبیر کی آواز سنی کہ ایک کہنے والا کہہ رہا ہے نہیں ہے ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار اور علی کے سوا کوئی بہادر۔ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسبارے میں شعر کہنے کا اذن طلب کیا آنحضرت نے اذن دیا انہوں نے یہ شعر کہے ؎ جبرئیل نے پکارا بلند کہا غبار ابھی کھلا نہیں تھا اور مسلمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے گرد تیر چلا رہے تھے۔ کہ ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں اور علی کے سوا کوئی بہادر نہیں +

(۴) **عن** ابن عباس رضی اللہ عنہ قال لما قتل علی طلحۃ حامل لواء المشرکین صاح صائح من السماء لا سیف الا ذوالفقار و لا فتی الا علی (تذکرہ خواص الامہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب احد کے روز جناب امیرؑ نے مشرکوں کے علمدار طلحہ بن ابی طلحہ کو قتل کیا ایک چلانے والے نے چلا کر کہا ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں اور علی کے سوا کوئی بہادر نہیں ہے۔

تنبیہ قال سبط ابن الجوزی فی تذکرۃ خواص الامۃ فان قیل قد ضعفوا لفظ لا سیف الا ذو الفقار قلنا ذکروہ ان الواقعۃ کانت یوم احد ونحن نقول انہا کانت فی یوم خیبر کذا ذکر احمد فی المناقب ولا کلام فی یوم احد قالوا فی اسناد روایۃ بن عباس عیسی بن مہران تکلموا فیہ وقالوا کان شعیبا اما یوم خیبر فلم یطعن فیہ احد من العلماء وقیل ان ذلک کان یوم بدر والاول اصح علامہ سبط ابن الجوزی تذکرہ خواص الامہ میں لکھتے ہیں کہ اگر یہ کہا جائے کہ لا سیف الا ذوالفقار کی حدیث کی بعض لوگوں نے تضعیف کی ہے ہم یہ کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے اسکو احد کے دن کا واقعہ بیان کیا ہے۔ مگر ہمارے نزدیک یہ خیبر کے دن کا واقعہ ہے چنانچہ امام احمد بن حنبل نے المناقب میں یہی اسکا ذکر کیا ہے اور احد کے دن میں ہم کلام نہیں کرتے کیونکہ محدثین کہتے ہیں کہ ابن عباس کی حدیث کی اسناد میں ایک راوی عیسی بن مہران ہے جسکی نسبت لوگوں نے کلام کیا ہے کہ وہ شیعی تھا۔ لیکن خیبر کے دن کے واقعہ کی نسبت علماء میں سے کسی نے طعن نہیں کیا۔ اور یہ بھی روایت ہے کہ یہ بدر کے روز کا واقعہ ہے مگر پہلی بات یعنی خیبر کے روز کا واقعہ ہونا زیادہ صحیح ہے۔

تنبیہ قال یوسف الکنجی الشافعی کان السیف لمنبہ بن الحجاج السہمی کان مع ابنہ العاص بن منبہ یوم بدر فقتلہ علی وجاء بالسیف الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاعطاہ علیا فقتل دونہ یوم احد ویروی ان بلقیس اھدت الی سلیمان سبعۃ اسیاف کان ذوالفقار منہا۔ وقد جاء فی بعض الروایات من علی قال جاء جبریل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان صنما بالیمن مغفر فی حدید فابعث علیہ علیا فاوقفہ وخذ الحدید قال علی دعانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبعثنی الیہ نذہبت فدققت الصنم واخذت الحدید فجئت بہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاستخرج منہ السیفین تسمی احدہما ذوالفقار والآخر مخذم فتقلد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واعطانی مخذما ثم اعطانی بعد ذلک ذوالفقار وانا اقاتل یوم احد علامہ یوسف الکنجی الشافعی علیہ الرحمۃ کفایۃ الطالب میں لکھتے ہیں کہ ذوالفقار منبہ بن الحجاج السہمی کی تلوار تھی بدر کے روز اسکے بیٹے عاص بن منبہ کے پاس تھی جب جناب امیرؑ نے اس کو قتل کیا اسکی تلوار لیکر حضرتؐ کے پاس آئے حضرت نے وہ تلوار جناب امیرؑ کو عطا فرمائی۔ آپ نے احد کے روز اسی سے جنگ کیا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ بلقیس نے جناب سلیمان علیہ السلام کو سات تلواریں تحفہ میں دی تھیں ذوالفقار انہیں میں سے تھی۔

اور بعض روایتوں میں جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جبریل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم سے آکر بیان کیا کہ یمن میں ایک بت ہے جو لوہے میں پوشیدہ ہے۔ علی کو وہاں بھیجدو اور اسکو اکھاڑ کر اسکا لوہا لے لو۔ جناب امیر کہتے ہیں کہ مجھے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا کر یمن میں بھیجا میں نے جاکر اس بت کو اکھاڑا اور اس کا لوہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آیا حضرت نے اس سے دو تلواریں بنائیں ایک کا نام ذوالفقار رکھا اور دوسری کا نام مخذوم رکھا حضرت نے ذوالفقار کو باندھ لیا اور مجھے مخذوم عطا کی پھر آپ نے ذوالفقار بھی مجھے دیدی میں نے اسے دیکھا کہ روز اسی جنگ کی

(۲) عن عبد اللہ بن مسعود انہ قال اتی جبرائیل انی بذی الفقار من الجنۃ فقال یا رسول اللہ ان اللہ یقرئک السلام ویقول یا محمد انی لا اری ذا الفقار لاحد من بنی آدم تستحق امساک الا یکون ولایتہ عنک وھو بصیر بامرک فصنۃ فی ید من ھو اھل لہ لممارستہ الحرب وقطع ھامات الکفرۃ والمعاندین المسابقین علیک فقال یا جبریل من ھو قال ھو علی فناولہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا (زھرۃ الریاض) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبریل جنت سے ذوالفقار لیکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور کہا خدائے تعالیٰ بعد سلام کے فرماتا ہے کہ ہم بنی آدم سے اس تلوار کے پکڑنے والا کسی کو نہیں پاتے۔ مگر وہ شخص کہ وہ تیرا ولی ہو اور یہ تلوار تیرے حکم میں رہیگی پس جس کو فن حرب میں پوری مہارت حاصل ہو اور تیرے دشمن کفار کا سر کاٹ سکے اُس کو دیدی۔ حضرت نے کہا اے جبریل وہ کون ہے کہنے لگے وہ علی ہے۔ حضرت نے ذوالفقار علی کو دیدی ؎

(۳) عن ابن عباس قال لما رجع علی بعد فتح خیبر ومعہ ذوالفقار فقال یا فاطمۃ رأیت ذا الفقار فان اللہ فتح بہ خیبر قال فضحکت فقال علی یا فاطمۃ اتعرفین فضل ذی الفقار فقالت انی عرفتہا قبل ان تعرف فتعجب علی من قولہا ثم مضی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرہ فجاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی فاطمۃ فقال اخبرینی یا فاطمۃ حتی اسمعہا من لسانک فاخبرتہ فقال من این لک ھذا فقالت حین عرج بک الی السماء قال اللہ لجبریل اطلع محمدا علی منزلہ فی الجنۃ وبما اعددت لہ فیہا ولامتہ من النعیم فدخلت الجنۃ وقال لک جبریل کل من ثمار الجنۃ وکنت حینئذ عند شجرۃ تفاح احمر وفی اصلہا ذو الفقار مخزون مکتوب علیہ لا سیف الا ذو الفقار لا فتی الا علی وزوجتہ زھراء فحینئذ عرفت فضل ذی الفقار فتناولت من تلک الشجرۃ تفاحۃ واحدۃ فاکلت نصفہا والنصف الثانی اھدیتہ لامی خدیجۃ حملتہا الیہا فاکلتہ فسلمت منک ومن امی وآیۃ ذلک انک کلما جلست عندی تقول کلما جلست عندک کانی اجلس فی اصل شجرۃ التفاح لان رائحتک تشبہ رائحتہا فی طیب نفحہا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدقت وقبل عینیہا (عن النزھۃ الریاض للشیخ الامام تاج الاسلام سلیمان بن داؤد السقینی) ابن عباس کہتے ہیں کہ جب خیبر سے جناب امیر لوٹے ذوالفقار انکے ہاتھ میں تھی جناب سیدہ سے کہنے لگے یا فاطمہ آپ نے ذوالفقار کے جوہر دیکھے کہ خدا نے اسکی ذریعہ سے خیبر کو فتح کیا۔ جناب سیدہ ہنس پڑیں حضرت امیر نے فرمایا یا فاطمہ کیا تمکو ذوالفقار کی فضیلت کی آگاہی ہے جناب سیدہ نے فرمایا میں تمہارے جاننے سے پہلے اسکو جانتی ہوں جناب امیر حضرت سیدہ

کی بات سے متعجب ہوئے اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر جناب سیدہ کا قول نقل کیا حضرت نے جناب سیدہ سے آکر فرمایا یا فاطمہ تمہارے شوہر سے اس بات کو سننا چاہتا ہوں کہ یہ بات تمکو کہاں سے معلوم ہے جناب سیدہ نے عرض کیا یا رسول اللہ جب جناب آسمان پر تشریف لیگئے پروردگار نے جبریل سے فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت میں لیجاؤ اور جو انکے لئے اور انکی امت کیلئے جنت کی نعمتوں سے سجایا گیا ہے۔ آپکو جنت میں لیگئے جبریل نے عرض کیا ثمرات جنت میں سے آپ کچھ تناول فرماویں اسوقت آپ ایک سرخ سیب کے درخت کے نیچے تشریف رکھتے تھے اور اسکی جڑ کے نیچے ذوالفقار دفن تھی اسپر لکھا ہوا تھا ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں اور علی کے سوا کوئی بہادر نہیں اسکی زوجہ زہرا ہیں میں اسوقت سے ہی اسکی فضیلت کو جانتی ہوں پھر آپ نے اس درخت کے سیب لیکر آدھا ٹکڑا کھایا اور آدھا میری والدہ خدیجہ کیلئے رکھ لیا جب میری والدہ نے وہ ٹکڑا کھایا اور میں جناب کے نطفہ سے بطن اقدس میں قرار پاگئی اسکی نشانی یہ ہے کہ جب آپ میرے پاس بیٹھے ہیں تو فرماتے ہیں گویا ہم اسی سیب کے درخت کے پاس بیٹھے ہیں اور مجھ سے فرماتے ہیں کہ تیری خوشبو اسی درخت کی خوشبو کی مانند ہے جناب سرور انبیاء علیہ التحیۃ والثناء نے ارشاد کیا تم سچ کہتی ہو اور جناب سیدہ کی آنکھوں کو حضرت نے چوم لیا۔

جناب امیر کا حضرت کے دوش اقدس پر سوار ہونا

عن علی قال انطلقت انا والنبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی اتینا الکعبۃ فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجلس فصعد علی منکبی فذھبت لانھض بہ فرای منی ضعفا فنزل وجلس لی نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال اصعد علی منکبی فصعدت علی منکبیہ قال فنھض بی فیخیل الی انی لو شئت لنلت افق السماء حتی صعدت علی البیت وعلیہ تمثال صفر او نحاس فجعلت ازاولہ عن یمینہ وعن شمالہ ومن بین یدیہ ومن خلفہ حتی اذا استمکنت منہ قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقذف بہ فقذفت بہ فتکسر کما تتکسر القواریر ثم نزلت فانطلقت انا ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نستبق حتی توارینا بالبیوت خشیۃ ان یلقانا احد من الناس اخرجہ احمد والنسائی والحاکم جناب امیر علیہ السلام بیان فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں گیا مجھ سے حضرت نے فرمایا بیٹھ جا آپ میرے کندھے پر سوار ہوئے جب میں اٹھنے لگا حضرت نے میرے ضعف کو دیکھا اور میرے کندھے سے اتر کر بیٹھ گئے اور مجھے اپنے کندھے پر سوار کیا اور کھڑے ہوگئے اسوقت میری نسبت خیال کیا جا سکتا تھا کہ اگر میں چاہوں تو آسمان کے کنارے تک پہنچ جاؤں۔ یہانتک کہ میں بیت اللہ کی چھت پر چڑھ گیا۔ اسپر تانبے یا پیتل کی ایک مورت تھی میں اسکو دائیں بائیں آگے پیچھے سے ہلانے لگا یہانتک کہ میں نے اسپر قابو پالیا حضرت نے مجھے فرمایا اسے پھینک دے میں نے اسے پھینک دیا وہ شیشے کی طرح چورچور ہوگئی۔ میں چھت پر سے اتر آیا اور حضرت کے ساتھ دوڑ کر گھر میں چھپ گیا تاکہ کوئی آدمی ہم کو نہ دیکھ لے۔

جناب امیر کا ایمان میں راسخ ہونا

عن ابن عباس ان علیا کان یقول فی حیوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عزوجل یقول افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم واللہ لا ننقلب علی اعقابنا بعد اذ ہدانا اللہ ولئن مات او قتل لاقاتلن علی ما قاتل علیہ حتی اموت انی لاخوہ وولیہ وابن عمہ ووارثہ ومن احق بہ منی اخرجہ احمد النسائی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات با برکات ہی میں فرمایا کرتے تھے کہ خدا تعالی فرماتا ہے اگر میرا رسول مرجائے یا قتل ہوجائے تو تم اپنی ایڑیوں پر پھر جاؤ گے۔ واللہ جبکہ ہمکو خدا نے ہدایت کی ہے ہم ہرگز اپنی ایڑیوں پر نہیں پھرینگے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما جائیں یا شہید ہوجائیں تو جس امر پر انہوں نے جہاد کیا ہے میں بھی اسپر جہاد کرونگا یہانتک کہ میں بھی مر جاؤں واللہ میں انکا بھائی اور ولی اور ابن عم اور وارث ہوں مجھ سے انکا کون حقدار زیادہ ہے ❊

جناب امیر کے ایمان کی ٹھنڈک کا جبرئیل کے دل کو پہنچنا

عن عمر بن عبد العزیز ان قوما ینتقصوا علی بن ابی طالب فصعد المنبر فحمد اللہ واثنی علیہ وصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وذکر علیا وفضلہ وسابقتہ ثم قال حدثنی عراک بن مالک الغفاری عن ام المومنین ام سلمۃ رضی اللہ عنہا قال بینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عندی اذ اتاہ جبرئیل فناجاہ فتبسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضاحکا فلما سری عنہ قلت بابی انت وامی یا رسول اللہ مما ضحکت فقال اخبرنی جبرئیل انہ مر بعلی وہو یرعی ذودا لہ وہو نائم قد ابدی بعض جسدہ قال فرددت علیہ ثوبہ فوجدت برد ایمانہ قد وصل الی قلبی اخرجہ الخوارزمی۔

نقل ہے کہ خلیفہ عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس چند لوگ بیٹھے ہوئے جناب امیر کی شان میں برا کہہ رہے تھے۔ عمر بن عبد العزیز نے منبر پر چڑھکر خدا کی صفت و ثنا کی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صلوۃ کے بعد جناب امیر کے فضایل اور سابق الاسلام ہونے کا ذکر کرکے بیان کیا اور عراق بن مالک الغفاری ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتا ہے کہ ام المومنین فرماتی تھیں ایک روز سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف رکھتے تھے کہ ناگہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرئیل علیہ السلام تشریف لاکر حضرت سے سرگوشی کرنے لگے جب سرگوشی کرچکے حضرت ہنسنے لگے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ کیوں ہنستے ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ جبرئیل نے مجھ سے بیان کیا کہ میرا ایک چراگاہ میں گذر ہوا۔ وہاں علی اپنے اونٹ چراتے ہوئے سو گئے تھے ان کا سینہ کھلا ہوا تھا میں نے انپر کپڑا الٹ دیا انکے ایمان کی ٹھنڈک میرے دل کو محسوس ہوئی ❊

(ذود) بفتح الذال من الابل من الثلاثۃ الی العشرۃ۔

جناب امیرؑ کے ایمان کا زمین و آسمان سے بھاری ہونا

عن ابی القاسم محمود الزمخشری عن رجاله قال جاء رجلان الی عمرؓ بن الخطاب فقالا ما تری فی
طلاق الامة فقام الی الحلقة فیها اصلع فقال ما تری فی طلاق الامة فقال احدهما جئناک وانت
امیر المؤمنین فسألناک عن طلاق الامة فجئت الی رجل فسألته فقال عمر ویلک اتدری
من هذا هذا علی بن ابی طالب اشهد علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمعته وهو یقول لو ان السموات
السبع والارضین السبع وضعت فی کفة ووضع ایمان علی فی کفة لرجح ایمان علی (اخرجه ابن السمان
والحافظ السلفی والقاضی ابو الفضائل الدیلمی والخوارزمی) ابو القاسم محمود الزمخشری اپنے رجال سے روایت
کرتے ہیں کہ دو شخص جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس کنیز کی طلاق کے مسائل پوچھنے کیلئے آئے
حضرت عمرؓ ان دونوں کو لے کر ایک مجمع میں کہ جناب علی رضی اللہ عنہ تھے تشریف لے گئے۔ اور
اُن سے پوچھنے لگے آپ کنیز کی طلاق کی نسبت کیا حکم دیتے ہیں۔ اُن میں سے ایک شخص حضرت عمرؓ سے
کہنے لگا آپ امیر المومنین ہیں ہم آپ سے مسئلہ پوچھنے کو آئے تھے۔ آپ اُن سے پوچھنے کو آئے ہیں حضرت
عمرؓ کہنے لگے افسوس ہے تو نہیں جانتا یہ کون ہے یہ علی ابن ابی طالب ہیں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے جناب
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمین کے طبقے ترازو
کے ایک پلہ میں رکھے جائیں اور علی کا ایمان ایک پلہ میں رکھا جائے تو علی کا ایمان ہی بھاری رہیگا۔

جناب امیرؑ کا خدا کی ذات میں نہایت سخت ہونا

(۱) عن کعب بن عجرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان علیاً مخشوشن فی ذات اللہ
عزوجل (اخرجه ابو نعیم) کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور انبیا علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے فرمایا ہے کہ بیشک علی خدا کی ذات میں نہایت سخت ہے۔

(۲) عن یزید بن طلحة بن یزید بن رکانة قال لما اقبل علی من الیمن لیلقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بمکة تعجل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واستخلف علی جنده الذین معه رجلا من اصحابه فعمد ذلک
الرجل فکسی کل رجل من القوم حلة من البز الذی کان مع علی فلما دنا جیشه خرج لیلقاهم فاذا
علیهم الحلل قال ویلک ما هذا قال کسوت القوم لیتجملوا به اذا قدموا فی الناس قال ویلک انزع قبل
ان تنتهی به الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فانتزع الحلل من الناس فردها فی البز قال واظهر الجیش شکواه
لما صنع بهم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایها الناس لا تشکوا علیا فواللہ انه
لاخشن فی ذات اللہ وفی سبیل اللہ (سیرة ابن اسحاق) یزید بن طلحہ بن یزید بن رکانہ سے مروی ہے کہ
جب جناب امیر یمن کی فوج کے ساتھ واپس ہو کر مکہ میں حضرتؐ کے حضور میں آ رہے تھے تب جناب امیر نے
فوج میں سے ایک شخص کو افسر مقرر کر کے آپ پہلے سے حضرتؐ کی حضور میں تشریف لے گئے جناب امیر کی تشریف لیجانے

کے بعد اس شخص نے جناب امیرؑ کے توشہ خانہ یا سے فوج کے ہر ایک آدمی کو کپڑے نکال دیئے جب فوج مکہ کے قریب پہونچی جناب امیرؑ انکی لئے کو تشریف لائے۔ لوگوں کو توشہ خانہ کے کپڑے پہنے ہوئے دیکھ کر اس سے پوچھا ان لوگوں نے یہ کپڑے کہاں سے پہنے ہیں۔ اُس نے کہا میں نے فوج کو کپڑے اسلئے پہنا دیئے ہیں کہ یہ لوگوں سے عزت کیساتھ ملیں جناب امیر نے کہا افسوس ہے حضرتؐ کے حضور میں پہونچنے سے پہلے ان لوگوں سے کپڑے واپس کرکے اس شخص نے ویسا ہی کیا اور سب لوگوں کے کپڑے چھین کر توشہ خانہ میں واپس کر دیئے۔ فوج کے لوگوں نے حضرتؐ کے روبرو اسبات کی شکایت بیان کی حضرتؐ نے فرمایا۔ اے لوگو علی کا شکوہ مت کرو وہ خدا کی ذات میں اور خدا کی راہ میں بہت سخت ہے۔

(۳) عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال اشتکی الناس علیا فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطیبا فقال لا تشکوا علیا فواللہ انہ لاخیشن فی ذات اللہ عز وجل اخرجہ احمد (ترجمہ) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ چند آدمی جناب علی علیہ السلام کی شکایت کرنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے خطبہ میں بیان فرمایا حضرت علی کی شکایت کرو وہ بیشک خدا کی ذات میں نہایت سخت ہے۔

(تنبیہ) الاخیشن تصغیر اخشن افعل التفضیل من خشن خشونۃ وفی الاساس فلان خشن فی دینہ اذا کان متشدد افیہ والحق انہ شن یدل انہ صب استعمالہ فی امور الدینیۃ والتصغیر ھنا للتعظیم (ترجمہ) اخیشن اخشن کی تصغیر ہے جو باب خشن خشونۃ کی افعل التفضیل کا صیغہ ہے۔ اساس البلاغۃ میں علامہ زمخشری لکھتے ہیں فلان شخص اپنے دین میں خشونت والا ہے یہ بات اُسوقت کہی جاتی ہے جبکہ وہ دین میں نہایت تشدد والا ہو اُسکے معنی یہ ہیں کہ وہ اُمور دین میں نہایت سخت اور مضبوط ہے اور تصغیر کا صیغہ اس مقام میں تعظیم کے لئے مستعمل ہوا ہے۔

جناب امیر کا خدا کی ذات بابرکات میں دیوانہ ہونا

(۱) عن کعب بن عجرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تسبوا علیا فانہ ممسوس فی ذات اللہ (اخرجہ ابو نعیم فی حلیۃ الاولیاء) کعب بن عجرہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی کو برا مت کہو پس تحقیق وہ ذات الٰہی میں دیوانہ ہے۔

(۲) عن ابی ھریرۃ وزید بن خالد رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تسبوا علیا فانہ ممسوس فی ذات اللہ تعالیٰ (اخرجہ الدیلمی) ابو ہریرہؓ اور زید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی کو برا مت کہو وہ تو خدا کی ذات میں دیوانہ ہے۔

(تنبیہ) ممسوس مجنون وفی الاساس ممسوس الذی مس بہ من الجنون (ترجمہ) ممسوس کے معنی مجنون کے ہیں اساس البلاغۃ میں علامہ زمخشری لکھتے ہیں کہ ممسوس وہ شخص ہے جسکو پری کا سایہ ہوا۔

جناب امیرؑ کے گوشت اور خون میں ایمان کا مخلوط ہونا

عن علي قال قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم فتحت خيبر لولا ان تقول فيك طوائف من امتي ما قالت النصارى في عيسى بن مريم لقلت اليوم فيك مقالاً لا تمر على ملاء من المسلمين الا اخذوا التراب من تحت رجليك وفضل طهورك يستشفون به ولكن حسبك ان تكون مني وانا منك ترثني وارثك وانت مني بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبي بعدي انت تؤدي ديني وتقاتل على سنتي وانت في الآخرة اقرب الناس مني وانك غداً على الحوض خليفتي تذود عنه المنافقين وانت اول من يرد على الحوض وانت اول من دخل الجنة من امتي وحربك حربي وسلمك سلمي وسرك سري وعلانيتك علانيتي وسريرة صدرك سريرة صدري وانت باب علمي وان ولدك ولدي ولحمك لحمي ودمك دمي وان الحق على لسانك وفي قلبك وبين عينيك والايمان مخالط لحمك ودمك كما خالط لحمي ودمي وان الله عز وجل امرني ان ابشرك انك وعترتك في الجنة وعدوك في النار لا يرد على الحوض مبغض لك ولا يغيب عنه محب لك قال علي فخررت لله سبحانه ساجداً وحمدته على ما انعم به علي من الاسلام والقرآن (اخرجه الخوارزمی) جناب امیر علیہ السلام کہتے ہیں کہ جس روز میں نے خیبر فتح کیا مجھ سے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ اگر میری امت تیرے حق میں ایسی بات نہ کہے جو نصاریٰ جناب عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے حق میں کہتے ہیں تو البتہ میں ایک ایسی بات تیرے حق میں کہوں کہ تو جس گروہ بزرگان اہل اسلام پر گذرے تیرے پاؤں کی مٹی خاک اٹھائیں اور تیرے وضو کا پانی لیں اور اس سے شفا کے طالب ہوں لیکن تیرا یہی کافی ہے کہ تو میرا ہے میں تیرا ہوں تو مجھ سے ورثہ پائے۔ اور میں تجھ سے ورثہ پاؤں اور تو مجھ سے ایسا ہے جیسا ہارون موسیٰ سے مگر میرے بعد نبی نہیں ہوگا۔ تو میرے قرض کو ادا کرنے والا ہے۔ اور میری سنت پر لوگوں سے لڑنے والا ہے۔ آخرت میں تو سب سے میرے زیادہ قریب ہوگا۔ کل قیامت کے روز تو حوض پر میرا خلیفہ ہوگا تو منافقوں کو حوض سے ہٹا دیگا اور تو سب سے اول حوض پر وارد ہوگا تو میرے ساتھ سب میری امت سے پہلے جنت میں داخل ہوگا تیری لڑائی میری لڑائی تیری صلح میری صلح ہے۔ تیرا بھید میرا بھید تیرا اعلان میرا اعلان ہے تیرے دل کا بھید میرے دل کا بھید ہے تو میرے علم کا دروازہ ہے۔ تیرا خون میرا خون ہے تیرا گوشت میرا گوشت ہے تیرے بیٹے میرے بیٹے ہیں سچ تیرے ساتھ ہے اور سچ تیری زبان پر اور دل میں اور تیری دونوں آنکھوں کے درمیان ہے ایمان تیرے گوشت اور خون میں ملا ہوا ہے۔ خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھے بشارت دوں کہ تو اور تیری عترت جنت میں ہیں۔ تیرا دشمن دوزخ میں ہوگا حوض پر تیرا دشمن نہیں وارد ہو سکیگا اور تیرا دوست اس سے کبھی غائب نہیں ہوگا جناب علی کہتے ہیں میں یہ بشارت سنکر خدا کے سجدہ میں گر گیا اور اسلام و قرآن کی نعمت جو خدا نے مجھے عطا کی ہے اسکا شکر بجا لانے لگا۔

جناب امیر کے دل کو خدا نے ایمان کیساتھ امتحان کیا ہوا تھا

(۱) عن ربعي بن حراش قال حدثنا علي بالرحبة قال لما كان يوم الحديبية خرج الينا ناس من المشركين فيهم سهيل بن عمرو فقالوا يا رسول الله خرج اليك ناس من ابنائنا واخواننا وارقائنا ليس فيهم فقه في الدين فارددهم الينا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا معشر قريش لتنتهن او ليبعثن الله عليكم من يضرب رقابكم على الدين قد امتحن الله قلبه على الايمان قالوا من هو يا رسول الله قال هو خاصف النعل وكان اعطى عليا نعله يخصفها قال ثم التفت الينا علي فقال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من كذب علي متعمدا فليتبوأ مقعده في النار (اخرجه الترمذي) ربعیؒ ابن حراش روایت کرتا ہے کہ جناب امیرؑ نے رحبہ میں ہم سے بیان کیا کہ حدیبیہ کے روز قریش کے چند مشرک ہمارے پاس آئے سہیل ابن عمرو بھی ان میں تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنے لگا یا رسول اللہ ہمارے لڑکے اور بھائی اور غلام جن کو دین کی کچھ سمجھ نہیں آپ کے پاس چلے آئے ہیں آپ انہیں ہماری طرف واپس کر دیں حضرت نے فرمایا اے قریش کے لوگو تم اس سے باز رہو ورنہ خدا تم پر ایسے شخص کو بھیجیگا جو دین پر تمہاری گردن کاٹے گا خدا نے ایمان کیساتھ اسکے دل کا امتحان کر لیا ہے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون ہے فرمایا جوتا سینے والا ہے حضرت نے اپنا جوتا علی کو سینے کیلئے دیا ہوا تھا پھر جناب امیرؑ ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص کہ مجھ پر دانستہ جھوٹ لگاوے چاہیئے کہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں سمجھ لے

(۲) عن علي قال جاء النبي صلى الله عليه وسلم اناس من قريش فقالوا يا محمد انا جيرانك وحلفاؤك وان اناسا من عبيدنا قد اتوك ليس بهم رغبة في الدين ولا رغبة في الفقه انما فروا من ضياعنا واموالنا فارددهم الينا فقال لابي بكر ما تقول فقال صدقوا انهم لجيرانك وحلفاؤك ثم قال لعمر ما تقول فقال صدقوا انهم لجيرانك وحلفاؤك فتغير وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال يا معشر قريش والله ليبعثن الله عليكم رجلا منكم قد امتحن الله قلبه بالايمان فليضربنكم على الدين قال ابو بكر انا هو يا رسول الله قال لا قال عمر انا هو يا رسول الله قال لا ولكن هو الذي يخصف النعل وكان اعطى عليا نعلا يخصفها (اخرجه النسائي في الخصائص) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ کفار قریش کے چند آدمی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہو کر کہنے لگے یا محمد صلعم ہم آپکے ہمسایہ اور ہم عہد ہیں چنانچہ ہمارے غلام چلے آئے ہیں جن کو نہ دین کی رغبت ہے نہ فقہ کی خواہش ہے بجز اس کے نہیں کہ وہ ہماری کھیتی اور مال سے بھاگ کر آئے ہیں آپ انکو ہمیں واپس دیدیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا تم اسمیں کیا کہتے ہو۔ وہ عرض کرنے لگے یہ لوگ سچ کہتے ہیں آپکے ہمسایہ اور ہم عہد ہیں پھر حضرت نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا تم اسمیں کیا کہتے ہو وہ بھی عرض کرنے لگے یہ لوگ سچ کہتے ہیں کہ ہمسایہ اور ہم عہد ہیں حضرت کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا فرمانے لگے اے قریش کی جماعت خدا کی قسم ہے اللہ تعالیٰ تم پر ایسے شخص کو بھیجیگا جسکے دل کو اللہ تعالیٰ نے ایمان کیساتھ امتحان کر لیا ہے وہ دین پر تمہیں قتل کریگا

له ربعی بکسر رے کے ساتھ نام ہے ۱۲

ابوبکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے یا رسول اللہ کیا وہ میں ہوں فرمایا نہیں عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے میں ہوں فرمایا
نہیں لیکن وہ شخص ہے جو جوتا سیتا ہے اور حضرت نے علی کو جوتا سینے کیلئے دیا ہوا تھا وہ حضرت کا جوتا سی رہے تھے۔

جناب امیرؑ کے دل کو خدا تعالیٰ کا ہدایت کرنا اور زبان کو ثابت رکھنا

(۱) عن علی قال بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الیمن وانا شاب حدیث السن فقلت یا رسول اللہ انت تبعثنی الی قوم یکون بینہم احداث وانا شاب حدیث السن قال ان اللہ سیھدی قلبک ویثبت لسانک قال فما شککت فی قضاء بین اثنین (اخرجہ احمد والنسائی) جناب امیر علیہ السلام کہتے ہیں کہ میں ابھی نوجوان چھوٹی عمر کا تھا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کی طرف قاضی بنا کر روانہ فرمایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے ایسی قوم میں بھیجتے ہیں ان میں واقعات پیدا ہونگے میں ابھی نوجوان کم عمر ہوں قضا کی باریکیوں کو نہیں جانتا حضرت نے فرمایا پروردگار تیرے دل کو ہدایت کریگا اور تیری زبان کو ثابت رکھیگا جناب امیرؑ کہتے ہیں تب سے مجھے دو آدمیوں کی قضیہ فیصل کرنے میں کبھی شک پیدا نہیں ہوا ہے۔

(۲) عن علی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین بعثہ ببراءۃ قال یا رسول اللہ انی لست باللسن ولا بالخطیب قال لابد لی ان اذھب بہا انا او تذھب بہا انت قال فان کان لابد فاذھب بہا انا قال انطلق فان اللہ یسدد لسانک ویھدی قلبک قال ثم وضع یدہ علی فیہ (اخرجہ احمد) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جبکہ مجھے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سورہ برات دیکر بھیجنے لگے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں زبان آور ہوں اور نہ خطیب حضرت نے فرمایا مجھے یہ سورہ لیکر جانا پڑیگا یا تمہیں اسکے سوا چارہ نہیں میں نے عرض کیا جبکہ ایسی ناچاری ہے تو جانے کے لئے حاضر ہوں فرمایا جاؤ خدا تمہاری زبان کو درست رکھیگا۔ اور دل کو ہدایت کریگا پھر حضرت نے اپنا دست مبارک میرے منہ پر رکھا۔

جناب امیرؑ کا بمنزلہ کعبہ کے ہونا

عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل علی فی ھذہ الامۃ کمثل الکعبۃ النظر الیھا عبادۃ والحج الیھا فریضۃ (اخرجہ ابن المغازلی فی المناقب) ابوذر غفاری کہتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ علی مثل کعبہ کے ہے اور اسکی طرف نگاہ کرنا عبادت ہے۔ اور اس کا حج فرض ہے۔

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انت بمنزلۃ الکعبۃ تؤتی ولا تاتی فان اتاک ھؤلاء القوم فسلموک ھذا الامر فاقبل منہم وان لم یاتوک فلا تاتہم حتی یاتوک (اخرجہ الدیلمی فی فردوس الاخبار واخرجہ ابن الاثیر عن علی فی اسد الغابہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یا علی تو بمنزلہ کعبہ کے ہے چاہئے کہ لوگ تیرے پاس آئیں نہ کہ تو لوگوں کے پاس جائے پس اگر یہ قوم تیرے پاس آکر امر خلافت کو تیرے سپرد کریں تو تو ان سے قبول کریو اور اگر نہ آئیں تو تو انکے پاس مت جائیو یہانتک کہ خود وہ تیرے پاس آئیں۔

جناب امیر کا مثل قل ہو اللہ کے ہونا

عن حذیفة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم مثل علی فی الناس مثل قل هو الله احد فی القرآن (اخرجه الدیلمی) حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ علی کی مثال لوگوں کے درمیان ایسی ہے جیسے کہ قل ہو اللہ قرآن میں ہے۔

جناب امیر کا لوگوں کے لئے باب حطہ ہونا

عن ابن عباس رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم علی باب حطة من دخل منه کان مؤمنا ومن خرج منه کان کافرا (اخرجه الدارقطنی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ علی باب حطہ ہیں (گناہوں کے معاف ہونے کا دروازہ) جو شخص اس میں داخل ہوا وہ مومن ہے اور جو شخص اس سے نکل گیا وہ کافر ہے۔

جناب امیر کی ایک ضرب کا تمام امت کے اعمال سے افضل ہونا

(۱) عن ابن مسعود رضی الله تعالی عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لمبارزة علی بن ابی طالب لعمرو بن عبد ود یوم الخندق ضربة علی افضل من عمل امتی الی یوم القیمة (اخرجه الدیلمی فی فردوس الاخبار) ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کے روز عمرو بن عبد ود کے ساتھ جناب امیر کے مقابلہ کرنے پر ارشاد فرمایا کہ ان اعمال سے کہ قیامت تک میری امت کے لوگ کرتے رہیں گے علی کی یہ ایک ضرب افضل ہے۔

(۲) عن بهز بن حکیم عن ابیه ان النبی صلی الله علیه وسلم قال یوم خندق لمبارزة علی لعمرو بن عبد ود افضل اعمال امتی الی یوم القیمة (اخرجه الحاکم) بہز بن حکیم اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ خندق کے روز جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی کا عمرو بن عبد ود سے مقابلہ کرنا تمام ان اعمال سے کہ قیامت تک میری امت کے لوگ کریں گے افضل ہے۔

جنگ میں جناب امیر کے چپ و راست میں جبرئیل و میکائیل کا ہونا

(۱) عن عمر بن الخطاب رضی الله تعالی عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یوم خیبر لاعطین الرایة رجلا یحب الله ورسوله ویحبه الله ورسوله کرار غیر فرار یفتح الله علیه جبرئیل عن یمینه ومیکائیل عن یساره فبات الناس متشوقین فلما اصبح قال این علی قالوا یا رسول الله ما یبصر قال ائتونی به فلما اتی به تفل النبی صلی الله علیه وسلم فی عینیه ومسحهما بیده فقام علی من بین یدیه کانه لم یرمد (اخرجه المتقی فی کنز الاعمال) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ خیبر کے روز آنحضرت

علیہ وسلم نے فرمایا ہم علم ایسے شخص کو دیں گے جو اللہ اور اللہ کے رسول کو دوست رکھتا ہو اور اللہ اور اسکا رسول اُسے دوست رکھتے ہیں۔ وہ حملہ کرنیوالا ہے بھاگنے والا نہیں۔ خدا اسکو فتح دیگا جبریلؑ اسکے داہنے اور میکائیلؑ اس کے بائیں ہوگا۔ لوگ رات کو اشتیاق میں سو رہے جب صبح ہوئی حضرت نے فرمایا علی کہاں ہیں لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ انکی آنکھیں دکھ رہی ہیں فرمایا اسے میرے پاس لے آؤ جب وہ حاضر ہوئے حضرت نے فرمایا میرے قریب آؤ وہ حضرت کے پاس گئے حضرتؐ نے اپنا لعاب دہن انکی آنکھوں میں لگایا اور اپنے ہاتھ سے انکو چھوا علی اُٹھ کھڑے ہوئے گویا کہ انکی آنکھیں دُکھتی ہی نہیں تھیں۔

(۲) عن عمرو بن حبشی انہ قال حین قتل علی خطبنا الحسن فقال لقد فارقکم رجل ما سبقہ الاولون ولا یدرکہ الاخرون کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یبعثہ بالسریۃ وجبریل عن یمینہ ومیکائیل عن شمالہ لاینصرف حتی یفتح علیہ (اخرجہ احمد والنسائی والدولابی وابن جریر فی تاریخہ) عمرو بن حبشی نقل ہے کہ جب جناب امیر علیہ السلام شہادت پاگئے جناب امام حسن علیہ السلام ہمکو خطبہ سنانے کیلئے کھڑے ہوئے اور فرمایا آج تم سے ایسا آدمی جدا ہوگیا ہے کہ اس سے نہ پہلے لوگ سبقت لیگئے ہیں اور نہ پچھلے لوگ اس تک پہنچیں گے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوج کیساتھ روانہ فرماتے تو جبریلؑ ان کے داہنے ہاتھ کیطرف اور میکائیل انکے بائیں ہاتھ کیطرف ہوتے اور وہ فتح کے بغیر نہیں لوٹتے تھے۔

(۳) عن عثمان بن عبد اللہ القرشی قال قال علی فی اثناء خطبۃ خطبہا یوم بویع عثمان للمہاجرین والانصار انشدکم اللہ ہل تعلمون انی کنت اذا قاتلت عن یمین النبی صلی اللہ علیہ وسلم قاتلت الملائکۃ عن شمالہ قالوا اللہم نعم (اخرجہ ابن عساکر فی تاریخہ) عثمان بن عبد اللہ القرشی ناقل ہیں جس روز عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت ہوئی اس روز جناب علی نے خطبہ کے درمیان مہاجرین اور انصار سے بیان فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے کہ جب میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو داہنے ہاتھ کھڑا ہو کر جنگ کیا کرتا تھا تو فرشتے حضرتؐ کے بائیں طرف ہوا کرتے تھے سب نے کہا خدا گواہ ہے سچ ہے۔

جناب امیر کا کسی جنگ سے بغیر فتح کے نہ پھرنا

عن الحسن انہ قال حین قتل علی لقد قتلتم واللہ رجلا فی لیلۃ نزل فیہا القرآن وفیہا رفع عیسی بن مریم وفیہا قتل یوشع بن نون فتی موسی واللہ ما سبقہ احد کان قبلہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یبعثہ بالسریۃ وجبریل عن یمینہ ومیکائیل عن شمالہ لا ینصرف حتی یفتح علیہ (اخرجہ الدولابی) جبکہ جناب امیر علیہ السلام شہادت پاگئے جناب امام حسن علیہ السلام نے لوگوں سے فرمایا واللہ تم نے ایسے آدمی کو قتل کیا ہے کہ جس رات میں قرآن شریف نازل ہوا ہے اور جسمیں جناب عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اُٹھائے گئے ہیں اور جسمیں جناب موسیٰ علیہ السلام کا نوجوان یوشع بن نون مارا گیا ہے کوئی اس سے سبقت نہیں لے گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اُسکو فوج کے ساتھ بھیجتے تھے جبریلؑ اس کے داہنی طرف اور میکائیل اسکی بائیں طرف ہوا کرتے تھے وہ بغیر فتح کے نہیں واپس آتا تھا۔

جناب امیر کا دنیا و آخرت میں حضرت کا علمدار ہونا

(۱) عن علی قال کسرت ید علی یوم احد فسقط اللواء من بین یدیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضعوہ فی یدہ الیسریٰ فانہ صاحب لوائی فی الدنیا والاخرۃ (اخرجہ الحضرمی والخوارزمی) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب احد کے روز علی کا ہاتھ زخمی ہو گیا اور علم اُن کے ہاتھ سے گر گیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علم اسکے بائیں ہاتھ میں پکڑا دو کیونکہ وہ دنیا و آخرت میں میرا علمدار ہے۔

(۲) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت تغسل جلتی وتودی دینی وتوارینی فی حفرتی وتفی بذمتی وانت صاحب لوائی فی الدنیا والاخرۃ (اخرجہ الدیلمی) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یا علی تم ہمارے جسم اطہر کو غسل دو گے اور ہمارے قرض کو ادا کرو گے اور ہمکو قبر میں رکھو گے اور جو امر کہ ہمارے ذمہ ہے اُسکو پورا کرو گے۔ اور تم دُنیا و آخرت میں ہمارے علمدار ہو۔

حضرت امیر کا کل غزوات میں تبوک کے سوا حضرت کا علمدار ہونا

(۱) عن ابن عباس قال لعلی اربع خصال لیست لاحد غیرہ ھو اول عربی وعجمی صلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو الذی کان لواءہ معہ فی کل زحف وھو الذی صبر معہ یوم فر عنہ غیرہ وھو الذی غسلہ وادخلہ فی القبر (اخرجہ الترمذی وابن عبد البر فی الاستیعاب) ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جناب علی علیہ السلام میں چار صفتیں ایسی ہیں کہ اُنکے سوا کسی دوسرے کو حاصل نہیں وہ سب عرب اور عجم کے باشندوں سے پہلے شخص ہیں کہ جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی ہے اور وہ ایسے شخص ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا علم ہر ایک غزوہ میں اُنکے پاس تھا اور وہ ایسے شخص ہیں کہ جس روز حضرت کے پاس سے لوگ بھاگ گئے تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صبر کیئے رہے اور وہ ایسے شخص ہیں کہ اُنہوں نے حضرت کو غسل دیا اور قبر میں اوتارا۔

(۲) عن ثعلبہ بن ابی مالک قال کان سعد بن عبادۃ صاحب رایۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المواطن کلھا فاذا کان وقت القتال اخذھا علی (اخرجہ ابن الاثیر الجوزی فی اسد الغابہ) ثعلبہ بن مالک سے روایت ہے کہ ہر ایک غزوہ میں سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علمدار تھے جب لڑائی کا وقت ہوتا تھا تو جناب علیؑ علم کو اُٹھا لیتے تھے۔

(۳) عن ابن عباس قال کان علی اخذ رایۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم بدر والمشاھد کلھا (اخرجہ احمد فی المناقب) ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ بدر اور تمام دیگر مشاہد میں جناب امیرؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علمدار تھے۔

جناب امیر کا دنیا و آخرت میں حضرت کا علمدار ہونا

(۱) عن علی قال کسرت ید علی یوم احد فسقط اللواء من بین یدیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صغوہ فی یدہ الیسریٰ فانہ صاحب لوائی فی الدنیا و الاخرۃ (اخرجہ المحضرمی والخوارزمی) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب احد کے روز علی کا ہاتھ زخمی ہوگیا اور علم اُن کے ہاتھ سے گر گیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علم اسکے بائیں ہاتھ میں پکڑا دو کیونکہ وہ دنیا و آخرت میں میرا علمدار ہے ❖

(۲) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت تغسل جثتی وتودی دینی وتوارینی فی حفرتی وتفی بذمتی وانت صاحب لوائی فی الدنیا والاخرۃ (اخرجہ الدیلمی) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یا علی تم ہمارے جسم اطہر کو غسل دوگے اور ہمارے قرض کو ادا کروگے اور ہمکو قبر میں رکھوگے اور جو امر کہ ہمارے ذمہ ہے اُسکو پورا کروگے۔ اور تم دُنیا و آخرت میں ہمارے علمدار ہو ❖

حضرت امیر کا کل غزوات میں تبوک کے سوا حضرت کا علمدار ہونا

(۱) عن ابن عباس قال لعلی اربع خصال لیست لاحد غیرہ ھو اول عربی وعجمی صلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو الذی کان لواءہ معہ فی کل زحف وھو الذی صبر معہ یوم فرعنہ غیرہ وھو الذی غسلہ وادخلہ فی القبر (اخرجہ الترمذی وابن عبد البر فی الاستیعاب) ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جناب علی علیہ السلام میں چار صفتیں ایسی ہیں کہ اُنکے سوا کسی دوسرے کو حاصل نہیں وہ سب عرب اور عجم کے باشندوں سے پہلے شخص ہیں کہ جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی ہے اور وہ ایسے شخص ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا علم ہر ایک غزوہ میں اُنکے پاس تھا اور وہ ایسے شخص ہیں کہ جس روز حضرت کے پاس سے لوگ بھاگ گئے تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صبر کیئے رہے اور وہ ایسے شخص ہیں کہ اُنہوں نے حضرت کو غسل دیا اور قبر میں اوتارا ❖

(۲) عن ثعلبہ بن ابی مالک قال کان سعد بن عبادۃ صاحب رایۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المواطن کلھا فاذا کان وقت القتال اخذھا علی (اخرجہ ابن الاثیر الجوزی فی اسد الغابہ) ثعلبہ بن مالک سے روایت ہے کہ ہر ایک غزوہ میں سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علمدار تھے جب لڑائی کا وقت ہوتا تھا تو جناب علی علم کو اُٹھا لیتے تھے ❖

(۳) عن ابن عباس قال کان علی اخذ رایۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم بدر والمشاھد کلھا (اخرجہ احمد فی المناقب) ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ بدر اور تمام دیگر مشاہد میں جناب امیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علمدار تھے ❖

خیبر کے روز آنحضرت کا جناب امیر کو علم دینا

اخرج احمد والبخاری والمسلم عن سہل بن سعد احمد والنسائی والبزار (عن ابن عباس) والطبرانی (عن علی وابن عمر) والنسائی وابو حاتم (عن ابی ہریرہ) والبخاری والمسلم وابو حاتم (عن سلمۃ بن الاکوع) والنسائی والطبرانی (عن عمران بن حصین وابی لیلیٰ) واحمد والنسائی (عن ھبیرۃ بن مریم) واحمد والنسائی والترمذی (عن سعد) واحمد (عن ابی سعید الخدری) وابن اسحاق (عن سلمۃ) والنسائی عن عبد اللہ بن بریدۃ) باختلاف یسیر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یوم خیبر لاعطین الرایۃ غداً رجلاً یفتح اللہ علیہ یحب اللہ ورسولہ فبات الناس یدوکون لیلتھم ایھم یعطاھا فلما اصبح الناس غدوا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلھم یرجوا ان یعطاھا فقال این علی بن ابی طالب فقالوا ھو یا رسول اللہ یشتکی عینیہ قال فارسلوا الیہ فاتی بہ فبصق فی عینیہ ودعا لہ فبرا حتی کان لم یکن بہ وجع فاعطاہ الرایۃ فتح اللہ علی یدیہ؛ امام احمد و بخاری اور مسلم نے (سہل بن سعد سے) اور احمد اور نسائی اور بزار نے (ابن عباس سے) اور طبرانی نے (جناب امیر اور ابن عمر سے) اور نسائی اور ابو حاتم نے (ابو ہریرہ) سے اور بخاری اور مسلم اور ابو حاتم نے (سلمہ بن الاکوع) اور نسائی اور طبرانی نے (عمران بن حصین اور ابو لیلیٰ) سے اور احمد اور نسائی نے (ہبیرہ ابن مریم) سے اور احمد اور نسائی اور ترمذی نے (سعد) سے اور احمد نے (ابو سعید خدری) سے اور ابن اسحاق نے (سلمہ) سے اور نسائی نے (عبد اللہ بن بریدہ) سے تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا ہے کہ تحقیق خیبر کے روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل ہم ایسے شخص کو علم دیں گے کہ اللہ تعالیٰ اسکے ہاتھ سے فتح دیگا وہ دوست رکھتا ہے اللہ اور اسکے رسول کو پس تمام رات یہ خیال کرتے رہے کہ دیکھئے علم کس کو عطا ہوتا ہے صبح لوگ حضرت کے پاس گئے ہر ایک شخص علم کے عطا ہونے کا امیدوار تھا حضرت نے فرمایا علی کہاں ہیں لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ انکی آنکھیں دکھ رہی ہیں آپ نے فرمایا اسکو پاس بلاؤ پس وہ آئے حضرت نے انکی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اور انکے لیے دعا فرمائی وہ ایسے ہو گئے کہ گویا انکی آنکھوں میں درد تھا ہی نہیں پھر آپ نے ان کو علم دیا۔

(۱) عن سہل بن سعد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لاعطین الرایۃ غداً رجلاً یفتح اللہ علی یدیہ قال فبات الناس یدوکون لیلتھم ایھم یعطاھا فقال این علی بن ابی طالب فقالوا یشتکی عینیہ یا رسول اللہ قال فارسلوا الیہ فاتی بہ فبصق فی عینیہ ودعا لہ فبرا حتی لم یکن بہ وجع واعطاہ الرایۃ فقال علی اقاتلھم حتی یکونوا مثلنا قال انفذ علی رسلک حتی تنزل بساحتھم ثم ادعھم الی الاسلام واخبرھم بما یجب علیھم من حق اللہ فیہ فواللہ لان یھدی اللہ بک رجلاً واحداً خیر لک من ان یکون لک حمر النعم (اخرجہ احمد والبخاری والمسلم باختلاف بعض الالفاظ) سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تحقیق جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم کل علم ایسے شخص کو دیں گے کہ اللہ تعالیٰ

انکے ہاتھ پر فتح دیگا صبح ہوتے ہی لوگ حضرت کے پاس گئے پس حضرت نے فرمایا علی کہاں ہیں لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ انکی آنکھیں دکھتی ہیں فرمایا ان کے پاس آدمی بھیجو جب وہ آئے تو حضرت نے انکی آنکھوں پر اپنا لعاب دہن لگایا اور انکے لیے دعاء خیر کی وہ اچھے ہو گئے گویا کہ ان کو درد نہیں تھا آپ نے انکو علم دیا علی کہنے لگے یا رسول اللہ آیا میں انسے جنگ کروں یہانتک کہ وہ ہماری طرح ہو جائیں حضرت نے فرمایا سیدھے چلے جاؤ یہانتک کہ تم انکے میدان میں جا پہونچو اور پھر انہیں اسلام کی طرف بلاؤ اور جو کچھ کہ خدا کا حق واجب ہے اس سے انہیں خبردار کرو واللہ اگر تیری وجہ سے خدا ایک آدمی کو ہدایت دیدے تو تیرے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

(۲) عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لادفعن الرایۃ الیوم رجلا یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ فتطاول القوم فقال این علی فقالوا یشتکی عینیہ فدعاہ فبزق فی یدیہ ومسح بھما عینیہ ثم دفع الیہ الرایۃ ففتح اللہ علیہ (اخرجہ النسائی و ابو حاتم) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ ہم آج علم ایسے شخص کو دینگے جو اللہ اور اللہ کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اللہ کا رسول اسے دوست رکھتے ہیں پس قوم نے ہاتھ بڑھائے حضرت نے فرمایا علی کہاں ہیں لوگوں نے عرض کیا انکی آنکھیں دکھتی ہیں پس حضرت نے انکو بلوایا اپنے ہاتھوں پر لعاب دہن کو ملکر علی کی آنکھ کو لگایا پھر ان کو علم دیا اللہ نے انہیں فتح عطا کی۔

(۳) عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم خیبر لاعطین ھذہ الرایۃ رجلا یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ یفتح اللہ علیہ قال عمر رضی اللہ عنہ فما احببت الامارۃ الا یومئذ فتساورت لھا فدعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابی طالب فاعطاہ ایاھا وقال امش ولا تلتفت فسار علی شیئا ثم وقف ولم یلتفت فصرخ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ماذا اقاتل فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قاتلھم حتی یشھدوا ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ فاذا فعلوا فقد منعوا دماءھم واموالھم الا بحقھا وحسابھم علی اللہ (اخرجہ مسلم) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے روز فرمایا کہ البتہ ہم علم ایسے شخص کو دینگے جو اللہ اور اللہ کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اللہ کا رسول اسے دوست رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ اسے فتح دیگا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس روز کے سوا میں نے کبھی امارت کی آرزو نہیں کی میں نے نگاہ بھر کر دیکھا پس حضرت نے علی کو بلوایا اور علم انکو دیدیا اور فرمایا جاؤ اور مت لوٹو علی تھوڑی دور جاکر ٹھیر گئے مگر لوٹے نہیں پھر حضرت کو آواز بلند سے کہنے لگے یا رسول اللہ میں کس بات پر جنگ کروں حضرت نے فرمایا انسے جنگ کرو یہانتک کہ وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لیں پھر جب ان لوگوں نے ایسا کیا تو انہوں نے اپنا خون اور مال بچا لیا مگر خدا کو حساب دینا انپر باقی رہیگا۔

(۴) عن سلمۃ بن الاکوع قال خرجنا الی خیبر وکان عمی عامر یرتجز بالقوم سہ واللہ لولا اللہ ما اھتدینا ولا تصدقنا ولا صلینا ٭ ونحن عن فضلک ما استغنینا ٭ فثبت الاقدام اذ لاقینا ٭ وانزلن سکینۃ علینا ٭ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من ھذا قالوا عامر فقال غفر اللہ لک یا عامر وما استغفر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لرجل یخصہ الا استشھد قال عمر رضی اللہ عنہ یا رسول اللہ

لو شئت لمتعتنا بعامر فلما قدمنا خیبر خرج مرحب یخطر بسیفه وهو ملکهم وهو یقول ؎ قد
علمت خیبر انی مرحب ٭ شاکی السلاح بطل مجرب ٭ فنزل عامر۔ فقال ؎ قد علمت خیبر انی
عامر ٭ شاکی السلاح بطل مغامر ٭ فاختلفا ضربتین فوقع سیف مرحب فی ترس عامر فذهب یسفل
له فوقع سیفه علی نفسه فقطع اکحله فکانت فیها نفسه واذا نفر من اصحاب رسول الله صلی الله علیه
وسلم یقولون بطل عمل عامر قتل نفسه فاتیت رسول الله صلی الله علیه وسلم وانا ابکی فقلت یا رسول
الله ابطل عمل عامر فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم من قال قلت ناس من اصحابك فقال بل له اجره
مرتین ثم ارسلنی رسول الله صلی الله علیه وسلم الی علی فاتیته وهو ارمد فقال لاعطین الرایة الیوم
رجلا یحب الله ورسوله ویحبه الله ورسوله فجئت به اقوده وهو ارمد حتی اتیت بالنبی صلی الله
علیه وسلم فبصق فی عینیه فبرء واعطاه الرایة وخرج مرحب فقال قد علمت خیبر انی مرحب شاکی
السلاح بطل مجرب ٭ اذا اللیوث اقبلت تلهب ٭ واحجمت عن صولة المجرب ٭ خلت حمای ابدا لا تقرب
اطعن احیانا وحینا اضرب ٭ ان غلب الدهر فانی اغلب والقرن عندی بالدماء مخضب ٭
فقال علی ؎ انا الذی سمتنی امی حیدره ٭ کلیث غابات کریه المنظره ٭ ضرغام آجام ولیث
قسوره ٭ عبل الذراعین شدید القصره ٭ اکیلکم بالسیف کیل السندره ٭ اضربکم ضربا یبین
الفقره ٭ واترك القرن بقاع جزره ٭ اضرب بالسیف رقاب الکفره ٭ ضرب غلام ماجد حزوره ٭
من یترك الحق یقوم صغره ٭ اقتل منهم سبعة او عشره ٭ فکلهم اهل فسوق فجره ٭ قال فضرب
ففلق راس مرحب فقتله وکان الفتح علی یدی علی بن ابی طالب (اخرجه ابو حاتم)

سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم خیبر کو جانے لگے میرا چچا عامر قوم میں رجز کہہ رہا تھا۔ اگر
ہم کو خدا ہدایت نہ کرتا تو ہم صدقہ دیتے اور نہ ہم نماز پڑھتے ہم تیرے فضل سے بے پرواہ نہیں پس جب ہم
دشمنوں سے ملیں تو تو ہمارے قدم ثابت رکھ اور تو ہم پر تسلی نازل کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
یہ کون ہے لوگوں نے عرض کیا یہ عامر ہے حضرت نے فرمایا اے عامر اللہ تجھے بخشے حضرت کبھی کسی کو خصوصیت
سے دعا نہیں دیتے تھے کہ وہ شہید نہ ہو جاتا تھا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ اگر آپ عامر کے ساتھ ہمیں
بھی ہماری میں شریک کرتے تو کیا اچھا ہوتا جب ہم خیبر میں پہنچے مرحب نکل کر اپنی تلوار اچھالنے لگا
وہ ان کا بادشاہ تھا اور یہ رجز کہہ رہا تھا خیبر جانتا ہے میں مرحب ہوں۔ تیز ہتھیاروں والا بہادر تجربہ کار
ہوں۔ عامر رضی اللہ عنہ اس کے مقابلہ پر گئے اور یہ رجز کہنے لگے خیبر جانتا ہے میں عامر ہوں تیز ہتھیاروں والا
بہادر ہلاکت کی جگہ گھسنے والا ہوں۔ دونوں نے وار کیے مرحب کی چوٹ عامر کے گھوڑے کو لگی وہ انکو
گرانے لگا انکی اپنی تلوار ان کو لگ گئی جس سے انکی شاہ رگ کٹ گئی ابھی انہیں سانس باقی تھے جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کہنے لگے عامر کا عمل باطل ہو گیا ہے کیونکہ اس نے خود آپکو ہلاک کیا
میں روتا ہوا حضرت کے پاس گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا عامر کا عمل باطل ہو گیا ہے حضرت نے فرمایا
کون کہتا ہے میں نے کہا حضور کے اصحاب کہتے ہیں آپ نے ارشاد کیا بلکہ اس کے لیئے دو دفعہ کی شہادت کا اجر

پھر حضرت نے بھیجی علی علیہ السلام کے پاس بھیجا۔ میں انکا ہاتھ پکڑے ہوئے آنحضرت کے پاس لایا انکی آنکھیں دُکھ رہی تھیں۔ آنحضرت نے فرمایا البتہ ہم آج علم ایسے آدمی کو دینگے جو اللہ اور اللہ کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اللہ کا رسول اُس سے پیار کرتے ہیں۔ میں انکو لیکر آیا پھر آشوب چشم رکھتے تھے یہاں تک کہ میں انکو اپنے ہمراہ حضرت کے پاس لیکر آیا۔ حضرت نے اپنا لعاب دہن انکی آنکھوں میں لگایا وہ اچھے ہوگئے حضرت نے انکو علم دیا۔ مرحب نکلکر رجز کہنے لگا خیبر جانتا ہے میں مرحب ہوں تیز ہتھیار والا بہادر تجربہ کار ہوں جب شیر معرکہ میں ڈراتے ہیں آگ کے شعلے مارتے ہیں اور ہٹ جاتے ہیں حملہ سے مرحب کہ حاجب بادشاہ کا ظاہر ہوا کہ خوف کی جگہ میں کوئی نزدیک نہیں پھٹکتا کبھی میں نیزہ مارتا ہوں اور کبھی تلوار لگاتا ہوں اگر زمانہ مغلوب بھی ہوجائے تو میں بھی غالب تر ہوں اور میرے نزدیک خون رنگا ہوا ہے۔ جناب علی علیہ السلام نے فرمایا میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا تھا جیسے بیشہ کا شیر ڈراونی صورت۔ الاشجاعت کی بیشہ کا شیر اور حیدر شیر قوی بازو اور سخت گردن والا تیز تلوار کے بڑے پیمانہ سے تمہیں ناپتا ہوں تم کو ایسی ضرب لگاؤنگا جس سے تمہاری پیشت کے مہرے ایک ایک الگ ہو جائینگے میں سخت بین نیزے کو کاٹتا ہوں۔ تلوار سے کافروں کی گردن مارتا ہوں۔ نوجوان قوم کے بزرگ زورمند کی شریعت ہے اس شخص کیلئے جو حق کو چھوڑ کر ذلت کو قائم کرتا ہے میرا ہر سات یا دس آدمی قتل کرونگا کہ وہ سب فاسق و فاجر ہیں۔ پھر جناب امیر نے مرحب ایک ایسا وار کیا کہ مرحب کا سر کٹ کر گر گیا اور فتح جناب امیر کے ہاتھ پر رہی ؂

(۴) **عن** عبد اللہ بن بریدۃ الاسلمی عن ابیہ قال لما کان یوم خیبر اخذ ابو بکر اللواء فلما کان من الغد اخذہ عمر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لادفعن لوائی الی رجل لا یرجع حتی یفتح اللہ علیہ فصلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ الغد ثم دعا باللواء فدعا علیا وہو یشتکی عینیہ فمسحہا ثم دفع الیہ اللواء ففتح (اخرجہ الحاکم) عبد اللہ ابن بریدۃ الاسلمی اپنے والد سے ناقل ہیں کہ خیبر کے روز حضرت ابو بکرؓ علم لیکر گئے پھر دوسرے روز عمرؓ علم لیکر گئے۔ پھر حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا میں اپنا علم ایک ایسے شخص کو دونگا جو بغیر فتح کے نہیں لوٹیگا۔ پھر حضرت نے اشراق کی نماز پڑھی اور علم منگایا اور علی کو بلوایا انکی آنکھیں دُکھ رہی تھیں حضرت نے انپر ہاتھ پھیرا پھر جناب علی علیہ السلام کو علم دیا۔ اور خیبر انھوں نے فتح کیا ؂

(۵) **عن** عبد الرحمان بن ابی لیلی عن ابیہ انہ قال لعلی وکان یسیر معہ ان الناس قد انکروا منک انک تخرج فی البرد فی الملاءۃ وتخرج فی الحر فی الحشو والثوب الغلیظ فقال اولم تکن معنا بخیبر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث ابا بکر وعقد لہ الرایۃ فرجع فبعث عمر وعقد لہ الرایۃ فرجع بالناس فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاعطین الرایۃ رجلا یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ کرار لیس بفرار وارسل الی وانا ارمد فتفل فی عینی وقال اللہم اکفہ اذی الحر والبرد فما وجدت حرا بعد ذلک ولا بردا (اخرجہ احمد والنسائی) عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ اپنے والد سے ناقل

ہیں کہ وہ سفر میں جناب امیر علیہ السلام کے ہمرکاب تھے جناب امیر سے میں نے کہا کہ لوگ آپکی بابت کہا کرتے ہیں کہ آپ جاڑے میں باریک کپڑے اور گرمی میں روئی دار کپڑے پہنتے ہیں یہ مسئلہ دریافت کیا تو فرمانے لگے کیا تم خیبر میں ہمارے ساتھ نہیں تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور علم انکے ساتھ دیا اور وہ لوٹ آئے پھر عمر رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور علم انکے ہمراہ کیا وہ بھی لوگوں کے ساتھ واپس آ گئے پھر حضرت نے فرمایا البتہ میں علم ایسے آدمی کو دونگا جو اللہ اور اسکے رسول سے محبت کرتا ہو اور اللہ اور اللہ کا رسول اس سے محبت کرتے ہوں آپ نے مجھے آدمی بھیجکر بلوایا میری آنکھیں دکھ رہی تھیں میں نے عرض کیا مجھے آشوب چشم ہے آپ نے میری آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اور فرمایا اے پروردگار گرمی اور سردی کی اذیت سے اسے بچا پس مجھے اسکے بعد گرمی نے ستایا نہ سردی نے ۔

(۷) **عن** ابی بردة قال حاصرنا خیبر فاخذ اللواء ابو بکر ثم لم یفتح له فاخذه عمر من الغد فانصرف فلم یفتح له واصاب الناس یومئذ شدة وجهد فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم انی دافع لوائی غدا الی رجل یحب الله ورسوله ویحبه الله ورسوله لا یرجع حتی یفتح الله له فبتنا طیبة انفسنا ان الفتح غدا فلما اصبح رسول الله صلی الله علیه وسلم فصلی صلوة الغداة ثم قام قائما ودعا باللواء والناس علی مصافهم فما منا انسان له منزلة عند رسول الله صلی الله علیه وسلم الا وهو یرجو ان یکون صاحب اللواء فدعا علی ابن ابی طالب وهو ارمد فتفل فی عینیه ومسح عنه ودفع الیه اللواء ففتح الله علیه قال انا فیمن تطاول لها اخرجه احمد وابن ابی شیبة والبزار وابن جریر الطبری ۔

ابو بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے خیبر کا محاصرہ کیا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے علم لیا اور فتح نہ ہوئی دوسرے روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے علم لیا اور فتح نہ ہوئی اور لوگوں کو سخت تکلیف پیش آئی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم کل اپنا علم ایسے شخص کو دینگے جو اللہ اور اسکے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اسکا رسول اس سے محبت رکھتے ہیں ۔ وہ بغیر فتح کئے نہ پھریگا ہم رات خوش دل ہوکر سوئے کہ کل فتح ہوگی جب صبح ہوئی اور حضرت اشراق کی نماز پڑھکر سروقد کھڑے ہو گئے اور علم طلب کیا لوگ صف باندھے کھڑے تھے ہم میں سے کوئی آدمی نہ تھا جسکی کچھ بھی حضرت کے پاس قدر تھی کہ وہ صاحب علم بننے کی آرزو نہ رکھتا ہو پس حضرت نے علی بن ابی طالب کو بلوایا انکی آنکھوں میں آشوب تھا حضرت نے ہاتھ پھیرا اور علم انکے سپرد فرمایا اور اللہ تعالی نے انکو فتح دی ابو بریدہ کہتے ہیں کہ میں بھی انہیں لوگوں میں سے تھا جنہوں نے علم کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا ۔

(۸) **عن** بریدة الاسلمی قال لما کان یوم خیبر نزل رسول الله صلی الله علیه وسلم بحضرة اهل خیبر فاعطی عمر اللواء فنهض معه من نهض من الناس فلقوا اهل خیبر فانکشف عمر واصحابه فرجعوا الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم لاعطین اللواء رجلا یحب الله ورسوله فلما کان الغد تطاول ابو بکر فدعا رسول الله صلی الله علیه وسلم علیا وهو ارمد فتفل فی عینیه واعطاه اللواء ونهض معه من الناس من نهض فلقوا اهل خیبر فاذا مرحب یرتجز

وھو یقول ؎ قد علمت خیبر انی مرحب الخ فاختلف ھو وعلی ضربتین فضربہ علی علی ھامتہ حتی
عض منھا السیف وانتھی الی راسہ وسمع اھل العسکر صوت ضربتہ فما تتام آخر الناس مع
علی حتی فتح اللہ علیہ (اخرجہ احمد والنسائی) بریدۃ الاسلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب خیبر کا روز ہوا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اہل خیبر کے سامنے جا اُترے حضرت نے عمر رضی اللہ عنہ کو علم دیا ان کے ساتھ
جن لوگوں نے اُٹھنا تھا وہ اُٹھے پس اہل خیبر سے آئے حضرت عمر کے دوست پراگندہ ہوکر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس لوٹ آئے حضرت نے فرمایا۔ البتہ ہم علم ایسے آدمی کو دینگے جو اللہ اور اسکے رسول سے محبت
رکھتا ہے۔ اور اللہ اور اللہ کا رسول اس سے محبت رکھتے ہیں جب دوسرا روز ہوا حضرت ابو بکر رضی اللہ
عنہ بڑھے حضرت نے جناب علی کو بلوایا انکی آنکھوں میں آشوب تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی
آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگا کر علم ان کو دیدیا۔ اور جس نے انکے ساتھ اُٹھنا تھا اٹھ کھڑا ہوا۔ پس اہل خیبر
آئے مرحب رجز کہہ رہا تھا کہ خیبر جانتا ہے میں مرحب ہوں انکے اور جناب علی کے درمیان وار چلے جناب امیر
نے اسکے سر پر تلوار ماری کہ خود کو کاٹ کر اسکے سر میں پہنچ گئی تمام اہل لشکر نے جناب امیر کی ضرب کی آواز کو سنا
ابھی آپکی ضرب پوری بھی نہ ہونے پائی تھی کہ لوگوں نے حملہ کیا اور اللہ تعالے نے جناب امیر کو فتح دی ؛

(۹) عن عمران بن حصین قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاعطین الرایۃ رجلا یحب اللہ ورسولہ
ویحبہ اللہ ورسولہ فدعا علیا وھو ارمد ففتح اللہ علی یدیہ (اخرجہ النسائی) عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ البتہ ہم علم ایسے آدمی کو دینگے جو اللہ اور اللہ کے رسول سے محبت کرتا ہے
اور اللہ اور اللہ کا رسول اس سے پیار کرتے ہیں پھر آپ نے علی کو بلوایا وہ آشوب چشم ہو رہے تھے اللہ نے ان کو فتح دی ؛

(۱۰) عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخذ الرایۃ وھزھا ثم قال من یاخذھا
بحقھا فجاء فلان فقال امض علی رسلک ثم قال والذی کرم وجہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لاعطین
ھذہ الرایۃ رجلا یفتح اللہ علی یدیہ فدعا علیا فاعطاہ ففتح اللہ علیہ خیبر وفدک (اخرجہ احمد فی المناقب)
ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تحقیق سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے علم پکڑ کر ہلایا پھر ارشاد
کیا کون ہے جو اس علم کو پکڑے اس کے حق پکڑنے کا پس فلاں شخص آیا اور کہنے لگا میں حضرت نے فرمایا اپنے راستے پر
چلا جا پھر ارشاد کیا قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ کو بزرگ کیا ہے میں یہ علم ایک ایسے آدمی کو دونگا
کہ اللہ تعالی اسے فتح دیگا پس علی کو بلایا اور علم انکو دیا اللہ تعالے نے خیبر اور فدک پر ان کو فتح دی ؛

(۱۱) عن سلمۃ قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابا بکر الصدیق بالرایۃ الی بعض حصون خیبر
فقاتل ولم یکن فتح لہ وقد جھد ثم بعث الغد عمر بن الخطاب فقاتل ثم رجع ولم یکن لہ فتح وقد جھد فقال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاعطین الرایۃ غدا رجلا یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ یفتح اللہ علی
یدیہ لیس بفرار فدعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا وھو ارمد فتفل فی عینیہ قال خذ ھذہ الرایۃ
فامض بھا حتی یفتح اللہ علیک قال فخرج واللہ بہا یھرول ھرولۃ وانا لخلفہ اتبع اثرہ حتی رکز رایتہ فی
رضیم من حجارۃ تحت الحصن فاطلع علیہ یھودی من راس الحصن فقال من انت فقال انا علی ابن

ابن ابی طالب قال والذی نفسی بیدہ ... فانطلق فلم یبرح حتی فتح اللہ علی یدیہ (اخرجہ ابن اسحاق)
بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خیبر کے
بعض قلعوں کی طرف روانہ کیا وہ جاکر وہاں لڑے باوجودیکہ انہوں نے نہایت کوشش کی فتح نہ ہوئی۔ پھر حضرت نے
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو بھیجا وہ بھی وہاں جا کر لڑے اور نہایت کوشش کی فتح نہ ہوئی وہ بھی واپس آگئے پس
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کل ہم علم ایک ایسے آدمی کو دیں گے جو اللہ اور اللہ کے رسول کو پیار کرتا ہے اور اللہ
اور اللہ کا رسول اس سے پیار کرتے ہیں اور اس کے ہاتھ پر فتح ہوگی وہ حملہ کرنے والا ہے بھاگنے والا نہیں ہے پس حضرت علی
کو بلایا گیا ان کو آشوب چشم تھا حضرت نے ان کی آنکھ میں اپنا لعاب دہن لگایا اور فرمایا اس علم کو لے لو پس وہ علم لیکر
روانہ ہوئے یہاں تک کہ اللہ نے انکو فتح دی۔ سلمہ کہتے ہیں کہ واللہ وہ علم لیکر دوڑتے ہوئے نکلے ہم انکے پیچھے پیچھے
جا رہے تھے انہوں نے اپنا علم سخت پتھریلی زمین پر جو انکے نیچے تھا گاڑ دیا قلعہ کے اوپر سے ایک یہودی نے پوچھا
کہا تو کون ہے جناب امیر نے جواب دیا میں علی بن ابی طالب ہوں یہودی نے کہا بخدا تم غالب آگئے موسیٰ علیہ السلام
پر جو توریت نازل ہوئی تھی۔ سلمہ کہتے ہیں پس جناب امیر فتح کئے ہوئے بغیر واپس نہ ہوئے۔

(۱۲) عن علی قال ما رمدت ولا صدعت منذ مسح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجہی وتفل فی عینی یوم خیبر حین اعطانی
الرایۃ (اخرجہ ابو یعلی) جناب امیر سے روایت ہے کہ میری آنکھیں نہیں دکھیں اور سر میں درد نہیں ہوا جبکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے
علم عطا کیا اور میرے منہ پر ہاتھ پھیرا اور میری آنکھ میں اپنا لعاب دہن لگایا تب سے میری آنکھیں نہیں دکھیں۔

(۱۳) عن عمرو بن میمون قال انی لجالس عند ابن عباس اذ اتاہ تسعۃ رہط فقالوا اما ان تقوم معنا
واما ان تخلو بنا ... وہو یومئذ صحیح قبل ان یعمی قال انا اقوم معکم فتحدثوا فلا ادری ما قالوا فجاء
ینفض ثوبہ ویقول اف وتف وقعوا فی رجل ... قال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابعثن
رجلا لا یخزیہ اللہ ابدا فاستشرف لہا من استشرف فقال این علی قالوا ہو فی الرحی یطحن
قال وما کان احدکم لیطحن فجاء وہو ارمد لا یکاد ان یبصر فنفث فی عینیہ ثم ہز الرایۃ
ثلاثا فاعطاہا ایاہ (اخرجہ احمد والنسائی وابن جریر) عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ میں ایک روز عبداللہ بن عباس رضی
اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ نو آدمی آئے اور ابن عباس سے کہنے لگے یا آپ ہمارے ساتھ چلو یا ان کو
خلوت میں بات کرنے دیا جائے ... ابن عباس ... کی آنکھیں نہیں گئی تھیں۔ ابن عباس کہنے
لگے میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں بعد اسکے انکے ساتھ جا کر کچھ باتیں کیں میں نہیں جانتا کہ ان لوگوں نے کیا
کہا پھر ابن عباس پھر کر آئے تو میں نے دیکھا کہ وہ اپنے کپڑے جھاڑتے ہیں۔ اور اف اور تف ان لوگوں پر کہتے
ہیں کہ ایسے شخص کے پیچھے پڑے ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے عزت دی ہے اور ایسے شخص کو برا کہتے ہیں کہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی بابت میں فرمایا ضرور اپنا علم ایسے شخص کو دونگا جو اللہ کو اور اسکے رسول
کو دوست رکھتا ہے پس جس نے اسکی طرف جھانکنا تھا جھانکا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
علی کہاں ہے لوگوں نے عرض کیا وہ چکی پیس رہے ہیں ابن عباس کہتے ہیں کہ ان سے پیشتر کوئی چکی نہیں پیستا
تھا حضرت نے ان کو بلایا ان کی آنکھوں میں آشوب تھا کہ وہ کچھ نہیں دیکھ سکتے تھے حضرت نے اپنا لعاب دہن

انکی آنکھوں پر لگایا بعد اسکے علم کو تیرہ دو فتح خیبر کیا انکو دیدیا ۔

(۱۴) عن ہبیرۃ بن مریم قال خرج الینا الحسن بن علی علیہ السلام وعلیہ عمامۃ سوداء فقال لقد کان فیکم بالامس رجل ما سبقہ الاولون ولا یدرکہ الآخرون وان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لاعطین الرایۃ غدا رجلا یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ فقاتل جبریل عن یمینہ ومیکائیل عن یسارہ ثم قال لا ترد الرایۃ حتی یفتح اللہ علیہ (اخرجہ النسائی) ہبیرہ بن مریم ناقل ہیں کہ حسن مجتبیٰ علیہ السلام ہمارے پاس تشریف لائے تھے اور سر پر سیاہ عمامہ باندھے ہوئے تھے فرمایا کل کے دن تم لوگوں میں ایسا شخص موجود تھا جس سے نہ پہلے لوگ سبقت لیگئے ہیں اور نہ پچھلے لوگ اسکو پہنچ سکینگے یہ شخص جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کل ہم علم ایسے شخص کو دینگے جو اللہ اور اللہ کے رسول کو دوست رکھتا ہے جبرئیل انکی داہنی طرف اور میکائیل انکے بائیں طرف لڑائی میں ہوتا ہے پھر ارشاد کیا کہ جب تک فتح نہ ہو وہ علم واپس نہیں دیگا ۔

(۱۵) عن سعد قال کنت جالسا فتنقصوا علی بن ابی طالب فقلت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان لہ خصالا ثلثا لان یکون لی واحدۃ منہن احب الی من حمر النعم سمعتہ یقول انہ منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی وسمعتہ یقول لاعطین الرایۃ غدا رجلا یحب اللہ ورسولہ وسمعتہ یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ (اخرجہ النسائی) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں بیٹھا ہوا تھا کہ چند لوگ جناب امیر کے حق میں بری باتیں کرنے لگے میں نے ان سے کہا میں نے جناب رسول خدا صلعم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی میں تین باتیں ہیں اگر ان میں سے ایک بات بھی مجھے حاصل ہوتی تو سرخ رنگ کے اونٹوں کے ملنے سے وہ مجھے زیادہ پسند ہوتی میں نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے مگر کوئی پیغمبر بعد نہیں اور حضرت کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کل ہم علم ایسے آدمی کو دینگے جو اللہ اور اسکے رسول کو پیار کرتا ہے اللہ اور اسکا رسول اسکو پیار کرتے ہیں اور حضرت کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے ۔

(۱۶) عن سعد ان معاویۃ امرہ فقال ما یمنعک ان تسب ابا تراب فقال اما ذکرت ثلثا قالہن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وخلفہ فی بعض مغازیہ فقال لہ علی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلفتنی مع النساء والصبیان فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الا انہ لا نبوۃ بعدی وسمعتہ یقول یوم خیبر لاعطین الرایۃ غدا رجلا یفتح اللہ علیہ یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ قال فتطاولنا فقال ادعوا لی علیا فاتی بہ ارمد فبصق فی عینیہ ودفع الرایۃ الیہ ففتح اللہ علیہ ولما نزلت ندع ابناءنا وابناءکم دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا وفاطمۃ وحسنا وحسینا فقال اللہم ہؤلاء اہل بیتی (اخرجہ مسلم والترمذی والنسائی) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو معاویہ نے کہا تم ابو تراب کو سب کیوں نہیں کہتے سعد کہنے لگے کیا میں نے ان تین باتوں کا ذکر نہیں کیا جنکو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے آپنے علی کو اپنے بعض غزوات میں ساتھ لیجانے سے چھوڑ دیا جناب علی نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے عورتوں اور لڑکوں کے لئے خلیفہ بنائے جاتے ہیں حضرت نے فرمایا کیا تو راضی نہیں ہے کہ مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے مگر نبوت میرے بعد نہیں اور میں نے خیبر کے روز سنا ہے کہ حضرت نے فرمایا البتہ کل ہم علم ایسے آدمی کو دینگے کہ اللہ تعالیٰ اسکے ہاتھ پر فتح

ویحبہ اللہ ورسولہ کہ وہ رسول کو پیار کرتا ہے اور اللہ اور اللہ کا رسول اسکو پیار کرتے ہیں پس آنحضرت نے بلایا اور
حضرت نے فرمایا علی کو میرے پاس بلا لاؤ وہ آنکھوں کے آشوب سے حضرت کے پاس آئے حضرت نے اپنا لعاب دہن انکی آنکھوں
کو لگایا اور ان کو علم دیا خدا نے انہیں فتح دی اور جب مباہلہ کی آیت نازل ہوئی حضرت نے علی اور فاطمہ اور حسنین
علیہم السلام کو بلایا اور فرمایا اے میرے پروردگار یہ میرے اہل بیت ہیں ۔

(۱۷) **عن** سہل بن صالح عن ابیہ ان عمر بن الخطاب قال لقد اوتی علی بن ابیطالب ثلاثا لان اکون
اوتیتہا احب الی من ان اعطی حمر النعم جوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد والرایۃ یوم خیبر والثالثۃ زوجۃ
ابنتہ (اخرجہ احمد) ترجمہ سہل بن صالح اپنے والد سے ناقل ہیں کہ جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ جناب علی علیہ السلام
کو ایسی تین باتیں دی گئی ہیں کہ اگر مجھکو ویسی ایک بھی ملتی تو میرے نزدیک سرخ پشم والے اونٹوں کے ملنے سے بہتر تھیں جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمسائیگی مسجد میں اور خیبر کے روز علم کا دیا جانا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بیٹی سے انکا نکاح کرنا ۔

(۱۸) **عن** ابی ہریرۃ ان عمر بن الخطاب قال لقد اعطی علی ثلاث خصال لان یکون لی واحدۃ منہن
احب الی من حمر النعم فسئل ما ہی قال تزوجہ ابنتہ فاطمۃ وسکناہ فی المسجد یحل لہ ما لا یحل لی والرایۃ
یوم خیبر (اخرجہ ابن السمان) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہنے لگے جناب علی
علیہ السلام کو ایسی تین باتیں دی گئی ہیں اگر انمیں سے مجھے ایک بات بھی دی گئی ہوتی تو میرے لئے سرخ پشم والے اونٹ
سے بھی بہتر تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بیٹی سے انکا نکاح کرنا اور انکو مسجد میں رہائش دینا کہ انکے لئے وہ امور جائز
ہے جو مجھے نہیں (جنابت کی حالت میں مسجد کے اندر جانا) اور خیبر کے روز کا علم دیا جانا ۔

(۱۹) **عن** ابن عمر قال کنا نقول خیر الناس ابوبکر ثم عمر ولقد اعطی علی بن ابیطالب ثلاث خصال لان
یکون لی واحدۃ منہن احب الی من حمر النعم زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابنتہ وولدت لہ وسد
الابواب الا بابہ فی المسجد واعطاہ الرایۃ یوم خیبر (اخرجہ احمد فی المناقب ....) عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم
اکثر کہا کرتے تھے کہ سب لوگوں سے بہتر ابوبکر ہیں پھر عمر رضی اللہ عنہ اور جناب علی علیہ السلام کو ایسی تین باتیں ملی
ہیں کہ اگر ان میں سے مجھے ایک بھی ملجاتی تو میرے نزدیک سرخ پشم والے اونٹ سے بہتر ہوتی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
اپنی بیٹی سے انکا نکاح کرنا ۔ انکے دروازے کے سوا سب کے دروازے بند کرنا اور خیبر کے روز ان کو علم دیا جانا ۔

(۲۰) **عن** حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ وکان علی ارمد العین یبتغی دواء فلما لم یجد مداویا
شفاہ رسول اللہ بتفلۃ فبورک مرقیا وبورک راقیا وقال ساعطی الرایۃ الیوم فارسا فتی محب
للرسول مولیا یحب الالہ والالہ یحبہ یفتح ہاتیک الحصون التوالیا فخص بہا دون البریۃ کلہا علیا
وسماہ الوصی المواخیا (اخرجہ المحاملی) حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اپنے اشعار میں فرماتے ہیں علی کو
آشوب چشم تھا اور وہ علاج کرتے تھے پس جب کہ کوئی دوا کرنیوالا نہ پایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو اپنے
لعاب دہن سے شفا دی ۔ وہ مبارک تھا افسون کیا گیا ہوا اور مبارک تھا افسون کرنیوالا ۔ اور فرمایا میں ابھی
آج کے دن علم اس شخص کو دونگا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوست رکھتا ہے اور موافقت کرنیوالا
ہے وہ اللہ کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اسے دوست رکھتا ہے وہ فتح کریگا یہاں سب قلعوں کو جو لگا تار ہیں ۔ بس

مخصوص کیا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام خلقت کے سوا علی کو اور ان کا نام وصی اور اخی رکھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جناب امیرؑ کو سورہ برات کیساتھ مکہ میں بھیجنا

(۱) **عن** سعد قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابا بکر ببراءۃ حتی اذا کان ببعض الطریق ارسل علیا فاخذها منه ثم سار بها فوجد ابوبکر فی نفسه فقال له رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یؤدی عنی الا انا او رجل منی (اخرجه النسائی) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سورہ برات کیساتھ مکہ کو روانہ کیا ابھی وہ تھوڑی دور ہی گئے تھے کہ جناب علی علیہ السلام کو انکے پیچھے روانہ کیا وہ انسے سورہ برات لیکر مکہ کو چلے گئے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دل میں ملال گذرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انسے ارشاد کیا مجھ سے کوئی دوسرا ادا نہیں کر سکتا ہاں یا وہ آدمی جو میرا ہے۔

(۲) **عن** انس قال بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم ببراءۃ مع ابی بکر ثم دعاه فقال لا ینبغی ان یبلغ هذا الا رجل من اهلی فدعا علیا واعطاه ایاها (اخرجه النسائی) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سورہ برأت دیکر مکہ کو بھیجا پھر انکو بلا لیا اور فرمایا میرے گھر کے آدمی کے سوا یہ سورہ کوئی نہیں پہونچا سکتا۔

(۳) **عن** علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث براءۃ الی اهل مکة مع ابی بکر ثم اتبعه بعلی فقال له خذ هذا الکتاب فامض به الی اهل مکة فلحقته واخذت الکتاب منه قال فانصرف ابوبکر وهو کئیب قال یا رسول اللہ انزل فی شیء قال لا الا انی امرت ان ابلغه انا او رجل من اهل بیتی (اخرجه النسائی) جناب امیر علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سورہ برات دیکر مکہ کی طرف روانہ کیا پھر علی کو انکے پیچھے بھیجا اور فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کتاب لے لے وہ غمگین ہوکر لوٹ آئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ کیا میرے حق میں کوئی بات نازل ہوئی ہے فرمایا نہیں مجھے حکم ہوا ہے کہ میں اس سورت کو خود پہونچاؤں یا میرے گھر کا کوئی آدمی پہونچائے۔

(۴) **عن** ابن عباس قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابا بکر بسورۃ التوبة وبعث علیا خلفه فاخذها منه وقال لا یذهب بها الا رجل من اهل بیتی هو منی وانا منه (اخرجه احمد والنسائی) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سورہ برات دیکر روانہ کیا انکے پیچھے علی کو روانہ کیا انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سورہ کو لے لیا حضرت نے فرمایا اس کو کوئی نہیں لیجا سکتا مگر وہ کہ جو میرے گھر کا ہو اور وہ میرا ہو اور میں اسکا ہوں۔

(۵) **عن** ابی سعید الخدری وابی هریرة رضی اللہ عنهما قالا بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابی بکر رضی اللہ عنه مع براءۃ فلما بلغ ضجنان سمع بغام ناقة علی فعرفه فاتاه فقال ما شأنی قال خیر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثنی ببراءۃ فلما رجعنا انطلق ابوبکر رضی اللہ عنه الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ مالی قال خیر انت صاحبی فی الغار الا انه لا یبلغ غیری او رجل منی یعنی علیا (اخرجه احمد والنسائی)

ابی سعید او ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سورہ برات دیکر مکہ کی طرف روانہ فرمایا۔ جب وہ منیٰ تک پہونچے تو جناب علی علیہ السلام نے ناقہ کی آواز سنا حضرت علی کو پہچانکر انکے قریب گئے اور پوچھا مجھے کیا ارشاد ہوا ہے۔ جناب امیر نے ارشاد کیا خیر ہے حضرت نے مجھے سورہ برات لیجانے کیواسطے حکم دیا ہے۔ پس جب ہم لوٹ کر سرکار کے حضور میں حاضر ہوئے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے لئے کیا کوئی حکم ہوا ہے حضرت نے فرمایا ہے۔ کہ خیر ہے مگر سوا اسکے کوئی اور بات نہیں کہ میرا یا میرے گھر کے آدمی کے سوا اسکو کوئی دوسرا نہیں پہونچا سکتا۔

(۶) **عن** علی قال لما نزلت عشر آیات من براءة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا ابابکر فبعثہ بہا لیقرأہا علی اہل مکة ثم دعانی فقال لی ادرک ابابکر فحیث ما لقیتہ فخذ الکتاب فاذہب بہ الی اہل مکة فاقرأہ علیہم فلحقتہ بالجحفة فاخذت الکتاب منہ فرجع ابوبکر فقال یا رسول اللہ انزل فیّ شیء قال لا ولکن جبرئیل جاءنی فقال لا یؤدی عنک الا انت او رجل منک (اخرجہ احمد والنسائی) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب سورہ براءة کی دس آیتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو وہ سورہ دیکر مکہ والوں کی طرف روانہ کیا کہ وہ جاکر سورہ برات ان کو سنائیں پھر حضرت نے مجھے بلاکر ارشاد کیا جاؤ ابوبکر جہاں ملیں ان سے کاغذ لیکر مکہ والوں کو تم جاکر یہ سورہ سناؤ میں نے جحفہ میں جا ملا اور صحیفہ لے لیا ابوبکر رضی اللہ عنہ لوٹ آئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ کیا میرے بارے میں کوئی بات نازل ہوئی ہے آپ نے فرمایا نہیں لیکن جبرئیل علیہ السلام نے آکر مجھ سے کہا ہے کہ آپ کی جانب سے ہرگز کوئی دوسرا ادا نہیں کرسکتا مگر یا تو خود آپ یا وہ آدمی جو آپ کا ہو۔

عن علی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین بعثہ ببراءة قال انی لست باللسن ولا بالخطیب قال ما بی ان اذہب بہا انا او تذہب بہا انت قال فان کان ولا بد فاذہب انا قال انطلق فان اللہ یثبت لسانک ویہدی قلبک قال ثم وضع یدہ علی فیہ (اخرجہ احمد) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو سورہ برات کے ساتھ روانہ کیا تو میں نے عرض کیا کہ میں زبان آور خطیب نہیں ہوں حضرت نے فرمایا بجز اسکے چارہ نہیں اس سورت کو یا میں لیجاؤں یا تم لیجاؤ علی نے عرض کیا جب چارہ نہیں تو میں ہی لیجاتا ہوں حضرت نے فرمایا جاؤ اللہ تعالیٰ تمہاری زبان کو سیدھا کردیگا اور تمہارے دل کو ہدایت کریگا پھر حضرت نے اپنا ہاتھ انکے منہ پر رکھ دیا۔

تنبیہ قال الزہری رحمة اللہ علیہ ان امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیا ان یقرأ براءة لا بدّ لانہ کانت عادة العرب ان لا یتولی العہود والمواثیق الا سید القوم او رجل من اہل بیتہ یقوم مقامہ کاخ او ابن عم فاجراہم علی عادتہم (ذکرہ خواص الامہ وریاض النضرہ) زہری رحمة اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ برات دیکر اسلئے جناب امیر کو بھیجا کہ عرب کا یہ قاعدہ تھا کہ عہد اور معاہدہ کا تجدید سردار یا اسکے گھر کے آدمی کے سوا نہیں کرتا تھا اسلئے حضرت نے عرب کی عادت کے موافق یہ کام انکو سپرد کیا۔

آن حضرت نے فرمایا مجھ سے کوئی نہیں ادا کرسکتا مگر خود میں یا علی

(۱۷) **عن** حبشی بن جنادة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی منی وانا منہ ولا یؤدی عنی الا انا

او علی (اخرجہ احمد و الترمذی و النسائی و البغوی و ابن ابی عاصم و ابن قانع و الضیاء و الباوردی و الطبرانی
و ابن ماجۃ و ابن ابی شیبۃ کما فی منتخب کنز العمال) حبشی بن جنادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ علی میرا ہے ۔ اور میں علی کا مجھ سے کوئی نہیں ادا کر سکتا مگر خود میں یا علی علیہ السلام ۔

(۲) **عن** ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی منی و انا منہ لا یؤدی عنی الا انا او علی
(اخرجہ الدیلمی) عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
علی میرا ہے میں علی کا ہوں مجھ سے کوئی نہیں ادا کر سکتا مگر خود میں یا علی ۔

جناب امیر کا حضرت کی طرف سے امانتوں کا ادا کرنا

عن ابی رافع فی ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال و خلفہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی علیا یخرج الیہ
باہلہ و امرہ ان یؤدی عنہ اماناتہ و وصایاہ و من کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوصی الیہ و کان یؤتمن علیہ من
مال فادی علی اماناتہ کلہا (اخرجہ ابن الاثیر فی اسد الغابہ) ابو رافع رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے ہجرت مبارک کی نسبت روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے ان کو یعنی علی کو اپنے پیچھے چھوڑ کر کہا کہ اپنے اہل کے
ساتھ ہمارے پاس آنا اور حکم دیا کہ جن لوگوں نے اپنی امانتیں اور وصیتیں حضرت کے پاس رکھی ہوئی تھیں
ان کو ان کے مالوں کو سب ادا کر آئے ۔

جناب امیر کا حضرت کے قرضوں کو ادا کرنا

(۱) **عن** انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی یقضی دینی (اخرجہ البزار) انس
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی میرے قرض کو ادا کریگا ۔

(۲) **عن** انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت تغسلنی و تؤدی دینی و تواری نی
فی حفرتی و تفی بذمتی و انت صاحب لوائی فی الدنیا و الآخرۃ (اخرجہ الدیلمی) انس رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی تم مجھ کو غسل دو گے اور میرا قرض ادا کرو گے اور مجھ کو قبر میں
رکھو گے اور ہمارے ذمہ کو پورا کرو گے اور تم دنیا و آخرت میں میرے علم دار ہو ۔

(۳) **عن** ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ینجز عداتی و یقضی دینی (اخرجہ الدیلمی)
ابن عمر سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی میرے وعدوں کو پورا کریگا اور میرے قرض کو ادا کریگا ۔

جناب امیر کا حضرت کے وعدوں کو پورا کرنا

(۱) **عن** ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ینجز عداتی و یقضی دینی (اخرجہ الدیلمی)
ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے علی میرے
وعدوں کو پورا کریگا اور میرے قرض کو ادا کریگا ۔

(۲) **عن** حبشی بن جنادۃ قال کنت جالسا عند ابابکر فقال من کانت له عدۃ عند رسول الله صلی الله علیه وسلم فلیقم فقام رجل فقال یا خلیفة رسول الله صلی الله علیه وسلم وعدنی بثلاث حثیات من تمر فقال ارسلوا الی علی فقال یا ابا الحسن ان هذا یزعم ان رسول الله صلی الله علیه وسلم وعده بثلاث حثیات من تمر فاحثها له فحثاها له (اخرجه ابن السمان) حبشی بن جنادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ وہ کہنے لگے جس سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی وعدہ کیا ہو اس کو چاہیئے کہ کھڑا ہو کر بیان کرے ایک شخص نے عرض کیا یا خلیفہ رسول اللہ حضرت نے مجھ سے تین لپ بھر کر کھجوریں دینے کا وعدہ کیا تھا۔ ابوبکر کہنے لگے جناب علی کو بلاؤ جب وہ تشریف لائے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا یا ابا الحسن یہ شخص خیال کرتا ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے تین لپ بھر کر کھجور کے دینے کا وعدہ کیا تھا آپ اس کو دیدیں جناب امیر علیہ السلام نے اس کو تین لپ بھر کر دیدیں۔

جناب امیر کا منجانب اللہ حضرت صلعم کی تائید کیلئے مخصوص ہونا

(۱) **عن** ابی الحمراء قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لیلة اسری بی الی السماء نظرت الی ساق العرش الایمن فرأیت کتابا فهمته محمد رسول الله ایدته بعلی ونصرته به (اخرجه الملا فی سیرته وقاضی عیاض فی الشفا) ابوالحمراء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور انبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا شب معراج میں جب آسمانوں پر جا گذر ہوا عرش مجید کی داہنی ساق پر لکھا ہوا پایا جس کے معنے ہمیں سمجھ میں آئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول ہیں انکی تائید اور نصرت کیلئے علی پیدا کئے گئے ہیں۔

(۲) **عن** ابن عباس قال کنا عند النبی صلی الله علیه وسلم فاذا بطائر فی فیه لوزة خضراء فالقاها فی حجر النبی صلی الله علیه وسلم فاخذها فقبلها ثم کسرها فاذا فی جوفها دودة خضراء مکتوب فیها بالاصفر لا اله الا الله محمد رسول الله نصرته بعلی (اخرجه نعیم وسمعانی وصاحب نزهة المجالس) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بیٹھا ہوا تھا کہ ناگہان ایک طائر آیا اور اسکی مونہہ میں ایک سبز بادام تھا اس طائر نے وہ بادام حضرت کی گود میں ڈالدیا حضرت نے اسکو لیکر چوما پھر اسکو توڑا اسکے بیچ میں سے ایک سبز رنگ کا کیڑا نکلا جسپر زرد خط سے لکھا ہوا تھا نہیں ہے کوئی معبود مگر خدا تعالیٰ اور محمد اسکے رسول ہیں اور ہم نے انکی مدد علی کیساتھ مخصوص کی ہے۔

(۳) **عن** ابی هریرة فی قوله تعالی هو الذی ایدك بنصره وبالمؤمنین قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم مکتوب علی العرش لا اله الا الله وحده لا شریك له محمد عبدی ورسولی ایدته بعلی بن ابیطالب (اخرجه ابی نعیم فی الحلیة والسمعانی والسیوطی فی الدر المنثور) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے تفسیر میں قول اللہ تعالیٰ کے کہ اس نے تیری تائید کی اپنی نصرت اور مومنوں کے ساتھ منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عرش پر لکھا ہوا ہے کہ نہیں معبود سوا اللہ کے جو اکیلا وہ واحد ہے کوئی اسکا شریک نہیں محمد میرا بندہ ہے اور میرا رسول ہے جسکی علی بن ابیطالب کے ساتھ اسکی تائید کی ہے۔

جناب امیر کا آنحضرت کی طرف سے صلح حدیبیہ کے روز صلحنامہ لکھنا

(۱) **عن** ابن عباس رضی اللہ عنہ قال کان کاتب کتاب الصلح یوم الحدیبیۃ علی بن ابی طالب (اخرجہ احمد) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صلح حدیبیہ کے عہد نامہ کے کاتب جناب امیر علیہ السلام تھے۔

(۲) **عن** قال عبد الرزاق قال معمر سألت عنہ الزہری فضحک وقال ہو علی ولو سألت ہؤلاء لقالوا ہو عثمان یعنی بنو امیہ (ریاض النضرۃ) عبد الرزاق اپنی کتاب مصنف میں لکھتے ہیں کہ معمر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے زہری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا صلح حدیبیہ کی کتابت کس نے کی ہے وہ ہنس کر کہنے لگے جناب علی علیہ السلام تھے اگر تم ان لوگوں سے یعنی بنی امیہ سے پوچھو گے تو وہ یہی کہیں گے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔

(۳) **عن** علقمۃ بن اسحاق قال قلت لعلی اتجعل بینک و بین ابن آکلۃ الاکباد حکما قال انی کنت کاتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الحدیبیۃ فکتبت ہذا ما صالح علیہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال سہیل بن عمرو لو علمنا انہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما قاتلناہ امحہا فقلت ہو واللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وان رغم انفک لا واللہ لا امحوہا فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارنی مکانہا فاریتہ فمحاہا وقال اما ان لک مثلہا ستاتیہا مضطہدا (اخرجہ النسائی) علقمہ بن اسحاق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام سے عرض کیا آپ اپنے اور جگر کھانے والی کے بیٹے (یعنی ہندہ اور معاویہ کہ جس نے جناب سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ کا جگر چبایا تھا) کے درمیان حکم مقرر کرتے ہیں حضرت امیر نے ارشاد کیا کہ میں صلح حدیبیہ کے روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے صلحنامہ کے لکھنے پر مامور ہوا جب میں نے لکھا کہ وہ امر ہے جس پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح کی ہے سہیل بن عمرو کہنے لگا اگر ہم جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم آپ سے لڑائی نہ کرتے تم اسے مٹا دو میں نے کہا خدا کی قسم یہ تحقیق اللہ کے رسول ہیں تیری ناک پر مٹی ڈالوں گا اور واللہ میں نہیں مٹاؤں گا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی مجھے بتاؤ وہ کونسا مقام ہے میں نے حضرت کو وہ مقام بتا دیا جہاں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک لکھا گیا تھا حضرت نے اپنے دست مبارک سے اسے مٹا دیا اور فرمایا عنقریب تیرے لئے بھی ایسا ہی پیش آنے والا ہے اور تو بھی مغلوب ہو کر ایسا ہی کرے گا۔

آنحضرت کا جناب امیر کو مسجد قبا کے بنا رکھنے کیلئے مخصوص کرنا

(۱) **عن** جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ قال لما سال اہل قباء النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یبنی لہم مسجدا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیقم بعضکم فیرکب الناقۃ فقام ابوبکر رضی اللہ عنہ فرکبہا فلم تنبعث فرجع فقعد فقام عمر رضی اللہ عنہ فرکبہا فلم تنبعث فرجع فقعد فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاصحابہ لیقم بعضکم فیرکب الناقۃ فقام علی فلما وضع رجلہ فی غرز الرکاب فانبعثت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارخ زمامہا وابنوا علی مدارہا فانہا مامورۃ (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر وخلاصۃ الوفا للسمہودی [illegible] الخ [illegible] دہلوی) جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبا کے رہنے والوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے [illegible]

چلنے لگے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ارشاد کیا تم میں سے کوئی شخص اس ناقہ پر سوار ہو یہ سنکر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اٹھے اور ناقہ پر سوار ہو کر اونٹنی نہ اٹھی وہ واپس آگئے اور اترگئے بعدہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھے اور اونٹنی پر سوار ہوئے اونٹنی نے حرکت نہ کی وہ بھی چلے آئے اور بیٹھ گئے تب حضرت نے پھر ارشاد فرمایا تم میں کوئی اس ناقہ پر سوار ہو۔ اس مرتبہ جناب علی علیہ السلام اٹھے اور رکاب میں پاؤں ڈالا ہی تھا کہ اونٹنی کود کر کھڑی ہو گئی حضرت نے فرمایا اسکی باگ چھوڑ دو یہ مامور ہے جہاں جہانتک خدا کا حکم ہوگا اور جہاں تک کہ یہ دوڑ کر گئی وہاں نشان بنا کر دو۔

آنحضرت کا جناب امیر کو لوگوں کی تنبیہ کیلئے مخصوص فرمانا

(۱) عن المطلب بن عبد اللہ بن حنطب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوفد ثقیف حین جاءہ لتسلمن او لابعثن علیکم رجلا مثل نفسی فلیضربن اعناقکم ولیسبین ذراریکم ولیاخذن اموالکم قال عمر فواللہ ما تمنیت الامارة الا یومئذ فجعلت انصب صدری له رجاء ان یقول هو هذا قال فالتفت الی علی فاخذ بیده وقال هو هذا (اخرجه عبد الرزاق فی الجامع وابن السمان)

مطلب بن عبد اللہ بن حنطب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب بنی ثقیف کا وفد حاضر ہوا تو آنحضرت نے فرمایا تم اسلام لاؤ ورنہ میں ایک مجھ سا آدمی بھیجونگا جو تمہاری گردن کاٹ ڈالیگا اور تمہاری بیبیوں کو لونڈی اور بچوں کو غلام بنائیگا اور تمہارا مال لوٹ لیگا عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ بجز اسدن کے سوا کبھی امیری کی خواہش نہیں کی اس امید پر میں نے اپنا سینہ ابھار رکھا تھا کہ حضرت فرماویں کہ وہ شخص یہ ہے لیکن حضرت جناب علی کیطرف متوجہ ہوئے اور انکا ہاتھ پکڑ کر فرمانے لگے وہ شخص یہ ہے۔

(۲) عن زید بن یثیع قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لینتہین بنو ولیعة او لابعثن الیهم رجلا کنفسی یمضی فیهم امری یقتل المقاتلة ویسبی الذریة قال فقال ابوذر فما راعنی الا برد کف عمر فی حجزتی من خلفی فقال من تراه یعنی قلت ما یعنیک ولکن یعنی خاصف النعل یعنی علیا (اخرجه احمد فی المناقب)

زید بن یثیع سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بنی ولیعہ باز رہیں ورنہ میں ان پر ایک ایسا آدمی بھیجونگا جو میری جان کی مانند ہے انمیں میرا حکم جاری کریگا اور انکی عورتوں کو لونڈی اور بچوں کو غلام بنائیگا ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کی سردی ازار بند کے پاس پیچھے سے محسوس ہوئی حضرت سے عرض کرنے لگے یا رسول اللہ آپکی مراد کس شخص سے ہے حضرت نے مجھ سے فرمایا ہماری مراد تم سے نہیں بلکہ جوتا سینے والے یعنی علی علیہ السلام سے ہے۔

(۳) عن منصور بن ربعی بن حراش قال حدثنا علی بالرحبة قال لما کان یوم الحدیبیة خرج لنا ناس من المشرکین منهم سهیل بن عمرو فقالوا یا رسول اللہ خرج الیک ناس من ابنائنا واخواننا وارقائنا فارددهم الینا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا معشر قریش لتنتہن او لیبعثن اللہ علیکم رجلا من یضرب رقابکم بالسیف علی الدین قد امتحن اللہ قلبه علی الایمان قالوا من هو یا رسول اللہ قال هو خاصف النعل وکان اعطی علیا نعله یخصفها قال ثم التفت الینا علی فقال اوما سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعده فی النار قال احمد ولیتبوأ فی النار (اخرجه احمد والنسائی وقال الترمذی حسن صحیح)

منصور بن ربعی بن خراش سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے ہم سے رحبہ میں بیان کیا کہ حدیبیہ کے روز چند مشرک ہمارے پاس آئے ان میں سہیل بن عمرو بھی تھا وہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگے یا رسول اللہ ہمارے بیٹوں اور غلاموں اور بھائیوں میں چند اشخاص آپکی صحبت میں چلے آئے ہیں آپ انہیں ہمارے پاس لوٹا دیں حضرت نے فرمایا اے قریش کے لوگو تم باز آؤ ورنہ خدا تعالے تم پر ایک ایسے شخص کو بھیجے گا جو دین پر تلوار سے تمہاری گردن کاٹیگا تحقیق خدا تعالی نے ایمان پر اسکے دل کا امتحان کر لیا ہے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون ہے حضرت نے فرمایا وہ جوتا سینے والا ہے اور حضرت علی کو جوتا سینے کیلئے دیا ہوا تھا پھر جناب امیر علیہ السلام ہماری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ میں نے حضرت کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص مجھ پر دانستہ جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں ڈھونڈ لے امام احمد سے روایت ہے کہ وہ دوزخ میں دھکیلا جائیگا۔

(۴) عن علی قال جاء ناس من قریش فقالوا یا محمد انا جیرانک وحلفاؤک وان ناسا من عبیدنا قد اتوک لیس فیهم رغبة فی الدین انما فروا من ضیاعنا فارددهم الینا فقال لابی بکر ما تقول فقال صدقوا انهم لجیرانک وحلفاؤک ثم قال لعمر ما تقول قال صدقوا انهم لجیرانک وحلفاؤک فتغیر وجه رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم قال یا معشر قریش والله لیبعثن الله علیکم رجلا قد امتحن الله قلبه بالایمان فلیضربنکم علی الدین قال ابو بکر انا هو یا رسول الله قال لا قال عمر انا هو یا رسول الله قال لا ولکن هو الذی یخصف النعل وکان اعطی علیا نعلا یخصفها اخرجه النسائی وابو داؤد جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ قریش کے چند لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر عرض کرنے لگے یا محمد ہم آپکے ہمسایہ اور ہم عہد ہیں ہمارے غلام آپکی خدمت میں آگئے ہیں جن کو دین کی کچھ بھی رغبت نہیں وہ ہمارے کھیتوں سے بھاگے ہیں انہیں واپس دیدیں حضرت نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم اسکی بابت کیا کہتے ہو وہ کہنے لگے یہ لوگ سچ کہتے ہیں یہ حضور کے ہمسایہ اور ہم عہد ہیں پھر حضرت نے جناب عمر رضی اللہ عنہ سے کہا تم کیا کہتے ہو وہ بھی کہنے لگے سچ کہتے ہیں یہ لوگ حضور کے ہمسایہ اور ہم عہد ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ اقدس غصہ کی وجہ سے متغیر ہو گیا پھر آپ نے فرمایا اے قریش کے لوگو تم باز آؤ واللہ تم پر خدا ایسے ایک آدمی کو بھیجیگا کہ جس کے دل کو خدا نے ایمان کے ساتھ امتحان کر لیا ہے وہ تمہیں دین کیلئے قتل کریگا ابوبکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے یا رسول اللہ کیا وہ شخص میں ہوں آپ نے فرمایا نہیں عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کیا وہ شخص میں ہوں فرمایا نہیں لیکن وہ جوتا سینے والا ہے اور علی کو جوتا سینے کیلئے دیا ہوا تھا۔

(۵) عن ابی ذر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لتنتهن بنو ولیعة او (بنو وکیعة) او لیبعثن علیهم رجلا کنفسی فیقتل المقاتلة ویسبی الذریة فما راعنی الا برد کف عمر فی حجزتی من خلفی من یعنی قال خاصف النعل وعلی یخصف نعلا اخرجه احمد والنسائی ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چاہیے کہ بنو ولیعہ یا بنو وکیعہ باز رہیں ورنہ ان پر ایک ایسا آدمی بھیجا جائیگا جو میری مانند ہوگا وہ انکے لڑنے والوں کو قتل کریگا اور انکے بچوں کو غلام بنائیگا اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کی سردی مجھے پیچھے سے میری کمر بند کے پاس محسوس ہوئی وہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ آپ کس سے مراد رکھتے ہیں فرمایا جوتا سینے والے سے اور علی علیہ السلام جوتا سی رہے تھے۔

جناب امیر علیہ السلام کی نسبت پیشگوئی عہد عتیق میں

(یسعیاہ نبی کی کتاب کے باب ۱۳ آیت ۲۰ میں ہے کہ بابل کا ہے آباد نہ ہوگا اور پشت در پشت کا ہے معمور نہ ہوگا اور وہاں عرب خیمہ نہ لگائیں گے) یعنی بابل کا شہر ایسا اجڑ ویران ہوگا کہ عرب کے لوگ وہاں خیمہ استادہ نہ کرینگے یہ پیشین گوئی جناب امیر علیہ السلام سے پوری ہوئی ہے۔ روضۃ الصفا و دیگر کتب تواریخ میں لکھا ہے کہ جب جناب امیر علیہ السلام اپنے لشکر کے ساتھ معاویہ کی لڑائی کیلئے صفین کو تشریف لے چلے تو جب نخیلہ سے کوچ فرما کر بابل میں پہنچے اسوقت آپکی فوج نے عرض کیا کہ نماز عصر قریب ہے اگر آپ فرمادیں تو ہم اپنے خیمہ یہاں پر استادہ کریں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہاں خیمہ استادہ مت کرو یہ خدا کا مغضوب شہر ہے اس جگہ سے روانہ ہوجاؤ۔

محمد خاوند شاہ روضۃ الصفا میں لکھتے ہیں۔ روز چہارم طبل رحیل کوفتہ از نخیلہ کوچ کردند چوں بحوالی مدینہ بابل رسیدند امیر المومنین علی فرمود کہ ایں شہریست کہ کرات و مرات معمور و در ویران گشتہ باید کہ چہار پایاں را بتعجیل براینید کہ نماز دیگر بر جا نیست ایں دیار کہ نزد حق خلائق در سیر سرعت نمودہ چوں از مدینہ بابل رفتند از عاقب فرود آمدند و اقتدا بامام المسلمین کردہ بادائی صلوٰۃ عصر قیام نمودند انتہی کلامہ۔ پس یسعیاہ نبی کا نوشتہ جناب امیر علیہ السلام سے پورا ہوا کہ بابل میں عرب اپنا خیمہ استادہ نکریں گے چنانچہ اسی غرض کیلئے اس مقام پر جناب امیر علیہ السلام کے واسطے [illegible] ردّ شمس بھی واقع ہوا۔ چنانچہ مطالب السئول میں علامہ کمال الدین محمد طلحہ الشافعی علیہ الرحمۃ اور علامہ یوسف گنجی الشافعی کفایۃ الطالب میں لکھتے ہیں وبعد النبی حین اراد ان یعبر الفرات ببابل واشتغل کثیر من اصحابہ بتعبیر دوابہم وصلی علی مع طائفۃ من اصحابہ العصر وفاتت الجمہور فتکلموا فی ذلک فلما سمع سال اللہ عزوجل فی ردھا لیجتمع کافۃ اصحابہ علی الصلوٰۃ فاجابہ اللہ تعالیٰ ردھا وکانت کالعا وقت العصر فلما سلم القوم غابت وسمع لھا وجیب شدید فھال الناس واکثروا التسبیح والتہلیل والاستغفار انتہی کلامہما یعنی ایک واقعہ اور بھی ردّ شمس سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد جناب امیر علیہ السلام کیلئے واقع ہوا جسکی صورت یہ ہے کہ کنارے شہر بابل سے عبور کرتے تھے تب اکثر دوست اپنی اپنی بار برداریوں کو فرات سے پار اتارنے میں مشغول تھے جناب امیر علیہ السلام نے عصر کی نماز اپنے وقت پر پڑھ لی لیکن اکثر لوگ نماز سے رہ گئے لوگوں نے اس کا چرچا کیا جب جناب امیر نے خدا تعالیٰ سے دعا کی تاکہ سب لوگ عصر کی نماز اپنے وقت پر ادا کر سکیں خدا تعالیٰ نے آپکی دعا کو قبول فرمایا اور آفتاب کو لوٹادیا اور ٹھیک عصر کا وقت ہوگیا جیسے کہ پہلے تھا تمام قوم نے عصر کی نماز پڑھی جب انہوں نے سلام پھیرا۔ آفتاب غروب ہوگیا اور اسکے غروب ہونے سے ایک سخت مہیب آواز سنا گیا تمام لوگوں کے کلیجے دہل گئے اور تسبیح و تہلیل اور استغفار کثرت سے پڑھنے لگے۔

جناب امیرؑ کا حق امت محمدیہ پر

(۱) عن عمار بن یاسر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حق علی علی المسلمین حق الوالد علی الولد

(ترجمہ) عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے

کہ مسلمانوں پر علی کا حق ایسا ہے جیسا کہ باپ کا بیٹوں پر ۔

(۲) عن جابر بن عبد اللہ و ابی ایوب الانصاری رضی اللہ عنہما قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حق علی علی ھذہ الامۃ کحق الوالد علی ولدہ (اخرجہ الدیلمی) جابر بن عبد اللہ و ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علی کا حق اس امت پر ایسا ہے جیسا کہ والد کا بیٹے پر ۔

خدا اور جبریل کا جناب امیرؑ سے راضی ہونا

(۱) عن ابی رافع ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث علیا بعثا فلما قدم قال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ و رسولہ و جبریل عنک راضون (اخرجہ الطبرانی فی المعجم الکبیر فی مسانید ابی رافع) ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کو ایک فوج میں روانہ کیا جب وہ لوٹ کے تشریف لائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اور اس کا رسول اور جبریل تجھ سے راضی ہیں ۔

(۲) عن عمر بن الخطاب قال توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ھو عنہ راض (اخرجہ البخاری) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے مگر جناب امیر سے ہمیشہ خوش رہے ۔

جناب امیر علیہ السلام کا محبوب خدا ہونا

(۱) عن سفینۃ قال اھدت امرأۃ من الانصار الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طیرین بین رغیفین فقدمت الیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللھم ائتنی باحب خلقک الیک و الی رسولک فاذا بالباب علی فدخل فاکل معہ (اخرجہ احمد فی المناقب و الطبرانی فی المعجم الکبیر مسند سفینۃ) سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک انصاری عورت دو مرغ روٹیوں پر رکھ کر بطور ہدیہ کے لائی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ اے میرے پروردگار جو شخص کہ سب خلقت سے تیرے اور تیرے رسول کے نزدیک بہت پیارا ہو اُسے میرے پاس بھیج ناگہاں دروازہ کھولکر جناب امیر داخل ہوئے اور حضرت کے ساتھ کھانے میں شریک ہوئے ۔

(۲) عن انس بن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان عندہ طائر فقال اللھم ائتنی باحب خلقک الیک یاکل معی من ھذا الطائر فجاء ابوبکر فردہ ثم جاء عمر فردہ ثم جاء علی فاذن لہ (اخرجہ النسائی فی الخصائص و الطبرانی فی الکبیر فی مسانید انس بن مالک) انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مرغ پکا ہوا تھا حضرت نے فرمایا کہ اے میرے رب جو شخص کہ سب خلقت سے تجھے زیادہ محبوب ہو اُسے میرے پاس بھیج کہ وہ میرے ساتھ اس مرغ کے کھانے میں شریک ہو پس ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے حضرت نے انکو لوٹا دیا پھر عمر رضی اللہ عنہ آئے حضرت نے ان کو بھی لوٹا دیا پھر جناب علی علیہ السلام تشریف لائے حضرت نے انہیں داخل ہونیکا اذن دیا ۔

(۳) عن محمد بن عمر بن علی قال حدثنی ابی عن جدی علی قال اھدی لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

طیرا فقال لہ الجاریۃ موضع بایت بیدیہ وکان انس بن مالک یحجبہ فرفع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یدیہ الی
اللہ فقال اللہم ائتنی باحب خلقک الیک یاکل معی من ہذا الطیر قال انس فجاء علی فاستاذن
فقال لہ انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی حاجۃ ثم اعاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدعاء فجاء
علی فردہ انس فرجع ثم دعا الثالثۃ فجاء فادخلہ فلما راٰہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما
حبسک یا علی قال ہذہ آخر ثلث کرات یردنی انس ثم یزعم انک علی حاجۃ قال یا انس ما حملک
علی ما صنعت قال سمعت دعاءک فاحببت ان یکون رجلا من قومی فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ان الرجل قد یحب قومہ فلما کان من الغد جاء علی فقلت یا ابا الحسن استغفر لی فان لی الیک ذنبا وان لی الیک بشارۃ
فاخبرتہ بما کان من دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فحمد اللہ واستغفر لی ورضی عنی (اخرجہ ابو حاتم)

محمد بن عمر بن علی اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے ناقل ہے کہ کوئی شخص حضرت کے پاس ایک مرغ حباری پکا کر ہدیہ
لایا جب حضور کے سامنے رکھا گیا حضرت نے ہاتھ اٹھا کر خدا سے دعا کی اے پروردگار جو شخص کہ تجھے تمام خلقت سے محبوب
ہو اسے میرے پاس بھیج دے کہ میرے ساتھ کھانے میں شریک ہو انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ناگہاں جناب علی
تشریف لائے اور اندر آنیکا اذن طلب کیا انس نے انکو لوٹا دیا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مصروف کار
ہیں پھر دوبارہ حضرت نے دعا کی اور علی تشریف لائے انس نے پھر انکو واپس کر دیا حضرت نے پھر دعا کی اور علی
تشریف لائے انس رضی اللہ عنہ نے اندر جانے دیا حضرت نے فرمایا یا علی تم دیر سے کیوں آئے عرض کیا تیسری دفعہ
حاضر ہوا ہوں انس نے مجھے لوٹا دیا کہ حضرت مصروف کار ہیں حضرت نے انس سے کہا تم نے ایسا کیوں کیا انس نے
کہا یا رسول اللہ میں نے حضور کی دعا سنی تھی مجھے یہ آرزو پیدا ہوئی کہ یہ دعا میری قوم کے کسی آدمی کے لئے ہو پس حضرت
نے کہا ہر ایک آدمی اپنی قوم سے محبت رکھتا ہے انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب علی حضرت کے ساتھ
شریک طعام ہوئے اور جب فارغ ہو کر باہر نکلے تو میں نے عرض کیا یا ابا الحسن میں نے آپکا قصور کیا ہے آپ مجھے معاف
فرمادیں اور آپ کیلئے میں ایک بشارت رکھتا ہوں پس حضرت کی دعا سے میں نے ان کو خبردار کیا اور وہ
خدا کا شکر بجا لائے اور میرے لیے استغفار کی اور مجھ سے راضی ہوگئے ؀

(۴) عن ابن عباس قال اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بطیر فقال اللہم ائتنی باحب خلقک الیک فجاء علی
فقال اللہم والی (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت کے پاس کوئی ایک مرغ
بریاں لایا حضرت نے دعا کی اے میرے پروردگار اپنی سب خلقت سے اپنے محبوب کو میرے پاس بھیج پس علی علیہ السلام
حاضر ہوئے آپ نے فرمایا میرے پاس آؤ اور کھاؤ ؀

(۵) عن سہل بن سعد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یوم خیبر لاعطین ہذہ الرایۃ غدا رجلا یفتح اللہ
علی یدیہ یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ فلما اصبح الناس غدوا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلہم
یرجون ان یعطاہا فقال این علی فقالوا ہو یا رسول اللہ یشتکی عینیہ قال فارسلوا الیہ فاتی بہ فبصق فی
عینیہ فبرئ حتی کان لم یکن بہ وجع فاعطاہ الرایۃ فقال علی یا رسول اللہ اقاتلہم حتی یکونوا مثلنا قال
انفذ علی رسلک حتی تنزل بساحتہم ثم ادعہم الی الاسلام واخبرہم بما یجب علیہم من حق اللہ فیہ فواللہ

لان یہدی اللہ بک رجلا واحدا خیر لک من ان یکون لک حمر النعم (اخرجہ البخاری والمسلم) سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے روز ارشاد فرمایا کہ کل ہم یہ علم ایسے ایک آدمی کو دینگے جس کے ہاتھوں سے اللہ فتح دیگا وہ اللہ اور اللہ کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اللہ کا رسول اسے دوست رکھتے ہیں جب صبح ہوئی لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ہر ایک شخص علم کے ملنے کی آرزو رکھتا تھا حضرت نے فرمایا۔ علی کہاں ہیں لوگوں نے عرض کیا انکی آنکھوں میں آشوب ہے حضرت نے فرمایا انکو بلا بھیجو پس وہ حضرت کے پاس لائے گئے حضرت نے اپنا لعاب دہن انکی آنکھوں میں لگایا وہ بالکل اچھی ہوگئیں گویا درد ہی نہیں تھا

(ف) قال ابن کثیر قد رأیت کتابا الفہ الطبری وجمع فیہ طرق حدیث الطیر ابن کثیر نے لکھا ہے کہ میں نے ایک کتاب دیکھی ہے جسکو علامہ جریر طبری نے تالیف کیا ہے اور اسمیں حدیث طیر کے طرق کو جمع کیا ہے

(ف) قال الحافظ الذہبی فی تذکرۃ الحفاظ فی ترجمۃ ابی عبد اللہ بن الحاکم اما حدیث الطیر طرق کثیرۃ جدا افردتہا بمصنف ومجموعہا یوجب ان الحدیث لہ اصل۔ حافظ ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں ابو عبد اللہ بن الحاکم کے ترجمہ میں لکھتے ہیں کہ حدیث طیر کی روایت کے بہت سے طریقے ہیں انکے مجموع سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرور یہ واقعہ بے اصل نہیں

پھر حضرت نے انکو علم دیا علی نے عرض کیا یا رسول اللہ میں انسے لڑوں تاکہ وہ ہمارے جیسے مسلمان ہوجائیں حضرت نے فرمایا سیدھے چلے جاؤ یہانتک کہ تم انکے میدان میں جاؤ پھر انکو اسلام کی دعوت کرو اور جو کچھ انپر خدا کا حق واجب ہے اس سے انکو اطلاع دو پس واللہ اگر تیرے ذریعہ سے خدا ایک آدمی کو بھی ہدایت کرے تو تیرے لئے سرخ پشم والے اونٹ سے بہتر ہے۔

(**تنبیہ**) پس حدیث صدر سے ثابت ہوا کہ جناب امیر محبوب خدا تعالے تھے اور محبت من اللہ عبارت ہے کثرت ثواب سے۔ چنانچہ امام نووی علیہ الرحمۃ شرح منہاج میں لکھتے ہیں ومحبۃ اللہ تعالی لعبدہ تمکینہ من طاعتہ وعصمتہ وتوفیقہ وتیسیر الطافہ وہدایتہ وافاضۃ رحمتہ علیہ ہذہ مبادیہا واما غایتہا فکشف الحجب عن قلبہ حتی یراہ ببصیرتہ فیکون کما قال فی الحدیث الصحیح لا یزال العبد یتقرب الی بالنوافل حتی احبہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ۔ اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ بندہ کیساتھ خدا تعالے کی محبت کرنے سے یہ مراد ہے کہ خدا تعالے اپنے بندہ کو عبادت پر قادر کرتا ہے اور عصمت کی تہذیب وتشریف فرماتا ہے اور امتثال اوامر کی توفیق دیتا ہے اور اپنے الطاف اسکے حق میں سہل کردیتا ہے اور راہ ثواب کی ہدایت فرماتا ہے اور اپنی رحمت کو اسپر افاضہ فرماتا ہے یہ تمام امور مبادی محبت الٰہی ہیں اور اس محبت کی غایت یہ ہے کہ اسکے دل کے پردے کھول دیتا ہے یہانتک کہ وہ اپنی بصیرت سے اپنے محبوب کو دیکھتا ہے چنانچہ حدیث صحیح میں ہے کہ جب میرا بندہ نوافل سے میرا تقرب حاصل کرتا ہے تو میں اسکو دوست بناتا ہوں اور جب میں اسکو دوست بناتا ہوں تو میں اسکے کان بن جاتا ہوں کہ وہ اسسے سنتا ہے اور اسکی آنکھ بن جاتا ہوں کہ وہ اس سے دیکھتا ہے۔

جناب امیر کا محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونا

(۱) عن جمیع بن عمیر التیمی قال دخلت مع عمتی علی ام المؤمنین عائشۃ رضی اللہ تعالی عنہا فسئلت ای

الناس كان احب الى رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت من النساء فاطمة ومن الرجال زوجها (اخرجه الترمذی)
جمیع بن عمیر التیمی کہتے ہیں کہ میں اپنی پھوپھی کے ساتھ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گیا میں نے پوچھا لوگوں میں سے کون زیادہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب تھا انہوں نے کہا عورتوں میں تو فاطمہ اور مردوں میں انکا شوہر۔

(۲) عن عروة قال قلت لعائشة رضي الله عنها من كان احب الناس الى رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت علي فقلت اي شيء كان سبب خروجك عليه فقالت لم تزوج ابوك امك قلت ذلك من قدر الله قالت وكان ذلك من قدر الله (اخرجه الملا في كنز العمال) عروہ کہتے ہیں کہ میں نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ سب لوگوں سے کون حضرت کو پیارا تھا فرمایا علی رض کہا پھر ان پر آپکی چڑھائی کا کیا سبب تھا فرمانے لگیں تیرے باپ نے تیری ماں سے کیوں شادی کی تھی میں نے کہا یہ انکی تقدیر تھی فرمانے لگیں یہ بھی خدا کی تقدیر تھی۔

(۳) عن جميع قال دخلت مع امي على ام المؤمنين عائشة رضي الله عنها عن مسيرها يوم الجمل فقالت كان قدرا من الله وسالتها عن علي قالت سالتني عن احب الناس الى رسول الله صلى الله عليه وسلم (اخرجه محب الطبري في الرياض النضرة) جمیع رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ میں اپنی والدہ کے ساتھ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گیا اور جنگ جمل کی وجہ پوچھی فرمانے لگیں یہ خدا کی تقدیر تھی پھر جب جناب امیر کی نسبت پوچھا فرمانے لگیں تو نے ایسے شخص کی نسبت پوچھا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سب لوگوں سے زیادہ پیارا تھا۔

(۴) عن النعمان بن بشير قال استاذن ابو بكر رضي الله عنه على النبي صلى الله عليه وسلم فسمع صوت عائشة رضي الله عنها عاليا وهي تقول والله لقد علمت ان عليا احب اليك من ابي مرتين فاهوى ابو بكر رضي الله عنه ليلطمها وقال يا بنت فلانة اراك ترفعين صوتك على رسول الله صلى الله عليه وسلم فامسكه رسول الله صلى الله عليه وسلم وخرج ابو بكر رضي الله عنه مغضبا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم كيف رأيتني انقذتك من الرجل ثم استاذن ابو بكر رضي الله عنه بعد ذلك وقد اصطلح رسول الله صلى الله عليه وسلم وعائشة فقال ادخلاني في السلم كما ادخلتماني في الحرب فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم قد فعلنا (اخرجه النسائي في الخصائص)
نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے اور حاضر ہونیکی اجازت چاہی ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو چلاتے ہوئے سنا کہ حضرت سے کہہ رہی تھیں خدا کی قسم میں جانتی ہوں میرے باپ سے آپکو علی زیادہ عزیز ہیں حضرت ابوبکر نے غصہ کر کے قصد کیا کہ انکو طمانچہ لگائیں اور کہنے لگے اری فلانی کی بیٹی حضرت پر چلاتی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کو روک لیا ابوبکر غصہ ہوکر نکل گئے حضرت نے ام المؤمنین عائشہ سے فرمایا کیوں میں نے اس آدمی سے تجھے کیسا بچایا پھر اسکے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حاضر ہونیکی اجازت مانگی اور حضرت کی ام المؤمنین سے صلح ہو چکی تھی ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اب آپ مجھ کو صلح میں بھی شامل کریں جس طرح سے کہ میں آپکے جھگڑے میں شامل ہوا تھا حضرت نے فرمایا ہم نے آپ کو صلح میں شامل کر لیا ہے۔

(۵) عن بريدة قال كان احب النساء الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فاطمة ومن الرجال علي (اخرجه الترمذي) بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سب عورتوں سے جناب فاطمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیاری تھیں اور سب مردوں سے جناب علی رض۔

(۶) **عن** معاویۃ بن ثعلبۃ قال جاء رجل الی ابی ذر وھو فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا اباذر الا تخبرنی باحب الناس الیک فانی اعرف ان احب الناس الیک احبھم الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ای ورب الکعبۃ احبھم الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھو ذاک الشیخ واشار الی علی (اخرجہ علی الطبری فی الریاض) معاویہ بن ثعلبہ ناقل ہیں کہ ایک شخص نے حضرتؐ کی مسجد میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اے اباذر کیا آپ مجھے نہیں بتا سکتے کہ سب لوگوں سے آپکو کون زیادہ پیارا ہے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ جو سب سے تمکو زیادہ عزیز ہوگا وہی سب سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی عزیز ہوگا۔ ابوذر کہنے لگے حضرتؐ کو سب سے زیادہ عزیز برب کعبہ یہ شیخ ہے۔ اور اشارہ جناب امیرؑ کی طرف کیا۔

(۷) **عن** ابن عباس رضی اللہ عنہ قال ان علیا دخل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقام الیہ وقبل ما بین عینیہ فقال العباس اتحب ھذا یا رسول اللہ فقال یا عم واللہ للہ اشد حبا منی ان اللہ جعل ذریۃ کل نبی فی صلبہ وجعل ذریتی فی صلب ھذا (اخرجہ ابو الخیر الحاکمی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب امیر علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تشریف لائے حضرتؐ انکے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور انکو گلے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا۔ عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ کو یہ پیارے ہیں حضرتؐ نے فرمایا اے چچا واللہ خدا کیلئے مجھے یہ نہایت پیارے ہیں پروردگار نے ہر ایک نبی کی اولاد اسی کی صلب سے پیدا کی ہے اور میری اولاد اسکی صلب سے پیدا کی۔

(۸) **عن** ام عطیۃ قالت بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم جیشا وامر علیا علیھم فسمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو رافع یدیہ یقول اللھم لا تمتنی حتی ترینی علیا (اخرجہ الترمذی) ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے علیؑ کو ایک لشکر کا امیر بنا کر بھیجا تھا میں سن رہی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے تھے الٰہی جب تک کہ تو مجھے علیؑ کو نہ دکھلائے تب تک مجھے مت مار۔

(۹) **عن** ام المومنین عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت لما حضر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الموت قال ادعوا لی حبیبی فدعوت له ابابکر فنظر الیہ ثم وضع رأسہ فقال ادعوا لی حبیبی فدعوت له عمر فنظر الیہ ثم وضع رأسہ فقال ادعوا لی حبیبی فقلت ویلکم ادعوا له علیا فواللہ ما یرید غیرہ فلما رآہ اخرج الثوب الذی کان علیہ ثم ادخلہ فیہ فلم یزل یحتضنہ حتی قبض ویدہ علیہ (اخرجہ الدارقطنی) جناب ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کا وقت قریب آگیا حضرتؐ نے فرمایا میرے دوست کو بلاؤ میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھکر اپنا سر اقدس بالین پر رکھدیا اور فرمایا میرے محبوب کو بلاؤ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلوا بھیجا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو بھی دیکھا سر اقدس بالین پر رکھدیا اور فرمایا میرے حبیب کو بلاؤ میں نے لوگوں سے کہا افسوس ہے تمپر علیؑ کو بلاؤ واللہ حضرتؐ انکے سوا کسی دوسرے کو نہیں طلب کرتے جب حضرتؐ نے انکو دیکھا اس کپڑے کو جو کہ حضرتؐ اوڑھے ہوئے تھے اٹھا دیا اور جناب علی علیہ السلام کو اسکے اندر لے لیا حضرتؐ کے انتقال فرمانے تک آپ انکو اپنے سینہ سے لگائے ہوئے تھے۔

(۱۰) **عن** عکرمۃ قال لما زوج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا فاطمۃ قال لھا امرۃ ان لا انکحتک احب

اھلی الی (اخرجہ عبد الرزاق فی جامعہ) عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی علیہ السلام سے حضرت فاطمہ علیہا السلام کا نکاح کیا تو اُن سے فرمایا کہ مجھے حکم ہوا تھا تیرا نکاح اس سے کروں جو سب میرے اہل سے مجھے محبوب ہے ؎

(۱۱) **عن** اسامۃ بن زید عن ابیہ قال اجتمع علی وجعفر وزید بن حارثۃ فقال جعفر انا احبکم الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال علی انا احبکم الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال زید انا احبکم الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انطلقوا بنا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنسألہ فقال اسامۃ فاستأذنوا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا عندہ قال اخرج فانظر من ھؤلاء فخرجت ثم جئت فقلت ھذا جعفر وعلی وزید بن حارثۃ یستأذنون قال ائذن لھم فدخلوا فقالوا یا رسول جئناک نسألک من احب الناس الیک قال فاطمۃ قالوا انما نسألک عن الرجال قال اما انت یا جعفر فیشبہ خلقک خلقی وخلقک خلقی واما انت یا زید من شجرتی واما انت علی فختنی وابو ولدی واحب القوم الی (اخرجہ الخوارزمی فی المناقب)

اسامہ بن زید اپنے والد ماجد رضی اللہ عنہ سے ناقل ہیں کہ ایک مقام پر جناب علیؑ اور زید بن حارثہ اور جعفر بن ابیطالب اور علی علیہ السلام مجتمع تھے۔ جعفر رضی اللہ عنہ کہنے لگے میں تم سب سے حضرتؐ کو بہت پیارا ہوں زید بن حارثہ کہنے لگے میں تم سب سے حضرتؐ کو پیارا ہوں علی علیہ السلام کہنے لگے میں زیادہ عزیز ہوں۔ باہم مشورہ ٹھیرا کہ چلو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں دروازہ پر آکر اذن طلب کیا میں اسوقت حاضر خدمت تھا مجھے ارشاد ہوا باہر دیکھوں کون لوگ ہیں میں نے عرض کیا جعفر اور زید اور علیؑ ہیں اجازت چاہتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا آنے دو جب وہ حاضر ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو کون زیادہ پیارا ہے فرمایا فاطمہ انہوں نے عرض کیا ہم عورتوں کی نہیں پوچھتے بلکہ مردوں کی نسبت عرض کرتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا اے جعفر تیرا اخلق اور خلقت میری مشابہ ہے اور اے زید تو میرے شجرہ میں سے ہے اور اے علی تو میرا داماد اور میرے بچوں کا باپ اور سب سے زیادہ مجھے پیارا ہے ؎

شب معراج میں جناب امیرؑ کی آواز سے خدا پاک کا حضرتؐ کے ساتھ متکلم ہونا

(۱۲) **عن** عبد اللہ بن عمر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسئل بای لغۃ خاطبک ربک لیلۃ المعراج فقال خاطبنی ربی بلغۃ علی فقلت یا رب خاطبتنی انت ام علی فقال یا احمد انا شیء لیس کالاشیاء ولا اقاس بالناس ولا اوصف بالاشیاء خلقتک من نوری وخلقت علیا من نورک فاطلعت علی سرائر قلبک فلم اجد الی قلبک احب من علی بن ابی طالب فخاطبتک بلسانہ کیما یطمئن قلبک (اخرجہ الخوارزمی فی المناقب) عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ لوگوں نے حضرتؐ سے پوچھا۔ یا رسول اللہ شب معراج میں اللہ تعالیٰ نے آپ سے کس کی آواز کیساتھ کلام کیا تھا فرمایا علیؑ کی آواز کیساتھ میں نے عرض کیا اے میرے پروردگار تو مجھ سے باتیں کرتا ہے یا کہ علیؑ فرمایا اے احمد میں ایسی چیز ہوں کہ کسی چیز کیساتھ میرا قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ اور میں لوگوں جیسا نہیں اور نہ کوئی شے میرے مشابہ ہے تجھے اپنے نور سے پیدا کیا ہے اور علیؑ کو تیرے نور سے پیدا کیا ہے میں تیرے دل کے بھید پر واقف ہوں تیرے

قلب میں علی سے زیادہ کسی کی محبت نہیں پس میں اسکی آواز سے تیرے ساتھ ہمکلام ہوا تاکہ تیرے دل کو تسلی رہے۔

(۲) **عن** علی قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول وقد سئل بای لغۃ خاطبک ربک لیلۃ المعراج قال خاطبنی بلسان علی فقلت یارب خاطبتنی ام علی فقال یا احمد انا شیٔ بیش کالاشیاء ولا اوصف بالشبہات خلقتک من نوری وخلقت علیا من نورک اطلعت علی سرائر قلبک فلم اجد فی قلبک احب من علی فخاطبتک بلسانہ کیما نطمئن قلبک (اخرجہ الخوارزمی فی المناقب) حضرت علیؓ سے منقول ہے کہ جب جناب رسول صلعم سے سنا لوگوں نے حضرت سے پوچھا یا رسول اللہ شب معراج میں اللہ تعالیٰ نے آپ سے کس کی آواز کے ساتھ کلام کیا تھا فرمایا علی کی آواز کے ساتھ پس عرض کیا میں نے اے پروردگار تو مجھ سے باتیں کرتا ہے یا کہ علی فرمایا اے احمد میں ایک ایسی چیز ہوں کہ کسی چیز کے ساتھ میل نہیں کھاتا اور میں کسی چیز کے ساتھ شبیہ نہیں دیا جاتا اور میرا کوئی نظیر مشابہ ہے میں نے تجھے اپنے نور سے پیدا کیا ہے اور علی کو تیرے نور سے میں تیرے دل کے بھید سے واقف ہوں کہ تیرے قلب میں علی سے زیادہ کسی کی محبت نہیں پس میں اسی کی آواز سے تیرے ساتھ ہمکلام ہوا تاکہ تیرے دل کو تسلی رہے۔

جناب امیر کی ذات پر پروردگار کا مباہات کرنا

(۱) **عن** ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صف المہاجرین والانصار صفین واخذ بید علی فمر بین الصفین فضحک فقال لہ رجل من ای شیٔ ضحکت یا رسول اللہ فداک ابی وامی قال ہبط جبریل بان اللہ باہا بالمہاجرین والانصار علی اہل السموات وباہی بی وبک حملۃ العرش یا علی (اخرجہ ابوالقاسم فی فضائل العباس) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کی دو صفیں بنائیں اور علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر ان دونوں صفوں میں سے ہو کر گذرے اور تبسم فرمایا ایک شخص نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ کس وجہ سے ہنستے ہیں حضرتؐ نے فرمایا جبریلؑ نے نازل ہو کر بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ مہاجرین اور انصار کی وجہ سے اہل آسمان پر مباہات کرتا ہے اور اے علی تیرے ساتھ حاملان عرش بھی مباہات یعنے فخر کرتے ہیں۔

(۲) **عن** فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہا السلام قالت خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشیۃ عرفۃ فقال ان اللہ عزوجل باہی بکم وغفر لکم عامۃ ولعلی خاصۃ وانی رسول اللہ صلعم غیر محاب قرابتی ان السعید کل السعید من احب علیا فی حیوتہ وبعد مماتہ وان الشقی کل الشقی من ابغض علیا فی حیوتہ وبعد مماتہ (اخرجہ الطبرانی واحمد والدیلمی عن ابن عمر) جناب سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا علیہا التحیۃ والثنا فرماتی ہیں کہ محبوب رب العالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام عرفہ کی رات کو باہر نکلکر فرمانے لگے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ تم پر ناز کرتا ہے اور تم کو عام طور پر بخشدیا ہے اور علی کو خاص کر بخشا ہے میں خدا کا رسول ہوں میں اپنے قریب کی رعایت کرنے والا نہیں بیشک نیک بخت اور پورا نیک بخت وہی ہے جو علیؓ سے انکی زندگی میں اور انکے مرنے کے بعد ان سے محبت رکھتا ہے اور بدبخت اور پورا بدبخت وہی ہے جو علیؓ سے انکی زندگی میں اور انکے مرنے کے بعد ان سے بغض رکھتا ہے۔

(۳) **عن** ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عزوجل باہی بکم وغفر لکم عامۃ ولعلی

ثم اصفہ وانی رسول اللہ الیکم غیر محاب لقومی ہذا جبریل یخبرنی ان السعید کل السعید من احب علیا
فی حیاتہ و بعد مماتہ اخرجہ الدیلمی) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
بتحقیق اللہ تعالیٰ تمہیر فخر کرتا ہے اور تم کو بخشدیا ہے عام طور پر اور علی کو خاص طور سے میں خدا کا رسول ہوں میرا اپنی قوم کو
دہشت والا نہیں تحقیق پورا نیک بخت وہی ہے جو علی سے انکی زندگی میں اور انکی موت کے بعد انسے محبت رکھتا ہے

(۴) عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عز وجل یباہی
بعلی کل یوم والملائکۃ المقربین حتی یقول بخ بخ لک یا علی (اخرجہ الدیلمی) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ عز وجل اور مقرب فرشتے علی پر ہر روز فخر کرتے ہیں
حتی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے شاباش یا علی ہو۔

(۵) نقل الامام حجۃ الاسلام ابو حامد محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ کتابہ احیاء العلوم ان لیلۃ بات
علی علی فراش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوحی اللہ الی جبریل ومیکائیل انی قد اخیت بینکما وجعلت
عمر احدکما اطول فایکما یوثر صاحبہ بالحیوۃ فاختار کلا احد منہما الحیوۃ فاوحی اللہ الیہما فلا کنتما
مثل علی اخیتہ بینہ وبین محمد صلی اللہ علیہ وسلم وبات علی فراشہ یفدیہ بنفسہ ویوثرہ بالحیوۃ فاہبطا
الی الارض فاحفظاہ من عدوہ فنزل جبریل عند راسہ ومیکائیل عند رجلیہ ینادی بخ بخ لک من
مثلک یا علی یباہی بک الملائکۃ فانزل اللہ عز وجل ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ واللہ رؤف بالعباد
حجۃ الاسلام امام ابو حامد محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب احیاء العلوم میں نقل کرتے ہیں کہ جب شب کو جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر اقدس پر جناب امیر علیہ السلام سو رہے تھے پروردگار عالم نے جبریل و میکائیل علیہما السلام کو
ارشاد کیا تھا کہ تم دونوں کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا ہے اور ایک کی عمر دوسرے سے زیادہ بنائی ہے پس تم دونوں میں
کوئی ایسا ہے کہ اپنے بھائی کو اپنی عمر سے کچھ حصہ دے۔ دونوں اپنی ہی طول حیات کے متمنی ہوئے پروردگار نے
فرمایا کہ تم علی کی مثل نہیں ہو جسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی بنایا ہے وہ اپنی زندگی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پر فدا کر رہا ہے تم زمین پر جا کر اسے اسکے دشمنوں سے بچاؤ پس جبریل انکے سر پر اور میکائیل انکی پائینتی آ اترے اور
پکارنے لگے شاباش اے علی تیرا مثل کوئی نہیں خدا اور فرشتے تجھ پر فخر کرتے ہیں پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اسی میں آیت
نازل ہوئی کہ لوگوں میں سے وہ آدمی بھی ہے کہ اپنی جان کو خدا کی رضا کیلئے بیچتا ہے اور اللہ مہربان ہے اپنے بندوں پر

(۶) نقل انہ قال فی مجلس العام سلونی قبل ان تفقدونی سلونی من عماد العرش فانی
اعلمہا واقعا وبلکا فقال رجل من الحاضرین حیث ادعیت ذلک فاخبرنی این جبریل ہذہ الساعۃ
فتطرق قلیلا وتفکر فی الاسرار ثم رفع راسہ فقال انی طفت السموات السبع فلم اجد جبریل و
لعلہ انت ایہا السائل فقال السائل بخ بخ لک من مثلک یا ابن ابی طالب یباہی بک والملئکۃ وکشف الغ
نقل ہے جناب امیر علیہ السلام مجلس علم میں فرماتے تھے مجھ سے پوچھو قبل اسکے کہ تم مجھے گم کر دو پوچھو مجھ
سے عرش کے ستونوں کا حال میں انکی تمام چیزوں سے واقف ہوں حاضرین میں سے ایک شخص کہنے لگا جب آپ نے یہ دعویٰ کیا
تو آپ مجھے بتائیں جبریل اسوقت کہاں ہیں جناب امیر علیہ السلام نے تھوڑی دیر تک سر جھکا کر اسرار میں تفکر کیا پھر سر

اٹھا کر فرمایا کہ میں نے ساتوں آسمانوں کی سیر کی لیکن جبرائیل کو کہیں نہیں پایا۔ میں گمان کرتا ہوں کہ اے سائل تو ہی جبرائیل ہے سائل نے کہا شاباش اے ابن ابیطالب تیرا مثل کوئی نہیں تیرا رب اور فرشتے تجھ پر مباہات کرتے ہیں۔

جناب امیر کی مودت کا عبادت ہونا

(۱) عن ابی ذر الغفاری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی باب علمی ومبین لامتی ما ارسلت بہ من بعدی حبہ ایمان وبغضہ نفاق وحبہ عبادۃ (اخرجہ الدیلمی) ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علی میرے علم کا دروازہ ہے اور اُن باتوں کا جنکے لیے میں بھیجا گیا ہوں میری اُمت پر ظاہر کرنے والا ہے اسکی محبت ایمان اور اسکا بغض نفاق اور اسکی دوستی عبادت ہے۔

جناب امیر کے چہرہ پر نظر کرنا عبادت ہونا

(تنبیہ) اخرجہ الطبرانی والحاکم وابن المغازلی (عن ابن مسعود وعمران بن حصین) وابن عساکر عن ابی بکر الصدیق وعثمان بن عفان ومعاذ بن جبل وجابر بن عبداللہ وانس وثوبان و ام المومنین عائشۃ والحاکم (عن ابی یعلی) والدیلمی عن ابی ہریرۃ والخجندی وابن السمان عن ام المومنین عائشۃ ان النبی قال النظر الی وجہ علی عبادۃ نزل الابرار میں علامہ بدخشی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ طبرانی اور حاکم اور ابن المغازلی (ابن مسعود اور عمران بن حصین سے) اور ابن عساکر (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عثمان بن عفان اور معاذ بن جبل اور جابر بن عبداللہ اور انس اور ثوبان اور ام المومنین عائشہ صدیقہ سے) اور حاکم (ابن یعلے) اور دیلمی (ابوہریرہ) سے اور خجندی اور ابن السمان (ام المومنین عائشہ صدیقہ) سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی کے چہرہ پر نظر کرنا عبادت ہے۔

(۱) عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت رأیت ابابکر یکثر النظر الی وجہ علی فقلت یا ابت انی رأیتک تکثر النظر الی وجہ علی فقال یا بنت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول النظر الی وجہ علی عبادۃ (اخرجہ ابن السمان) جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ جناب علی علیہ السلام کے چہرہ مبارک کیطرف کثرت سے دیکھا کرتے تھے میں نے کہا اباجان میں دیکھتی ہوں کہ آپ جناب علی کے چہرہ مبارک کیطرف کثرت سے دیکھا کرتے ہیں فرمایا بیٹی میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ علی کے چہرہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

(۲) عن عائشۃ رضی اللہ تعالی عنہا قالت کان اذا دخل علینا علی رأیت اباہ لایمل النظر الیہ فقلت یا ابت انی رأیتک تکثر النظر الی علی فقال یا بنت سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول النظر الی علی عبادۃ (اخرجہ الخجندی) جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب جناب علی علیہ السلام ہمارے پاس تشریف لاتے اور ہمارے والد ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی موجود ہوتے تو وہ جناب علی کے چہرہ سے اپنی نگاہ ہٹاتے نہیں تھے میں نے کہا اے اباجان کیا وجہ ہے کہ میں آپکو دیکھتی ہوں کہ آپ جناب علی کو کثرت سے دیکھا کرتے ہیں فرمایا کہ میری بیٹی میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی کیطرف نگاہ کرنا عبادت ہے۔

(۳) **عن** عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النظر الی وجہ علی عبادۃ (اخرجہ الطبرانی وابو الحسن المغازلی وحاکم قال اسنادہ حسن) عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علیؓ کے چہرہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

(۴) **عن** معاذۃ الغفاریۃ قالت کان لی انس الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخرج معہ فی الاسفار واقوم علی المرضی واداوی الجرحی فدخلت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بیت عائشۃ وعلی خارج من عندہ فسمعتہ یقول یا عائشۃ ان ھذا احب الرجال الی واکرمھم علی فاعرفی لہ حقہ واکرمی مثواہ فلما ان جری بیننا وبین علی ما جرا رجعت عائشۃ الی المدینۃ فدخلت علیھا فقلت لھا یا ام المومنین کیف قلبک الیوم بعد ما سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لک ما قال قالت یا معاذۃ کیف یکون قلبی لرجل کان اذ ادخل علینا وابی عندی لا یحل من النظر الیہ فقلت یا ابت انک لتدیمن النظر الی علی فقال یا بنیۃ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول النظر الی وجہ علی عبادۃ (اخرجہ الخجندی)

معاذہ غفاریہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہایت اُنس تھی میں اکثر سفر میں حضرت کیساتھ رہا کرتی تھی اور مریضوں کی تیمارداری اور زخمیوں کی مرہم پٹی کیا کرتی تھی ایک دفعہ میں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئی آپ جناب اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کے گھر میں تھے اور علی حضرت کے پاس اسوقت موجود نہیں تھے میں نے سُنا کہ حضرت بی بی عائشہؓ سے فرما رہے ہیں کہ یا عائشہ یہ شخص سب لوگوں سے مجھے پیارا ہے اور زیادہ تر مکرم ہے اسکے حق کو پہچانیو۔ اور اسکی عزت کیجیو۔ جب ماجرای جمل میں جو کچھ جناب امیر اور ام المومنین کے درمیان گذرنا تھا گذر چکا اور وہ مدینہ میں واپس آگئیں میں اُنکی خدمت میں گئی اور میں نے کہا یا ام المومنین آج آپ کے دل کی کیا حالت ہے۔ بعد اسکے کہ آپ سُن چکی تھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے جناب امیرؑ کی نسبت کیا کچھ فرمایا تھا۔ اُم المومنین فرمانے لگیں اے معاذہ میری دل کی حالت ایسے شخص کیلئے کیا ہو سکتی ہے کہ جب کبھی وہ ہمارے پاس تشریف لاتے اور میرے والد ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے پاس ہوتے اور میرے والد انکے چہرے سے نگاہ نہ پھیرتے میں نے ان سے کہا کہ آپ ہمیشہ علی علیہ السلام کے چہرے کو دیکھتے رہتے ہیں اسکی کیا وجہ ہے فرمانے لگے میں نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ علیؓ کے چہرہ پر نظر کرنا عبادت ہے۔

(۵) **عن** جابر رضی اللہ عنہ قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عد عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فانہ مریض فاتیت فاتاہ علی وعندہ معاذ وابو ھریرۃ رضی اللہ عنھما فاقبل عمران یحد النظر الی علی فقال لہ معاذ لم تحد النظر الیہ یا عمران فقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول النظر الی وجہ علی عبادۃ قال معاذ انا سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال ابو ھریرۃ انا سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجہ محب الطبری فی الریاض) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا کہ عمران بن حصین بیمار ہیں جاؤ انکی بیمارپرسی کرو میں اُنکے پاس گیا پس اُنکے پاس جناب امیر علیہ السلام تشریف لائے عمران کے پاس معاذ بن جبل اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما بھی بیٹھے ہوئے تھے عمران لوٹکر جناب امیر کی طرف تیز نگاہ سے دیکھنے لگے معاذ نے ان سے کہا تم کیوں انکی طرف تیز نگاہ سے دیکھتے ہو

گھنے لگے بیٹے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ علی کے چہرہ پر نظر کرنا عبادت ہے معاذ نے کہا میں نے بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے ابو ہریرہ کہنے لگے میں نے بھی حضرت سے سُنا ہے ۔

(۶) عن ابی بکر الصدیق انہ قیل لہ وقد امام النظر الی وجہ علی مالک تقدم النظر الیہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول النظر الی وجہ علی عبادۃ (اخرجہ الحاکم) جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ جناب علی علیہ السلام کیطرف اکثر دیکھتے رہتے ہیں اسکی کیا وجہ ہے وہ کہنے لگے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ علی کے چہرہ کیطرف دیکھنا عبادت ہے ۔

(۷) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النظر الی وجہ علی عبادۃ (اخرجہ الدیلمی) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے ۔

جس نے جناب امیر کو چھوڑا اُس نے آنحضرت صلعم کو چھوڑا

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فارق علیا فقد فارقنی ومن فارقنی فارقہ اللہ عزوجل اخرجہ الخوارزمی والدیلمی) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے علی کو چھوڑا مجھ کو چھوڑا جس نے مجھ کو چھوڑا اس نے خدا کو چھوڑا ۔

(۲) عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فارق علیا فقد فارقنی ومن فارقنی فارق اللہ عزوجل اخرجہ احمد والدیلمی) ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے علی کو چھوڑا اس نے مجھکو چھوڑا جس نے مجھکو چھوڑا اس نے خدا کو چھوڑا ۔

جناب امیر سے دشمنی کرنیوالے سے خدا دشمنی کرتا ہے

عن ابی رافع مولی لعائشۃ رضی اللہ تعالی عنہا قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عاد اللہ من عادی علیا (اخرجہ ابن) ابی رافع جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کا غلام روایت کرتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ خدا دشمنی کرتا ہے اس شخص سے جو علی سے دشمنی کرتا ہے ۔

جس نے جناب امیر کی شان گھٹائی اُس نے حضرت کی شان گھٹائی

عن بریدۃ الاسلمی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ینقص علیا فقد ینقصنی (اخرجہ الدیلمی فی فردوس الاخبار) بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے علی کی شان گھٹائی اُس نے میری شان گھٹائی ۔

جس نے جناب امیر سے حسد کیا اُس نے حضرت سے حسد کیا

عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حسد علیا فقد حسدنی ومن حسدنی فقد کفر (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے علی سے حسد کیا مجھ سے حسد کیا جس نے مجھ سے حسد کیا وہ کافر ہوا۔

جس نے جناب امیر کی اطاعت کی اس نے حضرتؐ کی اطاعت کی

عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اطاعنی فقد اطاع اللہ ومن عصانی فقد عصی اللہ ومن اطاع علیا فقد اطاعنی ومن عصاہ فقد عصانی (اخرجہ الحاکم) ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی۔ جس نے میری نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی جس نے علی کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے انکی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

جس نے جناب امیر کی مدد کی اللہ اسکی مدد کرتا ہے

عن عمرو بن شراحیل رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللھم انصر من نصر علیا اللھم اکرم من اکرم علیا اللھم اخذل من خذل علیا (اخرجہ الدیلمی) عمرو بن شراحیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے پروردگار جو علی کو مدد دے اسے مدد دیجیو اور جو اسے بزرگی دے اسے بزرگ رکھیو اور جو علیؓ کو چھوڑے اسے چھوڑ دیجیو۔

جس نے جناب امیر سے جنگ کی اس نے حضرتؐ سے جنگ کی

اخرج احمد والطبرانی والحاکم عن ابی ہریرۃ قال نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی علی والحسن والحسین وفاطمۃ انا حرب لمن حاربکم وسلم لمن سالمکم وعند الترمذی عن زید بن ارقم انا حرب لمن حاربہم وسلم لمن سالمہم ومحب الطبری فی الریاض عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ امام احمد بن حنبل اور طبرانی اور حاکم رحمتہ اللہ علیہم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر اور جناب حسنین اور جناب فاطمہ علیہم السلام کیطرف نظر کرکے ارشاد کیا کہ میں لڑنے والا ہوں اس سے جو تم سے لڑے اور صلح کرنیوالا ہوں اس سے جو تم سے صلح کرے اور امام ترمذی رحمتہ اللہ علیہ نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے اسیطرح پر اس حدیث کو روایت کیا ہے کہ حضرت نے فرمایا ہے میں جنگ کرنیوالا ہوں اس سے جو ان سے لڑے اور صلح کرنیوالا ہوں اس سے جو ان سے صلح کرے محب طبری نے ریاض النضرۃ فی فضائل العشرہ میں اس حدیث کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

جناب امیر کا بغض علامت نفاق ہونا

عن ام سلمۃ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی لا یحبک الا مؤمن ولا یبغضک

الامنافق (اخرجہ الترمذی) جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علی سے فرماتے تھے کہ تجھے نہیں دوست رکھیگا مگر مومن اور نہیں دشمن رکھیگا مگر منافق ؎

(۲) عن زر بن حبیش عن علی قال والذی فلق الحبۃ وبرء النسمۃ انہ لعہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی ان لا یحبنی الا مومن ولا یبغضنی الا منافق (اخرجہ احمد والمسلم والنسائی وقال الترمذی حسن صحیح) زر بن حبیش سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام فرماتے تھے کہ قسم ہے اس ذات کی کہ دانہ کو پھاڑ کر درخت پیدا کرتا ہے اور آدمی کو ظاہر کرتا ہے مجھ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عہد کیا ہے کہ مجھے نہیں دوست رکھیگا مگر مومن اور مجھ سے نہیں بغض رکھیگا مگر منافق ؎

(۳) عن الحارث الہمدانی قال رأیت علیا علی المنبر فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال قضی قضاء اللہ عز وجل علی لسان نبیکم النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم انہ لا یحبنی الا مومن ولا یبغضنی الا منافق (اخرجہ ابن الفارس) حارث ہمدانی روایت کرتے ہیں کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو منبر پر دیکھا خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمانے لگے کہ خدا تعالیٰ کے ارادہ نے تمہارے نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر جاری کیا تھا کہ مجھے نہیں دوست رکھیگا مگر مومن اور مجھ سے نہیں بغض رکھیگا مگر منافق ؎

(۴) عن مطلب بن عبد اللہ بن حنطب عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوصیکم بحب ذی قربہا اخی وابن عمی علی بن ابی طالب فانہ لا یحبہ الا مومن ولا یبغضہ الا منافق من احبہ فقد احبنی ومن ابغضہ فقد ابغضنی (اخرجہ احمد فی المناقب) مطلب بن عبد اللہ بن حنطب اپنے والد رضی اللہ عنہ سے ناقل ہیں کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا میں تم کو اس امت کے ذوالقربین اپنے بھائی اور ابن عم علی بن ابی طالب کی محبت کی بابت وصیت کرتا ہوں۔ اس سے نہیں محبت کریگا مگر مومن اور اس سے نہیں بغض کریگا مگر منافق جس نے اس سے محبت کی مجھ سے محبت کی جس نے اس سے بغض رکھا مجھ سے بغض رکھا ؎

(۵) عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال ما کنا نعرف المنافقین الا ببغضہم علیا (اخرجہ احمد فی المناقب) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم منافقوں کی شناخت علی علیہ السلام کے ساتھ انکے بغض رکھنے کے سوا نہیں کر سکتے تھے ؎

(۶) عن ابی سعید رضی اللہ عنہ قال نحن معشر الانصار کنا نعرف المنافقین ببغضہم علیا (اخرجہ الترمذی) ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم انصار لوگ منافقوں کو بہ سبب ان کے بغض کے جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ شناخت کیا کرتے تھے ؎

(۷) عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال ما کنا نعرف المنافقین علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا بثلث بتکذیبہم اللہ ورسولہ والتخلف عن الصلوۃ وبغضہم علی بن ابی طالب (اخرجہ ابن شاذان) ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں منافقوں کو تین باتوں سے پہچانا کرتے تھے اول خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرنے سے اور دوم نماز سے باز رہنے سے سوم جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ انکے بغض رکھنے سے ؎

(۸) عن العباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ قال سمعت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ وقد سمع رجلا یسب علیا وھو یقول انی لاظنک من المنافقین (اخرجہ الخوارزمی) عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا انہوں نے جناب امیر کی طعن کسی شخص کو بُرا کہتے ہوئے سن پایا تھا وہ اسے کہہ رہے تھے کہ میرا گمان ہے تو منافقوں میں سے ہے ۔

(۹) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی حبک ایمان وبغضک نفاق اول من یدخل الجنۃ محبک واول من یدخل النار مبغضک (اخرجہ ابن خالویہ) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیر سے ارشاد فرماتے تھے کہ تیری محبت ایمان ہے اور تیرا بغض نفاق ہے اور جنت میں تیرا محب سب سے اول داخل ہوگا اور دوزخ میں تیرا بغض رکھنے والا سب سے اول داخل ہوگا

(۱۰) عن علی قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یبغضک من الرجال الا منافق ومن حملتہ امہ وھی حائض ولا یبغضک من النساء الا السلقلق وھی التی تحیض من دبرھا قیل جاءت امرأۃ الی علی فقالت انی ابغضک قال انت اذاً سلقلق قالت ومن سلقلق قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث وقلت یا رسول اللہ ما السلقلق قال التی تحیض من دبرھا قالت صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا واللہ احیض من دبری ولا علم لابوای (اخرجہ الدیلمی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ارشاد فرماتے تھے کہ یا علی تجھ سے کوئی مرد دشمنی نہیں کریگا مگر منافق یا وہ آدمی کہ جسکی والدہ حیض میں حاملہ ہوئی ہو اور عورتوں میں سے وہ عورت تجھ سے بغض رکھے گی جو سلقلق ہوگی یعنی وہ عورت کہ جسکی دُبر سے حیض جاری ہوتا ہوگا روایت ہے کہ ایک عورت جناب امیر کی خدمت میں آکر کہنے لگی میں آپ سے بغض رکھتی ہوں اور جناب امیر نے اس سے فرمایا شاید تو سلقلق ہے وہ کہنے لگی سلقلق کسے کہتے ہیں جناب امیر نے فرمایا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سنکر عرض کیا تہا یا رسول اللہ سلقلق کسے کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سلقلق وہ عورت ہے جو دبر کی راہ سے حائضہ ہوتی ہو وہ کہنے لگی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے میں دُبر کی راہ سے حائضہ ہوتی ہوں اور میرے ماں باپ کو بھی اسکی خبر نہیں ہے ۔

(۱۱) عن ابی ذر الغفاری رضی اللہ عنہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی باب علمی ومبین لامتی ما ارسلت بہ من بعدی حبہ ایمان وبغضہ نفاق والنظر الیہ عبادۃ (اخرجہ الدیلمی) ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے علی میرے علم کا دروازہ ہے اور میرا تحفہ ہے اور جن چیزوں کیساتھ میں بھیجا گیا ہوں میرے بعد امت سے بیان کرنیوالا ہے اسکی محبت ایمان اور اسکا بغض نفاق ہے اور اسکی طرف نظر کرنا عبادت ہے ۔

تنبیہ علامہ ابن عبد البر نے استیعاب فی معرفۃ الاصحاب میں لکھتے ہیں وردت طائفۃ من الصحابۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی لا یحبک الا مؤمن ولا یبغضک الا منافق) یعنی صحابہ کی ایک جماعت نے اس حدیث کو روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام سے ارشاد فرمایا ہے کہ نہیں محبت کریگا تجھسے کوئی مومن اور نہیں بغض رکھے گا تجھسے مگر منافق ۔

جس نے جناب امیرؑ کو ایذا دی اُس نے حضورؐ کو ایذا دی

(۱) عن عمرو بن شاس الاسلمی وکان من اصحاب الحدیبیة قال خرجت مع علی الی الیمن فجفانی فی سفری حتی وجدت فی نفسی علیه فلما قدمت اظهرت شکایته فی المسجد حتی بلغ رسول الله صلی الله علیه وسلم فی ناس من اصحابه فلما رآنی قال یا عمرو والله لقد آذیتنی قلت اعوذ بالله من اذیتک یا رسول الله فقال بلی من آذی علیا فقد آذانی فقد آذی الله (اخرجه احمد وابن عبد البر فی الاستیعاب)

عمرو بن شاس الاسلمی جو اصحاب حدیبیہ میں سے تھے روایت کرتے ہیں کہ میں جناب امیرؑ کی رکاب سعادت میں یمن کو گیا مجھ کو سفر میں ان سے کچھ رنج پہونچا جب میں مدینہ میں واپس آیا تو جناب امیرؑ کی شکایت کرنے لگا اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھ تشریف لائے مجھ کو دیکھ کر فرمایا اے عمرو تو نے مجھ کو رنج دیا ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ خدا کی پناہ ہے اگر میں آپ کو رنج دوں فرمایا ہاں جس نے علی کو ایذا دی مجھے ایذا دی جس نے مجھے ایذا دی اُس نے خدا کو ایذا دی۔

(۲) عن سعد بن ابی وقاص قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من آذی علیا فقد آذانی (اخرجه ابو یعلی والبزار) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے علی کو ایذا دی مجھے ایذا دی۔

(۳) عن عروة بن الزبیر ان رجلا وقع فی علی بمحضر من عمر فقال له عمر اتعرف صاحب هذا القبر هذا محمد ابن عبد الله بن عبد المطلب صلی الله علیه وسلم وهذا علی بن ابی طالب بن عبد المطلب لا تذکر علیا الا بالخیر فانک ان تنقصته اذیت صاحب هذا القبر (اخرجه احمد فی المناقب) عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک شخص جناب علی علیہ السلام کو بُرا کہنے لگا حضرت عمر اس سے کہنے لگے اس قبر کے صاحب کو جانتا ہے یہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ علی بن ابی طالب بن عبد المطلب ہیں علی کا ذکر نیکی کے ساتھ کرو اگر تو نے ان کی شان میں گستاخی کی تو اس قبر کے صاحب کو ایذا دیگا۔

(۴) عن مصعب بن ابی وقاص قال کنت انا ورجلان فی المسجد فنلنا من علی فاقبل رسول الله صلی الله علیه وسلم غضبان یعرف فی وجهه الغضب فقلنا نعوذ بالله من غضب رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال ما لی ولکم من آذی علیا فقد آذانی (اخرجه ابن السری فی الشفاء) مصعب بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ناقل ہیں کہ ایک دفعہ میں دو آدمیوں کے ساتھ مسجد میں تھا وہ دونوں جناب امیر علیہ السلام سے لپٹ پڑے اتنے میں جناب رسول اللہ علیہ وسلم غصہ میں تشریف لائے اور خفگی کے آثار چہرہ اقدس میں مشاہدہ ہو رہے تھے ہم نے کہا خدا تعالیٰ جناب رسول اللہ علیہ وسلم کے غضب سے ہمیں اپنی پناہ میں رکھے فرمایا مجھے بھی اور تمہیں بھی جس نے علی کو ایذا دی مجھے ایذا دی۔

(۵) والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بهتانا واثما مبینا۔ عن مقاتل ابن سلیمان قال انه نزلت فی علی وذلک ان نفرا من المنافقین یؤذونه ویکذبون علیه جو لوگ کہ اذیت دیتے

ہیں مومنین اور مومنات کو بغیر کسی قصور کے پس وہ لوگ اٹھاتے ہیں بہتان اور گناہ ظاہر مقاتل بن سلیمان رحمۃ اللہ
علیہ کہتے ہیں کہ یہ آیت جناب امیر علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے کہ چند آدمی منافقین میں سے جناب امیر کو ایذا
دیا کرتے تھے اور ان کو جھٹلایا کرتے تھے ۔

جس نے جناب امیر پر سب کی اس نے حضرت پر سب کی

(۱) عن ام المومنین ام سلمۃ قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من سب علیا فقد سبنی
(اخرجہ احمد والحاکم صحیحہ) جناب ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے علی کو برا کہا اس نے مجھ کو برا کہا ۔

(۲) عن ابی عبد اللہ الجدلی قال دخلت علی ام المومنین ام سلمۃ فقالت لی اتسب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فقلت معاذ اللہ قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سب علیا فقد سبنی
(اخرجہ احمد والنسائی والحاکم) ابو عبد اللہ الجدلی کہتا ہے کہ میں جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گیا مجھ
سے فرمانے لگیں کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہا کرتا ہے میں نے عرض کیا معاذ اللہ فرمانے
لگیں بیٹا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے جس نے علی کو برا کہا مجھ کو برا کہا ۔

(۳) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سب علیا فقد سبنی ومن
سبنی فقد سب اللہ ومن سب اللہ ادخلہ اللہ النار ولہ عذاب الیم (اخرجہ الدیلمی) ابن عباس رضی اللہ
عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے علی کو برا کہا مجھے برا کہا جس نے مجھے
برا کہا خدا کو برا کہا جس نے خدا کو برا کہا خدا اسکو دوزخ میں ڈالیگا اسکے لیے سخت اہانت والا عذاب ہے ۔

(۴) عن ابی ہریرۃ وبریدۃ بن خالد قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تسبوا علیا فانہ کان ممسوسا
فی ذات اللہ (اخرجہ الدیلمی) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور بریدہ بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالتماب
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے علی کو برا مت کہو وہ خدا کی ذات میں دیوانہ ہے ۔

(۵) عن جعفر بن ابی بکر بن خالد قال رأیت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ بالمدینۃ فقال ذکر لی انکم
تسبون علیا فقلت قد فعلنا قال لعلک سببت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلت معاذ اللہ قال لا تسبہ
فلو وضع المنشار علی مفرقی علی ان اسب علیا ما سببتہ بعد ما سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم الترغیب فی مؤلاتہ والترہیب عن معاداتہ (اخرجہ النسائی) جعفر بن ابی بکر بن خالد کہتا ہے کہ میں نے سعد
بن مالک رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں دیکھا مجھ سے کہنے لگے کہ میرے پاس لوگوں نے ذکر کیا ہے کہ تم جناب امیر علیہ السلام
کو برا کہا کرتے ہو میں نے کہا ہاں میں نے برا کہا ہے پس وہ کہنے لگے تو نے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہا ہے میں نے کہا
معاذ اللہ یہ فعل تو مجھ سے ہرگز نہیں ہوا سعد کہنے لگے تو علی کو برا مت کہا کر اگر میرے سر پر آرہ چلایا جائے تا کہ
میں جناب امیر علیہ السلام کو برا کہوں تو بھی میں ہرگز ان کو برا نہیں کہونگا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے علی کی دشمنی
کی بابت ڈرانا اور علی کی دوستی کی بابت رغبت دلانا سن لیا ہے ۔

(۲) **عن** سعید بن جبیر عن عبد اللہ بن عباس مر بعد ما حجب بصرہ بمجلس من مجالس قریش وھم یسبون علیا فسمعھم فقال لسعید بن جبیر ردنی الیھم فردہ حتی وقف علیھم فقال ایکم الساب اللہ فقالوا سبحان اللہ ما فینا احد سب اللہ تعالی من سب اللہ فقد اشرک فقال ایکم الساب لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا سبحان اللہ ما فینا احد سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سب رسول اللہ فقد کفر فقال ایکم الساب لعلی فقالوا اما ھذا فقد کان شیء فقال اشھد باللہ لسمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من سب علیا فقد سبنی ومن سبنی فقد سب اللہ ومن سب اللہ فقد کبہ اللہ علی منخریہ فی النار ثم ولی عنھم وقال یا بنی ماذا رأیتھم صنعوا قال فقلت لہ یا ابت نظروا الیک باعین محمرۃ نظر التیس الی شفار الجازر۔ فقال زدنی فداک ابوک فقلت خزر العیون نواکس ابصارھم نظر الذلیل الی العزیز القاھر۔ فقال زدنی فداک ابوک فقلت۔ لیس عندی مزید فقال عندی مزید احیاءھم عار علی امواتھم والمیتون مسبۃ للغابر (اخرجہ فی النقمۃ)

سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نابینا ہونے کے بعد قریش کی ایک مجلس پر سے گذرے وہ لوگ جناب امیر علیہ السلام کو بُرا کہہ رہے تھے عبد اللہ بن عباس نے سنکر سعید بن جبیر سے کہا مجھے لوٹا کر انکے پاس لے چل وہ اُن کو اس مجلس میں لے گیا ابن عباس انکے سر پر کھڑے ہو کر فرمانے لگے تم کون ہو خدا تعالے کو بُرا کہنے والے وہ کہنے لگے ہم میں کوئی ایسا نہیں ہے جو کہ خدا تعالے کو بُرا کہتا ہو جس نے خدا کو بُرا کہا اس نے شرک کیا پس ابن عباس کہنے لگے تم کون ہو جناب رسول اللہ علیہ وسلم کو بُرا کہنے والے وہ لوگ کہنے لگے ہم میں کوئی ایسا نہیں ہے جو کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بُرا کہتا ہو جس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرا کہا اس نے کفر کیا پس ابن عباس کہنے لگے تم کون ہو علی کو بُرا کہنے والے وہ لوگ کہنے لگے یہ ایسی بات ہے انہیں کا تو ذکر تھا ابن عباس کہنے لگے میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جس نے علی کو بُرا کہا مجھے بُرا کہا اس نے خدا تعالے کو بُرا کہا جس نے خدا تعالے کو بُرا کہا بیشک خدا تعالے اسکو ناک کے نتھنوں کے بل آگ میں اوندھا گرا دیگا۔ یہ کہکر ابن عباس لوٹ پڑے اور مجھ سے فرمانے لگے اے میرے بیٹے تو نے دیکھا ہوگا وہ کیا کر رہے تھے۔ میں نے کہا ابا جان اور یہ شعر پڑھا ؎

وہ تیری طرف غصہ سے آنکھیں لال کرکے دیکھتے تھے ÷ جیسے مینڈھے قصاب کی چھری کو دیکھتے ہیں ÷

ابن عباس فرمانے لگے یہ تھوڑا ہے باپ تجھ پر قربان ہو کچھ اور پڑھ میں نے یہ شعر پڑھا ؎ آنکھوں کے غصہ سے انکی آنکھیں نیچے ہو گئیں۔ جس طرح سے کہ کوئی ذلیل عزت والے غالب کو دیکھکر ہو جاتا ہے۔ پھر ابن عباس فرمانے لگے میں تیرے قربان کوئی اور شعر پڑھ میں نے کہا کہ اب میرے پاس اس سے زیادہ نہیں وہ فرمانے لگے میرے پاس اس سے زیادہ ہے اور یہ شعر پڑھا ؎ انکے زندے انکے مُردوں کی عار ہیں اور اگر مرے ہوئے اپنے پس ماندوں کو بُرا کہنے والے ہیں ÷

جس نے جناب امیر پر غصب کیا اُسنے حضرت پر غضب کیا

عن ام سلمۃ قالت اشھد انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من احب علیا فقد احبنی ومن احبنی فقد احب اللہ ومن اغضب علیا فقد اغضبنی ومن اغضبنی فقد اغضب

اللہ عز وجل (اخرجہ احمد وابو الطاہر محمد بن عبد الرحمن المخلص الذہبی فی المخلصیات والطبرانی)
جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت ہے کہ میں گواہی دیتی ہوں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو سنا ہے کہ جس نے علی سے محبت کی مجھ سے محبت کی جس نے کہ مجھ سے محبت کی خدا تعالےٰ سے محبت کی جس نے علی پر غضب کیا اس نے مجھ پر غضب کیا جس نے مجھ پر غضب کیا اس نے اللہ تعالےٰ پر غضب کیا۔
واخرجہ الامام الحافظ ابو الخیر احمد بن اسمعیل القزوینی الحاکمی فی الاربعین عن عمار بن یاسر و زاد من تولاہ فقد تولانی ومن تولانی فقد تولی اللہ عز وجل اس حدیث کو امام حافظ ابو الخیر احمد بن اسمعیل القزوینی الحاکمی نے اربعین میں عمار ابن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور یہ الفاظ زیادہ روایت کئے ہیں کہ حضرت نے فرمایا جس نے علی سے دوستی کی مجھ سے دوستی کی جس نے مجھ سے دوستی کی اس نے خدا سے دوستی کی +

جس نے جناب امیر سے بغض رکھا اس نے حضرت سے بغض رکھا

(۱) **عن** ابن عباس قال العثنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الی علی فقال لہ انت سید فی الدنیا والآخرۃ من احبک فقد احبنی وحبیبک حبیب اللہ وعدوک عدو اللہ والویل لمن ابغضک (اخرجہ احمد) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جناب امیر علیہ السلام کے بلانے کو بھیجا جب وہ آئے آپ نے ان سے فرمایا یا علی تو دنیا و آخرت کا سردار ہے جس نے کہ تجھ سے محبت کی مجھ سے محبت کی تیرا دوست خدا کا دوست ہے تیرا دشمن خدا کا دشمن ہے افسوس ہے اس پر جو تجھ سے بغض رکھے +
(۲) **عن** العباس بن عبد المطلب قال سمعت عمر بن الخطاب وقد سمع رجلا یسب علیا وھو یقول للہ انی لاظنک من المنافقین فقال کفوا عن ذکر علی الا بخیر فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول فی علی ثلاث خصال وددت لو ان لی واحدۃ منہن احب الی مما طلعت علیہ الشمس ذلک انی کنت انا وابوبکر وابو عبیدۃ بن الجراح ونفر من اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذ ضرب النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی کتف علی فقال یا علی انت اول المسلمین اسلاما واول المومنین ایمانا وانت منی بمنزلۃ ھارون من موسی کذب من زعم انہ یحبنی وھو یبغضک یا علی من احبک فقد احبنی ومن احبنی فقد احبہ اللہ تعالی ومن احبہ اللہ تعالی ادخلہ الجنۃ ومن ابغضک فقد ابغضنی ومن ابغضنی فقد ابغضہ اللہ تعالی ومن ابغضہ اللہ تعالی ادخلہ النار (اخرجہ الخوارزمی) جناب عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا ہے کسی کو انہوں نے جناب امیر کی شان میں برا کہتے ہوئے سن پایا تھا۔ اور آپ اسکو کہہ رہے تھے کہ میں گمان کرتا ہوں کہ تو منافقوں میں سے ہے پھر حضرت عمر کہنے لگے سوا نیکی کے علی کا ذکر مت کیا کرو میں نے جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ علی میں تین خصلتیں ہیں (میں آرزو کرتا ہوں کہ اگر ان میں سے مجھے ایک ہی حاصل ہوتی تو میرے نزدیک اس سے زیادہ عزیز تھی کہ جس پر آفتاب طلوع کرتا ہے) میں اور ابوبکر اور ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہما اور دیگر چند صحابہ حاضر تھے کہ حضرت نے علی کے کندھے پر ہاتھ مار کر ارشاد کیا یا علی تم اسلام لانے کی جہت سے سب مسلمانوں سے اول اور ایمان لانے میں سب

مومنوں سے منافق ہو تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے جھوٹا ہے وہ شخص کہ گمان کرتا ہے میری محبت کا اور تم سے عداوت رکھتا ہے یا علی جو تم سے محبت رکھتا ہے مجھ سے محبت رکھتا ہے اور جو مجھ سے محبت رکھتا ہے خدا اس سے محبت رکھتا ہے اور جس سے خدا محبت رکھتا ہے اسے جنت میں داخل کرتا ہے اور جو تم سے بغض رکھتا ہے مجھ سے بغض رکھتا ہے اور جو مجھ سے بغض رکھتا ہے اس سے بغض رکھتا ہے اور جس سے خدا بغض رکھتا ہے اُسے دوزخ میں داخل کرتا ہے ✤

جناب امیرؑ کے ساتھ بغض رکھنے کی ترہیب

(۱) **عن** فاطمة بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم وعلیها السلام قالت خرج رسول الله صلی الله علیه وسلم عشیة عرفة فقال ان الله عزوجل باهی بکم وغفر لکم عامة ولعلی خاصة انی رسول الله فیکم غیر محاب لقرابتی ان السعید کل السعید من احب علیا فی حیوته وبعد موته وان الشقی کل الشقی من ابغض علیا فی حیوته وبعد موته (اخرجه احمد والطبرانی والدیلمی عن ابن عمر) جناب سیدة النساء فاطمة الزہرا علیہا التحیة والثنا سے روایت ہے کہ عرفہ کی رات کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر تشریف لاکر فرمانے لگے کہ پروردگار عالم تم پر مباہات اور فخر کرتا ہے اور تم کو عام طور سے بخش دیا ہے اور علیؑ کو خاص طور سے بخشا ہے بے شک تم میں میں خدا کا رسول ہوں میں اپنے قریبیوں کو رخصت دلانے والا نہیں بتحقیق نیک بخت وہی شخص ہے جو حضرت علی علیہ السلام کو دوست رکھتا ہے اسکی زندگی میں اور اسکے مرنے کے بعد اور بے شک پورا بدبخت وہی شخص ہے جو علی کو دشمن رکھتا ہے اسکی زندگی میں اور مرنے کے بعد ✤

(۲) **عن** معاذ بن جبل قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم حب علی بن ابی طالب حسنة لاتضر معها سیئة وبغضه سیئة لاتنفع معها حسنة (اخرجه الدیلمی) معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علیؑ کی محبت ایک ایسی نیکی ہے کہ اسکے ہوتے ہوئے کوئی برائی ضرر نہیں دیتی اور اُن کا بغض ایک ایسی بُرائی ہے جس کے ہوتے ہوئے کوئی نیکی نفع نہیں دیتی ✤

(۳) **عن** عمار بن یاسر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لعلی طوبی لمن احبک وصدق فیک والویل لمن ابغضک وکذب فیک (اخرجه الدیلمی) عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام سے فرمایا خوشی ہو اسکے لئے جو تجھے دوست رکھے اور تیری تصدیق کرے اور افسوس ہو اسکے لئے جو تجھ سے بغض رکھے اور تیری تکذیب کرے ✤

(۴) **عن** معاویة بن حیدة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من مات وفی قلبه بغض علی فلیمت یهودیا او نصرانیا (اخرجه الدیلمی) معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مر گیا اور اسکا دل بغض علیؑ سے بھرا ہوا ہے وہ البتہ یہودی ہو کر یا نصرانی ہو کر مرا ✤

(۵) **عن** عبد الله بن مسعود قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم کذب من زعم انه امن بی وبما جئت به وهو یبغض علیا فهو کاذب لیس بمؤمن (اخرجه الخوارزمی) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جھوٹا ہے جو شخص زعم کرتا ہے کہ وہ مجھ پر ایمان لایا ہے اور جو چیز میں

لایا ہو اسے یقین رکھنا چاہئے کہ جو شخص علی سے بغض رکھتا ہے وہ جھوٹا ہے مومن نہیں ہے۔

(۶) عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی لو ان امتی ابغضوک لکبھم اللہ علی مناخرھم فی النار (اخرجہ الدیلمی) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یا علی اگر میری امت تجھ سے بغض رکھے گی تو اللہ تعالیٰ ان کو ان کے نتھنوں کے بل آگ میں ڈھکیلے گا

(۷) عن سعید بن وہب قال قال علی فی الرحبۃ انشدکم باللہ من سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم یقول ان اللہ ولی وانا ولی المؤمنین ومن کنت ولیہ فھذا ولیہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ وابغض من ابغضہ (اخرجہ النسائی) سعید بن وہب سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے رحبہ میں ان لوگوں کو قسم دیکر پوچھا کہ تم میں سے جس نے غدیر خم کے روز جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہو بیان کرے کہ اللہ میرا ولی ہے اور میں مومنوں کا ولی ہوں جس کا میں ولی ہوں (یعنی علی) ولی ہے اے میرے پروردگار دوست رکھ اُسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھ اُسے جو اسے دشمن رکھے اور مدد دے اُسے جو اسے مدد دے اور بغض رکھ اُس سے جو اس سے بغض رکھے۔

(۸) عن عبد اللہ بن بریدۃ قال حدثنی ابی قال لم یکن من الناس احد ابغض الی من علی حتی احببت رجلا لا احبہ الا علی بغض علی فبعث ذلک الرجل علی خیل فصحبتہ وما اصحبہ الا علی بغض علی فاصاب سبیا فکتب الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یبعث الیہ من یخمسہ فبعث الینا علیا وفی السبی وصیفۃ افضل من السبی فخمس وصارت فی الخمس ثم صارت فی اھل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم صارت فی ال علی فاتانا ورأسہ یقطر فقلنا ما ھذا فقال الم تروا الی الوصیفۃ صارت فی الخمس ثم صارت فی اھل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم صارت فی ال علی فوقعت علیہا فکتب وبعثنی مصدقا لکتابہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم مصدقا لما قال فی علی فلما اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقرئ کتابہ فجعلت اقول علیہ صدق فامسک بیدی وقال اتبغض علیا فقلت نعم فقال لی لا تبغضہ وان کنت تحبہ فازدد لہ حبا فو الذی نفسی بیدہ لنصیب ال علی فی الخمس افضل من وصیفۃ فما کان احد بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احب الی من علی قال عبد اللہ ھو ابن بریدۃ واللہ ما کان فی الحدیث بینی وبین النبی صلی اللہ علیہ وسلم غیر ابی (اخرجہ المناقب)

عبد اللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے لوگوں میں سے کسی کا اتنا بغض نہیں تھا جس قدر کہ جناب امیر کا یہاں تک کہ میں ایک آدمی کو اسی وجہ سے پیار کرنے لگا کہ وہ جناب امیر سے بغض رکھتا تھا وہ آدمی ایک دفعہ ایک گروہ پر بھیجا گیا میں نے جناب امیر کے بغض کی وجہ سے اسکی رفاقت اختیار کی اس نے لڑکر اسیر کیا وہ کو اسیر کر دیا اور حضرت کی خدمت میں لکھ بھیجا کہ کوئی آدمی بھیجا جائے تاکہ خمس مال کا اسکے حوالے کیا جائے حضرت نے جناب امیر کو خمس لینے کیلئے ہمارے پاس بھیجا قیدیوں میں ایک کنیز تھی جو سب قیدیوں میں افضل تھی جب پانچ حصے کیا گیا وہ کنیز خمس میں آگئی وہ خمس سے اہل بیت نبوی کے حصہ میں آئی اور اہل بیت کے حصہ سے علی کی آل کے حصہ میں آئی ایک روز جناب علی ہمارے پاس تشریف لائے ان کے سر کے بالوں سے قطرے ٹپک رہے تھے ہم نے پوچھا آپ نے غسل کیوں کیا فرمانے لگے تم نہیں دیکھا کہ کنیز خمس میں آگئی اور خمس سے اہل بیت نبوی

کہتے ہیں آیا اور اہل بیت کے حضرت علی کی آل کے نزدیک آیا ہے جس شخص نے [illegible] پس یہ تمام واقعہ آیا کہ مجھے وصیت کی تھی کہ حضرت کے پاس پہنچا جب حضرت کے پاس پہنچا اور خط حضرت کو دیا اور آپ نے اس خط کو پڑھا تو اسکی تصدیق کی آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا کہ تو علی سے بغض رکھتا ہے میں نے کہا ہاں فرمایا اس سے بغض مت رکھ بلکہ اگر اس کو دوست رکھتا ہے تو اور بھی زیادہ دوست رکھ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ خمس میں علی کی آل کا حصہ کنیز سے بڑھکر افضل ہے بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اسکے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مجھے جناب امیر سے کوئی زیادہ عزیز نہیں تھا۔

عبداللہ بن بریدہ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں میرے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے درمیان بجز میرے والد بزرگوار کے اور کوئی دوسرا نہیں ہے۔

جناب امیر کی تولا کے بغیر انسان جنت کی بو نہیں سونگھ سکتا

عن علیؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو ان عبدا عبد اللہ عزوجل مثل ما قام نوح فی قومہ وکان لہ مثل احد ذھبا فانفقہ فی سبیل اللہ ومد فی عمرہ حتی حج الف حجۃ علی قدمیہ ثم قتل بین الصفا والمروۃ مظلوما ثم لم یوالک یا علی لم یشم رائحۃ الجنۃ ولم یدخلھا (اخرجہ الدیلمی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اگر کوئی خدا کا بندہ خدائے عزوجل کی اتنی عبادت کرے کہ جتنی نوح علیہ السلام نے اپنی قوم میں قیام فرمایا کی ہے اور احد پہاڑ کے برابر سونا خدا کی راہ میں خرچ کرے پھر اس کی عمر اس قدر دراز ہو کہ پیادہ ایک ہزار حج کرے اور پھر صفا مروہ کے درمیان مظلوم مارا جائے پھر اگر یا علی تجھے دوست نہ رکھتا ہو وہ جنت کی بو بھی نہیں سونگھ سکے گا اور نہ اس میں داخل ہو سکے گا۔

جناب امیر علیہ السلام کی محبت کی فضیلت

(۱) عن ام المؤمنین ام سلمۃ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احب علیا فقد احبنی ومن احبنی فقد احب اللہ ومن ابغض علیا فقد ابغضنی ومن ابغضنی فقد ابغض اللہ (اخرجہ الملا والطبرانی فی الکبیر عن ابی رافع) جناب ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے علی سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی خدا سے محبت کی اور جس نے علی سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا اس نے خدا تعالے سے بغض رکھا۔

(۲) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حب علی بن ابی طالب یاکل الذنوب کما تاکل النار الحطب (اخرجہ الدیلمی) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی ابن ابیطالب کی محبت گناہوں کو اس طرح سے کھا جاتی ہے جس طرح سے کہ آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔

(۳) عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاءنی جبریل بورقۃ آس خضراء مکتوب فیہا ببیاض انی افترضت محبۃ علی بن ابی طالب علی خلقی فبلغہم ذلک عنی (اخرجہ الدیلمی) ابن عمر رضی

عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جبریل میرے پاس آس کے درخت کا ایک سبز پتا لیکر آئے اُسپر سفیدی سے لکھا ہوا تھا میں نے جناب علی بن ابی طالب کی محبت کو اپنی خلقت پر فرض کر دیا ہے یہ بات انکو پہونچا دو

(۴) عن معاذ بن جبل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حب علی بن ابی طالب حسنۃ لا یضر معہا سیئۃ وبغضہ سیئۃ لا تنفع معہا حسنۃ (اخرجہ الدیلمی) معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی ابن ابی طالب کی محبت ایک ایسی نیکی ہے جسکے ساتھہ کوئی بُرائی ضرر نہیں پہونچا سکتی اور اُس کا بغض ایک ایسی بُرائی ہے جسکے ساتھہ نیکی نفع نہیں پہونچا سکتی ٭

(۵) عن عمار بن یاسر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی طوبی لمن احبک وصدق فیک وویل لمن ابغضک وکذب فیک (اخرجہ الدیلمی) عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کونین علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے تھے یا علی خوشی ہو اُسکے لئے جو تجھ سے محبت رکھے اور تیری تصدیق کرے۔ اور افسوس ہے اُسپر جو تجھ سے بغض رکھے اور تیری تکذیب کرے ٭

(۶) عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عنوان صحیفۃ المؤمن حب علی بن ابی طالب (اخرجہ الدیلمی) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مومن کے نامہ اعمال کا عنوان علی ابن ابیطالب کی محبت ہے ٭

(۷) عن ابوذر الغفاری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی باب علمی ومبین لامتی ما ارسلت بہ من بعدی حبہ ایمان وبغضہ نفاق والنظر الیہ عبادۃ (اخرجہ الدیلمی) ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علی میرے علم کا دروازہ ہے اور جس کے لیے میں بھیجا گیا ہوں میرے بعد میری امت کو وہ بات بیان کرنیوالا ہے اسکی محبت ایمان ہے اور اسکا بغض نفاق ہے اور اسکی طرف دیکھنا عبادت ہے ٭

(۸) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو اجتمع الناس علی حب علی بن ابی طالب لما خلق اللہ عزوجل النار (اخرجہ الدیلمی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر لوگ علی کی محبت پر مجتمع ہو جاتے تو اللہ تعالے دوزخ کو پیدا نہ کرتا ٭

(۹) عن فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہا السلام قالت خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشیۃ عرفۃ فقال ان اللہ عزوجل باھی بکم وغفر لکم عامۃ ولعلی خاصۃ وانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیر محاب لقومی ولا محاب لقرابتی ھذا جبریل اخبرنی ان السعید کل السعید من احب علیا فی حیوتہ وبعد موتہ وان الشقی کل الشقی من ابغض علیا فی حیوتہ وبعد موتہ (اخرجہ احمد والطبرانی والدیلمی عن ابن عمر) جناب فاطمہ بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وعلیہا السلام سے مروی ہے کہ عرفہ کی رات کو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لاکر فرمانے لگے اللہ تعالے نے تمہارے ساتھہ مباہات کرتا ہے اور تم کو عام طور سے بخشدیا ہے۔ اور علی کو خاص طور سے بخشتا ہے۔ میں خدا کا رسول ہوں اپنی قوم کو ڈرانیوالا اور اپنے رشتہ داروں کو وحشت دلانیوالا نہیں جبریل نے مجھے خبر دی ہے کہ پورا نیک وہی ہے جو علی سے انکی زندگی اور انکی موت کے بعد محبت رکھے اور پورا شقی وہی ہے جو انکی

زندگی اور انکی موت کے بعد تمسے بغض رکھے ۔

(۱۰) عن عمار بن یاسر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لعلی یا علی ان اللہ عز وجل قد زینک بزینۃ لم یزین العباد احب الی اللہ منہا۔ الزھد فی الدنیا لا تنال من الدنیا شیئا ولا تنال الدنیا منک شیئا ووھب لک حب المساکین رضوا بک اماما ورضیت بھم اتباعا فطوبی لمن احبک وصدق فیک وویل لمن ابغضک وکذب فیک فاما الذین احبوک وصدقوک فھم جیرانک فی دارک ورفقاءک فی قصرک واما الذین ابغضوک وکذبوا علیک فحق علی اللہ ان یوقفھم موقف الکذابین یوم القیمۃ (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر والحاکم والخطیب والدیلمی فی فردوس الاخبار وابن الجوزی فی اسد الغابۃ) عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیر علیہ السلام کو فرماتے تھے یا علی پروردگار نے تجھے ایسی زینت سے آراستہ کیا ہے کہ تمام بندوں کو اس سے بہتر زینت سے آراستہ نہیں کیا۔ وہ زہد فی الدنیا ہے۔ پس تجھے ایسا بنایا ہے کہ دنیا تجھ تک کسی بات میں نہیں پہنچ سکیگی اور مسکینوں کی محبت تجھے عطا کی ہے وہ تجھے اپنا امام پاکر خوش ہو گئے ہیں اور تو انکو اپنا پیرو بناکر خوش ہو گیا ہے اس شخص کو خوشی حاصل ہو جو تجھ سے محبت رکھتے ہیں اور تیری تصدیق کرتے ہیں اور جنت میں تیرے ہمسایہ اور تیرے قصر میں تیرے رفیق ہونگے۔ اور جو لوگ تجھ سے بغض رکھتے ہیں اور تیری تکذیب کرتے ہیں پس خدا تعالیٰ نے حق رکھتا ہے کہ انکو قیامت کے روز جھوٹوں کی جگہ میں کھڑا کرے ۔

(۱۱) عن زید بن ارقم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احب ان یتمسک بالقضیب الاحمر الذی غرسہ اللہ فی جنۃ عدن فلیتمسک بحب علی ابن ابی طالب (اخرجہ احمد فی المناقب والدیلمی فی فردوس الاخبار) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اس شاخ سرخ کو جسے خدا نے جنت عدن میں لگایا ہے اپنے ہاتھ میں لینے کی آرزو رکھتا ہو چاہئے کہ علی کی محبت سے متمسک ہو ۔

(۱۲) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی من احبنی فلیحبک فان العبد لا ینال ولایتی الا بحب علی بن ابی طالب (اخرجہ الدیلمی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام سے ارشاد کیا کہ جو مجھے دوست رکھنا چاہتا ہو اس کو چاہئے کہ تجھے دوست رکھے کیونکہ کوئی بندہ میری دوستی تک نہیں پہونچ سکتا مگر علی بن ابی طالب علیہ السلام کی محبت سے ۔

(۱۳) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت سید فی الدنیا والاخرۃ من احبک فقد احبنی وحبیبک حبیب اللہ وطوبی لمن احبک ومن ابغضک فقد ابغضنی وبغیضک بغیض اللہ الویل لمن ابغضک بعدی (اخرجہ احمد) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرور انبیاء علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے تھے یا علی تو دنیا و آخرت کا سردار ہے جس نے تجھ سے محبت کی مجھ سے محبت کی تیرا دوست اللہ کا دوست ہے خوشی ہو اسکے لئے جو تجھے دوست رکھے اور جس نے کہ تجھ سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا تیرا بغض رکھنے والا خدا کے ساتھ بغض رکھنے والا ہے افسوس ہے اسپر جو میرے بعد تجھ سے بغض رکھے ۔

(۱۴) عن ام المومنین ام سلمۃ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی لا یحبک الا مومن

ولا یبغضك الا منافق وكان علی یقول والذی فلق الحبة وبرأ النسمة انه لعهد النبی الامی صلی الله علیه وسلم الی ان لا یحبنی الا مومن ولا یبغضنی الا منافق (اخرجه احمد والمسلم والنسائی وقال الترمذی حسن صحیح)
جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جناب امیر سے فرماتے تھے کہ نہیں دوست رکھیگا تجھکو مگر مومن اور تجھ سے دشمنی نہیں رکھیگا مگر منافق جناب امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے قسم ہے اس ذات کی جو دانے کو پھاڑتا ہے اور انسان کو ظاہر کرتا ہے البتہ مجھ سے نبی امی صلے اللہ علیہ وسلم نے عہد کیا تھا کہ مجھے نہیں دوست رکھیگا مگر مومن اور مجھ سے نہیں بغض رکھیگا مگر منافق ۔

(۱۵) **عن** محمد بن الحنفیة رضی الله عنه فی قوله تعالی ان الذین امنوا وعملوا الصلحت سیجعل لهم الرحمن ودا انه قال لا یبقی مومن الا وفی قلبه ود لعلی بن ابی طالب (اخرجه الثعلبی فی تفسیره وذکر النقاش انها نزلت فی علی) محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے شان نزول میں کہ بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں عنقریب خدا تعالے انکے ساتھ دوستی کریگا) فرماتے ہیں کوئی مومن ایسا نہیں کہ جسکے دل میں جناب امیر علیہ السلام کی دوستی نہو۔ النقاش رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ آیت جناب امیر علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی۔

(۱۶) **عن** عبد الله بن ظالم قال جاء رجل الی سعید بن زید فقال انی احببت علیا حبا لم احب شیئا قط قال نعم ما رأیت احببت رجلا من اهل الجنة (اخرجه احمد) عبد اللہ بن ظالم ناقل ہیں کہ ایک شخص نے سعید بن زید سے آکر کہا کہ میں علی سے ایسی محبت رکھتا ہوں کہ کسی چیز سے مجھے ایسی محبت نہیں ہوئی سعید کہنے لگے کیا اچھی بات تجھکو سوجھی ہے کہ تو جنت کے لوگوں میں سے ایک آدمی سے محبت کرتا ہے ۔

(۱۷) **عن** علی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من احبنی واحب هذین واباهما وامهما کان معی فی درجتی یوم القیمة (اخرجه احمد والترمذی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مجھے اور ان دونوں (یعنے حسنین علیہما السلام) کو اور ان دونوں کے والد اور والدہ کو دوست رکھیگا وہ قیامت کے روز میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا ۔

(۱۸) **عن** ابی بردة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ونحن جلوس عنده ذات یوم والذی نفسی بیده لا یزول قدم عن قدم یوم القیمة حتی یسأل الله تعالی الرجل عن عمره فیما افناه وعن جسده فیما ابلاه وعن ماله مما کسبه وفیم انفقه وعن حبنا اهل البیت فقال له عمر فما ایة حبکم فوضع یده علی رأس علی وهو جالس الی جانبه وقال ایة حبی حب هذا من بعدی (اخرجه الدیلمی) ابو بردہ رضی اللہ تعالے عنہ کہتے ہیں کہ ہم ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بیٹھے ہوئے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قسم ہے اس ذات کی کہ جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ قیامت کے روز کوئی شخص قدم سے قدم نہ اٹھا سکیگا جب تک کہ اس سے چار باتوں کی نسبت نہیں پوچھا جائیگا اور اسکی عمر سے کہ اسکو کس بات میں صرف کیا ہے اور اس کے جسم سے کہ کس امر میں اس نے اسکو تھکایا ہے اور اس کے مال سے کہ کس طرح سے اس نے اسکو حاصل کیا اور کہاں پر اسکو خرچ کیا اور ہم اہلبیت کی محبت سے عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور کی محبت کی کیا نشانی ہوگی آنحضرت کے ایک طرف پر بیٹھے ہوئے تھے حضرت نے انکے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا میری

محبت کی نشانی اسکے ساتھ تمہارے محبت رکھنا ہے ۔

(۱۹) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی من احبک فقد حف بالامن والایمان ومن ابغضک اماتہ اللہ میتۃ جاہلیۃ (اخرجہ الخوارزمی) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سے فرمایا جو شخص کہ تجھ سے محبت کریگا وہ امن اور ایمان میں گھیرا رہیگا اور جو شخص کہ تجھ سے بغض رکھیگا اللہ تعالیٰ اسکو کفر کی موت سے ماریگا ۔

(۲۰) عن ابن عباس قال لما نزلت ہذہ الآیۃ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ قالوا یا رسول اللہ من ہؤلاء الذین امرنا اللہ بمودتہم قال علی و فاطمۃ و ابناہما (اخرجہ البغوی فی تفسیرہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ (کہدو اے محمد میں نہیں چاہتا ہوں اس تبلیغ رسالت پر کچھ اجرت مگر قرابت والوں کی دوستی) تو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون ہیں جن کی مودت کیلئے خدا تعالیٰ نے ہم کو امر فرمایا ہے حضرت نے فرمایا وہ علی و فاطمہ اور ان دونوں کے دونوں بیٹے ہیں ۔

(۲۱) عن بلال قال طلع علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم متبسما یضحک فقام الیہ عبد الرحمن ابن عوف فقال بابی انت وامی یا رسول اللہ ما الذی اضحکک فقال بشارۃ اتتنی من عند اللہ فی ابن عمی اخی وابنتی ان اللہ تعالیٰ لما زوج فاطمۃ امر رضوان فہز شجرۃ طوبیٰ فحملت رقاقا یعنی صکاکا بعدد محبینا اہل البیت ثم انشاء من تحتہا ملیکۃ من نور فاخذ کل ملک رقا فاذا استوت القیامۃ باہلہا نادت الملیکۃ فی الخلائق فلا یلقون محبا لنا اہل البیت الا اعطوہ رقا فیہ براءۃ من النار باخی وابن عمی فکاک رقاب الناس من النار (اخرجہ الخوارزمی) بلال رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم ہنستے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کھڑے ہوکر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ آپ کیوں ہنستے ہیں فرمایا میرے ابن عم اور بھائی اور بیٹی کی نسبت خدا کی طرف سے مجھے بشارت آئی ہے کہ جب پروردگار عالم نے فاطمہ کا نکاح کیا رضوان کو حکم دیا اس نے طوبیٰ کے درخت کو ہلایا اس نے یعنی نجات کے پروانے ہم اہلبیت کے محبوں کی تعداد کے موافق گرائے پھر اس کے نیچے نور کے فرشتے پیدا کئے انہوں نے وہ رقعے لے لیے جب قیامت اپنے لوگوں کے ساتھ قایم ہوگی وہ فرشتے خلقت کو پکاریں گے اور ہم اہلبیت کے محبوں کو یونہی نہ ملیں گے بلکہ وہ نجات کے پروانے انکو دینگے جن میں دوزخ سے نجات پانے کی برات درج ہوگی پس میرا ابن عم اور بھائی آگ سے لوگوں کی گردن چھڑانیکا باعث ہوا ہے ۔

(۲۲) عن سلمان قال لہ رجل ما اشد حبک لعلی فقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من احب علیا فقد احبنی ومن ابغض علیا فقد ابغضنی (اخرجہ الخوارزمی) سلمان رضی اللہ عنہ سے کسی شخص نے کہا آپ جناب امیر سے نہایت پیار کرتے ہیں کہنے لگے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے جس نے علی سے محبت کی مجھ سے محبت کی اور جس نے علی سے بغض رکھا مجھ سے بغض رکھا ۔

(۲۳) عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلق اللہ تعالیٰ من نور وجہ علی ابن ابی طالب سبعین الف ملکا یستغفرون لہ ولمحبیہ الی یوم القیامۃ (اخرجہ الخوارزمی) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا تعالے نے علیؑ کے موںہہ کے نور سے ستر ہزار فرشتے پیدا کئے ہیں جو قیامت تک علی اور علی کے محبوں کیلئے استغفار کرتے رہیں گے ۔

(۲۴) **عن** عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول من اتخذ علیا اخا من اھل السموات اسرافیل ثم میکائیل ثم جبرائیل واول من احبہ من اھل الجنۃ حملۃ العرش ثم رضوان خازن الجنۃ ثم ملک الموت یترحم علی محبی علی کما یترحم علی الانبیاء (اخرجہ صاحب الیواقیت) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اہل آسمان سے جس نے کہ اول علی کو بھائی بنایا ہے وہ اسرافیل ہیں پھر میکائیل پھر جبرائیل پھر اہل جنت میں سے جس نے اول ان سے محبت کی ہے وہ حاملان عرش ہیں پھر رضوان خازن جنت اور پھر ملک الموت علی رضہ کے محبوں پر وہ اس طرح سے رحم کرتا ہے جس طرح سے کہ انبیاء پر ۔

(۲۵) **عن** انس بن مالک قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقد رأیت فی النوم یا انس ما حملک علی ان لا تؤدی ما سمعت منی فی علی حتی ادرکتک العقوبۃ ولولا استغفار علی لک ما شممت رائحۃ الجنۃ ابدا ولکن انشر فی بقیۃ عمرک ان اولیاء علی ومحبیہم السابقون الاولون الی الجنۃ وھم جیران اللہ واولیاء اللہ حمزۃ وجعفر والحسن والحسین واما علی فھو الصدیق الاکبر لا یخشی یوم القیامۃ من احبہ (اخرجہ الخوارزمی) انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ نے مجھے ارشاد کیا اے انس تجھے کس بات نے برانگیختہ کیا ہے کہ تو نے جو مجھ سے علیؑ کی نسبت سُنا لوگوں کو نہیں سُنایا تا وقتیکہ تجھے عذاب الٰہی پہونچے اگر علیؑ تیرے لئے مغفرت نہ کرتے تو کبھی جنت کی بو نہ سونگھتا۔ لیکن اب اپنی باقی عمر میں لوگوں کو بشارت بیان کرتا رہیو۔ کہ علیؑ کے محب سب سے پہلے جنت میں جانیوالے ہیں اور وہ اللہ تعالے کی ہمسائگی میں ہیں گے اور خدا کے ولی حمزہ اور جعفر اور حسنؑ اور حسینؑ ہیں علیؑ تو صدیق اکبر ہیں جو شخص کہ ان سے محبت رکھیگا وہ قیامت کے روز نہیں خائف ہوگا ۔

(۲۶) **عن** ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احب علیا قبل اللہ صلوٰتہ وصیامہ وقیامہ واستجاب دعاءہ الا ومن احب علیا اعطاہ اللہ بکل عرق فی بدنہ مدینۃ فی الجنۃ الا من احب آل محمد امن من الحساب والمیزان والصراط الا ومن مات علی حب آل محمد فانا کفیلہ بالجنۃ مع الانبیاء الا ومن ابغض آل محمد جاء یوم القیامۃ مکتوبا بین عینیہ آیس من رحمۃ اللہ (اخرجہ الخوارزمی فی المناقب) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے تھے جس نے علیؑ سے محبت کی اللہ تعالے اس سے نماز اور روزہ اور عبادت قبول کرتا ہے اور اُسکی دعا مستجاب ہوتی ہے جس نے علیؑ سے محبت کی خدا اس کے بدن کے ہر ایک قطرہ کے عوض جنت میں اُسے ایک شہر عطا کرتا ہے جو شخص کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کو دوست رکھتا ہے وہ حساب سے اور میزان سے و پلصراط سے امن میں ہے جو شخص کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کی محبت پر مر گیا اس کا میں ضامن ہوں کہ انبیا کیساتھ جنت میں داخل ہوگا اور جو شخص کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی آل سے بغض رکھتا ہے وہ قیامت کے روز اس طرح سے حاضر کیا جائیگا کہ اس کی پیشانی پر خدا کی رحمت سے ناامیدی کی آیت لکھی ہوئی ہوگی ۔

(۲۷) **عن** عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قل لمن احب علیا

ترجمہ ادخل الجنۃ (اخرجہ الدیلمی) عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص علی سے محبت رکھتا ہوا مرے گا وہ جنت میں داخل ہونے کے لئے آمادہ ہو جائے گا۔

(۲۸) عن ابی برزۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عہد الی عہدا فی علی فقلت یارب بینہ لی فقال اسمع فقلت سمعت فقال ان علیا رایۃ الھدیٰ ومنار الایمان وامام الاولیاء ونور لمن اطاعنی وھو کلمۃ التی الزمتھا المتقین من احبہ فقد احبنی ومن ابغضہ فقد ابغضنی (اخرجہ یوسف الکنجی) ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تحقیق علی کی نسبت خدا نے مجھ سے ایک عہد کیا میں نے عرض کیا یارب وہ مجھ سے بیان فرما پروردگار نے فرمایا سن میں نے عرض کیا یارب میں سن رہا ہوں فرمایا علی ہدایت کا علم اور ایمان کی نشانی اور ولیوں کا امام ہے اور نور ہے اسکے لیے جو میری اطاعت کرتا ہے اور وہ ایک کلمہ ہے جس کو کہ متقیوں نے لازم گردان لیا ہے جس نے اس سے محبت کی مجھ سے محبت کی اور جس نے کہ اس سے بغض رکھا مجھ سے بغض رکھا۔

(۲۹) عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرد علی الحوض رایۃ علی امیر المؤمنین وامام الغر المحجلین فاقوم واخذ بیدہ فیبیض وجھہ ووجوہ اصحابہ فاقول ما خلفتمونی فی الثقلین من بعدی فیقولون صدقنا الاکبر وتبعنا الاصغر ونصرناہ وقاتلنا معہ فاقول ردوا رواء مرویین فیشربون شربۃ لا یظماؤن بعدھا ابدا وجہ امامھم کالشمس الطالعۃ ووجوھھم کالقمر لیلۃ البدر او کاضوء نجم فی السماء (اخرجہ ابن یوسف الکنجی الشافعی فی کفایۃ الطالب) ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب حوض کوثر پر امیر المومنین امام الغر المحجلین کا علم پہونچے گا میں اسکا ہاتھ پکڑ کر کھڑا ہو جاؤں گا اس کا چہرہ اور اسکے اصحاب کا چہرہ نور سے براق ہوگا میں ان سے پوچھونگا تم نے میرے بعد ان دو بھاری چیزوں کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے وہ کہیں گے بڑی چیز کی ہم نے تصدیق کی اور چھوٹی چیز کی پیروی کی اور اسکی مدد کی اور اسکے ساتھ ہو کر جہاد کیا میں ان سے کہونگا جاؤ پیو اور پلاؤ وہ ایسا شربت پئیں گے کہ جسکے بعد ان کو پھر پیاس نہ لگے گی۔ ان کے امام کا مونہہ مثل سورج کے چمکتا ہوگا اور انکے مُنہ چودھویں رات کے چاند کی طرح سے ہونگے یا آسمان کے نورانی ستاروں جیسے ہونگے۔

(۳۰) عن ابی سعید الخدری قال قصدت ذات یوم قاصدا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لی یا ابا سعید فقلت لبیک یا رسول اللہ قال ان اللہ عمود تحت العرش یضیئ لاھل الجنۃ کما تضیئ الشمس لاھل الدنیا لا ینالہ الا علی ومحبوہ (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں ایک روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا قصد کر کے گیا حضرتؐ نے مجھے فرمایا اے ابو سعید میں نے عرض کیا یا رسول اللہ حاضر ہوں فرمایا عرش کے نیچے خدا کا ایک ستون ہے جو اہل جنت کے لوگوں کو اس طرح سے چمکتا ہے جس طرح سے آفتاب اہل دنیا پر اس کے قریب کوئی نہیں جاسکیگا مگر علی یا اسکے محب۔

(۳۱) عن ابی ھریرۃ قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ الفجر ثم قال ان اللہ ہودن بما ھبط جبرئیل ثم قال ھبط جبرئیل فقال یا محمد ان اللہ غرس قضیبا فی الجنۃ ثلثۃ من یاقوتۃ حمراء

وثلاثة من زبرجد خضراء وثلاثة من لؤلؤة رطبة فبنی علیها الطاقات فجعل بین الطاقات غرفا وجعل فی کل غرفة شجرة وجعل حملها الحور العین واجری علیها عین السلام ثم امسک فوثب رجل من القوم فقال یا رسول الله لمن ذلک القضیب فقال من احب ان یتمسک بذلک القضیب فلیحب علی بن ابی طالب (اخرجہ ابن المغازلی) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ساتھ صبح کی نماز پڑھکر ارشاد کیا آیا تم کو معلوم ہے کہ جبریل کیا خبر میرے پاس لائے ہیں پھر خود ہی ارشاد فرمایا کہ جبریل یہ خبر لائے ہیں کہ خدا تعالے نے ایک شاخ بہشت میں لگائی ہیں تین برج یاقوت کے اور تین سبز زمرد کے اور تین تازے موتی کے اور انپر طاق بنائے پھر ہر ایک طاق میں غرفے بنائے ہیں ہر ایک غرفہ میں ایک درخت لگایا اور انکے پھل حور عین ہیں اور ان درختوں کو سلامتی کے چشمہ کا پانی دیا ہے یہ فرماکر حضرت خاموش ہو گئے ایک شخص کو حیرت ہوئی اور عرض کرنے لگا وہ شاخ کسکے لئے ہے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اس شاخ کو پکڑنا چاہتا ہے اس کو چاہئے کہ علی بن ابی طالب سے محبت کرے ۔

(۳۳) عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مررت لیلة اسری بی الی السماء الرابعة فاذا انا بملک جالس علی منبر من نور والملائکة تحدق بہ فقلت یا جبریل من ھذا الملک قال ادن منہ وسلم علیہ فدنوت منہ وسلمت علیہ فاذا انا باخی وابن عمی علی فقلت یا جبریل سبقنی علی الی السماء الرابعة فقال لی یا محمد لا ولکن الملائکة شکت حبها لعلی فخلق اللہ ھذا الملک من نور علی صورة علی فالملائکة تزورہ فی کل لیلة جمعة ویوم جمعة سبعین مرة یسبحون ویقدسون اللہ ویھدون ثوابہ لمحبی علی (اخرجہ عبد اللہ بن یوسف الکنجی الشافعی) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ شب معراج میں جب ہم چوتھے آسمان پر تشریف لے گئے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک فرشتہ نور کے منبر پر بیٹھا ہوا ہے اور تمام فرشتے اسکے گرد حلقہ زن ہیں ہم نے جبریل سے کہا یہ فرشتہ کون ہے جبریل کہنے لگے آپ اس کے پاس جاکر سلام کریں ہم اسکے پاس گئے اور سلام کیا تو دیکھتے ہیں کہ وہ ہمارا بھائی اور ابن عم علی ہے ہم نے جبریل سے کہا کیا تم سے پہلے علی چوتھے آسمان پر آئے جبریل کہنے لگے یا محمد نہیں مگر فرشتوں نے علی کی محبت سے شکایت کی تھی پس خدا تعالے نے نور سے اس فرشتہ کو علی کی صورت پر پیدا کیا ہر شب جمعہ اور جمعہ کے دن فرشتے ستر دفعہ اسکی زیارت کرتے ہیں اور خدا کی تسبیح پڑھتے ہیں اور اسکی پاکی بیان کرتے ہیں اور اس کا ثواب علی کے محبوں کو پہنچاتے ہیں ۔

جناب امیر علیہ السلام کے شیعوں کے فضائل

(۱) عن جابر بن عبد اللہ قال کنا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاقبل علی فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ ان ھذا وشیعتہ ھم الفائزون یوم القیامة ونزلت ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات اولئک ھم خیر البریة (اخرجہ ابن عساکر عن جابر والذھبی والسیوطی فی الدر المنثور) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ جناب امیر

تشریف لائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا قسم ہے اس ذات کی جسکے قبضہ قدرت میں میری جان
ہے یہ اور اسکے شیعہ یہی قیامت کے روز جنت کے رفیع درجوں تک پہونچنے والے ہیں اور اسی حالت میں
یہ آیت نازل ہوئی کہ وہ لوگ جو کہ ایمان لائے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں یہی لوگ سب خلقت سے اچھے ہیں +

(۲) **عن** ابن عباس قال لما نزلت هذه الاية ان الذين امنوا وعملوا الصلحت اولئك هم خير
البرية قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلي هو انت وشيعتك يوم القيامة راضين مرضيين
(اخرجه ابن مردويه وابو نعيم في الحلية والديلمي في فردوس الاخبار والسيوطي في الدر المنثور)
ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ تحقیق جو لوگ ایمان لائے ہیں اور کام
کئے ہیں اچھے وہی لوگ سب خلقت سے بہتر ہیں جناب رسالت آب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی سے ارشاد کیا
کہ وہ لوگ تم ہو اور تمہارے شیعہ ہیں قیامت کے روز خوش اور خوشنود کئے گئے +

(۳) **عن** علي قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم الم تسمع قول الله تعالى ان الذين امنوا
وعملوا الصلحت اولئك هم خير البرية انت وشيعتك وموعدي وموعدكم الحوض اذا جثت
الامم يوم القيامة تدعون غرا محجلين (اخرجه بن مردويه والخوارزمي في المناقب السيوطي
في الدر المنثور) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ مجھ سے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
یا علی کیا تو نے خدا تعالے کے فرمانے کو نہیں سنا ہے کہ تحقیق وہ لوگ کہ ایمان لائے اور کام کئے ہیں اچھے وہی لوگ
ہیں سب خلقت سے بہتر وہ لوگ تم اور تمہارے شیعہ ہیں میرا اور تمہارا وعدہ گاہ حوض کوثر ہے جب قیامت کے
روز تمام گروہ حاضر ہونگے تم سفید مونہہ اور نورانی ہاتھ اور پاؤں والے پکارے جاؤ گے +

(۴) **عن** عبد الله قال بينا انا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم وجميع المهاجرين والانصار
الا من كان في السرية اذ اقبل علي يمشي وهو متغضب فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اغضبه
فقد اغضبني فلما جلس قال له رسول الله صلى الله عليه وسلم ما لك يا علي قال اذاني بنو عمك فقال
يا علي اما ترضى انك معي في الجنة والحسن والحسين وذريتنا خلف ظهورنا وازواجنا
خلف ذريتنا واشياعنا عن ايماننا وشمائلنا (اخرجه احمد في المناقب وابو سعيد في شرف
النبوة ومحب الطبري في الرياض النضرة في فضائل العشرة) عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ ایک روز میں جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بیٹھا ہوا تھا تمام مہاجر اور انصار بھی موجود
تھے سوا ان لوگوں کے جو لشکر میں تھے۔ اتنے میں جناب امیر پیادہ پا آتے ہوئے نظر آئے انکے چہرہ سے غضب کے
آثار نمایاں تھے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے اُسے غضب دلایا ہی اس نے مجھے غضب دلایا ہے جب
جناب امیر آکر بیٹھ گئے حضرت نے ان سے پوچھا یا علی تمہیں کیا ہوا ہے جناب علی نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور کے
بنی اعمام نے مجھے تکلیف دی ہے حضرت نے فرمایا یا علی کیا تو راضی نہیں کہ تو میرے ساتھ جنت میں ہے
اور حسنین اور ہماری ذریت ہمارے پس پشت اور ہمارے شیعہ ہمارے داہنے بائیں ہوں +

(۵) **عن** ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يدخل الجنة من هذه الامة سبعون

الفالاحساب علیہم ثم التفت الی علی فقال ہؤلاء شیعتک یا علی وانت امامہم (اخرجہ الشیخ المحرم الحافظ محمد بن یوسف بن الحسن الزرندی المدنی الانصاری فی درالسمطین فی فضائل علی والبتول والحسنین) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا نے ارشاد کیا کہ اس اُمت سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت میں داخل ہونگے پھر حضرت امیرؑ کی طرف ملتفت ہوکر فرمانے لگے وہ تیرے شیعہ ہیں اور تو اُنکے آگے ہوگا ✦

(۶) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی ان اللہ قد غفر لک و لذریتک و لوالدک ولاہلک ولشیعتک ولمحبی شیعتک فابشر فانک الانزع البطین (اخرجہ الدیلمی فی فردوس الاخبار) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا کہ یا علی تحقیق خدا تعالےٰ نے تجھے اور تیری ذریت اور تیری اولاد کو اور تیرے اہل کو اور تیرے شیعوں کو اور تیرے شیعوں کے دوستوں کو بخشدیا ہے پس تو خوش ہو کہ تو انزع اور بطین ہے ✦

(۷) عن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت غدا فی الاخرۃ اقرب الخلق منی وانت علی الحوض خلیفتی وان شیعتک علی منابر من نور مبیضۃ وجوہہم حولی اشفع لہم یکونون فی الجنۃ جیرانی (اخرجہ ابن المغازلی فی المناقب والخوارزمی عن علی والملا فی وسیلۃ المتعبدین الی متابعۃ سید المرسلین ومحمد بن یوسف الکنجی الشافعی فی کفایۃ الطالب وابراہیم بن عبد اللہ الوصابی الیمنی الشافعی فی الاکتفاء فی فضائل الاربعۃ الخلفاء وابن اسبوع الاندلسی فی الشفا وابو سعید وعبد الملک بن محمد بن ابراہیم الخرکوشی فی شرف النبوۃ) جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جناب امیرؑ سے فرمایا کہ یا علی تم کل قیامت کو سب خلقت سے زیادہ قریب اور حوض پر میرے خلیفہ ہوگے اور تمہارے شیعہ نور کے ممبروں پر سفید مونہہ والے میرے اردگرد ہونگے میں اُنکی شفاعت کرونگا وہ جنت میں میرے ہمسایہ ہونگے ✦

(۸) عن ابی رافع قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انت وشیعتک ترِدون علی الحوض رواء مرویین مبیضۃ وجوہہم وان اعداءک یردون علی ظماء مقمحین (اخرجہ الطبرانی فی المعجم الکبیر فی مسانید ابی رافع ابراہیم) ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیرؑ سے ارشاد کیا کہ تو اور تیرے شیعہ حوض سے سیراب ہونگے پورا سیراب ہونا تمہارے مونہہ نورانی سفید ہونگے اور تمہارے دشمن پیاس سے سر اٹھائے ہوئے ہونگے ✦

(۹) عن ابی رافع ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی ان اول اربعۃ یدخلون الجنۃ انا وانت والحسن والحسین وذریاتنا خلف ظہورنا وازواجنا خلف ذریاتنا وشیعتنا عن ایماننا وشمائلنا (اخرجہ الطبرانی فی المعجم الکبیر) ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تحقیق سرور دین پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب مرتضیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ جو چار شخص کہ سب سے اول جنت میں داخل ہونگے وہ میں تو اور حسن و حسین ہیں اور ہماری ذریت ہمارے پشت اور ہماری ازواج اُنکی پشت اور ہمارے شیعہ ہمارے داہنے بائیں ہونگے ✦

(۱۰) عن ام سلمۃ قالت ان فاطمۃ اتت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومعہا علی فرفع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الیہما راسہ فقال ابشر یا علی انت وشیعتک فی الجنۃ (اخرجہ فخر الاسلام نجم الدین ابو بکر بن محمد بن حسین السیلانی فی المرتضی مناقب الصحابۃ) ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب فاطمہ علیہا السلام جناب امیر کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں تشریف لائیں حضرت نے انکی طرف سر اقدس اٹھا کر ارشاد کیا یا علی خوش ہو تو اور تیرے شیعہ جنت میں ہونگے ۔

تنبیہ ان احادیث کے سوا اور بہت سی حدیثیں ہیں جن میں شیعہ گروہ کا ذکر آیا ہے۔ امامیہ مذہب کے عالم مدعی ہیں کہ جس گروہ کے فضائل کے متعلق یہ حدیثیں وارد ہوئی ہیں وہ ہمارا ہی گروہ اکناف عالم میں اس نام سے پکارا جاتا ہے اور علمائے اہل سنت وجماعت دعویدار ہیں کہ وہ شیعہ اولی ہم ہیں چنانچہ حافظ ابن حجر صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں وشیعۃ اہل البیت ہم اہل السنۃ والجماعۃ لانہم الذین احبوہم کما امرہم اللہ ورسولہ واما غیرہم فاعداءہم فی الحقیقۃ (یعنی اہل سنت والجماعت ہی شیعہ اہل بیت ہیں کیونکہ یہی لوگ خدا اور اسکے رسول کے حکم کے موافق اہل بیت سے محبت رکھتے ہیں اور اہل سنت کے سوا دوسرے لوگ فی الحقیقت اہل بیت کے دشمن ہیں شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ بھی ایک رسالہ میں جو فرقہ امامیہ کے جواب میں لکھا تحریر فرماتے ہیں اہل سنت میگویند مائیم شیعہ اولی واحادیث کہ در فضل شیعہ وارد اند مورد آں مائیم نہ روافض ۔

اب ہم کو دیکھنا چاہئے کہ جس شیعہ گروہ کے فضائل میں یہ حدیثیں وارد ہیں انکا کیا اعتقاد تہا کیونکہ کتب سیر و تاریخ اور رجال دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ متقدمین میں جناب امیر علیہ السلام کی ذات بابرکات کی نسبت علی العموم لوگوں کے سات مذہب تھے جنکے معتقدات میں زمین وآسمان کا فرق تہا ۔

(۱) ایک گروہ جو جنگ نہروان کا بقیۃ السیف گرد نواح بصرہ میں آباد تہا۔ وہ جناب امیر علیہ السلام کو معاذ اللہ مسلمان تک بھی نہیں جانتا تہا یہ گروہ ابتداء میں حروریہ کے نام سے مشہور تہا آخر میں خوارج اور مارقین کے نام سے معروف ہوا ۔

(۲) دوسرا گروہ وہ شام کے نو مسلمانوں کا تہا جو امیر معاویہؓ اور آل مروان کا طرفدار تہا یہ گروہ جناب امیر علیہ السلام کو گو مسلمان تو سمجھتے تھے لیکن ان کی شان اقدس میں برسر محراب و منبر سب وشتم کرتے تھے۔ آخر محققین اسلام نے ان کو ناصبی کا خطاب دیا ۔

(۳) تیسرا گروہ وہ جناب امیر کا منجملہ صحابہ کے ایک صحابی سمجھتا تہا مگر جناب امیرؓ کی کسی قسم کی تقدیم کا قائل نہیں تہا یہاں تک کہ انکو امیر معاویہؓ کے مساوی سمجھتا تہا۔ زمانے اس گروہ کا جلد تر خاتمہ کردیا کہ اس کا نام تک مشہور نہ ہوا ۔

(۴) چوتھا گروہ جناب امیر کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد اور دیگر اصحاب سے افضل جانتا تہا یہی گروہ اہل سنت وجماعت کے نام سے مشہور ہوا اور اسی سواد اعظم نے دنیا بھر میں فروغ پایا ۔

(۵) پانچواں گروہ جناب امیر کو شیخین رضی اللہ عنہما کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی افضل اور اعلی سمجھتا تہا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اسی کے قائل تھے اور ابتداء میں امام مالکؒ اور امام ابو حنیفہ رحمہما اللہ کا بھی یہی مسلک تہا اسی گروہ کے قریب قریب ایک اور گروہ تہا جو ان دونوں صاحبوں کے مفاضلہ میں متوقف تہا ۔

قال الحاکم توقف جماعۃ فی علی وعثمان فلم یفضلوا واحدا منہما علی صاحبہ منہم مالک بن انس ویحیی بن سعید القطان (استیعاب)

(۶) چھٹا گروہ جناب امیر علیہ السلام کو سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد سب صحابہ سے افضل اور اعلے سمجھتا تھا اور فضلہم علے ترتیب الخلافتہ کا قائل نہیں تھا اور شیخین رضی اللہ عنہما کی بھی تعظیم کرتا تھا اور حضرت عثمان شہید بے دیت رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی ہمدردی رکھتا تھا یہ لوگ تفضیلہ اور شیعہ اولے کہلائے جاتے تھے ؎

(۷) ساتواں گروہ شیخین کی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی تنقیص کرتا تھا چونکہ ابتدا ہی سے اہل سنت کی جماعت کثیر اطراف بلاد میں پھیلی ہوئی تھی اور یہ ساتویں قسم کا گروہ اقل قلیل دنیا میں آباد تھا۔ بوجہ تخالف مذہبی کے اہل سنت اس ساتویں گروہ کو ان کے چڑانے کیواسطے ان کو رافضی کہنے لگ گئے ؎

شیخ نور الحق بن شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تیسیر القاری شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں حدثنا شعبہ حدثنی عدی بن ثابت قال سمعت البراء بن عازب رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الانصار لا یحبہم الا مومن) قسطلانی میگوید عدی بن ثابت ثقہ است قاضی شیعہ امام مسجد ایشان بودہ در کوفہ وشعبہ کہ از مشائخ کبار اہل حدیث است واو را امیر المومنین فی الحدیث گفتہ اند ازوی روایت حدیث دارد۔ ازینجا معلوم میشود کہ مذہب شیعہ واعتقاد ہائے ایشان در زمان سابق بایں خرابی و رسوائی کہ متاخریں دارند نبودہ است چنانچہ گفتہ اند کہ در آن وقت اعتقاد اینہا زیادہ بریں نبودہ کہ امیر المومنین علی را بیشتر دوست میداشتند نسبت بائمہ دیگر و افضلیت بایں ترتیب را کہ اہل سنت مقرر کردہ اند معتقد نبودہ اند انتہی کلامہ شیخ نور الحق کا لکھنا بالکل مطابق واقع ہے کیونکہ علمائے اہل سنت بوجہ تنفر مذہبی کے شیخین کے سب کرنے والوں سے مطلق اخذ حدیث نہیں کرتے تھے بلکہ خوارج سے بوجہ انکی دیانت ظاہری کے روایت کا لینا پسند کرتے تھے چنانچہ حافظ جلال الدین السیوطی تدریب الراوی شرح تقریب النواوی میں لکھتے ہیں قال ابو داؤد لیس فی اہل الاہواء اصح حدیثا من الخوارج اور خطابیہ یعنے روافض کی گواہی تک قبول نہیں کرتے تھے چنانچہ امام نووی منہاج شرح صحیح مسلم میں لکھتے ہیں قال اما منا الشافعی رضی اللہ عنہ اقبل شہادۃ اہل الاہواء الا الخطابیۃ من الرافضۃ ــ

پس ثابت ہوا کہ وہ چھٹا گروہ جو جناب امیر علیہ السلام کو سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد افضل الناس سمجھتا تھا وہی شیعہ اولی کا گروہ تھا جن سے علمائے اہل سنت بھی اخذ حدیث میں مضائقہ نہیں کرتے تھے خاتم المحدثین شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی تحفہ اثنا عشریہ میں لکھتے ہیں و نیز باید دانست کہ شیعہ اولی کہ فرقہ سنیہ تفضیلیہ اند در زمان سابق بشیعہ ملقب بودند و چوں غلاۃ روافض و زیدیان و اسماعیلیہ بایں لقب خود را ملقب کردند و مصدر قبائح و شرور اعتقادی و عملی گردند ہو فا عن التباس الحق عن الباطل ــ فرقہ سنیہ و تفضیلیہ ایں لقب برخود نہ پسندیدند خود را باہل سنت و جماعت ملقب کردند لیکن یہ کہنا کہ اہل سنت ابتدا میں شیعہ کے نام سے مشہور تھے محض ادعائے جس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا مگر اہل سنت ابتدا میں شیعہ مشہور ہوتے تو زیدیہ فرقہ کے خروج سے جو اہل سنت کے پہلے گذر چکے ہیں ان میں سے کوئی نہ کوئی اس نام سے مشہور ہونا چاہئیے تھا۔ حالانکہ وہی لوگ شیعہ کہلائے جاتے تھے جو جناب امیر کے افضل الصحابہ ہونے کے قائل تھے۔ ماسوا اسکے اگر اہل سنت ابتدا میں شیعہ مشہور ہوتے تو زیدیہ و اسماعیلیہ بوجہ خصومت کے کبھی اس نام کو اپنے لئے مطلق گوارا نہ کرتے کوئی اور نام پسند کرتے علاوہ بریں متاخرین اہل سنت ان شیعان اولی کو اعتقاد تفضیل کے باعث سے ہمیشہ بدعتی کہتے چلے

آئے ہیں اگر اہل سنت بھی اسی گروہ میں شامل ہوتے تو وہ بیچارے مبتدع کیوں قرار دیئے جاتے۔ چنانچہ حافظ ذہبی میزان الاعتدال میں بترجمہ ابان بن تغلب لکھتے ہیں ابان بن تغلب الکوفی شیعی لکنہ صدوق وثقہ احمد وابن معین وابو حاتم وقال کان غالیا وقال الجوزجانی[1] زائغ مجاهر فلقائل ان یقول کیف ساغ ترثیق مبتدع وحد الثقة العدالة والاتقان فکیف یکون عدلا من هو صاحب بدعة وجوابه ان البدعة علی ضربین صغری کغلو التشیع او کالتشیع بلا غلو فلا تحرق فهذا کثیر من التابعین وتابعیهم مع الدین والورع والصدق فلو ذهب حدیث هؤلاء لذهب جملة من آثار النبوة وهذا مفسدة بینة ثم بدعة الکبری کالرفض الکامل والغلو فیه والحط علی ابی بکر وعمر والدعاء الی ذلک فهذا النوع لا یحتج بهم ولا کرامة فیه۔ یعنی ابان بن تغلب کوفہ کا باشندہ شیعہ تھا۔ لیکن صادق تھا۔ ہم کہتے ہیں کہ اسکا صدق ہمارے لئے ہے اور اسکی بدعت اسکے لئے ہے امام احمد ابن حنبل اور ابن معین اور ابو حاتم نے اسکو ثقہ مانا ہے۔ اور کہا ہے کہ وہ تشیع میں غلو کرنے والا تھا۔ جوزجانی نے تابعی کہتا ہے وہ حق سے پھرا ہوا۔ اور بدگو تھا۔ قائل کہہ سکتا ہے کہ بدعتی کی ثقاہت کیونکر مانی جا سکتی ہے۔ ثقہ کیلئے عدالت اتقان لازم ہے پس جو شخص کہ بدعتی ہو کیونکر عادل ہو سکتا ہے ....

.... اس کا جواب یہ ہے کہ بدعت کی دو قسمیں ہیں ایک بدعت صغری جیسیکہ تشیع میں غلو کرنا یا شیعیت بلا غلو کے یہ تا لائم نہیں ہے کیونکہ ایسی شیعیت تابعین و تبع تابعین میں دین اور ورع اور صدق کے ساتھ بکثرت پائی جاتی ہیں اگر ان کی احادیث سے ہاتھ کھینچ لیا جائے۔ تو تمام آثار نبویہ ہاتھ سے جاتے رہنے کا اندیشہ ہے جس سے ایک ظاہری فساد پیدا ہو جائیگا دوسری بدعت کبری ہے جیسے کہ پورا رفض اور اس میں غلو کرنا اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو ان کے مرتبہ سے گرانا ایسی قسم کا حاجت نہیں ہے اور نہ اس میں کوئی خوبی ہے ؛

اس عبارت سے چند امور پیدا ہوتے ہیں۔:

اوّل یہ کہ تشیع بلا غلو (یعنے جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ بہ نسبت دوسرے صحابہ کے زیادہ محبت رکھنا)

---

[1] جوزجانی خود تو متعصب خارجی ہیں لیکن ابان ابن تغلب کو بوجہ شیعیت کے زائغ اور مجاہر ٹھیراتے ہیں لسان المیزان میں علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں وممن ینبغی ان یتوقف فی قبول قولہ فی الجرح من کان بینہ وبین من جرحہ عداوۃ سببہا الاختلاف فی الاعتقاد فان الحاذق اذا تامل ثلب ابی اسحاق الجوزجانی لاهل الکوفۃ رای العجب وذلک لشدۃ انحرافہ فی النصب وشہرۃ اہلہا بالتشیع فتراہ لا یتوقف فی جرح من ذکرہ بلسان ذلقۃ وعبارۃ طلقۃ حتی انہ اخذ یلین مثل الاعمش وابی نعیم وعبید اللہ بن موسی واساطین الحدیث وارکان الروایۃ الخ یعنے یہ ضرور ہے کہ جرح کرنیوالے کی جرح کو جو اس شخص کے حق میں اختلاف اعتقاد کی عداوت کیوجہ سے کی ہو قبول کرنے میں تامل کرنا چاہیئے چنانچہ اگر کوئی دانا ابو اسحاق جوزجانی کی نکتہ چینی کو جو اس نے اہل کوفہ کی نسبت کی ہے تامل کرے۔ تو ایک عجیب تماشہ دیکھیگا۔ کہ کوفہ کے لوگوں میں سے اس نے جس کسی کا ذکر کیا ہے اسکی جرح کرنے میں کس قدر زبان کی تیزی کو کام میں لایا ہے۔ یہانتک کہ اعمش اور ابو نعیم اور عبید اللہ بن موسیٰ جیسے اساطین حدیث اور ارکان روایت کو بھی نرم کر ڈالا ہے ؛

یا غلو تشیع (یعنے جناب امیر کو شیخین رضی اللہ عنہما پر فضیلت دینا جس کی تصریح حافظ ابن حجر نے مقدمہ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں کی ہے۔ والتشیع محبۃ علی وتقدیمہ علی الصحابۃ فمن قدمہ علی ابوبکر وعمر فھو غال فی التشیع) یہ دونوں امر اہل سنت کے نزدیک بدعت صغریٰ ہیں ✤

دوم۔ یہ کہ تشیع بلا غلو کثرت تابعین اور تبع تابعین میں پایا جاتا تھا۔

سوم۔ یہ کہ اگر ان شیعان اولیٰ کی روایتوں سے دست کشی کی جائے تو آثار نبویہ کے ہاتھ سے جاتے رہنے کا احتمال ہے ✤

چہارم۔ یہ کہ اہل سنت نے صاحبان بدعت کبریٰ یعنے روافض سے اخذ حدیث نہیں کیا اور نہ انکی روایات کو مستند مانا ہے ✤

اب ہم کو دیکھنا چاہیے کہ غلو تشیع (یعنی شیخین پر جناب امیرؑ کو فضیلت دینی جس کو متاخرینؒ نے بدعت صغریٰ قرار دیا ہے) اسکی کہاں تک اصلیت ہے بدعت کے معنے ہیں امر محدث فی الدین جسکا اخذ کتاب اہلسنت اور آثار صحابہ سے نہو۔ ورنہ کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا۔ جناب امیرؑ کی افضیلت کا ثبوت احادیث صحیحہ و آثار صحابہ سے ملتا ہے سب سے قطع نظر کرکے ہم اس حدیث کو پیش کرتے ہیں جو آئمہ حدیث کے نزدیک اثبت الاخبار اصح الاحادیث خبر متواتر حدیث متفق علیہ ارشاد انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ ہے جس کی شرح میں امام نووی علیہ الرحمۃ المنہاج شرح مسلم شریف لکھتے ہیں (فیہ اثبات فضیلۃ لعلی لا تعرض فیہ لکونہ افضل من غیرہ او مثلہ لیس فیہ دلالۃ لاستخلافہ) یعنے اس حدیث سے جناب امیر کی فضیلت کا اثبات ہے جس میں تعرض نہیں کیا جا سکتا بباعث انکے افضل ہونیکے اپنے غیر سے یا اپنے مثل اصحاب سے اور اس سے ان کی خلافت پر استدلال نہیں ہو سکتا ✤

حضرت اگر نہیں ہو سکتا نہو ہمارا مطلب تو ثبوت افضیلت ہی سو وہ آپکی تقریر سے ثابت ہے ✤

عن ابن جبیر قال قلت لعلی بن الحسین یا سیدی ان ابی حدث عن ابی جحیفۃ وھب بن الخیر ان اباک صعد المنبر وقال خیر ھذہ الامۃ بعد نبیھا ابوبکر وعمر فقال این تذھب بک یا حکیم حدثنی سعید بن المسیب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ ان المومن بعض نفسہ (اخرجہ الخطیب فی تاریخ بغداد فی ترجمۃ ظریف بن عبد اللہ الموصلی) ابن جبیر کہتا ہے میں نے جناب امام زین العابدین سے عرض کیا تھا کہ بعد نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اس امت میں سب سے بہتر ابوبکر اور عمر ہیں جناب امام نے فرمایا اے عقل والے تجھے ہم کہاں لیجائیں ہم سے سعید بن مسیب نے بیان کیا ہے کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ علی تم مجھسے بمنزلہ ہارون کے ہو موسےٰ سے مومن ہمیشہ اپنی کسر نفسی کیا کرتا ہے ✤

صلاح بن مہدی المقبلی علم مشائخ فی اثار الحق علے اباء المشائخ میں لکھتے ہیں والعجب من المحدثین تراھم یجرحون بمثل قول شریک القاضی وقد قیل عندہ معاویۃ حلیم فقال لیس بحلیم من سفہ الحق وحارب علیا وبقولہ قد قیل لہ الا تذود اخاک فلانا فقال لیس باخ من ازدری علی علی وعمار وتراھم یتکلمون فی وکیع واضرابہ من تلک الدرجۃ الرفیعۃ دینا وورعا یقولون بتشیع وتشیعۃ انما ھو مثل ذلک ما ذکرنا من شریک فانکان التشیع انما ھو ذلک القدر فلعمر ما یسلم منصف الخیر وغیرہ واراد المحدثون وسائر من سمی نفسہ بالسنۃ دد بدعتھم فابتدعوا فی الجانب الاخر ووضعوا ما رفع اللہ ورفعوا ما وضع انتہی کلامہ یعنے محدثین سے تعجب ہے کہ وہ قاضی شریک کی بات پر یا اسکی سی بات پر جرح کرنے لگ جاتے ہیں۔ چنانچہ ایکدفعہ اسکے پاس ذکر کیا گیا کہ امیر معاویہ حلیم ہیں اسنے جواب دیا کہ جو شخص سچے امر پر بیوقوف

بن جائے اور علیؑ کے ساتھ جنگ کرے وہ حلیم نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح سے اور ایک دفعہ اس سے کہا گیا تو اپنے غلامے بھائی کی زیارت کو کیوں نہیں گیا اس نے کہا جو شخص کہ علی اور عمار پر عیب دہر ہے وہ ہرگز میرا بھائی نہیں ہے کبھی تو دیکھے گا کہ وہی محدثین میں سے وکیع اور اسکے امثال کو باوجود دین اور ورع میں اُن کے اسقدر رفیع الدرجات ہونیکے شیعہ کہنے لگتے ہیں۔ اور انکا شیعہ پن صرف اتنا ہی ہے جتنا کہ ہمنے قاضی شریک کا بیان کیا ہے اور اگر شیعہ پن اسی کا نام ہے جو کہ ہمنے ذکر کیا ہے تو مجھے اپنی جوانی کی قسم ہے کہ پھر کوئی منصف مزاج اس سے نہیں بچ سکیگا اہل حدیث وغیرہ وہ لوگ جو اپنی جان کو اہل سنت کہلاتے ہیں ان لوگوں کو بدعتی ٹھہرانے کا ارادہ کرتے ہیں خود دوسری طرف بدعت میں گرفتار ہو جاتے ہیں اور جس بنیاد کو کہ خدا نے گرایا ہے اُسکو بناتے ہیں اور جس کو بنایا ہے اسکو گراتے ہیں ؛

اس مباحث سے یہ تو ہم کو ثابت ہو گیا ہے کہ مذہب تفضیل کثرت سے طبقہ تابعین اور تبع تابعین میں رائج تھا اب ہمکو تھوڑی دیر کیلئے نگاہ اوپر اٹھا کر انکے اوپر کے طبقہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دیکھنا چاہئے کہ یہ غلو تشیع کوئی صاحب ان میں بھی رکھتا تھا یا نہیں اگر بعض اصحابہ اسکے قائل نظر آئیں تو ایسا اعتقاد لوجہ خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم میں پایا جاتا سو اس کو بدعت قرار دینا خود بدعت ٹھیریگا۔ حافظ ابن عبد البر النمری القرطبی المالکی رحمۃ اللہ علیہ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب میں بصدر ترجمہ جناب امیر علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں روی عن سلمان وابی ذر والمقداد وخباب وجابر وابی سعید وزید بن ارقم ان علی بن ابیطالب اول من اسلم وفضلہ ھؤلاء علی غیرہ یعنی سلمان اور ابوذر اور مقداد اور خباب اور جابر اور ابوسعید خدری اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ علی بن ابی طالب وہ شخص ہیں جو سب سے پہلے اسلام لائے ہیں اور یہ بزرگوار ان کو یعنے جناب امیر کو ان کے غیر پر فضیلت دیا کرتے تھے (حافظ ابن عبد البر کے سوا حافظ ابی الحجاج یوسف بن الزکی بن عبد الرحمان بن یوسف المزی الکلبی الشافعی نے بھی اس حدیث کو کتاب تہذیب الکمال فی اسماء الرجال میں نقل کیا ہے ؛

اس کے ماسوا عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ نے کتاب المعارف میں جہاں پر شیعان علی کا ذکر کیا ہے لکھا ہے وہ اسماء الغالیۃ من الشیعۃ ابو الطفیل صاحب رایۃ المختار وکان آخر من رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موتا۔ والمختار وابو عبد اللہ الجدلی وزرارۃ بن اعین وجابر الجعفی یعنی تشیع میں غلو کرنیوالوں کے یہ نام ہیں۔ ابو الطفیل مختار کا علم بردار جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سب دیکھنے والوں سے پیچھے فوت ہوا ہے۔ اور مختار بن ابو عبیدہ ثقفی اور ابو عبد اللہ الجدلی۔ اور زرارہ بن اعین۔ اور جابر الجعفی ابو الطفیل رضی اللہ عنہ کے مذہب کی نسبت علامہ ابن عبد البر الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب میں لکھتے ہیں وکان ابو الطفیل عامر بن واثلۃ یتشیع فی علی ویفضلہ ویثنی علی الشیخین ابی بکر وعمر رضی اللہ عنہما ویترحم علی عثمان رضی اللہ (یعنے ابو الطفیل عامر بن واثلہ جناب امیر کی شان میں اعتقاد شیعیت رکھتے تھے اور شیخین یعنے حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی مدح اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید بے دیت کے ساتھ ہمدردی کیا کرتے تھے ؛

ان صحابہ کبار کے سوا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بھی یہی مسلک ثابت ہوتا ہے چنانچہ حافظ خطیب تاریخ بغداد میں بترجمہ قاضی شریک لکھتے ہیں دخل شریک علی المھدی فقال لہ المھدی ما تقول فی علی بن ابی طالب قال نقال فیہ جدک العباس وعبد اللہ قال وما قالا فیہ قال اما العباس فمات وعلی عندہ افضل الصحابۃ وقد

کان یری کبراء المہاجرین یسالون عما ینزل علیہم من النوازل وھو ما احتاج الی احد حتی لحق باللہ عز و جل واما عبد اللہ فانہ کان یضرب بین یدیہ بصفین وکان فی حربہ راسا متبعا وقائدا مطاعا فلو کانت امامۃ علی جورا کان اول من یقعد عنہا ابوک لعلمہ بدین اللہ وفقہہ فی احکامہ فسکت المہدی ولم یمض بعد ھذا المجلس الا قلیل حتی عزل شریک رحمۃ اللہ علیہ یعنی قاضی شریک ایک دفعہ مہدی عباسی کے پاس گیا مہدی نے اسے کہا تو علی کے حق میں کیا کہتا ہے شریک نے کہا جو بات میرے دو دادے حضرت عباس اور عبد اللہ بن عباس انکو حق میں کہتے ہیں وہی بات میں کہتا ہوں مہدی بولا بھلا وہ کیا کہتے ہیں شریک نے کہا عباس کا مرتے تک یہی اعتقاد تھا کہ علی سب صحابہ سے افضل ہیں کیونکہ حضرت عباس دیکھا کرتے تھے کہ اکابر مہاجرین بھی عبادات میں جو کچھ مشکلیں پیش آتی تہیں وہ جناب علی سے پوچھا کرتے تھے اور جناب امیر کو اپنی وفات کیوقت تک کبھی کسی بات میں صحابہ سے پوچھنے کی ضرورت نہیں پیش آئی اور عبد اللہ بن عباس تمام حروب صفین میں جناب امیر کے تابع اور انکی فوج کے سردار تھے اگر جناب علی کی امامت ظلم ہوتی تو سب سے پہلے عبد اللہ بن عباس رض ہی بباعث اپنے علم دین اور فقہ فی احکام کے ان کی شرکت سے کنارہ کش ہو جاتے مہدی یہہ سنکر خاموش ہو گیا اس گفتگو یہ نہایت ہی تہوڑی مدت گذرنے پائی تہی کہ مہدی نے شریک کو قضا کے عہدہ سے معزول کر دیا +

خدا کا شکر ہے کہ جس اعتقاد پر ہم کو مبتدع اور اہل الہوا قرار دیا جاتا ہے اس میں حضرت عباس عم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت سلمان فارسی اور ابوذر غفاری اور مقداد بن اسود اور خباب بن الارت اور جابر بن عبد اللہ الانصاری اور ابو سعید خدری اور زید بن ارقم اور ابو الطفیل عامر بن واثلۃ الکنانی اللیثی رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ ہمارے پیشوا ہیں بابی انت وامی نعم ما قلت یا رسول اللہ اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم +

ولنعم ما قال امامنا ابو عبد اللہ محمد بن ادریس الشافعی المطلبی رحمۃ اللہ علیہ اذا نحن فضلنا علیا فاننا ٭ روافض بالتفضیل عند ذوی الجہل ٭ وفضل ابی بکر اذا ما ذکرتہ ٭ رمیت بنصب عند ذکری الفضل ٭ فلا زلت ذا رفض ونصب کلیہما ٭ بحبیہما حتی اوسد فی الرمل ٭ وایضاً قال ؎ ولو کان الرفض حب ال محمد ٭ فلیشہد الثقلان انی روافض ٭ وقال البیہقی وانما قال الشافعی ذلک حین نسبہ الخوارج الی الرفض حسدا وبغیا (صواعق محرقہ علامہ ابن حجر) کیا اچھا فرمایا ہے ہمارے ہمارے امام اعظم سیدنا ومولانا حضرت امام محمد بن ادریس الشافعی مطلبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جب ہم جناب علی علیہ السلام کو فضیلت دیتے ہیں کہ ہم بیوقوفوں کے نزدیک رافضی ٹھہرائے جاتے ہیں۔ اور جب ہم ابو بکر کے فضایل کو بیان کرتے ہیں تو ہم ناصبی قرار دئیے جاتے ہیں۔ میں مرتے تک ان دونو صاحبوں کی محبت میں ہمیشہ رافضی اور ناصبی ہوں اگر آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت رفض ہے۔ تو جن انس گواہ رہیں میں رافضی ہوں بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جناب امام شافعی رحمۃ اللہ نے یہ اشعار اسوقت تصنیف کئے تہے جبکہ خوارج نے حسد سے ان کو رافضی کہا تہا +

اب ہم ان شیعہ بزرگواروں کے نام کی ایک فہرست مختصر ہدیہ ناظرین کرتے ہیں کہ جن کو ایک طرف سے تو مبتدع قرار دیا جاتا ہے - اور دوسری طرف سے اخذ حدیث کیا جاتا ہے۔ حافظ عبد الرحیم العراقی شرح الفیہ الحدیث میں لکھتے ہیں وکتاب مسلم ملاٰن من الشیعۃ یعنی صحیح مسلم شریف شیعہ کی روایتوں سے مالا مال ہے سیوطی علیہ الرحمۃ

تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی میں بخاری اور مسلم کے راویوں کے بیان میں لکھتے ہیں۔ اردت ان اسرد اسماء من رمی بالتشیع من اخرج لھم البخاری والمسلم او احدھما۔ وھم اسمعیل بن ابان واسمعیل بن زکریا الخلقانی۔ وجریر بن عبد الحمید وابان بن تغلب الکوفی۔ وخالد بن مخلد القطوانی۔ وسعید بن فیروز وابو البختری۔ وسعید بن عمرو بن اشوع۔ وسعید بن عفیر وعباد بن العوام۔ وعبادة بن یعقوب۔ وعبد اللہ بن عیسی بن عبد الرحمن بن ابی لیلی وعبد الرزاق بن ھمام صاحب المصنف۔ وعبد الملک بن اعین۔ وعبید اللہ بن موسی العبسی وعدی بن ثابت الانصاری وعلی بن الجعد وعلی بن الھاشم بن البریدة وفضل بن دکین۔ وفضیل بن مرزوق الکوفی وفطر بن خلیفہ ومحمد بن جحادة الکوفی ومحمد بن فضیل بن غزوان۔ ومالک بن اسمعیل وابو غسان یحیی بن الجزار ھؤلاء رموا بالتشیع انتھی۔ ارادہ کرتا ہوں میں شمار کروں نام ان لوگوں کے جو کہ تشیع کے ساتھ منسوب ہوئے ہیں اور احادیث اخذ کیے ہیں ان سے امام بخاری اور مسلم نے یا ایک نے ان دونوں میں سے اور وہ اسمٰعیل بن ابان اور اسمٰعیل بن زکریا خلقانی۔ اور جریر بن عبد الحمید الخ

عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ الدینوری نے المعارف میں بھی ایک فہرست دی ہے وہو ہذا۔ الشیعة الحرث الاعور وصعصعہ بن صوحان۔ والاصبغ بن نباتہ وعطیہ العوفی۔ وطاوس۔ والاعمش والواسحاق السبیعی۔ وابو صادق وسلمہ بن کہیل۔ والحکم بن عتیبہ۔ وسالم بن ابی الجعد وابراہیم وحبہ بن جوین۔ وحبیب بن ثابت ومنصور بن معتمر۔ سفیان الثوری شعبہ بن الحجاج۔ وفطر بن خلیفہ والحسن بن صالح بن حی وشریک قاضی وابو اسرائیل ومحمد بن فضیل ووکیع وحمید الرواسی۔ وزید بن الحباب۔ والفضل بن دکین۔ والمسعودی اصغر وعبید اللہ بن موسی۔ وجریر بن عبد الحمید وعبد اللہ بن داؤد۔ وہشیم۔ وسلیمان التیمی۔ وعوف الاعرابی۔ وجعفر الصبیعی۔ ویحیی بن سعید القطان۔ وابن لہیعہ وہشام بن عمارہ۔ والمغیرہ صاحب ابراہیم۔ ومعروف بن خربوذ۔ وعبد الرزاق۔ ومعمر وعلی بن الجعد۔

انکے سوا اکثر ادیبی ایمہ حدیث انہیں شیعان علی کی قطار میں شمار کیے جاتے تھے۔ چنانچہ ابن خلکان وفیات الاعیان میں بترجمہ امام نسائی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔ الامام ابو عبد الرحمن بن شعیب النسائی خرج الی دمشق ودخل فسئل عن معاویة وما اروی من فضائلہ فقال ما اعرف لہ فضیلة الا لا اشبع اللہ بطنہ وکان یتشیع فما زالوا یدفعون فی حضنیہ حتی خرجوہ من المسجد یعنی امام عبد الرحمن بن شعیب النسائی صاحب سنن کبیر دمشق میں گئے لوگوں نے ان سے امیر معاویہؓ کے فضائل کے متعلق سوال کیا۔ امام نسائی نے جواب دیا کہ مجھے انکے فضائل کے متعلق کوئی حدیث سوا اس حدیث کے کہ خدا اسکے پیٹ کو نہ بھرے یاد نہیں ہے دمشق کے لوگوں نے امام نسائی کے خصیوں پر لاتیں مار کر انکو مسجد سے نکال دیا کیونکہ وہ شیعہ بن بیان کرتے تھے۔

حافظ ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں مصنف مستدرک علی الصحیحین ابو عبد اللہ الحاکم کے ترجمہ میں لکھتے ہیں۔ قال ابن طاہر سالت ابا اسمٰعیل الانصاری عن الحاکم فقال ثقة فی الحدیث رافضی خبیث۔ ثم قال ابن طاہر کان شدید التعصب للشیعة فی الباطن وکان یظہر التسنن فی التقدیم والخلافة وکان منحرفا عن معاویة وآلہ متظاہرا بذلک ولا یعتذر منہ قلت اما انحرافہ عن خصوم علی فظاہر واما

امر الشیخین فحفظہ لہا بکل حال فھو شیعی لا رافضی انتہی یعنی ابی طاہر ناقل ہیں کہ میں نے ابو اسمٰعیل انصاری سے حاکم کی نسبت استفسار کیا وہ کہنے لگا حاکم حدیث میں ثقہ ہے رافضی خبیث ہے پھر ابن طاہر کہتا ہے کہ حاکم شیعہ مذہب میں سخت متعصب تھا اور تقدیم و خلافت میں اپنے آپ کو اہل سنت ظاہر کرتا تھا معاویہ اور اسکی اولاد سے منحرف تھا اور ان کا اظہار کرتا تھا اور اس میں عذر نہیں کرتا تھا میں کہتا ہوں کہ دشمنان علیؓ سے اسکا انحراف تو ظاہر ہے لیکن شیخین کی ہر حال میں تعظیم کرتا تھا اس لئے اس کو شیعہ کہنا چاہئے نہ رافضی ؛

بعض احباب خیال کریں گے کہ مولف نے اپنا مذہب نہیں بتایا کہ وہ حضرت اہل سنت کا ناصبی ہے یا امیہ صلیبیان کی جناب کے عقیدت رکھنے والا ہے اس لئے یہ خاکسار جو اپنا مسلک رکھتا ہے مدیہ ناظرین کرتا ہے ؛

(۱) جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد جناب امیر علیہ السلام سب صحابہ سے افضل اور اعلے تھے ؛

(۲) جناب امیر علیہ السلام اور اہل بیت کے بعد بلا شبہ حضرت شیخین تمام صحابہ سے افضل تھے ؛

(۳) عشرہ مبشرہ میں سے ہر ایک صاحب مستحق خلافت تھا۔ اگر استحقاق خلافت کی نسبت دیکھا جائے تو استحقاق خلافت میں منہاج النبوۃ کسی کو بھی حاصل نہیں تھا کیونکہ خلافت فی النبوۃ امر محال ہے باقی رہ گئی خلافت فی البقاء اصلاح امت تو عشرہ مبشرہ میں سے ہر ایک کو اس کا استحقاق حاصل تھا جس کو حاصل ہو گئی وہی خلیفہ ہو گیا ؛

خلافت امر منصوص نہیں تھا اگر ہوتا تو اس قدر جھگڑے کیوں پیش آتے اور انصار منا امیر و منکم امیر کیوں کہتے آیا مہاجرین اس نص کو پیش کرتے ؛

اب اسکے بعد یہ بحث پیش آتی ہے کہ پس خلافت کس کا حق تھا جس وقت کہ ہم یہ بحث کرنے لگیں پہلے ہم کو یہ فیصلہ کرنا چاہئے کہ خلافت کے استحقاق کا فیصلہ کرنے کے واسطے قوانین سیاست میں جو مختلف اصول اختلاف کے ہیں ان میں سے کون سے اصول کی بنا پر ہم یہ فیصلہ کر رہے ہیں آیا انتخاب کی بنا پر یا وراثت کی اصول پر ؛

وراثت کا اصول خصوصاً ہمارے دلوں میں جاگزین ہے اور اسی نگاہ میں رکھ کر فیصلہ کرنے پر آمادہ ہوتے ہیں لیکن وراثت کے اصول کے لحاظ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دنیوی خلافت کا حق حضرت ابوبکرؓ کو اصل تھا نہ حضرت امیر کو سب سے پہلے امام حسنؑ اور انکے بعد امام حسینؑ کو حق تھا انکے بعد انکی اولاد کا یا شاید عرب کے لئے یہی سب سے بہتر اصول تھا اگر اسکو اختیار کیا جاتا تو اندرونی اور بیرونی چالاکیوں سے جنکا ہم عنقریب ذکر کریں گے کسی کو انکی طرف ملتفت نہ ہونے دیا۔ اسوا اسکے عرب میں اسوقت سیاست مدن کا جو طریقہ تھا وہ اس سے بالکل مختلف تھا نہ پورا جمہوری تھا نہ پورا شخصی۔ نہ پورا انتخابی تھا نہ پورا موروثی حضرت ابوبکر کے انتخاب کی بنا جس واقعہ سے ہوئی اس میں خالص اصول انتخاب وغیرہ کا ہی نہیں رکھا گیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے انتقال پر ملال کو چند ساعتیں نہیں گذری تھیں اور صحابہ تجہیز و تکفین کا فکر کر رہے تھے کہ انکے پاس خبر آئی کہ انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں اس غرض سے جمع ہوئے ہیں کہ اپنے میں سے ایک شخص کو امیر اور خلیفہ بنالیں۔ درحقیقت یہ بھی منافقانہ ہجوم تھا پہلے سے عبد اللہ بن ابی کی چالوں سے ہو رہا تھا جس نے ایک دفعہ قریش کے ساتھ انصار کے ایک خفیف سے تکرار ہو جانے پر کہا تھا کہ یہ مصیبت تم نے آپ ہی قبول کی کہ ان کو اپنے شہر میں بسا کر اپنے سر پر ڈال لیا ہے طائف اور

[illegible] مسعود [illegible] سے [illegible] تیسیانہ [illegible] دیا [illegible] ہوا [illegible]

انصار کو جلدی اس امر پر برانگیختہ کیا کہ خلافت قریش کے ہاتھ میں نہ جانی رہے چونکہ مدینہ طیبہ کے اصلی باشندے یہی تھے ان کو مہاجرین یعنی مکہ والوں کے زیر حکومت رہنا کسی قدر ناگوار معلوم ہوتا تھا اور ان کو یہ خیال تھا کہ اپنے وطن سے بھاگے ہوئے لوگوں کو ہمنے اپنے پاس رکھا ہے اور انکی اعانت کی ہے ہمارے اُنپر احسان ہیں یہ ہمارے زیر اطاعت ہونے چاہئیں نہ کہ ہم ان کے تابع فرمان بنجائیں وہ خدا کے رسول کی ذات بابرکات ہی ایسی تھی جسکی غلامی ہم جان جان سے کرتے تھے اب ان کی وفات کے بعد قریش کو ہم لوگوں پر حکمرانی کا کوئی استحقاق نہیں ہے نہایت الامر ہم ایک کو اپنے میں سے اپنا جداگانہ امیر بنالیں۔ چنانچہ سعد بن عبادہ کو جو بنی خزرج کا سرگروہ تھا انصار نے بیعت کیلئے نامزد بھی کیا تھا غرضیکہ بقول سر ولیم میور وقت نہایت نازک ہو گیا تھا اور اسلام کا آیندہ اتفاق معرض خطر میں تھا (دیکھو کتاب انلس اوف ارلی خلافت صفحہ ۲)۔

حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ یہ سن کر سقیفہ بنی ساعدہ کی طرف دوڑے۔ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح بھی انکے ساتھ ہو گئے یہ تینوں اصحاب انصار کے مجمع میں جا پہنچے اور وقت کے بعد انکو اپنے ارادہ سے باز رکھنے میں کامیاب ہوئے۔ انتخاب خلیفہ کی نسبت حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ حضرت عمرؓ یا ابو عبیدہ میں جو اسوقت حاضر ہیں ایک کو منتخب کر لو۔ حضرت عمرؓ نے عجلت کی کہ مبادا انصار میں سے کوئی برگشتہ نہ ہو جائے اور فتنہ برپا نہ ہو جائے حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور جناب بنی خزرج کو برگشتہ کرنے کی پھر بھی کوشش کی گئی مگر بنی اوس کے جو انصار میں سے دوسرا گروہ تھا بیعت کر لینے پر کامیاب نہ ہو سکا (دیکھو دی لائف اوف محمد مولفہ سر ولیم میور صفحہ ۱۵) حضرت علی علیہ السلام اس وقت موجود نہیں تھے اور نہ اس رائے لینے کی مہلت ملی۔ جب حضرت ابوبکرؓ وہاں سے لوٹے تو سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم دفن ہو چکے تھے اسلیئے شرکت جنازہ سے محروم رہے جس کا قلق ان کو تا مدت العمر باقی رہا۔

یہ حالت تو اندرونی اسلام کی تھی۔ اب باہر کی حالت عرب میں جوش ارتداد و الحاد پھیلا ہوا تھا۔ ایک طرف عرب کے یہود و نصاریٰ مخالف اسلام ہو رہے تھے اور اسکی اشاعت کے ابتدا ہی سے مزاحم تھے دوسری طرف مدعیان نبوت برسر بدخواہی تھے چنانچہ جنکی تنبیہ کے لئے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بسرداری اسامہ بن زید ایک لشکر مدینہ سے باہر نکال چکے تھے۔ خود مسلمانوں میں بھی بعض قبائل اسلام سے برگشتہ ہو گئے تھے اور بعض ہوتے چلے جاتے تھے بعض مولفۃ القلوب اور منافق تذبذب کے بھنور میں گرفتار تھے صرف مسلمان اسلام کی محبت پر ثابت قدم تھے جو فتح مکہ سے پہلے خلعت اسلام سے مشرف ہو چکے تھے اور جنکے دلپر خدا نے سکینہ اتارا تھا۔ انکی تعداد چند سو سے زیادہ نہیں تھی جن میں بعض مہاجرین اور بعض انصار تھے جب کہ ان تھوڑے سے لوگوں میں بھی خلافت کی نسبت تکرار ہو رہا تھا اگر عجالۃً حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت واقع نہ ہو جاتی اور مہاجر و انصار ایک خلیفہ پر اجماع نہ کر لیتے تو اول مہاجر اور انصار ہی میں تلوار چل جانیکا احتمال تھا جس سے اسلام کا آیندہ اتفاق بھی ہاتھ سے جاتا رہتا۔ اور اگر ایسے نازک وقت پر حضرت ابوبکرؓ سقیفہ بنی ساعدہ میں نہ پہنچ جاتے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین کی انتظار میں بیٹھے رہتے یا سقیفہ بنی ساعدہ میں [illegible] بیعت کو تھوڑی دیر کیلئے روکا جاتا تو عظیم تفرقہ امت محمدیہ میں پیدا ہو جاتا پھر جسکی اصلاح اگر غیر ممکن نہ تھی تو دشوار ضرور ہی ہو جاتی۔

اسکے ماسوا اگر ایسے خوفناک وقت میں جناب امیرؑ کے دست مبارک پر بیعت [illegible] تو تفرقہ [illegible] ہو جاتا [illegible]

الحدیث من زمن احمد بن حنبل الاخوص من اجلۃ الفقہاء وائمۃ العلماء فانہم علی ما ذکرنا مالک و یحیی بن سعید القطان وابن معین - فہذا ما بین اہل الفقہ والحدیث فی ہذہ المسئلۃ و انما اختلاف سائر المسلمین فی ذلک فیطول وقد جمعہ قوم انتہی) پس یہ اسلاف کا اختلاف ایک دلیل روشن ہے کہ تفضیل علیٰ ترتیب الخلافۃ اجماعی نہیں ہے ۔

(۴) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مجتہد تھے مگر معصوم نہیں تھے ۔ وبوجہ المجتہد قد یخطی وقد یصیب فدک کے معاملہ میں خطائی الاجتہاد واقع ہو گیا ہے ۔

(۵) حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بعد شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کی قصاص طلب کرنے کیلئے جو جناب امیر رضی اللہ عنہ کے لشکر میں آ چھپے تھے حضرت امیر پر خروج ثابت ہے ۔ بس یہاں ان سے اور حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما سے خطائی الاجتہاد سرزد ہوا ہے لیکن جنگ جمل میں طلحہ و زبیر دونوں صاحب شریک نہیں ہوئے کیونکہ وہ علیحدہ ہو گئے تھے اور ام المومنین نے اختیار رجوع کیا (بحث تحقیق میں ہو چکی) ۔

(۶) کل صحابہ مجتہد نہیں تھے بلکہ بعض افاضل صحابہ مجتہد تھے اور بعض عوام تھے اس کا ذکر ہم امیر معاویہ کی خطا کی بحث میں کر چکے ۔

(۷) امیر معاویہ جناب امیر علیہ السلام سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے قصاص طلب کرنے کے لئے نہیں لڑے بلکہ خلافت کیلئے لڑے تھے ۔ اس میں ان سے خطا منکر سرزد ہوئی ہے لیکن وہ اس خطا کی وجہ سے مرتد یا بدعتی یا خارج نہیں ہو گئے صحابہ معصوم نہیں تھے اکثر بعض سے بتقاضائے بشریت خطاء منکر وقوع میں آ گیا ہے لیکن ایسے خطا کی وجہ سے مورد لعن و طعن نہیں ہو سکتے ۔

(۸) حراست حوزہ اسلام اور اصلاح امت خیر الانام علیہ السلام کا نام خلافت ہے اگر کل امور میں اتباع سنت و ترویج قواعد شریعت ملحوظ خاطر خلیفہ ہے تو خلافت راشدہ ہے ورنہ سلطنت عضوض ہے ۔

(۹) سلطنت نہ نبوت کیلئے لازم تھی نہ ولایت کے لئے جب کہ بجز چند نفوس انبیاء کے کوئی نبی سلطان وقت نہیں ہوا ۔ ولی کا سلطان وقت ہونا کہاں سے لازم سمجھا جا سکتا ہے طالوت ملک صالح تھا لیکن نبی نہیں تھا اس کے عہد میں سموئیل نبی تبلیغ احکام کرتے رہے ہیں ۔

(۱۰) ہمارے نزدیک سب شیخین نہایت امر شنیع ہے ہم اپنے امامیہ مذہب کے احباب کے ساتھ ہرگز اس میں اتفاق نہیں کر سکتے ۔

اولاً تاریخی واقعات کو نہایت انصاف کی نظر سے ملاحظہ کرنا چاہئے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ نے خوشی اور رضامندی سے خلافت حاصل کی ہے یا اس نازک موقع پر جب کہ خانہ جنگیوں کے چھڑ جانے کا احتمال تھا اور جس کے اسباب فراہم ہوتے چلے جاتے تھے مجبور ہو کر لیا گیا اور اگر آپ اس کو منظور نہ کرتے تو ایک بڑا خطرہ کہ سامنے نظر آ رہا تھا اس کو دفع کرنے سے اسلام پر احسان کیا ۔

اسلامی خلافت میں اس وقت آیا کچھ عیش و عشرت کے سامان موجود تھے جن کی کہ ان کو طمع پیدا ہو گئی تھی یا کہ بجز بار ہی ذمہ داری کا کام تھا کیا وہ سنہری مسہری پر پہلو لگی ہوئی تھی یا کانٹوں کا بچھونا بچھا تھا

اب انکی وسعت کو یہ سمجھو کہ تمام عرب میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک ارتداد و الحاد و اور بغاوت پھیل گئی تھی جسکی نسبت ابن خلدون اپنی تاریخ میں لکھتا ہے ارتدت العرب عامۃ و خاصۃ و اجتمع علی طلیحۃ عوام اسد و طی و ایہات غطفان و توقفت ہوازن فامسکوا الصدقۃ و ارتد خواص من بنی سلیم و کذا سائر الناس بکل مکان ۱۲ و وثب الاسود بالیمن و وثب مسیلمۃ بالیمامۃ ثم وثب طلیحۃ بن خویلد فی بنی اسد یدعی کلہم النبوۃ ۱۲ و تنبات سجاح بنت الحارث من بنی غطفان و اتبعہا الھذیل بن عمران فی بنی تغلب و عقبۃ بن ہلال فی النمر و السلیل بن قیس فی شیبان و زیاد بن بلال و قبلت من الجزیرۃ فی ہذہ الجموع قاصدۃ المدینۃ یعنی عرب کے قبیلے بعض پورے بعض ادھورے مرتد ہوگئے طلیحہ کی نبوت پر بنی طی اور بنی اسد نے اتفاق کر لیا۔ اور بنی سلیم تمام مرتد ہوگئے ہوازن کے لوگوں نے زکوٰۃ دینا بند کر لیا تھی مسیلمہ سے یہی اسی طرح پر سب جگہ کے لوگ بگڑ بیٹھے تھے ۱۲ اسود عنسی یمن میں اور مسیلمہ یمامہ میں اور طلیحہ بن خویلد بنی اسد میں نبوت کے دعویدار کھڑے ہوگئے تھے بنی غطفان کی عورت سجاح بنت الحارث نے بھی نبوت کا دعوے کیا تھا۔ اور بنی تغلب سے ہذیل بن عمران اور قبیلہ نمر سے عقبہ بن ہلال اور شیبان کے لوگوں میں سے زیاد بن بلال اسکے ساتھ ہوگئے تھے اور وہ عورت انکی جمعیت کیساتھ جزیرہ سے مدینہ کو چڑھ آئی تھی۔

غرض مکہ والے لوگ ہی بگڑنے کو تیار تھے جسکا تذکرہ ابن اثیر نے کامل التواریخ میں بھی کیا ہے صرف ایک مدینہ منورہ باقی رہگیا تھا۔

جس کو اسلام کے دشمنوں نے چاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔ وہ بھی اندرونی فساد سے معرض خوف و خطر میں تھا پس ایسے وقت میں حضرت کی زبردست تدبیروں نے نہ صرف اعراب کے بیچین اور پرشور طبائع کو قابو میں رکھا بلکہ شام اور مصر اور ایران جیسی بڑی سلطنتوں کو چھڑا کر داخل اسلام بنا دیا۔

پس اگر حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما پر کوئی الزام لگایا جا سکتا ہے تو صرف یہ ہو سکتا ہے کہ انھوں نے ایسے شورشناک وقت میں اسلام کو بغاوت سے اور مفسدہ سے کیوں بچا لیا۔ اور کیوں وہ اسلامی سلطنت کو قائم کی کہ جسکی بدولت آج ہم مسلمان کہلائے جاتے ہیں اور جن کے اخلاق حسنہ اور عمدہ چال چلن اور حیرت انگیز کارناموں کو گبن صاحب کا لائل اور سر ولیم میور جیسے عیسائی منصف مزاج مورخ اور حضرت شیخاں کے نہایت عزت سے یاد کرتے ہیں۔

نہایت شرم کی بات ہے کہ ان بزرگان دین کی جناب میں گستاخانہ پیش آئے کو اور انکے حق میں کلمات شنیعہ کے استعمال کرنے کو فرائض مذہبی کا ایک جزو اور باعث نجات سمجھا جاتا ہے۔

(۱) خدا کا کلام پاک باآواز بلند شہادت دیتا ہے کہ وہ سابق الاسلام تھے مہاجر تھے بدری تھے بیعت الرضوان میں داخل تھے۔ ان جلیل القدر اسلامیوں نے سب سے پہلے بغیر کسی دنیاوی غرض کے خالصاً لوجہ اللہ اسلام قبول کیا تھا۔ اور خدا تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے اپنے خویش و اقارب کو چھوڑ کر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا تھا۔ اور وہ صرف بقول کیلئے ظلم اور ستم اٹھائے تھے اور اسلام میں فقر و فاقہ کو گوارا کیا تھا۔

غرضکہ یہی لوگ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس (اور) محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار

جناب امیر بیعت لے لیتے تو کیونکہ ان کے ہاتھوں سے عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ولید جیسے اموی سردار غزوات میں مارے جا چکے تھے ضرور بگڑ جاتے اور اسلام میں تفرقہ ڈالدیتے۔ بھلا بنی امیہ کو اپنے خویش و اقارب کے قاتل کے ہاتھ پر بیعت کر لینا کب گوارا ہو سکتا تھا۔

اگر اس نازک وقت میں اسلام میں کوئی اندرونی جھگڑا جمل و صفین جیسا برپا ہو جاتا تو بیرونی دشمنان دین اور مرتدان عرب اور مدعیان نبوت کا دفعیہ تو درکنار صحابہ کو خانہ جنگیوں سے دم بھر کی فرصت نہ ملتی یہی خاص مصلحت تھی جو صحابہ کو جناب امیر کی بیعت سے مانع آئی۔

ان واقعات مختلفہ سے چشم پوشی کر کے جو کچھ جس کے جی میں آئے سو کہے نہ وہ بزرگوار غاصب تھے اور نہ کسی کا حق چھینا چاہتے تھے جو کچھ انہوں نے کیا وہی مقتضائے وقت تھا۔ انکی نیت بالکل نیک تھی اسی نیک نیتی کے بدولت خدا نے انکو وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنہم فی الارض کا مصداق فرمایا تھا چونکہ بعض مدافعہ القارب اور منافقین کے شورش و اثرات سے ذوالفقار حیدری ابھی تک خشک نہیں ہوئی تھی اسلئے بنظر دفع ما تقدم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جناب امیر کو چھوڑ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ بنایا اور اسی احتیاط کو مدنظر رکھ کر حضرت عمر نے بعد خلیفہ کے انتخاب کرنے کا کام مجلس شوریٰ کے سپرد کیا۔

جب کہ تمام لوگ سیرت شیخین کے گرویدہ ہو چکے تھے اس لئے اصحاب شوریٰ یہ چاہتے تھے کہ جناب امیر علیہ السلام بھی اتباع سیرت شیخین رضی اللہ عنہما کا اقرار کر لیں تاکہ جناب امیر کی بیعت بالاجماع عمل میں آ جائے اور کوئی فتنہ برپا نہ ہو چونکہ جناب امیر شیخین رضی اللہ عنہما کو اکثر امور شریعت میں غلطی کرنے سے روکا کرتے تھے جو بتقاضائے بشریت ان سے سرزد ہو جایا کرتی تھیں۔ چنانچہ بکثرت جناب عمر رضی اللہ عنہ لولا علی لھلک عمر اور اعوذ باللہ من معضلۃ لیس فیھا ابو الحسن اور لا ابقانی اللہ بعدک یا علی فرمایا کرتے تھے اسلئے جناب امیر نے سیرت شیخین کے اتباع کا اقرار نہ کیا اور بمجبوری و تقیہ مشاورہ امر خلافت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر منتقل ہو گیا۔

لیکن اس میں کسی طرح کا شک نہیں ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام بھی خلافت کے خواہاں تھے اور انکی خواہش نہ اس غرض سے تھی کہ ان کو دنیوی سلطنت حاصل ہو جائے بلکہ انکی منشا یہ تھی کہ امر خلافت میں کوئی کوتاہی جو بتقاضائے بشریت اکثر خلفائے سے ظہور میں آتی رہی وہ احیاناً کبھی وقوع میں نہ آئے۔

بے شک ترتیب خلافت اجماعی ہے لیکن فضلہم علی ترتیب الخلافۃ اجماعی نہیں چنانچہ حافظ ابن عبد البر نے میں ذیل ترجمہ جناب امیر علیہ السلام لکھتے ہیں واختلف السلف ایضاً فی تفضیل علی و ابی بکر یعنے سلف کا جناب امیر اور حضرت ابوبکر کی باہم تفضیلت میں بھی اختلاف تھا۔

تفضیلہم علی ترتیب الخلافۃ پر محدثین نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے وقت سے اتفاق کر لیا ہے چنانچہ حافظ موصوف اسی مقام کے نزدیک لکھتا ہے قال ابو عمر وقف جماعۃ من اہل السنۃ فی علی و عثمان فلم یفضلوا واحدا منہما علی صاحبہ منہم مالک بن انس و یحیی بن سعید القطان واما اختلاف السلف فی تفضیل علی و ابی بکر فقد ذکر ابن خیثمۃ فی کتابہ من ذلک ما فیہ کفایۃ۔ واہل السنۃ الیوم علی ما ذکرت لک من تقدیم ابی بکر فی الفضل علی عمر وتقدیم عمر علی عثمان وتقدیم عثمان علی علی وعلی ھذا عامۃ اہل

رحماء بینہم (اور) وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنہم فی الارض (اور)
السابقون الاولون من المہاجرین والانصار والذین اتبعوہم باحسان رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ
(اور) لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ (اور) والذین ہاجروا فی اللہ من بعد
ما ظلموا لنبوئنہم فی الدنیا حسنۃ ولاجر الاخرۃ اکبر (اور) والسابقون السابقون اولئک المقربون فی
جنات النعیم (اور) الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ہما فی الغار
(اور) ونزعنا ما فی صدورہم من غل اخوانا علی سرر متقابلین کے مصداق تھے۔

پس قرآن مجید کے مخالف کوئی ایسا ثبوت قطعی پیش کیا جاتا ہے جس سے ان بزرگوں کے نقائص ثابت ہوتے ہیں آیا قرآنی نصوص صریحہ کو کوئی نص باطل کر سکتی ہے۔

حالانکہ بنت فاطمہ کی تنہا بدگمانی کے بنیاد پر الزام دینا کہ سر ولیم میور جیسا متعصب مخالف اسلام بھی قائل نہیں ہے (دیکھو لائف آف محمد مصنفہ سر ولیم میور صفحہ ۱۸۰) ان بزرگوں کی طرف عاید کرکے بدگمان ہو جانا نہایت عقل و انصاف سے بعید ہے۔

آیات قرآنیہ یقینی اور انکے احکام قطعی ہیں اخبار و آثار ظنیت کے درجہ سے ایک قدم آگے نہیں بڑھ سکتے اگرچہ انکے راوی ثقہ ہی کیوں نہ ہوں۔ پس جو شخص کہ نصوص صریحہ کو چھوڑ کر روایات کا تتبع کرتا ہے وہ گمراہی کے گڑھے میں گرتا ہے۔

جن آثار سے صحابہ کے مشاجرات یا شکر رنجیاں ثابت ہوتی ہیں وہ تو موضوع یا ساقط ہیں کوئی اثر متواترات کی حد تک نہیں یا صحت کے درجہ تک بھی نہیں پہنچتا پس ایسے ظنیات اور شکلیات اور بے بنیاد کا تتبع کرنے میں قرآنیہ اور دلایل یقینیہ کو جن سے ان صحابہ کے فضائل و مناقب ثابت ہوتے ہیں چھوڑ دینا بالکل دیانت کے برخلاف ہے۔

ان قصص و آثار کا یہ حال ہے کہ ایک شخص ایک قصہ کو روایت کرتا ہے سننے والا اُسکے آگے چند کرکے سناتا ہے پھر اس اصل پر اپنی طرف سے حاشیہ چڑھا کر آگے تیسرے پر نقل کرتا ہے تیسرا اپنی طرف سے کچھ اور اسپر طرہ لگا کر چوتھے کو سناتا ہے یہاں تک کہ اس قصہ کی اصلی حقیقت پوشیدہ ہو جاتی ہے اور اصل کے مخالف ایک نیا قصہ بن جاتا ہے اور بے سمجھ آدمی اس کو سن کر اور اس پر یقین کرکے صحابہ کے حق میں بدظن ہو جاتا ہے اور اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔

سوم - اگر بفرض محال وہ حضرات ایسے ہی تھے جیسا کہ ہمارے امامیہ احباب بیان کرتے ہیں تو ہمکو یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر کیوں بیٹھنے دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدفن اطہر کے پہلو میں جو روضۃ من ریاض الجنۃ ہے کیونکر دفن ہونے دیا۔ اگر یہ کہا جائے کہ جناب امیر علیہ السلام نے تقیہ کیا تھا تو یہی ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ اصحاب نہایت شریف متقی عزت دار تھے [illegible] زمین چھین لیں گھر لوٹیں اور جناب امیر انکا منہ تکتے کے دیکھتے رہیں وہ ردیا ہیں کسی کی بھی نا شم بر سر غیرت نہ آئے اور قومی اور اسلامی عزت کو دوار کے جناب حسین علیہ السلام نے [illegible] جناب امیر علیہ السلام [illegible] بابا تھا [illegible] کی مانند ہو [illegible]

چہارم - جہانتک کہ ہم نے روایات کا تتبع کرتے ہیں ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے آئمہ ہدیٰ علیہم السلام اِن بزرگوں کو نہایت خیر سے یاد کرتے رہے ہیں چنانچہ امام جعفر صادق علیہ السلام اکثر فخریہ ارشاد کیا کرتے تھے ولدنی ابو بکر مرتین یعنے مجھو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دو دفعہ جنا ہے - اسکی وجہ کو عبدالرؤف المناوی طبقات الکبریٰ میں اور ذہبی طبقات الحفاظ میں لکھتے ہیں کہ (ام فروۃ بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق وام القاسم اسما بنت عبد الرحمن بن ابی بکر لذالک کان یقول ولدنی ابوبکر مرتین یعنی جناب جعفر صادق علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا نام فروہ بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر تھا - اور قاسم کی والدہ کا نام اسما بنت عبدالرحمن بن ابی بکر تھا اسی لیے جناب صادق علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ابوبکر نے دوبارہ جنا ہے ظاہر ہے نسب میں اسکے ساتھ فخر کیا جاسکتا ہے جو قابل فخر ہو -

اسی طرح سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت صادق علیہ السلام سے عرض کیا یا ابن رسول اللہ ما تقول فی ابی بکر وعمر آپ نے فرمایا هما امامات عادلان کانا علی الحق وماتا علی الحق یعنی وہ دونو امام تھے عادل تھے اور حق پر تھے اور حق پر انکا انتقال ہوا حضرت سید محمد صاحب مجتہد العصر نے بھی کتاب ادلہ تقیہ فی اثبات التقیہ مطبوعہ لودیانہ ۱۲۸۵ء میں اسکو تحریر فرماکر اسکے معانی میں ایک طویل الذیل تاویل درج کی ہے لیکن ایسی تاویلیں اگر ہر کلام میں پیدا کی جائیں تو شاید ہی کسی کلام سے مستقیم معنے پیدا ہوسکیں ❊

بحار الانوار میں ملا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں روی العیاشی عن الباقر علیہ السلام ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللھم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب او بعمر ابن ھشام حافظ ذہبی کاشف میں ہمارے شیخ المشائخ اجلح بن عبداللہ الکندی الشیعی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں اجلح بن عبداللہ ابوحجیہ الکندی کان شیعی وروی عنہ شریک القاضی انہ قال من سب ابابکر وعمر احد الا افتقر او قتل یعنی اجلح بن عبداللہ ابوحجیہ الکندی شیعہ مذہب تھے شریک القاضی ان سے روایت کرتا ہے کہ اجلح کہا کرتے تھے کہ جس کسی نے ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما پر سب کی ہے وہ یا تو محتاج ہوگیا ہے یا مارا گیا ہے خیر اسکے تو ہم قائل نہیں کہ وہ محتاج ہوگیا ہے یا مارا گیا ہماری غرض تو صرف اتنی ہے کہ ہمارے شیعیان اول سب دینے دشنام شیخین کو بہت برا جانتے تھے - اور ہمارا بھی یہی مسلک ہے خواہ ہمکو کوئی سنی کہے یا شیعہ کہے ❊

ہمارے نزدیک وہ صدیق تھے اور جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے یار غار تھے خدا کے خاص بندے تھے رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ ❊

جناب امیرؑ کی محبّت کا علامت ایمان ہونا

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لولاک یا علی ما عرف المؤمنون من بعدی (اخرجہ المغازلی) - ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا فرمایا جناب رسول خدا [illegible] حضرت نبی اکرم [illegible] تیرے بعد مومن نہ پہچانے جاتے ❊

جناب امیر کا ولی المومنین ہونا

(۱) **عن** عبد اللہ بن بریدۃ عن ابیہ قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الیمن بعثین علی احدھما علی بن ابی طالب وعلی الآخر خالد بن ولید فقال اذا التقیتم فعلی علی الناس وان افترقتم فکل واحد منکم علی جندہ قال فلقینا بنی زبید من اھل الیمن فاقتتلنا فظھر المسلمون علی المشرکین فقتلنا المقاتلۃ وسبینا الذریۃ فاصطفی علی امرأۃ من السبی لنفسہ فکتب خالد بن الولید الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وامرنی ان انال منہ قال فدفعت الکتاب الیہ وقلت من علی فتغیر وجھہ فقلت ھذا مکان العائذ بعثتنی مع رجل وامرتنی ان اطیعہ ففعلت ما ارسلت بہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقع فی علی فانہ منی وانا منہ وھو ولیکم من بعدی (اخرجہ احمد والنسائی وفی اسنادھما اجلح الکندی وھو شیعی لکن وثقہ ابن معین کما ذکرہ ابن حجر العسقلانی فی تقریب التھذیب)

عبد اللہ بن بریدہ اپنے والد ماجد بریدہ رضی اللہ عنہ سے ناقل ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف دو فوجیں روانہ فرمائیں ایک فوج پر جناب علی علیہ السلام کو امیر فرمایا اور دوسری پر خالد بن ولید کو اور ارشاد کیا کہ اگر کہیں دو فوجیں جمع ہو جائیں تو دونوں میں علی ہی امیر سمجھے جائیں اور اگر جدا جدا رہیں تو تم دونو اپنے اپنے لشکر کے امیر سمجھے جاؤ۔ ہم اہل یمن کے قبیلہ بنی زبید پر جا پڑے مسلمانوں نے باہم مدد کر کے مشرکین سے مقابلہ کیا۔ اور بنی زبید کے جورو بچے گرفتار کر لئے علی علیہ السلام نے ان میں سے ایک کنیز کو منتخب کر لیا خالد بن ولید نے یہ قصہ حضرت کی خدمت میں لکھ بھیجا اور مجھے حکم دیا کہ خط لیکر میں حضرت کے حضور میں جاؤں میں نے خط حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا اور زبانی بھی جناب علی کی شکایت کی حضرت کا چہرۂ اقدس غصہ سے متغیر ہو گیا میں نے عرض کیا میں حضور کے غصے سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔ حضور نے مجھے ایک شخص کے ماتحت کر کے بھیجا تھا اور اسکی اطاعت کو مجھ پر لازم گردانا تھا جو کچھ اس نے کہا میں نے حضور میں عرض کر دیا آپ نے فرمایا اے بریدہ علی کے پیچھے مت پڑو وہ میرا ہے اور میں علی کا ہوں وہ میرے بعد تمہارا ولی ہے ۔

(۲) **عن** بریدۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا بریدۃ ان علیا ولیکم بعدی فاحب علیا فانہ یفعل ما یؤمر (اخرجہ الدیلمی) بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے بتحقیق میرے بعد علی تمہارا ولی ہے پس تو علی کو دوست رکھ کیونکہ وہ وہی کچھ کرتا ہے جس کا کہ اسکو حکم ہوتا ہے ۔

(۳) **عن** ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لبریدۃ ان علیا ولیکم بعدی فاحب علیا فانہ یفعل ما یؤمر (اخرجہ الحاکم فی المستدرک والضیاء فی المختارۃ والوصابی فی الاکتفاء فی فضائل الاربعۃ الخلفاء) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بتحقیق بریدہ رضی اللہ عنہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ میرے بعد علی تمہارا ولی ہے تو اسے دوست رکھ کیونکہ وہ وہی کچھ کرتا ہے جس کا کہ اس کو حکم ہوتا ہے ۔

(۴) عن علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لبریدۃ ان علیا ولیکم بعدی فاحب علیا فانہ یفعل ما یؤمر (اخرجہ الدیلمی فی فردوس الاخبار) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد کیا کہ تحقیق علی علیہ السلام میرے بعد تمہارا ولی ہے تو اُسے دوست رکھ کیونکہ وہ وہی کچھ کرتا ہے جو کہ اس کو حکم ہوتا ہے ٭

(۵) اخرج احمد فی المسند حدثنا عبد الرزاق وعفان قالا حدثنا جعفر بن سلیمان قال حدثنی یزید الرشک عن مطرف بن عبد اللہ عن عمران بن عبد اللہ عن عمران بن حصین قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سریۃ وامر علیہم علی بن ابی طالب فاصاب جاریۃ فانکروا علیہا فتعاھدوا اربعۃ من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یذکروا امرہ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال عمران وکنا اذا قدمنا من سفر بدأنا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمنا علیہ قال فدخلوا علیہ فقام رجل فقال یا رسول اللہ ان علیا قد فعل کذا وکذا فاعرض عنہ ثم قام الثانی فقال یا رسول اللہ ان علیا فعل کذا وکذا فاعرض عنہ ثم قام الثالث فقال یا رسول اللہ ان علیا فعل کذا وکذا فاعرض عنہ ثم قام الرابع فقال یا رسول اللہ ان علیا فعل کذا وکذا فاقبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الرابع وقد تغیر وجہہ فقال دعوا علیا دعوا علیا دعوا علیا ان علیا منی وانا منہ وھو ولی کل مؤمن من بعدی (اخرجہ النسائی فی الخصائص وابو یعلی فی مسندہ وابن جریر فی تہذیب الاثار وصححہ وقال محب الطبری فی الریاض النضرۃ فی فضائل العشرۃ قد اخرجہ الترمذی وقال حسن غریب وابن حبان فی صحیحہ وقال ابن حجر فی اصابہ فی تمییز الصحابہ قد اخرجہ الترمذی باسناد قوی وقال الحاکم فی المستدرک ھذا حدیث صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاہ واخرجہ ابن عدی والطبرانی وابو نعیم فی فضایل الصحابۃ وابن المغازلی فی المناقب وابن الاثیر فی اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابۃ وابن اسبوع الاندلسی فی الشفاء والحافظ الذھبی فی میزان الاعتدال فی نقد الرجال والسیوطی فی جمع الجوامع وصححہ واخرجہ ملخصا ابو داؤد والطیالسی فی مسندہ وابن ابی سفیان فی فوائدہ وابراھیم بن عبد اللہ الوصابی فی الاکتفاء فی فضائل الاربعۃ الخلفاء وقال السیوطی فی القول الجلی فی فضایل العلی اخرجہ ابن ابی شیبۃ وصححہ ایضا صححہ المتقی فی کنز العمال۔ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیرؑ کو ایک لشکر کا سردار بنا کر روانہ فرمایا وہ ایک کنیز اپنے تصرف میں لائے پس لوگوں کو یہ بات بُری معلوم ہوئی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے چار صاحبوں نے باہم عہد کیا کہ ہم جناب امیرؑ کے اس فعل کا حضرت کے پاس تذکرہ کریں گے عمران بن حصین کہتے ہیں کہ جب ہم سفر سے واپس آیا کرتے تھے تو سب سے پہلے حضرتؐ کی خدمت میں سلام کیلئے حاضر ہوا کرتے تھے پس وہ لوگ حضرتؐ کے حضور میں آئے ایک شخص اُٹھکر اُن میں سے کہنے لگا یا رسول اللہ جناب امیرؑ نے یہ فعل کیا تھا حضرتؐ نے اس سے اپنا مونہہ پھیر لیا پھر دوسرے نے اُٹھکر عرض کیا یا رسول اللہ علی نے یہ کچھ کیا تھا حضرتؐ نے اس سے بھی مونہہ پھیر لیا پھر تیسرے اور چوتھے نے بھی اسی طرح عرض کیا حضرت نے متوجہ ہو کر تین دفعہ فرمایا تم علی کے

کہتے سب پر وہ علی میرا ہے میں علی کا ہوں وہ میرے بعد ہر ایک مومن کا ولی ہے +
اسحدیث کو امام نسائی نے خصائص میں اور ابو یعلے نے مسند میں اور امام ابن جریر طبری نے تہذیب الآثار میں روایت کیا ہے اور صحیح مانا ہے اور محب طبری ریاض النضرہ فی فضائل العشرہ میں لکھتے ہیں کہ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن اور غریب ہے اور ابن حبان نے اپنی جامع الصحیح میں اسکی تخریج کی اصابہ فی تمیز الصحابہ میں ابن حجر بذیل ترجمہ جناب امیر اسحدیث کی نسبت لکھتے ہیں کہ ترمذی نے اس حدیث کو اسناد قوی کے ساتھ روایت کیا ہے اور حاکم مستدرک میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی شرط پر صحیح ہے باوجودیکہ شیخین نے اس کو روایت نہیں کیا۔ ابن عدی اور طبرانی نے بھی اسکو روایت کیا ہے اور ابو نعیم نے فضائل صحابہ میں اور فقیہ ابو المغازلی نے مناقب میں اور ابن اثیر اسد نے الغابہ فی معرفتہ الصحابہ میں اور ابن اسبوع الاندلسی نے کتاب شفا میں اور حافظ ذہبی نے میزان الاعتدال فی نقد الرجال میں اسکو روایت کیا ہے اور جمع الجوامع میں سیوطی نے اسکے صحیح ہونیکی نسبت لکھا ہے ابو داؤد طیالسی نے اپنی مسند اور ابی سفیان نے کتاب الفوائد میں ابراہیم بن عبداللہ الوصابی نے الاکتفا فی فضائل الاربعۃ الخلفا میں سحدیث کو خلاصۃً روایت کیا ہے اور جلال الدین السیوطی کتاب قصۃ الجلی فی فضائل علی میں لکھتے ہیں کہ ابن تیمیہ نے اسکے صحیح ہونیکی بابت کہا ہے اور متقی نے بھی کنز العمال میں اسکو صحیح مانا ہے +

عن هبیرة بن مریم وسعید بن وهب وحبة العرنی وزید بن ارقم رضی الله عنهم ان علیا ناشد الناس من سمع النبی صلی الله علیه وسلم یقول من کنت ولیه فعلی ولیه فقام بضع عشر فشهدوا انهم سمعوا رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول من کنت ولیه فعلی ولیه (اخرجه الطبرانی فی الکبیر)
ہبیرہ بن مریم وسعید بن وہب وحبۃ العرنی وزید بن ارقم سے روایت ہے کہ جناب امیر نے لوگوں کو قسم دیکر کہا جس نے حضرت سے اس حدیث کو سنا ہو کہ جسکا میں ولی ہوں پس اُسکا علی ولی ہے وہ بیان کرے دس اوپر کتنے آدمیوں نے اٹھکر بیان کیا کہ ہمنے حضرت کو فرماتے ہوئے سُنا تھا کہ جسکا میں ولی ہوں اُسکا علی ولی ہے +

(۴) روی ابو داؤد الطیالسی حدثنا ابو عوانة عن ابی بلج عن عمرو بن میمون عن ابن عباس ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لعلی انت ولی کل مؤمن من بعدی (اخرجه الحافظ ابن عبد البر فی الاستیعاب فی معرفة الاصحاب وقال قال ابو عمر هذا اسناد لا مطعن فیه لاحد بصحته وثقة نقلته) وهکذا ذکره ابو الحجاج یوسف بن عبد الله المزی فی تهذیب الکمال) امام ابو داؤد الطیالسی اپنی مسند میں تحریر فرماتے ہیں کہ ہم سے ابو عوانہ نے اور ان سے ابو بلج نے اور ان سے عمرو بن میمون نے روایت کیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے تھے کہ بتحقیق جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی سے فرماتے تھے تو میرے بعد ہر مومن کا ولی ہے +
حافظ ابن عبد البر کتاب استیعاب فی معرفۃ الاصحاب میں اس حدیث کو مع اسناد کے نقل کر کے لکھتے ہیں کہ امام ابو عمر رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ یہ ایسے اسناد ہیں کہ انکے صحیح ہونے اور انکے ناقلین کے ثقہ ہونیکی وجہ سے کوئی شخص ان میں طعن نہیں کر سکتا ہے اور حافظ ابو الحجاج یوسف بن عبد اللہ المزی نے بھی تہذیب الکمال میں اسی طرح نقل کیا ہے +

(۷) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سالت اللہ یا علی فیک خمسا فمنعنی واحدۃ واعطانی اربعۃ سالت اللہ ان یجمع علیک امتی فابی علی واعطانی فیک ان اول من تنشق عنہ الارض یوم القیامۃ انا وانت معی لواء الحمد وانت تحملہ بین یدی تسبق بہ الاولین والاخرین واعطانی انک اخی فی الدنیا والاخرۃ واعطانی ان بیتی مقابلۃ بیتک فی الجنۃ واعطانی فی ترجمۃ عبد الکریم بن ہوازن القشیری انک ولی المؤمنین من بعدی (اخرجہ الرافعی فی ترجمۃ ابراہیم بن محمد بن عبد اللہ ابو اسحاق الرازی فی کتابہ تاریخ قزوین المسمی بالتدوین والخطیب فی تاریخہ بسندہ ادبسند صحیح والمتقی فی کنز العمال ومحمد صدر عالم فی المعارج العلے) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے علی میں نے تیرے لئے خدا سے پانچ باتوں کا سوال کیا تھا پروردگار نے ایک بات کو نامنظور کیا ہے اور چار باتیں قبول کی ہیں میں نے خدا سے سوال کیا تھا کہ میری اُمت کو تیری امامت پر مجتمع کردے پس خدا نے اس کو نامنظور فرمایا۔ پھر خدا سے میں نے تیرے لئے یہ دعا کی کہ قیامت کو مجھے اور تجھے سب سے پہلے قبر سے اٹھائے میرے پاس لوا حمد ہوگا اور تو اسے میرے سامنے اٹھائیگا۔ اور سب سے پہلے اور پچھلے لوگوں کو ساتھ لیکر جنت کی طرف بڑھیگا خدا نے یہ بات مجھے عطا فرمائی پھر میں نے خدا سے یہ عرض کیا کہ علی دنیا و آخرت میں میرا بھائی ہو خدا نے میری اس عرض کو بھی قبول کیا۔ پھر میں نے دعا کی کہ جنت میں تیرا گھر میرے گھر کے سامنے ہو خدا نے اس کو بھی منظور کیا پھر خدا سے میں نے مانگا کہ تو میرے بعد سب مومنوں کا ولی ہو خدا نے اسے بھی منظور کیا ۔

(۸) عن وہب بن حمزۃ قال قدم بریدۃ من الیمن وکان خرج مع ابن ابی طالب فرای منہ جفوۃ فاخذ یذکر علیا وینتقص من حقہ فبلغ ذلک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ لا تقل ہذا فہو اولی الناس بکم بعدی (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر وابن مندہ وابو نعیم وابن مردویہ وابن الاثیر فی اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابۃ والسیوطی فی جمع الجوامع والمتقی فی کنز العمال) وہب بن حمزہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بریدہ رضی اللہ عنہ جناب امیر علیہ السلام کی معیت میں یمن کو گئے ہوئے تھے وہاں جناب امیر سے انکی شکر رنجی ہوگئی جب واپس آئے تو جناب امیر کی شکایت کرنے لگے یہ بات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوگئی حضرت نے اُن سے ارشاد کیا یہ بات مت کہ علی میرے بعد تم سب کے اولے ہے ۔

(۹) عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخذ بید علی وقال ہذا ولی کل مومن وانا ولیہ (اخرجہ ابو الخیر الحاکمی) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ علی کا ہاتھ پکڑکر فرما رہے تھے کہ یہ ہر ایک مومن کا ولی ہے اور میں اس کا ولی ہوں ۔

(۱۰) عن سمرۃ بن جندب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت نبیہ فعلی ولیہ (اخرجہ الدیلمی) سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس کا میں نبی ہوں پس علی اسکا ولی ہے ۔

جناب امیرؑ سے تولا رکھنے کا ثواب

(۱) عن زید بن ارقم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یحب ان یحیی حیوتی ویموت موتی ویسکن جنۃ الخلد التی وعدنی ربی فان ربی غرس قضبانھا بیدہ فلیتول علی بن ابیطالب فانہ لن یخرجکم من ھدی ولن یدخلکم فی الضلالۃ (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر فی مسند ابن ارقم والحاکم فی المستدرک وابونعیم والدیلمی) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ جو شخص میری جیسی زندگانی کرنا چاہتا ہو اور میری موت سے مرنے کی آرزو رکھتا ہو اور جنت میں رہائش کرنیکا طالب ہو جسکا کہ خدا نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کیونکہ خدا نے اسکی شاخیں اپنے ہاتھ سے لگائی ہیں پس چاہیئے کہ وہ علی بن ابی طالب سے تولا رکھے پس تحقیق وہ تمہیں ہرگز ہدایت سے نہیں نکالے اور تم کو گمراہی میں نہیں ڈالے گا۔

(۲) عن عمار بن یاسر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوحی الی من امن بی وبولایۃ علی ابن ابیطالب فھو معی فی الجنۃ من تولاہ فقد تولانی ومن تولانی فقد تولی اللہ (اخرجہ الدیلمی) عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے وحی آئی ہے کہ جو شخص مجھ پر اور علی کی ولایت پر ایمان لائیگا پس وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا جس نے اس سے تولا رکھی اس نے مجھ سے تولا رکھی اور جس نے مجھ سے تولا رکھی اس نے خدا سے تولا رکھی۔

(۳) عن ابی سعید الخدری وابن عباس قالا فی تفسیر قولہ تعالی وقفوھم انھم مسئولون یوم القیمۃ عن ولایۃ علی ابن ابیطالب (اخرجہ الواحدی فی تفسیرہ والدیلمی) ابوسعید خدری اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں روایت ہے کہ وقفوھم انھم مسئولون جناب امیر کے حق میں وارد ہوئی ہے کہ کھڑا کرو ان لوگوں کو یہی ان سے پوچھنا ہے قیامت کے روز علی کی ولایت ہے۔

(۴) قیل لما حضرت عبد اللہ بن عباس الوفاۃ قال اللھم انی اتقرب الیک بولایۃ علی بن ابی طالب (اخرجہ احمد فی المناقب) کہتے ہیں کہ جب جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو دعا مانگنے لگے اے پروردگار علی کی ولائت کے سبب سے تیرا تقرب چاہتا ہوں۔

جناب امیرؑ کے تولا کے بغیر کوئی صراط سے گذر نہیں سکتا

(۱) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا جمع اللہ الاولین والاخرین یوم القیمۃ ونصب الصراط علی جسر جہنم ما جازھا احد حتی کانت معہ براءۃ بولایۃ علی بن ابیطالب (اخرجہ الحاکمی) جناب امیر علیہ السلام سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب قیامت کو اللہ سبحانہ تعالی سب اگلے پچھلے لوگوں کو جمع کریگا کوئی اس سے علی بن ابی طالب کی ولائت کے پروانہ راہداری کے بغیر نہیں گذر سکیگا۔

[illegible]

(۲) عن الحسن البصری مرفوعا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان یوم القیمۃ یقعد علی ابن ابی طالب علی الفردوس وھو جبل قد علی علی الجنۃ وفوقہ عرش رب العلمین ومن جالس علی کرسی من نور یجری بین یدیہ التسنیم لایجوز احد الصراط الا ومعہ براۃ بولایۃ علی بن ابی طالب وولایۃ اھل بیتہ یشرف علی الجنۃ فیدخل محبیہ الجنۃ ویدخل مبغضیہ النار (اخرجہ الخوارزمی) حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ مرفوعاً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے روز علی بن ابی طالب جنت کے ایک بالا فردوس نام پر جسپر کہ خدا کا عرش ہے نور کی کرسی پر رونق افروز ہوگا اسکے سامنے نہر تسنیم بہتی ہوگی علی بن ابی طالب اور اسکی اہل بیت کی محبت کے راہداری کے پروانہ کے بغیر کوئی صراط پر سے ہوکر نہیں گذر سکیگا وہ جنت میں جہانک کر دیکھیگا۔ اور اپنے دوستوں کو اس میں داخل کرے گا اور اپنے دشمنوں کو دوزخ میں دھکیلے گا۔

(۳) عن قیس بن حازم قال التقی ابوبکر الصدیق وعلی بن ابی طالب فتبسم ابوبکر فی وجہہ فقال لہ علی مالک تبسمت فقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لایجوز الصراط احد الا من کتب لہ علی الجواز (اخرجہ ابن السمان) قیس بن حازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب ابوبکر صدیق حضرت امیر علیہ السلام سے ملے اور جناب امیر کو دیکھکر ہنسنے لگے حضرت امیر علیہ السلام نے پوچھا آپ کیوں ہنستے ہیں ابوبکر کہنے لگے میں نے سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ قیامت کے روز علی کے پروانہ ابداری کے سوا کوئی شخص صراط سے نہیں گذر سکیگا۔

(۴) عن مجاھد عن ابن عباس قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابی طالب یوم القیمۃ علی الحوض لایدخل الجنۃ یوم القیمۃ الا من جاء بجواز من علی بن ابی طالب (اخرجہ ابن المغازلی) مجاہد نے ابن عباس سے کہا اس نے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے دن علی بن ابی طالب حوض پر ہونگے نہ داخل ہوگا جنت میں کوئی جب تک کہ اسکے ہاتھمیں پروانہ راہداری کا نہو حضرت علی بن ابی طالب سے۔

جناب امیر علیہ السلام کا مولائے مومنین ہونا

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ یہ حدیث اسقدر طریق کثیرہ سے روایت ہوئی کہ بعض محدثین نے انکے جمع کرنے میں بڑی بڑی ضخیم جلدیں تحریر کی ہیں۔

(۱) سب سے اول امام ابوجعفر محمد بن جریر بن یزید الطبری المتوفی ۳۱۰ھ صاحب تاریخ الرسل والملوک نے جن کی نسبت حافظ سیوطی کتاب النفیہ میں بیعثہ اللہ علی رأس کل مایۃ لکھتے ہیں قال ابن خزیمۃ ما اعلم علی الارض اعلم من محمد بن جریر اس حدیث کو پچھتر طریقوں سے روایت کرکے ایک مستقل رسالہ لکھا ہے اور اسکا نام کتاب الولایۃ رکھا ہے جس کے کثرت طرق کو دیکھکر حافظ ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں بذیل ترجمہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ فرماتے ہیں الف محمد بن جریر فیہ کتابا ووقفت علیہ فاندھشت لکثرۃ طرقہ یعنی اس حدیث سے متعلق محمد بن جریر طبری نے ایک رسالہ تالیف کیا ہے میں اسکے کثرت طرق کو دیکھکر بیہوش ہوگیا۔

(۲) انکے بعد حافظ ابوالعباس احمد بن محمد بن سعید بن عبدالرحمن بن ابراہیم بن زیاد بن عبداللہ بن عجلان البغدادی

الکوفی المعروف بابن عقدہ نے جن کے علم و فضل کی شہادت حافظ خطیب تاریخ بغداد میں بیان کرتے ہیں ۳۳۲ھ
میں اس حدیث کے متعلق ایک مبسوط رسالہ لکھا ہے اور اس کا نام حدیث الموالاۃ رکھا ہے اور ایک سو اٹھائیس
طریقوں سے اس حدیث کو روایت کیا ہے چنانچہ حافظ ابن حجر صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں حدیث من کنت مولاہ
فعلی مولاہ اخرجہ النسائی والترمذی وکثیر الطرق جدا وقد استوعبھا ابن عقدۃ فی کتاب مفرد وکثیر من
اسانیدھا صحاح وحسان یعنی من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی حدیث کو ترمذی اور نسائی نے روایت کیا ہے اور اسکے
بہت سے طریقے ہیں ابن عقدہ نے ایک کتاب میں اسکے طریقوں کو جمع کیا ہے جس کی سندیں اکثر صحیح اور حسن ہیں۔

(۳) پھر علامہ ابو القاسم عبید اللہ بن عبد اللہ الحسکانی المتوفی ۴۷۰ھ نے اس حدیث کی اسناد کو ایک ضخیم
رسالہ میں جمع کر کے اس کا نام دعاۃ الہداۃ الی اداء حق الموالاۃ رکھا ہے۔

(۴) پھر علامہ ابو سعید مسعود بن ناصر السجزی السجستانی المتوفی ۴۷۷ھ نے اس حدیث کو ایک سو بیس صحابہ
سے روایت کر کے سترہ جز کا رسالہ لکھا اور اس کا نام درایہ حدیث الولایہ کیا۔

(۵) پھر حافظ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد الذہبی المتوفی ۷۴۸ھ نے ایک رسالہ میں اس حدیث کے طریقوں
کو جمع کیا ہے چنانچہ مفتاح کنز الدقائق میں بذیل ترجمہ صحیح عبد اللہ بن الحاکم لکھتے ہیں واما حدیث من کنت
مولاہ فعلی مولاہ فلہ طرق جیدۃ وقد افردت ذلک ایضاً۔

انکے سوا بعض ائمہ حدیث نے اس سے بھی بڑھکر اس حدیث کے طریقوں کے جمع کرنے میں اہتمام کیا ہے چنانچہ ابن کثیر شامی
ابو المعالی جوینی سے نقل کرتے ہیں انہ کان یتعجب ویقول شاھدت مجلدا ببغداد فی ید صحاف فیہ
روایات ھذا الخبر مکتوبا علیہ المجلدۃ الثامنۃ والعشرون من طرق من کنت مولاہ فعلی مولاہ
ویتلوہ المجلد التاسع والعشرون یعنی ابو المعالی جوینی تعجب کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ میں نے بغداد میں صحافوں کے
کے پاس اس حدیث کی روایتوں کے متعلق ایک ضخیم جلد دیکھی اوپر لکھا ہوا تھا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے
طریقوں کے متعلق یہ اٹھائیسویں جلد ہے اسکے بعد انتیسویں جلد لکھی جائیگی۔

ان صحابہ کرام کے نام جن سے یہ حدیث روایت ہوئی ہے

قال ابن العقدۃ فی کتاب الموالاۃ ھذہ اسماء من روی عنھم حدیث یوم الغدیر (۱) ابوبکر الصدیق
(۲) عمر ابن الخطاب (۳) عثمان بن عفان (۴) علی بن ابی طالب (۵) طلحہ بن عبید اللہ (۶) الزبیر بن العوام
(۷) عبد الرحمن بن عوف (۸) سعد بن ابی وقاص (۹) العباس بن عبد المطلب (۱۰) الحسن ابن علی ابن ابیطالب
(۱۱) الحسین بن علی بن ابی طالب (۱۲) عبد اللہ بن العباس (۱۳) عبد اللہ ابن جعفر بن ابی طالب
(۱۴) عبد اللہ بن مسعود (۱۵) عمار بن یاسر (۱۶) ابوذر جندب بن جنادہ (۱۷) سلمان الفارسی (۱۸) سعد
بن زرارہ الانصاری (۱۹) خزیمہ بن ثابت الانصاری (۲۰) ابو ایوب انصاری (۲۱) سہل بن
حنیف الانصاری (۲۲) عثمان بن حنیف (۲۳) حذیفہ بن الیمان (۲۴) عبد اللہ بن عمر (۲۵) البراء بن
عازب الانصاری (۲۶) رفاعہ بن رافع الانصاری (۲۷) سمرہ بن جندب (۲۸) سلمۃ بن الاکوع الاسلمی

(۲۹) زید بن ثابت الانصاری (۳۰) ابو یعلی الانصاری (۳۱) ابو قدامۃ الانصاری (۳۲) سہل بن سعد الانصاری (۳۳) عدی بن حاتم الطائی (۳۴) ثابت بن یزید بن ودیعۃ (۳۵) کعب بن عجرۃ الانصاری (۳۶) ابو الہیثم بن التیہان الانصاری (۳۷) ہاشم بن عتبۃ بن ابی وقاص الزہری (۳۸) المقداد بن عمرو الکندی (۳۹) عمر بن ابی سلمۃ (۴۰) عبد اللہ بن ابی اسید المخزومی (۴۱) عمران بن حصین الخزاعی (۴۲) بریدۃ بن الحصیب الاسلمی (۴۳) ابو سعید الخدری (۴۴) جابر بن عبد اللہ الانصاری (۴۵) جریر بن عبد اللہ البجلی (۴۶) زید بن ارقم الانصاری (۴۷) حذیفۃ بن اسید (۴۸) عمرو بن الحمق الخزاعی (۴۹) زید بن حارثۃ الانصاری (۵۰) مالک بن الحویرث (۵۱) ابو سلیمان جابر بن سمرۃ السوائی (۵۲) عبد اللہ بن ثابت الانصاری (۵۳) حبشی بن جنادۃ السلولی (۵۴) ضمیرۃ الاسدی (۵۵) عبید اللہ بن عازب الانصاری (۵۶) عمرو بن مرۃ (۵۷) عبد اللہ بن ابی اوفی الاسلمی (۵۸) زید بن شراحیل الانصاری (۵۹) عبید اللہ بن بشر المازنی (۶۰) النعمان بن عجلان الانصاری (۶۱) عبد الرحمن بن نعیم الدیلمی (۶۲) ابو الحمراء خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (۶۳) ابو فضالۃ الانصاری (۶۴) عطیۃ بن بشر المازنی (۶۵) عامر بن ابی لیلی الغفاری (۶۶) ابو الطفیل عامر بن واثلۃ الکنانی (۶۷) عبد الرحمن بن عبد رب الانصاری (۶۸) حسان بن ثابت الانصاری (۶۹) سعد بن جنادۃ العوفی (۷۰) عامر بن عمیر العوفی (۷۱) عبد اللہ بن یامیل (۷۲) حبۃ بن جوین العرنی (۷۳) عقبۃ بن عامر الجہنی (۷۴) ابو ذویب الشاعر (۷۵) ابو شریح الخزاعی (۷۶) ابو جحیفۃ وہب بن عبد اللہ السوائی (۷۷) ابو امامۃ الصدی بن عجلان الباہلی (۷۸) عامر بن لیلی بن حمزۃ (۷۹) جندب بن سفیان العلقی البجلی (۸۰) اسامۃ بن حارثۃ الکلبی (۸۱) وحشی بن الحرب (۸۲) قیس بن ثابت بن شماس الانصاری (۸۳) عبد الرحمن بن مدلج (۸۴) حبیب بن بدیل بن ورقاء الخزاعی (۸۵) انس بن مالک الانصاری (۸۶) ابو ہریرۃ الدوسی (۸۷) فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (۸۸) عائشۃ بنت ابی بکر ام المومنین (۸۹) ام سلمۃ ام المومنین (۹۰) ام ہانی بنت ابی طالب (۹۱) فاطمۃ بنت حمزۃ بن عبد المطلب (۹۲) اسماء بنت عمیس الخثعمیۃ (۹۳) جبلۃ بن عمرو الانصاری (۹۴) ابو برزۃ نضلۃ بن عبید الانصاری (۹۵) ابو رافع مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (۹۶) ابو عمرۃ بن عمرو بن محصن الانصاری (۹۷) ناجیۃ بن عمرو الخزاعی (۹۸) ابو زینب بن عوف الانصاری (۹۹) یعلی بن مرۃ ثقفی (۱۰۰) سعید بن سعد بن عبادۃ الانصاری (۱۰۱) ابو سریحۃ الغفاری رضی اللہ عنہم ثم ذکر ابن عقدۃ ثمانیۃ وعشرین رجلا من الصحابۃ لم یذکر اسماءہم یعنی پھر ابن عقدہ نے اور اٹھائیس صحابیوں کا ذکر کیا ہے جن کا نام نہیں بتلایا ✦

اُن ائمہ حدیث کے نام جنہوں نے اس حدیث کی تخریج کی ہے مع سنہ وفات

تنبیہ :- اس حدیث کو بخاری اور مسلم اور دارقطنی اور ابو داؤد کے سوا ہر طبقہ کے محدثین کی ایک جماعت کثیر نے روایت کیا ہے جن کے اسماء مع سنہ وفات درج ذیل ہیں ✦

نمبر شمار	اسماء مخرجین حدیث غدیر	سنہ وفات
۱۱	یحییٰ بن عبداللہ العنبری	سنہ ۳۴۴
۱۲	و علی بن احمد السجزی	سنہ ۳۵۱
۱۳	محمد بن عبداللہ البزاز الشافعی	سنہ ۳۵۴
۱۴	محمد بن حبان البستی	سنہ ۳۵۴
۱۵	سلیمان بن احمد الطبری	سنہ ۳۶۰
۱۶	احمد بن جعفر القطیعی	سنہ ۳۶۸
۱۷	علی بن عمر الدار قطنی	سنہ ۳۸۵
۱۸	عبیداللہ بن عبداللہ المعروف بابن بطہ	سنہ ۳۸۷
۱۹	محمد بن عبدالرحمٰن المخلص الذہبی	سنہ ۳۹۳
۲۰	ابو عبداللہ الحاکم صاحب مستدرک	سنہ ۴۰۰
۱	عبدالملک بن محمد بن ابراہیم الخرکوشی	سنہ ۴۰۷
۲	احمد بن عبدالرحمٰن بن احمد الفارسی الشیرازی	سنہ ۴۰۷
۳	احمد بن موسیٰ بن مردویہ الاصبہانی	سنہ ۴۱۰
۴	احمد بن محمد بن یعقوب ابو علی مسکویہ	سنہ ۴۱۱
۵	احمد بن محمد بن ابراہیم الثعلبی	سنہ ۴۳۰
۶	احمد بن عبداللہ ابو نعیم الاصبہانی	سنہ ۴۳۰
۷	اسمٰعیل بن علی بن حسین بن زنجویہ الرازی المعروف بابن السمان	سنہ ۴۴۵
۸	احمد بن حسین بن علی البیہقی	سنہ ۴۵۸
۹	یوسف بن عبداللہ المعروف بابن عبدالبر النمری القرطبی صاحب الاستیعاب	سنہ ۴۶۳
۱۰	احمد بن علی المعروف بالخطیب البغدادی	سنہ ۴۶۳
۱۱	علی بن احمد ابو الحسن الواحدی	سنہ ۴۶۸
۱۲	... بن ناصر السجستانی	سنہ ۴۷۷
۱۳	علی بن محمد الجلابی المعروف بابن المغازلی	سنہ ۴۸۳
۱۴	عبیداللہ بن ابو القاسم الحسکانی	سنہ
۱۵	علی بن الحسن بن الحسین الخلعی	سنہ ۴۹۲

نمبر شمار	اسماء مخرجین حدیث غدیر	سنہ وفات
۱	امام محمد غزالی رحمہ	سنہ ۵۰۵
۲	الحسین بن مسعود البغوی	سنہ ۵۱۶
۳	رزین بن معاویہ العبدری	سنہ ۵۳۵
۴	احمد بن محمد العاصمی	سنہ
۵	محمود بن عمر الزمخشری صاحب الکشاف	سنہ ۵۳۸
۶	محمد بن علی بن ابراہیم النطنزی	سنہ
۷	عبدالکریم بن محمد بن ابو سعید المروزی السمعانی	سنہ ۵۶۲
۸	موفق بن احمد ابو المؤید المعروف باخطب خوارزم	سنہ ۵۶۸
۹	عمر بن محمد بن خضر الاردبیلی المعروف بالملا	سنہ ۵۷۰
۱۰	علی بن الحسن بن ہبۃ اللہ المعروف بابن عساکر الدمشقی	سنہ ۵۷۱
۱۱	محمد بن عمر بن احمد بن ... المدینی الاصبہانی	سنہ ۵۸۱
۱۲	فضل اللہ بن ابی سعید الحسنی التورپشتی	سنہ
۱۳	اسعد بن محمود بن خلف ابو الفتوح العجلی	سنہ ۶۰۰
۱	امام محمد بن عمر الملقب بفخر الدین رازی صاحب تفسیر کبیر	سنہ ۶۰۶
۲	مبارک بن محمد بن محمد ابو السعادات المعروف بابن الاثیر الجزری	سنہ ۶۰۶
۳	علی بن محمد بن محمد بن عبدالکریم الجزری ابو الحسن المعروف بابن الاثیر	سنہ ۶۳۰
۴	محمد بن عبدالواحد المقدسی الحنبلی	سنہ ۶۴۳
۵	محمد بن طلحہ النصیبی	سنہ ۶۵۲
۶	یوسف بن محمد ابو الحجاج البلوی المعروف بابن الشیخ	سنہ
۷	یوسف بن قزغلی سبط ابن الجوزی	سنہ ۶۵۴
۸	محمد بن یوسف الکنجی الشافعی	سنہ ۶۵۸
۹	عبدالرزاق بن رزق اللہ الرسعنی	سنہ ۶۶۱

نمبر شمار	اسماء مخرجین حدیث غدیر	وفات سنہ
۱۰	یحییٰ بن شرف النووی	سنہ ۶۷۶
۱۱	احمد بن عبداللہ محب الدین الطبری المکی	سنہ ۶۹۴
۱۲	ابراہیم بن عبداللہ الوصابی الیمنی الشافعی	سنہ
۱۳	محمد بن احمد الفرغانی	سنہ ۶۹۹
۱	ابراہیم بن محمد الحموینی	سنہ ۷۲۲
۲	احمد بن محمد بن احمد علاء الدولہ السمنانی	سنہ ۷۳۶
۳	یوسف بن عبدالرحمٰن المزی	سنہ ۷۴۲
۴	محمد بن احمد الذہبی	سنہ ۷۴۸
۵	حسن بن حسین نظام الدین الاعرج النیشاپوری صاحب التفسیر	سنہ
۶	محمد بن عبداللہ ولی الدین الخطیب التبریزی	سنہ
۷	عمر بن مظفر بن عمر ابوحفص المعری الحلبی الشہیر بابن الوردی	سنہ ۷۴۹
۸	احمد بن عبدالقادر بن مکتوم تاج الدین القیسی النحوی	سنہ ۷۴۹
۹	محمد بن یوسف الزرندی	سنہ ۷۵۳
۱۰	محمد بن مسعود الکازرونی	سنہ ۷۵۸
۱۱	عبداللہ بن اسعد الیمنی الیافعی	سنہ ۷۶۸
۱۲	اسمٰعیل بن عمر الدمشقی المعروف بابن کثیر	سنہ ۷۷۴
۱۳	عمر بن الحسن ابوحفص المراغی	سنہ ۷۷۸
۱۴	علی بن شہاب الدین الہمدانی	سنہ ۷۸۶
۱۵	محمد بن عبداللہ بن احمد المقدسی	سنہ ۷۸۹
۱	محمد بن محمد المعروف بخواجہ پارسا	سنہ ۸۲۲
۲	محمد بن محمد شمس الدین الجزری صاحب حصن حصین	سنہ ۸۳۳
۳	احمد بن علی بن عبدالقادر المقریزی	سنہ ۸۴۵
۴	شہاب الدین بن شمس الدین دولت آبادی	سنہ ۸۴۹
۵	احمد بن علی بن محمد المعروف بابن حجر العسقلانی	سنہ ۸۵۲

نمبر شمار	اسماء مخرجین حدیث غدیر	وفات سنہ
۶	علی بن محمد بن احمد المعروف بابن الصباغ المالکی	سنہ ۸۵۵
۷	محمد بن احمد العینی الحنفی شارح بخاری	سنہ ۸۵۵
۸	حسین بن معین الدین الیزدی المیبذی	سنہ ۸۷۰
۹	عبداللہ بن عبدالرحمٰن المشہور باصیل الدین محدث	سنہ ۸۸۳
۱۰	فضل الدین روزبہان بن فضل اللہ الخنجی الشیرازی	سنہ

دسویں صدی

نمبر شمار	اسماء مخرجین حدیث غدیر	وفات سنہ
۱	علی بن عبداللہ نور الدین السمہودی الشافعی	سنہ ۹۱۱
۲	عبدالرحمٰن بن ابی بکر المعروف بجلال الدین السیوطی	سنہ ۹۱۱
۳	عطاء اللہ بن فضل اللہ الشیرازی المعروف بجمال الدین محدث	سنہ
۴	عبدالوہاب بن محمد بن رفیع الدین احمد	سنہ ۹۳۳
۵	احمد بن محمد بن علی بن احمد الہیتمی المکی	سنہ ۹۷۳
۶	علی بن حسام الدین المتقی صاحب کنز الاعمال	سنہ ۹۷۵
۷	محمد طاہر الفتنی صاحب مجمع البحار	سنہ ۹۸۱
۸	میرزا مخدوم بن عبدالباقی	سنہ ۹۹۵

گیارہویں صدی

نمبر شمار	اسماء مخرجین حدیث غدیر	وفات سنہ
۱	علی بن سلطان محمد الہروی المعروف بملا علی قاری	سنہ ۱۰۱۴
۲	محمد بن عبدالرؤف بن تاج العارفین المناوی	سنہ ۱۰۳۱
۳	الشیخ [illegible] العیدروس الیمنی	سنہ ۱۰۳۸
۴	محمود بن محمد بن علی الشیخانی القادری المدنی	سنہ
۵	علی بن ابراہیم بن احمد بن علی بن نور الدین الحلبی	سنہ ۱۰۴۴

نمبر شمار	اسمائے مخرجین حدیث غدیر	سنہ وفات	نمبر شمار	اسمائے مخرجین حدیث غدیر	سنہ وفات
۶	احمد بن الفضل بن محمد باکثیر المکی	سنہ ۱۰۴۷	۶	محمد بن اسمعیل بن صلاح الامیر الیمانی الصنعانی	سنہ ۱۱۸۲
۷	الشیخ عبد الحق محدث الدہلوی	سنہ ۱۰۵۲			
۸	محمد بن محمد المصری	سنہ	۷	محمد بن علی الصبان	سنہ
۹	محمد بن معتمد الدین جعفر الملقب محبوب عالم	سنہ	۸	ابراہیم بن مرعی بن عطیہ الشبرخیتی المالکی	سنہ
۱۰	صالح بن مہدی المقبلی	سنہ	۹	احمد بن عبد القادر العجیلی	سنہ
۱	محمد بن عبد الرسول البرزنجی المدنی	سنہ ۱۱۳۰	۱۰	مولانا رشید الدین خان الدہلوی	سنہ
۲	حسام الدین بن محمد بایزید السہارنفوری	سنہ	۱۱	مولوی محمد مبین لکھنوی	۰
۳	میرزا محمد بن معتمد خان البدخشانی	سنہ	۱۲	محمد سالم البخاری الدہلوی	۰
۴	محمد صدر عالم صاحب	سنہ	۱۳	مولوی ولی احمد لکھنوی	۰
۵	مولانا شاہ ولی اللہ بن عبد الرحیم محدث دہلوی	سنہ ۱۱۷۶	۱۴	مولوی حیدر علی فیض آبادی صاحب منتہی الکلام	۰

حدیث غدیر کا صحیح بلکہ متواتر ہونا

(۱) قال میرزا محمد معتمد خان فی نزل الابرار بعد ذکر حدیث الغدیر ھذا حدیث صحیح مشہور لم یتکلم فی صحتہ الا متعصب جاحد لا اعتبار بقولہ میرزا محمد معتمد خان نزل الابرار میں حدیث غدیر کے ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔ یہ حدیث صحیح و مشہور ہے اسکی صحت میں متعصب منکر کے سوا کسی نے کلام نہیں کیا اور ایسے شخص کی بات کا اعتبار نہیں ہے۔

(۲) قال شمس الدین محمد بن محمد الجزری صاحب الحصن الحصین فی اسنی المطالب فی ذکر حدیث الغدیر۔ ولا عبرۃ بمن حاول تضعیفہ ممن لا اطلاع لہ فی ھذا العلم شمس الدین محمد بن محمد الجزری صاحب حصن حصین اسنی المطالب میں بذیل ذکر حدیث غدیر لکھتے ہیں کہ اس حدیث کی تضعیف کرنیوالے کا اعتبار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اسکو اس علم حدیث میں کچھ بھی خبر نہیں ہے۔

(۳) قال الذہبی فی تذکرۃ الحفاظ واما حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ فلہ طرق جیدۃ وقد افردت ذلک ایضاً حافظ ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں بذیل ترجمہ عبد اللہ الحاکم صاحب مستدرک لکھتے ہیں کہ حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کیلئے بہت سے طریق عمدہ ہیں جنکے لئے ایک مستقل رسالہ میں اسکی تفریق کی ہے۔

(۴) قال الملا علی قاری فی المرقاۃ ان ھذا حدیث صحیح لا مریۃ فیہ بل بعض الحفاظ عدہ متواتر ملا علی قاری مشکوۃ کی شرح مرقاۃ میں لکھتے ہیں بے شک یہ حدیث صحیح ہے جس میں کسی طرح کا شبہ نہیں ہے بلکہ بعض حفاظ حدیث نے اس کو متواترات سے شمار کیا ہے۔

(۵) قال جمال الدین عطاء اللہ بن فضل اللہ بن عبد الرحمن الشیرازی النیشاپوری فی الاربعین

ھذا الحدیث متواتر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم رواہ جمع کثیر وجم غفیر من الصحابۃ۔ حافظ جمال الدین عطاء اللہ بن فضل اللہ بن عبدالرحمن شیرازی نیشاپوری اربعین میں لکھتے ہیں یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر روایت ہوئی ہے ایک جماعت کثیر اور بڑے گروہ نے اس کو روایت کیا ہے ۔

(۶) قال العلامۃ ضیاء الدین صالح بن المھدی المقبلی فی کتابہ المسمی بالابحاث المسددۃ فی فنون المتعددۃ ومن ذٰلک ما ورد فی حق علی فی الجنۃ وھو علی حدتہ متواتر معنی واشھر روایۃ حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ علامہ ضیاء الدین صالح بن المھدی المقبلی کتاب ابحاث مسددہ میں لکھتے ہیں اسی حدیث کی قسم میں سے وہ حدیث جو جناب امیر کے قطعی جنتی ہونے کی نسبت وارد ہوئی ہے جو اپنی حد میں معنی متواتر ہے اور حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ ان احادیث میں سے ہے جو معنی نہایت صحیح اور روایتہ نہایت مشہور ہیں ۔

(۷) قال عبدالرؤف المناوی فی التیسیر من کنت مولاہ فعلی مولاہ اخرجہ احمد وغیرہ ورجال احمد ثقات بل قال المؤلف حدیث متواتر وھکذا ذکرہ علی بن احمد بن نور الدین محمد بن ابراھیم العزیزی فی سراج المنیر عبدالرؤف المناوی تیسیر شرح جامع صغیر مصنفہ سیوطی میں لکھتے ہیں حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ محدثین نے روایت کیا ہے اور امام احمد کے تمام راوی ثقہ ہیں بلکہ مولف جامع صغیر کہتے ہیں کہ یہ حدیث متواتر ہے اور علی بن احمد بن نور الدین محمد بن ابراہیم العزیزی نے بھی سراج المنیر شرح جامع صغیر میں اسکا اسی طرح سے ذکر کیا ہے ۔

(۸) وھذا الحدیث اخرجہ السیوطی فی الفوائد المتکاثرۃ فی الاخبار المتواترۃ وفی الازھار المتناثرۃ فی الاخبار المتواترۃ وعلی المتقی فی مختصر قطف الازھار اس حدیث کو علامہ جلال الدین سیوطی نے فوائد متکاثرہ اور ازہار متناثرہ میں لکھا ہے اور علی متقی نے مختصر قطف الازہار میں لکھا ہے اور ان کتابوں کے مصنفوں نے احادیث متواترہ کے جمع کرنے کا التزام کیا ہے ۔

(۹) قال الحافظ نور الدین علی بن ابراھیم بن علی الحلبی الشافعی فی کتابہ المسمی بانسان العیون فی سیرۃ الامین المامون ھذا الحدیث صحیح ورد باسانید صحاح وحسان ولا التفات عن قدح فی صحتہ کابی داؤد وابی حاتم الرازی۔ حافظ نور الدین علی بن ابراہیم بن علی الحلبی انسان العیون میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اسانید صحاح اور حسان سے روایت ہوئی ہے ابو داؤد اور ابو حاتم رازی کے اقوال جنہوں نے اس حدیث میں قدح کی ہے التفات کے قابل نہیں ہے ۔

(۱۰) قال احمد بن محمد العاصمی فی زین الفتی ھذا الحدیث تلقتہ الامۃ بالقبول وھو موافق الاصول۔ حافظ احمد بن محمد العاصمی زین الفتی میں لکھتے ہیں اس حدیث کو امت نے قبول کیا ہے اور یہ حدیث اصول کے بالکل مطابق ہے ۔

(۱۱) قال الحافظ محمود بن محمد بن علی الشیخانی القادری المدنی فی الصراط السوی قال حافظ الذھبی ھذا حدیث حسن اتفق علی ما ذکرنا جمھور اھل السنۃ والجماعۃ۔ حافظ محمود بن محمد بن علی الشیخانی القادری المدنی صراط السوی میں لکھتے ہیں کہ حافظ ذہبی کا قول ہے کہ یہ حدیث حسن ہے اور جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے اس پر جمہور اہل سنت وجماعت کا اتفاق ہے ۔

(۱۲) قال الحافظ ابو القاسم الفضل بن محمد هذا حديث صحيح عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وقد روى عن نحو مائة نفس منهم العشرة وهو ثابت لا اعرف له علة تفرد علي رضي الله عنه بهذه الفضيلة لم يشركه احد (اخرجه الفقيه ابن المغازلي في المناقب) حافظ ابو القاسم فضل بن محمد کہتے ہیں کہ یہ حدیث آنحضرت سے بنا بر صحت کیساتھ روایت ہوئی ہے اور سو آدمیوں نے اس حدیث کو حضور سے روایت کیا ہے جن میں عشرہ مبشرہ بھی ہیں اور کوئی علت اسمیں نہیں پائی جاتی علی اس فضیلت میں تنہا ہیں کوئی صحابی اس میں آپکا شریک نہیں ہے ✤

(۱۳) قال الحافظ ابن حجر حديث من كنت مولاه فعلي مولاه اخرجه الترمذي والنسائي وهو كثير الطرق جدا وقد استوعبها ابن عقدة في كتاب مفرد وكثير من اسانيدها صحاح وحسان (صواعق محرقه) خاتم المحدثین ابن حجر صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی حدیث کو ترمذی و نسائی رحمہما اللہ نے روایت کیا ہے اور اس حدیث کے طریقے کثرت سے ہیں ابن عقدہ نے ایک مستقل کتاب میں انکو جمع کیا ہے اور اسکی اکثر سندیں صحیح اور حسن ہیں ✤

(۱۴) قال الشيخ عبد الحق في اللمعات هذا حديث صحيح لا مرية فيه وقد اخرجه جماعة كالترمذي والنسائي واحمد وطرقه كثيرة جدا رواه ستة عشر صحابيا وفي رواية احمد انه سمعه من النبي صلى الله عليه وسلم ثلاثون صحابيا وشهدوا به لعلي لما نوزع في ايام خلافته وكثير من اسانيده صحاح وحسان ولا التفات لمن قدح في صحته شیخ عبد الحق محدث دہلوی لمعات شرح مشکوۃ میں لکھتے ہیں یہ صحیح حدیث ہے اسمیں کسی طرح کا شبہ نہیں ہے اور محدثین کی ایک جماعت جیسے کہ ترمذی اور نسائی اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم نے اسکی تخریج کی ہے اس حدیث کے بہت سے طریق ہیں سولہ صحابیوں نے اسکو روایت کیا ہے اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت میں ہے کہ اسکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے تیس صحابہ نے سنا ہے۔ اور جب اپنے ایام خلافت میں امیر علیہ السلام سے تنازع کیا تو ان لوگوں نے اس حدیث کی گواہی دی تھی اور اس کی سندیں اکثر صحیح اور حسن ہیں اور جس شخص نے کہ اس کی صحت میں کلام کیا ہے اسکے قول کا اعتبار نہیں ✤

(۱۵) قال ميرزا مخدوم بن مير عبد الباقي في نواقض الروافض فان تسالني عن حديث الغدير المتواتر ذكرت الملخص الذي ذكره مفيد هم میرزا مخدوم ابن میر عبد الباقی نواقض الروافض میں لکھتے ہیں اگر تو مجھ سے حدیث غدیر متواتر کی نسبت سوال کرے تو میں تجھسے اسکا ملخص بیان کرتا ہوں ✤

(۱۶) قال محمد بن اسمعيل بن صلاح الامير اليماني الصنعاني كتاب روضة الندية وحديث غدير متواتر عند اكثر ائمة الحديث محمد بن اسمعیل صلاح الامیر یمنی الصنعانی کتاب روضۃ الندیہ میں تحریر کرتے ہیں کہ حدیث غدیر اکثر ائمہ کے نزدیک متواتر ہے ✤

(۱۷) قال محمد صدر عالم في معارج العلى ثم اعلم ان حديث الموالاة متواتر عند السيوطي كما ذكره في قطف الازهار فاردت ان اسوق طرقه ليتضح التواتر فاقول اخرج احمد والحاكم عن ابن عباس وابن ابي شيبة واحمد عنه عن بريدة واحمد وابن ماجة عن البراء والطبراني وابن جرير وابو نعيم عن جندب الانصاري وابن قانع عن حبشي بن جنادة والترمذي عنه وقال حسن غريب والنسائي والطبراني والضياء

المقدسی عن ابی الطفیل وعن زید بن ارقم وحذیفۃ بن اسید الغفاری وابن ابی شیبۃ والطبرانی عن ابی ایوب وابن ابی شیبۃ وابن ابی عاصم والضیاء عن سعد بن ابی وقاص والشیرازی فی الالقاب عن عمر والطبرانی عن مالک بن الحویرث وابو نعیم فی فضائل الصحابۃ عن یحیی بن جعدۃ وعن زید بن ارقم وابن عقدۃ فی کتاب الموالاۃ عن حبیب بن بدیل بن ورقاء وقیس بن ثابت وزید بن شراحیل الانصاری واحمد عن علی وثلثۃ عشر رجلا وابن ابی شیبۃ عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ مولانا محمد صدر عالم جامع المناقب میں تحریر کرتے ہیں آگاہ ہو کہ حدیث مولاۃ حافظ سیوطی علیہ الرحمۃ کے نزدیک متواترات میں سے ہے جیسا کہ حافظ موصوف قطف الازہار میں لکھتے ہیں اس حدیث کے طریقوں کو شمار کرتے دکھاتا ہوں تاکہ اس کا متواتر ہونا واضح ہو جائے۔ پس میں کہتا ہوں کہ امام احمد اور حاکم ابن عباس سے اور ابن ابی شیبہ اور احمد ابی ایوب اور بریدہ سے احمد اور ابن ماجہ براء بن عازب سے اور طبرانی اور ابن جریر اور ابو نعیم جندب الانصاری سے اور ابن قانع حبشی ابن جنادہ سے اور ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حدیث اقسام حسن اور غریب میں سے ہے۔ اور نسائی اور طبرانی اور ضیاء مقدسی ابو طفیل سے اور زید بن ارقم اور حذیفہ بن اسید الغفاری سے اور ابن ابی شیبہ اور طبرانی ابو ایوب سے اور ابن ابی شیبہ اور ابن ابی عاصم اور ضیاء سعد بن ابی وقاص سے اور شیرازی القاب میں جناب عمر بن الخطاب سے اور طبرانی مالک ابن الحویرث سے اور ابو نعیم فضائل الصحابہ میں یحیی بن جعدہ سے اور زید بن ارقم سے اور ابن عقدہ کتاب الموالات میں حبیب بن بدیل بن ورقا اور قیس بن ثابت اور زید بن شراحیل الانصاری سے اور احمد جناب امیر اور دیگر تیرہ صحابیوں سے اور ابن ابی شیبہ جابر سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کا میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے۔

(۱۸) قاضی ثناء اللہ پانی پتی سیف المسلول میں لکھتے ہیں۔ این حدیث بسبب تواتر رسیدہ واز سی و نہ صحابہ از سیدنا علی وابو ایوب وزید بن ارقم و براء بن عازب وعمرو بن مرہ وابو ہریرہ وابن عباس وعمارہ بن بریدہ وسعد بن ابی وقاص وابن عمر وانس وجریر بن عبد اللہ البجلی ومالک بن الحویرث وابو سعید الخدری وطلحہ وابو الطفیل وحذیفہ بن اسید وغیرہ مروی گشتہ وجمہور محدثین این حدیث را در صحاح وسنن ومسانید روایت کردہ اند۔

اگرچہ اس حدیث کے تمام طرق کا احصاء مشکل ہے مگر تیمناً چند طریق پر اقتصار کیا جاتا ہے

(۱) عن بریدۃ رضی اللہ عنہ قال غزوت مع علی الیمن فرأیت منہ جفوۃ فلما قدمت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکرت علیا فتنقصتہ فرأیت وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتغیر فقال یا بریدۃ الست اولی بالمؤمنین من انفسہم قلت بلی یا رسول اللہ قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ (اخرجہ احمد فی المسند والمناقب والترمذی والنسائی والطبرانی وابن جریر وابو نعیم وابن حبان والحاکم والحافظ ابی عبد اللہ محمد بن اسمعیل بن عبد اللہ الاصبہانی المشہور بابن سمویہ والفقیہ ابن المغازلی والسیوطی فی جامع الصغیر والمتقی فی کنز الاعمال) بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں جناب امیر کے ساتھ یمن میں غزا کرنے کو گیا ان سے مجھے شکر رنجی ہوئی جب میں واپس آیا تو میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انکی شکایت کرنے لگا میں نے دیکھا کہ حضرت کا چہرہ اقدس

تغییر ہو گیا ہے پھر آپ نے ارشاد کیا اے بریدہ کیا میں تمام مومنوں کی جان سے اولی نہیں ہوں میں نے عرض کیا بے شبہ حضور اولے ہیں پھر فرمایا جس کا میں مولا ہوں پس علی اسکا مولا ہے ❖

(۲) **عن** زید بن ارقم قال لما حج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع وعاد قاصدا المدینۃ قام بغدیر خم وھو ماء بین مکۃ والمدینۃ وذلک فی الیوم الثالث عشر من ذی الحجۃ فقال ایہا الناس انی مسئول انتم مسئولون ھل بلغت قالوا نشہد انک قد بلغت ونصحت ثم قال ایہا الناس الیس تشہدون ان لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ قالوا نشہد ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ قال وانا اشہد مثل ما شہدتم ثم قال ایہا الناس قد خلفت فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی کتاب اللہ واھل بیتی الا وانہ اللطیف الخبیر اخبرنی انہما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض وسعۃ حوضی ما بین بصری وصنعاء عدد آنیتہ عدد النجوم ان اللہ سائلکم کیف خلفتمونی فی کتاب اللہ واھل بیتی ثم قال ایہا الناس من اولی الناس بالمومنین من انفسہم قالوا اللہ ورسولہ یقول ذلک ثلث مرات ثم قال فی الرابعۃ واخذ بید علی اللہم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ یقولہا ثلاث مرات ثم قال الا فلیبلغ الشاہد منکم الغائب (اخرجہ ابن الشہابیہ الزہری واحمد فی المسند وابن جریر وابونعیم والنسائی فی الخصائص والضیاء المقدسی وابن ابی شیبۃ والسیوطی فی جامع الصغیر ملخصا ف یسیر) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلعم حجۃ الوداع سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ واپس ہوئے اور غدیر خم پر مقام کیا جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے اس روز ذی الحجہ کی تیرھویں تاریخ تھی حضرت نے فرمایا اے لوگو مجھ سے پوچھا جائیگا اور تم سے بھی پوچھا جائیگا کیا میں نے تم کو خدا کا پیغام پہنچایا یا نہیں لوگوں نے عرض کیا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے پہنچایا ہے اور نصیحت کا حق ادا کیا ہے حضرت نے فرمایا میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ میں نے پہنچایا ہے اور نصیحت کرنے کا حق تو ادا کر دیا ہے پھر ارشاد کیا اے لوگو کیا تم گواہی نہیں دیتے ہو کہ سوا خدا کے کوئی معبود برحق نہیں ہے اور میں خدا کا رسول ہوں تمام حاضرین نے عرض کیا ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک سوا خدا کے کوئی معبود برحق نہیں ہے اور آپ خدا کے رسول ہیں حضرت نے فرمایا میں بھی تمہاری گواہی پر گواہی دیتا ہوں پھر فرمایا اے لوگو میں تم میں اپنے پیچھے دو چیزیں چھوڑتا ہوں اگر تم نے ان سے تمسک کیا تو میرے بعد تم ہرگز گمراہ نہیں ہوگے۔ وہ خدا کی کتاب اور میرے اہل بیت ہیں۔ خدائے مہربان خبر دینے والے نے مجھے خبر دی ہے کہ جب تک وہ دونوں حوض پر وارد نہ ہوں ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگے میرے حوض کی وسعت ایسی ہے جس طرح سے کہ بصری کا مقام اور صنعا میں۔ اسکے پیالے آسمان کے ستاروں کی گنتی کے موافق ہیں بتحقیق خدا تم سے پوچھنے والا ہے تم نے میرے بعد خدا کی کتاب اور میرے اہل بیت کے ساتھ کیا برتاؤ کیا ہے۔ پھر فرمایا اے لوگو مومنین کی جانوں سے کون زیادہ انکے لیے اولی بالتصرف ہے تمام حاضرین نے عرض کیا خدا اور اسکا رسول۔ یہ بات حضرت نے تین دفعہ فرما کر چوتھی دفعہ حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد کیا اے میرے پروردگار جسکا میں مولا ہوں اسکا علی مولا ہے اے میرے پروردگار دوست رکھ اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھ اسے جو اسے دشمن رکھے تین دفعہ کہکر ارشاد کیا تم حاضرین کو چاہئے کہ غائبین تک یہ پہونچا دیں ❖

(۳) **عن** عامر بن لیلیٰ قال لما صدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حجۃ الوداع ولم یحج غیرھا اقبل

حتی کان بالجحفۃ نھی عن سمرات متقاربات بالبطحاء ان ینزل تحتھن احد حتی اذا اخذ القوم منازلھم ارسل فقم ما تحتھن حتی اذا ثوب بالصلوۃ صلوۃ الظھر عمد الیھن وذالک یوم غدیر خم ثم بعد فراغہ من الصلوۃ قال ایھا الناس انی قد نبانی اللطیف الخبیر انہ لن یعمر نبی الا نصف عمر النبی الذی کان قبلہ وانی لا اظنہ بانی ادعی فاجیب وانی مسئول وانتم مسئولون ھل بلغت فما انتم قائلون قالوا نقول قد بلغت وجھدت ونصحت فجزاک اللہ خیرا فقال تشھدون ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ وعبدہ وان جنتہ حق وان نارہ حق والبعث بعد الموت حق قالوا بلی نشھد قال اللھم اشھد قال ایھا الناس الا تسمعون الا فان اللہ مولائی وانا اولی بکم من انفسکم الا ومن کنت مولاہ فعلی مولاہ واخذ بید علی فرفعھا حتی نظرہ القوم ثم قال اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ (اخرجہ الطبرانی والحافظ ابو الفتوح السعدی الشافعی) عامر بن لیلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے واپس ہوئے اور اسکے بعد پھر آپ نے حج نہیں کیا یہانتک کہ جحفہ میں پہونچے لوگوں کو کنکریلی زمین میں ببول کے درختوں کے جھنڈ کے نیچے فروکش ہونے سے منع فرمایا۔ جب لوگ اپنے اپنے مقام پر جا اترے حضور نے ان درختوں کے نیچے جھاڑو دلائی اور نماز ظہر کیلئے اٹھے اور ان درختوں کے نیچے تشریف لائے اور یہ غدیر خم کا دن مشہور ہوگیا ہے پھر آپ نے نماز سے فارغ ہوکر فرمایا اے لوگو مجھے میرے پروردگار نے اطلاع کیا ہے کہ ہر ایک نبی اپنے پہلے نبی کی عمر سے نصف عمر پاتا چلا آیا ہے میں گمان کرتا ہوں کہ مجھے بلایا جائیگا اور میں خدا کی دعوت کی اجابت کرونگا۔ میں بھی پوچھا جاؤنگا اور تم بھی پوچھے جاؤ گے کیا میں نے خدا کا پیغام پہونچا دیا ہے۔ پھر تم کیا جواب دوگے لوگوں نے عرض کیا ہم کہینگے کہ آپ نے خدا کا پیغام پہونچا دیا ہے اور نہایت کوشش کی ہے اور نصیحت کا حق ادا کیا ہے خدا آپکو جزائے خیر عطا کرے پھر سرکار نے ارشاد کیا کہ کیا تم اسکی گواہی دیتے ہو کہ خدا کے سوا کوئی معبود حق نہیں ہے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اسکے رسول اور بندہ ہیں اور جنت اور دوزخ حق ہے اور مرنے کے بعد پھر جینا حق ہے سب نے عرض کیا ہاں ہم لوگ گواہی دیتے ہیں پھر حضرت نے فرمایا اے خدا گواہ رہیو پھر ارشاد کیا اے لوگو کیا تم نہیں سنتے کہ میرا مولا خدا ہے اور میں تم لوگوں کیلئے تمہاری جانوں سے اولے ہوں پس جس کا میں ہوں علی اوس کا مولا ہے اور علی کا ہاتھ پکڑ کر اٹھا لیا یہانتک کہ تمام قوم کے لوگوں نے ان کو اچھی طرح سے دیکھا۔ پھر دعا کی اے میرے پروردگار دوست رکھیو اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھیو اسے جو اسے دشمن رکھے ؛

(۲) عن حذیفۃ بن اسید الغفاری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطب بغدیر خم تحت شجرۃ فقال ایھا الناس انی قد نبانی اللطیف الخبیر انہ لم یعمر نبی الا نصف عمر الذی یلیہ من قبلہ وانی قد یوشک ان ادعی فاتا اجیب وانی مسئول وانکم مسئولون فماذا انتم قائلون قالوا نشھد انک قد بلغت وجھدت ونصحت فجزاک اللہ خیرا فقال الیس تشھدون ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ وان جنتہ حق ونارہ حق وان الموت حق وان البعث بعد الموت حق وان الساعۃ اتیۃ لاریب فیھا وان اللہ یبعث من فی القبور قالوا بلی نشھد بذلک قال اللھم اشھد ثم قال ایھا الناس اللہ مولائی وانا مولی المومنین وانا اولی بھم من انفسھم فمن کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من

ووال من والاه وعاد من عاداه ثم قال يا ايها الناس اني فرطكم وانكم واردون علي الحوض حوض اعرض
ما بين بصرى الى صنعاء فيه عدد النجوم قدحان من فضة واني سائلكم حين تردون علي عن
الثقلين فانظروا كيف تخلفوني فيهما الثقل الاكبر كتاب الله عز وجل سبب طرفه بيد الله وطرفه
بايديكم فاستمسكوا به لا تضلوا ولا تبدلوا وعترتي اهل بيتي وانه قد نبأني اللطيف الخبير انهما
لن ينقضيا حتى يردا علي الحوض (اخرجه الحكيم الترمذي في نوادر الاصول والطبراني بسند صحيح

حذیفہ بن اسید الغفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم میں ایک خطبہ
پڑھا اور فرمایا اے لوگو مجھے پروردگار نے اعلام کیا ہے کہ کسی نبی نے عمر نہیں پائی مگر اپنے پہلے نبی کی عمر سے بقدر
نصف کے اب تحقیق گمان کیا جاتا ہے کہ مجھے بلایا جائیگا اور میں خدا کی دعوت کو اجابت کرونگا مجھے پوچھا جائیگا اور
تم بھی پوچھے جاؤگے پس تم کیا کہوگے حاضرین نے عرض کیا ہم گواہی دینگے کہ آپ نے خدا کا پیغام پہونچا دیا ہے اور کوشش
کی ہے اور نصیحت ادا کی ہے پس خدا آپ کو جزائے خیر عطا کرے پھر حضرت نے فرمایا کیا تم گواہی نہیں دیتے ہو کہ خدا کے سوا
کوئی معبود برحق نہیں اور تحقیق محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسکے بندہ اور رسول ہیں اور خدا کا بہشت حق ہے اور دوزخ
حق ہے اور مرنا حق ہے اور مرکر جی اٹھنا حق ہے اور بے شک قیامت آنیوالی ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں اور بے شک خدا
قبر کے مردوں کو زندہ کرنیوالا ہے۔ حاضرین نے کہا ہاں ہم ان امور کی گواہی دیتے ہیں۔ سرکار نے فرمایا اے پروردگار گواہ
رہیو پھر ارشاد کیا اے لوگو تحقیق میرا مولا اللہ ہے اور میں مومنوں کا مولا ہوں اور ان کے لئے ان کی جانوں سے اولی بالتصرف ہوں پس جسکا
میں مولا ہوں پس علی اوسکا مولا ہے اے میرے پروردگار دوست رکھیو اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھیو اسے جو اسے دشمن رکھے
پھر ارشاد کیا اے لوگو میں تمہارے آگے جانیوالا ہوں۔ اور تم میرے حوض پر وارد ہونیوالے ہو۔ وہ حوض اس سے زیادہ عریض ہے جو
میری نگاہ کے منتہا صنعا تک ہے اور ستاروں کی تعداد کے موافق اسپر پیالے چاندی کے رکھے ہوئے ہیں جب تم میرے پاس آؤگے تو میں
تم سے دو بھاری چیزوں کی نسبت پوچھنے والا ہوں دیکھو میرے بعد تم ان دونوں سے کیا سلوک کروگے پہلی بڑی چیز
خدا تعالیٰ کی کتاب ہے جسکی رسی کا ایک سرا تمہارے خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا سرا تمہارے ہاتھوں میں ہے تم اس کو مضبوط
پکڑو تو گمراہ نہیں ہوگے اور تم نہیں بدلوگے اور میرے قریبی اہل بیت ہیں مجھے خدائے مہربان خبر دینے والے نے خبر دی ہے کہ
وہ دونوں جب تک میرے پاس حوض پر وارد نہ ہوں ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں ہونگی ۔

(۵) **عن** البراء بن عازب قال كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في سفر فنزلنا بغدير خم ونودي فينا
الصلوة جامعة وكسح لرسول الله صلى الله عليه وسلم بين شجرتين فصلى الظهر واخذ بيد علي فقال الستم
تعلمون اني اولى بالمؤمنين من انفسهم قالوا بلى فاخذ بيد علي فقال اللهم من كنت مولاه فعلي مولاه
اللهم وال من والاه وعاد من عاداه فلقيه عمر بن الخطاب بعد ذلك فقال هنيئا لك يا ابن ابي طالب
اصبحت مولى كل مؤمن ومؤمنة (واخرجه احمد في المناقب والبيهقي وابو يعلى الموصلي وابن ماجة في
سننه وابو نعيم والثعلبي وفي الملخص للذهبي وابو سعد وابن ابي شيبة والمتقي في كنز العمال وقال الحاكم
هذا حديث صحيح على شرط مسلم وله بزيادة وزاد الطحاوي في شرح مشكلات الآثار بعد قول وعاد
من عاداه واحب من احبه وابغض من ابغضه واعن من اعانه وانصر من نصره واخذل من خذله براء بن عازب رضی اللہ عنہ

روایت کرتے ہیں کہ ہم سفر میں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے رکاب سعادت میں تھے پس ہم غدیر خم پر جا اترے ہم میں نماز جماعت کی منادی کرائی گئی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے زمین پر جھاڑو دی گئی پس حضرتؐ نے ظہر کی نماز پڑھی اور علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد کیا آیا تم نہیں جانتے ہو کہ میں سب مومنوں کی جانوں سے اولیٰ ہوں سب نے عرض کیا بے شک آپ اولیٰ ہیں پھر فرمایا اے میرے پروردگار جس کا میں مولا ہوں پس اسکا علیؑ مولا ہے اے پروردگار دوست رکھیو اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھیو اسے جو اسے دشمن رکھے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جناب علی علیہ السلام سے ملکر کہنے لگے مبارک ہو تجھے اے ابن ابی طالب تو ہر ایک مومن اور مومنہ کا مولا بن گیا ہے۔ امام احمد نے مناقب میں اور بیہقی نے اور ابو یعلیٰ نے اور ابن ماجہ نے سنن میں اور ابو نعیم اور ثعلبی نے اور مخلص الذہبی نے اور ابن ابی شیبہ اور متقی نے کنز العمال میں اس حدیث کو روایت کیا ہے اور حاکم کہتا ہے کہ یہ حدیث ان کی شرط پر صحیح ہے اگرچہ مسلم اور بخاری نے اس کو روایت نہیں کیا ہے اور شرح مشکلات الآثار میں طحاوی نے علاوہ ان عبارات کے بعینہ الفاظ اور روایت کئے ہیں کہ حضرتؐ نے ارشاد کیا کہ اے پروردگار محبوب رکھ اسے جو اسے محبوب رکھے اور بغض رکھ اسے جو اس سے بغض رکھے اور اعانت کر اسکی جو اسکی اعانت کرے اور مدد دے اسے جو اسے مدد دے اور چھوڑ دے اسے جو اسے چھوڑ دے ❊

(۶) **عن** حمزۃ الاسلمی قال لما انصرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حجۃ الوداع امر بشجرات فقممن بوادی خم وھجر فخطب الناس فقال اما بعد ایھا الناس فانی مقبوض اوشک ان ادعی فاجیب فما انتم قائلون قالوا نشھد انک قد بلغت ونصحت وادیت قال انی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ واھل بیتی الا وانھما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیھما اخرجہ ابن عقدۃ فی الموالات والسمھودی فی جواھر العقدین ⸨حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے واپس ہوئے وادی خم میں درختوں کے نیچے جھاڑو دینے کا حکم دیا جب آپ نے دن ڈھل گیا تو حضرتؐ نے لوگوں کو خطبہ ارشاد کیا اور فرمایا اما بعد اے لوگو میں جان بحق تسلیم کرنیوالا ہوں گمان کیا جاتا ہے کہ میں بلایا جاؤں گا پس میں اجابت کرونگا پس تم کیا کہو گے انہوں نے عرض کیا ہم گواہی دیتے کہ بے شک آپ نے رسالت کو پہنچا دیا ہے اور نصیحت کا حق ادا کیا ہے اور خدا کے فرض کو پورا کیا ہے پھر حضورؐ نے فرمایا میں تم لوگوں میں دو چیز چھوڑتا ہوں کہ اگر تم نے اس سے تمسک کیا تو تم ہرگز گمراہ نہیں ہوگے وہ خدا کی کتاب اور میری عترت اہل بیت ہیں بے شک وہ دونوں جب تک میرے پاس حوض پر نہ اتریں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگی دیکھو تم میرے بعد ان سے کیا سلوک کرو گے ❊

(۷) **عن** جابر بن عبد اللہ الانصاری قال کنا بالجحفۃ بغدیر خم وثمۃ ناس من جھینۃ ومزینۃ وغفار فخرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من خباء او فسطاط فاشار بیدہ ثلثا فاخذ بید علی فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اخرجہ عثمان بن ابی شیبۃ فی سننہ ⸨جابر بن عبد اللہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جحفہ میں غدیر خم کے مقام پر تھے اور وہاں قبیلہ جہینہ اور مزینہ اور غفار کے بہت لوگ موجود تھے پس جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم خیمہ یا سراپردہ سے باہر ہمارے پاس تشریف لائے اور تین دفعہ اپنے ہاتھ سے اشارہ کرکے علیؑ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا جسکا کہ میں مولا ہوں پس علیؑ اس کا مولا ہے ❊

(۸) **عن** ابی بریدۃ الاودی عن ابیہ قال اجتمع ابوھریرۃ المسجد فاجتمع الناس الیہ فقام الیہ شاب

فقال انشدک باللہ اسمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ قال نعم (اخرجہ ابن المغازلی وابن الکثیر وابن جریر) ابو بریدۃ الاودی اپنے والد سے نقل ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں داخل ہوئے ایک آدمی نے اٹھ کر ان سے کہا میں تم کو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ کیا تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ جس کا میں مولا ہوں پس اوس کا علی مولا ہے اے میرے پروردگار دوست رکھیو اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھیو اسے جو اسے دشمن رکھے ابو ہریرہ نے جواب دیا کہ ہاں میں نے اس حدیث کو سنا ہے ٭

(۹) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ والعن من ابغضہ (اخرجہ ابن مردویہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے میرے پروردگار جس کا کہ میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے اے میرے پروردگار دوست رکھ اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھ اسے جو اسے دشمن رکھے اور چھوڑ دے اسے جو اسے چھوڑ دے اور بغض رکھ اسے جو اس سے بغض رکھے ٭

(۱۰) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ (اخرجہ ابن عقدہ) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ جس کا میں مولا ہوں اسکا علی مولا ہے ٭

(۱۱) عن عبد اللہ بن یامیل قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ (اخرجہ ابن عقدہ) عبد اللہ بن یامیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے جسکا کہ میں مولا ہوں پس اسکا علی مولا ہے ٭

(۱۲) عن ابی ایوب الانصاری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر) ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے جس کا کہ میں مولا ہوں پس اسکا علی مولا ہے ٭

(۱۳) عن مالک بن الحویرث قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ (اخرجہ ابو نعیم فی فضائل الصحابۃ وعقیلی (عقبہ) اسید بن حنبل فی المسند) مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا جس کا کہ میں مولا ہوں پس اسکا علی مولا ہے ٭

(۱۴) عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر) انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے جس کا کہ میں مولا ہوں پس اسکا علی مولا ہے ٭

(۱۵) عن عمرو بن مرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ [illegible] (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر) عمرو بن مرہ رضی اللہ [illegible] سے روایت ہے [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] جس کا میں مولا ہوں [illegible] اسکا علی مولا ہے اے میرے

پروردگار دوست رکھیو اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھیو اسے جو اسے دشمن رکھے اور مدد کر اسکی جو اس کی مدد کرے اور اعانت کر اُسے جو اُسے اعانت دے۔

(۱۶) عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ (اخرجہ ابو زید عثمان ابن ابی شیبہ فی مسندہ) عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا جس کا میں مولا ہوں پس علی اُس کا مولا ہے۔

(۱۷) عن عمر بن الخطاب قال نصب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ واخذل من خذلہ وانصر من نصرہ اللھم انت شھیدی علیھم قال عمر وکان فی جنبی شاب حسن الوجہ طیب الریح فقال لی یا عمر لقد عقد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عقدا لا یحلہ الا منافق فاحذر ان تحلہ قال عمر فقلت یا رسول اللہ انک حیث قلت فی علی کان فی جنبی شاب حسن الوجہ طیب الریح قال کذا وکذا قال نعم یا عمر انہ لیس من ولد آدم لکنہ جبرئیل اراد ان یؤکد علیکم ما قلتہ فی علی (اخرجہ علی ابن شہاب الہمدانی فی کتاب مودۃ القربی)

جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے علی علیہ السلام کو کھڑا کرکے ارشاد کیا جس کا میں مولا ہوں پس علی اس کا مولا ہے اے میرے پروردگار دوست رکھ اُسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھ اُسے جو اسے دشمن رکھے اور چھوڑ دے اسے جو اسے چھوڑ دے اور نصرت دے اُسے جو اسے نصرت دے اے میرے پروردگار تو میرا اس پر گواہ ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میرے پہلو میں ایک نوجوان خوبصورت سوندھی خوشبو والا کھڑا تھا مجھ سے کہنے لگا اے عمر البتہ سرور دین پناہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی گرہ لگائی ہے کہ منافق کے سوا کوئی اُس کو نہیں کھولیگا پس تو اس کے کھولنے سے ڈرتا رہ۔ عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ پھر میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ جب کہ حضور نے علی علیہ السلام کے حق میں ارشاد کیا تھا میرے پہلو میں ایک نوجوان خوبصورت سوندھی بو والا موجود تھا اس نے مجھ سے ایسے ایسے کہا۔ حضرت نے فرمایا اے عمر وہ شخص آدم کی اولاد میں سے نہیں تھا وہ جبرئیل علیہ السلام تھے اور میرے کہنے کی تم کو تاکید کرنے کے لئے آئے تھے جو کچھ میں نے تم سے علی کی نسبت کہا تھا۔

(۱۸) عن سعد بن ابی وقاص قال قال ابوبکر و عمر اصبحت یا ابن ابی طالب مولی کل مومن ومومنۃ (اخرجہ الدارقطنی) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کہنے لگے اے ابن ابیطالب تو ہر مومن مرد اور عورت کا مولے ہو گیا ہے۔

(۱۹) عن البراء بن عازب قال قال عمر بن الخطاب ھنیئا لک یا ابن ابی طالب اصبحت مولا کل مومن ومومنۃ (اخرجہ احمد فی المناقب وابن ماجہ فی سننہ وابو نعیم) براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا مبارک ہو تجھ کو اے ابن ابی طالب تو ہر مومن اور مومنہ کا مولا بن گیا ہے۔

(۲۰) عن خیثمہ بن عبدالرحمن قال سمعت سعد بن مالک وقال لہ رجل ان علیا یقع فیک انک تخلفت عنہ

سعد واللہ انہ لرای رایتہ واخطأ رائی ان علیا اعطی ثلثا لان اکون اعطیت احدھن احب الی من الدنیا وما فیہا لقد قال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم بعد حمد اللہ والثناء علیہ ھل تعلمون انی اولی بالمومنین من انفسہم قلنا بلی قال اللہم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ وجیٔ بہ یوم خیبر وھو ارمد ما یبصر فقال یا رسول اللہ انی ارمد فتفل فی عینیہ ودعا لہ فلم یرمد حتی قتل وفتح علیہ خیبر واخرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمہ العباس وغیرہ من المسجد فقال لہ العباس تخرجنا ونحن عصبتک وعمومتک وتسکن علیا فقال ما انا اخرجتکم واسکنتہ ولکن اللہ اخرجکم واسکنہ (اخرجہ الحاکم فی المستدرک) خیثمہ بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے ہے کہ میں نے سنا کہ سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایک شخص کہنے لگا کہ جناب امیر علیہ السلام تمہاری شکایت کرتے تھے کیونکہ تم نے انکی بیعت سے تخلف کیا ہے سعد کہنے لگے وہ بھی ایک رائے تھی جو میں نے سوچی تھی لیکن میری رائے خطا پر تھی علی کو تین ایسی باتیں عطا ہوئی ہیں کہ اگر ان میں سے مجھے ایک بھی دی گئی ہوتی تو میرے نزدیک دنیا و مافیہا سے بہتر تھی۔ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم کے روز خدا کی صفت وثنا کے بعد ارشاد کیا۔ کیا تم جانتے ہو کہ میں سب مومنوں کی جان سے اولے ہوں ہم نے عرض کیا بے شک آپ اولے ہیں حضرت نے فرمایا اے میرے پروردگار جس کا میں مولا ہوں پس علی اسکا مولا ہے اے میرے پروردگار دوست رکھ اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھ اسے جو اسے دشمن رکھے دوسرے یہ ہے خیبر کے روز وہ ہاتھ پکڑے ہوئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر کئے گئے اُن کو آشوب چشم تھا جسکی وجہ سے وہ نہیں دیکھ سکتے تھے پس وہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ میں آشوب چشم رکھتا ہوں حضرت نے اپنا لعاب دہن انکی آنکھوں میں لگایا اور انکے لئے دعا کی وہ اچھے ہوگئے اور ان کا آشوب چشم جاتا رہا یہانتک کہ لڑائی پر گئے اور خیبر انکے ہاتھ سے فتح ہوگیا تیسری بات یہ ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا چچا عباس کو مع دیگر تمام اصحاب کے مسجد سے نکالدیا پس عباس عرض کرنے لگے یا رسول اللہ آپ ہمیں مسجد سے نکالتے ہیں۔ باوجودیکہ ہم آپکے ساتھ رشتہ نسبت پدری کا رکھتے ہیں اور آپکے چچا ہیں اور آپ نے علی کو مسجد میں رہنے کا حکم دیا ہے حضرت نے ارشاد کیا نہیں میں نے تم کو نکالا ہے اور نہ اس کو رکھا ہے بلکہ خدا نے تم کو نکالا ہے اور اُس کو رکھا ہے۔

(۲۱) عن سعد بن ابی وقاص قال قدم معاویۃ فی بعض حجاتہ فدخل علیہ سعد فذکروا علیا فنال منہ فغضب سعد وقال تقول ھذا لرجل سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ وسمعتہ یقول انت منی بمنزلۃ ھارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی وسمعتہ یقول لاعطین الرایۃ الیوم رجلا یحب اللہ ورسولہ (اخرجہ النسائی فی الخصائص وابن ماجۃ فی سننہ وابن کثیر فی تاریخہ) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب معاویہ حج کرنے کو آیا سعد اُس کے پاس گیا لوگ جناب امیر علیہ السلام کا برا ذکر کرنے لگے سعد رضی اللہ عنہ کو جب معلوم ہوا تو نہایت خفا ہو کر کہنے لگے اے معاویہ تو ایسے شخص کے حق میں یہ باتیں کہہ رہا ہے جس کی شان میں میں نے جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس کا میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے۔ و نیز میں نے حضرت کو فرماتے ہوئے سنا ہے کل میں جھنڈا ایسے شخص کو دونگا جو خدا اور اسکے رسول کو دوست رکھتا ہے۔

(۲۲) عن ابن سعد قال [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

الیک من ربک علیا مولی المؤمنین فان لم تفعل فما بلغت رسالته (اخرجه ابو نعیم فی حلیة الاولیاء والعینی فی شرح البخاری والرازی فی تفسیر الکبیر والواحدی فی تفسیره والسیوطی فی الدر المنثور والنظام الاعرج فی غرائب القرآن وصاحب سیرۃ الحلبیہ وابن مردویہ) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد فرخ مہد میں اس آیت کریمہ کو بطرح پڑھتے تھے کہ اے رسول پہونچا دے اس بات کو جو کہ تیری طرف تیرے رب سے اتاری گئی ہے کہ علی مومنوں کا مولا ہے اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو تو نے اسکی رسالت کو نہیں پہونچایا ۔

(۲۳) **عن** ابی سعید الخدری قال انزلت هذه الآیة یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم فی فضل علی بن ابی طالب (اخرجه ابن ابی حاتم وابن مردویہ وابن عساکر وابو نعیم فی کتاب ما نزل من القرآن فی علی وابو الحسن الواحدی فی کتابه المسمی باسباب النزول وقال الحافظ ابو عبد اللہ محمد بن یوسف الکنجی الشافعی هکذا ذکره الشیخ محی الدین النووی وقال ابو بکر النقاش انها نزلت فی بیان الولایة لعلی وقال الامام فخر الدین الرازی وهو قول ابن عباس والبراء بن عازب ومحمد بن علی بن الحسین ابن علی) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت کہ اے رسول پہونچا دو اس بات کو جو تیری طرف تیرے رب سے نازل ہوئی ہے غدیر خم کے روز جناب علی ابن ابیطالب کی فضیلت میں نازل ہوئی ہے ۔ اس حدیث کو ابو حاتم اور ابو بکر بن مردویہ اور ابن عساکر اور حافظ ابو نعیم نے ما نزل من القرآن فی علی میں اور ابو الحسن واحدی نے اسباب النزول میں روایت کیا ہے اور حافظ ابو عبد اللہ محمد بن یوسف الکنجی الشافعی کفایۃ الطالب میں لکھتے ہیں کہ امام نووی شارح صحیح مسلم نے بھی اسی طرح پر ذکر کیا ہے اور ابو بکر نقاش لکھتے ہیں کہ یہ آیت جناب امیر علیہ السلام کی ولایت کی نسبت نازل ہوئی ہے اور امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں کہ غدیر خم کے روز اس آیت کے شرف نزول کی نسبت عبد اللہ بن عباس اور براء بن عازب اور جناب محمد بن علی بن الحسین بن علی کا قول ہے ۔

(۲۴) **عن** ابن عباس فی قوله تعالی یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک قال نزلت فی علی امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یبلغ فیه فاخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بید علی فقال من کنت مولاه فعلی مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه (اخرجه الثعلبی فی تفسیره) عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ آیت یعنی یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک جناب امیر کے حق میں نازل ہوئی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکی تبلیغ کا حکم پہونچا پس حضرت نے جناب امیر کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا جس کا میں مولا ہوں اسکے علی مولا ہیں اے پروردگار دوست رکھ اُسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھ اُسے جو اسے دشمن رکھے ۔

(۲۵) **عن** البراء بن عازب قال فی قوله تعالی یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ای بلغ من فضائل علی نزلت فی غدیر خم فخطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال من کنت مولاه فعلی مولاه فقال عمر بخ بخ لک یا علی اصبحت مولای ومولی کل مؤمن ومؤمنة (اخرجه ابو نعیم والثعلبی) براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آیت کریمہ اے رسول پہونچا دے جو کچھ کہ نازل ہوا ہے تیری طرف تیرے رب سے یعنی کہ جناب

علیؑ کے فضائل کو پہونچا دو ست غدیر خم کے روز نازل ہوئی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ جس کا میں مولا ہوں پس علیؑ اسکا مولا ہے پس حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امیر علیہ السلام کو مبارکباد دینے آئے اور کہا مبارک ہو تجھے اے ابن ابی طالب تو میرا اور ہر ایک مومن مرد و مومنہ عورت کا آقا بن گیا ہے ٭

(۲۶) عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا الناس الی علی فی غدیر خم وامر بما تحت الشجرۃ من الشوک فقم وذلک یوم الخمیس فدعا علیا فاخذ بضبعیہ فرفعہما حتی نظر الناس الی بیاض ابطی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ ثم لم یتفرقوا حتی نزلت هذه الآیۃ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اکبر علی اکمال الدین واتمام النعمۃ ورضا الرب برسالتی وبالولایۃ لعلی بن ابی طالب (اخرجہ ابونعیم فیما نزل من القرآن فی علی والسیوطی فی الدر المنثور وابوبکر بن مردویہ والدیلمی والخوارزمی) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ تحقیق جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم میں لوگوں کو بلایا اور حکم دیا کہ درخت کے نیچے جو جھاڑ تھا وہ صاف کیا گیا اور کانٹے ہٹائے گئے یہ پنجشنبہ کا دن تھا پھر علیؑ کو بلایا اور انکے بازو پکڑ کر اٹھایا یہاں تک کہ لوگوں نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بغل کی سفیدی کو دیکھا پھر فرمایا جس کا میں مولا ہوں اسکا علیؑ مولا ہے پھر ابھی لوگ متفرق نہیں ہونے پائے تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی آج میں نے تمہارا دین تمہارے لئے کامل کردیا ہے اور اپنی نعمت کو تم پر پورا کردیا ہے پس حضرتؐ نے فرمایا اللہ اکبر دین کے کامل ہونے اور نعمت کے پورا ہونے پر اور میری رسالت اور علیؑ کی ولایت سے خدا کے خوشنود ہونے پر ٭

(۲۷) عن ابی ہریرۃ قال من صام ثمانیۃ عشر من ذی الحجۃ کتب لہ صیام ستین شہرا وہو یوم غدیر خم لما اخذ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بید علی بن ابی طالب فقال الست اولی بالمؤمنین من انفسہم قالوا بلی یا رسول اللہ قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقال عمر بن الخطاب بخ بخ لک یا ابن ابی طالب اصبحت مولای ومولی کل مومن ومومنۃ فانزل اللہ تعالی الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی (اخرجہ فقیہ ابن المغازلی فی المناقب وابراہیم النطنزی فی کتاب الخصائص ومنہاج لابن احمد توضیح الدلائل عن مجاہد قال نزلت ہذہ الآیۃ بغدیر خم واخرجہ ایضا الحسکانی) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جو شخص کہ اٹھارویں ذی الحجہ کو روزہ رکھیگا اس کے اعمال میں ساٹھ مہینوں کے روزوں کا ثواب لکھا جاویگا وہ غدیر خم کا دن ہے جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کیا میں مومنوں کے لئے ان کی جان سے اولی نہیں ہوں حاضرین نے عرض کیا یا رسول اللہ بیشک آپ اولی ہیں ارشاد کیا جس کا میں مولا ہوں پس علیؑ اسکا مولا ہے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہنے لگے آفرین آفرین اے ابیطالب تو میرا اور ہر ایک مومن اور مومنہ کا آقا قرار دیا گیا ہے پس خدا تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی آج کے دن میں نے تمہارے دین کو کامل کردیا ہے اور اپنی نعمت کو تم پر پورا کیا ہے ٭

(۲۸) نقل الامام ابو اسحاق الثعلبی رحمۃ اللہ علیہ فی تفسیرہ ان سفیان بن عیینہ سئل عن قولہ تعالی سأل سائل بعذاب واقع فیمن نزلت فقال للسائل لقد سألتنی عن مسئلۃ ما سألنی احد عنہا قبلک حدثنی ابی جعفر بن محمد عن آبائہ علیہم السلام ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما کان بغدیر خم نادی

الناس فاجتمعوا فاخذ بید علی وقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ فشاع ذالک فطار فی البلاد فبلغ ذالک الحارث بن نعمان الفہری فاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ناقۃ لہ فاناخ راحلتہ ونزل عنہا وقال یا محمد امرتنا عن اللہ عز وجل ان نشہد ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ فقبلناہ منک وامرتنا ان نصلی خمسا فقبلناہ منک وامرتنا بالزکوۃ فقبلناہ منک وامرتنا ان نصوم فقبلناہ منک وامرتنا بالحج فقبلناہ منک ثم لم ترض بہذا حتی رفعت بضبعی ابن عمک تفضلہ علینا فقلت من کنت مولاہ فعلی مولاہ فہذا شئی منک ام من اللہ عز وجل فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم والذی لا الہ الا ہو ان ہذا امر من عند اللہ فولی الحارث یرید راحلتہ وہو یقول اللہم ان کان ما یقول محمد حقا فامطر علینا حجارۃ من السماء او ائتنا بعذاب الیم فما وصل راحلتہ حتی رماہ اللہ عز وجل بحجر سقط علی ہامتہ فخرج من دبرہ فقتلہ فانزل اللہ عز وجل سال سائل بعذاب واقع للکافرین لیس لہ دافع من اللہ ذی المعارج اخرجہ سبط ابن الجوزی فی تذکرۃ خواص الامۃ ومحمد بن یوسف الزرندی فی معارج الوصول وملک العلماء شہاب الدین الدولتابادی والسید السمہودی فی جواہر العقدین وجمال الدین المحدث صاحب روضۃ الاحباب فی اربعینہ وعبد الرؤف المناوی فی فیض القدیر ومحمد بن محمد القادری فی صراط السوی والحلبی فی انسان العیون واحمد بن الفضل بن محمد باکثیر فی وسیلۃ المآل ومحمد بن اسمعیل الامیر فی روضۃ الندیہ والحافظ محمد بن یوسف الکنجی فی کفایۃ الطالب۔

امام ابو اسحاق ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی شخص نے سوال کیا کہ آیۃ سأل سائل بعذاب واقع کس کے حق میں نازل ہوئی ہے سفیان بن عیینہ سائل سے کہنے لگے تو مجھ سے ایسا مسئلہ پوچھتا ہے کہ تجھ سے پہلے مجھ سے کسی نے نہیں پوچھا مجھ سے جناب امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام روایۃ اپنے آباء کرام سے بیان فرماتے تھے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غدیر خم کے مقام پر پہنچے اور لوگوں کو جمع کر کے سب کے سامنے جناب امیر کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا جس کا میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے اور یہ بات سب لوگوں میں اور تمام جگہ مشہور ہو گئی یہ خبر حارث بن نعمان الفہری کو معلوم ہوئی وہ اپنی ناقہ پر سوار ہو کر جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوا اور اپنے ناقہ کو بٹھا کر اور اس سے اتر کر خدمت میں پہونچ کر کہنے لگا یا رسول اللہ آپ نے ہم کو حکم دیا کہ ہم اس بات کی گواہی دیں کہ سوا خدا کے کوئی معبود نہیں اور بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں تو آپ کا یہ حکم ہم نے مان لیا پھر آپ نے پانچ وقت کی نماز کا حکم دیا وہ بھی ہم نے آپکا حکم قبول کیا پھر آپ نے زکوۃ کو دینے کیلئے ارشاد کیا وہ بھی ہم نے قبول کیا پھر آپ نے ماہ رمضان کے روزے رکھنے کیواسطے کہا وہ بھی آپ کا فرمان ہم نے قبول کیا پھر آپ نے حج کا حکم دیا وہ بھی ہم نے قبول کیا اس پر بھی آپ راضی نہ ہوئے اور اپنے ابن عم کا بازو پکڑ کر اٹھایا اور انکو ہم پر فضیلت عطا کی اور فرمایا جس کا میں مولا ہوں پس علی اسکا مولا ہے یہ بات حضور اپنی طرف سے فرماتے ہیں یا خدا کی طرف سے حضرت نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے یہ بات خدا کی طرف سے ہے یہ سنکر حارث یہ کہتا ہوا اپنے ناقہ کی طرف لوٹا یا اللہ اگر جو کچھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرماتے ہیں سچ ہے تو (معاذ اللہ) ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا ہمیں عذاب دردناک پہونچا جب وہ اپنے ناقہ کی طرف لوٹا ابھی اس تک پہونچا بھی نہ تھا کہ خدا تعالی نے اس پر ایک پتھر پھینکا جو اسکے سر پر لگا اور دبر کی راہ سے نکل گیا پس خدا تعالی نے یہ آیت نازل

خبر لی مانگا ایک مانگنے والے نے عذاب کو کہ کافروں کیلئے ہونیوالا ہے عذاب اللہ کیطرف سے جو صاحب سیڑھیوں کا ہے ۔

(۲۹) **عن** ابی سعید الخدری قال لما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ یوم غدیر خم قال حسان بن ثابت ائذن لی یا رسول اللہ ان اقول ابیاتا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قل علی برکۃ اللہ فقال حسان یا معشر القریش اسمعوا شہادۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ۔ ینادیہم یوم الغدیر نبیہم ۔ بخم واسمع بالرسول منادیا ۔ وقال فمن مولاکم وولیکم ۔ فقالوا ولم یبدوا ہناک التعامیا ۔ الہک مولانا وانت ولینا ۔ ولن تجدن فی ذلک الیوم عاصیا ۔ فقال لہ قم یا علی فاننی ۔ رضیتک من بعدی اماما وہادیا ۔ فمن کنت مولاہ فہذا ولیہ ۔ فکونوا لہ انصار صدق موالیا ۔ ہناک دعا اللہم وال ولیہ ۔ وکن للذی عادی علیا معادیا ۔ فخص بہا دون البریۃ کلہا ۔ علیا وسماہ الوزیر المواخیا ۔ اخرجہ ابو بکر بن مردویہ وابو نعیم فیما نزل من القرآن فی علی واخطب خوارزم فی المناقب وسبط ابن الجوزی فی تذکرۃ خواص الائمۃ والسیوطی فی کتابہ المسمی بالازہار فیما عقدہ الشعراء من الاشعار ومحمد بن یوسف الکنجی الشافعی فی کفایۃ الطالب والحموینی فی فرائد السمطین والنطنزی فی خصائص العلویۃ ۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم کے مقام پر ارشاد کیا کہ جس کا کہ میں مولا ہوں پس اُس کا علی مولا ہے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کہنے لگے یا رسول اللہ مجھے چند اشعار پڑھنے کی اجازت ہو آپ نے فرمایا خدا کی برکت سے بیان کر حسان کہنے لگے اے قریش کے لوگو سنو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی گواہی پر وہ اشعار بیان کئے ۔ غدیر خم کے روز انکے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو غدیر خم کے مکان پر پکارا ۔ اور جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا عمدہ منادی کی ۔ فرمایا تمہارا کون مولا اور ولی ہے ۔ ان لوگوں نے جو اس مقام میں سرکشی نہیں کرتے تھے عرض کیا ۔ تیرا خدا ہمارا مولا ہے اور تو ہمارا ولی ہے اور آج کے روز سے تو ہمیں نافرمان نہیں پائیگا ۔ پس حضرت نے فرمایا اے علی اٹھ کھڑا ہو میں نے تجھے اپنے بعد امام اور ہادی پسند کیا ہے پس جس کا کہ میں مولا ہوں اس کا یہ ولی ہے تم لوگ اسکے سچے مددگار رہیو ۔ وہیں آپ نے دعا کی کہ بار الہا علیؑ کے دوست کو دوست رکھیو اور علیؑ کے دشمن کو دشمن رکھیو پس تمام خلقت کے سوا علی کو اس خصوصیت کے ساتھ مخصوص کیا اور اُن کا نام وزیر اور بھائی رکھا ۔

(۳۰) **عن** ابن عباس قال لما امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یقوم بعلی فیقول لہ ما قال فقال صلی اللہ علیہ وسلم یا رب ان قومی حدیثوا عہد بجاہلیۃ ثم مضی بحجہ فلما اقبل راجعا ونزل بغدیر خم انزل اللہ علیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک فان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس فاخذ بعضد علی ثم خرج الی الناس فقال یا ایہا الناس الست اولی بکم من انفسکم قالوا بلی یا رسول اللہ قال اللہم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ واخذل من خذلہ وانصر من نصرہ واحب من احبہ وابغض من ابغضہ قال ابن عباس فوجبت واللہ فی رقاب القوم وقال حسان بن ثابت ینادیہم یوم الغدیر نبیہم الخ اخرجہ ابو بکر بن مردویہ

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کو باری تعالے عز اسمہ کا حکم ہوا کہ علیؑ کو اٹھا کر لوگوں کے سامنے کھڑا کریں اور جو کچھ کہنا ہو کہدیں ۔ حضرت نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی اے میرے پروردگار میری قوم ابھی جاہلیت

سے نئے عہد اسلام والی ہو شاید اس امر کو نہ مانیں پھر آپ حج کو تشریف لیگئے جب آپ وہاں سے واپس ہو کر غدیر خم
پر پہونچے خداتعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اے رسول پہونچا دے اس امر کو جو تیری طرف تیرے رب سے نازل
ہوا ہے اگر تو نے ایسا نہ کیا تو تو نے اسکی رسالت کو نہ پہونچایا اور اللہ تعالیٰ لوگوں سے تیری نگہبانی کریگا
پس حضرت علی کا بازو پکڑ کے خیمہ سے باہر برآمد ہوئے اور فرمانے لگے اے لوگو کیا میں تمہارے لیئے تمہاری جان
سے اولیٰ نہیں ہوں حاضرین نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ بے شبہ اولیٰ ہیں پس آپ نے فرمایا اے میرے پروردگار
جس کا کہ میں مولا ہوں اسکا علی مولا ہے اے میرے پروردگار دوست رکھیو اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن
رکھیو اسے جو اسے دشمن رکھے اور چھوڑ دیجیو اسے جو اسے چھوڑ دے اور مدد دیجیو اسے جو اسے مدد کرے اور محبت
کیجیو اس سے جو اس سے محبت کرے اور بغض رکھیو اس سے جو اس سے بغض رکھے ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے واللہ
یہ بات تمام قوم کی گردن پر واجب ہو گئی۔ اور حسان ابن ثابت رضی اللہ عنہ نے فی البدیہہ اشعار پڑھے حضرت
انکے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو غدیر خم کے مقام پر پکار کر ارشاد کیا ۔

(۲۱) **عن** بکر بن احمد القصری قال حدثتنا فاطمة بنت علی بن موسی الرضا قالت حدثتنی فاطمة وزینب
وام کلثوم بنات موسی بن جعفر الکاظم قلن حدثتنا فاطمة بنت جعفر بن محمد الصادق قالت
حدثتنی فاطمة بنت محمد بن علی الباقر قالت حدثتنی فاطمة بنت علی بن الحسین زین العابدین قالت
حدثتنی فاطمة وسکینة ابنتا الحسین بن علی عن ام کلثوم بنت فاطمة بنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
عن فاطمة بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہا قالت انسیتم قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یوم غدیر خم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اخرجہ الحافظ ابو موسی المدینی فی کتابہ المسلسل بالاسماء
وقال هذا الحدیث مسلسل من وجه وهو ان کل واحدة من الفواطم تروی عن عمة لها فهو روایة
خمس بنات اخ کل واحدة منهن عن عمتها واخرجه محمد الجزری صاحب الحصن الحصین فی
اسنی المطالب وعبد اللہ بن احمد بن ابراهیم بن احمد المقدسی الصالحی الحنبلی۔ بکر بن احمد القصری ناقل
ہیں کہ مجھسے فاطمہ بنت علی بن موسیٰ علیہ السلام بیان کرتی تھیں کہ مجھسے میری پھوپھیاں فاطمہ اور زینب اور
ام کلثوم جناب موسیٰ الکاظم بن جعفر علیہ السلام کی صاحبزادیوں نے بیان کیا ان تینوں نے کہا کہ ہم سے فاطمہ بنت جعفر الصادق
ابن محمد علیہ السلام ذکر کرتی تھیں کہ ان سے انکی پھوپھی فاطمہ بنت محمد باقر ابن علی کہتی تھیں کہ مجھسے میری پھوپھی فاطمہ بنت علی
زین العابدین بن الحسین علیہ السلام فرماتی تھیں کہ مجھسے میری پھوپھیاں فاطمہ اور سکینہ بنات حسین بن علی علیہ السلام
کی صاحبزادیاں ارشاد فرماتی تھیں کہ ان سے انکی پھوپھی ام کلثوم بنت جناب فاطمہ بنت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم
نے بیان کیا کہ میری والدہ ماجدہ جناب سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا علیہا السلام نے لوگوں کو مخاطب کرکے فرمایا کیا تم
جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بھول گئے جو آپ نے فرمایا کہ جسکا میں مولا ہوں اسکا علی مولا ہے حافظ ابو موسیٰ المدینی نے
اس حدیث کو اپنی کتاب المسلسل بالاسماء میں روایت کیا ہے اور وہ کہتا ہے ایک وجہ سے یہ حدیث بھی مسلسل ہے کیونکہ ہر ایک
فاطمہ ان فواطم مذکورہ میں سے اس حدیث کو اپنی پھوپھی سے روایت کیا ہے اور یہ پانچ بھتیجیوں کی روایت ہے کہ ہر ایک
اپنی پھوپھی سے روایت کرتی ہے اور محمد جزری صاحب حصن حصین مشہور نے اس حدیث کو اسنی المطالب میں

اور عبداللہ بن احمد بن ابراہیم بن احمد المقدسی الصالحی الحنبلی نے بھی روایت کیا ہے ۞

(۳۱) عن علی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخذ بیدی کا یوم غدیر خم فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ قال فزاد الناس بعدہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ اخرجہ ابن راھویہ والمتقی فی کنز العمال وعبد اللہ ابن احمد فی المسند وابن المغازلی فی المناقب والمحاملی فی امالیہ جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے انکا ہاتھ پکڑکر غدیر خم کے روز ارشاد کیا جسکا کہ میں مولا ہوں پس اسکا علی مولا ہے پھر لوگوں نے اسپر بڑھا دیا کہ اے ہمارے پروردگار دوست رکھیو اُسے جو اُسے دوست رکھے اور دشمن رکھیو اُسے جو اُسے دشمن رکھے ۞

(۳۲) عن رفاعۃ بن ایاس الضبی عن ابیہ عن جدہ قال کنت مع علی فی الجمل فبعث الی طلحۃ ان القنی فلقیہ فقال انشدک اللہ سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ قال نعم قال فلم تقاتلنی فانصرف طلحۃ ولم یقاتلہ اخرجہ ابن عساکر فی تاریخہ والمتقی فی کنز العمال والحاکم فی المستدرک ۔ رفاعہ بن ایاس الضبی اپنے والد سے اور وہ اسکے دادا سے ناقل ہیں کہ میں جمل کے روز جناب امیر علیہ السلام کی بیعت میں تھا ۔ جناب امیر نے طلحہ رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا کہ مجھ سے ملاقات کریں طلحہ اُن کے پاس حاضر ہوئے جناب امیر نے فرمایا میں تم کو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ کیا تمنے جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جسکا کہ میں مولا ہوں اسکا علی مولا ہے اور میرے پروردگار دوست رکھیو اُسے جو اُسے دوست رکھے اور دشمن رکھیو اُسے جو اُسے دشمن رکھے طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں میں نے سنا ہے جناب امیر نے فرمایا پس تم کیوں میرے ساتھ جنگ کرتے ہو طلحہ رضی اللہ عنہ جناب امیر کے ساتھ جنگ کرنیسے لوٹ پڑے ۞

(۳۴) عن جریر بن عبد اللہ البجلی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یکن اللہ ورسولہ مولاہ فان ھذا مولاہ یعنی علیا اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ اللھم من احبہ من الناس فکن لہ حبیبا ومن ابغضہ من الناس فکن لہ مبغضا اللھم انی لا اجد احدا استودعہ فی الارض بعد العبدین الصالحین غیرک فاقض فیہ بالحسنی اخرجہ الطبرانی قال بشر قلت من ھذان العبدان الصالحان قال لا ادری جریر بن عبد اللہ البجلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا جسکے لیے اللہ اور اُس کا رسول مولا ہے پس تحقیق اسکے لیے یہ یعنی علی مولا ہے اے خدا لوگوں میں سے جو اسے دوست رکھے پس تو اُسکا دوست بنجا اور جو شخص کہ لوگوں میں سے اُسکا دشمن ہو تو اُسکا دشمن بنجا اے میرے پروردگار تحقیق میں بعد دو نیک بندوں کے تیرے سوا کسی کو نہیں پاتا کہ میں اُسے اُسکے سپرد کردوں پس تو اُس کے ساتھ احکام جاری فرما ۞

(۳۵) عن حبشی بن جنادۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واعن من اعانہ اخرجہ الطبرانی وابن قانع حبشی بن جنادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسکا کہ میں مولا ہوں پس اسکا

علیؑ مولا ہے اُسکا پس میرے پروردگار دوست رکھ اُسے جو اُسے دوست رکھے اور دشمن رکھ اُسے جو اُسکی نصرت کرے اور مدد دے اُسے جو اُسکی مدد کرے ✤

(۳۱) **عن** عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ وقد جاءہ اعرابیان یختصمان فقال لعلی اقض بینہما یا ابا الحسن فقضی علی بینہما فقال احدہما ھذا یقضی بیننا فوثب الیہ عمر واخذ بتلبیبہ وقال ویحک ما تدری من ھذا ھذا مولای ومولی کل مومن ومن لم یکن مولاہ فلیس بمومن (اخرجہ ابن السمان فی الموافقۃ والخوارزمی فی المناقب والدارقطنی ومحب الطبری فی الریاض النضرۃ وفی ذخائر العقبی)

جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس دو اعرابی جھگڑتے ہوئے آئے حضرت عمرؓ نے جناب علی علیہ السلام سے عرض کیا یا ابا الحسن آپ اُنکا فیصلہ کر دیں جناب علی نے اُنکا فیصلہ کیا ایک شخص اُن دونوں میں سے کہنے لگا یہ کیا ہمارا فیصلہ کریں گے عمر رضی اللہ عنہ نے کود کر اسکا گریبان پکڑ لیا اور کہنے لگے افسوس ہے تجھ پر تو نہیں جانتا یہ کون ہیں یہ میرا اور ہر ایک مومن کا مولا ہے جس کا یہ مولا نہیں وہ مومن نہیں ✤

(۳۲) **عن** عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ وقد نازعہ رجل فی مسئلۃ فقال بینی وبینک ھذا الجالس واشار الی علی فقال الرجل ھذا الابطن فنہض عمر واخذ بتلبیبہ حتی شالہ من الارض ثم قال اتدری من صغرت ھذا مولای ومولی کل مومن (اخرجہ ابن السمان ومحب الطبری)

جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ایک شخص کسی مسئلہ پر تنازع کرنے لگا آپ نے فرمایا میرے اور تیرے درمیان یہ بیٹھا ہوا شخص منصف ہے اور جناب علی علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا وہ شخص کہنے لگا یہ شخص تو توند کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے عمر رضی اللہ عنہ نے اُٹھکر اسکا گریبان پکڑ لیا اور اُس کو زمین پر دے مارا اور پھر کہنے لگے کیا تو جانتا ہے کہ تو نے کس کی تحقیر کی ہے یہ تو میرا اور ہر ایک مومن کا مولا ہے ✤

(۳۳) **عن** سالم قیل لعمر بن الخطاب انک تصنع بعلی شیئا ما تصنع باحد من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انہ مولای (اخرجہ ابن السمان والخوارزمی والدارقطنی ومحب الطبری فی الریاض وابن حجر فی الصواعق المحرقۃ وعبد الرؤف المناوی فی فیض القدیر) سالم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ آپ جو رعایت کہ جناب علی علیہ السلام کے ساتھ کرتے ہیں وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دوسرے اصحاب کے ساتھ نہیں کرتے ہیں اسکی کیا وجہ ہے عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے وہ میرا مولا ہے ✤

(۳۴) **عن** سعید بن وہب وعبد خیر قالا سمعنا علیا یقول برحبۃ الکوفۃ انشد اللہ من سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقام عدۃ من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فشہدوا انہم سمعوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ذلک (اخرجہ الحافظ عماد الدین اسمعیل بن عمر الدمشقی الشہیر بابن کثیر والنسائی فی الخصائص واحمد فی المسند) سعید بن وہب اور عبد خیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم نے جناب امیر علیہ السلام کو کوفہ کی مسجد کے صحن میں فرماتے ہوئے سنا کہ لوگوں کو قسم دیکر پوچھتے تھے کہ میں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس کا میں مولا ہوں اُسکا علی مولا ہے

وہ اٹھ کر بیان کرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چند صحابہ کھڑے ہو کر گواہی دی کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔

(۴۰) **عن** زاذان بن ابی عمر قال سمعت علیا فی الرحبۃ وھو ینشد الناس من شھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم وھو یقول ما قال فقام ثلاثۃ عشر رجلا فشھدوا انھم سمعوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ (اخرجہ احمد فی المسند) زاذان بن ابی عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو کوفہ کی مسجد کے صحن میں لوگوں کو قسم دے کر پوچھتے ہوئے سنا کہ غدیر خم کے دن جو شخص کہ آنحضرت کے حضور میں موجود تھا وہ شخص بیان کرے جو کچھ کہ حضرت نے فرمایا تھا۔ پس تیرہ آدمیوں نے کھڑے ہو کر گواہی ادا کی کہ ہم نے آنحضرت کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس کا میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے۔

(۴۱) **عن** زیاد بن ابی زیاد الاسلمی قال سمعت علیا ینشد الناس فقال انشد اللہ رجلا مسلما سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقام اثنا عشر بدریا فشھدوا (اخرجہ احمد فی المسند) زیاد بن ابی زیاد اسلمی سے منقول ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو لوگوں کو قسم دے کر پوچھتے ہوئے سنا کہ میں ہر ایک مسلمان مرد سے جس نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو من کنت مولاہ فعلی مولاہ کا ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہو پوچھتا ہوں۔ پس بارہ صحابی جو شریک بدر ہوئے تھے کھڑے ہو کر اس کی گواہی دینے لگے۔

(۴۲) **عن** سعید بن وھب وزید بن یثیع قال نشد علی الناس فی الرحبۃ من سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یوم غدیر خم الا قام فقام من قبل سعید ستۃ ومن قبل زید ستۃ فشھدوا انھم سمعوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لعلی یوم غدیر خم الیس اللہ اولی بالمؤمنین قالوا بلی قال اللھم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ (اخرجہ احمد والنسائی والبزار والخلعی وابن جریر) سعید بن وہب اور زید بن یثیع سے روایت ہے کہ جناب امیر نے کوفہ کی مسجد کے صحن میں قسم دے کر پوچھا کہ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غدیر خم کے روز جو کچھ کہ فرماتے ہوئے سنا ہو اٹھ کھڑا ہو کر بیان کرے۔ پس سعید کی طرف سے چھ آدمی اور زید کی طرف سے چھ آدمی کھڑے ہوئے اور گواہی دینے لگے کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غدیر خم کے روز فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کیا خدا تعالیٰ مومنوں کے واسطے بالتصرف نہیں ہے۔ سب نے عرض کیا بے شبہ خدا تعالیٰ تمام مومنوں کے بہ نسبت بالتصرف ہے پس آپ نے فرمایا اے میرے پروردگار جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے اے میرے پروردگار دوست رکھ جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھ جو اسے دشمن رکھے۔

(۴۳) **عن** عمیر بن سعد انہ سمع علیا وھو ینشد الناس فی الرحبۃ من سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقام بضعۃ عشر فشھدوا (اخرجہ النسائی) عمیر بن سعد سے روایت ہے کہ اس نے جناب امیر کو کوفہ کی مسجد کے صحن میں لوگوں کو قسم دیتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہو کہ جس کا میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے وہ بیان کرے دس اوپر کئی آدمیوں نے اس کی شہادت بیان کی۔

(۴۴) **عن** عمرو بن مرۃ قال شہدت علیا فی الرحبۃ ینشد اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایکم سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یوم غدیر خم ما قال فقام اناس فشہدوا انہم سمعوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ واحب من احبہ وابغض من ابغضہ وانصر من نصرہ (اخرجہ النسائی فی الخصائص) عمرو بن مرہ سے منقول ہے کہ میں نے جناب امیر کو کوفہ کی مسجد کے صحن میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کو قسم دیکر پوچھتے ہوئے پایا کہ تم میں سے جس نے روز غدیر خم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کسی نے سنا ہو تو بیان کرے چند لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور گواہی دینے لگے کہ انہوں نے حضرت کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس کا میں مولا ہوں پس علی اُس کا مولا ہے اے میرے پروردگار دوست رکھ اُسے جو اُسے دوست رکھے اور دشمن رکھ اُسے جو اُسے دشمن رکھے اور محبت کر اُس سے جو اُس سے محبت کرے اور دشمن رکھ اُس کو جو اُس سے بغض رکھے اور مدد کر اُسکی جو اُسکی مدد کرے ٭

(۴۵) **عن** عمیرۃ بن سعد قال شہدت علیا علی المنبر ینا شد اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم من سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم الا قام فشہد فقام اثنا عشر رجلا منہم ابوہریرۃ وابوسعید وانس بن مالک فشہدوا انہم سمعوا من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ (اخرجہ ابن کثیر فی تاریخہ والطبرانی فی الاوسط والمتقی فی کنز العمال) عمیرہ بن سعد سے منقول ہے کہ میں نے جناب امیر کو منبر پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کبار کو قسم دیکر پوچھتے ہوئے پایا کہ جس کسی نے غدیر خم کے روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو سنا ہو وہ اٹھکر اسکی گواہی بیان کرے تب بارہ صحابی جنمیں ابوہریرہ اور ابوسعید خدری اور انس بن مالک بھی تھے اٹھکر بیان کرنے لگے کہ انہوں نے حضرت کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ جس کا میں مولا ہوں پس علی اُس کا مولا ہے اے میرے پروردگار دوست رکھ اُسے جو اُسے دوست رکھے اور دشمن رکھ اُسے جو اُسے دشمن رکھے ٭

(۴۶) **عن** عبدالرحمن بن ابی لیلی قال شہدت علیا فی الرحبۃ ینا شد الناس انشد اللہ من سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یوم غدیر خم من کنت مولاہ فعلی مولاہ لما قام فشہد قال عبدالرحمن فقام اثنا عشر بدریا کانی انظر الی احدہم علیہ سراویل فقالوا نشہد انا سمعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یوم غدیر خم الست اولی بالمؤمنین من انفسہم وازواجی امہاتہم قلنا بلی یا رسول اللہ قال فمن کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ (اخرجہ احمد فی المناقب وابویعلی فی المسند وابن کثیر فی تاریخہ وسعید بن منصور والخطیب والمتقی فی کنز العمال والدارقطنی وابن جریر فی تاریخہ) عبدالرحمن بن ابی لیلی کہتا ہے کہ میں نے جناب امیر کو کوفہ کی مسجد کے صحن میں لوگوں کو قسم دیکر پوچھتے ہوئے دیکھا کہ میں خدا کی قسم دیکر اُس شخص سے پوچھتا ہوں جس نے کہ غدیر خم کے روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو من کنت مولاہ فعلی مولاہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔ چاہئے کہ وہ شخص اٹھکر بیان کرے عبدالرحمن کہتا ہے کہ بارہ بدری صحابی کھڑے ہوگئے مجھے آج تک اُن میں سے ایک کا لباس نگاہ میں ہے کہ وہ سراویل پہنے ہوئے تھا پس وہ لوگ کہنے لگے ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہمنے حضرت کو غدیر خم کے روز فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کیا میں مومنوں کی جان

سے اولیٰ نہیں ہوں اور میری ازواج اُنکی مائیں نہیں ہیں حاضرین نے عرض کیا بیشک آپ اولیٰ ہیں اور آپکے ازواج امہات مومنین ہیں حضرتؐ نے فرمایا جس جس کا میں اولیٰ ہوں اُسکا علیؑ ہے الٰہی جو اُسے خدا دوست رکھے اُسے تو اُسے دوست رکھیو اور دشمن رکھے اُسے تو اُسے دشمن رکھیو۔

(۴۷) عن ابی الطفیل ان علیاً قام فحمد اللہ ثم قال انشد باللہ من شھد یوم غدیر خم الا قام ولا یقوم رجل یقول نبئت او بلغنی الا رجل سمعت اذناہ و وعاہ قلبہ فقام سبعۃ عشر رجلاً منہم خزیمۃ بن ثابت وسہل بن سعد وعدی بن حاتم وعقبۃ بن عامر وابو ایوب الانصاری وابو لیلیٰ والھیثم بن التیہان وابو سعید الخدری وشریح الخزاعی وابو قدامۃ الانصاری ورجال من قریش فقال علی ھاتوا ما سمعتم فقالوا نشھد انا اقبلنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حجۃ الوداع حتی اذا کان الظہر خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فامر بشجرات فشذبن والقی علیہن ثوب ثم نادی بالصلوٰۃ فخرجنا فصلینا ثم قام فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال ایہا الناس ما انتم قائلون قالوا قد بلغت قال اللھم اشھد ثلاث مرات فقال انی اوشک ان ادعی فاجیب انی مسئول وانتم مسئولون ثم قال الا ان دمائکم واموالکم حرام کحرمۃ یومکم ھذا وحرمۃ شہرکم ھذا اوصیکم بالنساء واوصیکم بالجار واوصیکم بالممالیک واوصیکم بالعدل والاحسان ثم قال ایہا الناس انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی فانھما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض نبأنی بذالک اللطیف الخبیر ثم اخذ بید علی فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقال علی صدقتم وانا علی ذالک من الشاہدین اخرجہ ابن عقدۃ وابو حاتم محمد بن حبان البستی ومحب الدین الطبری فی ریاض النضرۃ وابن عساکر والسمہودی فی جواہر العقدین)۔ ابو الطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے خطبہ میں خدا کی حمد کے بعد فرمایا میں خدا کی قسم دیکر اُس شخص کو جو غدیر خم کے روز حاضر ہوا ہے کھڑے ہونے کیلئے کہتا ہوں اور وہ شخص ہرگز نہ اُٹھے جو یہ کہے کہ مجھکو خبر لگی ہے یا مجھے خبر دی گئی ہے بلکہ وہ شخص بیان کرے کہ جسکے کانوں نے سُنا ہو اور دل نے یاد رکھا ہو پس سترہ آدمی کھڑے ہو گئے ان میں خزیمہ بن ثابت اور سہل بن سعد اور عدی بن حاتم اور عقبہ بن عامر اور ابو ایوب انصاری اور ابو لیلیٰ اور ابو الہیثم اور ابو سعید خدری اور شریح اور ابو قدامہ انصاری رضی اللہ عنہم و نیز قریش کے اور آدمی بھی موجود تھے جناب امیرؑ نے فرمایا بیان کرو تم نے کیا سُنا ہے وہ کہنے لگے ہم حجۃ الوداع سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے رکاب سعادت میں مکہ سے واپس آ رہے تھے کہ ظہر کے وقت حضرتؐ باہر تشریف لائے اور درختوں کے کاٹ چھانٹ کرنیکا حکم دیا اور اُنپر کپڑا ڈال دیا گیا پھر نماز کیلئے منادی کرائی گئی ہم سب لوگ اپنے اپنے خیموں میں سے نماز کیلئے باہر نکلے حضرتؐ نے کھڑے ہو کر خطبہ میں خدا کی صفت و ثنا کے بعد بیان کیا اے لوگو! تم کیا کہتے ہو حاضرین نے عرض کیا آپ نے خدا کا پیغام پہنچا دیا اس بات کو تین دفعہ فرما کر کہا اے خدا گواہ رہیو پھر ارشاد کیا میرا گمان ہے کہ میں بلا لیا جاؤنگا اور میں جانے پر راضی ہو جاؤنگا میں بھی پوچھا جاؤنگا۔ اور تم بھی پوچھے جاؤ گے بیشک تمہارا خون اور تمہارا مال ایک دوسرے پر حرام ہو گیا ہے جیسے یہ تمہارا آج کا دن اور یہ تمہارا مہینا حرمت والا ہے میں تم کو عورتوں کی نسبت اور ہمسایوں کی نسبت اور غلاموں کی

نسبت عدل اور احسان کی وصیت کرتا ہوں پھر ارشاد کیا اے لوگو میں تمہارے درمیان دو بھاری چیزیں چھوڑتا ہوں خدا کی کتاب اور میرے قریبی آل بیت یہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہیں ہونگی جب تک کہ میرے پاس حوض پر وارد نہوں مجھکو خدائے مہربان خبر دینے والے نے اسکی خبر دی ہے پھر جناب علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جسکا کہ میں مولا ہوں پس اسکا علی مولا ہے جناب امیر علیہ السلام فرمانے لگے تم نے سچ بیان کیا ہے میں اسپر گواہ ہوں ❖

(۴۸) **عن** ابی سلیمان عن زید بن ارقم قال استشہد علی الناس فقال انشد اللہ رجلا سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ فقام ستۃ عشر رجلا فشہدوا اخرجہ احمد فی المسند والبغوی فی معجمہ والبزار والطبرانی والمخلص الذہبی

ابو سلیمان زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے ناقل ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے لوگوں کو قسم دیکر گواہی طلب کی کہ جس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ کے ارشاد کو سنا ہو وہ اٹھکر بیان کرے پس سولہ آدمیوں نے انکی نسبت گواہی ادا کی ❖

(۴۹) **عن** ابی الطفیل قال جمع علی الناس فی الرحبۃ ثم قال لہم انشد اللہ کل امرء مسلم سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم ما سمع لما قام فقام ثلثون من الناس قال ابو نعیم فقام ناس کثیرا فشہدوا حین اخذ بیدہ فقال اتعلمون انی اولی بالمؤمنین من انفسہم قالوا نعم یا رسول اللہ قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ قال فخرجت وکان فی نفسی شیء فلقیت زید بن ارقم فقلت لہ انی سمعت علیا یقول کذا وکذا فقال قد سمعناہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ذلک قال ابو نعیم فقلت لفطر الذی روی عنہ الحدیث کم بین القول وبین موتہ قال مائۃ یوم (اخرجہ ابن ابی حاتم والنسائی وابن حبان وابن عقدہ) ابو الطفیل سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کوفہ کی مسجد کے صحن میں لوگوں کو جمع کرکے کہنے لگے میں قسم دیتا ہوں اس مسلمان مرد کو جس نے غدیر خم کے روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سنا ہو وہ کھڑا ہوکر بیان کرے پس تیس آدمی اٹھکھڑے ہوئے ابو نعیم روایت کرتے ہیں کہ بہت سے آدمیوں نے کھڑے ہوکر گواہی ادا کی کہ جب آنحضرت نے علی کا ہاتھ پکڑ کر کھڑے ہوئے تو فرمایا آیا تم جانتے ہو کہ میں سب مومنوں کی جان سے اولی ہوں حاضرین نے کہا ہاں یا رسول اللہ حضرت نے فرمایا جسکا کہ میں مولا ہوں پس اسکا علی مولا ہے اے پروردگار دوست رکھ اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھ اسے جو اسے دشمن رکھے ابو الطفیل کہتا ہے کہ میں وہاں سے نکلا اور میرے دل میں اس حدیث کی نسبت شک پیدا ہو گیا پس میں زید بن ارقم سے ملا اور میں نے ان سے کہا میں نے جناب امیر سے یہ کچھ سنا ہے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہنے لگے تحقیق ہم نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات فرماتے ہوئے سنا ہے ابو نعیم کہتے ہیں کہ میں نے فطر سے جس نے کہ یہ روایت کی ہے پوچھا کہ جناب امیر کی وفات میں اور انکے اس قول میں کتنے دنوں کی مدت تھی وہ بیان کرنے لگا پورے سو دنوں کی مدت تھی ❖

(۵۰) **عن** ریاح بن الحارث قال جاء رہط الی علی بالرحبۃ فقالوا السلام علیک یا مولانا فقال کیف اکون مولاکم وانتم قوم عرب قالوا سمعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ قال ریاح فلما مضوا اتبعتہم فسالت من ہؤلاء قالوا نفر من الانصار فیہم ابو ایوب الانصاری (اخرجہ

احمد فی المسند وابن السمان وابن المغازلی والمخلص الذهبی ومحب الطبری فی الریاض النضرة فی
فضائل العشرة والملا علی القاری فی المرقاة شرح المشکوٰة والطبرانی فی مسند ابی ایوب فی المعجم الکبیر)
ریاح ابن الحارث ناقل ہیں کہ رحبہ کے میدان میں ایک گروہ نے جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر
کہا السلام علیکم یا مولانا۔ جناب امیر نے فرمایا میں تمہارا مولا کس طرح سے ہو سکتا ہوں حالانکہ تم قوم عرب ہو وہ
کہنے لگے ہم نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس کا میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے ریاح
کہتا ہے جب کہ وہ لوگ وہاں سے بڑھ گئے تو میں انکے پیچھے ہو لیا اور پوچھا یہ کون لوگ تھے لوگوں نے کہا یہ انصار کا گروہ
ہے اور ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی انہیں میں ہیں ٭

(۵۱) **عن** ریاح قال بینما علی جالس اذ جاء رجل فدخل علیه اثر السفر فقال السلام علیک یا مولانا
قال علی من هذا قالوا ابو ایوب الانصاری قال علی افرجوا له ففرجوا له فقال ابو ایوب سمعت رسول
الله صلی الله علیه وسلم یقول من کنت مولاه فعلی مولاه (اخرجه احمد فی المناقب والبغوی فی معجمه وابن
ابی شیبة واسمعیل بن عمر المعروف بابن کثیر فی تاریخه ومحب الطبری فی الریاض النضرة والطبرانی
فی مسند ابی ایوب فی المعجم الکبیر) ریاح بن حارث کہتے ہیں کہ ایک روز جناب امیر بیٹھے ہوئے تھے کہ ناگاہ ایک شخص
آیا جس پر سفر کے آثار نمایاں تھے اور آکر کہنے لگا السلام علیک یا مولانا جناب امیر نے فرمایا یہ کون ہے لوگوں نے عرض کیا یہ
ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ ہیں جناب امیر نے ارشاد کیا انکے لئے جگہ چھوڑ دو لوگ اس جگہ سے ہٹ گئے پس
ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہنے لگے میں نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے
جس کا میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے ٭

(۵۲) **عن** عبد الله بن اسعد بن زرارة عن ابیه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من کنت مولاه فعلی
مولاه (اخرجه ابن عقدة وابو سعید مسعود بن ناصر السجستانی فی کتاب الولایة) عبد اللہ بن اسعد بن
زرارہ اپنے والد سے ناقل ہیں کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس کا میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے ٭

(۵۳) **عن** زر بن جیش قال خرج علی من القصر فاستقبله رکبان متقلدی السیوف علیهم العمائم
حدیثی عهد بسفر فقالوا السلام علیک یا مولانا فقال علی بعد ما رد السلام علیهم من ههنا من
اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال اثنا عشر رجلا منهم خالد بن زید وابو ایوب الانصاری و
خزیمة بن ثابت ذو الشهادتین وثابت بن قیس بن شماس وعمار بن یاسر وابو الهیثم بن التیهان وهاشم
بن عتبة وسعد بن ابی وقاص وحبیب بن بدیل بن ورقاء فشهدوا انهم سمعوا رسول الله صلی الله علیه
وسلم یوم غدیر خم من کنت مولاه فعلی مولاه فقال علی لانس بن مالک والبراء بن عازب ما منعکما ان
تقوما فتشهدا فقد سمعتما کما سمع القوم فقال اللهم ان کتماها معاندة فابلهما فاما البراء فعمی فکان
یسأل عن منزله فیقول کیف یرشد من ادرکته الدعوة واما انس فقد برصت قدماه وقیل لما استشهده
علی قول النبی صلی الله علیه وسلم من کنت مولاه فعلی مولاه اعتذر بالنسیان فقال علی اللهم ان کان کاذبا
فاضربه ببیاض لا تواریه العمامة فبرص وجهه فسدل بعد ذلک برقعا علی وجهه (اخرجه جمال الدین

کہتا ہے تو اسے برص کی مرض میں مبتلا کر دے کہ اُسے یہ عمامہ سے نہ چھپا سکے طلحہ بن عمیر کہتا ہے کہ میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے انس بن مالک کی پیشانی پر وہ سفید دھبہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

(٥٥) **عن** زید بن ارقم قال قال علی انشد اللہ رجلا سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ فقام اثنی عشر بدریا من جانب الایمن ومن جانب الایسر فشھدوا بذلک قال زید بن ارقم کنت فیمن سمع ذلک لکنہ فذھب اللہ ببصری کان یندم علی ما فاتہ من الشھادۃ ویستغفر (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ والفقیہ ابن المغازلی و اخرجہ الطبرانی فی المعجم الکبیر فی مسند زید بن ارقم) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب امیر نے لوگوں کو قسم دیکر پوچھا جنہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ جس کا میں مولا ہوں پس علی بھی اس کا مولا ہے پروردگار۔ دوست رکھیو اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھیو اسے جو اسے دشمن رکھے تو بارہ اصحاب بدر کھڑے ہو گئے چھ داہنی طرف سے اور چھ بائیں طرف سے اور انہوں نے گواہی ادا کی زید بن ارقم کہتے ہیں کہ میں بھی انہیں میں سے تھا جن لوگوں نے اس حدیث کو حضرت سے سنا تھا پس میں نے اس کو چھپایا خدا تعالیٰ میری بینائی کو لے گیا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ اس شہادت کے نہ دینے سے نادم رہا کرتے تھے اور استغفار کیا کرتے تھے۔

(٥٦) **عن** عمیر بن سعد قال قال علی علی المنبر انشد اللہ رجلا سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یوم غدیر خم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ الا قام وشھد و تحت المنبر انس بن مالک والبراء بن عازب وجریر بن عبد اللہ البجلی فاعادھا فلم یجبہ احد فقال اللھم من کتم ھذہ الشھادۃ وھو یعرفھا فلا تخرجہ من الدنیا حتی تجعل بہ آیۃ یعرف بھا فقال فبرص انس وعمی البراء ورجع جریر اعرابیا بعد ھجرتہ فاتی الشراۃ فمات فی بیت امہ (اخرجہ ابوالحسن احمد بن یحییٰ البلاذری فی انساب الاشراف) عمیر بن سعد سے منقول ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے منبر پر چڑھ کر لوگوں کو قسم دی کہ جس شخص نے غدیر خم کے روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ کی حدیث کو سنا ہو وہ کھڑا ہو کر بیان کرے پس لوگوں نے گواہی ادا کی منبر کے نیچے انس بن مالک اور براء بن عازب اور جریر بن عبد اللہ البجلی بھی بیٹھے ہوئے تھے جناب امیر نے مکرر اس کو فرمایا لیکن ان میں سے کسی نے کچھ نہ کہا جناب امیر نے فرمایا پروردگارا جس شخص نے اس شہادت کو چھپایا ہے باوجودیکہ وہ اس کو جانتا ہے اس شخص کو اس وقت تک دنیا سے نہ اٹھا جب تک کہ تو اس کے لئے کوئی نشانی نہ مقرر کرے کہ وہ اس سے دنیا ہی میں پہچانا جائے عمیر بن سعد کہتا ہے پس انس مبروص ہو گئے اور براء اندھے ہو گئے اور جریر کو اس کرتے ہوئے واپس آئے اور اپنی والدہ کے گھر میں دنیا سے انتقال کیا۔

(٥٧) **عن** عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ قال خطب علی فقال انشد اللہ امرا نشدۃ الاسلام سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم اخذ بید علی یقول الست اولی بکم یا معشر المسلمین من انفسکم قالوا بلی یا رسول اللہ قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ الا قام فشھد فقام بضعۃ عشر رجلا فشھدوا وکتم قوم فما خرجوا من الدنیا

حتی عموا و برصوا اخرجہ الدارقطنی وابن کثیر فی تاریخہ) عبدالرحمن بن ابی لیلے سے مروی ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے خطبہ ارشاد کیا اور فرمایا میں اُس مرد خدا کو کہ جس نے اسلام قبول کیا ہے قسم دیتا ہوں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اُس ارشاد سے کہ علی کا ہاتھ پکڑ کر غدیر خم کے روز کہا تھا پوچھتا ہوں کہ جس شخص نے حضرت سے من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من اخذلہ کی حدیث کو سُنا ہو وہ اُٹھکر اسکی شہادت بیان کرے بیس شخص پر کتنے آدمیوں نے کھڑے ہوکر گواہی دی اور ایک گروہ اصحاب نے اس شہادت کو چھپایا یہ لوگ تب تک دنیا سے عالم آخرت کو نہیں گئے جب تک کہ وہ اندھے اور مبروص نہیں کیے گئے ✣

(۵۸) **عن** ابن اسحاق قال حدثنی من لا احصی ان علیا نشد الناس فی الرحبۃ من سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ فقام نفر فشھدوا انھم سمعوا ذلک من رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وکتم قوم فما خرجوا من الدنیا حتی عموا و برصوا واصابتھم آفۃ منھم یزید بن ودیعۃ وعبدالرحمن بن مدلج اخرجہ ابوموسیٰ وابن الاثیر فی اسد الغابۃ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ ناقل ہیں کہ مجھ سے بہت سے آدمیوں نے بیان کیا جن کا میں شمار نہیں کر سکتا کہ جناب امیر علیہ السلام نے رحبہ میں لوگوں کو قسم دیکر پوچھا کہ جس کسی نے من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ کی حدیث کو سُنا ہو بیان کرے بس چند آدمیوں نے کھڑے ہوکر گواہی دی کہ انہوں نے اس حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا اور ایک گروہ نے اس حدیث کو چھپایا وہ جب تک کہ اندھے اور مبروص یا کسی اور بلا میں مبتلا نہیں ہوئے دنیا سے آخرت کو نہیں سدھارے چنانچہ یزید ابن ودیعہ اور عبدالرحمن بن مدلج بھی انہیں میں سے تھے ✣

(۵۹) **عن** عایشۃ بنت سعد سمعت اباھا یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ یوم الجحفۃ واخذ بید علی فخطب ثم قال ایھا الناس انی ولیکم قالوا صدقت فرفع ید علی فقال ولیی والمودی عنی وان اللہ موال من والاہ ومعاد من عاداہ (اخرجہ ابن جریر وقال الذھبی ھذا حدیث حسن غریب) عائشہ بنت سعد اپنے والد ماجد سے ناقل ہیں کہ میرے والد ماجد کہتے تھے کہ جحفہ کے روز جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ علی کا ہاتھ پکڑ کر آپ نے خطبہ ارشاد کیا اور پھر فرمایا اے لوگو میں تمہارا ولی ہوں حاضرین نے عرض کیا آپ بجا فرماتے ہیں حضرت نے جناب امیر کا ہاتھ بلند کرکے فرمایا یہ میرا ولی ہے اور میری جانب سے ادا کرنے والا ہے بتحقیق خدا دوست رکھنے والا ہے اُسکو جو اُسکو دوست رکھے اور دشمن رکھنے والا ہے اُسکو جو اُسکو دشمن رکھے

(ف) قال السمہودی وقول بعضھم ان زیادۃ اللھم وال من والاہ الی اخرہ موضوعۃ مردود فقد ورد ذلک من طرق صحح الذھبی سیدنا ابن السمہودی جواہر العقدین میں لکھتے ہیں کہ بعض لوگوں کا مقولہ ہے کہ اس حدیث میں یہ الفاظ یعنی اللھم وال من والاہ آخر تک موضوع ہیں یہ قول بالکل مردود ہے یہ الفاظ بہت سے طریقوں سے مروی ہوئے ہیں حافظ ذہبی نے جنکی تصحیح کی ہے ✣

(۶۰) **عن** ابی الحمراء خادم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال بعد ما کبرت لو احد من رفقاۃ لاحدثنک ما سمعت اذنای ورأت عینای اقبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی دخل علی ام المومنین عایشۃ فقال لھا ادعی لی سید العرب فبعثت الی ابی بکر تدعو فجاء حتی کان کرای العین علم ان غیرہ

دعی فخرج من عندھا حتی دخل علی ام المومنین حفصۃ فقال لھا ادعی لی سید العرب فبعثت الی عمر قد عنہ فجاء حتی اذا صار کرأی العین علم ان غیرہ دعی فخرج من عندھا حتی اذا دخل علے ام المومنین ام سلمۃ وقال ادعی لی سید العرب فبعثت الی علی ثم قال لی یا ابا الحمراء ادع لی ثلثین مائۃ من قریش وثمانین من العرب وستین من الموالی وار بعین من اولاد الحبشۃ فلما اجتمع الناس قال ائتنی بصحیفۃ من ادیم فاتیتہ بھا ثم اقامھم مثل صف الصلوٰۃ فقال معاشر المسلمین الیس اللہ اولی من نفسی یا مرنی وینھانی مالی علی اللہ امر ولا نھی قالوا بلی یا رسول اللہ فقال الست اولی بکم من انفسکم امرکم وانھاکم لیس لکم علی امر ولا نھی قالوا بلی یا رسول اللہ قال من کان اللہ وانا مولاہ فھذا علی مولاہ یامرکم وینھاکم مالکم علیہ امر ونھی اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ اللھم انت شہیدی علیھم انی قد بلغت ونصحت (اخرجہ سید علی ہمدانی فی مودۃ القربیٰ) ابو الحمراء خادم جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے

ابو الحمراء جب کہ بوڑھے ہوگئے اپنے ایک رفیق سے کہنے لگے جو کچھ میرے کانوں نے سنا ہے یا میری آنکھوں نے دیکھا ہے اسمیں مجھے خبر دول ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کے گھر میں تشریف لیگئے اور فرمانے لگے عرب کے سردار کو بلاؤ انھوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا جب وہ حضرت کے سامنے حاضر ہوئے آپ نے ان کو اس طرح سے دیکھا کہ گویا کسی غیر کو بلا بھیجا تھا۔ پھر وہاں سے برآمد ہو کر ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لیگئے اور ان سے فرمایا عرب کے سردار کو بلاؤ انھوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا جب حضرت کے سامنے حاضر ہوئے آپ نے انکو اس طرح سے دیکھا کہ گویا کسی غیر کو بلا بھیجا تھا پھر وہاں سے برآمد ہو کر ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف لیگئے اور ان سے فرمایا عرب کے سردار کو بلاؤ انھوں نے جناب علی علیہ السلام کو بلا بھیجا۔ پھر جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا اے ابو الحمراء جاؤ اور ایک سو آدمی قریش کے اور اسی آدمی عرب کے اور ساٹھ آدمی موالی عرب کے اور چالیس آدمی حبش کے بلا لاؤ جب سب لوگ جمع ہوگئے حضرت نے بکری کی کھال پر ایک عہد نامہ لکھا اور لوگوں کو مثل نماز کی صف کے استادہ کر کے ارشاد کیا اے مسلمانوں کے گروہ کیا خدا تعالی عز شانہ سے اولے نہیں ہے کہ مجھ کو حکم دیتا ہے اور ممانعت کرتا ہے خدا پر میرا کسی طرح کا حکم جاری نہیں ہے۔ حاضرین نے عرض کیا آپ بجا فرماتے ہیں پھر حضرت نے ارشاد کیا۔ کیا میں تمہاری جان سے تمہارے لیے اولی نہیں ہوں میں تم کو امر و نہی کرتا ہوں مجھ پر تم کسی طرح کا حکم جاری نہیں کرسکتے ہو۔ حاضرین نے عرض کیا یا رسول اللہ درست ہے پھر آپ نے فرمایا جس کسی کا اللہ تعالے اور میں مولا ہوں پس اسکا یہ علی ہی مولا ہے تم پر یہ امر و نہی کرسکتا ہے تمہیں اسپر کسیطرح کے حکم جاری کرنیکا اختیار نہیں ہے اے میرے پروردگار دوست رکھ اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھے اسے جو اسے دشمن رکھے اور مدد کر اسکی جو اسکی مدد کرے اور چھوڑ دے اسے جو اسے چھوڑ دے اے میرے پروردگار تو گواہ رہیو کہ میں نے ان کو تیرا پیغام پہونچا دیا ہے اور نصیحت کا حق ادا کیا ہے ۔

(۹) قال قیس بن سعد بن عبادۃ الانصاری رضی اللہ عنہ انشدھا بین یدی علی فی الصفین شعر قلت لما بغی العدو علینا۔ حسبنا ربنا ونعم الوکیل۔ وعلی امامنا وامام۔ لسوانا بہ اتی التنزیل

یوم قال النبی من کنت مولاہ فعلی مولاہ خطب جلیل انما قالہ النبی علی الامہ ختم ما فیہ
قال و قیل اخرجہ سبط ابن الجوزی فی تذکرہ خواص الامہ قیس بن سعد ابن عبادۃ الانصاری رضی اللہ عنہ نے جناب امیر علیہ السلام کے ہمراہ بیں صفین کے درمیان اپنے رجز میں یہ اشعار پڑھے کہ جب ہمارا دشمن ہم پر باغی ہوگیا تو ہم نے کہا کہ نہیں ہمارا رب ہمارا پروردگار اور وہی ہے اچھا سپردگی کار کے لئے علی ہمارا امام ہے اور ہمارے سوا سب کا امام ہے اس بات کے لئے قرآن نازل ہوا ہے جس روز کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ جس کا کہ میں مولا ہوں پس اس کا یہ مولا ہے اور آپ نے ایک بزرگ خطاب فرمایا جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امت کے سامنے اس ارشاد کو فرمایا تھا تاکہ جو کچھ کہ اس میں گفتگو ہے ختم ہو جاوے ؛

تنبیہ مولیٰ کا لفظ چند معنوں کے مقام پر استعمال ہوتا ہے جس کا ثبوت آیات قرآنیہ اور لغت سے ملتا ہے ؛

لفظ	معنی	لفظ	معنی
(۱) جار	یعنی ہمسایہ	(۶) عصبہ	قال اللہ تعالیٰ انی خفت الموالی من ورائی
(۲) معتق	بکسر تاء آزاد کنندہ	(۷) وارث	قال اللہ تعالیٰ ولکل جعلنا موالی مما ترک
(۳) معتق	بفتح التاء - آزاد کردہ		الوالدان والاقربون - ای ورثۃ
(۴) حلیف	یعنی ہم عہد	(۸) صدیق	قال اللہ تعالیٰ - لا یغنی مولی عن مولی
(۵) ابن عم	یعنی چچا زاد بھائی - قال الشاعر -		شیئا ای صدیق من صدیق
	مہلا بنو عمنا موالینا	(۹) ناصر	قال اللہ تعالیٰ بان اللہ مولی الذین آمنوا
	الموالی حتفوا علینا		وان الکافرین لا مولی لہم ای لا ناصر لہم
(۱۰) مالک	قال اللہ تعالیٰ ضرب اللہ مثلا عبدا	(۱۲) اولی	قال اللہ تعالیٰ - فی حق المنافقین
	مملوکا لا یقدر علی شیء وھو کل علی مولاہ		ماویکم النار - ھی مولاکم - ای اولی
(۱۱) السید المطاع	وفی الصحاح وکل من ولی امر احد فھو ولیہ		بکم

اس حدیث میں لفظ مولی کے معنی متعین کرنے میں علماء کا اختلاف ہے - لیکن -

(۱) اس حدیث میں مولی کے لفظ سے جار یعنی ہمسایہ کے معنے مطلق نہیں لئے جا سکتے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کل مومنین کے ہمسایہ نہیں تھے ؛

(۲) معتق یعنی آزاد کنندہ کے معنے اس حدیث کے مفہوم سے خارج ہیں - کیونکہ جس وقت جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث کو ارشاد کیا تھا اس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی منشا کسی غلام کے آزاد کرنے کے متعلق نہیں تھی ؛

(۳) معتق یعنی آزاد کردہ کے معنے تو کسی نہج سے مراد ہو ہی نہیں سکتے کیونکہ امیر علیہ السلام حُر اور آزاد تھے ؛

(۴) حلیف یعنی ہم عہد کے معنے بھی کسی طرح سے نہیں لئے جا سکتے - کیونکہ ان روایات میں مطلق کسی عہد و پیمان کا ذکر نہیں اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کسی سے عہد قائم کر رہے تھے کہ حلیف کے معنے مراد ہو سکیں ؛

(۵) ابن عم کے معنے تو ہرگز چسپاں ہو ہی نہیں سکتے کیونکہ کل مومنین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابن عم نہیں تھے ؛

(۶) عصبہ کے معنے بھی ہرگز مراد نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کل مؤمنین کے یا کل مؤمنین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عصبہ نہیں تھے +

(۷) وارث کے معنے قول نبوی لے حدیث معشر الانبیاء لا نرث ولا نورث کسی طرح سے چسپاں ہو ہی نہیں سکتے +

(۸) صدیق کے معنے لینا بھی ٹھیک نہیں ہیں۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ جس کسی کے جناب سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم دوست تھے جناب امیر بھی اسکے دوست تھے اور اگر اس قضیہ کو عکس کر کے یہ کہا جائے کہ شاید اس حدیث کے یہ معنے ہوں کہ جس کا میں دوست ہوں علی کا دوست ہے کیونکہ بعض اشخاص جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست تھے مگر جناب امیر سے نفار رکھتے تھے حضرت نے انکی تنبیہ کے لئے ایسا ارشاد کیا ہو۔ گو بادی النظر میں یہ معنے تو معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن یہ معنے ہرگز اس حدیث کے مفہوم میں سے نہیں ہیں کیونکہ اس حدیث میں مولے کا لفظ مضاف واقع ہوا ہے نہ مضاف الیہ یعنے جس کا کہ میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے نہ یہ کہ جو میرا مولا ہے وہ علی کا بھی مولا ہے۔ اس لئے صدیق کے معنے بھی نہیں لئے جا سکتے +

(۹) ناصر کے معنے بھی ٹھیک نہیں بیٹھتے۔ کیونکہ جناب امیر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہر طرح سے تابع تھے جس کسی کی نصرت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اسکی نصرت جناب امیر علیہ السلام پر واجب تھی۔ اس کے اظہار کی کوئی ضرورت نہیں تھی +

(۱۰) مالک کے معنے بھی اس حدیث میں مراد نہیں ہیں۔ کیونکہ ان روایات میں مطلق کسی قسم کی ملکیت کا ذکر نہیں ہے +

(۱۱) البتہ اس حدیث میں مولے کے لفظ سے معنی السید المطاع کے لئے جا سکتے ہیں +

(یا)

(۶) اولے کے۔

مولے بمعنے اولے کثرت سے مستعمل ہوا ہے جس کے شواہد ہم چند تفاسیر اور کتب لغت سے ذیل میں درج کرتے ہیں۔

(۱) ابن حیان تفسیر بحر محیط میں آیت کریمہ قل لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا هو مولانا و علی اللہ فلیتوکل المؤمنون کے ترجمہ میں لکھتے ہیں اے ناصرنا وحافظنا قالہ الجمہور وقال الکلبی اولے بنا من انفسنا فی الموت والحیوۃ وقیل مالکنا وسیدنا فلہذا یتصرف کیف یشاء فیجب الرضاء بما یصدر من جہتہ وقال ذلک بان اللہ مولی الذین امنوا وان الکافرین لا مولا لہم فہو مولانا الذی یتولانا و نتولاہ۔

(۲) امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں ماوٰکم النار ہے مولاکم و بئس المصیر و فی لفظ المولے ههنا اقوال (احدها) قال ابن عباس مولکم ای مصیرکم وتحقیقہ ان المولی موضع الولی وهو القرب فالمعنی ان النار هو موضعکم الذی تقربون منه وتصلون الیه (والثانی) قال الکلبی یعنے اولی بکم وهو قول الزجاج والفراء وابی عبیدۃ +

(۳) امام ثعلبی تفسیر کشف البیان میں لکھتے ہیں ماوٰکم النار هی مولکم اے صاحبکم واولی بکم واحق بان تکون مسکنا لکم +

(۴) امام ابو الحسن الواحدی تفسیر وسیط میں لکھتے ہیں ماوٰکم النار هی مولکم هی اولی بکم لما اسلفتم من الذنوب

والمعنی انما ھی التی تلی علیکم لانہا قد ملکت امرکم فھی بکم من کل شیء۔

(۵) امام بغوی تفسیر معالم التنزیل میں لکھتے ہیں ماوٰکم النار ھی مولاکم۔ صاحبتکم واولی بکم لما اسلفتم من الذنوب ۔

(۶) جوہری صحاح میں ذیل لغت ولی لکھتے ہیں واما قول لبید ۔ فغدت کلا الفرجین تحسب انہ مولی المخافۃ خلفہا وامامہا ۔ فیرید انہ اولی موضع ان یکون فیہ الخوف ۔

(۷) علامہ زوزنی سبعہ معلقہ کی شرح میں لکھتے ہیں ۔ فغدت کلا الفرجین تحسب انہ مولی المخافۃ خلفہا وامامہا ۔ الفرج موضع المخافۃ والفرج مابین قوائم الدابۃ فما بین الیدین فرج ومابین الرجلین فرج والجمع فروج وقال ثعلب ان المولی فی ھذا البیت بمعنی اولی بالشیء ۔ کقولہ تعالی ماوٰکم النار ھی مولاکم ای ھی اولیٰ بکم ۔

ان کے ماسوا قرینہ الست اولی بالمؤمنین من انفسہم سے بھی یہی معنے اولے ہی کا پلہ بھاری معلوم ہوتا ہے اب ہم اس واقعہ پر ایک تاریخی نظر ڈال کر یہ تلاش کرتے ہیں کہ اس حدیث کا ارشاد کیوں کیا تھا اور حضرتؐ نے کیوں فرمایا تھا اور کیا ایسی بات واقعہ ہوئی تھی کہ جس نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایسے ارشاد پر برانگیختہ کیا تھا پس ان اسباب اور واقعات کے معلوم ہونے سے اس حدیث میں جو کچھ کہ لفظ مولے کے معنے مراد ہونگے ظاہر ہو جاویں گے ۔

یہ واقعہ حجۃ الوداع کا ہے اسکے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج نہیں کیا۔ اس واقعہ کے بعد حضرت اسی یا نوے روز قید حیات رہے ہیں تمام اہل سیر متفق ہیں کہ اس واقعہ سے پہلے حضرتؐ نے جناب امیرؑ کو ایک لشکر کا سردار بنا کر یمن کیطرف روانہ کیا تھا اور خالد بن ولید کو بھی دوسرے لشکر کے ساتھ یمن ہی کی طرف بھیجا تھا اور بوقت روانگی کے دونوں لشکروں کو یہ حکم دیا تھا کہ اگر دونوں لشکر متفرق رہیں تو ہر ایک صاحب اپنے لشکر کا جداگانہ امیر ہوگا اور اگر دونوں لشکر کہیں جمع ہو جائیں تو دونوں لشکروں پر جناب علی ہی امیر سمجھے جائیں اور خالد بن ولید انکی ماتحتی میں کارروائی کریں چنانچہ دونو لشکر یمن میں بنی زبید پر جا پڑے اور بنی زبید سے لڑائی پیش آئی اور لشکر اسلام ظفریاب ہو گیا اور کفار کے زن و بچہ اسیری میں آگیا ان میں ایک لونڈی نہایت خوبصورت تھی جناب امیر اپنے قبضہ میں لے آئے ۔ یہ امر بعض لوگوں کو شاق گذرا جب دونوں لشکر حضرتؐ کی خدمت میں پہنچے اور حجۃ الوداع میں شریک ہوئے چند آدمیوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جناب امیرؑ کی شکایت کی کہ جناب امیرؑ نے ایسا کچھ کیا ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بعض لوگوں کو اسی وقت جواب دیا کہ تم علی کے پیچھے مت پڑو علی میرا ہے اور میں علی کا ہوں اور میرے بعد تمہارا ولی ہے پھر جب حضرت حجۃ الوداع سے فارغ ہو کر مقام جحفہ میں غدیر خم پر پہنچے تو حضرت نے باقی لوگوں کے شکوک رفع کرنے کیلئے خطبہ میں جناب امیرؑ کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد کیا جس کا کہ میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے یعنے تم لوگ جو اس کنیز میں جناب علیؑ کے تصرف کرنے کی نسبت شکایت کرتے ہو تو میری طرح سے وہ مؤمنوں کے سردار یا امیر میں اولی بالتصرف ہیں۔ کتب سیر و رجال و تاریخ و احادیث صحیحہ سے اس واقعہ کی شہادت ملتی ہے چنانچہ امام احمد بن حنبل و امام نسائی رحمۃ اللہ علیہما روایت کرتے ہیں ۔

عن عبد اللہ بن بریدۃ الاسلمی قال بعثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الیمن مع خالد بن الولید

وبعث علیا علی جیش اٰخر وقال ان التقیتما فعلی علی الناس وان تفرقتما فکل واحد منکما علی جندہٖ فلقینا بنی زبید من اهل الیمن وظهر المسلمون علی المشرکین فقاتلنا المقاتلة وسبینا الذریة فاختار علی وصیفة لنفسه فکتب بذلک خالد بن الولید الی النبی صلی الله علیه وسلم وامرنی ان انال منه قال فجئت فدفعت الکتاب الیه فقلت من علی فتغیر وجه النبی صلی الله علیه وسلم فقلت هذا مکان العائذ بعثتنی مع الرجل والزمتنی بطاعته فبلغت ما ارسلت به فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا تقعن یا بریدة فی علی منی وانا منه وهو ولیکم بعدی۔ (اخرجه النسائی فی الخصائص و احمد فی المناقب)

عبداللہ بن بریدۃ الاسلمی اپنے والد ماجد سے ناقل ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کے ساتھ ہم کو یمن کی طرف روانہ کیا اور دوسرے لشکر پر جناب امیرؑ کو سردار مقرر کرکے ارسال کیا اور فرمایا۔ اگر دونوں لشکر باہم جمع ہو جائیں تو دونوں لشکروں پر جناب علی ہی امیر سمجھے جائیں اور اگر متفرق رہیں تو ہر ایک تم میں سے جداگانہ امیر ہوگا ہم لوگ اہل یمن کے قبیلہ بنی زبید پر جا پڑے مسلمانوں نے باہم مدد کرکے مشرکوں سے مقابلہ کیا اور ان کا زن بچہ گرفتار کر لیا جناب علیؑ نے ان میں سے ایک کنیز اپنے لئے منتخب کر لی خالد بن ولید کو جناب امیرؑ کا یہ تصرف کرنا ناگوار معلوم ہوا اور حضرتؐ کے حضور میں ایک شکایتی عرضی لکھ بھیجی اور مجھے حکم دیا میں وہ عرضی لیکر حاضر خدمت ہوا تھے وہ خط آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں پیش کیا اور زبانی بھی جناب امیر علیہ السلام کی شکایت عرض کی حضرتؐ کا چہرہ مبارک غصہ سے سرخ ہو گیا میں نے یہ دیکھ کر عرض کیا میں حضورؐ کے غصہ سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں حضور نے مجھے ایک شخص کی ماتحتی میں روانہ کیا تھا اور اسکی اطاعت مجھ پر لازم کر دی تھی جو کچھ اس نے مجھ کو کہا میں نے حضور میں عرض کر دیا حضرتؐ نے فرمایا اے بریدہ علیؓ کے پیچھے مت پڑو علی میرا ہے اور میں علی کا ہوں وہ میرے بعد تمہارا ولی ہے *

علامہ ابن حجرؒ نے بھی کتاب صواعق محرقہ میں اس حدیث کے ارشاد کی یہی وجہ بتائی ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔ فسببه ذلک کما نقله الحافظ شمس الدین بن محمد الجزری عن ابن اسحاق ان علیا تکلم فیه بعض من کان معه فی الیمن فلما قضی صلی الله علیه وسلم حجه خطبها تنبیها علی قدره وردا علی من تکلم فیه کبریدة کما فی البخاری انه کان یبغضه وسبب ذلک ما صححه الذهبی انه خرج معه الی الیمن فرأی منه جفوة فنقصه للنبی صلی الله علیه وسلم فجعل یتغیر وجهه ویقول یا بریدة الست اولی بالمؤمنین من انفسهم قال بلی یا رسول الله قال من کنت مولاه فعلی مولاه یعنے اس حدیث کے ارشاد ہونیکا سبب یہ ہے جس کا ذکر حافظ شمس الدین بن محمد الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے اسنی المطالب میں سیرۃ ابن اسحاق سے نقل کیا ہے کہ بعض لوگوں نے جو کہ جناب امیرؑ کے ساتھ یمن میں گئے تھے واپس آکر جناب امیرؑ کی شکایت بیان کی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حج سے فارغ ہوکر واپس ہوئے تو لوگوں کو جناب امیر علیہ السلام کی شان اور منزلت پر مطلع کرنے کیلئے اور جو لوگ کہ شکایت کرتے تھے مثل بریدہ وغیرہ کے جس کا ذکر امام بخاری نے بھی کیا ہے کہ بریدہ رضی اللہ عنہ ابتدا میں جناب امیر سے بغض رکھا کرتے تھے اور لوگوں کے رد کرنے کیلئے آپ نے خطبہ ارشاد کیا۔ اور بغض کی وجہ یہ تھی جس کی صحت حافظ ذہبی نے کی ہے کہ بریدہ رضی اللہ عنہ جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ یمن کو گئے تھے راہ میں

کچھ شکر رنجی ہوگئی تھی اس وجہ سے بریدہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں جناب امیر علیہ السلام کی شکایت کرنے گئے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک غصہ سے سرخ ہوگیا اور آپ نے فرمایا اے بریدہ کیا میں مومنوں کیلئے انکی جان سے اولی نہیں ہوں بریدہ نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور بے شبہ اولیٰ ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا کہ میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے ٭

اب منصفین خود چشم بصارت کو کھولکر ملاحظہ کر سکتے ہیں کہ اولیٰ کے سوا اس حدیث میں مولا کے اور کیا معنے ہو سکتے ہیں بعض محدثین نے اس حدیث کا سبب ارشاد اس طرح پر بیان کیا ہے:۔ وقیل کان سبب ذلک ان اسامۃ بن زید قال لعلی لست مولائی انما مولائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ (نقلہ شمس الدین مظفر الخلخالی فی المفاتیح شرح المصابیح) یعنی کہا گیا ہے کہ اس ارشاد کا سبب یہ تھا کہ ایک دفعہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے جناب امیر علیہ السلام سے کہا تھا کہ آپ میرے مولا نہیں ہیں۔ میرا مولا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی میرا مولا نہیں ہے جب جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوئی تو آپ نے ارشاد کیا کہ جس کا میں مولا ہوں پس اس کا علی بھی مولا ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ٭

لیکن وجہ اول زیادہ ترجیح معلوم ہوتی ہے ممکن ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد دو دفعہ کیا ہو ایک دفعہ اس ارشاد کے محرک اسامہ بن زید ہوئے ہوں اور دوبارہ بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ کی وجہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد علیٰ رؤس الاشہاد بیان فرمایا ہو بہرحال یہ کہنا کہ جناب امیر حجۃ الوداع میں شریک ہی نہیں ہوئے یا یہ حدیث متواتر نہیں ہے یا مولا کے معنے متعین کرنے میں چون وچرا کرنا بالکل سفسطہ اور جنون ہے جو اکثر تعصب کے زور جانے سے پیدا ہو جاتا ہے والوالارحام بعضہم اولیٰ ببعض میں لفظ اولیٰ بہ مومنین کے استعمال ہوا ہے۔ ایسی تسویلات سے لوگوں کو فریب کر کے راہ حق سے بیراہ نہ کرنا چاہئے ٭

حضرت کا جناب امیرؑ کو غدیر خم کے روز عمامہ باندھنا

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عزوجل امدنی یوم بدر ویوم حنین بملائکۃ معتمین ھذہ العمۃ والعمۃ حاجزۃ بین المسلمین والمشرکین قال الجلی لما عمم یوم غدیر خم بعمامۃ سدل طرفہا علی منکبہ اخرجہ الخطیب البغدادی والدیلمی وصاحب کنوز الحقائق وابوداؤد الطیالسی والمتقی فی کنز العمال عن ابن ابی شیبۃ ومحب الطبری فی الریاض و السیوطی وابن الصباغ المالکی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو ارشاد فرمایا کہ بدر اور حنین کے روز جنہوں نے ہماری مدد کی ہے فرشتوں کی تھی جو عمامہ پوش تھے وہ عمامہ مسلمانوں اور مشرکوں کے درمیان فرق کرنیوالا ہے یہ حدیث حضرت نے مجمع غدیر خم کے روز ارشاد فرمائی تھی جب کہ حضرت نے اپنے دست مبارک سے عمامہ باندھا تھا اس کا شملہ میرے کندھے پر لٹکا دیا تھا ٭

ہمروی الجنیدی رضی اللہ عنہ الشافعی وکان لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمامۃ تسمی السحاب کساھا

علی بن ابی طالب فکان ربما طلع علیہ علی فیقول صلی اللہ علیہ وسلم اتاکم علی فی السحاب یعنی عمامۃ التی وھبالہ) برہان الدین شافعی کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک عمامہ مبارک تھا جس کا نام حضرت نے سحاب رکھا تھا حضرت نے وہ عمامہ جناب امیر علیہ السلام کو بخشا تھا جب کبھی جناب امیر اس عمامہ کو باندھ کر حضرت کی حضور میں جاتے تو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے کہ علی سحاب میں تمہارے پاس آ رہے ہیں۔

جناب امیر کا حضرت کے بعد خیر البشر ہونا

(۱) عن عقبۃ بن سعد العوفی قال دخلنا علی جابر بن عبد اللہ الانصاری وقد سقط حاجباہ علی عینیہ فسألناہ عن علی فرفع حاجبیہ فقال ذاک من خیر البشر (اخرجہ احمد فی المناقب) عقبہ بن سعد العوفی ناقل ہے کہ ہم جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ کے ملنے کو گئے اُن کے ابروان کی آنکھوں پر ڈھلکے ہوئے تھے ہم نے اُن سے جناب امیر علیہ السلام کی نسبت پوچھا وہ کہنے لگے وہ سب لوگوں سے بہتر تھے۔

(۲) عن عطاء قال سألت ام المومنین عایشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عن علی فقالت ذلک من خیر البشریۃ ولایشک فیہ الا کافر (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) عطا رحمۃ اللہ علیہ ناقل ہیں کہ میں نے جناب ام المومنین عایشہ سے امیر کی نسبت پوچھا وہ فرمانے لگیں کہ تمام خلقت سے بہتر ہیں سوا کافر کے اس میں کوئی شخص شک نہیں لا سکتا۔

(۳) عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علی خیر البشر من ابی فقد کفر (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علی تمام لوگوں سے بہتر ہیں جس نے انکار کیا وہ کافر ہوا۔

(۴) عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ فقد سئل عن علی فقال خیر ھذہ الامۃ بعد نبیہا علی ولا یشک فیہ الا منافق (اخرجہ ابن مردویہ) حذیفہ رضی اللہ عنہ سے جناب امیر کی نسبت پوچھا گیا وہ کہنے لگے علی بعد نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اس اُمت کے سب لوگوں سے بہتر تھے منافق کے سوا کوئی اس میں شک نہیں لا سکتا۔

(۵) عن ابی رافع قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لعلی انت خیر امتی فی الدنیا والاخرۃ (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جناب امیر سے ارشاد فرماتے تھے کہ تم دنیا و آخرت میں میری تمام اُمت سے بہتر ہو۔

(۶) عن سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علی بن ابی طالب خیر من اخلف بعدی (اخرجہ ابن مردویہ) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ ان سب لوگوں سے جنہیں میں اپنے پیچھے چھوڑے جاتا ہوں علی علیہ السلام سب سے بہتر ہیں۔

(۷) عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علی خیر البشر من ابی فقد کفر (اخرجہ الحافظ الرازی فی الاربعین) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا نے ارشاد فرمایا ہے کہ علی سب لوگوں سے بہتر ہے جس نے انکار کیا وہ کافر ہوا۔

(۸) **عن** بریدة رضی الله عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم قال لفاطمة ان زوجك خیر امتی اقدمهم سلما واكثرهم علما (اخرجه ابن مردویه) بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب سیدہ علیہا السلام سے فرمایا تھا کہ تحقیق تیرا خاوند میری سب امت کے لوگوں سے بہتر ہے صلح میں سب سے مقدم ہے اور علم میں سب سے زیادہ ہے ✣

(۹) **عن** ابی سعید الخدری رضی الله عنه عن سلمان رضی الله عنه قال قلت یا رسول الله لكل نبی وصی فمن وصیك فسكت عنی فلما كان الغد اتی فقال یا سلمان فاسرعت الیه وقلت لبیك قال هل تعلم من وصی موسی قلت نعم یوشع بن نون قال لم قلت لانه اعلمهم قال فان وصیی وموضع سری وخیر من اترك بعدی ینجز عدتی ویقضی دینی علی بن ابی طالب (اخرجه ابن مردویه) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے سلمان رضی اللہ عنہ ذکر کرتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہر ایک نبی کا وصی ہوتا چلا آیا ہے حضور کا وصی کون ہے حضرت خاموش رہے جب دوسرا روز ہوا حضرت نے مجھ کو دیکھ کر بلایا میں دوڑتا ہوا خدمت اقدس میں گیا حضرت فرمانے لگے کیا تجھ کو معلوم ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کا وصی کون تھا میں نے عرض کیا یوشع بن نون تھے فرمایا کیوں میں نے کہا اسلئے کہ انکی تمام امت سے وہ زیادہ علم والے تھے پس حضرت نے ارشاد فرمایا کہ میرا وصی اور میرے بھید کا خزانہ اور ان سب سے جن کو میں اپنے پیچھے چھوڑے جاتا ہوں بہتر اور میرے وعدوں کو پورا کرنیوالا اور میرے قرضوں کو ادا کرنیوالا علی بن ابی طالب ہے ✣

(۱۰) **عن** ابی الیسر الانصاری قال دخلت علی ام المؤمنین عائشة فقالت من قتل الخارجیة قال قلت قتلهم علی قالت ما یمنعنی الذی فی نفسی علی علی ان اقول الحق سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول یقتلهم خیر امتی من بعدی وسمعته یقول الحق مع علی وعلی مع الحق (اخرجه ابو بکر بن مردویه) ابی الیسر الانصاری ناقل ہیں کہ ایک دفعہ میں جناب ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گیا وہ فرمانے لگیں خارجیوں کو کس نے قتل کیا ہے میں نے عرض کیا امیر علیہ السلام نے فرمانے لگیں مجھے علی کے حق میں سچ کہنے سے کون روک سکتا ہے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری سب امت سے بہتر شخص ان کو قتل کرے گا اور میں نے یہ فرماتے ہوئے بھی سنا ہے کہ علی حق کے ساتھ اور حق علی کے ساتھ ہے ✣

(۱۱) **عن** المسروق قال دخلت علی ام المؤمنین عائشة فقالت لی من قتل الخوارج فقلت قتلهم علی قال فسكت قال فقالت سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول هم شر الخلیقة یقتلهم خیر الخلق واعظمهم عند الله تعالی یوم القیمة وسیلة (اخرجه ابو بکر بن مردویه) مسروق سے منقول ہے کہ میں جناب ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گیا وہ مجھ سے پوچھنے لگیں کہ خوارج کو کس نے قتل کیا ہے میں نے عرض کیا امیر علیہ السلام نے وہ خاموش ہو گئیں اور پھر فرمانے لگیں میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ لوگ بدترین خلائق ہیں انکو بہترین خلائق قتل کریگا اور انکا قتل قیامت کے روز خدا کے نزدیک بڑا بھاری وسیلہ ہوگا ✣

(۱۲) **عن** المسروق قال قالت لی ام المؤمنین عائشة رضی الله عنها یا مسروق انك من اكرم نجم عنی

واخبرہم الی فہل عندک علم من المخدج قال قلت نعم قتلہ علی علی نہر یقال لاسفلہ تامرا و لاعلاہ النہروان بین اخافیق وطرفا قالت ابتغی معک من یشہد قال فاتیتہا بسبعین رجلا فشہدوا عندہا ان علیا قتلہ علی نہر یقال لاسفلہ تامرا و لاعلاہ النہروان بین اخافیق وطرفا فقالت قاتل اللہ عمرو ابن العاص فانہ کتب الی انہ قتلہم علی نیل مصر قال قلت یا ام المومنین اخبرینی ای شیء سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول فیہم قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ہم شر الخلق والخلیقۃ یقتلہم خیر الخلق والخلیقۃ واقربہم عند اللہ وسیلۃ یوم القیمۃ (اخرجہ ابن مردویہ) مسروق کہتا ہے کہ مجھ کو جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے اے مسروق تو سب بیٹوں میں مجھ کو زیادہ عزیز اور پیارا ہے مجھ کو مخدج (یعنی ذو الثدیہ) کی کچھ خبر ہے میں نے کہا ہاں مجھ کو خبر ہے کہ جناب امیر نے اس کو ایک نہر پر مارا ہے جس کے نیچے کے ساحل کو تامرا اور اوپر کے ساحل کو نہروان کہتے ہیں اور وہ اخافیق اور طرف کے درمیان واقع ہے مجھ سے جناب ام المومنین فرمانے لگیں کسی آدمی کو میرے پاس لا کہ وہ پوری شہادت دے سکے میں ستر آدمی ان کے پاس لے گیا اور انہوں نے ام المومنین کے پاس شہادت ادا کی کہ بے شک جناب امیر علیہ السلام نے اس کو ایک نہر کے کنارے پر قتل کیا ہے کہ اسکی نیچی طرف کو تامرا اور اوپر کی طرف کو نہروان کہتے ہیں اور وہ مقام اخافیق اور طرف کے مابین واقع ہے۔ ام المومنین فرمانے لگیں خدا عمرو بن العاص کو قتل کرے جس نے مجھے لکھا تھا کہ میں نے اس کو رود نیل کے کنارے قتل کیا ہے۔ مسروق کہتا ہے کہ میں نے ام المومنین سے عرض کیا اے مادر مہربان مجھ کو اسکی حقیقت حال سے خبر دو کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے اس امر میں کیا سنا ہے فرمانے لگیں کہ میں نے حضرت کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ لوگ بدترین مخلوق ہیں اور ان کو بہترین مخلوق قتل کریگا اور ان کا قتل کرنا قیامت کے روز اللہ عزوجل کے نزدیک ایک بڑا بھاری وسیلہ ہوگا۔

(۱۳) **عن** ابن عباس قال لما نزلت ان الذین آمنوا وعملوا الصلحت اولئک ہم خیر البریۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی ہو انت (اخرجہ الدیلمی) ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت کہ بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں وہ تمام خلقت سے بہترین نازل ہوئی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے علی رضہ سے فرمایا یا علی وہ تم ہو۔

(۱۴) **عن** ابن جبیر قال قلت لعلی بن الحسین علیہ السلام یا سیدی ان ابی حدث عن ابی جحیفۃ وہب الخیر ان اباک صعد المنبر وقال خیر ہذہ الامۃ بعد نبیہا ابوبکر وعمر فقال این تذہب بک یا حکیم حدثنی سعید بن المسیب ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ انا الذی یقتص بنفسہ (اخرجہ الخطیب فی تاریخہ) ابن جبیر کہتا ہے کہ میں نے جناب علی ابن الحسین سے عرض کیا یا سیدی میرا باپ ابو جحیفہ وہب ابن الخیر سے روایت کرتا تھا کہ حضور کے والد نے جناب امیر علیہ السلام نے منبر پر چڑھ کر فرمایا تھا کہ اس امت میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر ابوبکر اور عمر ہیں تو انہوں نے فرمایا اے حکیم تجھ کو کہاں لیجائیں مجھ سے سعید ابن المسیب نے بیان کیا ہے کہ حضرت نے فرمایا یا علی تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے بے شک مومن اپنی نفس کی پیروی کرتا ہے۔

جناب امیرؑ کا اور حضرتؐ کا گوشت اور خون ایک ہونا

(۱) **عن** ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لام سلمة یا ام سلمة ان علیا لحمه لحمی ودمه دمی وهو منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لا نبوة بعدی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرماتے تھے کہ اے ام سلمہؓ تحقیق علی کا گوشت اور خون میرا گوشت اور خون ہے اور وہ مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے مگر میرے بعد نبوت نہیں ✦

(۲) **عن** علی قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم فتحت خیبر انت باب علمی وان ولدك ولدی ولحمك لحمی ودمك دمی (اخرجه الخوارزمی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جس روز میں نے خیبر کو فتح کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا کہ تو میرے علم کا دروازہ ہے اور تیرے بیٹے میرے بیٹے ہیں تیرا گوشت میرا گوشت ہے اور تیرا خون میرا خون ہے ✦

(۳) **عن** ابن مسعود قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من بیت زینب بنت جحش واتی بیت ام سلمة وکان یومها من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم یلبث اذ جاء علی فدق الباب دقا خفیفا فاثبت النبی صلی اللہ علیہ وسلم الدق وانکرته ام سلمة فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قومی فافتحی له الباب قالت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من هذا الذی افتح له الباب ینظر محاسنی وقد نزلت فی آیة من کتاب اللہ بالامس فقال لها صلی اللہ علیہ وسلم کهیئة المغضب ان طاعة الرسول کطاعة اللہ ومن عصی الرسول فقد عصی اللہ ان بالباب رجلا لیس بنزق ولا علق یحب اللہ ورسوله ویحبه اللہ ورسوله ففتحت الباب فدخل فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ام سلمة اتعرفینه قالت نعم یا رسول اللہ هذا علی بن ابی طالب قال صدقت لحمه من لحمی ودمه من دمی هو عیبة علمی یا ام سلمة واشهدی انه وهو قاتل الناکثین والقاسطین والمارقین من بعدی فاسمعی واشهدی وهو قاصم عداتی واسمعی واشهدی لو ان عبدا عبد اللہ الف عام بین الرکن والمقام ثم لقی اللہ عزوجل مبغضا له ولعترتی اکبه اللہ علی منخریه یوم القیمة فی نار جهنم (اخرجه امام الرافعی) فی تاریخ قزوین المسمی بالتدوین فی ترجمة ابراهیم بن زید النخعی من التابعین والخوارزمی وابونعیم والیمنی والوصابی فی الاکتفا فی فضائل الاربعة الخلفاء) النزق الطیاش وعلق الرجل ای غضب ویجوز ان یکون اللفظ ولا خلق بالعین یقال ای لیس ذی هوی یعنی انه ضابط لنفسه یعرف ادب الدخول ووقته

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے گھر برآمد ہو کر ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور وہ روز انکی باری کا تھا کچھ تھوڑی دیر ہی حضرت کو ام سلمہ کے گھر میں تشریف لیگئے نہ گذری تھی کہ جناب امیرؑ تشریف لائے اور آہستہ سے دروازہ کھٹکھٹایا حضرت نے کھٹکھٹانا سن کر سمجھ لیا اور جناب ام سلمہؓ کو ناگوار گذرا حضرت نے ام سلمہؓ کو فرمایا اٹھ کر دروازہ کھولدو ام سلمہ نے عرض کیا یہ کون ہے جو ٹہلتا ہوا آنکلا ہے کہ میں اسکے لئے دروازہ کھولدوں اور میرے رخساروں کو دیکھے حالانکہ کل

میرے حق میں (یعنی ازواج مطہرات کے حقوق کے متعلق) کلام اللہ کی آیت نازل ہوئی ہے حضرت نے تعصہ ہو کر
فرمایا تحقیق خداکی رسول کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے جس نے رسول کی نافرمانی کی بیشک اس نے خدا کی نافرمانی کی
دروازے پر ایسا شخص ہے جو متلون مزاج ہے اور وہ عشق باز ہے دروازے پر تو وہ شخص ہے جو اللہ اور اللہ کے رسول
کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اللہ کا رسول اُسے دوست رکھتے ہیں جناب اُم سلمہؓ نے دروازہ کھولدیا جناب
امیر علیہ السلام اندر تشریف لے گئے حضرت نے فرمایا اے اُم سلمہؓ تم پہچانتی ہو یہ کون ہے اُم سلمہؓ نے عرض کیا علی ابن ابیطالب
ہیں حضرت نے کہا تم نے سچ کہا یہ اس کا گوشت میرا گوشت ہے اور اسکا خون میرا خون ہے اور یہ میرے علم کا مخزن ہے اے
اُم سلمہؓ سنو کہ اُسکو دیکھو میرے پیچھے ناکثین اور قاسطین اور مارقین سے جنگ کرنیوالا ہے یہ میرے عہدوں کو پورا کرنیوالا ہے
واللہ اگر کوئی بندہ ایک ہزار برس رکن و مقام کے درمیان خدا کی عبادت کرے اور خدا کے سامنے اُسکا اور میری
عترت کا بغض لیکر جاوے خدا اس کو قیامت کے روز جہنم میں اوندھا گرائیگا ❊

جناب امیر کا راز دار آنحضرت ہونا

(۱) **عن** سلمان الفارسی قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علی ابن ابیطالب صاحب سری داخرجہ
الدیلمی سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ
علی ابن ابی طالب میرا راز دار ہے ❊

(۲) **عن** ام المؤمنین ام سلمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وکانت الطف نساء النبی صلی اللہ علیہ وسلم واشد من
حبا وکان لها مولی تربیها وکان لا یصلی صلوۃ الا سب علیا فقالت یا ابت ما حملك علی ان تسب
علیا قال لانه قتل عثمان وشرك فی دمه قالت اما انك لولا انی ربیتك وانك عندی بمنزلة والدی ما
حدثتك بسر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولکن اجلس حتی احدثك عن علی وما رأیته اقبل رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان یومی وانما کان نصیبی فی تسعة ایام یوم واحد فدخل النبی صلی اللہ علیہ
وسلم وهو مخلل اصابعه فی اصابع علی فقال یا ام سلمة اخرجی من البیت واخلیه لنا فخرجت و
اقبلا یتناجیان فاسمع الکلام ولا ادری ما یقولان حتی اذا قلت قد انتصف النهار واقبلت
فقلت السلام علیك یا رسول اللہ فقال لا تلجی وارجعی مکانك ثم تناجیا طویلا حتی قام الظهر
فقلت قد ذهب یومی وشغله علی فاقبلت امشی حتی وقفت علی الباب فقلت السلام علیکم الج
فقال لا تلجی فرجعت فجلست مکانی حتی اذا قلت قد زالت الشمس الآن یخرج الی الصلوة فیذهب
یومی ولم ار قط اطول منه اقبلت امشی حتی وقفت علی الباب فقلت السلام علیکم الج فقال نعم
فلجی فدخلت وعلی واضع یده علی رکبتیه قد ادنی فاه من اذن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفم النبی صلی اللہ علیہ
وسلم علی اذن علی یتساران وعلی یقول افامضی وافعل والنبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول نعم فدخلت وعلی
معرض وجهه حتی دخلت وخرج فاخذنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم واقعدنی فی حجره فالتزمنی واصاب
منی ما یصیب الرجل من اهله من اللطف والاعتذار ثم قال یا ام سلمة لا تلومینی فان جبرائیل

اتانی من عند اللہ بامرہ اوصی بہ علیا من بعدی وکنت بین جبرائیل و علی وجبرائیل عن یمینی و علی
عن شمالی فامرنی جبرئیل ان امر علیا بما ھو کائن من بعدی الی یوم القیمۃ فاعذرنی ولا تلومینی
ان اللہ اختار من کل امۃ نبیا ولکل نبی وصیا وانا نبی ھذہ الامۃ وعلی وصیی فی عترتی واھل بیتی و
امتی من بعدی فھذا ما شھدت من علی الان یا ابا ثابت فیہ او قد عرفنا قبل ذلک یا حیی اللیل والنہار
اللھم اغفر لی ما جھلت من امر علی فان ولیی ولی علی وعدوی عدو علی فتاب المولی توبۃ نصوحا و
اقبل بقیۃ دھرہ یدعو اللہ تعالی ان یغفر لہ ۔ ترجمہ اخطب الخوارزمی جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواج سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زیادہ محبت رکھتی تھیں روایت
کرتی ہیں کہ انکا ایک غلام تھا جس نے انکی پرورش کی ہوئی تھی۔ وہ شہادت کے بعد جناب امیر علیہ السلام کو برا کہا کرتا تھا
جناب ام سلمہ ایک دن اُس سے فرمانے لگیں اے ابا ثابت تو علی کو کیوں کوسا کرتا ہے اُس نے جواب دیا کہ علی نے حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل میں شرکت کی ہے جناب ام سلمہ نے فرمایا اگر تو میرا مولا اور میرے پالنے والے کے ہوتا تو میں
تجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز سے کبھی خبردار نہ کرتی۔ لیکن اب بیٹھ جا میں تجھے حضرت کے بھید سے
واقف کرتی ہوں جس کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ میری نوبت کے روز حضرت میرے گھر میں علی کو ہمراہ
لیے ہوئے تشریف لائے علی کے پنجے میں پنجہ ڈالے ہوئے تھے اور نویں دن میری نوبت آتی تھی جب گھر میں داخل ہوئے
تو ارشاد کیا اے ام سلمہ تم کوٹھری خالی کر کے باہر چلی جاؤ میں باہر ہو گئی اور دونوں صاحب سرگوشی کرتے رہے
داخل ہوتے مجھے انکی آواز سنائی دیتی تھی لیکن سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ باہم کیا باتیں کر رہے تھے یہانتک کہ دوپہر
ہو گئی میں نے بڑھ کر السلام علیکم کے بعد عرض کیا مجھے داخل ہونے کی اجازت ہے حضرت نے فرمایا اندر مت
آؤ واپنی جگہ بیٹھی رہو پھر حضرت ان سے دیر تک سرگوشی کرتے رہے یہانتک کہ ظہر کا وقت ہو گیا میں نے اپنے
دل میں خیال کیا کہ میرا آج کا دن تو نہیں جاتا رہا علی علیہ السلام نے حضرت کو باتوں میں لگا رکھا ہے میں نے پھر بڑھ کر
دروازہ پر جا کر السلام علیک کہا اور اندر داخل ہونے کی اجازت طلب کی حضرت نے کہا اندر مت آؤ میں پھر
ہٹ کر اپنے مقام پر جا بیٹھی جب مغرب کا وقت ہوا اور آفتاب ڈوبنے لگا تو میں اپنے دل میں کہا کہ اب حضرت
نماز کیلئے باہر تشریف لے جائیں گے۔ اور میرا دن یونہی نکل جائیگا میں نے اُس دن سے زیادہ طول کوئی دن
نہیں دیکھا تھا۔ میں نے بڑھ کر سلام کیا اور داخل ہونیکی اجازت مانگی حضرت نے فرمایا جب اچھا اور میں
حجرہ میں گئی جناب علی کو دیکھا کہ حضرت کے زانو پر ہاتھ رکھے ہوئے اور حضرت کے کان کے ساتھ موہنہ لگائے ہوئے
باتیں کر رہے ہیں اور حضرت کا موہنہ علی کے کان کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ اور علی کہہ رہے تھے ہاں میں ایسا ہی کرونگا
جب میں اندر گئی تو جناب علی موہنہ پھیر کر باہر تشریف لے گئے حضرت نے مجھے اپنے پہلو میں بٹھا کر اپنے سینہ سے لگایا
اور جھک کر موہنہ اپنی اہلیہ سے کرتا ہے کیا اور نہایت مہربانی سے فرمایا اے ام سلمہ تم سرزنش نہ کرو پروردگار کی طرف
سے جبرئیل آیا ہوا تھا اور حکم لایا تھا کہ میں علی کو اپنے پیچھے وصیت کروں جو کچھ ہونیوالا ہے اور جبرئیل میری داہنی جانب
اور علی میری بائیں جانب کو تھے جو کچھ مجھ کو جبرئیل کہتے تھے میں علی کو ان امور سے کہ میرے بعد میں قیامت کے روز
تک ہونیوالے ہیں آگاہ کر رہا تھا۔ اے ام سلمہ تم مجھ کو معذور رکھو خدا نے ہر ایک امت کے لیے ایک نبی مقرر کیا ہے

اور ہر پیغمبر کیلئے ایک وصی ہوتا چلا آیا ہے پس میری عترت اور میرے اہل بیت میری اُمت میں علی میرا وصی ہے ❖
نے دیا جان یہ امر علی کا ہے جس کی کہ میں اسوقت شہادت دیتی ہوں۔ اب تم اسپر خواہ سب کرو خواہ چھوڑ دو پس ان
سب کو چھوڑ دیا اور جناب الٰہی میں شب و روز دعا کرنے لگا کہ الٰہی مجھے معاف فرما۔ جو کچھ علی کے حق میں میں نے
جہالت سے کہا ہے۔ خداوندا علی کا دوست میرا دوست ہے اور علی کا دشمن میرا دشمن ہے پس اُس غلام نے خدا کی
جناب میں مضبوط توبہ کی اور اپنی باقی زندگی میں استغفار کرتا رہا ❖

(۲) عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال دعا النبی صلے اللہ علیہ وسلم علیا یوم الطائف فانتجاہ فقال الناس لقد طال نجواہ مع ابن عمہ۔ فقال صلی اللہ علیہ وسلم ما انتجیتہ ولکن اللہ انتجاہ (اخرجہ الترمذی و النسائی) والطبرانی فی الکبیر) قال الترمذی معناہ اللہ امرنی ان انا جیہ وانتجی معہ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ طائف کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کو سرگوشی کے لیے بلایا۔ لوگ کہنے لگے حضرت کی سرگوشی اپنے ابن عم سے بہت بڑھ گئی ہے حضرت نے فرمایا میں نے اُس سے سرگوشی نہیں کی بلکہ خدا نے کی ہے ❖

امام ترمذی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اسکے معنے یہ ہیں خدا نے اسکے ساتھ سرگوشی کرنیکا حکم دیا ہے ❖

(۳) عن انس قال دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا یوم الطائف فانتجاہ طویلا فقال الناس لقد طال نجواہ مع ابن عمہ قال فذکرہ من حسد علیا فقد حسدنی ومن حسدنی فقد کفر (اخرجہ ابن مردویہ) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کے روز جناب علیؓ کو بلا کر دیر تک سرگوشی فرمائی لوگ کہنے لگے آپکی ابن عم سے گہری سرگوشی ہو رہی ہے۔ جب اُسکا چرچا حضرت تک پہونچا فرمایا جس نے علیؓ سے حسد کیا مجھ سے حسد کیا جس نے مجھ سے حسد کیا وہ کافر ہوا ❖

جناب امیرؓ کا حضرتؐ کے ساتھ اقرب عہد ہونا

(۱) عن ام المؤمنین ام سلمۃ رضی اللہ عنہا قالت والذی یحلف بہ انہ کان علی اقرب الناس عہدا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت عدنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم غداۃ بعد غداۃ یقول جاء علی مرارا واظنہ کان بعثہ لحاجۃ فجاء بعد فظننت ان لہ حاجۃ فخرجنا من البیت فقعدنا عند الباب فکنت من ادناھم الی الباب فاکب علیہ علی فجعل یسارہ ویناجیہ ثم قبض من یومہ ذلک صلی اللہ علیہ وسلم فکان من اقرب الناس بہ عہدا (اخرجہ احمد) اُم المؤمنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قسم ہے اُس ذات کی جسکی قسم کھائی جاتی ہے کہ جناب علی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے قریب العہد ہیں جناب ام سلمہ فرماتی ہیں کہ ہم حضرت کی بیبیاں حضرتؐ کی عیادت کیلئے جایا کرتی تھیں حضرتؐ نے کئی بار فرمایا علی آئے ہیں حضرت کا خیال تھا کہ حضرت نے انکو کسی ضرورت کیلئے کہیں بھیجا ہوا تھا اور اب وہ آگئے ہیں ہم نے خیال کیا کہ حضرتؐ کو ان سے کوئی ضروری بات فرمانا ہے ہم حجرے سے باہر نکل کر باہر بیٹھ گئیں میں ان سب میں سے دروازے کے قریب تھی پس علی حضرتؐ پر جھک گئے اور سرگوشی کرنے لگے پھر حضرت اسی روز رحلت فرما گئے پس وہ سب لوگوں سے حضرتؐ کے ساتھ قریب العہد تھے ❖

(۲) **عن** ابی الطفیل قال کنت علی الباب یوم الشوری فارتفعت الاصوات فسمعت علیاً یقول بایع الناس لابی بکر وانا والله اولیٰ بالامر واحق به فسمعت واطعت مخافة ان یرجع الناس کفاراً ویضرب بعضهم رقاب بعض ثم بایع الناس عمر وانا والله اولیٰ بالامر واحق به فسمعت واطعت مخافة ان یرجع الناس کفاراً فیکم احد کان آخر عهده رسول الله صلی الله علیه وسلم حیاً فی حفرته غیری (اخرجه العقیلی)

ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں شوریٰ کے روز دروازہ پر تھا میں لوگوں میں شور برپا ہوا میں نے جناب علی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ لوگوں نے ابوبکر سے بیعت کی حالانکہ واللہ امر خلافت میں میں اُن سے اولیٰ اور احق تھا میں نے سنا اور تسلیم کیا کہ مبادا لوگ کافر نہ ہو جائیں۔ کیا تم میں کوئی ایسا ہے جو سب کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہوا ہو جس وقت کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر میں رکھا ہو سوا میرے *

حضرتؐ کا جناب امیرؑ کو وفات کے وقت اپنی سوا میں لے لینا

(۱) **عن** ام المؤمنین عایشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت لما حضر رسول الله صلی الله علیه وسلم الموت قال ادعوا الی حبیبی فدعوت له ابابکر فنظر الیه ثم وضع راسه فقال ادعوا الی حبیبی فدعوت له عمر فنظر الیه ثم وضع راسه فقال ادعوا الی حبیبی فقلت ویلکم ادعوا له علی بن ابی طالب فوالله ما یرید غیره فلما راٰه اخرج الثوب الذی کان علیه ثم ادخله فیه فلم یزل یحتضنه حتی قبض ویده علیه (اخرجه الدارقطنی والرازی) جناب ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت قریب آگیا۔ فرمایا میرے حبیب کو بلاؤ میں نے جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا جب آئے تو حضرتؐ نے سر اٹھا کر ان کو دیکھا اور تکیہ پر رکھ دیا اور فرمایا میرے حبیب کو بلاؤ میں نے جناب عمر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا آپ نے سر اٹھا کر ان کو بھی دیکھا اور تکیہ پر رکھ دیا اور فرمایا میرے حبیب کو بلاؤ میں نے لوگوں کو کہہ دیا افسوس ہے تم پر جناب علیؑ کو بلاؤ۔ حضرتؐ تو ان کے سوا اور کسی کو طلب نہیں فرماتے جب حضرتؐ نے انکو دیکھا تو وہ کپڑا جو آپ اوڑھے ہوئے تھے آپ نے اٹھا دیا اور علی کو اس میں لے لیا۔ اور علی حضرتؐ سے بغلگیر رہے جب تک کہ حضرتؐ کا انتقال ہو گیا *

(۲) **عن** ابن عباس ان النبیؐ صلی الله علیه وسلم لما ثقل وعنده عائشة وحفصة رضی الله عنهما اذ دخل علی فلما راٰه رفع راسه ثم قال ادن منی فاستند الیه فلم یزل عنده حتی توفی صلی الله علیه وسلم (اخرجه الطبرانی فی المعجم الکبیر) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیماری سے صاحب فراش ہو گئے حضرتؐ کے پاس عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہا بیٹھی ہوئی تھیں اتنے میں جناب امیر علیہ السلام تشریف لائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھ کر اپنا سر اقدس بالین سے اٹھایا اور فرمایا میرے قریب آؤ اور آپ ان کے سینہ سے تکیہ لگا کر رہے یہانتک کہ وفات پا گئے *

جناب امیرؑ کا حضرتؐ کو غسل دینا

(۱) **عن** علی قال اوصانی رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یغسله غیری فانه لا یری احد عورتی الا

اخرجہ المحب الطبری و ابن سعد ذخائر العقبٰی۔ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا کہ تیرے سوا کوئی مجھے غسل نہ دے ورنہ اس کی آنکھیں جاتی رہیں گی۔

(۲) عن جعفر بن محمد قال کان الماء یستنقع فی جفون النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکان علی یحسوہ (اخرجہ الطبری) جعفر بن محمد علیہ و علی آبائہ السلام سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پلکوں میں غسل کا پانی جمع ہو گیا جناب علی نے اسکو پی لیا۔

(۳) عن علی عن سعید بن المسیب قال لما غسلت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اجتمع الماء فی جفونہ فرفعتہ بلسانی فادخلتہ فی فمی فوجدت فیہ قوۃ حفظی (اخرجہ الطبری) جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے اور حافظہ کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا جب میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا تو آپ کے پلکوں میں پانی اکٹھا ہو گیا میں نے اسے زبان سے اٹھا لیا اس باعث سے میں اپنے آپ میں اب حافظہ کی قوت زیادہ پاتا ہوں۔

(۴) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال لعلی اربع خصال لیست لاحد غیرہ ھو اول عربی و عجمی صلی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو الذی کان لواءہ معہ فی کل زحف وھو الذی صبر معہ یوم فر عنہ غیرہ وھو الذی غسلہ وادخلہ قبرہ (اخرجہ احمد) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ علی علیہ السلام میں چار خصلتیں ایسی موجود ہیں کہ انکے سوا کسی دوسرے میں نہیں اور وہ سب عربی اور عجمی لوگوں سے پہلے ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی ہے اور وہ وہ شخص ہیں کہ ہر معرکہ میں حضرت کا علم انکے ہاتھ میں رہا ہے اور یہ وہ ہیں کہ جنہوں نے اور سب لوگ حضرت کے پاس سے بھاگ گئے تو وہ جنگ میں حضرت کے پاس صابر رہے اور وہ وہ ہیں کہ جنہوں نے حضرت کو غسل دیا اور قبر میں رکھا۔

(۵) عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت تغسل جثتی وتودی دینی وتواریتی فی حفرتی وتفی بذمتی وانت صاحب لوائی فی الدنیا والآخرۃ (اخرجہ الملا) ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے یا علی تم مجھے غسل دو گے اور میرے قرض کو ادا کرو گے اور مجھے قبر میں چھپاؤ گے اور مجھ سے کئے ہوئے عہد کو پورا کرو گے اور تم دنیا و آخرت میں میرے صاحب علم ہو۔

حضرت کا جناب امیر پر قیامت کے روز تکیہ کرنا

(۱) عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعطیت فی علی خمسا ھو احب الی من الدنیا وما فیہا اما واحدۃ فھو تکاءی بین یدی اللہ عزوجل حتی افرغ من الحساب واما الثانیۃ فلواء الحمد بیدہ آدم ومن ولد تحتہ واما الثالثۃ فواقف علی عقر حوضی یسقی من عرف من امتی واما الرابعۃ فساتر عورتی ومسلمی الی ربی عزوجل واما الخامسۃ فلست اخشی ان یرجع زانیا بعد احصان ولا کافرا بعد ایمان (اخرجہ احمد) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علی کو پانچ باتیں ایسی عطا ہوئی ہیں کہ وہ دنیا و ما فیہا سے مجھے پیاری ہیں اول جب خدا کے سامنے حساب کیلئے کھڑا ہوں گا تو وہ میرا تکیہ ہوں گے جب تک میں

سے تاریخ ہو جاویں دوم لواء الحمد تیرے ہاتھ میں ہوگا آدم علیہ السلام اور انکی سب اولاد اسی علم کے نیچے ہوگی سوم وہ
میرے حوض کے کنارے کھڑے ہونگے اور جس کو میری اُمت سے شناخت کرینگے اُسے پلائیں گے چہارم وہ
مجھے کفن پہنا کر مجھے میرے رب کے سپرد کرنے والے ہیں پنجم مجھے اُسکا خوف نہیں کہ وہ پارسا ہونیکے بعد پھر زنا کیطرف
رجوع کریں یا مسلم ہونیکے بعد پھر کافر ہو جائیں ۔

(۲) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجیئنی اللہ یوم القیامۃ متکیا علی علی بن ابی طالب
(اخرجہ نجم الدین فخر الاسلام ابوبکر بن محمد بن الحسین البیلانی المرندی فی مناقب الاصحاب)
ابن عباس کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت کے روز خدا تعالیٰ مجھے اُٹھائیگا درآں
حالیکہ میں علی بن ابی طالب پر تکیہ کئے ہوئے ہونگا ۔

القرآن مع علی

(۱) عن ام سلمۃ رضی اللہ عنہا قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول علی مع القرآن والقرآن
مع علی لا یفترقان حتی یردا علی الحوض (اخرجہ الطبرانی و ابن مردویہ والدیلمی) ام المومنین ام سلمہ
رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی قرآن کے ساتھ ہے
اور قرآن علی کے ساتھ اور دونوں باہم جدا نہیں ہونگے جب تک کہ حوض پر وارد ہوں ۔

(۲) عن شہر بن حوشب کنت عند ام سلمۃ فسلم رجل فقیل من انت قال انا ابو ثابت مولی ابی ذر قالت
مرحبا بابی ثابت ادخل فدخل فرحبت بہ فقالت این طار قلبک حین طارت القلوب مطائرہا
قال مع علی قالت اصبت والذی نفسی بیدہ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول علی
مع القرآن والقرآن مع علی لن یفترقا حتی یردا علی الحوض ولقد بعثت ابنی عمر وابن اخی عبد اللہ
ابن ابی امیۃ وامرتہما ان یقاتلا مع علی من قاتلہ ولو لا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرنا ان نقر فی حجالنا
وفی بیوتنا لخرجت حتی اقف فی صف علی (اخرجہ ابن مردویہ) شہر بن حوشب سے منقول ہے کہ
میں جناب ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی نے السلام کہا پوچھا گیا تم کون ہو
اس نے جواب دیا میں ابوذر رضی اللہ عنہ کا غلام ابو ثابت ہوں جناب ام سلمہ نے مرحبا فرما کر داخل ہونیکی
اجازت دی اور اچھی طرح سے بٹھایا اور ارشاد کیا اے ابو ثابت جب کہ لوگوں کے دل اپنی اپنی ہواؤں میں پرواز
کر رہے تھے تو تیرا دل کس کی طرف پرواز کر رہا تھا اُس نے عرض کیا جناب امیر کیطرف تھا میرا دل اُدھر رہا تھا حضرت
ام المومنین نے فرمایا تو صواب پا گیا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں ام سلمہ کی جان ہے میں نے
جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ ہے یہ دونوں
جب تک کہ حوض پر وارد نہ ہوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگے میں نے اپنے بیٹے عمر اور اپنے بھتیجے عبد اللہ
بن ابی امیہ کو حکم دیا تھا کہ جناب امیر کیساتھ ہوکر اُن کے دشمنوں سے لڑیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم
مستورات کو پردوں میں اور گھر میں بیٹھنے کیلئے حکم دیا ہوا ہے ورنہ میں خود جاکر علی کی صف میں جا کھڑی ہوتی ۔

(۴) عن ام سلمة رضی اللہ عنہا قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مرضہ الذی قبض فیہ یقول وقد امتلات الحجرة من اصحابہ ایہا الناس یوشک ان اقبض قبضا سریعا فینطلق بی وقد قدمت الیکم القول معذرة الیکم الا انی مخلف فیکم الثقلین کتاب اللہ عزوجل وعترتی اہل بیتی ثم اخذ بید علی فرفعہا فقال ہذا مع القرآن والقرآن مع علی لا یفترقان حتی یردا علی الحوض فاسئلہما ما خلفتم فیہما (اخرجہ ابن عقدة) ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب محبوب رب العلمین صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مرض الموت میں ارشاد فرماتے تھے اور صحابہ کرام سے حجرہ بھرا ہوا تھا اے لوگو خیال کیا جاتا ہے کہ عنقریب میں اس دار فانی سے رحلت کر جاؤں میں پہلے تم کو کہے چکا ہوں کہ میں دو بھاری چیزیں تم لوگوں میں چھوڑے جاتا ہوں خدا کی کتاب اور میری عترت اہل بیت پھر علی کا ہاتھ پکڑ کر بلند کیا اور فرمایا یہ قرآن کے ساتھ ہے جب تک کہ حوض پر وارد نہ ہوں پھر کبھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگے۔ میں ان دونوں سے پوچھونگا کہ تم نے ان کے ساتھ میرے بعد کیا سلوک کیا ہے ۔

الحق مع علی

(۱) عن ابی سعید رضی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الحق مع علی (اخرجہ ابو یعلی والضیا) ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق علی کے ساتھ ہے ۔

(۲) عن عبد الرحمن بن سعید قال کنا جلوسا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی نفر من المہاجرین ومر علی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحق مع ذا (اخرجہ ابن مردویہ) عبد الرحمن بن ابی سعید سے روایت ہے کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چند مہاجرین کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ناگہان جناب امیر گذرے حضرت نے فرمایا حق اس کے ساتھ ہے ۔

(۳) عن ابی ذر الغفاری عن ام سلمة قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان علیا مع الحق والحق معہ لن یزولا حتی یردا علی الحوض (اخرجہ ابن مردویہ) ابوذر غفاری جناب ام سلمہ رض سے روایت کرتے ہیں کہ فرماتی تھیں میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ بتحقیق علی حق کے ساتھ اور حق علی کے ساتھ ہے اور دونوں نہیں زائل ہونگے جب تک کہ حوض پر وارد ہوں ۔

(۴) عن ام سلمة رضی اللہ عنہا قالت کان علی علی الحق من اتبعہ اتبع الحق ومن ترکہ ترک الحق عہدا معہودا قبل یومہ ہذا (اخرجہ ابن مردویہ) جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ فرماتی تھیں جناب امیر حق پر تھے جس نے انکی پیروی کی اس نے حق کا اتباع کیا اور جس نے انکو چھوڑا حق کو چھوڑا یہ آج کے دن سے پہلے عہد ہو چکا ہے ۔

(۵) عن ام المومنین عائشة رضی اللہ تعالی عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الحق مع علی یزول حیث مازال (اخرجہ ابن مردویہ) جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق علی کے ساتھ سے پھرتا ہے جہاں علی پھرتا ہے ۔

(۶) عن علی قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی ان الحق معک وعلی لسانک وفی قلبک وبین عینیک (اخرجہ الخوارزمی) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا کہ یا علی

حق تیرے ساتھ ہو اور تیری زبان پر حق ہے اور تیرے دل میں ہو اور تیری دونوں آنکھوں میں ہے ✦

(۷) **عن** ابی موسی الاشعری قال اشھد ان الحق مع علی ولکن مالت الدنیا الی اھلھا ولقد سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لہ یا علی انت مع الحق والحق بعدی معک (اخرجہ ابن مردویہ) ابوموسی الاشعری کہتے تھے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ حق علی کے ساتھ ہے لیکن دنیا اپنے لوگوں کی طرف پھر گئی بے شک میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جناب امیر سے فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یا علی تو حق کے ساتھ ہو اور حق میرے بعد تیرے ساتھ ہے ✦

(۸) **عن** ابن حبان التیمی عن ابیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال رحم اللہ علیا اللھم ادر الحق معہ حیث دار (اخرجہ ابن مردویہ) ابن حبان التیمی اپنے والد رضی اللہ عنہ سے ناقل ہیں کہ تحقیق نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ رحم کرے علی پر اے میرے پروردگار حق کو پھیر دے جہاں علی پھرے ✦

(۹) **عن** ام المومنین عائشۃ صدیقۃ رضی اللہ تعالی عنہا لما عقر جملھا ودخلت دار البصرۃ فقال لھا اخوھا محمد انشدک اللہ اتذکرین یوم حدثتنی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال الحق لن یزال مع علی وعلی مع الحق لن یتفرقا فقالت نعم (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) جناب ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا کے اونٹ کے جب پاؤں کٹ چکے اور وہ بصرہ کے گھر میں تشریف لے گئیں ان کے بھائی محمد نے انہیں خدا کی قسم دیکر پوچھا کہ آپ مجھ اس دن کا ذکر سناتی ہیں کہ آپ نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہمیشہ حق علی کے ساتھ رہے گا اور وہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہیں ہونگے فرمانے لگے ٹھیک ہے ✦

(۱۰) **عن** مسروق قال سالتنی ام المومنین عائشۃ رضی اللہ عنہا عن اھل النھروان وذی الثدیۃ فاخبرتھا فقالت یا مسروق اتستطیع ان تاتینی یاناس ممن یشھد فاتیتھا من کل سبع برجل فشھدوا انھم راوہ فقالت یرحم اللہ علیا انہ کان علی الحق ولکنی کنت امرءۃ من الاحماء اخرجہ ابوبکر بن مردویہ مسروق ناقل ہیں کہ جناب ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے نہروان والوں اور ذوالثدیہ کی بات پوچھی میں نے ان کو جو کچھ کہ خبر تھی سنائی فرمانے لگیں اے مسروق ہو سکتا ہے کہ چند ایسے آدمی لائے جو گواہی دے سکیں میں ہر ایک قبیلہ کا ایک آدمی انکی خدمت میں لے گیا انہوں نے گواہی بیان کی کہ ذی الثدیہ کو انہوں نے دیکھا ہے جناب ام المومنین فرمانے لگیں خدا علی پر رحم کرے وہ حق پر تھے میں ایک ایسی عورت تھی جو اپنے سسرال والوں کے بس میں تھی ✦

(۱۱) قیل لما اصیب زید بن صوحان رضی اللہ عنہ یوم الجمل اتاہ علی وبہ رمق فوقف علیہ امیر المومنین فقال رحمک اللہ یا زید فواللہ ما عرفتک الا خفیف المعونۃ کثیر المونۃ فرفع الیہ راسہ فقال وانت فرحمک اللہ فواللہ ما عرفتک الا باللہ عالما وبآیاتہ عارفا واللہ ما قاتلت معک من جھل ولکنی سمعت حذیفۃ بن الیمان یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول علی امام البررۃ قاتل الفجرۃ منصور من نصرہ مخذول من خذلہ الا وان الحق معہ ویتبعہ الا فمیلوا معہ (اخرجہ ابن مردویہ)

کہتے ہیں کہ جب جمل کے روز زید بن صوحان زخمی ہو گئے تو ابھی ان میں رمق باقی تھی کہ جناب امیر ان کے سرہانے پہنچے اور فرمانے لگے اے زید خدا تجھ پر رحم کرے ہم نے تجھ کو یہی دیکھا کہ مدد کرنے میں سبک اور جلدی کرنے والا اور اہل عیال کے نفقہ میں کثرت کے رنج کی برداشت کرنے والا ہے۔ یہ سن کر سر اٹھایا اور جواب دیا کہ آپ پر بھی رحم کرے میں نے آپکو نہیں دیکھا مگر اللہ کے ساتھ زیادہ علم والا اور خدا کی آیات کو زیادہ پہچاننے والا اور میں نے آپ کی معیت پر ناواقفیت کی وجہ سے جنگ نہیں کی بلکہ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی نیکوکاروں کے سردار اور بدکاروں کے قاتل ہیں خدا سے مدد پائی اس نے جس نے انکی مدد کی اور خوار ہوا وہ شخص جس نے انکو چھوڑا بے شک حق انکے ساتھ ہے اور انکے اتباع میں ہے تم انہیں کی طرف میل کرنا۔

(۱۱) عن ابی رافع ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یا ابا رافع کیف انت وقوم یقاتلون علیا وھو علی الحق وھم علی الباطل یکون حقا فی اللہ جہادھم فمن لم یستطع جہادھم بیدہ فیجاھدھم بلسانہ فمن لم یستطع بلسانہ فیجاھدھم بقلبہ لیس وراء ذلک شیء قال ادع لی ان ادرکتھم ان یعیننی ویقوینی علی قتالھم فلما بایع الناس علی بن ابی طالب وخالفہ معاویۃ قلت ھؤلاء القوم الذین قال فیھم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فباع ارضہ بخیبر فخرج مع علی بجمیع اھلہ وولدہ وکان معہ حتی استشھد علی فرجع الی المدینۃ مع الحسن (اخرجہ ابن مردویہ) ابو رافع رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کہا کہ اے ابو رافع تیرا کیا حال ہوگا جب کہ قوم علی کے ساتھ جنگ کرے گی اور علی حق پر اور یہ لوگ باطل پر ہونگے خدا کی راہ میں ان سے جہاد کرنا حق ہوگا جو شخص کہ ہاتھ سے جہاد کی استطاعت نہ رکھتا ہو اس کو چاہئے کہ زبان سے ان کے ساتھ جہاد کرے اور جو شخص کہ زبان سے بھی استطاعت نہ رکھتا ہو اسے چاہئے کہ دل سے ہی جہاد کرے اس کے سوا اور کوئی بات نہیں ہے۔ اگر تو ان لوگوں کو پائے تو ان کو میری طرف سے دعا بھیجو کہ وہ میری مدد کریں اور وہ مجھے تقویت دیں۔ ابو رافع کہتے ہیں کہ جب لوگوں نے جناب امیر سے بیعت کی اور معاویہ مخالف ہو گئے میں نے کہا یہ وہی لوگ ہیں جن کا حضرت نے ذکر کیا تھا ابو رافع اپنی خیبر کی زمین بیچ کر اور اپنے اہل و عیال کو ساتھ لیکر جناب امیر کے ہمراہ ہو لیے اور جناب امیر کی شہادت تک انکے ساتھ رہے پھر جناب امام حسن کے ساتھ مدینہ کو واپس آ گئے۔

(۱۲) عن عبد اللہ بن عبد اللہ الکندی قال حج معاویۃ فاتی المدینۃ واصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم متوافرون فجلس فی حلقۃ بین عبد اللہ بن عباس وعبد اللہ بن عمر الخلیفۃ المقتول فضرب بیدہ علی فخذ ابن عباس ثم قال اما کنت احق واولی بالامر من ابن عمک قال وبم قال لانی ابن عم الخلیفۃ المقتول قال ھذا اذا یعنی ابن عمر اولی بالامر منک لان اباہ قد قتل قبل ابن عمک فاعرض عن ابن عباس واقبل علی سعد بن ابی وقاص وقال انت یا سعد الذی لم یعرف حقنا من باطل غیرہ فیکون معنا او علینا قال سعد انی لما رأیت الظلمۃ قد غشیت الارض قلت لبعیری اخ فانختہ حتی اذا استقرت مضیئۃ قال واللہ لقد قرأت المصحف یوما بین الدفتین وما وجدت فیہ اخ فقال اما اذا ابیت فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لعلی انت مع الحق والحق

معك قال لتجیبنی بمن سمعه معاك او لافعلن قالت ام سلمة قال فقام فقاموا معه حتی دخل علی ام سلمة قال فبدئ المعاوية في الكلام فقال يا ام المؤمنين ان الكذبة قد كثرت علی رسول الله صلی الله عليه وسلم فلا يزال قائل يقول قال رسول الله صلی الله عليه وسلم ما لم يقل وان سعدا روی حديثا زعم انك سمعته منه قالت ما هو قال زعم ان رسول الله صلی الله عليه وسلم قال لعلي انت مع الحق والحق معك قالت صدق في بيتي قال فاقبل علی سعد فقال الآن الوم ما كنت عليه الله لو سمعت هذا من رسول الله صلی الله عليه وسلم ما زلت خادما لعلي حتی اموت (اخرجه ابن مردويه)

عبداللہ بن عبداللہ الکندی سے منقول ہے کہ ایک دفعہ معاویہ حج کرکے مدینہ میں گیا اُس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب وہاں پر بکثرت تھے وہ ایک مجلس میں گیا جہاں پر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمر بیٹھے ہوئے تھے معاویہ ابن عباسؓ کی ران پر ہاتھ مار کر کہنے لگا کیا میرا چچا زاد بھائی ابن عم (یعنی جناب امیر) سے خلافت میں زیادہ تر حق دار نہیں تھا ابن عباسؓ نے کہا کیوں کہنے لگا میں خلیفہ مقتول (یعنی عثمان رضی اللہ عنہ) کا ابن عم ہوں ابن عباسؓ نے جواب دیا شاید یہ شخص یعنی عبداللہ بن عمر تجھ سے زیادہ حق دار ہے کیونکہ اُن کے والد تیرے ابن عم سے پہلے شہید ہوئے ہیں ابن عباس سے منہ پھیر کر سعد بن ابی وقاص کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا اے سعد تو وہی شخص ہے کہ ہمارے حق کو ہمارے غیر کے باطل سے نہیں پہچانتا اور ہمارا ساتھ نہیں دیا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا جب میں نے دیکھا کہ اندھیرا تمام زمین پر چھا گیا ہے میں نے اپنے اونٹ کو کہا بیٹھ جا اور میں نے اُسکو بٹھا دیا۔ یہاں تک کہ مصیبت ٹھہر گئی معاویہؓ نے کہا قسم ہے خدا کی میں نے دو دن پہراول سے آخر تک قرآن شریف کو پڑھا ہے اس میں یہ بیہودہ بات نہیں پائی۔ سعد کہنے لگے جب یہ بات ثابت بھی ہو جائے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جناب علیؓ سے فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تو حق کے ساتھ ہے اور حق تیرے ساتھ ہے معاویہ کہنے لگا میرے ساتھ چل تو نے کس کے مواجہ میں اس حدیث کو سنا ہے معاویہ اُٹھ کر کھڑا ہوا اور اُسکے ساتھ اور لوگ بھی اُٹھ کھڑے ہوئے اور جناب اُم سلمہؓ کی خدمت میں گئے معاویہؓ نے کلام شروع کی کہ یا اُم المومنین جھوٹی باتیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بہت منسوب ہو گئی ہیں ہمیشہ کہنے والا یہی کہتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے حالانکہ وہ بات حضرتؐ نے نہیں فرمائی ہوتی سعدؓ نے ایک روایت کی ہے اُنکا خیال ہے کہ آپ نے بھی اس حدیث کو سنا ہے۔ اُم المومنین نے فرمایا وہ کیا ہے معاویہ کہنے لگا اُنکا زعم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ سے فرمایا تھا کہ تو حق کے ساتھ ہے اُم المومنین فرمانے لگیں سچ کہتا ہے حضرتؐ نے اس حدیث کو میرے گھر میں ارشاد کیا تھا معاویہؓ سعدؓ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے اب میں ملامت کے قابل ہوں جس بات پر کہ میں تھا واللہ اگر یہ حدیث میں نے حضرتؐ سے سنی ہوتی تو آپ کے مرنے تک ہمیشہ میں جناب امیر علیہ السلام کا خادم بنا رہتا۔

جناب امیرؑ کا قرآن کی تاویل پر لوگوں سے لڑنا

(۱) عن ابي سعيد الخدري رضي الله عنه قال كنا جلوسا ننتظر رسول الله صلی الله عليه وسلم فخرج

الینا فقد انقطع شسع نعلہ فرمی بہا الی علی فقال ان منکم من یقاتل علی تاویل القرآن کما قاتلت علی تنزیلہ فقال ابوبکر انا ھو یا رسول اللہ فقال لا فقال عمر انا ھو یا رسول اللہ فقال لا ولکن خاصف النعل (اخرجہ احمد والنسائی ومحی السنۃ البغوی فی شرح السنۃ وابوحاتم وابویعلی وابن حبان و ابونعیم فی الحلیۃ والدیلمی فی فردوس الاخبار والحاکم وقال صحیح علی شروط الشیخین) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے منتظر بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں حضور گھر سے برآمد ہوئے کفش مبارک کا تسمہ ٹوٹا ہوا تھا جناب امیر علیہ السلام کی طرف ڈالکر دیا۔ تم میں ایک شخص ایسا ہے کہ لوگوں سے قرآن کی تاویل پر لوگوں سے جنگ کریگا جس طرح سے کہ میں نے اس کی تنزیل پر جنگ کی ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ کیا وہ شخص میں ہوں فرمایا نہیں عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے یا رسول اللہ وہ شخص میں ہوں فرمایا نہیں ولیکن وہ جوتا سینے والا۔

جناب امیر کا ناکثین اور قاسطین اور مارقین سے جنگ کرنا

(۱) **عن** جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قولہ تعالی فاما نذھبن بک فانا منھم منتقمون نزلت فی علی انہ ینتقم من الناکثین والقاسطین والمارقین من بعدی (اخرجہ الدیلمی) جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خداتعالے کے ارشاد میں (کہ پھر ہم کبھی تجھ کو لیجاویں اور ہم کو ان سے بدلا لینا ہے) فرمایا ہے کہ یہ آیت علی کی شان میں نازل ہوئی ہے کہ وہ ناکثین اور قاسطین اور مارقین سے میرے بعد بدلا لیں گے۔

(۲) **عن** ابی سعید الخدری قال امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقتال الناکثین والقاسطین والمارقین فقلنا یا رسول اللہ امرتنا بقتال ھؤلاء فمع من قال مع علی ومعہ یقتل عمار بن یاسر (اخرجہ ابن عساکر فی تاریخہ) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ناکثین اور قاسطین اور مارقین کے ساتھ جنگ کرنے کیلئے حکم دیا ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ آپنے ہم کو ان لوگوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے حکم دیا ہے پس کس کے ساتھ فرمایا علی کے ساتھ اور انکے ساتھ عمار بن یاسر بھی شہید ہونگے۔

(۳) **عن** علی بن ربیعۃ قال سمعت علیا علی منبرکم ھذا یقول عھد الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اقاتل الناکثین والقاسطین والمارقین (اخرجہ ابن عساکر فی تاریخہ وابن اثیر فی اسد الغابہ) علی بن ربیعہ کہتے تھے کہ میں نے جناب امیر کو تمہارے اس منبر پر فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ناکثین اور قاسطین اور مارقین کے ساتھ جنگ کرنیکا عہد لیا ہے۔

(۴) **عن** سعید بن جنادۃ عن علی قال امرت بثلاث الناکثین والقاسطین والمارقین اما الناکثون فھم اھل جمل واما القاسطون فاھل الشام والمارقون فاھل النھروان (اخرجہ ابن عساکر) سعید بن جنادہ جناب امیر سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے تین گروہ یعنی ناکثین اور قاسطین اور مارقین کے ساتھ جنگ کرنیکا حکم دیا گیا ہے پس ناکثین اہل جمل ہیں اور قاسطین اہل شام اور مارقین اہل نہروان۔

(۵) **عن** ابن مسعود ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اتی منزل ام سلمۃ فجاء علی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ام سلمۃ ھذا قاتل الناکثین والقاسطین والمارقین من بعدی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم ام سلمۃ کے گھر میں تشریف لائے اتنے میں جناب امیر بھی آگئے حضرت نے فرمایا اے ام سلمہ یہ میرے بعد ناکثین اور قاسطین اور مارقین سے لڑنیوالا ہے ❖

(۶) **عن** علقمۃ عن عبد اللہ قال خرج رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من بیت زینب بنت جحش واتی منزل ام سلمۃ فجاء علی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ام سلمۃ ھذا واللہ قاتل الناکثین والقاسطین والمارقین من بعدی (اخرجہ ابن عساکر) علقمہ عبد اللہ سے روایت کرتا ہے کہ سرورکونین صلے اللہ علیہ وسلم ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے گھر سے نکل کر ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کیطرف تشریف لارہے تھے کہ جناب امیر بھی حاضر ہوگئے حضرت نے فرمایا اے ام سلمہ واللہ یہ شخص میرے بعد ناکثین اور قاسطین اور مارقین کو مارنے والا ہے ❖

(۷) **عن** عقاب بن ثعلبۃ قال حدثنی ابو ایوب الانصاری فی خلافۃ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال امرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقتال الناکثین والقاسطین والمارقین (اخرجہ ابن عساکر) عقاب بن ثعلبہ سے روایت ہے کہ جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے ناکثین اور قاسطین اور مارقین کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا تھا ❖

(۸) **عن** مخنف بن سلیم قال اتینا ابا ایوب الانصاری فقلنا قاتلت المشرکین مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم جئت تقاتل المسلمین فقال امرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقتال الناکثین والقاسطین والمارقین مع علی (اخرجہ ابن عساکر) مخنف بن سلیم کہتا ہے کہ ہم نے ابو ایوب انصاری سے جاکر کہا آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی معیت میں مشرکوں کے ساتھ جنگ کرتے رہے ہیں اب آپ مسلمانوں کے ساتھ لڑنے کو آئے ہیں کہنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے علیؓ کی معیت میں ناکثین اور قاسطین اور مارقین کے ساتھ جنگ کرنیکا حکم دیا ہے ❖

(۹) **عن** علقمۃ والاسود قالا اتینا ابو ایوب الانصاری عند منصرفہ من صفین فقلنا یا ابا ایوب ان اللہ اکرمک بنزول محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی بیتک والمجی ناقتہ تفضلا من اللہ واکراما لک حتی اناخت ببابک دون الناس ثم جئت بسیفک علی عاتقک تضرب بہ اھل لا الٰہ الا اللہ فقال یا ھذا ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم امرنا بقتال ثلاثۃ مع علی بن ابی طالب الناکثین والقاسطین والمارقین فاما الناکثون فقد قاتلناھم وھم اھل الجمل طلحۃ والزبیر واما القاسطون فھو منصرفنا من عندھم یعنی معاویۃ وعمرو بن العاص واما المارقون فھم اھل الطرفا والنخیلات واھل النھروانات واللہ ما ادری این ھم ولکن لابد من قتالھم انشاء اللہ (اخرجہ ابن عساکر فی تاریخہ) علقمہ اور اسود کہتے ہیں کہ جب ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ صفین سے لوٹے ہم انکے ملنے کو گئے ہم نے اُن سے کہا اے ابو ایوب بیشک

اللہ تعالیٰ نے آپ پر کرم کیا کہ تمہارے گھر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فروکش ہوئے اور یہ خدائی مہربانی خاص تمہارے ہی لئے تھی کہ حضرتؐ کی اونٹنی اور لوگوں کے سوا تمہارے گھر کے دروازہ پر بیٹھ گئی اب آپ اپنے کندھے پر شمشیر رکھ کر تشریف لائے ہیں کہ اُن لا الٰہ الا اللہ کہنے والوں کو قتل کریں۔ ابو ایوب کہنے لگے بتحقیق جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو جناب امیرؓ کی معیت میں تین گروہ کے ساتھ جنگ کرنیکا حکم دیا تھا وہ لوگ ناکثین اور قاسطین اور مارقین ہیں۔ ہیں ناکثین اہل جمل یعنے طلحہ وزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے اور قاسطین یہ لوگ ہیں جہاں سے کہ ہم واپس آرہے ہیں یعنے معاویہ اور عمرو بن العاص اور مارقین اہل طرفاوا و تحنیلات اور نہروان ہیں مجھے نہیں معلوم کہ اب وہ کہاں ہیں لیکن انشاء اللہ انکے ساتھ بھی لڑنا ہوگا +

تنبیہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جناب امیرکو اپنے عہد خلافت میں تین معرکے پیش آئے (۱) واقعہ جمل (۲) واقعہ صفین (۳) واقعہ نہروان +

(۱) واقعہ جمل میں دونوں جانب سے صحابہ کرام تھے۔ اس واقعہ پر گہری نظر کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ اصحاب جمل یعنے طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما نے نکث بیعت تو ضرور کیا ہے مگر اُن کا منشا جناب امیرؓ سے منازع خلافت کا تھا اور نہ لڑنے ہی کا ارادہ تھا۔ بلکہ واقعات پر غور کرنے سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ جنگ میں کبھی مبادرت اُن سے نہیں ہوئی۔ صرف وہ قاتلان جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے متلاشی تھے جو بخوف جان جناب امیرؓ کی فوج میں آچھپے تھے۔ انہوں نے موقع پاکر دونوں لشکروں کو لڑوادیا مگر جب جناب امیرؓ نے طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما کو اُن کی خطا پر متنبہ کیا تو وہ نادم ہوکر فوراً معرکے سے علیحدہ ہوگئے اس لئے ان کی خطا کو خطائی اجتہادی سے علما نے تعبیر کیا ہے +

(۲) معرکہ صفین میں تمام مہاجرو انصار جناب امیرؓ کے طرفدار تھے معدودے چند مؤلفۃ القلوب صحابہ امیر معاویہ کی طرفداری کرتے تھے واقعات پر نظر کرنے سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ امیر معاویہ کی منشا اس جنگ سے منازع خلافت کی تھی گو بنا پر اُنکے فعل کو کسی لفظوں سے تعبیر کریں مگر خطائے منکر ہی کا پلہ بھاری رہتا ہے +

(۳) معرکہ نہروان میں کوئی صحابی جناب امیرؓ کے مخالف نہیں ہوا اس لئے اس کی بحث کرنے کی چنداں ضرورت نہیں واقعہ جمل کی بحث صفین کے واقعہ بحث میں مندرج ہے۔ اس واسطے اہل صفین کے اس فعل کی نسبت مفصل ذیل بحث درج کیجاتی ہے +

(۱) **عن** ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال اول من یختصم من ھذہ الامۃ بین یدی الربّ علی و معاویۃ (اخرجہ فخر الاسلام نجم الدین ابو بکر العیلانی المرندی فی مناقب الصحابۃ) ابن عمرؓ کہا کرتے تھے کہ اس اُمت کے لوگوں میں سے قیامت کے روز سب سے پہلے خدا کے سامنے علیؓ اور معاویہ باہم جھگڑنے کیلئے کھڑے ہونگے +

(**تمہید**) یہ امر مسلم ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف اعلیٰ مدارج تعظیم اور کثرت ثواب کا مجموعہ اور تزاید حسنات کا موجب ہے کوئی شرف خواہ کیسا ہی کیوں نہو اس کی حد تک نہیں پہونچ سکتا لیکن ہم اہل سنت وجماعت کے نزدیک انبیاء کرام علیہم السلام کے سوا کوئی صاحب خواہ کتنا ہی جلیل القدر کیوں

معصوم نہیں۔ البتہ وہ عظیم الشان اصحاب کبار جن کے فضائل و مناقب متواترات کی حد تک پہونچ چکے ہیں
محفوظ عن الخطا سمجھے جاتے ہیں اور ان بزرگوں کی شان میں صدور معصیت کا گمان کرنا سوء ظن فاسد ہے ◆

اس امر کے متعین کرنے میں وہ افاضل صحابہ کون ہیں اور کتنے ہیں جن کے فضائل تواتر کی حد تک پہونچ گئے ہیں علماء
کرام نے نہایت دقت نظر صرف کرکے یہ تنقیح لگائی ہے کہ جو بزرگوار صلح حدیبیہ تک اسلام سے مشرف ہوئے ہیں وہ ہر طرح
سے افضل اور اعلیٰ ہیں۔ اس کے بعد پھر کوئی ایسا مشہد نہیں جو معیار فضل سمجھا جائے کیونکہ بعد میں اکثر منافق
بھی شریک اسلام ہوگئے تھے۔ چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اپنے رسالہ سر الجلیل میں لکھتے
ہیں در میان صحابہ سبقت تقدم را بموجب لا یستوی منکم انفق قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃ من
الذین انفقوا من بعد وقاتلوا اعتبار باید کرد زیرا کہ ہر قدر تقدم و سبق بیشتر وقت احتیاج اسلام و تقویت آں بیشتر
چنانچہ حدیث قال صدقت وقلتم کذبت دلالت برآں دارد پس باین اعتبار کسانیکہ قبل از ہجرت باعمال اسلام قیام
نمودہ اند افضل باشند و من بعدہم و مثل ابوبکر و عمر و عثمان و علی و حمزہ و جعفر و عثمان بن مظعون و طلحہ و زبیر
و مصعب بن عمیر و عبدالرحمن بن عوف و عبداللہ بن مسعود و سعید بن زید و زید بن حارثہ و ابو عبیدہ و بلال و صہیب و عمار
بن یاسر و ابو سلمہ بن عبدالاسد و عبداللہ بن جحش وغیرہم من نظائرہم بعد ازاں اہل العقبہ و اہل بدر بعد
بدر اہل مشاہد احد تا آنکہ نوبت بصلح حدیبیہ رسید زیرا کہ انزال سکینہ و صفائی قلوب ایشاں منصوص بنص قرآنی است
اما بعد از آں پس بالقطع ہیچ مشہدے نیست کہ مدار فضل براں بودہ باشد زیرا کہ دریں مشہد جماعت منافقان بودند
قولہ تعالیٰ و ممن حولکم من الاعراب منافقون و من اھل المدینۃ مردوا علی النفاق ۔ انتہی کلامہ رحمۃ اللہ علیہ
جب ہم نص قرآنی کو دیکھا جاتا ہے تو وہ بھی انہیں بزرگوں کی علو شان کے متعلق پائے جاتے ہیں۔ علامہ ابن عبدالبر
رحمۃ اللہ علیہ استیعاب فی معرفۃ الاصحاب میں لکھتے ہیں قال اللہ تبارک و تعالیٰ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی
الکفار رحماء بینہم تراہم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ و رضوانا۔ سیماہم فی وجوھہم من اثر السجود ذلک مثلہم
فی التوراۃ ومثلہم فی الانجیل الخ فھذہ صفۃ من بدر الی التصدیق والایمان بہ و آزرہ و نصرہ و لصق
بہ و صحبہ ولیس کذلک جمیع من راٰہ ولا جمیع من آمن بہ وستری منازلھم من الدین والایمان و فضائل ذوی
الفضل و تقدیم منہم فاللہ تعالیٰ فضل بعض النبیین علی بعض و کذلک سائر المسلمین قال اللہ تبارک
و تعالیٰ السابقون الاولون من المہاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ
یعنے پروردگار تعالیٰ شانہ فرماتا ہے محمد اللہ کا رسول ہے اور جو اس کے ساتھ ہیں زور آور ہیں کافروں پر نرم دل ہیں
آپس میں تو دیکھے ان کو رکوع میں اور سجدہ میں ڈھونڈتے ہیں اللہ کا فضل اور اس کی خوشی نشانی ان کے منہ پر ہے سجدہ
کے اثر سے یہ کہاوت ہے ان کی توریت میں اور یہ کہاوت ہے ان کی انجیل میں۔ پس جن لوگوں نے حضرت کی تصدیق
اور مدد میں مبادرت کی ہے اور آپکی صحبت میں رہے ہیں انکی یہ صفت ہے جس کو خدا نے اپنی کلام پاک میں بیان
فرمایا ہے اور ہر ایک شخص کہ جس نے حضرت کو دیکھا ہے ایسا نہیں ہے اور نہ ہر ایک شخص جو ایمان لایا ہے
ایسا ہو سکتا ہے۔ عنقریب ہے کہ دین و ایمان میں تو انکے درجوں کو دیکھے گا۔ اور صاحبان فضل کی فضیلتیں اور
انکے تقدم کو شناخت کریگا۔ پس خدا تعالیٰ نے بعض نبیوں کو بعض پر فضیلت دی ہے اسی طرح سے تمام مسلمانوں کو

ایک دوسرے پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے جو لوگ قدیم میں پہلے وطن چھوڑنے والے اور مدد کرنیوالے اور جو انکے پیچھے آئے نیکی سے اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اُس سے راضی ہوئے ✤

اس آیت کی تفسیر علامہ موصوف ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں السابقون الاولون من المہاجرین والانصار ہم الذین صلوا القبلتین یعنی سابقون الاولون سے وہ لوگ مراد ہیں جن لوگوں نے دونوں قبلوں کی جانب نماز پڑھی ہے ✤

اور شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے الذین بایعوا بیعۃ الرضوان یعنے سابقون الاولون سے وہ لوگ مراد ہیں جو بیعت رضوان سے مشرف ہوئے ہیں ✤

اور انکی تعداد کی نسبت علامہ ابن عبد البر لکھتے ہیں عن سالم بن ابی الجعد قال سألت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن اصحاب الشجرۃ قال کنا الفا وخمسمائۃ یعنے سالم بن ابی الجعد کہتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے اصحاب شجرہ کی تعداد کی نسبت پوچھا وہ فرمانے لگے ہم پندرہ سو آدمی تھے دوسری روایت میں ہے عن عمرو قال سمعت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ یقول کنا الفا واربعمائۃ فقال لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتم الیوم خیار اہل الارض یعنے عمرو روایت کرتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبد اللہ سے سُنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ ہم صلح حدیبیہ کے روز چودہ سو آدمی تھے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے ارشاد فرمایا کہ تم آج کے دن تمام زمین کے باشندوں سے بہتر ہو ✤

گو بظاہر ان دونوں حدیثوں میں صحابہ کی نسبت فرق ہے لیکن کہا جا سکتا ہے کہ چودہ سو سے کم اور پندرہ سو سے زیادہ صحابی نہیں تھے ✤

پس جو اصحاب کبار کہ ان مشاہد میں حاضر ہوئے ہیں وہ بے شبہ قطعی جنتی اور افاضل صحابہ ہیں علامہ ابن عبد البر استیعاب میں لکھتے ہیں قال ابو عمر قال اللہ تعالیٰ لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ ومن رضی اللہ عنہ لم یسخط علیہ ابدا ان شاء اللہ تعالیٰ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لن یلج النار احد شہد بدرا والحدیبیۃ یعنے ابو عمر رحمۃ اللہ کہتے ہیں کہ پروردگار عالم جل جلالہٗ فرماتا ہے (خدا راضی ہوا مومنوں سے جبکہ انہوں نے درخت کے نیچے تجھ سے بیعت کی) اور جس سے کہ خدا راضی ہوا اسپر کبھی ناراض نہیں ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہرگز وہ شخص دوزخ میں نہیں ڈالا جائیگا جو بدر اور حدیبیہ میں حاضر ہوا ہے ✤

غرضکہ یہ فضائل ان بزرگوں کے ہیں جو صلح حدیبیہ تک مشرف باسلام ہوئے ہیں اگرچہ بعد میں بھی جو اصحاب کہ مشرف باسلام ہوئے ہیں انکے فضائل ومناقب بھی حصر میں نہیں آسکتے خاصکر جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کا شرف اور صحبت کا ثواب ایسا ہے کہ جسکے سامنے سب خوبیاں ہیچ ہیں ✤

تاہم باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شرف صحبت کے کل صحابہ کا محفوظ عن الخطا سمجھنا بدیہیات اور معتقدات سلف صالحین کے برخلاف ہے علامہ سعد الدین التفتازانی علیہ الرحمۃ شرح مقاصد میں لکھتے ہیں اذ لیس کل صحابی معصوما وکل من رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالخیر موصوفا یعنے جبکہ کل صحابی معصوم نہیں اور نہ ہر شخص جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے نیکی کا نشان رکھنے والا ہے ✤

مسطح بن اثاثہ کا جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے قذف میں شریک ہونا۔ اور حاطب بن ابی بلتعہ کا آنحضرتؐ کے راز کو افشا کرنا۔ اور کفار مکہ کی طرف پوشیدہ خط لکھکر روانہ کرنا اور ولید بن عقبہ بن ابی معیط کا شرب خمر کرنا۔ اور ایک صحابی کا غزوہ خیبر میں خودکشی کرنا۔ اور ایک صحابی کا زنا کرنا۔ اور ایک صحابی کا منع زکوٰۃ کرنا اور بعض عرب کے قبائل کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد مرتد ہوجانا جن کی تنبیہ کے لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لشکرکشی فرمائی۔ ایسے واقعات ہیں کہ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ کل صحابہ محفوظ عن الخطا نہیں تھے۔ اور ان اُمور کا بعض صحابہ سے سرزد ہونا محفوظ عن الخطا ہونے کے متناقض ہے ✽

جب بعض صحابہ کا یہ حال ہے تو پھر کونسی ایسی وجہ لاحق ہے کہ جس کی وجہ سے ہم امیر معاویہ کو خلیفہ برحق پر بغاوت کرنے میں معذور یا مخطی ماجور تصور کریں اور اُن کے اس فعل کو معصیت قرار دینے میں کونسی قباحت لازم آتی ہے (ثانیاً) امیر معاویہ افاضل صحابہ میں سے شمار نہیں کئے جاتے۔ وہ ہجرت میں شریک ہوئے ہیں نہ بدر میں نہ بیعت رضوان میں کہ اُن کے مناقب منصور تصور کئے جاویں انکا اسلام تو بعد مکہ کی فتح کے ہوا ہے جس میں بقول شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ منافق بھی شریک اسلام ہوگئے تھے علامہ ابن عبدالبر استیعاب میں بذیل ترجمہ امیر معاویہ تحریر کرتے ہیں ھو وابوہ واخوہ من مسلمۃ الفتح یعنے امیر معاویہ اور ان کے والد ابوسفیان اور انکا بھائی فتح مکہ کے مسلمانوں میں سے تھے ✽

امیر معاویہ عامہ صحابہ۔ بلکہ مؤلفۃ القلوب کے گروہ سے سمجھے جاتے ہیں قال ابو عمر معاویۃ وابوہ من المولفۃ القلوب الاستیعاب للعلامہ ابن عبدالبر واسد الغابہ فی معرفۃ الاصحابہ لابن اثیر الجزری واصابہ فی تمیز الصحابہ لابن حجر وتاریخ الخلفا للسیوطی ہاں اس معصیت پر اُنکے ارتکاب کو بوجہ شرف صحبت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم شفاعت نبوی و معافی مرتضوی اور عفو خدا کا امیدوار سمجھنا چاہئے اور اُنکو بد الفاظ سے یاد کرنا سخت بُرائی ہے البتہ اُنکو ماجور اور اُنکے اس فعل کو خطا فی الاجتہاد سمجھنے پر چند اعتراض وارد ہوتے ہیں ✽

(اوّلاً) ظاہر ہے کہ کل صحابہ مجتہدین نہیں تھے چنانچہ علامہ شہاب الدین احمد بن قاسم العبادی آیات بینات میں لکھتے ہیں (الصحابۃ تنقسم الی مجتہدین وعوام یعنے صحابہ کی دو قسمیں ہیں مجتہدین اور عوام ہم کو امیر معاویہ کی چند حدثات کے معاملہ کی تفصیل ہم آگے چل کر بیان کرینگے اُن کے اجتہادی کی کوئی نظیر نظر نہیں آتی جس کی وجہ سے ہم اُن کو صحابہ مجتہد کے قسم سے شمار کرسکیں ✽

(دوم) اگر تسلیم بھی کرلیا جائے کہ امیر معاویہ مجتہد ہی تھے۔ لیکن یہ امر ضروری ہے کہ مجتہد کے قیاس کے لئے ادلہ ثلاثہ شرعیہ یعنے کتاب وسنت و اجماعت سے کسی دلیل کا ماخذ ہونا لازم ہے مگر اُن کے اس فعل میں (یعنے خلیفہ وقت سے محاربہ کرتے تھیں) ادلہ مذکورہ سے کسی شرعی دلیل کا ماخذ ہونا نہیں ثابت ہوتا کہ امیر معاویہ نے خلیفہ وقت کی اطاعت سے انحراف کرنے میں کسی آیت یا حدیث یا مسئلہ اجماعی سے تمسک کیا ہو ✽

(سوم) مجتہد کو اپنے اجتہاد کرنے میں یا کسی کو راہ صواب کی طرف مائل کرنے میں شمشیر نکالنا۔ اور معرکہ قتال کا قائم کرنا جس میں ہزارہا بے گناہ مسلمانوں کی جان تلف ہوجائے ہرگز جائز نہیں ✽

(چہارم) وہ حیلہ جس سے معاویہ اور انکو متبعین کو معذور ٹھیرانے میں کوشش کی جاتی ہے صرف یہ ہے کہ یہ لوگ حضرت

عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے قصاص کے طالب تھے۔ نہ خلیفہ وقت سے انحراف و خلافت کے علامہ ابن
حجر نے اسی بات پر زور ڈالا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام سے امیر معاویہ کے معرکہ آرائی صرف قاتلان جناب عثمان
رضی اللہ عنہ کے طلب کرنے کے لئے تھی۔ چنانچہ صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں ومن اعتقاد اهل السنة والجماعة
ان ما جرى بين معاوية وعلي من الحروب فلم يكن لمنازعة في الخلافة للاجماع على حقيتها لعلي
یعنے اہل سنت وجماعت کے اعتقاد میں سے یہ ہے کہ جو محاربات امیر معاویہ اور جناب علی کے درمیان واقع
ہوئے ہیں وہ خلافت کا جھگڑا نہیں تھا کیونکہ جناب علی کے خلافت کے حق ہونے پر اجماع ہو چکا تھا علامہ ابن
حجر اور انکے بعض ہم خیال بزرگوں کو اسلئے یہ مسلک اختیار کرنا پڑا ہے تاکہ یہ خیال کیا جائے کہ جس غرض کے
لئے جناب صدیقہ اور طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم نے جناب امیر پر خروج کیا تھا۔ اسی غرض میں امیر معاویہ بھی شریک
سمجھے جائیں تاکہ اصحاب جمل کی بریت پر جو دلائل قائم ہو سکتے ہیں وہی انکی برات پر قائم ہو سکیں ؛

لیکن یہ بالکل خلاف نفس الامر ہے۔ واقعات چھپائے سے چھپ نہیں سکتے ؛

(اولاً) اس امر پر تمام اہل سنت وجماعت کا اتفاق نہیں ہے کہ امیر معاویہ کی غرض اس قتال وجدال سے جناب
عثمان کے قاتلوں کا طلب کرنا تھا۔ اور خلافت پر تنازع نہیں تھا۔ چنانچہ عبد الشکور السالمی رحمۃ اللہ علیہ التمہید
فی بیان التوحید میں لکھتے ہیں وقال اهل السنة والجماعة بان معاوية في حال حيوة علي ومن تابعه كانوا
مخطئين في دعوى الامارة والبيعة باغين في المقاتلة مع علي یعنے اہل سنت وجماعت
کہتے ہیں کہ امیر معاویہ اور انکے پیرو جناب علی کی زندگی میں امارت اور بیعت کے دعوی کرنے میں خطا وار تھے اور
جناب علی کے ساتھ جنگ کرنے میں باغی تھے ؛

بیہقی وقت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی قدس اللہ سرہ سیف المسلول میں لکھتے ہیں (بعض گویند کہ معاویہ
در ابتدا طلب قاتلان عثمان میکرد و در آخر طلب خلافت ہم نمودہ بود و بصحت خلافت علی قائل نبود و میگفت کہ
بیعت اولشان با علی معتبر نیست چہ اہل حل وعقد از صحابہ مثل طلحہ و زبیر وغیرہ کہ بیعت کردہ بودند باکراہ کردہ
بودند ولہذا تحت بیعت نمودند و معاویہ از پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم شنیدہ بود واذا ملكت فارفق بهم
ازیں حدیث او را طمع خلافت ہم رسیدہ بود از اہل شام بیعت گرفتہ بود ؛

(دوم) اگر امیر معاویہ کا مقصود محض قصاص کا طلب کرنا تھا کہ انکی ہمت صرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
کے قاتلوں کے طلب کرنے ہی پر مقصود ہوتی اور اسی پر اکتفا کرتی تسخیر مال اور بیت المال میں دست درازی نکرتے
لوگوں سے اپنے نام کی بیعت نہ لیتے اور کیسر الروم کو مال کثیر دیکر صرف جناب امیر کے ساتھ جنگ کرنے کیلئے
صلح نہ کرتے مسعودی علیہ الرحمۃ مروج الذہب میں لکھتے ہیں فقد كان معاوية صالح ملك الروم على مال يحمله اليه
لشغله بعلي یعنے امیر معاویہ نے ملک الروم کو مال دیکر اسلئے صلح کرلی تھی تاکہ علی کے ساتھ جنگ کرنے میں مشغول
ہوں۔ اور اپنے عامل عمرو بن العاص کو بھیج کر جناب امیر کے عامل محمد ابن ابی بکر سے مصر کو چھین لیتے ۔
اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ میں علامہ ابن اثیر الجزری بذیل ترجمہ عمرو بن العاص لکھتے ہیں ثم سيره معاوية
الى مصر فاستنقذها من يد محمد بن ابي بكر وهو عامل لعلي عليها واستعمله معاوية عليها

یعنے پھر امیر معاویہؓ نے اس کو مصر کی طرف روانہ کیا اور اُس نے مصر کو محمد بن ابی بکر کے ہاتھ سے چھین لیا اور وہ جناب علی کیطرف سے اس پر عامل تھے پھر امیر معاویہؓ نے اسپر عمرو بن العاص کو اپنا عامل مقرر کیا۔ یہ اور نیز اسی قسم کے صدہا دیگر واقعات ایسے موجود ہیں کہ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ امیر معاویہ کو دراصل خلافت کی طمع تھی ✤

(سوم) جب کہ تحکیم ہو چکی تھی اور عمرو بن العاص نے ابوموسیٰ کو مغالطہ دیکر حق امیر معاویہ فیصلہ کیا تھا تو ضعیف سے ضعیف روایت بھی اُسکی تائید نہیں کرتی۔ کہ امیر معاویہ نے اسی ناجایز تحکیم پر عمرو بن العاص کو سرزنش کی ہو پس اگر امیر معاویہ طالب خلافت نہیں تھے تو اسی ناجایز تحکیم پر کیوں راضی ہو گئے تھے ✤

(چہارم) جب امام حسنؑ خلافت سے دست کش ہو کر امارت عامہ اُنکو سپرد کی۔ اور امیر معاویہ کو اُنکو حسب منشا اقتدار کلی حاصل ہو گیا۔ تو آیا کسی ضعیف روایت سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ پھر کبھی امیر معاویہؓ نے جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کی جستجو کی ہو۔ یا اس جماعت پر قصاص کے جاری کرنیکا حکم مشتہر کیا ہو۔ باوجودیکہ حضرت عثمانؓ کی شہادت سے امیر معاویہ کی امارت عامہ تک کچھ سال سے زیادہ کا زمانہ نہیں گذرا تھا اور یہ امر ہرگز خیال میں نہیں آتا کہ اس قلیل مُدت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتل کلہم رہگرائے عدم ہو گئے ہیں اور اس جماعت کثیر میں سے ایک متنفس بھی زندہ نہ رہا ہو جس سے قصاص طلب کیا جاتا ✤

خیر بطریق تنزل ہم بھی تسلیم کر لیتے ہیں۔ کہ امیر معاویہ کا مقصود اس محاربہ سے جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو طلب کرنا تھا ✤

اب ہم یہ پوچھتے ہیں کہ اگر اس بغاوت میں امیر معاویہ کو معذور سمجھا جائے تو اُنکو مقلدین کو بھی معذور خیال کرنا چاہئیے پس بصورت ذیل ✤

(الف) اگر کوئی شخص بادشاہ اسلام سے بدین وجہ بغاوت اختیار کرے کہ چونکہ یہ بادشاہ فلاں مقتول مسلمان کے قاتلوں سے قصاص نہیں لیتا اس لئے میں اُسکے ساتھ جنگ کرتا ہوں اور میں اس امر میں امیر معاویہ کا مقلد ہوں۔ تو آیا کوئی فقہی جزئیہ اس کی تائید کے لئے پیش کیا جا سکتا ہے یا کوئی عالم اس تقلید میں اُسکو معذور سمجھ سکتا ہے ✤

(ب) مقتول کے خون کیلئے عندالشرع دعویٰ کرنا محض اسی طرح سے جائز ہے کہ قاضی کی طرف رجوع کیا جاوے اور شہود پیش کر کے دعویٰ کو پایہ ثبوت تک پہونچایا جائے اور پھر شریعت کے فیصلہ کو تسلیم کیا جائے۔ نہ یہ کہ بادشاہ وقت پر شمشیر نکالی جائے اور اس کی معزولی کے درپے ہوا جائے ✤

(ج) اگر اس بغاوت کو خطائی الاجتہاد یعنے ایسا عمل کہ جس کے کرنے سے مجتہد کو باوجود خطا کے بھی ایک ثواب حاصل ہوتا ہے اور وہ عنداللہ معذور بلکہ ماجور ہوتا ہے تصور کیا جائے تو بالفرض اگر جناب امیر علیہ السلام اس معرکہ قتال میں مثل اپنے دیگر ہمراہی صحابیوں کے شہید ہو جاتے تو ضرور ہے کہ جناب امیرؑ کا قتل بھی خطائی الاجتہاد ہوتا اور حضرت امیر علیہ السلام کے قاتل اشقی الآخرین کو بھی عنداللہ معذور بلکہ ماجور سمجھا جاتا (نعوذ باللہ من ہذہ الاعتقاد)

(د) اگر امیر معاویہ اس بغاوت میں مخطی ماجور ہے تو اُن کے لشکر سے جس نے کہ جناب عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو شہید کیا ہے اس کو مخطی ماجور کہنا پڑیگا کیونکہ یہ فعل اُس نے بغرض اتباع امیر معاویہ کیا ہے ✤

(۵) ولو فرضنا اگر جناب امیر علیہ السلام سے جنگ کرنا خطائی الاجتہادی تھا تو کیا جناب امیرؑ کی شان اقدس میں بر سر محراب و منبر سب و شتم کرانا بھی خطائی الاجتہادی تھا۔ عن سعد ان معاویۃ امرہ فقال ما یمنعک ان تسب ابا تراب فقال اما ذکرت ثلاثا قالهن رسول الله صلی الله علیه وسلم فی بعض مغازیه فقال له خلفتنی مع النساء و الصبیان فقال له رسول الله صلی الله علیه وسلم اما ترضی ان تکون منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لا نبوة بعدی وسمعته یقول یوم خیبر لاعطین الرایة رجلا یحب الله ورسوله فتطاولنا فقال ادعوا لی علیا فاتی به ارمد فبصق فی عینیه ودفع الرایة الیه ففتح الله علیه ولما نزلت هذه الآیة فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم دعا رسول الله صلی الله علیه وسلم علیا وفاطمة وحسنا وحسینا فقال اللهم هؤلاء اهل بیتی (اخرجه احمد والمسلم والترمذی والنسائی وغیرهم) سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امیر معاویہؓ نے ان کو جناب ابو تراب علیہ السلام پر سب کرنے کیلئے حکم کیا اور کہا تم ان پر سب کیوں نہیں کرتے سعد نے کہا کیا میں نے تم سے تین باتوں کا ذکر نہیں کیا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کی ہیں حضرت نے علی کو بعض غزوات میں جب کہ اپنے عقب میں چھوڑا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھ کو عورتوں اور لڑکوں کے پاس چھوڑے جاتے ہیں حضرت نے ان کو فرمایا کیا تو راضی نہیں کہ میری منزلت مجھ سے ایسی ہو جیسے ہارون کی موسیٰ سے مگر نبوت میرے بعد نہیں ہے اور میں نے خیبر کے روز حضرت کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہم کل علم اس شخص کو دیں گے جو خدا اور رسول سے پیار کرتا ہے پس ہم علم لینے کی طرف متوجہ ہوئے آپ نے ارشاد کیا علی کہاں ہیں وہ انکی خدمت میں آشوب چشم کی حالت میں حاضر ہوئے حضرت نے اپنا لعاب دہن انکی آنکھوں پر لگا کر علم ان کو دیا اور اللہ نے انکو فتح دی اور جب یہ آیت نازل ہوئی پس کہہ دو آؤ بلائیں ہم اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو اور اپنی جانوں اور تمہاری جانوں کو حضرت نے علی اور فاطمہ اور حسن حسین کو بلا کر فرمایا اے میرے پروردگار یہ میرے اہل بیت ہیں ۔

یہ حدیث تو صحاح کی بہت سی کتب میں ہے اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ امیر معاویہؓ نے اس بدعت کو خطبہ میں ایجاد کیا تھا جو خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کے عہد تک جاری رہی اور اس نامور خلیفہ نے اس کو منسوخ کیا ہے ایسے واقعات محققہ ہیں کہ جس سے کسی نے انکار نہیں کیا ہے کیا یہ امور اور بدعت سیئہ بھی خطائی الاجتہادی ہو سکتے ہیں۔ حاشا و کلا ۔

الغرض لوگوں کو مفصلہ ذیل امور میں سے ایک نہ ایک وجہ نے اس محاربہ کو خطائی الاجتہادی کہنے کی طرف مائل کیا ہے جنکی تفصیل مع جوابات درج ہے ۔

(وجہ دوم) اگر اس محاربہ کو معصیت قرار دیا جائے تو اصحاب الشام کی تکفیر لازم آتی ہے اور یہ صرف حد تک پہنچ جاتے ہیں ۔ لیکن یہ وہم بالکل بیہودہ ہے اور ادنی تامل سے رفع ہو سکتا ہے کیونکہ خلیفہ وقت سے محاربہ کرنا معصیت ہے نہ کفر اور حدیث عمار میں بھی کفر کا احتمال نہیں چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحفہ اثنا عشریہ کے باب نہم میں بڑی شرح و بسط کے ساتھ اس پر بحث کی ہے ۔

علاوہ صحابہ بھی صدور معصیت کے قائل رہے ہیں اگر چہ حد کفر تک نوبت نہیں آتا ولید بن عقبہ بن ابی معیط فاسق

خمر ہو کر حد شرعی کو پہونچنا کتب رجال سے ثابت ہے عن ابی جعفر محمد بن علی قال جلد علی الولید بن عقبۃ فی الخمر اربعین جلدۃ (استیعاب و اسد الغابہ و اصابہ) یعنے امام ابوجعفر محمد باقر بن علی زین العابدین علیہ و علی آبائہ السلام سے مروی ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے ولید بن عقبہ کو شراب پینے پر چالیس دُرّے لگائے تھے اسی طرح سے مسطح بن اثاثہ کا جناب صدیقہ رضی اللہ عنہا کے افک میں کوشش کرنا اور قذف کی حد تک پہونچنا بھی انہیں کتابوں سے واضح ہے وکان ممن خاض فی الافک علی العایشۃ فجلدہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم (اسد الغابہ) یعنے مسطح بن اثاثہ ان لوگوں میں سے تھا جو جناب اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی نسبت بہتان کھڑا کرنے میں کوشش کیا کرتے تھے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو دُرّے لگوائے ان امور سے نہ یہ لوگ درجۂ صحابیت سے ساقط ہو گئے اور نہ کافر ہو گئے۔ اگرچہ تو صرف اس قدر کہ اُن سے خطا وقوع میں آئے اور صدور معصیت سے آدمی کافر نہیں ہو سکتا۔ صحابیت کا شرف ایسا ہے کہ کسی معصیت سے بجز ارتداد کے زائل نہیں ہو سکتا ۔

(دوسرا وہم) چند صحابہ اس محاربہ میں امیر معاویہؓ کے شریک تھے جب امیر معاویہؓ کے اس فعل کو خطائے منکر اور معصیت قرار دیا جائے تو ان اصحاب کا امیر معاویہ کے ساتھ معصیت پر اتفاق کرنا لازم آئیگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر ایسا گمان فاسد زیبا نہیں ہے ۔

یہ وہم اکثر بعدم تتبع کتب سیر اور احادیث کی وجہ سے ناشی ہوتا ہے۔ اگر بنظر امعان کتب سیر اور رجال کو دیکھا جائے تو بجز عمرو بن عاص اور بشیر بن نعمان کے کوئی صحابی اس امر میں امیر معاویہ کا شریک نہیں آئیگا۔ اور وہ بھی صاحب افاضل صحابہ میں سے شمار نہیں کئے جاتے حرب صفین میں تمام انصار و مہاجرین اور بدریین جناب امیر علیہ السلام ربقۂ اطاعت میں دکھائی دیتے ہیں ۔

اگرچہ بعض اصحاب مثل عبداللہ بن عمر اور سعد بن وقاص رضی اللہ عنہما اس باہمی مقاتلہ سے کہ دین میں ایک امر جدید تھا اور وہ کفار سے جہاد کرنے کے خوگر ہو چکے تھے۔ کنارہ گزین ہو گئے تھے۔ لیکن انکی کنارہ گزینی اسوجہ سے نہیں تھی کہ وہ جناب امیرؑ کی خلافت میں شک و شبہ رکھتے تھے بلکہ انہیں بزرگواروں سے اس کنارہ گزینی کے متعلق انکی ندامت اور جناب امیرؑ کے ساتھ شرکت نہ کرنے پر حسرت ثابت ہے اسد الغابہ میں علامہ ابن اثیر الجزری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں عن عبداللہ بن حبیب قال اخبرنی قال قال ابن عمر حین حضرۃ الموت ما اجد فی نفسی من الدنیا الا انی لم اقاتل الفئۃ الباغیۃ۔ یعنے عبداللہ بن حبیب اپنے والد سے ناقل ہے کہ جب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آگیا تو کہنے لگے میرے دل میں دنیا کی کوئی حسرت باقی نہیں رہی مگر یہ کہ میں باغی گروہ سے نہیں لڑا۔ عن حبیب بن ابی ثابت عن ابن عمر انہ قال ما اسی علی شیء الا انی لم اقاتل مع علی بن ابی طالب الفئۃ الباغیۃ۔ یعنے حبیب بن ابی ثابت کہتا ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ مجھے کسی بات کی حسرت باقی نہیں رہی مگر یہ کہ جناب امیرؑ کے ساتھ ہو کر میں باغیوں کے گروہ سے نہیں لڑا ۔

عن خیثمۃ بن عبد الرحمن قال سمعت سعد بن مالک وقال لہ رجل ان علیاً یقع فیک انک تخلفت عنہ فقال سعد واللہ انہ لرای رأیتہ واخطا (اخرجہ الحاکم فی المسند) یعنے خیثمہ بن عبدالرحمن کہتا ہے کہ

سعد ابن مالک رضی اللہ عنہ سے کسی نے کہا کہ جناب امیر علیہ السلام اچھا نہیں کہتے کیونکہ تم نے انکی بیعت سے تخلف کیا
ہے سعد کہنے لگے یہ بھی ایک رائے تھی جو میں نے سوچی تھی لیکن رائے غلط نکلی +
اگرچہ بعض صحابہ بتقاضائے بشریت ابتدا میں جناب امیر سے کنارہ گزین تھے مگر عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے
واقع ہونے سے انکی مخالفت اور کنارہ گزینی موافقت ہو گئی تھی۔ قال الشعبی ما مات مسروق حتی تاب الی اللہ
تعالی من تخلفہ عن القتال مع علی رضی اللہ تعالی عنہ یعنے شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مسروق رضی اللہ عنہ نہیں
فوت ہوئے جب تک کہ انہوں نے خدا کی جناب میں جناب امیر سے جنگ میں مخالفت کرنے سے توبہ نہیں کی +
زیادہ ازیں امیر معاویہ کی نسبت خطائی مسئلہ تجویز کرنے سے الصحابۃ کلہم عدول کا کلیہ ٹوٹتا ہے جس سے امور دین میں
ایک بڑا بھاری تزلزل پیدا ہو جاتا ہے اور روایات کا سلسلہ درہم برہم ہو جاتا ہے +
لیکن الصحابۃ کلہم عدول سے محفوظ عن المعاصی کسی نے مراد نہیں لیا۔ بلکہ عدل فی الروایۃ مراد لیا ہے چنانچہ علامہ
تاج الدین السبکی رحمۃ اللہ علیہ جمع الجوامع میں لکھتے ہیں والاکثر علی عدالۃ الصحابۃ وقیل کغیرہم وقیل الی
قتل عثمان وقیل الا من قاتل علیا یعنے اکثر علماء صحابہ کی عدالت کے قائل ہیں بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ صحابہ
بھی عدالت میں دوسروں کی مثل ہیں۔ بعض نے یہ کہا کہ جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل تک سب صحابہ عدول تھے اور بعض
کہتے ہیں کہ سب صحابہ عدول ہیں مگر وہ لوگ جو جناب امیر سے لڑے ہیں وہ عدول نہیں +
اس عبارت سے صاف واضح ہوتا ہے الصحابۃ کلہم عدول سے صرف عدل فی الروایۃ مراد ہے اگرچہ اس میں بھی
بعض آئمہ نے کلام کیا ہے +
عبارت مندرجہ الصدر جمع الجوامع کا متن ہے علامہ جلال الدین المحلی رحمۃ اللہ علیہ صاحب نصف آخر تفسیر جلالین
نے جو اس کتاب کی شرح لکھی ہے جو شرح جمع الجوامع کے نام سے مشہور بین العلماء ہے اسکی عبارت کو ملاحظہ کیا چاہیئے
وہ لکھتے ہیں والاکثر من العلماء السلف والخلف علی عدالۃ الصحابۃ فلا یبحث عنہا فی روایۃ و
لا شہادۃ لانہم خیر الامۃ قال صلی اللہ علیہ وسلم خیر الامۃ قرنی رواہ الشیخان ومن طرا لہ منہم
قادح کسرقۃ او زناء عمل بمقتضاہ وقیل ہم کغیرہم فیبحث عن العدالۃ فیہم فی الروایۃ والشہادۃ
الا من یکون ظاہر العدالۃ او مقطوعہا کالشیخین وقیل ہم عدول الی حین قتل عثمان ویبحث
عن عدالتہم من قتلہ لوقوع الفتن بینہم من حینئذ وفیہم ممسک عن خوضہا وقیل ہم عدول الا
من قاتل علیا فہم فساق لخروجہم علی الامام الحق ترجمہ اکثر علماء سلف وخلف عدالت صحابہ کے قائل
ہیں کہ روایت اور شہادت میں انکی عدالت سے بحث نہ کرنا چاہیئے کیونکہ وہ تمام امت سے بہتر ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہے تمام امت سے بہتر میرا زمانہ ہے اس حدیث کو شیخین یعنے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے
اگر کسی صحابی سے کوئی فعل بد سرزد ہوا ہو تو اسکے موافق عمل کیا جاویگا بعض علماء کہتے ہیں کہ صحابہ بھی روایت اور
شہادت میں مثل دیگر اشخاص کے ہیں انکی عدالت سے بھی بحث کی جائیگی مگر وہ اصحاب جنکی عدالت ظاہر ہو مثل شیخین
ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے اور بعض علماء کا قول ہے کہ تمام صحابی جناب عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت تک عدول تھے
اور انکے قتل کے بعد ان میں فتنہ واقع ہونیکی وجہ سے انکی عدالت سے بحث کی جائیگی بعض خوض کرنے سے رکے ہوئے ہیں

بعض علماء کا مقولہ ہے کہ تمام صحابی عدول ہیں مگر جن لوگوں نے جناب امیر سے جنگ کی ہے۔ پس وہ لوگ فاسق ہیں امام برحق پر خروج کرنیکی وجہ سے ✦

علامہ شہاب الدین بن احمد بن قاسم العبادی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح جمع الجوامع پر ایک مبسوط حاشیہ لکھا ہے اور سکا نام آیات بینات رکھا ہے اس فقرہ دمن طرالہ قادح کی توضیح میں لکھتے ہیں تنبیہ علی عدم عصمتہم یعنے صاحب متن نے اس مقام سے صحابہ کی عدم عصمت پر آگاہ کیا ہے علامہ سعدالدین التفتازانی شرح مقاصد میں لکھتے ہیں ما وقع بین الصحابۃ من المحاربات والمشاجرات علی الوجہ المسطور فی کتب التواریخ والذکر علی السنۃ الثقات بدل بظاہرہ علی ان بعضہم قد جاوز عن طریق الحق وبلغ حد الظلم والفسق وکان الباعث علیہ الحقد والعناد والحسد واللداد وطلب الملک والریاسات والمیل الی اللذات والشہوات اذلیس کل صحابی معصوما ولا کل من لقی النبی صلی اللہ علیہ بالخیر موسوما حاصل تقریر علامہ یہ ہے کہ صحابہ سے جو محاربات اور منازعات وقوع میں آئے وہ کتب تاریخ میں درج ہیں اور ثقہ لوگوں کی زبانوں پر مذکور ہیں بظاہر اس امر پر دال ہیں کہ بعض صحابہ طریق حق سے تجاوز کر کے حد فسق وظلم کو پہونچ گئے اور باعث اس کا کینہ اور عناد اور حسد اور شدت خصومت اور طلب ملک وریاست وشہوات نفسانی کیطرف میلان تھا کیونکہ صحابی معصوم اور ہر شخص کہ جسنے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی ہے نیکی کیسا تھ موسوم نہ تھا ✦

ان تمام مباحث سے ثابت ہوا کہ الصحابۃ عدول سے عدل فی الروایۃ مراد ہے نہ معصوم عن المعاصی ✦ اور صحابہ عدول فی الروایۃ اس لئے تسلیم ہوئے ہیں کہ جب علماء نے طبقات رجال میں قوانین جرح وتعدیل کو جاری کیا ہے تو صرف یہ نسبت دیگر طبقات کی صرف صحابہ ہی کا گروہ وضع حدیث سے بچتا ہوا پایا ہے ✦

(چوتھا وہم) اگر اس محاربہ کو معصیت قرار دیا جائے تو اہل شام جن میں بعض صحابہ بھی شریک تھے موعود بوعید نار تصور کئے جائیں گے اور وعید نار مستلزم کفر ہے لیکن وعید نار بھی مستلزم کفر نہیں کیونکہ دوسرے معاصی مثل شرب خمر وزنا وسرقہ وغیرہ کی سزا بھی دوزخ ہے جو توبہ اور شفاعت نبوی اور عفو ایزدی سے ٹل سکتا ہے اسی طرح سے اہل صفین کی خطا کی نسبت بھی خیال کیا جا سکتا ہے کہ وہ توبہ سے یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے یا عفو باری تعالے سے مل جائے ✦

(پانچواں وہم) اگر جناب امیر علیہ السلام سے امیر معاویہ کے محاربہ کو معصیت قرار دیا جائے تو جناب عائشہ صدیقہ ام المومنین اور طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہم کے محاربہ کو بھی معصیت قرار دینا پڑیگا ✦

یہ وہم بھی عدم تتبع کتب سیر وتواریخ سے ناشی ہوا ہے اس کا جواب بچند وجوہ دیا جا سکتا ہے۔

(الف) اصحاب جمل کی غرض امیر معاویہ کی غرض سے بالکل متباین تھی جسکی تفصیل ہم پیشتر کر چکے ہیں ✦

اصحاب جمل میں سے کسی صاحب نے خلافت کا دعویٰ نہیں کیا۔ اس لئے بعض علماء نے ان کے باغی قرار دینے میں تامل کیا ہے اور امیر معاویہ کو باغی اول قرار دیا ہے شرح مقاصد میں علامہ سعدالدین التفتازانی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں وذہب الاکثرون الی ان اول من بغی فی الاسلام معاویۃ یعنے اکثر علما کا یہ مسلک ہے کہ جس شخص نے کہ اسلام میں سب سے اول بغاوت کی ہے وہ معاویہ ہیں ✦

(ب) تمام کتب سیر و تواریخ باواز بلند پکار رہی ہیں کہ اصحاب جمل میں سے کسی صاحب نے بالارادہ جناب امیر علیہ السلام سے جنگ نہیں کی بلکہ جب قاتلان عثمان رضی اللہ عنہ کی فتنہ پردازی سے رات کو لڑائی شروع ہو گئی تو ناچار صحابہ جمل دفاع یعنے حفاظت خود اختیاری کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے (قال العلامۃ سعد الملۃ والدین التفتازانی فی شرح المقاصد والمحققون من اصحابنا رحمھم علی ان الحرب الجمل کانت فلتۃ لامن قصد من الفریقین بل کانت تھیجا من قتلۃ عثمان رضی اللہ عنہ حین صاروا فرقتین و اختلطوا بالعسکرین واقاموا الحرب خوفا من القصاص وقصد عایشۃ رضی اللہ عنہا لم یکن الا اصلاح الطائفتین وتسکین الفتنۃ فوقعت فی الحرب یعنی ہمارے محقق اصحاب رحمہم اللہ اس بات کے قائل ہیں کہ جنگ جمل بلا قصد فریقین ناگہانی طور پر واقع ہو گیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کی انگیخت تھی کہ وہ لوگ دو گروہ بنکر دونوں لشکروں پر جا پڑے اور قصاص کے خوف سے فتنہ اٹھا دیا جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قصد دونوں گروہ میں صلح کرانے اور فتنہ فرو کرنے کے سوا اور کچھ نہیں تھا لیکن لڑائی میں پھنس گئیں۔

(ج) اصحاب جمل کو کوئی صاحب خلیفہ وقت سے انتزاع خلافت کا مقاصد نہیں ہوا۔ اور نہ کوئی جناب امیرؑ کی مخالفت پر مصر ہو کر قتل ہوا ہے چنانچہ لڑائی کی رات کو جب ظلمت شب مرتفع ہو گئی اور صبح نمودار ہوئی اور جناب طلحہ رضی اللہ عنہ پر حقیقت حال کا انکشاف ہو گیا۔ فوراً محاربہ سے کنارہ کش ہو گئے اور مروان ابن الحکم کے ہاتھ سے تیر کھا کر شربت شہادت نوش کیا۔ علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ استیعاب میں فرماتے ہیں قال اہل العلم ان علیا دعاہ فذکرہ اشیاء من موافقۃ وفضلہ فرجع طلحۃ عن قتالہ علی ما صنع الزبیر واعتزل فی بعض الصفوف ورماہ مروان بن الحکم فقتلہ ولا یختلف العلماء الثقات فی ان مروان قتل طلحۃ یومئذ وکان فی حزبہ ہے اکثر اہل علم کہتے ہیں کہ جناب امیرؑ نے طلحہ رضی اللہ عنہ کو بلا کر اپنے سابقت اور فضل کو بیان کیا طلحہ رضی اللہ عنہ لڑائی سے واپس ہو کر زبیر رضی اللہ عنہ کی طرح سے فوج کی صفوں سے علیحدہ ہو گئے مروان بن الحکم نے تیر مار کر شہید کیا۔ اور علماء ثقات میں سے کسی نے اس سے اختلاف نہیں کیا کہ جناب طلحہ کو اسی دن مروان نے قتل کیا ہے اور مروان حضرت طلحہ کے گروہ میں سے تھا وعن یحیی بن سعید قال قال طلحۃ یوم الجمل ندمت ندامۃ الکسعی لما۔ شریت رضی اللہ بنی جرم برغمی۔ اللہم خذ منی لعثمان حتی ترضی فرماہ مروان بسہم فی رکبتہ (اخرجہ ابو عمر وصاحب الاستیعاب وابن الاثیر فی اسد الغابۃ ومحب الطبری فی الریاض) جناب طلحہ کا تجدید بیعت کرنا بھی ثابت ہے چنانچہ شیخ عبد الحق محدث الدہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ میں تحریر فرماتے ہیں از ثور بن مجزاۃ آمدہ کہ گفت گذشتم بطلحہ بن عبید اللہ یوم الجمل ووے افتادہ بود بر زمین ودر آخر رمق پس استادم بروے و برداشت سر خود را وگفت بدرستی آئینہ می بینم روئے مردے را کہ گویا قمر است بگو کیستی گفت از اصحاب امیر المومنین علی گفت فراخ کن دست خود را تا بیعت کنم ترا پس فراخ کردم دست خود را پس بیعت کرد و سپرد جان خود را پس آمدم نزد علی وخبر دادم او را بقول طلحہ پس گفت اللہ اکبر اللہ اکبر صدق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ابا اللہ کہ در خدا تعالے کہ وارد طلحہ را در بہشت مگر آنکہ بیعت من گردن او باشد۔ انتہی کلامہ۔

اور جناب زبیر رضی اللہ عنہ کی نسبت تمام کتب تواریخ باآواز بلند شہادت دیتی ہیں کہ جب معرکہ کارزار گرم ہوا جناب امیرؑ نے اُن کو بلاکر تنبیہ کیا وہ فوراً اصحاب جمل کا ساتھ چھوڑکر مدینہ کو چلے گئے اور وادی سباع میں پہونچکر عمرو بن جرموز کے ہاتھ سے شہید ہوگئے۔ قال ابن عبد البر فی الاستیعاب ثم شهد الزبير الجمل فقاتل فيه ساعة فناداه علي وانفرد به فذكره ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال له وقد وجدهما يضحكان بعضهما الى بعض اما انك ستقاتل عليا وانت له ظالم فذكر ذلك الزبير فانصرف عن القتال نادما مفارقا للجماعة التي خرج فيها منصرفا الى المدينة فاتبعه ابن جرموز فقتله بموضع يعرف بوادي السباع وجاء بسيفه الى علي فقال بشر قاتل ابن صفية بالنار یعنے پھر زبیر رضی اللہ عنہ فوج سے باہر نکلکر حملہ آور ہوئے اور تھوڑی دیر تک لڑتے رہے پھر جناب امیرؑ نے اُن کو بلایا اور تنہائی میں اُنسے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یاد دلایا کہ تمہیں ہم دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ہنستے ہوئے پاکر پوچھا تھا اور حضرت نے فرمایا تھا تم عنقریب علیؑ سے لڑوگے اور تم اُنپر ظلم کروگے جب جناب امیرؑ نے اُن سے اُسکا تذکرہ بیان کیا وہ لڑائی سے نادم ہوکر مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوگئے۔ ابن جرموز نے انکا پیچھا کیا اور وادی سباع میں انکو شہید کیا اور انکی تلوار لیکر جناب امیرؑ کے پاس حاضر ہوا جناب امیرؑ نے فرمایا ابن صفیہؓ کے قاتل کو دوزخ کی خوشخبری ہو۔

(تنبیہ) صفیہ ابن عبد المطلب جناب زبیر کی والدہ جناب امیرؑ کی پھوپھی تھیں اور جناب زبیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب امیر علیہ السلام کے عمزاد بھائی تھے اسی لئے جناب امیرؑ فرمایا کرتے تھے۔ اخواننا بغوا علينا یعنے ہمپر ہمارے بھائیوں نے بغاوت کی ہے۔

اسی طرح سے جناب صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نادم ہونا تمام کتب سیر اور رجال سے ظاہر ہے ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود النسفی رحمۃ اللہ علیہ الاعتماد فی الاعتقاد میں لکھتے ہیں وكذا عائشة ندمت على ما فعلت وكانت تبكي حتى تبل خمارها۔ وشرح فقہ اکبر للملا علی القاری میں اسی طرح سے جناب صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اظہار ندامت فرماتی رہیں اور یہانتک رویا کرتی تھیں کہ انکی سر کی اوڑھنی تر ہوجاتی تھی۔

عن جابر قال دخلت على عائشة يوما وقلت لها ما تقولين في علي فاطرقت راسها ثم رفعته وقالت شعر

اذا التبر حك على المحك ۔ تبين غشه من غير شك ۔ وفينا الغش والذهب المصفى ۔ علي بيننا شبه المحك

اخرجه الشيخ الحافظ الزرندي في درر السمطين یہ ایسے واقعات ہیں جن سے کسی نے انکار نہیں کیا۔ پس کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ امیر معاویہؓ کا حرب صفین جسکا شاخسانہ ایک مدت مدید تک جاری رہا اور جنگ جمل جسکا خاتمہ ایک ہی روز میں ہوگیا برابر ہے اور جسطرح سے امیر معاویہ مورد اعتراض ہیں اسی طرح سے اصحاب جمل بھی ہیں جنکی برأت خود جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے علامہ ابن عبد البر استیعاب میں لکھتے ہیں من حديث [illegible] روي عن علي قال والله لارجو ان اكون انا وعثمان وطلحة والزبير ممن قال تبارك وتعالى ونزعنا ما في صدورهم من غل اخوانا على سرر متقابلين یعنے جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرماتے تھے خدا کی قسم میں امید کرتا ہوں کہ میں اور عثمان اور طلحہ اور زبیر اُن میں سے ہونگے جن کی نسبت خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے [illegible] نکال دیں گے جو ان کے سینوں میں تھی خفگی بھائی ہوکر تختوں پر بیٹھے آمنے سامنے یہ جلیل القدر

صحابہ خصوصاً مہاجر عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری کہلائے جاتے ہیں اُن کے فضائل و مناقب متواترات کی حد تک پہونچ چکے ہیں اور جناب امیرؑ کے مناقب کے ہم پلہ خیال کئے جاتے ہیں اسکے علاوہ خود جناب امیرؑ نے انکی برات کی نسبت شہادت دی ہے۔ باوجود ان حالات کے پس کیونکر انکی ذوات مقدسہ سے صدور معصیت کا گمان کیا جا سکتا ہے البتہ انکا جناب امیر علیہ السلام پر خروج کرنا یا نکث بیعت کرنا تو ثابت ہے جس کو خطائی الاجتہادی سے تعبیر کیا جاتا ہے چنانچہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوت میں لکھتے ہیں زبیر وطلحہ روز جمل با عائشہ رضی اللہ عنہا بجہت خطا در اجتہاد۔

لیکن جس طرح سے کہ انکا خروج ظاہر ثابت ہے اسی طرح سے انکی توبہ اور ندامت اور رجوع بھی ثابت ہے برخلاف ان امور کے امیر معاویہ بقولے پانچ سال اور بقولے چار سال تک جناب امیرؑ سے جنگ کرتے رہے اور اپنی خطا پر مصر رہے چنانچہ علامہ ابن عبد البر استیعاب میں لکھتے ہیں فحاربہ معاویۃ علیاً خمس سنین وقال ابو عمر صوابہ اربع سنین یعنے جناب امیر علیہ السلام سے امیر معاویہ پانچ سال تک لڑتے رہے ابو عمر کہتے ہیں ٹھیک بات یہ ہے کہ چار سال تک لڑتے رہے۔

بلکہ مخالفت ہی پر منحصر نہیں ہے۔ تسخیر بلاد اور دعویٰ خلافت کو منظور نظر رکھکر۔ امیر علیہ السلام کی دشمنی کی وجہ سے کبیر الروم کو نذر دیکر صلح کر لی۔

اگر امیر معاویہ کو انتزاع خلافت مد نظر نہیں تھا تو محمد بن ابی بکر جناب امیرؑ کے عامل سے مصر کو کیوں چھین لیا تھا۔

بعض لوگ بمقابل جناب امیر علیہ السلام کے امیر معاویہ کے فضائل و مناقب بیان کرتے ہیں اور اُن کے مناقب اصحاب جمل کے مناقب کے ہم پلہ ٹھہرائے جاتے ہیں لیکن اصحاب جمل کے مناقب ثابتہ اور امیر معاویہ کے مناقب غیر ثابتہ میں زمین و آسمان کا فرق ہے حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی عفت پر قرآن ناطق ہے۔ حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کے فضائل متواترات سے مسلم اور ثبوت ہیں۔ امیر معاویہ کے فضائل و مناقب کا یہ حال ہے کہ شیخ عبد الحق محدث الدہلوی علیہ الرحمۃ مدارج النبوۃ میں لکھتے ہیں وگفتہ اند حدیثے ثابت نشدہ در فضل معاویہ ہیچ حدیثے امام ابو عبد الرحمن بن شعیب النسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ما اعرف لہ فضیلۃ الا لا اشبع اللہ بطنہ یعنے میں امیر معاویہ کی فضیلت بجز اس کے نہیں جانتا کہ حضرت نے فرمایا ہے خدا اس کے پیٹ کو نہ بھرے دوسرے مقام پر مقولہ اما یرضی معاویۃ ان یخرج راسا براس زبان پر لاتے ہیں یعنی معاویہ اس پر راضی نہیں کہ سر بسر نجات پا جائے قال محمد بن اسحاق الاصبہانی سمعت مشائخنا بمصر یقولون ان ابا عبد الرحمن النسائی فارق مصر فی اخر عمرہ وخرج الی دمشق فسئل عن معاویۃ وما روی من فضائلہ فقال اما یرضی معاویۃ ان یخرج راسا براس حتی یفضل وفی روایۃ ما اعرف لہ فضیلۃ الا لا اشبع اللہ بطنہ (وفیات الاعیان لابن خلکان ومرأۃ الجنان للامام عبد اللہ الیافعی محمد بن اسحاق الاصفہانی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے مشائخوں کی زبان سے سنا ہے کہ امام ابو عبد الرحمن النسائی علیہ الرحمۃ اپنی آخر عمر میں مصر کو چھوڑ کر دمشق چلے گئے دمشق کے لوگوں نے اُن سے امیر معاویہ کے فضائل و مناقب کی نسبت پوچھا امام نسائی نے جواب دیا کہ امیر معاویہ اس بات پر راضی نہیں ہے کہ وہ نجات ہی پا جائیں کہ انکے فضائل کو

بیان کیا جاتا ہے اور ایک یہ ثابت ہیں چونکہ امام نسائی نے فرمایا مجھ کو انکی کوئی فضیلت معلوم نہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا اسکے پیٹ کو نہ بھرے ۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث الی معاویۃ لیکتب فقیل له انه یاکل فقال صلی اللہ علیہ وسلم لا اشبع اللہ بطنه اخرجه ابو داؤد الطیالسی ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو معاویہ کو بلانے کیلئے بھیجا وہ آکر کہنے لگا وہ کھانا کھاتے ہیں حضرت نے فرمایا خدا اسکے پیٹ کو نہ بھرے ۔

بعض اشخاص انکی فضیلت یہ بیان کرتے ہیں کہ وہ کاتب الوحی تھے۔ خیال کرنا چاہئے کہ اگر کتابت وحی سے کسی قسم کی فضیلت ثابت ہوتی تو مروان بن الحکم کیلئے بھی ہو سکتی ہے ۔

لیکن امیر معاویہ کے کاتب الوحی ہونے میں محدثین کا اختلاف ہے چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ میں لکھتے ہیں واما معاویہ بن ابی سفیان کنیت کردہ میشود بابی عبدالرحمن یکے از انجملہ است کہ می نوشت پیش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و بعضے گویند نوشت وحی صاحب جامع الاصول میگوید کہ نامہا نوشت در مواہب لدنیہ گفتہ کہ مشہور است کہ کاتب وحی بود بعضی گویند وحی نمی نوشت بلکہ می نوشت کتب و نامہا ۔

اسوا اسکے جناب عثمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت زیادہ تر جامع القرآن ہونے کی وجہ سے ہے جس کا ثواب ان کو تا یوم قیامت ہوتا رہیگا اور جب تک دنیا میں لوگ قرآن شریف پڑھنے والے ہیں یا ہوتے چلے آتے ہیں ایسے رہیں گے ان کے پڑھنے پڑھانے کا ثواب حضرت عثمان جامع القرآن رضی اللہ عنہ کے نامہ اعمال میں ثبت ہوتا رہے گا ۔

(چھٹا وہم) اگر امیر معاویہ عاصی اور باغی ہوتے تو جناب امام حسن مجتبیٰ علیہ التحیۃ والثناء کیوں خلافت انکے سپرد فرماتے ۔

لیکن یہ وہم بالکل بیجا ہے۔ کیونکہ امارت عامہ کی تفویض ایسے شخص کے ہاتھ میں کرنے سے جو پیشتر باغی رہ چکا ہو۔ اور پھر تائب ہو کر کتاب و سنت و سیرت شیخین کے اتباع کا عہد کرتا ہو کوئی اعتراض جناب امام علیہ السلام کی عظمت کیطرف عاید نہیں ہو سکتا۔ جناب امام نے جو عہد کہ امیر معاویہ سے تفویض امارت کیوقت لیا ہو وہ سابقہ اعمال سے بمنزلہ توبہ کے تصور کیا جا سکتا ہے ۔

لیکن جناب امام کی امارت عامہ تفویض کرنے سے امیر معاویہ کا سابقہ امور میں محفوظ عن الخطا ہونا کسی طرح سے ثابت نہیں ہوتا ۔

اسکی ٹھیک مثال ایسی ہے کہ ایک گاؤں کے مالک نے غلہ کا انبار مساکین پر خیرات کرنے کیلئے جمع کیا ہو۔ ایک رہزنوں کا سردار اسے غارت کرنا چاہے۔ مالک اسکی حفاظت کیواسطے اس سے جنگ کرے پھر ایک مدت کے بعد مالک فوت ہو جائے۔ اور اسکا بیٹا ان رہزنوں کے سردار سے یہ عہد لیکر وہ غلہ کا انبار اسکے سپرد کر دے کہ یہ غلہ ہم اس شرط سے تمہارے سپرد کرتے ہیں کہ تم مساکین پر صرف کیا کرو۔ اور اسمیں خیانت نہ کرو۔ اور اس تفویض سے فتنہ و فساد فرو ہو جائے اور خونریزی مٹ جائے۔ تو اس سے نہ اس غلہ کے مالک کی اہلیت [illegible] رہزنوں سے حفاظت غلہ کیلئے

جنگ کرتا تھا کوئی اعتراض وارد ہو سکتا ہے اور نہ اُس مالک کے بیٹے پر جس نے یہ عہد لیکر غلہ اُن کے سپرد کر دیا ہے اور غلہ کی حفاظت سے نہ اپنا ہی پیچھا چھڑایا ہے۔ بلکہ ایک خلق خدا کو ناحق کے کشت و خون سے بچایا ہے ÷

اور ان بشہزادوں کا افسر جس زمانہ تک کہ غلہ اُسکی تفویض نہیں ہوا تھا اور وہ اس میں بیجا تصرف کرنا چاہتا تھا اعتراض سے بچ سکتا ہے ÷

البتہ اگر اس عہد کے بعد وہ اپنے قول و فعل میں صادق نکلے اور غلہ کو عہد کے موافق مساکین پر صرف کرتا رہے تو یہ خیال کیا جائیگا کہ اس نے اپنے اعمال سابقہ سے توبہ کی ہے اور اب اُس کو غلہ میں تصرف کرنا جائز ہو گیا ہے اگر پھر وہ منحرف ہو یا اُس کا جانشین عہد سے انحراف کرکے شرائط کو پورا نہ کرے تو پھر عاصی متصور ہوگا۔ اور اُس کے ساتھ اس عہد کے پر نہ یا اُسکے جانشین پر جہاد واجب ہو جائیگا ÷

چنانچہ اسی بنا پر جناب امام حسین علیہ السلام نے امیر معاویہ کے جانشین یزید پلید کو جب کہ وہ شرب خمر کرنے لگا اور حقوق الناس میں اور حدود اللہ سے تجاوز کرکے بہن اور بھائی کی شادی کا مجوز بھی ہونے لگا تو منع کرنا چاہا تھا۔ اور حضرت امام علیہ السلام اس خروج میں محق تھے۔ کیونکہ خلافت در اصل اُنہیں کا حق تھا ÷

(سوال یا وہم) جب جناب امام حسن علیہ السلام خلافت کو ترک کرنا چاہتے تھے۔ تو امیر معاویہ کو تفویض خلافت کیلئے کیوں انتخاب کیا تھا۔ اور خلافت کسی دوسرے کو کیوں سپرد نہیں فرمائی تھی۔ جناب امام کے اس انتخاب سے نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ امیر معاویہ اپنے عہد میں افاضل صحابیوں سے ہونگے جن کی وجہ سے جناب امام نے خلافت انکو سپرد فرمائی ورنہ حضرت امام کسی دوسرے کو اس منصب کیلئے منتخب فرماتے ÷

یہ وہم بھی عدم تتبع کتب سیر و تواریخ سے ناشی ہوتا ہے۔ کیونکہ جناب امام حسن علیہ السلام نے خلع خلافت کیوقت امیر معاویہ کو امارت عامہ اس وجہ سے سپرد فرمائی تھی اور دوسرے کو اسلئے منتخب نہیں کیا تھا کہ بغیر اُس کے خون ریزی کا انسداد محال تھا۔ اگر جناب امام حسن کسی اور صحابی کو امارت سپرد فرماتے تو ضرور امیر معاویہ ان سے بھی وہی معاملہ کرتے جو جناب امیر علیہ السلام سے کیا تھا ÷

اس کے علاوہ خلافت راشدہ کا زمانہ منقضی ہو چکا تھا۔ اب مملکت عضوضہ کی صحیح سند وار ہونے والی تھی بجز امیر معاویہ کے اور کوئی صحابی اُس کو پسند نہیں کرتا تھا انہیں نے اعط القوس باریہا جناب امام نے امیر معاویہ ہی کو اس منصب کے لائق سمجھا اور جس امر کیلئے وہ برسوں سے کشت و خون کر رہے تھے اُن کے حسب منشا انہیں کے سپرد کیا ÷

اب رہا یہ امر کہ امیر معاویہ تفویض امامت کے بعد بھی امام ہوئے ہیں یا نہیں اس میں اہل سنت و جماعت میں باہم اختلاف ہے فخر الاسلام حسن بزدوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں اما بعد موت علی معاویۃ ہل صار اماما قال بعض اہل السنۃ والجماعۃ صار اماما وقال بعضہم لم یصر اماما لانہ لم یکن افضل الصحابۃ بعد علی بل کان من الصحابۃ یومئذ ہو افضل منہ بکثیر فی النسب والعلم والتقوی والشجاعۃ ولان احدا من الصحابۃ لم یر لہ امام حق ولم یعقد لہ عقد الا امامۃ معاویۃ ما کان من جملۃ الخلفاء

ولکن کان من جملۃ الملوک یعنی جناب امیر علیہ السلام کی وفات کے بعد بھی امیر معاویہ امام ہوئے ہیں یا نہیں بعض اہل سنت وجماعت کہتے ہیں۔ کہ امام ہوگئے تھے اور بعض کہتے ہیں نہیں ہوئے لیکن ان لوگوں کے قول کی وجہ کہ جو کہتے ہیں کہ امام نہیں ہوئے یہ ہے کہ امیر معاویہ جناب امیر علیہ السلام کی وفات کے بعد اُسوقت کے موجودہ صحابہ سے افضل نہیں تھے بلکہ اُس وقت اکثر ایسے اصحاب موجود تھے جو نسب اور علم اور تقویٰ اور شجاعت میں امیر معاویہ سے بدرجہا افضل تھے اور امیر معاویہ خلفاء میں سے نہیں تھے بلکہ بادشاہوں میں سے تھے اسلئے کسی صحابی نے اُن کو امام نہیں روایت کیا اور اُنپر امامت کا عقد نہیں ہوا ✤

اسی واسطے اہل علم امیر معاویہ کو خلفاء میں سے نہیں شمار کرتے بلکہ ملوک میں گنتے چلے آتے ہیں تاریخ الخلفاء میں علامہ جلال الدین السیوطی ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب مصنف سے نقل کرتے ہیں عن سعید بن جمہان قال قلت لسفینۃ ان بنی امیۃ یزعمون ان الخلافۃ فیہم قال کذبوا بنو الزرقاء بل ہم ملوک من اشد الملوک واول الملوک معاویۃ یعنے سعید بن جمہان کہتے ہیں میں نے سفینہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ بنی اُمیہ اپنے آپ کو خلفاء جانتے ہیں کہنے لگے کہ نیلی عورت کے بیٹے جھوٹ بکتے ہیں۔ یہ لوگ سخت ترین بادشاہوں میں سے ہیں اور اُن میں سے پہلا بادشاہ معاویہ ہے ✤

فخر الاسلام بزدوی رحمۃ اللہ علیہ الیسر میں لکھتے ہیں ومعاویۃ ما کان من جملۃ الخلفاء ولکن کان من جملۃ الملوک علی ما روینا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال الخلافۃ بعدی ثلاثون سنۃ ثم بعد ذلک ملک عضوض وقد تم ثلاثون سنۃ بعلی (انتہی کلامہ) یعنے معاویہ خلفاء میں سے نہیں تھے بلکہ ملوک میں سے تھے بدلیل اس حدیث کے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خلافت میرے بعد تیس برس تک رہیگی پھر ایک سخت بادشاہی ہوگی۔ اور تیس برس جناب امیر علیہ السلام تک پورے ہوچکے تھے ✤

(اٹھواں وہم) سواد اعظم اہل سنت وجماعت نے اسپر اتفاق کیا ہے کہ امیر معاویہ کی خطا خطائی اجتہادی ہے اور وہ اس میں معذور بلکہ ماجور اور مصاب تھے۔ اس کے برخلاف خطائے منکر کا قایل ہونا انکو باغی اور عاصی قرار دینا خارق سواد اعظم بنتا ہے اور من شذ شذ فی النار کے زمرہ میں داخل ہونا ہے ✤

یہ ایک بڑی بھاری دلیل ہے جو اہل صفین کی برائت میں پیش کی جاتی ہے لیکن اسمیں چند وجوہ سے نظر ہے ✤

(الف) اگر غور کیا جائے تو یہی دلیل امیر معاویہ اور انکے متبعین پر منقلب ہوتی ہے کیونکہ جناب امیر علیہ السلام کی خلافت کا انعقاد اہل حل وعقد کے اتفاق سے ہوا ہے۔ اور حضرت نے جو اہل صفین کے مقابلہ میں یہی دلیل پیش بھی کیا تھا امیر معاویہ کی شرکت میں چند اصحاب جنکی تعداد جمعیت قلت سے تجاوز نہیں کرتی اہل شام کے نو مسلمان کی جمعیت کی سلطنت جن کا اسود بن یحییٰ سردار تھے کی نسبت مسعودی علیہ الرحمۃ نے مروج الذہب میں ایک حکایت لکھی ہے ناظرین ہے قال رجل من اخواننا من اہل العلم کنا فی دمشق الشام نتحدث عن معاویۃ وعلی وما کان بینہم من المحاربۃ یا تون فیستمعون منا فقال لی ذات یوم بعضہم وکان اعقلہم واکبرہم لحیۃ کم تطنبون فی علی ومعاویۃ فما تقول فی ذلک فقال من تریدہ قلت علی ما تقول فیہ قال الیس ہو ابو فاطمۃ قلت ومن کانت فاطمۃ قال امرأۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بنت عایشۃ اخت معاویۃ قلت فما کانت قصۃ علی قال قتل فی غزاۃ حنین مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنے اہل علم بھائیوں میں سے ایک شخص ذکر کرتا ہے کہ ہم دمشق الشام میں جناب امیر علیہ السلام اور امیر

معاویہ کی نسبت بحث کیا کرتے تھے عوام الناس شامی ہماری گفتگو سنا کرتے تھے ایک روز ان میں سے ایک لانبی داڑھی والا جوان جس میں نہایت عقلمند سمجھا جاتا تھا آکر ہم سے کہنے لگا کب تک تم علی اور معاویہ کی جھگڑا بکھیڑ میں مشغول رہو گے ہم نے کہا تمہاری اس میں کیا رائے ہے کہنے لگا تم کس کی نسبت پوچھتے ہو ہم نے کہا علی کی نسبت کہنے لگا وہی علی جو فاطمہ کے باپ ہیں ہم نے کہا اور کون نہیں کہنے لگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی فاطمہ کی ماں ہیں ہم نے کہا اچھا یہ تو بتاؤ کہ علی کا قصور کیا ہے وہ بولا جنگ حنین میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کیا تھا اس سواد اعظم سے خارج نہیں کئے جا سکتے کہ جب تمام اہل فضل صحابہ و تابعین و علماء اہل حل و عقد کا اجماع ہو چکا تھا یعنی اہل سنت و جماعت کا گروہ جو امیر معاویہ کے خطائے منکر کے قائل ہیں کیونکہ سواد اعظم کے خارج نہیں کئے جا سکتے ہیں ۔

چونکہ اہل صفین کے دامن پر تمام اجماع اہل بیت عظام و انصار و مہاجرین سواد اعظم کہ محققین اہل سنت و جماعت کے نزدیک اجماع در اصل نہیں ہے اتفاق رائے سے مراد ہو کی مخالفت کو کسی قسم کا دھبہ نہیں لگتا ہیں اگر کوئی شخص بعض اشخاص شہید کی بر خلاف اہل صفین کی معذوری کو تسلیم کرے اور بقول مولانا جامی علیہ الرحمۃ سے اختلاف کو داشت باشیم و در خلافت صحابی دیگر بحق [illegible] جنگ یا خطائی منکر بود [illegible] ہو تو اس کو کیوں خارق اجماع کہا جا سکتا ہے ۔

(ب) یہ نیت خطا بجالت کی قسم ہے [illegible] دلائل اقناعیات پر اکتفا کر لینا تو ان حجت سے عجز کی دلیل ہے اس سے مخالفین کی زبان طعن کشادہ ہوتی ہے اہل سنت و جماعت کے مخالف کہہ سکتے ہیں کہ جب ان لوگوں نے [illegible] امر خلافت یا بہت پر اتفاق کر لیا ہو تو ان کے [illegible] دلائل اور مقدمات [illegible] قبیل سے ہوں گے

(ج) اگر اجماع سواد اعظم سے مراد اتباع کثرت تعداد ہو تو یہ بات ہرگز قابل تسلیم نہیں ہے حنبلی المذہب جنکی جماعت مقابلہ احناف کے نہایت قلت کو ساتھ اسلامی دنیا میں آباد ہیں [illegible] کے مصداق ٹھہر جائیں گے ۔

سواد اعظم سے اجماع امت مراد ہو تو اس بحث میں چند علما کے اقوال نقل کرنے سے اجماع ثابت نہیں ہوتا بلکہ اگر تلاش کیا جائے تو صحابہ کی جماعت سے کسی صاحب کا پتہ نہیں ملتا کہ انہوں نے اہل صفین کی بابت پر کسی قسم کا اشارہ بھی کیا ہو بلکہ جناب امیر کے ساتھ سب صحابہ کرام کی شرکت اور اہل صفین کے مقابلہ کرنے سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ سب بزرگوار رضوان اللہ علیہم اجمعین خلیفہ وقت کے ساتھ انکی مخالفت کو بغاوت اور اسی بغاوت کو عصیان سمجھتے تھے ۔ اور ان کے ساتھ جنگ کرنا واجب جانتے تھے ۔

اس کے علاوہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی شہادت نے انکو مخبر صادق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول یا عمار تقتلک الفئۃ الباغیۃ یاد دلایا تھا جس سے وہ یقیناً اہل صفین کو خاطی۔ باغی۔ عاصی سمجھتے تھے۔ اور انکو ایسا سمجھنے میں [illegible] وقت [illegible] جمع کر لیا تھا اور ان کا اجماع قطعاً کہ الفئۃ الباغیۃ سے منصوص تھا ۔

احادیث متعلق شہادت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ

(۱) عن ام سلمۃ [illegible] رضی اللہ عنہا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعمار تقتلک الفئۃ الباغیۃ

(اخرجہ مسلم والترمذی والنسائی واحمد) ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا ہے کہ تجھے باغیوں کا گروہ قتل کریگا۔

(۲) **عن** ام سلمة قالت لما كان يوم الخندق وهو يعاطيهم اللبن وقد اغبر شعر صدره قالت فوالله ما نسيت وهو يقول اللهم ان الخير خير الآخرة فاغفر للانصار والمهاجرة ۔ قالت فجاء عمار فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم تقتلك الفئة الباغية (اخرجه النسائي) ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب خندق کا دن آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اینٹیں اٹھا کر دیتے تھے اور آپ کے سینہ اقدس کے بال مبارک غبار آلود تھے تو ام سلمہ فرماتی ہیں خدا کی قسم یاد ہے کہ آنحضرت فرماتے تھے تحقیق نیکی آخرت ہی کی نیکی ہے اے پروردگار تو انصار اور مہاجرین کو بخش دے اتنے میں عمار آئے حضرت نے ان سے فرمایا تجھے باغی گروہ قتل کریگا۔

(۳) **عن** انس بن مالك رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قاتل عمار وسالبه في النار (اخرجه الديلمي) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ عمار کا قاتل اور اسکو لوٹنے والا دوزخ میں ہوگا۔

(۴) **عن** ابي سعيد الخدري رضي الله عنه قال حدثني من هو خير مني ابو قتادة رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لعمار تقتلك الفئة الباغية (اخرجه النسائي) ابو سعید رضی اللہ عنہ ناقل ہیں کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا ہے جو مجھ سے بہتر ہے یعنی ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہ تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تجھے باغی گروہ قتل کریگا۔

(۵) **عن** ابي سعيد الخدري رضي الله عنه قال كنا نعمر المسجد وكنا نحمل لبنة لبنة وعمار لبنتين لبنتين فرآه النبي صلى الله عليه وسلم فجعل ينفض التراب عن راس عمار وهو يقول يا عمار الا تحمل كما يحملون اصحابك قال اني اريد الاجر من الله قال فجعل ينفض التراب عنه وهو يقول يا عمار تقتلك الفئة الباغية (اخرجه الخوارزمي) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم مسجد نبوی تعمیر کر رہے تھے ہم ایک ایک اینٹ اٹھاتے تھے اور عمار رضی اللہ عنہ دو دو اینٹیں اٹھاتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو دیکھا آپ عمار کے سر کی مٹی جھاڑنے لگے اور فرمایا تم کیوں نہیں اپنے دوستوں کی طرح سے ایک ایک اینٹ نہیں اٹھاتے عمار نے عرض کیا میں خدا سے اجرت چاہتا ہوں حضرت نے انکے سر سے مٹی جھاڑ کر فرمایا اے عمار تجھے باغی گروہ قتل کریگا۔

(۶) **عن** ابي سعيد الخدري قال امرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم بقتال الناكثين والقاسطين والمارقين فقلنا يا رسول الله امرتنا بقتال هؤلاء فمع من قال مع علي ابن ابي طالب معه يقتل عمار ابن ياسر (اخرجه ابن عساكر في تاريخه) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ناکثین اور قاسطین اور مارقین کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کے ساتھ جنگ کے لیے تو حکم دیا ہے مگر کس کی معیت میں فرمایا علی ابن ابی طالب کی

بیعت میں اور انکے ساتھ عمار بن یاسر بھی قتل ہو گئے +

(۷) عن حبۃ العرنی قال قلت لحذیفۃ بن الیمان رضی اللہ عنہ حدثنا ما نخاف الفتن فقال علیکم بالفئۃ التی فیہا ابن سمیۃ فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال تقتلہ الفئۃ الباغیۃ (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) حبہ بن عرنی ناقل ہیں کہیں نے حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے کہا ہمیں کچھ بتاؤ کیونکہ ہم فتنوں سے ڈرتے ہیں وہ کہنے لگے تم کو لازم ہے کہ اس گروہ کے ساتھ رہو جس میں ابن سمیہ یعنی عمار بن یاسر ہیں کیونکہ تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو فرمایا ہے کہ تجھ کو باغی گروہ قتل کریگا +

(۸) عن حبۃ العرنی قال شہد خزیمۃ فی الجمل وھو لا یسل سیفہ وشہد صفین وقال لا اسلی ابدًا حتی یقتل عمار فانظر من یقتلہ فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول تقتلہ الفئۃ الباغیۃ قال فلما قتل عمار قال خزیمۃ قد ظہرت لی الضلالۃ ثم اقترب فقاتل حتی قتل (اخرجہ الخوارزمی) حبۃ العرنی نقل کرتے ہیں کہ خزیمہ رضی اللہ عنہ جمل میں حاضر ہوئے لیکن انہوں نے نیام سے شمشیر نہ نکالی اور پھر صفین میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ میں کبھی تلوار نیام سے باہر نہیں نکالونگا جب تک کہ عمار شہید نہ ہو جائیں پھر میں دیکھونگا کہ کون انکو شہید کرتا ہے کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ انکو باغیوں کا گروہ قتل کریگا جب عمار شہید ہو گئے تو خزیمہ کہنے لگے اب مجھ کو گمراہی ظاہر ہو گئی ہے پھر حملہ کر کے لڑے اور شہید ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون +

(۹) عن محمد بن عمارۃ بن خزیمۃ بن ثابت قال شہد خزیمۃ الجمل وھو لا یسل سیفا وشہد صفین ولم یقاتل وقال لا اقاتل حتی یقتل عمار فانظر من یقتلہ فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول تقتلہ الفئۃ الباغیۃ فلما قتل عمار قال خزیمۃ قد ظہرت لی الضلالۃ ثم تقدم فقاتل حتی قتل (اخرجہ ابن الاثیر فی اسد الغابۃ واحمد) عمار بن خزیمہ بن ثابت الانصاری سے منقول ہے کہ خزیمہ جمل میں حاضر تھے لیکن انہوں نے اپنی تلوار نہ نکالی اور پھر صفین میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے میں ہرگز نہیں لڑونگا جب تک کہ عمار شہید نہ ہو جائیں میں دیکھتا ہوں کہ انکو کون شہید کرتا ہے کیونکہ میں نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عمار کو باغی گروہ قتل کریگا۔ جب عمار شہید ہو گئے تو خزیمہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے اب گمراہی کا مجھ پر اظہار ہو گیا ہے پھر خزیمہ نے جرأت سے لڑائی کی اور قتل ہو گئے +

(۱۰) عن عمار بن یاسر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی ستقاتلک الفئۃ الباغیۃ وانت علی الحق فمن لم ینصرک فلیس منی (اخرجہ ابن عساکر فی تاریخہ) عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یا علی عنقریب تو باغیوں کے گروہ سے لڑیگا اور تو حق پر ہوگا جو تیری مدد نہیں کریگا وہ مجھ سے نہیں ہے +

(۱۱) عن ابی عبد الرحمن قال شہدنا صفین مع علی فرأیت عمار بن یاسر لا یاخذ فی ناحیۃ ولا واد من اودیۃ صفین الا رأیت اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتبعونہ کانہ علم لہم (اخرجہ ابن الاثیر فی اسد الغابۃ) ابو عبد الرحمن ناقل ہیں کہ میں صفین میں حاضر تھا میں نے دیکھا کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ صفین کی

میدان کیطرف نہیں جاتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب انکے ساتھ نہیں ہوتے تھے گویا کہ وہ انکے لیئے جھنڈا یا ایک نشان کیطرح تھے ۔

(۱۲) **عن** ابی البختری قال قال عمار بن یاسر یوم صفین ائتونی بشربة لبن فقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال آخر شربة تشربها من الدنیا شربة لبن فشربها وقال ابو عبد الرحمن قال عمار الیوم القی الاحبة محمدا وحزبه وقال لما قتل ادفنونی فی ثیابی فانی مخاصم (اسد الغابہ) ابی البختری سے منقول ہے کہ صفین کے روز عمار بن یاسر کہنے لگے مجھکو کچھ پلاؤ پس انکے پاس پانی ملا ہوا دودھ لایا گیا عمار کہنے لگے تحقیق جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تیرا آخری شربت جو تو دنیا سے پئے گا دودھ ہوگا پس عمار نے پی لیا۔ اور ابو عبد الرحمن ناقل ہے کہ اسوقت عمار رضی اللہ عنہ نے کہا آج عاشق محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور انکے گروہ سے ملاقات کرینگے اور جب وہ شہید ہونے کو تھے کہا مجھکو میرے کپڑوں ہی میں دفن کرنا تاکہ قیامت میں انہیں کپڑوں میں جھگڑونگا ۔

تنبیہ قال ابن الاثیر وکان عمره یومئذ اربعا وتسعین سنة وقیل ثلاث وتسعون وقیل احدی وتسعون ابن الاثیر اسد الغابہ میں لکھتے ہیں کہ انکی عمر اس روز چورانوے برس کی تھی اور بعض کہتے ہیں ترانوے برس کی تھی اور بعض کہتے ہیں اکانوے برس کی تھی ۔

وقد اختلف فی قاتله فقیل قتله ابو الغادیة المزنی وقیل الجهنی طعنه فسقط فلما وقع رکب علیه آخر فاحتز راسه فاقبلا یختصمان کل واحد منهما یقول انا قتلته فقال عمرو بن العاص والله ان یختصمان الا فی النار والله لوددت انی مت قبل هذا الیوم بعشرین سنة (اسد الغابہ) انکے قاتل میں اختلاف ہے کہتے ہیں کہ ابو الغادیہ المزنی نے قتل کیا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ جہنی نے انکو نیزہ مارا تھا جب وہ گر گئے تو دوسرے ایک شخص نے انپر چڑھکر انکا سر کاٹ لیا پس وہ دونوں جھگڑتے ہوئے آئے ہر ایک ان میں سے یہی دعوے کرتا تھا کہ میں نے انکو قتل کیا ہے عمرو بن العاص کہنے لگا واللہ یہ دونوں نہیں جھگڑتے مگر دوزخ میں گرنے کیلئے واللہ میں اگر بیس برس اس سے پہلے مرجاتا تو اچھا سمجھتا تھا ۔

(۱۳) **عن** عبد الله بن الحارث قال انی لاسیر مع عبد الله بن عمرو بن العاص ومعاویة فقال عبد الله بن عمرو سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول لعمار تقتلك الفئة الباغیة فقال عمرو یا معاویة اتسمع ما یقول هذا فجبذه فقال نحن قتلناه انما قتله من جاء به (اخرجه احمد والعقیلی) عبد اللہ بن الحارث کہتا ہے کہ میں عبد اللہ بن عمرو بن العاص کے ساتھ سفر میں تھا عبد اللہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عمار کی نسبت فرماتے ہوئے سنا تھا کہ اسکو باغی گروہ قتل کریگا عمرو بن العاص نے معاویہ کو کہا سنتے ہو کیا کہتا ہے معاویہ نے اسکو اپنی طرف کھینچکر کہا ہم نے قتل کیا ہے اس نے قتل کیا ہے جو اسکو اپنے ساتھ لایا تھا ۔

(۱۴) **عن** عبد الله بن عمرو بن العاص قال لابیه حین قتل عمار وقد قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما قال فقال عمرو لمعاویة تسمع ما یقول عبد الله فقال انما قتله من جاء به وتسمعه اهل الشام فقالوا انما قتله من جاء به فبلغت علیا فقال یکون النبی صلے الله علیه وسلم قاتل حمزة لانه جاء به (اخرجه الخوارزمی)
عبد اللہ بن عمرو بن العاص اپنے باپ سے کہنے لگا جب کہ عمار رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے حالانکہ جناب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا فرمایا ہے عمرو بن العاص صاحب تو کہتے تھے کہ فتنہ پیدا کیا گیا پھر رات ہو معاویہ کہنے لگا کیا بہتے عمار کو علی نے قتل کیا ہے جو اس کو اپنے ساتھ لائے تھے۔ بروایت خاص یہ بات سن کر عمرو نے کہا کہ عمار کو اسی نے قتل کیا جو ان کو ساتھ لایا تھا۔ جب کہ جناب امیر علیہ السلام نے یہ بات سنی تو فرمایا پس حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کیونکہ حضرت ہی ان کو لڑائی کے لئے لے گئے تھے۔

(۱۵) عن علقمة والاسود قالا اتينا ابا ايوب الانصاری رضی اللہ عنہ عند منصرفه عن صفين فقلنا يا ابا ايوب ان اللہ اكرمك بنزول محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی بيتك وبمجئ ناقته تفضلا من اللہ واكراما لك حتی اناخت ببابك دون الناس ثم جئت بسيفك علی عاتقك تضرب به اهل لا الہ الا اللہ فقال يا هذا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرنا بقتال ثلاثة مع علی بقتال الناكثين والقاسطين والمارقين فاما الناكثون فقد قاتلناهم وهم اهل الجمل وطلحة والزبير واما القاسطون فهذا منصرفنا من عندهم والمارقون فهم اهل الطرفاء واهل النخيلات واهل النهروان واللہ ما ادری اين هم ولكن لابد من قتالهم ان شاء اللہ قال وكان فی بيتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا فی بيت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی جالس عن يمينه وانا عن يساره وانس قائم بين يديه اذ حرك الباب فقال صلی اللہ علیہ وسلم انظر يا انس من فی الباب فخرج انس فقال هذا عمار بن ياسر فقال افتح لعمار الطيب المطيب ففتح انس ودخل عمار فسلم علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرحب به رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انه سيكون من بعدی فتنة فی امتی حتی يختلف السيف فيما بينهم حتی يقتل بعضهم بعضا فاذا رايت يا عمار ذلك فعليك بهذا الاصلع وان سلك الناس كلهم واديا وسلك علی واديا فاسلك وادی علی ان عليا لا يردك عن هدی ولا يدلك علی ردی يا عمار طاعة علی طاعتی وطاعتی طاعة اللہ يا عمار من تقلد سيفا اعان به عليا علی عدوه قلده اللہ تعالی يوم القيمة وشاحين من در ومن تقلد سيفا اعان به عدو علی عليه قلده اللہ يوم القيمة وشاحين من نار (اخرجه ابن عساكر وزاد الخوارزمی يا عمار تقتلك الفئة الباغية وانت علی الحق والحق معك)

علقمہ اور اسود کہتے ہیں جب ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ صفین سے واپس آئے ہم انکے ملنے کو گئے ہم نے ان سے کہا اے ابو ایوب بیشک آپ کے گھر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فروکش ہونے سے پروردگار نے آپ پر بڑا کرم کیا۔ اور دوسروں کے گھر کے سوا حضرت کی اونٹنی آپ کے دروازہ پر بیٹھ گئی یہ خدا کا خاص فضل تھا آپ کے لئے۔ اب آپ کلمہ کہنے والوں کے قتل کے لئے کندھے پر تلوار رکھ کر آئے ہیں۔ ابو ایوب کہنے لگے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے بمعیت جناب امیر ناکثین اور قاسطین اور مارقین کے ساتھ جنگ کرنے کیلئے فرمایا تھا۔ پس ناکثین اصحاب جمل ہیں اور قاسطین یہ ہماری واپسی انکے پاس سے ہے اور مارقین اہل طرفاء و نخیل اور اہل نہروان ہیں واللہ نہیں معلوم کہ اس وقت وہ کہاں ہیں۔ لیکن انشاء اللہ ان کے ساتھ بھی جنگ کرنا ضروری ہے۔ پھر ابو ایوب کہنے لگے کہ میرے گھر میں حضرت رونق افروز تھے اور علی دہنے طرف بیٹھے ہوئے تھے اور میں بائیں طرف تھا۔ انس سامنے کھڑے تھے ناگہاں دروازہ ہلا حضرت نے فرمایا اے انس دیکھو دروازہ پر کون آیا ہے انس باہر گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ عمار یاسر ہیں حضرت نے فرمایا عمار پاک اور پاکیزہ کے لئے دروازہ کھول دو۔ پس عمار حاضر ہو کر حضرت سے سلام عرض کی

حضرت نے جواب سلام اور مرحبا کہکر فرمایا اے عمار عنقریب میری امت میں فتنہ ہوگا یہانتک کہ لوگوں میں تلوار چل جائیگی اور ایک دوسرے کو قتل کریگا۔ اے عمار جب تو لوگوں کو دیکھے کہ اپنا اپنا راستہ چل رہے ہیں تجھے لازم ہے کہ اس اصلع یعنے جناب امیر کا اختیار کرے۔ علی تجھے ہدایت سے نہیں پھیریگا۔ اور برائی کی طرف رہنمائی نہیں کریگا۔ اے عمار علی کی اطاعت میری اطاعت اور میری اطاعت خدا کی اطاعت ہے۔ اے عمار اگر کوئی شمشیر اس لئے حمائل کرے کہ اس سے علی کی اعانت کرے تو قیامت کے روز اللہ تعالےٰ اُسے موتیوں کی حمائل پہنائیگا اور اگر کوئی اسلئے شمشیر حمائل کرے کہ اس سے علی کے دشمنوں کی مدد کرے تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ آگ کی حمائل اسکی گردن میں ڈالیگا۔ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث میں یہ الفاظ اور زیادہ روایت کئے ہیں کہ اے عمار تجھے باغیوں کا گروہ قتل کریگا اور تو حق کے ساتھ اور حق تیری ساتھ ہوگا ✤

(۱۶) **عن** عبد اللہ بن حبیب قال اخبرنی ابی قال قال ابن عمر حین حضرۃ الموت ما اجد فی نفسی من الدنیا الا انی لم اقاتل الفئۃ الباغیۃ (اسد الغابہ) عبد اللہ بن حبیب کہتا ہے کہ مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا ہے کہ جب ابن عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا کہنے لگے مجھے دنیا کی کوئی حسرت باقی نہیں مگر یہ کہ میں باغی گروہ کے ساتھ نہیں لڑا ✤

(۱۷) **عن** الاسود ابن مسعود بن حنظلہ بن خویلد قال کنت عند معاویۃ فاتاہ رجلان یختصمان فی راس عمار یقول کل واحد منہما انا قتلتہ فقال عبد اللہ بن عمرو لیطلب احدکما نفسا لصاحبہ فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لعمار تقتلک الفئۃ الباغیۃ (اخرجہ النسائی) اسود بن مسعود بن حنظلہ بن خویلد ناقل ہے کہ میں معاویہ کے پاس موجود تھا کہ دو شخص عمار کے سر کیلئے جھگڑتے ہوئے آئے ہر ایک اُن میں یہی کہتا تھا کہ میں نے اُنکو قتل کیا ہے عبد اللہ بن عمرو کہنے لگا تم دونوں میں ہر ایک کو خوش ہونا چاہئیے دوسرے دوست کی ذلت پر کیونکہ میں نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ عمار کو فرماتے تھے کہ اے عمار تجھے باغیوں کا گروہ قتل کریگا ✤

قال الامام ابو المعالی فی کتاب الارشاد حدیث تقتلک الفئۃ الباغیۃ ہو من اثبت الاخبار امام ابو المعالی کتاب ارشاد میں لکھتے ہیں کہ حدیث تقتلک الفئۃ الباغیۃ نہایت ثابت شدہ احادیث میں سے ہے ✤

قال العلامۃ ابن عبد البر فی الاستیعاب وتواترت الاخبار عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال تقتل عمار الفئۃ الباغیۃ وہذہ اخبارۃ بالغیب واعلام بنبوتہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو من اصح الاحادیث علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ استیعاب میں لکھتے ہیں متواتر حدیثیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہوئی ہیں کہ حضرت نے فرمایا ہے عمار کو باغیوں کا گروہ قتل کریگا۔ اور یہ حضرت کی پیشگوئیوں میں سے ایک پیشگوئی ہے اور نہایت صحیح احادیث میں سے ہے ✤

(**تنبیہ**) بعض متاخرین نے جو باغی کی ایک طویل الذیل تاویل کی ہے اُسپر ہنسی آتی ہے صحابہ کرام کو ہرگز اس کا خیال تک بھی نہیں ✤

ابن طلحہ الشافعی رحمۃ اللہ علیہ مطالب السؤل میں لکھتے ہیں مثل معاویہ کان من کتاب النبی صلے اللہ علیہ وسلم

وبيان ذلك انه ان قيل كيف يحكم عليه على من حاربوه بقتال على انهم بغاة في فعلهم جائرين عن سنن الصواب يسمهم فاسقين بما ارتكبوه من نيلهم الحيف في زمرة الخارجين عن طاعة ربهم قلت انما حكم عليهم بصفة البغي ولوازمها من الفسق والاثم واخترنا الحكم بها نقلا واتباعا فانه روى الائمة الاعيان من المحدثين في مسانيدهم الصحاح احاديث متعددة ترفع كل واحد منهم حديثه بسنده الى رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لعمار بن ياسر تقتلك الفئة الباغية وهذه الاحاديث لا تطعن في اسنادها ولا اضطراب في متنها فثبت بها ان النبي صلى الله عليه وسلم وصف الفئة القاتلة عمارا بكونها باغية وصفة البغي لا ينفك عنها وهي لازمها والبغي عبارة عن الظلم وقصد الفساد فكل من كان باغيا كان ظالما متعديا وكان فاسقا خارجا عن طاعة ربه فتكون الفئة القاتلة عمارا متصفة بهذه الصفات بخبر الصادق المصدوق انتهى كلامه خلاصہ کلام کا حاصل یہ ہے کہ اکثر روایات کی بناء پر کہ امیر معاویہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب اور مسلمانوں کے ماموں بھی تھے انپر اور انکے متبعین پر علی علیہ السلام کے ساتھ جنگ کرنے میں کس طرح سے بغاوت کا حکم لگاتے ہیں کہ وہ اپنے فعل میں راہ صواب سے بہکے ہوئے اور قصداً بغاوت کے مرتکب اور خدا کی اطاعت سے خارج ہونیوالوں کے گروہ میں داخل ہونیوالے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ ان پر بغاوت کی وصف اور اس کے لوازمات کا حکم بغاوت، اور بجز اپنی طرف سے گھڑ کر نہیں بلکہ یہ حکم بوجہ نقل اور اتباع کے کیا ہے جس کو محدثین بزرگ ائمہ نے اپنی صحیح مسندوں میں متعدد حدیثوں کے درمیان روایت کیا ہے اور ہر ایک ان میں سے اپنی حدیث کی سند کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچاتا ہے کہ عمار سے فرمایا تھا تجھے باغیوں کا گروہ قتل کریگا۔ یہ ایسی حدیثیں ہیں جنکی اسناد میں کسی قسم کا قدح واقع نہیں ہے اور ان احادیث کے متون میں بھی کسی قسم کا اضطراب نہیں ہے پس ثابت ہوا کہ حضرت نے عمار رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کے گروہ کا وصف باغی ہونے کے ساتھ کیا ہے۔ اور بغی کا وصف اس گروہ سے علیحدہ نہیں ہو سکتا اس گروہ کیلئے یہ وصف لازم ہے۔ اور بغاوت کے معنے ظلم اور کثرت فساد کے ہیں پس جو شخص کہ باغی ہے وہ ظالم اور جابر اور عدل سے تجاوز کرنیوالا ہے اور خدا کی اطاعت سے خارج ہونیوالا ہے۔ پس عمار کے قتل کرنیوالوں کا گروہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کے مطابق ان صفات کے ساتھ متصف ٹھہرا۔

بعض علماء کا قول ہے کہ اہل صفین میں سے جو اشخاص کہ وصف صحابیت رکھتے تھے ان کے ان افعال سے اغماض بہتر ہے کیونکہ وہ لوگ اگرچہ باطل پر تھے لیکن اس فعل میں متاول تھے یعنی انکو اپنے بطلان کا علم نہیں تھا ورنہ ہرگز ایسا ارتکاب نہ کرتے چنانچہ علامہ بزدوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں وكان علي على الحق ومعاوية على الباطل الا انه كان متأولا لا غير عالم ببطلانه فيما فعل یعنے جناب امیر حق پر تھے اور امیر معاویہ باطل پر تھا مگر یہ فعل بتاویل کرنیوالا تھا یعنی اس کو اپنے بطلان کا علم نہیں تھا۔

لیکن یہ بات ہرگز سمجھ میں نہیں آتی کہ جب جناب عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے تو امیر معاویہ کو معلوم ہوگیا کہ انکی شہادت باغی گروہ کے ہاتھوں سے واقع ہوئی ہے۔ اور انکے قاتلوں کی نسبت حضرت نے باغیہ کا حکم لگایا ہے جس کا کہ خود ان کو بھی علم حاصل ہوگیا تھا۔ جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے پھر کونسی ایسی تاویل تھی جو انکو

اس جنگ پر مجبور کر رہی تھی ⁂

اب اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ شاید اُن کو جناب عمار کی شہادت کی خبر نہ ملی ہو یا اُس سے متعلق جو قول پیغمبر خدا کا یہ حدیث وارد ہوئی ہیں اُنکو علم نہ حاصل ہوا ہو ⁂

لیکن یہ امر پایہ ثبوت کو پہونچ چکا ہے کہ ان کو ان احادیث کا بخوبی علم تھا امام احمد حنبل اور امام نسائی رحمہما اللہ کی حدیثوں سے واضح ہوتا ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص نے اُن کو اس حدیث کی اطلاع کر دی تھی ⁂

پھر یہ ظاہر ہے کہ جس قول سے معارضہ کیا جاتا ہے وہ ہرگز عمل خیر نہیں ہو سکتا کہ جس کا عامل خدا کے نزدیک اجر پا سکتا ہو

بعض علما اس حقیقت امر کی موافقت کو واجب جانتے ہیں شرح مواقف میں میر سید شریف علیہ الرحمہ کہتے ہیں والذی علیہ الجمہور من الامۃ ان المخطی قتلۃ عثمان ومحاربو علی لانہما امامان فیحرم القتل والمخالفۃ قطعا الا ان بعضہم کالقاضی ابی بکر ذہب الی ان ہذہ التخطئۃ لا یبلغ حد الفسق ومنہم من ذہب الی التفسیق کالشیعۃ وکثیر من اصحابنا یعنی جمہور اُمت اس بات پر متفق ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتل اور جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ جنگ کرنے والے خطا کار تھے کیونکہ وہ دونوں امام تھے اور ان سے مخالفت کرنا اور لڑنا قطعی حرام تھا مگر بعض اشخاص مثل قاضی ابوبکر کی اس طرف گئے ہیں کہ یہ خطا فسق کی حد تک نہیں پہونچتا اور بعض جیسے کہ شیعہ اور اہل سنت وجماعت میں سے بہت سے آدمی ان کے فسق وتکفیر کے بھی قائل ہیں ⁂

بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں جناب امیر سے جنگ کرنے والوں نے آخر کار طریق خطا سے رجوع کر لیا تھا ⁂

بعض کہتے ہیں کہ انکے خطا کی تاویل کرنا چاہئے ⁂

بعض علما انکو اس اجتہاد میں معذور بلکہ عند اللہ ماجور سمجھتے رہے ہیں ⁂

پس ایسی صورتوں میں یہ کہنا کہ امیر معاویہ کی خطائی الاجتہاد پر اجماع ہو چکا ہے اور انکے خطائے منکر کے قائل ہونیوالے کو خارق اجماع قرار دینا نفس الامر کے بالکل برخلاف ہے جو لوگ کہ خطائی الاجتہاد کے قائل ہوئے ہیں انکی کثرت صرف اس وجہ سے نظر آتی ہے کہ جن کو مذکورۃ الصدر اوہام میں سے کوئی ترک نہ ہوا وہ اتفاق ہوا ہے جسکی وجہ سے ان کو یہ مسلک اختیار کرنا پڑا ہے ⁂

دوسرے لوگوں نے انکے اقوال کو اسوجہ سے رد نہیں کیا کہ اوّل تو کوئی غرض دینی اس بحث کو متعلق نہیں تھی جس میں انکو کد کرنا ضروری معلوم ہوتا دوسرے اس وقت میں بعض انکے عیوب ظاہر کرنے پڑتے تھے جن کو صحابیت کے لفظ کا اطلاق ہوتا تھا اسلئے ان لوگوں نے خاموش رہنے کو بحث کرنے پر اختیار کیا۔ اُن کے بعد انکے خلاف بغیر اس کے کہ اپنے اسلاف کو مرکوز خاطر کر رکھتے اسی لکیر کو پیٹتے رہے۔ اس کے سوا ہم لوگوں کی کتب بینی اس قدر وسیع نہیں اور نہ متقدمین کی کل کتابیں ہمکو دستیاب ہو سکتی ہیں کہ طبقہ اولی سے علمائے متاخرین تک کے اقوال اس بحث کے متعلق ہماری نگاہوں سے گذرے ہوں پس کس طرح سے بالجزم یہ کہا جا سکتا ہے کہ کثرت رائے امیر معاویہ کے خطائی الاجتہاد کی طرف ہے ⁂

معہذا اگر تلاش کیا جائے تو اکثر ایسے محدثین بھی نکلینگے جن کی رائے خطائی الاجتہاد کی طرف نہیں تھی چنانچہ حافظ محمد بن صلاح الامیر الیمانی الصنعانی کتاب روضۃ الندیہ شرح التحفۃ العلویہ میں لکھتے ہیں وھو قال

النواصب قد اخطأ معاویة فی الاجتہاد وخطائہ صاحبہ ۔ والعفو فی ذالک مرجو لفاعلہ و فی اعالی جنات الخلد واکیہ ۔ قلنا کذبتم فلم قال النبی لنا ۔ فی النار قاتل عمار وسالبہ ۔ وادعا عرے الاجتہاد لمعاویة فی قتالہ ۔ الا کدعوی ابن حزم ان ابن ملجم اشقی الاخرین مجتہد فی قتلہ لعلی کما حکاہ عنہ الحافظ ابن حجر فی تلخیصہ فاذا کان من ارتکب ہواہ ولفق باطلا یروج بہ ما یراہ اجتہاد الم یبق فی الدنیا مبطل ولا ذات اسمہ منکر الا وقد اہلہ عذرا ناصبی گروہ کے لوگ کہتے ہیں کہ امیر معاویہ اُن کے دوست سے خطائی الاجتہاد سرزد ہوا ہے جسکے فاعل کے لئے خدا کے عفو کی امید کیجا سکتی ہے اور وہ جنت خلد کے درجات عالی میں ہیں ۔ ہم کہتے ہیں کہ تم لوگ جھوٹ بکتے ہو کہ تمہارا اقوال سچ ہے تو پھر حضرت نے ہمسے یہ کیوں فرمایا تھا کہ عمار کا قاتل اور اسکے مقتول ہونیکے بعد اسکے ہتھیار لیجانیوالا جہنم میں ہوگا ۔ اور معاویہ کے لئے انکے جنگ کے بارے میں اجتہاد کا دعوی کرنا ایسا ہے جیسے کہ ابن حزم باوجود اسقدر علم وفضل کے ابن ملجم اشقی الاخرین کو جناب امیر کے قتل میں مجتہد قرار دیتا ہے چنانچہ ابن حجر نے تلخیص میں ابن حزم سے اسکو نقل کیا ہے جب کہ کوئی شخص اپنے ہوا وہوس کے گھوڑے پر سوار ہو کر ہذیان بکنا شروع کرے تو جس کو چاہئے اجتہاد کہے ایسی ایسی تاویلات سے دنیا میں کوئی امر باطل نہیں رہیگا جس کے لئے عذر نہ ٹھہر لیا جائے ۔

قال عمر بن مظفر الوردی فی تتمۃ المختصر فی اخبار البشر فیہا ای فی سنۃ سبع وسبعین ومأۃ توفی بالکوفۃ ابو عبد اللہ شریک بن عبد اللہ بن ابی شریک تولی القضا ایام المہدی ثم عزلہ الہادی وکان عالما عادلا کثیر الصواب حاضر الجواب ذکر عندہ معاویۃ بالحلم فقال لیس بحلیم من سفہ الحق وقاتل علیا عمر بن مظفر الوردی کتاب تتمۃ المختصر فی الاخبار البشر میں لکھتا ہے کہ قاضی شریک کا ۱۷۷ھ میں انتقال ہوا ہے وہ مہدی اسکی خلافت کے زمانے میں قاضی بغداد تھے نہایت ہی عالم منصف کثیر الصواب حاضر الجواب تھے کسی شخص نے انکے پاس ذکر کیا کہ امیر معاویہ بڑے ہی حلیم تھے وہ کہنے لگے جو شخص کہ حق سے نادان بن جائے اور حضرت علیہ السلام سے جنگ کرے وہ ہرگز حلیم نہیں ہو سکتا ۔

امیر معاویہ کو ہم بھی صحابی اور خال مؤمنین جانتے ہیں ۔ خدا انپر رحم کرے ۔ انکے بعض افعال سے دل لرزتا ہے لیکن بلحاظ شریعت کچھ نہیں کہا جا سکتا صرف اتنا ہی کہتے ہیں کہ ان سے خطائے منکر سرزد ہوئی ہے ۔

اس محاربے کے سوا ان سے بعض امور ایسے سرزد ہوئے ہیں کہ جن کے بیان کرنے سے دل کانپ اٹھتا ہے ۔ مثلاً جناب امام حسن علیہ السلام جگر گوشہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو زہر دلوانا جسکی نسبت علامہ ابن عبد البر نے استیعاب میں اور مسعودی نے مروج الذہب میں لکھا ہے قال قتادۃ اسم الحسن بن علی سمتہ امرأتہ الجعدہ بنت الاشعث وقالت طائفۃ کان ذلک بتدسیس معاویۃ یعنے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حسن بن علی علیہ وعلی جدہما السلام کو انکی زوجہ جعدہ بنت الاشعث نے زہر دیا اور ایک طائفہ کا قول ہے کہ یہ زہر دینا معاویہ کی لاگ سے تھا ۔

علی ہذا حجر بن عدی جیسے مستجاب الدعوات صحابی کہ جسکی نسبت علامہ ابن عبد البر استیعاب میں لکھتے ہیں قال احمد قلت لیحیی بن سلیمان ابلغک ان حجرا کان مستجاب الدعوۃ قال نعم وکان من افاضل اصحاب

النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی احمد کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ سے پوچھا کہ انہیں معلوم ہے کہ حجر مستجاب الدعوات تھے وہ کہنے لگے ہاں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے افضل اصحاب میں سے تھے یہ گناہ دیکھ کر اور سپاس سے مروا تا
چنانچہ علامہ جریر طبری اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں عن ابی سعید المقبری ان معاویۃ حین حج قدم علی عائشۃ فاستاذن علیہا فاذنت لہ فلما قعد قالت لہ یا معاویۃ اما خشیت اللہ فی قتل حجر ابن عدی واصحابہ یعنی سعید بن مقبری سے روایت ہے کہ معاویہ نے جب کہ حج کیا تو ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی خدمت میں گیا اور ان سے اذن طلب کیا جناب ام المومنین نے اذن عطا فرمایا جب وہ بیٹھ گیا فرمانے لگیں اے معاویہ تجھ حجر بن عدی اور ان کے دوستوں کے قتل کرنے میں خدا کا خوف نہ آیا ۰

ان کے ماسوا انکی بعض محدثات ایسے ہیں کہ جن کے سننے سے دل بیقرار ہوتا ہے چنانچہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کو توڑنا جسکی نسبت علامہ جریر طبری اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں عن سعید بن مینا قال قال معاویۃ انی رأیت منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعصاہ لا یترکان بالمدینۃ وھم قتلۃ عثمان واعداءہ فلما قدم طلب العصا وھی عند سعد القرظ فجاء ابوھریرۃ وجابر بن عبد اللہ فقالا نذکرک اللہ عزوجل ان تفعل ھذا فان ھذا لا یصلح تخرج منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من موضعہ وتخرج عصاہ الی الشام فانقل المسجد فاقصر وزاد فیہ ست درجات فھو الیوم ثمانی درجات فاعتذر للناس

یعنی سعید بن مینا ناقل ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں مناسب نہیں سمجھتا ہوں کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کے منبر اور عصا کو مدینہ میں رکھنا چاہئے کیونکہ یہ لوگ عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتل اور دشمن ہیں جب عصا کو سعد بن قرظ رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھا منگوایا ابو ہریرہ اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما آکر کہنے لگے ہم تجھے خدا کی قسم دیتے ہیں کہ اس حرکت سے باز آ کیونکہ جس مقام پر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے منبر مبارک کو نصب فرمایا ہے اس مقام سے ہٹانا اور آپ کے عصا مبارک کا شام میں لیجانا اچھا نہیں ہے لیکن معاویہ نے منبر کو توڑ کر اس کے نیچے چھ درجے اور بڑھا دیئے اب وہ آجکل آٹھ سیڑھی ہو گیا ہے پھر لوگوں کے پاس اپنے اس ارتکاب کا عذر پیش کیا ۰

اسی طرح سے لوگوں کا خصی کرانا بھی انہیں کی محدثات میں سے ہے۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تاریخ الخلفا میں لکھتے ہیں وفی الاوائل للعسکری قال معاویۃ اول من اتخذ الخصیان لخاص خدمتہ یعنی عسکری کتاب الاوائل میں لکھتے ہیں کہ پہلے اسلام میں جس نے کہ آلت کٹی ہوئی خواجہ سرا اپنی خدمت خاص کیلئے مقرر کیئے وہ امیر معاویہ ہیں ۰
علی ہذا بر خلاف سیرت شیخین رضی اللہ تعالےٰ عنہما کسریٰ وقیصر کی سنت پر خلاف عہد نامہ جناب امام حسن علیہ السلام اپنے ناخلف یزید کو ولی عہد بنانا اور اس لئے بیعت لینا بھی انہیں کے محدثات سے ہے ۰

اخرجہ البخاری والنسائی وابن ابی حاتم فی تفسیرہ واللفظ لہ من طریق ان مروان خطب بالمدینۃ وھو علی الحجاز من قبل معاویۃ فقال ان امیر المومنین قد رأی ان یستخلف علیکم ولدہ یزید سنۃ ابی بکر وعمر فقام عبد الرحمن بن ابی بکر فقال سنۃ کسریٰ وقیصر ان ابا بکر وعمر لم یجعلا فی اولادھما ولا فی احد من اھل بیتھما امام بخاری اور نسائی اور ابن ابی حاتم اپنی تفسیر میں روایت کرتے ہیں

اور لفظ انہی طریق کے مروی ہیں کہ مروان نے مدینہ میں خطبہ پڑھا وہ اسوقت معاویہ کی طرف سے حجاز کا عامل تھا کہنے لگا امیر معاویہ نے مناسب سمجھا ہے کہ اپنے بیٹے یزید کو اپنے بعد خلیفہ بنائیں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی سنت پر عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں بلکہ قیصر و کسریٰ کی سنت پر کیونکہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے خلیفہ اپنی اولاد یا اپنے اہل بیت میں سے نہیں بنایا اگر کوئی یہ کہے کہ گو یزید کتنا ہی برا کیوں نہ ہو لیکن امیر معاویہ کا یزید کو اپنے بعد خلیفہ بنانا حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی سیرت کے موافق تھا کیونکہ انہوں نے بھی اپنے بعد خلیفہ بنایا تھا۔

البتہ استخلاف فی نفسہ برا نہیں مگر معاویہ بحسب عہدنامہ یزید کو اپنے بعد میں خلیفہ بنانے کے مجاز نہ تھے کیونکہ عہدنامہ میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ امیر معاویہ کے بعد خلافت پھر خاندان نبوت کی طرف عود کرے گی۔ چنانچہ علامہ ابن حجر فتح الباری شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں وذکر محمد بن قدامۃ فی کتاب الخوارج بسند قوی الی ابی بصرۃ انہ سمع الحسن بن علی یقول فی خطبتہ عند معاویۃ انی اشترطت علی معاویۃ لنفسی الخلافۃ واخرج ابن ابی خیثمۃ من طریق عبد اللہ بن شوذب قال لما قتل علی سار الحسن بن علی فی اہل العراق ومعاویۃ فی اہل الشام فالتقوا فکرہ الحسن القتال وبایع معاویۃ علی ان یجعل العہد للحسن من بعدہ۔ محمد بن قدامہ کتاب الخوارج میں سند قوی کیساتھ ابی بصرہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے جناب امام حسن علیہ السلام کو امیر معاویہ کے پاس خطبہ میں فرماتے ہوئے سنا تھا کہ ہم نے معاویہ سے اپنی خلافت کے لئے شرط لے لی ہے اور ابن ابی خیثمہ عبداللہ بن شوذب کے طریق سے ناقل ہیں کہ جب جناب امیر علیہ السلام شہید ہو گئے امام حسن علیہ السلام عراق کے لشکر کے ساتھ اور امیر معاویہ شامیوں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ اور جب دونوں لشکر باہم اکٹھے ہوئے جناب امام حسن علیہ السلام نے جنگ کرنا مناسب نہ سمجھا معاویہ سے اپنی خلافت کیلئے عہد لے کر بیعت کر لی۔

معلوم ہوتا ہے کہ امیر معاویہ نے اسی عہد کے خوف کی وجہ سے جناب امام حسن علیہ السلام کو زہر دلوایا تھا۔ کہ اگر امام حسن علیہ السلام میرے بعد زندہ رہے تو حسب عہدنامہ خلیفہ بن جائیں گے اور میرا بیٹا یزید خلافت سے محروم رہ جائیگا۔ نماز عید کے پہلے خطبہ برخلاف سنت نبوی پڑھنا بھی انہیں کے محدثات سے ہے قال الزہری اول من احدث الخطبۃ قبل الصلوۃ فی العید معاویۃ یعنی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے استاد زہری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ امیر معاویہ نے عید سے پہلے خطبہ پڑھنا نکالا ہے۔

علامہ ابن عبدالبر نے استیعاب میں لکھتے ہیں قالوا انہ اول من جعل ابنہ ولی عہد خلیفۃ بعدہ فی صحتہ وقال الزبیر ہو من اتخذ دیوان الختم وامر بہدایا النیروز والمہرجان واول من قتل صبرا حجرا واول من اتخذ الخصیان فی الاسلام واول من بلغ درجات المنبر خمسۃ عشر مرقاۃ خلاصہ یہ کہ علامہ یہ ہے کہ امیر معاویہ وہ شخص ہیں جنہوں نے سب سے اول اپنے بیٹے کو ولیعہد خلیفہ اپنے پیچھے مقرر کیا اپنی صحت میں اور زبیر کہتے ہیں کہ اول دفتر مہر لگانے کا بھی انہیں کی ایجاد ہے۔ اور سب سے اول اسلام میں نوروز اور مہرگان اعیاد مجوس کیلئے تحائف لینا اور دینا بھی انہی سے ہوا ہے۔ اور امیر معاویہ نے سب سے پہلے آدمی کو بھوکا پیاسا

اپنی کار بزرگ سے اور اصحاب شیخیہ ہی وہ شخص ہیں جنہوں نے سب سے پہلے اسلام میں لوگوں کو انکی خدمت کے لئے
متوجہ کیا اہلبیت اور انہوں نے بھی ... پر ... سہیل زیادہ بڑی ... بات ... پوچھتے ہیں کیا یہ سب
امور جناب ... کی اولیات کے ... ہیں اور معروف ہیں خطاب الاحباب ... جناب الاحباب ... کل
... صلی اللہ ... الا ... کی زیست ... سکتے ہیں۔

جناب امیر علیہ السلام کا خوارج سے جنگ کرنا

(۱) **عن** ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت مبتلی بالخوارج وانت اول من یقاتلہم فلا تنبعث معہ ولا تخبرہم عن حدیثہ (اخرجہ البغوی والدیلمی) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی تم خوارج سے مبتلا کئے جاؤ گے۔ اور تم سب سے اول ان کا مقابلہ کرو گے۔ پس ... ان کی ... (بغوی اور دیلمی)

(۲) **عن** ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال بینا نحن عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم یقسم قسما اتاہ ذو الخویصرۃ فقال یا رسول اللہ اعدل قال ویحک ومن یعدل اذا لم اعدل فقال عمر یا رسول اللہ ائذن لی حتی اضرب عنقہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعہ فان لہ اصحابا یحقر احدکم صلاتہ مع صلوتہم وصیامہ مع صیامہم یقرؤن القرآن لا یجاوز تراقیہم یمرقون من الدین کما یمرق السہم من الرمیۃ ینظر الی نصلہ فلا یوجد فیہ شیئا ثم ینظر الی رصافہ فلا یجد شیئا ثم ینظر الی نضیہ فلا یجد شیئا ثم ینظر الی قذذہ فلا یجد شیئا قد سبق الفرث والدم یخرجون علی خیر فرقۃ من الناس آیتہم رجل مخدج احدی یدیہ مثل ثدی المرأۃ او کالبضعۃ تدردر قال ابو سعید اشہد انی سمعت ہذا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واشہد انی کنت مع علی بن ابی طالب حین قاتلہم فارسل الی القتلی فاتی بہ علی النعت الذی نعت بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولہذا الحدیث طرق کثیرۃ اخرجہ الشیخان وغیرہما ابو داؤد الطیالسی والنسائی واحمد وابو یعلی والحاکم والخطیب وقد رواہ غیر ابی سعید جماعۃ من الصحابۃ مثل علی وعمر وعبد اللہ بن عمر وعبد اللہ بن مسعود وعبد اللہ بن عباس وعبد اللہ بن الخباب بن الارت وعقبۃ بن عامر وسعد وعمار بن یاسر رضی اللہ عنہم فالروایۃ الاولی اخرجہ احمد والبخاری والمسلم والنسائی وابن جریر والثانیۃ اخرجہ ابو نصر السجزی صاحب الابانۃ والخطیب وابن عساکر والثالثۃ اخرجہ احمد والطبرانی والرابعۃ اخرجہ الحکیم الترمذی فی نوادر الاصول والخامسۃ اخرجہ ابو داؤد الطیالسی والسادسۃ اخرجہ احمد والطبرانی والحاکم وابو نعیم فی الحلیۃ والسابعۃ اخرجہ الطبرانی والثامنۃ اخرجہ احمد وابن جریر والطبرانی والتاسعۃ اخرجہ البخاری والعاشرۃ والحادیۃ عشر اخرجہما الطبرانی والثانیۃ عشر اخرجہ ابن ابی شیبۃ واحمد والنسائی والطبرانی والحاکم والثالثۃ عشر اخرجہ ابن جریر والرابعۃ عشر اخرجہ الحکیم فی نوادر الاصول والطبرانی فی الکبیر والخامسۃ عشر عن روایۃ سعد وعمار معا اخرجہ الطبرانی (کنز العمال)

اور سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن ہم جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت غنیمت کا مال تقسیم کر رہے تھے۔ ذوالخویصرہ آکر کہنے لگا یا رسول اللہ عدل کیجیے آپ نے ارشاد فرمایا تجھ پر بلا کی ہو اگر میں عدل نہیں کرونگا تو پھر کون کریگا۔ عمر رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ مجھے اسکی گردن مارنے کی اجازت ہو۔ فرمایا چھوڑ دو اس کے ساتھی ہیں کہ تم اپنی نماز کو انکی نماز کے مقابل اور اپنے روزوں کو انکے روزوں کے مقابل حقیر معلوم کروگے۔ وہ قرآن پڑھیں گے لیکن انکے گلے سے نیچے نہیں اتریگا۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جس طرح سے تیر کمان سے نکلتا ہے۔ یہانتک کہ دیکھے تم میں سے کوئی چیز اس میں نہیں پائیگا۔ پس نگاہ کریگا اس کے سوفار کیطرف پس نہیں پائیگا اس میں کوئی شے پھر نگاہ کریگا اسکی پروں کیطرف پس نہ پائیگا اسمیں کوئی چیز لگی ہوئی سرگین اور خون میں۔ وہ ایک بہترین گروہ پر خروج کرینگے انکی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک شخص ہوگا جسکا ناقص الخلقت سیاہ چشم آدمی ہوگا ایک بازو اسکا عورت کے پستان یا مثل گوشت کے ٹکڑے کی حرکت کرتا ہوا ہوگا۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اس امر کی گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ جناب سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے اور اسکی بھی گواہی دیتا ہوں کہ میں علی بن ابی طالب کے ساتھ تھا جب وہ اس گروہ کے ساتھ جنگ کر رہے تھے جناب امیر نے لوگوں کو مقتولوں کیطرف بھیجا اور وہ لوگ شخص کو اٹھالائے جو نشانیاں کہ حضرت نے فرمائی تھیں وہ سب اسمیں موجود تھیں اس حدیث کو شیخین اور شیخین کے سوا ابوداؤد الطیالسی اور امام احمد بن حنبل۔ اور ابو یعلی اور ابن حبان اور حاکم اور خطیب رحمہم اللہ نے تھوڑے سے اختلاف کیساتھ روایت کیا ہے۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے سوا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت مثل جناب علی و عمر اور عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن الخباب بن الارث اور عبداللہ بن مسعود اور عقبہ بن سلمہ اور سعد اور عمار بن یاسر نے بھی روایت کیا ہے۔

پہلی ان میں سے یہ ہے جس کی روایت وہ ہے کہ جسکو امام احمد بن حنبل اور امام بخاری اور مسلم و نسائی اور ابن جریر طبری نے روایت کیا ہے۔

دوسری روایت وہ ہے کہ جسکو ابونصر سجزی مصنف کتاب الابانہ اور خطیب بغداد اور ابن عساکر نے بیان کیا ہے۔

اور تیسری وہ ہے جسے امام احمد اور طبرانی نے ذکر کیا ہے۔

اور چوتھی روایت کو حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں لکھا ہے۔

اور پانچویں کو ابوداؤد الطیالسی نے درج کیا ہے۔

اور چھٹی کو امام احمد اور طبرانی اور حاکم اور ابونعیم نے حلیۃ الاولیا میں مذکور کیا ہے۔

اور ساتویں کو طبرانی نے لکھا ہے۔

اور آٹھویں کو امام احمد اور ابن جریر نے بیان کیا ہے۔

اور نویں کو امام بخاری نے لکھا ہے۔

اور دسویں اور گیارھویں کو طبرانی نے روایت کیا ہے۔

بارھویں کو ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور نسائی اور طبرانی اور حاکم نے مستدرک میں ذکر کیا ہے۔

تیرھویں کو ابن جریر نے تاریخ الرسل والملوک میں درج کیا ہے ❊

چودھویں کو حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں اور طبرانی نے معجم کبیر میں مذکور کیا ہے ❊

پندرھویں یعنی سعد اور عمار بن یاسر کی روایت کو طبرانی نے بیان کیا ہے ❊

(۳۰) **عن** عاصم بن کلیب عن ابیہ قال کنت عند علی جالسا اذ دخل رجل علیہ ثیاب السفر وعلی یکلم الناس ویکلمونہ فقال یا امیر المؤمنین اتاذن لی ان اتکلم فلم یلتفت الیہ وشغلہ ما ھو فیہ فجلس الی رجل فسالہ ما اخبرک فقال کنت معتمرا فلقیت ام المؤمنین عائشۃ رضی اللہ تعالی عنھا فقالت ھؤلاء القوم الذین خرجوا فی ارضکم بما یسمون حروریۃ قلت خرجوا الی موضع یسمی حروراء فسمی بذلک فقالت طوبی لمن شھد ھلکتھم لو شاء ابن ابی طالب لاخبرکم خبرھم فجئت اسالہ عن خبرھم فلما فرغ علی قال این المستاذن فقص علیہ کما قص علینا قال علی انی دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولیس عندہ غیر عائشۃ ام المؤمنین فقال لی کیف انت یا علی وقوم کذا وکذا قلت اللہ ورسولہ اعلم ثم اشار بیدہ فقال قوم یخرجون من المشرق یقرءون القرآن لا یجاوز تراقیھم یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ فیھم رجل مخدج کان یدہ ثدی ثم قال انشدکم باللہ اخبرتکم بہ قالوا نعم قال انشدکم باللہ اخبرتکم انہ فیھم قالوا نعم قال فاتیتمونی واخبرتمونی انہ لیس فیھم فحلفت لکم باللہ انہ فیھم فاتیتمونی بہ فوجد، نحوہ کما نعت لکم قالوا نعم قال صدق اللہ ورسولہ (اخرجہ النسائی)۔

عاصم بن کلیب اپنے والد سے ناقل ہے کہ میں جناب امیر علیہ السلام کے پاس بیٹھا ہوا تھا ناگہاں ایک شخص آیا سفر کے کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ امیر علیہ السلام لوگوں سے باتیں کر رہے تھے۔ اس شخص نے عرض کیا یا امیر المومنین مجھ کو پوچھنے کا اذن عطا ہو جناب اسکی طرف ملتفت نہ ہوئے اور باتوں میں مشغول رہے۔ وہ شخص ایک آدمی کے پاس بیٹھ گیا۔ اس نے اس شخص سے پوچھا کیا بات ہے کہنے لگا میں بحالت عمرہ جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گیا مجھ سے فرمانے لگیں یہ قوم کہ جس نے تمہارے ملک میں خروج کیا ہے۔ حروریہ کے نام سے کیوں پکاری جاتی ہے میں نے عرض کیا چونکہ ان لوگوں نے حرورا کے موضع سے خروج کیا ہے۔ اس لئے حروریہ کہلائے جاتے ہیں۔ ام المومنین نے فرمایا مبارک ہو اس شخص کیلئے جو تم میں سے ان کے قتل کرنے میں شریک ہو۔ اگر ابن ابی طالب کی منشا ہو تو وہیں تم کو انکے حال سے خبردار کردیں میں اس لئے آیا ہوں کہ جناب امیر سے انکی نسبت پوچھوں۔ جناب امیر علیہ السلام لوگوں سے باتیں کر چکے فرمایا وہ طالب اذن کہاں ہے۔ اس شخص نے وہی قصہ جو ہم سے بیان کیا تھا جناب امیر سے عرض کیا آپ فرمانے لگے ایک دفعہ میں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں گیا حضرت کے پاس سوائے ام المومنین عائشہ صدیقہ کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ حضرت نے مجھ سے ارشاد فرمایا یا علی تم کیا کرو گے جبکہ قوم کا حال ایسا ویسا ہو جائیگا میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول مجھ سے زیادہ واقف ہے۔ پھر ہاتھ کا اشارہ کر کے ارشاد کیا مشرق کی طرف سے ایک گروہ خروج کریگا اس جماعت کے لوگ قرآن پڑھتے ہونگے لیکن قرآن انکے حلق سے نیچے نہیں اتریگا دین سے وہ اس طرح پر بھاگیں گے جس طرح سے کہ تیر کمان سے بھاگتا ہے ان میں ایک ناقص الخلقت آدمی ہوگا۔ اس کا ایک ہاتھ پستان کی مانند ہوگا۔ پھر جناب امیر نے لوگوں سے ارشاد فرمایا میں تمہیں خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ میں نے تم کو یہ خبر دی

بھی سب نے عرض کیا ہاں آپ نے فرمایا تھا پھر ارشاد کیا کہ میں تم کو یہ بتا دیتا ہوں کہ میں نے تم کو یہ بتا دیا تھا کہ وہ انہیں لوگوں میں سے ہے۔ حاضرین نے کہا ہاں الحمدللہ جناب امیر نے پھر اس کا بڑا انہیں لوگوں میں بیان کیا تھا۔ پھر تم نے آکر بیان کیا کہ وہ ان میں نہیں ہے اور میں نے قسم کھا کر کہا کہ واللہ وہ انہیں میں سے ہے پھر تم اس کو میرے پاس لے آئے یہاں تک کہ اس کو دیسا ہی پایا جیسا کہ میں نے تم سے بیان کیا تھا۔ سب نے عرض کیا بجا ہے۔ پھر جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا اللہ اور اللہ کا رسول سچا ہے ⁂

(۴) **عن** عبیدۃ السلمانی قال ذکر علی الخوارج فقال فیہم رجل مخدج الید او مودن الید لولا ان تبطروا لاخبرتکم بما وعد اللہ تعالی علی لسان نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم لمن قتلہم قال فقلت لعلی اسمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ای ورب الکعبۃ ورب الکعبۃ ای ورب الکعبۃ۔ عبیدہ سلمانی سے منقول ہے کہ جناب امیر نے خوارج کا تذکرہ کیا اور فرمایا ان میں ایک ناقص ہاتھ والا یا سوکھے ہاتھ والا آدمی ہے اگر تم حیرت میں نہ آ جاؤ یا غرہ نہ ہو جاؤ میں تمہیں خبر دوں اس وعدہ سے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانی اس گروہ کے قاتل کی نسبت فرمایا ہے۔ عبیدہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امیر سے عرض کیا آیا جناب نے خود حضرت سے سنا ہے تین دفعہ رب کعبہ کی قسم کھا کر فرمایا ہاں میں نے سنا ہے ⁂

(۵) **عن** عبید اللہ بن ابی رافع مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الحروریۃ لما خرجت علی علی بن ابی طالب علیہ السلام فقالوا لا حکم الا للہ قال علی کلمۃ حق ارید بہا الباطل ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصف اناسا لاعرف صفتہم فی ہؤلاء الذین یقولون الحق بالسنتہم لا یجوز ہذا منہم واشار الی حلقہ من ابغض خلق اللہ الیہ منہم رجل اسود احدی یدیہ طبی شاۃ او حلمۃ ثدی فلما قتلہم قال انظروا فنظروا فلم یجدوا شیئا قال ارجعوا واللہ ما کذبت ولا کذبت مرتین او ثلاثا ثم وجدوہ فی خربۃ فاتوا بہ حتی وضعوہ بین یدیہ قال عبید اللہ انا حاضر ذلک من امرہم وقول علی فیہم (اخرجہ النسائی فی الخصائص)۔ جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کے غلام ابو رافع رضی اللہ عنہ کا بیٹا عبید اللہ ناقل ہے کہ جب حروریہ نے جناب امیر علیہ السلام پر خروج کیا اور کہنے لگے کہ سوا خدا کے کسی کا حکم ماننے کے لائق نہیں ہے جناب امیر نے فرمایا سچی بات سے باطل مراد لے رہے ہیں بتحقیق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے چند لوگوں کے اوصاف بیان فرمائے تھے میں انکے وصف اس گروہ میں پاتا ہوں حق انکی زبان پر ہے اور جناب امیر نے اپنے حلق کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ مگر انکے اس سے نیچے نہیں اترتا مبغوض ترین خلق اللہ میں ان میں ایک کالی صورت کا آدمی ہے اسکا ایک پستان بکری کے پستان کے مشابہ ہے یا سر پستان کے مثل ہے جب جناب امیر انکی لڑائی سے فارغ ہوئے ارشاد فرمایا کہ اس آدمی کو تلاش کرو۔ لوگوں نے تلاش کی مگر اس کا پتہ نہ ملا۔ جناب امیر فرمانے لگے واللہ مجھ سے جھوٹ نہیں کہا گیا۔ اور نہ میں نے جھوٹ کہا ہے دو دفعہ یا تین دفعہ یہی فرمایا اور کہا پھر جا کر تلاش کرو۔ لوگوں نے اسے ایک گڑھے میں سے نکالا۔ اور جناب امیر کے سامنے لے آئے عبید اللہ کہتا ہے کہ میں جناب امیر کے فرمانے اور لوگوں کو اس شخص کے اٹھا لانے تک وہیں حاضر تھا ⁂

(۶) **عن** سوید بن غفلۃ قال قال علی اذا حدثتکم عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیثا فواللہ لان اخر من السماء احب الی من ان اکذب علیہ فی روایۃ من ان اقول علیہ ما لم یقل واذا حدثتکم فیما بینی وبینکم

فان الحرب خدعۃ وانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول سیخرج قوم فی اٰخر الزمان حداث الاسنان سفہاء الاحلام یقولون من خیر البریۃ یقرؤن القراٰن لایجاوز حناجرہم یمرقون من الدین کما یمرق السہم من الرمیۃ فاینما لقیتموہم فاقتلوہم فان فی قتلہم اجرًا لمن قتلہم عند اللہ یوم القیامۃ (اخرجہ البخاری والنسائی) سوید بن غفلہ سے روایت ہے کہ جناب امیر فرماتے تھے کہ جب میں حضرت جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کروں تو واللہ اگر آسمان سے گر پڑوں تو میرے نزدیک حضرت پر جھوٹ باندھنے سے بہتر ہے اور جب کوئی ایسی بات کہوں کہ وہ بات ہو جو آپ نے ارشاد نہیں کی۔ اور اگر میں تم سے وہ بات بیان کروں جو میرے اور تمہارے درمیان میں ہے پس لڑائی مکر کا نام ہے تحقیق میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ عنقریب اس آخر زمانہ میں ایک قوم نوجوان بے وقوفوں کی پیدا ہوگی خیر الورٰی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بیان کرینگے اور قرآن پڑھیں گے مگر قرآن انکے حلق سے نیچے نہیں اتریگا۔ دین سے وہ ایسے بھاگیں گے جیسے کہ تیر کمان سے بھاگتا ہے تم جہاں کہیں انکو پاؤ قتل کر ڈالو انکے مارنے والے کو قیامت کے روز خدا کے پاس اجر ملیگا۔

(۷) عن انس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال سیکون فی امتی اختلاف وفرقۃ قوم یحسنون القیل ویسیئون الفعل یقرؤن القراٰن لایجاوز تراقیہم یمرقون من الدین کما یمرق السہم من الرمیۃ ہم شر الخلق طوبٰی لمن قتلہم یدعون الی کتاب اللہ ولیسوا منہ فی شیء من قاتلہم کان اولٰی باللہ منہم (اخرجہ ابوداؤد) انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب میری امت میں اختلاف اور جدائی واقع ہوگی ایک قوم قتل کو اچھا سمجھے گی اور برا کریگی اور قرآن پڑھے گی اور قرآن انکے حلق سے نیچے نہیں اتریگا وہ دین سے ایسے بھاگیں گے جس طرح سے تیر کمان سے بھاگتا ہے اس قوم کے لوگ بدترین خلائق ہونگے۔ مبارک ہو وہ شخص جو انکو قتل کرے وہ خدا کی طرف پکاریں گے لیکن اس میں سے کسی بات پر نہ ہونگے جو شخص جنگ کریگا وہ اللہ کے نزدیک اس سے بہتر ہوگا۔

(۸) عن طارق بن زیاد قال خرجنا مع علی الی الخوارج فقتلہم ثم قال انظروا فان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انہ سیخرج قوم یتکلمون بالحق لایجاوز حلوقہم یخرجون من الحق کما یخرج السہم من الرمیۃ سیماہم ان فیہم رجال مخدج الید فی یدہ شعرات ان کان ھو فقد قتلتم شر الناس وان لم یکن ھو فقد قتلتم خیر الناس فبکینا ثم قال اطلبوا فطلبنا فوجدنا المخدج فخررنا سجودا وخر علی معنا ساجدا (اخرجہ النسائی) طارق بن زیاد ناقل ہیں کہ جب ہم جناب امیر کے ساتھ خارجیوں کے قتل کرنے کو نکلے اور وہ سب مارے گئے تو جناب امیر فرمانے لگے دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عنقریب ایک گروہ نکلے گا۔ سچ بولینگے مگر سچ انکے حلق سے نیچے نہیں اتریگا وہ سچ سے ایسے بھاگیں گے جیسے کہ تیر کمان بھاگتا ہے۔ ان کا پتہ یہ ہے کہ ان میں ایک ناقص ہاتھ کا آدمی ہوگا اسکے ہاتھ پر سیاہ بال ہونگے اگر وہ اس گروہ میں ہے تو تم نے بدترین خلائق کو قتل کیا ہے اور اگر نہیں ہے تو تم نے بہترین خلائق کو قتل کیا ہے ہم سب رونے لگے جناب امیر نے فرمایا تم اسکی تلاش کرو ہم نے تلاش کی اور اسکو ڈھونڈ نکالا ہم نے خدا کا سجدہ کیا اور جناب امیر بھی سجدہ میں گر گئے۔

(۹) **عن** ابی سلیم البلخی قال اخبرنی ابی انه کان مع علی یوم النهروان قال وکنت قبل ذلک اصارع رجلا علیه شیء فقلت ما شان یدک قال اکلها بعیر فلما کان یوم نهروان وقتل علی الحروریة فخرج علی قتلهم حین لم یجد ذا الثدیة فطاف حتی وجده فی ساقیة فقال صدق الله عزوجل وبلغ رسول الله صلی الله علیه وسلم وقال ثم منکبه ثلاث شعرات من حلمة الثدی ثم اتی انه قتلهم (اخرجه النسائی)

ابو سلیم البلخی اپنے والد سے کہ نہروان کے روز جناب امیر کے ساتھ موجود تھا نقل کرتا ہے کہ میں نہروان کی جنگ سے پہلے ایک شخص سے کشتی لڑا تھا اس کا ایک ہاتھ نہیں تھا میں نے اس سے پوچھا تیرے ہاتھ کو کیا ہوا ہے وہ کہنے لگا اونٹ نے چبا ڈالا ہے جب نہروان کی لڑائی ہو چکی اور جناب امیر نے حروریہ کو قتل کر ڈالا جناب امیر انکے مقتولوں کو دیکھنے نکلے جب کہ ذی الثدیہ ان کو نہ ملا ادھر ادھر پھرتے ہوئے ایک زمین پست میں سے ڈھونڈھ نکالا اور فرمایا اللہ تعالے نے سچ فرمایا اور بے شک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پہونچایا ابو سلیم کا والد کہتا ہے کہ اس کے کندھے پر عورت کے پستان کا سا تھا اور اس پر تین بال اگے ہوئے تھے۔

(۱۰) **عن** زر بن حبیش انه سمع علیا یقول انا فقات عین الفتنة لولا انا ما قوتل اهل النهروان واهل الجمل ولولا انی اخشی ان تترکوا العمل لاخبرتکم بالذی قضی الله عزوجل علی لسان نبیکم صلی الله علیه وسلم لمن قاتلهم مبصرا لضلالتهم عارفا بالهدی الذی نحن علیه (اخرجه النسائی) زر بن حبیش سے روایت ہے کہ اس نے جناب امیر کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ میں فتنہ کے چشمہ کا محافظ ہوں اگر میں نہ ہوتا تو نہروان والے مارے نہ جاتے اگر مجھکو اس کا خوف نہ ہو کہ تم عمل سے ہاتھ کھینچ لوگے تو میں تمکو البتہ اس سے مطلع کرتا جو خدا تعالی نے تمہارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان پر اسی شخص کیلئے کہ انکی گمراہی کو دیکھکر ان سے لڑا ہے اور اس ہدایت کو جانتا ہے کہ جس پر ہم ہیں۔ جاری کیا ہے۔

(۱۱) **عن** سلمة بن کهیل قال حدثنا زید بن وهب الجهنی انه کان فی الجیش الذین کانوا مع علی الذین ساروا الی الخوارج فقال علی ایها الناس انی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول یخرج قوم من امتی یقرؤن القرآن لیس قراءتکم الی قراءتهم بشیء ولا صلوتکم الی صلوتهم بشیء ولا صیامکم الی صیامهم بشیء یحسبون انه لهم وهو علیهم لا یجاوز صلوتهم تراقیهم یمرقون من الدین کما یمرق السهم من الرمیة لو یعلم الجیش الذین یصیبونهم ما قضی لهم علی لسان نبیهم صلی الله علیه وسلم لاتکلوا عن العمل وآیة ذلک ان فیهم رجلا له عضد ولیس له ذراع علی راس عضده مثل حلمة الثدی علیه شعرات بیض فتذهبون الی معاویة واهل الشام وتترکون هؤلاء یخلفونکم فی ذراریکم واموالکم والله انی لارجو ان یکونوا هؤلاء القوم فانهم سفکوا الدم الحرام واغاروا فی سرح الناس فسیروا علی اسم الله قال سلمة بن کهیل فلما التقینا وعلی الخوارج یومئذ عبد الله بن وهب الراسبی فقال لهم القوا الرماح وسلوا سیوفکم من جفونها فانی اخاف ان یناشدوکم کما ناشدوکم یوم حروراء فرجعوا فوحشوا برماحهم وسلوا السیوف وشجرهم الناس برماحهم فقتل بعضهم علی بعض وما اصیب من الناس یومئذ الا رجلان فقال علی التمسوا المخدج فلم یجدوه فقام علی بنفسه حتی اتی ناسا قتلی بعضهم علی بعض قال اخروهم فوجدوه مما یلی

الارض فکبر علی ثم قال صدق اللہ وبلغ رسولہ فقام الیہ عبیدۃ السلمانی فقال یا امیر المومنین واللہ الذی لا الٰہ الا ھو لسمعت ھذا الحدیث من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی استحلفہ ثلثا وھو یحلف لہ (اخرجہ المسلم والنسائی) سلمہ بن کہیل ناقل ہیں کہ مجھ سے زید بن وہب الجہنی بیان کرتے تھے جو خود اس لشکر میں موجود تھے جو جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ خوارج سے لڑنے کیلئے نکلا تھا کہ جناب امیر فرماتے تھے اے لوگو میں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری امت میں ایک گروہ پیدا ہوگا وہ لوگ قرآن پڑھینگے تمہارا قرآن انکے قرآن کے سامنے اور تمہاری نماز انکی نماز کے مقابل اور تمہارے روزے انکے روزوں کے آگے کچھ حقیقت نہیں رکھتے ہونگے وہ یہ سمجھینگے کہ قرآن انکے لیے ہی ہے مگر قرآن انپر وبال ہوگا انکی نماز انکے گلے سے نیچے نہیں اتریگی وہ دین سے ایسے بھاگینگے جس طرح سے کہ تیر کمان سے بھاگتا ہے اگر لشکر کے آدمی یہ کہ وہ بات ان کو انکے مارنے سے حاصل ہوگی جس کا مذکور خدا تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے کیا ہے معلوم کرلیں تو عمل کو ترک نہیں کردینگے انکی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک آدمی ہے کہ اسکا بازو تک ہاتھ نہیں ہے اسکے کندھے پر ایک پستان جیسے گوشت کا ٹکڑا ہے اور اسپر سفید بال ہیں معاویہ اور اہل شام کی طرف جانیکا قصد کرتے ہو اور ان لوگوں کو اپنے پیچھے چھوڑے جاتے ہو کہ تمہاری ذریت اور مال کو خراب کریں خدا کی قسم ہے میں خیال کرتا ہوں۔ یہ وہی قوم ہے کیونکہ ان لوگوں نے ناحق خون کئے ہیں اور لوگوں کا مال لوٹا ہے پس تم خدا کا نام لیکر روانہ ہو چلو۔ سلمہ بن کہیل کہتے ہیں جب جناب امیر خوارج کے سامنے جا اترے ان دنوں عبداللہ بن وہب الراسبی خارجیوں کا سردار تھا وہ خارجیوں سے کہنے لگا نیزوں کو پھینک دو اور تلواریں کھینچکر جنگ کرو میں ڈرتا ہوں کہ تمکو قسم دینگے جیسی کہ حروراء کے دن قسمیں دیتے تھے انہوں نے لوٹ کر نیزے پھینکدیئے اور تلواریں کھینچ لیں اسطرف سے لشکر کے لوگ اپنے نیزوں سے انکے ساتھ جنگ کرنے لگے اور انکو قتل کرکے ایک دوسرے پر ڈالدیا اور لشکر سے دو آدمیوں کے سوا کوئی نہ مارا گیا جناب امیر فرمانے لگے مخدج کو تلاش کرو لوگوں نے اسکی تلاش کی مگر وہ نہ ملا جناب امیر خود بدولت اٹھکر مقتولوں کے سر پر گئے۔ اور فرمایا انکو کھینچو پس اسکو زمین پر پڑا ہوا پایا جناب امیر نے دیکھکر تکبیر کا نعرہ بلند کیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے سچ کہا ہے اور اسکے رسول نے سچ پہونچایا ہے۔ عبیدۃ السلمانی نے اٹھکر عرض کیا یا امیر المومنین قسم ہے اس خدا کی کہ جسکا کوئی شریک نہیں تمنے اس حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے جناب امیر نے تین دفعہ یہی قسم دیکر پوچھا وہ حلفاً بیان کرتے رہے +

(۱۲) عن زید بن وہب الجہنی قال خطبنا علی بقنطرۃ الدیرجان فقال انہ قد ذکر لی خارجۃ یخرج من قبل المشرق وفیہم ذو الثدیۃ فقاتلہم فقالت الحروریۃ بعضہم لبعض الا نکلمہم فیردکم کما ردکم یوم حروراء فشجر بعضہم بعضا بالرماح فقال رجل من اصحاب علی اقطعوا العوالی والعوالی الرماح فداروا واستداروا وقتل من اصحاب علی اثنی عشر رجلا او ثلثۃ عشر فقال علی التمسوا المخدج وذلک فی یوم شاتۃ فقالوا لا نقدر علیہ فرکب علی علی بغلۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم الشہباء فاتی وھدۃ من الارض فقال التمسوا فی ھولاء فاخرج فقال ما کذبت ولا کذبت فقال اعملوا ولا تتکلوا ولا انی اخاف

ان شکرا لاخبرتکم بما قضی اللہ لکم علی لسانہ یعنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولقد شہدنا اناس من الیمن فقالوا کیف یا امیر المومنین قال کان ھواھم یعنیہ (اخرجہ النسائی) زید بن وہب الجہنی سے روایت ہے کہ جناب امیر نے وہیجان کے پل پر ہم سے خطبہ میں فرمایا کہ مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ خارجی مشرق کی طرف سے نکلیں گے اور ان میں ذوالثدیہ بھی ہوگا پس جناب امیر نے ان سے جہاد کیا بعضے ایک دوسرے سے کہنے لگے تو نہیں جانتا کہ ان سے باتیں کر رہا ہے پس ہمکو پھیر دیگا جیسا کہ یوم حرورا کے روز پھیر دیا تھا۔ انہیں بعضے نیزوں کو پھینکنے لگے جناب امیر کی فوج میں سے ایک شخص نے کہا نیزوں کو ہٹا دو پس انہوں نے اور خوارج گھیرے میں آ گئے جناب امیر کے دوستوں میں سے بارہ یا تیرہ آدمی شہید ہوئے جناب امیر نے فرمایا مخدج کو تلاش کرو وہ جاتا رہا لوگوں نے عرض کیا ہم سے نہیں ہو سکتا جناب امیر خود بدولت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سفید خچر پر سوار ہو کر پست زمین کی طرف گئے اور فرمایا ان مقتولوں کو تلاش کرو لوگوں نے زمین سے ڈھونڈ نکالا۔ جناب امیر فرمانے لگے کہ اللہ اکبر اور فرمایا سچ کہا خدا اور اس کے رسول نے۔ اگر مجھے تمہارے فخر کرنے کا خوف نہ ہوتا تو میں تمکو وہ بات جتا دیتا جو خدا تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر جاری کی ہے یمن کے لوگ وہاں پر حاضر تھے وہ کہنے لگے یا امیر المومنین یہ کیا بات ہے فرمایا اسکی سخت ضرورت تھی۔

(۱۳) عن زید بن وھب عن علی قال لما کان یوم النھروان لقی الخوارج فلم یبرحوا حتی شجروا بالرماح فقتلوا جمیعا قال اطلبوا ذا الثدیۃ فطلبوہ فلم یجدوہ فقال علی ما کذبت ولا کذبت اطلبوہ فوجدوہ فی وھدۃ الارض علیہ ناس من القتلیٰ فاذا رجل علی یدہ مثل سبلات السنور فکبر علی والناس اعجبھم (اخرجہ النسائی) زید بن وہب جناب امیر سے راوی ہے کہ جب نہروان کا روز آیا اور خوارج کا سامنا ہوا وہ نہ ملے جب تک کہ انہوں نے نیزوں سے جنگ کی پس وہ سب مارے گئے جناب امیر نے فرمایا ذوالثدیہ کو ڈھونڈو لوگوں نے ڈھونڈا پر وہ نہ ملا جناب امیر نے فرمایا واللہ میں نے جھوٹ نہیں کہا اور نہ مجھ سے جھوٹ کہا گیا ہے تم اسے ڈھونڈو پس لوگوں نے ایک گڑھے میں اسکو پایا جس پر بہت سی لاشیں تھیں جو اس پر گری ہوئی تھیں اور اسکے ہاتھ پر بلی کی مونچھوں کی بال تھے پس جناب امیر نے تکبیر کا نعرہ بلند کیا اور لوگ متعجب ہوئے۔

(۱۴) عن مسروق قال دخلت علی ام المومنین عائشۃ رضی اللہ عنہا فقالت لی من قتل الخوارج قلت قتلھم علی فسکتت فقلت لھا یا ام المومنین انی انشدک باللہ وبحق نبیہ ان کنت سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیئا فاخبرینہ قالت فقالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول انھم شر الخلق والخلیقۃ یقتلھم خیر الخلق والخلیقۃ (رواہ ابو بکر بن مردویہ) وفی روایۃ قالت لی یا مسروق ھل عندک علم من المخدج قال قلت نعم قتلہ علی علی نھر یقال لاسفلہ النہروان واعلاہ الطرفات فقالت ھات علی ذلک بینۃ فاتیت بشھود فشھدوا عندھا قالت قاتل اللہ عمرو بن العاص فانہ کتب الی انہ قتلہ علی نیل مصر مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز میں جناب ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گیا مجھ سے استفسار فرمانے لگیں خارجیوں کو کس نے قتل کیا ہے میں نے عرض کیا جناب امیر علیہ السلام نے ام المومنین خاموش ہو گئیں میں نے عرض کیا یا ام المومنین میں آپکو خدا اور اسکے نبی کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ اگر آپ نے حضرت سے کوئی حدیث انکی نسبت سنی ہو تو مجھ سے بیان فرمائیں فرمانے لگیں میں نے

جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ بدترین خلائق ہیں انکو بہترین خلائق قتل کرینگے۔ دوسری روایت میں ہے کہ جناب ام المومنین نے فرمایا مسروق مجھے جو کچھ علم ہے میں نے عرض کیا ہاں جناب یہ نہر ہے جسکو ایک نہر کہتے ہیں جسکی نچلی طرف کو تامرا اور بالائی ساحل کو نہروان کہتے ہیں ام المومنین نے فرمایا کہ عمرو بن العاص نے ان کے قتل ہونے کی خبر مجھے لکھا تھا کہ یہ قتل مصر کے کنارہ ہوا ہے۔

جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا خوارج سے مناظرہ

عن عبد الله بن عباس قال لما خرجت حرورية اعتزلوا في دار وكانوا ستة آلاف فقلت لعلي يا امير المؤمنين ابرد بالصلوة لعلي اكلم هؤلاء القوم قال اني اخافهم عليك قلت كلا فلبست وترجلت ودخلت عليهم في دار نصف النهار وهم ياكلون فقالوا مرحبا بك يا ابن عباس فما جاء بك قلت لهم اتيت من عند اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم المهاجرين والانصار ومن عند ابن عم رسول الله صلى الله عليه وسلم وصهره الذي انزل فيهم القرآن وهم اعلم بتاويله منكم فليس فيكم رجل منهم لابلغكم ما يقولون وابلغهم ما تقولون فانتحى الي نفر منهم فقلت هاتوا ما نقمتم على اصحاب محمد صلى الله عليه وسلم وابن عمه قالوا ثلث قلت ما هن قالوا اما احدهن فانه حكم الرجال في امر الله تعالى عز وجل وقال الله تعالى ان الحكم الا لله فما شان الرجال والحكم قلت هذه واحدة قالوا واما الثانية فانه قاتل ولم يسب ولم يغنم فان كانوا كفارا فقد حل سبيهم وان كانوا مؤمنين فما حل سبيهم ولا قتالهم قلت هذه اثنتان فما الثالثة فقالوا واما الثالثة فانه محى نفسه من امير المؤمنين فان لم يكن امير المؤمنين فهو امير الكافرين قلت هل عندكم شيء غير هذا قالوا حسبنا هذا قلت لهم ارأيتم ان قرأت عليكم من كتاب الله عز وجل ومن سنة نبيه صلى الله عليه وسلم ما يرد قولكم اترجعون قالوا نعم قلت اما قولكم حكم الرجال في امر الله تعالى فاني اقرأ عليكم كتاب الله عز وجل ان قد صير الله حكمه الى الرجال في ثمن ربع درهم فامر الله عز وجل ان يحكموا فيه الرجال قال الله تعالى يا ايها الذين آمنوا لا تقتلوا الصيد وانتم حرم ومن قتله منكم متعمدا فجزاء مثل ما قتل من النعم يحكم به ذوا عدل منكم الآية فكان من حكم الله تعالى ان صيره الى الرجال يحكمون فيه ولو شاء يحكم فيه فجاز فيه حكم الرجال انشدكم بالله احكم الرجال في اصلاح ذات البين وحقن دمائهم افضل ام في ارنب قالوا بل هذا افضل وفي المرأة وزوجها وان خفتم شقاق بينهما فابعثوا حكما من اهله وحكما من اهلها ان يريدا اصلاحا يوفق الله بينهما الآية فنشدتكم بالله احكم الرجال في اصلاح ذات بينهم وحقن دمائهم افضل من حكمهم في بضع امرأة اخرجت من هذه قالوا نعم قلت واما قولكم قاتل ولم يسب ولم يغنم افتسبون امكم عائشة رضي الله تعالى عنها تستحلون منها ما تستحلون من غيرها فقد كفرتم وان قلتم ليست بامنا فقد كفرتم لان الله تعالى يقول النبي اولى بالمؤمنين من انفسهم وازواجه امهاتهم فانتم بين الضلالتين فأتوا منها بمخرج اخرجت من هذه قالوا نعم واما قولكم محى نفسه عن امير المؤمنين فانا آتيكم من ترضون

فیرفعہ ثم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الحدیبیۃ صالح المشرکین فقال لعلی اکتب یا علی ھذا ما صالح علیہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا لو نعلم انک رسول اللہ لاتبعناک فاکتب محمد بن عبد اللہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امح یا علی اللھم انک تعلم انا رسولک امح یا علی واکتب ھذا ما صالح علیہ محمد بن عبد اللہ واللہ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر من علی وقد محی نفسہ ولم یکن محوہ ذلک یمحاہ من النبوۃ اخرجت من ھذہ قالوا نعم فرجع منھم الفان وخرج سائرھم فقتلوا علی ضلالتھم فقتلھم المھاجرون والانصار (اخرجہ النسائی) عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حروریہ نے خروج کیا اور وہ ایک گھر میں جمع ہو گئے قریب چھ ہزار آدمی کے تھے میں نے جناب امیرؑ سے عرض کیا آج آپ نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھیں میں اس گروہ کے ساتھ کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں جناب امیرؑ ارشاد فرمانے لگے مجھ کو تمہیں ان سے گستاخی کا ڈر ہے میں نے کہا ہرگز نہیں کر سکتے میں عمدہ یمنی قیمتی لباس بدلکر اور شانہ کر کے انکے پاس گیا وہ کھانا کھا رہے تھے مجھے مرحبا کہکر کہنے لگے آپ کس طرح سے آئے ہیں میں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مہاجرین اور انصار اور حضرت کے ابن عم اور داماد کے پاس سے آیا ہوں جنکے حق میں قرآن مجید نازل ہوا ہے اور وہ تم سے اسکی تاویل زیادہ تر جاننے والے ہیں تم میں انمیں کا کوئی آدمی نہیں ہے میں اسلئے آیا ہوں کہ جو کچھ کہ وہ کہتے ہیں تم کو اور جو کچھ تم کہو انکو پہنچا دوں پس چند نفر ان میں سے جدا ہو کر میرے پاس آئے میں نے ان سے کہا بیان کرو تم کیا اعتراض حضرت کے اصحاب اور ابن عم پر کرتے ہو وہ کہنے لگے تین اعتراض ہیں میں نے کہا وہ کونسے ہیں وہ کہنے لگے ایک یہ [illegible] میں منصف مقرر کئے حالانکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے [illegible] میں نے کہا یہ ایک بات ہوئی وہ کہنے لگے دوسرا یہ اعتراض ہے کہ جناب امیرؑ نے [illegible] سے جہاد کیا لیکن نہ تو اسیر بنایا اور نہ مال لوٹنے دیا اگر جنکے ساتھ جناب امیرؑ نے جہاد کیا وہ کافر تھے تو انکو اسیری میں لینا اور انکے مال کو لوٹنا چاہیئے تھا اور اگر وہ مومن تھے تو انکا قید کرنا جائز تھا نہ ان کے ساتھ لڑنا بھی حرام ٹھیرا میں نے کہا یہ دو باتیں ہوئیں تیسری کیا ہے ۔۔ وہ کہنے لگے جناب امیرؑ نے اپنی جان کو مومنین کے امیر ہونے سے خود مٹا دیا ہے پس جب کہ وہ مومنین کے امیر نہ ہوئے تو معاذ اللہ کافروں کے امیر ٹھہرے میں نے کہا انکے سوا تمہارا کوئی اور اعتراض ہے وہ کہنے لگے بس یہ تینوں اعتراض کافی ہیں میں نے کہا دیکھو اگر میں تمہارے سامنے خدا کی کتاب اور اسکے نبی کی سنت پیش کروں تو تم رجوع کرو گے وہ کہنے لگے ہاں ہم رجوع کرینگے میں نے کہا تم جو یہ کہتے ہو کہ جناب امیرؑ نے خدا تعالیٰ کے حکم میں لوگوں کو منصف بنایا پس میں تمہارے سامنے خدا کی کتاب کو پیش کرتا ہوں کہ پروردگار نے ایسی چیز میں منصف بنانیکا حکم دیا ہے کہ جس کی قیمت درہم کا آٹھواں حصہ ہے پس خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اسمیں لوگوں کو منصف ٹھیراؤ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اے ایمان والو نہ مارو شکار جب کہ ہو تم احرام میں اور جو کوئی تم میں سے اسکو مار ڈالے جانکر تو بدلا ہے اس مارے کے برابر مویشی میں سے وہ ٹھہرا دیں دو معتبر پس خدا کا حکم ہے کہ لوگوں کو اس میں منصف بنانا چاہئے اگر خدا چاہتا

تو خود اس میں حکم لگا دیتا پس جائز ہوا لوگوں کو اس میں منصف ٹھیرانا میں تم کو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کیا کہ دو فریق کی صلح اور خون ریزی کے بند کرنے کیلئے لوگوں کو منصف ٹھیرانا بہتر ہے یا کہ ایک خرگوش کیلئے وہ کہنے لگے دو فریق کی صلح کیلئے افضل ہے۔ و نیز عورت اس کے خاوند کے درمیان خدا کا حکم ہے کہ تم ان دونوں کی ناچاقی سے ڈرتے ہو تو بھیجو ایک معتبر مرد کے لوگوں میں سے اور ایک معتبر عورت کے لوگوں میں سے اور وہ صلح کرا دیں پھر موافقت کر دیگا اللہ ان دونوں کے درمیان میں تم کو قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ لوگوں کی اصلاح ذات البین میں اور خون ریزی کے انسداد کیلئے منصف مقرر کرنا بہتر ہے یا عورت کے جماع کیلئے۔ آیا حکم مقرر کرنا اس آیت سے نکلتا ہے یا نہیں۔ وہ کہنے لگے ہاں نکلتا ہے پھر میں نے کہا اب تم جو یہ اعتراض کرتے ہو کہ جناب امیر نے جنگ کیا اور اسیر نہیں بنایا۔ آیا تم اپنی ماں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے وہی امر کرنا چاہتے ہو وہ تمہاری ماں ہے اگر تم یہ کہو کہ ہم اس سے جائز سمجھتے ہیں اس امر کو جو اوروں سے جائز سمجھتے ہیں پس تم کافر ہو جاؤ گے اور اگر تم یہ کہو کہ وہ تمہاری ماں نہیں پھر بھی کافر ہو جاؤ گے کیونکہ خدا تعالے فرماتا ہے کہ نبی تمام مومنوں سے بہتر ہے اور اسکی بی بیاں تمہاری مائیں ہیں۔ پس تم دو گمراہیوں میں ہو اب نکلنے کا راستہ نکالو کیا اب اسیر نہ بنانا اس سے نکلتا ہے یا نہیں وہ بولے نکلتا ہے اب تم جو یہ کہتے ہو کہ جناب امیر نے اپنے تئیں امیر المومنین ہونے سے مٹا دیا ہے پس شہادت میں میں ایسے شخص کو پیش کرتا ہوں کہ جس سے تم راضی ہو جاؤ گے ہم اس امر کی شہادت دیتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے روز مشرکوں سے صلح کی جناب امیر سے حضرت نے ارشاد فرمایا یا علیؓ لکھ یہ وہ امر ہے جس پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم صلح کرتے ہیں جب جناب امیر نے یہ تحریر کیا مشرک کہنے لگے اگر ہم جانتے کہ آپ خدا کے رسول ہیں تو ہم آپکی اطاعت کرتے۔ آپ محمد بن عبد اللہ لکھیں پس جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سے فرمایا یا علیؓ اسکو مٹا دے۔ اور اے پروردگار تو جانتا ہے کہ میں تیرا رسول ہوں۔ یا علیؓ مٹا دے اور لکھ یہ امر ہے کہ جس پر محمد بن عبد اللہ صلح کرتے ہیں خدا کی قسم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علیؓ سے افضل تھے اور حضرتؐ نے اپنے نفس کو محو کیا تھا لیکن اس مٹانے سے وہ ہرگز نبوت سے نہیں نکلے تھے آیا یہ امر اس سے ثابت ہو گیا یا نہیں وہ کہنے لگے ثابت ہو گیا۔ دو ہزار آدمی اس گروہ سے رجوع کر گئے اور باقی سب اپنی گمراہی پر مارے گئے مہاجرین اور انصار نے ان کو قتل کیا۔

اس حدیث کی مؤید حدیث

عن علقمۃ بن اسحاق قال قلت لعلی اتجعل بینک وبین ابن اکلۃ الاکباد حکما قال انی کنت کاتبا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الحدیبیۃ فکتبت ھذا ما صالح علیہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال سہیل بن عمرو لو علمنا انہ رسول اللہ ما قاتلناہ امحہا فقلت ھو واللہ رسول اللہ وان رغم انفک لا واللہ لا امحوھا فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارنی مکانہا فاریتہ فمحاھا فقال اما ان لک مثلہا ستاتیہا مضطہدا اخرجہ النسائی۔ علقمہ بن اسحاق ناقل ہیں کہ میں نے جناب امیر سے عرض کیا آپ اپنے اور جگر خوار کے بیٹے معاویہ کے درمیان حکم مقرر کرتے ہیں فرمایا حدیبیہ کے روز جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کتابت پر مقرر تھا۔ میں نے تحریر کیا یہ وہ امر ہے جس پر جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم صلح کرتے

ہیں سہیل بن عمرو کہنے لگا اگر ہم جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم آپ سے لڑائی نہ کرتے آپ مٹا دیں پس آپ نے کہا خدا کی قسم بے شبہ خدا کے رسول ہیں تیری ناک میں مٹی ڈال کر میں کبھی نہیں مٹاؤں گا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا مجھے دکھاؤ وہ کونسا مقام ہے جہاں میرا نام مبارک لکھا ہوا ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ مقام دکھا دیا حضرت نے اپنے دست مبارک سے اس کو محو فرمایا اور مجھے ارشاد کیا عنقریب تیرے لیے بھی ایسا ہونے والا ہے کہ تو بھی مغلوب اور مقہور ہو کر ایسا ہی کریگا۔

جناب امیر کی شہادت کی نسبت پیشخبری

عن عمار بن یاسر قال كنت انا و علي رفيقين في غزوة ذات العشيرة فلما نزلها رسول الله صلى الله عليه وسلم واقام بها رأينا اناسا من بني مدلج يعملون في عين لهم في نخل فقال لي علي يا ابا اليقظان هل لك ان نأتي هؤلاء فننظر كيف يعملون فجئناهم فنظرنا الى عملهم ساعة ثم غشينا النوم فانطلقت انا و علي فاضطجعنا في صور من النخل في دقعاء من التراب فنمنا فوالله ما انبهنا الا رسول الله صلى الله عليه وسلم يحركنا برجله وقد تتربنا من تلك الدقعاء فيومئذ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلي يا ابا تراب لما يرى عليه من التراب ثم قال الا احدثكما باشقى الناس فقلنا بلى يا رسول الله فقال احيمر ثمود الذي عقر الناقة والذي يضربك يا علي على هذه يعني قرنه حتى يبل منها هذه يعني لحيته۔ اخرجه احمد وابن عساكر وابن جرير الطبري وصححه والحاكم۔ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور جناب امیر ذات العشیرہ کی لڑائی میں باہم رفیق تھے۔ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں فروکش ہو کر قیام کیا تو ہم نے بنی مدلج کے چند آدمیوں کو ایک نخلستان میں ایک چشمہ پر کچھ کام کرتے ہوئے دیکھا مجھے جناب امیر فرمانے لگے اے ابا الیقظان اگر تمہارا منشا ہو تو ہم انکے قریب جا کر دیکھیں یہ کیا کر رہے ہیں پس ہم انکی طرف گئے اور ایک ساعت تک انکو دیکھتے رہے پھر ہم پر نیند کا غلبہ ہو گیا اور ہم نخلستان میں مٹی کے ڈھیر پر سو گئے خدا کی قسم ہمکو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی نے بیدار نہ کیا حضرت نے ہمکو اپنے پاؤں سے ہلایا ہم غبار میں اٹے ہوئے تھے اسی روز حضرت نے جناب امیر کو مٹی میں اٹا ہوا پاکر یا ابا تراب کے خطاب سے مخاطب فرمایا اور ارشاد کیا میں تمہیں دو بدترین خلائق سے خبردار کروں ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ارشاد ہو۔ فرمایا ایک تو احیمر ثمود کی قوم کا جس نے صالح پیغمبر علیہ السلام کی اونٹنی کے پاؤں کاٹے تھے اور ایک وہ ہے کہ یا علی تیرے اس سر کے ایک طرف ضرب لگائیگا اور اسکے خون سے یہ یعنی تمہاری ریش مبارک تر ہو جائیگی۔

(٢) **عن** انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان هذا لن يموت حتى يملأ غيظا ولن يموت الا مقتولا قال لعلي اخرجه ... انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام کیلئے ارشاد فرمایا کہ یہ ہرگز نہیں مریگا جب تک کہ غصہ سے نہ بھر جائیگا اور یہ نہیں مریگا مگر مقتول ہو کر

(٣) **عن** علي قال اتاني عبد الله بن سلام وقد وضعت رجلي في الغرز فقال لي اين تريد فقلت العراق فقال اما انك ان جئتها ليصيبنك بها ذباب السيف قال علي وايم الله لقد سمعته

النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہم ان ہذا لن یموت حتی یملأ غیظا ولن یموت الا مقتولا انتقالی ولا لا شیء فاذا رأیت ذلک بہ فقط خطاب تخضب ہذہ من ہذہ انت سی دأخرجہ البزار وابو نعیم فی الحلیۃ ج
ابوالاسود دؤلی سے روایت کرتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام فرمانے لگے جب میں نے عراق کا سفر اختیار کیا اور رکاب میں پاؤں رکھا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ آکر مجھ سے کہنے لگے آپ نے کہاں کا قصد کیا ہے میں نے کہا عراق کا وہ کہنے لگے آپ عراق تو جاتے ہیں کہ آپ کو وہاں تلوار کی دھار کا زخم لگے جناب امیر نے ارشاد کیا واللہ میں نے جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے پہلے ایک روز فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یہ ہرگز نہیں مرے گا جب تک کہ غصہ سے بھر نہیں جائیگا اور نہیں مریگا مگر مقتول ۔

(۴) عن ام المؤمنین عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم التزم علیا وقبلہ وہو یقول بابی الوحید الشہید (اخرجہ ابو یعلی وابن حجر فی الصواعق) جناب ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جناب امیر علیہ السلام کو بغل میں لئے ہوئے چوم رہے ہیں اور فرماتے ہیں میرا باپ قربان ہو اکیلا شہید ہونے والے ۔

(۵) عن علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الامۃ ستغدر بک وانت تعیش علی ملتی وتقتل علی سنتی من احبک احبنی ومن ابغضک ابغضنی وان ہذہ ستخضب من ہذہ یعنی لحیتہ من راسہ (اخرجہ الدارقطنی والحاکم والخطیب) جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ تحقیق میری امت تم سے غدر کریگی اور تم میری ملت پر زندہ رہو گے اور میری سنت پر مارے جاؤ گے جس نے تم سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے تم سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور یہ اس سے سرخ ہوگی یعنے داڑھی سر کے خون سے ۔

(۶) عن ابی رافع رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی انت تقتل علی سنتی (اخرجہ المتقی فی کنز العمال) ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سے ارشاد کیا کہ تم میری سنت پر مارے جاؤ گے ۔

(۷) عن انس بن مالک قال مرض علی فدخلت علیہ وعندہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما فجلست عندہ معہما فجاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فنظر فی وجہہ فقال ابوبکر وعمر قد تخوفنا علیہ یا رسول اللہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم لا باس علیہ وان یموت الآن ولا یموت حتی یملأ غیظا ولا یموت الا مقتولا (اخرجہ ابن السمان والملاء فی والحاکم وابن عساکر) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ جناب امیر بیمار ہوئے میں ان کے پاس گیا ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے میں ان کے پاس بیٹھ گیا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور جناب امیر کے چہرہ کی طرف دیکھنے لگے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کہنے لگے یا رسول اللہ ہمیں انکی حالت سے خوف پیدا ہو گیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی خوف نہیں ہے اس وقت نہیں مریگا اور جب تک غصہ سے بھر نہیں جائیگا نہیں مریگا اور نہیں مریگا مگر مقتول ۔

(۸) عن فضالۃ الانصاری قال خرجت مع ابی الی ینبع عائدین لعلی وکان مریضا بہا فقال

له ابی ما یسکنك فی هذا المنزل ولو هلکت به لم یلك الا اعراب جهینة فاحمل الی المدینة فان اصابك قدر الله ولیك اصحابك وصلوا علیك وکان ابو فضالة من اهل بدر فقال له علی انی لست بمیت من وجعی هذا ان رسول الله صلی الله علیه وسلم عهد الی ان لا اموت حتی اضرب ثم تخضب هذه یعنی لحیتی من هذه یعنی هامتی تخضابه دما وعهدا معهودا فقتل ابو فضالة معه بصفین (اخرجه ابن الضحاك والبزار والحارث وابو نعیم فی الدلائل ورجاله ثقات)

فضالہ انصاری سے منقول ہے کہ میں اپنے والد ماجد ابو فضالہ انصاری رضی اللہ عنہ کے ساتھ ینبع میں جناب امیر علیہ السلام کی عیادت کیلئے گیا وہ وہاں پر بیمار پڑے ہوئے تھے میرے باپ نے اُن سے کہا آپ کس لئے یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں اگر آپ یہاں فوت ہو گئے جہینہ کے جنگلی بدوؤں کے بغیر آپکو کوئی دفن نہیں کریگا میں آپ کو مدینہ شریف میں لیچلتا ہوں اگر آپ وہاں انتقال فرمائیں گے تو آپکے دوست آپ کی تجہیز و تکفین کرینگے اور آپ پر نماز جنازہ پڑھیں گے اور ابو فضالہ اصحاب بدر میں سے تھے۔ جناب امیر نے اُن سے کہا میں اس دکھ سے نہیں مرونگا تحقیق جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد کیا ہے کہ میں نہیں مرونگا جب تک مارا نہ جاؤں اور یہ میری داڑھی میرے سر کے خون سے رنگین نہ ہو جائے یہ قضا جاری ہو چکی ہے اور عہد بندھ چکا ہے پس ابو فضالہ جناب امیر کے ساتھ صفین میں شہادت پا گئے ؎

(۹) عن ابن عباس قال قال علی للنبی صلی الله علیه وسلم انك قلت لی یوم احد حین اخرت عنی الشهادة واستشهد من استشهد ان الشهادة من ورائك فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم فکیف صبرك اذا خضبت هذه من هذه بدم واهوی بیده الی لحیته وراسه فقال علی یا رسول الله اما اذا ثبت لی ما ثبت فلیس ذلك من مواطن الصبر لکن من مواطن البشری والکرامة (اخرجه ابن الاثیر فی کامل التواریخ) ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب امیر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ نے احد کے روز میری شہادت کو تاخیر میں ڈال کر فرمایا تھا کہ تیرے لئے شہادت پیچھے ہوگی اور جو شہید ہونے والا تھا شہید ہو گیا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کہ تیری یہ اس کے خون سے رنگین ہو جائیگی تو تو کیونکر صبر کریگا اور آپ نے اپنے دست مبارک سے انکی داڑھی اور سر کی طرف اشارہ کیا جناب امیر نے عرض کیا جبکہ ثابت ہونیوالی بات میرے لئے ثابت ہو چکی ہے پس وہ صبر کا مقام نہیں بلکہ خوشی اور بزرگی کا مقام ہے ؎

(۱۰) عن جابر بن سمرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لعلی انك مؤمن مستخلف وانك مقتول وهذه مخضوبة عن هذه یعنی لحیته من راسه (اخرجه الطبرانی فی الکبیر والدیلمی)
جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سے فرمایا کہ تحقیق تو مومن ہے پیچھے رہنے والا اور تحقیق تو مقتول ہوگا۔ اور تیری یہ اس سے رنگین ہوگی یعنے داڑھی سر کے خون سے ؎

جناب امیرؑ کے قاتل کا اشقی الآخرین ہونا

(۱) عن صهيب رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلي من أشقى الأولين قال الذي عقر الناقة قال صدقت فمن أشقى الآخرين قال الله ورسوله أعلم قال أشقى الآخرين الذي يضربك يا علي على هذه وأشار إلى يافوخه (أخرجه الطبراني وأبو يعلى والملا في سيرته) وزاد وكان علي يقول وددت أنه قد انبعث أشقاكم فخضب هذه من هذه يعني لحيته من دم رأسه (أخرجه ابن حجر في الصواعق وقال رجاله ثقات) صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیرؑ سے فرمانے لگے کہ اگلے لوگوں میں زیادہ بدبخت کون تھا جناب امیرؑ نے عرض کیا جس نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کے پاؤں کاٹے تھے حضرت نے فرمایا تو سچ کہتا ہے پھر ارشاد کیا پچھلے لوگوں میں کون زیادہ بدبخت ہے عرض کیا اللہ اور اللہ کا رسول بہتر جانتے ہیں فرمایا وہ شخص کہ تیری جانب پر ضرب لگائیگا اور ایک حدیث میں زیادہ روایت کیا ہے کہ جناب امیرؑ فرماتے تھے کہ میں چاہتا ہوں کہ تمہارا بدبخت اٹھے اور اس کو اس سے رنگین کرے یعنے آپکی ریش مبارک کو سر اقدس کے خون سے۔

(۲) عن علي قال قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم يا علي من أشقى الأولين قلت الله ورسوله أعلم قال عاقر الناقة قال فمن أشقى الآخرين قلت الله ورسوله أعلم قال قاتلك (أخرجه الخلعي) جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا کہ بتا تو پہلے لوگوں میں کون زیادہ بدبخت تھا میں نے عرض کیا اللہ اور اللہ کا رسول بہتر جانتا ہے فرمایا جس نے اونٹنی کے پاؤں کاٹے تھے پھر ارشاد کیا پچھلے لوگوں میں کون زیادہ بدبخت ہے میں نے عرض کیا اللہ اور اللہ کا رسول بہتر جانتا ہے فرمایا تیرا قاتل۔

(۳) عن أبي الأسود الدؤلي أنه عاد عليا قال فقلت لقد تخوفنا عليك يا أمير المؤمنين في شكواك هذه فقال لا ولكني والله ما تخوفت على نفسي لأني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول إنك ستضرب ضربة ههنا وأشار إلى رأسه فيسيل دمها حتى تخضب لحيتك يكون صاحبها أشقاها كما كان عاقر الناقة أشقاها (أخرجه الخلعي) ابو الاسود الدئلی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ وہ جناب امیرؑ کی عیادت کیلئے گئے اور عرض کرنے لگے یا امیر المومنین ہم آپکی بیماری سے ڈرتے ہیں آپ نے فرمایا میں اپنی جان پر اس سے نہیں ڈرتا کیونکہ میں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ تجھے یہاں پر یعنے سر پر ایک چوٹ لگائی جائیگی اور اس کے خون کے جاری ہونے سے تیری داڑھی رنگین ہو جائیگی اس چوٹ کا لگانیوالا اس امت کا بدبخت ہوگا جس طرح سے کہ اونٹنی کے پاؤں کاٹنے والا اگلی امت کا بدبخت تھا۔

(۴) عن عمار بن ياسر رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ألا أحدثكم بأشقى الناس رجلين أحيمر ثمود الذي عقر الناقة والذي يضربك يا علي على هذه حتى تبل منها هذه (أخرجه أحمد وابن عساكر وجرير الطبري وصححه الحاكم) عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں دو بدبخت آدمیوں کی خبر دوں ایک احیمر ثمود جس نے اونٹنی کے پاؤں کاٹے تھے

اور ایک وہ شخص آئیگا علی تیرے اس جگہ پر یعنی سر پر ضرب لگائیگا یہاں تک کہ اس سے یہ تر ہو جائیگی ۔

جناب امیر کا اپنی شہادت سے خبر دینا

(۱) **عن** زاذان قال کنت بین الناس یوم عند علی فی رحبة الواسعة حدثنا عن ذی القرنین قال کان عبدا بعثه الله الی قوم فشرکوا بربهم وابتدعوا فی دینهم واحدثوا علی انفسهم فهم الذین یجتهدون فی الباطل ویحسبون انهم علی الحق ویجتهدون فی الضلالة ویحسبون انهم علی هدی فضربوا علی قرنه الایمن فمات ثم احیاه الله فضربوه علی قرنه الایسر فمات ثم رفع صوته قال وما اهل النهروان منهم ببعید (اخرجه ابن منیع) زاذان سے منقول ہے کہ میں جناب امیر کی خدمت میں لوگوں کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ لوگوں نے جناب امیر سے عرض کیا آپ ہمیں ذوالقرنین کی خبر سنائیں جناب امیر نے فرمایا وہ ایک آدمی تھا جسے خدا نے اپنی قوم کی طرف بھیجا تھا کہ وہ اپنے رب کے ساتھ شریک کرتے تھے اور اپنے دین میں بدعتیں نکالتے تھے اور اپنی جانوں کیلئے باتیں پیدا کرتے تھے وہ ان لوگوں میں تھے کہ باطل میں کوشش کریں اور سمجھیں کہ ہم حق پر ہیں اور گمراہی کی کوشش کریں اور سمجھیں کہ ہم ہدایت پر ہیں ان لوگوں نے اس کے سر کے دہنی طرف ضرب لگائی وہ مر گیا پھر خدا نے اسے زندہ کیا پھر انہوں نے اس کے بائیں طرف ضرب لگائی پس وہ مر گیا پھر جناب امیر نے بلند آواز سے فرمایا۔ اہل نہروان ان لوگوں سے دور نہیں ہیں ۔

(۲) **عن** عبیدة قال قال علی ما یحبس اشقاها ان یجیء فیقتلنی اللهم انی سئمتهم وسئمونی فارحنی منهم وارحهم منی (اخرجه ابن سعد) عبیدہ سے روایت ہے کہ جناب امیر فرمانے لگے اس امت کے بدبخت کو کس چیز نے روک رکھا ہے کہ وہ آکر مجھے قتل کر ڈالے میرے پروردگار مجھے ان سے ملال پیدا ہو گیا ہے اور یہ لوگ بھی مجھ سے ملول ہو رہے ہیں پس مجھے ان سے راحت پہنچا اور مجھ سے انکو راحت دے ۔

(۳) **عن** عبد الله بن سبع قال سمعت علیا علی المنبر یقول ما ینتظر اشقاها والذی فلق الحبة وبرء النسمة عهد الی ابو القاسم رسول الله صلی الله علیه وسلم لتخضبن هذه من هذه واشار الی لحیته ورأسه فقالوا اخبرنی یا امیر المؤمنین من هو لنبیرن عترته فقال انشدکم بالله ان یقتل غیر قاتلی (اخرجه ابن سعد والحسن بن سفیان والحاکم) وزاد احمد قالوا ان کنت قد علمت انک مقتول فاستخلف اذا قال لا ولکن اکلکم الی ما وکلکم رسول الله صلی الله علیه وسلم عبد اللہ بن سبع سے روایت ہے کہ میں نے جناب امیر کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اس امت کا بدبخت کیا انتظار کر رہا ہے قسم ہے اس ذات کی جس نے دانے کو پیدا کیا ہے اور آدمی کو ظاہر کیا ہے مجھ سے ابو القاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عہد کیا ہے کہ یہ اس کے خون سے رنگین ہوگی اور جناب امیر نے اپنی ڈاڑھی اور سر کی طرف اشارہ کیا لوگوں نے عرض کیا یا امیر المؤمنین آپ ہم کو بیان فرمائیں کہ وہ کون ہے تاکہ ہم اسکو ہلاک کر ڈالیں فرمایا میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ میرے قاتل کے بغیر کسی کو نہ مارنا۔ امام احمد بن حنبل نے اسی حدیث میں یہ الفاظ زیادہ روایت کئے ہیں کہ لوگوں نے عرض کیا جب آپ جانتے ہیں کہ آپ شہید ہونے والے ہیں تو آپ اپنے بعد کیوں کسی کو خلیفہ نہیں مقرر کر جاتے۔ فرمانے

لئے نہیں میں نہیں اسی کے ہو چکا تھا بلکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے پیغمبر کو کیا ہے ☆

(۴) قیل سئل علی وھو علی منبر الکوفۃ عن قولہ تعالیٰ من المؤمنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ فمنہم من قضی نحبہ ومنہم من ینتظر فقال اللہم غفرا ھذہ الآیۃ نزلت فی وفی عمی حمزۃ وفی ابن عمی عبیدۃ بن الحارث بن عبد المطلب فاما عبیدۃ فقضی نحبہ یوم بدر واما عمی حمزۃ فانہ قضی نحبہ یوم احد واما انا فانتظر اشقاھا یخضب ھذہ من ھذہ واشار الی لحیتہ ورأسہ عھد عھدہ الی حبیبی ابو القاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجہ ابن مردویہ وسبط ابن الجوزی فی تذکرۃ خواص الائمۃ وابن حجر فی الصواعق) جناب امیر ایک دفعہ کوفہ کے منبر پر بیٹھے ہوئے تھے لوگوں نے اس آیت کا شان نزول پوچھا جس کا ترجمہ یہ ہے مومنوں سے بعض ایسے مرد ہیں کہ جنہوں نے اس بات کو جس پر اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا سچ کر دکھایا بعض ان میں سے وہ ہیں جو اپنا وقت پورا کر چکا اور ایک ان میں سے وہ ہے کہ انتظار میں ہے جناب امیر فرمانے لگے اے میرے رب بخشیو یہ آیت میرے اور میرے چچا حمزہ اور میرے چچا زاد بھائی عبیدہ بن الحارث بن عبد المطلب کے حق میں نازل ہوئی ہے عبیدہ بن حارث بدر کے روز اپنا وقت پورا کر گئے۔ اور میرے چچا حمزہ احد کے روز اپنا وقت پورا کر گئے اب میں اس امت کے بدبخت کی انتظار میں ہوں کہ اس کو اس سے رنگین کرے اور اپنی داڑھی اور سر کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا میرے پیارے ابو القاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اس کی نسبت پختہ عہد کیا ہے ☆

(۵) **عن** زید بن وھب قال قدم علی علی قوم من اہل البصرۃ من الخوارج فیہم رجل یقال لہ الجعد بن نعجۃ فقال اتق اللہ یا علی فانک میت فقال علی بل مقتول ضربۃ علی ھذہ تخضب ھذہ یعنی لحیتہ من رأسہ عہد معہود وقضاء مقضی وقد خاب من افتریٰ (اخرجہ احمد فی المناقب) زید بن وہب سے روایت ہے کہ بصرہ کے خارجیوں میں سے ایک گروہ کے پاس جناب امیر تشریف لے گئے ان میں جعد بن نعجہ ایک شخص تھا جناب امیر سے کہنے لگا یا علی خدا سے خوف کر کیونکہ تو مرنے والا ہے۔ جناب امیر نے ارشاد کیا بلکہ مارا جاؤنگا یہاں مجھے ضرب لگائی جائیگی اور یہ رنگین ہو جائیگی اپنی داڑھی اور سر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ عہد بندھ چکا ہے اور قضا جاری ہو چکی ہے اور نا امید ہوا ہے جو جھوٹ بولنے والا ☆

(۶) **عن** ابی الطفیل ان علیا جمع الناس للبیعۃ فجاء عبد الرحمن بن ملجم المرادی فردہ مرتین ثم قال علی ما یحبس اشقاھا فواللہ لیخضبن ھذہ من ھذہ واومیٰ الی لحیتہ ورأسہ ثم تمثل بہ اشدد حیازیمک للموت ☆ فان الموت لاقیک ☆ ولا تجزع من القتل ☆ اذا حل بوادیک ☆ (اخرجہ ابن سعد وابو نعیم فی الحلیۃ وابن الاثیر فی الکامل) ابو طفیل نقل کرتے ہیں کہ جناب امیر نے بیعت کیلئے لوگوں کو جمع کیا اور عبد الرحمٰن بن ملجم مرادی بھی بیعت کیلئے جناب امیر کی خدمت میں آیا آپ نے دو دفعہ اس کو لوٹا دیا پھر فرمایا اس امت کے بدبخت کو کیا چیز روک رہی ہے واللہ یہ اس سے رنگین ہو گی اور اپنی داڑھی اور سر کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ اس کو اس سے رنگین کرے پھر یہ ایک شعر پڑھا اپنی چھاتی کو موت کیلئے تان۔ کیونکہ موت تیری طرف آنے والی ہے قتل ہونے سے مت چلا جبکہ وہ تیرے سامنے آجائے ☆

(۷) **عن** عبیدة قال کان علی اذا رای عبد الرحمن بن ملجم المرادی قال اريد حيوته ويريد قتلي عذيرك من خليلك من مراد (اخرجه ابن سعد) عبیدہ کہتے ہیں کہ جب جناب امیر علیہ السلام عبد الرحمن بن ملجم مرادی کو دیکھتے فرماتے تھے میں اسکی زندگی چاہتا ہوں اور وہ میرے قتل کرنے کو چاہتا ہے۔ وہ جو میرا دوست اور میرا خلیل اور میری مراد ہے ؛

(۸) **عن** عثمان بن المغيرة قال لما دخل شهر رمضان جعل علي يتعشى ليلة عند الحسن وليلة عند الحسين وليلة عند عبد الله بن جعفر لا يزيد على ثلاث لقم ويقول ياتي امر الله وانا خميص انما هي ليلة او ليلتان (اخرجه ابن الاثير في تاريخه) عثمان بن مغیرہ کہتے ہیں کہ جب ماہ رمضان آیا جناب امیر ایک رات امام حسن کے پاس اور دوسری رات امام حسین کے پاس اور تیسری رات عبد اللہ بن جعفر طیار کے پاس افطار کرنے لگے اور تین لقموں سے زیادہ نہیں تناول کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ خدا کا حکم آنیوالا ہے میں چاہتا ہوں کہ میرا پیٹ خالی ہو اور ایک دو رات کا معاملہ ہے ؛

(۹) **عن** الحسن بن کثیر عن ابیه قال خرج علی لصلوة الفجر فاستقبله الاوز يصحن في وجهه قال فجعلنا نطردهن عنه فقال دعوهن فانهن نوائح فخرج فاصيب (اخرجه احمد في المناقب) وقال ابن الاثير هذا يدل على انه علم السنة والشهر والليلة التي يقتل فيها (کامل التواریخ) حسن بن کثیر اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ جب جناب امیر علیہ السلام صبح کی نماز کو گھر سے باہر تشریف لیجانے لگے بطخیں انکے سامنے ہو کر چلانے لگیں ہم انکو ہٹانے لگے جناب امیر نے ارشاد کیا انکو چھوڑ دو یہ نوحہ کر رہی ہیں۔ یہ فرما کر تشریف لیگئے اور شہید ہوگئے ؛ ابن اثیر جزری رحمۃ اللہ علیہ کامل التواریخ میں لکھتے ہیں کہ یہ امر اس پر دال ہے کہ جناب امیر اپنی شہادت کے برس اور مہینے اور اس رات سے جس میں وہ شہید ہوئے واقف تھے ؛

(۱۰) **عن** ابی عبد الرحمن السلمی قال قال حسين بن علي قال لي علي سنح لي الليلة رسول الله صلى الله عليه وسلم في منامي فقلت يا رسول الله ما لقيت من امتك من الاود واللدد قال ادع عليهم قلت اللهم ابدلني بهم من هو خير لي منهم وابدلهم بي من هو شر مني فخرج فضربه الرجل (اخرجه ابن الاثير في كامل التواريخ واخرجه احمد في المسند عن علي البصري) ابو عبد الرحمن السلمی سے منقول ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام مجھ سے بیان فرماتے تھے کہ جناب امیر علیہ السلام نے ہم سے بیان کیا کہ آج رات خواب میں مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضری ہوئی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی امت سے مجھ کیا کیا صدمے پہنچے اور جھگڑے پیش آئے ہیں۔ حضرت نے ارشاد کیا تم ان پر دعا کرو۔ اے میرے پروردگار ان کے بدلے میں مجھ کو ان سے بہتر لوگوں کی صحبت عطا کر اور میرے بدلے میں اس کو کسی بدترین کی صحبت میں رکھ۔ پس آپ تشریف لیگئے اور اس آدمی نے ان کو شہید کیا ؛

جناب امیر کی شہادت کا بیان

قال ابن سعد انتدب ثلثة نفر من الخوارج عبد الرحمن بن ملجم المرادي والبرك بن عبد الله التميمي وعمرو

ابن بكير التميمي فاجتمعوا بمكة وتعاهدوا وتعاقدوا ليقتلن هؤلاء الثلاثة علي ومعاوية وعمرو بن العاص و
يريحوا العباد منهم فقال ابن ملجم انا لكم بعلي وقال البرك انا لكم بمعاوية وقال عمرو بن بكير انا اكفيكم عمرو بن
العاص وتعاهدوا على ان ذلك يكون في ليلة واحدة ليلة حادي عشر او ليلة سابع عشر رمضان ثم
توجه كل واحد منهم الى المصر الذي فيه صاحبه فقدم ابن ملجم الكوفة فلقي اصحابه من الخوارج فكاتمهم
الى ان كانت ليلة الجمعة سابع عشر رمضان سنة اربعين فاستيقظ علي سحرا فقال لابنه الحسن رايت الليلة رسول الله صلى
الله عليه وسلم فقلت يا رسول الله ما لقيت من امتك من الاود واللدد فقال ادع الله عليهم فقلت اللهم ابدلني
بهم خيرا منهم وابدلهم بي شرا لهم مني ودخل ابن النباح المؤذن على ذلك فقال الصلوة فخرج علي من الباب
ينادي ايها الناس الصلوة الصلوة فاعترضه ابن ملجم فضربه بالسيف فاصاب جبهته الى قرنه ووصل الى
دماغه فشد الناس عليه من كل جانب فامسك واوثق واقام علي الجمعة والسبت وتوفي ليلة الاحد (نقلت من
تاريخ الخلفاء للسيوطي) ابن سعد طبقات میں لکھتے ہیں کہ خوارج میں سے عبد الرحمن بن ملجم المرادی اور برک بن عبد اللہ
التمیمی اور عمرو بن بکیر التمیمی تین آدمی خارجیوں میں سے مکہ معظمہ میں جا اکٹھے ہوئے اور باہم عہد کیا کہ علیؑ
اور معاویہ اور عمرو بن العاص تین شخصوں کو قتل کرنا چاہیے ابن ملجم کہنے لگا میں تمہارا علیؑ کو تہ تیغ کرنیکا ذمہ لیتا
ہوں برک نے کہا میں معاویہ کے مارنیکا ذمہ لیتا ہوں اور عمرو بن بکیر نے عمرو بن العاص کے مارنیکا ذمہ لیا اور تینوں نے
سے یہ عہد کیا کہ یہ امر ایک ہی شب میں واقع ہو رمضان کی گیارہویں یا سترہویں پھر ان میں سے ہر ایک شہر کی طرف جہاں
اس کا حریف مقیم تھا روانہ ہوا چنانچہ ابن ملجم کوفہ میں پہونچا اور خارجیوں میں سے اپنے دوستوں کو ملا اپنی ہم
ارادہ رکھے لگے رمضان کی سترہویں شب کو جناب امیرؑ صبح بیدار ہوئے اور اپنے فرزند امام حسن علیہ السلام
سے کہنے لگے بیٹے آج رات خواب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا میں نے حضرت سے عرض کیا
یا رسول اللہ آپکی امت نے مجھ پر کیا کیا غصے دلائے اور جھگڑے مجھ سے کیے حضرت نے ارشاد کیا کہ تم ان پر
دعا کرو میں نے دعا کی یا الٰہا انکے بدلے میں مجھے ان سے بہتر لوگوں کی صحبت عطا کر اور میرے بدلے انکو کسی بدکی صحبت
عطا کر اتنے میں ابن النباح مؤذن نے آکر الصلوۃ الصلوۃ کی آواز بلند کی جناب امیر دروازے سے باہر نکلے
اور ایہا الناس الصلوۃ الصلوۃ پکارنے لگے ابن ملجم نے بڑھ کر آپکی پیشانی سے اوپر سر کے ایک طرف تلوار ماری
کہ دماغ میں پہنچی پس ہر جانب سے لوگ دوڑ پڑے اور اس کو پکڑ لیا اور باندھ لیا جناب امیر جمعہ اور ہفتہ کے
دن تک زندہ رہے اور اتوار کی رات رحلت فرما گئے۔

(۲) قال الزبير بن بكار كان من بقي من الخوارج تعاقدوا على قتل علي ومعاوية وعمرو بن العاص فخرج
لذلك ثلاثة فكان ابن ملجم هو الذي التزم لهم قتل علي فدخل الكوفة لذلك واشترى سيفا له
بالف درهم وسقاه السم وكان في خلال ذلك ياتي عليا يساله ويستحمله فحمله الى ان وقعت عينه على
قطام امراة رائقة جميلة كانت ترى راي الخوارج وكان علي قد قتل اباها واخاها بالنهروان فخطبها
ابن ملجم فقالت اليت ان لا اتزوج الا على مهر لا اريد سواه فقال وما هو فقالت ثلاثة الاف درهم وقتل
علي قال ابن ملجم والله لقد قصدت لقتل علي وما اقدمني هذا المصر غيره ذلك فقالت ان قتلته

نجوت فهو الذی اردت تبلیغ شفاء نفسی ویهنیک العیش معی ان قتلت فما عند الله خیر من الدنیا فقال لها لک ما اشترطت فقالت له سا التمس من یشد ظهرک فبعثت الی ابن عم لها فاجابها ولقی ابن ملجم شبیب بن بجرة الاشجعی فقال یا شبیب هل لک فی شرف الدنیا والاخرة قال وما هو قال تساعدنی علی قتل علی قال ثکلتک امک لقد جئت شیئا ادا کیف تقدر علی ذلک قال انه رجل لا حرس له ولا یخرج الی المسجد الا منفردا دون من یحرسه فنکمن له فی المسجد فاذا خرج الی الصلوٰة قتلناه فان نجونا نجونا وان قتلنا سعدنا بالذکر فی الدنیا والاخرة فقال ویلک ان علیا ذو سابقة فی الاسلام مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فا نشرح نفسی بقتله قال ویلک انه حکم الرجال فی دین الله عزوجل وقتل اخواننا الصالحین فنقتله ببعض من قتل ولا تشکن فی دینک فاجابه واقبلا حتی دخلا علی قطام وهی معتکفة فی المسجد الاعظم فی قبة ضربت لنفسها فدعت لهم واخذوا اسیافهم وجلسوا قبالة السدة التی یخرج منها علی فخرج منها علی الی الصلوٰة الصبح فبدره شبیب فضربه فاخطاه فضربه ابن ملجم لعنة الله علیه علی راسه وقال الحکم لله لا لک ولا لاصحابک فقال علی لا یفوتکم الکلب فشد الناس علیه من کل جانب فاخذوه وهرب شبیب خارجا من الباب فلما اخذ قال علی احبسوه فان مت فاقتلوه ولا تمثلوا به وان لم امت فالامر لی فی العفو والقصاص (اخرجه ابو عمر وابن عبد البر فی الاستیعاب) ترجمہ: لکھا ہے کہ خارجیوں سے جو لوگ کہ جنگ نہروان میں قتل ہونے سے بچ گئے تھے انہوں نے جناب امیر اور معاویہ اور عمرو بن العاص کے قتل کرنے پر معاہدہ کیا اس امر کی انجام دہی کیلئے تین آدمی نکلے ان میں سے عبدالرحمن بن ملجم مرادی وہ نامراد شخص تھا جس نے کہ جناب امیرؑ کے قتل کرنے کا ان سے وعدہ کیا تھا ابن ملجم کوفہ میں اسی غرض کیلئے آیا اور ہزار درہم کو ایک تلوار مول لی اور اسکو زہر کا بجھا دیا۔ اس شقی نے جناب امیرؑ کی خدمت میں آنا جانا رکھا تاکہ جناب امیرؑ اسے کوئی کام سپرد کریں جس سے ایک خدمت سپرد کی تاکہ اسکی نگاہ قطامہ پر پڑی جو نہایت حسینہ تھی۔ اور خارجیوں کی لئے تو دیکھ رہی تھی جناب امیرؑ نے نہروان کی لڑائی میں اسکے باپ کو اور بھائیوں کو قتل کیا ہوا تھا۔ ابن ملجم نے اس سے اپنے نکاح کی درخواست کی اس نے جواب دیا کہ میں ایسے مہر کے سوا کہ بجز اسکے اور کچھ نہیں چاہتی نکاح نہیں کر سکتی ابن ملجم نے مہر کی شرح پوچھی قطامہ نے کہا تین ہزار دینار اور جناب امیرؑ کا قتل ہے ابن ملجم نے کہا بخدا تو نے ایسی چیز کو طلب کیا ہے کہ جس کیلئے میں اس شہر میں آیا ہوں وہ کہنے لگی اگر تو نے جناب امیرؑ کو قتل کیا اور بچ نکلا تو یہیں وہی بات جو تجھے حاصل ہو جائیگی جو کہ تو چاہتا ہے اور میرا بدلہ بھی تجھے مہر میں رعایت حاصل ہوگی اور تجھے مجھ سے ایک گونہ عیش حاصل ہوگا اور اگر تو قتل ہوگا تو پس جو کچھ کہ اللہ کے پاس ہے وہ دنیا سے بہتر ہے ابن ملجم کہنے لگا کہ تجھی چاہئے کہ تو اپنی شرط کو پورا کرے۔ قطامہ نے کہا میں تجھ لیے ایسے شخص سے ملاقی ہوں جو اس کام میں تیری مدد کریگا۔ پس اس نے اپنے چچا زاد بھائی کو بلا بھیجا وہ اس کے پاس آیا اسکے بعد ابن ملجم شبیب بن بجیرہ الاشجعی سے ملا اور کہنے لگا اے شبیب کیا تجھے دنیا و آخرت کی شرف حاصل کرنے میں کچھ رغبت ہے شبیب کہنے لگا وہ کیا ہے۔ ابن ملجم نے کہا وہ جناب امیرؑ کا قتل کرنا ہے شبیب نے کہا تیری ماں تجھے روئے تو نے ایک عجیب بات کہی ہے ہم کیونکر انپر قابو پا سکتے ہیں۔ ابن ملجم کہنے لگا جناب امیرؑ کا کوئی

نگہبان نہیں اور مسجد میں وہ تنہا جاتے ہیں کوئی اُنکے ساتھ محافظ نہیں ہوتا۔ ہم کمین میں بیٹھ رہیں جب وہ صبح
کی نماز کیلئے نکلیں تو ہم انکو شہید کر ڈالیں پھر اگر ہم بچ گئے بچ گئے اور اگر مارے گئے تو ہم دنیا و آخرت میں ذکر خیر
چھوڑ جائینگے۔ شبیب نے کہا ارے تو مر جائیے جناب امیر تو انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صاحب سبقت ہیں انکو
قتل کرنے سے بھلا میرا دل کیونکر خوش ہو سکتا ہے۔ ابن ملجم کہنے لگا تجھ پر سخت افسوس ہے انہوں نے خدا کے
دین میں لوگوں کو منصف مقرر کیا ہے اور ہمارے دیندار بھائیوں کو قتل کیا ہے۔ ہم انکو اس قتل کے بدلہ میں اگر انکی
کی عداوت سے قتل کریں گے تو اپنے دین میں کسی طرح سے شک اور شبہ اپنے دل میں نہ لائینگے۔ شبیب نے اس کی بات
کو مان لیا۔ اور وہ دونوں قطامہ کے پاس گئے اُس نے مسجد اعظم میں اپنا اعتکاف کیلئے ایک خیمہ لگا رکھا تھا
اور وہ اسمیں معتکف تھی۔ اُس نے اُن دونوں کو اپنے پاس بلا لیا۔ وہ اپنی تلواروں کو لے کر اس دروازے کے پاس
بیٹھ گئے جہاں سے جناب امیر مسجد میں آیا کرتے تھے۔ پس جناب امیر صبح کی نماز کیلئے گھر سے باہر تشریف لائے شبیب نے
تلوار ماری اسکا وار خالی گیا۔ ابن ملجم نے کہ خدا کی پھٹکار اس پر۔ جناب امیر کے سر اقدس پر تلوار
لگائی۔ اور کہنے لگا یا علی حکم خاص خدا کے لئے ہے نہ آپ کا ہے نہ آپکے دوستوں کا۔ جناب امیر نے لوگوں کو
کہا دیکھو یہ کتا نکلنے نہ پائے۔ پس لوگوں نے ہر طرف سے اس پر حملہ کیا اور اس کو گرفتار کر لیا۔ شبیب بھاگ نکلا کر
باہر سے بھاگ گیا جب ابن ملجم گرفتار ہو گیا جناب امیر نے فرمایا اسکو قید رکھو اگر میں مر گیا تو تم نے اس کو قتل
اور مثلہ نہ کرنا اور زندہ رہا تو بخش دینا اور قصاص لینا میرے اختیار میں ہوگا۔

(۳) عن الليث بن سعد ان ابن ملجم ضرب عليا في صلوة الصبح بسيف كان سمه بسم ومات من يومه
ودفن بالكوفة ليلا (اخرجه البغوي) واختلفوا اهل ضربه في الصلوة او قبل الدخول فيها وهل استخلف من اتم
الصلوة او هو اتمها والاكثر على انه استخلف جعدة بن هبيرة فصلى بهم تلك الصلوة (اخرجه
محب الطبري في الرياض) لیث بن سعد سے منقول ہے کہ ابن ملجم نے جناب امیر کو صبح کی نماز میں زہر کی بجھی تلوار ماری
تھی اور اسی روز جناب امیر نے انتقال فرما گئے۔
اور لوگوں کا اس میں اختلاف ہے کہ ابن ملجم نے آپکو عین صبح کی نماز میں تلوار ماری تھی یا کہ نماز سے پہلے۔ اور آیا جناب
امیر نے نماز کی تمام کرنے کیلئے کسی کو اپنا خلیفہ کیا تھا یا کہ خود نماز کو پورا کیا تھا۔ اکثر لوگ یہ کہتے ہیں کہ جناب امیر نے
جعدہ بن ہبیرہ کو نماز کیلئے اپنا خلیفہ کیا تھا اور اُس نے نماز کو پورا کیا تھا۔

(۴) عن هارون بن يحيى قال ان عليا لما ضربه ابن ملجم قال فزت ورب الكعبة (اخرجه ابن الاثير في
الكامل في التواريخ) ہارون بن یحیی کہتے ہیں کہ جب ابن ملجم ملعون نے جناب امیر علیہ السلام کو چوٹ لگائی تو جناب امیر
چلائے کہ یا رب کعبہ کی قسم ہے میں رستگار ہو گیا۔

جناب امیر کی اپنے قاتل سے ہمدردی

(۱) عن هيثم مولى الفضل قال لما قتل ابن ملجم عليا قال الحسن والحسين عزمت عليكم لما
حبستم الرجل فان مت فاقتلوه ولا تمثلوا به فاني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول

وایاکم والمثلة ولو بالکلب العقور (اخرجه الفضائلی) ہیثم نے فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کے غلام سے روایت کی ہے کہ جب جناب امیر علیہ السلام کو ابن ملجم نے زخمی کیا آپ نے حسنین علیہما السلام سے وصیت فرمانے لگے میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ جب تم نے اس آدمی کو قید کر لیا ہے اگر میں مر جاؤں تو اسکو قتل کرنا اور مثلہ نہ کرنا کیونکہ میں نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تم مثلہ کرنے سے اگرچہ کاٹنے والا کتا ہی ہو بچو ۔

(۲) عن الحسین بن کثیر عن ابیه وکان قد ادرک علیا قال خرج علی الی الفجر فاقبل الاوز یصحن فی وجهه فطردوهن فقال دعوهن فانهن نوائح فضربه ابن ملجم قلت له یا امیر المؤمنین خل بیننا وبین مراد فلا یقوم لهم ثاغیة ولا راغیة ابدا قال لا ولکن احبسوا الرجل فاذا انا مت فاقتلوه فاذا عشت فالجروح قصاص (اخرجه احمد فی المناقب) حسین بن کثیر اپنے والد سے کہ انہوں نے جناب امیر کو دیکھا تھا روایت کرتا ہے کہ جناب امیر صبح گھر سے برآمد ہوئے بطخیں انکے سامنے ہو کر فریاد کرنے لگیں لوگ انکو ہٹانے لگے جناب امیر نے فرمایا انکو چھوڑ دو یہ نوحہ کر رہی ہیں پس ابن ملجم نے آپکو ضرب لگائی میں نے عرض کیا یا امیر المؤمنین آپ ہمارے اور بنی مراد کے درمیان جنگ کی اجازت دیدیں تاکہ انکے اونٹ اور بکری باقی نہ چھوڑے جائیں فرمایا نہیں لیکن تم اس آدمی کو قید رکھو جب میں مر جاؤں اسکو قتل کر دینا اور اگر میں زندہ رہوں تو صرف زخم کا بدلہ لیا جائیگا۔

(۳) عن حسین بن کثیر قال قال علی النفس بالنفس ان هلکت فاقتلوه وان بقیت رأیت فیه رأیی یا بنی عبد المطلب لا الفینکم تخوضون دماء المسلمین تقولون قد قتل امیر المؤمنین الا لا تقتلن الا قاتلی انظر یا حسن ان انا مت من ضربتی هذه فاضربه ضربة بضربة ولا تمثلن بالرجل فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاکم والمثلة ولو بالکلب العقور (اخرجه محب الطبری فی الریاض النضرة)

حسین بن کثیر ناقل ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ جان کا بدلہ جان ہے اگر میں مر جاؤں تو اسکو مار ڈالنا اور اگر میں زندہ رہا تو اسکی نسبت میں اپنی رائے کو دیکھونگا۔ اے بنی عبد المطلب تم مسلمانوں کا خون کرتے نہ پھرنا کہ کہتے پھرو امیر المؤمنین مارے گئے ہیں خبردار بجز میرے قاتل کے کسی کو نہ مارنا۔ اے حسن نگاہ رکھیو کہ اگر میں اس ضرب سے جو مجھکو لگا ہے مر جاؤں تو تم بھی میرے قاتل کو ایک ہی ضرب لگانا اور ٹکڑے ٹکڑے نہ کرنا تحقیق میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ مثلہ کرنے سے بچو اگرچہ کاٹنے والا کتا ہی ہو۔

(۴) عن الزبیر بن بکار قال قال علی احبسوه فان انا مت فاقتلوه ولا تمثلوا به فان لم امت فالامر الی فی العفو والقصاص (اخرجه البغوی) زبیر بن بکار کہتے ہیں کہ جناب امیر نے اپنے قاتل لعین کی نسبت فرمایا اگر میں مر جاؤں تو تم نے اسے بھی مار ڈالنا اور ٹکڑے ٹکڑے نہ کرنا اور اگر میں زندہ رہا تو مجھے اس کے بخشنے اور بدلا لینے میں اختیار ہوگا۔

(۵) عن الزهری قال لما ضرب علی تلک الضربة قال ما فعل ضاربی اطعموه من طعامی واسقوه من شرابی فان عشت فانا اولی بحقی وان مت فاضربوه ولا تزیدوه علیه (اخرجه الخوارزمی) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے استاد زہری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ جب جناب امیر کو وہ ضرب لگی تو فرمانے لگے میرا قاتل کہاں ہے اسکو میرا کھانا کھلاؤ اور میرا پانی اسکو پلاؤ اگر میں زندہ رہا تو میں اپنے حق کا زیادہ حقدار ہوں اور اگر میں مر گیا پس تم نے

اس کو ایک ضرب لگانا اور اس پر کسی قسم کی زیادتی نہ کرنا ۔

جناب امیر علیہ السلام کی وصیت

(۱) عن جویریة العبدی قال قال علی للحسن یا حسن لا تتغال فی کفنی فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تغالوا فی الکفن وامشوا بین المشیین فان کان خیرًا عجلتمونی وان کان شرًا القیتموه عن اکتافکم (ابو داؤد) جویریہ عبدی رضی اللہ عنہ نقل ہے کہ جناب امیر نے حضرت حسن علیہ السلام سے وصیت فرمائی کہ اے حسن میرے کفن میں زیادہ تکلف نہ کرنا کیونکہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ کفن میں غلو نہ کرو اور میت کو لے کر درمیانی چال چلو یعنی نہ دوڑ کر چلو اور نہ زیادہ آہستہ کیونکہ اگر کوئی امر نیک پیش آنیوالا ہوگا تو تم نے اسکی تعجیل کی ہوگی۔ اور اگر برائی پیش آنیوالی ہوگی تو تم نے اپنے کندھے کا بوجھ ہلکا کیا ہوگا ۔

(۲) عن الحسن قال لما حضرت ابی الوفات اقبل یوصی فقال هذا ما اوصی به علی بن ابی طالب اخو محمد صلی اللہ علیہ وسلم وابن عمه وصاحبه اول وصیتی اشهد ان لا اله الا اللہ وان محمدًا عبده ورسوله وخیرته اختاره بعلمه وارتضاه لخلقه وان اللہ باعث من فی القبور وسائل الناس عن اعمالهم عالم بما فی الصدور ثم انی اوصیك یا حسن وکفی بك وصیًا بما اوصانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا کان ذلك یا بنی الزم بیتك وابك علی خطیئتك ولا تکن الدنیا اکبر همك واوصیك یا بنی بالصلوٰة عند وقتها والزکوٰة فی اهلها عند محلها والصمت عند الشبهة والاقتصاد والعدل فی الرضاء والغضب وحسن الجوار واکرام الضیف ورحمة المجهود واصحاب البلاء وصلة الرحم وحب المساکین ومجالستهم والتواضع فانه من افضل العبادة وذکر الموت وزهد فی الدنیا فانك رهن الموت وغرض بلاء وصریع سقم واوصیك بخشیة اللہ تعالی فی سر امرك وعلانیتك وانهاك عن مخالفة التسرع بالقول والفعل واذا عرض لك شیء من امر الآخرة فابدأ به واذا عرض لك امر من الدنیا فتأنه حتی تصیب رشدك فیه وایاك ومواطن التهمة والمجلس المظنون به السوء فان قرین السوء یغیر جلیسه وکن للہ یا بنی عاملًا وعن الخنی زجورًا وبالمعروف امرًا وعن المنکر ناهیًا وواخ الاخوان فی اللہ واحب الصالح لصلاحه ودار الفاسق عن دینك وابغضه بقلبك وزایله باعمالك لئلا تکون مثله وایاك والجلوس فی الطرقات ودع المماراة ومجاراة من لا عقل له واقتصد یا بنی فی معیشتك واقتصد فی عبادتك وعلیك فیها بالامر الدائم الذی تطیقه والزم الصمت تسلم وقدم لنفسك تغنم وتعلم الخیر تعلم وکن ذاکرًا للہ تعالی علی کل حال وارحم من اهلك الصغیر ووقر الکبیر ولا تاکل طعامًا حتی تصدق منه قبل اکله وعلیك بالصوم فانه زکوٰة البدن وجنة لاهله وجاهد نفسك واحذر جلیسك واجتنب عدوك وعلیك بمجالس الذکر واکثر من الدعاء فانی لم آلك یا بنی نصحًا وهذا فراق بینی وبینك واوصیك باخیك محمد خیرًا فانه ابن ابیك وقد تعلم حبی له واما اخوك الحسین فهو شقیقك وابن امك وابیك و

واللہ انجلیقتعنی کرہ ایاہ ان تسال ان تصیبکم وان یکف الطغاۃ عنکم واصبر اصبر حتی تفضی
اللہ ھذا الامور ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ جناب امام حسن علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب میرے والد
بزرگوار علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آ گیا آپ وصیت فرمانے لگے کہ یہ وہ بات ہے کہ جسکی نسبت علی ابن ابی
طالب جناب محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھائی اور اُنکا ابن عم اور انکا مصاحب وصیت کرتا ہے سب سے پہلے میری وصیت
یہ ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود سوائے خدا کے نہیں اور محمد اُسکے رسول اور برگزیدہ ہیں اسنے اپنے علم سے انکو رسالت
کیلئے منتخب کیا اور اپنی خلق کی ہدایت کیلئے انکو پسند کیا۔ اور جو لوگ کہ قبروں میں ہیں انکو اللہ تعالے زندہ کریگا اور
اُنکے اعمال کی پرسش فرمانے والا ہے اور جو کچھ کہ لوگوں کے دلوں میں ہے اُس کو وہ جانتا ہے۔ بعد اس کے
اے حسن میں تجھکو وصیت کرتا ہوں اور میری وصیت ادا کرنے کیلئے تو کافی ہے۔ یہ وہ چیز ہے کہ اس کے ساتھ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو وصیت کی ہے پس جب کہ ایسا ہو تو تو اپنے گھر میں رہا کر اور اپنے گناہ پر رویا
کر اور دنیا کے حاصل کرنے میں اپنی ہمت کو صرف نہ کر اور اے میرے فرزند میں تجھ کو وصیت کرتا ہوں کہ
نماز کو اس کے وقت پر ادا کیا کر۔ اور جب زکوٰۃ دینے کا محل ہو تو اس کے مستحق کو دیا کر اور جب کوئی مشتبہ ہو تو اس میں
ساکت رہا کر۔ اور خوشنودی اور غصے میں میانہ روی اور عدالت اختیار کر اور اپنے ہمسایہ کے ساتھ نیکی کر اور مہمان
کی تکریم کر۔ اور جو لوگ کہ عاجز ہوں اور مصیبت میں مبتلا ہوں اُن پر رحم کر اور صلہ رحم بجا لا اور مسکینوں سے محبت کر اور انکے پاس بیٹھا
کر۔ اور ان سے تواضع کیا کر اسلئے کہ یہ افضل عبادت ہے اور موت کو یاد رکھ۔ اور دنیا میں زہد اختیار کر اسلئے کہ تو موت سے
چھوٹ نہیں سکتا اور دنیا بلا کے نازل ہونے کا مقام ہے اور بیماریوں میں مبتلا ہے اور نیز میں تجھکو وصیت کرتا ہوں کہ
اپنے ظاہر اور باطن میں اللہ تعالے سے ڈرا کر اور ہر قول و فعل میں شرع شریف کی مخالفت سے منع کرتا ہوں اور جب
کوئی چیز امور آخرت میں سے تجھکو پیش آئے تو اُس میں جلدی کر اور جب کوئی امور دنیا میں سے تجھکو پیش آئے تو اس میں
تامل کر یہانتک کہ اپنی بہبودی کو اُس میں تحقیق کر لے اور ایسے مقامات میں کہ جنمیں تہمت کا شبہ ہو اور ایسی
صحبتیں کہ جن میں برائی کا گمان ہو بچا کر اسواسطے کہ جو شخص کہ خود برا ہے وہ اپنے ہم صحبت کو بگاڑ دیتا ہے۔ اے میرے
فرزند تو اپنے عمل کو اللہ تعالے کیلئے خاص اور خالص کر اور گنہگار کو تنبیہ اور اچھی بات کا حکم کر اور بری بات سے
منع کیا اور بھائیوں سے خدا کی راہ میں دوستی کر اور صالح شخص سے بسبب اُسکی نیکی کے دوست رکھ اور فاسق سے مدارا
کر اور دل میں اسکو برا سمجھ اور اپنے اعمال میں اس سے علیحدہ رہ تاکہ ایسا نہو کہ تو بھی مثل اسکی ہو جائے اور بازاروں میں نہ
بیٹھا کر اور بے وقوفوں سے صحبت نہ کیا کر نہ انکی ہمسائگی اختیار کر اور اپنی معاش میں اور عبادت میں میانہ روی
اختیار کر اور عبادات مسنونہ میں سے اُسی چیز کو اختیار کر کہ جس کے ادا کرنے کی تجھکو طاقت ہو اور ہمیشہ اس کو قائم رکھ سکے
اور سکوت کو اپنے اوپر لازم کر لے کہ اُس کے سبب سے تو برائیوں سے بچ سکتا ہے اور نیکی کو اپنے نفس پر ہمیشہ مقدم کر تاکہ
تجھے غنیمت حاصل ہو اور ہر حال میں خدا کو یاد کیا کر اور تیرے عزیز و اقارب ہیں اُن میں جو شخص صغیر السن ہو اُس پر رحم کر اور
جو کبیر السن ہو اسکی بزرگی کر اور جب تو کھانا کھانے لگے تو پہلے اُس میں سے صدقہ دیدیا کر اور تجھ کو روزہ رکھنا لازم ہے
اسلئے کہ وہ بدن کی زکوٰۃ ہے اور روزہ دار کی سپر ہے اور اپنے نفس سے مجاہدہ کیا کر اور ہمنشین سے ہوشیار رہا کر اور
اپنے دشمن سے پرہیز کیا کر اور تو ہمیشہ انہی مجلسوں میں بیٹھا کر کہ جن میں خدا کا ذکر ہوتا ہو اور اکثر دعا کیا کر اے

فرزند میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ تو ہی نہیں فی الحال اب میرے اور تیرے بعد اپنے بھائی کا اجر اور وہ میں
تیرے بھائی محمد حنفیہ کو باب بندگی نیکی کی وصیت کرتا ہوں کہ وہ تیرے باپ کا بیٹا ہے اور مجھے جانتا ہے کہ وہ تجھ سے
محبت رکھتا ہو گو جانتا ہے اور لیکن تیرا بھائی حسین ہوچکا تیرا اچھی بہن بھائی [illegible]
جیسا ہی اور اللہ تعالے سے تیرے بعد اپنا نگہبان ہے اور میں اس سے سوال کرتا ہوں کہ تمہارے کاموں کی اصلاح کرے
اور سرکشوں کے اور باغیوں کو تم سے دفع کرے اور تجھے صبر کرنا چاہئے یہاں تک کہ اس بات کا حکم کر
لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔

جناب امیرؓ کے انتقال کا بیان

(۱) عن عمرو بن ذی مر قال لما اصیب علی بالضربۃ دخلت علیہ وقد عصب راسہ قال قلت یا امیر المومنین ارنی ضربتک قال فحلہا فقلت خدش ولیس بشیء قال انی مفارقکم فبکت ام کلثوم من وراء الحجاب فقال لہا اسکتی فلو ترین ما اری لما بکیت قال فقلت یا امیر المومنین ما ذا تری قال ہذہ الملائکۃ وفود و النبیون وہذا محمد صلی اللہ علیہ وسلم یقول یا علی ابشر فما تصیر الیہ خیر مما انت فیہ (اخرجہ ابن الاثیر) عمرو بن ذی مر سے روایت ہے کہ جب جناب امیرؓ کو زخم لگا میں انکی خدمت میں گیا اور انکے سر پر پٹی کا باندھا ہوا تھا میں نے کہا یا امیر المومنین مجھے اپنا زخم دکھائیے انہوں نے پٹی کھلوا کر مجھے زخم دکھایا میں نے کہا یہ خراش ہے اور کچھ بھی نہیں ہے فرمانے لگے میں تم سے جدا ہوتا ہوں اگر تم بھی دیکھتے جو میں دیکھتا ہوں تو ہرگز نہ روتیں میں نے عرض کیا یا امیر المومنین آپ کیا دیکھتے ہیں فرمانے لگے یہ فرشتوں کے سفیر اور انبیاء تشریف لائے ہیں اور یہ جناب محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے فرما رہے ہیں یا علی بشارت ہو جس حال میں کہ تو آیا ہے اس سے کہ وہ تیری حالت [illegible] اچھی ہے ۔

(۲) عن عبد الرحمن بن حبیب قال لما فرغ علی من وصیتہ قال اقرء علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ثم لم یتکلم الا بلا الہ الا اللہ حتی قبضہ اللہ وغسلہ ابناہ وعبد اللہ بن جعفر وصلی علیہ الحسن وکبر علیہ اربعا وکفن فی ثلاثۃ اثواب لیس فیہا قمیص ودفن فی السحر (اخرجہ ابن الاثیر) عبد الرحمن بن حبیب کہتے ہیں کہ جب جناب امیرؓ وصیت سے فارغ ہو گئے فرمایا میں تم کو السلام علیکم کہتا ہوں اور خدا کی رحمت اور برکت تم پر ہو پھر آپ نے بجز لا الہ الا اللہ کے اور کوئی کلام نہیں کیا یہانتک کہ انتقال فرما گئے انکو دونوں بیٹوں اور عبد اللہ بن جعفر نے انکو غسل دیا اور حسن علیہ السلام نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھی اور چار تکبیریں کہیں اور تین کپڑوں میں کہ ان میں قمیص نہیں تھا صبح کے قریب انکو دفن کیا ۔

(۳) وقال الجخندی صلی علیہ الحسن وکبر علیہ اربع تکبیرات وقیل تسعا (اخرجہ محب الطبری فی الریاض) جخندی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ جناب امیرؓ پر امام حسن علیہ السلام نے جنازہ کی نماز پڑھی اور چار تکبیریں کہیں بعض کہتے ہیں نو تکبیریں کہیں ۔

(۴) روی ہارون بن سعید انہ کان عندہ مسک اوصی بہ ان یحنط بہ وقال فضل من حنوط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجہ البغوی) ہارون بن سعید سے روایت ہے کہ جناب امیرؓ کے پاس تھوڑا مشک تھا وصیت فرمائی کہ اس سے میرے کفن کو معطر کیا جائے اور فرمایا کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حنوط سے بچا ہے ۔

وہ قدرتی آثار جو جناب امیر کی شہادت پر ظاہر ہوئے

(۱) حکی ابن شہاب الزہری قال قدمت دمشق وانا ارید العراق فاتیت عبد الملک بن مروان لاسلم علیہ فوجدتہ فی قبۃ علی فرش فسلمت وجلست فقال یا ابن شہاب اتعلم ما کان ببیت المقدس صبیحۃ قتل علی فقلت نعم فقمت من وراء الناس حتی اتیت خلف القبۃ وحول الی وجہہ فقال ما کان فقلت لم یرفع حجر من بیت المقدس الا وجد تحتہ دم عبیط فقال لا یعلم ھذا احد غیری وغیرک فلا یسمعن منک فما حدثت بہ حتی توفی (ابو جعفر بن [illegible])

ابن شہاب زہری سے منقول ہے کہ میں دمشق میں گیا اور میرا عراق کی طرف جانے کا ارادہ تھا۔ پس میں عبد الملک بن مروان کے سلام کرنے کو گیا وہ ایک خیمہ میں تھا میں نے سلام کیا اور بیٹھ گیا عبد الملک مجھ سے کہنے لگا اے ابن شہاب تجھے معلوم ہے کہ جس روز جناب امیر علیہ السلام شہید ہوئے تھے اس روز بیت المقدس میں کیا ہوا تھا۔ میں نے کہا ہاں مجھے معلوم ہے۔ عبد الملک کہنے لگا تو آگے میرے پاس چلا آ۔ میں لوگوں کے پس پشت ہو کر خیمہ کی پشت کی طرف اٹھ گیا۔ پاس گیا اور اس نے میری طرف منہ پھیر لیا۔ اور کہنے لگا کیا بات ہے۔ میں نے کہا اس روز بیت المقدس کا کوئی پتھر نہیں اٹھایا گیا تھا کہ اس کے نیچے تازہ خون نہ تھا۔ عبد الملک کہنے لگا کہ میرے اور تیرے سوا کوئی اس امر کا جاننے والا نہیں اور تجھ سے کوئی اس بات کو نہ سنے۔ ابن شہاب کہتے ہیں کہ عبد الملک کے مرنے تک میں نے اس کا تذکرہ کسی سے نہیں کیا۔

(۲) قال الحافظ ابو بکر بن الحسین البیہقی قلت کذا اروی فی ھاتین الروایتین وروی باسناد صحیح عن الزہری ان ذلک کان حین قتل الحسین ولعلہ وجد عندہما عند قتلہما جمیعا (نقلہ الزرندی فی درر السمطین)

ابو بکر بن حسین بیہقی کہتے ہیں کہ ان دونوں روایتوں میں اسی طرح بیان ہوا ہے اور زہری کی روایت ہے کہ بیت المقدس کے پتھروں کے نیچے تازہ خون پایا گیا تھا۔ اور اس روایت کی سند صحیح ہے شاید کہ اس نے دونوں صاحبوں کی شہادت کے وقت ایسا پایا ہو۔

(۳) عن ابی القاسم الحسن بن محمد المعروف بابن الرفا قال کنت فی المسجد الحرام فرایت الناس مجتمعین حول مقام ابراہیم فقلت ما ھذا قالوا راہب قد اسلم فہو یحدث بحدیث عجیب فاشرفت علیہ فاذا شیخ کبیر علیہ جبۃ صوف وقلنسوۃ صوف عظیم الخلقۃ وہو قاعد عند مقام ابراہیم فسمعتہ یقول کنت قاعدا فی صومعتی فی بعض الایام فاشرفت منہا فاذا طائر کالنسر الکبیر قد سقط علی صخرۃ علی شاطئ البحر فتقیأ فرمی ربع انسان ثم طار فغاب یسیرا ثم عاد فتقیأ ربعا آخر ثم طار وعاد فتقیأ ربعا ہکذا الی ان تقیأ اربعۃ ارباع الانسان ثم طار فدنت الارباع بعضہا من بعض فالتأمت فقام منہا انسان کامل وانا اتعجب حتی انحدر الطائر فقض علیہ فاخذ ربعہ ثم طار ثم عاد فاختطف ربعا آخر ثم طار وہکذا الی ان اختطف جمیعہ فبقیت متفکرا وتحسرت الا کنت سالتہ من ہو فبقیت متفکرا فلما کان فی الیوم الثانی اذا بالطائر قد اقبل وفعل کفعلہ بالامس فلما التامت الارباع وصارت شخصا کاملا نزلت من صومعتی مبادرا الیہ فسالتہ

من انت فسکت عنی فقلت بحق من خلقك من انت قال انا ابن ملجم فقلت وما فعلت قال قتلت علی بن ابی طالب فوکل بی ھذا الطائر یقتلنی کل یوم قتلة فھذا اخبری فانقض الطائر فاخذ ربعه وطار فسالت عن علی فقالوا ابن عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاسلمت (اخرجه الخوارزمی) ابوالقاسم بن محمد المعروف بابن الوفاء سے منقول ہے کہ میں کعبہ میں تھا۔ لوگوں کو دیکھا کہ مقام ابراہیم کے گرد مجتمع ہیں میں نے پوچھا یہ کیا بات ہے لوگوں نے کہا ایک راہب مسلمان ہو گیا ہے اور ایک عجیب بات بیان کرتا ہے چنانچہ میں اس کے دیکھنے کو گیا دیکھا کہ ایک بڑا قوی جثہ آدمی ہے اور کملی کا جبہ اور ٹوپی پہنے ہوئے ہے اور وہ مقام ابراہیم کے پاس بیٹھا ہوا لوگوں سے باتیں کر رہا ہے اور سب لوگ کان دھر کر سن رہے ہیں۔ اس نے بیان کیا کہ ایک دن میں اپنے صومعہ میں بیٹھا ہوا تھا ناگاہ میں نے دیکھا ایک طائر مثل بڑے چیل کے ویسا ہی بھاری پتھر پر بیٹھ گیا اور بعد اس کے اس نے قے کی اس کے منہ سے چوتھائی آدمی کی نکلی بعد اس کے اڑ گیا اور تھوڑی دیر غائب رہا بعد اس کے پھر آیا اور قے کی تو دوسرا چوتھائی ٹکڑا اگل دیا بعد اس کے اڑ گیا اور پھر آکر قے کی اور اسی طرح چار ٹکڑے ایک آدمی کے اس کے منہ سے نکلے بعد اس کے پھر اڑ گیا پس وہ چاروں ٹکڑے آپس میں مل گئے اور ان سے پورا آدمی بن گیا مجھے اس کے دیکھنے سے نہایت تعجب ہوا تا کہ پھر وہ طائر آیا اور اس آدمی پر گرا اور جھپٹ کر اس کا چوتھا حصہ اٹھا لے گیا اسی طرح پورے اس آدمی کو اٹھا لے گیا مجھے نہایت فکر ہوئی کہ یہ کیا بات ہے اور افسوس ہوا کہ میں نے اس آدمی سے اس کا حال دریافت نہ کیا جب دوسرا دن ہوا طائر پھر آیا اور گذرے دن کی طرح کرنے لگا جب چاروں ٹکڑے مل گئے اور وہ شخص پورا آدمی بن گیا میں اپنے صومعہ سے اتر کر اس کی طرف دوڑا اور اس کے نزدیک جا کر اس سے پوچھنے لگا تو کون ہے وہ خاموش رہا پھر میں نے اسے خدا کی قسم دیکر پوچھا کہ مجھے بتا تو کون ہے وہ خاموش ہو گیا میں نے پھر کہا تجھ کو قسم ہے اس کی جس نے تجھ کو پیدا کیا ہے مجھے سچ بتا تو کون ہے وہ کہنے لگا میں ابن ملجم ہوں میں نے اس سے پوچھا تیرا اس طائر کے ساتھ کیا قصہ ہے۔ وہ بولا میں نے جناب علی علیہ السلام کو قتل کیا ہے اس لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مجھ پر اس طائر کو مقرر کیا ہے کہ میرے ساتھ ہر روز یہی کرتا ہے جو تو نے دیکھا ہے بعد اس کے میں نے اپنے صومعہ سے باہر نکل کر پوچھا کہ علی بن ابی طالب کون ہیں معلوم ہوا کہ وہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی ہیں بس میں اسلام سے مشرف ہوا۔

جناب امیر علیہ السلام کی وفات پر جناب امام حسن علیہ السلام کا خطبہ

عن ابی حمزة قال خطب الحسن بن علی حین قتل علی فقال یا اھل العراق لقد کان فیکم رجل لا امسی قتل اللیلة واصیب الیوم لم یسبقه الاولون ولم یدرکه الاخرون کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا بعثه فی سریة کان جبرئیل عن یمینه ومیکائیل عن یساره فلا یرجع حتی یفتح اللہ علیه (اخرجه ابن جریر فی تاریخه والدولابی والطبرانی فی الکبیر عن ھبیرة بن مریم) ابن ابی حمزہ سے مروی ہے کہ جب جناب امیر علیہ السلام شہادت پا گئے جناب امام حسن علیہ السلام نے خطبے میں ارشاد فرمایا کہ اے اہل عراق کل تم میں ایک ایسا آدمی موجود تھا جو رات کو قتل ہوا صبح خدا کے پاس پہنچ گیا کہ جس سے پہلے لوگ سبقت نہیں لیگئے اور پچھلے

اس کو بھیجتے وہ پہنچے نہ پاتے تھے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اپنی فوج کا سردار بنا کر بھیجا کرتے تھے تو جبریل انکی دہنی طرف اور میکائیل انکی بائیں طرف ہوتے تھے جب تک کہ خدا تعالیٰ انکو فتح نہیں دیتا تھا وہ واپس نہیں آتے تھے۔

(۲) عن الحسن ابن علی انہ قام خطیبا فحمد اللہ واثنی علیہ فقال اما بعد فواللہ لقد قتلتم اللیلۃ رجلا فی لیلۃ نزل فیہا القرآن وفیہا رفع عیسی بن مریم وفیہا قتل یوشع بن نون فتی موسیٰ اخرجہ ابن جریر۔ ترجمہ جناب امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب امیر علیہ السلام شہادت پا گئے تو وہ خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے اور خدا کی صفت وثنا کے بعد فرمانے لگے اے لوگو خدا کی قسم ہے تم نے آج ایسی رات میں ایک آدمی کو مارا ہے جس میں کہ قرآن اترا ہے اور جس رات میں عیسیٰ بن مریم آسمان پر اٹھائے گئے اور جس رات میں جناب موسیٰ کے نوجوان یوشع بن نون قتل ہوئے تھے۔

(۳) عن عمرو بن حبشی قال خطبنا الحسن حین قتل علی فقال لقد فارقکم رجل ان کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیبعثہ المبعث فیعطیہ الرایۃ فلا ینصرف حتی یفتح اللہ علیہ ما ترک من صفراء ولا بیضاء الا سبعمائۃ درہم کان یرصدہا لخادم لاہلہ اخرجہ احمد۔ عمرو بن حبشی سے منقول ہے کہ جناب امیر کی وفات کے بعد جناب امام حسن علیہ السلام نے ہمیں خطبہ میں ارشاد کیا کہ آج تم سے ایک ایسا آدمی جدا ہو گیا ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اسے علم عطا فرماتے تو جب تک خدا اسے فتح نہ دیتا وہ واپس نہ ہوتا اس نے سونا چاندی کچھ نہیں چھوڑا مگر سات سو درہم کہ وہ اپنے اہل کیلئے خادم اس سے لینا چاہتا تھا۔

جناب امیر کی وفات پر لوگوں کی رائیں

(۱) عن ام المؤمنین عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت لما بلغہا موت علی بن ابی طالب لتصنع العرب ما شاءت فلیس لہا احد ینہاہا اخرجہ ابن عبد البر فی الاستیعاب۔ ترجمہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب انکو جناب امیر علیہ السلام کی وفات کی خبر پہنچی تو فرمانے لگیں اب عرب جو چاہے سو کرے کوئی انکا منع کرنے والا نہیں رہا۔

(۲) وکان معاویۃ یکتب فیما ینزل بہ لیسأل لہ علی بن ابی طالب عن ذلک فلما بلغہ قتل علی قال ذہب الفقہ والعلم بموت ابن ابی طالب فقال لہ اخوہ عتبۃ لا یسمع ہذا منک اہل الشام فقال لہ دعنی عنک اخرجہ ابن عبد البر فی الاستیعاب۔ امیر معاویہ کو جو امور کہ دشوار پیش آیا کرتے تھے انکو لکھکر جناب امیر علیہ السلام سے پوچھا کرتا تھا جب جناب امیر علیہ السلام شہید ہو گئے تو امیر معاویہ کہنے لگے ابن ابی طالب کی موت سے فقہ اور حکمت جاتی رہی عتبہ اسکا بھائی کہنے لگا کہ یہ بات اہل شام نہ سن لیں معاویہ نے کہا چھوڑ مجھے۔

آنحضرت کا جناب امیر سے فرمانا کہ علی اپنا ہاتھ بڑھا میری ساتھ جنت میں جہاں میں داخل ہوں تو بھی داخل ہو

عن ابن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال لما طعن ابی وامر بالشوری دخلت علیہ ام المؤمنین حفصۃ رضی اللہ عنہا فقالت یا ابت ان الناس یزعمون ان ہؤلاء الستۃ لیسوا برضی فقال اسندونی فقال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی یا علی یدک فی یدی تدخل معی یوم القیامۃ حیث ادخل

(اخرجہ الطبرانی فی الکبیر و ابوبکر الشافعی و ابوالحسن بن بشیر فی فوائدہ و ابن عساکر الدیلمی) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب میرے والد جناب عمرؓ زخمی ہوگئے اور انہوں نے مشورت کیلئے حکم دیا ام المومنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اُن کے پاس جاکر کہنے لگیں کہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ یہ چھ اصحاب جناب علی تو ناراض ہیں عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے مجھ کو تکیہ لگا دو پھر بولے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جناب علیؓ کو فرماتے تھے کہ اے علی اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے اور داخل ہو قیامت کے روز میرے ساتھ جہاں کہ میں داخل ہوں ✤

جناب امیر کا آنحضرتؐ کے ساتھ جنت میں ایک گھر میں ہونا

(۱) عن زید بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی انت معی فی قصری فی الجنة مع فاطمة ابنتی وانت اخی ورفیقی ثم تلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخوانا علی سرر متقابلین (اخرجہ احمد فی المناقب) زید بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیر سے فرماتے ہے کہ اے علی تم جنت میں میری بیٹی فاطمہ کے ساتھ میرے قصر میں ہوگے اور تم میرے بھائی اور رفیق ہو پھر حضرتؐ نے یہ آیت کریمہ پڑھی کہ بھائی برابر کے تختوں پر آمنے سامنے ہونگے ✤

(۲) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انا وایاک وھذان فی مکان واحد یرید بھذین الحسن والحسین (اخرجہ الدیلمی والطبرانی فی الکبیر) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا یا علی میں اور تو اور یہ دونوں جنت میں ایک مکان میں ہونگے اور ان دونوں سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد حسن اور حسین سے تھی ✤

(۳) عن علی قال دخل علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا فی المنام فاستسقا الحسین قال فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی شاة لنا بکی فحلبھا فدرت فجاءه الحسن فنحاه النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت فاطمة یا رسول اللہ کانہ احبھما قال لا ولکنہ یعنی الحسن استسقا قبلہ ثم قال انی وایاک وھذین وھذا الراقد فی مکان واحد یوم القیامة (اخرجہ احمد فی المسند) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک شب جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر میں تشریف لائے میں سوتے کو تھا حسین علیہ السلام کو پیاس لگی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُٹھکر تشریف لیگئے اور ایک تھوڑی دودہ والی بکری اپنے ساتھ لائے اور اُسکا دودہ کر برتن میں دودہ ڈال دیا حسین علیہ السلام اُس کو پینے لگے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو ہٹا دیا جناب فاطمہ علیہا السلام عرض کرنے لگیں شاید حسن ان دونوں میں سے زیادہ پیارے ہیں آپ نے فرمایا نہیں لیکن حسن اس سے پہلے پیاسا ہوا ہے پھر حضرتؐ نے فرمایا میں اور تو اور یہ دونو اور یہ اونگھنے والا قیامت کے روز ایک مکان میں ہونگے ✤

جناب امیر کا اہل جنت میں صبح کے ستارے کی طرح چمکنا

عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی یزھر باھل الجنة کما یزھر کوکب الصبح باھل الدنیا (اخرجہ الحاکم فی تاریخہ والبیہقی فی فضائل الصحابة والدیلمی فی فردوس الاخبار)

... رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علی جنت کے لوگوں پر اس طرح سے چمکیگا جس طرح سے صبح کا ستارہ دنیا کے لوگوں پر چمکتا ہے ❁

جناب امیر کا سب سے اول جنت کے دروازہ کو کھٹکھٹانا

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انک اول من یقرع باب الجنۃ فتدخل فیہا بغیر حساب (اخرجہ الامام علی بن موسی الرضا علیہ التحیۃ والثنا فی مسند اہل البیت) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے فرماتے تھے کہ یا علی تو سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیگا اور بغیر حساب کے اس میں داخل ہوگا ❁

جناب امیر کا قطعی مغفور ہونا

(۱) عن ابی ایوب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی ان اللہ قد غفر لک ولولدک ولاہلک ولشیعتک ولمحبی شیعتک فابشر فانک الانزع البطین (اخرجہ الدیلمی) ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سے فرمایا کہ یا علی تحقیق اللہ تعالیٰ نے تجھے اور تیری اولاد کو اور تیرے اہل کو اور تیرے دوستوں کو بخشدیا ہے پس تو خوش ہو کہ تو انزع البطین ہے ❁

(۲) عن علی قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا اعلمک کلمات اذا قلتہن غفر لک مع انک مغفور لک لا الہ الا اللہ الحلیم الکریم لا الہ الا اللہ العلی العظیم سبحان اللہ رب السموات السبع ورب الارضین ورب العرش العظیم والحمد للہ رب العالمین (اخرجہ احمد فی المناقب والنسائی فی الخصائص) جناب امیر علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ ہم تجھ کو ایسے چند کلمات بتائیں کہ جب تو ان کو پڑھے تو خدا تجھ کو باوجود یکہ تو بخشا ہوا ہے بخشدے وہ یہ ہیں کہ کوئی معبود نہیں مگر ایک خدا جو حلم والا اور کرم والا ہے اور نہیں ہے کوئی معبود مگر ایک خدا جو برتر اور عظمت والا ہے پاک ہے وہ خدا جو ساتوں زمینوں اور آسمانوں کا پالنے والا ہے اور سب تعریف ہی خدا کے لئے جو تمام جہانوں کا پرورش کرنیوالا ہے ❁

جناب امیر کا سب سے اول خدا کے سامنے دعوی کیلئے اٹھنا

(۱) عن قیس بن عبادۃ عن علی قال انا اول من یجثو للخصومۃ بین یدی الرحمن یوم القیمۃ قال قیس فیہم نزلت ہذان خصمان اختصموا فی ربہم قال ہم الذین تبارزوا یوم بدر علی وحمزۃ وعبیدۃ والحارث وشیبۃ ابن ربیعۃ وعتبۃ بن ربیعۃ والولید بن عتبۃ (اخرجہ البخاری) قیس بن عبادہ جناب امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جناب امیر فرماتے تھے کہ میں قیامت کے روز سب سے پہلے خدا کے سامنے جھگڑے کیلئے اٹھایا جاؤنگا قیس کہتے ہیں کہ ان لوگوں کے حق میں جنہوں نے بدر کے روز باہم مبارزت کی تھی یعنی جناب حمزہ اور علی اور عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہم اور کفار میں سے شیبہ بن ربیعہ اور عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ انہیں کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے کہ یہ دو مدعی جھگڑتے ہیں اپنے رب پر ❁

جناب امیرؑ کا سب سے اول جنت میں داخل ہونا

(۱) عن جابر بن عبد الله رضی الله عنه قال كنا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكروا اصحاب الجنة فقال صلی الله علیه وسلم ان اول اهل الجنة دخولاً اليها علي بن ابي طالب (اخرجه ابن مردويه) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اصحاب جنت کا تذکرہ کر رہے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل جنت میں سے سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والا علی بن ابی طالب ہے۔

(۲) عن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اول من يدخل الجنة انا وانت وفاطمة والحسن والحسين قلت فمحبونا قال من ورائكم (اخرجه ابن سعد والحاكم) جناب امیرؑ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا سب سے اول جنت میں میں اور تو اور فاطمہ اور حسنین داخل ہونگے میں نے عرض کیا ہمارے محب فرمایا وہ تمہارے بعد۔

جناب امیرؑ کا سب سے اول حوض پر وارد ہونا

(۱) عن سلمان الفارسی رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لعلی هذا اول من آمن بی وهذا اول من یصافحنی یوم القیامة علی الحوض (اخرجه الخطیب ابی عبد الله الدیلمی) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کے لئے فرمایا کہ یہ سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا ہے اور سب سے پہلے مجھ سے حوض پر قیامت کے روز مصافحہ کریگا۔

(۲) عن علی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اول من یرد علی الحوض اهل بیتی (اخرجه الدیلمی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ حوض پر سب سے اول میرے اہل بیت وارد ہونگے۔

(۳) عن سلمان اول هذه الامة ورودا علی الحوض اولها اسلاما علی بن ابی طالب (اخرجه ابن عبد البر فی الاستیعاب) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس امت کا سب سے پہلے حوض پر وارد ہونیوالا اور سب سے پہلے ایمان لانیوالا علی بن ابی طالب ہے۔

جناب امیرؑ کا قیامت کے دن صاحب حوض ہونا

(۱) عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم علی بن ابی طالب صاحب حوضی یوم القیامة فیه اکواب کعدد نجوم السماء وسعة حوضی ما بین الجابیة الی صنعاء (اخرجه الدیلمی) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ارشاد فرماتے تھے کہ علی بن ابی طالب قیامت کے روز میرے حوض کے صاحب ہونگے اس پر پیالے آسمان کے ستاروں کی تعداد کے موافق ہونگے میرے حوض کی وسعت جابیہ سے صنعا تک ہوگی۔

جناب امیرؑ کا حوض سے منافقوں کو ہنکانا

(۱) عن ابی سعید الخدری رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی معک یوم القیامۃ عصا من عصی الجنۃ تذود بہا المنافقین عن حوضی (اخرجہ الطبرانی) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے علی تیرے پاس قیامت کے روز جنت کے عصاؤں میں سے ایک عصا ہوگا تو منافقوں کو اس کے ساتھ حوض سے ہٹائے گا۔

(۲) عن علی قال لاذودن بیدی ہاتین القصیرتین عن حوض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رایات الکفار والمنافقین کما یذاد الابل الغریبۃ عن حیاضہا (اخرجہ احمد فی المناقب) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ البتہ میں ان دونوں چھوٹے ہاتھوں کے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض سے کفار اور منافقوں کے علموں کو ہنکا دونگا جس طرح کہ پرایا اونٹ اپنے حوض سے ہنکا دیا جاتا ہے۔

(۳) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی [illegible] انی یوم القیامۃ فیدفع الی لواء الحمد فادفعہ الیک وانت تذود الناس عن حوضی (کنز العمال) [illegible] ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور کونین صلے اللہ علیہ وسلم جناب امیرؑ سے فرماتے تھے کہ قیامت کے روز تو میرے آگے ہوگا میں مجھ کو لواء الحمد دیا جائیگا میں وہ تجھے دیدونگا تو لوگوں کو میرے حوض سے ہٹا دیگا۔

جناب امیرؑ کا گھر جنت میں حضرتؐ کے گھر کے مقابل ہونا

(۱) عن عبد اللہ بن ابی اوفی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اصحاب محمد [illegible] الا ایہا الناس لکم من منزلی یا علی الا ترضی ان منزلک مقابل منزلی (اخرجہ الطبرانی فی [illegible]) عبد اللہ بن ابی اوفیٰ کہتے ہیں کہ جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اے میرے اصحاب جنت کی [illegible] تم سب کے گھر دکھائے گئے کہ میرے گھر سے کس قدر فاصلہ پر تھے پس یا علی تو راضی نہیں ہوتا کہ تیرا گھر میرے گھر کے مقابل ہو۔

جناب امیرؑ کا گھر حضرتؐ کے اور حضرت ابراہیمؑ کے گھر کے بیچ میں ہونا

(۱) عن سلمان الفارسی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان یوم القیامۃ ضرب لی قبۃ من یاقوتۃ حمراء عن یمین العرش وضرب لابراہیم قبۃ من یاقوتۃ خضراء عن یسار العرش وضرب فیما بیننا لعلی بن ابی طالب قبۃ من لؤلؤۃ بیضاء فما ظنکم بحبیب بین خلیلین (اخرجہ الحاکم) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرور جہان صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت کے روز میرے لئے سرخ یاقوت خیمہ دہنی طرف عرش کے گاڑا جائیگا اور میرے والد ابراہیم کیلئے سبز یاقوت کا خیمہ بائیں طرف عرش کے گاڑا جائیگا اور علی کیلئے ہم دونوں کے بیچ میں سفید موتی کا قبہ کھڑا کیا جائیگا پس تمہارا ایسے حبیب کی نسبت جو دو خلیلوں کے درمیان میں ہو کیا خیال ہے۔

(۲) عن حذیفۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ اتخذنی خلیلا کما اتخذ ابراہیم خلیلا

وان قصری فی الجنة وقصر ابراهیم فی الجنة متقابلان وقصر علی بین قصری وقصر ابراهیم یا له من
حبیب بین خلیلین (اخرجه الحاکمی) حذیفہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے
بھی خدا نے مجھے اپنا خلیل بنایا ہے جیسے کہ ابراہیم کو اپنا خلیل بنایا تھا اور تحقیق میرا قصر جنت میں حضرت ابراہیم
علیہ السلام کے قصر کے مقابل ہوگا اور علی ابن ابی طالب کا قصر میرے قصر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصر کے
درمیان میں ہوگا۔ پس کیا ہی اچھا دوست حبیب جو دو خلیلوں کے درمیان میں ہوگا۔

ذکر اس حور کا جو جنت میں جناب امیر کی خدمت میں ہوگی

(۱) عن علیؑ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اسری بی الی السماء اخذ جبرئیل بیدی واقعدنی علی درنوک من درانیک الجنة وناولنی سفرجلة فکنت اقلبها فانفلقت وخرجت حوراء لم ار احسن منها فقالت السلام علیک یا محمد فقلت وعلیک السلام من انت قالت انا الراضیة المرضیة خلقنی الجبار من ثلاثة اصناف اعلی من عنبر ووسطی من کافور واسفلی من مسک عجنی بماء الحیوان وقال کونی فکنت خلقنی لاخیک وابن عمک علی بن ابی طالب (اخرجه الامام علی بن موسی الرضا علیه التحیة والثناء فی مسنده)

جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ شب معراج میں جب ہم آسمان پر گئے جبرئیل نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے جنت کے ریاستوں میں سے ایک درنوک میں بٹھایا اور ایک بہی مجھ کو دیا میں اس کو اپنے ہاتھ میں پھرا رہا تھا کہ ناگاہ وہ شق ہو گئی اور اس میں سے ایک حور ایسی خوبصورت نکلی کہ میں نے اس سے بہتر کبھی دیکھی نہ تھی اس نے مجھے سلام کیا میں نے جواب سلام دیکر پوچھا تو کون ہے اس نے کہا میں راضیہ مرضیہ ہوں خدا نے مجھے تین چیزوں سے پیدا کیا ہے میرا اوپر کا جسم عنبر کا ہے اور درمیانی جسم کافور کا ہے اور نیچے کا دھڑ مشک کا ہے اور میرے خمیر کو آب حیات سے خمیر کیا اور فرمایا بن جا پس میں بن گئی مجھ کو خدا نے آپ کے بھائی اور ابن عم علی ابن ابی طالب علیہ السلام کیلئے پیدا کیا

جناب امیر کو جو اونٹنی کہ جنت میں ملے گی

عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی یوم القیمة ناقة من نوق الجنة فترکبها یا علی ورکبتک مع رکبتی وفخذک مع فخذی حتی تدخل الجنة (اخرجه احمد فی المناقب) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علی کو قیامت کے روز جنت کی اونٹنیوں میں سے ایک اونٹنی ملے گی اور اے علی تم اس پر سوار ہوگے تمہارا گھٹنا میرے گھٹنے کے ساتھ ہوگا اور تمہاری ران میری ران کے ساتھ ہوگی یہاں تک کہ تم جنت میں داخل ہوگے۔

جناب امیر کی ملاقات کیلئے انبیا علیہم السلام کا مشتاق ہونا

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما مررت الا واهلها یشتاقون الی علی بن ابی طالب وما فی الجنة نبی الا وهو یشتاق الی علی (اخرجه الملا فی سیرته) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے

ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ہم شب معراج میں کسی آسمان پر ہو کر نہیں گذرے کہ اُس فلک کے رہنے والوں کو علی کے دیکھنے کے مشتاق نہ دیکھے ہوں اور جنت میں کوئی نبی ایسا نہیں کہ علی کا مشتاق نہ ہو ⁂

جناب امیر کو جنت میں سات باغوں کے ملنے کا وعدہ

(۱) عن ابن عباس قال خرجت انا والنبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلی فی حیطان المدینة فمررنا بحدیقة فقال علی ما احسن هذه الحدیقة یا رسول اللہ فقال حدیقتك فی الجنة احسن منها ثم اومأ بیده الی رأسه ولحیته ثم بكی حتی علا بكاؤه قیل ما یبكیك قال ضغائن فی صدور قوم لا یبدونها لك حتی یفقدونی (اخرجه الطبرانی فی الكبیر فی مسند ابن عباس) ابن عباس سے مروی ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب امیر کی معیت میں مدینہ کے باغوں میں سے ہو کر گذرا جناب امیر نے کہا یہ باغ کیا ہی اچھا ہے حضرت نے فرمایا جنت میں تیرا باغ اس سے بھی بہتر ہے پھر حضرت جناب امیر کی داڑھی اور سر کی طرف اشارہ فرما کر رونے لگے یہانتک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز بلند ہو گئی عرض کیا گیا حضور کیوں روتے ہیں فرمایا ایک قوم کے دل میں کھوٹ بھرا ہوا ہے وہ تیرے بعد ظاہر ہونگے ⁂

(۲) عن علی قال بینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخذ بیدی ونحن نمشی فی بعض سكك المدینة اذ اتینا علی حدیقة فقلت یا رسول اللہ ما احسنها من حدیقة فقال ما احسنها ولك فی الجنة احسن منها حتی مررنا بسبع حدائق كل ذلك اقول له ما احسنها ویقول لك فی الجنة احسن منها فلما خلا له الطریق اعتنقنی ثم اجهش باكیا فقلت یا رسول اللہ ما یبكیك قال ضغائن فی صدور اقوام لا یبدونها لك الا من بعدی قال فقلت یا رسول اللہ فی سلامة من دینی قال فی سلامة من دینك (اخرجه احمد فی المسند والمناقب) جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک روز جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور ہم دونوں مدینہ کی گلیوں میں پھر رہے تھے کہ ناگاہ ہم ایک باغ میں پہونچے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا اچھا باغ ہے فرمایا بہت اچھا ہے اور تیرے لئے بہشت میں اس سے بھی بہتر موجود ہے یہانتک کہ ہم سات باغوں تک پہونچے میں یہی کہتا تھا کہ یہ اچھا باغ ہے تو آپ فرماتے تھے تیرے واسطے بہشت میں اس سے بھی بہتر موجود ہے جب خالی راستہ میں پہونچے تو مجھ کو حضرت نے گلے سے لگایا بعد اس کے آپ رونے لگے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کیوں روتے ہیں فرمایا تیرے لئے لوگوں کے دلوں میں کینہ بھرا ہوا ہے کہ اسکو تیرے لئے میرے مرنے کے بعد ظاہر کرینگے میں نے کہا یا رسول اللہ میرے دین کی سلامتی میں بات ہوگی فرمایا ہاں تیرے دین کی سلامتی میں ⁂

جناب امیر کو جنت میں خزانہ ملنے کا وعدہ

عن علی قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی ان لك فی الجنة كنزا وانك ذو قرنیها فلا تتبع النظرة النظرة فانما لك الاولی ولیست لك الآخرة والاولی لك والثانی علیك (اخرجه احمد)

والحکیم الترمذی وابو نعیم فی المعرفۃ) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو ارشاد کیا کہ یا علی تیرے لئے جنت میں خزانہ ہے اور تو اس کا ذوالقرنین ہے پس دیکھ کر دوبارہ مت دیکھ کیونکہ پہلا دیکھنا تو تیرے لئے ہے (یعنی اس میں کچھ حرج نہیں کیونکہ تو نے ناگہاں طور پر دیکھا ہے) اور دوسری دفعہ دیکھے ہوئے کو پھر دیکھنا تیرے لئے نہیں ہے (یعنی جائز نہیں) ؎

جناب امیر کو وہ چیز جنت میں عطا ہوگی

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی ان لک فی الجنۃ ما لو قسم علی اہل الارض لوسعہم (اخرجہ محب الطبری فی الریاض) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ناقل ہیں کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی تیرے لئے جنت میں وہ چیز ہے کہ اگر تمام روئے زمین کے لوگوں کو تقسیم کیجائے تو سب کو بس ہے ؎

جناب امیر کا سب سے اول حلہ جنت پہننا

(۱) عن ابی سعید ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی نفرا من اصحابہ ولم یکن علیا وکانہ رای فی وجہ علی عتبا فقال یا علی اما ترضی انک تکسی اذا کسیت وتعطی اذا اعطیت (اخرجہ الذہبی وابو طاہر) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب صحابہ کو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کپڑے پہنائے علی اس وقت موجود نہیں تھے جب وہ آئے انکے چہرہ پر کدورت پائی جاتی تھی پس حضرت نے فرمایا اے علی کیا تم راضی نہیں جب مجھے لباس پہنایا جائے تو تمہیں بھی پہنایا جائے اور جب مجھے دیا جائے تمہیں بھی دیا جائے ؎

(۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول من یکسی یوم القیامۃ ابراہیم الخلیل ثم انا لصفوتی ثم علی (اخرجہ الدیلمی) ابن عباس رضی اللہ عنہ ناقل ہیں کہ جناب سرور دوجہان صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ قیامت کو روز سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو باعث انکے خلیل ہونے کے لباس پہنایا جائیگا پھر مجھے میری برگزیدگی کی وجہ سے پھر علی کو ؎

جناب امیر کا قیامت کے روز لواء الحمد اٹھانا

(۱) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انت امامی یوم القیامۃ فیدفع الی لواء الحمد فادفعہ الیک وانت تذود الناس عن حوضی (اخرجہ المتقی فی کنز العمال) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ یا علی کہ تم قیامت کو روز ہمارے آگے ہونگے مجھکو لواء الحمد دیا جائیگا اور ہم تمہیں دینگے اور تم ہمارے حوض سے لوگوں کو ہٹا دوگے ؎

(۲) عن جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ قالوا یا رسول اللہ من یحمل رایتک یوم القیامۃ قال من یحسن ان یحملہا الا من حملہا فی الدنیا علی بن ابی طالب (اخرجہ نظام الملک فی الامالیہ والطبرانی فی الکبیر)

رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ قیامت کے روز آپکا لواء کون اٹھائیگا آپ نے فرمایا
کہ وہی شخص اٹھائیگا اگر وہ شخص کہ دنیا میں اٹھاتا تھا۔

(۳) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت تغسل جثتی وتؤدی دینی وتواریني في
حفرتي وتفي بذمتي وانت صاحب لوائي في الدنيا والآخرة (اخرجه الديلمي) ابن عباس رضی اللہ عنہما
سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سے فرمایا کہ یا علی تم میرے جسم کو دھو گے اور میرے
قرض کو ادا کرو گے اور مجھ کو قبر میں رکھو گے اور جو میرے ذمہ ہے اسے پورا کرو گے اور تم دنیا و آخرت میں میرے علم بردار ہو۔

(۴) عن علي قال كسرت يد علي يوم احد فسقط اللواء من يدي فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم
ضعوه في يده اليسرى فانه صاحب لوائي في الدنيا والآخرة (اخرجه الحضرمي والخوارزمي) جناب امیر
سے روایت ہے کہ جب احد کے روز میرا ہاتھ زخمی ہو گیا اور میرے ہاتھ سے علم گر گیا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا علم اس کے بائیں ہاتھ میں رکھ دو کیونکہ وہ دنیا و آخرت میں میرا علم دار ہے۔

(۵) عن مخدوج بن زيد الذهلي ان النبي صلى الله عليه وسلم قال لعلي اما علمت يا علي انه اول من يدعى
به يوم القيامة بي فاقوم عن يمين العرش في ظله فاكسى حلة خضراء من حلل الجنة ثم يدعى بالنبيين بعضهم
على اثر بعض فيقومون سماطين على يمين العرش ويكسون حللا خضرا من حلل الجنة الا واني اخبرك يا
علي ان امتي اول الامم يحاسبون يوم القيامة ثم انت اول من يدعى بك لقرابتك مني ومنزلتك عندي فيدفع اليك لوائي
وهو لواء الحمد تسير به بين السماطين آدم وجميع خلق الله يستظلون بظل لوائي يوم القيامة وطوله مسيرة
الف سنة سنانه ياقوتة حمراء قصبه فضة بيضاء زجه درة خضراء له ثلاث ذوائب من نور ذؤابة في المشرق
وذؤابة في المغرب والثالثة في وسط الدنيا مكتوب عليه ثلاثة اسطر الاول بسم الله الرحمن الرحيم والثاني
الحمد لله رب العالمين والثالث لا اله الا الله محمد رسول الله كل سطر الف سنة وعرضه مسيرة الف سنة
فتسير باللواء والحسن عن يمينك والحسين عن يسارك حتى تقف بيني وبين ابراهيم في ظل العرش
ثم تكسى حلة من حلل الجنة ثم ينادي مناد من العرش نعم الاب ابوك ابراهيم ونعم الاخ اخوك علي (اخرجه
احمد في المناقب) وفي رواية نقلها الملا في سيرته قيل يا رسول الله وكيف يستطيع علي ان يحمل لواء الحمد فقال رسول الله
صلى الله عليه وسلم كيف لا يستطيع ذلك وقد اعطي خصالا شتى صبرا كصبري وحسنا كحسن يوسف وقوة
مخدوج بن زید الذہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام سے فرمایا
کہ یا علی تم نہیں جانتے کہ قیامت میں سب سے اول مجھ کو بلایا جائیگا اور میں عرش کے سایہ میں داہنی طرف کھڑا
ہونگا اور مجھ کو جنت کا سبز خلعہ پہنایا جائیگا پھر دوسرے نبی ایک کے بعد دوسرا بلایا جائیگا پھر وہ سب نبی کے بعد دو
بلائے جائینگے اور بعد دو صفوں میں عرش کی داہنی جانب کھڑے ہونگے اور انکو بھی جنت کے سبز لباس پہنائے جائینگے
اور یا علی میں تم کو خبر دیتا ہوں کہ قیامت کے روز سب امتوں سے پہلے میری امت کا حساب ہوگا پھر بشارت دیتا
ہوں کہ سب سے پہلے تم بباعث میری قرابت کے بلائے جاؤ گے اور میں تم کو اپنا لواء الحمد دونگا تم اسکو اٹھا کر دونوں
صفوں کے درمیان میں سیر کرتے ہو گے اور قیامت کے روز آدم اور تمام خلق اللہ میرے علم کے سایہ میں ہوگی

اس تختے سرخ کی جگہ کا طول ہزار برس کی راہ ہوگا اسکے پھال سرخ یاقوت کی ہوگی اور قبضہ سفید چاندی کا ہوگا اور سبز زمرد جڑا ہوگا۔ اسکے تین گیسو ہونگے ایک مشرق میں اور ایک مغرب میں اور ایک دنیا کے وسط میں۔ اسپر تین سطریں لکھی ہوئی ہونگی پہلی سطر میں بسم اللہ الرحمن الرحیم اور دوسری میں الحمد للہ رب العالمین اور تیسری میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوگا۔ ہر سطر ہزار سال کی راہ کی طول میں ہوگی پھر اس علم کو اٹھا لیجیو اور سیر کرو گے حسن تمہارے داہنے ہاتھ پر ہونگے اور حسین تمہارے بائیں ہاتھ کی طرف ہونگے یہاں تک کہ تم میرے اور ابراہیم علیہ السلام کے درمیان میں آکر کھڑے ہو جاؤ گے پھر تم کو جنت کا لباس پہنایا جائیگا اور پکارنے والا پکاریگا واہ کیا اچھا باپ ہے تیرا ابراہیم اور واہ کیا اچھا بھائی ہے تیرا علیؑ

اور ملا نے اپنی سیرت میں احادیث کو امام احمد بن حنبل ہی اسطرح روایت کیا ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ علی لواء الحمد کیونکر اٹھا سکیں گے فرمایا انکو متفرق باتیں عطا ہوئی ہیں صبر میرا جیسا صبر اور یوسف کا حسن جیسا حسن اور جبریل کی قوت جیسی قوت

جناب امیر کی شہادت کی تاریخ

(۱) عن ابی الطفیل و زید بن وہب والشعبی رحمہم اللہ قتل علی لثمان عشر لیلۃ من رمضان و قیل اول لیلۃ من العشر الاواخر (اخرجہ ابن عبد البر فی الاستیعاب) ابو الطفیل اور زید بن وہب اور شعبی رحمۃ اللہ علیہم سے روایت ہے کہ جناب امیر رمضان کی اٹھارہویں تاریخ کو شہید ہوئے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ رمضان کے عشرہ اخیر کی پہلی تاریخ یعنی اکیسویں تاریخ کو شہید ہوئے ہیں

(۲) عن ابن عباس قال ضربہ ابن ملجم فی مسجد الکوفۃ یوم الجمعۃ لثلاث عشرۃ بقین من شہر رمضان وقیل لیلۃ احدی وعشرین منہ فبقی الجمعۃ والسبت وتوفی لیلۃ الاحد وقیل یوم الاحد (اخرجہ سبط ابن الجوزی فی تذکرۃ خواص الامۃ) ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب امیر کو ابن ملجم نے مسجد میں جمعہ کے روز سترہویں تاریخ کو کہ رمضان کے ابھی تیرہ روز باقی تھے زخمی کیا تھا اور بعض کے نزدیک اکیسویں تاریخ تھی جمعہ اور ہفتہ کے دن زندہ رہے اور اتوار کی رات کو انتقال فرما گئے بعض کہتے ہیں کہ آپنے اتوار کے روز انتقال فرمایا ہے

(۳) قال ابن سعد قتل علی لیلۃ الجمعۃ سابع عشر رمضان سنۃ اربعین (تاریخ الخلفاء) امام ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ طبقات اور سیوطی قدس سرہ العزیز تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں کہ جناب امیر رمضان کی سترہویں تاریخ جمعہ کی رات سنہ چالیس کو شہید ہوئے ہیں

جناب امیر علیہ السلام کا مدفن شریف

(۱) واختلفوا فی موضع قبرہ علی قولین احدہما فی قصر الامارۃ وعلیوا موضعہ قال الواقدی والثانی انہم جعلوہ فی الصندوق وحملوہ علی بعیر الی المدینۃ فضل البعیر الذی کان علیہ فاخذتہ طی فظنوہ مالا فلما رأوہ دفنوہ قال ابو نعیم والثالث انہ فی قبلۃ ذکرہ ہشام بن محمد قال واخبرت

الرابع انہ قبر فی النقق فی ایام الحجاج فخرج فوجدو الشیخا ابیض الراس واللحیۃ وعلی ثیابہ اثر الدم نعم واعلیہ التراب وقد حکاہ ابن شبہۃ والرابع انہ فی الکوفۃ عند مسجد الجامعۃ حکاہ ابن سعد فی الطبقات عن الشعبی والخامس انہ علی النجف فی المکان المشہور بہ الاٰن (تذکرہ خواص الامۃ فی احوال الائمۃ سبط ابن الجوزی) علامہ سبط ابن الجوزی لکھتے ہیں کہ جناب امیر کی موضع قبر کے متعلق لوگوں کے دو قول ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ جیسے واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ جناب امیر کوفہ کے دار الامارۃ میں دفن ہوئے اور اس جگہ کو لوگوں نے چھپا دیا دوسرا یہ قول کہ انکو ایک صندوق میں رکھکر اونٹ پر سوار کیا تاکہ مدینہ منورہ لے جائیں پس وہ اونٹ گم ہو گیا۔ اور بنی طے میں جا پڑا انہوں نے اس کو اس خیال سے پکڑ لیا کہ شاید اسپر مال ہو لیکن جب انہوں نے حضرت کا جنازہ دیکھا تو دفن کر دیا۔ یہ حافظ ابو نعیم کا قول ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ وہ بیت المقدس میں مدفون ہیں چنانچہ ہشام بن محمد نے اس کا ذکر کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مجھے اسکی خبر لگی ہے کہ ایک دفعہ مسجد میں قبیلہ کی دیوار شق ہو گئی۔ لوگوں نے اس کو کھودا ایک قبر نکل آئی اس میں ایک بزرگ سفید ریش نظر آئے جنکے کپڑوں پر خون کے دھبے تھے۔ لوگوں نے اسپر مٹی لوٹا دی۔ ابن شبہ نے اس بات کو بیان کیا ہے۔ چوتھا قول یہ ہے کہ وہ کوفہ کی مسجد جامع میں مدفون ہیں ابن سعد نے طبقات میں اس کا ذکر کیا ہے۔ پانچواں قول ہے کہ وہ نجف میں دفن ہیں جہاں پر آج کل لوگ زیارت کرتے ہیں۔

(۲) عن عبد اللہ بن جعفر قال صلی علیہ الحسن ودفن بدار الامارۃ بالکوفۃ (قول الابرار) عبد اللہ بن جعفر فرماتے ہیں کہ جناب امیر کوفہ کے دار الامارۃ میں مدفون ہوئے ہیں۔

(۳) عن سعید بن عبد العزیز قال لما قتل علی حملوہ لیدفنوہ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فبینما ھم فی مسیرھم لیلا اذ ند الجمل الذی ھو علیہ فلم یدر این ذھب ولم یقدر علیہ اخرجہ ابن عساکر (ذخائر العقبیٰ) سعید بن عبد العزیز کہتے ہیں کہ جب جناب امیر شہید ہو گئے لوگ انکو اٹھا کر لے چلے تاکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ان کو دفن کریں اثناء راہ میں اونٹ راستہ سے بھٹک گیا اور کسی کو معلوم نہ ہوا کہ کہاں چلا گیا۔

(۴) قال ابو بکر بن عیاش عمی قبر علی لئلا ینبشہ الخوارج وقال شریک نقلہ ابنہ الحسن الی المدینۃ وقال المبرد عن محمد بن حبیب اول من حول من قبر الی قبر علی (تاریخ الخلفاء) ابو بکر بن عیاش کہتے ہیں کہ جناب امیر کی قبر کو پوشیدہ کر دیا گیا تھا تاکہ خوارج انکو نہ اکھاڑیں شریک کہتے ہیں کہ جناب امام حسن علیہ السلام ان کو مدینہ میں لے گئے مبرد محمد بن حبیب سے روایت کرتے ہیں کہ جناب امیر وہ پہلے شخص ہیں جو ایک قبر سے دوسری قبر میں تحویل ہوئے۔

(۵) واختلف فی موضع دفنہ فقیل دفن فی قصر الامارۃ بالکوفۃ وقیل دفن فی رحبۃ الکوفۃ وقیل دفن بنجف (استیعاب) علامہ ابن عبد البر لکھتے ہیں کہ امیر علیہ السلام کے دفن میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ کوفہ کے قصر الامارۃ میں دفن ہوئے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ کوفہ کے میدان میں اور بعض کہتے ہیں کہ نجف میں۔

(۶) قال المجدی انہ دفن من وراء المسجد غیر الذی یزعمہ الناس الیوم (دیار الغیبۃ المجدی) مجدی علیہ کہتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام مسجد کے پیچھے دفن ہیں وہ جگہ نہیں ہے کہ جس جگہ کا لوگ نشان دکھاتے ہیں۔

والثالث انه نقل الی المدینة فی ایام الحجاج فحفره فوجدوا شیخا ابیض الراس واللحیة وعلی ثیابه اثر الدم فنبشوا علیه التراب وقد حکاه ابن قتیبة والرابع انه فی الکوفة عند مسجد الجامع حکاه ابن سعد فی الطبقات عن الشعبی والخامس انه علی النجف فی المکان المشهور به الآن (تذکرہ خواص الامة فی احوال الائمة سبط ابن الجوزی) علامہ سبط ابن الجوزی لکھتے ہیں کہ جناب امیر کی موضع قبر کے متعلق لوگوں کے دو قول ہیں۔ ایک تو یہ کہ حسن رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ جناب امیر کوفہ کے دار الامارہ میں دفن ہوئے اور اس جگہ کو لوگوں سے چھپا دیا۔ دوسرا یہ قول کہ انکو ایک صندوق میں رکھکر اونٹ پر سوار کیا تاکہ مدینہ منورہ لے جائیں پس وہ اونٹ گم ہو گیا۔ اور بنی طے میں جا پڑا انہوں نے اس کو اس خیال سے پکڑ لیا کہ شاید اس پر مال ہو لیکن جب انہوں نے حضرت کا جنازہ دیکھا تو دفن کر دیا۔ یہ حافظ ابونعیم کا قول ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ وہ بیت المقدس میں مدفون ہیں چنانچہ ہشام بن محمد نے اس کا ذکر کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مجھ کو اسکی خبر لگی ہے کہ ایک دفعہ ایام حجاج میں قبیلہ کی دیوار شق ہو گئی۔ لوگوں نے اس کو کھودا ایک قبر نکل آئی اس میں ایک بزرگ سفید ریش نظر آئے جنکے کپڑوں پر خون کے دھبے تھے۔ لوگوں نے اس پر مٹی لوٹا دی۔ ابن قتیبہ نے اس بات کو بیان کیا ہے۔ چوتھا قول ہے کہ وہ کوفہ کی مسجد جامع میں مدفون ہیں ابن سعد نے طبقات میں اس کا ذکر کیا ہے۔ پانچواں قول ہے کہ وہ نجف میں دفن ہیں جہاں آج کل لوگ زیارت کرتے ہیں ۔

(۲) عن عبد الله بن جعفر قال صلی علیه الحسن ودفن بدار الامارة بالکوفة (نور الابصار) عبد اللہ بن جعفر فرماتے ہیں کہ جناب امیر کوفہ کے دار الامارۃ میں مدفون ہوئے ہیں ۔

(۳) عن سعید بن عبد العزیز قال لما قتل علی حملوه لیدفنوه مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فبینما هم فی مسیرهم لیلا اذ ند الجمل الذی هو علیه فلم یدر این ذهب ولم یقدر علیه اخرجه ابن عساکر (تاریخ الخلفاء) سعید بن عبد العزیز کہتے ہیں کہ جب جناب امیر شہید ہو گئے لوگ انکو اٹھا کر لے چلے تاکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ان کو دفن کریں اثنا راہ میں اونٹ راستہ سے بھٹک گیا اور کسی کو معلوم نہ ہوا کہ کہاں چلا گیا ۔

(۴) قال ابوبکر بن عیاش عمی قبر علی لئلا ینبشه الخوارج وقال شریك نقله ابنه الحسن الی المدینة وقال المبرد عن محمد بن حبیب اول من حول من قبر الی قبر علی (تاریخ الخلفاء) ابوبکر بن عیاش کہتے ہیں کہ جناب امیر کی قبر پوشیدہ کر دی گیا تھا تاکہ خوارج انکو نہ اکھاڑیں شریک کہتے ہیں کہ جناب امام حسن علیہ السلام ان کو مدینہ میں لے گئے مبرد محمد بن حبیب سے روایت کرتے ہیں کہ جناب امیر وہ پہلے شخص ہیں جو ایک قبر سے دوسری قبر میں تحویل ہوئے ۔

(۵) واختلف فی موضع دفنه فقیل دفن فی قصر الامارة بالکوفة وقیل دفن فی رحبة الکوفة وقیل دفن بنجف (استیعاب) علامہ ابن عبد البر لکھتے ہیں کہ امیر علیہ السلام کے دفن میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ کوفہ کے قصر الامارۃ میں دفن ہوئے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ کوفہ کے میدان میں اور بعض کہتے ہیں کہ نجف میں ۔

(۶) قال المجلسی انه مدفون من وراء المسجد غیر الذی یوم الناس الیهم دائما لمضجعه المجلسی علیه الرحمة کہتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام مسجد کے پیچھے دفن ہیں وہ جگہ نہیں ہے کہ جس جگہ کا لوگ نشان بتلاتے ہیں ۔

تعمیر تھی جو نجف اشرف میں بنائی گئی پھر سلاطین صفویہ کے عہد دولت میں ہوا پھر بہت سی عمارتیں بنائی گئیں اور اس سے پہلے
آل بویہ کے عہد حکومت میں جو بنائیں بیان ہو گزشتہ سطور سے اور عمارتیں بنائی گئیں جیسا کہ ابھی ہم کہہ چکے ہیں عضد الدولہ دیلمی
ہی وہ شخص ہے جس کو جناب امیر کا مرقد سب سے اول معلوم ہوا ہے اور جناب امیر کا مشہد اسنے بنوایا ہے اور اسی نے وصیت
کی تھی کہ مجھے اسی مقام میں دفن کیا جاوے لوگوں کا اس میں بڑا ہی اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ یہ مغیرہ بن شعبہ کی قبر ہے
لیکن بات تو یہی ہے کہ جناب امیر کا مدفن اظہر ہے ۔

جناب امیر علیہ السّلام کی عمر مبارک

(۱) اختلفوا فی سن امیر المومنین علیہ السلام فیہ اقوال احدھا ثلث و ستون حکاہ ابن جریر الطبری عن جعفر بن محمد علیہ السلام قال الواقدی وھو الثابت عندنا والثانی خمس و ستون والثالث سبع و ستون والرابع ثمان و ستون وھو المشھور (تذکرۃ خواص الامۃ) علامہ سبط ابن الجوزی تذکرۃ خواص الامۃ میں لکھتے ہیں کہ جناب امیر کے سن شریف میں اختلاف ہے ایک قول یہ ہے کہ آپ نے ترسیٹھ برس کی عمر پائی چنانچہ ابن جریر طبری جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتا ہے اور واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ہمارے نزدیک یہی ثابت ہے دوسرا قول ہے کہ آپکی عمر مبارک پینسٹھ برس کی تھی تیسرا قول ہے سرسٹھ برس کی تھی اور چوتھا قول ہے کہ اڑسٹھ برس کی تھی اور زیادہ تر مشہور یہی ہے ۔

(۲) وکان لہ یوم استشھد ثلث و ستون سنۃ علی الصحیح وقیل خمس و ستون وقیل اربع و ستون وقیل سبع و خمسون وقیل ثمان و خمسون (نزل الابرار) علامہ بدخشی نزل الابرار میں لکھتے ہیں کہ صحیح قول یہ ہے جناب امیر کا سن مبارک ترسیٹھ برس کا تھا اور لوگ چونسٹھ اور پینسٹھ برس کا بھی کہتے ہیں اور ستاون اور اٹھاون کا بھی کہتے ہیں ۔

(۳) قال محمد بن الحنفیۃ کان سنہ یوم قتل ثلاث و ستین وقال الواقدی [illegible] عندنا (کامل التواریخ) علامہ ابن اثیر الجزری کامل التواریخ میں جناب محمد بن الحنفیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام کا سن مبارک شہید ہونیکے روز ترسیٹھ برس کا تھا اور واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ہمارے نزدیک یہی ثابت ہے ۔

جناب امیر کی مُدّت خلافت

(۱) قال الواقدی وکانت خلافتہ خمس سنین الا ثلاثۃ اشھر لانہ بویع لہ فی ذی الحجۃ لثمان عشر لیلۃ خلت منہ سنۃ خمس و ثلاثین واستشھد فی رمضان سنۃ اربعین (تذکرۃ خواص الامۃ) واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام کی خلافت تین مہینے کم پانچ برس تھی کیونکہ پینتیس ہجری میں ذی الحجہ کی اٹھارویں تاریخ کو لوگوں نے آپ سے بیعت کی اور رمضان سنہ ۴۰ ہجری کو وہ شہید ہوئے ۔

(۲) وکانت خلافتہ خمس سنین الا ثلاثۃ اشھر وقیل اربع سنین و تسعۃ اشھر و ستۃ ایام وقیل ثلاثۃ ایام (اخرجہ ابن الاثیر الجزری فی کامل التواریخ) ابن اثیر کامل التواریخ میں لکھتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام کی خلافت تین مہینے کم پانچ برس تھی اور بعض کہتے ہیں کہ چار برس نو مہینے اور چھ روز اور بعض تین روز بتاتے ہیں ۔

جناب امیر علیہ السلام کا ترکہ

(۱) عن الحسن بن علی علیہ السلام ان امیر المومنین لم یدخر مالا ولم یترک الا سبعمائۃ او ستمائۃ درهم ارصدها لخادم (اخرجہ احمد فی المناقب وابن الاثیر فی اسد الغابہ) جناب امام حسن علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے نہ مال جمع کیا اور نہ ترکہ چھوڑا سوا سات سو یا چھ سو درہم کے کہ انسے خادم مول لینا چاہتے تھے

(۲) عن ابی نعیم قال سمعت سفیان یقول ما بنی علی اجرۃ علی اجرۃ ولا لبنۃ علی لبنۃ ولا قصبۃ علی قصبۃ وان کان لیوتی بحبوبۃ من المدینۃ فی جراب (اسد الغابہ) حافظ ابو نعیم کہتے ہیں کہ میں نے سفیان رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے نہ اینٹ پر اینٹ رکھی اور نہ بانس پر بانس اگر وہ چاہتے تو مدینہ سے جراب تک ہم لا کر دیتے ؞

جناب امیر علیہ السلام کے غلام

قنبر و یحیی بن کثیر روی عنہ الاوزاعی رحمۃ اللہ علیہ وکان عالما فاضلا وابنہ عبید اللہ بن یحیی کان عالما (تذکرۃ خواص الائمہ) جناب امیر علیہ السلام کے دو غلام تھے ایک قنبر جو زیادہ تر مشہور ہیں اور دوسرے یحیی بن کثیر جن سے امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں اور وہ نہایت عالم اور فاضل تھے اور انکے بیٹے عبید اللہ بن یحیی بھی بہت عالم تھے ؞

جناب امیر علیہ السلام کے حاجب

وکان حاجبہ فی خلافتہ قنبر مولاہ ثم بعدہ قنبر مولاہ (نزل الابرار للعلامہ بدخشی) جناب امیر علیہ السلام کی خلافت میں آپ کا غلام قنبر حاجب تھا پھر قنبر رحمۃ اللہ علیہما ؞

جناب امیر علیہ السلام کا کاتب

وکان کاتبہ عبید اللہ بن ابی رافع رضی اللہ عنہ (نزل الابرار) جناب امیر علیہ السلام کے کاتب عبید اللہ بن ابی رافع رضی اللہ عنہ تھے ؞

جناب امیر علیہ السلام کی انگشتری کا نقش

(۱) عن عمر بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کان نقش خاتم علی الملک للہ الواحد القہار (تاریخ الخلفا و نزل الابرار) عمر بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کی انگشتری کا نقش (الملک للہ الواحد القہار) تھا ؞

(۲) وقیل کان نقش خاتمہ (اسندت ظهری الی اللہ) وقیل (حسبی اللہ) (کفایۃ الطالب للعلامہ بن

یوسف الکنجی نے بعض کتب سے روایت کی ہے کہ جناب امیر کی انگشتری کا نقش واستغفری الی اللہ تھا اور بعض کہتے ہیں حسبی اللہ تھا ۔

(۳) عن جعفر بن محمد عن ابیہ علیہم السلام انہ قال کان نقش خاتم علی کان من ورق نقشہ نعم القادر اللہ (راجع بحار الانوار) جناب امام جعفر صادق ابن امام محمد باقر علیہ وعلی آبائہ السلام روایت کرتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام کی انگشتری چاندی کی تھی جس کا نقش نعم القادر اللہ تھا ۔

جناب امیر علیہ السلام کے انتقال پر ابو الاسود الدئلی علیہ الرحمۃ کا مرثیہ

الا یا عین ویحک اسعدینا ۔ الا تبکی امیر المومنینا ۔ وتبکی ام کلثوم علیہ ۔ بعبرتھا وقد رأت الیقینا ۔ الا قل للخوارج حیث کانوا ۔ فلا قرت عیون الحاسدینا ۔ افی شہر الصیام فجعتمونا ۔ بخیر الناس طرا اجمعینا ۔ قتلتم خیر من رکب المطایا ۔ ورحلھا ومن رکب السفینا ۔ ومن لبس النعال ومن حذاھا ۔ ومن قرأ المثانی والمبینا ۔ وکل مناقب الخیرات فیہ ۔ وحب رسول رب العالمینا ۔ لقد علمت قریش حیث کانوا ۔ بانک خیرھم حسبا ودینا ۔ اذا استقبلت وجہ ابی حسین ۔ رأیت البدر راع الناظرینا ۔ وکنا قبل مقتلہ بخیر ۔ نری مولی رسول اللہ فینا ۔ اے میری آنکھ افسوس ہے تجھ پر سعادت حاصل کر تو امیر المومنین پر کیوں نہیں روتی اور جناب ام کلثوم اپنے آنسوؤں سے ان پر روتی ہیں اور سمجھ چکیں کہ وہ جہاں کہیں ہوں کہہ دے ہمارے حاسدوں کی آنکھیں ٹھنڈی نہ ہوں ۔ کیا تم نے ماہ صیام میں ہم کو دردمند کیا ۔ ایسے شخص کے ساتھ جو سب سے بہتر تھا ۔ تم نے ایسے شخص کو قتل کیا جو ان سب سے بہتر تھا جو اونٹوں پر سوار ہوتے ہیں اور کشتیوں پر چڑھتے ہیں ۔ اور جو نعلین پہنتے اور جو قرآن مجید کے مثانی اور مبین کو پڑھتے ہیں ۔ اور سب نیکی کی صفات ان میں موجود تھیں ۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب تھے ۔ قریش جہاں کہیں ہوں اس بات کو خوب جانتے ہیں کہ تو ان سب سے حسب اور نسب میں بہتر ہے ۔ جب تو نے کہ حسین علیہ السلام کے باپ کے سامنے آ کر ان کے رخ کو چودھویں چاند کو دیکھا جو دیکھنے والوں کو تعجب میں ڈالتا ہے ۔ ہم ان کی شہادت سے پہلے بہت اچھے تھے گویا کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے میں پاتے تھے ۔

جناب امیر علیہ السلام کے عامل

وکان العمال عبداللہ بن عباس علی البصرة وعلی الیمن عبید اللہ بن عباس وعلی الطائف ومکة وما اتصل بذلک قثم بن عباس وعلی مصر محمد بن ابی بکر وعلی المدینة ابو ایوب الانصاری وقیل سہل بن حنیف وعلی خراسان خلید بن قرة الیربوعی (اخرجہ ابن الاثیر فی کامل التواریخ) بصرہ پر جناب امیر علیہ السلام کی طرف سے عبداللہ بن عباس حاکم تھے ۔ اور یمن پر عبید اللہ بن عباس اور طائف اور مکہ اور مضافات مکہ پر قثم بن عباس اور مصر پر محمد بن ابی بکر اور مدینہ پر ابو ایوب انصاری یا سہل بن حنیف اور خراسان پر خلید بن قرة الیربوعی تھے ۔

جناب امیرؑ کا ایک مہم پر فوج بھیجنا

باوجودیکہ جناب امیر علیہ السلام ابتداء عہد خلافت سے خانہ جنگیوں میں پھنسے رہے تاہم آپ نے اشاعت اسلام میں اور کفار پر فوج کشی کرنے میں تساہل نہیں فرمایا علامہ ابن اثیر الجزری کامل التواریخ میں لکھتے ہیں و توجہ الحرث بن مرۃ العبدی الی بلاد السند غازیا متطوعا بامر امیر المومنین علی فغنم واصاب مغنما و سبیا کثیرا وقسم فی یوم واحد الف راس وبقی غازیا الی ان قتل بارض القیقان ھو ومن معہ یعنی جناب امیر علیہ السلام کے حکم اور اطاعت کی وجہ سے حرث بن مرۃ العبدی نے سندھ کے ملک کا قصد کیا اور جہاد کر کے بہت سی غنیمت حاصل کی اور کفار کو گرفتار کر لیا۔ اور ایک روز میں ایک ہزار لونڈی اور غلام تقسیم کئے اور ایک مدت تک مصروف جہاد رہا یہانتک کہ ارض قیقان میں وہ اور انکے سب ساتھی شہید ہو گئے ۔

جناب امیرؑ کا عمالقہ کو قتل کرنا

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی خطبۃ خطبھا فی حجۃ الوداع لاقتلن العمالقۃ فقال جبرئیل علیہ السلام او علی بن ابی طالب (اخرجہ سبط بن الجوزی فی تذکرۃ خواص الامۃ) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں ایک خطبہ کے درمیان ارشاد فرمایا کہ میں عنقریب عمالقہ کو قتل کرونگا۔ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا یا علی ابن ابی طالب قتل کریں گے ۔

جناب امیرؑ کی بی بیان

فاتفق الرواۃ منھن علی سبعۃ واختلفوا فی اثنتین فاما السبعۃ اللاتی لم یختلفوا فیھن فالاولی فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیھا السلام ولم یتزوج علی علیھا حتی ماتت وذھب فریق من العلماء الی انہ کان حراما علی اختان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یتزوجوا علی بناتہ واما الثانیۃ ام البنین بنت حرام بن خالد واما الثالثۃ اسماء بنت عمیس الخثعمیۃ وکانت تحت جعفر بن ابی طالب فاستشھد جعفر تزوجھا ابوبکر الصدیق ولما توفی ابوبکر تزوجھا علی ولھا من کل واحد اولاد کعبد اللہ بن جعفر ومحمد بن ابی بکر ویحیی وعون ابنی علی واما الرابعۃ امامۃ بنت ابی العاص بن الربیع العبشمیۃ وکان ابو العاص بن الربیع العبشمی ابن اخت خدیجۃ ام المومنین رضی اللہ عنھا واما ام امامۃ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکبر بناتہ وافضلھن بعد سیدۃ النساء فاطمۃ الزھراء علیھا السلام وماتت فی حیوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وتزوج علی امامۃ بعد فوت فاطمۃ بوصیتھا وتزوجھا بعد فوت علی المغیرۃ بن نوفل بن الحارث بن عبد المطلب وکان امیر المومنین اوصاہ بذلک لانہ خاف ان یخطبھا معاویۃ وماتت امامۃ عند المغیرۃ سنۃ خمسین واما الخامسۃ المحیاۃ بنت امرء القیس بن عدی الکلابیۃ واما السادسۃ ام سعید بنت عروۃ بن مسعود الثقفیۃ واما السابعۃ لیلی بنت مسعود بن خالد التمیمیۃ واما

اللتان اختلفوا فیہما ھل کانتا مملوکتین من السبایا المرتدین ام اعتقہما وتزوجہما فاحدھما خولۃ
بنت جعفر بن قیس الحنفیۃ والاخری ام حبیب الصہباء بنت ربیعۃ التغلبیۃ (نزل الابرار) جناب امیر
علیہ السلام کی بیبیوں کی نسبت سات پر تو راویوں کا اتفاق ہے اور دو کی نسبت اختلاف ہے جن سات پر علماء کا
اتفاق ہے انمیں سے اول جناب سیدۃ النساء العالمین فاطمۃ الزہرا بنت محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم جن کے
جناب امیر نے انکے جیتے ہوئے دوسری بی بی سے نکاح نہیں کیا جبتک کہ انکا انتقال نہیں ہوگیا۔ علماء میں سے
ایک فریق کا یہ مذہب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کے سامنے حضرت کے ازواج پر دوسری عورت سے
نکاح کرنا حرام تھا۔ دوسری بی بی جناب امیر علیہ السلام کی ام البنین بنت حرام بن خالد تھیں۔ تیسری بی بی اسماء
بنت عمیس الخثعمیہ تھیں انکا نکاح پہلے جعفر طیار بن ابی طالب جناب امیر علیہ السلام کے حقیقی بھائی سے ہوا تھا
جب وہ شہید ہوگئے تو انکا نکاح ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہوا جب وہ بھی انتقال کر گئے تو جناب امیر کے
نکاح میں آگئیں اور انکو تینوں صاحبوں سے اولاد ہوئی۔ عبداللہ اور محمد اور عون جعفر طیار رضی اللہ عنہ سے اور محمد
بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے اور یحیی اور عون جناب امیر سے۔ چوتھی بی بی امامہ بنت ابی العاص بن الربیع العبشمیہ تھیں
ابوالعاص بی بی امامہ کے والد حضرت صدیقۃ الکبری ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بھانجی تھی اور بی بی امامہ کی
ماں زینب رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی تھیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب بیٹیوں سے
جناب سیدہ کے بعد افضل اور اعلی تھیں اور زینب حضرت کی حیات ہی میں فوت ہوگئی تھیں بی بی امامہ سے جناب
امیر نے حسب وصیت جناب سیدہ نکاح کیا تھا حضرت امیر کی شہادت کے بعد مغیرہ بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب
سے انکا نکاح ہوا۔ جناب امیر نے خود اسکی نسبت ان کو وصیت کی تھی تاکہ معاویہ ان سے نکاح نہ کرلے اور بی بی امامہ
مغیرہ کے پاس ہی تھیں جب فوت ہوئیں۔ پانچویں بی بی محیاۃ بنت امرء القیس الکلابیہ تھیں۔ چھٹی بی بی ام سعید
بنت عروہ بن مسعود الثقفیہ تھیں۔ ساتویں لیلی بنت مسعود بن خالد التمیمیہ تھیں اور دو بیبیاں کہ جنمیں اختلاف
ہے کہ آیا مملوکہ تھیں جو مرتدین کے قیدیوں میں سے تھیں یا کہ امیر علیہ السلام نے ان کو آزاد کر کے انسے نکاح کیا تھا۔
ایک انمیں سے خولہ بنت جعفر بن قیس الحنفیہ تھیں دوسری ام حبیب الصہبا بنت ربیعۃ التغلبیہ تھیں۔

جناب امیر علیہ السلام کی اولاد

واما اولاد امیر المؤمنین ففیہ اختلاف کثیر الحسن والحسین والمحسن مات صغیرا واختاہم زینب
وام کلثوم امہم فاطمۃ علیہا السلام ومحمد الاکبر المکنی بابی القاسم المشہور بابن الحنفیۃ امہ خولۃ بنت
جعفر ومحمد الاوسط امہ امامۃ بنت ابی العاص ومحمد الاصغر المکنی بابی بکر وقیل انہما اثنان وعبید اللہ امہم
لیلی بنت مسعود وعمر الاکبر ورقیۃ امہما ام حبیب بنت ربیعۃ وجعفر وعثمان والعباس وعبد اللہ
امہم ام البنین الکلابیۃ ویحیی وعون امہما اسماء بنت عمیس وفاطمۃ المکناۃ بام الحسن وقیل ہما
اثنتان وزینب الصغری ورملۃ ومیمونۃ وخدیجۃ وفاطمۃ وام ہانی وام الکرام وام سلمۃ اولاد شتی
والعقب من اولادہ ثبت فی الحسن والحسین ومحمد ابن الحنفیۃ وعمر وعباس رضی اللہ عنہم

وقد اخرج منهم کثیر الطیب (نزول الابرار) جناب امیر کی اولاد کے بارہ میں اختلاف ہے پس جناب حسنین
اور محسن جن کا نہایت صغر سنی میں انتقال ہوگیا۔ اور انکی دونوں بہنیں زینب اور ام کلثوم جناب سیدہ سے تولد ہوئے
اور محمد اکبر جنکی کنیت ابو القاسم اور ابن الحنفیہ کے نام سے مشہور ہیں انکی والدہ خولہ بنت جعفر تھیں اور محمد الاوسط انکی
والدہ امامہ بنت ابو العاص تھیں اور محمد الاصغر جنکی کنیت ابوبکر ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ جناب امیر کے دو صاحبزادے
اس نام کے تھے۔ اور عبید اللہ انکی والدہ لیلی بنت مسعود تھیں اور عمر اور انکی بہن رقیہ کی والدہ ام حبیب بنت ربیعہ تھیں
اور جعفر اور عمر اور عباس اور عثمان اور عبد اللہ انکی والدہ ام البنین الکلابیہ تھیں اور یحییٰ اور عون کی والدہ اسماء بنت
عمیس تھیں اور رملہ جنکی کنیت ام الحسن ہے۔ اور بعض راویوں کے نزدیک اس نام کی جناب امیر کی دو بیٹیاں
تھیں اور زینب صغری اور امامہ اور میمونہ اور خدیجہ اور فاطمہ اور ام ہانی اور ام الکرام اور ام سلمہ متفرق جناب امیر
کی اولاد تھی۔ اور ذریہ اولاد سے جناب امیر کی نسل مبارک جناب امام حسن اور حسین علیہما السلام اور محمد بن الحنفیہ
اور عمر اور عباس رضی اللہ عنہم سے چلی ہے اور خدائے پاک نے انسے بہت سے طیب اور طاہر پیدا کئے ہیں۔

جناب امیر علیہ السلام کی کرامات

(۱) نقل ابن شہر آشوب فی کتابہ ان علیا لما قدم الکوفۃ وفد علیہ طوائف من الناس وکان فیہم فتی فصار من
شیعتہ یقاتل بین یدیہ فی مواقفہ فخطب امراۃ من قوم عرب استوطنوا الکوفۃ فاجابوہ فصلی علی یوما
صلوۃ الصبح قال لبعض من عندہ اذہب الی محلۃ کذا تجد مسجدا الی جانبہ بیت تسمع فیہا صوت رجل و
امراۃ یتشاجران باصوات مرتفعۃ فاحضرہما الی فمضی وعاد معہما فقال لہما فیم تتشاجران اللیلۃ فقال
الفتی یا امیر المومنین ان ہذہ المراۃ خطبتہا وتزوجتہا فلما خلوت بہا وجدت فی نفسی منہا نفرۃ منعتنی
ان الم بہا ولو استطعت اخرجتہا قبل النہار فنقمت علی ذلک ونحن فی التشاجر الی ان جاء امرک فصرنا
بین یدیک فقال علی لمن حضرہ رب حدیث لا یوثر من یخاطب بہ ان یسمعہ غیرہ فقام من کان حاضرا
ولم یبق عندہ غیر الفتی والمراۃ فقال لہا ہل تعرفین من ہذا الفتی فقالت لا فقال اما اذا اخبرتک بحالۃ
تعلمینہا فلا تنکریہا قالت لا یا امیر المومنین قال الست فلانۃ بنت فلان قالت بلی قال الیس کان لک ابن
عم وکل واحد منکما راغب فی صاحبہ قالت بلی قال الیس اباک منعک منہ ومنعہ عنک ولم یزوجہ بک
واخرجہ من جوارک لذلک قالت بلی قال الیس خرجت لیلۃ لقضاء الحاجۃ فاغتالک ووطئک فحملت امرک
عن ابیک واعلمت امک فلما جاء ان الوضع اخرجتک لیلا فوضعت ولدا فلففتہ فی خرقۃ فالقیتہ من
خارج الجدار حیث قضاء الحوائج فجاء کلب فشمہ فخشیت ان یاکلہ فرمیتہ بحجر فوقعت فی راسہ فشجہ
فعدت انت وامک فشدت راسہ بخرقۃ من جانب مرطہا ثم ترکتماہ ومضیتما ولم تعلما حالہ فسکتت فقال
تکلمی بحق فقالت واللہ یا امیر المومنین ان ہذا الامر ما علمہ منی غیر امی فقال قد اطلعنی اللہ علیہ فاصبح
بنو فلان فربی فیہم الی ان کبر وقدم معہم الکوفۃ وخطبک وہو ابنک ثم قال للفتی اکشف عن راسک فکشفہ
راسہ فوجد اثر الشجۃ فیہ فقال ہذا ابنک قد عصمہ اللہ مما حرمہ علیہ فخذی ولدک وانصرفی فلا نکاح

بینکو [illegible] ابن شہر آشوب لکھتے ہیں کہ جب جناب امیر کوفہ میں تشریف لائے تو آپکے ساتھ بہت سے لوگ بھی آکر کوفہ میں بود و باش اختیار کی انہیں میں سے ایک جوان جناب امیر کے شیعوں میں داخل ہو گیا اور جناب امیر کے ساتھ لڑائیوں میں حاضر رہا۔ اُسنے کوفہ میں وطن اختیار کر لیا۔ عرب لوگوں میں اپنا نکاح ایک عورت سے کیا۔ ایک روز جناب امیر صبح کی نماز کے بعد ایک آدمی سے فرمانے لگے۔ تو فلاں محلہ میں جا وہاں ایک مسجد ہے اس کے قریب ایک مکان ہے۔ اس میں تجھے ایک عورت اور مرد کے باہم تکرار کرنے کی آواز سنائی دیگی ان دونوں کو میرے پاس لے آ۔ وہ آدمی جا کر دونوں کو اپنے ساتھ جناب امیر کی خدمت میں لے آیا حضرت نے اُسنے پوچھا تم رات بھر کیوں تکرار کرتے رہے ہو۔ اس جوان نے عرض کیا یا امیر المومنین میں نے اس عورت سے نکاح کیا جب خلوت کا وقت ہوا مجھے اس سے نفرت پیدا ہو گئی کہ میں صحبت نہیں کر سکا۔ اگر مجھے استطاعت ہوتی تو میں اسیوقت رات کو صبح کے پہلے اسکو گھر سے نکال دیتا۔ میں اسی وجہ خاص سے اُس سے بگڑ گیا۔ ہم دونوں اسی تکرار میں تھے کہ جناب کا خادم ہمارے پاس پہنچا۔ اب ہم آپکے حضور میں حاضر ہیں۔ جناب امیر نے حاضرین سے فرمایا اکثر ایسی باتیں جو کہ تم کو سننے میں نہیں آتی جانتیں یہ کلام سنکر اس مرد اور عورت کے سوا سب اٹھکر چلے گئے۔ جناب امیر نے اس عورت سے فرمایا کیا تجھے علم ہے کہ یہ جوان کون ہے اس نے عرض کیا میں نہیں جانتی فرمایا اگر میں تجھے تیری کسی پوشیدہ بات سے اطلاع دوں تو تو انکار نہ کریگی اسنے عرض کیا میں ہرگز انکار نہیں کرونگی آپنے ارشاد کیا کیا تو فلانی اور فلاں شخص کی بیٹی نہیں ہے۔ وہ کہنے لگی ہاں میں وہی ہوں پھر آپنے فرمایا کیا تیرا چچیرا بھائی نہیں تھا اور تم دونوں میں محبت نہیں تھی اسنے عرض کیا بجا ہے۔ پھر آپنے فرمایا کیا تیرا باپ تیرا نکاح اس سے نہیں کرنا چاہتا تھا اور تیرے باپ نے اسکو نکال دیا تھا اس عورت نے کہا یہ بات بالکل ٹھیک ہے یا امیر المومنین۔ فرمایا کیا پھر تو ایک رات کو قضائے حاجت کیلئے گھر سے باہر نکلی اور اس نے تجھ سے وطی کی اور تو اس سے حاملہ ہو گئی اور تو نے اپنے حمل کو اپنے باپ سے چھپایا اور تیری ماں کو یہ بات معلوم ہو گئی وضع حمل کے وقت رات کو وہ تجھے لیکر گھر سے باہر نکلی اور جب تجھے لڑکا پیدا ہوا۔ اور تو نے کپڑے میں لپیٹ کر دیوار کے پیچھے پھینکدیا۔ ایک کتا آیا اور اسے سونگھنے لگا تجھے خوف پیدا ہوا کہ کتا اسے کھا نہ جائے اسلیئے تو نے اس کتے کو پتھر کھینچ مارا وہ پتھر اُس بچے کے سر پر لگ گیا اور اسکا سر زخمی ہو گیا۔ تو نے اور تیری ماں نے لوٹ کر اسکے سر کے بال جمنے کی جگہ پٹی باندھکر چھوڑ دیا اور دونوں گھر کو چلی آئیں۔ پھر تمکو اسکا حال معلوم نہیں ہوا۔ وہ عورت یہ سنکر خاموش ہو گئی۔ جناب امیر نے یہ فرمایا سچ بول وہ عرض کرنے لگی یا امیر المومنین سچ ہے میری ماں کے سوا اس سے کوئی خبردار نہیں آپنے فرمایا مجھے خدا نے اس سے مطلع کیا ہے۔ پھر فلاں قوم کے لوگ صبح کو اسے اٹھا کر لے گئے اور وہ ان لوگوں میں پرورش پا کر جوان ہوا۔ اور ان کے ساتھ کوفہ میں آیا۔ اور تیرے ساتھ نکاح کیا لیے وہ تیرا بیٹا ہے پھر جوان کو ارشاد کیا اپنے سر کو کھولدے اسنے سر کھولدیا اور زخم کا اثر نظر آیا۔ جناب امیر نے فرمایا یہ تیرا بیٹا ہے۔ خدا نے اس امر سے جو کہ اسپر حرام کیا تھا اسکو بچایا ہے اپنے بیٹے کو لے اور گھر کو لوٹ جا۔ تم دونوں کا نکاح نہیں ہے۔

(٣) [illegible] ما رواہ الحسن بن زکنات الفارسی قال کنت مع امیر المومنین وقد شکا الیہ الناس امر العنواد

به فقد زاد الماء حتى خشينا ان تغرق مزارعنا ونحب ان تسأل الله ان ينقصه فقام ودخل بيته
والناس مجتمعون ينتظرونه فخرج وعليه جبة رسول الله صلى الله عليه وسلم وعمامته وبرده وفي يده
قضيبه فدعا بفرسه فركبه ومشى الناس معه وانا معهم رجالة حتى انتهى الى الفرات فنزل عن فرسه فصلى
ركعتين خفيفتين ثم قام واخذ القضيب بيده ومشى الى الجسر وليس معه غير ولديه الحسن والحسين
وانا فاهوى الى الماء بالقضيب فنقص الماء ذراعا فقال أيكفيكم فقالوا لا يا امير المؤمنين فقام فاهوى بالقضيب
واهوى به الى الماء فنقص الماء ذراعا آخر فلم يزل الى ان نقص ثلاثة اذرع فقالوا حسبنا يا امير المؤمنين
فعاد وركب فرسه ورجع الى منزله (مطالب السئول) اور آپکی کرامات میں سے ایک یہ ہے کہ حبیش کو حسن بن خزان
الفارسی نے روایت کیا ہے کہ میں جناب امیرؑ کی خدمت میں موجود تھا کہ لوگ فرات کی طغیانی کی شکایت لیکر آئے اور کہنے
لگے کہ فرات کا پانی اس کثرت سے چڑھ گیا ہے کہ ہمیں ہمارے کھیتوں کے تلف ہونیکا خوف ہے۔ ہماری تمنا ہے
کہ آپ جناب الٰہی میں دعا فرمائیں کہ فرات کا پانی کم ہوجائے جناب امیرؑ یہ سنکر گھر میں تشریف لیگئے تمام لوگ منتظر بیٹھے
رہے جناب امیرؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ اور عمامہ اور ردا پہنکر اور ہاتھ میں عصا لئے ہوئے برآمد ہوئے۔ اور
سواری کا گھوڑا طلب کیا تمام لوگ رکاب سعادت میں پیادہ چل رہے تھے میں بھی پیادہ پا ہمراہ تھا جناب امیرؑ
فرات پر پہونچکر ٹھہر گئے اور گھوڑے سے اترے اور چھوٹی چھوٹی دو رکعتیں نماز کی پڑھیں پھر اٹھکر عصا ہاتھ میں لیکر
پل کی طرف تشریف لے گئے جناب حسنینؑ کے سوا کوئی ہمراہ نہ تھا عصا کیساتھ پانی کی طرف اشارہ کیا پانی بقدر ایک
گز کم ہوگیا لوگوں سے فرمایا کیا اسقدر پانی تمکو کافی ہے لوگوں نے عرض کیا ابھی زیادہ ہے پھر دوبارہ اشارہ کیا
ایک گز اور بھی کم ہوگیا پھر لوگوں سے پوچھا کیا اب کافی ہے لوگوں نے کہا اب بھی زیادہ ہے۔ پھر تیسری مرتبہ اشارہ کیا
پانی ایک گز اور بھی کم ہوگیا لوگوں نے عرض کیا یا امیر المومنین اب اسقدر کافی ہے آپ وہاں سے گھر کو لوٹ آئے ؀

(۳) ومنها ما صح النقل في تضمينه مقتديا بالتخصيص في الرواية انه لما فرغ من قتال الخوارج عاد الى الكوفة في شهر رمضان
فاتى المسجد فصلى ركعتين ثم صعد المنبر فخطب خطبة حسناء ثم التفت الى ابنه الحسن فقال يا ابا محمد كم مضى
من شهرنا هذا فقال ثلث عشرة يا امير المؤمنين ثم التفت الى الحسين فقال يا ابا عبد الله كم بقي من شهرنا
هذا فقال سبع عشرة يا امير المؤمنين فضرب بيده الى لحيته وهي يومئذ بيضاء فقال الله اكبر والله ليخضبنها
بدمها اذا انبعث اشقاها ثم قال اريد حياته ويريد قتلي عذيري من خليلي من مرادي وابن
ملجم المرادي يسمع فوقع في قلبه من ذلك شيء فجاء حتى وقف بين يديه فقال اعيذك بالله يا امير المؤمنين
هذه يميني وشمالي بين يديك فاقطعهما او فاقتلني فقال وكيف اقتلك ولا ذنب لك الي ولو اعلم انك
قاتلي لم اقتلك ولكن هل كانت لك حاضنة يهودية فقالت لك يوما من الايام يا ابا شقيق عاقر ناقة ثمود
قال قد كان ذلك يا امير المؤمنين فسكت عليه السلام فلما كانت ليلة ثلث وعشرين قام ليخرج من داره
الى المسجد لصلوة الصبح وقال ان قلبي يشهد اني لمقتول في هذا الشهر ثم فتح فتعلق الباب بمئزره فجعل ينشد
اشدد حيازيمك للموت فان الموت لاقيكا ولا تجزع من القتل اذا حل بواديكا وخرج فقتل
(مطالب السئول) اور ایک کرامت جناب امیرؑ نے اپنی شہادت کے متعلق کی ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ جب آپ خوارج

کے قتل سے فارغ ہو کر کوفہ میں تشریف لائے رمضان کا مہینہ تھا مسجد میں نماز کے بعد منبر پر تشریف لیگئے اور ایک خطبہ ارشاد فرمایا اثنائے خطبہ میں جناب امام حسن سے استفسار کیا کہ یا ابا محمد ہمارے مہینے کے کتنے روز گذر چکے ہیں امام حسن نے فرمایا کہ تیرہ روز پھر جناب امام حسین سے پوچھا یا ابا عبد اللہ ہمارا مہینہ اب کتنے روز باقی رہ گیا ہے عرض کیا یا امیر المومنین سترہ روز جناب امیر نے اپنی ریش مبارک کو ہاتھ میں پکڑا اور ان دنوں میں بالکل سفید ہو چکی تھی اور فرمایا اللہ اکبر خدا کی قسم اس امت کا بدبخت اسکو خون سے رنگین کریگا پھر آپ نے یہ شعر پڑھا سے میں اسکی زندگی چاہتا ہوں وہ مجھکو قتل کرنا چاہتا ہے۔ میرا دوست تجھ سے عذر کرنے والا قبیلہ مراد ہے۔ نامراد ابن ملجم مرادی نے جب یہ کلام سنا اسکا دل کانپ اٹھا اور سامنے کھڑے ہو کر عرض کرنے لگا یا امیر المومنین میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں میرے دونو ہاتھ آپکے سامنے موجود ہیں آپ انکو کاٹ ڈالیں بلکہ مجھے مار ڈالیں آپ نے ارشاد فرمایا تیرا کیا گناہ ہے کہ میں تجھے مار ڈالوں اگر مجھے یہ علم بھی ہو کہ تو میرا قاتل ہے تو بھی تجھے نہ ماروں لیکن ایک یہودی نے مجھے بغلگیر کرکے کہا تھا اے شفیق کے باپ ثمود کی اونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈال۔ ابن ملجم کہنے لگا۔ یا امیر المومنین یہ بات تو ضرور ہوئی ہے پھر جناب امیر علیہ السلام خاموش ہوگئے جب رمضان کی انیسویں تاریخ ہوئی اور آپ صبح کی نماز کے لئے اٹھے اور گھر سے مسجد کو تشریف لے چلے فرمایا میرا دل گواہی دیتا ہے کہ میں اسی مہینے میں شہید ہو جاؤنگا جب دروازہ کھولا آپکا تہ بند دروازہ سے اٹک گیا آپ نے یہ شعر پڑھا سے موت کے واسطے اپنے سینہ کو ابھار لا کیونکہ موت تجھ سے ضرور ملاقات کریگی اور قتل ہونے سے فریاد مت کر جبکہ تیرے سامنے آجائے۔ پس آپ گھر سے برآمد ہوئے اور شہید ہوگئے۔

(۴) عن اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا قالت قالت لی فاطمۃ لیلۃ دخل بی علی سمعت الارض تحدثہ وھو یحدثھا واصبحت فاخبرت والدی صلی اللہ علیہ وسلم فسجد سجدۃ طویلۃ ثم رفع راسہ وقال یا فاطمۃ ابشری بطیب النسل فان اللہ فضل بعلک علی سائر خلقہ وامر الارض ان تحدثہ باخبارھا وما یجری علی وجھھا من شرق الارض الی غربھا (مطالب السئول للعلامۃ ابن طلحۃ الشافعی)

اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھ سے جناب فاطمہ علیہا السلام نے ذکر کیا کہ جس رات جناب امیر میرے پاس تشریف لائے میں نے زمین کی آواز کو سنا کہ وہ ان سے باتیں کر رہی تھی اور وہ زمین سے باتیں کرتے تھے میں نے صبح کو اپنے والد صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکا تذکرہ کیا حضرت سجدہ میں گر گئے اور دیر کے بعد سر اٹھا کر فرمایا کہ اے فاطمہ تجھے بشارت ہو پاک نسل کے ساتھ بے شک اللہ تعالیٰ نے تیرے شوہر کو تمام خلقت پر فضیلت عطا کی ہے اور زمین کو حکم دیا ہے کہ تمام اخبار اور جو کچھ کہ اس پر ہو رہا ہے مشرق سے مغرب تک اسکو کہہ سنائے۔

(۵) قال الشیخ ابو عبد اللہ الخطیب الخوارزمی حکی ان معاویۃ قال لجلسائہ انی اریکم علم علی فانہ لا یقول الباطل فدعا ثلاثۃ رجال من ثقاتہ وقال لھم امضوا حتی تصیروا جمیعا من الکوفۃ علی مرحلۃ ثم تواطؤا علی ان تنعونی بالکوفۃ ولیکن حدیثکم واحدا فی ذکر العلۃ والیوم والوقت وموضع القبر ومن تولی الصلوۃ علیہ وغیر ذلک حتی لا تختلفوا فی شیء ثم لیدخل الثانی فلیخبر بمثلہ

ثم ليدخل الثالث فليخبر بمثل خبر صاحبيه وانظروا ما يقول علي فخرجوا كما امرهم معاوية ثم
دخل احدهم وهو راكب فقال له الناس بالكوفة من اين جئت قال من الشام قالوا له ما الخبر قال
مات معاوية فاتوا عليا فقالوا رجل راكب من الشام يخبر بموت معاوية فلم يحفل علي بذلك ثم دخل
آخر من الغد فقال له الناس ما الخبر فقال مات معاوية وخبر بمثل خبر صاحبه فاتوا عليا فقالوا
رجل راكب آخر يخبر عن موت معاوية بمثل ما خبر صاحبه ولم يختلف كلامهما فامسك علي ثم دخل
الآخر في اليوم الثالث فقال الناس ما الخبر قال مات معاوية فسألوه عما شاهد فلم يخالف قول
صاحبيه فاتوا عليا فقالوا يا امير المومنين قد صح الخبر هذا راكب ثالث قد خبر بمثل خبر صاحبيه فلما
كثروا عليه قال امير المومنين كلا او تخضب هذه من هذه يعني لحيته من هامته ويتلاعب بها ابن
آكلة الاكباد (او كلمته الاكباد) فرجع الخبر بذلك الى معاوية (لطف الندیابیہ) شیخ ابو عبد اللہ
الخطیب الخوارزمی المعروف باخطب الخطباء خوارزم شاہی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ امیر معاویہؓ نے
اپنے چند ہمنشینوں سے بیان کیا کہ تمہیں علی کے علم کا امتحان لیکر دکھاتا ہوں کہ وہ کبھی باطل حرف
زبان پر نہیں لاتے۔ اپنے تین معتبر آدمیوں کو بلا کر کہا تم کوفہ میں جا کر میرے مرنے کی خبر اڑاؤ۔ جب کوفہ
ایک منزل رہجائے تو تم ایک دوسرے کے عقب میں داخل ہونا اور میری مرگ کی خبر کو منتشر کرنا۔ چاہیئے کہ
میری بیماری اور مرنے کیوقت اور قبر کی جگہ اور نماز پڑھنے والے کی نسبت تمہارے بیان میں اختلاف نہو
تم میں سے ایک شخص پہلے کوفہ میں داخل ہو کر میرے مرنے کی بات بیان کرے اسکے بعد دوسرا اور دوسرے
کے بعد تیسرا اسکی تصدیق کرے۔ اور پھر دیکھو کہ علی کیا فرماتے ہیں تینوں معاویہ کے حکم سے کوفہ کو چلے
جب کوفہ ایک منزل رہگیا ان تینوں میں سے ایک شخص پہلے کوفہ میں پہنچا۔ لوگوں نے اس سے پوچھا کہاں
سے آیا ہے وہ کہنے لگا شام سے لوگوں نے کہا وہاں کی کچھ خبر بیان کرو بولا معاویہؓ مر گیا ہے لوگ اسکو جناب
امیرؑ کے پاس لے آئے اور عرض کیا کہ شام سے ایک سوار آیا ہے اور معاویہؓ کے مرنیکا حال بیان کرتا ہے۔ جناب
امیرؑ نے اسکے قول سے جنبش تک نہ کی۔ دوسرے روز دوسرا سوار داخل کوفہ ہوا۔ اس نے بھی وہی خبر بیان
کی جو اسکے پہلے رفیق نے بیان کی تھی اسکو بھی لوگ جناب امیرؑ کے حضور میں لے گئے اور عرض کیا یا امیر المومنین
یہ دوسرا سوار آیا ہے اور معاویہؓ کا مرنا بیان کرتا ہے۔ جناب امیر ساکت رہے اور کچھ نہ فرمایا۔ پھر تیسرے
روز تیسرا سوار داخل ہو کر وہی خبر بیان کرنے لگا۔ لوگ اسکو بھی جناب امیرؑ کی خدمت میں لیگئے اور عرض کرنے
لگے یا امیر المومنین اب یہ خبر بالکل پایہ ثبوت کو پہونچ گئی ہے تیسرا سوار بھی ان دونوں کی تصدیق کرتا ہے
جب لوگوں نے ہجوم کیا جناب امیرؑ نے فرمایا ہرگز معاویہؓ نہیں مرا بلکہ میری ریش میرے سر کے خون سے رنگین
ہوگی اور وہ جگر کھانے والی (یا جگر چبانے والی) یعنی ہندہ جگر خوار جس نے کہ جناب امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا جگر
چبایا تھا کا بیٹا اس سے بازی کریگا۔ یہ خبر سنکر وہ معاویہؓ کے پاس واپس ہوگئے۔

(۶) عن زید بن ارقم قال ان علی بن ابی طالب نشد الناس فقال انشد اللہ رجلا سمع النبی
صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ فقام

بینہم باستۃ من جانب اکالیمن وستۃ من جانب الایمن فشہدوا قال زید بن ارقم وکنت فیمن سمع ذلک فکتمتہ فذہب اللہ ببصری وکان یندم علی ما فاتہ من الشہادۃ ویستغفر (اخرجہ ابوبکر ابن مردویہ) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب امیر نے لوگوں کو قسم دیکر پوچھا کہ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ فرماتے ہوئے سنا ہو وہ کھڑا ہو جائے اور بیان کرے بارہ بدری صحابی جن میں سے چھ منبر کے بائیں جانب سے اور چھ داہنے جانب سے اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے اسکی گواہی بیان کی زید بن ارقم کہتے ہیں میں بھی انہیں لوگوں میں سے تھا۔ جنہوں نے اس حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہوا تھا پس میں نے اسکو پوشیدہ رکھا اس لئے خدا نے مجھے اندھا کر دیا زید بن ارقم اس گواہی کے نہ دینے پر تمام عمر نادم رہے اور توبہ کرتے رہے۔

(۷) عن ابن عمیر ان امیر المومنین قال علی المنبر انا عبد اللہ واخو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورثت نبی الرحمۃ ونکحت سیدۃ اہل الجنۃ وانا سید الوصیین واخر اوصیاء النبیین لا یدعی ذالک غیری الا اصابہ بسوء فقال رجل من عبس لا یحسن ان یقول ہذا انا عبد اللہ واخو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم یبرح من مکانہ حتی تخبطہ الشیطان فجر برجلہ الی باب المسجد فسالنا قومہ ہل تعرفون بہ عرضا قبل ہذا قالوا اللہم لا (اخرجہ ابن مردویہ) طلحہ بن عمیر سے منقول ہے کہ جناب امیر علیہ السلام ایک دفعہ منبر پر فرمانے لگے میں خدا کا بندہ اور اسکے رسول کا بھائی ہوں میں نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا ورثہ پایا ہے میں نے سیدۃ النساء اہل الجنۃ سے نکاح کیا ہے میں تمام وصیوں کا سردار ہوں میں تمام نبیوں کے وصیوں کا آخر وصی ہوں میرے سوا کوئی اسکا دعوی نہیں کر سکتا اور اگر کریگا تو خدا تعالے اسکے ساتھ برائی سے پیش آئیگا۔ یہ سنکر قوم عبس کا ایک آدمی کہنے لگا کیا بری بات ہے اپنے منہ سے یہ کہنا کہ میں خدا کا بندہ اور اسکے رسول کا بھائی ہوں ابھی اسے یہ بات کہتے ہوئے کچھ دیر نہیں گذری تھی کہ شیطان نے اسے دیوانہ بنا دیا اور لوگوں نے اسے ٹانگ سے پکڑ کر مسجد کے دروازہ سے باہر گھسیٹا۔ ہمنے اسکی قوم سے پوچھا کبھی پیشتر بھی اسکو یہ عارضہ ہوا تھا وہ خدا کی قسم کھا کر کہنے لگے ہرگز نہیں۔

(۸) عن طلحۃ بن عمیر انہ نشد الناس من سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ فشہد اثنا عشر رجلا من الانصار وانس بن مالک فی القوم لم یشہد فقال لہ امیر المومنین یا انس ما منعک ان تشہد وقد سمعت ما سمعوا قال یا امیر المومنین کبرت ونسیت فقال امیر المومنین اللہم ان کان کاذبا فاضربہ ببیاض او بوضح لا تواریہ العمامۃ قال طلحۃ بن عمیر فاشہد باللہ لقد رأیتہ بیضاء بین عینیہ (اخرجہ ابن مردویہ) طلحہ بن عمیر ناقل ہیں کہ ایک دفعہ جناب امیر علیہ السلام نے ان لوگوں سے قسم دیکر پوچھا جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی حدیث کو سنا تھا۔ انصار کے بارہ آدمیوں نے

اسکی شہادت بیان کی انس بن مالک بھی لوگوں میں موجود تھے لیکن اسکی گواہی دینے سے ساکت رہے جناب امیرؑ نے اُن سے فرمایا ای انس تمکو کس بات نے اس شہادت کے بیان کرنے سے بند کیا تھا جو کچھ ان لوگوں نے سنا تھا تم نے بھی سنا تھا۔ انس اپنی کبرسنی اور نسیان کا عذر کرنے لگے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا اے میرے پروردگار اگر یہ جھوٹ کہتے ہیں تو ان کی پیشانی پر برص کا ایسا داغ لگا دے کہ وہ عمامہ سے نہ چھپ سکے۔ طلحہ بن عمیرؓ کہتے ہیں کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے اُس برص کے داغ کو ان کی پیشانی پر دیکھا تھا۔

(۹) حکی ان علیا اتھم رجلا یقال لہ الغرار برفع اخبارہ الی معاویۃ وانکر ذلک وجحدہ فقال امیرالمومنین اتحلف باللہ انک ما فعلت قال نحلف فقال علی ان کنت کاذبا فاعمی اللہ بصرک فما دارت الجمعۃ حتی عمی (مطالب السئول) روایت ہے کہ جناب امیرؑ نے غرار نامی ایک شخص پر جرم لگایا کہ وہ معاویہ کو ان کی خبریں پہنچاتا تھا اس نے انکار کیا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا تو قسم کھا سکتا ہے اُس نے قسم کھا کر بھی انکار کیا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا اگر تو نے جھوٹی قسم کھائی ہے تو خدا تیری بینائی کو دور کریگا۔ اسپر ایک جمعہ بھی نہ گذرنے پایا تھا کہ وہ اندھا ہو گیا۔

(۱۰) عن علی بن زاذان ان علیا حدث حدیثا فکذبہ رجل فقال علی ادعو علیک ان کنت صادقا قال نعم فدعا علیہ فلم ینصرف حتی ذھب بصرہ اخرجہ احمد فی المناقب و الطبرانی فی الاوسط وابونعیم فی الدلائل علی بن زاذان سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام ایک بات بیان فرما رہے تھے کہ ایک شخص نے اس کی تکذیب کی جناب امیرؑ نے فرمایا اگر تم سچا ہے تو میں تجھ پر دعا کروں وہ کہنے لگا بہتر ہے۔ جناب امیر علیہ السلام نے دعا کی۔ ابھی وہ وہاں سے ٹلا بھی نہ تھا کہ اندھا ہو گیا۔

(۱۱) لما توجہ علی الی صفین واحتاج اصحابہ الی الماء والتمسوہ یمینا وشمالا فلم یجدوہ فعدل بھم امیرالمومنین عن الجادۃ قلیلا فلاح لھم دیر فی البریۃ فساروا بسالون من فیہ عن الماء فقال بینکم وبین الماء فرسخان فسیروا الی حیث اقول لکم لعلکم تدرکون الماء فقال امیرالمومنین اسمعوا ما یقول الراھب فقالوا یا امرنا ان نسیر الی حیث اومی الینا لعلنا ندرک الماء لیس بنا قوۃ فقال علی لاحاجۃ بکم الی ذلک ولوی عنق بغلتہ نحو القبلۃ واشار الی مکان بقرب الدیر فقال اکشفوہ فکشفوہ فظھرت لھم صخرۃ عظیمۃ فقالوا یا امیرالمومنین ھھنا صخرۃ لا یعمل فیھا فقال ھذہ الصخرۃ علی الماء فاجتھدوا فی قلعھا فان زالت عن موضعھا فاجتمع القوم وجھدوا فی تحریکھا فلم یجدوا الی ذلک سبیلا واستصعبت علیھم فلما رای ذلک لوی رجلہ عن سرجہ ثم حسر عن ساعدہ ووضع اصابعہ تحت جانب الصخرۃ فحرکھا بیدہ ووضعھا حیث کانت والراھب ینظر من فوق دیرہ فنادی یا قوم انزلونی فوقف بین یدی امیرالمومنین فقال یا ھذا انت

بنی اور سل قال لا قال فملک مقرب قال لا قال فمن انت قال انا وصی رسول اللہ محمد بن عبد اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم قال ابسط یدک اسلم علی یدیک فبسط امیر المومنین وانا عبد اسلم علی یدہ (مطالب السئول) روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام جب صفین کو تشریف لے چلے راستہ میں جناب امیرؑ کے لشکر کے پاس پانی نہ رہا دائیں بائیں ڈھونڈا کہیں پانی کا پتہ نہ ملا۔ جناب امیرؑ نے ایک پاس کی ٹیکری دیکھا کر فرمایا اسطرف چلو تھوڑی دور جا کر میدان میں عیسائیوں کا ایک کلیسا ملا لوگوں نے اسکے پاس جا کر اسکے پادری سے پانی کی بابت پوچھا۔ اس نے جواب دیا کہ پانی یہاں سے دو فرسخ پر ہے جس طرف میں تمہیں بتاتا ہوں اسطرف چلے جاؤ۔ امید ہے کہ تم کو پانی مل جائیگا۔ امیر المومنین نے فرمایا سنو راہب کیا کہتا ہے لوگوں نے عرض کیا وہ ہم کو دو فرسخ پر پانی کا پتہ دیتا ہے۔ لیکن وہاں تک کے پہونچنے کی ہم میں طاقت باقی نہیں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا اس طرف جانے کی تم کو کچھ ضرورت نہیں قبلہ کی طرف گھوڑے کا منہ پھیر کر اس دیر کے قریب اشارہ کیا اور فرمایا یہاں سے کھودو لوگ کھودنے لگے۔ ایک بھاری چٹان نظر آئی لوگوں نے عرض کیا یا امیر المومنین اس چٹان میں اب کام نہیں ہوسکتا جناب امیرؑ نے فرمایا یہ چٹان پانی کے منہ پر ہے لوگ اسکے اکھاڑنے میں کوشش کرنے لگے اسکو جنبش تک نہ ہوئی۔ تمام لشکر نے متفق ہوکر زور مارا مگر وہ اپنی جگہ سے نہ ہلی۔ جب لشکر کے لوگ اسکے اکھاڑنے سے عاجز آگئے۔ جناب امیر علیہ السلام اپنے گھوڑے سے اترے اور اپنی آستینوں کو لوٹا۔ اور اس چٹان کے نیچے انگلیاں گاڑ کر اسکو ہلایا اور اپنے ہاتھ سے اکھاڑ لیا اسکے نیچے سے نہایت میٹھے پانی کا چشمہ نکل آیا۔ لوگ دوڑ کر اسکا پانی پینے لگے ان کو تمام سفر میں ایسا ٹھنڈا پانی اور میٹھا کہیں نہیں ملا تھا۔ راہب اپنے دیر سے یہ تمام کیفیت دیکھ رہا تھا۔ لوگوں کو آواز دیکر کہنے لگا مجھے نیچے اتارو۔ جب اسکو چھت سے نیچے اتارا۔ جناب امیرؑ کے سامنے دست بستہ کھڑے ہوکر کہنے لگا کیا آپ نبی مرسل ہیں۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ پھر کہنے لگا کیا آپ مقرب فرشتہ ہیں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا نہیں۔ وہ عرض کرنے لگا پس آپ کون ہیں فرمایا میں خدا کے رسول محمد بن عبد اللہ تمام نبیوں کے خاتم صلے اللہ علیہ وسلم کا وصی ہوں۔ راہب نے کہا آپ ہاتھ بڑھائیں کہ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کروں اور اسلام لاؤں آپ نے ہاتھ بڑھایا اور راہب آپ کے ہاتھ پر اسلام سے مشرف ہوا۔

(۱۲) عن البراء بن عازب رضی اللہ عنہ قال قال لی علی یا براء یقتل ابنی الحسین وانت حی فلا تنصرہ فلما قتل الحسین قال البراء صدق علی قتل الحسین ولم انصرہ واظھر الحسرۃ علی ذلک والندم (مطالب السئول) براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے مجھ سے ارشاد کیا اے براء افسوس افسوس ہے کہ میرا بیٹا حسین قتل ہوگا اور تو زندہ ہوگا اور اسکی مدد نہیں کریگا۔ جب جناب امام حسین علیہ السلام شہید ہوگئے تو براء بن عازب کہنے لگے جناب امیرؑ نے سچ فرمایا تھا۔ کہ حسین شہید ہوگئے اور میں نے ان کی مدد نہ کی تمام عمر براء

[illegible] زیادتی کرتے تھے ۔

(۱۳) عن عبد اللہ قال اتینا مع علی فمررنا بموضع قبر الحسین فقال علی ھھنا مناخ رکابھم وھھنا موضع رحالھم وھھنا مھراق دمائھم فتیۃ من آل محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم یقتلون بھذہ العرصۃ تبکی علیھم السماء والارض (ریاض النضرۃ) عبد اللہ سے روایت ہے کہ ہم جناب امیر علیہ السلام کے رکاب سعادت میں اس جگہ پر جہاں کہ جناب سید امام حسین علیہ السلام کا مرقد مطہر واقع ہے گذرے تو جناب امیر علیہ السلام فرمانے لگے یہاں ان کے اونٹ بیٹھیں گے اور یہاں اسباب ان کا ہوگا۔ یہاں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل کے جوانوں کا خون بہیگا۔ ان پر آسمان و زمین روئینگے ۔

(۱۴) قیل ان الحجاج قال ذات یوم احب ان نصیب رجلا من اصحاب ابی تراب فاتقرب الی اللہ بدمہ فقیل لہ ما نعلم احدا اطول صحبۃ لابی تراب من قنبر مولاہ فطلبہ فاتی بہ فقال انت قنبر قال نعم قال مولی علی بن ابی طالب قال اللہ مولای وامیر المومنین علی ولی نعمتی قال ابرء من دینہ قال دلنی علی دین افضل منہ قال انی قاتلک فاختر ای قتلۃ احب الیک قال صیرت ذلک الیک قال لم قال لانک لا تقتلنی قتلۃ الا قتلتک مثلھا ولقد اخبرنی امیر المومنین ان منیتی تکون ذبحا ظلما بغیر حق فامر بہ فذبح (کفایۃ الطالب) کہتے ہیں کہ ایک روز حجاج کہنے لگا میری آرزو ہے کہ اگر کوئی جناب امیر علیہ السلام کا دوست مل جائے تو میں اسکے قتل کرنے سے خدا کا قرب حاصل کروں لوگوں نے کہا کہ جناب امیر کی خدمت میں قنبر سے زیادہ کوئی ہر وقت کا رہنے والا ہماری نظر نہیں آتا اس نے قنبر کو بلوایا جب قنبر آیا کہنے لگا تو جناب امیر کا غلام ہے اور تیرا ہی نام قنبر ہے قنبر نے جواب دیا خدا میرا مولا ہے اور امیر المومنین میرے ولی نعمت تھے ۔ حجاج نے کہا تو ان کے طریق سے بیزار ہو۔ قنبر نے کہا تو بتا مجھے ان کے طریق سے کوئی بہتر طریق ہو کہ میں ایسا کروں۔ حجاج نے کہا میں تجھے مار ڈالوں گا تو جس طرح سے قتل ہونا پسند کرتا ہو بیان کر قنبر نے کہا یہ امر میں تیرے سپرد کرتا ہوں حجاج نے کہا یہ کیوں۔ قنبر نے کہا کہ جو ذبح کرنے کے جس موت سے تو مجھے مارنا چاہتا ہے اسی موت سے میں تجھے مار ڈالوں گا۔ کیونکہ جناب امیر نے مجھے فرمایا ہے تیری موت نہیں ہوگی مگر یہ کہ تو ظلم ذبح کیے جانے سے۔ حجاج نے ان کو ذبح کروا دیا ۔

(۱۵) قیل ان الحجاج طلب کمیل بن زیاد فھرب منہ فقطع عطاء قومہ فلما رای ذلک قال انا شیخ کبیر قد نفد عمری ولا ینبغی ان احرم قومی عطیاتھم فخرج الی الحجاج فقال قد کنت احب ان اجد علیک سبیلا فقال لہ کمیل لا تصرف علی انیابک فما بقی من عمری الا القلیل فاقض ما انت قاض فان الموعد اللہ وبعد القتل الحساب ولقد اخبرنی امیر المومنین علی انک قاتلی تضرب عنقی (کفایۃ الطالب) کہتے ہیں حجاج نے کمیل ابن زیاد رحمۃ اللہ علیہ کو بلایا وہ خوف سے بھاگ گئے حجاج نے ان کی قوم کی تنخواہ بند کر دی جب کمیل کو معلوم ہوا کہ میری قوم کی تنخواہ بند ہو گئی ہے کہنے لگے کہ

میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور میری عمر گذر چکی ہے مجھ کو نہیں چاہیئے کہ اپنی قوم کی تنخواہ بند کراؤں اور چھپا رہوں یہ کہکر حجاج کے پاس خود چلے گئے۔ حجاج نے کہا میں تمہارے ملنے کا راستہ ڈھونڈ رہا تھا۔ کمیل نے احتجاج کہا تو اپنے دانتوں کو مجھ سے مت ہٹا میری عمر اب بہت تھوڑی رہ گئی ہے۔ جو تیرا دل چاہے سو کر کل خدا کے وعدہ کا دن ہے اور قتل کے بعد ضرور حساب ہوگا۔ مجھ کو امیر المومنین علیہ السلام نے پیشتر کہدیا تھا کہ تو میرا قاتل ہے۔ یہ سنکر حجاج نے اُنکے قتل کا حکم دیا اور وہ مارے گئے ۔۔

(۱۸) **عن** جندب بن عبد اللہ الازدی قال شہدت مع علی الجمل والصفین ولا اشک فی قتالھم حتی نزلنا النہر وان فدخلنی شک وقلت قراؤنا وخیارنا نقتلھم ان ھذ الامر عظیم فخرجت غدوۃ امشی ومعی اداوۃ حتی برزت عن الصفوف فرکزت رمحی ووضعت ترسی واستترت من الشمس فانی لجالس اذا ورد امیر المومنین فقال یا اخا الازد امعک طہور قلت نعم فناولتہ الاداوۃ فمضی حتی لم ارہ واقبل وقد تطہر فجلس فی ظل الترس فاذا فارس یسال عنہ فقلت ھذا یا امیر المومنین فارس یریدک قال فاشار الیہ فجاء فقال یا امیر المومنین قد عبر القوم وقد قطعوا النہر فقال کلا ما عبروا اذ جاء آخر فقال یا امیر المومنین قد عبر القوم فقال ما عبروا فقال واللہ ما جئت حتی رأیت الرایات فی ذلک الجانب قال واللہ ما فعلوا وانہ لمصرعھم ومھراق دمائھم ثم نھض ونھضت معہ فقلت فی نفسی الحمد للہ الذی ابصرنی ھذا الرجل وعرفنی امرہ ھذا احد رجلین اما کذاب جری او علی بینۃ من امرہ وعہدت فی نفسی اللہم انی اعطیتک عہدا تسالنی عنہ یوم القیامۃ ان انا وجدت القوم قد عبروا ان اکون اول من یقاتلہ واول من یطعن بالرمح فی عینیہ وان کانوا لم یعبروا ان اقیم علی المناجزۃ والقتال فدفعنا الی الصفوف فوجدنا الرایات والاثقال بحالہا فاخذ بقفائی ودفعنی وقال یا اخا الازد ابین لک الامر قلت اجل یا امیر المومنین (مطالب المسئول) جندب بن عبد اللہ الازدی سے منقول ہے کہ میں جمل اور صفین میں جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا مجھے اُن دونوں لڑائیوں کی نسبت کسی قسم کا شبہ پیدا نہیں ہوا جب ہم نہروان پر جا اترے میرے دل میں شبہ پیدا ہو گیا۔ کہ ایسے نیک بندوں قرآن کے قاریوں کو مارنا پڑیگا۔ یہ بات تو بڑی بھاری معلوم ہوتی ہے۔ دوسرے روز میں ٹہلتا ہوا صفوں سے دور نکل گیا۔ وضو کا لوٹا میرے ہاتھ میں تھا۔ میں نے اپنے نیزہ کو گاڑ دیا اور آفتاب کی تمازت سے اپنی ڈھال کا سایہ کر کے بیٹھ گیا۔ ناگاہ جناب امیر علیہ السلام بھی وہاں تشریف لے آئے اور مجھ سے فرمایا اے بھائی ازدی کیا تیرے پاس کوئی لوٹا ہے میں نے لوٹا اُن کو دیدیا وہ لوٹا لیکر میری نظروں سے غائب ہو گئے اور طہارت کر کے چلے آئے اور ڈھال کی آڑ کر کے اُسکے سایہ میں بیٹھ گئے۔ اتنے میں ایک سوار اُن کو

پوچھتا ہوا آنکلا۔ میں نے جا کر عرض کیا یا امیر المومنین یہ سوار آپ کو پوچھتا ہے آپ نے اسی اشارے سے اپنے نزدیک بلا لیا وہ کہنے لگا یا امیر المومنین نہروانی دریا کے اُس پار چلے گئے ہیں۔ جناب امیرؑ فرمانے لگے۔ وہ ہرگز اُس پار نہیں گئے۔ اتنے میں دوسرا سوار آکر کہنے لگا وہ ایک دریا سے پار ہو گئے ہیں آپ نے فرمایا وہ پار نہیں ہوئے وہ سوار کہنے لگا۔ یقیناً میں نے جب تک خود نہیں دیکھ لیا کہ علم دریا سے پار ہو گئے ہیں تب تک میں وہاں سے نہیں لوٹا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا واللہ وہ دریا سے پار نہیں اُترے دریا کا یہی کنارہ اُن کے لوٹ پوٹ ہونے کی جگہ ہے اسی جگہ اُن کا خون بہے گا یہ بات فرما کر اٹھ کھڑے ہوئے میں نے اپنے جی میں کہا خدا کا شکر ہے جس نے مجھے اس شخص کے امر کو دکھا دیا ہے یا تو یہ جھوٹ بولتا ہے یا اُس کے پاس کوئی دلیل موجود ہے۔ میں نے اپنے جی میں عہد کیا کہ اے پروردگار میں عہد کرتا ہوں اور قیامت کے دن تو مجھ کو اس عہد سے باز پرس کریو۔ اگر میں نے نہروانیوں کو دیکھا کہ دریا سے پار اُتر گئے ہیں تو سب سے پہلے اپنے نیزہ کے ساتھ میں اس شخص کے بیٹے جناب امیرؑ سے جنگ کروں گا اور اگر نہ گذرے ہوئے تو میں ان کی طرف سے لڑنے میں کوتاہی نہیں کروں گا۔ اتنے میں جناب امیر رضی اللہ عنہ نے لشکر کو کوچ کرنے کا حکم دیا۔ جب دریا کے قریب پہنچے تو اُن کے علم دریا سے گذرے ہوئے نہ پائے۔ اور وہیں اُن کا سامان موجود پایا۔ جہاں کہ جناب امیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا اتنے میں جناب امیرؑ نے پیچھے سے میری گردن پکڑ کر کہا اے اخا الازد اب تجھے اصل حقیقت معلوم ہو گئی میں نے عرض کیا بے شک یا امیر المومنین ❊

(۱۶) **عن** جعفر بن محمد عن ابیہ علیہ و علےٰ آبائہ السلام قال عرض لعلی رجلان فی خصومة فجلس فی اصل جدار فقال رجل یا امیر المومنین الجدار یقع فقال له امض کفی باللہ حارسا فقضی بین الرجلین فاذا قام سقط الجدار (اخرجہ ابو نعیم فی الدلائل والسیوطی فی تاریخ الخلفاء) جناب امام جعفر صادق علیہ و علےٰ آبائہ السلام اپنے والد ماجد امام محمد باقر علیہ التحیة والثناء سے روایت کرتے ہیں کہ دو شخصوں نے اپنا جھگڑا جناب امیر علیہ السلام کے سامنے پیش کیا آپ ایک دیوار کے نیچے تصفیہ کے لئے بیٹھ گئے۔ ایک شخص کہنے لگا یا امیر المومنین یہ دیوار گر رہی ہے آپ نے فرمایا تو چلا جا خدا نگہبان ہے۔ آپ اُن کا تصفیہ کر کے اٹھے اور وہ دیوار گر گئی ❊

(۱۷) **عن** الحارث قال کنت مع علی بصفین فرایت بعیرًا من اھل الشام جاء وعلیہ راکبہ وثقلہ فالقی ما علیہ وجعل یتخلل الصفوف حتی انتھی الی علی فوضع مشفرہ ما بین رأس علی ومنکبہ وجعل یحرک شفتاہ یقلن ان یخبرہ فقال علی انھا العلامة بینی وبین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ریاض النضرة) حارث سے روایت کرتے ہیں کہ میں جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ صفین میں موجود تھا ناگاہ میں نے دیکھا کہ شامیوں کا ایک اونٹ اپنے

سوار اور مجھ کو کچھ پیک کر صفیں چیرتا ہوا چلا آیا۔ اور جناب امیر علیہ السلام کے پاس آ کر بیٹھ گیا اور اپنا منہ جناب امیر کے کندھے پر رکھ کر اپنے ہونٹوں کو ہلانے لگا۔ گویا کہ اُن سے کچھ خبر بیان کر رہا تھا۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا یہ ایک علامت ہے میرے لئے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ۔

(۱۸) عن ابی ذر الغفاری رضی اللہ عنہ قال بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادعوا علیا فاتیت بیتہ فنادیتہ فلم یجبنی فعدت فاخبرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لی عد الیہ ادعہ فانہ فی البیت قال فعدت الیہ فسمعت صوت رحی تطحن فشارفت فاذا الرحا تطحن و لیس معہا احد فنادیتہ فخرج الی منشرحا فقلت لہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدعوک فجاء ثم لم ازل انظر الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو ینظر الی ثم قال یا اباذر ما شانک فقلت یا رسول اللہ عجیب من عجب رأیت رحی تطحن فی بیت علی و لیس معہا احد یدیرہا فقال یا اباذر ان للہ ملئکۃ سیاحین فی الارض وقد وکلوا بمعونۃ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجہ الملا فی سیرتہ) ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا نے مجھے علی علیہ السلام کے بلانے کو بھیجا میں نے اُن کے گھر میں آواز دی مجھ کو کچھ جواب نہ ملا میں لوٹ کے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور چلا آیا۔ حضرت ص نے مجھ سے فرمایا تم پھر جاؤ علی گھر ہی میں ہیں۔ میں نے پھر آ کر آواز دی اور چکی کے چلنے کی آواز سنی میں نے جھانک کر دیکھا کہ چکی خود بخود چل رہی ہے کوئی اسکو چلا نہیں رہا ہے میں نے جناب امیر علیہ السلام کو بلایا وہ ہنستے ہوئے باہر تشریف لائے میں نے اُن سے کہا آپ کو سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم یاد فرماتے ہیں وہ میرے ساتھ تشریف لائے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے لگا حضرت بھی مجھ کو بار بار دیکھتے رہے۔ پھر حضرت نے مجھ سے ارشاد کیا اے اباذر تیرا کیا حال ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے ایک عجیب امر دیکھا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کے گھر میں خود بخود چکی چلتی تھی اسکو کوئی چلاتا نہیں تھا۔ حضرت ص نے فرمایا اے اباذر خدا کے فرشتے سیر کرتے پھرتے ہیں اور وہ آل محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی مدد کے لئے مامور ہیں ۔

جناب امیرؑ کے لئے آفتاب کا واپس ہونا

(۱) عن اسماء بنت عمیس و ام سلمۃ و جابر بن عبد اللہ الانصاری و ابی سعید الخدری و الحسین بن علی رضی اللہ عنہم ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم کان ذات یوم فی منزلہ و علی بین یدیہ اذ جاء جبریل یناجیہ عن اللہ عز و جل فلما تغشی

الوحی ورأسه فی حجر علی رضی الله عنه لم یصل العصر حتی غابت الشمس فصلی العصر جالسا ایماء
فلما افاق قال لعلی فاتتك العصر قال صلیتها قاعدا ایماء فقال ادع الله یرد علیك
الشمس حتی تصلیها قائما فی وقتها فانه یجیبك لطاعتك الله ولرسوله فسأل الله
فی ردها فردت علیه حتی صارت فی موضعها من السماء وقت العصر فصلاها ثم
غربت والله لقد سمعنا لها عند غروبها کصریر المنشار زاخرجه الدولابی وابن
شاهین وابن منده وابن مردویه) اسماء بنت عمیس اور ام المومنین ام سلمہ اور جابر بن
عبد اللہ الانصاری اور ابو سعید خدری اور جناب امام حسین رضی اللہ عنہم سے روایت
ہے کہ ایک روز حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم اپنے دولتخانہ میں تشریف فرما
تھے اور جناب امیر علیہ السلام آپ کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے ناگہاں جبرئیل علیہ السلام
خدا کی طرف سے کچھ راز بیان کرنے کے لئے تشریف لائے۔ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
بیہوش ہوگئے اور جناب امیر علیہ السلام کے زانو پر سر اقدس رکھ کر لیٹ گئے اور آفتاب
کے غروب ہونے تک آپ بیہوش رہے جناب امیر علیہ السلام نے عصر کی نماز بیٹھے
بیٹھے اشاروں سے ادا کیا۔ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب افاقہ ہوا تو حضرت علی
کرم اللہ وجہہ سے فرمایا شاید تمہاری عصر کی نماز فوت ہوگئی ہے عرض کیا بیٹھے بیٹھے
اشاروں سے ادا کی ہے۔ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم خدا اور اس کے
رسول کی اطاعت میں تھے تم دعا کرو خدا تعالے تمہارے لئے آفتاب کو لوٹا دے تاکہ تم کھڑے
ہو کر نماز کو وقت پر ادا کرو۔ جناب امیر علیہ السلام نے دعا کی آفتاب لوٹ آیا یہاں تک کہ
آسمان پر عصر کے وقت کی جگہ قائم ہوگیا۔ اور جناب امیر علیہ السلام نے عصر کی نماز کو
وقت پر ادا کیا۔ پھر آفتاب غروب ہوگیا۔ اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالے عنہا کہتی
ہیں خدا کی قسم ہے ہم نے اس کے غروب ہونے کے وقت آرہ کے چلنے کی سی آواز سنی؟

تنبیہ

قال سبط بن الجوزی فی تذکرة خواص الامة اخرجه الطحاوی فی مشکلات الحدیث
وابن شاهین وابن منده کلهم عن اسماء بنت عمیس وابن مردویه عنها
وعن ابی هریرة رضی الله تعالے عنهم ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یوحی الیه
ورأسه فی حجر علی وهو لم یصل العصر حتی غابت الشمس فقال له رسول الله
صلی الله علیه واله وسلم اصلیت یا علی قال لا فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم
انه کان فی طاعتك وطاعة رسولك فاردد علیه الشمس قالت فرأیتها غربت ثم
رأیتها طلعت بعد ما غربت ووقفت علی الجبل وذلك فی الصهباء فی خیبر
وهذا الحدیث اورده ابن الجوزی فی الموضوعات وقال فی سنده ضعفاء

وقد سبقه احمد وقال لا اصل لهذا الحديث وتبعهما العماد بن الكثير والذهبي
وغيرهما واجيب بان المجروحين فى سنده قد وثقهم بعض العلماء وبان
الحديث صرح بتصحيحه جماعة من الائمة الحفاظ كالطحاوى والقاضى عياض
وغيرهما وقال الطحاوى هذا الحديث ثابت رواته ثقات وحكى عن احمد بن
صالح المصرى انه كان يقول لا يجوز لاهل العلم التخلف عن حديث اسماء
لانه من علامات النبوة واعترض ايضا ابن الجوزى على هذا بما صح عن النبى
صلى الله عليه وسلم ان الشمس لم تحبس الا ليوشع بن نون ليالى سار الى
بيت المقدس وقيل فى جوابه انما نفى صلى الله عليه وسلم وقوفها والحديث فيه
الطلوع بعد الغيب فلا تضاد بينهما وبه اجاب الطحاوى والحافظ ابن حجر
جواب آخر وهو ان الحصر محمول على ما مضى للانبياء قبل نبينا صلى الله عليه
وسلم فلم يحبس الا ليوشع بن نون وليس فيه نفى حبسها بعد ذلك لنبينا صلى الله
عليه وسلم وقال علامه يوسف سبط بن الجوزى فى تذكرة خواص الامة والجواب
ان اقول جدى هذا حديث موضوع بلا شك دعوى من غير دليل طحاوی رحمۃ اللہ
علیہ نے مشکلات الحدیث میں اور ابن شاہین اور ابن مندہ دونوں صاحبوں نے اسماء
بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے اور ابن مردویہ نے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس
حدیث کو روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایک دفعہ وحی نازل ہوئی۔ اور
حضور صلے اللہ علیہ وسلم اپنا سر اقدس جناب امیر علیہ السلام کی گود میں رکھکر لیٹ گئے
جناب امیر علیہ السلام نے عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی۔ کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ حضرت پیغمبر
خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا۔ یا علی تم نے نماز پڑھی ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ
نہیں پڑھی۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ اے میرے پروردگار
یہ تیری اور تیرے رسول کی فرمانبرداری میں مصروف تھا۔ اسلئے آفتاب کو لوٹا دے۔
اسماء بنت عمیس روایت کرتی ہیں کہ میں نے دیکھا آفتاب غروب ہو چکا ہے۔ اور غروب
ہونے کے بعد پھر پہاڑ پر کھڑا ہو گیا اور یہ امر صہبا خیبر میں واقع ہوا ۔

اس حدیث کو علامہ ابن جوزی نے موضوعات میں لکھ کر کہا ہے کہ اسکی سند میں راوی
ضعیف ہیں۔ اور اس سے پہلے امام احمد نے بھی لکھا ہے۔ کہ اس حدیث کی کچھ اصلیت نہیں
ہے۔ عماد بن کثیر اور ذہبی وغیرہ علماء نے بھی انہیں کی پیروی کی ہے ۔

میں جواب دیتا ہوں کہ جن راویوں کو آپ مجروح قرار دیتے ہیں انہیں کو بعض علماء نے ثقہ قرار دیا ہے
اور ائمہ حدیث کی ایک جماعت مثل طحاوی اور قاضی عیاض رحمہما اللہ نے اس حدیث کی
صحت کے ساتھ تصریح کی ہے۔ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ کہ یہ حدیث ثابت ہے اور اس کے

تمام راوی ثقہ ہیں احمد بن صالح مصری سے نقل ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ اس اسماء والی حدیث کے برخلاف ہونا اہل علم کو جائز نہیں کیونکہ یہ نبوت کا معجزہ ہے ابن جوزی نے یہ بھی اعتراض کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آفتاب سوا یوشع بن نون کے اور کسی کے لئے نہیں روکا گیا۔ یہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالے عنہا کی حدیث کے معارض ہے ✦

اسکے جواب میں علمائے حدیث نے کہا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آفتاب کے روکے جانے کی نفی فرمائی ہے نہ آفتاب کے دوبارہ طلوع ہونے کی اور اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کی حدیث میں آفتاب کے غروب ہونے کے بعد پھر طلوع ہونے کا ذکر ہے نہ آفتاب کے روکے رہنے کا۔ اس لئے دونوں حدیثیں ایک دوسری کی متضاد نہیں چنانچہ طحاوی نے بھی یہی جواب دیا ہے ✦

حافظ ابن حجر نے ایک دوسرا جواب دیا ہے کہ یوشع بن نون والی حدیث میں زمانہ گذشتہ کا حصر ہے کہ انبیاء سلف میں بجز یوشع بن نون کے اور کسی نبی کے لئے آفتاب غروب ہونے سے پہلے نہیں روکا گیا ہے۔ نہ یہ امر کہ بعد ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی نہیں روکا جائیگا ✦

علامہ یوسف سبط ابن الجوزی تذکرہ خواص الامہ میں اپنے جد علامہ ابن جوزی کے قول کا جواب دیتے ہیں کہ میرے دادا کا یہ کہنا کہ یہ حدیث موضوع ہے۔ بیشک ایسا دعوی ہے کہ جس کے لئے کوئی دلیل نہیں ✦

جب سے حضرت صلعم نے اپنا لعاب دہن لگایا پھر جناب امیرؑ کی آنکھیں نہیں دوکیں

عن علی قال مارمدت منذ تفل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی عینی (اخرجہ احمد و ابو یعلی و ابو الخیر القزوینی) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں جب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اسوقت سے میری آنکھیں نہیں دکھیں ✦

حضرتؐ نے جب سے دعا کی تب سے جناب امیرؑ بیمار نہیں ہوئے

عن علی قال کنت شاکیا فمر بی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا اقول اللھم ان کان اجلی قد حضر فارحنی وان کان متاخرا فارفعنی وان کان بلاء فصبرنی فقال اللھم عافہ

کیف قلت فاعاد علیہ ما قال فضربہ برجلہ وقال اللّٰھم عافہ واشفہ قال فما فشکیت وجعی بعد ذلک (اخرجہ الترمذی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ میں ایک دفعہ بیمار ہو گیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے میں کہہ رہا تھا۔ اے پروردگار اگر میری اجل قریب آگئی ہے تو مجھے آسایش دے اور اگر میرے مرنے میں ابھی تاخیر ہے تو اس مرض سے شفا دے اور اگر امتحان ہے تو مجھے صبر عطا کر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سنکر فرمایا تو یہ کیا کہہ رہا ہے میں نے اسکا اعادہ کیا آپ نے اپنے پاؤں سے مجھے ٹھکرا کر فرمایا اے پروردگار اسکو شفا دے۔ جناب امیر روایت کرتے ہیں کہ میں اسکے بعد کبھی بیمار نہیں ہوا۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن جناب امیر کے پاؤں کو لگایا پھر ان کے پاؤں نہیں دُکھے

عن ابی رافع رضی اللہ عنہ قال خلف النبی صلے اللہ علیہ وسلم علیا فی الھجرۃ وامرہ ان یؤدی اماناتٍ وامر النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان یلحق بالمدینۃ فخرج فی طلبہ یمشی اللیل ویکمن النہار حتی قدم المدینۃ فلما بلغ النبی صلے اللہ علیہ وسلم فلما راہ ما بقدمیہ من الورم وکانتا تقطران دما فتفل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی یدیہ ومسح بھما رجلیہ ودعالہ بالعافیۃ فلم تشتکیھما حتی استشھد (اسد الغابۃ) ابو رافع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرماتے ہوئے جناب امیر علیہ السلام کو امانات وغیرہ ادا کرنے کے لئے مکہ میں اپنے پیچھے چھوڑ دیا اور ارشاد کیا کہ بعد میں ہم سے مدینہ میں آملے جناب امیر علیہ السلام تعمیل ارشاد کرکے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ڈھونڈتے ہوئے مدینہ کو چلے۔ رات کو چلا کرتے تھے اور دن ہوتے ہوئے چھپ رہا کرتے تھے۔ جب مدینہ میں پہونچے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے پہونچنے کی خبر سُنی لوگوں کو حکم دیا علی کو میرے پاس بلالاؤ۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ وہ چل نہیں سکتے۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم خود بدولت ان کے پاس تشریف لے گئے اور ان کے پاؤں میں ورم اور خون ٹپکتا ہوا دیکھکر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے لعاب دہن مبارک کو ہاتھوں پہ ملا اور ان کے پاؤں پہ مسح کیا اور ان کے لئے عافیت کی دُعا مانگی۔ ان کے پاؤں بالکل اچھے ہوگئے۔ پھر ان کے شہید ہونے تک کبھی نہ دُکھے۔

جناب امیر علیہ السلام کا گرمی اور سردی کی ایذا سے محفوظ ہونا

عن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ قال کان علی یخرج فی الشتاء فی الازار والرداء ثوبین خفیفین وفی الصیف فی القباء المحشو والثوب الثقیل فقال الناس لو قلت لابیک لانہ یسمر معہ فسالت ابی فقلت ان الناس قد رأوا من امیر المؤمنین شیئا استنکروہ قال وما ذاک قلت یخرج فی الحر الشدید فی القباء المحشو والثوب الثقیل ولا یبالی ذلک ویخرج فی البرد الشدید فی الثوبین الخفیفین ولا یبالی ذلک فہل سمعت من ذلک شیئا فقد امرونی ان اسألک ان تسالہ اذا سمرت عندہ فسمر عندہ فقال یا امیر المؤمنین ان الناس قد تفقدوا منک شیئا قال وما ہو قال تخرج فی الحر الشدید فی القباء المحشو والثوب الثقیل وتخرج فی البرد الشدید فی الثوبین الخفیفین وفی الملائتین ولا تبالی ذلک ولا تتقی بردا قال او ما کنت معنا یا ابا لیلیٰ بخیبر فقال بلی واللہ کنت معک قال فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث ابا بکر فسار بالناس فانہزم حتی رجع الیہ وبعث عمر فانہزم بالناس حتی انتہی الیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاعطین الرایۃ رجلا یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ یفتح اللہ لہ لیس بفرار فارسل الی فدعانی فاتیتہ وانا ارمد لا ابصر شیئا فتفل فی عینی وقال اللہم اذہب عنہ الحر والبرد فما اذانی بعدہ حر ولا برد اخرجہ احمد والبزار وابن جریر وصححہ باختلاف یسیر۔

عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ نقل کرتا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام جاڑے کے دنوں میں صرف تہبند اور چادر ہلکی پھلکی میں نکلا کرتے تھے اور گرمی کے دنوں میں روئی کی بھرتی کے کپڑے اور موٹے کپڑے پہنا کرتے تھے لوگوں نے مجھ سے کہا کہ اگر تو اپنے والد سے کہے کیونکہ وہ جناب امیر علیہ السلام کو باتیں بیان کرتے ہیں وہ اُنسے پوچھیں میں نے اپنے والد سے کہا اکثر لوگوں نے جناب امیر علیہ السلام سے ایک ایسی بات دیکھی ہے جو اُن کی نگاہ میں ان کو اچھی نہیں لگتی وہ کہنے لگے وہ کیا بات ہے۔ میں نے کہا جناب امیر علیہ السلام سخت گرمی کے دنوں میں بھرتی کے موٹے کپڑے پہنکر نکلتے ہیں اور پروا نہیں کرتے اور سخت سردی کے دنوں میں نہایت ہلکے کپڑے پہنتے ہیں اور کچھ بھی پرواہ نہیں کرتے اور سردی سے نہیں ڈرتے لوگوں نے مجھ سے کہا ہے کہ آپ داستان بیان کرتے ہوئے جناب امیر علیہ السلام سے اسکا سبب پوچھیں پس وہ جب کہ امیر علیہ السلام کو باتیں سُنانے لگے تو عرض کیا یا امیر المؤمنین لوگ آپ کی ایک بات کی تہ کو نہیں پہونچے۔ جناب

امیر علیہ السلام نے فرمایا وہ کیا ہے میرے والد نے کہا آپ موسم گرما میں موٹے اور بھاری کپڑے پہنتے ہیں اور سردی میں ہلکے پھلکے دو کپڑوں میں نکلتے ہیں اور سردی کی پرواہ نہیں کرتے فرمانے لگے اے ابا لیلے کیا خیبر میں تو ہمارے ساتھ نہیں تھا میرا باپ کہنے لگا آپ کی ساتھ میں موجود تھا۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ کو علم دیکر خیبر کے فتح کرنے کے لئے بھیجا اور وہ شکست کھا کر واپس ہو آئے پھر جناب عمر رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور وہ بھی ہزیمت کھا کر لوٹ آئے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا البتہ ہم یہ علم ایسے شخص کو دینگے جو اللہ اور اسکے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے پیار کرتے ہیں وہ بھاگنے والا نہیں۔ پھر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلوایا میں حضرت ؐ کی خدمت میں ایسے حال میں پہونچا کہ میری آنکھیں دکھ رہی تھیں قریب تھا کہ مجھے کچھ نہ سوجھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے میری آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اور دعا فرمائی کہ اے میرے پروردگار اس سے گرمی اور سردی کی ایذا ہٹا رکھیو اس کے بعد مجھے گرمی اور سردی نے نہیں ستایا ۔

جناب امیر علیہ السلام کی دس خصوصیتیں

عن عمرو بن میمون قال انی لجالس الی ابن عباس اذ اتاہ تسعۃ رھط فقالوا اما ان تقوم معنا واما ان تخلون بھؤلاء وھو یومئذ صحیح قبل ان یعمی قال انا اقوم معکم فتحدثوا فلا ادری ما قالوا فجاء فھو ینفض ثوبہ ویقول اف وتف یقعون فی الرجل لہ عشر وقعوا فی رجل قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لابعثن رجلا یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ لا یخزیہ اللہ ابدا فاشرف من استشرف فقال این علی قیل ھو فی الرحا یطحن قال وما کان احدکم لیطحن من قبلہ فدعاہ وھو ارمد ماکان یبصر فنفث فی عینیہ ثم ھز الرایۃ ثلثا فدفعھا الیہ فجاء بصفیۃ بنت حیی وبعث ابا بکر بسورۃ التوبۃ وبعث علیا خلفہ فاخذھا منہ وقال لا یذھب بھا الا رجل من اھل بیتی ھو منی وانا منہ ودعا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الحسن والحسین وعلیا وفاطمۃ فمد علیہم ثوبا فقال اللھم ھؤلاء اھل بیتی وخاصتی فاذھب عنہم الرجس وطھرھم تطھیرا وکان اول من اسلم من الناس بعد خدیجۃ ولبس ثوب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھم یحسبون انہ نبی اللہ فجاء ابوبکر فقال یا نبی اللہ فقال علی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد ذھب نحو بیر میمون فاتبعہ فدخل معہ للغار فکان المشرکون یرمون علیا حتی اصبح وخرج بالناس فی غزوۃ تبوک فقال علی اخرج معک فقال لا فبکی فقال اما ترضی

ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انک لست بنبی ثم قال انت ولیی فی کل
مومن من بعدی قال وسد ابواب المسجد غیر باب علی قال وکان یدخل المسجد وھو
جنب وھو طریقہ ولیس لہ طریق غیرہ وقال من کنت ولیہ فعلی ولیہ اخرجہ احمد والنسائی
وجریر الطبری وابو یعلی والحاکم والخوارزمی وابن عساکر وابن ابی یوسف الکنجی فی کفایۃ
الطالب و [illegible] فی النضرۃ والسیوطی فی الجمع الجوامع ۔ یحییٰ بن عوف اور عمرو بن
میمون سے [illegible] ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ نو آدمی آئے اور
انہوں نے ابن عباس سے کہا کہ یا تو تم ہمارے ساتھ چلو اور یا ہم ان لوگوں سے خلوت
میں بات سنو ان دنوں ابن عباس تندرست تھے اُن کی آنکھیں نہیں گئی تھیں انہوں نے کہا
میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں بعد اسکے اُن کے ساتھ جا کر کچھ علیحدہ باتیں کیں میں نہیں جانتا کہ اُن
لوگوں نے کیا کہا جب ابن عباس پھر کے آئے تو میں نے دیکھا کہ وہ اپنے کپڑے جھاڑتے ہیں اور کہتے ہیں تف
ان لوگوں پر کرتے ہیں۔ اور کہنے لگے یہ لوگ ایسے شخص کے پیچھے پڑے ہیں کہ جس کو اللہ تعالےٰ
نے دس باتیں دی ہیں اور ایسے شخص کو بُرا کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے اسکے باب میں فرمایا ہے کہ میں ایسے شخص کو بھیجوں گا کہ جو اللہ کو اور اُسکے رسول کو دوست
رکھتا ہے اور اللہ اور اللہ کا رسول اُسکو دوست رکھتا ہے اللہ اسکو رسوا نہیں کریگا
پس لوگوں نے اُسکی طرف یعنی علم کی طرف جھانکا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا علی کہاں ہیں۔ عرض کیا گیا وہ چکی پیس رہے ہیں اور کوئی شخص اُن سے پیشتر چکی
نہیں پیستا تھا۔ پس حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلوایا اور اُن کی آنکھوں میں
آشوب تھا کہ وہ کچھ نہیں دیکھ سکتے تھے حضرت صلعم نے اپنا لعاب دہن اُن کی آنکھوں
میں لگایا اور تین مرتبہ علم کو جنبش دیکر حضرت علی رضی کو دیدیا پس انہوں نے خیبر کو فتح کیا اور
صفیہ بنت حی بن اخطب کو لے آئے اور ایک مرتبہ حضرت صلعم نے جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ
کو سورہ توبہ دیکر بھیجا اور بعد اُسکے علی کو اُن کے پیچھے روانہ فرمایا۔ پس انہوں نے وہ سورت
ابوبکر رضی اللہ عنہ سے لے لی۔ اور حضرت نے فرمایا اس سورت کو کوئی نہیں لے جا سکتا
[illegible] جو میرے اہل بیت میں سے ہو اور وہ میرا ہو اور میں اُسکا ہوں اور ایک مرتبہ
حضرت نے [illegible] اور علی رضی اور فاطمہ کو بلا کر اُنکے اوپر کپڑا اوڑھا دیا اور فرمایا بار خدایا یہ میرے
اہل بیت اور میرے خاص ہیں تو اُن سے نجاست دور کر اور ان کو پاک کر جو حق پاک کرنے کا ہے
اور حضرت علی نفس جناب خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سب سے اول اسلام لائے ہیں اور ہجرت کی رات کو
حضرت ص کے کپڑے پہنکر اُن کے بچھونے پر سو رہے اور کفار یہ جانتے رہے کہ یہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سو رہے ہیں بعد ازاں جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور حضرت کو پکارا
جناب امیر نے جواب دیا نبی اللہ بیر میمون کی طرف گئے ہیں تم بھی آپکے پیچھے چلے جاؤ پس وہ

حضرت کے ساتھ قاریں داخل ہو گئے اور مشرکین حضرت علیؓ کو صبح تک پتھر مارا کئے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب غزوہ تبوک میں تشریف لے چلے حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ میں بھی رکاب سعادت میں چلوں آپؐ نے فرمایا نہیں حضرت علی رونے لگے حضرت نے فرمایا کیا تم راضی نہیں ہو کہ میری طرف سے تم ایسے مرتبہ پر ہو کہ جیسے مرتبہ پہ ہارون موسیٰؑ کی طرف سے تھے فقط اتنا فرق ہے کہ تم نبی نہیں ہو پھر فرمایا تم سب مومنین میں میرے بعد میرے خلیفہ ہو۔ اور آنحضرتؐ صلعم کے حکم سے علیؓ ہی کے دروازہ کے سوا مسجد کے سب دروازے بند کئے گئے اور علی بحالت جنابت مسجد میں داخل ہوتے تھے وہی انکا راستہ تھا اس کے سوا انکا دوسرا راستہ نہیں تھا اور فرمایا حضرتؐ نے جس کا کہ میں ولی ہوں اُسکا علی ولی ہے ؛

جناب امیر علیہ السلام کے لیے تین ایسی خصوصیتیں تھیں جو حضرتؐ میں نہیں ہیں

عن ابی الحمراء ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی اتیت ثلثا لم یوتھن احد ولا انا اوتیت صھرا مثلی ولم اوت انا مثلی واوتیت زوجۃ صدیقۃ مثل ابنتی ولم اوت مثلھا زوجۃ واوتیت الحسن والحسین من صلبک ولم اوت من صلبی مثلھما ولکنکم منی وانا منکم (اخرجہ ابوسعد فی شرف النبوۃ والدیلمی فی فردوس الاخبار والامام علی الرضا فی مسندہ) ابوالحمراء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے علی سے فرمایا کہ تجھے تین ایسی باتیں دی گئی ہیں کہ کسی ایک کو نہیں دی گئیں۔ تجھے مجھ سا خسر دیا گیا ہے اور مجھے مجھ سا خسر نہیں دیا گیا۔ تجھے میری بیٹی جیسی صدیقہ زوجہ ملی ہے۔ اور مجھے ویسی زوجہ نہیں ملی۔ اور حسن اور حسین جیسے بیٹے تیری پشت سے تجھے دیئے گئے ہیں کہ میری پشت سے مجھے ویسے نہیں دیئے گئے۔ لیکن تم میرے ہو اور میں تمہارا ہوں ؛

جناب امیر علیہ السلام کی چار خصوصیتیں

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال لعلی اربع خصال لیست لاحد غیرہ ھو اول عربی وعجمی صلے اللہ مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو الذی کان لواءہ معہ فی کل زحف وھو الذی صبر معہ یوم فرعنہ غیرہ وھو الذی غسلہ وادخلہ فی قبرہ (اخرجہ احمد وابوعمر)

جناب امیر علیہ السلام کی اٹھارہ منقبتیں ایسی تھیں جو کسی میں نہیں تھیں

عن ابن عباس قال کانت لعلی ثمانی عشرۃ منقبۃ ما کانت لاحد من ہذہ الامۃ اخرجہ الطبرانی فی الصواعق المحرقہ (ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کی اٹھارہ منقبتیں ایسی ہیں جو اس امت کے کسی ایک کی نہیں ہیں ۔

خاتمہ

خدائے بے نیاز کا شکر ہے جس نے اپنے حقیر بندے کے ہاتھ سے اس عظیم الشان کام کو آج ایسے مبارک دن اور بابرکت مہینے میں انجام کو پہونچایا ہے کہ جس سعادت بھرے دن اور مہینے میں خدا تعالےٰ نے اپنی پاک کلام کو اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمایا اور اپنے نبی مرسل ابن مریم رسول اللہ کو اپنی طرف اٹھالیا یہ وہی رمضان المبارک کا مہینہ اور سترھویں تاریخ ہے جس میں جناب یوشع بن نون وصی موسیٰ اور ہمارے آقا علی علیہ السلام نے شربت شہادت نوش کیا ہیں اپنے مجیب الدعوات قاضی الحاجات رب الارباب کی جناب سے دعا مانگتا ہوں کہ اس مناقب کے وسیلے سے مجھے اور میرے اہل عیال کو دنیا میں تنگدستی اور ضغطہ قبر اور دوزخ کی آنچ سے بچاکر اپنے دیدار کی نعمت چکھائے اور سید الانبیاء صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نصیب کرے اور ساقی کوثر کے ہاتھ سے شراب طہورا پلادے آمین ثم آمین

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کی چار خصلتیں ایسی ہیں جو کسی دوسرے میں نہیں ہیں وہ سب عربی و عجمی لوگوں سے پہلے ہیں جنہوں نے حضرتؐ کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔ اور وہ وہ ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام جہادوں میں حضرت کا علم انہیں کے ہاتھ میں رہا ہے اور وہ وہ ہیں کہ جو اس روز کہ حضرتؐ کے پاس سے سب لوگ بھاگ گئے۔ اور وہ حضرتؐ کے ساتھ صبر کئے ہوئے احد کے مقام میں ڈٹے رہے اور وہ وہ ہیں کہ جنہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا اور قبر میں اتارا۔

جناب امیر علیہ السلام کی پانچ خصوصیتیں۔

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعطیت فی علی خمسا هو احب الی من الدنیا وما فیها - اما واحدة فهو تکأتی بین یدی اللہ عز وجل حتی یفرغ من الحساب - واما الثانیة فلواء الحمد بیده آدم ومن ولده تحته واما الثالثة فواقف علی عقر حوضی یسقی من عرف من امتی واما الرابعة فساتر عورتی ومسلمی الی ربی واما الخامسة فلست اخشی ان یرجع زانیا بعد احصان ولا کافرا بعد ایمان (اخرجه احمد) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ علی کو پانچ باتیں ایسی عطا ہوئی ہیں کہ میرے نزدیک دنیا سے بہت محبوب ہیں اول کہ قیامت کے روز وہ میرا تکیہ ہوگا جب تک کہ میں حساب سے فارغ ہو جاؤں۔ دوئم لواء الحمد اسکے ہاتھ میں ہوگا آدم اور اولاد آدم اسکے علم کے نیچے ہونگے سوم وہ میرے حوض کے اوپر کھڑا ہوگا جس کو میری امت سے پہچانے گا اسکو پلائیگا چہارم میرے مرنے کے بعد میرا پردہ دار ہوگا اور مجھے میرے پروردگار کے سپرد کریگا پنجم مجھے اسکی نسبت یہ خوف نہیں ہے کہ وہ پارسا ہونے کے بعد زنا کا مرتکب ہو اور ایمان لانے کے بعد پھر کافر ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جناب امیر سے ایسے ستر عہد کرنے جو کسی سے نہیں کئے۔

عن ابن عباس قال کنا نتحدث ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عهد الی علی سبعین عهدا لم یعهد الی غیره (اخرجه ابو نعیم فی الحلیة) ابن عباس کہتے ہیں کہ ہم اکثر کہا کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سے ستر عہد ایسے کئے ہیں جو ان کے سوا اور کسی سے نہیں کئے۔